وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اور رسول تم کو جو (احکام) دیں ان کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں ان سے باز رہو

شرح صحیح مسلم

جلد سادس

الصید والذبائح، الاضاحی، الاشربۃ، اللباس والزینۃ، الآداب، السلام، قتل الحیات وغیرہا، الشعر، الرؤیا، الفضائل

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸- اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الطبع الثامن : ربیع الاول 1421ھ/جون 2000ء
الطبع التاسع : شوال 1423ھ/دسمبر 2002ء
تصحیح : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی، فاضل علوم شرقیہ
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور
قیمت : -/395 روپے

Farid Book Stall®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۳۱۲۱۷۳۔۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۲۲۴۸۹۹
ای میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

فہرست مضامین شرح صحیح مُسلم جلد سادس

....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معروضات

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کا بے حد و حساب کرم ہے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی نظرِ عنایت ہے کہ شرح صحیح مسلم کی جلد سادس قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچ گئی اس جلد میں ۱۵۲۰ احادیث کی شرح کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ سب سے ضخیم جلد ہے، اس جلد میں جو اہم ابحاث آگئی ہیں وہ یہ ہیں:

بندوق سے مارے ہوئے شکار کی تحقیق، برقی اور مشینی آلات سے ذبح کرنے کا حکم، درآمد شدہ ڈبوں میں بند گوشت کا حکم، چھ ماہ کے فربہ دنبہ کی قربانی کی اجازت آیا مینڈھے کو بھی شامل ہے یا نہیں؟ قربانی کی کھال دینی مدارس اور مساجد میں دینے کی تحقیق، سکون آور دواؤں کا شرعی حکم، تمباکو نوشی کا شرعی حکم، الکوحل اور اسپرٹ کی تحقیق، دواؤں اور پرفیوم وغیرہ کا شرعی حکم، سونے چاندی کے بٹن اور گھڑی کے چین کا حکم، غیر اسلامی ملکوں میں بنے ہوئے لباس پہننے کا جواز، کفار اور فساق کی مشابہت کی تحقیق، سبز عمامہ کی تحقیق، ٹخنوں کے نیچے تک لباس پہننے کی تحقیق، بالوں کو رنگنے (خضاب) کی تحقیق، داڑھی کی مقدار اور قبضہ کی تحقیق، تصویر اور فوٹو گراف کی تحقیق، مصنوعی بال لگانے کا شرعی حکم، تعویذات لٹکانے کی تحقیق، تعلیم قرآن اور امامت وغیرہ پر اجرت لینے کا بیان، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کا دنیا میں اعلان آپ کی عظیم خصوصیت ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت، حضرت خضر کے نبی ہونے کا بیان، حیات خضر کی تحقیق، کثرت صحابہ پر دلائل، حضرت ابو بکر صدیق کے فضائل، حضرت ابو بکر کی خلافت پر دلائل، خلفائے ثلاثہ پر شیعوں کے اعتراضات کے جوابات، غیر کفو میں نکاح کے جواز کی تحقیق، روافض کی تکفیر کی تحقیق۔

شرح صحیح مسلم کی آخری جلد، جلد سابع ہوگی، یہ نصف سے زیادہ لکھی جا چکی ہے، اس کی چند خصوصی ابحاث یہ ہیں:

اولیاء اللہ کی کرامات، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی ذوات سے توسل، ندائے غیر اللہ، جاسوسی کا نظام، غیبت، چغلی، تکبر، تقدیر، عصمت ملائکہ اور عصمت انبیاء، علم کی فضیلت، خواتین کو لکھنا پڑھنا سکھانا، دعاؤں کا بیان، حضرت عائشہ پر تہمت کے واقعہ کا بیان، عبداللہ بن اُبی کی نماز جنازہ پڑھانے کا بیان، بدشگونی کا شرعی حکم، روح کی تحقیق، انسان کے جسم میں جن کے حلول اور تصرف کی بحث، عذاب قبر کی تحقیق، زیارت قبور کا شرعی حکم، قبر میں سوال کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کی تحقیق، روحوں کا زندوں کے احوال پر مطلع ہونا، سماع موتیٰ کی تحقیق، یاجوج ماجوج کا بیان اور بہت سے مسائل۔

داڑھی کی مقدار میں قبضہ کے استحباب کے متعلق شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں اجمالی طور پر لکھا گیا تھا اور یہ کہا تھا کہ ان شاء اللہ

کتاب اللباس میں اس پر مفصل بحث آئے گی اللہ کے کرم سے یہ وعدہ پورا ہو گیا اور اس جلد میں یہ بحث آگئی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اعلان مغفرت اور غیر کفو میں نکاح کو بھی اس جلد میں زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ جن ذہنوں میں ان مباحث کے متعلق کوئی خلش اور الجھن اگر تھی تو وہ ان شاء اللہ ضرور دور ہو جائے گی۔

میں نے اس کتاب میں جو مباحث لکھے ہیں وہ خوب غور و خوض کر کے لکھے ہیں اور بعض مسائل میں اپنے معاصر علماء کی آراء سے بھی استفادہ کیا ہے اس کے باوجود میں انسان ہوں اور اپنے آپ کو فکری غلطیوں اور اجتہادی خطاؤں سے مبرا نہیں سمجھتا، صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین نے بھی بعض امور میں اپنی آراء سے رجوع کیا ہے اور یہی للّٰہیت کی نشانی ہے۔ بعض چیزوں میں مجھ پر فکری غلطی واضح ہوئی اور میں نے ان سے رجوع کر لیا، حضرت علامہ سیالوی مدظلہ نے رجم کی بحث میں میری ایک فکری غلطی کی طرف توجہ دلائی تو میں نے اس سے رجوع کر لیا اور جلد رابع کے دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی۔ میں نے جلد ثالث میں حضرت زینب بنت جحش کو غلطی سے ہاشمی لکھ دیا تھا، بعض دوستوں نے اس پر متنبہ کیا کہ وہ تو بنو اسد سے ہیں تو میں نے دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی اسی جلد ثالث کے دوسرے ایڈیشن میں میں نے روزے میں انجکشن لگوانے کے مسئلہ میں اپنی پہلی رائے سے رجوع کر لیا، بعض علماء نے متنبہ کیا کہ جلد اول میں میں نے ڈاڑھی میں قبضہ کو واجب لکھا ہے سو میں نے اس سے رجوع کر لیا اور اس کے چوتھے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی۔ بہر حال میں شرح صحیح مسلم پر مسلسل غور و فکر کرتا رہتا ہوں اور قبول حق کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہوں، کسی مسئلہ میں میرا کوئی ذاتی نظریہ نہیں ہے، میں وہی لکھتا ہوں جو مجھ پر قرآن اور سنت سے منکشف ہوتا ہے میں نے جو کچھ پہلے لکھا تھا وہ بھی اللہ کے لیے لکھا تھا اور جس رائے سے رجوع کیا وہ بھی اللہ کے لیے رجوع کیا ہے۔ کچھ کتابت کی اغلاط بھی علم میں آتی رہتی ہیں اور بعد والے ایڈیشنوں میں ان کی اصلاح کر دی جاتی ہے۔ میں اپنی طرف سے اس کتاب کی صحت اور درستگی کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن یہ ایک بندے اور بشر کی کوشش ہے اور اغلاط اور نقائص سے منزہ نہیں ہے، کامل ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے!

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو تا روز قیامت باقی اور فیض آفریں رکھے اور اس کو میرے لیے ذریعہ نجات اور صدقہ جاریہ کر دے اور مجھ سمیت اس کتاب کے ناشر، کاتب، مصحح اور قارئین کو دنیا اور آخرت کی ہر پریشانی اور بلا سے محفوظ رکھے اور سب کو دارین کی بے حساب برکتوں اور سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین شفیع المذنبین قائد الغر المحجلین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

غلام رسول سعیدی غفرلہٗ

خادم الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ٣٨

٢٧، ربیع الثانی، ١٤١٣ھ

٢٥ راکتوبر ١٩٩٢ء

آراء و تاثرات

حضرت استاذ العلماء علامہ ابو الحسنات محمد اشرف صاحب سیالوی دامت فیوضہم

شیخ الحدیث ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

حضرت علامہ سعیدی صاحب نے از راہ برادر نوازی اپنی مایہ ناز اور بلند پایہ شرح صحیح مسلم کی جلد رابع اور جلد خامس ارسال فرمائیں، بندہ کو اس شرح کے مطالعہ کا مدت سے اشتیاق تھا سو ان کی اس عنایت سے وہ پورا کیا ہوا ایسا بڑھ گیا ہے کہ جی چاہتا ہے یہ عظیم شرح جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچے اور ہر وقت اسے مطالعہ میں رکھ کر استفادہ کیا جائے۔

علامہ سعیدی نے اس عظیم شرح میں صرف اپنے زور بیان اور منفرد اسلوب نگارش کا لوہا ہی نہیں منوایا بلکہ تحقیق و تدقیق کے جواہر نفیسہ کے خزائن کی بے دریغ سخاوت کی ہے اور کتاب کے ہر صفحہ کو طالبان تحقیق کے لیے خوان یغما بنا دیا ہے اور تشنگان حقائق و معارف کے لیے اس کے ہر باب کو چشمہ آب حیوان بنا دیا ہے، آپ نے اس لاثانی شرح کے ذریعہ جہاں علماء اہل سنت کی لاج رکھ لی ہے وہاں عوام اہل سنت پر بالخصوص اور عالم اسلام پر بالعموم احسان عظیم فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ بہ طفیل مقربان بارگاہ ناز ان کی اس سعی جمیل کو قبول عام بخشے اور سرچشمہ فیض عام بنائے۔

قدیم شارحین میں سے علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں جس طرح انوکھا نرالا اور دل فریب و دلکش و دل ربا اور روح پرور انداز و اسلوب اختیار کیا تھا، اس دور کے شارحین میں علامہ موصوف نے اردو زبان میں اس طرز نگارش کا احیاء فرمایا ہے، آپ کی معلومات میں علامہ سیوطی ایسی وسعت اور علامہ عسقلانی جیسی پختگی اور ضبط و اتقان کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے، مخالف کے نقطۂ نظر اور اس کے دلائل کی تقریر بھر اس پر مواخذہ و گرفت اور جوابی کارروائی اور نقض و ابرام میں علامہ سعد الدین تفتازانی کے انداز تلویح کا عکس نظر آتا ہے، بلاشبہ اس شرح نے لکھنے والوں کو نئی راہ و روش دکھلائی ہے اور نیا اسلوب بیان سکھلایا ہے اور یہ شرح ہر شارح کے لیے مشعل راہ ہے بلکہ مینارہ نور ہے اور علامہ موصوف نے اس عظیم و رفیع شرح کے ذریعہ صرف اپنا محدث و مفسر اور اصولی و متکلم ہونا ہی تسلیم نہیں کرایا بلکہ جدید و قدیم پیچیدہ اور گھمبیر مسائل پر گہری نظر رکھنے والا فقیہ اور محقق ہونا بھی تسلیم کرا لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ سعیدی صاحب کے علمی مدارج میں مزید رفعت و ترقی عطا فرمائے اور عالم اسلام کو بالعموم اور اہلسنت کو بالخصوص ان سے بیش از بیش استفادہ کی توفیق بخشے اور انہیں جملہ امراض و اسقام اور بلیات و آفات سے محفوظ اور مامون رکھے اور وہ جس عظیم علمی کارنامہ کو سرانجام دینے کا عزم و ارادہ رکھتے ہیں انہیں باحسن وجوہ پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت بخشے۔

یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ کسی بھی مصنف کے ساتھ ہر قاری تمام مندرجات میں متفق نہیں ہو سکتا، نہ پہلے اس کی مثال ملتی ہے اور نہ ہی آئندہ اس کی توقع کی جا سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ ہر باب میں تحقیق حق اور احقاق صواب خطا و نسیان کے پتلے انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باہم اتحاد و اتفاق اور اخوت و محبت کے جذبہ سے دین قویم کی خدمت اور اس کی ترویج و اشاعت میں مقدور بھر سعی اور جد و جہد کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

احقر الانام ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی
دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

محمد بلال احمد ایم اے جنوبی افریقہ

آپ کی شرح صحیح مسلم کا مطالعہ کیا، اب اس کی جلد رابع مکمل کرنے والا ہوں، اس شرح کو پڑھنے کے بعد کسی اور شرح کے پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ نے اسلام کے اقتصادی نظام پر قلم اٹھایا ہے اور بہت سے ان جدید مسائل پر سیر حاصل بحث کی ہے، جن کو ابھی تک کسی نے نہیں چھیڑا تھا۔ آپ ایسا انداز بیان شاید ہی کسی اور کو ملا ہو جب آپ مخالفین کے نظریات اور ان کے دلائل پیش کرنے کے بعد ان کا رد کرتے ہیں تو کسی قاری کی تشنگی باقی نہیں رہتی، وہ تمام جدید فقہی مسائل جن کے متعلق جاننے کے لیے کب سے لوگ منتظر تھے آپ نے ان کی تحقیق کا حق ادا کر دیا، میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ میں اپنے مافی الضمیر اور دلی تاثرات کو کما حقہ بیان کر سکوں، اللہ تعالیٰ آپ کی تمام علمی خدمات کو مشکور اور ماجور فرمائیں اور آپ کی تصنیفات کو آپ کے لیے صدقہ جاریہ کر دیں، آپ کو دین اور دنیا میں ہر رنج اور تکلیف سے محفوظ رکھیں اور آپ کو دارین میں سرخ روئی عطا فرمائیں۔ آمین۔

محمد بلال ایم۔ اے
جنوبی افریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین سید الانبیآء والمرسلین اکرم الاوّلین و الاٰخرین حامل لواء الحمد یوم الدین اوّل الشافعین والمشفعین صاحب المقام المحمود بین المحشورین الذی نطقہ وحی ربّ العالمین والذی خلقہ معیار للحسن فی الاوّلین والاٰخرین رحمۃ للعالمین حبیب ربّ العالمین سیّدنا محمد وعلٰی اٰلہ الطیّبین الطّاھرین واصحابہ الرّاشدین المھدیین وازواجہ الطّاھرات المطھّرات امّھات المؤمنین واولیآء امّتہ الواصلین الکاملین وعلمآء امّتہ الرّاسخین من المفسّرین والمحدّثین والائمۃ المجتھدین اجمعین ○

❋

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کتاب الصید والذبائح

وما یؤکل من الحیوان

لائق شکار حلال جانوروں اور ذبیحوں کا بیان

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو ان گنت انعامات اور احسانات فرمائے ہیں، ان میں سے ایک عظیم احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کے لیے بعض جانور حلال کر دیئے ہیں اور ان کے لیے شکار کرنا بھی حلال کر دیا ہے، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہی جانور حلال کیے ہیں جن کا کھانا انسان کی صحت اور سلامتی کا ضامن ہے، اور جن کا کھانا اس کی صحت یا اس کے اخلاق کے لیے مضر ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے، مثلاً مردار جانور کو حرام کر دیا ہے، کیونکہ جب کوئی جانور طبعی موت سے مر جائے تو اس کی رگوں اور شریانوں میں خون جم جاتا ہے اور اس کے جسم میں ایک فاسد مادہ پیدا ہو جاتا ہے جس کو کھانا انسانی صحت کے لیے مضر ہے، اس لیے انسان کو حکم دیا کہ جانور کو ذبح کر کے کھاؤ تاکہ جانور کے خون کا ایک ایک قطرہ اس کی شریانوں کے راستہ بہہ جائے اور اس کا جسم تمام مضر اثرات سے پاک ہو جائے، پھر اللہ تعالیٰ نے ذبح کرنے کا ایک خاص طریقہ مقرر کر دیا تاکہ دنیا کے جس خطہ زمین پر اور جس جگہ بھی مسلمان کسی جانور کو ذبح کریں تو اس کو ایک طریقہ سے ذبح کریں تاکہ ذبح کرنے کے عمل میں تمام مسلمانوں کے اندر اتحاد اور یگانگت ہو اس معاملہ کو یونہی نہیں چھوڑا کہ جو شخص جانور کے جس عضو کو چاہے کاٹ کر اس کا سارا خون بہا دے اور سب الگ الگ طریقہ سے جانور کو ذبح کر کے انتشار اور تفریق کا شکار ہوں، بلکہ سب کو ذبح کرنے کا ایک معین طریقہ بتایا کہ وہ جانور کی گردن پر چھری پھیر کر اس کی چار رگیں (حلقوم، مری اور ودجان، یعنی حلقوم کے دائیں بائیں کی دو رگیں) کاٹ دیں نیز یہ حکم دیا کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں تاکہ اسلام اور کفر کے ذبیحہ میں فرق اور امتیاز ہو۔

اللہ تعالیٰ نے چیرنے پھاڑنے والے درندوں اور پنجوں اور ناخنوں سے شکار کرنے والے پرندوں کو حرام کر دیا ہے، کیونکہ انسان جس جانور کا گوشت کھاتا ہے اس کے طبعی اوصاف اس میں پیدا ہو جاتے ہیں اور چونکہ ان جانوروں میں ظلم اور بربریت کی صفت ہوتی ہے اس لیے ان کا گوشت کھانا حرام کر دیا، اسی طرح خنزیر کا گوشت حرام کر دیا کیونکہ خنزیر میں بے حیائی اور بے غیرتی ہوتی ہے، باقی جانوروں کی فطرت کے برخلاف جب خنزیر اپنی مادہ سے جفتی کر رہا ہو تو باقی خنزیر ایک لائن میں سکون سے کھڑے ہو کر انتظار کرتے ہیں اور ایک خنزیر کے فارغ ہونے کے بعد دوسرا اس سے جفتی شروع کرتا ہے، خنزیر کی اس بے شرمی اور بے غیرتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو بہت سختی سے حرام کر دیا، علاوہ ازیں خنزیر کا گوشت کھانے سے بہت مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، اور اس کی تصدیق یہ ہے کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ کی جو اقوام خنزیر کا گوشت بہت شوق اور رغبت سے کھاتی ہیں ان کے ہاں بے غیرتی اور بے حیائی

بھی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، سو اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ عظیم احسان ہے کہ اس نے ہم پر خنزیر کا گوشت حرام کر کے ہم کو بے غیرتی اور بے حیائی کے قعر مذلت میں گرنے سے بچا لیا۔ اب ہم پہلے قرآن مجید کی وہ آیات بیان کریں گے جن میں اللہ تعالیٰ نے حلال جانوروں کے کھانے اور شکار کرنے کی اجازت دی ہے، اس کے بعد اس سلسلہ میں بعض شبہات کا ازالہ کریں گے۔ شکار اور ذبح کے فقہی احکام بیان کریں گے۔ فنقول و باللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

حلال جانوروں کو کھانے کے متعلق قرآن مجید کی آیات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

احلت لکم بهيمة الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید و انتم حرم۔ (مائدہ: ۵/۱)

تمہارے لیے تمام قسم کے مویشی حلال کیے گئے ہیں ماسوا ان جانوروں کے جن کا حکم تم کو بیان کیا جائے گا لیکن حالت احرام میں تم شکار کو حلال نہ کر لینا۔

ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقهم من بهيمة الانعام فکلوا منها واطعموا البائس الفقیر۔ (حج: ۲۲/۲۸)

ان معین دنوں میں ان مویشیوں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو دیے ہیں تو ان میں سے تم خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔

واحلت لکم الانعام الا ما یتلی علیکم۔ (حج: ۲۲/۳۰)

اور تمہارے لیے مویشی حلال کیے گئے ہیں بجز ان جانوروں کے جن کا حکم تم کو بیان کیا جائے گا۔

ولکل امة جعلنا منسكا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقهم من بهيمة الانعام۔ (حج: ۲۲/۳۴)

اور ہم نے ہر امت کے لیے ایک قربانی مقرر کی ہے تاکہ وہ اللہ کے دیے ہوئے جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیں۔

اور شکار کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

احل لکم صید البحر وطعامه متاعا لکم وللسیارة وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما۔ (مائدۃ: ۵/۹۶)

سمندر میں شکار کرنا (یا سمندر میں پکڑی ہوئی مچھلی) اور سمندر کا طعام (یعنی سمندر کی پھینکی ہوئی مچھلی) تمہارے اور مسافروں کے لیے حلال ہے اور جب تک تم احرام باندھے ہوئے ہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا ہے۔

واذا حللتم فاصطادوا۔ (مائدہ: ۵/۲)

اور جب تم احرام کھول دو تو تم شکار کر سکتے ہو۔

یسئلونک ماذا احل لهم قل احل لکم الطیبت وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیه واتقوا اللہ ان اللہ سریع الحساب۔ (مائدۃ: ۵/۴)

آپ سے لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو ان کے لیے حلال کی گئی ہیں، آپ فرما دیجئے! تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھا لیا ہے، جن کو خدا کے دیے ہوئے علم کے مطابق تم شکار کی تعلیم دیتے ہو، وہ جس شکار کو تمہارے لیے پکڑ رکھیں اس کو بھی تم کھا سکتے ہو، البتہ (شکار پر چھوڑتے وقت) تم اس

شکار کئے ہوئے جانور پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو
بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اس اعتراض کا جواب کہ ذبح کرنا عقلاً مذموم ہے کیونکہ اس سے جانور کو اذیت پہنچتی ہے

بعض مذاہب میں جانوروں کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ جانوروں کو ذبح کرنا ان کو درد اور اذیت پہنچانا ہے اور درد اور اذیت پہنچانا امر قبیح ہے اور امر قبیح سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور جس فعل سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو وہ جائز نہیں ہے لہٰذا جانوروں کو ذبح کرنا بھی جائز نہیں ہے، امام رازی فرماتے ہیں: فقہاء اسلام نے اس شبہ کے متعدد جوابات دیئے ہیں، بعض فقہاء نے کہا ہم یہ نہیں مانتے کہ ذبح کے وقت جانوروں کو درد ہوتا ہے بلکہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ ان سے درد کو اٹھا لیتا ہے، لیکن یہ جواب بداہت کے خلاف ہے، معتزلہ نے کہا اذیت پہنچانا مطلقاً قبیح نہیں ہے، اذیت پہنچانا اس وقت قبیح ہے جب وہ کسی جرم کی سزا ہو اور اس کے عوض آخرت میں کوئی اجر ہو، اور چونکہ اللہ تعالیٰ اس ذبح کے بدلہ میں جانوروں کو آخرت میں اجر دیتا ہے اس لیے یہ قبیح نہیں ہے، جس طرح مریض کا آپریشن کرتے ہیں اور اس سے اس کو تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے لیکن صحت کے اہم فائدہ کی خاطر اس تکلیف کو خوشی سے برداشت کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عظیم منافع کی خاطر تھوڑی سی تکلیف کو برداشت کرنا ایک امر معقول ہے، اسی طرح ذبح کا معاملہ ہے اور فقہاء اہل سنت نے اس شبہ کے جواب میں یہ کہا ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور جانور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں اور مالک اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے یہ اس کا حق ہے اس کو ظلم یا امر قبیح کہنا صحیح نہیں ہے۔[1]

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

ہمارے مشائخ رحمہم اللہ علیہم سے بعض عراقی فقہاء نے یہ کہا ہے کہ حیوانات کو ذبح کرنا عقلاً ممنوع ہے کیونکہ اس فعل سے حیوان کو اذیت پہنچتی ہے اور ہمارے نزدیک یہ نظریہ باطل ہے، کیونکہ بعثت سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھاتے تھے، اور آپ کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ آپ مشرکین کا ذبیحہ کھاتے تھے، کیونکہ مشرکین بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ جانور شکار کر کے خود ذبح کرتے تھے اور آپ ایسا کوئی فعل نہیں کر سکتے تھے جو عقلاً ممنوع ہو جیسے ظلم کرنا، جھوٹ بولنا اور خباثت کے کام کرنا عقلاً ممنوع ہیں اور اس قسم کے تمام افعال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منتفی رہے۔

حیوانات کو ذبح کرنے سے انسان کے لیے غذا حاصل ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی منفعت ہے جو مقصود بالذات ہے، اس لیے یہ ایک مباح کام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا "وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے فائدہ کے لیے پیدا کیا" اور اس مقصود کو حاصل کرنے کے لیے اگر جانور کو کچھ اذیت پہنچتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جس طرح فصد، حجامت (مثلاً آپریشن) اور کرنے میں دونوں کو صحت کے حصول کے لیے مستحسن کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[2]

ذبح کا لغوی اور شرعی معنی اور ذبح کی اقسام

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۵۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۳۹۸ھ
[2] شمس الائمہ ابو بکر محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

کسی دھار والی چیز کے مس کرنے سے حیوان میں جو حدت اور جلن پیدا ہوتی ہے اس کو لغت میں ذکاۃ (ذبح) کہتے ہیں، جس طرح سورج کی شدت حرارت کو ذکاۃ کہتے ہیں، اسی طرح جس شخص کے ذہن میں حدت اور تیزی ہو اس کو بھی ذکی کہتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ذکوٰۃ کی شرط طبی نوعیت کی بناء پر ہے، کیونکہ یہ گوشت کو پکانے کی ایک قسم ہے، یہی وجہ ہے کہ ذبح شدہ گوشت مردار گوشت سے زیادہ پاکیزہ اور لذیذ ہوتا ہے، اور فساد اور خرابی سے زیادہ دور ہوتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ نجس اور فاسد خون کے بہانے کو ذکاۃ کہتے ہیں، کیونکہ حیوان میں بہنے والا خون حرام ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے محرمات کے ضمن میں فرمایا: اودما مسفوحًا۔ (یا بہنے والا خون) پس خبث کے ازالہ کرنے اور طاہر کو نجس سے متمیز کرنے کا نام ذکاۃ ہے۔ پھر ذکاۃ کی دو قسمیں ہیں (۱) قدرت اور اختیار کے وقت مذبح (وہ جگہ جس میں جانور ذبح کیا جاتا ہے) میں ذبح کرنا، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الذکاۃ بین اللبۃ واللحیین "دو جبڑوں اور سینہ کے بالائی حصہ کی درمیانی جگہ کو کاٹنا ذبح ہے" اس کو ذکاۃ اختیاری کہتے ہیں۔ (۲) اگر مذبح (وہ جگہ جس میں جانور ذبح کیا جاتا ہے) میں ذبح کرنا دشوار ہو تو جانور کی جو جگہ بھی قابو میں آئے اس کو زخمی کر دینا اور اگر وہ مذبح میں ذبح کرنے پر قادر ہو تو جب تک جانور کے مذبح میں ذبح نہیں کرے گا اس وقت تک ذبح متحقق نہیں ہوگا اور جب جانور کو مذبح میں ذبح کرنا دشوار ہو تو پھر جانور کی کسی جگہ کو بھی زخمی کر دینا ذبح کے قائم مقام ہو جائے گا۔ اس کو ذکاۃ اضطراری کہتے ہیں۔ [۱]

شکار کی شرائط کا بیان

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:
شکار کا جواز چند شرائط کے ساتھ مختص ہے:

۱۔ جس جانور کے ساتھ شکار کیا جائے وہ سدھایا ہوا ہو۔

۲۔ جانور جس کے ساتھ شکار کیا جائے وہ زخمی کرنے والا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ۔ اور جن شکاری جانوروں (زخمی کرنے والے) کو تم نے سدھایا ہے جن کو خدا کے دیئے ہوئے علم کے مطابق تم شکار کی تعلیم دیتے ہو۔ "جوارح (زخمی کرنے والے) کے متعلق دو قول ہیں (۱) وہ جانور اپنے دانتوں اور پنجوں سے حقیقۃً زخم ڈالے (۲) وہ شکار کو پکڑ کر لانے والے جانور ہوں کیونکہ جرح کا معنی کسب بھی ہے ویعلم ما جرحتم بالنھار ای کسبتم۔

۳۔ شکاری جانور کو بھیجا جائے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے کو بھیجا اور اس پر بسم اللہ پڑھی تو اس کو کھاؤ، اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا شریک ہو گیا تو پھر اس شکار کا گوشت کھاؤ اور جب دو کتوں میں سے اگر ایک کتا بھیجا ہوا نہ ہو تو کھانا حرام ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کتے کو بھیجنا شرط ہے، نیز ذکاۃ حلت کا سبب اس وقت ہوتی ہے جب اس کا حصول کسی آدمی سے ہوا ہو اس لیے شکار کے آلہ کو آدمی کا قائم مقام بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں آدمی کا فعل داخل ہو اور یہ صرف شکاری جانور کو بھیجنے سے ہو سکتا ہے، اور کتے کے لیے سدھائے ہونے کی شرط بھی اس میں بھیجنے کے تحقق کے لیے لگائی گئی ہے۔

۴۔ بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور کو بھیجے۔

---

[۱] شمس الائمہ ابوالطفیل محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

۵۔ جس جانور کا شکار کیا جائے اس کا کھانا جائز ہو اور فی نفسہ وہ شکار وحشی اور غیر مانوس جانور ہو۔

۶۔ شکاری جانور شکار کرنے والے کی نظر سے غائب نہ ہو یا وہ اس کو ڈھونڈنے سے تھک نہ جائے، کیونکہ جب وہ اس کی نظر سے غائب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ شکار کی موت شکار کرنے والے جانور کے زخم سے نہ ہوئی ہو بلکہ کسی اور سبب سے ہوئی ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس کو تم نے دیکھا ہے اس کو کھا لو اور جو تمہاری نظر سے غائب ہے اس کو مت کھاؤ۔ اور جب وہ اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک کر بیٹھ گیا تو اس کو یہ پتا نہیں ہے کہ اگر وہ اس کا پیچھا کرتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ شکار زندہ اس کے ہاتھ لگ جاتا اور وہ اس کو اصل طریقہ (مذبح میں رگ کے مطابق ذبح کرنے پر قادر ہوتا، اور باوجود قدرت کے مذبح میں ذبح کرنے کو ترک کرنا حرام ہے اور اس میں قاعدہ یہ ہے کہ جب شکار میں "شاید" اور "ہو سکتا ہے" جمع ہو جائیں تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اس چیز کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں اشارہ ہے، جب آپ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تمہارا شکار پانی میں گر جائے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ اب تم کو پتا نہیں کہ تمہارا وہ شکار تیر سے مرا ہے یا پانی سے مرا ہے۔

اسی بنا پر ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح شکاری جانور کے لیے زخمی کرنے کی شرط ہے اسی طرح تیر کے لیے بھی شرط ہے کیونکہ ابراہیم رحمہ اللہ نے یہ کہا کہ جب تیر کا پھل شکار کو چھید دے (زخمی کر دے) تو اس کو کھاؤ اور جب اس کو نہ چھیدے تو مت کھاؤ، اگر تیر کا عرض شکار کو لگے تو اس سے شکار کو چوٹ لگتی ہے وہ چھیدتا نہیں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر شکار تیر کی دھار سے زخمی ہو جائے تو کھاؤ اور شکار تیر کے عرض لگنے سے مر جائے تو مت کھاؤ، اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حلت کا مدار بہنے والے خون کے بہنے پر ہے اور خون اسی وقت بہتا ہے کہ جب تیر کا پھل شکار کو چھید دے یا پھاڑ دے اور جب تیر کے عرض سے شکار کے جسم کو چوٹ لگے اور وہ چھیدے یا پھاڑے نہیں تو وہ موقوذہ (چوٹ کھایا ہوا) کے معنی میں ہے اور وہ اس نص سے حرام ہے۔[1]

بَابُ الصَّيْدِ بِالْكِلَابِ الْمُعَلَّمَةِ

سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کرنے کا حکم

۴۸۵۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَيُمْسِكْنَ عَلَيَّ وَأَذْكُرُ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مَعَهَا قُلْتُ لَهُ فَإِنِّي

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سدھائے ہوئے کتوں کو چھوڑتا ہوں، وہ میرے لیے شکار کو روک کر رکھتے ہیں، اور میں ان پر بسم اللہ بھی پڑھتا ہوں، آپ نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو پھر اس کو کھا لو، میں نے کہا خواہ وہ شکار کو مار ڈالے؟ آپ نے فرمایا خواہ وہ شکار کو مار ڈالے بشرطیکہ کوئی اور کتا اس کے ساتھ شریک نہ ہوا ہو، میں نے عرض کیا میں شکار پر بغیر پھل (کے تیر) یا لکڑی کو مارتا ہوں جس سے وہ مر جاتا ہے، آپ نے فرمایا

---

[1] شمس الائمہ ابو الطفیل محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۲-۲۲۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ الصَّيْدَ فَأُصِيبُ فَقَالَ إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْهُ وَإِنْ أَصَابَهُ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْهُ.

جب تم بغیر پر (پیکان) کا تیر مارو اور وہ اس کے جسم میں نفوذ کر جائے تو اس کو کھالو، اور اگر تیر کے عرض سے شکار مرے تو اس کو مت کھاؤ۔

۴۸۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ: ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں، آپ نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو کتے نے جو شکار تمہارے لیے روکا ہے اس کو کھاؤ خواہ کتے نے اس شکار کو مار ڈالا ہو، البتہ اگر کتے نے بھی اس شکار سے کچھ کھالیا ہے تو پھر مت کھاؤ، کیونکہ مجھے یہ خدشہ ہے کہ کتے نے شاید اپنے لیے اس کو شکار کیا ہے اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ اور کتے بھی مل جائیں تو پھر اس شکار کو مت کھاؤ۔

۴۸۵۹- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ وَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ فَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ قُلْتُ فَإِنْ وَجَدْتُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا آخَرَ فَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَهُ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بغیر پر کے تیر کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا اگر شکار تیر کی دھار سے مرا ہو تو اس کو کھالو، اور اگر تیر کا عرض لگنے سے مرا ہو تو وہ موقوذ (چوٹ کھایا ہوا) ہے اس کو نہ کھاؤ، اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کتے کے شکار کا حکم معلوم کیا، آپ نے فرمایا جب تم (شکار پر) اپنے کتے کو چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو اس کو کھالو، اگر کتے نے اس شکار میں سے کچھ کھالیا ہے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ اب کتے نے اس شکار کو اپنے لیے روکا ہے، میں نے کہا اگر میں اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو بھی دیکھوں اور مجھے پتا نہ ہو کہ کس کتے نے شکار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا پھر تم مت کھاؤ، کیونکہ تم نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

۴۸۶۰- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بغیر پر کے تیر کے متعلق سوال کیا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

۴۸۶۱- حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ وَعَنْ نَاسٍ ذَكَرَ شُعْبَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض (بغیر پر کا تیر) کے متعلق سوال کیا اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے۔

۴۸۶۲- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْهُ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ أَخْذُهُ فَإِنْ وَجَدْتَ عِنْدَهُ كَلْبًا آخَرَ فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض (بغیر پر کا تیر) کے شکار کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا اگر شکار اس کی دھار سے مرا ہو تو کھا لو اور اگر اس کے عرض سے شکار مرا ہو تو نہ کھاؤ کیونکہ اب وہ وقیذ (چوٹ کھایا ہوا) ہے اور میں نے کتے کے شکار کے متعلق دریافت کیا، آپ نے فرمایا اگر کتا تمہارے لیے شکار کو روک لے اور اس سے خود نہ کھائے تو اس کو کھا لو کیونکہ اس شکار کو کتے کا پکڑ لینا ہی اس کا ذبح کرنا ہے، اور اگر تم شکار کے پاس ایک اور کتا دیکھو اور تمہیں یہ خدشہ ہو کہ دوسرے کتے نے بھی اس کے ساتھ پکڑا ہو گا اور مار ڈالا ہو گا تو پھر اس کو نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے، دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

۴۸۶۳- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۴۸۶۴- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ وَكَانَ لَنَا جَارًا وَدَخِيلًا وَرَبِيطًا بِالنَّهْرَيْنِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ

شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نہرین میں ہمارے ہمسایہ اور شریک کار تھے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ میں شکار پر اپنا کتا چھوڑتا ہوں پھر اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتا بھی دیکھتا ہوں اور مجھے یہ پتا نہیں چلتا کہ ان میں سے

صلى الله عليه وسلم قال أرسل كلبي فأجد مع كلبي كلبا قد أخذ لا أدري أيهما أخذ قال فلا تأكل فإنما سميت على كلبك ولم تسم على غيره.

کس نے شکار کو پکڑا ہے، آپ نے فرمایا پھر تم اس گوشت کو مت کھاؤ، کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے، دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

۴۸۶۵- **وحدثنا** محمد بن الوليد حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن الحكم عن الشعبي عن عدي بن حاتم عن النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت کی ہے۔

۴۸۶۶- **حدثني** الوليد بن شجاع السكوني حدثنا علي بن مسهر عن عاصم عن الشعبي عن عدي بن حاتم قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أرسلت كلبك فاذكر اسم الله فإن أمسك عليك فأدركته حيا فاذبحه وإن أدركته قد قتل ولم يأكل منه فكله وإن وجدت مع كلبك كلبا غيره وقد قتل فلا تأكل فإنك لا تدري أيهما قتله وإن رميت سهمك فاذكر اسم الله فإن غاب عنك يوما فلم تجد فيه إلا أثر سهمك فكل إن شئت وإن وجدته غريقا في الماء فلا تأكل.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمایا جب تم اپنا کتا بھیجو تو بسم اللہ پڑھو اگر وہ تمہارے لیے شکار کو روک لے اور تم شکار کو زندہ پاؤ تو اس کو ذبح کر دو، اور اگر تم شکار کو اس حال میں پاؤ کہ کتے نے مار ڈالا ہو اور اس سے کچھ کھایا نہ ہو تو اس کو کھا لو، اور اگر تم اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو پاؤ اور شکار کو کتے نے مار ڈالا ہو تو اس کو نہ کھاؤ، کیونکہ تم کو پتا نہیں کہ ان دونوں میں سے کس کتے نے اس کو مارا ہے، اور اگر تم تیر پھینکو تو بسم اللہ پڑھو، پھر اگر ایک دن تک تمہارا شکار غائب رہے اور تمہیں اس میں اپنے تیر کے علاوہ اور کوئی نشان نہ ملے تو اگر تم چاہو تو اس کو کھا لو، اور اگر تم کو شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملے تو پھر اس گوشت کو مت کھاؤ۔

۴۸۶۷- **حدثنا** يحيى بن أيوب حدثنا عبد الله بن المبارك أخبرنا عاصم عن الشعبي عن عدي بن حاتم قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصيد قال إذا رميت سهمك فاذكر اسم الله فإن وجدته قد قتل فكل إلا أن تجده قد وقع في ماء فإنك لا تدري الماء قتله أو سهمك.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شکار کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا جب تم اپنا تیر پھینکو تو بسم اللہ پڑھو، پھر اگر تم کو شکار مرا ہوا ملے تو اس کو کھا لو اور اگر تم کو شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملے تو مت کھاؤ کیونکہ تم کو پتا نہیں کہ وہ پانی سے مرا ہے یا تمہارے تیر سے مرا ہے۔

۴۸۶۸- **حدثنا** هناد بن السري حدثنا ابن المبارك عن حيوة بن شريح قال سمعت ربيعة بن يزيد الدمشقي يقول أخبرني أبو إدريس عائذ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں، اور ان کے برتنوں میں

اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ نَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ وَأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ أَوْ بِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَخْبِرْنِي مَا الَّذِي يَحِلُّ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ تَأْكُلُونَ فِي آنِيَتِهِمْ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا أَصَبْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا أَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا أَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ۔

کھاتے ہیں، ہمارے ملک میں شکار کیا جاتا ہے، میں اپنی کمان سے سدھائے ہوئے کتے اور غیر سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرتا ہوں، آپ مجھے یہ بتلایئے کہ ان میں سے کون سا شکار ہمارے لیے حلال ہے، آپ نے فرمایا تم نے جو یہ کہا ہے کہ تم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہو اور ان کے برتنوں میں کھاتے ہو تو اگر تم کو اور برتن مل سکیں تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ، اور اگر اور برتن نہ مل سکیں تو پھر ان کے برتنوں کو دھو کر ان میں کھاؤ، اور تم نے جو یہ کہا ہے کہ تمہارے ملک میں شکار کیا جاتا ہے تو تم جب اپنی کمان سے شکار کرو تو اس پر بسم اللہ پڑھو اور پھر اس کو کھاؤ اور تم نے جو اپنے سدھائے ہوئے کتے کا شکار پایا ہے تو اس پر بسم اللہ پڑھو اور کھالو اور غیر سدھائے ہوئے کتے سے اگر تم نے شکار کیا ہے تو اگر تم نے شکار کو زندہ پایا ہے تو اس کو ذبح کر کے کھالو۔ [illegible]

۴۸۶۹- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ كِلَاهُمَا عَنْ حَيْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ وَهْبٍ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ صَيْدَ الْقَوْسِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔ البتہ ابن وہب نے اپنی روایت میں کمان سے شکار کا ذکر نہیں کیا۔

۴۸۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَغَابَ عَنْكَ فَأَدْرَكْتَهُ فَكُلْهُ مَا لَمْ يُنْتِنْ۔

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم شکار پر اپنا تیر مارو اور پھر شکار تم سے اوجھل ہو جائے پھر تم کو وہ مل جائے تو جب تک وہ بدبودار نہ ہو اس کو کھالو۔

۴۸۷۱- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو اپنا شکار تین دن کے بعد ملے تو وہ اس میں بدبو پیدا ہونے سے پہلے اس کو کھا سکتا ہے۔

أَبِي ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي يُدْرِكُ صَيْدَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلْهُ مَا لَمْ يُنْتِنْ

امام مسلم نے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور سند سے روایت ذکر کی ہے اور اس میں بدبو کا ذکر نہیں ہے اور کتے کے شکار کے بارے میں فرمایا تین دن کے بعد بھی اس کو کھا لو البتہ اگر اس سے بدبو آئے تو پھر اس کو چھوڑ دو۔

۴۸۷۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فِي الصَّيْدِ ثُمَّ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ وَأَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْعَلَاءِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ نُتُونَتَهُ وَقَالَ فِي الْكَلْبِ كُلْهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ إِلَّا أَنْ يُنْتِنَ فَدَعْهُ

شکار کی اقسام اور ان کے شرعی احکام

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس باب کی تمام احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شکار کرنا مباح ہے، اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، کتاب، سنت اور اجماع سے اس پر بکثرت دلائل ہیں، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ جو شخص کسب معاش کے لیے شکار کرے یا ضرورت کی بناء پر شکار کرے یا شکار یا اس کی قیمت سے نفع حاصل کرنے کے لیے شکار کرے تو ان تمام صورتوں میں شکار کرنا جائز ہے، البتہ جو شخص بطور لہو و لعب کے شکار کھیلے لیکن اس کا قصد اس شکار کو ذبح کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا ہو اس کے جواز میں اختلاف ہے، امام مالک نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور لیث اور ابن عبد الحکم نے اس کو جائز کہا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص ذبح کی نیت کے بغیر شکار کھیلے تو یہ حرام ہے کیونکہ یہ زمین میں فساد کرنا ہے اور ایک جاندار کو بے مقصد ضائع کرنا ہے۔ [1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ لخمی نے شکار کے حکم کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔ (۱) زندگی برقرار رکھنے کے لیے یعنی کھانے پینے کے لیے شکار کرنا مباح ہے۔ (۲) اہل و عیال کی تنگی کے وقت یا سوال سے بچنے کے لیے شکار کرنا مستحب ہے۔ (۳) اپنے آپ کو بھوک کی ہلاکت سے بچانے کے لیے شکار کرنا واجب ہے۔ (۴) لہو و لعب کے لیے شکار کرنا مکروہ ہے جبکہ شکار کے بعد جانور کو ذبح کر کے کھا لیا جائے۔ (۵) ذبح کرنے اور کھانے کی نیت کے بغیر شکار کرنا حرام ہے۔

علامہ ابی مالکی فرماتے ہیں: بلاضرورت محض لہو و لعب کے لیے شکار کرنے میں بہت مفاسد ہیں: اس میں گھوڑے کو کتے کے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

پیچھے بھاگ کر تھکاتا ہے اور اگر باز سے شکار کیا جائے تو نظر کو اس کے پیچھے لگا کر تھکاتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گھوڑا اس کو کسی کھائی یا گڑھے میں گرا دے۔ [1]

شکاری کُتّے کے از خود شکار کرنے کا حکم

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۶۵ میں ہے: جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا بھیجو الحدیث، علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی قید کے کتا بھیجنے کا ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تمام اقسام کے سدھائے ہوئے کتوں کے ساتھ شکار کرنا جائز ہے خواہ وہ سیاہ رنگ کے ہوں یا کسی اور رنگ کے، امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور جمہور فقہاء اسلام کا یہی نظریہ ہے، اور حسن بصری، نخعی، قتادہ، امام احمد اور اسحاق کا یہ مسلک ہے کہ سیاہ رنگ کے کتے کے ساتھ شکار کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتے کے ساتھ شکار کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ جس کتے کو بھیجا جائے وہ سدھایا ہوا ہو اور اس کو بھیجنا بھی شرط ہے، پس اگر ایسا کتا بھیجا جو سدھایا ہوا نہ تھا یا سدھایا ہوا کتا بغیر بھیجے از خود شکار کے لیے چلا گیا تو پھر اگر اس کتے نے شکار کو مار ڈالا تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے، جو کتا سدھایا ہوا نہ ہو اس کے شکار کے عدم جواز پر تو سب کا اتفاق ہے، اور جو کتا سدھایا ہوا ہو لیکن وہ بغیر بھیجے از خود چلا جائے اس کے مارے ہوئے شکار کا کھانا ہمارے اور جمہور فقہاء اسلام کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ البتہ اصم نے اس کے کھانے کو جائز کہا ہے اور علامہ ابن منذر نے عطاء اور اوزاعی سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر اس کتے کو شکار کے لیے نکالا تھا تو پھر اس کے مارے ہوئے شکار کا کھانا جائز ہے خواہ اس کو بھیجا نہ ہو۔ [2]

شکار کرنے والے جانوروں کا بیان

علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی لکھتے ہیں: سدھائے ہوئے کتے، چیتے، تمام زخمی کرنے والے اور سدھائے ہوئے جانوروں سے شکار کرنا جائز ہے اور جامع صغیر میں لکھا ہے کہ تمام سدھائے ہوئے اور پھاڑنے والے درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں سے شکار کرنا جائز ہے، اور سدھائے ہوئے جانور کے سوا کسی اور جانور سے شکار کرنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ اس کو ذبح کر لیا جائے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وما علمتم من الجوارح مکلبین "تم نے جو (شکار کا) کسب کرنے والے جانور سدھائے ہیں درآں حالیکہ وہ شکار پر مسلط ہونے والے ہیں۔" یہ آیت اپنے عموم کے اعتبار سے تمام شکار کرنے والے جانوروں کو شامل ہے اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے ہرچند کہ حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں کلب کا ذکر ہے لیکن لغت کے اعتبار سے ہر درندے پر کلب کا اطلاق ہوتا ہے حتیٰ کہ شیر پر بھی کلب کا اطلاق ہوتا ہے۔ امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے ان جانوروں سے شیر اور ریچھ کا استثناء کیا ہے کیونکہ یہ جانور دوسروں کے لیے کام نہیں کرتے، شیر اپنی بلند ہمت کی وجہ سے اور ریچھ اپنی خساست کی وجہ سے۔ بعض علماء نے چیل کا بھی اس کی خساست کی وجہ سے استثناء کیا ہے۔ خنزیر بھی ان جانوروں سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ نجس العین ہے، اس لیے اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، پھر ان شکاری جانوروں کو تعلیم دینا اور سدھانا نہایت ضروری ہے، کیونکہ قرآن مجید کی

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۴۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

نص صریح (وما علمتم) میں تعلیم کی شرط کا ذکر ہے اور حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں بھی تعلیم کی شرط کا ذکر ہے، اور جانور کو چھوڑنا بھی ضروری ہے، کیونکہ یہی تعلیم کا معیار ہے کہ جب جانور کو چھوڑا جائے تو وہ چلا جائے اور اپنے مالک کے لیے شکار کو پکڑ کر رکھے۔ [1]

شکاری کتے کے معلّم (سدھائے ہوئے) ہونے کا معیار اور شرائط

شمس الائمہ سرخسی نے کلب معلم (سدھائے ہوئے کتے) کی حسب ذیل شرائط ذکر کی ہیں۔

۱۔ اپنے مالک کے پیچھے حملہ کرنے کے لیے نہ دوڑے۔

۲۔ مارنے سے نہ سکھائے بلکہ شکاری دوسرے کتے کو شکار کھانے پر مارے تاکہ اس سے وہ کتا سیکھ لے کہ شکار کو نہیں کھانا چاہیے اسی طرح ہر عقلمند دوسرے شخص سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

۳۔ کتا شکار پر تین بار یا پانچ بار حملہ کرے اگر اتنی بار حملہ کرنے سے وہ شکار کو پکڑے تو فبہا ورنہ اس کو سکھانا چھوڑ دے اور یہ کہے میں دوسرے شخص کے لیے اپنے آپ کو پریشانی میں نہیں ڈالتا، اور ہر عقل مند شخص کو اسی طرح کرنا چاہیے۔

۴۔ جب کتا شکار میں سے کچھ کھائے تو پھر وہ سدھایا ہوا نہیں رہے گا، کیونکہ سدھائے ہوئے کتے کی علامت یہ ہے کہ وہ خود نہ کھائے، اور سدھائے ہوئے باز کی علامت یہ ہے کہ جب اس کو بلایا جائے تو وہ فوراً آ جائے، سو جس طرح اگر باز بلانے پر نہ آئے بلکہ بھاگ جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ سدھایا ہوا نہیں ہے، اسی طرح جب کتا شکار سے کچھ کھائے تو وہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ سدھایا ہوا نہیں ہے، اور امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق اس کے پہلے کیے ہوئے (موجود) شکار بھی حرام ہوں گے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک وہ حرام نہیں ہوں گے۔ امام ابوحنیفہ کا قول احتیاط کے زیادہ قریب ہے اور اسی پر حلت اور حرمت کی مدار ہے۔ اور اس کے بعد اس کا شکار کیا ہوا حلال نہیں ہے حتیٰ کہ وہ معلّم (سدھایا ہوا) ہو جائے۔ بایں طور کہ وہ تین بار شکار کرے اور شکار کو نہ کھائے تو امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس کا چوتھی بار کیا ہوا شکار حلال ہو جائے گا، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس میں وقت کی کوئی قید نہیں لگائی، امام ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ جب مالک کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ سدھایا ہوا ہے تو پھر وہ اس کا کیا ہوا شکار کھا سکتا ہے، ابتداء کلب معلّم کی تعلیم میں بھی یہی اختلاف ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک تعلیم اس وقت متحقق ہو جائے گی جب وہ اس کے بلانے پر آ جائے اور جب وہ اس کو شکار پر چھوڑے تو وہ جانور کو شکار کرے اور شکار کو خود نہ کھائے، جب تین بار ایسا ہو جائے گا تو وہ کتا سدھایا ہوا قرار دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے اس میں کسی وقت اور قید کا اعتبار نہیں کیا، وہ فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ شکاری کے اجتہاد پر موقوف ہے، اگر شکاری کا غالب گمان یہ ہو کہ وہ کتا اب سیکھ گیا ہے تو پھر اس کو سدھایا ہوا قرار دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کتے کو دوسرے شکاریوں کے پاس لے جایا جائے اگر دوسرے شکاری یہ کہہ دیں کہ یہ کتا سدھایا ہوا ہے تو پھر اس کو سدھایا ہوا قرار دیا جائے گا۔

اس مسئلہ میں صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ سدھایا ہوا کتا شکار کو اپنے مالک کے لیے روک کر رکھتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ خود اس میں سے نہ کھائے، البتہ یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ شاید اس کا پیٹ بھرا ہوا تھا اس لیے اس نے شکار نہیں کھایا۔ لیکن جب

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۵۰۲، مطبوعہ شرکتہ علمیہ ملتان۔

وہ متعدد بار اس کو نہ کھائے تو پھر یہ احتمال زائل ہو جاتا ہے اور اس پر یقین ہو جاتا ہے کہ وہ کلب معلّم ہے اور اس نے اپنے مالک کے لیے شکار روک رکھا ہے، اور ہم نے متعدد بار کو تین مرتبہ میں منضبط کیا ہے کیونکہ یہ اختیار کرنے کی عمدہ صورت ہے اور اس کی دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے جب تیسری بار حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے فرمایا تھا "ھذا فراق بینی وبینک" یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کی ساعت ہے، اسی طرح شریعت میں بیع اور شرا کی مدت اختیار تین دن ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص تین بار آنے کی اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ لوٹ جائے اور حضرت عمر نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو کسی تجارت میں تین بار نفع نہ ہو تو پھر وہ کسی اور تجارت کی طرف رجوع کرے، ان نظائر سے معلوم ہوا کسی چیز کا تجربہ کرنے یا کسی چیز پر یقینی حکم لگانے میں تین کے عدد کا اعتبار کیا جاتا ہے، سو کتے پر بھی سدھائے ہونے کا حکم لگانے کے لیے اس کا تین مرتبہ امتحان لینا کافی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی عدد اور [illegible] کا تعین رائے سے نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس میں قیاس کا کوئی دخل ہے لہٰذا کتے کے سدھائے ہونے کی معرفت اجتہاد پر موقوف ہوگی اور اس کے سدھائے ہوئے ہونے کا معیار یہ ہے کہ اس معاملہ میں شکار کے ماہرین سے پوچھا جائے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اور صاحبین کی دلیل اس لیے بھی مخدوش ہے کہ تین بار شکار کو نہ کھانے سے اس کتے کا سدھا ہوا ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے تینوں بار اس لیے نہ کھایا ہو کہ اس کا پیٹ بھرا ہوا تھا۔

حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے صاحبین کی طرح تین دن کا ایک قول بھی روایت کیا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ نے اس روایت میں یہ کہا ہے کہ تیسری بار کا شکار کھا لیا جائے، جب کہ صاحبین یہ کہتے ہیں کہ تیسری بار کا شکار نہیں کھایا جائے گا، کیونکہ جب کتا تیسری بار کے شکار کو مالک کے لیے روک کے رکھے گا تو اس کا یہ تیسری بار روکنا اس کے معلّم (سدھائے ہوئے) ہونے پر دلیل ہوگا اور اس کے بعد جب وہ چوتھی بار شکار کو روکے گا تو پھر اس شکار کا کھانا جائز ہوگا۔ [1]

علامہ سرخسی حنفی کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے اس مسئلہ میں صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے۔

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۵۸ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو پھر اس کو کھا لیا کرو" اس حدیث کی شرح میں علامہ شافعی نووی لکھتے ہیں:

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ شکار پر کتے کو بھیجتے وقت اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ حکم واجب ہے یا سنت؟ امام شافعی اور فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ حکم سنت ہے، اس لیے اگر کسی شخص نے سہواً یا عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو شکار یا ذبیحہ حلال ہوگا، امام مالک اور امام احمد سے بھی ایک یہی روایت ہے اور اہل ظاہر (غیر مقلدین) نے یہ کہا ہے کہ بسم اللہ کو ترک کرنے سے شکار یا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا خواہ عمداً ترک کیا ہو یا سہواً، شکار کے متعلق امام احمد سے بھی یہی روایت

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۳۔۲۲۲ ملخصاً مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

صحیح ہے، ابن سیرین اور ابی ثور سے بھی یہی روایت ہے، اور امام ابو حنیفہ، امام مالک، ثوری اور جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر بسم اللہ کو سہواً ترک کر دیا تو شکار اور ذبیحہ دونوں جائز ہیں، اور اگر اس کو عمداً ترک کیا ہے تو پھر یہ دونوں جائز نہیں ہیں اور اصحاب شافعیہ کے نزدیک بسم اللہ کو ترک کرنا مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے بلکہ خلاف اولیٰ ہے اور صحیح کراہت کا قول ہے۔

جمہور فقہاء اسلام جو بسم اللہ پڑھنے کو واجب کہتے ہیں ان کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے:

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق۔ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ بیشک اس کا کھانا گناہ ہے۔

اس آیت کے علاوہ جمہور فقہاء کا استدلال اس باب کی احادیث سے بھی ہے، اور فقہاء شافعیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے:

حرمت علیکم المیتۃ (الی قولہ تعالیٰ) الا ما ذکیتم۔ مردار کو تم پر حرام کیا گیا ہے، ما سوا اس کے کہ تم جانور کو ذبح کر لو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیے بغیر ذبح کیے جانے سے جانور کو حلال قرار دیا ہے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ذبح تو بسم اللہ سے ہی ہوتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ذبح کا شرعی معنیٰ ہے اور ذبح کا لغوی معنیٰ کاٹنا اور شق کرنا ہے، فقہاء شافعیہ نے قرآن مجید کی اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے: "وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم" "اہل کتاب کا طعام تمہارے لیے حلال ہے" اور اہل کتاب اپنے ذبیحہ پر بسم اللہ نہیں پڑھتے، اور صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے: حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! لوگ نئے نئے جاہلیت سے نکلے ہیں یہ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں پتا نہیں کہ انھوں نے بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں، ہم ان کا لایا ہوا گوشت کھائیں یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ، لہٰذا کھانے پینے کے وقت جس بسم اللہ کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے مراد یہ بسم اللہ ہے، اور قرآن مجید میں جو ہے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ "جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ" اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ "جس جانور کو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اس کو مت کھاؤ" جیسا کہ ایک اور جگہ قرآن مجید میں ہے: وما ذبح علی النصب "جن جانوروں کو بتوں کے آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو" نیز اللہ تعالیٰ نے اس کو فسق فرمایا ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص بسم اللہ کو ترک کر دے وہ فاسق نہیں ہے، اس لیے آیت کریمہ: ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ "کو بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانور پر محمول کرنا واجب ہے تاکہ ان آیات میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں موافقت اور مطابقت ہو، اور بعض فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کو ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور جن احادیث میں ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کو استحباب پر محمول کیا ہے[1]

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا "جب تم (شکار پر) اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اس پر بسم اللہ پڑھو تو پھر اس کو کھا لیا کرو" قاضی عیاض مالکی نے فرمایا یہ حدیث شکار اور ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنے کے وجوب پر دلیل ہے، اور ذکاۃ کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ قصداً بسم اللہ پڑھے، اور اگر بسم اللہ نہیں پڑھی تو امام مالک اور ان کے اصحاب کا مشہور قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے شکار یا ذبیحہ پر قصداً بسم اللہ کو نہیں پڑھا تو اس کو نہیں کھایا جائے گا اور اگر بھول کر بسم اللہ کو ترک کر دیا تو پھر ذبیحہ کھا لیا جائے گا۔ بعض فقہاء مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے بسم اللہ کو معمولی سمجھ کر قصداً ترک کیا تو پھر اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔

اہل ظاہر (غیر مقلدین) نے یہ کہا ہے کہ ذبیحہ یا شکار پر بسم اللہ کو خواہ عمداً ترک کیا جائے یا سہواً اس ذبیحہ کو نہیں کھایا جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ "جس (ذبیحہ) پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ" اور حضرت عدی بن حاتم کی روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ (علامہ ابی غیر مقلدین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:) ہمارے نزدیک یہ آیت مردار پر محمول ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں کفار شریعت پر یہ اعتراض کرتے تھے، جس جانور کو ہم نے قتل کیا ہے اس کو کھاتے ہیں اور جس کو اللہ نے قتل کیا ہے (یعنی مردار) اس کو نہیں کھاتے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ان کا رد کیا، اور ہمارے فقہاء کے نزدیک اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلب ہے۔ یعنی جب کوئی شخص شکار پر کتا چھوڑے تو اس کا مقصد شکار کرنا ہو، اور لہو و لعب اس کا مقصد نہ ہو اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جس شخص کا مقصد شکار کرنا ہو اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ ہمارے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور احادیث میں اس پر دلیل نہیں ہے کہ اگر کسی شخص نے بھولے سے بسم اللہ کو ترک کر دیا تو اس کا شکار اور ذبیحہ بھی نہیں کھایا جائے گا۔

کیونکہ حدیث میں ہے "میری امت سے خطاء اور نسیان (پر مواخذہ کو) اٹھا لیا گیا" اور امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم لوگ زمانہ جاہلیت سے تازہ تازہ نکلے ہیں اور لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں آپ نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص نے بھول کر بسم اللہ کو ترک کر دیا تو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ (کیونکہ صحابہ کرام سے یہ متصور نہیں تھا کہ وہ عمداً بسم اللہ کو ترک کریں گے۔ سعیدی غفرلہ)[1]

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

جب شکار کرنے والا کسی شکاری جانور کو شکار پر چھوڑے تو اس کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ بسم اللہ پڑھے، اگر اس نے بسم اللہ کو عمداً یا سہواً ترک کر دیا تو پھر وہ شکار جائز نہیں ہے، حنبلی مذہب میں یہی تحقیق ہے، امام شعبی، ابوثور اور ابوداؤد (ظاہری) کا بھی یہی قول ہے، حنبل نے امام احمد سے ایک روایت یہ بھی نقل کی ہے کہ اگر اس نے شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ کو بھولے سے ترک کر دیا، لیکن خلال نے کہا ہے کہ حنبل کو اس روایت کے نقل کرنے میں سہو ہوا ہے، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ اگر کسی نے بھولے سے بسم اللہ کو ترک کر دیا تو شکار اور ذبیحہ جائز ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے: "میری امت سے نسیان اور خطاء معاف ہے" اور امام شافعی نے یہ کہا ہے کہ بسم اللہ کو عمداً ترک کیا ہو یا نسیاناً ترک کیا ہو ہر صورت میں شکار اور ذبیحہ جائز ہے، کیونکہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے کہ:

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

المسلم یذبح علی اسم اللہ سمی اولم یسم۔

مسلمان اللہ کے نام پر ہی ذبح کرتا ہے، خواہ وہ بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ :

ارأیت الرجل منا یذبح وینسی ان یسمی اللہ فقال اسم اللہ فی قلب کل مسلم۔

یہ بتائیے کہ ہم میں سے ایک شخص ذبح کرتا ہے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جاتا ہے، آپ نے فرمایا اللہ کا نام ہر مسلمان کے دل میں ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی اپنے نظریہ پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ (انعام : ۱۲۱)

جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ۔

فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ۔ (مائدہ : ۴)

سو اس (شکار) سے کھاؤ، جسے وہ (شکاری جانور مار کر) تمہارے لیے روک رکھیں اور (شکار پر چھوڑتے وقت) اس (شکاری جانور) پر اللہ کا نام لو۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عدی بن حاتم سے) فرمایا: جب تم (شکار پر) اپنے کتے کو چھوڑو تو بسم اللہ پڑھو اور پھر کھاؤ، میں نے کہا میں اپنے کتے کو بھیجتا ہوں، پھر اس کے ساتھ دوسرے کتے کو پاتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: (پھر شکار کو) مت کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے اور دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اس مضمون کی بکثرت روایات ہیں اور ان نصوص میں بسم اللہ پڑھنے کے وجوب کی صراحت ہے۔

فقہاء احناف اور فقہاء مالکیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: "میری امت سے نسیان اور خطا معاف ہے" لیکن اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ نسیان اور خطا کی بناء پر اگر بسم اللہ نہیں پڑھی تو اس وجہ سے آخرت میں مواخذہ نہیں ہوگا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ فعل صحیح ہو جائے گا، مثلاً اگر کسی شخص نے بھولے سے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی تو اس سے مواخذہ نہیں ہوگا لیکن اس نماز کا اعادہ کرنا فرض ہے۔ اور وہ نماز صحیح نہیں ہوتی، اور شکار اور ذبیحہ میں فرق یہ ہے، کیونکہ ذبح اپنے محل میں واقع ہوتا ہے اس لیے اس میں تسامح جائز ہے برخلاف شکار کے۔ اور فقہاء شافعیہ نے جو احادیث پیش کی ہیں ان کو اصحاب سنن مشہورہ نے ذکر نہیں کیا، اور اگر بالفرض یہ احادیث صحیح ہوں تو یہ ذبیحہ کے بارے میں ہیں، اور شکار کو ان پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ شکار کے خصوصی احکام الگ ہیں (علامہ ابن قدامہ کا یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ فقہاء حنبلیہ کے نزدیک ذبیحہ میں بھی اگر بسم اللہ پڑھنا بھول گیا، تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے ——— سعیدی غفرلہ۔) [۱]

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ اور ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات

[۱] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۲۹۳-۲۹۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت

علامہ ابوبکر جصاص الحنفی لکھتے ہیں:

ہمارے اصحاب (فقہاء احناف) امام مالک، اور حسن بن صالح نے یہ کہا ہے کہ اگر مسلمان (شکار یا ذبیحہ پر) عمداً بسم اللہ ترک کر دے تو اس کو نہیں کھایا جائے گا، اور اگر نسیاناً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو پھر اس کو کھا لیا جائے گا، امام شافعی نے یہ کہا ہے کہ دونوں صورتوں میں ذبیحہ کو کھا لیا جائے گا، امام اوزاعی کا بھی یہی قول ہے۔ نسیاناً بسم اللہ کو ترک کرنے میں اختلاف ہے، حضرت علی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم، مجاہد، عطاء بن ابی رباح، سعید بن مسیب، ابن شہاب اور طاؤس نے یہ کہا ہے کہ جس ذبیحہ پر بسم اللہ کو نسیاناً ترک کر دیا جائے اس کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا مسلمان کے دل میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، جس طرح مشرک کا ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا سود مند نہیں ہے، اسی طرح مسلمان کا بھول سے نام نہ لینا مضر نہیں ہے، ابن سیرین نے کہا اگر مسلمان نسیاناً بھی بسم اللہ کو ترک کر دے تو وہ ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ ابراہیم نے کہا ایسے ذبیحہ کو نہ کھانا مستحب ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں کہ فقہاء احناف کا استدلال اس آیت سے ہے:

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق۔ (انعام: ۱۲۱/۶)

جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ، بلاشبہ اس کو کھانا گناہ ہے۔

اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس (شکار یا ذبیحہ) پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کا کھانا حرام ہے، خواہ اللہ کا نام عمداً ترک کیا ہو یا نسیاناً، لیکن دلائل سے یہ ثابت ہے کہ یہاں نسیان مراد نہیں ہے، البتہ اس شخص کا قول اس آیت کے خلاف ہے جس نے یہ کہا ہے کہ جس ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا گیا اس کا کھانا بھی جائز ہے اور اس شخص کا یہ قول بکثرت آثار اور احادیث کے بھی خلاف ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت میں مشرکین کے ذبیحہ کو کھانے سے منع فرمایا گیا ہے، کیونکہ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے کہا جس جانور کو تمہارے رب نے قتل کیا اور وہ مر گیا تو تم اس کو نہیں کھاتے اور جس جانور کو تم نے قتل کیا یعنی ذبح کیا اس کو تم کھا لیتے ہو، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی "جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ"۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یعنی مردار پر، اور جب اس آیت میں مردار اور مشرکین کا ذبیحہ مراد ہے تو اس میں مسلمانوں کا ذبیحہ داخل نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ معروف ہے کہ جب کسی آیت کا مورد نزول خاص ہو اور اس کے الفاظ عام ہوں تو پھر خصوصیت مورد کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ عموم الفاظ کا اعتبار ہے اور خصوصیت مورد کا لحاظ نہیں ہے، اور اگر یہاں مشرکین کے ذبیحے مراد ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتا، اور صرف بسم اللہ کے ترک کرنے پر اقتصار نہ فرماتا اور ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ مشرکین اگر اپنے ذبیحوں پر بسم اللہ پڑھ بھی لیں تب بھی ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

اس آیت میں مشرکین کے ذبیحے مراد نہ ہونے پر یہ دلیل ہے کہ مشرکوں کا ذبیحہ کسی صورت میں حلال نہیں ہے خواہ وہ بسم اللہ پڑھیں یا نہ پڑھیں، اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں مشرکوں کے ذبیحوں کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے وہ ہے وما ذبح علی النصب۔ "اور جس جانور کو بتوں کے آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو" اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں مشرکوں کا ذبیحہ مراد نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ جس جانور پر ذبح کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کا کھانا جائز نہیں ہے کیونکہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم (انعام: ۱۲۱/۶) بلاشبہ شیطان تم سے جھگڑا کرنے کے لیے اپنے دوستوں

کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں۔" اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالتے تھے کہ جس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو مت کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو کھا لو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ (الانعام: ۱۲۱/۶) "جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ" اس حدیث میں حضرت ابن عباس نے یہ بتایا ہے کہ مشرکوں کا جھگڑا بسم اللہ کے ترک کرنے میں تھا اور یہ آیت بسم اللہ کو واجب کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے، مشرکوں کے ذبیحوں کے متعلق نازل ہوئی ہے نہ مُردار کے بارے میں، نیز بسم اللہ کو عمداً ترک کرنے سے ذبیحہ یا شکار کے حرام ہونے پر یہ آیت دلیل ہے:

یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبت وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ۔

(مائدہ ۴/۵)

وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کون سی چیزیں حلال کی گئی ہیں، آپ فرما دیجیے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں، اور تم نے جو شکاری جانور سدھا لیے ہیں درآں حالیکہ تم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق انھیں شکار کا طریقہ سکھانے والے ہو، سو وہ (شکاری جانور) جس شکار کو تمہارے لیے روک رکھیں اس کو کھاؤ اور (شکار پر چھوڑتے وقت) اس (شکاری جانور) پر بسم اللہ پڑھو۔

اس آیت میں بسم اللہ پڑھنے کا امر کیا گیا ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے اور یہ بداہتہً معلوم ہے کہ کھانا کھانے والے پر بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور اس کی تائید حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھ لو تو اس کو کھا لیا کرو، (یہ اس باب کی پہلی حدیث ہے)، اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس چیز کا کھانا ممنوع ہو جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، اور اس آیت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ بسم اللہ کو ترک کرنا ممنوع ہو اور اس ممانعت کی یہ تاکید آیت کے اس جزو سے ہوتی ہے وانہ لفسق "جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو) اس کا کھانا گناہ ہے" یا بسم اللہ کو ترک کرنا گناہ ہے اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ بسم اللہ کو عمداً ترک کرنا گناہ ہے، کیونکہ بھول کر کوئی کام کرنا یا نہ کرنا گناہ نہیں ہوتا، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیہاتی لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ... اور وہ نئے نئے کفر سے نکلتے ہیں، ہم کو پتا نہیں کہ انھوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں، آپ نے فرمایا "تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھا لو، اگر بسم اللہ کو پڑھنا ذبح کی شرط نہ ہوتا تو آپ یہ فرماتے کہ اگر انھوں نے بسم اللہ کو نہیں پڑھا تو پھر کیا ہوا لیکن آپ نے فرمایا تم اس کو بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ کیونکہ اصل اور قاعدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے افعال کو جواز اور صحت پر محمول کیا جاتا ہے اور بغیر کسی دلیل کے مسلمانوں کے امور اور افعال کو فساد پر محمول نہیں کیا جاتا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر یہ مراد ہو کہ بسم اللہ کو نہ پڑھنا گناہ ہے تو جو شخص ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھے وہ گنہ گار ہوگا حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ وہ گناہ گار نہیں ہوتا اس لیے اس آیت میں مشرکین کے ذبیحے یا مردار مراد ہونے چاہئیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں یہ اجماع تسلیم نہیں ہے اور جو شخص ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ کو ترک کرے گا وہ ہر حال گنہ گار ہوگا۔

باقی رہا یہ کہ جو مسلمان بھول کر بسم اللہ ترک کر دے اس کا ذبیحہ جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جس

جانور پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ اور اس کو گناہ فرمایا ہے، اور یہ گناہ اسی وقت ہوگا جب وہ عمداً اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا کیونکہ یہ چیز انسان کی قدرت اور استطاعت میں نہیں ہے کہ وہ بھول کر بھی کوئی غلط کام نہ کرے اور انسان اپنی قدرت کے مطابق ہی مکلف ہوتا ہے۔ اور امام اوزاعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطاء، نسیان اور جبر سے درگزر فرمایا ہے، اور جب وہ نسیان کی حالت میں بسم اللہ پڑھنے کا مکلف نہیں ہے تو اس صورت میں اس کا ذبیحہ فاسد نہیں ہوگا، حالت نسیان میں بسم اللہ ترک کرنے کو حالت نسیان میں شرائط نماز مثلاً تکبیر اور وضوء وغیرہ ترک کرنے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ جب انسان کو یاد آجائے کہ اس نے بغیر وضوء کے نماز پڑھی ہے تو اس پر اس کا تدارک فرض ہے، بایں طور کہ وہ وضوء کر کے دوبارہ نماز پڑھے اور جب اس نے بھول کر بسم اللہ پڑھے بغیر جانور کو ذبح کر دیا تو اب اس کا تدارک نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ اس کا ذبیحہ درست قرار پائے گا اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے بھولنے سے روزہ میں کچھ کھا یا پی لیا تو اس کا روزہ صحیح برقرار رہے گا کیونکہ وہ اس کا مکلف ہے کہ وہ اپنے قصد اور ارادے سے روزہ میں کھانے پینے سے اجتناب کرے، اور حالت نسیان میں بھی کھانے پینے سے اجتناب کرنا اس کی استطاعت میں نہیں ہے اسی طرح حالت نسیان میں ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اس کی استطاعت میں نہیں ہے۔ [1]

جس کتے کو شکار پر چھوڑا اگر اس کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہو جائے تو آیا شکار حلال ہے یا نہیں؟

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۷۵ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "بشرطیکہ (شکار میں) تمہارے شکاری کتے کے ساتھ کوئی اور کتا نہ شریک ہوا ہو" علامہ نووی شافعی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ اگر شکار میں کوئی اور کتا بھی شریک ہو جائے گا تو پھر وہ شکار حلال نہیں ہے، دوسرے کتے سے مراد وہ کتا ہے جو از خود شکار کرنے میں شریک ہو گیا ہو، یا دوسرے کتے کو کسی اور شخص نے چھوڑا ہو جو اہل ذکاۃ میں سے نہ ہو یا یہ امر مشکوک ہو، ان تمام صورتوں میں اس شکار کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر یقینی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ اہل ذکاۃ میں سے کسی شخص نے دوسرے کتے کو چھوڑا ہے تو پھر اس کا کھانا جائز ہے۔ [2]

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے کتے کو شکار پر چھوڑا اور اس نے اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو دیکھا جس کا حال اسے معلوم نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ اس میں شکار کرنے کی شرائط پائی جاتی تھیں یا نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ ان میں سے کس نے اس شکار کو ہلاک کیا ہے، یا اس کو یہ معلوم ہو کہ ان دونوں نے مل کر اس کو ہلاک کیا ہے یا اس کو یہ علم ہو کہ اس نامعلوم کتے نے اس کو ہلاک کیا ہے۔ ان تمام صورتوں میں اس شکار کو کھانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر اس نے شکار کو زندہ پایا تو پھر اس کو ذبح کر کے کھانا جائز

[1] علامہ ابوبکر احمد بن رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۸۔ ۵، ملخصاً مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

ہے، عطاء، قاسم بن مخیمرہ، امام مالک، امام شافعی، ابوثور اور اصحاب رائے (فقہائے احناف) کا یہی مسلک ہے، ہمارے علم کے مطابق اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس کی دلیل حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی (زیر بحث) روایت ہے۔ [1]

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

جب شکار میں کوئی ایسا کتا شریک ہو گیا جو سدھایا ہوا نہیں تھا تو پھر اس شکار کا کھانا جائز نہیں ہے اور اس کی دلیل حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی (زیر بحث) روایت ہے، اور اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ اس میں ایک سبب موجب حلت ہے اور ایک سبب موجب حرمت ہے پس موجب حرمت کو ترجیح دی جائے گی، باز کا حکم بھی کتے کی طرح ہے، کیونکہ جو جانور سدھایا ہوا نہ ہو اس کا فعل شکار کو حرام کر دیتا ہے۔ [2]

"معراض" سے کیے ہوئے شکار کے حکم میں مذاہب فقہاء

حدیث نمبر ۴۸۵ میں ہے: حضرت عدی بن حاتم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں شکار پر "معراض" مارتا ہوں جس سے وہ مر جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم معراض مارو اور وہ شکار کو کاٹتا ہوا (یا چھیدتا ہوا) آر پار ہو جائے تو اس کو کھا لو اور اگر شکار اس کی عرض کی جانب سے مرے تو پھر اس کو مت کھاؤ، کیونکہ وہ چوٹ کھایا ہوا ہے۔ (یعنی وقیذ ہے جس کو قرآن مجید نے حرام کر دیا ہے۔)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی "معراض" کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

معراض بھاری لکڑی کو کہتے ہیں یا اس لاٹھی کو کہتے ہیں جس کی ایک طرف نوکدار ہو یا بغیر لوہے کی لاٹھی ہو، معراض کی یہی تفسیر ہے ہروی نے کہا معراض بغیر پر اور پیکان کے تیر کو کہتے ہیں، خلیل اور اصمعی کا بھی یہی قول ہے، ایک قول یہ ہے کہ معراض اس لکڑی کو کہتے ہیں جس کے دونوں سرے باریک ہوں اور درمیان سے موٹی ہو، جب اس کو پھینکا جائے تو وہ سیدھا ہو جاتا ہے، ابن درید نے کہا معراض اس لمبے تیر کو کہتے ہیں جس کے چار پر ہوں جب اس کو پھینکا جائے تو وہ چوڑا ہو جاتا ہے، اور موقوذ اس مرے ہوئے جانور کو کہتے ہیں جو بغیر دھار والی کسی چیز سے مر جائے مثلاً لکڑی یا پتھر لگنے سے مر جائے۔

امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام احمد، اور جمہور فقہاء اسلام کا مسلک یہ ہے کہ جب کسی شخص نے معراض سے شکار کیا اور شکار معراض کی دھار سے مرا تو حلال ہے اور اگر معراض کی جانب عرض سے مرا تو پھر وہ اس حدیث کی رو سے حلال نہیں ہے۔ اور مکحول اوزاعی اور بعض دیگر فقہاء شام نے کہا کہ وہ مطلقاً حلال ہے، اسی طرح انہوں نے اور ابن ابی لیلیٰ نے یہ کہا کہ اگر غلیل کی گولی سے شکار مر جائے تو حلال ہے۔ سعید بن مسیب سے بھی یہی قول منقول ہے، اور جمہور فقہاء اسلام نے یہ کہا کہ غلیل کی گولی سے مرا ہوا شکار حلال نہیں ہے، کیونکہ وہ موقوذ ہے یعنی بغیر دھار والی چیز کی چوٹ سے مرا ہے۔ [3]

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

امام احمد نے یہ کہا ہے کہ معراض ایک چیز ہے جو تیر کے مشابہ ہوتی ہے بسا اوقات جانور اس کی دھار سے زخمی ہو کر مر جاتا ہے

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۹ ص ۲۹۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۰ ھ

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۴۳ - ۲۴۲، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، ۱۳۹۸ ھ

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

اس صورت میں یہ مباح ہے، بسا اوقات جانور معراض کے عرض کے ثقل سے گر کر مرتا ہے، اس صورت میں یہ موقوذ ہے اور مباح نہیں ہے، یہ حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت عمار اور حضرت ابن عباس کا نظریہ ہے، نخعی، حکم، امام مالک، ثوری، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، اسحاق اور ابو ثور کا بھی یہی نظریہ ہے، اوزاعی اور فقہاء شام یہ کہتے ہیں کہ معراض سے شکار کرنا مطلقاً حلال ہے، خواہ جانور اس کی دھار سے مرے یا اس کے عرض سے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہیں کہ جو شکار معراض سے مرے وہ موقوذ ہے۔ شکار کے باقی آلات کا حکم بھی معراض کی طرح ہے، اگر اس آلہ کی دھار سے شکار مرے تو پھر حلال ہے اور اگر اس کے عرض سے شکار مرے اور زخمی نہ ہو تو پھر حلال نہیں ہے، اسی طرح اگر اس آلہ کی دھار سے شکار مرے لیکن اس کو زخمی نہ کرے بلکہ اس کے ثقل سے جانور مرے پھر بھی جانور حلال نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو چیر جائے یا پھاڑ جائے اس کو کھاؤ" نیز اس لیے کہ جب وہ اس آلہ سے نہیں مرے گا تو وہ اس کے ثقل سے مرے گا اور یہ موقوذ ہے۔ [1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

جس جانور کو معراض سے شکار کیا ہو اس کے کھانے میں اختلاف ہے، جمہور یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ معراض کے عرض سے مر گیا تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور مکحول، اوزاعی اور فقہاء شام اس کو جائز کہتے ہیں۔ اور یہ حدیث صحیح ان کے صراحۃً خلاف ہے، اسی طرح غلیل سے شکار کیے ہوئے جانور کا بھی یہی حکم ہے، ابن ابی لیلیٰ اور ابن مسیب کا قول بھی اہل شام کے موافق ہے، باقی فقہاء اس کے خلاف ہیں اور ان کی دلیل حدیث معراض ہے، کیونکہ معراض کا عرض لگنے سے زخم آتا ہے نہ خون بہتا ہے بلکہ اس کے جسم پر چوٹ لگتی ہے اور اس کا کوئی عضو ٹوٹ جاتا ہے، اس کو وقیذ کہتے ہیں، اور یہ قرآن مجید کی نص صریح سے حرام ہے۔ [2]

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

امام محمد نے کہا ہے کہ غلیل، پتھر، معراض، لاٹھی اور ان کے مشابہ دوسری چیزوں سے کیا ہوا شکار جائز نہیں ہے خواہ ان سے زخم لگ جائے۔

شمس الائمہ سرخسی حنفی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

کیونکہ یہ چیزیں جانور کو کاٹتی اور چھیدتی نہیں ہیں الا یہ کہ ان میں سے کوئی چیز تیر کی طرح لمبی اور دھار والی ہو اور اس کو پھینکنا ممکن ہو، سو جب اس قسم کے آلہ کو پھینکا جائے اور اس کی دھار سے جانور کٹ جائے تو پھر وہ حلال ہے، کیونکہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ ذکاۃ سے مقصد خون بہانا ہے اور جسم کو کاٹنے اور چھیدنے سے یہ مقصود حاصل ہوتا ہے، لیکن جسم کے اندر کی ٹوٹ پھوٹ سے جو اندرونی زخم پیدا ہوتا ہے اور ظاہری جسم کے اوپر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا، وہ چکنا ہو تو وہ کسی چیز کی ضرب یا چوٹ کھانے سے مرا ہوا ہے اور موقوذ ہے وہ قرآن مجید کی نص صریح سے حرام ہے۔ لوہے کی وزنی چیز ہو یا کسی اور دھات کی اس میں سب برابر ہیں، اسی طرح اگر کسی شخص نے شکار پر چھری پھینکی تو اگر چھری کی دھار والی جانب شکار کے لگی اور وہ زخمی ہو گیا تو اس کو کھا لیا جائے گا اور اگر چھری کی دوسری جانب اس جانور کے لگی یا چھری کا دستہ لگا تو پھر اس کو نہیں کھایا جائے گا، اور اگر اس نے پتھر کی دھار تیز کی اور اس سے شکار کو ذبح کر لیا تو جائز ہے کیونکہ اس آلہ کی دھار سے خون کا بہانا حاصل ہو گیا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صفوان بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے دو خرگوشوں کو پکڑا اور ان کو تیز دھار والے پتھر سے ذبح کر دیا، پھر میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلے

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۰۶ - ۳۰۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۷۲ - ۲۷۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے مجھے ان کے کھانے کی اجازت دے دی۔ [۱]

غلیل اور کمان کی گولی اور دیگر آلات سے شکار کرنے کا حکم

جن آلات سے شکار کیا جاتا ہے ان تمام آلات کے لیے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر جانور اس آلہ کی ضرب سے دب کر یا چوٹ کھا کر مر گیا یا گلا گھٹنے سے مر گیا تو وہ حرام ہو گیا اور اگر جانور اس آلہ سے کٹ کر یا چھد کر مرا، اس کے زخم آیا اور خون بہا تو پھر وہ جانور حلال ہے اور بسم اللہ پڑھ کر ایسا آلہ پھینکنا جس سے جانور کا جسم کٹے اور خون بہے ذکوٰۃ اضطراری ہے اختیاری ذکوٰۃ یہ ہے کہ جانور کو پکڑ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اس کے گلے پر اس طرح چھری پھیریں کہ اس کی چاروں رگیں کٹ جائیں، اور جب جانور دور بیٹھا ہو یا بھاگ رہا ہو یا اڑ رہا ہو اور اس کو پکڑ کر معروف طریقہ سے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو بسم اللہ پڑھ کر اس پر تیر یا کوئی اور آلہ جارحہ پھینک دیا جائے جس سے زخمی ہو کر وہ جانور مر جائے تو وہ حلال ہو گا اور یہ ذکوٰۃ اضطراری ہے۔ اور اگر اس جانور پر لاٹھی، پتھر یا کسی اور وزنی چیز کی ضرب لگائی جائے جس سے وہ دب کر مر جائے یا اس کے گلے میں کوئی پھندا ڈالا جائے جس سے وہ گلا گھٹنے سے مر جائے تو پھر یہ جانور حرام ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ قرآن مجید کی اس آیت سے مستفاد ہے:

حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم۔

(مائدہ: ۳/۵)

تم پر یہ حرام کیے گئے ہیں: مردار، خون، خنزیر کا گوشت، جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، جو کسی ضرب سے دب کر مرا ہو، اوپر سے گرا ہو، سینگ مارا ہوا ہو اور جس کو درندہ نے کھایا ہو، البتہ ان میں سے جس کو تم نے (اللہ کے نام پر) ذبح کر لیا وہ حلال ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ موقوذہ (جو کسی چیز کی ضرب سے دب کر اور چوٹ کھا کر مرا ہو) اور منخنقہ (جو گلا گھٹ کر مرا ہو) حرام ہے، اس لیے اگر کسی ایسے آلہ سے شکار کیا جائے جس سے دب کر جانور مر جائے یا گلا گھٹنے سے مر جائے تو پھر وہ جانور حرام ہو گا۔

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

موقوذہ وہ جانور ہے جو بغیر ذکوٰۃ کے لاٹھی یا پتھر مارنے سے مر جائے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح جانور کو مار کر کھا لیتے تھے، صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: جب تم "معراض" کو پھینکو اور وہ جانور کے آر پار ہو جائے تو اس کو کھاؤ اور اگر جانور اس کے عرض سے مرے تو پھر اس کو مت کھاؤ، اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ قیذ (موقوذہ) ہے، علامہ ابو عمر نے کہا کہ متقدمین اور متاخرین علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ بندقہ (یعنی مٹی کی خشک کی ہوئی گولی جس کو غلیل یا کمان سے پھینکا جاتا ہے)، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۹۶، رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۷، تفسیر المنار ج ۶ ص ۱۳۸، نیل الاوطار

---

[۱] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۵۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[۲] مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اپنی تفسیر میں علامہ قرطبی کی اس عبارت کا خلاصہ ذکر کیا ہے اور لکھا ہے، (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

ج ۱۰، ص ۴۴) اور آج کل کی اصطلاح میں بندوق کی گولی جو سیسہ کی ہوتی ہے اور اس میں بارود بھرا ہوا ہوتا ہے اس کو عربی میں بندقۃ الرصاص کہتے ہیں ـــــــ سعیدی غفرلہٗ) پتھر اور معراض سے جس جانور کو مار دیا جائے آیا وہ حلال ہے یا نہیں؟ بعض علماء نے یہ کہا کہ یہ موقوذہ ہے اگر یہ مر گیا تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے حضرت ابن عمر، امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور ثوری کا یہی نظریہ ہے، فقہاء شام اور امام اوزاعی نے یہ کہا ہے کہ معراض سے مارا ہوا جانور حلال ہے خواہ وہ جانور کے آرپار گزرے یا نہیں، حضرت ابو الدرداء، حضرت فضالہ بن عبید اور مکحول اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، لیکن اس مسئلہ میں قول فیصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ "اگر جانور معراض کے عرض سے مرے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ وہ وقیذ ہے" ؎

علامہ ابو الحسن المرغینانی حنفی اس مسئلہ میں لکھتے ہیں:

جس جانور کو معراض کے عرض سے مارا گیا ہو اس کو کھانا جائز نہیں ہے اور اگر معراض نے اس جانور کو زخمی کر دیا تو پھر اس کا کھانا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جانور معراض کی دھار سے مرا اس کو کھاؤ اور جو جانور معراض کے عرض سے مرا اس کو مت کھاؤ، نیز شکار کے حلال ہونے کے لیے اس کا زخمی ہونا ضروری ہے تاکہ اس میں ذکوٰۃ کا معنی متحقق ہو سکے، جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں (علامہ المرغینانی نے پہلے یہ بیان کیا ہے کہ: ظاہر الروایت کے مطابق شکار میں زخمی کرنا ضروری ہے تاکہ ذکوٰۃ اضطراری متحقق ہو اور ذکوٰۃ اضطراری کی تعریف یہ ہے کہ شکاری کے آلہ استعمال کرنے کی وجہ سے شکار کے بدن کے کسی حصہ میں بھی زخم آجائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما علمتم من الجوارح "اور تم نے زخمی کرنے والے شکاری جانور سدھائے ہیں" اس آیت میں شکار کو زخمی کرنے کی شرط کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جوارح جرح سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے "زخمی کرنے والے" (ہدایہ اخیرین ص ۵۰۶) اور جو جانور غلیل یا کمان کی گولی سے مرا ہو اس کو بھی کھانا جائز نہیں، کیونکہ یہ گولی شکار کے جسم کو کوٹتی ہے اور توڑتی ہے اور اس کو زخمی نہیں کرتی، سو یہ معراض کی طرح ہے جو شکار کے آرپار نہ ہو، اسی طرح اگر پتھر سے شکار کو مار ڈالا تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے، اگر پتھر بھاری اور دھار والا ہو تو اس سے مرنے والے جانور کو کھانا جائز نہیں ہے خواہ وہ جانور کو زخمی کر دے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ وہ جانور اس پتھر کے ثقل کی وجہ سے مرا ہو اور اگر وہ پتھر خفیف ہو اور اس میں دھار ہو اور جانور زخمی ہو جائے تو اس کا کھانا جائز ہے، کیونکہ اب یہ متعین ہو گیا کہ جانور کی موت زخم کی وجہ سے واقع ہوئی ہے اور اگر پتھر خفیف ہو اور وہ اس کو تیر کی طرح لمبا کرے اور اس میں دھار ہو تو اس سے کیا ہوا شکار حلال ہے کیونکہ اس پتھر سے جانور ذبح ہو کر مرے گا، اگر شکاری نے دھار والے سنگ مرمر کو پھینکا اور اس نے جانور کی رگوں کو نہیں کاٹا تو وہ جانور حلال نہیں ہے

(حاشیہ صفحہ سابقہ) جو شکار بندوق کی گولی سے ہلاک ہو گیا اس کو بھی فقہاء نے موقوذہ میں داخل کیا ہے اور اس ذیل میں علامہ جصاص کی یہ عبارت نقل کی ہے: المقتولة بالبندقة مثل الموقوذة امام اعظم امام شافعی امام مالک وغیرہ سب اس پر متفق ہیں (معارف القرآن ج ۳ ص ۲۹) عربی میں بندقہ کا معنی ہے مٹی کی خشک کی ہوئی گولی جیسا کہ ہم نے بحوالہ بیان کیا ہے اور بندوق کی گولی کو عربی میں بندقۃ الرصاص کہتے ہیں، نیز بندوق کی ایجاد آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی ہے، اور امام ابو حنیفہ ۱۵۰ھ، امام مالک ۱۷۹ھ، امام شافعی ۲۰۴ھ، علامہ جصاص ۳۷۰ھ اور علامہ قرطبی ۶۶۸ھ میں فوت ہو گئے، سو یہ ائمہ اور علماء بندوق کی گولی کے شکار کے متعلق کیسے لکھ سکتے ہیں جو ان کے بہت بعد کی ایجاد ہے، مفتی محمد شفیع دیوبندی نے بندقہ کا معنی بندوق کی گولی کرنے میں بہت سخت مغالطہ کھایا ہے فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۹۵۵ میں بھی انہوں نے یہی مغالطہ کیا ہے۔ ۱۲ منہ

؎ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۴۸، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

کیونکہ اب جانور اس کے کوٹنے سے مرا ہے، اسی طرح اگر اس پتھر کے پھینکنے سے اس کا سر الگ ہو گیا یا اس کی گردن کی رگیں الگ ہو گئیں تو وہ جانور حلال نہیں ہے کیونکہ جس طرح پتھر کی دھار سے رگیں کٹتی ہیں اسی طرح پتھر کے ثقل سے بھی رگیں کٹ جاتی ہیں، اس لیے اب شک واقع ہو گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رگوں کے کٹنے سے پہلے وہ جانور مر گیا ہو۔ اور اگر جانور کو لاٹھی یا لکڑی سے مار ڈالا تو وہ حلال نہیں ہے کیونکہ وہ لاٹھی یا لکڑی کے ثقل سے مرا ہے، ہاں اگر اس لکڑی یا لاٹھی کی دھار ہو اور اس سے جانور کٹ جائے تو اب اس جانور کو کھانا جائز ہے کیونکہ اب وہ لاٹھی تلوار اور نیزے کے حکم میں ہے، اور ان تمام مسائل میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب یہ یقین ہو جائے کہ شکار کی موت زخم کی وجہ سے ہوئی ہے تو شکار حلال ہے اور جب یہ یقین ہو کہ موت ثقل کی وجہ سے ہوئی ہے تو شکار حرام ہے اور جب یہ شک ہو اور یہ پتا نہ چلے کہ موت زخم سے ہوئی ہے یا ثقل سے تو پھر شکار کا حرام ہونا احتیاطاً ہے۔ [1]

بندوق سے مارے ہوئے شکار کی تحقیق

آٹھویں صدی ہجری سے پہلے دنیا بارودی بندوق سے متعارف نہیں ہوئی تھی۔ دائرۃ المعارف میں لکھا ہے:

دستی بندوق کا استعمال یورپ میں ۱۳۶۵ء میں شروع ہوا تھا اور مسلمان ممالک میں اس کی ابتداء سلطان قایتبائی کے عہد میں ۸۹۵ھ/۱۴۹۰ء میں ہوئی (اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۴ ص ۸۰، مطبوعہ لاہور)

بہر حال دسویں صدی تک بندوق کا استعمال عام نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بارھویں صدی سے پہلے علماء نے بندوق سے کیے ہوئے شکار کے حکم پر بحث نہیں کی، بارھویں صدی میں علماء نے اس مسئلہ پر بحث کی اور یہ بحث ہنوز جاری ہے۔ بعض علماء بندوق سے کیے ہوئے شکار کو اس بناء پر ناجائز کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی سے شکار ٹوٹتا ہے کٹتا نہیں اور جانور اس کے ثقل سے مرتا ہے اس لیے یہ موقوذہ ہے اور حرام ہے اس کے برخلاف دوسرے علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی سے شکار زخمی ہوتا ہے اس کا خون بہتا ہے اور بعض اوقات گولی شکار کے آرپار ہو جاتی ہے اور ذکاۃ اضطراری کا مدار زخم لگنے اور خون بہنے پر ہے اور وہ بندوق کے شکار سے حاصل ہو جاتا ہے اس لیے بندوق سے کیا ہوا شکار جائز ہے۔ ہم پہلے مانعین کے دلائل پیش کریں گے، اس کے بعد مجوزین کے دلائل پیش کریں گے اور آخر میں اپنی رائے کا ذکر کریں گے۔ فنقول وباللّٰہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

بندوق سے مارے ہوئے شکار کو حرام کہنے والے علماء کے دلائل

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

ولا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ھو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم۔ [2]

یہ بات واضح ہے کہ بندوق کی گولی بڑی تیزی سے نکلنے کی بناء پر جلاتی ہے اور اس کے بوجھ کی وجہ سے زخم پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس میں دھار نہیں ہوتی اس بناء پر بندوق سے کیا ہوا شکار حلال نہیں ہے، علامہ ابن نجیم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۵۱۲-۵۱۱، مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان
[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

اگر تکبیر کہہ کر بندوق ماری اور ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو حرام ہے اس واسطے کہ بندوق میں توڑنے کا اثر ہے کاٹ نہیں اور تیر میں کاٹ ہے۔ [1]

مولانا امجد علی لکھتے ہیں:

بندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھرا آلہ جارحہ نہیں بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔ [2]

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

بندوق کا شکار اگر ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے، کھانا اس کا حلال نہیں ہے۔ [3]

بندوق سے مارے ہوئے شکار کو حلال قرار دینے والے علماء کے دلائل

فقہاء مالکیہ کے دلائل

علامہ ابوالبرکات احمد بن دردیر مالکی لکھتے ہیں:

واما صيد بالرصاص فيؤكل به لانه اقوى من السلاح كما افتى به بعض الفضلاء واعتمده بعضهم [4]

بندوق کی گولی سے کیے ہوئے شکار کو کھایا جائے گا کیونکہ وہ ہتھیاروں سے زیادہ قوی ہے جیسا کہ بعض فضلاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے اور بعض نے اس پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ صاوی مالکی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے شکار کے متعلق متقدمین کی تصانیف میں کوئی تصریح نہیں ہے کیونکہ بندوق کی ایجاد آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی ہے اور متاخرین کا اس میں اختلاف ہے، بعض علماء نے غلیل کی مٹی کی گولی پر قیاس کر کے اس کو ناجائز کہا، اور بعض علماء نے جائز کہا، چنانچہ ابو عبد اللہ القوری، ابن غازی اور سیدی عبد الرحمن فاسی نے اس کو جائز کہا ہے کیونکہ بندوق کے ذریعہ خون بہایا جاتا ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیا جاتا ہے جس کے سبب سے ذکاۃ مشروع کی گئی ہے۔ [5]

علامہ ابوالبرکات سیدی احمد دردیر مالکی کی اسی عبارت پر علامہ دسوقی مالکی نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے:

بندوق سے کیے ہوئے شکار کے متعلق متقدمین کی تصانیف میں کوئی تصریح نہیں ہے اور متاخرین کا اس میں اختلاف ہے بعض

---

[1] اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، الملفوظ ج ۳ ص ۲۲، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

[2] مولانا امجد علی متوفی ۱۳۷۶ھ، بہار شریعت ج ۱۷ ص ۲۳، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

[3] مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۹۵۵، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

[4] علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد دردیر مالکی، الشرح الصغیر علی اقرب المسالک، مطبوعہ دارالمعارف مصر ۱۳۹۲ھ

[5] علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر للدردیر، مطبوعہ دارالمعارف مصر ۱۳۹۲ھ

علماء نے غلیل کی گولی پر قیاس کر کے اس کو ناجائز کہا ہے اور بعض علماء نے جائز کہا ہے چنانچہ ابو عبد اللہ القوری، علامہ ابن غازی، علامہ شیخ مجور، سیدی عبد الرحمن فاسی اور شیخ عبد القادر فاسی نے اس کو جائز کہا ہے کیونکہ یہ خون بہاتی ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیتی ہے جس کی بناء پر ذکاۃ کو مشروع کیا گیا ہے۔ بندوق کی گولی کو غلیل کی گولی پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ سیسہ کی گولی جسم کو پھاڑتی ہے اور اس کے آر پار گذر جاتی ہے جبکہ مٹی کی گولی میں اس طرح نہیں ہوتا مٹی کی خشک گولی جسم کو کوٹتی ہے اور توڑتی ہے (یہاں پرندوں کا جسم مراد ہے۔ ——— سعیدی غفرلہ) اور جو جسم ٹوٹ جائے وہ وقیذ ہے اور وقیذ نص قرآن سے حرام ہے۔ [1]

علامہ الجزیری فقہاء مالکیہ کا مسلک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

متاخرین مالکیہ میں سے بہت سے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ بندوق سے کیے ہوئے شکار کا کھانا جائز ہے کیونکہ بندوق خون بہاتی ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیتی ہے اور ذکاۃ شرعی کو اسی لیے مشروع کیا گیا ہے تاکہ جانور کو جلد از جلد عذاب اور تکلیف سے نجات دی جائے، سو جس آلہ سے جس قدر جلد شکار کا کام تمام ہو گا وہ اسی قدر زیادہ بہتر ہو گا، اور زخم کے لیے چیرنا شرط نہیں ہے بلکہ پھاڑنے سے بھی زخم متحقق ہو جاتا ہے۔ [2]

فقہاء احناف کے دلائل

علامہ رافعی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ خادمی نے درر کے حواشی میں علامہ علی آفندی کے فتاوی سے یہ نقل کیا ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے، اور انہوں نے اس کی یہ دلیل بیان کی ہے کہ آگ بھی حیوان میں ذکاۃ کا عمل کرتی ہے، حتی کہ اگر آگ کو مذبح میں پھینکا جائے اور اس سے رگیں جل جائیں تو اس حیوان کا کھانا جائز ہے، لیکن اس میں خون بہنے کی قید لگانی چاہیے حتی کہ اگر خون منجمد ہو جائے اور نہ بہے تو پھر وہ حیوان حلال نہیں ہو گا، اور محشی (علامہ شامی) نے جنایات میں یہ لکھا ہے کہ بندوق سے قتل کرنا قتل عمد ہے کیونکہ یہ لوہے کی جنس سے ہے، زخمی کرتی ہے سو اس سے قصاص لیا جائے گا لیکن اگر یہ زخمی نہ کرے تو پھر اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، جیسا کہ علامہ طحاوی نے لکھا ہے، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہونا چاہیے، اور علامہ سندی نے جو اس مقام پر لکھا ہے وہ بھی حلت کا مؤید ہے، وہ کہتے ہیں کہ بندوق کے زخمی کرنے میں کوئی شبہ نہیں ہے، البتہ ہدایہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ حیوان ثقل سے مرا ہے تو حرام ہے اور اگر یہ یقین ہو کہ حیوان زخمی ہو کر مرا ہے تو حلال ہے اور جب اس کے ثقل یا زخم سے مرنے میں شک ہو تو پھر حرام ہے (ہدایہ نے اس صورت کو احتیاطاً حرام لکھا ہے۔ ——— سعیدی غفرلہ)۔ یہ عبارت حرمت کا تقاضا کرتی ہے، اس پر غور کرنا چاہیے۔ [3]

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ بندوق کی گولی سے جو جانور مرتا ہے وہ زخم سے مرتا ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ بندوق کی گولی کھا کر کوئی جانور مرے اور اس کا نہ خون بہے اور نہ زخم آئے اور یہ بھی بالکل بدیہی بات ہے کہ بندوق کی گولی کے ثقل سے جانور نہیں مرتا کیونکہ گولی اتنی بھاری نہیں ہوتی کہ اس کے نیچے دب کر جانور مر جائے بلکہ گولی یا چھرے جب پرلیشر سے نکلتے ہیں تو وہ اپنی راہ میں

---

[1] شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی ۱۲۱۹ھ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۲ ص ۱۰۴-۱۰۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] علامہ عبد الرحمان الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۲ ص ۲۸-۲۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] علامہ عبد القادر رافعی حنفی فاروقی، التحریر المختار لرد المحتار ج ۲ ص ۳۱۶-۳۱۵، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ

مزاحم ہونے والے جسم کو چیرتے اور پھاڑتے ہوئے اس جسم سے آر پار ہو جاتے ہیں اور اگر ان کی ورس اور پیشتر کم ہو تو بعض اوقات وہ گولی اور چھرے جسم ہی میں رہ جاتے ہیں لیکن زخم ڈالنے، جسم کو پھاڑنے اور خون بہنے کا عمل ہر حال میں واقع ہوتا ہے اور اضطراری ذکاۃ اور حلت کا مدار یہی چیز ہے۔

علامہ الجزیری احناف کا مسلک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب یہ امر متحقق ہو جائے کہ حیوان زخم سے مرا ہے اور ثقل سے نہیں مرا تو وہ حلال ہے، چھروں کا حکم بھی گولی کی طرح ہے، سو جب کسی بڑے جانور کا چھروں سے شکار کیا جائے تو یہ متصور نہیں ہوگا کہ وہ جانور چھرے کے ثقل اور بوجھ سے مرا ہے اس لیے وہ بلاشبہ حلال ہے، کیونکہ اس کی موت بلا شک وشبہ زخم سے واقع ہوتی ہے، ہاں اگر چڑیا کی طرح کوئی بہت چھوٹا اور کمزور جانور چھرے سے مر جائے تو اس میں یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ چھرے کے ثقل سے مرا ہوگا اور حلال نہیں ہوگا، لیکن اگر یہ متحقق ہو جائے کہ وہ زخم سے مرا ہے تو پھر وہ بھی بلاشبہ حلال ہے۔ [1]

ثقل سے مرنے کا معیار یہ ہے کہ جانور کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور خواہ اس کے جسم کے اندر زخم ہو لیکن جسم کی بیرونی سطح سے خون نہ نکلے لیکن جب جسم کی بیرونی سطح سے خون نکلے تو اس کے زخمی ہونے کی واضح دلیل ہے اور ایسا شکار بلاشبہ جائز ہے۔

ڈاکٹر احمد شرباصی لکھتے ہیں:

محققین فقہاء احناف میں سے ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ بندوق کی گولی شکار کے جسم کو فقط دباتی نہیں ہے بلکہ فی الواقع وہ اس کی کھال کو چیرتی ہے اور جسم کو پھاڑتی ہے اور خون بہاتی ہے، اس طرح بندوق کی گولی سے جو قتل متحقق ہوتا ہے وہ پتھر یا لاٹھی کی چوٹ کی طرح نہیں ہوتا بلکہ حقیقت میں بندوق کی گولی شکار کو زخمی کرتی ہے اور اس کے جسم کو پھاڑ کر خون بہاتی ہے لہٰذا بندوق سے کیا ہوا شکار موقوذہ نہیں ہے بلکہ اس آلہ سے ذبح کیے ہوئے جانور کی طرح ہے جس سے خون بہتا ہے، اور بندوق سے جس جانور یا پرندہ کو مارا جائے وہ حلال ہوگا اور اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔ [2]

علماء ظاہریہ (غیر مقلدین) کے دلائل

شیخ شوکانی لکھتے ہیں:

رہ گئی وہ بندوقیں جو آج کل متعارف ہیں جن میں بارود سے بھر کر سیسے کے کارتوس ہوتے ہیں ان سے جو شکار مارا جاتا ہے اس کے متعلق متقدمین اہل علم نے بحث نہیں کی کیونکہ ان کی ایجاد بعد میں ہوئی ہے، اور یمن کے ممالک میں یہ بندوقیں دسویں صدی ہجری میں آئیں، اس وجہ سے اہل علم کی ایک جماعت نے بندوق سے مارے ہوئے شکار کے متعلق سوال کیا، مجھ پر جو جواب ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ یہ شکار حلال ہے کیونکہ بندوق کی گولی شکار کو پھاڑتی ہے اور عموماً ایک جانب سے داخل ہو کر دوسری جانب سے نکل جاتی ہے، اور حدیث صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: جب تم معراض پھینکو اور وہ پھاڑ دے تو اس کو کھاؤ، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کے حلال ہونے میں اس کے پھاڑنے کا اعتبار فرمایا ہے۔ [3]

نواب صدیق حسن بھوپالی شیخ شوکانی کی مذکور الصدر عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ عبد الرحمان الجزیری، الفقہ علی المذاهب الاربعہ ج ۲ ص ۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] دکتور احمد شرباصی (الاستاذ بجامعہ الازہر) یسئلونک فی الدین والحیاۃ، ج ۲ ص ۲۹۱، مطبوعہ دار الجیل بیروت

[3] شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ، تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

خلاصہ یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے جانور کے جسم میں جو زخم پیدا ہوتا ہے، وہ تیر، نیزے اور تلوار کے زخم سے زیادہ کاری ہوتا ہے بلکہ بندوق کا عمل ہر آلے کے عمل سے زیادہ کاری ہوتا ہے، اس لیے اس کو چوٹ سے مارنے والے آلہ پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور بندوق سے مارے ہوئے شکار کے کھانے کو ناجائز کہنا عقلاً صحیح ہے نہ نقلاً۔ [1]

علامہ رشید رضا مصری کے دلائل

علامہ رشید رضا مصری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خذف (پتھر پھینکنے) سے منع کیا ہے اور فرمایا: "اس سے نہ جانور شکار ہوتا ہے اور نہ دشمن کا خون بہتا ہے، البتہ پتھر دانت توڑ دیتا ہے یا آنکھ پھوڑ دیتا ہے" کنکر یا پتھر کو ہاتھ سے پھینکا جائے یا کسی آلہ (مثلاً غلیل یا کمان) سے یہ وقذ (توڑنے اور چوٹ مارنے) کے معنی میں ہے کیونکہ یہ فعل حیوان کو عذاب دیتا ہے اور اس کو عذاب پہنچاتا ہے اور اس فعل سے جانور مرتا نہیں ہے، پس کنکر یا پتھر سے مارنے کی ممانعت کی علت حدیث میں خود صراحۃً مذکور ہے اور وہ ہے حیوان کو عذاب دینا اور اس کو عذاب پہنچانا نیز جانور کو کنکر یا پتھر اس کی موت کا کلی یا غالب سبب نہیں ہے۔ اس کے برخلاف آج کل جو بندوق کی گولی سے شکار کیا جاتا ہے اس سے جانور شکار ہوتا ہے اور اس کا خون بہتا ہے، اسی وجہ سے متاخرین فقہاء میں سے محققین نے بندوق سے مارے ہوئے شکار کے کھانے کو جائز قرار دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی طریقہ ذبح کی حکمت یہ ہے کہ اس طریقہ سے جانور کو نسبتاً کم ایذاء پہنچتی ہے اور بندوق سے شکار میں بھی جانور کو نسبتاً کم ایذاء پہنچتی ہے، نیز کنکر اور پتھر یا غلیل کی گولی سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے کلی اور عمومی طور پر جانور مرتا نہیں ہے اور نہ اس کا خون بہتا ہے اس کے برخلاف بندوق سے جانور عمومی طور پر مر جاتا ہے اور اس کا خون بہتا ہے اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ [2]

سید ابوالاعلیٰ مودودی کے دلائل

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

جن جانوروں میں ذکاۃ اضطراری شرط ہے تو ان کا سارا جسم مقام ذبح ہے اور کسی چیز سے خواہ وہ کوئی ہو ان کے جسم میں اتنا غرز (penetration puncture) کر دینا کافی ہے کہ خون بہہ جائے اس سلسلہ میں جو نصوص کتاب وسنت سے ہمیں ملتی ہیں وہ ترتیب وار درج ذیل ہیں۔

احل لکم الطیبات وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ۔

حلال کر دی گئیں تمہارے لیے ساری پاک چیزیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھایا ہو، جن کو تم خدا کے دیے ہوئے علم کی بنا پر شکار کی تعلیم دیا کرتے ہو وہ جس جانور کو تمہارے لیے پکڑ رکھیں اس کو تم کھا لو اور اس پر اللہ کا نام لو۔

اس سے معلوم ہوا کہ سدھائے ہوئے شکاری جانور کو اگر خدا کا نام لے کر چھوڑا گیا ہو تو اس کے پنجوں اور کچلیوں سے جو زخم وحشی جانور کو لگ جاتا ہے اور جو خون اس طرح نکل جاتا ہے اس سے "اضطراری ذکات" کی شرط پوری ہو جاتی ہے اور اگر ایسا جانور

---

[1] نواب صدیق حسن خان بھوپالی متوفی ١٣٠٧ھ، فتح البیان ج ٣ ص ١١ - ١٠، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ امیریہ بولاق مصر، ١٣٠١ھ

[2] شیخ محمد رشید رضا متوفی ١٣٥٤ھ، المنار ج ٦ ص ١٣٩، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

زندہ نہ ملے اور اسے باقاعدہ ذبح نہ کیا جاسکا ہو تب بھی وہ حلال ہے۔

(۲) حضرت عدی بن حاتم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم معراض پھینک کر شکار کرتے ہیں حضور نے جواب دیا:
كل ما خزق وما اصاب بعرضه فقتل فانه وقيذ فلا تاكله۔ (متفق علیہ)
اگر وہ چھید دے تو کھاؤ لیکن اگر معراض اپنی عرض کی طرف سے جانور کو لگی ہو اور اس سے وہ مر گیا ہو تو وہ چوٹ کھایا ہوا جانور (موقوذہ) ہے اسے نہ کھاؤ۔

معراض ایک بھاری لکڑی یا عصا کو کہتے ہیں جس کے سرے پر یا تو لوہے کی انی لگی ہو یا ویسے ہی لکڑی کو نوک دار بنا دیا گیا ہو اس کی چوٹ سے جسم کے کسی حصہ کا اس حد تک پھٹ جانا کہ اس سے خون بہہ جائے شرط ذکاۃ پوری کر دینے کے لیے کافی ہے۔

(۳) رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کل دشمن سے ہمارا مقابلہ ہے اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں ہیں کہ ہم جانوروں کو ذبح کر سکیں، تو ہم پھٹے ہوئے بانس کی کھپچی سے ذبح کر سکتے ہیں؟ حضور نے فرمایا: ما انهر الدم وذكر اسم الله فكل ليس السن والظفر۔ (متفق علیہ) یعنی خدا کا نام لے کر جس چیز سے بھی خون بہا دیا جائے ایسے جانور کو کھالو، البتہ دانتوں اور ناخنوں سے یہ کام نہ لیا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصل چیز وہ آلہ نہیں ہے جس سے کام لیا جارہا ہو بلکہ شرط ذکاۃ پوری کرنے میں صرف یہ بات معتبر ہے کہ خون بہا دیا جائے۔ اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ حضرت عدی بن حاتم نے پوچھا "یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کسی شخص کو شکار مل جائے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا وہ پتھر کی دھار یا پھٹی ہوئی لکڑی سے ذبح کر سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا: امرر الدم بما شئت واذكر اسم الله۔" یعنی خون بہا دو جس چیز سے چاہو اور اللہ کا نام لو۔

(۴) ابوالعشراء اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ذبح کا مقام صرف حلق یا لبۃ ہی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: لو طعنت في فخذها لاجزأ عنك۔ (ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی) یعنی اگر تو اس کی ران میں بھی چبھو دے تو کافی ہے۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ یہ ایسے جانور کی ذکاۃ ہے جو کسی گڑھے وغیرہ میں گر گیا ہو اور ترمذی کہتے ہیں کہ تمام ضرورت کے موقعوں کے لیے یہی ذکاۃ ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو جانور ہمارے قابو میں نہیں ہے اس کے جسم کا ہر حصہ مقام ذبح ہے، نیز اصل شئی وہ آلہ نہیں ہے جس سے کام لیا جائے بلکہ صرف جسم کو چھید دینا ہے تاکہ خون بہہ جائے۔

(۵) کعب بن مالک کہتے ہیں کہ ہماری بکریاں مقام سلع میں چر رہی تھیں، کہ یکایک ہماری لونڈی نے دیکھا کہ ایک بکری مرنے کے قریب ہے اس نے فوراً ایک پتھر توڑا اور اسے ذبح کر دیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کی اجازت دے دی۔ (بخاری) عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ بنی حارثہ میں سے ایک شخص احد کے قریب ایک گھاٹی میں اونٹنی چرا رہا تھا، یکایک اس نے دیکھا کہ اونٹنی مر رہی ہے مگر اسے کوئی چیز ایسی نہیں ملی جس سے وہ ذبح کر سکتا، آخر اس نے خیمہ گاڑنے کی ایک میخ لی اور اسے اونٹنی کے لبہ میں چبھو دیا، یہاں تک کہ اس کا خون بہہ گیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی اور آپ نے اسے کھا لینے کی اجازت دی۔ (ابو داؤد، موطا)

ٹوٹے ہوئے پتھر کی دھار اگرچہ بھی دھار کی تعریف میں آتی ہے لیکن لکڑی کی نوک دار میخ کو دھار دار آلے کی تعریف میں

جس حد تک لایا جا سکتا ہے ظاہر ہے۔

مذکورہ بالا نصوص کو سامنے رکھنے کے بعد بندوق کے مسئلہ پر غور کیجئے۔ بندوق کی گولی کو غلیل کے غلے پر قیاس کرنا اور اس کی بناء پر یہ سمجھنا کہ اس سے جو جانور مرتا ہے وہ دراصل اس طرح کی چوٹ کھا کر مرتا ہے جیسی پتھر یا لکڑی کے عرض سے لگتی ہے، صحیح نہیں ہے، گولی جس قوت سے بندوق سے نکلتی ہے اور پھر جس تیز رفتار سے نشانہ تک (تقریباً ۵۰۰ گز فی سیکنڈ) راستہ طے کرتی ہے، اس کی بناء پر وہ کوئی ٹھنڈا سنگریزہ نہیں رہتی، بلکہ اچھی خاصی گرم اور تقریباً نوکدار ہو کر جسم کو چھیدتی ہوئی اس میں گھستی ہے اور پھر اس سے خون بہہ کر جانور مرتا ہے، یہ عمل شکاری جانور کے ناخنوں اور کچلیوں اور معراض یا لکڑی کی سیخ کا سرا چبھنے سے کچھ بہت زیادہ مختلف نہیں ہوتا، بلکہ خون بہانے میں بعید نہیں کہ ان سے زیادہ ہی کارگر ہو۔

ان وجوہ سے میری رائے میں اگر خدا کا نام لے کر بندوق چلائی جائے اور اس کی گولی یا چھرے سے جانور مر جائے تو اس کے حلال نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے لیکن اگر کسی شخص کا اس پر اطمینان نہ ہو اور وہ اس کو حرام ہی سمجھتا ہو تو مجھے اس پر بھی اصرار نہیں کہ وہ اسے ضرور حلال مانے اور واجب سے کر اسے کھائے۔ میرا اجتہاد میرے لیے قابل عمل ہے اور دوسروں کا اجتہاد یا کسی مجتہد کا اتباع ان کے لیے، اس اجتہادی اختلاف سے اگرچہ میرے اور ان کے درمیان حرام و حلال کا اختلاف ہو جاتا ہے مگر اس کے باوجود دونوں فریق ایک ہی دین میں رہتے ہیں، الگ الگ دینوں کے پیرو نہیں ہو جاتے۔ [۱]

علماء شیعہ کے دلائل

سید ابو القاسم الموسوی الخوئی لکھتے ہیں:

یہ کہ شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہوتا کہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کر دے اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا انہی جیسی چیزوں کے ذریعہ کیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کر دے تو وہ حیوان پاک اور حلال ہے اور گولی تیز نہ ہو بلکہ دباؤ کے ساتھ حیوان کے بدن میں داخل ہو اور اسے مار دے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس جلنے کے اثر سے حیوان مر جائے تو اس حیوان کے پاک اور حلال ہونے میں اشکال ہے۔ [۲]

شیخ خمینی نے بھی اس مسئلہ میں بالکل یہی لکھا ہے۔ [۳]

بندوق سے مارے ہوئے شکار کے متعلق مصنف کی تحقیق اور بحث و نظر

قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور فقہاء احناف کے قواعد کی روشنی میں مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے، قرآن مجید نے شکار کی حلت کا مدار شکار کو زخمی کرنا قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل احل لكم الطيبت وما علمتم من الجوارح مكلبين۔ (مائدہ: ۴/۵)	آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے زخمی کرنے والے جانور سدھا لیے ہیں

۱۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، رسائل و مسائل ج ۱ ص ۹۹-۹۵، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ستمبر ۱۹۸۹ء

۲۔ شیخ ابو القاسم الخوئی، توضیح المسائل ص ۳۸۸-۳۸۷، مطبوعہ جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی۔

۳۔ شیخ روح اللہ خمینی متوفی ۱۴۰۹ھ توضیح المسائل ص ۳۹۹، سازمان تبلیغ اسلامی ایران، ۱۴۰۲ھ

الجوارح، جارحة کی جمع ہے اور جارحہ زخمی کرنے والے جانور کو کہتے ہیں اور شکاری جانور کا کیا ہوا شکار اسی وقت حلال ہوتا ہے جب وہ شکار کو زخمی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جوارح کے کیے ہوئے شکار کو کھانے کا حکم دیا ہے اور جب مشتق پر حکم لگایا جائے تو مشتق کا ماخذ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے اس لیے شکار کے حلال ہونے کی علت اس کو زخمی کرنا ہے اور بندوق کی گولی یا اس کے چھروں سے بھی چونکہ شکار زخمی ہوتا ہے، اس لیے آیت کی تصریح کے مطابق بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور یہ موقوذہ نہیں ہے کیونکہ موقوذہ وہ ہوتا ہے جو چوٹ سے مرے، اس کو زخم آئے اور نہ اس سے خون بہے۔

احادیث صحیحہ کی روشنی میں بھی بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے، امام مسلم حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا رمیت بالمعراض فخزق فکله واذا اصابه بعرضه فلا تاکله [1]

جب تم شکار پر معراض پھینکو اور معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو اس کو کھالو، اور اگر شکار معراض کے عرض سے مرے تو اس کو مت کھاؤ۔

اور بندوق کی گولی اور چھرے بھی شکار میں نفوذ کر جاتے ہیں اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار جائز ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

فان قیل بالزای فهوان یثقبه [2]

اگر یہ کہا جائے کہ یہ لفظ خزق "ز" کے ساتھ ہے تو اس کا معنی ہے جانور میں سوراخ کرنا

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لفظ "ز" کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے نفوذ کرنا اور بندوق کی گولی شکار میں نفوذ کر جاتی ہے اور اگر یہ لفظ "ر" کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے سوراخ کرنا اور پھاڑنا اور بندوق کی گولی شکار کو پھاڑ دیتی ہے اور اس میں سوراخ کر دیتی ہے لہٰذا اس حدیث کے مطابق ہر تقدیر پر بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے جس آلہ سے بھی جانور کا خون بہہ جائے وہ جائز ہے اور وہ ذبیحہ اور شکار حلال ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن رافع بن خدیج قال قلت یا رسول الله انا لاقوا العدو غدا ولیست معنا مدی فقال اعجل اوارن ما انهر الدم وذکر اسم الله علیه فکل لیس السن والظفر وساحدثک اما السن فعظم واما الظفر فمدی الحبشة واصبنا نهب ابل وغنم فند منها بعیر فرماه

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں آپ نے فرمایا جلدی کرنا یا فرمایا اس کو جلدی ذبح کرنا (تاکہ وہ طبعی موت نہ مر جائے) جس چیز کا خون بہایا جائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو کھالو، مگر دانت اور ناخن نہ ہوں، دانت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے، (اس غزوہ میں)

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۶۰۰، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

رجل بسهم فحبسه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لهذه الابل اوابد كاوابد الوحش فاذا غلبكم منها شیء فافعلوا به هكذا۔[1]

ہم کو مال غنیمت میں بکریاں اور اونٹ ملے، ان میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا، ایک شخص نے اس کو تیر مارا سو (اللہ نے) اس اونٹ کو روک دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی جانوروں کی طرح ہیں، جب ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے تو اسی طرح کیا کرو۔

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن رافع بن خديج قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل يعني ما انهر الدم الا السن والظفر۔[2]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دانت اور ناخن کے سوا ہر چیز جو بھی خون بہادے اس (کے مارے ہوئے) کو کھالو۔

بندوق کی گولی ناخن اور ہڈی نہیں ہے اور جانور کا خون بہا دیتی ہے، لہذا اس حدیث کے مطابق اس کا مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

بندوق سے مارے ہوئے شکار کے حلال ہونے پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ حدیث میں ہے:

اذا اصاب بحده فكل واذا اصاب بعرضه فقتل فانه وقيذ فلا تاكل[3]

جب جانور "معراض" کی دھار سے مرے تو اس کو کھالو اور جب وہ معراض کے عرض سے مرے تو وہ وقیذ ہے اس کو مت کھاؤ۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی اور چھروں میں چونکہ دھار نہیں ہوتی اس لیے بندوق سے مارا ہوا جانور وقیذ ہے اور حلال نہیں ہے، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے، امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوذہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے:

الموقوذة تضرب بالخشب يوقذها[4]

موقوذہ وہ جانور ہے جس کو لکڑیوں کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جاتے۔

"اور جو جانور معراض کے عرض سے مارا جائے وہ وقیذ ہے" اس کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

لانه في معنى الخشبة الثقيلة والحجر ونحو ذلك من المثقل[5]

کیونکہ اس صورت میں وہ معراض بھاری لکڑی، پتھر اور بھاری چیز کے حکم میں ہے۔

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] 〃　〃　〃　صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۸، 〃　〃　〃

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[5] حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۶۰۰، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جس کو کسی بھاری اور وزنی چیز کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جائے، اور بندوق کی گولی یا چھرے بھاری اور وزنی نہیں ہوتے اس لیے ان سے مارا ہوا جانور موقوذہ نہیں ہے، بندوق کی گولی نوکدار ہوتی ہے اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے البتہ بندوق کے چھروں میں نوک نہیں ہوتی لیکن چونکہ وہ گوشت کو چاٹتے ہیں اور خون بہاتے ہیں اس لیے وہ دھار والی چیز کے حکم میں ہیں، اس لیے بندوق کی گولی یا چھروں سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

یہ ملحوظ رہے کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی جائز اور حلال کہتے ہیں حالانکہ غلیل کی گولی سے جانور کے زخم آنے سے خون بہتا ہے اور ہمارے نزدیک ان کے دلیل ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس کے باوجود جب غلیل کی گولی سے مارے ہوئے شکار کی حرمت متفق علیہ نہیں ہے تو بندوق کی گولی یا چھروں سے مارے ہوئے شکار کو حرام کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں:

عن ابن المسیب قال: کل وحشیة قتلتها بحجر او ببندقة او بحجر فکلها۔[1]

ابن مسیب کہتے ہیں کہ جس وحشی جانور کو تم نے پتھر، غلیل کی گولی یا پتھر سے مارا اس کو کھا لو۔

عن ابن المسیب عن عمار بن یاسر قال: اذا رمیت بالحجر او بالبندقة ثم ذکرت اسم اللہ فکل۔[2]

ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر نے کہا کہ جب تم پتھر یا غلیل کی گولی مارو اور بسم اللہ پڑھ لو تو اس کو کھا لو۔

قال ابن عیینة: او اخبرنی اخ لابن ابی لیلی قال رمیت طائرا او قال صیدا ببندقة فقتله فسألت عبد الرحمن بن ابی لیلی فامرنی باکلہ۔[3]

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن ابی لیلی کے بھائی نے مجھے بیان کیا کہ میں نے غلیل کے ساتھ ایک پرندہ یا شکار مارا، پھر میں نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے اس کے متعلق سوال کیا انہوں نے مجھے اس کو کھانے کا حکم دیا۔

عن ابن طاؤس عن ابیہ قال فی صید المعراض: اذا خزق فلا باس بہ، وان رمیت بسهم فیہ حدیدة فسقط فکلہ۔[4]

ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے معراض کے شکار کے متعلق یہ کہا: جب معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو پھر اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر تم نے ایسا تیر مارا جس میں لوہا لگا ہوا نہیں تھا اور شکار گر گیا تو اس کو کھا لو۔

ان آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی اور بغیر دھار کے پتھر سے مارے ہوئے شکار کو حلال اور جائز کہتے تھے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ غلیل کی گولی اور بغیر دھار کے تیر سے مارے ہوئے شکار کی حرمت بھی قطعی، یقینی اور اتفاقی نہیں ہے، اور بندوق کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی اگرچہ بعض متاخرین فقہاء نے موقوذہ قرار دے کر حرام کہا ہے لیکن یہ ان کی اجتہادی خطا ہے، تحقیق یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں حلال اور طیب ہے۔

---

[1] امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۴ ص ۴۷۵-۴۷۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ
[2] ،، ،، ،، ،، المصنف ج ۴ ص ۴۷۵، ،، ،، ،، ،،
[3] ،، ،، ،، المصنف ج ۴ ص ۴۷۵، ،، ،، ،، ،،
[4] ،، ،، ،، ،، المصنف ج ۴ ص ۴۷۶، ،، ،، ،، ،،

قرآن مجید اور احادیث سے بندوق سے مارے ہوئے شکار کا حکم واضح کرنے کے بعد اب ہم فقہاء احناف کے اصول اور قواعد کی روشنی میں اس مسئلہ کو واضح کرنا چاہتے ہیں:

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

الذکاۃ عبارۃ عن تسییل الدم الفاسد النجس وھو نوعان الذبح فی المذبح عند القدرۃ وبالجرح فی ای موضع اصابہ عند تعذر الذبح والتکلیف بحسب الوسع ففی کل موضع یکون الذبح فی المذبح مقدوراً لہ لایثبت الحل الابہ وفی کل موضع تعذر یقوم الجرح مقامہ[1]

ذکاۃ (ذبح) کا معنی ہے فاسد اور نجس خون کو بہانا اور اس کی دو قسمیں ہیں، ذبح اختیاری اور ذبح اضطراری ذبح اختیاری یہ ہے کہ قدرت اور اختیار کے وقت حیوان کے گلے پر چھری پھیرنا اور جب گردن پر چھری پھیرنا ممکن نہ ہو تو جانور کے جسم کے کسی حصہ پر بھی زخم ڈال دینا، ذبح اضطراری ہے کیونکہ انسان اپنی قدرت کے اعتبار سے مکلف ہوتا ہے سو جس صورت میں وہ حیوان کے گلے پر چھری پھیر سکتا ہو تو اس کے گلے پر چھری پھیرے بغیر ذکاۃ حاصل نہیں ہوگی اور جہاں اس پر قدرت نہ ہو وہاں جانور کے جسم میں کہیں پر بھی زخم ڈالنا اس ذکاۃ کے قائم مقام ہے۔

لاٹھی اور پتھر وغیرہ سے مارے ہوئے شکار کو اس لیے ناجائز کہا گیا ہے کہ عادتاً لاٹھی اور پتھر سے اس وقت مارا جاتا ہے جب جانور قریب ہو، اور جب جانور قریب ہو تو اس کے گلے پر چھری پھیر کر ذبح کیا جا سکتا ہے اس لیے یہاں ذبح اختیاری ہے اضطراری نہیں ہے اور جب جانور دور ہو اور اس کو پکڑ کر اس کے گلے پر چھری پھیرنا قدرت میں نہ ہو مثلاً کسی درخت پر بیٹھا ہو یا اڑ رہا ہو یا بھاگ رہا ہو اور بندوق سے فائر کر کے ان جانوروں کا شکار کر لیا جائے اور گولی یا چھرے لگنے سے وہ جانور زخمی ہو جائیں اور ان کے جسم سے خون بہہ جائے تو ان کا زخمی ہونا اور خون بہنا ذکاۃ اضطراری ہے اور فقہاء کے اس بیان کردہ قاعدہ کے مطابق حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

نیز علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

عن ابراھیم رحمہ اللہ اذا خرق المعراض فکل واذا لم یخرق فلا تاکل والمعراض سھم لانصل لہ الا ان یکون راسہ محدداً وقیل سھم لاریش لہ فربما یصیب السھم عرضاً بندق ولا یخرق وھو مروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اصاب بحدہ فجرح فکل وما اصاب بعرضہ فلا تاکل وقد بینا ان الحل

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب معراض شکار کو پھاڑ دے تو کھا لو اور جب نہ پھاڑے تو نہ کھاؤ معراض اس تیر کو کہتے ہیں جس کا پیکان نہ ہو اِلّا یہ کہ اس کا سرا دھار دار ہو ایک قول یہ ہے کہ وہ بغیر پر کا تیر ہے، بسا اوقات تیر عرض کی جانب سے لگتا ہے اور شکار کو پھاڑتا نہیں توڑ دیتا ہے، اسی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ اگر شکار تیر کی دھار سے مرے اور زخمی ہو تو کھا لو اور اگر تیر کے عرض سے مرے تو مت کھاؤ اور ہم یہ بیان کر چکے

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۱ مطبوعہ دار المعرفت، بیروت، ۱۳۹۸ھ

باعتبار تسییل الدم النجس وذلک یحصل اذا خرق ولا یحصل اذا دق ولم یخرق فان ذلک فی معنی الموقوذۃ وھو حرام بالنص ۔ ؎

یعنی کہ علت کا مدار نجس خون کے بہنے پر ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب معراض شکار کو پھاڑ دے اور اگر شکار کو پھاڑے بغیر توڑ دے تو خون نہ بہے گا (مثلاً اس کی ضرب سے ہڈی یا ٹانگ ٹوٹ جائے) اور یہ حکماً موقوذہ ہے اور یہ نص قطعی سے حرام ہے۔

علامہ سرخسی کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جو کسی بھاری اور وزنی چیز سے ٹوٹ جائے (یعنی اس کی ہڈی ٹوٹ جائے) اس کے جسم میں زخم آئے اور نہ خون بہے اور اگر کوئی آلہ جانور کے جسم کو پھاڑ دے اور اس کا خون بہائے تو یہ حلال ہے، اور بندوق سے مارا ہوا شکار ایسا نہیں ہوتا کیونکہ اس میں زخم آتے ہیں خون بہتا ہے اس لیے وہ موقوذہ نہیں ہے بلکہ بندوق کی گولی اس کے جسم کو پھاڑ دیتی ہے، اس کے جسم میں سوراخ ہو جاتا ہے، بسا اوقات گولی آر پار ہو جاتی ہے اس کے جسم میں زخم آتا ہے اور خون بہتا ہے (یاد رہے کہ ذکاۃ اضطراری میں پورے جسم سے خون بہنا ضروری نہیں ہے، جیسا کہ کتے کے مارے ہوئے شکار کے جسم سے بسا اوقات سارا خون نہیں بہتا) اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار حلال اور طیب ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور فقہاء اسلام کی تصریحات سے یہ واضح ہو گیا کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ میں نے اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے کی ہے کہ اس زمانہ میں بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ بندوق سے مارا ہوا شکار موقوذہ ہونے کی بناء پر حرام ہے۔ ظاہر ہے کہ ان علماء نے نیک نیتی سے یہ فتویٰ دیا ہے لیکن یہ علماء اس مسئلہ میں زیادہ گہرائی اور گیرائی میں نہیں گئے اور ان کو اس مسئلہ میں اجتہادی خطاء لاحق ہوئی۔ آج کل بندوق سے شکار عام ہو گیا ہے اور بکثرت لوگ اس میں مبتلا ہیں اور گولی لگ کر یا چھرہ لگنے سے جانور مر جاتے تو اس کو اس فتویٰ کی بناء پر مردار اور حرام قرار دیا جاتا ہے، جب کہ قرآن مجید، احادیث اور فقہاء اسلام کی تصریحات کے مطابق یہ حلال اور طیب ہے۔ اور اجتہادی مسائل میں میرا ذہن یہ ہے کہ امت مسلمہ کے لیے آسان اور سہل احکام بیان کیے جائیں اور قرآن مجید، احادیث اور فقہاء اسلام کے اصول اور قواعد سے امت مسلمہ کے لیے زیادہ سے زیادہ یسر اور آسانی کو حاصل کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: آسانی کرو اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالو۔ شرح صحیح مسلم میں میرا یہی اسلوب رہا ہے کہ اجتہادی مسائل میں قرآن، سنت اور فقہاء اسلام کے قواعد میں مسلمانوں کے عمل کے لیے مجھے جہاں بھی کوئی یسر اور آسانی کی دلیل اور سبیل ملی میں نے اس کو اختیار کر لیا اور امت کی دشواری اور مشکل کو دور کر دیا اور میں نے جب بھی کسی مسئلہ کی تحقیق کے لیے قلم اٹھایا تو قرآن مجید، سنت اور فقہاء اسلام کی تصریحات کو مقدم رکھا ہے اور مشکل پسند اور فقہاء متاخرین کے اقوال کو ترک کر دیا۔

بہرحال میں نے دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ کو بھی نیک نیتی، اخلاص اور للہیت سے لکھا ہے اگر یہ حق اور صواب ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو یہ میرے مطالعہ کا نقص اور میری فہم کی کمی ہے اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد سید المرسلین خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

؎ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

اہلِ کتاب کے برتنوں کو استعمال کرنے کا حکم

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۶۶ میں ہے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہلِ کتاب کے برتنوں سے متعلق فرمایا: اگر تم کو اور برتن مل سکیں تو ان کے برتنوں میں مت کھاؤ اور اگر اور برتن نہ مل سکیں تو ان کے برتنوں کو دھو کر استعمال کر لو، علامہ نووی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

سنن ابوداؤد میں یہ روایت اس طرح ہے کہ ہم اہلِ کتاب کے پڑوس میں رہتے ہیں وہ اپنی دیگچیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کو دوسرے برتن مل جائیں تو کھانے پینے کے لیے ان کو استعمال کرو، اور اگر تم کو دوسرے برتن نہ ملیں تو پانی سے دھونے کے بعد ان کو کھانے پینے کے لیے استعمال کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دوسرے برتن مل جائیں تو کفار کے برتنوں کو دھو کر استعمال کرنا بھی ممنوع اور مکروہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جن برتنوں میں نجاست ڈالنا کفار کی عادت ہو اس کو استعمال کرنے سے مسلمانوں کو گھن آتی ہے جیسے اگالدان کو دھو کر اسے کھانے پینے کے لیے استعمال کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ [1]

اس حدیث میں اہلِ کتاب کے برتنوں کو استعمال کرنے کے طریقہ کا بیان ہے، دیگر کفار اور بت پرستوں کا بیان نہیں ہے، امام بخاری نے مجوسیوں کے برتنوں کو بھی اہلِ کتاب کے برتنوں پر قیاس کیا ہے اس لیے "آنیۃ المجوس" مجوسیوں کے برتن" کا عنوان قائم کر کے حضرت ابو ثعلبہ کی مذکور الصدر حدیث بیان کی ہے، علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اہلِ کتاب اور مجوسیوں (آتش پرستوں) دونوں کے برتنوں کا حکم واحد ہے کیونکہ دونوں نجاسات سے نہیں بچتے، تاہم یہ برتن دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں، کیونکہ امام بخاری نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فتح خیبر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے ان دیگچیوں میں کیا پکایا ہے؟ صحابہ نے کہا پالتو گدھوں کا گوشت، آپ نے فرمایا جو کچھ دیگچیوں میں ہے اس کو گرا دو اور دیگچیاں توڑ دو۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا جو کچھ دیگچیوں میں ہے گرا دیتے ہیں اور دیگچیاں دھو لیتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے!

امام بخاری نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جب گدھے کے پکے ہوئے سالن والی دیگچیاں دھو کر استعمال کی جا سکتی ہیں تو دوسری نجاست سے آلودہ دیگچیاں بھی دھو کر استعمال کی جا سکتی ہیں۔ [2]

بَابُ تَحْرِيمِ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

کچلیوں والے درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کو کھانے کی ممانعت

۴۸۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی (لمبے نوکدار دانت) والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے، اسحاق اور ابن ابی عمر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ زہری

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ زَادَ إِسْحٰقُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ نَسْمَعْ بِهٰذَا حَتّٰى قَدِمْنَا الشَّامَ۔

نے بیان کیا کہ ملک شام میں آنے تک ہم نے اس حدیث کو نہیں سنا۔

۴۸۷۴- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ أَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْ عُلَمَائِنَا بِالْحِجَازِ حَتّٰى حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ وَكَانَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الشَّامِ۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے، ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ ہم نے حجاز میں اپنے علماء سے یہ حدیث نہیں سنی حتیٰ کہ شام کے فقہاء میں سے ابو ادریس نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔

۴۸۷۵- وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۸۷۶- وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَغَيْرُهُمْ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ ح وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ وَعَمْرٍو كُلُّهُمْ ذَكَرَ الْأَكْلَ إِلَّا صَالِحًا

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں ذکر کی ہیں سب نے کھانے کا ذکر کیا ہے مگر صالح اور یوسف کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ہر کچلی والے درندے سے منع فرمایا ہے۔

وَ يُوسُفَ فَإِنَّ حَدِيثَهُمَا نَهَى عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ.

۴۸۷۷ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ) عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ عَبِيدَةَ ابْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کچلیوں والے درندے کو کھانا حرام ہے۔

۴۸۷۸ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۴۸۷۹ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام کچلیوں والے درندوں اور ناخنوں والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۸۸۰ - وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۴۸۸۱ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ وَأَبُو بِشْرٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام کچلیوں والے درندوں اور ناخنوں والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۸۸۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَبُو بِشْرٍ أَخْبَرَنَا عَنْ مَيْمُونِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰی ح وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ کَامِلٍ الْجَحْدَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَۃَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ عَنِ الْحَکَمِ

کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد، داؤد ظاہری اور جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ تمام کچلیوں والے درندے اور ناخنوں والے پرندے حرام ہیں، اور ان احادیث میں جمہور کی دلیل ہے، ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ کچلیوں والے درندوں سے مراد وہ درندے ہیں جو دانتوں سے شکار کرتے ہیں، امام مالک کے نزدیک ان درندوں اور پرندوں کا کھانا مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ [1]

کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک کے نزدیک درندوں سے مراد وہ جانور ہیں جو چیرتے پھاڑتے ہوں اور گوشت کھاتے ہوں، امام مالک اور امام شافعی نے بلی، جنگلی چوہا، گوہ اور قنفذ (بلی کے برابر ایک خاردار جانور) کو کھانے کی اجازت دی ہے اگرچہ یہ بھی کچلیوں والے جانور ہیں، کیونکہ یہ درندے نہیں ہیں اور حسن نے ہاتھی کے کھانے کو بھی جائز کہا ہے اور ابن حبیب نے کہا ہے کہ چوہا کھانا مکروہ تنزیہی ہے۔ علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ یہ حدیث کچلیوں سے شکار کرنے والے پرندوں کی تحریم میں نص صریح ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا یہی مسلک ہے اور اس مسئلہ میں ہمارے دو قول ہیں، تحریم اور کراہت، ہمارے فقہاء نے ان جانوروں کی کراہت پر قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم — آپ ان سے کہیے کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اھل لغیر اللہ بہ۔ (انعام: ۶/۱۴۵)

اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی کھانے والے پر حرام ہو ماسوا ان چیزوں کے: مُردار، بہایا ہوا خون، سوّر کا گوشت، یا فسق ہو جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

اس آیت کے مستثنیات میں درندوں کا ذکر نہیں کیا گیا، لیکن اس دلیل پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت تحریم کے نازل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد بھی تحریم نازل نہ ہوئی ہو، جب کہ احکام دن بدن نازل ہوتے رہتے تھے، اور اس حدیث میں بھی اسی احکام کا بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور یہ حدیث مدنی ہے۔ [۱]

کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ ابوالحسن المرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں پھاڑنے والے درندے اور پرندے مراد ہیں یہ مراد نہیں ہے کہ ہر دانت اور ناخن والا درندہ اور پرندہ حرام ہے، "سَبُعٌ" (پھاڑنے والا درندہ یا پرندہ) سے مراد ہر وہ جانور ہے جو جھپٹتا ہو، لوٹ مار کرتا ہو، عادۃً زخمی کرتا ہو، مارتا ہو اور زیادتی کرتا ہو، ان جانوروں کو بنی آدم کی کرامت کی وجہ سے حرام کیا گیا ہے، کیونکہ ان جانوروں کا گوشت کھانے سے انسان میں ان جانوروں کے اوصاف پیدا ہو جانے کا خدشہ ہے، ان جانوروں میں بجّو اور لومڑی بھی داخل ہیں (کیونکہ یہ بھی دانتوں سے چیرتی پھاڑتی ہیں) اور یہ حدیث امام شافعی (اسی طرح امام مالک) کے خلاف حجت ہے، کیونکہ وہ لومڑی اور گوہ کو جائز قرار دیتے ہیں اور ہاتھی بھی کچلیوں والا جانور ہے اس لیے مکروہ ہے اور جنگلی چوہا اور نیولا جنگلی درندوں میں سے ہے، اور گدھ اور بنات (گدھ کی طرح ایک پرندہ) مکروہ ہیں کیونکہ وہ مُردار کھاتے ہیں، اور کھیتوں کے کوّے کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے[۲] کیونکہ وہ دانہ کھاتا ہے اور مُردار نہیں کھاتا اور وہ پھاڑنے والے درندوں میں سے نہیں ہے، رہا سیاہ و سفید کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے، امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ عقعق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ وہ دانہ اور گندگی کو ملا کر کھاتا ہے۔ اس لیے مرغی کے مشابہ ہے، اور امام ابو یوسف سے ایک روایت ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ زیادہ تر مُردار کھاتا ہے۔

حشرات الارض اور بجو وغیرہ کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

بجو، گوہ، کچھوے، بھڑ (زنبور) اور تمام کیڑے مکوڑوں کا کھانا مکروہ (تحریمی) ہے،

بجو تو دانتوں سے چیرنے اور پھاڑنے والا جانور ہے، اور گوہ کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کے کھانے سے منع فرمایا، یہ حدیث امام شافعی پر حجت ہے کیونکہ وہ گوہ کو حلال کہتے ہیں، اور بھڑ موذی جانوروں سے ہے اور کچھوا خبیث کیڑے مکوڑوں میں سے ہے، حشرات الارض کی تحریم کو گوہ پر قیاس کیا گیا ہے، پالتو گدھوں اور خچروں کو کھانا جائز نہیں ہے، کیونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

[۱] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۷۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[۲] کھیتوں کے کوّے کی تعریف اور شناخت کے لیے شرح صحیح مسلم جلد ثالث صفحہ ۲۵۱ کا مطالعہ کریں۔

وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

گھوڑے کے گوشت کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

امام ابو حنیفہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے، امام مالک کا بھی یہی قول ہے اور امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی رحمہم اللہ نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی، اور امام ابو حنیفہ کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة (نحل: ۸)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری سواری اور سجاوٹ کے لیے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کیے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے پیدا کرنے کو اپنا احسان قرار دیا ہے اور کسی چیز کو کھانا سب سے بڑا نفع ہے اور حکیم سے یہ متصور نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ چیز کے احسان کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز کے احسان کو ذکر کرے، سو اگر ان جانوروں کو کھانا جائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا کہ ہم نے ان جانوروں کو تمہارے کھانے کے لیے پیدا کیا ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ گھوڑوں سے دشمن کو ڈرایا جاتا ہے اس لیے بر بنائے احترام ان کا کھانا مکروہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مال غنیمت میں سے گھوڑے کا حصہ بھی دیا جاتا ہے، نیز اگر گھوڑوں کے کھانے کو مباح کر دیا جائے تو جہاد کے آلات کم ہو جائیں گے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے متعارض ہے، حضرت خالد نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع فرمایا تھا لیکن حضرت جابر کی حدیث صحیح ہے اور حضرت خالد کی حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت خالد جنگ خیبر کے بعد اسلام لائے تھے۔ ___ سعیدی غفرلہٗ) اور جب تعارض ہو تو محرم کو ترجیح دی جاتی ہے اس لیے حضرت خالد کی روایت راجح ہے،

ایک قول یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے اور ایک قول ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور گھوڑوں کے دودھ میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان کا دودھ پینے سے آلات جہاد میں کوئی کمی نہیں آتی۔ (آج کل چونکہ جہاد میں گھوڑوں کی ضرورت نہیں پڑتی اس لیے اب کراہت کی وجہ ختم ہو گئی۔ ___ سعیدی غفرلہٗ)

خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنا ہوا خرگوش ہدیہ کیا گیا تو آپ نے اس کو خود بھی کھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس سے کھانے کا حکم دیا نیز خرگوش درندوں میں سے ہے نہ مردار خور ہے اس لیے وہ ہرن کے مشابہ ہے۔

پانی کے جانوروں کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

پانی کے جانوروں میں سے صرف مچھلی کو کھانا جائز ہے امام مالک اور اہل علم کی ایک جماعت نے کہا کہ سمندر کے تمام جانوروں کو کھانا مطلقاً جائز ہے، اور بعض فقہاء نے خنزیر، کتے اور انسان کا استثناء کیا، امام شافعی سے ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے ان تمام جانوروں کو مطلقاً حلال کہا ہے ان جانوروں کے کھانے اور ان کی بیع میں ایک جیسا اختلاف ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استثناء کے فرمایا: احل لكم صيد البحر۔ "تمہارے لیے سمندر کا شکار حلال کیا گیا ہے" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے متعلق فرمایا: هو الطهور ماؤه والحل ميتته "سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے" نیز سمندری جانوروں میں خون نہیں ہوتا کیونکہ خون والا جانور پانی میں نہیں رہتا، اور حرام کرنے والا خون ہے لہٰذا یہ جانور مچھلی کے

مشابہ ہو گئے، اور ہماری دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے: ویحرم علیہم الخبآئث "نبی تم پر خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں" اور مچھلی کے سوا باقی جانور خبیث ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوا سے منع فرمایا ہے جس میں مینڈک ڈالا جائے اور آپ نے کیکڑے کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، اور احل لکم صید البحر میں شکار کرنے کی اجازت دی ہے اور شکار حرام چیزوں کا بھی کیا جاتا ہے اور حدیث میں جو ہے کہ سمندر کا مردار حلال ہے اس مردار سے مراد مچھلی ہے اور وہ حلال ہے اور تمام مرداروں سے مستثنیٰ ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے وہ دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔ جو مچھلی اپنی طبعی موت سے مر کر پانی کی سطح پر آجائے اس کو کھانا مکروہ ہے اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا سمندر کا مردار حلال ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جو مچھلی پانی کے زمین میں جذب ہونے سے مر جائے اس کو کھا لو اور جس چیز کو پانی باہر پھینک دے اس کو کھا لو اور جو مر کر سطح آب پر ابھر آئے اس کو مت کھاؤ اور صحابہ کی ایک جماعت سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

سیاہ مچھلی، مارماہی (سانپ کی شکل کی مچھلی) اور مچھلی کی تمام اقسام اور ٹڈی کو بغیر ذبح کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام مالک نے کہا کہ ٹڈی حلال نہیں ہے الا یہ کہ ٹڈی پکڑنے والا اس کا سر کاٹ کر اس کو بھون لے کیونکہ وہ خشکی کا شکار ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کو قتل کرنے سے محرم پر فدیہ لازم آتا ہے، ہماری دلیل وہ حدیث ہے جس کو ہم نے ابھی بیان کیا ہے، اور مچھلی کے متعلق ہمارا مسلک یہ ہے کہ جو مچھلی کسی آفت سے مر جائے وہ حلال ہے اور جو مچھلی طبعی موت سے مرے وہ حرام ہے۔ [1]

جھینگے کے متعلق اعلیٰ حضرت کی رائے

اعلیٰ حضرت احمد رضا فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں تو جن بعض کے خیال میں جھینگا مچھلی کا قسم سے نہیں، ان کے نزدیک حرام ہوا ہی چاہیے، مگر فقیر نے کتب لغت و کتب طب و کتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح دیکھی کہ وہ مچھلی ہے، قاموس میں ہے الاربیان بالکسر سمک کالدود، صحاح و تاج العروس میں ہے الاربیان بیض من السمک کالدود و یکون بالبصرۃ، صراح میں ہے نوعے از ماہی منتہی الارب میں ہے اربیان نوعے از ماہی ست کہ آنرا بہندی جھینگا مے گویند، مخزن میں ہے اربیان و ارببیان نیز آمدہ بفارسی ماہی روبیان و ماہی میگ و بہندی جھینگا مچھلی نامند، تحفۃ المومنین میں ہے بفارسی ماہی رو بیان نامند، تذکرہ داؤد انطاکی میں ہے روبیان اسم لضرب من السمک یکثر بحر العراق والشام احمر کثیر الارجل نحو السرطان لکنہ اکثر لحما، حیاۃ الحیوان الکبریٰ میں ہے: الروبیان ھو سمک صغیر جدا احمر، تو اس تقدیر پر حسب اطلاق متون و تصریح معراج الدرایہ مطلقاً حلال ہونا چاہیے کہ متون میں جمیع انواع سمک حلال ہونے کی تصریح ہے اور معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں، امام شافعی کے سوا سب ائمہ کے نزدیک حلال ہیں، رد المحتار میں ہے: ولو وجدت سمکۃ فی حوصلۃ طائر تؤکل وعند الشافعی لا تؤکل لانہ کالرجیع ورجیع الطائر عندہ نجس وقلنا انما یعتبر رجیعا اذا تغیر وفی السمک الصغار التی تقلی من غیر ان یشق جوفہ فقال اصحابہ لا یحل اکلہ لان رجیعہ نجس وعند سائر الائمۃ یحل مگر فقیر نے جواہر اخلاطی میں تصریح دیکھی کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے حیث قال السمک الصغار کلہا مکروھۃ کراھۃ التحریم ھو الاصح جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور کنکھجے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ

[1] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۴۳ - ۴۴۰، مطبوعہ مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان

ہے اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بھی بولا جاتا ہے، جیسے ماہی سقنقور حالانکہ وہ ناکہ کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے، اور ہمارے ائمہ سے علت رد بیان میں کوئی نص معلوم نہیں اور مچھلی سمجھے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تیصیح وارد ہوگی بہرحال ایسے شبہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی اولیٰ ہے۔ [1]

جھینگے کی بحث میں حرف آخر

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جھینگا چھوٹی مچھلی ہے اور ہر چند کہ تمام ائمہ اور فقہاء کے نزدیک چھوٹی مچھلی کا کھانا بلا کراہت جائز ہے لیکن چونکہ صاحب جواہر اخلاطی نے چھوٹی مچھلی کھانے کو مکروہ تحریمی کہا ہے اس لیے اس کا نہ کھانا اولیٰ اور افضل ہے۔

گویا اعلیٰ حضرت کے نزدیک جھینگا کھانا خلاف اولیٰ ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب جھینگا چھوٹا ہو، اور واضح رہے کہ جھینگا چھوٹی جسامت کا بھی ہوتا ہے اور بڑی جسامت کا بھی ہوتا ہے اور بڑے جھینگے میں خلاف اولیٰ کی وجہ بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ ان میں سب کا اتفاق ہے کہ جھینگا مچھلی ہے۔

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

الاربیان بالکسر السمک۔

الاربیان (جھینگا) مچھلی ہے۔

لوئیس معلوف لکھتے ہیں:

الاربیان: جھینگا مچھلی۔ [3]

علامہ دمیری لکھتے ہیں:

الروبیان ھو سمک صغیر جدا احمر۔ [4]

روبیان (جھینگا) سرخ رنگ کی بہت چھوٹی مچھلی ہے۔

بہرحال اہل لغت اور علم الحیوانات کے ماہرین کی تصریح کے مطابق جھینگا مچھلی ہے اور فقہاء احناف کے نزدیک مچھلی کی تمام اقسام بلا کراہت جائز ہیں اور باقی مکاتب فقہ میں بھی جھینگا حلال ہے اور اعلیٰ حضرت کے نزدیک چھوٹے جھینگے کا کھانا خلاف اولیٰ ہے اور بڑے جھینگے کے کھانے میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے۔

۶۰۹ بَابُ اِبَاحَةِ مَيْتَةِ الْبَحْرِ

سمندر میں مرے ہوئے جانور کی اباحت

۴۸۸۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حضرت ابو عبیدہ کے زیر کمان کفار قریش کے قافلے کے خلاف بھیجا، اور کھجوروں کی ایک بوری بھی بطور

---

[1] اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، احکام شریعت ص ۲-۱، مطبوعہ برقی پریس مرادآباد

[2] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۱ ص ۱۳۶، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۰۶ھ

[3] لوئیس معلوف الیسوعی، المنجد (مترجم) ص ۵۲

[4] علامہ محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ، حیاۃ الحیوان الکبریٰ ج ۱ ص ۳۳۵، مطبوعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ

الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّرَ عَلَيْنَا اَبَا عُبَيْدَةَ نَتَلَقَّى عِيرًا لِقُرَيْشٍ وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ فَكَانَ اَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِهَا قَالَ نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا اِلَى اللَّيْلِ وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَاْكُلُهُ قَالَ وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرُفِعَ لَنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيبِ الضَّخْمِ فَاَتَيْنَاهُ فَاِذَا هِيَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ قَالَ قَالَ اَبُو عُبَيْدَةَ مَيْتَةٌ ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوا قَالَ فَاَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتّٰى سَمِنَّا قَالَ وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ وَنَقْتَطِعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ اَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ فَلَقَدْ اَخَذَ مِنَّا اَبُو عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاَقْعَدَهُمْ فِي وَقْبِ عَيْنِهِ وَاَخَذَ ضِلَعًا مِنْ اَضْلَاعِهِ فَاَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ اَعْظَمَ بَعِيرٍ مَعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَشَائِقَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ اَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُونَا قَالَ فَاَرْسَلْنَا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَاَكَلَهُ۔

زادِ راہ عنایت فرمائی، اس کے علاوہ آپ کو اور کوئی چیز نہیں ملی، حضرت ابو عبیدہ ہر روز ہمیں ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا تم ایک کھجور پر کس طرح گذارہ کرتے تھے، حضرت جابر نے کہا ہم اس کھجور کو بچہ کی طرح چوستے تھے، پھر اس کے اوپر پانی پیتے تھے، وہ کھجور ہمیں رات تک کافی ہوتی تھی، اور ہم لاٹھیوں سے درختوں کے پتے جھاڑتے پھر ان کو پانی میں بھگو کر کھا لیتے تھے، ایک دن ہم ساحل سمندر پر گئے وہاں کنارے پر ایک بڑے ٹیلے کی مانند کوئی چیز پڑی ہوئی تھی، ہم اس کے پاس گئے دیکھا تو وہ ایک جانور ہے جس کو عنبر کہا جاتا تھا، حضرت ابو عبیدہ نے کہا یہ مردار ہے پھر کہا نہیں! ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نمائندے ہیں اور اللہ کے راستے میں ہیں اور تم لوگ حالت اضطرار میں ہو سو اس کو کھالو، ہم لوگ تین سو تھے اور وہاں ایک ماہ ٹھہرے اور اس کو کھا کھا کر ہم موٹے ہو گئے تھے مجھے یاد ہے کہ ہم نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے سے مشکوں سے بھر بھر کر اس جانور سے چربی نکالی تھی، اور اس میں سے بیل کے برابر گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے، حضرت ابو عبیدہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لے کر اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں بٹھا دیے اور اس کی ایک پسلی کو کھڑا کیا اور سب سے بڑے اونٹ کی پیٹھ پر کجاوہ کس کر اس کے نیچے سے گذار لیا، اور اس کے گوشت کو ابال کر ہم نے زادِ راہ تیار کر لیا، مدینہ پہنچنے کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا یہ ایک رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا ہے، کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟ اگر ہے تو ہمیں کھلاؤ، حضرت جابر کہتے ہیں پھر ہم نے اس میں سے کچھ گوشت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے اس کو تناول فرمایا۔

۴۸۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سو سواروں کے ساتھ ہمیں بھیجا اور ہمارے امیر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح تھے، ہم قریش کے قافلہ

ثلاث مائة راكب وأميرنا أبو عبيدة بن الجراح نرصد عيرا لقريش فأقمنا بالساحل نصف شهر فأصابنا جوع شديد حتى أكلنا الخبط فسمي جيش الخبط فألقى لنا البحر دابة يقال لها العنبر فأكلنا منها نصف شهر وادهنا من ودكها حتى ثابت أجسامنا قال فأخذ أبو عبيدة ضلعا من أضلاعه فنصبه ثم نظر إلى أطول رجل في الجيش وأطول جمل فحمله عليه فمر تحته قال وجلس في حجاج عينه نفر قال وأخرجنا من وقب عينه كذا وكذا قلة ودك قال وكان معنا جراب من تمر فكان أبو عبيدة يعطي كل رجل منا قبضة قبضة ثم أعطانا تمرة تمرة فلما فني وجدنا فقده.

کی گھات میں تھے، ہم نصف ماہ تک ساحل سمندر پر ٹھیرے رہے ہم کو شدید بھوک کا سامنا تھا حتیٰ کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے اور اس لشکر کا نام ہی "پتوں کا لشکر" پڑ گیا، سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور نکال کر پھینکا جس کو عنبر کہتے تھے، ہم نصف ماہ تک اس کو کھاتے رہے اور بدن پر اس کا تیل لگاتے رہے یہاں تک کہ ہم خوب فربہ ہو گئے، حضرت ابوعبیدہ نے اس کی ایک پسلی نصب کی اور لشکر کے سب سے طویل آدمی کو سب سے اونچے اونٹ پر سوار کیا تو وہ اونٹ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا، اور اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں کئی آدمی بیٹھ گئے حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں سے اتنے گھڑے چربی نکالی، ہمارے ساتھ کھجوروں کی ایک بوری تھی، حضرت ابوعبیدہ پہلے ہر شخص کو ایک ایک مٹھی کھجور دیتے تھے، پھر ایک ایک کھجور دینے لگے اور جب کھجور ملنا بند ہو گئی تو ہم نے جان لیا کہ اب کھجوریں ختم ہو گئیں۔

۴۸۸۵ - **وحدثنا** عبد الجبار بن العلاء حدثنا سفيان قال سمع عمرو جابرا يقول في جيش الخبط إن رجلا نحر ثلاث جزائر ثم ثلاثا ثم ثلاثا ثم نهاه أبو عبيدة.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "پتوں کے لشکر" میں ایک دن ایک شخص نے تین اونٹ ذبح کیے، پھر تین ذبح کیے، پھر تین ذبح کیے، اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے اس کو منع کر دیا۔

۴۸۸۶ - **وحدثنا** عثمان بن أبي شيبة حدثنا عبدة (يعني ابن سليمان) عن هشام بن عروة عن وهب بن كيسان عن جابر بن عبد الله قال بعثنا النبي صلى الله عليه وسلم ونحن ثلاث مائة نحمل أزوادنا على رقابنا.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں روانہ کیا اس وقت ہم تین سو تھے، ہم اپنے اپنے زاد راہ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔

۴۸۸۷ - **وحدثني** محمد بن حاتم حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن مالك بن أنس عن أبي نعيم وهب بن كيسان أن جابر بن عبد الله أخبره قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو کا ایک لشکر بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو اس کا امیر بنایا، جب ان کا زاد راہ ختم ہو گیا تو حضرت ابوعبیدہ نے سب کے زاد راہ جمع کیے اور ہم کو کھجوریں کھلاتے تھے اور آخر میں

سَرِيَّةً ثَلَاثَ مِائَةٍ وَ اَمَّرَ عَلَيْهِمْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَفَنِيَ زَادُهُمْ فَجَمَعَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ زَادَهُمْ فِيْ مِزْوَدٍ فَكَانَ يُقَوِّتُنَا حَتّٰى كَانَ يُصِيْبُنَا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ۔

ہر روز ایک ایک کھجور دیتے تھے۔

۴۸۸۸۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ (يَعْنِي ابْنَ كَثِيْرٍ) قَالَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً اَنَا فِيْهِمْ اِلٰى سِيْفِ الْبَحْرِ وَسَاقُوْا جَمِيْعًا بَقِيَّةَ الْحَدِيْثِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَاَبِي الزُّبَيْرِ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ فَاَكَلَ مِنْهَا الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے کنارے ایک لشکر روانہ فرمایا۔ میں بھی اس لشکر میں تھا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ وہب بن کیسان کی روایت میں ہے کہ لشکر نے اٹھارہ دن تک اس (مچھلی) کا گوشت کھایا۔

۴۸۸۹۔ وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُنْذِرِ الْقَزَّازُ كِلَاهُمَا عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا اِلٰى اَرْضِ جُهَيْنَةَ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارض جہینہ کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا اور ایک شخص کو اس کا امیر بنایا۔

باب مذکور کی حدیث کے فوائد اور مسائل

(۱)۔ علامہ بدر الدین عینی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کو رجب آٹھ ہجری میں روانہ فرمایا تھا۔ ؎

(۲)۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ صحابہ کرام دنیا سے بے رغبتی رکھتے تھے اور دنیا سے بہت کم فائدہ اٹھاتے تھے، اور سخت کوشی اور محنت پر صبر کرتے تھے اور ہر حال میں جہاد کے لیے تیار رہتے تھے۔

(۳)۔ اس حدیث میں دشمنان اسلام کے قافلوں کی گھات میں رہنے اور بطور غنیمت ان کا مال لوٹنے کا ثبوت ہے۔

(۴)۔ اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ نے تمام لشکریوں کے زاد راہ کو جمع کیا، یہ فعل اہل لشکر کی رضا مندی پر محمول ہے

؎۔ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۱۴۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

تاکہ سب کا مال اکٹھا ہونے پر برکت حاصل ہو، اشعری اسی طرح کیا کرتے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی تعریف کرتے تھے۔ ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر کچھ لوگ مل کر سفر کریں تو ان کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنے کھانوں کو جمع کرلیں اور مل کر کھائیں۔

(۵)۔ پہلے حضرت ابوعبیدہ نے اس مچھلی کو مردار کہا اور انھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ سمجھا کہ مردار حرام ہے پھر ان کا اجتہاد متغیر ہوا کہ ہم لوگ حالتِ اضطرار میں ہیں اور حالتِ اضطرار میں مردار کھانا جائز ہے، بعد میں اپنے فتویٰ کی تصدیق کے لیے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی قیاس اور اجتہاد جائز اور معمول تھا جیسا کہ آپ کے وصال کے بعد اجتہاد جائز اور معمول ہے، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت صحابہ سے یہ فرمایا ہے "اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ گوشت ہے تو ہمیں کھلاؤ" اس میں تین چیزوں کی تعلیم مقصود تھی۔ (ا) مفتی کے لیے مستحسن ہے کہ وہ اپنے فتویٰ پر خود عمل کر کے دکھائے تاکہ مستفتی کو تسلی ہو۔ (ب) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مچھلی کے گوشت کو کھا کر یہ تعلیم دی کہ اگر سمندر کسی مری ہوئی مچھلی کو باہر پھینک دے تو وہ حلال ہے یعنی اس کو بغیر اضطرار کے بھی کھانا حلال ہے۔ (ج) اگر استاذ اپنے شاگردوں سے ان کے کسی مال کا سوال کرے تو یہ سوال جائز ہے انس کی بناء پر ہوتا ہے۔ اس سوال کی ممانعت نہیں ہے۔ ممانعت اس سوال کی ہے کہ کسی اجنبی شخص سے مال حاصل کرنے کی غرض سے سوال کیا جائے۔

(۶)۔ ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اس مچھلی کے گوشت کو پندرہ دن تک کھاتے رہے، حالانکہ پندرہ دن میں تو گوشت خراب ہو جاتا ہے اور سڑ جاتا ہے، علامہ وشتانی مالکی نے اس کے دو جواب دیئے ہیں، ایک یہ ہے کہ اس مچھلی میں چربی بہت تھی اور چربی اور تیل کی وجہ سے گوشت سڑنے سے محفوظ رہتا ہے، دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ گوشت ہوا لگنے سے خراب ہوتا ہے اور وہ چونکہ بہت بڑی مچھلی تھی، اس میں گوشت کی کئی تہیں تھیں تو جس تہہ پر ہوا نہیں پہنچتی تھی وہ ٹھیک رہتا تھا۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ یہ خرقِ عادت ہے اور صحابہ کرام کی کرامت ہے۔

(۷)۔ اس حدیث میں صحابہ کرام کی قوتِ ایمان کا ثبوت ہے کیونکہ اگر بالفرض ان کا ایمان کمزور ہوتا تو ایک بوری کھجوروں کے زادِ راہ پر اتنے لمبے سفر کے لیے نہ نکلتے۔

(۸)۔ اس حدیث میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی فضیلت ہے اور ان کے علم، فراست اور قوتِ اجتہاد کا بیان ہے۔

(۹)۔ اس حدیث میں قوم کے مسائل اور مشکلات حل کرنے کا ثبوت ہے۔

(۱۰)۔ اس میں تقدیر پر راضی اور شاکر رہنے اور امیر کی اطاعت کرنے کا بیان ہے۔

(۱۱)۔ اس حدیث میں زادِ راہ جمع کرنے اور مل کر کھانے کا ثبوت ہے۔

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں۔
اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ سمندر کے تمام مرے ہوئے جانور

ے۔ امام مسلم نے ایک روایت میں ایک ماہ تک کھانے کا ذکر کیا ہے، ایک روایت میں نصف ماہ تک اور ایک روایت میں اٹھارہ دن تک اور امام بخاری نے کتاب الشرکہ اور کتاب المغازی میں اٹھارہ دن کا ذکر کیا ہے اور کتاب الصید میں نصف ماہ کا، محدثین نے ان مختلف روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اصل میں اٹھارہ دن تھے، بعض راویوں نے کسر کو حذف کر کے اس کو نصف ماہ سے تعبیر کیا اور بعض نے اس کو تغلیباً ایک ماہ سے تعبیر کیا۔ ——— سعیدی غفرلہ)

حلال ہیں خواہ وہ اپنی طبعی موت سے مرے ہوں یا ان کو شکار کیا جائے اور مچھلی کے حلال ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، ہمارے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ مینڈک حرام ہے کیونکہ حدیث میں اس کو قتل کرنے کی ممانعت ہے، اور مینڈک کے علاوہ باقی جانوروں کے متعلق تین قول ہیں: (۱) تمام سمندری جانور حلال ہیں، یہ قول زیادہ صحیح ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے (۲) حلال نہیں ہیں۔ (۳) جس جانور کی نظیر خشکی میں حلال ہے وہ سمندر میں بھی حلال ہے اس قول کی بناء پر سمندری گھوڑے، ہرن اور بکریاں کھائی جائیں گی اور سمندری کتا، خنزیر اور گدھا نہیں کھایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور امام مالک کا قول یہ ہے کہ سمندر کے تمام جانور حلال ہیں، اور امام ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے کہ مچھلی کے سوا کوئی اور جانور حلال نہیں ہے۔[1]

سمندر میں طبعی موت مر کر سطح آب پر آنے والی مچھلی کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: جو مچھلی سمندر میں کسی خارجی سبب کے بغیر مر جائے وہ ہمارے مذہب (شافعی) میں حلال ہے، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہما، عطاء، مکحول، نخعی، امام مالک، امام احمد، ابوثور، داؤد ظاہری اور جمہور فقہاء اسلام کا بھی یہی موقف ہے۔ اس کے برخلاف حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت جابر بن زید، طاؤس اور امام ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ یہ مچھلی حلال نہیں ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: احل لکم صید البحر و طعامه (مائدہ: ۹۶) "سمندر میں شکار کرنا اور اس کا طعام تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے" حضرت ابن عباس نے فرمایا سمندر کا شکار وہ ہے جس کو تم شکار کرتے ہو اور سمندر کا طعام وہ ہے جس کو سمندر پھینک دیتا ہے (یہ تفسیر امام ابوحنیفہ کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جس مچھلی کو سمندر پھینک دے وہ ان کے نزدیک حلال ہے، جیسا کہ ہدایہ کے حوالے سے گزر چکا ہے، اختلاف اس مچھلی میں ہے جو مر کر سطح آب پر آ جائے، سعیدی غفرلہ) اور حضرت جابر کی یہ حدیث بھی ہماری (شافعیہ کی) دلیل ہے، (یہ حدیث بھی فقہاء احناف کے خلاف نہیں ہے، ـــــ سعیدی غفرلہ) اور اس حدیث سے بھی فقہاء شافعیہ نے استدلال کیا ہے: هو الطهور ماؤه والحل ميتته "سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے، یہ حدیث صحیح ہے (امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس حدیث میں مردار سے مراد مچھلی ہے۔ ـــــ سعیدی غفرلہ)۔ اس کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز کو سمندر پھینک دے یا جس چیز سے سمندر ہٹ جائے اس کو کھاؤ اور جو چیز سمندر میں مر کر سطح آب پر ابھر آئے اس کو مت کھاؤ" (یہ امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے) سو یہ حدیث ائمہ حدیث کے اتفاق سے ضعیف ہے اس حدیث سے استدلال جائز نہیں ہے، جب کہ یہ قرآن اور حدیث کے معارض بھی ہے (قرآن مجید کی جو تفسیر علامہ نووی نے حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے اس میں سمندر میں مرنے والی مچھلی کا ذکر نہیں ہے اور نہ اس باب کی حدیث میں ہے اور بحث اسی میں ہے، اس لیے اس حدیث کا قرآن مجید اور حدیث سے تعارض نہیں ہے اور ضعف کا جواب عنقریب آرہا ہے، ـــــ سعیدی غفرلہ) [2]

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک کے نزدیک تمام اقسام کے سمندری جانور حلال ہیں،

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ،
۲۔ " " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۸،

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: احل لکم صید البحر وطعامہ۔ ”تمہارے لیے سمندر کا شکار اور طعام حلال کیا گیا ہے۔“
البتہ سمندری خنزیر میں امام مالک نے توقف کیا ہے مدونہ کی کتاب الصید میں لکھا ہے امام مالک نے فرمایا تم اس کو خنزیر کہتے ہو، اور ایک قول یہ ہے کہ امام مالک نے توقف نہیں کیا بلکہ اس کو خنزیر کہنے سے انکار کیا ہے، سمندر کے جو جانور خشکی میں بھی رہتے ہیں جیسے مینڈک، کچھوا اور کیکڑا، ان میں اختلاف ہے۔ مدونہ میں لکھا ہے کہ یہ بغیر ذبح کے حلال ہیں اور ان کا مردار حلال ہے اور ابن نافع اور باجی نے محمد بن دینار سے یہ روایت کیا ہے کہ ان کو بغیر ذبح کے کھانا جائز نہیں ہے اور ان کا مردار کھانا جائز نہیں ہے اور ابن قاسم نے یہ فرق کیا ہے کہ جن جانوروں کے رہنے کی اصل جگہ پانی ہے وہ اگر خشکی میں ہوں تو ان کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جن کے رہنے کی اصل جگہ خشکی ہے وہ اگر پانی میں ہوں تو ان کو ذبح کرنے کی ضرورت ہے۔ علامہ ابن رشد نے کہا یہ امام مالک کے مذہب کی تفسیر ہے، اور جو جانور بغیر کسی خارجی سبب کے پانی میں مر کر سطح آب پر آجائے وہ حلال ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سمندر پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔ [1]

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:
جو سمندری جانور خشکی میں رہتے ہیں وہ بغیر ذبح کے حلال نہیں ہیں، جیسے سمندری پرندے، کچھوا، اور پانی کا کتا، ان جس جانور میں خون نہ ہو وہ بغیر ذبح کے بھی حلال ہے، جیسے کیکڑا، امام احمد نے کہا کیکڑے کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ذبح سے مقصود خون نکالنا ہوتا ہے اور جس میں خون نہیں ہے اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور باقی پانی کے جانوروں (جو خشکی میں رہتے ہوں) کو ذبح کرنا ضروری ہے اور ایک قوم نے کہا ان کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ھو الطھور ماؤہ والحل میتتہ (سنن ابن ماجہ ص ۲۳۳) ”سمندر پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا حلال ہے“ کیونکہ مچھلی اور کیکڑا وغیرہ بغیر ذبح کے حلال ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سمندر کے تمام جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔ اور امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل شیء فی البحر مذبوح ”سمندر کی ہر چیز مذبوح ہے“ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ ذبح کل شیء فی البحر لابن آدم ”اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے سمندر میں ہر چیز کو ذبح کر دیا“ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جو حیوان خشکی میں رہتا ہے اس کا بہنے والا خون ہوتا ہے اس لیے وہ پرندوں کی طرح بغیر ذبح کے حلال نہیں ہوتا، اور جو احادیث بیان کی گئی ہیں وہ خشکی میں نہ رہنے والے سمندری جانوروں پر محمول ہیں۔
جو سمندری جانور صرف پانی میں رہتے ہیں جیسے مچھلی اور اس کی مثل وہ بغیر ذبح کے حلال ہیں اور ہمارے علم کے مطابق اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے، رہے دو مردار تو وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ اور ان کے اصحاب نے ساحل سمندر پر عنبر نام کا ایک جانور مرا ہوا دیکھا وہ ایک ماہ تک اس کا گوشت کھاتے رہے اور اس کا تیل لگاتے رہے حتیٰ کہ خوب فربہ ہو گئے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا یہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا ہے، کیا تمہارے پاس اس میں سے ہمارے کھلانے کے لیے کچھ ہے؟ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۵۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہماری دلیل قرآن مجید کی آیت کا عموم ہے، (یعنی تمہارے لیے سمندر کا شکار اور طعام مباح کر دیا گیا ہے) (مائدہ: ۹۶) اسی طرح حدیث میں بھی عموم ہے (یعنی سمندر میں مرا ہوا حلال ہے) ابن ماجہ) عبداللہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سمندری کتے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سمندر کی ہر چیز مذبوح ہے" ابوعبداللہ نے کہا ہم سمندری کتے کو ذبح کریں گے، امام احمد نے کہا اگر ایک مچھلی دوسری مچھلی کے پیٹ میں پائی جائے تو وہ بھی حلال ہے جیسے سمندر میں مری ہوئی مچھلی اگر سطح آب پر آجائے تو حلال ہے۔ [1]

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ اور بحث و نظر

علامہ ابوبکر الجصاص الحنفی لکھتے ہیں: ہمارے فقہاء (احناف) نے یہ کہا ہے کہ پانی کے جانوروں میں سے صرف مچھلی کو کھانا جائز ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سمندر کے تمام جانور مباح ہیں ان کے قول کے بطلان کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے، مچھلی اور ٹڈی، قرآن مجید میں ہے: حرمت علیکم المیتۃ "تم پر مردار حرام کیے گئے" ان میں سے صرف دو مرے ہوئے جانوروں مچھلی اور ٹڈی کا استثناء کیا گیا ہے، اور حضرت عبدالرحمان بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ ایک طبیب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دواء کا ذکر کیا، اور یہ کہا کہ اس دوا میں مینڈک ڈالا جاتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا، اور جب حدیث سے مینڈک کی تحریم ثابت ہو گئی تو مچھلی کے سوا پانی کے باقی جانوروں کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ ہمارے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مینڈک اور باقی دریائی جانوروں میں فرق کرتا ہو۔ [2]

علامہ ابوالحسن المرغینانی حنفی نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ مچھلی کے سوا باقی دریائی جانور خبیث ہیں اور قرآن مجید میں ہے: و یحرم علیہم الخبائث "نبی صلی اللہ علیہ وسلم خبیث چیزوں کو تم پر حرام کرتے ہیں" سو معلوم ہوا کہ مچھلی کے سوا تمام پانی کے جانور خبیث ہیں۔ [3]

خبیث سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کو طبیعت ناپسند کرتی ہو اور اس سے متنفر ہوتی ہو اور اس سے گھن آتی ہو، لیکن اس پر اعتراض یہ ہے کہ بہت سی حلال چیزوں سے بھی گھن آتی ہے اور طبیعت متنفر ہوتی ہے لیکن وہ چیزیں حرام نہیں ہیں، مثلاً گندی نالیوں کا پانی پینے والی مرغیوں اور بطخوں سے گھن آتی ہے، بعض آدمیوں کو کسی چیز کے کھانے سے قے آجاتی ہے ان کی طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے لیکن اس کراہت کی وجہ سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی، اگر آپ کسی بڑے ہوٹل یا بیکری میں آٹا گوندھنے والے شخص کو دیکھیں تو عام طور پر وہ ایک لنگوٹ باندھ کر، پیروں سے آٹا گوندھتا ہے اور گرمیوں کے مہینوں میں اس کے چلنے پھرنے سے بدن سے سر سے پاؤں تک پسینہ بہہ کر اس آٹے میں جذب ہوتا رہتا ہے اور میں نے کئی جگہ روٹی پکانے والے نانبائی کو دیکھا وہ قمیص اتار کر روٹی پکاتا ہے اور روٹیوں میں اس کا پسینہ جذب ہوتا رہتا ہے۔ بیکری کے بنے ہوئے خوش نما رنگ برنگ کیک اور پیسٹریاں اور انواع و اقسام کی لذیذ مٹھائیاں سب انہی مراحل سے گزرتی ہیں اور مٹھائی کے کارخانوں، بیکریوں اور نانبائیوں کی مصنوعات کو دیکھ کر ہر سلیم الطبع شخص کی طبیعت متنفر ہو گی لیکن اس طبعی کراہت، نفرت اور گھن کی وجہ سے وہ چیزیں حرام تو نہیں ہو جاتیں!

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۳۹ - ۳۳۷، ملخصاً، مطبوعہ دارالفکر بیروت
[2] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ احکام القرآن ج ۲ ص ۴۹۰ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ
[3] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۴۲، مطبوعہ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ طبعی تنفر اور ناپسندیدگی ایک اضافی چیز ہے ایک شخص کو ایک چیز ناپسند ہوتی ہے اور دوسرے شخص کو وہی چیز پسند ہوتی ہے اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقہاء احناف کو مچھلی کے سوا باقی سمندری جانور طبعاً ناپسند ہوں اور ائمہ ثلاثہ کے ہاں وہ پسندیدہ ہوں اور اصل یحرم علیہم الخبائث "خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں" اس سے مراد وہی چیزیں ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کر دیا مثلاً کتا، گدھا، سانپ، بچھو، چیل، کوا اور مذبوح جانور کے وہ سات اجزاء جن کو آپ نے حرام کر دیا ہے (مثلاً ذکر، خصیتین، خون، مثانہ اور غدود وغیرہ) اور یہ کہ کسی چیز کے خبیث ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ افراد امت کی صواب دید پر موقوف نہیں ہے، خبیث صرف وہی اشیاء ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کر دیا اور کسی چیز کے طیب اور خبیث اور حلال اور حرام کو متعین کرنا صرف شارع علیہ السلام کا منصب ہے اور امت کے علماء کا کام صرف ابلاغ ہے، جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کی ممانعت ثابت نہ ہو تو اس کو مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہہ سکتے حرام تو بہت دور کی بات ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذلا بدلھا من دلیل خاص[1]

مستحب کے ترک سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ مکروہ کے لیے خاص دلیل ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری بحث یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے: احل لکم صید البحر وطعامہ (مائدہ: ۹۶) "سمندر کا شکار اور طعام تمہارے لیے حلال کر دیا گیا" اور طعام کا لفظ عام ہے جو سمندر کے ہر جانور کو شامل ہے اور اس کو بعض روایات سے مچھلی کے ساتھ مقید کرنا قرآن مجید کے عموم کو اخبار آحاد سے مقید کرنا ہے اور یہ خود احناف کے اصول کے خلاف ہے، نیز فقہاء احناف کا اصول ہے کہ وہ قرآن مجید کو حدیث پر مقدم رکھتے ہیں اور اس مسئلہ میں فقہاء احناف نے بعض روایات (جن کو ہم نے بھی علامہ جصاص کے حوالے سے بیان کیا ہے) کی بناء پر سمندری جانوروں میں سے مچھلی کی تقیید کی ہے حالانکہ قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سمندر کا طعام مطلقاً حلال ہے عام ازیں کہ وہ مچھلی ہو یا کوئی اور جانور۔

پانی میں طبعی موت سے مر کر سطح آب پر آنے والی مچھلی کی تحریم کی حدیث پر فنی اعتراضات کے جوابات۔

ائمہ ثلاثہ اس مری ہوئی مچھلی کو حلال کہتے ہیں جو بغیر کسی خارجی سبب کے طبعی موت سے مر کر سطح آب پر آجائے اور امام ابوحنیفہ اس مچھلی کو حرام کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ حدیث ہے، امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما القی البحر او جزر عنہ فکلوہ وما مات فیہ وطفا فلا تاکلوہ۔[2]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو سمندر پھینک دے، یا جس سے سمندر ہٹ جائے اس کو کھالو اور جو سمندر میں مر کر سطح آب پر آجائے اس کو مت کھاؤ۔

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۴۱۱ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۷۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۴ھ

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [۱]

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے یحییٰ بن سلیم وہ بہت وہمی تھا اور اس کا حافظہ خراب تھا، اور اس کے سوا دوسرے راویوں نے اس حدیث کو موقوفاً روایت کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن سلیم ثقہ راوی ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے اس کی احادیث کو روایت کیا ہے، اور ابن القطان نے اپنی کتاب میں یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ ہے اس حدیث کا ایک راوی ہے اسماعیل بن امیہ، علامہ ابن جوزی نے اس کو متروک لکھا ہے لیکن اس معاملہ میں علامہ ابن جوزی کو غلط فہمی ہوئی ہے، کیونکہ جو راوی متروک الحدیث ہے وہ اسماعیل بن امیہ ابوالصلت الزارع ہے اور یہ راوی اسماعیل بن امیہ قرشی اموی ہے اور ابوالصلت الزارع اس کے طبقہ کا نہیں ہے۔ امام ابوداؤد نے یہ کہا ہے کہ ثوری، ایوب اور حماد نے ابوالزبیر سے اس حدیث کو حضرت جابر سے موقوفاً روایت کیا ہے (یعنی یہ حضور کا ارشاد نہیں حضرت جابر کا قول ہے) اور از ابن ابی الذئب از ابی الزبیر از جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو بہ طریق ضعیف روایت کیا ہے، امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے، اور حضرت جابر نے اس کے خلاف روایت کی ہے، اور میں ابن ابی الذئب کی ابوالزبیر سے کوئی روایت نہیں پہچانتا" (علامہ عینی کہتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ امام بخاری کا یہ کہنا کہ میں ابن ابی الذئب کی ابوالزبیر سے کوئی روایت نہیں پہچانتا ان کے اس مذہب کی بنا پر ہے کہ وہ حدیث معنعن کے لیے سماع کی شرط عائد کرتے ہیں، امام مسلم نے ان کی اس شرط پر شدید انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ من گھڑت قول ہے اور حدیث معنعن کے اتصال کے لیے صرف ملاقات اور سماع کا امکان کافی ہے، اور ابن ابی الذئب نے ابوالزبیر کا زمانہ پایا ہے اور ان کا اس سے سماع ممکن ہے، اگر یہ اعتراض ہو کہ امام بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو عبدالعزیز بن عبداللہ نے وہب بن کیسان سے اور انھوں نے حضرت جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور عبدالعزیز ضعیف ہے اس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حاکم نے مستدرک میں اس سے ایک حدیث روایت کی ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور اس حدیث کو امام طحاوی نے احکام القرآن میں روایت کیا ہے۔ نیز قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا حرمت علیکم المیتۃ۔ "تم پر مردار حرام کیا گیا ہے" اور جو مچھلی کسی خارجی سبب (مثلاً شکار) سے مری ہو یا جو مچھلی سمندر کے باہر پھینکنے سے مر گئی ہو اس آیت کے عموم سے بالاتفاق خاص کر لی گئی ہے اور جو مچھلی طبعی موت سے مر کر سطح آب پر ابھر آئی ہو وہ مختلف فیہ ہے اور جو مختلف فیہ ہو اس کو اس آیت کے عموم سے خاص نہیں کیا جا سکتا لہٰذا وہ اس عموم میں شامل رہ کر بدستور حرام رہے گی اور یہ نہایت قوی دلیل ہے۔ [۲]

ائمہ ثلاثہ کے استدلال پر علامہ سرخسی کا تعاقب اور بحث و نظر

اس باب کی حدیث میں ہے کہ عنبر نامی ایک جانور کو سمندر نے لا کر کنارے پر پھینک دیا اور اس کو صحابہ اٹھارہ دن تک کھاتے رہے، ائمہ ثلاثہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ صحابہ کرام کا اتنے دنوں تک عنبر نامی جانور کو کھاتے رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ مچھلی کے علاوہ دوسرے سمندری جانوروں کو کھانا بھی جائز ہے، شمس الائمہ علامہ سرخسی نے اس کے دو جواب دیے ہیں ایک جواب یہ ہے کہ انھوں نے اس کو حالت اضطرار میں کھایا تھا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ

---

[۱] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۳۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۲] علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۰۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

ویحرم علیہم الخبائث کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور جب یہ آیت نازل ہو گئی تو خبیث جانور حرام ہو گئے اور مچھلی کے علاوہ باقی سمندری جانور خبیث ہیں اس لیے وہ عنبر نامی جانور بھی خبیث ہے اور حرام ہے۔ [1]

شمس الائمہ سرخسی کے دونوں جواب صحیح نہیں ہیں پہلا جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس سفر سے واپسی کے بعد صحابہ کرام نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس جانور کے گوشت کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

هو رزق اخرجه الله لكم فهل معكم من لحمه شیء فتطعمونا قال فارسلنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم منه فاكله۔ [2]

یہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے (سمندر سے) نکالا ہے کیا تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے جو ہمیں کھلاؤ؟ حضرت جابر کہتے ہیں کہ پھر ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اس میں سے کچھ گوشت بھیجا سو آپ نے اس کو کھایا۔

اگر یہ جانور حرام ہوتا اور صحابہ کرام کا اس کو کھانا صرف اضطرار کی وجہ سے جائز تھا تو اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو مضطر نہیں تھے۔ آپ نے اس کو منگوا کر کیوں کھایا؟

دوسرا جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ کی قیادت میں صحابہ کرام کا اس غزوہ میں جانا مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے اور ویحرم علیہم الخبائث "نبی ان پر خبیث چیزیں حرام کرتے ہیں" سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۷ ہے اور سورۂ اعراف مکی ہے اور ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اس لیے علامہ سرخسی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے بلکہ واقعہ اس کے برعکس ہے۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد کا ہے اور اب یہ ائمہ ثلاثہ کی واضح دلیل ہے کیونکہ اگر یہ جانور خبیث ہوتا تو صحابہ کرام اس کو نہ کھاتے یا بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرما دیتے۔ سو معلوم ہوا کہ مچھلی کے علاوہ باقی جانور بھی حلال ہیں!

ساحل سمندر پر صحابہ کرام جس جانور کو اٹھارہ دن تک کھاتے رہے آیا وہ مچھلی تھی یا کوئی اور جانور

ہر چند کہ صحیح مسلم میں اس جانور کو ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے: دابة تدعی العنبر [3] "وہ ایک جانور تھا جس کو عنبر کہتے تھے" مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: فالقی لنا البحر دابة یقال لها العنبر [4] "سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور نکال پھینکا جس کو عنبر کہتے تھے"

لیکن بعض روایات میں اس جانور کو مچھلی سے بھی تعبیر کیا گیا ہے:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۴۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۸ھ

[2] امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۷۵ھ

[3] " " " " " " صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۷، " " "

[4] " " " " " " صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۸، " " "

فاذا ھی حوت مثل الظرب [1] وہ پہاڑی کی طرح ایک مچھلی تھی۔

امام بخاری نے دوسری سند کے ساتھ بھی یہی الفاظ روایت کیے ہیں۔ [2]

البتہ امام بخاری نے تیسری سند کے ساتھ اس حدیث کو جہاں ذکر کیا ہے وہاں یہ الفاظ ہیں:

فالقی البحر حوتا یقال لہ العنبر [3] پھر سمندر نے ایک مچھلی نکال پھینکی جس کو عنبر کہتے تھے۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مچھلی ہی کی قسم کا ایک جانور تھا اور اسی کو عنبر کہا جاتا تھا اس لیے ائمہ ثلاثہ کا "اس حدیث" سے یہ استدلال کرنا درست نہیں ہے کہ تمام سمندری جانور حلال ہیں۔

بَابُ تَحْرِيْمِ اَكْلِ لَحْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ ۶۸۱
پالتو گدھوں کے کھانے کی ممانعت

۴۸۹۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرما دیا۔

۴۸۹۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کو چار سندوں کے ساتھ روایت کیا یونس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔

۴۸۹۲ - وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوْبَ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۵ھ
[2] " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۲۵، " " "
[3] " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۶، " " "

بن سعد حدثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب ان ابا ادریس اخبره ان ابا ثعلبة قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحوم الحمر الاھلیة۔

۴۸۹۳ - وحدثنا محمد بن عبد اللہ ابن نمیر حدثنا ابی حدثنا عبید اللہ حدثنی نافع وسالم عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن اکل لحوم الحمر الاھلیة۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرما دیا۔

۴۸۹۴ - وحدثنی ھرون بن عبد اللہ حدثنا محمد بن بکر اخبرنا ابن جریج اخبرنی نافع قال قال ابن عمر ح وحدثنا ابن ابی عمر حدثنا ابی ومعن بن عیسی عن مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل الحمار الاھلی یوم خیبر وکان الناس احتاجوا الیھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرما دیا حالانکہ لوگوں کو اس کی ضرورت تھی۔

۴۸۹۵ - وحدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا علی بن مسھر عن الشیبانی قال سالت عبد اللہ بن ابی اوفی عن لحوم الحمر الاھلیة فقال اصابتنا مجاعة یوم خیبر ونحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد اصبنا للقوم حمرا خارجة من المدینة فنحرناھا فان قدورنا لتغلی اذ نادی منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اکفؤا القدور ولا تطعموا من لحوم الحمر شیئا فقلت حرمھا تحریم ماذا قال تحدثنا بیننا فقلنا حرمھا البتة وحرمھا من اجل انھا لم تخمس۔

شیبانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے پالتو گدھوں کے گوشت کے متعلق دریافت کیا، انھوں نے بتایا کہ خیبر کے دن ہمیں بھوک لگی ہوئی تھی، ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ہم نے شہر سے باہر نکلنے والے یہودیوں کے گدھوں کو پکڑ لیا، ہم نے ان کو ذبح کر دیا، ہماری دیگچیوں میں ان کا گوشت پک رہا تھا اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو اور گدھوں کے گوشت کو بالکل نہ کھاؤ، میں نے پوچھا کہ آپ نے اس کو حرام کرتے ہوئے کیا فرمایا تھا؟ انھوں نے کہا آپ نے اس کو یقینی طور پر حرام کیا اور اس وجہ سے حرام کیا کہ اس میں خمس نہیں نکالا گیا تھا۔

۴۸۹۶ - وحدثنا ابو کامل فضیل بن حسین حدثنا عبد الواحد (یعنی ابن زیاد) حدثنا

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کی راتوں میں ہمیں بھوک لگی، ہم پالتو گدھوں

سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى يَقُوْلُ اَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتْ بِهَا الْقُدُوْرُ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ اكْفَئُوا الْقُدُوْرَ وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا قَالَ فَقَالَ نَاسٌ اِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ نَهٰى عَنْهَا الْبَتَّةَ ۔

پر ٹوٹ پڑے جس وقت ان کا گوشت ہماری دیگچیوں میں پک رہا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو، پالتو گدھوں کے گوشت بالکل نہ کھاؤ۔ اس وقت بعض صحابہ نے یہ کہا کہ ان کو اس لیے حرام کیا ہے کہ ان کا خمس نہیں نکالا گیا، اور بعض نے کہا کہ ان کو حتمی طور پر حرام کر دیا گیا۔

۴۸۹۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى يَقُوْلَانِ اَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْفَئُوا الْقُدُوْرَ ۔

حضرت براء اور حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو۔

۴۸۹۸ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ الْبَرَاءُ اَصَبْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ حُمُرًا فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ اكْفَئُوا الْقُدُوْرَ ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن ہم نے گدھے پکڑ لیے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو۔

۴۸۹۹ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ نُهِيْنَا عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا گیا۔

۴۹۰۰ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُلْقِيَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ نِيْئَةً وَنَضِيْجَةً ثُمَّ لَمْ يَاْمُرْنَا بِاَكْلِهِ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پالتو گدھوں کے گوشت کو پھینکنے کا حکم دیا خواہ کچا ہو یا پکا، اور پھر ہمیں اس کے کھانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

۴۹۰۱ - وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ (يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ) عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۰۲ - وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا أَدْرِي إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُولَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ أَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کا گوشت کھانے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ وہ بوجھ اٹھانے کے کام آتے ہیں سو آپ نے اسے ناپسند کیا کہ بوجھ اٹھانے کا ذریعہ ختم ہو جائے یا آپ نے جنگ خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

۴۹۰۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ) عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذِهِ النِّيرَانُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ قَالُوا عَلَى لَحْمٍ قَالَ عَلَى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوا عَلَى لَحْمِ حُمُرٍ الْإِنْسِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر گئے، پھر اللہ تعالٰے نے ہمارے لیے خیبر فتح کر دیا۔ فتح کے دن لوگوں نے شام کو بہت آگ جلائی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیسی آگ جل رہی ہے؟ کیا پکا رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم گوشت پکا رہے ہیں، آپ نے پوچھا کس چیز کا گوشت پکا رہے ہو؟ صحابہ نے کہا پالتو گدھوں کا گوشت پکا رہے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیگچیاں الٹ دو اور ان کو توڑ دو، ایک شخص نے عرض کیا اگر ہم دیگچیاں انڈیل کر دھولیں؟ آپ نے فرمایا ایسا کرو۔

۴۹۰۴ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ ح وَصَفْوَانُ بْنُ عِيسَى ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ كُلُّهُمْ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۰۵ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَصَبْنَا حُمُرًا خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ فَطَبَخْنَا مِنْهَا فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللَّهَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا تو ہم نے بستی سے باہر نکلنے والے گدھوں کو پکڑ لیا۔ اور ان کا گوشت پکایا اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ آواز دی: سنو! اللہ اور اس کا رسول تم کو اس سے منع کرتے ہیں، کیونکہ

وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْهَا فَاِنَّهَا رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا وَاِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِمَا فِيْهَا۔

یہ نجس ہے اور عمل شیطان سے ہے، پھران دیگچیوں کو الٹ دیا گیا درآں حالیکہ ان میں گوشت ابل رہا تھا۔

۴۹۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا طَلْحَةَ فَنَادٰى اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ اَوْ نَجِسٌ قَالَ فَاُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! گدھوں کا گوشت کھا لیا گیا، پھر ایک اور نے آکر کہا: یارسول اللہ! گدھوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا، تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ کو حکم دیا: اور انہوں نے یہ اعلان کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تم کو پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں، کیونکہ وہ ناپاک ہیں پھر دیگچیوں کو گوشت سمیت الٹ دیا گیا۔

پالتو گدھے کی تحریم میں مذاہب فقہاء

علامہ نووی لکھتے ہیں: پالتو گدھے کی تحریم میں اختلاف ہے، جمہور صحابہ، فقہاء، تابعین اور بعد کے علماء نے ان احادیث صحیحہ کی بناء پر یہ کہا ہے کہ پالتو گدھا حرام ہے، حضرت ابن عباس نے کہا کہ حرام نہیں ہے، امام مالک کے اس مسئلہ میں تین قول ہیں، زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ یہ بہت شدید مکروہ تنزیہی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حرام ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ مباح ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ حرام ہے جیسا کہ ان احادیث صحیحہ کی بناء پر جمہور فقہاء اسلام کا مذہب ہے۔[1]

امام ابوداؤد نے حضرت غالب ابجبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سال ہم قحط میں مبتلاء ہو گئے اور پالتو گدھوں کے سوا میرے پاس اپنے بال بچوں کو کھلانے کے لیے اور کوئی چیز نہیں تھی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پالتو گدھوں کو حرام کر چکے تھے، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! ہم قحط میں مبتلاء ہو گئے اور میرے پاس اپنے بال بچوں کو کھلانے کے لیے ماسوا فربہ گدھوں کے اور کوئی چیز نہیں ہے، اور آپ نے پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا ہے، آپ نے فرمایا تم اپنے بال بچوں کو اپنا فربہ گدھا کھلاؤ، میں نے اس بستی کے گندگی کھانے والے گدھوں کو حرام کیا تھا اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مطلقاً پالتو گدھوں کو حرام نہیں کیا بلکہ کسی عارضہ کی بناء پر صرف خیبر کے گدھوں کو حرام کیا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس حدیث کی سند میں شدید اضطراب ہے اور اگر بالفرض یہ صحیح ہو تو یہ حالت اضطرار پر محمول ہے۔[2]

نجاست سے آلودہ برتنوں کے دھونے کے حکم میں مذاہب فقہاء

حدیث نمبر ۴۹۰۳ میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: اگر ہم دیگچیاں دھو کر صاف کر لیں؟ آپ نے فرمایا: ایسا کر لو، اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ جس برتن میں نجاست لگی ہو اس کو دھونا واجب

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

ہے، (یعنی اس کو دھوئے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں ہے) اور یہ کہ نجس برتن ایک بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، اور جب کتے اور خنزیر کے علاوہ اور کوئی نجاست ہو تو اس کو سات بار دھونا ضروری نہیں ہے، یہ امام شافعی اور جمہور کا مذہب ہے (امام ابو حنیفہ کے نزدیک کتے اور خنزیر کا جھوٹا برتن بھی تین بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، اور سات بار کی روایت استحباب پر محمول ہے۔ سعیدی غفرلہ)۔ مشہور روایت کے مطابق امام احمد کے نزدیک برتن کسی قسم کی نجاست سے بھی آلودہ ہو اس کو سات بار دھونا ضروری ہے۔ جمہور کے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نجاست سے آلودہ برتنوں کو دھونے کا حکم دیا اور عدد کی قید نہیں لگائی اور ایک مرتبہ دھونے سے بھی اس حدیث پر عمل ہو جاتا ہے، اگر ایک سے زیادہ مرتبہ دھونا واجب ہوتا تو اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے برتن توڑنے کا جو حکم دیا تھا وہ وحی سے تھا یا اجتہاد سے تھا اور جب برتنوں کو دھونے کا حکم دیا تو برتن توڑنے کا حکم منسوخ ہو گیا اور اب برتن توڑنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں مال کو ضائع کرنا ہے۔ لے

بَابُ ۱۸ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ

گھوڑوں کا گوشت کھانا

۴۹۰۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى) قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

۴۹۰۸ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ أَكَلْنَا زَمَنَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَحُمُرَ الْوَحْشِ وَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دنوں میں ہم نے جنگلی گدھوں اور گھوڑوں کا گوشت کھایا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمادیا۔

۴۹۰۹ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۴۹۱۰ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَوَكِيعٌ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کر کے کھایا۔

لے علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَاهُ۔

۴۹۱۱ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

گھوڑے کا گوشت کھانے کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: گھوڑوں کے گوشت کی اباحت میں علماء کا اختلاف ہے:

امام شافعی اور جمہور متقدمین اور متاخرین کا مسلک یہ ہے کہ گھوڑوں کا گوشت مباح ہے، اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت انس بن مالک، حضرت اسماء بنت ابی بکر، حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہم، علقمہ، اسود، عطاء، شریح بن جبیر، حسن بصری، ابراہیم نخعی، حماد بن سلیمان، امام احمد، اسحاق، ابوثور، امام ابویوسف، امام داؤد ظاہری، اور جمہور محدثین وغیرہ کا یہی مسلک ہے، اس کے برخلاف حضرت ابن عباس، حکم، امام مالک اور امام ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے، اس کا کھانا گناہ ہے لیکن یہ حرام قطعی نہیں ہے، امام ابوحنیفہ کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے۔

والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة ويخلق ما لا تعلمون۔

(اللہ تعالیٰ نے) گھوڑوں کو، خچروں کو، اور گدھوں کو پیدا کیا تاکہ تم ان پر سواری کرو اور (ان سے) زینت (حاصل کرو) اور وہ ان چیزوں کو پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے۔ (النحل: ۸/۱۶)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان انعامات اور احسانات کا ذکر کیا ہے جو اس نے جانوروں میں رکھے ہیں اور کھانے کا ذکر نہیں کیا اگر گھوڑوں کا کھانا بھی جائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا کہ گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کو تمہارے کھانے کے لیے پیدا کیا، جب کہ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جانوروں کا ذکر کیا اور اس میں ان کو کھانے کا ذکر فرمایا ہے وہ آیت یہ ہے:

والانعام خلقها لكم فيها دفء ومنافع ومنها تاكلون۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفع کے لیے چوپایوں کو پیدا فرمایا، ان میں تمہارے لیے گرم لباس اور دیگر فوائد ہیں اور انہی جانوروں میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ (النحل: ۵/۱۶)

اس آیت کے علاوہ امام ابوحنیفہ کا دوسرا استدلال سنن ابو داؤد کی اس حدیث سے ہے: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور تمام پھاڑنے والے درندوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ نے اس حدیث سے جو استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تمام ائمہ حدیث اس حدیث کے ضعف پر متفق ہیں، اور بعض محدثین نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے، امام دار قطنی، اور امام بیہقی نے اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ روایت کیا اور کہا یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی ہے صالح بن یحییٰ یہ دونوں باپ بیٹے غیر معروف ہیں، امام بخاری نے کہا اس حدیث کی سند میں اعتراض ہے، امام بیہقی نے کہا اس حدیث کی سند مضطرب ہے، اس کی سند میں نظر ہے، امام ابو داؤد نے کہا

یہ حدیث منسوخ ہے، امام نسائی نے بھی اس کو منسوخ قرار دیا، جمہور کا استدلال گھوڑوں کو کھانے کے جواز کی ان احادیث سے ہے جن کو امام مسلم اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے،

امام ابو حنیفہ نے قرآن مجید کی جس آیت سے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں سواری اور زینت کا ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ گھوڑوں کے منافع انہی کے ساتھ مختص ہیں اور سواری اور زینت کا ذکر اس لیے فرمایا کہ گھوڑے رکھنے کا زیادہ مقصود سواری اور زینت ہی ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حرمت علیکم المیتۃ والدم و لحم الخنزیر۔ "مردار، خون اور خنزیر کا گوشت تم پر حرام کیا گیا ہے" اس آیت میں صرف خنزیر کے گوشت کا ذکر فرمایا ہے، حالانکہ خنزیر کا خون، اس کی ہڈیاں اور تمام اجزاء حرام ہیں، اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، نیز سورہ نحل کی اس آیت میں گھوڑوں پر بوجھ لادنے کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ اس سے پہلی آیت میں جہاں چوپایوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں بوجھ لادنے کا ذکر بھی فرمایا ہے وہ آیت یہ ہے:

وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس۔ (نحل: ۱۶/۷)	اور وہ چوپائے تمہارا وزنی سامان اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں جہاں تم اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے۔

تو کیا اب اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ گھوڑوں کے ساتھ بوجھ لادنے کا ذکر نہیں کیا تو پھر ان پر بوجھ لادنا جائز نہیں ہے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہے، اسی طرح اگر گھوڑوں کے ساتھ کھانے کا ذکر نہیں فرمایا تو اس سے بھی کھانے کا عدم جواز لازم نہیں آئے گا۔ [1]

گھوڑے کا گوشت کھانے کے متعلق فقہاء احناف کے نظریات

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑے کا گوشت کھایا ہے، جو فقہاء گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دیتے ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی کا بھی یہی نظریہ ہے، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ گھوڑے کے گوشت کو مکروہ قرار دیتے ہیں، کتاب الصید کی ظاہری عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ بعض علماء رحمہم اللہ نے گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے، لیکن مجھے اس کا کھانا اچھا نہیں لگتا، اور جامع صغیر میں لکھا ہے امام ابو حنیفہ نے کہا کہ میں گھوڑے کے گوشت کو مکروہ قرار دیتا ہوں، یہ قول کراہت تحریم پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا جب آپ کسی چیز کو مکروہ کہتے ہیں تو اس سے آپ کی کیا مراد ہوتی ہے، آپ نے فرمایا مکروہ تحریمی۔ جو فقہاء گھوڑے کے گوشت کو مباح کہتے ہیں وہ مسلمانوں کے تعامل ظاہر سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ بازاروں میں بغیر کسی اعتراض اور انکار کے گھوڑوں کا گوشت فروخت ہوتا ہے اور اس لیے بھی کہ گھوڑے کا جھوٹا مطلقاً پاک ہے اور اس کا پیشاب ان جانوروں کے پیشاب کے حکم میں ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا اور چوپایوں کی طرح کھایا جاتا ہے اور اگر اس کو کھانے کی کراہت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت گھوڑے کم تھے اور مسلمانوں کو جنگ میں گھوڑوں کی ضرورت پڑتی تھی اس وجہ سے اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا نہ کہ اس کی حرمت کی وجہ سے، اس کے بعد علامہ سرخسی نے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

سورۂ نحل کی آیت نمبر ۸ کو امام ابوحنیفہ کی طرف سے استدلال میں پیش کیا ہے جس کو ہم پہلے ہدایہ کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں لیکن علامہ نووی نے اس دلیل کو نہایت معقول طریقہ سے رد کر دیا ہے، علامہ سرخسی نے دوسری دلیل سنن ابوداؤد سے حدیث پیش کی ہے، جس کی سند نہایت ضعیف ہے جیسا کہ علامہ نووی نے بیان کیا ہے باقی علامہ سرخسی کا یہ فرمانا بھی صحیح نہیں ہے کہ جب حلت اور حرمت کے دلائل میں تعارض ہو تو حرمت کے دلائل کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ یہ اس وقت ہوتا جب دونوں دلائل مساوی قوت کے ہوں اور یہاں حرمت کی دلیل سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ کی ضعیف السند روایت ہے اور حلت کی دلیل صحیح مسلم کی احادیث صحیحہ ہیں اور جب دونوں حدیثیں مساوی قوت کی نہیں ہیں تو پھر ترجیح اس حدیث کو دی جائے گی جس کی سند قوی اور صحیح ہے۔ سعیدی غفرلہ)۔

نیز علامہ سرخسی لکھتے ہیں: جن فقہاء نے یہ کہا کہ یہ کراہت تنزیہ کے لیے ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ گھوڑا بعض اعتبار سے انسانوں کے حکم میں ہے کیونکہ گھوڑے سے بھی دشمن کو مرعوب کیا جاتا ہے اور مال غنیمت سے گھوڑے کا حصہ نکالا جاتا ہے اور انسان کا کھانا اس کی عزت اور کرامت کی وجہ سے ممنوع ہے نہ کہ اس کی نجاست سے، اسی طرح گھوڑے کا کھانا بھی اس کی کرامت کی وجہ سے ممنوع ہے لہٰذا یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ گھوڑا نجس نہیں ہے اسی وجہ سے گھوڑوں کا جھوٹا پاک ہے اور اس کا پیشاب ان جانوروں کے پیشاب کے حکم میں ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔[۱]

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اپنی موت سے تین دن پہلے گھوڑے کی تحریم سے رجوع کر لیا تھا اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ (عمادیہ)۔[۲]

علامہ شامی اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

لہٰذا گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور یہی ظاہر الروایہ ہے جیسا کہ کفایۃ البیہقی میں ہے اور فخر الاسلام وغیرہ کی تصحیح کے مطابق یہی صحیح ہے، (قہستانی)۔ (ہم نے مبسوط سرخسی کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے بھی کراہت تنزیہی ظاہر ہوتی ہے اور مبسوط کتب ظاہر الروایہ کا خلاصہ ہے) البتہ خلاصہ، ہدایہ، محیط، مغنی، قاضی خاں، عمادی اور دیگر متون میں کراہت تحریمی کی تصریح ہے۔[۳]

میں کہتا ہوں کہ کتب ظاہر الروایہ کے مقابلہ میں ان متون کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لیے صحیح یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور یہ کراہت تنزیہی بھی اس بناء پر تھی کہ جہاد میں گھوڑوں کی ضرورت پڑتی تھی اور اب جبکہ ٹینک، توپ، ٹرک اور جیپ کا دور ہے اور گھوڑوں کی جہاد میں مطلقاً ضرورت نہیں ہے تو اب امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق بھی گھوڑوں کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی نہیں ہے اور قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں گھوڑے کا گوشت کھانا بلا کراہت جائز ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ گھوڑا پاک اور طیب جانور ہے اسی بناء پر فقہاء احناف نے بھی گھوڑے کا جھوٹا پاک قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احل لکم الطیبات۔ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور اس باب میں

---

[۱] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۳۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ
[۲] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۵ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ
[۳] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۶، " " " "

جو احادیث صحیحہ وارد ہیں وہ سب گھوڑے کی حلت میں نصوص صریحہ ہیں اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت کے بعد جبر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے!

بَابُ ۶۸۲ اِبَاحَةِ الضَّبِّ

گوہ کے گوشت کی اباحت

۴۹۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَسْتُ بِآكِلِهِ وَلَا مُحَرِّمِهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔

۴۹۱۳ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گوہ کھانے کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔

۴۹۱۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے گوہ کھانے کے متعلق سوال کیا دراں حالانکہ آپ منبر پر تھے، آپ نے فرمایا میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔

۴۹۱۵ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۴۹۱۶ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ

امام مسلم نے چھ مختلف اسانید کے ساتھ حضرت ابن عمر کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت بیان کی، البتہ ایوب کی روایت میں یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ لائی گئی تو آپ نے اس کو نہیں کھایا، اور نہ اس کو حرام کیا، اور اسامہ کی روایت میں ہے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا دراں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے۔

عقبة ح وحدثنا هرون بن سعيد الأيلي حدثنا ابن وهب أخبرني أسامة كلهم عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم في الضب بمعنى حديث الليث عن نافع غير أن حديث أيوب أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بضب فلم يأكله ولم يحرمه وفي حديث أسامة قال قام رجل في المسجد ورسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر.

۴۹۱۷ - وحدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا أبي حدثنا شعبة عن توبة العنبري سمع الشعبي سمع ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم كان معه ناس من أصحابه فيهم سعد وأتوا بلحم ضب فنادت امرأة من نساء النبي صلى الله عليه وسلم إنه لحم ضب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلوا فإنه حلال ولكنه ليس من طعامي.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے کچھ اصحاب تھے جن میں حضرت سعد بھی تھے، اتنے میں گوہ کا گوشت لایا گیا اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ نے یہ آواز دی کہ یہ گوہ کا گوشت ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ، کیونکہ یہ حلال ہے لیکن یہ میرا طعام نہیں ہے۔

۴۹۱۸ - وحدثنا محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن توبة العنبري قال قال لي الشعبي أرأيت حديث الحسن عن النبي صلى الله عليه وسلم وقاعدت ابن عمر قريبا من سنتين أو سنة ونصف فلم أسمعه روى عن النبي صلى الله عليه وسلم غير هذا قال كان ناس من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فيهم سعد بمثل حديث معاذ.

عنبری کہتے ہیں کہ مجھ سے شعبی نے کہا تم نے حسن کی وہ حدیث سنی ہے جس کو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ڈیڑھ یا دو سال بیٹھا رہا لیکن میں نے ان سے اس حدیث کے علاوہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور روایت نہیں سنی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے حضرت سعد بھی اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۴۹۱۹ - وحدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن ابن شهاب عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف عن عبد الله بن عباس قال دخلت أنا وخالد بن الوليد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت ميمونة فأتي بضب محنوذ فأهوى

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، اتنے میں ایک بھنی ہوئی گوہ لائی گئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا، حضرت میمونہ رضی

إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ أَخْبِرُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ۔

۴۹۲۰- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدَّمُ إِلَيْهِ طَعَامٌ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمَّى لَهُ فَأَهْوَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُورِ أَخْبِرْنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ قُلْنَ هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

اللہ عنہا کے گھر جو عورتیں تھیں ان میں سے کسی نے کہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو چیز کھانا چاہتے ہیں وہ آپ کو بتلا دو اور یہ سنتے ہی) آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن یہ جانور ہماری زمین میں نہیں ہوتا اس بنا پر مجھے اس سے کراہت آتی ہے حضرت خالد کہتے ہیں پھر میں نے اس گوہ کو اپنی طرف کھینچا اور کھا لیا اور اس حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید جنہیں سیف اللہ کہا جاتا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے حضرت میمونہ، حضرت خالد اور حضرت ابن عباس دونوں کی خالہ تھیں۔ وہاں ان کی بہن حضرت حفیدہ بنت الحارث نجد سے لائی ہوئی ایک بھنی ہوئی گوہ لے کر آئیں اور اس گوہ کو رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب بھی کوئی طعام پیش کیا جاتا تو بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ کو بتایا نہ جاتا ہو (کہ وہ کیا چیز ہے) رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا تو اس مجلس میں جو عورتیں حاضر تھیں انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ انھوں نے کیا چیز پیش کی ہے یہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ گوہ ہے؟ (یہ سن کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا گوہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! لیکن یہ ہم لوگوں کے علاقہ کا جانور نہیں ہے اس لیے مجھے اس سے کراہت معلوم ہوتی ہے۔ حضرت خالد کہتے ہیں پھر میں نے اس کو گھسیٹ کر کھا لیا در آں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے اور آپ نے مجھے اس سے منع نہیں فرمایا۔

فَلَمْ يَنْهَنِي.

۴۹۲۱- وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَهِيَ خَالَتُهُ فَقُدِّمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمُ ضَبٍّ جَاءَتْ بِهِ أُمُّ حُفَيْدٍ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ وَكَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي جَعْفَرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ شَيْئًا حَتَّى يَعْلَمَ مَا هُوَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ وَزَادَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ وَحَدَّثَهُ ابْنُ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ وَكَانَ فِي حَجْرِهَا.

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، وہ ان کی خالہ تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے گوہ کا گوشت لایا گیا، اس گوہ کو ام حفید بنت الحارث نجد سے لائی تھیں، یہ بنو جعفر کے ایک شخص کے نکاح میں تھیں، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاتے تھے جب تک کہ آپ یہ جان نہ لیں کہ وہ کیا چیز ہے؟ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت خالد حضرت میمونہ کی زیر پرورش تھے۔

۴۹۲۲- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ بِضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ يَزِيدَ بْنَ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں دو بھنی ہوئی گوہ لائی گئیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور یزید بن اصم نے میمونہ کا ذکر نہیں کیا۔

۴۹۲۳- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ وَعِنْدَهُ خَالِدُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، اور ان کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے، اتنے میں گوہ کا گوشت لایا گیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

بْنُ الْوَلِيدِ بِلَحْمِ ضَبٍّ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ۔

۴۹۲۴- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ ابْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَهْدَتْ خَالَتِي أُمُّ حُفَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَالْأَقِطِ وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا وَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ ام حفید رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی، پنیر اور گوہ کو بھیجا، آپ نے گھی اور پنیر کو کھا لیا، اور گوہ کو ناپسند کرتے ہوئے ترک کر دیا، اور گوہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی گئی تھی اگر یہ حرام ہوتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

۴۹۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ دَعَانَا عَرُوسٌ بِالْمَدِينَةِ فَقَرَّبَ إِلَيْنَا ثَلَاثَةَ عَشَرَ ضَبًّا فَآكِلٌ وَتَارِكٌ فَلَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنَ الْغَدِ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَكْثَرَ الْقَوْمُ حَوْلَهُ حَتَّى قَالَ بَعْضُهُمْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آكُلُهُ وَلَا أَنْهَى عَنْهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِئْسَ مَا قُلْتُمْ مَا بُعِثَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مُحِلًّا وَمُحَرِّمًا إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَعِنْدَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَامْرَأَةٌ أُخْرَى إِذْ قُرِّبَ إِلَيْهِمْ خِوَانٌ عَلَيْهِ لَحْمٌ فَلَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْكُلَ قَالَتْ لَهُ مَيْمُونَةُ إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَكَفَّ يَدَهُ وَقَالَ هَذَا اللَّحْمُ لَمْ آكُلْهُ قَطُّ وَقَالَ لَهُمْ كُلُوا فَأَكَلَ مِنْهُ الْفَضْلُ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْمَرْأَةُ وَقَالَتْ مَيْمُونَةُ لَا آكُلُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَيْءٌ يَأْكُلُ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

یزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک دولہا نے ہماری دعوت کی اور ہمارے سامنے تیرہ عدد (پکے ہوئے) گوہ رکھے، ہم میں سے بعض نے گوہ کھائی اور بعض نے ترک کر دی، دوسرے دن میری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی، اور میں نے ان کو یہ واقعہ سنایا، اس وقت حضرت ابن عباس کے گرد بہت سے لوگ تھے، ایک شخص نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں اس کو کھاتا ہوں نہ منع کرتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں، حضرت ابن عباس نے کہا تم نے بری بات کہی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو صرف حلال یا حرام کرنے ہی کے لیے مبعوث ہوئے تھے، جس وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس حضرت فضل بن عباس اور خالد بن ولید اور ایک عورت تھی اتنے میں سب کے سامنے ایک دسترخوان پیش کیا گیا، جس میں گوشت تھا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھانے کا ارادہ کیا تو حضرت میمونہ نے کہا یہ گوہ کا گوشت ہے، آپ نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا یہ وہ گوشت ہے جس کو میں نے کبھی نہیں کھایا، اور لوگوں سے فرمایا کھاؤ، سو اس گوہ سے (حضرت) فضل اور حضرت خالد بن ولید اور ایک عورت نے کھایا اور حضرت میمونہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے کہا میں تو صرف اس چیز سے کھاؤں گی جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھائیں گے۔

۴۹۲۶ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَقَالَ لَا أَدْرِي لَعَلَّهُ مِنَ الْقُرُونِ الَّتِي مُسِخَتْ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ لائی گئی، آپ نے اس کو کھانے سے انکار فرمایا اور یہ فرمایا میں (از خود) نہیں جانتا شاید یہ ان قوموں میں سے ہو جن کو مسخ کر دیا گیا تھا۔

۴۹۲۷ - وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا تُطْعِمُوهُ وَقَذِرَهُ وَقَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَرِّمْهُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْفَعُ بِهِ غَيْرَ وَاحِدٍ فَإِنَّمَا طَعَامُ عَامَّةِ الرِّعَاءِ مِنْهُ وَلَوْ كَانَ عِنْدِي طَعِمْتُهُ.

ابو الزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے گوہ کے متعلق سوال کیا، انھوں نے کہا اس کو مت کھاؤ اور اس سے اظہار نفرت کیا، اور بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گوہ کو حرام نہیں کیا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بہتوں کو نفع پہنچاتا ہے، عام چرواہوں کی غذا صرف یہی ہے، اگر یہ میرے پاس ہوتی تو میں اس کو کھاتا۔

۴۹۲۸ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضٍ مَضَبَّةٍ فَمَا تَأْمُرُنَا أَوْ فَمَا تُفْتِينَا قَالَ ذُكِرَ لِي أَنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ فَلَمْ يَأْمُرْ وَلَمْ يَنْهَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَنْفَعُ بِهِ غَيْرَ وَاحِدٍ وَإِنَّهُ لَطَعَامُ عَامَّةِ هٰذِهِ الرِّعَاءِ وَلَوْ كَانَ عِنْدِي لَطَعِمْتُهُ إِنَّمَا عَافَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ہم ایسے علاقہ میں رہتے ہیں جہاں گوہ بکثرت ہوتی ہے، آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں یا کہا کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے بتایا گیا کہ بنو اسرائیل کا ایک گروہ مسخ کر کے گوہ بنا دیا گیا، آپ نے مجھے گوہ کھانے کا حکم دیا اور نہ اس سے روکا، اس واقعہ کے بعد حضرت عمر نے کہا اللہ عزوجل گوہ سے بہتوں کو نفع دیتا ہے، عام چرواہوں کی غذا یہی جانور ہے، اگر یہ میرے پاس ہوتی تو میں تم کو اس سے کھلاتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے صرف کراہت کا اظہار فرمایا تھا۔

۴۹۲۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي فِي غَائِطٍ مَضَبَّةٍ وَإِنَّهُ عَامَّةُ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں ایک نشیبی علاقہ میں رہتا ہوں جہاں پر گوہ بکثرت ہوتی ہے اور میرے گھر والوں کی عام غذا یہی ہے۔ آپ نے اس کو کوئی جواب

طَعَامَ اَهْلِيْ قَالَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقُلْنَا عَاوِدْهُ فَعَاوَدَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثَلَاثًا ثُمَّ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ يَا اَعْرَابِيُّ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ اَوْ غَضِبَ عَلٰى سِبْطٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ فَمَسَخَهُمْ دَوَآبَّ يَدِبُّوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَا اَدْرِيْ لَعَلَّ هٰذَا مِنْهَا فَلَسْتُ اٰكُلُهَا وَلَا اَنْهٰى عَنْهَا۔

نہیں دیا، ہم نے اس سے کہا دوبارہ عرض کرو، اس نے دوبارہ عرض کی، مگر آپ نے تین بار تک کوئی جواب نہیں دیا، پھر تیسری بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو آواز دی اور فرمایا: اے اعرابی! اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کے کسی گروہ پر لعنت کی یا غضب فرمایا اور ان کو زمین پر چلنے والے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ مجھے علم نہیں، شاید یہ انہیں جانوروں میں سے ہو، سو میں اس کو کھاتا ہوں نہ اس سے روکتا ہوں۔

گوہ کیا چیز ہے؟

علامہ کمال الدین دمیری لکھتے ہیں:

گوہ جنگل کا ایک مشہور جانور ہے، یہ کبھی پانی کے گھاٹ پر نہیں جاتی، اہل عرب کا محاورہ ہے میں اس کام کو اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک کہ گوہ پانی پر نہ چلی جائے، ابن خالویہ نے یہ لکھا ہے کہ گوہ پانی نہیں پیتی اور سات سو یا اس سے زیادہ سال تک زندہ رہتی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ چالیس دن بعد ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اور اس کا دانت نہیں گرتا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے دانت الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ سالم ایک ٹکڑا ہوتا ہے، پانی کے اعتبار سے مچھلی اور گوہ بالکل متضاد ہوتی ہیں، گرگٹ، چھپکلی، سانپ کی چھتری اور گوہ سب کی شکل ملتی جلتی ہے۔ گوہ میں نر کے دو ذکر ہوتے ہیں اور مادہ کی دو فرج ہوتی ہیں، اس کی بہت لمبی عمر ہوتی ہے اور اس لحاظ سے یہ سانپ کے مشابہ ہوتی ہے۔ [1]

نشتر جالندھری لکھتے ہیں:

گوہ: مونث چھپکلی جیسا ایک جانور، سوسمار۔ [2]

مولوی فیروز الدین لکھتے ہیں:

سوسمار: گوہ جو چھپکلی کی قسم کا بڑا سا جانور ہے۔ [3]

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ گوہ بلا کراہت حلال ہے، البتہ اصحاب ابوحنیفہ سے اس کی کراہت منقول ہے، اور قاضی عیاض نے ایک قوم کا یہ مذہب نقل کیا ہے کہ گوہ حرام ہے، میرے نزدیک یہ نقل صحیح نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ کسی کا مذہب ہو تو سابقین کے اجماع اور نصوص صریحہ سے مردود ہے۔ [4]

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی آبی مالکی لکھتے ہیں:

اس باب کی احادیث گوہ کھانے کی اباحت میں ظاہر ہیں یا نص ہیں اور

---

[1] علامہ محمد بن موسیٰ الدمیری متوفی ۸۰۸ھ، حیاۃ الحیوان الکبریٰ ج ۲ ص ۹۸، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ

[2] شیخ ابو نعیم عبد الحکیم خان نشتر جالندھری، قائد اللغات ص ۸۳ ۷، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور

[3] الحاج فیروز الدین، فیروز اللغات (فارسی) ج ۲ ص ۱۵، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۶۸ء

[4] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اگر یہ احادیث نہ ہوتیں تو پھر گوہ کا کم سے کم درجہ کراہت تھا، بعض علماء نے گوہ کھانے کو مکروہ کہا ہے یہ قول ان احادیث صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے۔ [1]

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ بھوتی حنبلی لکھتے ہیں:

گوہ مباح ہے، حضرت ابو سعید نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مرغی کی بہ نسبت گوہ کے ہدیہ سے زیادہ خوش ہوتے تھے۔ [2]

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس ایک گوہ کا ہدیہ آیا، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے کھانے کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے اس کو ناپسند فرمایا پھر ایک سائل آیا حضرت عائشہ نے چاہا کہ اس سائل کو وہ گوہ کھلا دیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم وہ چیز کھلا رہی ہو جس کو تم خود نہیں کھاتیں؟ (علامہ سرخسی حنفی فرماتے ہیں) ہم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ گوہ کا کھانا جائز نہیں ہے اور شافعی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ گوہ حلال ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ہماری قوم کا طعام نہیں ہے، اس وجہ سے میں اپنے نفس میں اس سے کراہت پاتا ہوں، میں اس کو حلال کہتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر گوہ کو کھایا گیا اور کھانے والوں میں حضرت ابوبکر بھی تھے، اور ہمارا اعتماد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر ہے، جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گوہ نہ کھانا اس کی حرمت کی بنا پر تھا نہ اس بناء پر کہ آپ اس کو ناپسند کرتے تھے (علامہ سرخسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو روایت بیان کی ہے، اس میں حرمت کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ کراہت کے الفاظ ہیں، اللہ تعالیٰ علامہ سرخسی پر رحمت فرمائے بیان ان سے تسامح ہو گیا۔ سعیدی غفرلہ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ آپ نے حضرت عائشہ کو گوہ صدقہ کرنے سے منع فرمایا اور اگر کھانے کی کراہت حرمت کی وجہ سے نہ ہوتی تو آپ اس کو صدقہ کرنے کا حکم دیتے، جیسا کہ آپ نے انصاری کی بکری کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا اسے قیدیوں کو کھلا دو، اور جس حدیث میں اباحت کی دلیل ہے وہ ثبوت حرمت سے پہلے کے واقعہ پر محمول ہے، نیز قاعدہ یہ ہے کہ جب دو دلیلیں متعارض ہوں، ایک حرمت کو واجب کرتی ہو اور دوسری اباحت کو تو حرمت والی دلیل کو ترجیح دینا واجب ہے، بعض متاخرین نے یہ کہا ہے کہ گوہ مسخ کیے جانے کی وجہ سے حرام ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ بعض نافرمانی کرنے والے یہودیوں کو بندر، خنزیر اور گوہ بنا دیا گیا، لیکن یہ روایت غیر مشہور ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جن کو مسخ کیا جاتا ہے ان کی نسل آگے نہیں چلتی، پس یہ گوہ جو اب پائی جاتی ہے یہ ان میں سے نہیں ہے اگرچہ اس کی جنس میں مسخ کیا گیا تھا، لیکن یہ خبیث ہے اسی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ قرار دیا، اور گوہ کے حرام ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ یہ خبیث ہے اور باقی حشرات الارض کی طرح طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے، لہٰذا یحرم علیهم الخبائث سے حرام ہے۔ [3]

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ منصور بن یونس بن ادریس بھوتی حنبلی، کشاف القناع ج ۶ ص ۱۹۲، مطبوعہ عالم الکتب بیروت

[3] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۳۲-۲۳۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمان بن شبل ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن اکل الضب[1]

حضرت عبد الرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

ہر چند کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب صحاح میں ایسی احادیث بہ کثرت ہیں جن سے گوہ کھانے کے جواز کا پتا چلتا ہے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ یہ احادیث مقدم ہوں اور ممانعت کی حدیث موخر ہو۔ اور یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہیے کہ یہ بات کسی حدیث میں نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گوہ کو تناول فرمایا ہو بلکہ اس کے برعکس گوہ سے آپ کی کراہت اور ناپسندیدگی کا ذکر بکثرت احادیث میں ہے، علاوہ ازیں اس کا حشرات الارض میں سے ہونا اور طبائع سلیمہ کے نزدیک اس کا متنفر اور خبیث ہونا بھی بدیہی ہے۔ اس لیے دیگر حشرات الارض کی طرح اس کا مکروہ تحریمی ہونا ہی صحیح قول ہے۔

باب ۸۳۶ اِبَاحَةِ الْجَرَادِ

ٹڈی کھانے کا جواز

۴۹۳۰ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں گئے جس میں ہم ٹڈیاں کھاتے رہے۔

۴۹۳۱ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَقَالَ إِسْحٰقُ سِتَّ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ سِتَّ أَوْ سَبْعَ۔

ایک اور سند سے یہ روایت ہے، اس میں ابن عمر نے چھ یا سات غزوات کا ذکر کیا۔

۴۹۳۲ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ۔

ابو یعفور نے اس حدیث کو اسی سند سے روایت کیا ہے اس میں سات غزوات کا ذکر ہے۔

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: سنن ابو داؤد میں حضرت سلمان سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹڈی کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کی کثیر التعداد مخلوق ہے، ہم اس کو

[1] امام ابوالاشعث سلیمان بن داؤد متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۷۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور پاکستان ۱۴۰۵ھ

کھاتے ہیں نہ حرام کرتے ہیں، اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے ٹڈی نہیں کھائی سو اس باب کی حدیث میں جو ہے کہ ہم سات غزوات میں ٹڈی کھاتے رہے اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے ان کے ساتھ ٹڈی نہ کھائی ہو، لیکن بعض روایات میں یہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔ بعض شافعیہ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ صحابہ نے آپ کے ساتھ ٹڈی کھائی اور آپ نے اس پر انکار نہیں کیا اور آپ کا انکار نہ فرمانا اس کی اباحت کی دلیل ہے، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ ٹڈی کی اباحت میں اختلاف نہیں ہے، علامہ اُبی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ابن بزیزہ نے ٹڈی کی اباحت اور کراہت میں اختلاف کا ذکر کیا ہے، کیونکہ اس بارے میں احادیث مختلف ہیں، علامہ خطابی نے کہا کہ اختلاف اس میں ہے کہ ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری ہے یا نہیں، علامہ مازری مالکی لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک مشہور قول یہ ہے کہ اس کو ذبح کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: حرمت عليكم الميتة "تم پر مردار حرام کیے گئے ہیں" مطرف نے کہا ہے کہ جمہور متقدمین کے نزدیک اس کو ذبح کرنے کی احتیاج نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں ہے "ہمارے لیے دو مردار حلال کیے گئے ہیں مچھلی اور ٹڈی" علامہ مازری مالکی لکھتے ہیں کہ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری ہے ان میں بھی اختلاف ہے، ابن وہب یہ کہتے ہیں کہ اس کو پکڑ لینا ہی اس کی ذکاۃ ہے اس قول کی بناء پر زندہ پکڑنے اور مردہ پکڑنے میں فرق ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ ٹڈی میں کوئی ایسا فعل کرنا ضروری ہے جس سے اس کی جلد موت واقع ہو جائے، مثلاً اس کا سر کاٹ دیا جائے اس کو آگ میں ڈال دیا جائے یا اس کو گرم پانی میں ڈال دیا جائے تو یہ اس کی اتفاقاً ذکاۃ ہے، ابن قصار نے کہا اگر ٹڈی از خود آگ یا دیگچی میں مر جائے تو اس کو نہیں کھایا جائے گا، یا ایسا فعل کیا جائے جس سے جلد موت واقع نہ ہو پھر بھی اس کو نہیں کھایا جائے گا۔ مدونہ میں اسی طرح ہے اور سحنون مالکی کا رجحان اس طرف ہے کہ مردہ ٹڈی کو کھانا جائز ہے۔[1]

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث میں ٹڈی کی اباحت کا ثبوت ہے، اس کی اباحت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، پھر امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور جمہور فقہاء یہ کہتے ہیں کہ ٹڈی خواہ ذبح کرنے سے مرے یا مسلمان یا مجوسی کے شکار کرنے سے مرے یا طبعی موت مرے، یا اس کے بعض اجزاء کٹ جائیں یا اس میں کوئی سبب حادث کیا جائے ہر صورت میں ٹڈی حلال ہے، امام مالک کا مشہور قول اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر ٹڈی کسی سبب کے نتیجے میں مرے بایں طور کہ اس کے بعض اعضاء کو کاٹ دیا جائے، یا پانی میں جوش دیا جائے یا زندہ کو آگ میں ڈال دیا جائے یا بھون لیا جائے تو حلال ہے، اور اگر وہ طبعی موت مر جائے یا کسی برتن میں مر جائے تو پھر حلال نہیں ہے۔[2]

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ ٹڈی کھانا مباح ہے، امام احمد، امام شافعی، محدثین، اصحاب رائے (فقہاء احناف) ابن منذر اور جمہور اہل علم کے نزدیک، ٹڈی کسی سبب سے مرے یا بغیر کسی سبب کے مرے ہر صورت میں حلال ہے اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر وہ ٹھنڈک سے مرے تو پھر جائز نہیں اور اگر بغیر سبب کے مرے پھر بھی اس کا کھانا جائز نہیں ہے، امام مالک کا یہی مذہب ہے اور سعید بن مسیب سے بھی

---

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵، ص ۲۸۷۔ ۲۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اس کا مردار ہونا ہے۔

ہماری (یعنی جمہور کی) دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی فرق کے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو مردار ہمارے لیے حلال کر دیے، مچھلی اور ٹڈی اور جب مردہ ٹڈی کے لیے کسی سبب کی ضرورت نہیں ہے تو مارنے کے لیے سبب کی کیوں ضرورت ہو گی؟[1]

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مچھلی اور ٹڈی کی ذکاۃ (ذبح) ان کو پکڑنا ہے۔ اس روایت سے مراد یہ ہے کہ مچھلی اور ٹڈی میں ذبح کرنا شرط نہیں ہے، بلکہ بغیر ذبح کے ان کو پکڑ لینا ہی ان کے حلال ہونے کے لیے کافی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ مجوسی یا بت پرست کے پکڑنے سے یہ حرام نہیں ہوتیں حالانکہ جن چیزوں میں ذکاۃ شرط ہے اس میں ذبح کرنے والے کی اہلیت بھی شرط ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص زمین سے ٹڈیاں پکڑتا ہے اور اس میں مری ہوئی ٹڈیاں بھی ہوتی ہیں؟ حضرت علی نے فرمایا ان سب کو کھا لو، ہمارا عمل اسی حدیث پر ہے، اور ٹڈی خواہ مری ہوئی ہو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، ٹڈی کھانے کی اباحت پر یہ دلیل ہے کہ روایت ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے گوشت کھانے کا سوال کیا تو ان کو ٹڈی دی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹڈی کھانے کے بہت شوقین تھے، حتیٰ کہ ایک دن فرمایا: کاش ہمارے پاس کھانے کے لیے ٹڈیوں کا ایک پیالہ ہوتا![2]

بَابُ إِبَاحَةِ الْأَرْنَبِ

خرگوش کھانے کا جواز

۴۹۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَرْنَا فَاسْتَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهِ فَلَغَبُوا قَالَ فَسَعَيْتُ حَتَّى أَدْرَكْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (ایک جگہ) جا رہے تھے، ہم نے مر الظہران کے مقام پر ایک خرگوش کا پیچھا کیا، لوگ دوڑے اور تھک گئے، پھر میں دوڑا حتیٰ کہ میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو حضرت ابو طلحہ کے پاس لایا انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کی سرین اور دو رانیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں، میں ان کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان کو قبول کر لیا۔

۴۹۳۴ - حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى بِوَرِكِهَا أَوْ فَخِذَيْهَا.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے اس میں سرین اور رانوں کو "او" (کلمۂ شک) کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

خرگوش کھانے کے متعلق مذاہب فقہاء

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:
امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام احمد اور تمام علماء کے نزدیک خرگوش حلال ہے، البتہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اور ابن ابی لیلیٰ اس کو مکروہ کہتے ہیں، جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے اور دیگر کتب احادیث میں بھی اس قسم کی احادیث ہیں اور اس کی ممانعت میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ [1]

بَابُ ۶۸۵ إِبَاحَةِ مَا يُسْتَعَانُ بِهِ عَلَى الْاِصْطِيَادِ وَالْعَدُوِّ وَكَرَاهَةِ الْخَذْفِ!

شکار اور دشمن میں مدد حاصل کرنے کا جواز اور کنکر پھینکنے کی کراہت

۴۹۳۵ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ رَأَى عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُغَفَّلِ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ أَوْ قَالَ يَنْهَى عَنِ الْخَذْفِ فَإِنَّهُ لَا يُصْطَادُ بِهِ الصَّيْدُ وَلَا يُنْكَأُ بِهِ الْعَدُوُّ وَلَكِنَّهُ يَكْسِرُ السِّنَّ وَيَفْقَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ أُخْبِرُكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ أَوْ يَنْهَى عَنِ الْخَذْفِ ثُمَّ أَرَاكَ تَخْذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا۔

ابن بریدہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو کنکر پھینکتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا کنکر مت پھینکو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے تھے، یا کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنکر پھینکنے سے منع فرماتے تھے، کیونکہ کنکر سے کسی چیز کو شکار نہیں کیا جاتا اور نہ اس سے دشمن ہلاک ہوتا ہے، لیکن یہ دانت توڑتا ہے اور آنکھ پھوڑتا ہے، اس واقعہ کے بعد پھر حضرت عبد اللہ نے اس شخص کو کنکر پھینکتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا میں نے تم کو بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند کرتے تھے، یا کہا تھا کہ آپ کنکر پھینکنے سے منع فرماتے تھے، پھر میں تم کو کنکر پھینکتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، میں تم سے اتنی مدت تک بات نہیں کروں گا۔

۴۹۳۶ - حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا كَهْمَسٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۴۹۳۷ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے ابن جعفر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ کنکر نہ دشمن کو ہلاک کرتا ہے نہ شکار مارتا ہے لیکن یہ دانت توڑتا ہے یا آنکھ پھوڑتا ہے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ فِي حَدِيْثِهِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَلَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلٰكِنَّهُ يَكْسِرُ السِّنَّ وَيَفْقَأُ الْعَيْنَ وَقَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ إِنَّهَا لَا تَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْقَأُ الْعَيْنَ۔

اور ابن مہدی نے کہا یہ دشمن کو ہلاک نہیں کرتا اور آنکھ پھوڑنے کا ذکر نہیں کیا۔

۴۹۳۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ قَرِيْبًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ قَالَ فَنَهَاهُ وَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهَا لَا تَصِيْدُ صَيْدًا وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا وَلٰكِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ قَالَ فَعَادَ فَقَالَ أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ ثُمَّ تَخْذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا۔

ابن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے کسی رشتہ دار نے کنکر پھینکا، انہوں نے اس کو منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ کنکر نہ کسی جانور کو شکار کرتا ہے، نہ دشمن کو ہلاک کرتا ہے لیکن یہ دانت توڑتا ہے اور آنکھ پھوڑتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ اس شخص نے دوبارہ کنکر مارا، حضرت عبداللہ بن مغفل نے فرمایا میں نے تم کو حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور تم پھر کنکر پھینک رہے ہو! میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

۴۹۳۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوْبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

کنکر مارنے سے ممانعت کی حکمت

اس باب کی احادیث میں کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ کنکر مارنے میں کوئی مصلحت نہیں ہے، اور اس کے مفاسد کا خدشہ رہتا ہے، اور ہر وہ چیز جس میں کوئی خیر نہ ہو اور اس کے شر کا خدشہ ہو اس کا یہی حکم ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دشمن کے قتل کرنے میں یا شکار کو پکڑنے میں جس چیز کی ضرورت ہو یا اس میں مصلحت ہو وہ چیز جائز ہے، اسی وجہ سے بڑے بڑے پرندوں کا غلیل سے شکار کرنا جائز ہے جب کہ غلیل کی گولی سے پرندہ مرے نہیں اور اس کو بعد میں ذبح کیا جا سکے [1] (اسی طرح بارودی بندوق سے شکار کرنا جائز ہے خواہ شکار مر جائے کیونکہ بندوق کی گولی شکار کو زخمی کرتی ہے اور اس کا خون بہاتی ہے اور یہی ذکاۃ اضطراری ہے، اس پر تفصیلی بحث ہم کر چکے ہیں ـــــ سعیدی غفرلہٗ)

اہل بدعت اور اہل فسق سے قطع تعلق کرنے کا وجوب اور حضرت کعب بن مالک سے متارکہ کی وضاحت۔

جب حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ دار کو حدیث سنا کر کنکر مارنے سے منع کیا اس کے باوجود وہ شخص کنکر مارتا رہا تو حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا، علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ اہل بدعت، اہل فسق اور تارکین سنت سے دائماً قطع تعلق کر لینا جائز ہے اور تین دن سے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

زیادہ قطع تعلق کرنے کی ممانعت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو اپنے نفس یا کسی دنیاوی وجہ کی بناء پر قطع تعلق کریں، اور اہل بدعت اور اہل فسق سے دائماً تعلق منقطع کرنا چاہیے۔ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ اس کی نظیر حضرت کعب بن مالک کا واقعہ ہے۔ [۱]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو اس کی نظیر بنانا صحیح نہیں ہے، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ طبعی سستی کی بناء پر غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے۔ انھوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور منافقین کی طرح جھوٹا عذر نہیں تراشا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عارضی طور پر تادیباً ان سے مقاطعہ اور ان کی توبہ کا معاملہ مؤخر کر دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور قرآن مجید میں ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وعلى الثلثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت و ضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه ط ثم تاب عليهم ليتوبوا ط ان الله هو التواب الرحيم۔ (توبہ: ۹/۱۱۸)

اور اللہ تعالیٰ نے ان تین (حضرت کعب بن مالک، حضرت ہلال بن امیہ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم) کی توبہ بھی قبول فرمائی جن کے معاملہ کو مؤخر کر دیا گیا تھا، حتیٰ کہ جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور خود ان کی جانیں بھی ان پر بوجھ بن گئیں اور ان کو یہ یقین ہو گیا کہ اللہ (کے عذاب) سے بچنے کے لیے خود اللہ کے (دامن رحمت کے) سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں ہے، تو پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آئیں اور بلاشبہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ نووی پر رحم فرمائے بھلا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ مؤخر کرنے کا معاملہ اہل بدعت، اہل فسق اور تارکین سنت سے دائمی مقاطعہ کی نظیر کیسے بن سکتا ہے! البتہ اہل بدعت اور اہل فسق سے دائمی مقاطعہ پر قرآن مجید اور احادیث میں دیگر دلائل ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار وما لكم من دون الله من اولياء ثم لا تنصرون۔ (ھود: ۱۱/۱۱۳)

اور ظالموں سے میل جول نہ رکھو ورنہ تمہیں (بھی) جہنم کا عذاب پہنچے گا اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

واذا رايت الذين يخوضون فى اياتنا فاعرض عنهم حتى يخوضوا فى حديث غيره ط و اما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظلمين۔ (انعام: ۶/۶۸)

اور (اے مخاطب!) جب تم ہماری آیات میں کج بحثی کرنے والے لوگوں کو دیکھو تو ان سے اعراض کرو۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور کام میں مشغول ہو جائیں، اور اگر شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھنا۔

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابى هريرة يقول قال رسول الله صلى الله

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

علیہ وسلم یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم[1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخیر زمانہ میں دجال اور کذاب ظاہر ہوں گے وہ تم کو ایسی احادیث سنائیں گے جن کو تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے، تم ان سے دور رہنا وہ تم سے دور رہیں، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اور امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ خالد بن ابی عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا تعلیم کی:

تخلع ونترك من یکفرك[2]

اے اللہ! جو شخص تیرا انکار کرے ہم اس کو چھوڑتے ہیں اور اس سے الگ ہوتے ہیں۔

علامہ شرنبلالی نے اس دعا کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

ونخلع ونترك من یفجرك[3]

جو شخص تیری ناشکری اور نافرمانی کرے ہم اس کو چھوڑتے ہیں اور اس سے الگ ہوتے ہیں۔

بہرحال قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی نصوص صریحہ سے یہ بات واضح ہے کہ جو شخص علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی معصیت کرے اور اس پر اصرار کرے اس سے قطع تعلق کرنا واجب ہے اور اس سے گھل مل کر رہنا گناہ اور موجب عذاب ہے۔

بَابُ الْاَمْرِ بِاِحْسَانِ الذَّبْحِ وَالْقَتْلِ وَتَحْدِيْدِ الشَّفْرَةِ

چھری تیز کرنے اور احسن طریقہ سے ذبح اور قتل کرنے کا حکم

۴۹۴۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ فَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دو باتیں یاد رکھی ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، سو جب تم کسی کو قتل کرو تو احسن طریقہ سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو احسن طریقہ سے ذبح کرو، تم میں سے کسی شخص کو چاہیے کہ وہ چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

---

[1] امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابوداؤد ص ۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ، مراقی الفلاح ص ۲۲۸، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ

۴۹۴۱ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ بِاِسْنَادِ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَمَعْنٰى حَدِيْثِهٖ ـ

امام مسلم نے اس حدیث کی پانچ سندیں ذکر کیں ۔

ذکاۃ کی اقسام

فقہاء نے ذبح کی دو قسمیں کی ہیں ذکاۃ اضطراری اور ذکاۃ اختیاری، جب مسلمان شخص جانور کے گلے پر چھری پھیرنے کی قدرت رکھتا ہو اور بسم اللہ پڑھ کر اس کو ذبح کر سکتا ہو تو یہ ذکاۃ اختیاری ہے اور اگر وہ اس کے گلے پر چھری پھیر کر ذبح نہ کر سکے تو پھر یہ ذکاۃ اضطراری ہے، مثلاً وہ وحشی جانور ہو اور اس کی گرفت میں نہ آئے یا پالتو جانور ہو لیکن بھاگ گیا ہو مثلاً مرغی درخت پر چڑھ گئی ہو، یا جانور بھاگ جائے اور اس کی گرفت میں نہ آئے یا جانور کنوئیں یا کسی گڑھے میں گر جائے یا جانور کے مرنے کا خطرہ ہو اور بروقت ذبح کا آلہ دستیاب نہ ہو، یہ تمام اضطرار کی صورتیں ہیں، ایسی صورتوں میں کسی بھی دستیاب آلہ سے جانور کے بدن کے کسی حصہ کو زخمی کر کے خون بہا دیا جائے تو وہ جانور حلال ہو گا، البتہ ناخن اور ہڈی سے احتراز ضروری ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

ذکاۃ اختیاریہ کی تعریف

ذکاۃ اختیاریہ کا رکن ذبح اور نحر ہے، یعنی بکری اور گائے کو ذبح کیا جائے اور اونٹ کو نحر کیا جائے جبکہ ذبح اور نحر پر قدرت ہو، ذبح کی تعریف یہ ہے کہ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان جو رگیں ہیں ان کو کاٹ دیا جائے، اور نحر کی تعریف یہ ہے کہ آخر حلق کی رگوں کو کاٹ دیا جائے، اور اگر نحر کی جگہ ذبح اور ذبح کی جگہ نحر کر دیا جائے تب بھی جانور حلال ہو گا لیکن یہ فعل مکروہ ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اونٹ کو نحر کیا جائے اور باقی جانوروں کو ذبح کیا جائے (بدائع الصنائع) جامع الصغیر میں لکھا ہے کہ جانور کے بالائی حصہ یا درمیانی حصہ یا نچلے حصہ غرض حلق کو کسی جگہ سے بھی کاٹ دیا جائے تو ذبح صحیح ہے۔[1]

ذکاۃ اضطراریہ کی تعریف

ذکاۃ اضطراریہ کا رکن یہ ہے کہ جانور کے بدن کے کسی بھی حصہ کو زخمی کر دیا جائے، ذکاۃ اضطراری شکار میں ہوتی ہے یا اگر اونٹ، گائے یا بکری بھاگ جائے اور انسان اس کے پکڑنے پر قادر نہ ہو، ہر چند کہ یہ پالتو جانور ہیں لیکن اس صورت میں یہ بھی شکار کے حکم میں ہیں، خواہ یہ پالتو جانور شہر میں بھاگیں یا جنگل میں، امام محمد سے اسی طرح مروی ہے، اسی طرح اگر جانور کنوئیں میں گر جائے اور اس کو نکال کر ذبح یا نحر کرنے پر قدرت نہ ہو تو اس صورت میں بھی اس کی اضطراری ذکاۃ جائز ہے۔

ذکاۃ کی شرائط

(۱) ذکاۃ کا فاعل عاقل ہو، اس لیے پاگل اور ناسمجھ بچے کا ذبیحہ جائز نہیں ہے، اور اگر بچہ کو ذبح

---

[1] علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۵، مطبوعہ مطبع امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

کرنے کی سمجھ ہے تو پھر اس کا ذبیحہ جائز ہے اسی طرح نشہ میں مبتلا شخص کا ذبیحہ بھی جائز ہے۔

(۲)۔ ذکاۃ کا فاعل مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو، اس لیے مشرک اور مرتد کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ اہل کتاب کا ذبیحہ اس وقت جائز ہے جب مسلمان شخص ذبح کے وقت موجود نہ ہو، یا وہ موجود تو تھا لیکن اس نے کتابی سے کوئی کلمہ نہیں سنا، یا اس سے ذبح کے وقت صرف اللہ کا نام سنا، اور اگر اس نے ذبح کے وقت مسیح کا نام لیا یا اللہ اور مسیح کا نام لیا یا یہ کہا اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں جو تین میں سے ایک ہے تو ان صورتوں میں اس کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔

(۳)۔ ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے اور شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا اللہ کا نام لے اگر کسی اور نے اللہ کا نام لیا اور ذابح عمداً چپ کھڑا رہا تو ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر بھول گیا تو پھر جائز ہے۔

(۴)۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بسم اللہ ذبح کے قصد سے پڑھے اگر کلام شروع کرنے کے ارادہ سے بسم اللہ پڑھی تو پھر ذبیحہ جائز نہیں ہے۔

(۵)۔ ذبح کے وقت اللہ کے نام کے ساتھ اور کوئی نام نہ لیا جائے حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی نہ لیا جائے۔

(۶)۔ اللہ کا نام بالخصوص اس کی تعظیم کے لیے لیا جائے اس میں دعا کا شائبہ نہ ہو مثلاً اللهم اغفرلی نہ کہے۔

(۷)۔ ذکاۃ اختیاریہ میں یہ ضروری ہے کہ ٹھیک ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے اس میں تقدیم تاخیر نہ ہو۔

(۸)۔ ذکاۃ اضطراریہ میں تیر پھینکتے وقت (یا بندوق سے فائر کرتے وقت) یا شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھے۔

(۹)۔ جس وقت جانور کو ذبح کیا جائے اس وقت اس میں حیات کا ہونا ضروری ہے۔ کیا ذبح کے بعد خون کا نکلنا بھی ضروری ہے۔ اس میں ہمارے فقہاء سے کوئی روایت نہیں ہے، تاہم دو چیزوں میں سے ایک ضروری ہے یا جانور حرکت کرے یا اس کا خون نکلے ورنہ ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ [1]

کتنی رگوں کے کاٹنے پر ذکاۃ کا مدار ہے؟

ذکاۃ میں جن رگوں کو کاٹا جاتا ہے وہ چار رگیں ہیں (۱) حلقوم (یہ سانس کی نالی ہے) (۲) مری (یہ خوراک کی نالی ہے) (۳-۴) ودجان یہ گردن کے دائیں اور بائیں جانب خون کی دو نالیاں ہیں۔ اگر یہ چاروں نالیاں کٹ جائیں تو ذبیحہ بالاتفاق حلال ہے اور اگر اکثر رگیں کٹ جائیں تب بھی امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے، اور امام ابو یوسف اور امام محمد یہ کہتے ہیں کہ حلقوم، مری اور ودجان میں سے کسی ایک رگ کا کٹنا ضروری ہے امام ابوحنیفہ کا قول صحیح ہے کیونکہ اکثر کل کے حکم میں ہوتا ہے، اگر بکری کو گدی کی جانب سے کاٹا جائے اور اس کے مرنے سے پہلے اس کی اکثر رگیں کٹ جائیں تو وہ حلال ہے، اور اگر وہ رگیں کٹنے سے پہلے مر جائے تو حلال نہیں ہے، لیکن یہ فعل مکروہ ہے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے اور اس فعل سے جانور کو زیادہ اذیت پہنچتی ہے۔ اور حلقوم کی جانب سے ذبح کرنا مستحب ہے اور گدی کی جانب سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور تمام رگوں کا کاٹنا مستحب ہے۔ اور بعض رگوں کا ترک کر دینا مکروہ ہے، ذبح کرتے ہوئے سر الگ نہ کرے اگر کیا تو مکروہ ہے۔ [2]

ذبح فوق العقدہ کی تحقیق

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

جامع صغیر میں لکھا ہے کہ حلق کے درمیان میں، اس کے اوپر اور اس کے نیچے، ہر جگہ ذبح کرنے میں کوئی

---

[1] ملا نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۶-۲۸۵، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] ،، ،، ،، ،، ، فتاوی ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۶،

حرج نہیں ہے اور مبسوط میں ہے کہ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان کو کاٹنا ذبح ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (الذبح بین اللبۃ واللحیین) نہایہ میں لکھا ہے کہ ان دونوں عبارتوں میں اختلاف ہے، کیونکہ اگر فوق العقدہ (حلقوم کی گرہ کے اوپر) ذبح کر دیا تو مبسوط کی عبارت کے لحاظ سے ذبح ہو جائے گا کیونکہ یہ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان ذبح ہے اور جامع صغیر کی عبارت کے اعتبار سے ذبح نہیں ہو گا کیونکہ جب فوق العقدہ ذبح ہوا تو حلق محل ذبح نہیں بنا، ذخیرہ میں لکھا ہے کہ اس صورت میں ذبح صحیح نہیں ہے، لیکن علامہ رستغفنی نے کہا ہے کہ یہ قول غیر معتبر ہے اور ذبیحہ حلال ہے خواہ حلقوم کی گرہ سر کی جانب رہے یا سینہ کی جانب کیونکہ ہمارے نزدیک اکثر رگوں کا کاٹنا معتبر ہے، اور وہ کٹ گئیں، عنایہ میں لکھا ہے کہ مبسوط کی عبارت حدیث کے مطابق ہے، اور ذخیرہ کی عبارت ظاہر حدیث کے خلاف ہے، علامہ قہستانی نے جامع صغیر کی عبارت کی توجیہ میں لکھا ہے کہ گردن پر بھی حلق کا اطلاق ہوتا ہے، اور علامہ رستغفنی نے ذخیرہ کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ یا حلقوم کے اوپر سے کاٹ دے اور جب حلقوم کے اوپر سے کاٹے گا تو حلقوم کی گرہ لازماً نیچے رہ جائے گی اور گرہ کاٹنے کا حکم قرآن میں ہے نہ حدیث میں بلکہ حدیث میں یہ ہے کہ ذکاۃ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان ہے اور وہ حاصل ہو گئی۔ خصوصاً اس لیے کہ امام اعظم کا قول بھی یہ ہے کہ چار رگوں میں سے تین رگوں کا کاٹنا ضروری ہے، اور جب حلقوم کو بالکل ترک کر دینا جائز ہے تو جب حلقوم کے اوپر سے کاٹا جائے اور گرہ نیچے رہ جائے تو بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اگر ذبح فوق العقدہ سے تین رگیں کٹ جاتی ہیں تو ذبیحہ جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ [1]

ذبح کرنیوالے آلے کی اقسام اور ان کے احکام

آلہ ذبح کی دو اقسام ہیں، ایک کاٹنے والا، دوسرا فسخ کرنے والا، کاٹنے والے آلہ کی پھر دو قسمیں ہیں تیز دھار والا آلہ اور کند آلہ جو تیز دھار والا آلہ ہو اس سے بغیر کراہت کے ذبح کرنا جائز ہے، خواہ وہ لوہے کا ہو یا نہ ہو مثلاً کھپچی سے ذبح کرے یا سنگ مرمر سے یا لاٹھی کی ایک طرف سے یا ہڈی سے (ہڈی سے ذبح کرنا حدیث میں ممنوع ہے۔ سعیدی غفرلہ) کند دھار والے آلے سے ذبح کرنا مکروہ ہے، اگر اکھاڑے ہوئے دانت یا ناخن سے ذبح کیا تو حلال ہے لیکن مکروہ ہے، جو دانت اور ناخن جسم کے ساتھ قائم ہوں یہ فسخ کرنے والے آلات ہیں ان کے ساتھ ذبح کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے، اور اگر ذبح کیا تو وہ مردار ہو گا۔ اونٹ کو کھڑا کر کے اور اس کا الٹا پیر باندھ کر نحر کرنا چاہیے اور اگر لٹا دیں تو پھر بھی جائز ہے اور افضل کھڑا کرنا ہے، گائے اور بکری کو لٹا کر قبلہ رخ ذبح کریں۔ (جوہرہ نیرہ) لوہے کے تیز دھار والے آلہ سے دن کے وقت ذبح کرنا مستحب ہے، جیسے چھری تلوار یا اس کی مثل کوئی چیز اگر لوہے کا آلہ نہ ہو یا لوہے کا کند آلہ ہو تو اس سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔ [2]

برقی اور مشینی آلات سے ذبح کرنے کا حکم

مصری علماء سے یہ سوال کیا گیا کہ اکثر ممالک میں آج کل برقی آلے سے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے، مصری علماء نے جو اس سوال کا جواب لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذبح کی صحت کے لیے حسب ذیل شرائط ہیں:

(۱)۔ ذبح کرنے کا آلہ تیز اور دھار والا ہو جو خون بہا دے، البتہ ناخن اور ہڈی نہ ہو اور نہ ہی جانور کی موت کا باعث آلہ کا ثقل ہو۔

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۷، ۲۵۶، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] ملا نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۷، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

(۲)۔ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب ہو، جمہور ائمہ کے نزدیک بسم اللہ کو عمداً ترک کرنا بھی شرط ہے، البتہ امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا شرط نہیں ہے۔

(۳)۔ جمہور ائمہ کے نزدیک سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان سے کاٹنا شرط ہے، فقہاء احناف کے نزدیک کم از کم تین رگوں کا کاٹنا ضروری ہے۔ فقہاء مالکیہ کے نزدیک حلقوم اور خون کی دو رگوں کا کاٹنا شرط ہے۔ طعام کی نالی (مری) کا کاٹنا شرط نہیں ہے، اور فقہاء شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک حلقوم اور مری کا کاٹنا شرط ہے۔

چونکہ سائل نے برقی آلہ سے ذبح کرنے کے طریقہ کار کا سوال میں ذکر نہیں کیا اس لیے ہم یہ قاعدہ کلیہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر مدیر الآلہ (مشینی ذبیحہ کا آپریٹر) مسلمان ہو یا اہل کتاب ہو اور مشین میں چھری لگی ہو جس سے مذکور الصدر رگیں کٹ جائیں (اس جگہ یہ شرط بھی ہونی چاہیے کہ مدیر الآلہ ہر جانور کے ذبح کے وقت الگ الگ بسم اللہ پڑھے۔ سعیدی غفرلہ) تو اس برقی آلہ کو ذابح کے ہاتھ میں چھری کے قائم مقام قرار دیا جائے گا اور یہ ذبیحہ حلال ہوگا، اور جب یہ شرائط پوری نہ ہوں تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا اور اگر جانور بجلی کے جھٹکے سے مر جائے یا گلا گھٹنے سے مر جائے یا مذکور الصدر رگوں کے کٹنے کے علاوہ کسی اور طریقہ سے مر جائے تو پھر وہ ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔[1]

فقیہ العصر حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

یہاں ناروے میں جانوروں کو ذبح کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ لوہے کا ایک ہتھوڑا رسی کے ذریعہ اوپر لٹک رہا ہوتا ہے، جانور کو عین وسط میں کھڑا کر دیا جاتا ہے اور رسی کھول دی جاتی ہے اور وہ ہتھوڑا اچانک جانور کے سر پر لگتا ہے جس سے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے، اس کے بعد اس کو حلال کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔

حضرت فقیہ العصر علامہ بصیر پوری اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اگر وہ جانور بے ہوش ہو جانے کے بعد زندہ رہ جاتا ہو اور زندگی ہی میں اس کو شریعت کے مطابق ذبح کیا جاتا ہو تو اس کا گوشت حلال ہے اور اس کا کھانا بلا شبہ جائز ہے اور اگر وہ ذبح کرنے سے پہلے مر گیا ہو تو پھر ناجائز ہے۔[2]

ہمارے دوست مفتی محمد رفیق حسنی زید لطفہم دو سال پہلے آسٹریلیا کے شہر ملبورن اس غرض سے گئے تھے کہ وہاں جا کر یہ دیکھیں کہ مشینی ذبیحہ کا کیا طریقہ کار ہے اور آیا مشینی ذبیحہ حلال ہے یا نہیں! انھوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ وہاں کی ایک کمپنی جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے ملکوں میں گوشت بھیجتی ہے اس نے مسلمانوں کے لیے ایک مسلمان ذابح رکھا ہوا ہے اور عیسائیوں کے لیے ایک عیسائی ذابح رکھا ہوا ہے، نیز چھوٹے جانور مثلاً بکرے، دنبہ اور بھیڑ کو ذبح کرنے کا اور بڑے جانوروں مثلاً گائے، بیل اور بھینس کو ذبح کرنے کا الگ الگ طریقہ ہے، چھوٹے جانوروں کا ایک ریوڑ مشین میں اس طرح داخل کیا جاتا ہے کہ اس کا خانہ بتدریج تنگ ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ آخر میں اس خانے کے اندر صرف ایک جانور رہ جاتا ہے وہاں مشینی عمل سے اس کے سر میں ایک سوئے کی ضرب لگائی جاتی ہے جس سے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے اور وہاں ایک مسلمان شخص کھڑا ہوتا ہے جو اس کے بے ہوش ہوتے ہی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس کے گلے پر چھری پھیر دیتا ہے، چھری پھیرنے سے باقاعدہ اس کی رگیں کٹتی ہیں اور اس کا خون بہتا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے یہ بھی اطمینان کر لیا کہ وہ جانور اس سوئے کی ضرب سے صرف بے ہوش ہوتا ہے مرتا نہیں ہے، انھوں نے اس بے ہوش شدہ جانور کو

---

[1] الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۷ ص ۲۶۱۲ - ۲۶۱۵، ملخصاً، مطبوعہ مصر

[2] مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی متوفی ۱۴۰۳ھ، فتاویٰ نوریہ ج ۳ ص ۳۰۷ - ۳۰۸، ملخصاً، مطبوعہ بصیر پور، ۱۹۸۳ء

مشین سے نکلوایا تو وہ تھوڑی دیر بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ بڑے جانوروں کو ہتھوڑا مار کر بے ہوش نہیں کیا جاتا بلکہ مشینی عمل سے جانور کا صرف سر ایک خانہ میں پھنس کر باہر نکل آتا ہے درآں حالیکہ اس کا سر آسمان کی جانب ہوتا ہے اور مسلمان ذابح اس کے گلے پر طلاً چھری پھیرتا ہے جس سے اس کی مطلوبہ رگیں کٹ جاتی ہیں اور خون بہہ جاتا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے اس طریقہ کار کے جواز کا فتویٰ اس کمپنی کو لکھ کر دے دیا اور ہماری معلومات کے مطابق آج کل تمام دنیا میں مشینی ذبیحہ کا یہی طریقہ کار ہے سو اگر ایسا ہی ہے تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

درآمد شدہ ڈبوں میں بند گوشت کا حکم

مصری علماء سے یہ سوال کیا گیا کہ درآمد شدہ گوشت، ڈبوں میں پیک مرغیوں اور پرندوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں انھوں نے یہ لکھا کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ ان جانوروں کو اسلامی طریقہ سے ذبح نہیں کیا جاتا۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ بھاری لوہے سے جانوروں کے سر پر ضرب لگاتے ہیں یا اس کے سر پر پستول سے گولی مارتے ہیں، یا بجلی کے تار سے جھٹکا لگاتے ہیں، پھر ان جانوروں کو لیلتے ہوئے پانی میں ڈال دیتے ہیں جس سے ان کی کھال وغیرہ اتر جاتی ہے اور یہ جانور منخنقہ (گلا گھونٹ کر مارا گیا) اور موقوذہ (چوٹ مار کر ہلاک کیا گیا) میں داخل ہیں اور قرآن مجید کی نص قطعی نے منخنقہ اور موقوذہ کو حرام کر دیا ہے۔ [۱]

ڈبہ میں بند مرغیوں اور دیگر پرندوں کو اگر اسی طرح ذبح کیا جاتا ہے جس طرح مصری علماء نے بیان کیا ہے تو ان کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اگر ان کو مسلمان شخص بسم اللہ پڑھ کر اسلامی طریقہ سے ذبح کرے تو پھر ان کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں اس وقت تک کوئی قطعی حکم نہیں لگایا جا سکتا جب تک کہ ان کے ذبیحہ کی پوری تحقیق نہ کر لی جائے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ
جانوروں کو باندھ کر مارنے کی ممانعت

۴۹۴۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ جَدِّي أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ دَارَ الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَإِذَا قَوْمٌ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا قَالَ فَقَالَ أَنَسٌ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.

ہشام بن زید بن انس کہتے ہیں کہ میں اپنے دادا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے گھر آیا، وہاں کچھ لوگ ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

۴۹۴۳ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی تین اور سندیں بیان کی ہیں۔

---

[۱] - الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۱۰ ص ۳۶۰۴ ، مطبوعہ قاہرہ ، ۱۴۰۲ھ

۴۹۴۴ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی جاندار کو ہدف مت بناؤ۔

۴۹۴۵ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۴۹۴۶ - وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو كَامِلٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِنَفَرٍ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَتَرَامَوْنَهَا فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا چند لوگوں پر گذر ہوا جو ایک مرغی کو نصب کر کے تیر اندازی کر رہے تھے جب انھوں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا تو ادھر ادھر ہو گئے حضرت ابن عمر نے کہا یہ کون کر رہا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کام کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

۴۹۴۷ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْرًا وَهُمْ يَرْمُونَهُ وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کا قریش کے چند جوانوں پر گذر ہوا جو ایک پرندے کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے اور انھوں نے پرندے والے سے یہ طے کر لیا تھا کہ جس کا تیر نشانہ پر نہیں لگے گا وہ اس کو کچھ دے گا، جب انھوں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا تو ادھر ادھر ہو گئے، حضرت ابن عمر نے فرمایا جو شخص اس طرح کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، جو شخص کسی جاندار کو ہدف بنائے، بلاشبہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔

۴۹۴۸ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْتَلَ شَيْءٌ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

ف : جانور کو باندھ کر تیر اندازی کی مشق کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فعل پر لعنت کی ہے، نیز اس میں جان اور مال کو بغیر کسی منفعت کے ضائع کرنا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاضاحی

قربانی کرنے کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

امیر پر اضحیہ (قربانی) کے وجوب میں فقہاء کا اختلاف ہے، جمہور فقہاء یہ کہتے ہیں کہ امیر کے حق میں قربانی کرنا سنت ہے، اگر اس نے بلا عذر قربانی کو ترک کر دیا تو گنہ گار نہیں ہوگا، اور نہ اس پر قضا لازم ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت بلال، حضرت ابو مسعود البدری، سعید بن مسیب، علقمہ، اسود، عطاء، امام مالک، امام احمد (اسی طرح امام شافعی) امام ابو یوسف، اسحٰق، ابو ثور، مزنی، ابن المنذر، اور داؤد ظاہری وغیرہ کا یہی مسلک ہے، اس کے برخلاف ربیعہ، اوزاعی، امام ابو حنیفہ اور لیث نے کہا کہ امیر آدمی (صاحب نصاب) پر قربانی کرنا واجب ہے، بعض مالکیہ کا بھی یہی نظریہ ہے، نخعی نے کہا امیر آدمی پر قربانی واجب ہے البتہ حج کرنے والے امیر پر منیٰ میں قربانی واجب نہیں ہے، اور محمد بن حسن نے کہا کہ شہروں میں رہنے والوں پر قربانی واجب ہے، امام ابو حنیفہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ جو شخص مقیم ہو (یعنی مسافر نہ ہو) اور صاحب نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے۔[1]

قربانی کرنے کے حکم میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اکثر اہل علم کا یہ نظریہ ہے کہ اضحیہ (قربانی کرنا) سنت مؤکدہ ہے واجب نہیں ہے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت بلال، حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے، اسی طرح سوید بن غفلہ، علقمہ، اسود، عطاء، امام شافعی، اسحٰق، ابو ثور اور ابن منذر کا بھی یہی مسلک ہے، اس کے برخلاف ربیعہ، امام مالک، ثوری، اوزاعی، لیث اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ واجب ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے" اور مخنف بن سلیم سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر اہل بیت پر ہر سال میں قربانی اور عتیرہ ہے (رجب کے پہلے عشرہ میں جس جانور کو ذبح کیا جائے اسے عتیرہ یا رجبیہ کہتے ہیں تفصیل آگے آئے گی (ان شاء اللہ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ امام دارقطنی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض کی گئی ہیں اور تم پر وہ نفل ہیں: وتر، قربانی اور فجر کی دو رکعات (یعنی سنتیں) نیز نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قربانی کا ارادہ کرے اور عشرہ (ذی الحج) داخل ہو جائے تو وہ اپنے بال کاٹے نہ ناخن تراشے" اس حدیث میں قربانی کرنے کو ارادہ پر موقوف کیا ہے اور واجب ارادہ پر موقوف نہیں ہوتا، نیز قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنا

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

واجب نہیں ہے سو یہ عتیقہ کی طرح ہے اور جس حدیث سے فقہاء احناف نے استدلال کیا ہے اس کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور اگر یہ حدیث صحیح ہو تو ہم اس کو استحباب کی تاکید پر محمول کرتے ہیں جس طرح آپ نے فرمایا " ہر بالغ پر جمعہ کا غسل واجب ہے، نیز آپ نے فرمایا: " جس شخص نے ان دو درختوں (لہسن اور پیاز) سے کھایا وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے " اور امام احمد سے یتیم کے متعلق یہ روایت ہے کہ اگر وہ امیر ہو تو اس کا ولی اس کی طرف سے قربانی کرے " لیکن یہ حکم عید کے دن بطور توسع ہے بطور ایجاب نہیں ہے۔ [1]

قربانی کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ ابو الولید باجی مالکی لکھتے ہیں:

ابن حبیب نے امام مالک سے یہ روایت کیا ہے کہ مرد پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی طرف سے قربانی دے اور اس کی اولاد میں سے جن کا خرچ اس پر واجب ہے (یعنی کم سن اور نابالغ بچے) بیوی کی طرف سے قربانی کرنا اس پر لازم نہیں اور نہ غلام کی طرف سے۔ [2]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے، اور امام ابو حنیفہ نے صاحب نصاب کے لیے قربانی کو واجب کہا ہے، مدونہ کی ایک عبارت سے ہمارے نزدیک بھی قربانی کے وجوب کی تخریج کی گئی ہے وہ عبارت یہ ہے: جس شخص کے پاس قربانی ہو اور وہ اس کو مؤخر کرے حتیٰ کہ ایام نحر گزر جائیں، تو وہ شخص گنہ گار ہوگا، اسی طرح ابن المواز نے لکھا ہے کہ یہ سنت واجبہ ہے، اسی طرح اصحاب مالکیہ میں سے بہت بڑے فقیہ ابن حبیب نے یہ کہا ہے کہ جس شخص نے قربانی کو ترک کیا وہ گنہ گار ہوگا، علامہ ابی مالکی نے مدونہ کی عبارت کی یہ توجیہ کی ہے کہ خریدنے سے اس شخص پر قربانی واجب ہو گئی اور ابن المواز نے جو سنت واجبہ کہا ہے اس سے مراد سنت مؤکدہ ہے، اور ابن حبیب نے جو کہا ہے کہ قربانی کو ترک کرنے والا گنہ گار ہوگا، تو ہو سکتا ہے کہ یہ اس قول کی بناء پر ہو کہ ترک سنت بھی گناہ ہے اور بظاہر اس عبارت میں وجوب کی تصریح ہے اس کے بعد علامہ وشتانی نے قربانی کے سنت ہونے پر وہی دلائل پیش کیے ہیں جن کو علامہ نووی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قربانی کے حکم میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں متقدمین مالکیہ قربانی کے وجوب کے قائل ہیں اور متاخرین کے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے۔

قربانی کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

مالی عبادات دو قسم کی ہیں ایک بطریق تملیک ہے جیسے صدقات اور ایک بطریق اتلاف ہے جیسے آزاد کرنا، قربانی میں یہ دونوں قسمیں جمع ہو جاتی ہیں، اس میں جانور کا خون بہا کر تقرب حاصل کیا جاتا ہے، یہ اتلاف ہے، اور اس کو گوشت کو صدقہ کیا جاتا ہے یہ تملیک ہے۔ ہمارے نزدیک قربانی امیروں پر اور اقامت گزینوں (غیر مسافروں) پر واجب ہے، جامع میں امام ابو یوسف سے ایک یہ روایت ہے کہ یہ سنت ہے، اور یہی امام شافعی کا قول ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی مجھ پر فرض کی گئی ہے اور تم پر فرض نہیں کی گئی، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تین چیزوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہوں اور تمہارے لیے وہ سنت ہیں، قربانی، چاشت کی نماز اور وتر، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۴۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ ابو الولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۹۴ھ، منتقی ج ۳ ص ۹۸، مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر، ۱۳۳۲ھ

قربانی کرو کیونکہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سال اور دو سال تک قربانی نہیں کرتے تھے ان کو یہ خدشہ تھا کہ مسلسل قربانی کرتے رہنے سے لوگ قربانی کو واجب سمجھ لیں گے، اور حضرت ابو مسعود انصاری نے کہا میرے پاس صبح و شام ہزار بکریاں ہوتی ہیں لیکن میں اس خدشہ سے قربانی نہیں کرتا کہ لوگ قربانی کو واجب سمجھ لیں گے، نیز قربانی مسافر پر واجب نہیں ہے اور مسافر پر جو حکم ہے اگر واجب نہ ہو وہ مقیم پر بھی واجب نہیں ہوتا، اور عبادات مالیہ میں مسافر اور مقیم کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا، جیسے زکوٰۃ اور صدقہ فطر، کیونکہ مسافر اور مقیم میں مال کی ملکیت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے، ان میں فرق بدن کی مشقت کے اعتبار سے ہے، نیز قربانی کرنے والا قربانی کے گوشت کو خود بھی کھا سکتا ہے اور غنی کو بھی کھلا سکتا ہے اگر قربانی واجب ہوتی تو اس سے خود کھانا جائز نہ ہوتا جیسا کہ شکار کی جزاء یا نذر وغیرہ کے صدقہ واجبہ سے خود کھانا جائز نہیں ہے، نیز اس لیے کہ اتلاف کے ساتھ تقرب حاصل کرنا ابتداءً واجب نہیں ہے بلکہ غلام کے سبب سے ہوتا ہے جیسا کہ کفارات میں غلام کو آزاد کرنا واجب ہے، اسی وجہ سے ہم نے نذر کے سبب سے قربانی کو واجب کیا ہے۔ ؎

قربانی کو واجب قرار دینے کے سلسلے میں ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فصل لربك وانحر۔ (الکوثر) "آپ اپنے رب کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے" اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے" اور قربانی نہ کرنے پر وعید کا لاحق کرنا اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب قربانی واجب ہو، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عید سے پہلے قربانی کی وہ قربانی کو دہرائے اور جس نے قربانی نہیں کی وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے، اس حدیث میں قربانی کا امر کیا ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضحوا "قربانی کرو" یہ امر ہے اور آپ نے جو یہ فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے تو اس سنت سے مراد دین میں طریقہ ہے، اور یہ وجوب کی نفی نہیں کرتا، اور وہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم پر قربانی فرض نہیں کی گئی" اس میں مخالفین کی دلیل نہیں ہے کیونکہ ہم قربانی کو فرض نہیں کہتے واجب کہتے ہیں، مکتوب فرض کو کہتے ہیں جس کا انکار کفر ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ پر قربانی فرض تھی، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جو ایک سال یا دو سال تک قربانی نہیں کی اس کی وجہ ان کا افلاس تھا یا ان کا حالت سفر میں ہونا، انہوں نے قربانی اس لیے نہیں کی کہ لوگوں کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ افلاس یا سفر میں بھی قربانی واجب ہوتی ہے اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے قول کی بھی یہی تاویل ہے، نیز یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی طرف ان ایام کی نسبت کی جاتی ہے مثلاً کہا جاتا ہے یہ یوم الاضحیٰ ہے یعنی قربانی کا دن ہے سو جس طرح جمعہ کی طرف اضافت کی وجہ سے جمعہ کی نماز واجب ہے اسی طرح ان ایام میں قربانی کی اضافت کی وجہ سے قربانی واجب ہے، رہا یہ اعتراض کہ اگر قربانی واجب ہے تو پھر قربانی والا قربانی سے کس طرح کھا سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قربانی کرنے والے نے یہ قربانی اللہ کے لیے کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود قربانی کے گوشت سے کھانے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے: فکلوا منها "اس سے کھاؤ" اور نذر ماننے سے جو قربانی واجب ہوتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کی جنس سے ایک واجب شرعی ہے اور وہ قربانی ہے کیونکہ جس عبادت کی جنس سے واجب شرعی نہ ہو اس کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے جیسا کہ مریض کی عیادت کرنا۔ ؎

؎ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ المبسوط ج ۱۲ ص ۹، ۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

قربانی کرنے کے اول وقت میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:
امام کے ساتھ عید کی نماز پڑھنے کے بعد قربانی کو ذبح کرنا چاہیے اور اس وقت قربانی کرنا بالاجماع جائز ہے۔ ابن المنذر نے کہا کہ اس پر اجماع ہے کہ یوم نحر کو طلوع فجر سے پہلے قربانی کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے، اور اس کے بعد میں اختلاف ہے، امام شافعی، داؤد، ابن منذر اور دوسرے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد جب نماز عید اور دو خطبوں کی مقدار کا وقت گذر جائے تو قربانی کرنے کا وقت داخل ہو جاتا ہے، اور عطاء اور امام ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے کہ گاؤں اور دیہات والوں کے حق میں فجر ثانی طلوع ہونے کے بعد قربانی کا وقت داخل ہو جاتا ہے، اور شہر والوں کے حق میں جب تک امام نماز اور خطبہ سے فارغ نہ ہو جائے قربانی کا وقت داخل نہیں ہوتا، اور اگر کسی نے اس سے پہلے ذبح کر دیا تو قربانی جائز نہیں ہے، اور امام مالک نے یہ کہا کہ جب تک امام نماز اور خطبہ سے فارغ ہو کر خود ذبح نہ کرے اس وقت تک قربانی کرنا جائز نہیں ہے، امام احمد نے کہا امام کی نماز سے پہلے قربانی جائز نہیں ہے اور اس کی نماز کے بعد جائز ہے خواہ امام نے ذبح نہ کیا ہو، اور ان کے نزدیک اس مسئلہ میں شہر والوں اور دیہات والوں کا حکم برابر ہے، حسن بصری، اوزاعی اور اسحٰق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک ہے، ثوری نے کہا امام کی نماز کے بعد اور اس کے خطبہ سے پہلے اور خطبہ کے درمیان قربانی کرنا جائز ہے، ربیعہ نے کہا جہاں کوئی امام نہ ہو وہاں طلوعِ شمس کے بعد قربانی کرنا جائز ہے، البتہ طلوعِ شمس سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:
قربانی کے آخر وقت کے بارے میں امام شافعی کا قول یہ ہے کہ یوم نحر اور اس کے بعد تین دن تک قربانی کرنا جائز ہے، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم ان کے علاوہ عطاء، حسن بصری، عمر بن عبد العزیز، سلیمان بن موسیٰ الاسدی، مکحول، داؤد ظاہری (امام غیر مقلدین) وغیرہم کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد نے یہ کہا ہے کہ قربانی کرنا یوم نحر اور اس کے بعد دو دن تک خاص ہے، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی، حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے، سعید بن جبیر نے کہا کہ شہر والوں کو بالخصوص یوم نحر کو قربانی کرنا چاہیے اور دیہات والوں کو ایام نحر اور سارے ایام تشریق میں ذبح کرنا چاہیے۔ اور امام محمد بن سیرین نے کہا یوم نحر کے علاوہ کسی دن بھی کسی کے لیے ذبح کرنا جائز نہیں ہے، قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ جمیع ذوالحجہ میں قربانی کرنا جائز ہے، ایام ذبح کی راتوں میں قربانی کرنے کے بارے میں بھی اختلاف ہے، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد، اسحاق، ابوثور اور جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ رات میں قربانی کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ رات کو قربانی کرنا جائز نہیں۔ وہ صرف ذبیحہ کا گوشت ہے، امام احمد سے بھی ایک یہی روایت ہے۔[2]

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:
قربانی کا آخری وقت ایام تشریق کا دوسرا دن ہے اور ایام نحر تین دن ہیں، عید اور اس کے بعد دو دن، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابی ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۳

عنہم کا یہی نظریہ ہے، امام احمد فرماتے ہیں کہ بکثرت صحابہ سے یہ منقول ہے کہ قربانی تین دن ہے، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور ثوری کا بھی یہی مسلک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت آخر ایام تشریق کی بھی ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے کیونکہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایام منی کلها منحر۔ "تمام ایام منیٰ قربانی کے دن ہیں" نیز ان تمام دنوں میں تکبیریں پڑھی جاتی ہیں اور روزہ نہیں رکھا جاتا پس یہ تمام ایام قربانی کا محل ہیں، ابن سیرین نے کہا قربانی کرنا صرف یوم نحر میں جائز ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا ہے، اور جس دن گوشت کو ذخیرہ کرنا جائز نہیں اس دن قربانی کرنا بھی جائز نہیں ہوگا، نیز چوتھے دن رمی کرنا بھی واجب نہیں ہے، لہٰذا اس دن قربانی کرنا بھی جائز نہیں ہے اور انھوں نے جو حدیث روایت کی ہے: "منى كلها منحر" اس میں ایام کا ذکر نہیں اور تکبیر قربانی سے عام ہے اسی طرح روزہ نہ رکھنا بھی قربانی سے عام ہے کیونکہ ایام تشریق کا پہلا دن جو یوم عرفہ ہے وہ بھی تکبیرات اور روزہ رکھنے کا دن ہے حالانکہ اس دن قربانی جائز نہیں ہے۔[1]

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ دشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قربانی کے آخر وقت میں اختلاف ہے، امام مالک نے کہا کہ تیسرا دن قربانی کا آخری دن ہے، امام مالک کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے: ليذكروا اسم الله في ايام معلومات۔ ایام جمع کا صیغہ ہے اور جمع کے افراد کم از کم تین ہوتے ہیں لہٰذا یہ تین افراد مراد ہوں گے، کیونکہ یہ محقق ہیں اور زیادتی میں دلیل کی احتیاج ہے، لہٰذا بغیر دلیل کے تین سے زیادہ افراد مراد نہیں لیے جا سکتے۔[2]

قربانی کے ایام کے متعلق ہم نے "مقالات سعیدی" میں زیادہ تفصیل اور تحقیق سے بحث کی ہے اس لیے اس بحث کو وہاں بھی دیکھ لیا جائے۔

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

قربانی کا ادا کرنا صرف ایام نحر میں جائز ہے اور ہمارے نزدیک ایام نحر صرف تین دن ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام نحر تین دن ہیں ان میں پہلا دن افضل ہے، اور جب تیسرے دن سورج غروب ہو جائے تو پھر اس کے بعد قربانی جائز نہیں ہے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چوتھے دن بھی قربانی جائز ہے، اور یہ ضعیف ہے، کیونکہ یہ قربانی ایام نحر کے ساتھ خاص ہے نہ کہ ایام تشریق کے ساتھ، کیا تم نہیں دیکھتے کہ پہلے دن، یعنی دس ذوالحجہ کو قربانی کرنا افضل ہے اور وہ یوم نحر ہے۔[3]

بَابُ ۶۸۸ وَقْتِهَا

قربانی کے وقت کا بیان

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۵۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۹۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

[3] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۲ ص ۹، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، ۱۳۹۸ھ

۴۹۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ حَدَّثَنِي جُنْدَبُ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحَى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعْدُ أَنْ صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ سَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَرَى لَحْمَ أَضَاحِيَّ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ أُضْحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ أَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ.

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحی کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا، ابھی آپ نے نماز سے فارغ ہو کر سلام نہیں پھیرا تھا کہ آپ نے ذبح شدہ قربانیوں کا گوشت دیکھا، آپ نے فرمایا جس شخص نے اپنی یا ہماری نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کیا ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی ذبح کرے اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

۴۹۵۰- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحَى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ بِالنَّاسِ نَظَرَ إِلَى غَنَمٍ قَدْ ذُبِحَتْ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ شَاةً مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللَّهِ.

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، جب آپ لوگوں کو نماز پڑھا کر فارغ ہوئے، تو آپ نے ذبح کی ہوئی بکریوں کو دیکھا، آپ نے فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی ہے وہ اس کی جگہ دوسری بکری کو ذبح کرے اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

۴۹۵۱- وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا عَلَى اسْمِ اللَّهِ كَحَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۵۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ سَمِعَ جُنْدَبًا الْبَجَلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ أَضْحَى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ.

حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا، آپ نے نماز پڑھا کر خطبہ دیا، پھر فرمایا جس شخص نے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کیا ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی ذبح کرے، اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

۴۹۵۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۵۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ضَحَّى خَالِي أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ فَقَالَ ضَحِّ بِهَا وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ضَحَّى قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز سے پہلے قربانی کر دی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک بکری کا گوشت ہے، حضرت ابو بردہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس بکری کا ایک چھ ماہ کا بچہ ہے، آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر دو اور تمہارے سوا کسی اور کے لیے اس کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے، پھر آپ نے فرمایا: جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنے نفس کے لیے ذبح کیا ہے اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہو گئی، اور اس نے مسلمانوں کے طریقہ کو پا لیا۔

۴۹۵۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ خَالَهُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيهِ مَكْرُوهٌ وَإِنِّي عَجَّلْتُ نَسِيكَتِي لِأُطْعِمَ أَهْلِي وَجِيرَانِي وَأَهْلَ دَارِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعِدْ نُسُكًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عِنْدِي عَنَاقَ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَقَالَ هِيَ خَيْرُ نَسِيكَتَيْكَ وَلَا تَجْزِي جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ماموں حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قربانی کرنے سے پہلے قربانی کر دی، اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس میں (قربانی کے علاوہ) گوشت کی خواہش رکھنا مکروہ ہے اور میں نے اپنے بچوں، ہمسایوں اور گھر والوں کو کھلانے کے لیے قربانی کو جلدی ذبح کر دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی قربانی کو دہراؤ! انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک کم عمر کی دودھ والی بکری ہے جس میں دو بکریوں سے زیادہ گوشت ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری دونوں قربانیوں میں بہتر ہے اور تمہارے بعد کسی کے لیے بھی ایک سال سے کم کی بکری کی قربانی کرنا کافی نہیں ہو گا۔

۴۹۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ لَا يَذْبَحَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يُصَلِّيَ قَالَ فَقَالَ خَالِي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيهِ مَكْرُوهٌ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو خطبہ دیا، اور فرمایا کوئی شخص نماز سے پہلے قربانی نہ کرے، میرے ماموں نے کہا، یا رسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس میں (قربانی کے علاوہ) گوشت کی خواہش کرنا مکروہ ہے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

هُشَيْمٍ۔

۴۹۵۷- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَوَجَّهَ قِبْلَتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتَّى يُصَلِّيَ فَقَالَ خَالِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ نَسَكْتُ عَنِ ابْنٍ لِي فَقَالَ ذَاكَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ لِأَهْلِكَ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي شَاةً خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْنِ قَالَ ضَحِّ بِهَا فَإِنَّهَا خَيْرُ نَسِيكَةٍ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہماری طرح قربانی کی وہ نماز پڑھنے سے پہلے قربانی نہ کرے، میرے ماموں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اپنے بیٹے کی طرف سے قربانی کر چکا ہوں، آپ نے فرمایا تم نے اپنے گھر والوں کے لیے اس کو جلد ذبح کر لیا، انھوں نے کہا میرے پاس ایک بکری ہے جو دو بکریوں سے بہتر ہے! آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر دو، وہ تمہاری بہتر قربانی ہے۔

۴۹۵۸- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ الْإِيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا نُصَلِّي ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرُ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ وَكَانَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ قَدْ ذَبَحَ فَقَالَ عِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن ہم جس کام کو سب سے پہلے کریں گے وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے، اس کے بعد ہم قربانی کریں گے سو جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت کو پا لیا، اور جس نے پہلے ذبح کر لیا تو یہ وہ گوشت ہے جس کو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کیا ہے اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں ہے، حضرت ابو بردہ بن نیار اس سے پہلے ذبح کر چکے تھے، انھوں نے کہا میرے پاس ایک چھ ماہ بکری ہے جو ایک سال کی بکری سے بہتر ہے، آپ نے فرمایا تم اس کو ذبح کر دو، اور تمہارے بعد یہ کسی اور کے لیے درست نہیں ہوگا۔

۴۹۵۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ سَمِعَ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مثل روایت ہے۔

۴۹۶۰- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو نماز کے بعد ہمیں خطبہ دیا، پھر اس کے بعد اس کی مثل حدیث ہے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

۴۹۶۱ - وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ نَحْرٍ فَقَالَ لَا يُضَحِّيَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يُصَلِّيَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدِي عَنَاقُ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ قَالَ فَضَحِّ بِهَا وَلَا تَجْزِي جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو ہمیں خطبہ میں فرمایا: کوئی شخص نماز پڑھنے سے پہلے قربانی نہ کرے، ایک شخص نے کہا میرے پاس ایک سال سے کم عمر کی بکری ہے جس میں دو بکریوں سے زیادہ بہتر گوشت ہے، آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر لو اور تمہارے بعد کسی کے لیے چھ ماہ بکری کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

۴۹۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ ذَبَحَ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْدِلْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ عِنْدِي إِلَّا جَذَعَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَأَظُنُّهُ قَالَ وَهِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبردہ نے نماز سے پہلے قربانی کرلی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بدلہ میں دوسری قربانی کرو، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک سال سے کم کا بچہ ہے (شعبہ کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے انھوں نے کہا) وہ ایک سال کی بکری سے بہتر ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی جگہ اس کو ذبح کر دو، (اور) تمہارے بعد یہ کسی اور سے کفایت نہیں کرے گا۔

۴۹۶۳ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّكَّ فِي قَوْلِهِ هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، اس میں راوی کا یہ شک مذکور نہیں ہے کہ یہ ایک سالہ بکری سے بہتر ہے۔

۴۹۶۴ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ (وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو) قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهَى فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيرَانِهِ كَأَنَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کرلی وہ اس کو دہرائے، ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ اس دن میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اس نے اپنے پڑوسی کی حاجت کا ذکر کیا، گویا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کی، اس نے کہا میرے پاس ایک سال سے کم عمر کی بکری ہے اس میں دو بکریوں سے زیادہ پسندیدہ گوشت ہے، کیا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَّيْنَا قَالَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ أَفَأَذْبَحُهَا قَالَ فَرَخَّصَ لَهُ فَقَالَ لَا أَدْرِي أَبَلَغَتْ رُخْصَتُهُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا قَالَ وَانْكَفَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا فَقَامَ النَّاسُ إِلَى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوهَا أَوْ قَالَ فَتَجَزَّعُوهَا.

میں اس کو ذبح کر لوں؟ آپ نے اس کو اجازت دے دی، راوی کہتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں کہ یہ اجازت ان کے ماسوا کو شامل ہے یا نہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو ذبح کیا، پھر لوگ ایک بکری کی طرف گئے اور اس کا گوشت تقسیم کیا۔

۴۹۶۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَهِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَأَمَرَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَنْ يُعِيدَ ذِبْحًا ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا پھر آپ نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ اس کو دہرائے، اس کے بعد ابن علیہ کی مثل حدیث ہے۔

۴۹۶۶ - وَحَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (يَعْنِي ابْنَ وَرْدَانَ) حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَضْحًى قَالَ فَوَجَدَ رِيحَ لَحْمٍ فَنَهَاهُمْ أَنْ يَذْبَحُوا قَالَ مَنْ كَانَ ضَحَّى فَلْيُعِدْ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عید اضحیٰ کے دن خطبہ دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشت کی بو آئی، آپ نے ان کو ذبح کرنے سے منع کیا، اور فرمایا جو شخص قربانی کر چکا ہے وہ دہرائے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

قربانی کا وجوب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اختیارات

حدیث نمبر ۴۹۵۵ میں ہے: یہ وہ دن ہے جس میں گوشت مکروہ ہے، یعنی ذبح کو ترک کرنا اور گھر والوں کو بغیر گوشت کے چھوڑنا حتیٰ کہ وہ گوشت کی خواہش کریں یہ کام مکروہ ہے، اس کا دوسرا معنی ہے: جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کو گوشت کی خاطر ذبح کرنا مکروہ ہے اور ایک معنی ہے اس دن میں گوشت کو طلب کرنا مکروہ ہے۔

اس باب کی احادیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ عید کے دن نماز کے بعد خطبہ پڑھنا مشروع ہے، اور یہ کہ یوم نحر کھانے پینے کا دن ہے لیکن عید کی نماز سے پہلے کچھ کھانا خلاف مستحب ہے۔ لیکن اس سے منع نہیں کیا جاتا، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عید سے پہلے ذبح کرنے پر حضرت براء کی تحسین کی، نہ مذمت کی۔ البتہ ان کو یہ بتلایا کہ عید کے دن طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد ذبح کیا جائے اور ان کو اس لیے معذور قرار دیا کہ انھوں نے اپنے پڑوسیوں کے فقر اور فاقہ کی وجہ سے انھیں کھلانے کے لیے پہلے ذبح کیا تھا۔ اس حدیث میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تعلیم ہے۔ اس باب کی احادیث میں یہ ثبوت بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کو ایک سال سے کم عمر کی بکری ذبح کرنے کی اجازت دی اور یہ اجازت ان کے ساتھ مخصوص

تھی اور کسی شخص کے لیے ایک سال سے کم عمر کا بکری کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ اس باب کی احادیث میں امام ابوحنیفہ کے اس نظریہ پر دلیل ہے کہ قربانی واجب ہے، کیونکہ جن لوگوں نے عید سے پہلے قربانی کر لی ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا، اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو آپ قربانی کو دہرانے کا حکم نہ دیتے۔

بَابُ ٦٨٩ سِنِّ الْأُضْحِيَّةِ

قربانی کے جانوروں کی عمریں

۴۹۶۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف مسنہ (یعنی ایک سال کی بکری، دو سال کی گائے اور پانچ سال کا اونٹ) کی قربانی کرو، ہاں اگر تم کو دشوار ہو تو پھر سات ماہ کا دنبہ یا مینڈھا ذبح کر دو۔

۴۹۶۸ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمَدِينَةِ فَتَقَدَّمَ رِجَالٌ فَنَحَرُوا وَظَنُّوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَحَرَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ نَحَرَ قَبْلَهُ أَنْ يُعِيدَ بِنَحْرٍ آخَرَ وَلَا يَنْحَرُوا حَتَّى يَنْحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو مدینہ میں نماز پڑھائی کچھ لوگوں نے جلدی سے (نماز سے پہلے) نحر کر لیا اور یہ گمان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نحر کر لیا ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے آپ سے پہلے نحر کیا ہے وہ دوبارہ نحر کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی سے پہلے کوئی قربانی نہ کرے۔

۴۹۶۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهِ أَنْتَ قَالَ قُتَيْبَةُ عَلَى صَحَابَتِهِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ بکریاں عطا کیں تاکہ وہ ان کو صحابہ میں قربانی کے لیے تقسیم کر دیں، آخر میں بکری کا ایک سالہ بچہ رہ گیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا اس کی تم قربانی کر دو، قتیبہ کی روایت میں ہے: علی صحابتہ۔

۴۹۷۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قربانی کے جانور تقسیم کیے مجھے ایک، ایک سال سے کم عمر کا بچہ ملا، میں نے عرض کیا:

بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا ضَحَايَا فَأَصَابَنِي جَذَعٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ أَصَابَنِي جَذَعٌ فَقَالَ ضَحِّ بِهِ.

یارسول اللہ مجھے تو ایک ایک سال سے کم عمر کا بچہ ملا ہے، آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر دو۔

۴۹۷۱- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى (يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ) أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ (وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ) حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي بَعْجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ ضَحَايَا بَيْنَ أَصْحَابِهِ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں قربانی کے جانور تقسیم کیے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

قربانی کے جانوروں کی قسموں اور عمروں کا بیان

حدیث نمبر ۴۹۶۷ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صرف مسنہ کی قربانی کرو، ہاں اگر تم کو دشوار ہو تو چھ سات ماہ کا دنبہ یا مینڈھا ذبح کرو، قاضی خاں اور جندی لکھتے ہیں:

چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے: دنبہ کی، بکرے کی، گائے اور اونٹ کی، اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے کیونکہ وہ پالتو گائے کی قسم میں سے ہے، اور وحشی گائے کی قربانی جائز نہیں ہے۔

ثنی (جس جانور کے سامنے کے دانت گر گئے ہوں) کے علاوہ کسی اونٹ گائے یا بکرے کی قربانی جائز نہیں ہے، اونٹ پانچ سال کی عمر میں ثنی ہوتا ہے، یعنی جب پورے پانچ سال کا ہو کر چھٹے میں لگ جائے اور گائے اس وقت ثنی ہوتی ہے جب اس کے دو سال پورے ہو جائیں، اور بکرا اس وقت ثنی ہوتا ہے جب اس کا ایک سال پورا ہو جائے اور وہ دوسرے سال میں لگ جائے، اور ضأن (دنبہ یا مینڈھا) اگر چھ سات ماہ کا ہو لیکن دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے اور ضأن کے سوا اور کسی جانور میں یہ رعایت نہیں ہے۔ [1]

ضأن کا لفظ دنبہ اور مینڈھے دونوں کو عام ہے یا دنبہ کے ساتھ خاص ہے

صحیح مسلم کی زیر بحث حدیث میں ضأن کا لفظ ہے،

از روئے لغت ضأن بکرے کے بالمقابل وہ جانور ہے جس کے جسم پر اون ہو خواہ اس کے چکی ہو یا نہ ہو (چکی والے جانور کو دنبہ اور بغیر چکی والے جانور کو مینڈھا کہتے ہیں) اور چونکہ الفاظ کو ان کے معانی لغویہ اور معانی متبادرہ پر محمول کیا جاتا ہے اس لیے ضأن سے مراد یہاں اون والا جانور ہے عام ازیں کہ وہ مینڈھا ہو یا دنبہ، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہاء نے بھی یہاں ضأن کا لفظ استعمال کیا ہے اور ضأن کے لیے کسی نئی فقہی اصطلاح کا ذکر نہیں کیا جس سے واضح ہوا کہ ان کے نزدیک ضأن کا وہی لغوی اور معروف معنی مراد ہے۔ اکثر فقہاء احناف نے بھی ضأن کا لفظ مطلقاً ذکر کیا ہے، البتہ بعض متاخرین فقہاء احناف نے قربانی

[1] علامہ حسن بن منصور اوزجندی (قاضی خان) متوفی ۲۹۵ھ، فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

کی بحث میں ضأن کی تفسیر "مالہ الیۃ" یعنی چکتی والے جانور کے ساتھ کی ہے لیکن چونکہ انھوں نے اس تفسیر کی کوئی عقلی یا نقلی وجہ بیان نہیں کی اس لیے ہمارے نزدیک یہ تفسیر صحیح نہیں ہے؛ نیز بلاوجہ دین میں تنگی پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب شریعت نے ایک سال سے کم عمر کے لیکن ایک سال کے لگنے والے ضأن کے لیے عام رخصت دی ہے اور زبان رسالت نے اس کو "مالہ الیۃ" (چکتی) کے ساتھ مقید نہیں کیا تو پھر بلا دلیل اس کو محض اپنی رائے سے چکتی والے جانور کے ساتھ مقید کر کے شریعت کی دی ہوئی عام رخصت کو محدود کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس کی کب وسعت اور گنجائش ہے؟ اگر اہل عرب سے یہ شہادت منقول ہوتی کہ چکتی والے جانور کو ضأن کہتے ہیں یا قربانی کے موقع پر ضأن اسی جانور کو کہا جاتا جس کی چکتی ہوتی ہے تو اس قید کی کوئی گنجائش تھی؛ لیکن جب لغت میں اس قید پر کوئی قرینہ ہے نہ کسی حدیث میں اس کی تخصیص ہے نہ اس پر فقہاء کا اجماع ہے تو پھر محض بعض متاخرین فقہاء احناف کے کہہ دینے سے شریعت کی دی ہوئی اس عام رخصت کو کیسے محدود کیا جا سکتا ہے؟ نیز حدیث میں چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی کی اجازت دینے کی وجہ یہ ہے کہ اون والا جانور بکرے کی بہ نسبت زیادہ جسیم ہوتا ہے اور اس کی نشو و نما نسبتہً زیادہ سرعت کے ساتھ ہوتی ہے اس لیے چھ سات ماہ کا ضأن اگر زیادہ فربہ ہو اور سال کا لگتا ہو تو اس کی قربانی کی اجازت دی گئی ہے اور یہ وجہ جس طرح دنبہ میں پائی جاتی ہے اسی طرح مینڈھے میں بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ مینڈھے اور دنبہ دونوں کی نشو و نما بکرے کی بہ نسبت زیادہ سرعت کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ دونوں بکرے سے فربہ ہوتے ہیں، سو اس وجہ سے بھی ضأن کی دنبے کے ساتھ تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس سلسلے میں پہلے ہم ضأن کے معنی میں بعض متاخرین فقہاء کی آراء کا ذکر کریں گے اس کے بعد مستند کتب لغت سے ضأن کا معنی بیان کریں گے اور مذاہب اربعہ کے حوالے سے بیان کریں گے کہ انھوں نے یہ مسئلہ ذکر کرتے ہوئے ضأن کی کوئی ایسی تفسیر نہیں کی، اور اخیر میں ضأن کے عموم کی وضاحت کرنے کے لیے بعض قرائن پیش کریں گے،

فنقول وباللّٰه التوفيق وبه الاستعانة يليق۔

ضأن کو دنبہ کے ساتھ خاص کرنے کے متعلق بعض متاخرین فقہاء احناف کی تصریحات

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

(من الضان) هو ماله الية منح قيد به لانه لا يجوز الجذع من المعز وغيره بلا خلاف كما في المبسوط قهستاني۔[1]

ضأن وہ جانور ہے جس کی چکتی ہو (منح) یہ قید اس لیے لگائی ہے کہ چھ سات ماہ کے بکرے وغیرہ کی قربانی کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے، جیسا کہ مبسوط میں ہے (قہستانی)۔

علامہ طحطاوی کی بھی یہی عبارت ہے۔[2]

صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود حنفی لکھتے ہیں:

وصح الجذع من الضان ـ والضأن ما تكون له الية۔[3]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی جائز ہے ـــــ اور ضأن وہ ہے جس کی چکتی ہو۔

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۸۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۴ ص ۱۶۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۵ھ

[3] صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود تاج الشریعۃ ـــــ ۷۴۷ھ، شرح وقایہ ج ۴ ص ۴۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۷ھ

مولانا عبدالحی لکھنوی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

مجھ پر یہ منکشف نہیں ہوا کہ مینڈھا ضأن کی جنس سے ہے یا بکرے کی جنس سے ہے، ضأن میں جب چکتی کی قید لگائی گئی تو اس سے مینڈھا خارج ہو گیا کیونکہ مینڈھے کی چکتی نہیں ہوتی، اور ایک قول یہ ہے کہ ضأن اون والا جانور ہے اب اس میں مینڈھا داخل ہو گیا اور اب تک مجھ پر یہ ظاہر نہیں ہوا کہ مینڈھا بکرے میں داخل ہے یا ضأن میں ہے، میں نے ایک بار علماء کی جماعت سے یہ سوال کیا تو کسی شخص نے اس کا شافی جواب نہیں دیا، اس لیے ہم نے اس کو احتیاطاً بکرے کے ساتھ لاحق کر دیا ہے۔ (عمدہ الرعایۃ)۔[1]

ملا خسرو حنفی لکھتے ہیں:

صح للتضحية: الجذع من الضأن — والضأن مايكون له الية۔[2]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی جائز ہے، اور ضأن وہ جانور ہے جس کی چکتی ہو۔

مولوی الیاس لکھتے ہیں:

وصح الجذع من الضأن — وهو مايكون له الية۔[3]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی جائز ہے اور ضأن وہ جانور ہے جس کی چکتی ہو۔

بسیار تتبع کے بعد متاخرین فقہاء احناف میں سے صدر الشریعۃ، علامہ طحطاوی، علامہ شامی، ملا خسرو اور مولوی الیاس صرف ان پانچ علماء کی تصریحات ملی ہیں جنھوں نے ضأن کی تعریف میں چکتی کی قید لگائی ہے۔ اب ہم کتب لغت سے ضأن کا معنی بیان کرتے ہیں۔

کتب لغت کے حوالوں سے ضأن کے معنی کا بیان

ضائن وہ ہے جو بکرے کا متغائر ہو اور اس کی جمع ضأن ہے، بکرے کا خلاف دنبہ اور مینڈھے دونوں کو شامل ہے۔[4]

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

ضوائن ذات صوف — الضوائن جمع ضائنة وهي الشاة من الغنم خلاف المعز۔[5]

ضوائن اون والے جانور، ضائنة کی جمع ضوائن ہے یہ بکرے کا متغائر ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

ضأن - الضائن من الغنم ذو الصوف، ويوصف به فيقال كبش ضائن. والانثى ضائنة والضائن خلاف الماعز والجمع الضأن۔[6]

ضائن بکری کی جنس سے اون والا جانور ہے، مینڈھے کی صفت میں ضائن کہا جاتا ہے، ضائن بکرے کا متغائر ہے اس کی جمع ضأن ہے۔

---

[1] مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ، عمدۃ الرعایہ برشرح وقایہ ج۴ ص۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۲۷ھ
[2] ملا احمد بن فراموز خسرو متوفی ۸۸۵ھ، درر الحکام فی شرح غرر الاحکام ج۱ ص۲۶۹، مطبوعہ مطبعہ عامرہ مصر، ۱۳۰۴ھ
[3] مولوی الیاس، حاشیہ مولوی الیاس برشرح نقایہ ج۲ ص۲۰۷، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۹۰۸ء
[4] علامہ اسماعیل بن حماد الجوہری متوفی ۳۹۸ھ، الصحاح ج۶ ص۲۱۵۳، مطبوعہ دار العلم بیروت، ۱۴۰۴ھ
[5] علامہ محمد بن اثیر الجزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج۳ ص۶۹، مطبوعہ مؤسسۂ مطبوعاتی ایران، ۱۳۶۴ھ
[6] علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج۱۳ ص۲۵۱، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم، ایران، ۱۴۰۵ھ

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

الضائن خلاف الماعز ضوائن ذات صوف۔[1] ضائن بکرے کا مغائر ایک جانور ہے اون والے جانور ہیں۔

علامہ دمیری لکھتے ہیں:

الضأن ذوات الصوف من الغنم۔[2] بکریوں کی جنس سے اون والے جانوروں کو ضأن کہتے ہیں۔

حیاۃ الحیوان اس موضوع کے فن کی کتاب ہے، اور اس کے مصنف علامہ دمیری نے تصریح کی ہے کہ ضأن اون والے جانوروں کو کہتے ہیں اور یہ معنی مینڈھے اور دنبہ کو عام ہے۔

قرآن مجید میں ضأن کے لفظ کو کس معنی میں استعمال کیا ہے؟

قرآن مجید میں بھی ضأن کا لفظ مذکور ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثمانیة ازواج من الضأن اثنین ومن المعز اثنین۔ (انعام: ۱۴۳/۶)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

آٹھ نر اور مادہ، ایک جوڑ بھیڑ کا اور ایک بکری کا۔

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اللہ نے پیدا کیے آٹھ جوڑے، بھیڑ سے دو (نر و مادہ) اور بکری سے دو۔

پیر محمد کرم شاہ اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

(پیدا فرمائے) آٹھ جوڑے، بھیڑ سے دو (نر و مادہ) اور بکری سے دو نر و مادہ

شیخ اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

آٹھ نر و مادہ، یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

یہ آٹھ نر و مادہ ہیں، دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے۔

ان تمام مترجمین نے ضأن کا ترجمہ بھیڑ کیا ہے اور اردو میں بھیڑ اون والے جانور کو کہتے ہیں جو مینڈھے اور دنبہ دونوں کو عام ہے۔

سید احمد دہلوی لکھتے ہیں:

بھیڑ: اسم مؤنث، مادہ میش، گاڈر، بھیڑی، ایک قسم کی بکری جس کے بالوں سے کمبل وغیرہ بنتے ہیں۔[3]

نشتر جالندھری لکھتے ہیں:

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۹ ص ۲۶۲، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[2] علامہ محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ، حیاۃ الحیوان الکبریٰ ج ۲ ص ۶۷، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ

[3] مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ ج ا ص ۴۵۰، مطبوعہ معارف پریس لاہور، طبع چہارم۔

بھیڑ، مونث، ایک قسم کا چوپایہ جس کے بالوں سے کمل بنائے جاتے ہیں۔[1]

اردو مترجمین نے ضأن کا معنی بھیڑ کر کے یہ واضح کر دیا کہ قرآن مجید میں ضأن کا لفظ بھیڑ اور دنبے دونوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے، نیز ضأن کو معز کے مقابلہ میں استعمال کرنا بھی اسی مفہوم پر قرینہ ہے۔

مذاہب اربعہ کے مفسرین کی ضأن کے معنی کی تحقیق

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

والضأن ذات الصوف من الغنم[2]

بکریوں کی جنس سے اون والے جانور کو ضأن کہتے ہیں۔

علامہ علاؤ الدین خازن شافعی لکھتے ہیں:

والضأن ذات الصوف من الغنم[3]

بکریوں کی جنس سے اون والے جانور کو ضأن کہتے ہیں۔

قاضی محمد ثناء اللہ حنفی لکھتے ہیں:

اسم جنس وهي ذات صوف من الغنم[4]

یہ اسم جنس ہے اور بکریوں کی قسم میں سے اون والا جانور ہے۔

قاضی ابو الفرج ابن الجوزی حنبلی لکھتے ہیں:

الضأن ذات الصوف من الغنم[5]

بکریوں کی جنس سے اون والے جانور کو کہتے ہیں۔

مذاہب اربعہ کے فقہاء کے نزدیک ضأن کے معنی کی تحقیق

لغت عرب، لغت حدیث، ترجمہ قرآن اور مذاہب اربعہ کے مفسرین کی تفسیر سے یہ واضح ہو گیا کہ ضأن کا معنی بکریوں کی جنس سے اون والا جانور ہے، مذاہب اربعہ کے فقہاء نے بھی قربانی کا یہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہ ضأن اگر چھ سات ماہ کا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور انھوں نے ضأن کے معنی کو کسی قید کے ساتھ مقید نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ضأن کا یہی متعارف لغوی معنی مراد ہے۔

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں:

تسن بجذع ضأن[6]

چھ سات ماہ کے ضأن کے ساتھ قربانی مسنون ہے۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

ولا يجزئ من الضأن الا الجذع او الجذعة[7]

ضأن میں سے چھ سات ماہ سے کم عمر کی قربانی نہیں ہو سکتی۔

---

[1] نشتر جالندھری، قائد اللغات ص ۲۳۷، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور، طبع دوم

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۷ ص ۱۱۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو قم ایران، ۱۳۸۷ھ

[3] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۲ ص ۶۳، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ پشاور

[4] قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ، تفسیر مظہری ج ۳ ص ۲۹۷، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ

[5] علامہ ابو الفرج عبد الرحمان بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ، زاد المسیر ج ۳ ص ۱۴۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت

[6] علامہ ابو البرکات سید احمد دردیر مالکی ۱۱۹۷ھ، الشرح الکبیر ج ۲ ص ۱۱۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[7] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، روضۃ الطالبین ج ۳ ص ۱۹۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ولا یجزئ الا الجذع من الضأن والثنی من غیرہ[1]

صرف ضأن کی جنس سے چھ یا سات ماہ کے جانور کی قربانی جائز ہے اور باقی اجناس سے ثنی (جس کے سامنے کے دانت گر گئے ہوں) ضروری ہے۔

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

فاما الجذع من الضان یجزئ (الی قولہ) ولا خلاف ان الجذع من المعز لا یجوز وانما ذلک من الضان خاصۃ[2]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی ہو سکتی ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ چھ سات ماہ کے بکرے کی قربانی نہیں ہو سکتی یہ حکم صرف ضأن کے ساتھ خاص ہے۔

علامہ سرخسی کا ضأن کو بکرے کے بالمقابل ذکر کرنا بھی اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہاں ضأن کا حقیقی معنی مراد ہے۔

علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں:

الا الجذع من الضان خاصۃ لقولہ علیہ السلام نعمت الاضحیۃ الجذع من الضأن[3]

صرف چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی ہو سکتی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی کیا خوب ہے!

علامہ ابو الحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

الا الضأن فان الجذع منہ یجزئ[4]

صرف ضأن چھ سات ماہ کا ہو تو اس کی قربانی ہو سکتی ہے۔

تمام فقہاء احناف نے اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے اور چار پانچ علماء احناف کو چھوڑ کر اور کسی نے ضأن کی کوئی نئی تفسیر ذکر نہیں کی اور نہ اس کے عام مفہوم کو مقید کرنے کے لیے کسی اختراعی قید کا اضافہ کیا ہے اس سے واضح ہوا کہ ان چار پانچ متاخر علماء کے علاوہ تمام متقدمین اور متاخرین علماء اور فقہاء کے نزدیک قربانی کے اس مسئلہ میں ضأن کا لغوی معنی اور متبادر معنی ہی مراد ہے، یعنی بھیڑ بکریوں کی جنس سے اون والے جانور خواہ مینڈھے ہوں یا دنبے۔

بعض متاخرین فقہاء احناف سے ضأن کے معنی کی وضاحت

ضأن کا لغوی معنی ہے "بکریوں کی جنس سے اون والے جانور" اور ہر چند کہ لغوی اور حقیقی معنی پر کسی قرینہ کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ہم مزید وضاحت کے لیے اس مسئلہ میں بعض علماء احناف کی تصریحات پیش کر رہے ہیں:

ملا علی قاری حنفی صحیح مسلم کی حدیث مذکور (فتذبحوا جذعۃ من الضأن) کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

1. علامہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۴۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ
2. شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۲ ص ۱۰، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ
3. علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ، بدائع الصنائع ج ۵ ص ۷۰، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی، ۱۴۰۰ھ
4. علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۴۹ مطبوعہ مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان

خلاف المعز من الغنم وھو ما یکون قبل السنۃ [1]

ایک سال سے کم عمر کا عام بکروں سے مختلف بکریوں کی جنس سے ایک جانور۔

اور یہ تعریف مینڈھے اور دنبہ دونوں پر صادق آتی ہے، اسی طرح علامہ ابو سعود حنفی اس بحث میں لکھتے ہیں:

والضأن خلاف المعز [2]

ضأن بکرے کا مغائر ہے۔

اور علامہ شامی، علامہ طحطاوی اور صاحب شرح وقایہ کے مقابلہ میں ملا علی قاری اور علامہ ابو سعود کی توضیحات زیادہ اہم ہیں۔

ضأن کے معنی کی بحث میں حرف آخر

بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ "اگر بعض ائمہ سے ایسی قید منقول ہو جو متقدمین نے نہ لگائی ہو تو اس کا اعتبار کرنا واجب ہے" اللہ جانے اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

بہرحال ضأن کی تعریف میں چکنی کی قید "بعض ائمہ" نے نہیں لگائی، کیونکہ صاحب شرح وقایہ، علامہ طحطاوی اور علامہ شامی ائمہ نہیں ہیں بلکہ خود علامہ شامی کی مہیا کردہ تفصیل کے مطابق چھوٹے درجہ کے علماء ہیں اور چھٹے درجہ کے بعض علماء کا یہ حق نہیں ہے کہ قرآن، حدیث، اجماع فقہاء، مذاہب اربعہ، لغت اور علم الحیوانات کی تصریحات کے خلاف کسی لفظ کے متعارف معنی میں اپنی طرف سے کسی اختراعی قید کا اضافہ کریں اور شریعت نے مسلمانوں کے عمل کے لیے جو رخصت فراہم کی ہے اس کو محدود اور تنگ کردیں۔

زیر بحث مسئلہ میں طالب علمی کے زمانہ سے سن رہا تھا، اور بعض علماء کو اس مسئلہ میں میں نے بہت سخت موقف اختیار کرتے ہوئے دیکھا، ظاہر ہے ان علماء کا اس مسئلہ میں شدت کو اختیار کرنا محض للہیت کی بناء پر تھا، لیکن ان علماء کی نظر سے وہ تمام حقائق اوجھل رہے جن کو میں نے اس بحث میں پیش کیا ہے۔ میں نے اس مسئلہ میں بھی بہت تفصیل کی ہے اور زبان رسالت سے مسلمانوں کے عمل کے لیے جو "یسر" فراہم ہوا تھا اس کو قائم رکھنے کی بھرپور سعی کی ہے، میری یہ تمام سعی اللہ اور اس کے رسول کی منشاء پوری کرنے اور اس کی رضا جوئی کے لیے ہے، اگر میری رائے صائب اور فکر برحق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا کرم اور اس کے رسول کا فیض ہے اور اگر میرا یہ نظریہ غلط ہے تو یہ میری فہم کا قصور اور مطالعہ کی کمی ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

بَابُ ۶۹ اِسْتِحْبَابِ الضَّحِيَّةِ وَذَبْحِهَا مُبَاشَرَةً بِلَا تَوْكِيلٍ وَالتَّسْمِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ

بسم اللہ اور تکبیر پڑھ کر اپنے ہاتھ سے قربانی کا استحباب

۴۹۷۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گندمی رنگ کے سینگ والے مینڈھوں کی اپنے ہاتھ سے قربانی کی، آپ نے بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہا اور اپنا قدم مبارک ان کے ایک پہلو پر رکھا۔

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۳ ص ۳۰۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[2] علامہ ابو السعود محمد بن عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ، حاشیۃ ابی السعود علی شرح الکنز لملا مسکین ج ۳ ص ۳۸۱ مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ مصر، ۱۲۸۷ھ

۴۹۷۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ قَالَ وَرَأَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا قَالَ وَسَمَّى وَكَبَّرَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو گندمی رنگ کے سینگ والے مینڈھوں کی قربانی کی۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا، ان کے پہلوؤں پر اپنا قدم مبارک رکھا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا۔

۴۹۷۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ قَالَ قُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ نَعَمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اس کے بعد اس کی مثل حدیث ہے، میں نے راوی سے کہا کیا تم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث خود سنی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں!

۴۹۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَيَقُولُ بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی البتہ انھوں نے یہ کہا کہ آپ فرماتے تھے: بسم اللہ، واللہ اکبر۔

۴۹۷۶ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ حَيْوَةُ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ فَقَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلَتْ ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحَّى بِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا، جس کے ہاتھ پیر اور آنکھیں سیاہ ہوں سو قربانی کرنے کے لیے ایسا مینڈھا لایا گیا، آپ نے فرمایا: اے عائشہ! چھری لاؤ، پھر فرمایا: اس کو پتھر سے تیز کر دو، میں نے اس کو تیز کیا، پھر آپ نے چھری لی، مینڈھے کو پکڑا، اس کو لٹایا اور ذبح کرنے لگے، پھر فرمایا: اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد، آل محمد اور امت محمد کی طرف سے اس کو قبول فرما، پھر اس کی قربانی کی۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا مستحب ہے، کیونکہ یہ وہ خون ہے جو اللہ کی راہ میں بہایا جاتا ہے، لہذا اپنے ہاتھ سے یہ خون بہانا مستحب ہے، اور اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو ذبح کرنے کی اجازت دے دے تو یہ بھی جائز ہے، اس حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گندمی اور سیاہ رنگ کے مینڈھوں کو ذبح کیا۔ اس سلسلہ میں ہم پہلے قربانی کے فضائل کا ذکر کریں گے اس کے بعد قربانی کے جانوروں کا جن عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے اس کو بیان کریں گے اور آخر میں قربانی کے ضروری مسائل بیان کریں گے۔

قربانی کرنے پر اجر و ثواب کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما عمل آدمی من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اهراق الدم انه لیاتی یوم القیامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبوا بها نفسا۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم الاضحیٰ کو کسی شخص کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں، اپنے بالوں اور اپنے کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے پس تم خوشی سے قربانی کرو۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

حافظ نور الدین الہیثمی ذکر کرتے ہیں:

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمة قومی الی اضحیتك فاشهدیها فان لك بكل قطرة تقطر من دمها ان یغفر لك ما سلف من ذنوبك قالت یا رسول اللہ النا خاصة اهل البیت اولنا وللمسلمین قال بل لنا وللمسلمین۔ رواه البزار۔ [3]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ کھڑی ہو، اپنی قربانی پر حاضر ہو کیونکہ قربانی کے ہر خون کے قطرہ کے بدلہ میں تمہارے پچھلے گناہوں کو بخش دیا جائے گا، حضرت فاطمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ اجر ہم اہل بیت کے لیے خاص ہے یا ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لیے یہ اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: بلکہ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔

وعن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایها الناس ضحوا واحتسبوا بدمائها فان الدم وان وقع فی الارض فانه یقع فی حرز اللہ عز وجل۔ رواه الطبرانی۔ [4]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! قربانی کرو اور قربانی کے خون میں ثواب کی نیت کرو کیونکہ قربانی کا خون ہر چند کہ زمین پر گرتا ہے لیکن وہ اللہ عز وجل کی حفاظت میں ہوتا ہے۔

عن حسن بن علی رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ضحی طیبة

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ثواب کی نیت سے اور

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۲۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۷، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

[4] " " " " " " مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۷، " " " " " "

لنفسہ محتسبا لاضحیتہ کانت لہ حجابا من النار۔[1]

خوشی کے ساتھ قربانی کی وہ اس کے لیے آگ سے حجاب ہو جائیگی۔

علامہ علی متقی ذکر کرتے ہیں:

عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ، قومی یا فاطمۃ فاشھدی اضحیتک اما ان لک باول قطرۃ تقطر من دمھا مغفرۃ لکل ذنب اصبتہ اما انہ یجاء بھا یوم القیامۃ بلحومھا ودمائھا سبعین ضعفا ثم توضع فی میزانک قال ابو سعید الخدری یا رسول اللہ اھذہ لآل محمد خاصۃ فھم اھل لما خصوا بہ من خیر؟ ام لآل محمد وللناس عامۃ؟ قال بل ھی لآل محمد وللناس عامۃ (رواہ ابن ابی الدنیا)[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اے فاطمہ اٹھو، کھڑی ہو! اور اپنی قربانی پر حاضر ہو، بے شک قربانی کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ تمہارے ہر پچھلے گناہ کی مغفرت کر دی جائے گی اور سنو! قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائیگا اور اس کو ستر درجہ بڑھا کر تمہارے میزان میں وزن کیا جائے گا، حضرت ابو سعید خدری نے کہا: یا رسول اللہ! کیا یہ اجر صرف آل محمد کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ وہ اس خیر کے اہل ہیں یا یہ آل محمد اور تمام لوگوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا بلکہ یہ اجر آل محمد اور تمام لوگوں کے لیے ہے۔

قربانی کے جانور کے عیوب اور نقائص سے بری ہونے کے بارے میں احادیث

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اربع لا تجوز فی الاضاحی العوراء بین عورھا والمریضۃ بین مرضھا والعرجاء بین ظلعھا والکبیرۃ التی لا تنقی[3]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے، کانا جس کا کانا ہونا ظاہر ہو، بیمار جس کا مرض ظاہر ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا ہونا ظاہر ہو اور بوڑھا جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو

اس حدیث کو امام ترمذی[4]، امام بیہقی[5] اور امام ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔[6]

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں

عن عتبۃ بن عبد السلمی قال انما نھی

حضرت عتبہ بن عبد السلمی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ

١۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ٨٠٧ھ، مجمع الزوائد ج ٤ ص ١٧، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ١٤٠٢ھ

٢۔ علامہ علاؤ الدین علی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ٩٧٥ھ، کنز العمال ج ٥ ص ٢٢١، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ١٤٠٥ھ

٣۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ٢٧٥ھ، سنن ابو داؤد ج ٢ ص ٣١، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ١٤٠٥ھ

٤۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ٢٧٩ھ، جامع ترمذی ص ٢٣٥، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

٥۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ، سنن کبریٰ ج ٩ ص ٢٧٤، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

٦۔ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ٧٣٩ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ٨ ص ٥٦٥، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ١٤٠٧ھ

رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المصفرة والمستاصلة والبخقاء والمشيعة والكسراء[1]

علیہ وسلم نے اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کا کان اکھاڑ دیا جائے اور اس کا سوراخ ظاہر ہو جائے، اور اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کے سینگ جڑ سے اکھاڑ لیے جائیں، اور جس کی آنکھ میں روشنی نہ رہے اور جو اس قدر دبلا ہو کہ بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ چل نہ سکے اور جس کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہو۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن علي قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نستشرف العين والاذن ولا نضحي بعوراء ولا مقابلة ولا مدابرة ولا خرقاء ولا شرقاء[3]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم قربانی کے جانوروں کی آنکھوں اور کانوں کو بغور دیکھ لیا کریں، اور کانے جانور کی قربانی نہ کریں اور نہ اس کی جس کے کان کی اگلی جانب کٹی ہوئی ہو، اور نہ اس کی جس کے کان کی پچھلی جانب کٹی ہوئی ہو اور نہ اس کی جس کے کان میں بطور علامت سوراخ ہو اور نہ اس کی جس کا کان چرا ہوا ہو۔

اس حدیث کو امام ترمذی[4] اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[5]

عن علي ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى ان يضحي بعضباء الاذن والقرن.[6]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[7]

قربانی کے جانور کی صفات کے متعلق احادیث

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد الله قال ذبح النبي صلى

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[4] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی،

[5] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[6] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۲، مطبوعہ مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[7] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

الله علیه وسلم یوم النحر کبشین اقرنین املحین موجوئین۔[1]

صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن دو سرمئی رنگ کے سینگوں والے خصی مینڈھے ذبح کیے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری قال ضحی رسول الله صلی الله علیه وسلم بکبش اقرن فحیل یاکل فی سواد ویمشی فی سواد وینظر فی سواد۔[3]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والا نر مینڈھا ذبح کیا جو سیاہی میں کھاتا تھا، سیاہی میں چلتا تھا اور سیاہی میں دیکھتا تھا۔ (یعنی مکمل سیاہ تھا)۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال دم عفراء احب الی الله من دم سوداوین۔[5]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید رنگ کے جانور کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیاہ رنگ کے دو جانوروں کی قربانی سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (اس سے پہلی حدیث بیان جواز کے لیے ہے)۔

عن عمران بن حصین رضی الله عنه قال الثنی احب الی الله من القرم۔[6]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بوڑھے جانور کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثنی (جس کے سامنے کے دانت گر گئے ہوں) کی قربانی زیادہ پسندیدہ ہے۔ (یعنی ایک سال کا بکرا، دو سال کی گائے اور پانچ سال کا اونٹ)۔

عن بقیة قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم ان احب الضحایا الی الله اغلاها واسمنها۔[7]

حضرت بقیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ قربانی وہ ہے جو زیادہ مہنگی اور زیادہ فربہ ہو۔

---

[1] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۲۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[5] 〃 〃 〃 〃، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، 〃 〃

[6] 〃 〃 〃 〃، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، 〃 〃

[7] 〃 〃 〃 〃، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، 〃 〃

قربانی کے مسائل کے بارے میں احادیث

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن مغيرة بن حذف العبسي قال كنا مع علي رضي الله عنه بالرحبة فجاء رجل من همدان يسوق بقرة معها ولدها فقال اني اشتريتها اضحي بها وانها ولدت قال فلا تشرب من لبنها الا فضلا عن ولدها فاذا كان يوم النحر فانحرها على ولدها على سبعة۔[1]

مغیرہ بن حذف عبسی کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک کھلے میدان میں تھے، اتنے میں ہمدان سے ایک شخص ایک گائے اور اس کے بچہ کو ہنکاتا ہوا آیا، اس نے کہا میں نے قربانی کے لیے اس گائے کو خریدا تھا اب اس نے بچہ دے دیا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا اس گائے کا دودھ نہ پیو، البتہ جو بچہ سے بچ جائے، اور جب قربانی کا دن آئے تو گائے اور اس کے بچہ کو سات افراد کی طرف سے ذبح کر دو۔

عن ابی سعيد الخدري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا باس بالاضحية المقطوعة الذنب۔[2]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قربانی کے جانور کی دم کٹی ہوئی ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن ابی حصين ان ابن الزبير رضي الله عنهما رای هدايا له فيها ناقة عوراء فقال ان كان اصابها بعد ما اشتريتموها فامضوها وان كان اصابها قبل ان تشتروها فابدلوها۔[3]

ابوالحصین کہتے ہیں کہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے کچھ ہدی کے جانور دیکھے جن میں ایک اونٹنی کانی تھی، انھوں نے فرمایا اگر یہ خریدنے سے پہلے کانی تھی تو اس کو تبدیل کر لو اور خریدنے کے بعد میں اس میں یہ عیب پیدا ہوا تو چلنے دو۔

عن نافع قال كان ابن عمر رضي الله عنهما يقول ايما رجل اهدی هدية فضلت فان كانت نذرا ابدلها وان كانت تطوعا فان شاء ابدلها وان شاء تركها۔[4]

نافع کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما یہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے کوئی ہدی کا جانور لیا اور وہ گم ہو گیا تو اگر وہ نذر کا ہو تو دوسرا لے اور اگر وہ نفلی ہو تو اس کو اختیار ہے خواہ اس کے بدلہ میں دوسرا جانور لے اور خواہ اس کو ترک کر دے۔

عن علي رضي الله عنه قال امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اقوم على بدنه وان اقسم جلودها وجلالها وامرني ان لا اعطي الجازر منها شيئا وقال نحن نعطيه من

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ میں آپ کے اونٹوں کی طرف جاؤں، اور یہ کہ میں ان کی کھالوں اور جھل کو تقسیم کر دوں اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی کھال سے قصاب کی اجرت نہ دوں

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۸۸، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[2] " " " " ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۸۹، " "

[3] " " " " ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۸۹، " "

[4] " " " " ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۸۹، " "

اور حضرت علی نے بتایا کہ ہم قصاب کی اجرت اپنے پاس سے دیتے تھے۔

عنوان [1]

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من باع جلد اضحیۃ فلا اضحیۃ لہ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قربانی کی کھال فروخت کردی اس کی کوئی قربانی نہیں ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک قربانی کے جانور کا معیار

عالمگیری میں ہے:

- قربانی کا جانور تمام عیوب فاحشہ سے سلامت ہونا چاہیے۔ (بدائع الصنائع)۔
- جس جانور کا خلقۃ سینگ نہ ہو یا اس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ (کافی)
- اگر سینگ کی ٹوٹ ہڈی کے جوڑ تک پہنچ گئی تو پھر قربانی جائز نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع)۔
- اگر جانور اندھا، کانا یا لنگڑا ہو اور اس کے عیوب بالکل ظاہر ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں، اسی طرح اگر اس کی بیماری ظاہر ہو، جس کے دونوں کان کٹے ہوئے ہوں یا جس کی چکتی یا دم بالکل کٹی ہوئی ہو یا جس کا پیدائشی کان نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں، جس کا کان چھوٹا ہو اس کی قربانی جائز ہے، جس کا ایک کان پورا کٹا ہوا ہو یا جس کا پیدائشی صرف ایک کان ہو اس کی قربانی جائز نہیں، اگر کان چکتی دم اور آنکھ کا زیادہ حصہ ضائع ہو گیا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں اور کم ضائع ہوا ہو تو پھر جائز ہے، تہائی یا اس سے کم حصہ اگر ضائع ہوا تو جائز ہے اور تہائی سے زیادہ حصہ ضائع ہو گیا تو ناجائز ہے۔ (جامع صغیر و کافی)
- جس جانور کے دانت نہ ہوں تو اگر وہ چارا کھا لیتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ (محیط سرخسی)
- جس جانور کے دانت ٹوٹ گئے ہوں تو اگر اتنے دانت باقی ہیں جن سے وہ چارا کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ (قاضی خاں برحاشیہ عالمگیری ج ۳ ص ۳۵۳)
- جو جانور مجنون ہو گیا ہو تو اگر وہ چارا کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں، خارشی زدہ جانور اگر فربہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ جس جانور کا کان طول کی جانب سے چیرا ہوا ہو اس کی قربانی جائز ہے اسی طرح جس کے کان کا اگلا حصہ یا پچھلا حصہ کٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز ہے یا جس کا کان پھٹا ہوا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ حدیث میں جو ایسے جانوروں کی قربانی کی ممانعت ہے وہ کراہت تنزیہی پر محمول ہے۔ (بدائع الصنائع)۔
- جس جانور کی ناک کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (ظہیریہ)
- جو جانور بھینگا ہو یا جس کا اُون کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ (قاضی خاں)
- جس کے تھن کاٹ لیے گئے ہوں یا جس کے تھن خشک ہو گئے ہوں یا جو اپنے بچے کو دودھ نہ پلا سکے اس کی قربانی جائز نہیں۔ (محیط سرخسی)
- اگر بکری کی زبان کٹی ہوئی ہو اور وہ چارہ کھا سکتی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ (تتارخانیہ)۔

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۹۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔
[2] " " " " ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۹۴ " " "

- اگر بکری کی زبان نہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر گائے کی زبان نہ ہو تو پھر جائز نہیں۔ (خلاصہ)
- (جلالہ) جو جانور لید اور گوبر وغیرہ کھاتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں، اگر جلالہ اونٹ ہو تو اس کو چالیس دن بند کرنا ضروری ہے، گائے کو بیس دن، بکری کو دس دن اور مرغی کو تین دن۔ (قاضی خاں)
- جس جانور کی چار ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (خزانہ وتتارخانیہ)
- مشائخ نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ ہر وہ عیب جو کسی منفعت کو بالکل زائل کر دے یا جمال کو بالکل ضائع کر دے اس کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہے اور جو عیب اس سے کم درجہ کا ہو اس کی وجہ سے قربانی ممنوع نہیں ہے۔
- صاحب نصاب نے اس قسم کے عیب والے جانور کو خریدا یا خریدنے کے بعد اس میں ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی ممنوع ہے تو ہر صورت میں صاحب نصاب کا اس جانور کا قربانی کرنا جائز نہیں اور جو صاحب نصاب نہ ہو وہ ہر صورت میں اس جانور کی قربانی کر سکتا ہے۔ (محیط)[1]

فقہاء احناف کے نزدیک افضل قربانی کا بیان اور قربانی کے گوشت کے احکام

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

- خصی جانور کی قربانی نر کی بہ نسبت افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ (محیط)
- اس میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ اونٹ کا ساتواں حصہ افضل ہے یا بکری، تحقیق یہ ہے کہ جس کی قیمت زیادہ ہو وہ افضل ہے۔ (ظہیریہ)
- اگر قیمت برابر ہو تو گائے کے ساتویں حصہ سے بکری افضل ہے کیونکہ بکری کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ (خلاصہ)
- زیادہ فربہ، زیادہ حسین اور زیادہ عظیم جانور کی قربانی مستحب ہے اور بکریوں کی جنس میں سرمئی رنگ کا سینگوں والا خصی مینڈھا افضل ہے نیز یہ مستحب ہے کہ چھری تیز ہو اور گلے پر چھری پھیرنے کے بعد اتنی دیر انتظار کرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اس کے تمام اعضاء ٹھنڈے ہو جائیں اور اس کے تمام جسم سے جان نکل جائے اور اس کے جسم کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا مکروہ ہے۔ (بدائع الصنائع)
- قربانی کے جانور سے خود کھانا اور دوسروں کو کھلانا مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ تیسرا حصہ صدقہ کرے اور تیسرے حصہ سے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی ضیافت کرے اور باقی تیسرے حصہ کو ذخیرہ کرے اور غنی اور فقیر سب کو کھلائے۔ (بدائع الصنائع)
- قربانی کے گوشت کو جسے چاہے ہبہ کرے، غنی کو، فقیر کو، مسلم کو اور ذمی کو۔ (غیاثیہ)
- اگر قربانی کا سارا گوشت صدقہ کر دیا یا سارا گوشت اپنے لیے رکھ لیا تو جائز ہے، اور اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ بھی گوشت کو ذخیرہ کر کے رکھے لیکن اس کو کھلانا اور صدقہ کرنا افضل ہے البتہ اگر کوئی شخص کثیر العیال ہو تو اس کے لیے افضل اپنے اہل و عیال کو کھلانا ہے۔ (بدائع الصنائع)
- اگر قربانی کے جانور کی نذر مانی تھی تو پھر اس کے گوشت کو خود کھانا جائز ہے اور نہ اس میں سے اغنیاء کو کھلانا جائز ہے عام ازیں

[1] علامہ نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۹۔ ۲۹۷ ملخصاً، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

کہ نذر ماننے والا امیر ہو یا فقیر ہو، کیونکہ اس کا طریقہ اس کو صدقہ کرنا ہے اور صدقہ کرنے والے کے لیے اپنے صدقہ کو خود کھانا جائز ہے نہ اغنیاء کو کھلانا جائز ہے۔ [1]

قربانی کے دیگر مسائل

فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:

(۱) قربانی کرنے سے چند ایام پہلے قربانی کے جانور کو باندھنا اس کے گلے میں ہار ڈالنا اور اس پر جل ڈالنا مستحب ہے۔ اس کو آہستہ آہستہ قربان گاہ کی طرف لے جایا جائے اس کو سختی سے یا گھسیٹ کر قربان گاہ کی طرف نہ لے جایا جائے۔ (بدائع الصنائع)۔

۲۔ قربانی کے بعد اس کے ہار اور اس کی جل کو صدقہ کر دے۔ (سراجیہ)۔

۳۔ جب کوئی بکری (یا گائے) قربانی کے لیے خریدے تو اس کا دودھ دوھ کر یا اس کے بال کاٹ کر نفع حاصل کرنا مکروہ ہے، بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ حکم اس کے لیے ہے جو صاحب نصاب نہ ہو اور صاحب نصاب کے لیے قربانی کے جانور کے دودھ یا اون سے نفع حاصل کرنا جائز ہے (البدائع) اور صحیح یہ ہے کہ اس مسئلہ میں صاحب نصاب اور غیر نصاب دونوں برابر ہیں۔ (غیاثیہ)۔

۴۔ قربانی کی کھال کو صدقہ کر دے یا اس کی مشک یا جراب بنا لے (یا چھلنے اور موزے بنا لے) اور قربانی کی کھال کو فروخت کر کے کسی ایسی چیز کو خریدنا استحساناً جائز ہے جس کو بعینہ کام میں لایا جا سکے (مثلاً کتاب یا پنکھا خرید لے) اور اس سے ایسی چیز خریدنا جائز نہیں ہے جس کو بعینہ کام میں نہ لایا جا سکے بلکہ اس کو خرچ کرنے کے بعد اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکے جیسے طعام اور گوشت وغیرہ اور اگر کھال کو پیسوں کے عوض فروخت کر دیا تاکہ صدقہ کیا جا سکے تو یہ جائز ہے، کیونکہ یہ بھی کھال کی طرح صدقہ کرنا ہے۔ (تبیین، الحقائق)۔

۵۔ قربانی کے گوشت کے بدلہ میں جراب (چمڑے کا ظرف) خریدنا جائز نہیں ہے البتہ قربانی کے گوشت کے بدلہ میں دانے یا گوشت خریدنا جائز ہے۔ (فتاوی قاضی خاں)۔

۶۔ قربانی کرنے کے بعد اس کی چربی، اس کی سری پائے اس کا اون، اس کے بال اور دودھ وغیرہ کو ایسی چیز کے عوض فروخت نہ کرے جس سے بعینہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا جیسے روپے پیسے اور کھانے پینے کی چیزیں، اسی طرح ان چیزوں کو قصاب کی اجرت میں بھی نہ دے، اور اگر اس نے ان چیزوں کو فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرے۔ (بدائع الصنائع)۔

۷۔ اگر قربانی کے جانور کے بچہ ہو جائے تو اس بچہ کو بھی اس جانور کے ساتھ ذبح کر دیا جائے، اور اگر اس کو فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے، اور اگر ایام نحر گزر گئے تو اس بچہ کو زندہ صدقہ کر دیا جائے اور اگر بچہ کو ماں کے ساتھ ذبح کیا تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے اور امام ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اس کا گوشت صدقہ کر دیا جائے۔ (خلاصہ)

۸۔ صاحب نصاب قربانی کے جانور کو فروخت کر کے اس کے بدلہ میں دوسرا جانور خرید سکتا ہے اور اگر کچھ پیسے بچ جائیں تو ان کو صدقہ کر دے۔ [2] (سراجیہ)

---

[1] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۰ - ۲۹۹، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] " " " ، فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۲ - ۳۰۰، " " " "

قربانی کی کھال کو دینی مدارس اور مساجد میں دینے کی تحقیق اور بحث و نظر

اس مسئلہ میں متاخرین علماء کا اختلاف ہے کہ قربانی کی کھال مساجد اور دینی مدارس کو بغیر حیلہ کے دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ ہمارے اکثر علماء نے اس کو جائز قرار دیا ہے اور بعض علماء ناجائز کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے سوال کیا گیا کہ: قیمت جلد قربانی یا عقیقہ براہ راست مسجد یا مدرسہ دینیہ میں صرف کی جا سکتی ہیں، یا تملیک مسکین کی ضرورت واقع ہو گی؟

اعلیٰ حضرت اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ہاں جلد براہ راست صرف کی جا سکتی ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وا تجروا۔ (امام ابو داؤد حضرت نبیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے گوشت کے متعلق فرمایا: اس کو کھاؤ، ذخیرہ کرو، اور اس میں اجر طلب کرو، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۳، سعیدی غفرلہ) اور اگر مسجد و مدرسہ میں دینے کے لیے داموں کو فروخت کی تو دام بھی براہ راست صرف کیے جا سکتے ہیں، تبیین الحقائق میں ہے: لانہ قربۃ کالتصدق ان صورتوں میں تملیک ضروری جاننا شرع مطہر پر زیادت کرنا، جس پر کوئی دلیل شرعی نہیں، تو اپنی طرف سے ایجاد و ایجاب ہوا، ما انزل اللہ بہا من سلطن۔ ہاں اپنے خرچ میں لانے کے لیے داموں کو بیچی تو اس کی سبیل تصدق ہے کہ ملک خبیث ہے براہ راست مسجد و مدرسہ میں نہ دے۔ [1]

مولانا امجد علی لکھتے ہیں:

اور قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لیے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دیدے۔ [2]

یہ جواز اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ مسجد کی انتظامیہ مسجد کی وکیل ہوتی ہے اور وہ مسجد کی طرف سے کھال کو وصول کرتی ہے اور چونکہ کھال اغنیاء اور احباء کو ہدیۃً دی جا سکتی ہے اس لیے لوگ مسجد کو کھال ہبہ کرتے ہیں اور انتظامیہ مسجد کی طرف سے یہ کھال ہدیۃً وصول کرتا ہے۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی جو کھالیں مسجد کو دی جاتی ہیں ان کو فروخت کر دیا جاتا ہے سو فروخت کے بعد ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوا، اور صدقہ واجبہ بغیر حیلہ کے مسجد یا مدرسہ پر نہیں لگتا، لیکن یہ دلیل بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا اس وقت واجب ہوتا جب اس کھال کو قربانی کرنے والا خود فروخت کرے لیکن اگر قربانی کرنے والے نے وہ کھال کسی فقیر کو صدقۃً دے دی یا کسی غنی کو ہدیۃً دے دی اور اس فقیر یا اس غنی نے اس کھال کو فروخت کر دیا تو اب ان پر اس کھال کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے علیٰ ہذا القیاس جب مسجد یا مدرسہ کو قربانی کی کھال ہدیۃً دے دی گئی اور مسجد کی انتظامیہ نے اس کو مسجد کی طرف سے فروخت کر دیا تو اب انتظامیہ پر اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔

فتاویٰ مظہریہ میں لکھا ہے:

(سوال نمبر ۵۷) قربانی کی کھالوں کو امام مسجد، مؤذن یا مسجد کے خدمت گاروں کو دینا جائز ہے یا نہیں، اگر مسجد کی صفوں وغیرہ کے

---

[1] اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ ھ، عرفان شریعت ج ۲ ص ۱۶، مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی، بار دوم

[2] مولانا امجد علی متوفی ۱۳۶۷ ھ، بہار شریعت ج ۱۵، ص ۱۴۸، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

لیے ضرورت ہو تو اس کی رقم مسجد کے اخراجات پر لگائی جا سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- قربانی کی کھالیں معاوضہ میں تو کسی خدمت کے نہیں دی جا سکتیں اور بلا معاوضہ جس کو چاہیں دے سکتے ہیں خواہ امام ہو یا مؤذن یا اور کوئی ، اور جب ان کو دے دی جاوے تو یہ لوگ اپنی طرف سے مسجد کی ضروریات میں صرف کر سکتے ہیں ۔ فقط محمد مظہر اللہ غفرلہ (۱)

مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

قربانی کی کھال مسجد پر جائز ہے مگر زکوٰۃ جائز نہیں ۔ (۲)

مسجد میں قربانی کی کھال نہ لگنے کے دلائل اور ان کا جائزہ

شیخ عزیز الرحمان دیوبندی لکھتے ہیں :

اگر کھال کو مسجد کے متولیان یا پیش اماموں کو مسجدیں بنانے کے لیے دے دی جائے کہ یہ لوگ اس کی قیمت کو تعمیر مسجد میں صرف کریں تو یہ بھی جائز نہ ہو گا کیونکہ یہاں بھی شرط تملیک جو رکن ہے پائی نہیں جاتی ، کیونکہ تملیک کے معنی ہی یہ ہیں کہ کسی شخص کو مالک بنا دینا تاکہ وہ بعد مالک ہونے کے جو چاہے کرے ، اور بصورت مذکورہ اس قسم کا مالک نہیں بنایا جاتا بلکہ دینے والے اس لیے دیتے ہیں کہ یہ رقم تعمیر مساجد میں صرف کی جاوے اور یہ تملیک نہیں بلکہ سراسر توکیل ہے ، قربانی کرنے والے کو ایسا مجاز نہیں کہ کھال کی قیمت تعمیر مسجد میں صرف کرے ویسا ہی ان کو یہ بھی مجاز نہیں کہ کسی دوسرے کو مساجد وغیرہ کی تعمیر میں اسے صرف کرنے کو وکیل بنا دے کیونکہ جس تصرف کے لیے خود مؤکل کو مجاز نہیں ہے اس کے واسطے دوسرے کو وکیل بنانا بھی جائز نہیں ہے ۔۔۔۔۔ خلاصہ یہ ہے کہ قربانی کی کھال جب فروخت کر دی گئی پھر اس کی قیمت کا مساجد وغیرہ میں تصرف کرنا شرعاً ممنوع ہے اور نہ اسے دوسرے کو اس لیے دینا جائز ہے کہ بعد فروخت اس کی قیمت تعمیر مساجد میں صرف کریں ۔ (۳)

شیخ عزیز الرحمان دیوبندی کی یہ دلیل اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ مسجد یا مدرسہ کی انتظامیہ قربانی کی کھال دینے والے کی وکیل ہوتی ہے اور جب قربانی کرنے والا خود کھال فروخت کر کے اس کی رقم کو مسجد کی تعمیر پر صرف نہیں کر سکتا تو اس کا وکیل یعنی انتظامیہ بھی کھال فروخت کرنے کے بعد اس کو مسجد پر صرف نہیں کر سکتی ۔

لیکن یہ مفروضہ صحیح نہیں ہے ، مساجد اور مدارس کو جو عطیات اور چندے کی رقوم دی جاتی ہیں ان میں انتظامیہ مساجد اور مدارس کی وکیل ہوتی ہے ۔ چندہ دینے والوں کی وکیل نہیں ہوتی ، اگر انتظامیہ چندہ دینے والوں کی وکیل ہو تو پھر یہ لازم ہو گا کہ چندہ کی رقوم کو چندہ دینے والوں کے احکام کے مطابق خرچ کیا جائے ۔ اور ان رقوم کے خرچ کرنے میں انتظامیہ کی تجاویز اور ان کی صواب دید اور فیصلوں کا کوئی دخل نہ ہو ، حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں ہوتا چندہ کی ان رقوم کو منتظمین ، مساجد یا مدارس کی ضروریات اور ان کے تقاضوں کے اعتبار سے خرچ کرتے ہیں ، اور اس سلسلہ میں چندہ دینے والوں سے مطلقاً مشورہ یا اجازت نہیں لیتے ، نیز مساجد اور مدارس کے منتظمین مساجد اور مدارس کی ضروریات کے اعتبار سے چندہ کرتے ہیں ، مثلاً مسجد کے لیے مینار بنانا ہے یا مسجد کے لیے غسلخانے بنانے ہیں یا اس کے صحن کو وسیع کرنا ہے یا اس کی ضروریات کے لیے دکانیں بنانی ہیں یا امام اور خطیب کے لیے مکان بنانا ہے یا طلبہ کے لیے

۱۔ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی متوفی ۱۳۸۶ھ ، فتاوی مظہری ص ۱۵۸ ، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ، ۱۳۹۰ھ

۲۔ مولانا نور اللہ بصیر پوری فتاوی نوریہ ج ۳ ص ۳۸۸ ، مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ، ۱۹۸۳ء

۳۔ شیخ عزیز الرحمن ، فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۷۲ ، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

رہائشی کمرے بناتے ہیں یا لائبریری بناتی ہیں یا اور کوئی تعمیر اور توسیع کرتی ہیں یا اساتذہ اور اسٹاف کو تنخواہیں دیتی ہیں، مساجد اور مدارس کی یہ ضروریات اور مسائل مصالح ہیں جن کے لیے منتظمین اہل ثروت حضرات سے تعاون کی اپیل کرتے ہیں اور چندہ کرتے ہیں اور یہ بات بالکل بدیہی اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں منتظمین مساجد اور مدارس کے وکیل ہوتے اور متمول حضرات سے چندہ حاصل کرکے اس کو مساجد اور مدارس کی ضرورت اور مصالح پر خرچ کرتے ہیں۔ سو اسی طرح قربانی کی کھالیں جب مساجد یا مدارس کے منتظمین کو دی جاتی ہیں تو وہ ان کھالوں کو مساجد اور مدارس کے وکیل ہونے کی حیثیت سے وصول کرتے ہیں اور عرف بھی اس پر شاہد ہے کہ جب کھال دینے والے اگر مسجد یا مدرسہ میں انتظامیہ کو کھال دیتے ہیں تو ان کا یہ قصد اور ارادہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے کسی نمائندہ اور وکیل کو کھال دے رہے ہیں جو ان کے احکام کے مطابق اس کھال میں تصرف کرے گا، بلکہ وہ فی الحقیقت مسجد یا مدرسہ کو کھال دے کر جاتے ہیں اور انتظامیہ مسجد یا مدرسہ کی نمائندہ یا وکیل ہونے کی حیثیت سے ان سے کھال وصول کرتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اہل ثروت منتظمین مدرسہ یا مسجد کو چندہ دیتے ہیں اور وہ منتظمین کو اس چندہ میں تصرف کرنے کی عام اجازت دے دیتے ہیں کہ منتظمین اپنی صواب دید کے مطابق اس ادارہ میں جہاں چاہیں اس رقم کو خرچ کریں لہٰذا اس اعتبار سے انتظامیہ چندہ دینے والوں کی وکیل قرار پائی نہ کہ مسجد یا مدرسہ کی وکیل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ جب تک انتظامیہ چندہ کی رقم کو مستحقین پر خرچ نہ کر دے اس وقت تک وہ رقم ادا شدہ نہ سمجھی جائے بعض اوقات چندہ دینے والوں کی رقمیں کئی کئی سال تک متعلقہ اداروں کے اکاؤنٹ میں پڑی رہتی ہیں اور منتظمین کسی مصلحت کی بناء پر ان کو خرچ نہیں کرتے یوں چندہ دینے والوں کی رقمیں چندہ دینے کے بعد بھی معلق رہیں گی اور ان کو ادا نہیں سمجھا جائے گا حالانکہ جب کوئی شخص مدرسہ میں کوئی عطیہ یا زکوٰۃ دے کر آتا ہے تو اس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اس نے زکوٰۃ ادا کر دی ہے یا صدقہ یا عطیہ دے دیا ہے، اور اس مفروضہ پر وہ تاحال ادا نہیں ہوا بلکہ تعلیق اور تعویق میں پڑا ہوا ہے، نیز یہ مفروضہ عرف اور عادت کے بھی خلاف ہے کیونکہ عرف، عادت اور لوگوں کا تعامل یہی ہے کہ مسجد اور مدرسہ کی انتظامیہ مسجد اور مدرسہ ہی کے وکیل ہوتے ہیں چندہ دینے والوں کے وکیل نہیں ہوتے، مسجد اور مدارس کی ضروریات اور مصالح کی بناء پر منتظمین اہل خیر کو چندہ دینے کے لیے بلاتے ہیں، اہل خیر اپنی زکوٰۃ و صدقات اور چرم قربانی کی تقسیم کے لیے ان اداروں کے منتظمین کو اپنا وکیل نہیں بناتے بلکہ اپنی خیرات اور صدقات کا ایک حصہ مساجد اور مدارس کی انتظامیہ کو دیتے ہیں جو مدارس اور مساجد کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں۔ کھال دینے والوں کا وکیل اس شخص کو کہا جا سکتا ہے مثلاً قربانی کرنے والا اپنی قربانی کی کھال کسی شخص کو دے اور اس کو یہ کہے کہ جاؤ فلاں مدرسہ، فلاں مسجد یا فلاں غریب شخص کو یہ کھال جا کر دے آؤ تو اب یہ شخص کھال دینے والے کا وکیل ہے۔ اور جو شخص کسی مسجد یا مدرسہ کے لیے اس کی انتظامیہ کو کھال دے کر آتا ہے وہ انھیں کسی کو کھال دینے کے لیے وکیل نہیں بناتا اور یہ بالکل واضح ہے۔

اس بحث میں ایک اہم اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ مؤکل کی شرط یہ ہے کہ وہ عاقل اور بالغ ہو، عالم گیری میں ہے:

وھو ان یکون ممن یملك فعل ما وکل به بنفسه فلا یصح التوکیل من المجنون والصبی الذی لا یعقل اصلا وکذا من الصبی العاقل بما لا یملکه بنفسه کالطلاق والعتاق والھبة والصدقة ونحوھا من التصرفات الضارة المحضة ویصح

مؤکل اس شخص کو ہونا چاہیے جو اس فعل پر قادر ہو جس کا اس نے کسی کو وکیل بنایا ہے اس لیے مجنون اور ناسمجھ بچے کا کسی کو وکیل بنانا صحیح نہیں ہے اسی طرح وہ سمجھ دار بچہ جو کسی فعل پر خود قادر نہ ہو وہ اس فعل کے لیے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا، مثلاً طلاق دینا، آزاد کرنا، ہبہ کرنا، صدقہ کرنا اور اس قسم کے دوسرے

بالتصرفات النافعة كقبول الهبة والصدقة من غير اذن الولي. [۱]

تصرفات جو ضرر محض سے عبارت ہیں جن کو سمجھ دار بچہ خود نہیں کرسکتا ان میں وہ کسی کو وکیل بھی نہیں بنا سکتا، اور جو تصرفات فائدہ مند ہوں جیسے ہبہ اور صدقہ کو قبول کرنا جن کو وہ ولی کی اجازت کے بغیر کرسکتا ہے ان میں وہ کسی کو وکیل بھی بنا سکتا ہے۔

اور جب یہ واضح ہوگیا کہ مؤکل کے لیے جاندار اور عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے تو مسجد یا مدارس کو مؤکل، اور منتظمین کو ان کا وکیل نہیں قرار دیا جاسکتا کیونکہ اگر منتظمین مسجد کے وکیل ہوں گے تو لامحالہ مسجد مؤکل ہوگی اور مؤکل کے لیے جاندار اور عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے، اور مسجد یا مدرسہ ایک بے جان اور جامد چیز ہے، عاقل اور بالغ نہیں ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم مسجد یا مدرسہ کی انتظامیہ کی حیثیت بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں، مسجد اور مدارس کے منتظمین دراصل متولی، قیم یا ناظر ہوتے ہیں اور ان کے فرائض میں سے یہ ہے کہ وہ مدرسہ، مسجد یا کسی بھی وقف کی ضروریات اور مصالح کے حصول کے لیے انتظامات اور اقدامات کریں۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

وللمتولي ان يستاجر من يخدم المسجد بكنسه ونحو ذلك باجرة مثله او زيادة يتغابن فيها فان كان اكثر فالاجارة له وعليه الدفع من مال نفسه ويضمن لو دفع من مال الوقف وله ان يشتري من غلة المسجد دهنا وحصيرا واجرا وجصا لفرش المسجد ان كان الواقف وسع فقال يفعل ما يراه مصلحة. [۲]

متولی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ مسجد کی صفائی کے لیے کسی شخص کو معروف یا اس سے کچھ زائد اجرت پر رکھے اور اگر اس نے بہت زیادہ اجرت پر کسی کو رکھا تو اس کو یہ اجرت اپنے پاس سے دینی ہوگی اور اگر اس نے مسجد کے فنڈ سے دیا تو وہ ضامن ہوگا، اور متولی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ مسجد کی آمدنی سے تیل، چٹائی، اینٹیں اور چونا خریدے تاکہ مسجد کا فرش بنایا جاسکے بشرطیکہ واقف نے اس کو یہ اجازت دی ہو کہ وہ مسجد کے مصالح کے لیے تصرف کرسکتا ہے۔

یہ واضح کرنے کے بعد کہ مسجد کے منتظمین متولی اور قیم ہوتے ہیں، اور وہ مسجد اور مدرسہ کی ضروریات اور مصالح کے کفیل ہوتے ہیں اور مسجد کی انتظامیہ نمازیوں کی نمائندہ ہوتی ہے اور مدارس کی انتظامیہ طلبہ کی نمائندہ ہوتی ہے، کیونکہ یہ منتظمین نمازیوں اور طلبہ کی ضروریات اور ان کے مسائل اور مصالح کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں اس وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ مسجد اور مدرسہ کے وکیل ہوتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مسجد کے نمازیوں اور مدرسہ کے طلبہ کے وکیل ہوتے ہیں اور نمازی اور طلبہ چونکہ عاقل اور جاندار ہیں اس لیے یہ اعتراض ساقط ہوگیا کہ اگر انتظامیہ کو مسجد اور مدرسہ کا وکیل قرار دیا گیا تو یہ لازم آئے گا کہ کسی بے جان اور بے عقل چیز نے انتظامیہ کو وکیل بنایا ہے حالانکہ موکل کا عاقل اور جاندار ہونا ضروری ہے۔

اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اسلام میں شخصیات معنویہ کا بھی تصور ہے جو حکماً عاقل اور جاندار ہیں اور ان کے حقوق اور فرائض ایسے ہی ہیں جیسے جاندار اور عاقل کے حقوق اور فرائض ہیں مثلاً حکومت، بیت المال، ٹرسٹ کے تحت چلنے والے ادارے مثلاً

---

[۱] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۵۶۱، مطبوعہ مطبع امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[۲] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۵ ص ۴۵۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

مدارس، مساجد، ہسپتال، قومی ملکیت میں لیے ہوئے ادارے مثلاً بینک، بیمہ کمپنی، ریلوے، ایئر لائنز، اسکول اور کالج وغیرہ اسی طرح مختلف تجارتی کمپنیاں کسی بھی ایسے ادارے پر وہ تمام احکام لاگو ہوتے ہیں جو کسی زندہ شخص پر عائد ہوتے ہیں، مثلاً بجلی، پانی اور گیس کے بل ان اداروں کے نام آتے ہیں، اسی طرح مختلف قسم کے ٹیکس ان اداروں کے نام آتے ہیں، بعض اوقات ان اداروں پر کوئی مقدمہ کر دیا جاتا ہے، اس قسم کے تمام احکام میں یہ ادارہ مسئول ہوتا ہے اور جو شخص بھی اس ادارہ کا منتظم ہو وہ اس ادارہ کا وکیل ہوتا ہے اور اس کے تمام معاملات اور مقدمات کی پیروی کرتا ہے اسی طرح مسجد اور مدرسہ کے جس قدر حقوق اور فرائض ہیں ان کا تعلق اس کے متولی، مہتمم یا ناظم کے ساتھ ہوتا ہے اور وہی مسجد یا مدرسہ کے تمام معاملات کی وکالت کرتا ہے اور چونکہ مسجد اور مدرسہ بھی ایک شخص معنوی ہے اس لیے اس کی طرف سے وکالت کی جاسکتی ہے۔

میں نے اس مسئلہ پر بہت غور و خوض کیا بہرحال اس مسئلہ میں مجھ پر یہی واضح ہوا کہ مسجد اور مدرسہ کو کھال دی جاسکتی ہے اور بغیر کسی حیلہ کے اس کھال کو مسجد پر لگایا جاسکتا ہے، اگر یہ رائے صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے اور اگر یہ غلط ہے تو یہ میرے مطالعہ کی کمی اور فہم کا کوتاہی ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

شخصیت معنویہ کی تفصیل اور تحقیق

چونکہ اس بحث میں شخصیت معنویہ کا ذکر آ گیا ہے، اس لیے ہم اس موضوع پر دلائل کی روشنی میں اسلامی نقطہ نظر بیان کرنا چاہتے ہیں، شخصیت معنویہ ایک ذہنی اور تصوراتی وجود ہے، جس کا تعلق کسی نہ کسی مادی اور محسوس چیز سے ہوتا ہے، یہ مادی چیز کبھی تنظیم یا جمعیت کی شکل میں ہوتی ہے جیسے ہسپتال، یونیورسٹی، یا حکومت کو چلانے والے ادارے اور تنظیمیں اور یا یہ کبھی مال کے ایک مجموعہ کی شکل میں ہوتی ہے جس کو کسی معین اور مخصوص غرض کے لیے جمع کیا جاتا ہے، جیسے مختلف مقاصد کے لیے فنڈز (Funds) جمع کیے جاتے ہیں اور کبھی یہ مادی چیز ایک حقیقی شخص سے عبارت ہوتی ہے خواہ وہ ایک شخص ہو یا چند اشخاص، اس لحاظ سے شخصیت معنویہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ تنظیم اس کو قانون کی اصطلاح میں انسٹی ٹیوشن (Institution) کہا جاتا ہے، مثلاً کسی ہسپتال یا کسی یونیورسٹی کو چلانے والی تنظیم۔

۲۔ نقود، یعنی مال کا مجموعہ جس کو کسی معین مقصد کے لیے جمع کیا گیا ہو خواہ وہ منقول ہو، جیسے فنڈز یا غیر منقول ہو جیسے زمین وغیرہ (Estate) لیکن شخصیت معنویہ کی یہ قسم لوگوں کی ایک جماعت کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی اس جماعت کو اصطلاح میں ٹرسٹ (Trust) کہا جاتا ہے، قانون کی نظر میں نقود کی بجائے لوگوں کی اس جماعت کو شخصیت معنویہ کہنا زیادہ بہتر ہے۔

۳۔ مؤسسہ (Corporation) اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اس کا بانی صرف ایک شخص ہو، اور ایک کے بعد دوسرا اور پھر اس کے بعد تیسرا شخص آتا ہے، یا اس کی بانی ایک جماعت ہو، اور ایک جماعت کے بعد دوسری اور پھر تیسری آتی رہے، اس کی پھر دو قسمیں ہیں:

(الف) (CORPORATION SOLE) مثلاً سربراہ حکومت، صدر یا وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ وغیرہ۔

(ب) (CORPORATION IGGREGATE) اس کی مثال کمپنی ہے۔

ہر چند کہ ان تمام صورتوں میں شخصیت معنوی کو ایک شخص کی احتیاج ہوتی ہے لیکن اس کو کسی معین اور مخصوص شخص کی احتیاج نہیں ہوتی، ممکن ہے کہ ایک شخص ختم ہو جائے اور دوسرا شخص اس کی جگہ لے لے جیسے سربراہ مملکت، یہ ایک شخصیت معنوی ہے،

جو کسی خاص شخص میں معتق ہوتا ہے اور اس خاص شخص کے مرنے سے سربراہ مملکت نہیں مرتا بلکہ ایک جسد عنصری مرتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا شخص یا دوسرا جسد عنصری سربراہ مملکت ہو جاتا ہے، جیسے انگلستان میں کہتے ہیں کہ۔ The King never dies
"بادشاہ کبھی نہیں مرتا"

جب ہم اس لحاظ سے کمپنی کو دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ خود اس کا وجود دائمی ہے، اگر حصہ داروں (SHARE HOLDERS) میں سے کوئی اپنا حصہ نکال لے یا اپنے حصہ کو مارکیٹ میں بیچ دے یا وہ حصہ دار مر جائے تو کمپنی پھر بھی باقی رہتی ہے، اور نہ ہی یہ ہوتا ہے کہ کمپنی کے حصہ دار کمپنی کے مالک بن جائیں، کمپنی کی ذمہ داری صرف اتنی ہوتی ہے کہ حصہ دار کا جو مال کمپنی میں جمع ہے وہ اس کو مطالبہ کی صورت میں واپس کر دے، اور جو ذمہ داریاں (LIABILITIES) اور حقوق و فرائض ہوتے ہیں ان کا تعلق صرف کمپنی سے ہوتا ہے الگ الگ حصہ داروں سے نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر عیسیٰ عبدہ لکھتے ہیں:

شخصیت اعتباریہ کی سند کتب اسلامیہ میں موجود نہیں ہے لیکن عرب (جدید) اور عام مسلمانوں کی تصانیف میں اس کا بکثرت ذکر ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شخصیت معنویہ ایک لائق اعتبار چیز ہے۔ (العقود الشرعیہ الحاکمۃ ص ۴۵)۔

علامہ عبدالقادر عودہ لکھتے ہیں:

اسلامی شریعت ابتداء ہی سے معنوی شخصیات سے متعارف ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء اسلام نے بیت المال کو ایک جہت اور وقف کو دوسری جہت قرار دیا ہے، یعنی اس کو شخص معنوی قرار دیا ہے، یہی حال مدرسہ، ہسپتال اور دار الامان وغیرہ کا ہے، ان اداروں کو مالکانہ حقوق اور تصرف کا اہل قرار دیا گیا ہے لیکن ان پر مسئولیت جنائیہ نہیں ہے، کیونکہ مسئولیت جنائیہ ادراک اور اختیار پر موقوف ہے جو بلاشبہ ان میں موجود نہیں ہے، ہاں اگر کسی ادارہ کا متولی یا قیم کسی جرم کا مرتکب ہو تو اسے اس جرم کی سزا ضرور ملے گی خواہ وہ متولی اس شخص معنوی کی بہتری کے لیے عمل کر رہا ہو۔ [1]

ہر چند کہ ہماری عام فقہی کتابوں میں شخصیت معنویہ سے مستقل طور پر بحث نہیں کی گئی اور اس اصطلاح کو اختیار نہیں کیا گیا، لیکن حکومت، بیت المال، وقف، مدرسہ اور مسجد وغیرہ کے جو احکام اسلام میں بیان کیے گئے ہیں ان سے شخصیت معنویہ کی تعریف اور خصوصیات معلوم ہوتی ہیں، مثلاً حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ نماز کا نظام قائم کرے، زکوٰۃ کی وصولیابی کرے، ملک میں امن وامان قائم کرے، عدالتیں مقرر کرے، ملک کے دفاع کے لیے فوج اور اسلحہ کا بندوبست کرے، دیگر ممالک سے تجارت کرے، لوگوں کو شہری سہولتیں پہنچانے کے لیے ٹیکس وصول کرے وغیرہ وغیرہ، یہ حکومت کے فرائض اور حقوق ہیں جن کا تعلق حکومت کے کسی خاص سربراہ سے نہیں ہے بلکہ نفس حکومت سے ہے، مثلاً بیرونی تجارت، زکوٰۃ اور ٹیکسوں سے جو دولت حاصل ہو گی وہ سربراہ حکومت کی جیب میں نہیں جائے گی اور نہ اس کے مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہو گی بلکہ حکومتی ذرائع سے جس قدر مال و دولت حاصل ہو گا وہ سب بیت المال میں جمع ہو گا اور حکومت کی ملکیت قرار پائے گا، اسی طرح حکومت ترقیاتی کاموں کے لیے جو دیگر ممالک سے قرض لیتی ہے اس قرض کی ادائیگی حکومت پر ہے سربراہ مملکت پر نہیں ہے، اگر سربراہ مملکت مر گیا تو قرض دینے والے ممالک اس سربراہ کے وارثوں کی طرف رجوع نہیں کریں گے، علیٰ ہذا القیاس تمام فرائض کی ادائیگی اور

[1] علامہ عبدالقادر عودہ مصری، التشریع الجنائی ج ۱ ص ۳۹۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت

حقوق کا حاصل کرنا حکومت سے متعلق ہوتا ہے، حکومت کا سربراہ مر جائے یا معزول ہو یا مستعفی ہو اس سے حکومت کے حقوق اور فرائض میں کوئی فرق نہیں پڑتا حکومت بدستور اپنے فرائض کے بارے میں مسئول بھی ہوتی ہے اور اپنے حقوق کی طالب بھی ہوتی ہے۔

یہی حال مسجد اور مدرسہ کا ہے، مسجد کی آمدنی کے لیے مثلاً جو دکانیں وغیرہ بنائی جاتی ہیں ان کا کرایہ مسجد کے فنڈ میں جمع ہوتا ہے اور جو عطیات اور چندے وغیرہ دیے جاتے ہیں وہ بھی مسجد کی آمدنی ہیں، مسجد کے متولی یا قیم کی ذاتی اور نجی ملکیت نہیں ہیں، اگر کوئی دکاندار کرایہ دینے سے انکار کر دے تو اس پر مسجد کی طرف سے مقدمہ قائم کیا جائے گا اور متولی صرف اس کی وکالت کرتا ہے، اسی طرح مسجد میں جو بجلی خرچ ہوتی ہے اس کی ادائیگی بھی مسجد کے ذمہ ہے اس سے واضح ہو گیا کہ مسجد اپنے حقوق کی طالب ہے اور اپنے فرائض پر مسئول ہے اور ہر وہ ادارہ جو اپنے حقوق کا طالب ہو اور اپنے فرائض پر جواب دہ ہو اس کو شخصیت معنویہ یا شخصیت اعتباریہ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

تجارتی کمپنیاں بھی شخصیات معنویہ ہیں اور ان کے ساتھ بھی حقوق اور فرائض متعلق ہوتے ہیں ان کے مجموعی اثاثے پر زکوٰۃ وصول کرنی چاہیے اور اگر کسی کمپنی میں غیر مسلم بھی شریک ہو تو اس سے زکوٰۃ کی مقدار کو بطور ٹیکس وصول کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ جَوَازِ الذَّبْحِ بِكُلِّ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَائِرَ الْعِظَامِ!

دانت، ناخن اور ہڈی کے سوا ہر خون بہانے والی چیز سے ذبح کرنے کا جواز

۴۹۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْجِلْ أَوْ أَرِنْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ قَالَ وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کل دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں، آپ نے فرمایا جس چیز سے بھی خون بہ جائے جلدی کرنا، جس چیز پر بھی خدا کا نام لیا جائے سو اس کو کھا لو، بشرطیکہ دانت اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے، اور میں عنقریب تم کو بتاؤں گا رہے دانت تو وہ ہڈی ہیں اور رہے ناخن تو وہ حبشیوں کی چھری ہے، حضرت رافع کہتے ہیں کہ ہمیں مال غنیمت میں اونٹ اور بکریاں حاصل ہوئیں ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا ایک شخص نے اس کے تیر مارا اس تیر نے اس کو ٹھہرا لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی اونٹ تمہاری گرفت میں نہ آئے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

۴۹۷۸۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ذوالحلیفہ کے مقام تہامہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلًا فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَأَغْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ فَأَمَرَ بِهَا فَكُفِئَتْ ثُمَّ عَدَلَ عَشْرًا مِنَ الْغَنَمِ بِجَزُورٍ وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ كَنَحْوِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ۔

کے ہمراہ تھے، ہم کو مال غنیمت میں کچھ بکریاں اور اونٹ حاصل ہوئے، لوگوں نے جلدی سے ہانڈیوں میں ان کا گوشت چڑھا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دیگچیوں کو الٹنے کا حکم دیا، پھر آپ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے مساوی قرار دیا، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۴۹۷۹۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ ثُمَّ حَدَّثَنِيهِ عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَنُذَكِّي بِاللِّيطِ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَقَالَ فَنَدَّ عَلَيْنَا بَعِيرٌ مِنْهَا فَرَمَيْنَاهُ بِالنَّبْلِ حَتَّى وَهَصْنَاهُ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں، کیا ہم بانس کی کھپچیوں سے ذبح کر سکتے ہیں، اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تو ہم نے اس کو تیر مار مار کر گرا دیا۔

۴۹۸۰۔ وَحَدَّثَنِيهِ الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ الْحَدِيثَ إِلَى آخِرِهِ بِتَمَامِهِ وَقَالَ فِيهِ وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ۔

ایک اور سند میں ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس چھری نہیں ہے کیا ہم بانس سے ذبح کر لیں؟

۴۹۸۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَأَغْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ فَأَمَرَ بِهَا فَكُفِئَتْ وَذَكَرَ سَائِرَ الْقِصَّةِ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کل ہم دشمن سے مقابلہ کرنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوں گی، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے، البتہ اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ قوم نے جلدی سے ہانڈیاں چڑھا دیں اور آپ نے ہانڈیاں گرانے کا حکم دیا۔

آلات ذبح کے بارے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہر وہ چیز جو خون بہا

و سے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ذکاۃ (ذبح) میں وہ چیز کافی ہے جو خون بہادے، اور کسی ایسی چیز سے چوٹ لگا کر جانور کو مارنا جائز نہیں ہے جو خون نہ بہائے، بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ ذبح میں خون بہانے کی جو شرط لگائی ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ حلال اور حرام گوشت میں تمیز ہو اور یہ تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ جس مردہ جانور میں خون باقی رہ جائے وہ حرام ہے، اور اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ہر کاٹنے والی دھار دار چیز سے ذبح کرنا جائز ہے، البتہ ناخن، دانت اور ہر قسم کی ہڈی سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے تلوار، چھری، نیزے، پتھر، اینٹ، شیشہ، بانس، ٹھیکری، پیتل اور باقی تمام دھار والی اشیاء کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے۔

ناخن سے جو ذبح کرنا منع ہے اس سے مراد عام ہے خواہ انسان کے ناخن ہوں یا حیوان کے اور خواہ انگلیوں میں ہوں یا نہ ہوں۔ پاک ہوں یا ناپاک ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ذبح کرنا جائز نہیں ہے، اس طرح عانت میں بھی عموم مراد ہے خواہ انسان کے دانت ہوں یا حیوان کے متصل ہوں یا منفصل اور باقی ہڈیاں بھی اس کے ساتھ لاحق ہیں خواہ متصل ہوں یا منفصل، پاک ہوں یا ناپاک ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ذبح کرنا جائز نہیں ہے، امام شافعی، امام احمد، اسحٰق، ابوثور، داؤد ظاہری اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے، البتہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین یہ کہتے ہیں متصل ناخن اور ہڈی کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ناخن اور ہڈی جسم سے جدا ہوں تو ان کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے، (مبسوط میں لکھا ہے کہ یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے تاہم حدیث کے تقاضے سے یہ ناجائز ہونا چاہیے جیسا کہ جمہور فقہاء اسلام کا نظریہ ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) امام مالک کے اس مسئلہ میں متعدد اقوال ہیں اور مشہور قول یہ ہے کہ ہڈی کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے اور دانت کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہیں ہے، خواہ ہڈی اور دانت کسی قسم کے ہوں، دوسرا قول جمہور کے مطابق ہے، تیسرا قول امام ابوحنیفہ کی طرح ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ ہر چیز کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے حتیٰ کہ دانت، اور ہڈی کے ساتھ بھی ذبح کرنا جائز ہے، یہ اور اس سے پہلا قول باطل ہے اور سنت کے خلاف ہے۔[1]

ذبح کی رگوں کے بارے میں مذاہب فقہاء

امام شافعی اور ان کے موافقین یہ کہتے ہیں کہ جب تک حلقوم (سانس کی نالی) اور مری (طعام کی نالی) کو کاٹ نہ دیا جائے اس وقت تک ذبح کرنا صحیح نہیں ہے اور ودجان (خون کی دو رگیں) کا کاٹنا مستحب ہے، امام احمد کی بھی یہی روایت زیادہ صحیح ہے، علامہ ابن منذر نے یہ کہا ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ودجان، حلقوم اور مری کو کاٹ دیا جائے اور خون بہہ جائے تو ذکاۃ حاصل ہو جائے گی، اور اگر حلقوم اور ودجین (یعنی تین رگیں کٹ جائیں اور ایک مری رہ جائے) تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، لیث، ابوثور اور داؤد بن منذر یہ کہتے ہیں کہ تمام رگوں کا کاٹنا شرط ہے، امام ابوحنیفہ نے یہ کہا کہ اگر چار میں سے تین رگیں کٹ جائیں تو ذبیحہ جائز ہے، امام مالک نے یہ کہا کہ حلقوم اور ودجین کا کاٹنا واجب ہے اور مری کا کاٹنا شرط نہیں ہے، امام مالک سے منقول دوسری روایت یہ ہے کہ صرف ودجین کا کاٹ دینا بھی کافی ہے اور تیسری روایت یہ ہے کہ چاروں رگوں کا کاٹنا شرط ہے، امام ابویوسف کے تین قول ہیں ایک قول امام ابوحنیفہ کی طرح ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ حلقوم اور کوئی سی دو رگیں کاٹ دی جائیں تو جائز ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ حلقوم، مری اور ودجین میں سے کسی ایک رگ کا کاٹ دینا واجب ہے، اور امام محمد نے یہ کہا ہے کہ اگر چار میں سے اکثر رگیں کاٹ دیں تو جائز ہے ورنہ نہیں۔[2]

ذبح اور نحر کا ایک دوسرے کے قائم مقام ہونا

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے:-
"ہر وہ چیز جس کا خون بہا دیا جائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے اس

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] 〃 〃 ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، 〃 〃 ، 〃

کو کھائے ——— اس میں اس پر دلیل ہے کہ جس میں نحر ہے اس کو ذبح کیا جا سکتا ہے اور جس میں ذبح ہے اس کو نحر کیا جا سکتا ہے، یہ تمام علماء کے نزدیک جائز ہے، البتہ داؤد ظاہری اس کو ممنوع کہتے ہیں اور امام مالک کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہے، اور ایک روایت میں مکروہ تحریمی ہے اور ایک روایت میں مباح ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اونٹ میں نحر کرنا سنت ہے اور گائے اور بکری میں ذبح کرنا سنت ہے۔

ذکاۃ اضطراری کی تفصیل اور مذاہب فقہاء

اس باب کی حدیث نمبر ۴۹۷۰ میں ہے: ایک اونٹ بھاگ گیا ایک شخص نے اس کے تیر مارا سو اس تیر نے اس کو ٹھیرا لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی ہوتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی اونٹ تمہاری گرفت میں نہ آئے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔"

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جو جانور بھاگ جائے اور اس کو ذبح یا نحر کرنے کی قدرت نہ ہو تو اس کے جسم کے کسی حصہ کو بھی زخمی کر دیا جائے تو یہ جائز ہے (یہ ذکاۃ اضطراری ہے) اور فقہاء نے یہ کہا ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جس کے ذبح پر قدرت ہو اور دوسری قسم وہ ہے جو وحشی جانور ہو پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ جب تک اس کو حلق اور لبہ درمیان سے نہ کاٹا جائے وہ حلال نہیں ہے، خواہ وہ پالتو جانور ہو یا وحشی ہو مثلاً کسی شخص نے شکار یا وحشی جانور کو پکڑ لیا تو اب وہ حلق اور لبہ کے درمیان کاٹے بغیر حلال نہیں ہے، اور جو جانور وحشی ہو مثلاً شکار (جب وہ گرفت میں نہ آئے) تو اس کا پورا جسم مقام ذبح ہے لہٰذا اس کے جسم کے کسی حصہ پر بھی تیر لگ جائے یا اس پر کوئی زخم کرنے والا جانور چھوڑا جائے اور اس سے وہ جانور مر جائے تو اس کا کھانا بالاجماع جائز ہے اور بندوق کی گولی کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے با وضاحت بیان کر چکے ہیں ——— سعیدی غفرلہٗ)۔

اسی طرح اگر پالتو جانور بھاگ جائے تو وہ شکار کی طرح ہے، یا کوئی پالتو جانور (مثلاً بیل یا اونٹ) کنوئیں میں گر جائے اور اس کو معروف طریقہ سے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے جسم کے کسی بھی حصہ کو زخمی کر دیا تو وہ حلال ہے، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، طاؤس، عطاء، شعبی، حسن بصری، اسود بن یزید، حکم، حماد، نخعی، ثوری، امام ابوحنیفہ، امام احمد، امام شافعی، مزنی، داؤد ظاہری اور جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے، امام مالک کہتے ہیں کہ ان صورتوں میں بھی حلق اور لبہ کے درمیان ذبح کیے بغیر حلال نہیں ہے اور جمہور فقہاء کی دلیل حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور ہے۔[1]

بَابُ ۶۹۲ بَيَانِ مَا كَانَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ وَبَيَانِ نَسْخِهِ وَإِبَاحَتِهِ إِلَى مَتَى شَاءَ

ابتداء اسلام میں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت اور پھر اس کے منسوخ ہونے کا بیان

۴۹۸۲ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ شَهِدْتُ

ابو عبید کہتے ہیں کہ میں عید میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، حضرت علی نے خطبہ سے پہلے نماز

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَ مِنْ لُحُومِ نُسُكِنَا بَعْدَ ثَلَاثٍ۔

پڑھائی اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد ہمیں اپنی قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۹۸۳ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ فَصَلَّى لَنَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَلَا تَأْكُلُوا۔

ابن ازہر کہتے ہیں کہ وہ عید کے دن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پھر انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی حضرت علی نے پہلے ہمیں نماز پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم کو تین راتوں سے زیادہ اپنی قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے، سو تم مت کھاؤ۔

۴۹۸۴ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین مزید سندیں بیان کی ہیں۔

۴۹۸۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَأْكُلُ أَحَدٌ مِنْ لَحْمِ أُضْحِيَّتِهِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھائے۔

۴۹۸۶ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ) كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

۴۹۸۷ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الْأَضَاحِي بَعْدَ ثَلَاثٍ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ لُحُومَ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے، سالم نے کہا حضرت ابن عمر تین دن سے اوپر قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور ابن ابی عمر نے تین دن کے بعد کا لفظ کہا۔

۴۹۸۸ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرَةَ فَقَالَتْ صَدَقَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحَى زَمَنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادَّخِرُوا ثَلَاثًا ثُمَّ تَصَدَّقُوا بِمَا بَقِيَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَّخِذُونَ الْأَسْقِيَةَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ وَيَجْمُلُونَ مِنْهَا الْوَدَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا نَهَيْتَ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَقَالَ إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَتَصَدَّقُوا۔

حضرت عبد اللہ بن واقد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین (دن) کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا، عبد اللہ بن ابی بکر کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ سے اس حدیث کا ذکر کیا، عمرہ نے کہا انھوں نے سچ کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید الاضحیٰ کے موقع پر دیہات سے کچھ لوگ آتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تین دن تک گوشت کو جمع کرو اس کے بعد جو باقی بچے اس کو صدقہ کر دو، اس کے بعد صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ لوگ اپنی قربانی (کی کھالوں) سے مشکیں بناتے تھے اور اس (قربانی) کی چربی رکھتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کیا ہوا؟ صحابہ نے کہا آپ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے، آپ نے فرمایا میں نے تم کو ان محتاجوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس وقت آگئے تھے، اب قربانیوں کو کھاؤ، جمع کرو اور صدقہ کرو۔

۴۹۸۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ كُلُوا وَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تین (دن) کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا اس کے بعد فرمایا: کھاؤ اور زاد راہ بناؤ اور اکٹھا کرو۔

۴۹۹۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى فَأَرْخَصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا وَتَزَوَّدُوا قُلْتُ لِعَطَاءٍ قَالَ جَابِرٌ حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ.

کہ ہم منیٰ کے تین دنوں سے زیادہ اپنے اونٹوں کی قربانیوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رخصت دی اور فرمایا کھاؤ اور زادِ راہ بناؤ، (راوی کہتے ہیں) میں نے عطاء سے کہا حضرت جابر نے یہ کہا تھا کہ حتیٰ کہ ہم مدینہ آگئے؟ انھوں نے کہا ہاں!۔

٤٩٩١ - حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا لَا نُمْسِكُ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَزَوَّدَ مِنْهَا وَنَأْكُلَ مِنْهَا (يَعْنِي فَوْقَ ثَلَاثٍ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم تین (دن) سے زیادہ قربانیوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے، پھر ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ ہم اس کو زادِ راہ بنائیں اور اس سے کھاتے رہیں یعنی تین (دن) سے زیادہ۔

٤٩٩٢ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُهَا إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قربانیوں کا گوشت بطور زادِ راہ مدینہ منورہ لے جاتے تھے۔

٤٩٩٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ لَا تَأْكُلُوا لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَشَكَوْا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَهُمْ عِيَالًا وَحَشَمًا وَخَدَمًا فَقَالَ كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَاحْبِسُوا أَوِ ادَّخِرُوا قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى شَكَّ عَبْدُ الْأَعْلَى.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اہل مدینہ! تین (دن) سے زیادہ قربانیوں کا گوشت نہ کھاؤ، ابن مثنیٰ کی روایت میں تین دن ہے، پھر حضرات صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ ہمارے بال بچے اور نوکر چاکر ہیں، آپ نے فرمایا کھاؤ اور کھلاؤ، اور اس کو رکھو یا ذخیرہ کرو، ابن المثنیٰ نے کہا کہ عبد الاعلیٰ کو ان الفاظ میں شک ہے۔

۴۹۹۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ فِي بَيْتِهِ بَعْدَ ثَالِثَةٍ شَيْئًا فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ أَوَّلَ فَقَالَ لَا إِنَّ ذَاكَ عَامٌ كَانَ النَّاسُ فِيهِ بِجَهْدٍ فَأَرَدْتُ أَنْ يَفْشُوَ فِيهِمْ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے قربانی کرے تو تین دن کے بعد اس کے گھر میں (اس میں سے) کوئی چیز نہ رہے جب اگلا سال آیا تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اسی طرح کریں جس طرح پہلے سال کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس سال لوگوں کو (گوشت کی) زیادہ احتیاج تھی تو میں نے یہ چاہا کہ گوشت ان میں پھیل جائے۔

۴۹۹۵ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ ذَبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِيَّتَهُ ثُمَّ قَالَ يَا ثَوْبَانُ أَصْلِحْ لَحْمَ هٰذِهِ فَلَمْ أَزَلْ أُطْعِمُهُ مِنْهَا حَتّٰى قَدِمَ الْمَدِينَةَ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کو ذبح کیا، پھر فرمایا اے ثوبان اس گوشت کو سنبھال کر رکھو! پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو برابر اس گوشت میں سے کھلاتا رہا حتی کہ آپ مدینہ آگئے

۴۹۹۶ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۴۹۹۷ - وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَصْلِحْ هٰذَا اللَّحْمَ قَالَ فَأَصْلَحْتُهُ فَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ مِنْهُ حَتّٰى بَلَغَ الْمَدِينَةَ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھ سے یہ فرمایا اس گوشت کو ٹھیک ٹھاک کر کے رکھو! پھر میں نے اس کو ٹھیک ٹھاک کیا اور آپ مدینہ منورہ پہنچنے تک اس گوشت میں سے کھاتے رہے۔

۴۹۹۸ - وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَقُلْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں حجۃ الوداع کے الفاظ نہیں ہیں۔

۴۹۹۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ أَبُو سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا.

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو پہلے زیارت قبور سے منع کیا تھا، لیکن اب تم زیارت کیا کرو، اور میں نے پہلے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اب تمہارا جب تک جی چاہے قربانی کا گوشت رکھ لیا کرو، اور میں نے تم کو مشک کے علاوہ تمام برتنوں میں نبیذ کے استعمال سے منع کیا تھا، اب تم تمام برتنوں میں نبیذ استعمال کرو، البتہ نشہ آور چیز کو نہ پینا۔

٥٠٠٠- وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي سِنَانٍ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو پہلے منع کیا تھا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے بیان کیا ہے کہ ان احادیث سے احکام مستنبط کرنے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن کے بعد اس سے کھانا حرام ہے، اور یہ کہ تحریم کا حکم اب بھی باقی ہے، حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی نظریہ ہے، اور جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن کے بعد اس کو کھانا جائز ہے، اور بعض احادیث میں جو ممانعت کی گئی ہے وہ دوسری احادیث مر بحیہ سے منسوخ کر دی گئی ہے، خصوصاً حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ممانعت کی واضح تصریح ہے، اور یہ سنت سے ثابت شدہ حکم کی سنت سے منسوخ ہونے کی مثال ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ نسخ نہیں ہے بلکہ پہلے تین دن سے زیادہ گوشت رکھنے کی ممانعت ایک علت کی بناء پر کی گئی تھی اور جب وہ علت زائل ہو گئی تو وہ ممانعت منسوخ ہو گئی جیسا کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے، ایک قول یہ ہے کہ پہلے جو ممانعت کی گئی تھی وہ تنزیہاً تھی اور یہ کراہت تنزیہی اب بھی باقی ہے لیکن حرام نہیں ہے، اور اگر وہ علت آج بھی پیدا ہو جائے اور لوگوں میں فقر اور گوشت کی احتیاج زیادہ ہو جائے تو اب بھی گوشت کو جمع کرنا مکروہ تنزیہی ہوگا، انہوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے قول کا بھی یہی محمل ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ ممانعت اب مطلقاً منسوخ ہو گئی ہے اور اب گوشت رکھ لینا حرام ہے نہ مکروہ، لہٰذا اب گوشت رکھ لینا بھی جائز ہے اور تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانا بھی جائز ہے، جیسا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ وغیرہ کی احادیث میں اس کی تصریح ہے، اور حضرت

ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت (۴۹۹۵) میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا گوشت کو سنبھال کر رکھو پھر مدینہ منورہ پہنچنے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گوشت کو کھاتے رہے ان احادیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کھانے پینے کی چیزوں کو جمع کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ [1]

اس باب کی آخری حدیث میں ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے منع فرمایا تھا اور بعد میں اس کی اجازت دے دی، زیارت قبور پر مفصل بحث شرح صحیح مسلم جلد ثانی کی کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے، اسی طرح نسخ پر مفصل بحث بھی شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں گذر چکی ہے۔

بَابُ ۹۳ الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ

فرع اور عتیرہ کا حکم

۵۰۰۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ زَادَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُونَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرع کوئی چیز ہے نہ عتیرہ اور ابن رافع کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ فرع اونٹنی کے پہلے بچہ کو کہتے ہیں جس کو مشرک ذبح کیا کرتے تھے۔

فرع اور عتیرہ کا معنی

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اہل لغت نے کہا ہے کہ فرع اور عتیرہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جس کو رجب کے پہلے عشرہ میں ذبح کیا جاتا تھا اس کو رجبیہ بھی کہتے ہیں، عتیرہ کی اس تفسیر پر علماء کا اتفاق ہے اور فرع کی یہ تفسیر بھی کی ہے کہ یہ اونٹنی کا نومولود بچہ ہے جس کو (اہل جاہلیت) ذبح کرتے تھے، امام شافعی اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ وہ جانور کا نومولود بچہ ہے جس کو وہ ذبح کرتے تھے اور اس کی ماں میں برکت اور کثرت نسل کی امید سے اس بچہ کو ملکیت میں نہیں رکھتے تھے، بہ کثرت اہل لغت وغیرہ نے اسی طرح تفسیر کی ہے اور بہ کثرت علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ فرع اس نومولود بچہ کو کہتے ہیں جس کو وہ بتوں اور طواغیت کے لیے ذبح کرتے تھے، صحیح بخاری اور سنن ابوداؤد میں یہی تفسیر ہے، ایک قول یہ ہے کہ جس شخص کے اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ جائے وہ اس کے بعد جس نومولود بچہ کو ذبح کرے اس کو نتاج کہتے ہیں، ابومالک نے بیان کیا ہے کہ جس شخص کے اونٹ سو ہو جاتے تو وہ ایک جوان اونٹ کرے کرتا اور

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۹-۱۵۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اپنے بت کے لیے اس کو ذبح کرتا، اس کو وہ لوگ فرع کہتے تھے۔

فرع اور عتیرہ کے متعلق دیگر احادیث

فرع اور عتیرہ کے متعلق اس حدیث میں بھی حکم ہے اور اس کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث میں اس کے بارے میں حکم ہے، حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ندا کی اور کہا ہم زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینہ میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا جس ماہ میں چاہو اللہ کے لیے ذبح کرو اور اللہ کے لیے نیک کام کرو اور کھلاؤ، کہا ہم زمانہ جاہلیت میں فرع کو ذبح کرتے تھے، آپ ہمیں اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر رشتی قدرتی گھاس چرنے والے جانوروں میں ایک ذبیحہ ہے، تمہارے مویشی چرتے رہیں حتیٰ کہ جب وہ بوجھ اٹھانے (یا حاجیوں کے سفر کے) قابل ہو جائیں تو تم ان کو ذبح کرو اور ان کے گوشت کو صدقہ کردو۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے، اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پچاس جانوروں میں سے ایک جانور ذبح کرنے کا حکم دیا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ ہر پچاس بکریوں میں سے ایک بکری (کے فرع) کا حکم دیا ہے، ابن منذر نے کہا کہ حضرت عائشہ کی حدیث صحیح ہے، اور سنن ابو داؤد میں از عمرو بن شعیب از والد از جد روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرع کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا فرع حق ہے اور اگر تم اس کے ذبح کرنے کو ترک کردو حتیٰ کہ وہ جوان ہو جائے یا ایک یا دو سال کا ہو جائے اور تم وہ کسی بیوہ کو دے دو یا اس کو اللہ کی راہ میں دے دو تو وہ اس کو اس طرح ذبح کرنے سے بہتر ہے، جس ذبح میں اس کا گوشت اس کی کھال سے چپکا ہوا ہوتا ہے (اور تم ایسا کرکے) اپنا برتن اوندھا کر دیتے ہو، اور اونٹنی کو بے چین کر دیتے ہو، ابو عبید نے اس حدیث کی تفسیر میں یہ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ فرع حق ہے، لیکن وہ اس کو پیدا ہوتے ہی ذبح کر دیتے تھے۔ اور اس میں کوئی فربہی نہیں ہوتی تھی، اسی لیے فرمایا کہ تم اس کو ذبح کرتے ہو درآں حالیکہ اس کا گوشت اس کی کھال سے چپکا ہوا ہوتا ہے، اور اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ بچہ کے چلے جانے سے اس اونٹنی کا دودھ منقطع ہو جاتا ہے، اس طرح تم گویا اپنا دودھ بہا کر اپنے برتن کو اوندھا کر دیتے ہو اور اونٹنی کو بے چین کر دیتے ہو۔ اس طرح آپ نے یہ اشارہ فرمایا کہ فرع (نومولود بچہ کو ذبح کرنا) ترک کر دو، حتیٰ کہ وہ ایک سال کا یا دو سال کا ہو جائے اور اس کو اس وقت ذبح کیا جائے جب اس کا گوشت لذیذ ہو چکا ہو اور اس کی ماں سے دودھ حاصل کیا جا چکا ہو اور اس کی جدائی اس کی ماں کے لیے رنج کا باعث نہ ہو اور وہ اس سے مستغنی ہو چکی ہو۔ امام بیہقی نے حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرفات یا منیٰ میں حاضر ہوا آپ سے ایک شخص نے عتیرہ کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا: "جو شخص چاہے عتیرہ کرے اور جو شخص چاہے نہ کرے اور جو شخص چاہے فرع کرے (یعنی نومولود جانور کو ذبح کرے) اور جو شخص چاہے نہ کرے۔"

اور حضرت ابن سیرین سے روایت ہے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں رجب میں جانور ذبح کرتے تھے اور اس کا گوشت خود کھاتے تھے اور لوگوں کو کھلاتے تھے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور حضرت مخنف بن سلیم سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے، اس وقت میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! ہر گھرانے پر ہر سال میں قربانی اور عتیرہ ہے، کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ عتیرہ وہ ہے جس کو رجبیہ کہا جاتا ہے (یعنی جس جانور کو رجب میں ذبح کیا جائے) اس حدیث کو امام ابو داؤد، امام ترمذی اور امام نسائی وغیرہم نے روایت کیا ہے، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور علامہ خطابی نے کہا یہ حدیث ضعیف

ہے، کیونکہ اس کی سند میں ابو رملہ مجہول ہے

فرع اور عتیرہ کے متعلق احادیث کی وضاحت

فرع اور عتیرہ کے متعلق جو احادیث آئی ہیں یہ ان کا مختصر بیان ہے، امام شافعی نے کہا کہ فرع وہ چیز ہے جس کو ذبح کر کے اہل جاہلیت اپنے اموال میں برکت کو حاصل کرتے تھے، کوئی شخص اپنی جوان اونٹنی یا بکری کو ذبح کرتا اور برکت کی امید سے اس کو خود نہیں کھاتا تھا دوسروں کو کھلاتا تھا، پھر صحابہ کرام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو ذبح کر لیا کرو، ان کا سوال اس لیے تھا کہ زمانہ جاہلیت میں جو وہ ذبح کرتے تھے کہیں وہ اسلام میں مکروہ تو نہیں ہے سو آپ نے ان کو یہ خبر دی کہ یہ فعل مکروہ نہیں ہے اور ان سے یہ فرمایا کہ مستحب یہ ہے کہ وہ اس جانور کو کھلا پلا کر بڑا کریں پھر اس کو اللہ کی راہ میں دے دیں، امام شافعی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ فرع حق ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ باطل نہیں ہے کیونکہ سائل کا مقصد یہی تھا کہ یہ کہیں باطل تو نہیں ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا: "کوئی فرع ہے نہ عتیرہ" اس کا مطلب یہ ہے کہ فرع واجب ہے نہ عتیرہ، امام شافعی نے کہا دوسری حدیث اسی معنی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سائل کو ذبح کرنے کی اجازت دی اور اس بات کو ترجیح دی کہ وہ اس جانور کو بڑا کر کے کسی بیوہ کو دے دے یا اللہ کی راہ میں دے دے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عتیرہ کے متعلق فرمایا جس مہینہ میں چاہو اللہ کے لیے ذبح کر دو، یعنی اگر تم چاہو تو کسی بھی مہینہ میں اللہ کے لیے جانور کو ذبح کر دو اور اس کو رجب کے مہینہ میں ذبح کرنے کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

فرع اور عتیرہ کے متعلق مذاہب فقہاء

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: کہ ہمارے فقہاء کا صحیح قول یہ ہے کہ فرع اور عتیرہ مستحب ہے، امام شافعی نے بھی اسی کی تصریح کی ہے اور لافرع ولاعتیرۃ۔ "کوئی فرع ہے نہ عتیرہ" کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں وجوب کی نفی ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جو مشرکین اپنے بتوں کے تقرب کے لیے ذبح کرتے تھے اس حدیث میں اس کی نفی ہے، تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کا قربانی کی طرح ثواب نہیں ہے، البتہ مساکین پر گوشت تقسیم کرنا نیکی اور صدقہ ہے، یہ ہمارے مذہب کی تفصیل ہے اور قاضی عیاض مالکی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ فرع اور عتیرہ کا امر منسوخ ہو چکا ہے۔ [۱]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

فرع اور عتیرہ دونوں اسلام میں ممنوع ہیں اور ممانعت کی علت بتوں کے لیے ذبح کرنا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا جائے تو پھر ممنوع نہیں ہے کیونکہ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں رجب میں عتیرہ ذبح کرتے تھے، اب آپ ہمیں اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کے لیے ذبح کرو خواہ کسی ماہ میں ذبح کرو، اور اللہ کے لیے نیکی کرو اور لوگوں کو کھلاؤ"! یہ حدیث ابتداء اسلام پر محمول ہے بعد میں آپ نے لافرع ولاعتیرۃ۔ "کوئی فرع ہے نہ عتیرہ" فرما کر ان سے بالعموم منع فرما دیا کیونکہ اس میں بہر حال بت پرستوں کے فعل سے مشابہت ہے۔ [۲]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۰ - ۱۵۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۳ ص ۱۵۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

حدیث میں ہے لا فرع ولا عتیرۃ "کوئی فرع ہے نہ کوئی عتیرہ" امام شافعی نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ فرع اور عتیرہ واجب نہیں ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ تاویل سنن نسائی کی اس روایت سے مردود ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الفرع و العتیرۃ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا ہے۔

فرع اور عتیرہ کے سلسلہ میں متعدد متعارض روایات ہیں، امام نسائی نے حارث بن عمرو سے یہ روایت کیا ہے کہ حجۃ الوداع میں ان کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی،.... ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ عتائر اور فرائع کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: جو چاہے عتیرہ کو ذبح کرے اور جو چاہے نہ ذبح کرے اور جو چاہے فرع کو ذبح کرے اور جو چاہے نہ کرے نیز امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابورزین لقیط بن عامر عقیلی نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں رجب میں ایک جانور ذبح کرتے، خود بھی اس سے کھاتے تھے اور جو شخص ہمارے پاس آتا اس کو بھی کھلاتے تھے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے، پھر علامہ عینی نے ان احادیث کا ذکر کیا ہے جن کو ہم علامہ نووی کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں، اس کے بعد علامہ عینی لکھتے ہیں: یہ تمام احادیث فرع اور عتیرہ کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں، علامہ ابن بطال نے لکھا ہے کہ علماء میں سے علامہ ابن سیرین رجب میں عتیرہ کو ذبح کرتے تھے اور امام طحاوی نے آثار میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر عتیرہ ذبح کرتے تھے، فقہاء شافعیہ نے اس کو مستحب لکھا ہے، اور قاضی عیاض اور علامہ حازمی نے لکھا ہے کہ جس حدیث میں آپ نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا ہے وہ جواز کی احادیث کی ناسخ ہے اور جمہور علماء کا اسی پر عمل ہے۔ [1]

باب ۱۹۴ نھی من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ وھو یرید التضحیۃ ان یاخذ من شعرہ او اظفارہ شیئا

قربانی کرنے والے کے لیے قربانی کرنے سے پہلے بال اور ناخن کٹواتے کی ممانعت

۵۰۰۲ - حدثنا ابن ابی عمر المکی حدثنا سفیان عن عبد الرحمن بن حمید بن عبد الرحمن بن عوف سمع سعید بن المسیب یحدث عن ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخلت العشر و اراد احدکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ و بشرہ شیئا قیل لسفیان فان بعضھم لا یرفعہ قال لکنی ارفعہ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عشرہ ذوالحج شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے، تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو بالکل نہ کاٹے، سفیان (راوی) سے کہا گیا کہ بعض راوی اس حدیث کو مرفوعا بیان نہیں کرتے، انھوں نے کہا میں اس کو مرفوعا بیان کرتا ہوں۔

۵۰۰۳ - وحدثناہ اسحق بن ابراھیم اخبرنا سفیان حدثنی عبد الرحمن بن حمید بن عبد الرحمن بن عوف عن سعید بن المسیب

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عشرہ ذوالحج داخل ہو جائے تو جس شخص کے پاس قربانی ہو اور وہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا

---

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۸۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ تَرْفَعُهُ قَالَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَعِنْدَهُ أُضْحِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ ظُفُرًا۔

ہو وہ اپنے بالوں کو کاٹے نہ ناخنوں کو۔

۵۰۰۴- وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ذوالحجہ کا ہلال دیکھو اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کا ارادہ کرے وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو اسی حال پر رہنے دے۔

۵۰۰۵- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ أَوْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۰۰۶- وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو اللَّيْثِيُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ فَإِذَا أُهِلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ذبح کرنے کے لیے کوئی ذبیحہ ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے تو وہ قربانی کرنے تک اپنے بالوں اور ناخنوں کو بالکل نہ کاٹے۔

۵۰۰۷- حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَمَّارٍ اللَّيْثِيُّ قَالَ كُنَّا فِي الْحَمَّامِ قُبَيْلَ الْأَضْحَى فَاطَّلَى فِيهِ نَاسٌ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَمَّامِ إِنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ

عمرو بن مسلم بن عمار لیثی بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ سے کچھ پہلے ہم حمام میں تھے، بعض لوگوں نے چونے سے اپنے بال صاف کیے، بعض اہل حمام نے کہا کہ سعید بن مسیب اس فعل کو مکروہ کہتے ہیں یا اس سے منع کرتے ہیں، میری سعید بن مسیب سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انھوں

بُكَيْرٌ هٰذَا أَوْ يَنْهٰى عَنْهُ فَلَقِيتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ نُسِيَ وَتُرِكَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ مُعَاذٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو۔

نے کہا اے بھتیجے یہ حدیث بھلادی گئی اور ترک کر دی گئی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۰۰۸- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَخِي ابْنِ وَهْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْجُنْدَعِيِّ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيثِهِمْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت بیان کی۔

عشرۂ ذوالحجہ میں قربانی سے پہلے قربانی کرنے والے کے بال اور ناخن کاٹنے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

عشرہ ذوالحج داخل ہونے کے بعد قربانی کرنے والے کے لیے اپنے بال اور ناخن کاٹنے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، سعید بن مسیب، ربیعہ، امام احمد، اسحاق، داؤد (ظاہری) اور بعض اصحاب شافعی نے یہ کہا ہے کہ عشرہ ذوالحج میں قربانی کرنے والے پر قربانی سے پہلے اپنے بالوں اور ناخنوں کو کاٹنا حرام ہے، اور امام شافعی اور ان کے اصحاب نے یہ کہا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے، اور امام مالک کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ نفلی قربانی میں یہ حرام ہے اور جو قربانی واجب ہو اس میں حرام نہیں ہے، جو فقہاء اس کو حرام قرار دیتے ہیں ان کا استدلال ان احادیث سے ہے امام شافعی اور دوسرے فقہاء جو حرمت کے قائل نہیں ہیں ان کا استدلال صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث سے ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدی (قربانی کا جانور) کے لیے ہار بنتی تھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ ہار اس کے گلے میں ڈال کر اس کو روانہ کر دیتے اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کی تھیں ان میں سے کوئی چیز آپ پر حرام نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ کی ہدی کی قربانی ہو جاتی" امام شافعی فرماتے ہیں ہدی کو بھیجنا قربانی کرنے کے ارادہ سے زیادہ قوی ہے اور جب ہدی بھیجنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی تو قربانی کرنے کے ارادہ سے کوئی چیز کیسے حرام ہو جائے گی؟ اس وجہ سے امام شافعی نے اس باب کی احادیث کو کراہت تنزیہیہ پر محمول کیا ہے۔

بال کاٹنے کی ممانعت سے مراد عام ہے خواہ کسی طریقہ سے یا جسم کے کسی حصہ کے بال بھی کاٹے جائیں، ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ بال کاٹنے کی ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ انسان اپنے تمام اجزاء کے ساتھ مکمل طور پر باقی رہے تاکہ مکمل جہنم سے آزاد

ہو، بعض علماء نے کہا یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ قربانی کرنے والے کی محرم کے ساتھ مشابہت ہو لیکن یہ غلط ہے کیونکہ بال اور ناخن نہ کاٹ کر وہ محرم کے ساتھ مشابہ نہیں ہوتا کیونکہ نہ وہ عورتوں سے پرہیز کرتا ہے نہ خوشبو اور سلے ہوئے کپڑے پہننے کو ترک کرتا ہے حالانکہ محرم ان چیزوں کو ترک کرتا ہے[1] (یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ مشابہت صرف بعض اوصاف میں اشتراک سے ہو جاتی ہے مشابہت کے لیے مکمل اشتراک ضروری نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہ)

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک عشرہ ذوالحج میں قربانی کرنے والے کے لیے قربانی سے پہلے بالوں اور ناخنوں کو کاٹنے کی رخصت ہے اور یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی قربانی کے ایام میں بالوں اور ناخنوں کو کاٹنا مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ہے اور یہی مذہب شافعی ہے۔[2]

باب ۶۹۵ تَحْرِيمِ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى وَلَعْنِ فَاعِلِهِ

غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کرنے کی حرمت اور ذبح کرنے والے پر لعنت کا بیان

۵۰۰۹ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ مَرْوَانَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيْكَ قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيَّ شَيْئًا يَكْتُمُهُ النَّاسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ حَدَّثَنِي بِكَلِمَاتٍ أَرْبَعٍ قَالَ فَقَالَ مَا هُنَّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قَالَ لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ۔

عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے سرگوشیوں میں کیا کہتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی راز نہیں بتایا جس کو اور لوگوں سے چھپایا ہو البتہ آپ نے مجھے چار باتیں ارشاد فرمائی ہیں اس نے پوچھا اے امیر المومنین وہ کیا باتیں ہیں؟ آپ نے کہا حضور نے فرمایا جو شخص اپنے والد پر لعنت کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو شخص غیر اللہ کے لیے ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو شخص زمین (کی حدبندی) کے نشانات کو مٹائے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

۵۰۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

ابو الطفیل کہتے ہیں ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۳ ص ۳۰۶، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْنَا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبِرْنَا بِشَيْءٍ أَسَرَّهُ إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا أَسَرَّ إِلَيَّ شَيْئًا كَتَمَهُ النَّاسَ وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ۔

اللہ عنہ سے کہا ہمیں وہ راز بتائیے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بتلایا ہے، آپ نے فرمایا حضور نے مجھے کوئی ایسی چیز نہیں بتائی جس کو لوگوں سے چھپایا ہو لیکن میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے زمین (کی حدبندی) کے نشانات تبدیل کیے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

٥٠١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ أَبِي بَزَّةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ سُئِلَ عَلِيٌّ أَخَصَّكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ يَعُمَّ بِهِ النَّاسَ كَافَّةً إِلَّا مَا كَانَ فِي قِرَابِ سَيْفِي هَذَا قَالَ فَأَخْرَجَ صَحِيفَةً مَكْتُوبٌ فِيهَا لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا۔

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا گیا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کسی چیز کے ساتھ خاص کر لیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کسی ایسی چیز کے ساتھ خاص نہیں کیا جس کی خبر اور لوگوں کو نہیں دی، البتہ میری اس تلوار کی نیام میں کچھ احکام ہیں پھر آپ نے ایک صحیفہ نکالا جس میں لکھا ہوا تھا جو شخص غیر اللہ کے لیے ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو شخص زمین کی (حدبندی کی) نشانی چرالے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو شخص اپنے والد پر لعنت کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

غیر اللہ کی خاطر یا غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کا حکم

والدین کو لعنت کرنا گناہ کبیرہ ہے، کتاب الایمان میں اس کی مکمل وضاحت ہو چکی ہے، اور بدعت کی مکمل بحث شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں گذر چکی ہے، باقی رہا غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا سو اس کے متعلق علامہ یحیٰی بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کیا جائے، مثلاً کوئی شخص بت یا پیغمبر کے نام پر جانور ذبح کرے یا ذبح کے وقت حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ یا کعبہ کا نام لے، اس قسم کے تمام ذبیحے حرام ہیں اور یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے خواہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی ہو، امام شافعی نے اس کی تصریح کی ہے اور ہمارے اصحاب شافعیہ کا اس پر اتفاق ہے اور جس کے نام پر ذبح کیا ہے اگر اس کی تعظیم اور عبادت کا قصد کیا تو یہ کفر ہے اگر ذبح کرنے والا پہلے مسلمان تھا تو اس طرح ذبح کرنے کے بعد مرتد ہو جائے گا، شیخ ابراہیم مروزی شافعی نے ذکر کیا ہے کہ بادشاہ کے استقبال کے وقت اس

کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اہل بخارا نے اس کی تحریم کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ ما اہل بہ لغیر اللہ کا مصداق ہے اور علامہ رافعی نے کہا کہ وہ لوگ بادشاہ کے آنے کی خوشی میں ذبح کرتے ہیں سو یہ ذبیحہ عقیقہ کی طرح ہے اور اس کے حرام ہونے کی کوئی شرعی وجہ نہیں ہے۔ [1]

امراء کی خاطر جانور ذبح کرنے کا حکم

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

امیر یا کسی اور بڑے آدمی کے آنے پر جانور ذبح کرنا حرام ہے کیونکہ یہ اھلال لغیر اللہ — (غیر اللہ کے لیے آواز بلند کرنا) ہے خواہ اس میں ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا جائے یا نہیں، اور اگر اس نے مہمان کی خاطر جانور ذبح کیا تو یہ حرام نہیں ہے کیونکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سنت ہے، اور مہمان کی عزت کرنا اللہ کی عزت کرنا ہے وجہ فرق یہ ہے کہ اگر وہ خود کھانے یا مہمان کو کھلانے کے لیے ذبح کرتا ہے تو یہ ذبح کرنا اللہ کے لیے ہوگا اور اس کی منفعت مہمان کے لیے ہوگی یا دعوت کے لیے یا قصاب کو اس کا نفع ہوگا اور اگر کھانے کے لیے ذبیحہ پیش نہیں کیا (یعنی نہ خود کھایا نہ امیر کو کھلایا) بلکہ کسی اور کو دے دیا تو یہ غیر خدا کی تعظیم ہوگی اور یہ ذبیحہ حرام ہوگا۔ اور کیا وہ کافر ہو جائے گا؟ اس میں دو قول ہیں، (بزازیہ و شرح وہبانیہ) میں کہتا ہوں کہ منیہ کی کتاب الصید میں یہ لکھا ہے کہ یہ مکروہ ہے اور وہ کافر نہیں ہوگا کیونکہ ہم کسی مسلمان کے متعلق یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح کے ساتھ کسی انسان کا تقرب حاصل کرے گا۔ [2]

علامہ شامی لکھتے ہیں: کسی انسان کا تقرب بطور عبادت حاصل کرنا کفر ہے اور مسلمان کے حال سے یہ بہت بعید ہے کہ وہ کسی آدمی کا بطور عبادت تقرب حاصل کرے اس لیے جو شخص کسی امیر کے آنے پر جانور ذبح کرتا ہے اس کا اس ذبح سے دنیاوی فائدہ حاصل کرنا مطلوب ہوتا ہے یا اس کی محبت کو حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے ایک جانور کا فدیہ دے رہا ہے لیکن چونکہ اس ذبیحہ میں اس امیر کی تعظیم مقصود ہوتی ہے اس لیے گویا ذبح کے وقت ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا محض اللہ کے لیے نہیں رہتا اور یہ ایسا ہے جیسے ذبح کے وقت کوئی کہے "اللہ کے نام پر اور فلاں کے نام پر" سو یہ ذبیحہ حرام ہے لیکن حرمت کو کفر لازم نہیں ہے۔ [3]

ایصال ثواب کے لیے جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم

مسلمانوں کا معمول ہے کہ وہ بزرگان دین کے ایصال ثواب کے لیے جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کرتے ہیں یا گوشت کو پکا کر کھانے کو فقراء پر صدقہ کرتے ہیں اور اس صدقہ کا ثواب کسی اللہ کے ولی کو پہنچاتے ہیں، بعض لوگ اس عمل کو ناجائز کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں بزرگ کا بکرا ہے (یعنی فلاں بزرگ کو ثواب پہنچانے کے لیے یہ بکرا ہے) یہ اھلال لغیر اللہ ہے (غیر اللہ کے نام پر پکارنا ہے) اور اھلال لغیر اللہ۔ شرک ہے لہٰذا جس شخص نے کسی جانور کو کسی بزرگ کے ساتھ نامزد کیا وہ مشرک ہو گیا اور وہ ذبیحہ حرام ہے۔

اس باب کی حدیث اور فقہاء کی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی تعظیم کی خاطر کسی جانور کو ذبح کرے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ٢ ص ١٦١، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

[2] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ١٠٨٨ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ٥ ص ٢٧٠، مطبوعہ استنبول ١٣٢٧ھ

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ١٢٥٢ھ، رد المحتار ج ٥ ص ٢٧٠، مطبوعہ استنبول، ١٣٢٧ھ

تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا تاہم یہ کفر نہیں ہے، کفر اس وقت ہوگا جب وہ اس بزرگ کی تعظیم بطور عبادت کرے اور یہ مسلمان کے حال سے بہت بعید ہے کہ وہ کسی بزرگ کی بطور عبادت تعظیم کرے، اور اگر جانور کو ذبح کرنے سے اس بزرگ کی تعظیم مقصود نہیں ہے، مقصود تو اس جانور کے گوشت یا اس گوشت سے تیار شدہ کھانے کو صدقہ کرنا ہے اور جانور کو ذبح کرنا صرف اس کے گوشت کے حصول کے لیے ہے تو یہ بلا شبہ جائز ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرتا ہے اس لیے عام مسلمانوں کے متعلق بدگمانی نہیں کرنی چاہیے اور ان کے افعال کو صحیح وجہ پر محمول کرنا چاہیے، ہاں اگر اولیاء اللہ کو ایصال ثواب کرنے والا کوئی شخص راہ اعتدال اور صحیح طریقہ سے ہٹا ہوا ہو تو اس کو اپنی اصلاح کر لینی چاہیے وہ صرف گوشت کے حصول کے لیے ذبح کرے اور اس ذبح سے اللہ کے سوا اور کسی کی تعظیم کا قصد نہ کرے البتہ جب اس گوشت کو صدقہ کر کے اس صدقہ کا ایصال ثواب کرے اور اس میں اولیاء اللہ کی تعظیم کا قصد کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاشربۃ

(نشہ آور مشروبات کا بیان)

خمر کا لغوی معنی قرآن مجید، احادیث متواترہ اور اجماع فقہاء سے خمر حرام ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک حقیقت میں خمر انگور کے اس کچے شیرہ کو کہتے ہیں جو پڑے پڑے سڑ کر جھاگ چھوڑ دے، امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں لغت میں خمر کا یہی معنی ہے اور یہی حقیقت ہے البتہ مجازاً ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہا جاتا ہے، احادیث اور آثار میں جہاں ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہا گیا ہے وہ اطلاق مجازی ہے اس کے برعکس ائمہ ثلاثہ یہ کہتے ہیں کہ خمر کا معنی ڈھانپنا ہے شراب کو خمر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اور ہر نشہ آور مشروب حقیقتاً خمر ہے، اب ہم لغت کے حوالوں سے خمر کا معنی بیان کرتے ہیں اس سے صورت حال کو جاننے میں آسانی ہوگی۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

والخمر ما اسکر من عصیر العنب لانہا خامرت العقل وقال ابوحنیفۃ قد تکون الخمر من الحبوب فجعل الخمر من الحبوب قال ابن سیدہ واظنہ تسمحا منہ لان حقیقۃ الخمر انما ھی العنب دون سائر الاشیاء ..... والعرب تسمی العنب خمرا قال واظن ذلک لکونہا منہ، حکاھا ابوحنیفۃ قال وھی لغۃ یمانیۃ وقال فی قولہ تعالٰی انی ارانی اعصر خمرا ان الخمر ھی العنب وقال ابن عرفۃ اعصر خمرا ای استخرج الخمر واذا عصر العنب فانما یستخرج بہ الخمر فلذلک قال اعصر خمرا قال ابوحنیفۃ: قد تعصر بعض

خمر انگور کے اس شیرہ کو کہتے ہیں جو نشہ آور ہو کیونکہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتا ہے، ابوحنیفہ دینوری نے یہ کہا کہ دانوں سے جو شراب بنائی جاتی ہے اس کو خمر کہتے ہیں، ابن سیدہ نے کہا میرے گمان میں یہ علامہ دینوری کا تسامح ہے کیونکہ خمر کی حقیقت انگور ہیں نہ کہ دوسری اشیاء، اور عرب انگوروں کو خمر کہتے ہیں، ابن سیدہ نے کہا میرے گمان میں انگوروں کو خمر اس لیے کہتے ہیں کہ خمر انگوروں سے بنائی جاتی ہے ابوحنیفہ دینوری نے اس قول کی حکایت کی ہے اور کہا کہ یہ یمن کی لغت ہے، نیز انہوں نے کہا کہ قرآن مجید میں ہے: انی ارانی اعصر خمرا۔ "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خمر نچوڑ رہا ہوں" یہاں خمر سے مراد انگور ہیں، ابن عرفہ نے کہا کہ خمر نچوڑنے کا معنی ہے انگور نچوڑ

الرواة انه رای یمانیا فقد حمل عنبا فقال له: ماتحمل؟ فقال: خمرًا: فسمی العنب خمرًا.[1]

کہ خمر حاصل کرنا اور جب انگور نچوڑ لیے جائیں تو اس سے خمر حاصل ہوتی ہے اس لیے اس نے کہا میں خمر نچوڑ رہا ہوں۔ ابوحنیفہ نے کہا کہ بعض راویوں نے کہا کہ انھوں نے یمن کے ایک شخص کو دیکھا جو انگور اٹھائے جا رہا تھا اس سے پوچھا تم نے کیا اٹھایا ہوا ہے؟ اس نے کہا خمر! سو اس نے انگوروں پر خمر کا اطلاق کیا۔

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

الخمر ما اسکر من عصیر العنب خاصة وهو مذهب ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ و الکوفیین مراعاة لفقه اللغة اوعام ای ما اسکر من عصیر کل شیء لان المدار علی السکر و غیبوبة العقل وهو الذی اختاره الجماهیر وقال ابو حنیفة الدینوری وقد تکون الخمر من الحبوب قال ابن سیده واظنه تسمحا منه لان حقیقة الخمر انما هی للعنب دون سائر الاشیاء ..... والعرب تسمی العنب خمرا قال ابن سیده واظن ذلک لکونها منه.[2]

خمر صرف انگور کے اس شیرہ کو کہتے ہیں جو نشہ آور ہو، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور کوفیین کا یہی مذہب ہے، کیونکہ اس میں لغت کی رعایت ہے۔ یا ہر چیز کے نشہ آور شیرہ کو خمر کہتے ہیں، کیونکہ خمر ہونے کا مدار نشہ پر اور عقل کے غائب ہونے پر ہے، اسی کو جمہور نے اختیار کیا ہے۔ ابوحنیفہ دینوری نے یہ کہا ہے کہ دانوں سے جو شراب بنائی جاتی ہے اس کو خمر کہتے ہیں، ابن سیدہ نے کہا میرے خیال میں یہ ان کا تسامح ہے، کیونکہ خمر حقیقت میں انگور سے بنتی ہے نہ کہ باقی اشیاء سے۔ عرب انگوروں کو خمر کہتے ہیں ابن سیدہ نے کہا کہ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ انگوروں سے خمر بنائی جاتی ہے۔

علامہ سعید خوری شرتونی لبنانی لکھتے ہیں:

الخمر ما اسکر من عصیر العنب و فی المصباح الخمر اسم لکل مسکر خامر العقل ای غطاه و فی القرآن انی ارانی اعصر خمرا ای عنبا.[3]

خمر انگور کے اس شیرہ کو کہتے ہیں جو نشہ آور ہو، اور مصباح میں ہے خمر ہر اس نشہ آور چیز کا نام ہے جو عقل کو ڈھانپ لے، قرآن مجید میں ہے "میں نے خواب میں اپنے آپ کو خمر نچوڑتے ہوئے دیکھا" یعنی انگور نچوڑتے ہوئے دیکھا۔

کتب لغت کو بطریق انصاف دیکھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خمر انگور کے نشہ آور (کچے) شیرہ کو کہتے ہیں، عرب کا یہی محاورہ تھا اور قرآن مجید میں چونکہ لغت عرب میں نازل ہوا ہے اس لیے قرآن مجید میں بھی انگوروں پر خمر کا اطلاق کیا گیا ہے، اس لیے اس مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہ ہی کی رائے صحیح ہے، ائمہ ثلاثہ اور دیگر فقہاء کی رائے میں ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہتے ہیں، اس اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک خمر یعنی انگور کے نشہ آور کچے شیرہ کی حرمت قطعی ہے اور باقی نشہ آور مشروبات کی حرمت ظنی ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور اس کی حرمت قطعی ہے۔ یہ واضح رہے کہ اس اختلاف کے باوجود

---

[1] علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۴ ص ۲۵۵ مطبوعہ نشر ادب الحوزة ایران، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حسینی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۳ ص ۱۸۶-۱۸۷، مطبوعہ المطبعة الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[3] علامہ سعید خوری شرتونی لبنانی، اقرب الموارد ج ۱ ص ۳۰۱، مطبوعہ منشورات مکتبة آیت اللہ العظمیٰ ایران، ۱۴۰۳ھ

تمام ائمہ اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے البتہ حرمت کی نوعیت میں اختلاف ہے، امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک خمر کی حرمت قطعی ہے اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے، خواہ نشہ ہو یا نہ ہو اور اس کے پینے پر حد مطلقاً واجب ہے خواہ خمر کو بہ قدر نشہ پیا جائے یا اس سے کم اور باقی مشروبات جس مقدار میں نشہ آور ہوں اس مقدار میں پیئے جائیں تو حرام ہیں اور نشہ ہونے پر حد واجب ہے اور اگر نشہ آور مشروبات کو اس سے کم مقدار میں پیا جائے تو حرام ہیں نہ نجس اور نہ ان پر حد واجب ہے۔ اس کے برخلاف باقی ائمہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور اس کو پینا مطلقاً حرام ہے خواہ بہ قدر نشہ پیا جائے یا اس سے کم۔

خمر کے سلسلہ میں لغوی وضاحت کرنے کے بعد پہلے ہم قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے خمر کی حرمت پر دلائل بیان کریں گے، پھر خمر کے بارے میں مذاہب فقہاء بیان کریں گے اور جمہور فقہاء کے دلائل کا ذکر کریں گے اور آخر میں خمر کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کو دلائل سے پیش کریں گے۔ فنقول و باللہ التوفیق و بہ الاستعانۃ یلیق۔

خمر کی حرمت پر قرآن مجید سے دلائل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ○ انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون ○

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر صرف شیطانی کام ہیں سو تم ان کاموں سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو سکو، شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کو یاد کرنے اور نماز پڑھنے سے روک دے، تو کیا تم ان کاموں سے باز آنے والے ہو۔

(مائدہ: ۵/ ۹۱-۹۰)

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں شراب جوئے، بت اور فال کے تیروں کو نجس اور شیطانی کام قرار دیا ہے، اور ان کا شیطانی کام ہونا بھی ان کی نجاست کو مؤکد کرتا ہے کیونکہ شیطان نجس اور خبیث ہے کیونکہ وہ کافر ہے اور کفار نجس ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انما المشرکون نجس "مشرکین نجس ہیں" اور جو نجس ہو وہ نجاست کی دعوت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جب ان کاموں سے اجتناب کا حکم دیا تو ان کی دو خرابیاں بیان کیں ایک دنیاوی خرابی اور ایک اخروی خرابی دنیاوی خرابی شراب اور جوئے کی وجہ سے بغض اور عداوت ہے اور اخروی خرابی اللہ کی یاد اور نماز سے محرومی ہے، شراب اور جوئے سے بغض اور عداوت پیدا ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کا مقصد اپنے ساتھیوں کے ساتھ لطف و محبت کے ساتھ وقت گذارنا ہوتا ہے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ شراب عقل کو زائل کر دیتی ہے اور عقل زائل ہونے کے بعد شہوت اور غضب کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اس بناء پر ساتھیوں سے لڑائی ہو جاتی ہے اور آپس میں عداوت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے، اور جوئے میں جب ایک امیر آدمی اپنے کسی ساتھی سے جوا کھیل کے اپنی تمام پونجی ہار کر مفلس اور قلاش ہو جاتا ہے اور اس کا ساتھی اس کی تمام دولت پر قابض ہو جاتا ہے تو ہارنے والے کے دل میں جیتنے والے کے خلاف بغض اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔

شراب اور جوئے کا اللہ کی یاد اور نماز سے روکنا بھی واضح ہے، کیونکہ شراب پی کر انسان لذات دنیاویہ میں مستغرق ہو

جاتا ہے اور جب انسان دنیاوی لذتوں میں منہمک اور مستغرق ہو جائے تو دل میں خدا کی یاد رہتی ہے نہ نماز پڑھنے کی کوئی تحریک ہوتی ہے اور جو شخص جوئے کا رسیا ہو جائے اسے مخالف سے جیتنے کی دھن کے سوا اور کسی چیز کا ہوش نہیں ہوتا۔ [۱]

خمر کی حرمت پر احادیث اور آثار سے دلائل

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس قال حرمت الخمر حين حرمت وما نجد يعني بالمدينة خمر الاعناب الا قليلا وعامة خمرنا البسر والتمر۔ [۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت شراب حرام کی گئی اس وقت مدینہ منورہ میں انگوروں سے بنی ہوئی شراب بہت کم تھی اور ہماری عام شرابیں کچی کھجوروں اور چھواروں سے بنی ہوئی ہوتی تھیں۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ [۳]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الله الخمر وشاربها وساقيها وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة اليها۔ [۴]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب پر، شراب پینے والے پر، شراب پلانے والے پر، شراب فروخت کرنے والے پر، شراب خریدنے والے پر، شراب نچڑوانے والے پر، شراب نچوڑنے والے پر، شراب اٹھا کر لانے والے پر، اور شراب منگوانے والے پر لعنت کی ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شرب الخمر لم تقبل له صلاة اربعين صباحا فان تاب تاب الله عليه فان عاد لم يقبل الله صلوة اربعين صباحا فان تاب تاب الله عليه فان عاد لم يقبل الله صلوة اربعين صباحا فان تاب تاب الله عليه فان عاد الرابعة لم يقبل الله صلوة اربعين صباحا فان تاب لم

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے شراب پی اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی، اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور اگر اس نے دوبارہ شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں کرے گا اور اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا، اور اگر اس نے پھر شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں

---

[۱] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۴۶ - ۴۴۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ
[۲] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[۳] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[۴] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان، لاہور، ۱۴۰۵ھ

یتب اللہ علیہ وسقاہ من نہر الخبال قیل یا ابا عبدالرحمن وما نہر الخبال قال نہر من صدید اہل النار۔ [1]

کرے گا اور اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور اگر اس نے چوتھی بار شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں کرے گا، اور اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اس کو نہر خبال سے پلائے گا کہا گیا کہ اے ابو عبدالرحمان! نہر الخبال کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ وہ جہنمیوں کی پیپ کی نہر ہے۔

گذشتہ امتوں میں شراب کے حلال ہونے اور اس امت میں شراب کے حرام ہونے کی وجہ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

نشہ آور مشروبات کی تحریم کی حرمت بالکل واضح ہے کیونکہ یہ عقل کو زائل کر دیتی ہے جس سے خطاب الٰہی متعلق ہوتا ہے اور جس پر احکام کا مکلف ہونا موقوف ہے، البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہر شرائع سابقہ میں شراب کو کیوں حلال قرار دیا گیا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ گذشتہ امتوں کی عمریں بہت لمبی تھیں اور ان کے اجسام بہت مضبوط تھے ان کے جسموں میں ایسی قوت مدافعت رکھی گئی تھی جو شراب کی خرابیوں کا توڑ کر لیتی تھی، اس کے برخلاف اس امت کی عمریں کم ہیں اور اجسام کمزور ہیں اس وجہ سے وہ شراب کی فتنہ انگیزیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اس لیے ان کی بھلائی اسی میں تھی کہ ان پر شراب کلیۃً حرام کر دی جائے، اور ابتداءِ اسلام میں شراب کو حرام نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ شراب کی خرابیوں کا خود مشاہدہ کر لیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ اسلام نے احکام تدریجاً نازل کیے تاکہ لوگوں پر ان کا عمل کرنا دشوار نہ ہو۔ [2]

تحریم خمر کی تاریخ اور اس کے تدریجاً نازل ہونے کا بیان

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۹۱-۹۰ نازل ہونے سے پہلے خمر حرام نہیں تھی، اس کی تحریم تین ہجری میں غزوہ احد کے بعد نازل ہوئی اور غزوہ احد تین ہجری شوال کے مہینہ میں ہوا تھا خمر کی تحریم تدریجاً کئی حادثات کے بعد نازل ہوئی کیونکہ عرب کے لوگ شراب پینے کے خوگر اور رسیا تھے اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی:

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس۔ (بقرہ ۲۱۹)

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں آپ کہیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کے فائدے سے ان کا گناہ زیادہ بڑا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض لوگوں نے شراب کو ترک کر دیا اور کہنے لگے ہمیں اس کام کو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جس میں بڑا گناہ ہو، اور بعض دوسرے لوگوں نے شراب کو ترک نہیں کیا اور کہا ہم اس کے گناہ کو ترک کریں گے اور اس کی منفعت کو حاصل کریں گے تب یہ آیت نازل ہوئی:

لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۰۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۳۲۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

ما تقولون۔ (نساء: ۴۳) جاؤ حتیٰ کہ تم یہ سمجھنے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

پھر بعض لوگوں نے شراب کو ترک کر دیا اور کہا جس چیز کی وجہ سے ہم کو نماز ترک کرنی پڑے ہمیں اس کو پینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور بعض دوسرے لوگ اوقات نماز کے علاوہ شراب پیتے رہے حتیٰ کہ پھر یہ آیت نازل ہو گئی۔

یاایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (مائدہ: ۹۰) اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر محض شیطانی کام ہیں سو تم ان کاموں سے بچو، تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد شراب کلیۃً حرام ہو گئی، ابو میسرہ نے کہا شراب کی تحریم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سبب سے نازل ہوئی ہے، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے شراب کی خرابیاں بیان کیں، اور یہ بیان کیا کہ شراب پینے سے لوگوں کی کیا حالت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے شراب کی تحریم نازل کرنے کی دعا کی اور کہا: اللھم بین لنا فی الخمر بیاناً شافیاً "اے اللہ ہمارے لیے شراب کے متعلق واضح حکم نازل فرما، تب یہ آیات نازل ہوئیں۔[1]

خمر اور دیگر نشہ آور مشروبات کے متعلق مذاہب فقہاء

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابی بن کعب، حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم، فقہاء تابعین میں سے عطاء، طاؤس، مجاہد، قاسم، قتادہ، اور عمر بن عبد العزیز، ائمہ میں سے امام احمد، امام مالک اور امام شافعی کا یہ مسلک ہے کہ ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر حرام ہے، اور اس کا حکم وہی ہے جو انگور کے کچے شیرہ (جب کہ وہ سڑ جائے اور جھاگ چھوڑ دے) کا ہے اور اس کے پینے پر حد واجب ہے، اور امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ انگور کا شیرہ جب پکا لیا جائے اور اس کا دو ثلث اڑ جائے اور چھواروں اور منقیٰ کا پکا ہوا پانی خواہ اس کا دو ثلث نہ اڑا ہو، اور گندم، جوار، جو وغیرہ کا نبیذ خواہ کچا ہو یا پکا یہ تمام مشروبات اگر نشہ آور نہ ہوں تو حلال ہیں (یعنی اتنی کم مقدار جو نشہ نہ دے وہ حلال ہے اور جس مقدار میں یہ نشہ آور ہوں وہ حرام ہے اور نشہ پر حد واجب ہے۔ (سعیدی غفرلہ) لیکن انگور کا کچا شیرہ جب گاڑھا ہو جائے اور جھاگ چھوڑ دے یا جوش دینے کے بعد اس کا دو تہائی سے کم اڑ جائے یا چھواروں اور منقیٰ کا کچا پانی جب گاڑھا ہو جائے تو یہ مطلقاً حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حرمت الخمرۃ لعینھا والمسکر من کل شراب۔[2] خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا اور باقی مشروبات بشرط نشہ حرام کیے گئے ہیں۔

ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے اور مطلقاً حرام ہونے پر جمہور فقہاء کے دلائل اور ان کے جوابات

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز خمر

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۲۸۶ - ۲۸۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۱۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

ہے اور ہر خمر حرام ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چیز کثیر (مقدار میں) نشہ آور ہو وہ قلیل (مقدار میں) بھی حرام ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو امام ابو داؤد اور اثرم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (حضرت ابن عمر کی روایت ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابو داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی، موطا امام مالک اور مسند احمد میں ہے اور حضرت جابر کی روایت: جو چیز کثیر مقدار میں حرام ہو وہ قلیل مقدار میں بھی حرام ہے سنن ابو داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی اور مسند احمد میں ہے۔ سعیدی غفرلہ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور آپ نے فرمایا جس چیز کا ایک فرق (بارہ کلو) نشہ آور ہو اس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خمر کی تحریم نازل ہوئی اور وہ انگور، چھواروں، شہد، گندم اور جو سے بنتی تھی اور خمر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے نیز اس لیے کہ یہ چیز بھی نشہ آور ہیں سو یہ انگور کے شیرہ کے مشابہ ہیں (فقہاء احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ انگور کے کچے شیرہ کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات کو احادیث اور آثار میں بر بنائے مشابہت مجازاً خمر فرمایا ہے لیکن حقیقت میں انگور کا کچا شیرہ خمر ہے اور باقی نشہ آور مشروبات تشبیہاً اور مجازاً خمر ہیں۔ سعیدی غفرلہ) اور فقہاء احناف نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے اور باقی مشروبات بشرط نشہ حرام کیے گئے ہیں) اس کے متعلق امام احمد نے فرمایا نشہ آور چیز کی رخصت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے (نشہ آور چیز کی رخصت کے فقہاء احناف قائل نہیں ہیں البتہ خمر کے علاوہ جو چیز کم مقدار میں نشہ آور نہ ہو اس کی رخصت کے قائل ہیں۔ سعیدی غفرلہ) حضرت ابن عباس کی حدیث کو سعید نے مسعر سے روایت کیا ہے، اور ابو عون نے ابن شداد سے اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہر مشروب سے نشہ آور حرام ہے اور ابن منذر نے کہا کہ اہل کوفہ نے اخبار معلولہ سے استدلال کیا ہے ہم نے ان احادیث کو ان علل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اثرم نے بیان کیا کہ فقہاء کوفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور ان سب کے ان تمام روایات کا ضعف بیان کیا ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی روایت موقوف ہے۔[1]

فقہاء احناف نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: "خمر بعینہ حرام کی گئی ہے اور باقی مشروبات بقدر نشہ حرام کیے گئے ہیں"۔ اس حدیث کا مرفوعاً ہونا تو صحیح نہیں ہے لیکن اس کا موقوف ہونا صحیح ہے اور یہ حکماً مرفوع ہے اور یہ حدیث اسانید متعددہ سے روایت کی گئی ہے جس کا اظہار علامہ ابن قدامہ نے بھی کیا ہے اور ہم بھی اس کو ان شاء اللہ تفصیل سے بیان کریں گے اور جو حدیث متعدد اسانید سے مروی ہو وہ ضعیف نہیں رہتی بلکہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے اور اس سے استدلال کرنا صحیح ہوتا ہے علاوہ ازیں جمہور فقہاء کا استدلال جس حدیث سے ہے یعنی "جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔" دراصل اس حدیث کی سند ضعیف ہے نیز اس حدیث میں ایک اور احتمال بھی ہے لہٰذا اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، عنقریب ہم اس کو ان شاء اللہ وضاحت سے بیان کریں گے۔

خمر اور دیگر نشہ آور مشروبات کے متعلق امام ابو حنیفہ کا نظریہ

امام ابو حنیفہ کے نزدیک چار شراب حرام ہیں (۱) خمر (۲) طلاء یا باذق (۳) سکر (۴) نقیع الزبیب،

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۹ ص ۱۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

ان میں خمر حرام قطعی ہے اور باقی تین حرام ظنی ہیں، خمر کا ایک قطرہ پینا بھی حرام اور حد کا موجب ہے اور باقی تین شراہیں اگر بقدر نشہ پی جائیں تو حرام اور حد کی موجب ہیں اور اس سے کم مقدار میں حرام اور نجس نہیں ہیں، ان کی تعریفات حسب ذیل ہیں:

خمر: انگور کا کچا شیرہ جو سڑ کر جھاگ چھوڑ دے۔

طلاء، بازق انگور کا پکا ہوا شیرہ جو پکنے کے بعد دو تہائی سے کم اڑ جائے اور نشہ آور ہو۔

سکر جس کچے پانی میں تازہ کھجوروں کو ڈالا گیا ہو، وہ پانی سڑ کر جھاگ چھوڑ دے اور اس کی مٹھاس چلی جائے۔

نقیع الزبیب جس کچے پانی میں کشمش کو ڈالا گیا ہو وہ پانی سڑ کر جھاگ چھوڑ دے اور اس کی مٹھاس چلی جائے۔

یہ تعریفات علامہ علاؤ الدین حصکفی[1] اور ملا نظام الدین[2] کی عبارات سے ماخوذ ہیں۔

امام محمد لکھتے ہیں:

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنھم قال الخمر حرام قلیلھا وکثیرھا والسکر وھو النیٔ من ماء التمر ونقیع الزبیب اذا اشتد حرام مکروہ والطلاء وھو الذی ذھب اقل من ثلثیہ من ماء العنب وما سوی ذلک من الاشربۃ فلا باس بہ۔[3]

امام محمد، امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: خمر مطلقاً حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور سکر چھواروں کا کچا پانی ہے اور نقیع الزبیب (یعنی کشمش کا کچا پانی سڑ کر) جب گاڑھا ہو جائے تو مکروہ تحریمی ہے (اور اسی طرح) طلاء اور یہ وہ ہے کہ انگوروں کا شیرہ پکایا جائے اور اس کا دو تہائی سے کم اڑ جائے، اور اس کے سوا باقی مشروبات حلال ہیں (یعنی جب نشہ آور نہ ہوں)

جامع صغیر کی اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان چار شرابوں کے علاوہ ہر شراب جائز ہے خواہ وہ نشہ آور ہو، صاحب ہدایہ، ہدایہ کے شارحین اور بعض دوسرے فقہاء نے اس عبارت سے یہی مغالطہ کھایا ہے لیکن درحقیقت امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب بہ قدر نشہ حرام ہے اور اس کا پینا حد کا موجب ہے اس کی با دلائل وضاحت ہم نے شرح صحیح مسلم جلد رابع ص ۲۲۲۔ ۳۲۰، ص ۸۵۱۔ ۸۴۸ میں کر دی ہے، اس بحث کو وہاں دیکھ لیا جائے۔

خمر کے احکام کے متعلق دس ابحاث علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

خمر میں دس وجوہ سے بحث ہے:

---

[1] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۶ ملخصاً، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۰۔ ۴۰۹، مطبوعہ مطبع امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[3] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۵۲، ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

بحث اوّل: خمر کی حقیقت کا بیان انگور کا کچا پانی جب نشہ آور ہو جائے تو اس کو خمر کہتے ہیں، یہ تعریف ہمارے نزدیک ہے اور اہل لغت اور اہل علم کے نزدیک بھی خمر کا یہی معنی معروف ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ ہر نشہ آور چیز کو خمر کہتے ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ہر نشہ آور چیز خمر ہے" اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "خمر ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے" یہ فرما کر آپ نے انگور کی بیل اور کھجور کے درخت کی طرف اشارہ کیا، نیز خمر کا لفظ مخامرة العقل (عقل کو ڈھانپ لینا) سے ماخوذ ہے اور یہ وجہ اشتقاق ہر نشہ آور چیز میں پائی جاتی ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ انگور کے نشہ آور شیرہ کو خمر کہتے ہیں اسی بناء پر خمر کا استعمال صرف اسی معنی میں مشہور ہے، نیز خمر کی حرمت قطعی ہے اور باقی نشہ آور مشروبات کی حرمت ظنی ہے اور ان کی حرمت کے دلائل بھی ظنی ہیں، اور باقی نشہ آور مشروبات کو جو خمر کہا جاتا ہے وہ مخامرة العقل کی وجہ سے نہیں کہا جاتا بلکہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کا ذائقہ بھی خمر کی طرح کڑوا ہوتا ہے (یعنی اطلاق بطور مجاز و استعارہ ہے۔) نیز اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ خمر کا لفظ مخامرة العقل سے ماخوذ ہے تب بھی یہ وجہ اشتقاق اس بات کے منافی نہیں ہے کہ خمر انگور کے ساتھ مخصوص ہو، کیونکہ نجم کا لفظ نجوم سے ماخوذ ہے جس کا معنی ظہور ہے اس کے باوجود نجم کا لفظ ثریا کے ساتھ مخصوص ہے اور ہر ظاہر چیز کو نجم نہیں کہا جاتا، اور ثالثاً انہوں نے جو پہلی حدیث پیش کی ہے (یعنی ہر نشہ آور چیز خمر ہے) اس کو یحییٰ بن معین نے مطعون قرار دیا ہے۔ (یحییٰ بن معین نے کہا یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اور یحییٰ بن معین امام، حافظ اور ثقہ ہیں حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل نے کہا جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہ پہچانتے ہوں وہ حدیث نہیں ہے۔ عنایہ) اور دوسری حدیث (یعنی خمر ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے) اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا کھجور کی شراب کا حکم بیان کرنا تھا اور یہی بیان منصب رسالت کے لائق ہے (یعنی جب کھجور کی شراب کی مقدار کثیر نشہ آور ہو تو وہ بھی خمر کی طرح ہے یعنی حرام ہے اور اس سے حد لازم آتی ہے۔ عنایہ)

بحث ثانی: لفظ خمر کی تعریف کا بیان خمر کی مذکور الصدر تعریف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول یہ ہے کہ جب انگور کا شیرہ گاڑھا ہو جائے تو وہ خمر ہے وہ جھاگ چھوڑنے کی شرط نہیں لگاتے کیونکہ خمر کا لفظ فقط اتنی تعریف سے ثابت ہو جاتا ہے، اسی طرح محرّم ہونے کا سبب جو فساد میں مؤثر ہے اس کا مفہوم گاڑھا ہونے کی قید سے واضح ہو جاتا ہے، اور امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ شیرہ کا جوش کھانا گاڑھے ہونے کی ابتداء ہے اور اس کی تکمیل جھاگ چھوڑنے سے ہوتی ہے اور جھاگ سے ہی صاف گدلے سے ممتاز ہوتا ہے اور احکام شرعیہ قطعی ہیں لہٰذا ان کی حد متعین ہونی چاہیے اور وہ جھاگ چھوڑنا ہے سو جھاگ چھوڑنے کے بعد کوئی انگور کے کچے شیرہ کو حلال سمجھے تو وہ کافر ہو گا اور اس کو فروخت کرنا حرام ہو گا وغیرہ وغیرہ۔

بحث ثالث: خمر کے بعینہٖ حرام ہونے کا بیان خمر بعینہٖ حرام ہے اس کا حرام ہونا نشہ پر موقوف نہیں ہے، بعض لوگوں نے خمر کے بعینہٖ حرام ہونے کا انکار کیا اور یہ کہا کہ جو خمر نشہ آور ہو وہ حرام ہے کیونکہ اسی خمر کے پینے سے فساد ہوتا ہے اور وہی اللہ کی یاد سے روکتی ہے، اور یہ قول کفر ہے، کیونکہ یہ کتاب اللہ کا انکار ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو (مطلقاً) رجس (نجس) قرار دیا ہے اور رجس بعینہٖ حرام ہوتا ہے اور سنت متواترہ سے ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خمر کو حرام قرار دیا اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، نیز خمر کی قلیل مقدار زیادہ پینے پر ابھارتی ہے اور یہ خمر کی خصوصیت ہے، اسی وجہ سے کہ زیادہ خمر پینے سے زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور اس کی زیادہ طلب ہوتی ہے اس کے

برعکس کھانے پینے کی دوسری چیزوں کی یہ خصوصیت نہیں ہے، پھر ہمارے نزدیک خمر کی حرمت نشہ کی وجہ سے نہیں ہے (بلکہ خمر فی نفسہ حرام ہے نشہ دے یا نہ دے) اور باقی نشہ آور چیزوں پر اس کا حکم لاگو نہیں ہوتا کہ ان کا بھی ایک قطرہ حرام اور نجس ہو اور معمولی مقدار پینے سے بھی حد واجب ہو اگرچہ ان کا بقدر نشہ پینا حرام ہے جس کا ثبوت دیگر احادیث صحیحہ سے ہے۔ سیدی غفرلہ) اس کے برعکس امام شافعی (علمہ ائمہ ثلاثہ) باقی نشہ آور مشروبات پر بھی خمر کا حکم عائد کرتے ہیں، اور یہ قول بعید ہے کیونکہ یہ سنت مشہورہ کے خلاف ہے (کیونکہ حضرت ابن عباس نے فرمایا خمر بعینہٖ حرام ہے اور باقی مشروبات بہ قدر نشہ حرام ہیں) امام شافعی مخامرۃ العقل کے اشتراک کی بناء پر اس کا حکم ہر نشہ آور مشروب پر عائد کرتے ہیں حالانکہ کسی اسم کی وجہ اشتقاق کی بناء پر حکم متعدی نہیں کیا جاتا۔

بحث رابع ۴: خمر کی نجاست | خمر کی نجاست غلیظہ ہے، جس طرح پیشاب کی نجاست ہے کیونکہ جس طرح ہم بیان کر چکے ہیں اس کا ثبوت دلائل قطعیہ سے ہے۔

بحث خامس ۵: | خمر کو حلال سمجھنے والا کافر ہے، کیونکہ وہ دلیل قطعی کا انکار کرتا ہے۔

بحث سادس ۶: مسلمان کے حق میں خمر کا مال متقوم نہ ہونا | اگر مسلمان نے کسی شخص کی خمر تلف کر دی یا غصب کر لی تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا، اور خمر کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو نجس قرار دیا تو اس کو بے وقعت اور بے قیمت قرار دیا، اور کسی چیز کا قیمت والا ہونا اس کی عزت اور کرامت پر دلالت کرتا ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا: "جس ذات نے خمر کے پینے کو حرام کیا ہے اسی نے اس کو فروخت کرنے اور اس کی قیمت کھانے کو حرام قرار دیا ہے، خمر کی مالیت کے سقوط میں اختلاف ہے اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ خمر مال ہے، کیونکہ للطبائع خمر کی طرف میلان کرتی ہے سو کسی شخص نے اگر مسلمان کی کوئی رقم دینی ہو تو وہ اس کو خمر نہیں دے سکتا نہ مسلمان کا لینا جائز ہے اور اگر ذمی کو کوئی رقم دینی ہو تو وہ اس کے بدلہ میں خمر دے سکتا ہے کیونکہ ان کے ہاں خمر کی خرید و فروخت جائز ہے۔

بحث سابع ۷: خمر سے نفع حاصل کرنے کی حرمت کا بیان | خمر سے نفع حاصل کرنا حرام ہے کیونکہ خمر نجس ہے اور نجس چیز سے نفع حاصل کرنا حرام ہے اور نفع حاصل کرنے میں خمر سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

بحث ثامن ۸: خمر کی حد کا بیان | خمر پینے والے پر حد لگائی جائے گی خواہ اس کو نشہ نہ ہو، کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: جو شخص خمر پیئے اس کو کوڑے لگاؤ اگر دوبارہ پیئے تو پھر کوڑے لگاؤ اگر سہ بارہ پیئے تو پھر کوڑے لگاؤ اور اگر پھر خمر پیئے تو اس کو قتل کر دو، البتہ قتل کرنے کا حکم منسوخ ہو گیا اور کوڑے لگانے کا حکم باقی ہے (کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مسلمان کا خون صرف تین وجوہ سے جائز ہے: قتل کے بدلہ میں قتل کیا جائے یا شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے یا جو شخص مرتد ہو جائے، عنایہ) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہے اور اجماع صحابہ سے خمر کی حد اسّی کوڑے مقرر کی گئی ہے۔ (اس کا مکمل بیان ہم کتاب الحدود میں کر چکے ہیں)

بحث تاسع ۹: خمر کو پکانے کا بیان | خمر کو (آگ پر) پکانا اس میں مؤثر نہیں ہے (یعنی اس کے باوجود خمر حرام رہے گی) البتہ اگر کسی نے خمر کو آگ پر جوش دے کر پیا اور اس کو نشہ نہیں ہوا تو اس پر حد واجب نہیں ہے، کیونکہ قلیل مقدار پینے پر حد، انگور کے کچے شیرہ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کو پکایا جا چکا ہے۔

بحث عاشر: خمر کو سرکہ بنانے کا بیان

خمر کو سرکہ بنانے میں امام شافعی کا اختلاف ہے اور ہمارے نزدیک خمر کو سرکہ بنانا جائز ہے، کتاب البیوع میں ہم اس کو تفصیلاً بیان کر چکے ہیں۔ [1]

غیر خمر نشہ آور مشروبات کی قلیل مقدار کے جواز پر قرآن مجید سے استدلال

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرًا ورزقًا حسنًا۔ (نحل: ٦٧)

اور کھجور اور انگور کے کچھ پھل ہیں (کہ پانی میں ڈال کر) تم ان سے نبیذ اور اچھا رزق بناتے ہو۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فقہاء احناف نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ نبیذ کی غیر نشہ آور مقدار کو پینا جائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے پیدا کرنے کو اپنے بندوں پر احسان قرار دیا ہے اور احسان اسی چیز کا ہو سکتا ہے جو حلال ہو، لہٰذا یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ جب تک نبیذ نشہ آور نہ ہو اس کا پینا جائز ہے اور جب وہ نشہ کی حد کو پہنچ جائے تو پھر اس کا پینا جائز نہیں ہے اس استدلال کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: امام دار قطنی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب کی سے نشہ آور (مقدار) کو حرام کیا گیا ہے، ابراہیم نخعی، امام ابوجعفر طحاوی اور سفیان ثوری وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ نبیذ جب تک نشہ کی حد کو نہ پہنچے اس کا پینا جائز ہے۔ [2]

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ○ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون ○ (مائدہ: ٩١-٩٠)

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر صرف شیطانی کام ہیں سو تم ان کاموں سے بچو! تاکہ تم کامیاب ہو سکو، شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کو یاد کرنے اور نماز پڑھنے سے روک دے، تو کیا تم ان کاموں سے باز آنے والے ہو!

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نشہ آور چیز کی قلیل مقدار حرام نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام کرنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ خمر اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے اور بغض اور عداوت پیدا کرتی ہے اور نشہ آور مشروب کو قلیل مقدار میں پینے سے یہ اوصاف پیدا نہیں ہوتے، اور اگر ہم ظاہر آیت کا لحاظ کریں تو قلیل مقدار میں خمر بھی حرام نہیں ہونی چاہیے، لیکن ہم نے خمر کی قلیل مقدار میں اس قیاس کو چھوڑ دیا کیونکہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ خمر مطلقاً حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔ البتہ خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات میں ظاہر آیت کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ ان کی قلیل مقدار اللہ کے ذکر سے روکتی ہے نہ نماز سے اور نہ بغض و عداوت پیدا کرتی ہے۔ [3]

---

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۹۵ - ۴۹۲، مطبوعہ شرکۃ علمیہ ملتان

[2] علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۴ ص ۱۸۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[3] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۴۳، مطبوعہ ملک اینڈ سنز فیصل آباد

غیر خمر نشہ آور مشروبات کی قلیل مقدار کی حلت کے متعلق احادیث

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب مطلقاً حرام ہے خواہ اس کی مقدار کثیر ہو یا قلیل، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک خمر تو مطلقاً حرام ہے اور خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات جس مقدار میں نشہ آور ہوں اس مقدار میں حرام ہیں اور اس سے کم مقدار میں حرام ہیں نہ نجس اور ان کا پینا حلال ہے، امام ابو حنیفہ کا استدلال ان احادیث سے ہے:

امام ابو حنیفہ روایت کرتے ہیں:

ابو حنیفۃ عن ابی عون محمد الثقفی عن عبد اللہ بن شداد عن ابن عباس انہ قال حرمت الخمر قلیلھا وکثیرھا والسکر من کل شراب۔ [1]

امام ابو حنیفہ، ابو عون اور عبد اللہ بن شداد کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ خمر کو (مطلقاً) حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

امام ابو یوسف نے بھی اس حدیث کو امام ابو حنیفہ سے اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [2]

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابو بکر قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا مسعر عن ابی عون عن ابن شداد قال: قال ابن عباس: حرمت الخمر بعینھا قلیلھا وکثیرھا والسکر من کل شراب [3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اس حدیث کو امام دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

حافظ نور الدین الہیثمی ذکر کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینھا القلیل منھا والکثیر والسکر من کل شراب، قلت عزاہ صاحب الاطراف الی النسائی ولم ارہ۔ (رواہ الطبرانی باسانید ورجال بعضھا رجال الصحیح) [5]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے، صاحب اطراف نے اس حدیث کی امام نسائی کی طرف نسبت کی ہے لیکن میں نے اس حدیث کو سنن نسائی میں نہیں دیکھا، اس حدیث کو امام طبرانی کو متعدد اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے اور بعض اسانید کے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

---

[1] امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی متوفی ۱۵۰ھ، مسند امام اعظم ص ۳۵۴ (مترجم) مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

[2] امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۳ھ، کتاب الآثار ص ۲۲۸، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

[3] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۵ ص ۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[4] امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۲۸۵ھ، سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۵۶، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[5] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۵۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۲ھ

حافظ الہیثمی نے اس حدیث کو سنن نسائی میں نہیں دیکھا، لیکن یہ حدیث سنن نسائی میں پانچ سندوں کے ساتھ موجود ہے جن کو ہم سطور ذیل میں پیش کر رہے ہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ تقاضائے بشری سے حافظ الہیثمی کا تسامح ہے۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابوبکر بن علی قال اخبرنا القواریری قال ثنا عبد الوارث قال سمعت ابن شبرمة یذکر عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد عن ابن عباس قال حرمت الخمر قلیلہا وکثیرھا والسکر من کل شراب ۔[1]

امام نسائی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے، خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اخبرنا ابوبکر بن علی قال ثنا سریج بن یونس قال ثنا ھشیم عن ابن شبرمة قال حدثنی الثقة عن عبد اللہ بن شداد عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینہا قلیلہا وکثیرھا والسکر من کل شراب ۔[2]

امام نسائی دوسری سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن الحکم قال ثنا محمد ح واخبرنا الحسین بن منصور قال ثنا احمد بن حنبل قال ثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبة عن مسعر عن ابی عون عن عبد اللہ بن شداد عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینہا قلیلہا وکثیرھا والمسکر من کل شراب ۔[3]

امام نسائی دو سندوں کے ساتھ (یعنی تیسری اور چوتھی) حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اخبرنا الحسین بن منصور قال ثنا احمد بن حنبل قال ثنا ابراھیم بن ابی العباس قال ثنا شریک عن عباس بن ذریح عن ابی عون عن عبد اللہ بن شداد عن ابن عباس قال حرمت الخمر قلیلہا وکثیرھا وما اسکر من کل شراب ۔[4]

امام نسائی پانچویں سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینہا القلیل منہا والکثیر والسکر من کل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب

---

[1] امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹،

[3] سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹،

[4] سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹،

شراب ہے[1] یعنی اس سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

ہم نے حضرت ابن عباس کی اس روایت کے مستند کتب احادیث سے دس طرق بیان کیے ہیں، لہٰذا اس حدیث کے مشہور ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور اس حدیث کی بعض اسانید کے تمام راوی صحیح ہیں، جیسا کہ حافظ الہیثمی نے تصریح کی ہے اور یہ حدیث مشہور محکم اور غیر منسوخ ہے اس لیے فقہاء احناف کا اس حدیث سے یہ استدلال بالکل صحیح ہے کہ جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حلال ہے اور اس کا پینا جائز ہے۔

جس مشروب کی تیزی سے نشہ کا خدشہ ہو اس میں پانی ملانے کے بعد اس کو پینے کا جواز

جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار کے جائز ہونے پر فقہاء احناف نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ جس نبیذ میں شدت اور حدت ہو اور وہ اس شدت کی بناء پر نشہ آور ہو اس نبیذ میں پانی ملا کر اس کی شدت کو کم کر کے اور اس کی حدت کو توڑ کر پینا جائز ہے اور یہ عمل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بکثرت صحابہ اور فقہاء تابعین سے ثابت ہے:

امام محمد روایت کرتے ہیں:

محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم ان عمر رضی اللہ عنہ اتی باعرابی قد سکر فطلب لہ عذرا فلما اعیاہ الا ذھاب عقل قال احبسوہ فاذا صحا فاجلدوہ، ودعا بفضلۃ فضلت فی اداوتہ، فذاقھا فاذا نبیذ شدید ممتنع فدعا بماء فکسرہ (وکان عمر رضی اللہ عنہ یحب الشراب الشدید) فشرب وسقی جلساءہ ثم قال ھکذا اکسروہ بالماء اذا غلبکم شیطانہ قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ[2]

امام محمد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نشہ میں مدہوش اعرابی کو لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے عذر طلب کیا، جب وہ اپنی مدہوشی کی وجہ سے کچھ نہ بتا سکا تو آپ نے فرمایا اس کو باندھ دو، جب اس کو ہوش آ جائے تو اس کو کوڑے لگا دینا، پھر حضرت عمر نے اس اعرابی کے مشکیزہ میں بچے ہوئے مشروب کو منگوایا، پھر آپ نے اس کو چکھا تو وہ بہت تیز اور سخت (تلخ) نبیذ تھا، آپ نے پانی منگوا کر اس کی شدت اور حدت کو توڑا، پھر آپ نے اس کو پیا اور اپنے ساتھیوں کو پلایا، پھر آپ نے فرمایا جب اس کی تیزی اور نشہ تم پر غالب آ جائے تو اس کو پانی سے توڑ لیا کرو، امام محمد کہتے ہیں ہمارا اسی پر عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔

اس حدیث کو امام ابو یوسف نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

نیز اس حدیث کو امام عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، سنن کبری ج ۸ ص ۲۹۷، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[2] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ ھ، کتاب الآثار ص ۱۸۴ - ۱۸۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[3] امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ ھ، کتاب الآثار ص ۲۲۶، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

[4] امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۲۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عن مجاهد قال: عمد النبي صلى الله عليه وسلم الى السقاية سقاية زمزم فشرب من النبيذ فشد وجهه ثم امر به الثانية فكسر بالماء ثم شرب منه فشد وجهه ثم امر به الثالثة فكسر بالماء ثم شرب.[1]

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زمزم کی سبیل سے پانی پینے کا ارادہ کیا پھر آپ نے نبیذ پیا اور آپ کے چہرہ پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے، پھر آپ نے اس کو دوبارہ منگوایا اور اس کی شدت کو پانی سے توڑا، پھر آپ نے اس کو پیا اور پھر آپ کو ناگوار ہوا پھر آپ نے تیسری مرتبہ اس کی تیزی کو پانی سے توڑنے کا حکم دیا اور پھر اس کو پی لیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو زیادہ وضاحت سے روایت کیا ہے:

عن عكرمة عن ابن عباس قال اتى النبي صلى الله عليه وسلم السقاية فقال اسقوني من هذا فقال العباس الا نسقيك مما نصنع في البيوت؟ قال لا ولكن اسقوني مما يشرب الناس قال فاتى بقدح من نبيذ فذاقه فقطب ثم قال هلموا ماء فصبه عليه ثم قال زد فيه مرتين او ثلاثا قال: اذا اصابكم هذا فاصنعوا به هكذا۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سبیل پر آئے اور فرمایا مجھے اس سے پانی پلاؤ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم آپ کو وہ چیز نہ پلائیں جس کو ہم اپنے گھر میں تیار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مجھے وہ چیز پلاؤ جس کو لوگ پیتے ہیں، حضرت عباس نبیذ کا ایک پیالہ لے کر گئے، آپ نے اس کو چکھا، پھر ماتھے پر شکن ڈال کر فرمایا پانی لاؤ پھر اس میں پانی ملایا پھر مزید دو یا تین بار فرمایا اور زیادہ ملاؤ، اور فرمایا جب تم کو تیز لگے تو اس کو اس طرح کرو۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔[3]

نیز امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال: كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فاتى بقدح فيه شراب فقربه الى فيه ثم رده فقال له بعض جلسائه احرام هو يا رسول الله! قال: فقال ردوه فردوه ثم دعا بماء فصبه عليه ثم شرب ثم قال انظروا هذه الاشربة اذا اغتلمت عليكم فاقطعوا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس ایک پیالے میں ایک مشروب (سخت حدت والا نبیذ) لایا گیا، آپ اس کو منہ کے قریب لے گئے پھر واپس کر دیا، بعض شرکاء مجلس نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا اس کو واپس کرو سو اس کو واپس کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس میں پانی ملا کر اس کو پی لیا، پھر آپ نے فرمایا ان مشروبات کو غور سے دیکھا کرو جب یہ شروبات

[1] امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۲۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

[2] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ صنعانی متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۳۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[3] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبری ج ۸ ص ۳۰، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

متونها بالماء [1]

جوش کھارہے ہوں تو ان میں پانی ملا کر ان کی قوت کو کم کیا کرو۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے تین سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [2]

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عطش وھو یطوف بالبیت حول الکعبۃ فاستسقی فاتی بنبیذ من السقایۃ فشمہ فقطب فقال: علی بذنوب زمزم فصب علیہ و شرب فقال رجل: حرام ھو یارسول اللہ؟ قال: لا۔ [3]

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے گرد طواف کر رہے تھے، آپ کو پیاس لگی اور آپ نے پانی مانگا آپ کے پاس ایک برتن سے نبیذ لایا گیا، آپ نے اس کو سونگھا اور پھر ماتھے پر شکن ڈال کر فرمایا میرے پاس زمزم کا ڈول لاؤ، پھر آپ نے اس میں پانی ملا کر اس کو پی لیا، ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں!

اس حدیث کو امام بیہقی نے تین سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے [4] نیز اس حدیث کو امام نسائی [5] اور امام دارقطنی [6] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن میمون قال: قال عمر: انا نشرب ھذا الشراب الشدید لنقطع بہ لحوم الابل فی بطوننا ان یؤذینا فمن رابہ شیء فلیمزجہ بالماء۔ [7]

عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا ہم یہ تیز مشروب (نبیذ) پیتے ہیں تاکہ اس کی حدت سے ہمارے پیٹوں میں جو اونٹوں کا گوشت ہے وہ گل جائے اور ہمیں اس سے تکلیف نہ ہو جس شخص کو اس نبیذ کی تیزی سے (نشہ کا) خدشہ ہو وہ اس میں پانی ملالے۔

اس حدیث کو امام دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ [8]

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۰ - ۱۳۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ

[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۸ ص ۳۰۵ - ۳۰۴ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ

[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۸ ص ۳۰۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[5] امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۴۰۶ھ

[6] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[7] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۳ - ۱۴۲، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[8] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۰، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

عن همام قال اتي عمر بنبيذ زبيب من نبيذ الطائف قال فلما ذاقه قطب فقال: ان لنبيذ زبيب الطائف لغراما (لعله لغراما سعيد بن غفرله) ثم دعا بماء فصبه عليه فشرب وقال اذا اشتد عليكم فصبوا عليه بالماء واشربوا[1]

عن سعيد بن المسيب ان قوما من ثقيف لقوا عمر بن الخطاب وهو قريب من مكة فدعاهم بانيتهم فاتوه بقدح من نبيذ فقربه من فيه ثم دعا بماء فصبه عليه مرتين او ثلاثا فقال اكسروه بالماء[2]

ہمام کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس طائف کی کشمش کا نبیذ لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چکھ کر تیوری چڑھائی اور فرمایا طائف کی کشمش کے نبیذ میں شدت اور حدت ہوتی ہے، پھر آپ نے پانی منگا کر اس میں ڈال دیا اور فرمایا جب تم کو کوئی نبیذ شدید لگے تو اس میں پانی ڈال کر پی لو۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ مکہ کے قریب ثقیف کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے، آپ نے کہا تم لوگ اپنے اپنے نبیذ لے کر آؤ، وہ لوگ ایک پیالہ میں نبیذ لے کر آئے آپ نے اس کو منہ کے قریب لگایا پھر پانی منگا کر اس پر دو یا تین بار ڈالا پھر فرمایا اس کی تیزی کو پانی سے توڑ لیا کرو۔

اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے[3] نیز اس حدیث کو امام نسائی[4] اور امام دارقطنی[5] نے بھی روایت کیا ہے۔

ہر چند کہ امام نسائی اور امام دارقطنی نے ان میں سے بعض احادیث کی اسانید کو ضعیف کہا ہے لیکن تعدد طرق اور کثرت اسانید کی وجہ سے یہ احادیث لائق استدلال اور قابل احتجاج ہیں اور ان احادیث اور آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ جو نبیذ یا کوئی اور مشروب اپنی تیزی کی وجہ سے نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار جائز ہے اور اس میں پانی ملا کر اس کو کثیر مقدار میں پینا بھی حلال ہے کیونکہ اگر یہ ناجائز ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تیز مشروبات کو گرانے کا حکم دیتے لیکن آپ نے اس کے برعکس ان میں پانی ملا کر ان کو استعمال کرنے کی اجازت دی تو اس سے معلوم ہوا کہ جو نبیذ اپنی تیزی کی وجہ سے نشہ آور ہو اس میں پانی ملا کر اور اس کی تیزی توڑ کر اس کو استعمال کرنا جائز ہے اور یہی فقہاء احناف کثرہم اللہ کا نظریہ ہے نیز ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن دواؤں میں قلیل مقدار میں الکوحل شامل ہو (خواہ وہ ایلوپیتھک دوائیں ہوں یا ہومیو پیتھک) ان کا پینا جائز ہے کیونکہ اولاً تو ان میں الکوحل کی مقدار بہت کم ہوتی ہے ثانیاً یہ کہ دوسری دواؤں کی آمیزش کے بعد الکوحل کی شدت یا حدت ختم ہو جاتی ہے صرف اس کا اتنا اثر رہتا ہے جس سے اس دوا کو طویل عرصہ تک محفوظ کیا جاتا ہے۔

جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار کے حلال ہونے پر فقہاء احناف کے دلائل!

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۲۲۔۱۲۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] ؍؍ ؍؍ المصنف ج ۸ ص ۱۲۲

[3] امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۲۶-۲۲۷، مطبوعہ مکتب علمیہ بیروت، ۱۳۹۰ھ

[4] امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[5] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

عن عائشۃ قالت اشربوا ولا تسکروا ۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیو اور نشہ نہ کرو!

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں :

عن عبد اللہ بن مسعود قال بینا نحن نزول مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالابطح فذکر الحدیث وقال فیہ انی کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا تذکرکم الاخرۃ ونھیتکم عن لحوم الاضاحی ان تاکلوھا فوق ثلاث فکلوا وادخروا ونھیتکم عن الاوعیۃ ، وان الاوعیۃ لا تحرم شیئا فاشربوا ولا تسکروا ۔[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابطح (ایک وادی) میں گئے، وہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات فرمائے ان میں یہ بھی فرمایا کہ میں نے تم کو (پہلے) قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سواب ان کی زیارت کیا کرو یہ تم کو آخرت کی یاد دلائیں گی، اور میں نے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت جمع کرنے سے منع کیا تھا سواب تم کھاؤ اور ذخیرہ کرو، اور میں نے تم کو (چند) برتنوں (کے استعمال) سے منع کیا تھا، حالانکہ برتن کسی چیز کو حلال نہیں کرتے اب تم ان برتنوں میں پیو اور نشہ نہ کرو۔

علامہ ابوبکر رازی لکھتے ہیں :

حضرت ابوبردہ بن نیار بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " برتنوں میں پیو اور نشہ نہ کرو " آپ کا یہ ارشاد کہ برتنوں میں پیو ان مشروبات کے پینے کی طرف راجع ہے جن کا پینا پہلے ممنوع تھا آپ نے اس حدیث میں ان کے پینے کو مباح کر دیا اور یہ معلوم اور مقرر تھا کہ اس سے آپ کی مراد ان مشروبات کا پینا تھا جن کی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی ہے کیونکہ یہ کہنا تو صحیح نہیں ہے کہ پانی پیو اور نشہ نہ کرو، کیونکہ پانی کسی حال میں نشہ آور نہیں ہے سو اس سے ثابت ہوا کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار پینا جائز ہے۔ بہ کثرت صحابہ کرام سے نبیذ شدید کو پینا ثابت ہے، بعض آثار یہ ہیں:

علقمہ اور اسود بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انھوں نے ہم کو نبیذ شدید پلایا۔

نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ہم یحیٰی بن سعید قطان کے پاس کوفہ میں بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمیں نبیذ کی تحریم کے متعلق حدیث بیان کر رہے تھے اتنے میں ابوبکر بن عیاش آگئے انھوں نے یہ سن کر کہا: اے لڑکے خاموش رہو! اور کہا اعمش از ابراہیم نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ہم کو سخت تیز نبیذ پلایا جس کا آخر نشہ آور تھا۔

علقمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضرت عمر کے مشروب سے کچھ پی لیا تو حضرت عمر نے اس کو کوڑے لگائے، اعرابی نے کہا میں نے تو آپ کے مشروب سے پیا ہے، حضرت عمر نے اپنے مشروب کو منگایا اور پانی ملا کر اس کی تیزی کو توڑا پھر اس سے پیا اور فرمایا جس شخص کو اپنے مشروب کی تیزی سے (نشہ دینے) کا خدشہ ہو وہ اس میں پانی ملالے، ابراہیم نخعی نے بھی حضرت عمر سے اس کی مثل روایت کیا ہے اور اس روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے اس اعرابی کو مارنے کے بعد اس مشروب کو پیا۔[3]

---

[1] امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۵۹، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] اس واقعہ کے متعلق امام دارقطنی نے یہ روایت بیان کی ہے: ——— (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں) ———

عطاء بن ابی میمونہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا کہ حضرت ام سلیم اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہما کشمش اور چھواروں کو ملا کر ان کا نبیذ پیتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابو طلحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے (یعنی کشمش اور چھواروں کے مخلوط نبیذ سے) انھوں نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ میں تنگی کی بنا پر اس سے منع فرمایا تھا، جس طرح کھجوروں کو ملا کر کھانے سے منع فرمایا تھا۔ [١]

علامہ جصاص فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بکثرت روایات ہیں جن کو ہم نے کتاب الاشربہ میں بیان کیا ہے اور یہاں دوبارہ اس کی تطویل سے ہم نے اجتناب کیا ہے۔ ہمارے فقہاء احناف نے جن مشروبات کو حلال قرار دیا ہے تمام علم میں صحابہ اور تابعین میں سے کسی نے ان کو حرام نہیں کیا، صحابہ کرام اور فقہاء تابعین سے صرف نقیع الزبیب (کچے پانی میں کشمش کو ڈال دیا جائے وہ پانی سرخ ہو کر جھاگ چھوڑ دے اور اس کی مٹھاس چلی جائے۔ سعیدی غفرلہ) کو حرام کہا ہے، اور انگور کے پکے ہوئے شیرہ کو حرام کہا ہے جو پکنے کے بعد دو ثلث سے کم اڑ جائے اور نشہ آور ہو، (اس کو طلاء اور باذق کہتے ہیں) صحابہ کرام اور فقہاء تابعین کے بعد ایک قوم نے نبیذ (پانی میں انگوروں یا کھجوروں کو ڈال کر معمولی جوش دیا جائے حتیٰ کہ پانی میں ان کی مٹھاس آ جائے) کے معاملہ میں تشدد کی اور اس کو حرام قرار دیا، حالانکہ اگر نبیذ حرام ہوتا تو اس کی حرمت تواتر سے منقول ہوتی جیسا کہ خمر کی تحریم منقول ہے کیونکہ اس کے پینے میں عام لوگ مبتلا رہتے کیونکہ عام لوگوں کا مشروب کچی کھجوروں اور چھواروں کا مشروب تھا اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو لوگ نبیذ کو حرام کہتے ہیں ان کا قول باطل ہے۔ [٢]

نبیذ کی تعریف اور اس کا حکم

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

نبیذ چھواروں، کشمش، شہد اور گندم وغیرہ سے بنایا جاتا ہے بایں طور کہ ان کو پانی میں

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

عن عامر ان اعرابیا شرب من اداوۃ عمر نبیذا فسکر فضربہ عمر الحد۔ (سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۶۱)

عامر بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضرت عمر کے مشکیزہ سے نبیذ پیا اس کو نشہ ہو گیا تو حضرت عمر نے اس کو حد لگائی۔

نیز امام دار قطنی روایت کرتے ہیں:

عن الشعبی ان رجلا شرب من اداوۃ علی نبیذا بصفین فسکر فضربہ علی علیہ السلام الحد۔

(سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۶۱)

شعبی بیان کرتے ہیں کہ صفین میں ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کے مشکیزہ سے نبیذ پیا جس سے اس کو نشہ ہو گیا، تو حضرت علی نے اس کو حد لگائی۔

اس سے واضح ہوا کہ حضرت علی اور حضرت عمر ایسا تیز نبیذ پیتے تھے جس کا کثیر مقدار نشہ آور تھا، انھوں نے اعرابی اور اس شخص کو حد اس لیے لگائی کہ اس نے وہ نبیذ زیادہ مقدار میں پیا اگر وہ کم مقدار میں پیتا جس سے نشہ نہ ہوتا تو کوئی حرج نہ تھا۔ امام دار قطنی کا ان روایات کو غیر ثابت کہنا ان کے مسلکی تعصب کی بناء پر ہے، تاہم انھوں نے ان کو باطل یا موضوع نہیں کہا، اور یہ آثار متعدد اسانید سے ثابت ہیں اور ہمارے ائمہ نے ان سے استدلال کیا ہے اس لیے ان کا ضعف جاتا رہا۔ سعیدی غفرلہ

[٢] علامہ جصاص نے ان تمام آثار کو مکمل اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے، ہم نے اختصار کی وجہ سے ان اسانید کو حذف کر دیا۔ سعیدی غفرلہ

[١] علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ٣٧٠ھ، احکام القرآن ج ٣ ص ٤٦٥-٣٦٤، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ١٤٠٠ھ

ڈال کر آگ پر معمولی جوش دے لیا جائے، جوش دینے کی قید اس لیے لگائی ہے کہ جس کو آگ پر پکایا نہ جائے، وہ اجماع صحابہ سے حرام ہے، یعنی کشمش یا چھواروں کو پانی میں ڈال دیا جائے اور وہ گاڑھا ہو کر جھاگ چھوڑ دے۔ چھواروں کے نبیذ کی حرمت اور حلت دونوں کے متعلق احادیث آئی ہیں اور جب حرمت کی احادیث کو کچے نبیذ پر اور حلت کی احادیث کو پکائے ہوئے نبیذ پر محمول کیا جائے تو ان میں تطبیق ہو جاتی ہے اور تعارض اٹھ جاتا ہے۔ [1] کچے نبیذ کا حرام ہونا اور پکے ہوئے کا حلال ہونا نوادر کی روایت ہے، ظاہر الروایہ میں دونوں حلال ہیں۔ (سعیدی غفرلہ)

مثلث اور نبیذ شدید کے حلال ہونے پر فقہاء احناف کے دلائل

مثلث: انگور کے شیرہ کو آگ پر پکایا جائے حتیٰ کہ دو ثلث اڑ جائے اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔ (اس کی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی ہے۔)

نبیذ شدید: کشمش یا چھواروں کے پانی کو آگ پر پکا کر گاڑھا کر لیا جائے اور اس کا ذائقہ تلخ اور تیز ہو جائے (اس کی بھی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی ہے۔)

علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

جابر بن حصین اسدی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب آیا جس میں انھوں نے یہ حکم دیا کہ وہ کھانے کو ہضم کرنے کے لیے مشروب مثلث پیا کریں، اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ یہ کہتے تھے کہ میں اس کے پینے کو ترک نہیں کروں گا کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی مثلث پیتے تھے اور لوگوں کو بھی پلاتے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خمر کی تحریم کا خود سوال کیا تھا، اس لیے ان کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ جس چیز کی تحریم کو نص قرآن شامل ہے (جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں) اس کو حضرت عمر خود بھی پیتے تھے اور لوگوں کو بھی پلاتے تھے!۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت عمر میٹھا مثلث پیتے تھے اور ایسا مثلث نہیں پیتے تھے جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو، کیونکہ حضرت عمر یہ کہتے تھے کہ پکانے سے شیطان کا حصہ اور جنون ختم ہو جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر کھانا ہضم کرنے کے لیے مثلث پیتے تھے اور مثلث اس وقت ہاضم ہوتا ہے جب کہ وہ تلخ اور تیز ہو نہ کہ میٹھا ہو، اس کی دلیل وہ آثار ہیں جن کو امام محمد نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

زیاد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا مشروب پلایا کہ قریب تھا مجھے اپنے گھر کا راستہ نہ ملتا، میں نے صبح ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا، انھوں نے کہا ہم نے تمہیں عجوہ (ایک قسم کی عمدہ کھجور) اور کشمش کے نبیذ کے سوا اور کوئی چیز نہیں پلائی، دیکھئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا زہد اور تقویٰ معروف اور مسلم ہے، ان کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایسی چیز پیتے یا پلاتے ہوں گے جس کے بارے میں تحریم نازل ہو چکی ہو، حضرت ابن عمر نے زیاد کو تیز نبیذ پلایا تھا جس کا ان کے ذہن پر ایسا اثر ہوا کہ ان کو گھر کا راستہ ملنا مشکل ہو گیا، اس واقعہ کو اس طرح تعبیر کرنا ان کا مبالغہ تھا یہ نشہ نہیں تھا اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ کشمش اور کھجور کا معمولی جوش دیا ہوا تیز قسم کا نبیذ پینا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کشمش اور کھجور کا مخلوط نبیذ پینا بھی جائز ہے اس کے برخلاف بعض متشدد لوگ یہ کہتے ہیں کہ مخلوط مشروب

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

کہ پینا جائز نہیں ہے خواہ وہ میٹھا کیوں نہ ہو، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مخلوط مشروب (اس کو خلیطین کہتے ہیں) پینے سے منع فرمایا ہے، ہمارے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ یہ ممانعت تنگی اور قحط کے زمانہ پر محمول ہے، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اغنیاء کے لیے ان دو نعمتوں کے جمع کرنے کو ناپسند فرمایا تھا۔ اور بعض احادیث میں دو نعمتوں کے ملانے کی ممانعت کی تصریح بھی ہے، اور خوش حالی کے زمانہ میں مخلوط مشروب پینے کے جواز پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے چھواروں کا نبیذ بنایا آپ کو وہ اچھا نہیں لگا تو آپ نے مجھے اس میں کشمش ڈالنے کا حکم دیا، نیز جب ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنانا جائز ہے تو ان کو ملا کر نبیذ بنانا بھی جائز ہوگا۔ [1]

محمد بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رقیق مشروب کے متعلق لوگوں سے مشورہ کیا، ایک عیسائی نے کہا ہم اپنے گرجے میں ایک مشروب تیار کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں سے کچھ میرے پاس لاؤ! وہ اس کی کچھ مقدار لے کر آیا، حضرت عمر نے پوچھا تم اس کو کس طرح تیار کرتے ہو؟ اس نے کہا ہم انگور کے شیرہ کو پکاتے ہیں حتیٰ کہ اس کا دو تہائی اُڑ جاتا ہے اور ایک تہائی رہ جاتا ہے، حضرت عمر نے اس پر پانی ڈال کر پی لیا، پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو وہ مشروب پینے کے لیے دیا، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے خیال میں آگ کسی چیز کو حلال نہیں کرتی، حضرت عمر نے فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ خمر سرکہ بن جاتی ہے اور پھر ہم اس کو پیتے ہیں! اس حدیث میں مثلث کو پینے کے جواز کی دلیل ہے خواہ وہ تیز کیوں نہ ہو، کیونکہ حضرت عمر نے مثلث کے متعلق مشورہ کیا تھا نہ کہ شیریں مثلث کے لیے، یہ کھانے کو ہضم کرتا ہے اور رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کی طاقت دیتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی خیر خواہی اور ان کے معاملات میں غور و فکر کرتے رہتے تھے اور دینی معاملات میں مشورہ کرتے رہتے تھے۔ اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ اگر مثلث گاڑھا ہو تو اس میں پانی ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پانی مانگا، وہ آپ کے پاس ایک مشروب لے کر آئے، جب آپ اس کو منہ کے پاس لے گئے تو آپ کے چہرے پر ناگواری کا اثر ظاہر ہوا، پھر آپ نے پانی منگا کر اس میں ڈالا اور اس کو پی لیا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب ان (تیز) مشروبات میں سے کسی کے متعلق (نشہ آور ہونے کا) شک ہو تو پانی ملا کر اس کی طاقت کو توڑ دیا کرو۔ [2]

جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار کے حلال ہونے پر امام ابو یوسف اور علامہ سرخسی کے دلائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ محرّم کسی مشروب کا وہ آخری گھونٹ ہے جس سے نشہ پیدا ہو، اور خمر بعینہٖ حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر، اور مثلث اور کشمش اور چھواروں کے پکے ہوئے پانی (یعنی نبیذ) میں قلیل اور کثیر کا فرق ہے اس کی قلیل مقدار حلال ہے

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۵-۶، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] المبسوط ج ۲۴ ص ۷-۸

اور جس گھونٹ کے بعد نشہ پیدا ہو وہ حرام ہے اور وہ کثیر مقدار کا آخری گھونٹ ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا جو پیالہ نشہ آور ہو صرف وہ حرام ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: اس کی مثال کپڑے میں خون کی طرح ہے اگر کپڑے میں قلیل خون ہو تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے اور اس کی مثال نفقہ کی طرح ہے اگر انسان اپنی کمائی سے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے تو جائز ہے اور اگر خرچ میں اسراف کرے (یعنی ناجائز محل پر خرچ کرے) تو یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح نبیذ ہے اگر اس کو کھانے کے بعد پیا تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس کو بہ قدر نشہ پیا تو ناجائز ہے کیونکہ یہ اسراف ہے اس لیے نبیذ پیتے ہوئے جب نشہ ہونے لگے تو اس کو چھوڑ دے۔ دیکھئے مثلاً دودھ حلال ہے لیکن اگر کسی شخص کو زیادہ دودھ پینے سے نشہ ہونے لگے تو وہ زیادتی ناجائز ہوگی، نیز غور کیجئے کہ بھنگ سے علاج کرنا جائز ہے لیکن اگر بھنگ سے کسی شخص کی عقل ماؤف ہونے لگے تو وہ ناجائز ہوگی، اور اس تمام تفصیل سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ حرمت کا مدار نشہ لانے والے جز پر ہے البتہ خمر مطلقاً حرام ہے، نیز خمر کو تھوڑی مقدار میں پینا زیادہ پینے کا محرک ہوتا ہے اس لیے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے، اس کے برخلاف مثلث کی قلیل مقدار کثیر کی محرک نہیں ہوتی بلکہ اس کی قلیل مقدار کھانے کو ہضم کرتی ہے اور عبادت کرنے کی قوت دیتی ہے اور اس کی کثیر مقدار ضرر میں ورد کر دیتی ہے، کیا یہ مشاہدہ نہیں ہے کہ جو لوگ نشہ آور مشروبات کو پیتے ہیں وہ مثلث میں بالکل رغبت نہیں کرتے۔ [1]

حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار پینے کا جواز

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اعرابی لایا گیا جو نشہ میں تھا، اس کے پاس نبیذ مثلث کا ایک مشکیزہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے چھٹکارے کی کسی سبیل کا ارادہ کیا مگر وہ شخص بالکل مدہوش تھا، آپ نے اس کو قید کرنے کا حکم دیا، جب اس کے ہوش و حواس درست ہو گئے، تو آپ نے اس کے مشکیزے کو منگایا اس میں نبیذ تھا اس کو چکھا اور کہا اوہ! اس نے یہ کام کیا، پھر اس نبیذ کو ایک برتن میں ڈالا اور اس میں پانی ملا کر خود پیا اور اپنے اصحاب کو پلایا اور کہا جب تم کو کسی نبیذ کے بارے میں (نشہ آور ہونے کا) شک ہو تو اس میں پانی ملا کر اس کی تیزی کو توڑ دو، اس اثر میں یہ دلیل ہے کہ پکے ہوئے نبیذ کو پینے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ وہ تیز ہو کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خود پیا اور اصحاب کو پلایا، بلکہ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ نشہ آور مشروب کو قلیل مقدار میں پینا جائز ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جانتے ہوئے کہ وہ نبیذ نشہ آور تھا اس کو چکھا، اگر خمر کی طرح اس کی قلیل مقدار بھی نجس اور حرام ہوتی تو حضرت عمر اس کو کیسے پیتے جن کے بار بار اصرار کے بعد تحریم خمر نازل ہوئی تھی! (سعیدی غفرلہ) نیز روایت ہے کہ اس اعرابی نے پوچھا کیا آپ نے مجھے نبیذ پینے پر حد لگائی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تم کو صرف نشہ کی بنا پر حد لگائی ہے۔

حماد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابراہیم رحمہ اللہ کے پاس گیا وہ صبح کے وقت ناشتہ کر رہے تھے، انھوں نے نبیذ منگا کر پیا اور مجھے پلایا، جب انھوں نے میرے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے تو کہا مجھے علقمہ نے یہ حدیث بیان کی کہ وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پاس جاتے اور ان کے پاس ناشتہ کرتے اور ان کے پاس گھڑے میں رکھا ہوا نبیذ پیتے تھے اور روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نبیذ کی عادت تھی حتیٰ کہ ابو عبیدہ نے روایت کیا ہے کہ انھوں نے وہ سبز گھڑا دکھایا جس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے نبیذ بنایا جاتا تھا اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تیز نبیذ پیتے تھے اور نبیذ پینے کے عادی تھے، عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبیذ پلایا اور جب انھوں نے مجھ میں تغیر کے آثار دیکھے تو انھوں نے میری رہنمائی کے لیے میرے ساتھ قنبر کو بھیجا۔ (یعنی جب ان میں نشہ کی ابتدائی کیفیات دیکھیں۔)

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۹-۸، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، ۱۳۹۸ھ

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک قوم حلال مشروب پر جمع ہوتی ہے اور اس کو اس حد تک پیتی ہے کہ وہ ان پر حرام ہو جاتا ہے، یعنی جب وہ نشہ کی حد تک پہنچتی ہے، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ مثلث پیتے تھے اور لوگوں کو مثلث بنانے کا حکم دیتے تھے اور لوگوں کو تیز مثلث پلاتے تھے اور چونکہ مثلث پینے کی اباحت میں بہ کثرت آثار مروی ہیں اسی لیے امام ابو حنیفہ نے مذہب اہل سنت و جماعت کی خصوصیات میں سے یہ شمار کیا ہے کہ کھجور سے بنائے ہوئے نبیذ کو حرام نہ کہا جائے اور بعض سلف سے مروی ہے کہ اگر آسمان سے گر کر میرے دو ٹکڑے ہو جائیں تو میرے نزدیک یہ نبیذ کو حرام کہنے سے بہتر ہے، کیونکہ نبیذ کو حرام کہنے سے ان آثار مشہورہ کو رد کرنا لازم آتا ہے اور بڑے بڑے اولوالعزم صحابہ کے اقوال کو برا کہنا لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے، اور نبیذ کو حلال کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر شخص اس کو پیئے۔ نبیذ پینے کی رخصت تحریم کے بعد دی گئی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیذ کی تحریم کے وقت میں بھی اسی طرح موجود تھا جس طرح تم موجود تھے، پھر میں اس کو حلال قرار دیے جانے کے وقت بھی حاضر تھا اور میں نے اس کی تحلیل کو یاد رکھا اور تم بھول گئے، حضرت ابن مسعود کے اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ نبیذ کی حرمت کے متعلق جس قدر آثار مروی ہیں وہ سب اس کی رخصت کے حکم کے بعد منسوخ ہو گئے۔ [1]

تیز نبیذ پینے کی ممانعت کے منسوخ ہونے کا بیان

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے، صرف وہ گھونٹ حرام ہے جس سے نشہ ہو، حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں گئے، وہاں آپ کا ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو کشتی پر ڈال لگا رہے تھے، آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا گیا یہ اپنی شراب پینے سے بیمار ہو گئے تو آپ نے ان لوگوں کو کدو سے بنے ہوئے برتن، سبز گھڑوں اور تارکول لگے ہوئے برتنوں کے استعمال سے منع کر دیا۔ (ان برتنوں میں نبیذ بنایا جاتا تھا) جب آپ اس غزوہ سے واپس لوٹے تو ان لوگوں نے بدہضمی کی شکایت کی، آپ نے ان کو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی اور نشہ آور (مقدار) سے منع فرمایا، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبیذ پینے کی ممانعت پہلے تھی اور رخصت بعد میں دی گئی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں نشہ آور نبیذ سے مطلقاً منع فرمایا تھا اور بعد میں اس کی قلیل مقدار پینے کی اجازت دی بہ شرطیکہ اس کو نشہ آور حد تک نہ پیا جائے۔ [2]

کبار صحابہ اور فقہاء تابعین سے نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کے جواز کا بیان

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم یہ تیز نبیذ اس لیے پیتے ہیں کہ ہمارے پیٹ میں جو اونٹ کا گوشت ہے وہ گل جائے۔ اور ہم کو ایذا نہ دے جس شخص کو اپنے نبیذ کے بارے میں (نشہ آور ہونے کا) شک ہو وہ اس میں پانی ملا لے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ داؤد بن ابی ہند نے سعید ابن المسیب سے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کس مشروب کی اجازت دی تھی؟ انھوں نے کہا طلاء کی یعنی انگور کے شیرہ کو پکایا جائے جس کا دو ثلث اڑ جائے اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۱۲-۱۱، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] ,, ,, المبسوط ج ۲۴ ص ۱۳-۱۲، ,, ,, ,,

علی بن مسہر اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہم طلاء پیتے تھے۔

انس بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں کوئی بیماری تھی، انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے طلاء تیار کروں اور وہ کھانے کے بعد طلاء پیتے تھے۔

شریح بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شام میں طلاء پیتے تھے۔

صاحب الاستذکار نے کہا ہے کہ ہمارے علم میں طلاء (جس شیرہ کا پکنے کے بعد ایک ثلث باقی رہ جائے، ان تمام روایات میں طلاء سے مراد مثلث ہے) پینے کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، ہوان آثار سے معلوم ہوا کہ جس حدیث میں یہ ہے کہ جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے، اس حدیث میں قلیل سے وہ قلیل مراد ہے جو نشہ آور ہو، تاکہ ان آثار میں تضاد نہ ہو، پس آپ نے ملاحظہ کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ مثلاً حضرت عمر، حضرت علی اور دیگر اہل بدر سب نبیذ پینے کو جائز کہتے تھے اسی طرح بعد کے کبار تابعین بھی نبیذ کو جائز کہتے تھے مثلاً شعبی اور ان کی مثل، ابراہیم نخعی اور ان کی مثل، علقمہ، اسود، ابن ابی لیلی، عبید اللہ بن عبد اللہ بن مسعود اور سفیان ثوری یہ اپنے زہد و تقویٰ کے باوجود تیز نبیذ پیتے تھے حتیٰ کہ ان کے رخسار سرخ ہو جاتے تھے اور وکیع رمضان کی راتوں میں عبادت پر طاقت حاصل کرنے کے لیے نبیذ پیتے تھے۔ [1]

بعض جاہل لوگ تیز نبیذ کو خمر کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انھوں نے خمر کو حلال کر دیا، درحقیقت یہ اعتراض امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب پر نہیں ہے بلکہ یہ اعتراض کبار صحابہ اور فقہاء تابعین پر ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے اس مسئلہ میں کسی قول کو ایجاد نہیں کیا، بلکہ انھوں نے وہی کہا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور زہاد تابعین نے کہا ہے، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اور علقمہ، اسود اور ابراہیم نخعی کے بارے میں کیا کوئی شخص یہ گمان کر سکتا ہے کہ یہ فقہاء اور زہاد خمر پینے والے تھے اور نشہ کرنے والے تھے؟ یہی وجہ ہے کہ امام زاہد نجم الدین عمر نسفی نے یہ کہا ہے کہ چھواروں اور کشمش کے نبیذ کی حلت کا اعتقاد رکھنا واجب ہے تاکہ صحابہ اور تابعین کو فاسق قرار دینا لازم نہ آئے اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اہلسنت وجماعت کی علامت یہ ہے کہ چھواروں کے نبیذ کو حرام نہ کہا جائے۔ [2]

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: معراج میں ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا اگر مجھے تمام روئے زمین کی دولت دی جائے تو میں پھر بھی گھڑے میں بناتے ہوئے نبیذ کی حرمت کا فتویٰ نہیں دوں گا کیونکہ اس سے صحابہ کو فاسق کہنا لازم آتا ہے اور اگر مجھے روئے زمین کی تمام دولت دی جائے پھر بھی میں اس کو پیوں گا نہیں کیونکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ [3]

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۴۴۳، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[2] ،، ،، ،، بنایہ ج ۴ ص ۴۵۲-۴۴۳، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول۔

حدیث ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے) کی تحقیق

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں: یہ حدیث آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

الاول: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے عبید اللہ بن عمرو بن شیب عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے، اور امام عبد الرزاق نے بھی اپنی مصنف میں اس روایت کا ذکر کیا ہے۔

الثانی: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما امام ابو داؤد، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ ان کی حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن داؤد بن بکیر عن محمد بن منکدر عن جابر موفوعا، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے، امام ابن حبان نے اپنی مسند میں اس حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن موسی بن عقبۃ عن محمد بن منکدر عن جابر۔

الثالث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ امام نسائی نے اس حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی عن الولید بن کثیر عن الضحاک بن عثمان عن بکیر بن عبد اللہ بن الاشج عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن سعد۔ نیز اس حدیث کو امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

الرابع: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امام دار قطنی نے ان کی حدیث اس سند کے ساتھ روایت کی ہے: عن عیسی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی حدثنی ابی عن ابیہ عن جدہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ اس سند میں عیسی بن عبد اللہ متروک راوی ہے۔

الخامس: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے ان کی حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن ابی عثمان عن عمر بن سالم الانصاری عن القاسم عن محمد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے جس چیز کا ایک فرق (آٹھ کلو کا پیمانہ) نشہ آور ہو اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔ اس حدیث کی سند میں عمر بن سالم ضعیف ہے، امام دار قطنی نے اس حدیث کو متعدد اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے اور وہ سب ضعیف اسانید ہیں۔

السادس: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام اسحاق بن راہویہ نے ان کی حدیث کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے، اس کی یہ سند ہے: اخبرنا ابو عامر العقدی حدثنا ابو معشر عن موسی بن عقبۃ عن سالم بن عبد اللہ بن محمد عن ابیہ مرفوعا، اس کو امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔

السابع: خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ	ان کی حدیث کو حاکم نے مستدرک کی کتاب الفضائل میں روایت کیا اور سند کے متعلق سکوت اختیار کیا۔
الثامن: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	ان کی حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ [1]

ان تمام روایات کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ یہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں، اور امام احمد نے کہا ہے کہ جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہ پہچانتے ہوں وہ حدیث نہیں ہے، ثانیاً یہ حکم منسوخ ہو گیا، ابتداء میں جب شراب کے معاملے میں سختی کی گئی تھی تو نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو بھی حرام کر دیا تھا، بعد میں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نبیذ بنانے والے برتنوں میں پینے کی اجازت دی اور فرمایا پیو اور نشہ نہ کرو تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور بکثرت صحابہ سے تیز نبیذ کی قلیل مقدار کا پینا ثابت ہے۔ یہ تمام بحث ہم نے اس سے پہلے باحوالہ بیان کر دی ہے۔ ثالثاً نشہ آور مشروب کا وہ آخری گھونٹ حرام ہے جو نشہ لانے کا موجب ہو اور اس حدیث میں قلیل سے مراد وہی آخری گھونٹ ہے، اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے:

امام دار قطنی، علقمہ سے روایت کرتے ہیں:

عن علقمة عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كل مسكر حرام قال عبد الله هي الشربة التي اسكرتك [2]

علقمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور (مشروب) حرام ہے، حضرت عبداللہ نے کہا حرام وہ گھونٹ ہے جو تم کو نشہ میں لائے۔

امام دار قطنی، ابراہیم سے روایت کرتے ہیں:

عن ابراهيم عن ابن مسعود قال كل مسكر حرام هي الشربة التي تسكرك [3]

ابراہیم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، کہ ہر نشہ آور (مشروب) حرام ہے، اور حرام وہ گھونٹ ہے جو تم کو نشہ میں لائے

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

خمر قلیل اور کثیر ہر صورت میں حرام ہے کیونکہ خمر کی قلیل مقدار کثیر کی محرک ہوتی ہے، لیکن دوسرے مشروبات (مثلاً نبیذ وغیرہ) باوجود تیز اور گاڑھے ہونے کے ان کی قلیل مقدار کثیر کی محرک نہیں ہوتی، اس لیے ان کی قلیل مقدار مباح ہے البتہ جو مقدار نشہ آور ہو وہ حرام ہے، اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ نشہ آور آخری گھونٹ یا آخری پیالہ ہوتا ہے اور اس کا حکم اس مقدار کے خلاف ہے جو نشہ آور نہ ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے چند پیالے پانی پیا پھر اس نے ایک پیالہ خمر پی، تو اس پر خمر کی وجہ سے حد لازم آئے گی نہ کہ خمر سے پہلے پیتے ہوئے پیالوں کی وجہ سے، سو اس کی بھی یہی مثال ہے، اگر کسی مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۴۲۳، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[2] امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۵۰، مطبوعہ نشر السنہ ملتان

[3] '' '' '' سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۵۱، '' ''

ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہو جیسا کہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ کا حکم ہے، حدیث میں جو ہے کہ ہر نشہ آور حرام ہے یہ ہم کو تسلیم ہے اور اس سے مراد وہ آخری گھونٹ ہے جو نشہ آور ہوتا ہے، امام ابو یوسف نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی مشروب کو نشہ کے ارادہ سے پیئے تو اس مشروب کی قلیل اور کثیر مقدار حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص کھانا ہضم کرنے کے لیے کسی نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو پیتا ہے اس کا یہ حکم نہیں ہے اس کی نظیر چلنا ہے زنا کے قصد سے چلنا حرام ہے اور عبادت کے قصد سے چلنا عبادت ہے، اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جو یہ ارشاد ہے: "جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے" وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس آخری پیالہ پر محمول ہے جو نشہ کا موجب ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر۔

علاوہ ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ حکم ابتداء میں تھا جب شراب کے معاملہ میں سختی کی گئی تھی، پھر اس کے بعد قلیل مقدار پینے کی رخصت دے دی گئی اور جب احادیث کو جمع کرنا ممکن ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ بعض احادیث پر عمل کیا جائے اور بعض کو ترک کر دیا جائے۔ [1]

کچے نبیذ کے حلال ہونے پر دلائل

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے یا ان میں سے کسی ایک کا نبیذ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے بہ شرطیکہ ان کو پکا لیا جائے، کیونکہ کچی کھجور بھی چھواروں کی ایک قسم ہے، اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ چھواروں کا پکا ہوا نبیذ حلال ہے اور اس کی جو مقدار نشہ آور ہو وہ حرام ہے، اسی طرح چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانا یا کچی کھجوروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانا حلال ہے اس نبیذ کو خلیطین کہتے ہیں اور ہم اس کے جواز پر دلائل بیان کر چکے ہیں، اسی طرح شہد، جوار، گندم، جو، کشمش اور چھواروں میں سے ہر ایک کا نبیذ بنانا جائز ہے، ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنانا بھی جائز ہے اور ان کو ملا کر نبیذ بنانا بھی جائز ہے، چھواروں اور کشمش کے نبیذ کا حکم ہم بیان کر چکے اور باقی چیزوں کے نبیذ کے متعلق ظاہر حکم یہ ہے کہ ان کا نبیذ جائز ہے خواہ کچا ہو یا پکا، اور نوادر میں ہشام نے امام محمد رحمہ اللہ سے یہ روایت بھی کی ہے کہ گاڑھا ہو جانے کے بعد کچا نبیذ پینا جائز نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خمر پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے کھجور، انگور، گندم، جو اور جوار" اس حدیث سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان چیزوں سے حقیقتاً خمر بنی ہے، اس سے ان چیزوں کو خمر سے تشبیہ دینا مراد ہے، یعنی ان چیزوں کی شراب کا پینا بھی خمر کی طرح حرام ہے، اور یہ بات دلیل سے ثابت ہو چکی ہے کہ چھواروں اور کشمش کا کچا پانی اگر گاڑھا ہو تو اس کا پینا حلال نہیں ہے، اسی طرح باقی چیزوں کا کچا پانی بھی اگر گاڑھا ہو تو حرام ہے (یہ نوادر کی روایت تھی، اور ظاہر الروایہ کے مطابق کچا پانی ہو یا جوش دیا ہوا ہر صورت میں حلال ہے) ظاہر الروایہ کی دلیل یہ ہے کہ شہد، جوار اور جو حلال ہیں خواہ وہ پک کر متغیر ہوں یا غیر متغیر، سو اگر ان کو پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ پانی بھی حلال ہونا چاہیے، خواہ اس کو پکا کر متغیر کیا جائے یا نہیں، کیونکہ طعام کا تغیر اور گاڑھا ہونا حرمت میں مؤثر نہیں ہے۔ [2]

ان تمام دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ خمر (انگور کا سڑا ہوا شیرہ جو جھاگ چھوڑ چکا ہو) بعینہ حرام ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۱۷، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ ھ

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۱۸۔ ۱۷، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ ھ

یا زیادہ اور خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات کو اتنی مقدار میں پینا حرام ہے جتنی مقدار میں وہ نشہ آور ہوں اور اس سے کم مقدار میں (جس میں وہ نشہ آور نہیں ہے) اس کا پینا جائز ہے۔ اس مقدار میں وہ حرام ہیں نہ نجس۔ اس تفصیل سے اس اہم مسئلہ پر بحث کرنا مقصود ہے کہ ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک دوائیں جن میں الکوحل استعمال کی جاتی ہے اور انجکشن وغیرہ لگانے کے سلسلہ میں اسپرٹ استعمال ہوتی ہے اور اسی طرح پرفیوم وغیرہ میں بھی الکوحل استعمال ہوتی ہے، آیا ان کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں پہلے ہم دیگر اسلامی مفکرین کی آراء پیش کریں گے اس کے بعد دلائل سے اپنا نقطۂ نظر واضح کریں گے۔ لیکن پہلے ہم دیگر مروجہ نشہ آور اشیاء کا حکم بیان کریں گے۔

بھنگ کا لغوی معنی اور اس کی تاثیرات کا بیان

علامہ سید مرتضٰی زبیدی بھنگ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بھنگ ایک مشہور نبوٹی ہے جو اعضاء کو بے حس کر دیتی ہے، یہ حشیش کی غیر ہے یہ عقل کو ماؤف کر دیتی ہے، اجنون لاتی ہے، ورم، چھالوں اور دردوں میں سکون مہیا کرتی ہے۔ [1]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھنگ کے نقصانات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض حکماء نے بھنگ کے دنیاوی اور دینی نقصانات کی تعداد ایک سو بیس تک گنوائی ہے، یہ تفکرات اور اندیشوں کو جنم دیتی ہے، جسمانی رطوبتوں کو خشک کر دیتی ہے اور جسم کو گرم بیماریوں کی آماجگاہ بنا دیتی ہے، دنیائے اسلام کے مشہور طبیب محمد بن ذکریا نے کہا بھنگ کو کھانا درد سر کا باعث ہے، منی کو خشک کر دیتا ہے، تفکرات، خلل دماغ، دق، سل، علت المشائخ (مفعولیت)، استسقاء اور اچانک موت آنے کا سبب ہے، بعض علماء نے کہا کہ شراب کے تمام نقصانات حشیش میں موجود ہیں، بھنگ نشہ آور ہے اور عقل کو برباد کرتی ہے۔ اس سے گفتگو کا توازن بگڑ جاتا ہے اور دل میں پوشیدہ رکھنے والی باتیں زبان پر آجاتی ہیں، ابوالعباس بن تیمیہ نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ بھنگ شراب کی طرح نشہ آور ہے کیونکہ اس کے کھانے سے نشہ اور دماغی فتور لاحق ہو جاتا ہے۔ [2]

بھنگ کے شرعی حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

تاج الشریعہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص لاعلمی میں بھنگ پیئے اور اسی حال میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، لیکن اگر کوئی شخص عمداً بھنگ پیئے اور نشہ میں طلاق دے دے تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، صاحب المحیط نے کہا یہ تفصیل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے نیز صاحب المحیط نے بیان کیا کہ بھنگ کا نشہ حرام ہے اور بھنگ کے نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی۔ شیخ الاسلام خواہر زادہ نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ سقمونیا اور بھنگ کو علاج کی غرض سے قلیل مقدار میں کھانا جائز ہے، اور اگر وہ مقدار سے زیادہ اور عقل کو فاسد کرے تو پھر اس کا کھانا حرام ہے۔ [3]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

البحر الرائق کی کتاب الطلاق میں لکھا ہے کہ، اگر کوئی شخص لھو و لعب کے قصد سے بھنگ یا افیون کھائے اور اس کی عقل ماؤف ہو جائے تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی، کیونکہ یہ معصیت ہے اور اگر اس نے علاج کی غرض سے بھنگ یا افیون کھائی تھی تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ اب ان کو کھانا معصیت نہیں ہے، فتح القدیر میں بھی اسی طرح ہے، اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ بغیر غرض علاج

---

[1] علامہ سید محمد مرتضٰی حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۲ ص ۱۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۲۹۸، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنو

[3] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۳۶، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

کے بھنگ یا افیون کھانا حرام ہے اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ اس علت سے معلوم ہوا کہ علاج کی غرض سے بھنگ اور افیون کا کھانا جائز ہے۔ در البحر الرائق کی عبارت ختم ہوئی۔ یہ النہر الفائق میں بھی اس تفصیل کو لکھنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بھنگ کی کثیر اور نشہ آور مقدار کو استعمال کرنا مطلقاً حرام ہے اور اس کی قلیل مقدار کو بطور لہو و لعب کے استعمال کرنا بھی حرام ہے اور اگر اس سے نشہ ہو گیا اور نشہ میں طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور قلیل مقدار کو بغرض علاج کے استعمال کرنا جائز ہے اور اگر اس سے نشہ ہو گیا اور نشہ میں طلاق دے دی تو وہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔ [۱]

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں:

حشیش، افیون اور بھنگ طاہر ہیں کیونکہ یہ جامد چیزیں ہیں اور ان کو استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ یہ عقل کو معطل کر دیتی ہیں، البتہ ان کا بدن میں خارجی استعمال جائز ہے۔ [۲]

علامہ صاوی مالکی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز عقل کو بے کار کر دے وہ مسکر (نشہ آور) ہوتی ہے، اور جو حواس کو سلا دے اور کیف و سرور پیدا کرے اس کو مخدر (مسکن) کہتے ہیں، پہلی چیز نجس اور حرام ہے اور دوسری چیز طاہر اور حرام ہے۔ [۳]

ہر چند کہ علامہ دردیر مالکی اور علامہ صاوی مالکی نے بھنگ اور حشیش وغیرہ کے کھانے کو مطلقاً حرام کہا ہے لیکن علامہ دسوقی مالکی نے یہ لکھا ہے کہ ان کو بہ مقدار نشہ کھانا حرام ہے اور اس سے کم مقدار میں کھانا جائز ہے، علامہ دسوقی مالکی لکھتے ہیں:

حشیش، برش (ایک قسم کی گھاس) اور افیون مخدرات (مسکن اشیاء) ہیں بہ ہیں، علامہ قرافی کی یہی تحقیق ہے اور یہی مختار ہے، اس کے برخلاف علامہ منوفی نے ان کو نشہ آور قرار دیا ہے، ان کی جو مقدار عقل کو ماؤف نہ کرے اس کا استعمال جائز ہے۔ [۴] علامہ دسوقی کی یہ عبارت فقہاء احناف کے نظریہ کی مؤید ہے۔

علامہ شربینی شافعی لکھتے ہیں:

جامد اشیاء میں سے جو چیز عقل کو زائل کر دے اس کے استعمال پر حد نہیں ہے جیسے بھنگ اور حشیش کیونکہ ان میں کوئی قوت ہے نہ سرور اور ان کو کم مقدار میں پینا زیادہ مقدار میں پینے کا محرک نہیں ہوتا، البتہ ان میں تعزیر ہے۔ [۵]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

قال الرویانی والنبات الذی یسکر ولیس فیہ شدۃ مطربۃ یحرم اکلہ ولاحد علی اکلہ قال

علامہ رویانی نے کہا ہے کہ جو جڑی بوٹی نشہ آور ہو اور سرور لانے والی نہ ہو، اس کا کھانا حرام ہے اور اس کے کھانے

---

[۱] سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۴-۲۹۵، مطبوعہ مطبع عثمانیہ فیصل آباد

[۲] علامہ ابو البرکات احمد بن محمد دردیر مالکی، الشرح الصغیر علی اقرب المسالک ج ۱ ص ۴۷، مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۳۹۲ھ

[۳] علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ، حاشیۃ الصاوی علی شرح الصغیر ج ۱ ص ۴۷، مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۳۹۲ھ

[۴] شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی، ۱۲۱۹ھ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۱ ص ۵۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[۵] علامہ محمد شربینی شافعی الخطیب من قرن العاشر مغنی المحتاج ج ۴ ص ۱۸۷، دار احیاء التراث العربی بیروت

ویجوز استعمالہ فی الدواء وان افضی الی السکر مالم یکن منہ بد قال وما یسکر مع غیرہ ولا یسکر بنفسہ ان لم ینتفع بہ فی دواء وغیرہ فھو حرام وان کان ینتفع بہ فی التداوی حل التداوی بہ واللہ اعلم۔[1]

والے پر حد نہیں ہے اور یہ کہا کہ دوا میں اس کا استعمال کرنا جائز ہے خواہ اس سے نشہ پیدا ہو، بہ شرطیکہ اس دوا کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہو، اور جو جڑی بوٹی بنفسہ نشہ نہ دیتی ہو لیکن دوسری چیز کے ساتھ مل کر نشہ دیتی ہو اگر اس سے کسی دوا میں فائدہ حاصل نہ کیا جائے تو وہ اور دوسری چیز حرام ہے اور اگر اس سے کسی دوا میں فائدہ حاصل کیا جائے تو جائز ہے

علامہ نووی نے علامہ رویانی کی یہ عبارت روضۃ الطالبین میں بھی نقل کی ہے۔[2]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

آیا حرام است قلیل کہ سکر نیارد، تصریح کردہ است نووی در شرح مہذب کہ حرام نیست اکل قلیل از حشیش (الی قولہ) پوشیدہ نماند کہ ایں مشکل شود بر مذہب شافعیہ بر قول کسے کہ گوید از ایشاں کہ وے مسکر است وحالانکہ نزد ایشاں ہرچہ کثیر وے مسکر باشد قلیل وے حرام است۔[3]

بھنگ کی قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو آیا وہ حلال ہے یا نہیں؟ علامہ نووی نے شرح المہذب میں تصریح کی ہے کہ حشیش کی قلیل مقدار کھانا حرام نہیں ہے، اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ مذہب شافعی کا قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے تو جن شافعی علماء کے نزدیک بھنگ نشہ آور ہے، ان کے نزدیک اس کی قلیل مقدار کیسے جائز ہو گی؟

غالباً حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے خود شرح المہذب کو نہیں دیکھا اور کسی کا حوالہ دیکھ کر علامہ نووی کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ وہ بھنگ کی قلیل مقدار کو شرح المہذب میں جائز لکھتے ہیں، حالانکہ علامہ نووی شافعی نے شرح المہذب اور روضۃ الطالبین دونوں کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ نشہ آور جڑی بوٹی کو کھانا حرام ہے البتہ اضطرار کی صورت میں بطور دوا اس کا استعمال جائز ہے اور یہ ایک الگ بات ہے۔

ہم نے حضرت شیخ کی اس عبارت کی اس لیے وضاحت کی ہے کہ کوئی شخص اس عبارت کو پڑھ کر فقہاء شافعیہ کے مسلک کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔

شیخ ابن تیمیہ حنبلی لکھتے ہیں:

جو حشیش نشہ آور ہو اس کے پینے پر حد واجب ہے، اور صحیح قول یہ ہے کہ یہ نجس ہے، کیونکہ جس طرح انگور کی کچی شراب نشہ دیتی ہے (یعنی خمر) اسی طرح یہ بھی نشہ دیتی ہے، برخلاف اس چیز کے جو نشہ نہ دے بلکہ صرف عقل کو ماؤف کر دے جیسے بھنگ؛ اور جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حشیش نشہ نہیں دیتی بلکہ بغیر لذت کے صرف عقل کو ماؤف کرتی ہے اس

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح المہذب ج ۹ ص ۳۴، مطبوعہ دارالفکر بیروت
[2] " " روضۃ الطالبین ج ۳ ص ۲۸۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ ھ
[3] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ ھ، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۲۹۹، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

نے حشیش کی حقیقت کو نہیں جانا، کیونکہ اگر حشیش میں لذت نہ ہوتی تو لوگ اس کو کیوں کھاتے؟ البتہ بھنگ اس کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں کوئی لذت نہیں ہے اور شارع نے لذت دینے والی حرام چیزوں اور لذت نہ دینے والی حرام چیزوں میں فرق کیا ہے اول میں حد لازم کی ہے اور ثانی میں تعزیر اور حشیش پہلی قسم سے ہے اور بھنگ دوسری قسم سے ہے۔ [۱]

نیز شیخ ابن تیمیہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہر وہ چیز جو عقل کو زائل کر دے وہ حرام ہے خواہ اس سے لذت اور سرور حاصل نہ ہو، کیونکہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عقل کو ماؤف کرنا حرام ہے، البتہ بھنگ کی اتنی مقدار جو نشہ دے وہ عقل کو غائب کرے، اس میں تعزیر ہے۔ [۲]

حشیش کی تحقیق

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی حشیش کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حشیش ایک قسم کی سوکھی ہوئی گھاس ہے، بعض لوگوں نے کہا سبز گھاس کو حشیش کہتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ [۳]

علامہ بدر الدین عینی حنفی حشیش کے متعلق لکھتے ہیں:

حشیش، بھنگ کے علاوہ ایک قسم کی گھاس ہے، یہ ہلاک نہیں کرتی لیکن اعضاء کو بے حس کر دیتی ہے، اور سستی اور کاہلی پیدا کرتی ہے اور اس کی تاثیرات مذموم ہیں، اس لیے اس کے کھانے کے حرام ہونے پر متاخرین کا اجماع ہے۔ [۴]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

اگر نشہ آور چیز مشروبات کی جنس سے نہ ہو (یعنی جامد چیز ہو) جیسے حشیش تو اس کے کھانے والے کو تادیباً سزا دی جائے گی، لیکن اس میں حد نہیں ہے، اس کی طہارت میں تین اقوال ہیں جن کو قرافی نے ذکر کیا ہے، کیونکہ نشہ سے مراد وہ کیفیت ہے جس سے عقل فاسد ہو جائے اور اس سے بھی عقل فاسد ہو جاتی ہے، اسی طرح بھنگ بھی حرام ہے خواہ اس میں لذت نہ ہو۔ [۵]

شیخ ابن تیمیہ حنبلی لکھتے ہیں:

حشیش حرام ہے خواہ وہ نشہ دے یا نہ دے، حشیش کی جو مقدار نشہ آور ہو اس کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، اور جو شخص اس کو حلال کہے اس سے توبہ طلب کرنی چاہیے اگر وہ توبہ کرے تو فبہا ورنہ اس کو بطور مرتد قتل کرنا لازم ہے، اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر کوئی شخص اس کو عبادت سمجھے اور کہے کہ یہ ذکر و فکر میں معاون ہے (جیسا کہ آج کل کے بناوٹی درویش جو مزارات پر بیٹھ کر بھنگ پیتے ہیں چرس کے دم لگاتے ہیں اور حق ہو کے نعرے بلند کرتے ہیں) تو یہ اللہ کے دین پر بڑی جرات ہے، یہ امر نصاریٰ کے دین میں ہے وہ لوگ شراب کو عبادت سمجھ کر پیتے ہیں، یہ فواحش کو عبادت بنا دینا ہے، قرآن مجید میں ہے:

واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیھا آباءنا — جب یہ لوگ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے

---

[۱] شیخ ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی متوفی ۷۲۸ھ، مجموع الفتاویٰ ج ۳۴ ص ۱۹۸، مطبوعہ سعودی عربیہ

[۲] " " " " مجموع الفتاویٰ ج ۳۴ ص ۲۱۱،

[۳] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی حنفی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۴ ص ۲۹۸، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۰۶ھ

[۴] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۳۷-۳۳۶، مطبوعہ ملک اینڈ سنز فیصل آباد

[۵] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۳۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

واللہ امرنا بھا قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون (اعراف: ۲۸)

ہیں یہ ہمارے باپ دادا سے ہوتا آیا ہے، اور اللہ نے ہم کو اس کا حکم دیا ہے، آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا، کیا تم اللہ پر ایسی باتیں لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے۔

اور جس شخص نے یہ جان لیا کہ یہ حرام ہے اور پھر اس کی حرمت کا اقرار نہیں کیا وہ کافر اور مرتد ہے۔ [1]

افیون کی تعریف اور تحقیق

افیون (افیم) یہ لفظ یونانی زبان سے ماخوذ ہے، افیون اس خشک شدہ لیس دار عرق کا نام ہے جو پوست (خشخاش) کے کچے ڈوڈے سے نکالا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے زمانہ میں افیون طبی ضروریات کے لیے اور بطور مخدر استعمال کی جاتی تھی، بالائی مصر میں پوست کی کاشت بہت قدیم زمانہ سے ہوتی تھی ساتویں صدی ہجری (تیرھویں صدی عیسوی) میں بہترین افیون ابوتیج میں تیار کی جاتی تھی جو اسیوط کے جنوب میں ہے، پوست کی کاشت اور افیون کی تیاری کا کام مصر میں انیسویں صدی میلادی کے اوائل تک فروغ پر رہا، ایشیائے کوچک میں پوست کی کاشت کا رواج صلیبی جنگوں کے بعد عام ہوا اور ترکوں کے عہد میں اس پودے کو قرہ حصار کے قریب مرجار کی آب و ہوا خصوصیت سے بہت راس آئی چنانچہ اس شہر کا عرف ہی افیون قرہ حصار ہو گیا، بیسویں صدی میلادی تک پوست کی کاشت اور افیون کی تیاری اور برآمد کا مرکز بنا رہا۔

ایران اور ترکی میں افیون کو تریاق (دافع زہر) بھی کہتے ہیں، یزد اور اصفہان سے افیون ہندوستان اور ترکی کو برآمد کی جاتی تھی، افیون نے ہندوستان میں خاصا اہم کردار ادا کیا، یہاں ان ڈوڈوں کو جن سے افیون نکالی جاتی ہے پوست کہتے ہیں، اور انہیں جوش دے کر عرق نکال لیا جاتا ہے، افیون تیار کرنے کا علم اہل چین کو ازمنہ وسطیٰ کے ہندوستان سے حاصل ہوا۔ [2]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

افیون خشخاش کا عرق ہے اگر کوئی شخص مسلسل چار دن افیون کھائے تو اس کا عادی ہو جاتا ہے، اور اس کو چھوڑنے سے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، یہ جسم میں ایک سوراخ کر دیتی ہے جو افیون کے سوا اور کسی چیز سے نہیں بھرتا۔ [3]

افیون کا شرعی حکم

افیون نشہ آور ہے اور اعضاء کو سست اور اعصاب کو ڈھیلا کر دیتی ہے، اور ہر وہ چیز جو نشہ آور ہو اور اعضاء کو سست اور ڈھیلا کر دے اس کو کھانا یا پینا حرام ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ام سلمۃ قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر۔ [4]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ دینے والی اور اعضاء کو ڈھیلا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔

---

[1] شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ، مجموع الفتاویٰ، ج ۳۴ ص ۲۱۱-۲۱۰، مطبوعہ سعودی عربیہ

[2] اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ ج ۳ ص ۲۰۳، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۷ھ

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۵ ص ۲۹۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[4] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

اس حدیث کو امام احمد نے بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ [1]

علامہ علاؤ الدین الحصکفی حنفی لکھتے ہیں:

افیون کھانا حرام ہے کیونکہ یہ عقل کو فاسد کرتی ہے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے، لیکن اس کی حرمت خمر سے کم ہے، سو اگر کسی نے افیون کھائی تو اس پر حد نہیں ہوگی خواہ اس کو افیون سے نشہ ہو گیا ہو، بلکہ اس کو حد سے کم تعزیر لگائی جائے گی۔ [2]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

بھنگ اور سقمونیا کو علاج کی غرض سے کھانا جائز ہے اور اس سے زیادہ حرام ہے، اسی طرح دیگر جامد اشیاء جو عقل کو فاسد کرتی ہیں ان کو علاج کی غرض سے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس سے نفع ہو اور اس سے زیادہ مقدار میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے جو نقصان کا باعث ہو۔ [3]

سکون آور دواؤں کا شرعی حکم

سکون آور ادویہ مثلاً ایٹی وان، ڈائزو پام، ویلیم، لبریم اور ٹفرانیل وغیرہ کو بھی مرض کی حالت میں ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق استعمال کرنا جائز ہے، بے خوابی، اعصابی بے چینی، مالیخولیا اور دیگر دماغی امراض میں ان ادویہ کا استعمال صحیح ہے، لیکن ان دواؤں کو بطور عادت یا نشہ استعمال کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح ڈرگ اور ہیروئن کا استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ یہ تمام دوائیں وقتی طور پر اعصابی ہیجان کو دور کرتی ہیں لیکن ان کے مابعد اثرات زندگی اور صحت کے لیے بہت مضر ہیں سکون آور ادویہ استعمال کرنے والے شخص کے پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں اور انجیر عمر میں اس پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔

تمباکو نوشی کی تاریخ

کولمبس نے جب امریکہ بھی دریافت کیا اس نے تمباکو بھی دریافت کی۔ انڈین لوگ اسے جلاتے بھی تھے۔ نسوار کی طرح چباتے بھی تھے۔ انہیں اس کی کاشت کا طریقہ بھی آتا تھا۔ یہ طریقہ نو واردوں نے بھی سیکھ لیا۔ مشکل سے چالیس سال بعد ہی اس کی کاشت ویسٹ انڈیز میں ہونے لگی۔ ۱۵۶۰ء میں یہ یورپ میں بھی اگائی جانے لگی سنہ ۱۶۰۰ء میں یہ پودا برازیل میں بھی پہنچ گیا۔

۱۶۰۰ء میں ہی والٹر ریلے نے تمباکو نوشی کو انگلینڈ میں عام کر دیا۔ یہاں سے یہ پیریس میں بھی اگایا جانے لگا۔ اور پھر یہ اتنا مقبول ہو گیا کہ مقبولیت کاشت سے بھی بڑھ گئی۔ اٹھارویں صدی تک اس کی بڑی تعداد ورجینیا اور میری لینڈ سے برآمد ہو رہی تھی۔

سگریٹ سترھویں صدی میں متعارف ہوا۔ ۱۹۰۰ء تک یہ زیادہ مقبول نہ تھا۔ تاہم پہلی جنگ عظیم میں اس کی مقبولیت تیزی سے بڑھی حتیٰ کہ عورتوں نے بھی سگریٹ پینا شروع کر دیا۔

چونکہ اس کے اثرات پر کوئی تحقیق نہیں ہوئی تھی لہٰذا اس کا استعمال عام ہوتا چلا گیا اور کسی جانب سے کوئی اعتراض نہ اٹھا۔ اس وقت تقریباً .... کاشت کار صرف امریکہ میں اس پودے کی کاشت کرتے ہیں۔ آمدنی کا حساب بلین ڈالروں میں کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں تمباکو کی صنعت ایک بڑی صنعت ہے۔ اگر صرف ان سگریٹوں کو جو امریکہ میں سال بھر استعمال ہوتی ہیں۔ ایک

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۴۷۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[3] علامہ سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۴۰۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

ساتھ رکھ کر جوڑا جائے تو یہ نیویارک سے لندن تک کے فاصلے کو گیارہ ہزار چھ سو اسی مرتبہ گھیر سکتی ہیں۔

تمباکو نوشی کے نقصانات

تمباکو نوشی بمقابلہ وزن: ہماری عمر کے تمباکو نوشوں کی تعداد ان لوگوں سے کم ہے جو تمباکو نوشی نہیں کرتے مگر موٹے ہیں۔ تمباکو نوشی وزن بڑھنے سے روکتی ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ تمباکو نوشی چھوڑ کر موٹا ہوا جا سکے۔

زکام: ایک سگریٹ پینے سے بدن میں تقریباً ۵ ڈگری حرارت کم ہو جاتی ہے۔ خون کی نالیاں سکڑتی ہیں۔ آکسیجن کی سپلائی کم ہو جاتی ہے جس سے زکام ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اور آگے چل کر لقوہ وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔

تمباکو نوشی بمقابلہ زندگی: جو تمباکو نوشی نہیں کرتے ان کے مقابلہ میں تمباکو پینے والوں میں موت زیادہ پائی گئی ہے۔ یہ شرح اموات ۷۰٪ زائد ملی ہیں۔

جب نکوٹین خون میں مل جاتی ہے تو دل کی دھڑکنیں تقریباً ۴۰٪ بڑھ جاتی ہیں۔

نکوٹین کے نشہ آور اثرات کو ختم کرنے کے لیے بدن کو شکر زیادہ جلانی پڑتی ہیں۔ ڈاکٹر لائنس نے جنھیں دو بار نوبل پرائز مل چکا ہے تحقیق سے بتایا ہے کہ اگر آپ دن میں بیس سگریٹیں پیتے ہیں اور آپ کی عمر پچاس سال ہو تو آپ جان لیں کر آپ کی حالت ۵۰ سالہ بوڑھے جیسی ہو گی جو سگریٹ نہیں پیتا۔ گویا ہر سگریٹ آپ کی زندگی میں سے ۱۲، ۱۴ منٹ کی کمی کرتی چلی جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ سگریٹ نوشی سے جو نکوٹین ہمارے اندر جاتی ہے۔ وہ ہمارے بدن میں کولیسٹرول کی بڑی مقدار پیدا کرتی ہے سگریٹ نوشی سے بدن کے اندر پیدا ہونے والے نشہ آور عناصر ہمارے مثانے میں جمع ہوتے رہتے ہیں اس سے تمباکو نوشوں کے ہاں مثانے کے کینسر کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

اگر آپ کی عمر تیس سے پچاس سال کے درمیان ہے۔ اور آپ سگریٹ بھی بہت پیتے ہیں تو ان کے مقابلے میں جو سگریٹ نہیں پیتے آپ کی زندگی کو ۹۰٪ موت کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

امریکہ کے سرجن جنرل کا دعویٰ ہے کہ سگریٹ پینے والوں کی بڑی تعداد (سگریٹ نہ پینے والوں کے مقابلے میں) خون کی شریانیں سکڑنے، پھیپھڑوں کے کینسر، کھانسی، دمے، اور امراض قلب سے مرتی ہے۔

آپ کی ہر سیاہ رمی سگریٹ کے کش میں کاربن مونو آکسائیڈ اور ہائیڈروجن سائینائیڈ ہوتا ہے۔ یہ دونوں گیسیں زہریلی ہیں۔ یاد رکھیں کہ نکوٹین ایسا زہر ہے جو کیڑے مکوڑے مارنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

نکوٹین ایک قسم کی تحریک دیتی ہے اور بعد میں یہی ڈپریشن کا باعث بنتی ہے۔ اس کے باعث جو شکر بدن میں بنتی ہے۔ اور اثرات اعصاب پر مرتب ہوتے ہیں وہ بھوک کو ختم کر دیتے ہیں تاہم اس کو چھوڑنے کے بعد بھوک پھر چمک اٹھتی ہے۔ (سگریٹ نوشی چھوڑیئے، ص ۱۲۔ ۹، مطبوعہ کراچی)

تمباکو نوشی کے نقصانات کے متعلق جدید تحقیق

اگر یہ کہا جائے سگریٹ نوشی ایک خوبصورت اور میٹھا زہر ہے تو بے جا نہ ہو گا! آج کل زیادہ تر اموات براہ راست تمباکو نوشی سے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ کے سائنس دان برسہا برس تمباکو نوشی پر تحقیقات کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ:

۹۰ فیصد اموات پھیپھڑوں کے سرطان سے۔

۲۵ فی صد دل کے امراض سے۔

۷۵ فی صد دمے اور نظام تنفس کی خرابیوں سے واقع ہوتی ہیں۔

وطن عزیز میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر سال پانچ سے دس لاکھ افراد سگریٹ نوشی کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں برطانیہ میں ہر سال چالیس ہزار افراد جو ساٹھ برس سے کم عمر رکھتے ہیں، سگریٹ نوشی سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں اور جو زندہ بچتے ہیں وہ درد سر، حافظے کی کمزوری، سکتہ، فالج، بے خوابی، دیوانگی، کھانسی، دمہ اور یرقان جیسی مہلک بیماریوں کا شکار رہتے ہیں۔

آج کل ساری دنیا میں تمباکو نوشی کے خلاف شور وغوغا بلند ہو رہا ہے۔ سگریٹ نوشی کے مضر اثرات پر جو تحقیقات ہو رہی ہیں، ان میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق سگریٹ نوشی سے جگر بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ سگریٹ کے تمباکو کے دھوئیں میں ہائیڈروسائنک ایسڈ، کاربن مونو آکسائیڈ اور دو سے پانچ فی صد نکوٹین کی زیادہ مقدار استعمال کرنے سے دانت فرسودہ اور پیلے ہونے کے ساتھ ساتھ قوت ذائقہ متاثر ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ اس سے سینے میں گرمی اور جلن کا احساس پیدا ہو جاتا ہے جو بعض اوقات معدے تک پھیل جاتا ہے جس کی وجہ سے قے اور السر (زخم معدہ) کی شکایات پیدا ہو سکتی ہیں۔ تمباکو کے سبب سے پہلا اثر آنکھوں پر ہوتا ہے، پکے اور عادی سگریٹ نوشوں کی بصارت شاذ و نادر ہی درست رہتی ہے۔ بعض اوقات آدمی بالکل ہی اندھا ہو جاتا ہے۔ تمباکو نوشی کے اثرات جہاں تمام جسم انسانی پر مرتب ہوتے ہیں، وہاں خون بھی اس کے عتاب سے محفوظ نہیں رہتا۔ جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ تمباکو نوشی سے جسم پیلا، سست اور رنگت زردی مائل پڑ جاتی ہے۔ زبان پر مسلسل سنسناہٹ اور بعض اوقات کھجلی کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ نکوٹین کا زہر اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ اس کیفیت کے جاری رہنے کی صورت میں زبان کا سرطان پیدا ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اتنے مہلک اثرات کا پتا لگ جانے کے بعد اگر یہ کہا جائے کہ نوع انسانی کو ایٹم و ہائیڈروجن بموں سے اتنا خطرہ نہیں جس قدر سگریٹ نوشی سے ہے تو غلط نہ ہوگا۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں سگریٹ نوشی فیشن کے طور پر اپنائی جا رہی ہے۔ جائے نماز ہو کہ کتب خانہ، اسٹیشن ہو کہ کالج، زیر تعمیر بستی کا احاطہ، اسپورٹس کمپلیکس حتیٰ کہ قبرستان، ریل، بس، گاڑی اور اب تو ہوائی جہاز میں بھی آپ کو تمباکو نوشی کے دلدادہ نظر آئیں گے۔

ایک سروے رپورٹ کے مطابق بمبئی سے چالیس فی صد طلبہ و طالبات اور ساٹھ سے ستر فی صد مزدور طبقہ اس بُری لت یعنی تمباکو نوشی میں مبتلا ہے۔ (سائنس میگزین کراچی جولائی ۱۹۹۱ء)۔

۱۹۶۴ء میں پہلی بار محکمہ صحت کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ سگریٹ نوشی پھیپھڑوں کے سرطان کا سبب ہے، نیز سگریٹ نوشی سے اعصاب اور اعضاء بہت کمزور ہو جاتے ہیں اور اس سے دل کے دورے پڑنے شروع ہو جاتے ہیں، سگریٹ نوشی سے دو مہلک چیزیں پیدا ہوتی ہیں، کاربن مونو آکسائیڈ اور نکوٹین۔

سگریٹ نوشی کے اثرات فی الفور رونما نہیں ہوتے، بلکہ اس کے اثرات بتدریج رگ و ریشے میں سرایت کر جاتے ہیں کیونکہ کاربن مونو آکسائیڈ تین سے پانچ فی صد تک صرف دھوئیں سے الگ ہوتا ہے یہ سب سے پہلے آکسیجن کو تباہ و برباد کرتا ہوا خون کے سرخ خلیوں پر حاوی ہو کر ان کو ختم کر دیتا ہے اس کے بعد تباہ شدہ آکسیجن کا دل کی طرف رجوع ہوتا ہے۔

نکوٹین ایک زہریلا الکلی ہے جو دھوئیں کی شکل میں سانس میں مل جاتی ہے اور دل کو جوشیلا کرتے ہوئے دل کی دھڑکن کو تیز

کرتا ہے اور یہی چیز بلڈ پریشر کی ابتداء ہے۔

تحقیق اور تفتیش سے معلوم ہوا کہ زیادہ اموات کا سبب سگریٹ نوشی ہے۔ امریکہ میں سگریٹ نوشی کرنے والوں کی سالانہ اموات کی تعداد تین لاکھ ۹۰ ہزار ہے، جن میں سے ایک تہائی لوگ دل کی بیماریوں سے مرتے ہیں، دھوئیں کے اثرات سے رگ وریشے اس حد تک ناکارہ ہو جاتے ہیں کہ بائی پاس آپریشن کرانا پڑتا ہے، فی الحال امریکہ میں سالانہ تمباکو نوشی کرنے والے دو لاکھ پینتیس ہزار افراد کا بائی پاس آپریشن کیا جاتا ہے۔ (دی نیوز انٹرنیشنل" ۲۴ مئی ۱۹۹۱ء)

خواتین میں تمباکو نوشی کے مضر اثرات

۱۹۸۵ء میں پھیپھڑوں کا سرطان، پستانوں کے سرطان سے ہلاکت خیزی میں نمبر لے گیا اور یہ رجحان برقرار رہے گا۔ مردوں میں پھیپھڑوں کا سرطان سب سے زیادہ مہلک ہے۔ سرطان کی انجمن کے مطابق اس سے ۱۹۸۰ء میں ۸۰ ہزار اموات اور ۱۹۸۶ء میں ۸۹ ہزار اموات ہیں۔

سگریٹ نوشی پھیپھڑوں کے سرطان کے علاوہ سب سے پرانے امراض سے وابستہ ہے ان میں دل کے بیماریاں حمل اور بچہ کی پیدائش سے متعلق مسائل شامل ہیں۔

عورتوں کی طبی انجمن کی سابق صدر ڈاکٹر کانسٹینس بٹیل نے کہا کہ ہم نے عورتوں کی صحت کے مسائل کے بارے میں آواز اٹھائی ہے۔

سگریٹ نوشی عورتوں کی بہبود کے بہت سے پہلوؤں کو متاثر کرتی ہے اور ان کی اور ان کے بچوں کی زندگیوں کے لیے خطرہ ہے، اہم کے یہ سگریٹ نوشی کا انتخاب اس خطرہ کے پیش نظر کیا گیا کہ اس سال پھیپھڑوں کے سرطان سے ۴۱ ہزار عورتیں ہلاک ہو جائیں گی۔ واشنگٹن میں بیمار بچوں کے ہسپتال کی ڈائریکٹر ڈاکٹر بیل نے کہا ہے کہ اگر آج سے ہر عورت سگریٹ نوشی ترک بھی کر دے تب بھی ۲۰۱۵ء میں ۴۱ ہزار اموات سالانہ ہوں گی۔

برطانیہ میں مختلف پیشوں سے منسلک ۱۵ فی صد خواتین اور ۳۷ فی صد غیر ہنرمند خواتین سگریٹ نوشی کرتی ہیں۔ بے روزگار، بیوہ اور مطلقہ خواتین شوہروں سے علیحدگی کے بعد زیادہ سگریٹ نوشی کرتی ہیں۔ سگریٹ نوشی سے عورتوں کو نہ صرف ان خطرات کا سامنا کرنا ہوتا ہے جو مردوں کو لاحق ہوتے ہیں بلکہ کچھ دوسرے خطرات سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جو ان کی جنس کے باعث ان کے لیے مخصوص ہیں۔ جو عورتیں سگریٹ نوشی کرتی ہیں ان میں شرح اموات عام عورتوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔ عالمی ادارہ صحت نے اندازہ لگایا ہے کہ ان ممالک میں جن کے سرطان کے اعداد و شمار قابل اعتماد ہیں، عورتوں میں ہر سال ۲۰ ہزار پھیپھڑوں کے سرطان کے کیس ہوتے ہیں۔ انگلستان اور ویلز میں ۶۵ سال سے کم عمر کے مردوں میں پھیپھڑوں کے سرطان میں کمی ہو رہی ہے لیکن عورتوں میں اس مرض سے اضافہ ہو رہا ہے۔ پھیپھڑے کے سرطان سے مردوں میں ہونے والی اموات سرفہرست ہیں جبکہ عورتوں میں سینہ کے سرطان کے بعد پھیپھڑے کے سرطان سے سب سے زیادہ اموات ہوتی ہیں۔

عورتیں سگریٹ نوشی سے پیدا شدہ سرطان کی دوسری قسموں سے بھی محفوظ نہیں ہیں جن کا شکار مرد ہوا کرتے ہیں۔ لیکن حالیہ ریسرچ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ سگریٹ نوشی کا اہم اور آزاد اثر رحم کے سرطان کی پیچیدہ وجوہات پر بھی پڑتا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ کے سرجن جنرل نے کہا ہے کہ سگریٹ نوشی پھیپھڑے کی بیماری کی بڑی وجہ ہے جو امریکہ میں مردوں اور عورتوں دونوں کو ہوا کرتی ہے۔

زیادہ تر ممالک میں پرانے دمہ اور پھیپھڑے کی بیماریوں کے بعد دل کی بیماری مردوں میں عام ہو رہی ہے لیکن نیپال میں

یہ بیماری مردوں اور عورتوں دونوں ہی کو ہوا کرتی ہے۔ نیپالی عورتیں، جو صرف یہ کہ سگریٹ نوشی کرتی ہیں بلکہ وہ کھانا پکانے کی آگ کے دھوئیں کی کثافت سے بھی متاثر ہوتی ہیں، سگریٹ کا دھواں اور کھانا پکانے والی آگ کا دھواں مل کر خاص مضر صحت ہو جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۵۰ سال سے کم عمر کی عورتوں میں سگریٹ نوشی سے دل کی بیماری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

مانع حمل ادویات اور سگریٹ نوشی سے سانس کی بیماریوں کا خطرہ بڑھ جاتا ہے حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ عورتوں میں فالج کا تعلق بھی سگریٹ نوشی سے ہے۔ سگریٹ نوشی کرنے والی خواتین کی دوگنی تعداد پانچ سال تک حاملہ ہونے سے محروم رہتی ہے سگریٹ نوشی کرنے والی عورتوں کی ماہواری بھی جلد بند ہو جاتی ہے۔ اگر حاملہ عورت سگریٹ نوشی کرتی ہے تو اس کے غیر کامیاب حمل کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ہونے والا بچہ کا وزن کم ہو جاتا ہے اور اس کے اثرات خاص طور پر مضر ہوتے ہیں۔ بنگلہ دیش کے ایک جائزے سے معلوم ہوا ہے کہ سگریٹ نوشی کرنے والی ماؤں کے پیدا ہونے والے بچوں کی اموات کی تعداد بہ مقابلہ ان ماؤں کے بچوں کی اموات کے جو سگریٹ نوشی نہیں کرتی تھیں، دوگنا تھیں۔ اگر والدین سگریٹ نوشی کرتے ہیں تو شیر خوار اور کم عمر بچوں کو سینہ کی بیماریوں کے ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے پھر اس بات کا امکان بڑھ جاتا ہے کہ وہ خود بھی سگریٹ نوشی کرنے لگیں۔ ماں کی مثال خصوصاً لڑکیوں کے لیے خاص طور پر اہم ہوتی ہے۔

جن اسباب کی بنا پر لڑکے اور لڑکیاں سگریٹ نوشی کرتی ہیں ہو سکتا ہے وہ مختلف نہ ہوں لیکن ایک برطانوی جائزہ سے معلوم ہوا ہے کہ لڑکیاں یہ یقین کرتی ہیں کہ سگریٹ نوشی کرنے سے ان کا وزن کم ہو جائے گا۔ نوجوان مرد اور عورتیں دونوں ہی موڈ کو کنٹرول کرنے کے لیے سگریٹ نوشی کرتے ہیں اور ان کا موقف یہ ہوتا ہے کہ اس سے انہیں سکون ملتا ہے۔

بہرحال سگریٹ نوشی خواہ خواتین میں ہو یا مردوں میں دونوں کے لیے مضر اثرات مرتب کرتی ہے اور سگریٹ نوشی کی وبا کو پھیلانے میں ذرائع ابلاغ کا سب سے بڑا ہاتھ ہے۔ ایک طرف تو یہ لوگوں کو کہتے ہیں کہ سگریٹ نوشی صحت کے لیے مضر ہے، دوسری جانب پرکشش اشتہارات سے لوگوں کو اس جانب مائل کرتے ہیں۔

(سائنس ڈائجسٹ کراچی، مئی، جولائی ۱۹۹۱ء)

موسوعۃ الفقہ الاسلامی میں تمباکو نوشی کا شرعی حکم بیان کے متعلق بہت تفصیل سے لکھا گیا ہے، ہم یہاں اس بحث کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔

دخان (دھواں کشید کرنا) کو عربی میں تبغ اور تنباک کہتے ہیں، بعض فقہاء اس کو تتن (بدبودار چیز) سے بھی تعبیر کرتے ہیں، یہ سنہ ۱۰۰۰ھ کے بعد پیدا ہوا، اس لیے اس کے سلسلہ میں آثار معدوم ہیں۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء احناف کا مذہب

علامہ حصکفی لکھتے ہیں: تمباکو نوشی ۱۰۱۵ھ میں دمشق میں شروع ہوئی، اس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس سے نشہ نہیں ہوتا، اگر یہ مان لیا جائے تب بھی یہ سستی اور کمزوری پیدا کرتی ہے، اس لیے حرام ہے، کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور اور سستی پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا، تاہم ایک یا دو بار دھواں کشید کرنا گناہ کبیرہ نہیں ہے۔ (در مختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۵)

علامہ ابن عابدین نے اس کے حاشیہ میں لکھا: بعض فقہاء نے تمباکو نوشی کو مکروہ کہا، بعض نے کہا حرام ہے اور بعض نے اس کو مباح لکھا ہے، علامہ شرنبلالی نے شرح الوهبانیہ میں لکھا ہے تمباکو نوشی کرنے اور اس کو فروخت

کرنے سے منع کیا جائے گا اور اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور علامہ نابلسی نے لکھا ہے کہ شوہر کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو لہسن، پیاز اور ہر بدبودار چیز کے کھانے سے منع کرے، اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ وہ اس کو تمباکو نوشی سے بھی منع کرے کیونکہ اس سے منہ سے بدبو آتی ہے، خصوصاً جبکہ خاوند تمباکو نوشی نہ کرتا ہو۔ علامہ شیخ اجہوری مالکی اور علامہ عبدالغنی نابلسی نے تمباکو نوشی کی اباحت پر رسالے لکھے ہیں (یہ علماء اس لیے معذور ہیں کہ ان کے زمانہ میں تمباکو نوشی کے مضر اثرات کے متعلق اتنی تحقیق نہیں ہوئی تھی۔ سعیدی غفرلہٗ)

علامہ عمادی کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمباکو نوشی مکروہ تحریمی ہے اور تمباکو نوشی کرنے والا فاسق ہے، کیونکہ انھوں نے جماعت کی فصل میں لکھا ہے: جو شخص سود خوری میں معروف ہو، یا کسی اور حرام کام میں مشہور ہو، یا کسی بدعت مکروہہ پر اصرار کرتا ہو جیسے اس زمانے میں تمباکو نوشی کرنا، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور انصاف یہ ہے کہ اس کو کچی پیاز اور کچا لہسن کھانے کے ساتھ لاحق کرنا چاہیے۔

علامہ ابوسعود نے کہا تمباکو نوشی مکروہ تنزیہی ہے اور یہ اباحت کے ساتھ جمع ہوتا ہے، اور بعض فقہاء نے کہا تمباکو نوشی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ مسجد میں کچا لہسن، کچی پیاز کھا کر آنے سے منع فرمایا ہے اور یہ ان کے ساتھ لاحق ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت تمباکو نوشی مکروہ ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی تعظیم میں خلل آتا ہے۔ (رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۶)۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء مالکیہ کا مذہب

شیخ علیش اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں، ہمارے شیخ علامہ سالم سنہوری سے تمباکو نوشی کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے اس کی تحریم کا فتویٰ دیا۔ اور تاحیات اس فتویٰ پر قائم رہے، اور ان کے معاصرین علماء میں سے کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی اور فقہاء احناف وغیرہ نے بھی ان کی موافقت کی۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تمباکو نوشی ہر بیماری کی دوا ہے، یہ محض شیطان کا وسوسہ ہے کیونکہ دھوئیں کی کثافت سے پیٹ کی کئی بیماری اور امراض پیدا ہوتے ہیں اور اس سے کئی مزمن اور مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تقتلوا انفسکم "اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو"

بعض علماء روم نے تمباکو نوشی کی تحریم کا فتویٰ دیا اور اس پر ایک رسالہ لکھا اور یہ کہا کہ اس میں قطعاً کوئی شفا نہیں ہے اور اکثر تمباکو پینے والوں میں اس کے نقصانات کا مشاہدہ ہو چکا ہے۔

تمباکو نوشی کا حکم معلوم کرنے کے لیے یہ لازم ہے کہ کسی ماہر طبیب سے دریافت کیا جائے اگر تمباکو نوشی کرنا انسان کے بدن میں فوراً یا کچھ عرصہ بعد کسی ضرر یا نقصان کا موجب ہو تو پھر تمباکو نوشی حرام ہے کیوں کہ انسان پر اپنے بدن کی حفاظت کرنا واجب ہے۔

اگر تمباکو نوشی سے صاف کپڑے اور بدن سیاہ ہوں، اور اس سے ناگوار بدبو آئے تب بھی تمباکو نوشی سے منع کیا جائے گا خاص طور پر جب آدمی کسی محفل میں جائے یا جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگ نہیں کھلائی، اور آپ نے فرمایا جس چیز میں شک ہو اس کو ترک کر کے اس

چیز کو اختیار کرو جس میں شک نہ ہو، اور تمباکو نوشی بہر حال حرمت کے شک اور اضطراب سے خالی نہیں ہے۔ (فتاوی الشیخ علیش ج ۱ ص ۱۱۸)۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء شافعیہ کا مذہب

فقہاء شافعیہ نے تمباکو نوشی کو بھنگ اور حشیش کے ساتھ لاحق کیا ہے، انھوں نے کہا یہ جسم کے مسامات کو کھول کر ان میں مضر صحت اثرات کو قبول کرنے کی استعداد پیدا کرتی ہے، اس سے نظر کمزور ہوتی ہے، سر میں چمک آتے ہیں اور یہ اتنا بڑا ضرر ہے جس کی وجہ سے اس کو حرام قرار دینا ضروری ہے۔ (قلیوبی وعمیرہ علی شرح العلامۃ جلال الدین المحلی علی منہاج الطالبین للنووی ج ۱ ص ۶۹، مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ و شرجینی علی شرح البہجۃ ج ۱ ص ۳۱۹، مطبوعہ المطبعۃ المیمنۃ مصر)۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا مذہب

بعض علماء حنبلیہ نے اس مسئلہ میں سکوت کیا، بعض نے اس کو مباح کہا اور بعض نے اس کو مکروہ کہا، اور حق یہ ہے کہ اس کے مکروہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، کیوں کہ یہ صحت کے لیے مضر ہے، اس سے مال ضائع ہوتا ہے، اس کے پینے سے منہ سے بدبو آتی ہے اور یہ انسان کے وقار کے خلاف ہے۔ (مطالب اولی النہی فی شرح دار احیاء غایۃ المنتہی ج ۶ ص ۲۲۰ - ۲۱۷، مطبوعہ ۱۳۸۱ھ)۔ [1]

تمباکو نوشی کے متعلق علامہ شامی اور مصری علماء کی رائے

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں، تمباکو نوشی میں علماء کی آراء مختلف ہیں، بعض علماء نے اس کو مکروہ کہا ہے، بعض علماء نے اس کو حرام کہا ہے اور بعض علماء نے اس کو مباح کہا ہے۔ سیدی عبد الغنی نابلسی نے تمباکو نوشی کے جواز پر "الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے اور جو لوگ تمباکو نوشی کو حرام یا مکروہ کہتے ہیں، ان پر سخت تنقید کی ہے، کیونکہ حرمت اور کراہت دونوں حکم شرعی ہیں اور بغیر دلیل کے کسی چیز کی حرمت یا کراہت ثابت نہیں ہو سکتی، اور تمباکو نوشی کی حرمت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ نہ اس کا نشہ آور ہونا ثابت ہے نہ اس کا اعضاء کو سست کرنا ثابت ہے نہ اس کا نقصان دینا ثابت ہے (علامہ نابلسی کے زمانہ میں تمباکو نوشی کا نقصان دینا ثابت نہ ہوگا لیکن اب جدید میڈیکل سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ تمباکو نوشی سے کھانسی، ہائی بلڈ پریشر اور کینسر ایسے مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں، حفظنا اللہ تعالی عنہا) بلکہ اس کے منافع ثابت ہیں (حقیقت یہ ہے کہ تمباکو نوشی میں کوئی نفع نہیں ہے چند عطائی قسم کے حکیم البتہ کہتے ہیں کہ تبخیر معدہ کے لیے تمباکو نوشی مفید ہے لیکن یہ علم سے خالی اور محض بے سند بات ہے۔ سعیدی غفرلہ) اور چونکہ قاعدہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اس لیے تمباکو نوشی بھی اصل کے اعتبار سے مباح ہے اور اگر فرض کر لیا جائے کہ بعض لوگوں کو تمباکو نوشی سے نقصان ہوتا ہے تو اس سے یہ

---

[1] موسوعۃ الفقہ الاسلامی ج ۱۲ ص ۷۰ - ۶۵، ملخصاً، مطبوعہ القاہرہ، ۱۴۱۰ھ

لازم نہیں آتا کہ ہر شخص پر تمباکو پینا حرام کر دیا جائے، کیونکہ صفراوی مزاج والوں کو شہد نقصان دیتا ہے اور بسا اوقات ان کو بیمار کر دیتا ہے، حالانکہ اس کا شفاء ہونا نص صریح سے ثابت ہے اور کسی چیز کو بلا دلیل حرام یا مکروہ کہنا اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنا ہے کوئی احتیاط نہیں ہے البتہ اس کے مباح ہونے پر دلیل ہے کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، دیکھئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شارع ہیں، اس کے باوجود آپ نے خمر کو حرام قرار دینے میں توقف کیا، حالانکہ خمر ام الخبائث ہے اور جب تک قرآن مجید میں اس کی صریح ممانعت نازل نہیں ہوئی آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ اس لیے انسان کو میری طرح یہ کہنا چاہیے کہ تمباکو نوشی مباح ہے، البتہ اس کی بدبو طبیعت کو ناپسندہ ہے اس لیے یہ طبعاً مکروہ ہے شرعاً مکروہ نہیں ہے۔ [1]

مصری علماء لکھتے ہیں:

علامہ طحطاوی نے کہا ہے کہ ہر چند کہ تمباکو نوشی فی نفسہ مباح ہے لیکن کسی عارضہ کی بنا پر مکروہ تحریمی ہو جاتا ہے مثلاً مسجد میں تمباکو پینا کیونکہ تمباکو سے بدبو آتی ہے اور بدبو کی وجہ سے مسجد میں لہسن اور پیاز کھا کر جانا ممنوع ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوہ خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اس درخت یعنی لہسن سے کھایا وہ ہماری مسجد میں نہ آئے" اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے لہسن یا پیاز کھائی وہ ہماری مساجد سے دور رہے اور اپنے گھر بیٹھے"، اس ممانعت کی علت لہسن اور پیاز کی بدبو ہے اور مسلمانوں کو اس بدبو سے ایذا پہنچاتا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمباکو کی بہت کریہہ بدبو ہوتی ہے، اس وجہ سے مسجد میں تمباکو پینا ممنوع ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے پڑھنے اور سننے کے درمیان بھی تمباکو نوشی ممنوع ہے اور علامہ غزی شافعی نے تمباکو نوشی کو مکروہ تحریمی کہا ہے، لیکن فقہاء شافعیہ نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے، ان کے نزدیک تمباکو نوشی مکروہ تنزیہی ہے، البتہ کسی عارضہ کی وجہ سے اس کی کراہت تحریمی ہو گی، اس بیان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمباکو نوشی کا کاروبار اور تجارت جائز ہے اور اس کا نفع حلال اور طیب ہے۔ [2]

تمباکو نوشی کے سلسلہ میں مصنف کا موقف

مصنف کی رائے یہ ہے کہ اگر انسان کبھی کبھی تمباکو پی لے تو یہ مباح ہے لیکن تمباکو نوشی کو عادت بنا لینا اور مستقل تمباکو پینا جائز نہیں ہے

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۶ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ، ج ۴ ص ۱۳۰۹، ۱۳۰۸، مطبوعہ قاہرہ، ۱۴۰۰ھ

....

کیونکہ اب جدید میڈیکل سائنس کی اس تحقیق کو تمام دنیا میں تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تمباکو نوشی انسانی صحت کے لیے مضر ہے، تمباکو سے بالعموم لوگوں کو کھانسی ہو جاتی ہے یہ ایک عام مشاہدہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، تمباکو سے پھیپھڑوں کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے، اور کینسر ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ اور بہت امراض ہوتے ہیں جن کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔
ہمارے پاس یہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، ہمیں اس جسم کو نقصان پہنچانے کا کوئی حق نہیں ہے اور ہر وہ چیز جس سے اس جسم کو نقصان پہنچے اس سے احتراز لازم ہے اور اس کا ارتکاب کرنا ممنوع ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

فما یضر لا یحل اکلہ کالسم والزجاج والتراب والحجر والدلیل علیہ قولہ تعالیٰ ولا تقتلوا انفسکم وقولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ واکل ھذہ الاشیاء تہلکۃ فوجب ان لا یحل[۱۵]

جو چیزیں نقصان دہ ہوں ان کا کھانا جائز نہیں ہے مثلاً زہر، شیشہ، مٹی اور پتھر، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: (ترجمہ) "اپنے آپ کو قتل نہ کرو" اور یہ ارشاد ہے: "اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" اور ان چیزوں کا کھانا ہلاکت ہے، اس لیے ان کا حلال نہ ہونا واجب ہے۔

علامہ عبد الغنی نابلسی نے کہا ہے کہ تمباکو نوشی بعض لوگوں کو نقصان ہوتا ہے، اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ تمباکو نوشی سب پر حرام ہو جائے، جیسا کہ جس شخص پر صفراء کا غلبہ ہو اس کو شہد نقصان دیتا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب لوگوں پر شہد کھانا حرام ہو جائے، اس اعتراض کے دو جواب ہیں:

پہلا جواب: مٹی کھانا بالاتفاق ممنوع ہے، حالانکہ بعض عورتیں ایام حمل میں مٹی کھاتی ہیں اور انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہو سکتا ہے کہ بعض کو مٹی کھانے سے ضرر ہوا ہو تو سب کے لیے مٹی کھانا کیسے حرام ہو گیا؟

دوسرا جواب: تمباکو نوشی کا شہد پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، شہد فی نفسہ سب کے لیے شفاء ہے جس انسان پر صفراء کا غلبہ ہو اس کے لیے شہد کا نقصان دہ ہونا ایک عارضہ کی بناء پر ہے اگر اس کی صفراء اعتدال پر آ جائے تو شہد اس کے لیے بھی شفاء بخش ہے اس کے برعکس تمباکو نوشی فی نفسہ نقصان دہ ہے، تمباکو نوشی کا نقصان پہنچانا کسی عارضہ کی بناء پر نہیں ہے کہ کسی شخص کے مزاج میں فلاں خرابی ہو تو اس کو تمباکو نقصان دے گا، اگر ایک صحیح اور صحت مند شخص عادتاً تمباکو پینا شروع کر دے تو وہ گلے کی خرابی، کھانسی، دمہ یا پھیپھڑوں کی دیگر بیماریوں کا شکار ہو جائے گا اس کا فشار خون بلند ہو جائے گا اور اس کو کینسر کا خطرہ لاحق رہے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ شہد فی نفسہ شفاء کا سبب ہے اور تمباکو نوشی فی نفسہ بیماری کا سبب ہے اور یہ سمجھنا کہ تمباکو نوشی میں انسانی صحت کے لیے کوئی فائدہ ہے محض خود فریبی اور جہالت ہے۔ علامہ نابلسی کو ہم معذور سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے زمانہ میں تمباکو نوشی پر اس قدر تحقیقات نہیں ہوئی تھیں۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

نقصان پہنچانے والی چیزوں میں قاعدہ یہ ہے کہ وہ حرام اور ممنوع ہوں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "لاضرر ولاضرار فی الاسلام" "اسلام میں کسی کو تکلیف دینا اور نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔" نیز فقہاء نے بیان کیا ہے کہ تحریم کا مدار یا تو کسی چیز کے نشہ آور ہونے پر ہے جیسے بھنگ، یا بدن انسانی کو نقصان پہنچانے

[۱۵] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۹ ص ۳۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

پس ہے جیسے مٹی اور تریاق، یا کسی چیز کے گھناؤنے ہونے پر ہے جیسے ناک اور تھوک اور یہ تمام اسباب حلال چیزوں میں ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اگر تمباکو نوشی میں ضرر محض ہو اور نفع بالکل نہ ہو تو اس کی تحریم کا فتویٰ دینا جائز ہے اور اگر اس کا نفع دینا ثابت نہ ہو (جب کہ وہ نقصان دہ نہ ہو) تو پھر اس کا حلال ہونا اصل ہو گا، ہاں اگر کسی شخص کی طبیعت کے لیے یہ مضر ہو تو پھر اس کے حق میں یہ حرام ہو گا۔[1]

الکوحل اور اسپرٹ کی تحقیق میتھے نول کو وسیع پیمانے پر محلل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس سے فارم ایلڈی ہائیڈ (FORMALDEHYDE) تیار کی جاتی ہے یہ بہت زہریلا مرکب ہے اس سے اندھا پن بلکہ بعض اوقات موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اس لیے میتھے نول (METHANOL) کو ایتھے نول (ETHANOL) میں شامل کر دینے سے ایتھے نول (ETHANOL) پینے کے قابل نہیں رہتا یعنی ڈی نیچر (DENATURED) ہو جاتا ہے۔

ایتھے نول (ETHANOL): زمانہ قدیم سے ایتھے نول (ETHANOL) چینی کے محلول یا غلے کے نشاستے کی تخمیر سے تیار کیا جاتا رہا ہے۔ تخمیر (FERMENTATION) ایک حیاتی کیمیائی (BIOCHEMICAL) عمل ہے جو خمیر (yeast) یا دیگر باریک جراثیموں (MICRO ORGANISMS) میں پائے جانے والے اینزائمز (ENZYMES) کی موجودگی میں واقع ہوتا ہے۔ یہ اینزائمز (ENZYMES) پیچیدہ نامیاتی عمل انگیز ہیں جن کا عمل مخصوص ہوتا ہے۔

عمل تخمیر سے محلول میں ۱۲ فی صد ایتھے نول (ETHANOL) پیدا ہوتا ہے۔ تخمیر شدہ محلول کی کسری کشید ... (FRANCTIONAL DISTILLATION) سے ۹۵ فی صد ایتھے نول حاصل ہوتی ہے جسے ریکٹی فائیڈ اسپرٹ (RECTIFIED SPIRITE) بھی کہتے ہیں۔ مکمل طور پر غیر آبیدہ الکحل (سو فی صد خالص) حاصل کرنے کے لیے ۹۵ فی صد ایتھے نول میں CaO ملا کر آمیزے کو کشید کر لیتے ہیں۔ ڈسٹیلیٹ یعنی حاصل کشید کو خالص یا مطلق الکحل ... (ABSOLTUTE ALCOHOL) کہتے ہیں۔ ایتھے نول کو ناقابل استعمال مشروب بنا دینے کے لیے اس میں میتھے نول ... (METHANOL) جیسی زہریلی اشیاء ملا دی جاتی ہیں۔ یہ الکحل کو ڈی نیچر کرنا (DENATURING OF ALCOHOL) کہلاتا ہے۔ جب ایتھائل الکحل میں میتھائل الکحل ملا کر اسے ڈی نیچر کر دیا جاتا ہے تو اسے میتھیلیٹڈ سپرٹ ..... (METHYLATED SPIRIT) کہتے ہیں۔[2]

شہد، شیرہ، مختلف دانوں، جو، انناس، گندم، ادرک کی جڑ اور دیگر نشاستہ دار اجزاء سے الکوحل کو تیار کیا جاتا ہے، اس نشاستہ میں پانی شامل کر کے اسے جوش دیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ رقیق کرتے ہیں، پھر اس میں مختلف کیمیکلز شامل کرتے ہیں جس کے بعد یہ مرکب ایک مرتبہ میں الکحل بن جاتا ہے اور اس کی ایک خاص مقدار نشہ آور ہوتی ہے اسی طرح اسپرٹ بھی ایک خاص مقدار میں نشہ دیتی ہے، اور قلیل مقدار میں الکوحل نشہ دیتی ہے نہ اسپرٹ۔

ہم اس بحث کے شروع میں قرآن مجید، احادیث صحیحہ، آثار صحابہ، اقوال تابعین اور ائمہ احناف کی تصریحات سے بیان کر چکے ہیں کہ خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات قلیل مقدار میں جائز ہیں اس لیے ایلوپیتھک اور ہومیو پیتھک دوائیں جائز ہیں

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، تنقیح الفتاوی الحامدیہ ج ۲ ص ۳۶۶، دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ

[2] کیمیا ص ۳۵۳ - ۳۵۲، مطبوعہ کراچی

جن میں الکوحل استعمال کی جاتی ہے۔ اسی طرح قلیل مقدار میں طبی ضروریات کی بناء پر اسپرٹ کا استعمال بھی جائز ہے اور سینٹ اور پرفیوم وغیرہ جن میں الکوحل ملی ہوتی ہے ان کا استعمال بھی جائز ہے۔

الکوحل کی قلیل مقدار کے جواز کا محل اور ایلوپیتھک دواؤں اور پرفیوم وغیرہ کے جواز کا بیان

یہ امر ملحوظ رہے کہ الکوحل اور

اسپرٹ کا قلیل مقدار میں استعمال اس وقت جائز ہے جب ان کو طبی ضروریات کے لیے استعمال کیا جائے یا قوت حاصل کرنے کے لیے بطور ٹانک استعمال کیا جائے اور اگر ان کا استعمال بطور لہو و لعب یا عیش و طرب ہو تو پھر یہ استعمال ناجائز ہے اگر کوئی شخص ناجائز نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے ان کو بطور ٹانک استعمال کرتا ہے تو یہ بھی ناجائز ہے البتہ نیکی اور جائز کاموں کے لیے ان دواؤں کو بطور ٹانک استعمال کرنا جائز ہے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

وعصير العنب اذا طبخ حتى ذهب ثلثاه وبقى ثلثه حلال و ان اشتد وهذا عند ابى حنيفة و ابى يوسف وقال محمد و مالك و الشافعى حرام وهذا الخلاف فيما اذا قصد به التقوى اما اذا قصد به التلهى لا يحل بالاتفاق وعن محمد مثل قولهما وعنه انه كره ذلك وعنه انه توقف فيه لهم فى اثبات الحرمة قوله عليه السلام كل مسكر خمر و قوله عليه السلام ما اسكر كثيره فقليله حرام ويروى عنه عليه السلام ما اسكر الجرة منه فالجرعة منه حرام و لان المسكر يفسد العقل فيكون حراما قليله و كثيره كالخمر و لهما قوله عليه السلام حرمت الخمر لعينها ويروى بعينها قليلها و كثيرها و السكر من كل شراب خص السكر بالتحريم فى غير الخمر اذ العطف للمغايرة لان المفسد هو القدح المسكر وهو

انگور کے شیرہ کو جب پکا لیا جائے اور اس کا دو تہائی اڑ جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو وہ حلال ہے خواہ وہ گاڑھا اور تیز ہو، یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کا نظریہ ہے اور امام محمد، امام مالک اور امام شافعی نے کہا یہ حرام ہے، یہ اختلاف اس وقت ہے جب اس تیز شیرہ سے قوت حاصل کرنے کا قصد کیا جائے اور اگر اس شیرہ کو لہو و لعب کے قصد سے پیا جائے تو پھر یہ بالاتفاق حرام ہے، امام محمد کا ایک قول شیخین کے قول کی مثل ہے اور ایک قول کراہت کا ہے اور ایک قول توقف کا ہے۔ امام محمد اور باقی ائمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور فرمایا جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے جس کا ایک مٹکا نشہ دے اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے، اور اس لیے کہ نشہ آور چیز عقل کو فاسد کرتی ہے، اس لیے خمر کی طرح اس کی قلیل اور کثیر مقدار حرام ہوگی، اور امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خمر بعینہٖ حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب جس سے نشہ آور مقدار حرام ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خمر

حرام عندنا وانما یحرم القلیل منہ لانہ یدعو لرقتہ ولطافتہ الی الکثیر فاعطی حکمہ والمثلث لغلظہ لا یدعو وھو فی نفسہ غذاء فبقی علی الاباحۃ و الحدیث الاول غیر ثابت لما بیناہ ثم ھو محمول علی القدح الاخیر اذ ھو المسکر حقیقۃ۔ [1]

خمر مشروبات میں سے بالخصوص نشہ آور مقدار کو حرام کیا ہے کیونکہ عطف تغایر کو چاہتا ہے نیز فساد عقل کا سبب وہ آخری پیالہ ہے جو نشہ دیتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک حرام ہے، اور خمر کی قلیل مقدار اس لیے حرام کی ہے کہ وہ اپنی رقت اور لطافت کی وجہ سے زیادہ مقدار میں پینے کی محرک ہوتی ہے اس لیے قلیل خمر کو بھی کثیر خمر کا حکم دیا گیا ہے، اور مثلث اپنے گاڑھے ہونے اور مدت کی وجہ سے زیادہ پینے کا محرک نہیں ہوتا، نیز وہ فی نفسہ غذا ہے اس لیے وہ اپنی اباحت پر باقی ہے، امام شافعی کی پیش کردہ پہلی حدیث (جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے) ثابت نہیں ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں نیز ہمارے نزدیک وہ آخری پیالہ پر محمول ہے کیونکہ وہی حقیقۃً نشہ آور ہے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی کی اس عبارت میں تصریح ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک طاقت حاصل کرنے کے لیے خمر کے علاوہ نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو پینا جائز ہے البتہ لہو ولعب کے لیے پینا جائز نہیں ہے اور امام محمد کے اس مسئلہ میں چار قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس صورت میں بھی حرام ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ مکروہ ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ مباح ہے اور چوتھا قول توقف کا ہے۔ علامہ ابوالحسن مرغینانی کا مختار امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کا قول ہے اور وہ اصحاب ترجیح میں سے ہیں اس لیے انہی کی ترجیح کا اعتبار ہوگا۔

ہر چند کہ بعد کے مشائخ نے امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا ہے لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ بعد کے مشائخ کے مقابلہ میں علامہ ابوالحسن مرغینانی صاحب ہدایہ کی ترجیح کا اعتبار کرنا ہی صحیح ہے، کیونکہ ان مشائخ کے برخلاف علامہ مرغینانی صاحب ترجیح ہیں جبکہ امام محمد کا ایک قول بھی امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے مطابق ہے، اور قرآن مجید، احادیث، آثار صحابہ اور اقوال تابعین کا بھی یہی منشاء ہے کہ خمر کے علاوہ دیگر نشہ آور مشروبات کی صرف وہ مقدار حرام ہے جو نشہ آور ہو اور وہ قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو وہ حلال ہے، البتہ ان مشروبات کو بطور لہو ولعب استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور وہ دوائیں جن میں الکوحل استعمال کی جاتی ہے اور وہ خوشبویات جن میں الکوحل یا اسپرٹ استعمال ہوتی ہے ان دلائل کی روشنی میں ان کا استعمال جائز ہے، کیونکہ ان مرکبات میں الکوحل یا اسپرٹ بہت قلیل مقدار میں ہوتی ہے۔

میں نے اس مسئلہ میں کافی تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اس سے میرا مقصد شریعت کی دی ہوئی گنجائش کی روشنی میں مسلمانوں کے لیے یُسر اور آسانی فراہم کرنا ہے، کیونکہ اب علاج کے عام ذرائع میں الکوحل اور اسپرٹ استعمال کی جاتی ہے، بعض علماء نے

---

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۹۸ - ۴۹۷، مطبوعہ شرکۃ علمیہ ملتان

[2] اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: انگریزی رقیق دوائیں جو ٹنکچر کہلاتی ہیں ان میں عموماً اسپرٹ پڑتی ہے اور اسپرٹ یقیناً شراب بلکہ شراب کی نہایت بدتر قسموں میں سے ہے وہ نجس ہے، ان کا کھانا حرام، بدن یا کپڑے یا دونوں کی مجموع پر (حاشیہ صفحہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

الکوحل اور اسپرٹ آمیز دواؤں کو حرام لکھا ہے اور ان کے اس فتویٰ سے شاید ہی کوئی مسلمان حرام خوری کے مصداق سے بچ سکا ہو، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: یسروا ولا تعسروا۔ "آسانی فراہم کرو اور مسلمانوں کو مشکل میں نہ ڈالو" سو جہاں احکام شرعیہ میں مسلمانوں کے لیے وسعت اور گنجائش ہو، میں دلائل شرعیہ کے ساتھ آسان احکام بیان کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے، میری مغفرت فرمائے اور مجھ پر دارین میں رحمتوں کے دروازے کھول دے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین سید المرسلین قائد الغر المحجلین وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

بَابُ ۴۹۶ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَبَيَانِ أَنَّهَا تَكُونُ مِنْ عَصِيرِ الْعِنَبِ

شراب کی حرمت اور اس بات کا بیان کہ شراب انگور کے شیرہ سے بنتی ہے

۵۰۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا أُخْرَى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ وَمَعِي صَائِغٌ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے مال غنیمت سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھے ایک اونٹنی ملی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک اونٹنی اور عطا فرمائی، ایک دن میں نے ان دونوں اونٹنیوں کو ایک انصاری کے دروازہ پر بٹھایا، میں یہ ارادہ رکھتا تھا کہ میں ان پر اذخر (ایک قسم کی گھاس) لاد کر لاؤں اور اس کو فروخت کروں، اس وقت میرے ساتھ بنو قینقاع کا ایک سنار بھی تھا، (یعنی اس گھاس کی آمدنی سے) حضرت فاطمہ کے ولیمہ کی تیاری کرنا چاہتا تھا، اس گھر میں حضرت حمزہ بن

سے (حاشیہ صفحہ گذشتہ) حالانکہ ایک روپیہ بھر بلکہ زیادہ میں ایسی شے کی جو نادرہ ہوگی، (الیٰ قولہ) انگریزی عطروں کا حال فقیر کو معلوم نہیں ہوا اس سے کہ بہت بدبودار کریہ الرائحہ ہوتی ہیں۔ رقیق اشیاء میں ان کی قرت رکھنے کے لیے ڈاکٹری تنکوں میں اسپرٹ ہی کا مطلق استعمال ہے لہٰذا ان سے احتراز ہی چاہیے اور اگر ثابت ہو جائے کہ ان میں اسپرٹ ہے تو ان کا نہ صرف لگانا بلکہ رکھنا بھی ناجائز ہے کہ شراب کے مول لینے والے، اٹھانے والے پر بھی لعنت فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۵۔۱۰، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)"

اعلیٰ حضرت نے اس فتویٰ میں اسپرٹ پر خمر کا حکم لاگو کیا ہے اور یہ امام شافعی وغیرہ کا مذہب ہے، امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے مذاہب کے لحاظ سے اسپرٹ کی قلیل مقدار جائز ہے اور علاج کے معاملہ میں امام محمد کا بھی یہی قول ہے جیسا کہ ہدایہ کے حوالے سے ہم نے اس کا بیان کیا ہے، علاوہ ازیں صاحب ہدایہ نے امام اعظم اور امام ابو یوسف کے قول کو ترجیح دی ہے اور دو اصحاب ترجیح سے ہیں لہٰذا بعد کے مشائخ کے مقابلہ میں انہی کا قول واجب الاعتبار ہے۔ منہ

مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ تُغَنِّيهِ فَقَالَتْ أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عَلِيٌّ فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ فَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِآبَائِي فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَهْقِرُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ.

عبد المطلب شراب پی رہے تھے اور ان کے پاس ایک باندی گا رہی تھی، اس نے کہا: "اے حمزہ ان فربہ اونٹنیوں کو ذبح کرنے کے لیے اٹھو، حضرت حمزہ تلوار لے کر ان اونٹنیوں پر جھپٹے، اور ان کے کوہانوں اور کوکھوں کو کاٹ ڈالا اور پھر ان کی کلیجیاں نکال لیں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب سے پوچھا: کیا کوہان سے بھی کچھ لے گئے؟ انھوں نے کہا وہ ان کے کوہانوں کو کاٹ کر لے گئے ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے یہ اندوہناک منظر دیکھا تو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اس وقت آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، میں نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، آپ حضرت زید کے ساتھ چلے، اور میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا، آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان پر غضب ناک ہوئے، حضرت حمزہ نے اپنی نظر اٹھا کر حضور کی طرف دیکھا اور کہا: "تم لوگ میرے اجداد کے غلام ہی تو ہو"، یہ سن کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الٹے پیر لوٹ گئے اور واپس چلے آئے۔

۵۰۱۳ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۰۱۴ - وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ أَبُو عُثْمَانَ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بدر کے مال غنیمت کے حصہ میں سے ایک اونٹنی ملی تھی، اور ایک اونٹنی اس دن مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے عطا فرمائی، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب زفاف گزارنے کا ارادہ کیا، تو میں نے بنو قینقاع کے ایک سنار سے یہ وعدہ لیا کہ وہ میرے ساتھ چلے گا اور ہم اذخر (ایک قسم کی گھاس) لے کر آئیں گے، میرا ارادہ تھا کہ میں وہ گھاس سناروں کو فروخت کر دوں گا، اور اس کی آمدنی سے شادی کے ولیمہ کی تیاری کروں گا سو جس وقت میں اپنی اونٹنیوں

قينقاع يرتحل معي فنأتي بإذخر أردت أن أبيعه من الصواغين فأستعين به في وليمة عرسي فبينا أنا أجمع لشارفي متاعا من الأقتاب والغرائر والحبال وشارفاي مناختان إلى جنب حجرة رجل من الأنصار وجمعت حين جمعت ما جمعت فإذا شارفاي قد اجتبت أسنمتهما وبقرت خواصرهما وأخذ من أكبادهما فلم أملك عيني حين رأيت ذلك المنظر منهما قلت من فعل هذا قالوا فعله حمزة بن عبد المطلب وهو في هذا البيت في شرب من الأنصار غنته قينة وأصحابه فقالت في غنائها ألا يا حمز للشرف النواء فقام حمزة بالسيف فاجتب أسنمتهما وبقر خواصرهما فأخذ من أكبادهما فقال علي فانطلقت حتى أدخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده زيد بن حارثة قال فعرف رسول الله صلى الله عليه وسلم في وجهي الذي لقيت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مالك قلت يا رسول الله والله ما رأيت كاليوم قط عدا حمزة على ناقتي فاجتب أسنمتهما وبقر خواصرهما وها هو ذا في بيت معه شرب قال فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بردائه فارتداه ثم انطلق يمشي واتبعته أنا وزيد بن حارثة حتى جاء الباب الذي فيه حمزة فاستأذن فأذنوا له فإذا هم شرب فطفق رسول الله صلى الله عليه وسلم يلوم حمزة فيما فعل فإذا حمزة محمرة عيناه فنظر حمزة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم

کے سامان یعنی پالان کے تختے، بوریاں اور رسیاں جمع کرنے لگا اور میری دونوں اونٹنیاں اس وقت ایک انصاری کے حجرہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، جب میں وہ سامان جمع کر چکا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ دونوں اونٹنیوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں اور ان کی کوکھیں کٹی ہوئی ہیں اور ان کی کلیجیاں نکلی ہوئی ہیں، یہ منظر دیکھ کر میں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا، میں نے پوچھا یہ کام کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے اور وہ اس گھر میں چند شراب خور انصار کے ساتھ ہیں، انھیں اور ان کے ساتھیوں کو ایک گانے والی نے ایک شعر سنایا تھا: سنو! اے حمزہ! ان فربہ اونٹنیوں کو ذبح کرنے کے لیے اٹھو، سو حضرت حمزہ تلوار لے کر گئے اور ان اونٹنیوں کے کوہانوں کو کاٹ ڈالا اور ان کی کوکھوں کو بھی کاٹ دیا اور ان کی کلیجیاں نکال لیں، حضرت علی نے کہا پھر میں وہاں سے لوٹا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے کو دیکھ کر میرے دل کی کیفیت کو جان لیا، سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آج سے پہلے اللہ کی قسم ایسا منظر نہیں دیکھا، حضرت حمزہ نے میری اونٹنیوں پر حملہ کر کے ان کے کوہانوں کو کاٹ ڈالا اور ان کی کوکھیں چیر دیں اور وہ اس گھر میں چند شراب پینے والوں کے ساتھ بیٹھے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اپنی چادر منگوائی اور چادر اوڑھ کر پیدل ہی چل دیے اور میں اور حضرت زید بن حارثہ آپ کے پیچھے چل پڑے اور اس دروازہ پر جا پہنچے جہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، آپ نے اجازت مانگی انھوں نے آپ کو اجازت دے دی درآں حالیکہ وہ لوگ شراب پیے ہوئے تھے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو ان کی کارستانی پر ملامت کرنی شروع کی حضرت حمزہ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ فَقَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ثَمِلٌ فَنَكَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

پر نظر ڈالی پھر حضور کے گھٹنوں کی طرف دیکھا، پھر حضور کی ناف کی طرف دیکھا، پھر اوپر نظر اٹھائی اور حضور کے چہرے کی طرف دیکھا، پھر حضرت حمزہ نے کہا: تم لوگ میرے باپ کے غلام ہی تو ہو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جان لیا کہ اس وقت حضرت حمزہ نشہ میں ہیں، پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم الٹے پاؤں لوٹ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے آئے۔

٥٠١٥- وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

٥٠١٦- حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ يَوْمَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فِي بَيْتِ أَبِي طَلْحَةَ وَمَا شَرَابُهُمْ إِلَّا الْفَضِيخُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي فَقَالَ اخْرُجْ فَانْظُرْ فَخَرَجْتُ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَاهْرِقْهَا فَهَرَقْتُهَا فَقَالُوا أَوْ قَالَ بَعْضُهُمْ قُتِلَ فُلَانٌ قُتِلَ فُلَانٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن شراب حرام کی گئی اس دن میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، وہ شراب صرف کشمش اور چھواروں سے بنی ہوئی تھی، اتنے میں کسی منادی کی آواز سنائی دی، حضرت ابوطلحہ نے کہا جاؤ دیکھو، میں نے جا کر دیکھا تو ایک منادی یہ ندا کر رہا تھا سنو! خمر (انگوری شراب) حرام کر دی گئی ہے، اور مدینہ کی گلیوں میں شراب بہہ رہی تھی، حضرت ابوطلحہ نے مجھ سے کہا اٹھو اور تمام شراب بہا دو، سو میں نے شراب کو بہا دیا، اس وقت کسی نے کہا فلاں اور فلاں شہید ہوئے تھے اور ان کے پیٹوں میں شراب تھی، (راوی کہتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں کہ یہ حضرت انس کی حدیث کا حصہ ہے یا نہیں) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (ترجمہ:) جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اعمال صالحہ کیے ان سے ان کی کھائی ہوئی چیزوں پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، جب کہ وہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہے تھے اور وہ ایمان لا چکے تھے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیے تھے۔

٥٠١٧- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَأَلُوا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْفَضِيخِ فَقَالَ مَا كَانَتْ لَنَا خَمْرٌ غَيْرَ

عبدالعزیز بن صہیب کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فضیخ (کھجوروں کا کچا شیرہ جو پڑے پڑے جوش کھا کر جھاگ چھوڑ دے) کے متعلق سوال کیا،

فَضِيخِكُمْ هٰذَا الَّذِي تُسَمُّوْنَهُ الْفَضِيخَ إِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِيهَا أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا أَيُّوبَ وَرِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِنَا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ يَا أَنَسُ أَرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ قَالَ فَمَا رَاجَعُوهَا وَلَا سَأَلُوا عَنْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ۔

۵۰۱۸ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَأَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنِّي لَقَائِمٌ عَلَى الْحَيِّ عَلَى عُمُومَتِي أَسْقِيهِمْ مِنْ فَضِيخٍ لَهُمْ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ سِنًّا فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوا اكْفِئْهَا يَا أَنَسُ فَكَفَأْتُهَا قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ مَا هُوَ قَالَ بُسْرٌ وَرُطَبٌ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ سُلَيْمَانُ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا۔

۵۰۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَنَسٌ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ كَانَ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَأَنَسٌ شَاهِدٌ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ ذَاكَ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ۔

۵۰۲۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَأَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَ

انھوں نے فرمایا تمہارے اس فضیخ کے علاوہ ہماری کوئی خمر (شراب) تھی ہی نہیں، یہ وہی شراب ہے جس کو تم فضیخ کہتے ہو، میں حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو ایوب اور دیگر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں کھڑے ہو کر یہی شراب پلا رہا تھا، اچانک ایک شخص نے آکر کہا: کیا تم کو خبر معلوم ہوئی؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا خمر حرام کر دی گئی، حضرت ابو طلحہ نے کہا: اے انس! ان مشکوں کو بہا دو، اس خبر کے بعد انھوں نے کبھی شراب نہیں پی اور نہ انھوں نے اس کے بعد پھر اس خبر کے متعلق کوئی سوال کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے چچا زاد قبیلہ والوں کو فضیخ پلا رہا تھا، اور میں ان میں سب سے کم سن تھا، اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا "خمر حرام کر دی گئی" صحابہ نے کہا اے انس اس کو بہا دو، انس نے بہا دیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت انس سے پوچھا وہ کس چیز کی شراب تھی انھوں نے کہا وہ کچی اور پکی ہوئی کھجوروں کی شراب تھی، ابو بکر بن انس نے کہا ان دنوں ان کی یہی خمر (شراب) تھی، ایک روایت یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک نے بھی یہی فرمایا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اپنے قبیلہ کو شراب پلا رہا تھا، اس کے بعد ابن علیہ کی روایت کی مثل ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ ابو بکر بن انس نے کہا ان دنوں ان کی شراب یہی تھی، اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ موجود تھے اور انھوں نے اس کا انکار نہیں کیا اور بعض روایات میں یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ان دنوں ان کی خمر (شراب) یہی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو دجانہ، حضرت معاذ بن جبل اور انصار کی ایک جماعت کو شراب پلا رہا تھا، اسی وقت ایک آنے والے

أَبَا دُجَانَةَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا دَاخِلٌ فَقَالَ حَدَثَ خَبَرٌ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَأَكْفَأْنَاهَا يَوْمَئِذٍ وَإِنَّهَا لَخَلِيطُ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ قَالَ قَتَادَةُ وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَكَانَتْ عَامَّةُ خُمُورِهِمْ يَوْمَئِذٍ خَلِيطَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ۔

نے آکر کہا ایک نئی خبر آئی ہے، خمر کی تحریم نازل ہو گئی ہے، یہ سنتے ہی ہم نے اسی دن شراب کو بہا دیا، وہ کچی کھجوروں اور چھواروں کی شراب تھی، قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے کہا کہ خمر حرام کر دی گئی اور ان دنوں ان کی عام شرابیں کچی کھجوروں اور چھواروں سے بنائی جاتی تھی۔

۵۰۲۱- وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنِّي لَأَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ مِنْ مَزَادَةٍ فِيهَا خَلِيطُ بُسْرٍ وَتَمْرٍ بِنَحْوِ حَدِيثِ سَعِيدٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو دجانہ اور حضرت سہیل بن بیضاء کو ایک مشک سے شراب پلا رہا تھا جس میں گدری کھجوروں اور چھواروں کی شراب تھی۔

۵۰۲۲- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُخْلَطَ التَّمْرُ وَالزَّهْوُ ثُمَّ يُشْرَبَ وَإِنَّ ذٰلِكَ كَانَ عَامَّةَ خُمُورِهِمْ يَوْمَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدری کھجوروں اور چھواروں کو ملا کر بھگونے اور پھر اس کو پینے سے منع فرمایا ہے اور جس دن خمر (شراب) حرام ہوئی اس دن ان کی عام شراب یہی ہوتی تھی۔

۵۰۲۳- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيخٍ وَتَمْرٍ فَأَتَاهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلَى هٰذِهِ الْجَرَّةِ فَاكْسِرْهَا فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت ابو طلحہ، اور حضرت ابی بن کعب کو فضیخ اور چھواروں کی شراب پلا رہا تھا، اس وقت ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ اب خمر حرام کر دی گئی ہے، حضرت ابو طلحہ نے کہا اے انس! اس گھڑے کو توڑ دو، میں نے پتھر کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور اس گھڑے کو نیچے سے مارا حتی کہ وہ ٹوٹ گیا۔

۵۰۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي الْحَنَفِيَّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جس میں خمر (شراب)

جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ الْآيَةَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ فِيهَا الْخَمْرَ وَمَا بِالْمَدِينَةِ شَرَابٌ يُشْرَبُ إِلَّا مِنْ تَمْرٍ۔

کو حرام کیا تھا اس وقت مدینہ میں کھجور کے علاوہ اور کوئی شراب نہیں پی جاتی تھی۔

اہل کتاب کے اشتراک سے کسب معاش کا جواز

حدیث نمبر ۵۰۱۲ میں ہے: حضرت علی بنو قینقاع کے ایک شخص کو لے کر اذخر لینے گئے تاکہ اس کی آمدنی سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کر سکیں، علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: بنو قینقاع یہود مدینہ کا ایک قبیلہ تھا، اس حدیث میں یہودیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے اور کسب معاش کی دلیل ہے، (دوسرے اہل کتاب اور ذمی بھی اسی حکم میں ہیں، البتہ کفار اور مشرکین سے محبت کے ساتھ میل جول ناجائز اور حرام ہے۔ سعیدی غفرلہ) اس حدیث میں جنگل سے لکڑیاں چننے اور ان کو فروخت کرنے کا جواز ہے اور یہ کہ یہ کام وقار اور مروت کے خلاف نہیں ہے اور اس میں ولیمہ کرنے کا بھی ثبوت ہے خواہ اس شخص کے پاس مال ہو یا نہ ہو، اس کی تفصیل کتاب النکاح میں گزر چکی ہے۔ [1]

کیا حضرت حمزہ کا نشہ میں حضرت علی کی اونٹنیوں کو کاٹنا لائق مواخذہ تھا؟

اس حدیث میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شراب کے نشہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اونٹنیوں کے کوہان اور کوکھیں کاٹ ڈالیں، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ملامت کی تو انہوں نے کہا تم لوگ میرے باپ دادا کے غلام ہی تو ہو، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے جو یہ افعال صادر ہوئے تھے اس میں ان کا کوئی گناہ ہے نہ ان سے ان افعال پر مواخذہ ہوا، کیونکہ شراب پینا اور نشہ حاصل کرنا اس وقت تک مباح تھا، کیونکہ اس وقت تک خمر کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی، بعض علماء نے یہ کہا کہ نشہ ہمیشہ حرام رہا ہے یہ قول بالکل باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے جس حال میں یہ افعال سرزد ہوئے اس حال میں وہ غیر مکلف تھے، جیسے کوئی شخص ضرورت کی بنا پر کوئی دوا پیئے اور اس سے اس کی عقل زائل ہو جائے، یا کوئی شخص خمر (شراب) کو سرکہ سمجھ کر پی لے یا کسی شخص کو زبردستی شراب پلائی اور اس کو نشہ ہو گیا تو وہ اس نشہ میں غیر مکلف ہے اور اس نشہ میں جو افعال صادر ہوں ان پر اس سے بالاتفاق کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، البتہ وہ نشہ میں جو کسی کا نقصان کرے گا اس کا تاوان ادا کرنا اس کو لازم ہوگا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کی جو اونٹنیاں تلف کر دی تھیں، ان کا تاوان ان کے مال سے ادا کرنا لازم تھا لیکن یا تو حضرت علی نے اس تاوان کو معاف کر دیا تھا یا بعد میں حضرت حمزہ نے ان اونٹنیوں کی قیمت ادا کر دی تھی، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی طرف سے وہ تاوان ادا کر دیا تھا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حمزہ سے بہت محبت تھی اور آپ کے دل میں ان کا بہت احترام تھا، اور کتاب عمر بن ابی شیبہ میں ابوبکر بن عیاش سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی طرف سے تاوان میں دو اونٹنیاں ادا کیں اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص نشہ میں کسی کا مال ضائع کر دے تو اس پر بھی مجنون کی طرح تاوان لازم آتا ہے، کیونکہ تاوان کے لیے مکلف ہونا لازم نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قتل خطاء پر دیت اور کفارہ کو لازم کیا ہے، باقی زندہ جانور سے جو گوشت کاٹ لیا جائے اس کا کھانا حلال نہیں ہے، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جو زندہ اونٹنیوں کی کلیجیاں کاٹی تھیں ان کا کھانا بھی حلال نہ تھا لیکن چونکہ وہ نشہ میں تھے اس لیے ان کا گناہ نہیں ہے۔ [2]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۱،

نشہ میں دی ہوئی طلاق کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ ابوعبداللہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے نشہ میں جو افعال سرزد ہوئے اور اس پر ان سے مواخذہ نہیں ہوا، اس سے بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص نشہ میں طلاق دے دے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوتی، حضرت عثمان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور بعض سلف صالحین کا یہی مسلک ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور دوسرے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، امام احمد نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے، جمہور فقہاء کی دلیل یہ ہے کہ جس شخص نے نشہ کیا اس نے اپنے آپ کو اللہ کی معصیت میں داخل کیا اس لیے اس کی طلاق واقع ہو جائے گی اس کے برخلاف جو شخص کسی اکراہ یا کسی اور عارضہ سے نشہ میں سو گیا اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہو گی، جس طرح مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص نشہ میں کسی چیز کو فاسد کر دے وہ اس کا ضامن ہوتا ہے اور نشہ میں ہونے سے تاوان کا مکلف ہونا ساقط نہیں ہوتا، اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت حمزہ کو اونٹنیوں کے نقصان کا ضامن کیا گیا اور نہ یہ ہے کہ ان سے تاوان ساقط کیا گیا اور کتب حدیث میں سے کسی کتاب میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے البتہ عمر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں ابوبکر بن عیاش کی یہ روایت ذکر کی ہے، حضور نے حضرت حمزہ کو اس نقصان کا ضامن کیا تھا، اور وہ اس پر محمول ہے کہ حضرت علی نے حضرت حمزہ سے اس ضمانت کو طلب نہیں کیا یا حضور نے اس ضمانت کو حضرت حمزہ کی طرف سے ادا کر دیا تھا۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ نشہ کرنا ہر شریعت میں حرام ہے کیونکہ نشہ سے عقل زائل ہو جاتی ہے اور تمام نیکیوں کی اصل عقل ہے اور حضرت حمزہ نے نشہ کے لیے شراب نہیں پی تھی بلکہ ان کو اتفاقاً نشہ ہو گیا، اور علامہ قرطبی نے یہ جواب دیا ہے کہ جس نشہ کی تحریم پر تمام اہل ملل متفق ہیں یہ وہ نشہ ہے جس میں انسان کو زمین اور آسمان کی تمیز نہ رہے اور حضرت حمزہ کو ایسا نشہ نہیں ہوا تھا البتہ ان کو بعض چیزوں کی تمیز نہیں رہی تھی اور کلیۃً تمیز ختم نہیں ہوئی تھی، اس لیے صحیح یہی ہے کہ نشہ کرنا ہر شریعت میں حرام ہے تمام اصولیین کا اس پر اتفاق ہے اور علامہ نووی کا اس کو باطل قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ [۱]

مصنف کے نزدیک صحیح جواب یہ ہے کہ اگر نشہ ہر شریعت میں حرام ہے، تب بھی حضرت حمزہ کے شراب پینے اور نشہ کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ اس وقت تک نشہ کی حرمت کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا، اور خطابی اور علامہ قرطبی نے جو توجیہات کی ہیں وہ انتہائی ضعیف ہیں۔

ہر نشہ آور چیز کے خمر ہونے پر ائمہ ثلاثہ کی دلیل اور اس کے جوابات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: ابراہیم حربی نے فضیخ کی یہ تعریف کی ہے کہ کچی پکی کھجوروں کو پانی میں ڈال کر چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ اس میں جوش آ جائے، اور اس پانی کو آگ پر نہ رکھا جائے اور اگر اس پانی میں چھوارے بھی ڈال دیے جائیں تو اس کو خلیط کہتے ہیں، صحیح مسلم کی ان تمام احادیث میں یہ تصریح ہے کہ تمام نشہ آور نبیذ حرام ہے اور ان سب کو خمر کہا جاتا ہے اس میں فضیخ، چھواروں، تازہ پکی ہوئی کھجوروں، منقیٰ، جو، جوار اور شہد کا نبیذ سب برابر ہیں (نبیذ کی تعریف یہ ہے کہ کھجور وغیرہ کو پانی میں ڈال دیا جس سے پانی میں اس کا ذائقہ آ جائے عام ازیں کہ اس کو پانی میں جوش دیا جائے یا نہیں (در مختار علی هامش رد المحتار ج ۵ ص ۱۰ ۳، مطبوعہ استنبول) اور ان تمام اقسام کو خمر کہا جاتا ہے، یہ ہمارا مذہب

[۱] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۱۱-۳۱۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

ہے، امام مالک، امام احمد اور جمہور متفق ہیں اور متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے، اور بصرہ کے بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ انگور کا شیرہ اور منقی کا کچا پانی (جب پڑے پڑے جوش کھا کر جھاگ چھوڑ دے) حرام ہے اور اگر ان کو پکا لیا جائے یا دوسری چیزوں کا کچا پانی یا پکا ہوا شیرہ حلال ہے بشرطیکہ وہ نشہ نہ دے، اور امام ابوحنیفہ نے یہ فرمایا ہے کہ کھجوروں اور انگوروں کا شیرہ حرام ہے، انگور کا رس خواہ قلیل ہو یا کثیر حرام ہے البتہ اگر انگور کے رس کو پکا لیا جائے اور اس کا دو تہائی اڑ جائے (اس کو مثلث کہتے ہیں) تو یہ حلال ہے اور چھواروں اور منقی کا پکا ہوا شیرہ حلال ہے خواہ اس کو معمولی سا پکایا ہو اور ان کا کچا پانی حرام ہے لیکن ان کے پینے والے کو حد نہیں لگائی جائے گی یہ تمام احکام اس وقت ہیں جب یہ مشروب نشہ آور نہ ہوں اور اگر یہ مشروب نشہ آور ہوں تو پھر ان کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

جمہور فقہاء اسلام کا یہ موقف ہے کہ ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور انہوں نے اس پر قرآن اور سنت سے استدلال کیا ہے قرآن مجید سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تنبیہ کی ہے کہ خمر کے حرام ہونے کی علت یہ ہے کہ وہ اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے اور یہ علت تمام نشہ آور مشروبات میں پائی جاتی ہے، لہٰذا تمام نشہ آور مشروبات خمر قرار پائیں گے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ علت اسکار (نشہ دینے) کی ہے اور نشہ آور چیزیں بالاجماع حرام ہیں تو ہم کہیں گے کہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ انگور کا شیرہ (بشرطیکہ وہ پڑے پڑے جھاگ چھوڑ دے) اگر نشہ نہ دے پھر بھی حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے خمر کے حرام ہونے کی علت نماز اور ذکر اللہ سے روکنا بیان کی ہے اور جب خمر کا ماسوا بھی ذکر سے روکنے کا سبب ہو تو اس کا حکم ان سب کو شامل ہوگا۔[1] (یا للعجب! علامہ نووی کی اس دلیل سے تو تمام مسکرات کا حرام ہونا لازم آرہا ہے نہ کہ خمر ہونا، سعیدی غفرلہ) اور یہ تحریم جنس مسکر کے لیے ہوگی، اور اللہ تعالیٰ نے جنس کے اس فرد کی (یعنی خمر کی) علت بیان کی ہے جس کو مادۂ استقلال کیا جاتا ہے علامہ مازری نے کہا کہ اس مسئلہ میں یہ استدلال سب سے قوی ہے۔

علامہ مازری نے کہا اس مسئلہ پر ہماری ایک اور دلیل یہ ہے کہ جب کوئی شخص انگور نچوڑ کر اس کا رس پیئے درآں حالیکہ وہ میٹھا ہو اور نشہ آور نہ ہو تو وہ بالاجماع حلال ہے اور اگر وہ گاڑھا ہو کر نشہ آور ہو جائے تو بالاجماع حرام ہے، اور اگر پھر وہ بغیر کسی انسانی عمل کے سرکہ بن جائے تو حلال ہے اور جب ہم نے ان مختلف احکام پر غور کیا تو ہم کو معلوم ہوا کہ ان احکام کا اختلاف اس مشروب کی صفات کے اختلاف کی وجہ سے ہے، اور اس سے معلوم ہو گیا کہ تحریم کا مدار اسکار (نشہ آور ہونے) پر ہے لہٰذا ہر نشہ آور چیز حرام ہوگی۔ (رہا یہ کہ علامہ نووی اور علامہ مازری کا مدعا ہر نشہ آور چیز کو خمر ثابت کرنا ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ کا اختلاف اسی میں ہے رہا ہر نشہ آور چیز کا حرام ہونا تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہ) یہ جمہور کے مذہب پر استدلال کا پہلا طریقہ ہے یعنی قرآن مجید سے استدلال، اور دوسرا طریقہ سنت سے استدلال ہے۔

سنت سے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ امام مسلم نے بکثرت اسانید کے ساتھ یہ احادیث ذکر کی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل مسکر حرام "ہر نشہ آور حرام ہے" اور فرمایا: کل مسکر خمر وکل خمر حرام۔

---

[1] علامہ طیبی نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ خمر کے حرام ہونے کی علت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روکنا ہے اور قلیل مقدار میں نشہ آور مشروبات نماز اور ذکر سے نہیں روکتے اس لیے وہ حرام نہیں ہوں گے، البتہ خمر کا معاملہ جدا ہے وہ بعینہ حرام ہے، اور ہمارا مقصود صرف اتنا ہے کہ دواؤں اور پرفیوم میں جو قلیل مقدار میں الکحل شامل ہوتی ہے، وہ حرام نہیں ہے، اور ان دواؤں اور پرفیوم کا استعمال کرنا جائز ہے۔

ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے"، اس حدیث سے بصراحت ثابت ہو گیا کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔ [1]

فقہاء احناف اس حدیث کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہر نشہ آور چیز کو مجازاً اور تشبیہاً خمر فرمایا ہے سو یہ اطلاق بطور مجاز اور استعارہ ہے، لہٰذا اس حدیث سے ائمہ ثلاثہ کا مدعا ثابت نہیں ہوا، اسی طرح اس باب کی احادیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جس میں خمر کو حرام کیا تھا اس وقت مدینہ میں کھجور کے علاوہ اور کوئی شراب نہیں پی جاتی تھی، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ مبالغۃً فرمایا ہے کیونکہ دوسری احادیث میں اس وقت انگوری شراب کے بنانے کا بھی ذکر ہے:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس قال حرمت علینا الخمر حین حرمت وما نجد یعنی بالمدینۃ خمر الاعناب الاقلیلا وعامۃ خمرنا البسر والتمر۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت خمر کو حرام کیا گیا اس وقت مدینہ میں انگور سے بنی ہوئی شراب بہت کم ہوتی تھی اور ہماری عام شرابیں کچی کھجوروں اور چھواروں سے بنائی جاتی تھیں۔

ائمہ ثلاثہ کی طرف سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ خمر صرف انگور کی شراب ہوتی تو صحابہ کرام اہل لسان تھے وہ صرف انگور کی شراب کو بہاتے، حالانکہ احادیث میں ہے انھوں نے شراب کے تمام مٹکوں کو توڑ دیا اور ہر قسم کی شراب بہادی خواہ وہ انگور کی ہو یا کچی کھجوروں اور چھواروں کی، اس کا جواب یہ ہے کہ خمر کے حرام ہونے کی علت اس کا نشہ آور ہونا تھا اور چونکہ اس وقت مدینہ میں موجود جتنی شرابیں تھیں وہ سب نشہ آور تھیں اس سے صحابہ کرام نے ان سب شرابوں کو بہا دیا۔

بَابُ تَحْرِیْمِ تَخْلِیْلِ الْخَمْرِ ۔ خمر کو سرکہ بنانے کی ممانعت

۵۰۲۵ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ ح وَحَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْیَانَ عَنِ السُّدِّیِّ عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبَّادٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا فَقَالَ لَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کو سرکہ بنانے کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: نہیں!

خمر کو سرکہ بنانے کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں امام شافعی اور جمہور فقہاء کی دلیل ہے کہ خمر کو سرکہ بنانا جائز نہیں ہے، یہ حکم اس صورت میں ہے جب روٹی، پیاز اور خمیرہ وغیرہ کو خمر میں ڈال کر سرکہ بنایا جائے، اس صورت میں خمر حسب سابق نجس رہتی ہے، اور جو چیز اس میں ڈال دی جائے وہ بھی نجس ہو جاتی ہے اور یہ سرکہ بعد میں کبھی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

بھی پاک نہیں ہوتا، دھونے سے نہ کسی اور طریقہ سے، ہاں اگر خمر کو دھوپ سے سائے میں یا سائے سے دھوپ میں منتقل کر دیا جائے تو پھر اس کی طہارت کے متعلق دو قول ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ پاک ہے۔

ہم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ خمر میں کوئی چیز ڈال دی جائے تو وہ طاہر نہیں ہوتی، یہ امام شافعی، امام احمد اور جمہور فقہاء کا مسلک ہے۔ امام اوزاعی، لیث اور امام ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں کہ اس طرح خمر پاک ہو جاتی ہے، امام مالک سے اس سلسلہ میں تین روایات ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ خمر کو سرکہ بنانا حرام ہے اگر سرکہ بنائے گا تو گنہ گار ہوگا، لیکن خمر طاہر ہو جائے گی دوسرا قول یہ ہے کہ اس صورت میں خمر حرام اور غیر طاہر ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ سرکہ بننے کے بعد خمر حلال اور طاہر ہے اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر خمر خود بخود سرکہ بن جائے تو وہ طاہر ہے، اور سحنون مالکی سے یہ روایت ہے کہ اس طرح بھی خمر طاہر نہیں ہوتی لیکن یہ قول اجماع کے خلاف ہے۔ [1]

خمر کو سرکہ بنانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ اور ان کی دلیل

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جب خمر سرکہ بن جائے تو حلال ہے بخواہ خمر خود بخود سرکہ بن جائے یا اس میں کسی چیز کو ڈال کر اسے سرکہ بنا لیا جائے، خمر کو سرکہ بنانا مکروہ نہیں ہے، اور امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ یہ مکروہ (تحریمی) ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم الادام الخل۔ سرکہ کیا خوب سالن ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۸۲، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۷۱، جامع ترمذی ۲۷۲، سنن ابن ماجہ ۲۳۸، مستدرک ج ۴ ص ۱۲۳)

نیز سرکہ بن جانے کے بعد خمر کا وصف مفسد زائل ہو جاتا ہے اور اس میں اصلاح کی صفت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ وہ صفراء کو سکون دیتا ہے اور شہوت کو توڑتا ہے اور سرکہ سے غذا حاصل کرنا اور اصلاح کرنا مباح ہے، اور جو چیز ان منافع اور فوائد کی صلاحیت رکھتی ہو وہ بھی مباح ہونی چاہیے جس طرح فی نفسہ سرکہ مباح ہے۔ [2]

خمر کو سرکہ بنانے کی ممانعت کا محمل

اس باب کی حدیث میں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خمر کو سرکہ بنانے سے منع فرمایا، یہ ممانعت ابتداء پر محمول ہے، کیونکہ ابتداء میں شراب کے معاملہ میں شدت کی گئی تھی، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ شراب کے ساتھ سرکہ کا معاملہ نہ کیا جائے یایں طور کہ شراب کو سرکہ کی طرح دسترخوان پر رکھا جائے۔

بَابُ تَحْرِيمِ التَّدَاوِي بِالْخَمْرِ

خمر سے علاج کرنے کی حرمت

۵۰۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ

حضرت طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے خمر کے متعلق سوال کیا، آپ نے اس سے منع فرمایا یا اس کے بنانے کو ناپسند

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان۔

عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدِ الْجُعْفِيَّ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ اَوْ كَرِهَ اَنْ يَّصْنَعَهَا فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَآءِ فَقَالَ اِنَّهٗ لَيْسَ بِدَوَآءٍ وَّلٰكِنَّهٗ دَآءٌ۔

فرمایا، انھوں نے کہا میں اس کو دوا کے لیے بناتا ہوں آپ نے فرمایا یہ دوا نہیں ہے، البتہ یہ بیماری ہے۔

خمر سے علاج کرنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ خمر دوا نہیں ہے، لہٰذا خمر کے ساتھ علاج کرنا حرام ہے، ہمارے فقہاء شافعیہ کے نزدیک یہی صحیح ہے کہ خمر سے علاج کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر کسی شخص کے گلے میں لقمہ پھنس جائے اور اس کو نیچے اتارنے کے لیے اور کوئی مشروب دستیاب نہ ہو تو خمر کے ذریعہ اس کو نیچے اتارنا جائز ہے، کیونکہ اس وقت خمر سے شفاء کا حصول یقینی ہے اور علاج ظنی ہے۔ [۱]

خمر سے علاج کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اگر کسی شخص نے پیاس کی وجہ سے خمر کو پیا تو اگر اس نے خمر میں کسی ایسی چیز کو ملایا تھا جس سے پیاس بجھ جاتی ہے، تو ضرورت کی بناء پر اس کے لیے خمر پینا مباح ہے، جس طرح کوئی شخص حالت اضطرار میں ہو یا کسی کے گلے میں لقمہ اٹک جائے تو اس کے لیے خمر پینا مباح ہے، حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی بیان کرتے ہیں کہ ان کو رومیوں نے گرفتار کر لیا، جس گھر میں ان کو بند کیا تھا اس میں خمر میں ملا ہوا پانی اور بھنا ہوا خنزیر کا گوشت تھا انھوں نے حضرت عبداللہ کو تین دن تک اس گھر میں بند رکھا، لیکن انھوں نے خمر اور خنزیر کو ہاتھ نہیں لگایا۔ جب رومیوں کو ان کی موت کا خدشہ ہوا تو انھوں نے حضرت عبداللہ کو اس مکان سے نکالا، حضرت عبداللہ نے کہا، میں چونکہ مضطر ہوں اس لیے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے شراب اور خنزیر کو حلال کر دیا، لیکن میں اسلام کی اس رخصت پر عمل کر کے دشمنانِ اسلام کو یہ موقع نہیں دوں گا کہ وہ اپنے منصوبہ کی کامیابی پر خوشی سے بغلیں بجائیں۔

اگر کسی شخص نے پیاس کی بناء پر محض خمر کو یا پانی میں ملی ہوئی خمر کو پیا یا علاج کے لیے خمر کو پیا تو یہ مباح نہیں ہے اور اس پر حد لازم ہو گی، امام ابوحنیفہ نے کہا پیاس اور علاج دونوں میں ضرورت کی بناء پر خمر پینا مباح ہے، اور امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں، ایک جواز کا اور ایک عدم جواز کا، تیسرا قول یہ ہے کہ دوا کے لیے جائز ہے اور پیاس کی بناء پر ناجائز ہے، اور لقمہ حلق سے نیچے اتارنے کے لیے خمر پینا جائز ہے جیسا کہ باقی ضروریات میں جائز ہے۔

(علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:) ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت طارق بن سوید نے دواء کے لیے خمر تیار کرنے کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: یہ دواء نہیں ہے، البتہ یہ بیماری ہے، (مسند احمد) نیز امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت مخارق سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے درآں حالیکہ انھوں نے ایک گھڑے میں نبیذ بنایا ہوا تھا، وہ نبیذ گھڑے میں جوش کھا رہا تھا، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے، انھوں نے کہا فلاں

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عورت کے پیٹ میں تکلیف تھی تو اس نے یہ نبیذ بنایا تھا، آپ نے پیر کی ٹھوکر سے اس گھڑے کو توڑ دیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں شفاء نہیں رکھی جو تم پر حرام کی ہے"۔ نیز خمر حرام بعینہ ہے اس لیے اس کو بھی خنزیر کی طرح دوا میں استعمال نہیں کیا جا سکتا، نیز اس سے ضرورت اٹھ نہیں سکتی اس لیے وہ مباح نہیں ہے۔ [1]

خمر سے علاج کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں:

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ علاج کے قبیل سے ہے اور غذا کی جنس سے نہیں ہے، اسی وجہ سے انھوں نے کہا اگر کسی شخص کو سخت پیاس لگی ہو تو وہ شراب پی سکتا ہے، یا اگر کسی کے گلے میں نوالہ پھنس جائے تو وہ اس کو حلق سے نیچے اتارنے کے لیے شراب پی سکتا ہے۔ [2]

خمر سے علاج کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

بچوں کو بطور دوا کے خمر پلانا جائز نہیں ہے اور اس کا گناہ پلانے والے پر ہوگا، کیونکہ وہی در اصل مخاطب ہے اس کی اصل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے، انھوں نے کہا: "تمہاری اولاد فطرت پر پیدا کی گئی ہے، سو خمر سے ان کا علاج نہ کرو اور نہ خمر کو ان کی غذا بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نجس چیز میں شفاء نہیں رکھی" اسی طرح کسی شخص کا خمر کے ساتھ اپنے بدن کے زخم کا علاج کرنا جائز نہیں ہے، اور نہ خمر کے ساتھ اپنی سواری کا علاج کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ بھی ایک طرح سے خمر سے فائدہ حاصل کرنا ہے اور خمر سے فائدہ حاصل کرنا شریعت میں بالکلیہ ممنوع ہے اور اس صورت میں ضرورت متحقق نہیں ہوتی اس پر لازم ہے کہ وہ علاج کے لیے دوسری حلال چیزوں کو حاصل کرے۔ [3]

متقدمین فقہاء احناف نے خمر کے ساتھ علاج کرنے سے منع کیا ہے اور اس کو ناجائز کہا ہے لیکن متاخرین فقہاء احناف نے ضرورت کی بناء پر خمر کے ساتھ علاج کرنے کو جائز کہا ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

جب شفاء کے حصول کا یقین ہو تو حرام چیزوں سے شفاء حاصل کرنا جائز ہے، جیسے شدید بھوک کے وقت مردار کھانا، شدید پیاس کے وقت اور حلق سے لقمہ نیچے اتارنے کے لیے خمر کو پینا جائز ہے۔ [4]

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں اختلاف ہے جیسا کہ بحر الرائق کی کتاب الرضاع میں ہے، لیکن مصنف نے وہاں اور یہاں حاوی سے نقل کیا ہے کہ جب حرام چیز میں شفاء کا یقین ہو اور اس کے علاوہ اور کسی دوا پر یقین نہ ہو تو پھر رخصت ہے جس طرح پیاسے کے لیے خمر کی رخصت ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ [5]

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۱۳۸۔۱۳۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] قاضی ابو الولید محمد بن احمد ابن رشد مالکی اندلسی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۳۴۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۲۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

[4] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۵۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

[5] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۴۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

علامہ ابن عابدین شامی حنفی اس بحث میں لکھتے ہیں:

اطباء کے قول سے یقین حاصل نہیں ہوتا، اور ظاہر یہ ہے کہ تجربہ سے یقین کے بجائے غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے، ہاں! علماء کی عبارات میں یقین کے لفظ سے بالعموم غلبہ ظن مراد ہوتا ہے۔ [1] (یعنی جس چیز میں شفاء کے حصول کا ظن غالب ہے اس کو کھانا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ سعیدی غفرلہ) یہ تمام بحث خمر کے متعلق ہے۔ آج کل مروجہ انگریزی دواؤں میں قلیل الکوحل شامل ہوتی ہے اور ائمہ احناف کے نزدیک نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار جائز ہے لہٰذا انگریزی دوائیں جائز ہیں۔

اس حدیث کی تحقیق کہ حرام چیز میں شفا نہیں ہے

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

وقال ابن مسعود فی السکر ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم۔ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کھجور کے تیز نبیذ کے متعلق فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں تمہاری شفاء نہیں رکھی جو تم پر حرام کر دی ہیں۔

اس حدیث کو امام عبدالرزاق [3] اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے جریر سے شیخین کی شرط پر روایت کیا ہے، امام احمد نے اس کو کتاب الاشربہ میں اور امام طبرانی نے اپنی کبیر میں اس کو ابو وائل سے روایت کیا ہے، نیز امام ابو یعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میری لڑکی بیمار ہو گئی، میں نے اس کے لیے ایک کوزہ میں نبیذ تیار کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت وہ نبیذ جوش کھا رہا تھا، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے آپ کو بتایا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں تمہاری شفاء نہیں رکھی جس کو تم پر حرام کر دیا ہے، امام ابن حبان نے اس حدیث کو سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

ابن التین نے داؤدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول حق ہے کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خمر کا ذکر کیا اور ضرورت کی بناء پر اس کا استثناء نہیں کیا، اس کے برخلاف مردار اور خون وغیرہ سے علاج کا ضرورت کی بناء پر استثناء کا ذکر کیا ہے، کیونکہ خمر کے ساتھ علاج کرنے پر انسان مجبور نہیں ہے اور بہت سی دوائیں موجود ہیں، البتہ اضطرار کی حالت میں مردار کھا کر رمق حیات کو برقرار رکھا جا سکتا ہے اور خمر سے شفاء کا حصول قطعی نہیں ہے، ہاں اگر نوالہ گلے میں پھنس جائے اور خمر کے سوا اور کوئی چیز نوالہ نیچے اتارنے کے لیے نہ ہو تو خمر پی کر نوالہ نیچے اتارنا جائز ہے، کیونکہ خمر کے گھونٹ سے نوالہ کا نیچے اترنا یقینی ہے اور اس سے علاج یقینی نہیں ہے۔ [5]

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ص ۱۹۴، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ص ۸۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[3] امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ص ۲۵۰، مطبوعہ مکتبہ علمیہ بیروت، ۱۳۹۰ھ

[4] امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ص ۱۳۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[5] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ص ۷۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

یہ خیال رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بالخصوص خمر کے متعلق ہے، خمر کے علاوہ دوسرے نشہ آور مشروبات قلیل مقدار میں جائز ہیں اور آج کل کی مروجہ انگریزی ادویات میں الکوحل قلیل مقدار میں شامل ہوتی ہے اور وہ خمر نہیں ہے۔ نیز شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں ہم نے بہ کثرت حوالہ جات سے اس حدیث کا محمل بیان کر دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث خمر سے متعلق ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے سند صحیح کے ساتھ مسروق سے روایت کیا ہے کہ:

قال عبد اللہ بن مسعود لا تسقوا اولادکم الخمر فانهم ولدوا على الفطرة، وان الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم. [ل]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے بچوں کو خمر نہ پلاؤ کیونکہ وہ فطرت (اسلام) پر پیدا کیے گئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں تمہاری شفا نہیں رکھی جو تم پر حرام کر دی گئی ہے۔

اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔ [ک]

بَابُ ۹۹ بَيَانِ اَنَّ جَمِيْعَ مَا يُنْبَذُ مِمَّا يَتَّخَذُ مِنَ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ يُسَمّٰى خَمْرًا

کھجور اور انگور سے بنی ہوئی شراب کا خمر ہونا

۵۰۲۷ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَبِيْ عُثْمَانَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّ اَبَا كَثِيْرٍ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور اور انگور ان دو درختوں سے خمر بنتی ہے۔

۵۰۲۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ كَثِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجور اور انگور ان دو درختوں سے خمر تیار ہوتی ہے۔

۵۰۲۹ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ وَعِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انگور اور کھجور ان دو درختوں

ل۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۷۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

ک۔ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۵۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

وَعُقْبَةَ بْنِ التَّوْأَمِ عَنْ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ الْكَرْمَةِ وَالنَّخْلَةِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ كُرَيْبٍ الْكَرْمِ وَالنَّخْلِ۔

سے خمر بنائی جاتی ہے۔

"کھجور اور انگور سے خمر بنائی جاتی ہے" اس حدیث کی تشریح میں ائمہ اربعہ کے نظریات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ چھواروں اور منقیٰ وغیرہ سے جو نبیذ بنایا جاتا ہے اس کو بھی خمر کہتے ہیں، اور جب وہ نشہ آور ہو تو حرام ہے اور یہی جمہور فقہاء کا نظریہ ہے۔ [1]

بہ ظاہر یہ حدیث فقہاء احناف کے خلاف ہے، کیونکہ فقہاء احناف یہ کہتے ہیں کہ خمر صرف انگور سے بنائی جاتی ہے، علامہ ابوبکر جصاص حنفی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ایک سے خمر بنائی جاتی ہے۔

اس کا نظیر قرآن مجید کی یہ آیات ہیں:

یٰمعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم۔ (انعام ۶/۱۳۰)

اے جن اور انس کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے؟

حالانکہ جنات میں سے کوئی رسول نہیں آیا، تمام رسول انسانوں میں سے مبعوث ہوئے اس لیے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے ایک جماعت سے رسول نہیں آئے؟ اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان۔ (الرحمٰن: ۵۵/۲۲)

ان دونوں (سمندروں) سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں

حالانکہ موتی اور مونگے صرف ایک سے نکلتے ہیں، یہاں بھی ان دونوں سے مراد ان میں سے ایک ہے، سو اس طرح اس حدیث میں بھی انگور اور کھجور ان دونوں سے مراد ان میں سے ایک ہے اور وہ انگور ہے۔ اور صرف انگور کے کچے شیرہ کے خمر ہونے اور دوسری اجناس کے نشہ آور مرکبات کے خمر نہ ہونے پر یہ دلیل ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص بغیر اضطرار کے انگور کے نشہ آور مشروب کو حلال کہے اس کے کفر پر اتفاق ہے اور جو شخص باقی اجناس کے نشہ آور مشروبات کو حلال کہے اس کے کفر پر اتفاق نہیں ہے اگر یہ مشروبات بھی خمر ہوتے تو ان کو حلال کہنے والے کے کفر پر بھی اتفاق ہوتا۔ [2]

علامہ بدرالدین عینی نے اس حدیث کے جواب میں ایک جواب تو یہ لکھا ہے کہ دونوں سے مراد ایک ہے یعنی انگور۔ اور دوسرا جواب یہ لکھا ہے کہ اگر کھجور اور انگور دونوں درخت مراد ہوں، یعنی دونوں سے خمر بنتی ہے تو انگور سے بنائی ہوئی شراب پر خمر کا اطلاق حقیقی ہے اور کھجور سے بنائی ہوئی شراب پر خمر کا اطلاق مجازی ہے۔ [3]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۴۶۳، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[3] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۶۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

تاہم اس جواب پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ ایک لفظ سے حقیقت اور مجاز دونوں کا ارادہ کرنا فقہاء احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ انْتِبَاذِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ مَخْلُوطَيْنِ

چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے کا حکم

۵۰۳۰۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُخْلَطَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ وَالْبُسْرُ وَالتَّمْرُ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش، اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۳۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا وَنَهَى أَنْ يُنْبَذَ الرُّطَبُ وَالْبُسْرُ جَمِيعًا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور تازہ کھجوروں اور کچی کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۳۲۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ الرُّطَبِ وَالْبُسْرِ وَبَيْنَ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ نَبِيذًا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تازہ کھجوروں اور کچی کھجوروں کو اور کشمش اور چھواروں کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔

۵۰۳۳۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ مَوْلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا وَنَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کشمش اور چھواروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۳۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَعَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش کو ملانے سے منع فرمایا، اور چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا۔

۵۰۳۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ أَبُو مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَخْلِطَ بَيْنَ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَأَنْ نَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کشمش اور چھواروں کے ملانے سے اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو ملانے سے منع فرمادیا ہے۔

۵۰۳۶ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

ایک اور سند سے اس کی مثل روایت ہے۔

۵۰۳۷ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ النَّبِيذَ مِنْكُمْ فَلْيَشْرَبْهُ زَبِيبًا فَرْدًا أَوْ تَمْرًا فَرْدًا أَوْ بُسْرًا فَرْدًا.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے نبیذ پیئے وہ صرف کشمش کا نبیذ پیئے، یا صرف چھواروں کا نبیذ پیئے یا صرف کچی کھجور کا نبیذ پیئے۔

۵۰۳۸ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ بِهَذَا الإِسْنَادِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَخْلِطَ بُسْرًا بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبًا بِتَمْرٍ أَوْ زَبِيبًا بِبُسْرٍ وَقَالَ مَنْ شَرِبَهُ مِنْكُمْ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچی کھجوروں کو چھواروں کے ساتھ ملانے سے، یا کشمش کو چھواروں یا کشمش کو کچی کھجوروں کے ساتھ ملانے سے منع فرما دیا ہے اور فرمایا تم میں سے جو شخص نبیذ پیئے . . . . اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۵۰۳۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گدری کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملاکر نبیذ نہ بناؤ اور کشمش اور چھواروں کو ملاکر نبیذ نہ بناؤ اور ہر جنس کا الگ الگ نبیذ بناؤ۔

وسلم لا تنتبذوا الزهو والرطب جميعا ولا تنتبذوا الزبيب والتمر جميعا وانتبذوا كل واحد منهما على حدته۔

ایک اور سند سے اس کی مثل روایت ہے۔

٥٠٢٠ - وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا محمد بن بشر العبدي عن حجاج بن أبي عثمان عن يحيى بن أبي كثير بهذا الإسناد مثله۔

٥٠٢١ - حدثنا محمد بن المثنى حدثنا عثمان بن عمر أخبرنا علي (وهو ابن المبارك) عن يحيى عن أبي سلمة عن أبي قتادة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تنتبذوا الزهو والرطب جميعا ولا تنتبذوا الرطب والزبيب جميعا ولكن انتبذوا كل واحد على حدته وزعم يحيى أنه لقي عبد الله بن أبي قتادة فحدثه عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثل هذا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گدری کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ، اور تازہ کھجوروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ، البتہ ہر جنس کا الگ الگ نبیذ بناؤ، یحییٰ کہتے ہیں کہ ان کی حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے اپنے والد سے اور ان کے والد نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت بیان کی۔

٥٠٢٢ - وحدثنيه أبو بكر بن إسحق حدثنا روح بن عبادة حدثنا حسين المعلم حدثنا يحيى بن أبي كثير بهذين الإسنادين غير أنه قال الرطب والزهو والتمر والزبيب۔

ایک اور سند سے بھی اس حدیث کی مثل روایت ہے، البتہ اس میں تازہ کھجور اور گدری کھجور اور چھوارے اور کشمش کا ذکر ہے۔

٥٠٢٣ - وحدثني أبو بكر بن إسحق حدثنا عفان بن مسلم حدثنا أبان العطار حدثنا يحيى بن أبي كثير حدثني عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه أن نبي الله صلى الله عليه وسلم نهى عن خليط التمر والبسر وعن خليط الزبيب والتمر وعن خليط الزهو والرطب وقال انتبذوا كل واحد على حدته۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا، اور کشمش اور چھواروں کو ملانے سے، اور گدری کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا اور فرمایا ہر جنس کا الگ الگ نبیذ بناؤ۔

٥٠٢٤ - وحدثني أبو سلمة بن عبد الرحمن عن أبي قتادة عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثل هذا الحديث۔

ایک اور سند سے اس حدیث کی مثل روایت ہے۔

۵۰۴۵- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالتَّمْرِ وَقَالَ يُنْبَذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَتِهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشمش اور چھواروں اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو (ملانے سے) منع فرمایا اور فرمایا ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنایا جائے۔

۵۰۴۶- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أُذَيْنَةَ (وَهُوَ أَبُو كَثِيرٍ الْغُبَرِيُّ) حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

ایک اور سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی مثل روایت کی۔

۵۰۴۷- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخْلَطَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا وَأَنْ يُخْلَطَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا وَكَتَبَ إِلَى أَهْلِ جُرَشَ يَنْهَاهُمْ عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش کو ملا کر اور کچی کھجوروں اور پکی کھجوروں کو ملا کر (نبیذ بنانے سے) منع فرمایا، اور آپ نے اہل جرش کی طرف لکھا کر چھواروں اور کشمش کو ملا کر (نبیذ) نہ بنائیں۔

۵۰۴۸- وَحَدَّثَنِيهِ وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي الطَّحَّانَ) عَنِ الشَّيْبَانِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ.

اسی سند کے ساتھ چھواروں اور کشمش کے متعلق ایک اور روایت ہے، اور اس میں کچی کھجوروں اور چھواروں کا ذکر نہیں ہے۔

۵۰۴۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَدْ نُهِيَ أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچی کھجوروں اور تازہ کھجوروں، چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

۵۰۵۰- وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَدْ نُهِيَ أَنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچی کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے اور چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا۔

دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کے متعلق جمہور فقہاء کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث میں یہ تصریح ہے کہ چھوارے اور کشمش، تازہ کھجوروں اور چھواروں یا چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانا ممنوع ہے۔ ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور جب تک یہ مشروب نشہ آور نہ ہو حرام نہیں ہے، اور بعض مالکیہ نے اس کو حرام کہا ہے، اور امام ابو حنیفہ اور ایک روایت میں ابو یوسف کا قول یہ ہے کہ دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ جب ان کا الگ الگ نبیذ بنانا جائز ہے تو ملا کر نبیذ بنانا بھی جائز ہونا چاہیے، لیکن جمہور فقہاء نے یہ کہا ہے کہ اس قول سے احادیث صحیحہ کو ترک کرنا لازم آتا ہے اور چونکہ احادیث میں مخلوط چیزوں کے نبیذ سے منع کیا گیا ہے تو اس ممانعت کو کم از کم مکروہ تنزیہی پر محمول کرنا چاہیے۔ [1]

دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ پر احادیث صحیحہ کے ترک کرنے کا الزام غلط ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ نے جو دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کو جائز کہا ہے تو یہ محض اپنی رائے سے نہیں کہا بلکہ امام ابو حنیفہ نے احادیث کی بناء پر اس کو جائز کہا ہے، وہ احادیث حسب ذیل ہیں:

(۱) امام ابو داؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کشمش اور چھواروں کو پانی میں ڈال کر نبیذ تیار کیا جاتا تھا۔

(۲) امام ابو داؤد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ بنت عطیہ قبیلہ عبد القیس کی عورتوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے چھواروں اور کشمش کے متعلق سوال کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں ایک مٹھی میں چھوارے لیتی اور ایک مٹھی میں کشمش لیتی اور ان کو پانی میں ڈال کر نبیذ بناتی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پلاتی۔

(۳) امام محمد بن حسن اپنی سند کے ساتھ کتاب الآثار میں روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ابن زیاد نے حضرت عبد اللہ بن عمر کے پاس روزہ افطار کیا، حضرت ابن عمر نے ان کو ایک مشروب پلایا، دوسرے دن ابن زیاد نے کہا آپ نے مجھے کیا پلایا تھا؟ لگتا تھا کہ مجھے اپنے گھر کا رستہ بھی نہیں ملے گا! حضرت ابن عمر نے فرمایا ہم نے تم کو صرف عجوہ (سب سے عمدہ کھجور) اور کشمش کا نبیذ پلایا تھا۔

شیخ ابن حزم نے ان احادیث کی اسانید پر جرح کی ہے، لیکن تعدد اسانید کی وجہ سے یہ احادیث ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اس کی حکمت میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ جب شروع شروع میں تنگی تھی اس وقت آپ نے دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

منع فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ جب ایک چیز سے نبیذ بن سکتا ہے تو دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا اسراف ہے اور آپ کا منع فرمانا اسراف کی جہت سے ہے۔ [1]

میں کہتا ہوں کہ دوسری وجہ صحیح نہیں ہے کیونکہ خود جناب رسالت مآب کے لیے دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنایا جاتا تھا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَبَيَانِ اَنَّهُ مَنْسُوْخٌ

روغن قیر اور کھو کھلے کدو کے برتنوں، سبز گھڑوں اور کھوکھلی لکڑی کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت اور اس کے منسوخ ہونے کا بیان

۵۰۵۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ اَنْ يُنْبَذَ فِيْهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھو کھلے کدو اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۵۲۔ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ اَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَ وَاَخْبَرَهُ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاجْتَنِبُوا الْحَنَاتِمَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھو کھلے کدو اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، اور ابوسلمہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھو کھلے کدو میں نبیذ نہ بناؤ اور نہ روغن قیر ملے ہوئے برتن میں، پھر حضرت ابوہریرہ یہ کہتے تھے کہ سبز گھڑوں سے اجتناب کرو۔

۵۰۵۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ قَالَ قِيْلَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا الْحَنْتَمُ قَالَ الْجِرَارُ الْخُضْرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روغن قیر ملے ہوئے برتنوں، سبز گھڑوں اور کھوکھلی لکڑی کے برتنوں سے منع فرمایا، حضرت ابوہریرہ سے پوچھا گیا کہ حنتم کا کیا معنی ہے انھوں نے بتایا کہ سبز گھڑے۔

۵۰۵۴۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالقیس کے وفد سے فرمایا: میں تم کو کھو کھلے

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۸۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ أَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمُ الْمَزَادَةُ الْمَجْبُوبَةُ وَلٰكِنِ اشْرَبْ فِي سِقَائِكَ وَأَوْكِهِ۔

کدو کے برتن، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی کے برتنوں، روغن کیے ہوئے برتنوں اور جن مشکوں کے منہ کٹے ہوئے ہوں، اس سے منع کرتا ہوں، صرف اپنے مشکیزوں سے پیا کرو اور ان کا منہ باندھ دیا کرو۔

۵۰۵۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ هٰذَا حَدِيثُ جَرِيرٍ وَفِي حَدِيثِ عَبْثَرٍ وَشُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، شعبہ کی روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۵۶۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ هَلْ سَأَلْتَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبِرِينِي عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ قَالَتْ نَهَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَمَا ذَكَرَتِ الْحَنْتَمَ وَالْجَرَّ قَالَ إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ بِمَا سَمِعْتُ أُحَدِّثُكَ مَا لَمْ أَسْمَعْ۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اسود سے کہا کیا تم نے ام المومنین سے پوچھا تھا کہ کن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! میں نے عرض کیا: اے ام المومنین! مجھے بتائیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کن برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ نے ہم اہل بیت کو کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، میں نے پوچھا کیا آپ نے حنتم اور گھڑے کا ذکر نہیں کیا تھا؟ راوی نے کہا...... میں تم کو وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی ہے کیا میں وہ بات بیان کروں جو میں نے نہیں سنی؟

۵۰۵۷۔ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

٥٠٥٨ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ وَحَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

٥٠٥٩ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ (يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ) حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ لَقِيتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ فَحَدَّثَتْنِي أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيذِ فَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ.

قشیری بیان کرتے ہیں کہ میری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی، میں نے حضرت عائشہ سے نبیذ کے متعلق سوال کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عبد القیس کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نبیذ کے متعلق سوال کیا، آپ نے ان کو کھوکھلے کدو، کھوکھلی لکڑی، روغن کیے ہوئے برتنوں اور سبز گھڑوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

٥٠٦٠ - وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔

٥٠٦١ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ سُوَيْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ جَعَلَ مَكَانَ الْمُزَفَّتِ الْمُقَيَّرَ.

ایک اور سند سے یہ روایت ہے البتہ اس میں مزفت کی جگہ مقیر کا لفظ ہے۔

٥٠٦٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبد القیس کا وفد حاضر ہوا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع کرتا ہوں، حماد کی روایت میں مقیر کی بجائے مزفت کا لفظ ہے۔

الْمُقَيَّرِ وَفِي حَدِيثِ حَمَّادٍ جَعَلَ مَكَانَ الْمُقَيَّرِ الْمُزَفَّتِ۔

۵۰۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں اور کھوکھلی لکڑی سے منع فرمایا۔

۵۰۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَأَنْ يُخْلَطَ الْبَلَحُ بِالزَّهْوِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، روغن کیے ہوئے برتنوں سے، اور کچی اور گدری کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا۔

۵۰۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى الْبَهْرَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۶۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنِ التَّيْمِيِّ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْجَرِّ أَنْ يُنْبَذَ فِيهِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۶۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا

قتادہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

نبیذ بنانے سے منع فرمایا . . . . اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۰۶۹۔ **وَحَدَّثَنَا** نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى (يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ) عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں، کھو کھلے کدو اور کھو کھلی لکڑی میں پینے سے منع فرمایا۔

۵۰۷۰۔ **وَحَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا شَهِدَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے متعلق شہادت دیتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق شہادت دی کہ آپ نے کھو کھلے کدو، سبز گھڑوں، روغن کیے برتنوں اور کھو کھلی لکڑی (کے استعمال) سے منع فرمایا۔

۵۰۷۱۔ **حَدَّثَنَا** شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ (يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ) حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ وَمَا يَقُولُ قُلْتُ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ فَقَالَ صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ فَقُلْتُ وَأَيُّ شَيْءٍ نَبِيذُ الْجَرِّ فَقَالَ كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنَ الْمَدَرِ۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے گھڑے میں نبیذ بنانے کے متعلق سوال کیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں بنائے ہوئے نبیذ کو حرام فرمایا ہے، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور میں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت ابن عمر کیا فرماتے ہیں؟ انھوں نے کہا وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ بنانے کو حرام کر دیا ہے، حضرت ابن عباس نے کہا حضرت ابن عمر نے سچ فرمایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ بنانے کو حرام کر دیا ہے، میں نے پوچھا کہ گھڑے کا نبیذ کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا ہر وہ برتن جو مٹی سے بنایا جائے۔

۵۰۷۲۔ **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوہ میں لوگوں کو خطبہ دیا، حضرت ابن عمر نے کہا میں بھی اس کی طرف چل دیا لیکن میرے پہنچنے سے پہلے آپ کا خطبہ ختم ہو گیا، میں نے پوچھا آپ نے کیا فرمایا تھا؟ لوگوں

فانصرف قبل أن أبلغه فسألت ماذا قال قالوا نهى أن ينتبذ في الدباء والمزفت۔

۵۰۷۳ ۔ وحدثنا قتيبة وابن رمح عن الليث بن سعد ح وحدثنا أبو الربيع وأبو كامل قالا حدثنا حماد ح وحدثني زهير بن حرب حدثنا إسماعيل جميعا عن أيوب ح وحدثنا ابن نمير حدثنا أبي حدثنا عبيد الله ح وحدثنا ابن المثنى وابن أبي عمر عن الثقفي عن يحيى بن سعيد ح وحدثنا محمد بن رافع حدثنا ابن أبي فديك أخبرنا الضحاك (يعني ابن عثمان) ح وحدثني هرون الأيلي أخبرنا ابن وهب أخبرني أسامة كل هؤلاء عن نافع عن ابن عمر بمثل حديث مالك ولم يذكروا في بعض مغازيه إلا مالك وأسامة۔

۵۰۷۴ ۔ وحدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا حماد بن زيد عن ثابت قال قلت لابن عمر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نبيذ الجر قال فقال قد زعموا ذاك قلت أنهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قد زعموا ذاك۔

۵۰۷۵ ۔ حدثنا يحيى بن أيوب حدثنا ابن علية حدثنا سليمان التيمي عن طاوس قال قال رجل لابن عمر أنهى نبي الله صلى الله عليه وسلم عن نبيذ الجر قال نعم ثم قال طاوس والله إني سمعته منه۔

۵۰۷۶ ۔ وحدثني محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق أخبرنا ابن جريج أخبرني ابن طاوس عن أبيه عن ابن عمر أن رجلا جاءه

نے کہا آپ نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

امام مسلم نے سات سندیں ذکر کرنے کے بعد کہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مثل سابق مروی ہے اور سوائے مالک اور اسامہ کے اور کسی نے کسی غزوہ کا ذکر نہیں کیا۔

ثابت کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے کے نبیذ سے منع فرما دیا تھا؟ حضرت ابن عمر نے کہا لوگوں کا یہی کہنا ہے میں نے پھر پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا تھا حضرت ابن عمر نے کہا لوگوں کا یہی کہنا ہے۔

طاؤس کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا تھا انھوں نے کہا ہاں، طاؤس نے کہا: ہاں بخدا میں نے حضرت ابن عمر سے اسی طرح سنا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص نے آ کر پوچھا: کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے اور کھوکھلے کدو میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں!

فَقَالَ أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ قَالَ نَعَمْ.

۵۰۷۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے اور کھوکھلے کدو میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۷۸ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ نَعَمْ.

طاؤس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر آپ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے، کھوکھلے کدو اور روغن ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمادیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہاں!

۵۰۷۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ سَمِعْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں، کھوکھلے کدو، روغن ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور کہا میں نے آپ سے یہ بارہا سنا ہے۔

۵۰۸۰ - وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ قَالَ وَأُرَاهُ قَالَ وَالنَّقِيرِ.

محارب کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی اور میرا گمان ہے کہ کھوکھلی لکڑی کا بھی ذکر کیا۔

۵۰۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ انْتَبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے، کھوکھلے کدو اور روغن ملے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا اور فرمایا مشکیزوں میں نبیذ بناؤ۔

۵۰۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں سے منع فرمایا، راوی کہتے ہیں

ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمَةِ فَقُلْتُ مَا الْحَنْتَمَةُ قَالَ الْجَرَّةُ۔

میں نے پوچھا حنتم کیا ہیں؟ فرمایا سبز گھڑے۔

۵۰۸۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدَّثَنِي زَاذَانُ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ حَدِّثْنِي بِمَا نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَشْرِبَةِ بِلُغَتِكَ وَفَسِّرْهُ لِي بِلُغَتِنَا فَإِنَّ لَكُمْ لُغَةً سِوَى لُغَتِنَا فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ وَهِيَ الْجَرَّةُ وَعَنِ الدُّبَّاءِ وَهِيَ الْقَرْعَةُ وَعَنِ الْمُزَفَّتِ وَهُوَ الْمُقَيَّرُ وَعَنِ النَّقِيرِ وَهِيَ النَّخْلَةُ تُنْسَحُ نَسْحًا وَتُنْقَرُ نَقْرًا وَأَمَرَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الْأَسْقِيَةِ۔

زاذان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے کہا کہ شراب کے برتنوں کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کیجیے، پہلے اپنی زبان میں بیان کریں، پھر میری زبان میں اس کا مطلب بیان کریں کیونکہ آپ کی اور ہماری زبان الگ الگ ہے، حضرت ابن عمر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں، کھوکھلے کدو، روغن کیے ہوئے برتنوں اور کھوکھلی لکڑیوں سے منع فرمایا یعنی کھجور کی لکڑی کو اندر سے چھیل کر ایک برتن بنا لیا ہو، اور آپ نے مشک میں نبیذ بنانے کا حکم دیا۔

۵۰۸۴۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۰۸۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ عِنْدَ هَذَا الْمِنْبَرِ وَأَشَارَ إِلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ وَالْمُزَفَّتِ وَظَنَنَّا أَنَّهُ نَسِيَهُ فَقَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَدْ كَانَ يَكْرَهُ۔

سعید بن مسیب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کی طرف اشارہ کر کے کہا میں نے اس منبر کے پاس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبد القیس کا وفد حاضر ہوا اور انہوں نے آپ سے مشروبات (کے برتنوں) کے متعلق سوال کیا، آپ نے ان کو کھوکھلے کدو، کھوکھلی لکڑی اور سبز گھڑوں سے منع فرمایا، میں نے کہا اے ابو محمد! اور روغن ملے ہوئے برتنوں سے بھی؟ ہمارا خیال تھا کہ شاید آپ ان کو بیان کرنا بھول گئے! سعید بن مسیب نے کہا میں نے یہ لفظ حضرت عبد اللہ بن عمر سے نہیں سنا اور وہ اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔

۵۰۸۶۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَ

حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلی لکڑی، روغن کیے ہوئے برتنوں اور کھوکھلے کدو سے منع فرمایا۔

ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۸۷ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُنْتَبَذُ لَهٗ فِيْهِ نُبِذَ لَهٗ فِيْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ۔

ابوالزبیر نے کہا میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے، روغن کیے ہوتے برتن اور کھوکھلی لکڑی سے منع فرمایا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبیذ بنانے کے لیے کوئی برتن نہ ملتا تو پتھر کے برتن میں آپ کے لیے نبیذ بنایا جاتا۔

۵۰۸۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْتَبَذُ لَهٗ فِيْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پتھر کے ایک برتن میں نبیذ بنایا جاتا تھا۔

۵۰۸۹ - وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ يُنْتَبَذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ فَاِذَا لَمْ يَجِدُوْا سِقَاءً نُبِذَ لَهٗ فِيْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ وَاَنَا اَسْمَعُ لِاَبِي الزُّبَيْرِ مِنْ بِرَامٍ قَالَ مِنْ بِرَامٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک میں نبیذ بنایا جاتا تھا اور جب مشک نہ ملتی تو پتھر کے ایک برتن میں نبیذ بنایا جاتا تھا، کسی شخص نے کہا میں نے ابوالزبیر سے سنا ہے وہ برام یعنی پتھر کا ایک برتن تھا۔

۵۰۹۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ سِنَانٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ اَبُوْ سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو مشک کے سوا باقی برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا، اب سب برتنوں میں پیو اور نشہ آور چیز نہ پیو۔

عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔

۵۰۹۱۔ وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا ضَحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ وَاِنَّ الظُّرُوْفَ اَوْ ظَرْفًا لَا يُحِلُّ شَيْئًا وَلَا يُحَرِّمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو کچھ برتنوں سے منع فرمایا تھا، حالانکہ برتن کسی چیز کو حلال کرتے ہیں نہ حرام کرتے ہیں۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۵۰۹۲۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فِيْ ظُرُوْفِ الْاَدَمِ فَاشْرَبُوْا فِيْ كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ اَنْ لَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو چمڑے کے برتنوں سے منع کیا تھا، اب ہر برتن میں پیو، البتہ نشہ آور چیز نہ پیو۔

۵۰۹۳۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِيْ عُمَرَ) قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيْذِ فِي الْاَوْعِيَةِ قَالُوْا لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ فَاَرْخَصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے برتنوں میں نبیذ سے منع فرمایا تو صحابہ نے کہا ہر شخص کے پاس تو مشک نہیں ہے تب آپ نے مٹی کے اس گھڑے میں پینے کی اجازت دی جس پر روغن کیا ہوا نہ ہو۔

ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت کی حکمت اور اس حکم کے منسوخ ہونے کی وجوہات

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ان برتنوں میں نبیذ بنانا ابتدائے اسلام میں ممنوع تھا، تاکہ نبیذ نشہ آور حد کو نہ پہنچ جائے کیونکہ بسا اوقات انسان یہ سمجھ کر نبیذ پیتا ہے کہ وہ نشہ آور نہیں ہوگا، حالانکہ وہ نبیذ نشہ آور ہوتا ہے اور چونکہ نشہ آور مشروب کی اباحت کا زمانہ قریب تھا۔ اس لیے ان برتنوں میں نبیذ بنانا منسوخ کر دیا گیا اور جب کافی عرصہ گزر گیا تو نشہ آور مشروبات کی تحریم مشہور ہو گئی اور ان کے دلوں میں نشہ آور مشروبات کی حرمت راسخ ہو گئی تو پھر ان کے لیے ہر برتن میں نبیذ بنانے کی رخصت دے دی گئی بشرطیکہ وہ نشہ آور مشروب کو نہ پئیں، جیسا کہ حضرت بریدہ کی روایت (حدیث نمبر ۵۰۹۰) میں اس کا صراحۃً بیان ہے۔ (حاشیہ صفحہ آئندہ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت اس وقت تھی جب لوگوں کو ان برتنوں کی ضرورت نہ تھی، اور جب یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کو ان برتنوں کے استعمال کی ضرورت ہے تو آپ نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی، یا سابق حکم وحی سے منسوخ ہو گیا یا سابق حکم آپ کی رائے کی طرف مفوض تھا۔ علامہ ابن بطال نے کہا ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت شراب کا بالکلیہ سد باب کرنے کے لیے تھی تاکہ شراب پینے کا ہر ذریعہ اور وسیلہ ختم ہو جائے، لیکن جب صحابہ نے کہا ہمیں ان برتنوں کے استعمال کی ضرورت ہے تو آپ نے اس کی اجازت دے دی، اور ہر وہ چیز جس کی ممانعت لذاتہٖ نہ ہو بلکہ کسی اور وجہ سے اس کی ممانعت ہو اس کی حیثیت اسی طرح ہوتی ہے، مثلاً آپ نے راستہ میں بیٹھنے سے منع فرمایا اور جب صحابہ نے کہا کہ بعض اوقات ان کا راستہ پر بیٹھنا ضروری ہوتا ہے تو آپ نے اس شرط کے ساتھ اجازت دے دی کہ راستہ کا حق ادا کرنا۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا مباح ہے، اور ممانعت کی احادیث، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی ہیں۔ [۲]

علامہ ابوبکر جصاص حنفی اور علامہ سرخسی حنفی نے حضرت جابر اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما کی احادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کا پینا جائز ہے اور اس مشروب کو نشہ کی حد تک پینا منع ہے، کتاب الاشربہ کے مقدمہ میں ہم نے اس کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَّاَنَّ كُلَّ خَمْرٍ حَرَامٌ

ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے اور ہر خمر کے حرام ہونے کا بیان

۵۰۹۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا جو مشروب بھی نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔

۵۰۹۵- وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيْبِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا جو مشروب بھی نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔

---

[۱] (حاشیہ صفحہ سابقہ) علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۵-۱۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۸۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

٥٠٩٦ - حدثنا يحيى بن يحيى وسعيد بن منصور وأبو بكر بن أبي شيبة وعمرو الناقد وزهير بن حرب كلهم عن ابن عيينة ح وحدثنا حسن الحلواني وعبد بن حميد عن يعقوب بن إبراهيم بن سعد حدثنا أبي عن صالح ح وحدثنا إسحق بن إبراهيم وعبد بن حميد قالا أخبرنا عبد الرزاق أخبرنا معمر كلهم عن الزهري بهذا الإسناد وليس في حديث سفيان وصالح سئل عن البتع وهو في حديث معمر وفي حديث صالح أنها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كل شراب مسكر حرام۔

٥٠٩٧ - وحدثنا قتيبة بن سعيد وإسحق بن إبراهيم (واللفظ لقتيبة) قالا حدثنا وكيع عن شعبة عن سعيد بن أبي بردة عن أبيه عن أبي موسى قال بعثني النبي صلى الله عليه وسلم أنا ومعاذ بن جبل إلى اليمن فقلت يا رسول الله إن شرابا يصنع بأرضنا يقال له المزر من الشعير وشراب يقال له البتع من العسل فقال كل مسكر حرام۔

٥٠٩٨ - حدثنا محمد بن عباد حدثنا سفيان عن عمرو سمعه عن سعيد بن أبي بردة عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم بعثه ومعاذا إلى اليمن فقال لهما بشرا ويسرا وعلما ولا تنفرا وأراه قال وتطاوعا قال فلما ولى رجع أبو موسى فقال يا رسول الله إن لهم شرابا من العسل يطبخ حتى يعقد والمزر يصنع من الشعير فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل ما أسكر عن الصلوة فهو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ہاں جَو سے ایک مشروب بنایا جاتا ہے اس کو مزر کہتے ہیں اور ایک مشروب شہد سے بنایا جاتا ہے اس کو بتع کہتے ہیں، آپ نے فرمایا ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت معاذ کو یمن بھیجا اور فرمایا لوگوں کو بشارت دینا اور آسان احکام بیان کرنا، ان کو علم دین سکھانا اور متنفر نہ کرنا، اور میرا گمان ہے آپ نے فرمایا دونوں اتفاق سے رہنا، جب حضرت موسیٰ واپس آنے لگے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہاں شہد کو جوش دے کر ایک مشروب تیار کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ منجمد ہو جاتا ہے، اور ایک مشروب جَو سے تیار کیا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ مشروب جو نماز سے مدہوش کر دے وہ حرام ہے۔

حَرَامٌ۔

۵۰۹۹ - وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ خَلَفٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِيْ خَلَفٍ) قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ (وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُوَا النَّاسَ وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَيَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْتِنَا فِيْ شَرَابَيْنِ كُنَّا نَصْنَعُهُمَا بِالْيَمَنِ اَلْبِتْعُ وَهُوَ مِنَ الْعَسَلِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ وَالْمِزْرُ وَهُوَ مِنَ الذُّرَةِ وَالشَّعِيْرِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُعْطِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ بِخَوَاتِمِهِ فَقَالَ اَنْهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ اَسْكَرَ عَنِ الصَّلٰوةِ۔

حضرت ابوبردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ کو یمن بھیجا، آپ نے فرمایا لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا، ان کو خوشخبری دینا اور متنفر نہ کرنا، آسان احکام بیان کرنا اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالنا، میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم کو دو مشروبوں کے متعلق بتلایئے جن کو ہم یمن میں تیار کرتے ہیں، ایک بتع ہے جو شہد سے تیار کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گاڑھا ہو جاتا ہے، اور ایک مزر ہے جو جو اور جوار سے تیار کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گاڑھا ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو انتہائی جامع مانع کلام کا ملکہ عطا کیا گیا تھا، آپ نے فرمایا میں ہر اس نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں جو نماز سے مدہوش کر دے۔

۵۱۰۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ (يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ جَيْشَانَ وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ فَسَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُوْنَهُ بِاَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُسْكِرٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَهِدَ لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ قَالَ عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جیشان سے آیا، جیشان یمن کا ایک شہر ہے اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے علاقہ کے ایک مشروب کے متعلق سوال کیا جس کو جوار سے بنایا جاتا تھا اس کا نام مزر تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا، کیا وہ نشہ آور ہے؟ اس نے کہا جی! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ عہد کر لیا ہے کہ جو شخص نشہ آور مشروب پیئے گا اس کو طینۃ الخبال پلائے گا، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ یا فرمایا جہنمیوں کا نچوڑ۔

۵۱۰۱ - حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ وَاَبُوْ كَامِلٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس شخص نے دنیا میں خمر پی اور مر گیا دراں حالیکہ وہ شراب کا عادی تھا اور اس نے توبہ نہیں کی تو وہ آخرت میں شراب نہیں پیئے گا۔

۵۱۰۲ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ كِلَاهُمَا عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۵۱۰۳ - وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

۵۱۰۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس بات کا مجھ کو صرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے علم ہے کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

۵۱۰۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

۵۱۰۶ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ فَلَمْ يُسْقَهَا قِيلَ لِمَالِكٍ رَفَعَهُ قَالَ نَعَمْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں شراب پی اور اس سے توبہ نہیں کی وہ اس سے آخرت میں محروم رہے گا، اس کو نہیں پا سکے گا۔ امام مالک سے پوچھا گیا کیا یہ حدیث مرفوع ہے؟ انہوں نے کہا ہاں!

۵۱۰۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں خمر کو پیا وہ آخرت میں اس کو نہیں پیئے گا الا یہ کہ وہ توبہ کر لے۔

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا لَمْ یَشْرَبْہَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَنْ یَّتُوْبَ

۵۱۰۸ ۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا ہِشَامٌ (یَعْنِی ابْنَ سُلَیْمَانَ الْمَخْزُوْمِیَّ) عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ مُوْسَی بْنُ عُقْبَۃَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عُبَیْدِ اللّٰہِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے ۔

فقہاء شافعیہ اس باب کی احادیث سے ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے پر استدلال کرتے ہیں ہم نے کتاب الاشربہ کا جو مفصل مقدمہ لکھا ہے اس میں ان احادیث کی وضاحت کر دی ہے ۔

بَابُ اِبَاحَۃِ النَّبِیْذِ الَّذِیْ لَمْ یَشْتَدَّ وَلَمْ یَصِرْ مُسْکِرًا

جو نبیذ تیز اور نشہ آور نہ ہو اس کی اباحت کا بیان

۵۱۰۹ ۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ یَحْیَی بْنِ عُبَیْدٍ اَبِیْ عُمَرَ الْبَہْرَانِیِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنْتَبَذُ لَہٗ اَوَّلَ اللَّیْلِ فَیَشْرَبُہٗ اِذَا اَصْبَحَ یَوْمَہٗ ذٰلِکَ وَاللَّیْلَۃَ الَّتِیْ تَجِیْءُ وَالْغَدَ وَاللَّیْلَۃَ الْاُخْرٰی وَالْغَدَ اِلَی الْعَصْرِ فَاِنْ بَقِیَ شَیْءٌ سَقَاہُ الْخَادِمَ اَوْ اَمَرَ بِہٖ فَصُبَّ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ابتدائی شب میں نبیذ بنایا جاتا تھا اور آپ اس کو صبح پیتے تھے پھر اس کے بعد والی شب میں اور صبح پیتے تھے اور پھر رات کو پیتے تھے پھر اگلے روز عصر تک پیتے تھے پھر اگر کچھ بچ جاتا تو خادم کو پلا دیتے یا اس کو بہانے کا حکم دیتے ۔

۵۱۱۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ یَحْیَی الْبَہْرَانِیِّ قَالَ ذَکَرُوا النَّبِیْذَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنْتَبَذُ لَہٗ فِیْ سِقَاءٍ قَالَ شُعْبَۃُ مِنْ لَیْلَۃِ الْاِثْنَیْنِ فَیَشْرَبُہٗ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالثَّلَاثَاءِ اِلَی الْعَصْرِ فَاِنْ فَضَلَ مِنْہُ شَیْءٌ سَقَاہُ الْخَادِمَ اَوْ صَبَّہٗ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے (بروایت شعبہ) پیر کی رات کو نبیذ بنایا جاتا، آپ اس کو پیر کے دن پیتے اور منگل کو عصر تک پیتے اور اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا تو خادم کو پلا دیتے یا اس کو بہا دیتے ۔

۵۱۱۱ ۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاَبُوْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

كريب وإسحاق بن إبراهيم (واللفظ لأبي بكر وأبي كريب) قال إسحاق أخبرنا وقال الآخران حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن أبي عمر عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينقع له الزبيب فيشربه اليوم والغد وبعد الغد إلى مساء الثالثة ثم يأمر به فيسقى أو يهراق۔

۵۱۱۲ - **وحدثنا** إسحاق بن إبراهيم أخبرنا جرير عن الأعمش عن يحيى بن أبي عمر عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينبذ له الزبيب في السقاء فيشربه يومه والغد وبعد الغد فإذا كان مساء الثالثة شربه وسقاه فإن فضل شيء أهراقه۔

۵۱۱۳ - **وحدثني** محمد بن أحمد بن أبي خلف حدثنا زكرياء بن عدي حدثنا عبيد الله عن زيد عن يحيى أبي عمر النخعي قال سأل قوم ابن عباس عن بيع الخمر وشرائها والتجارة فيها فقال أمسلمون أنتم قالوا نعم قال فإنه لا يصلح بيعها ولا شراؤها ولا التجارة فيها قال فسألوه عن النبيذ فقال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر ثم رجع وقد نبذ ناس من أصحابه في حناتم ونقير ودباء فأمر به فأهريق ثم أمر بسقاء فجعل فيه زبيب وماء فجعل من الليل فأصبح فشرب منه يومه ذلك وليلته المستقبلة ومن الغد حتى أمسى فشرب وسقى فلما أصبح أمر بما بقي منه فأهريق۔

۵۱۱۴ - **حدثنا** شيبان بن فروخ حدثنا القاسم (يعني ابن الفضل الحداني) حدثنا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کشمش کو پانی میں ڈال دیا جاتا آپ اس نبیذ کو اس دن پیتے اور اس کے دوسرے دن اور تیسرے دن شام تک آپ خود پیتے یا کسی کو پلا دیتے پھر اگر کچھ بچ جاتا تو اس کو بہانے کا حکم دیتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مشک میں کشمش کو ڈال دیا جاتا، آپ اس کو اس دن پیتے اور اس کے بعد دو دن تک پیتے، اور جب تیسرے دن کی شام ہوتی تو آپ اس کو خود پیتے اور کسی کو پلا دیتے پھر اگر کچھ بچ جاتا تو اس کو بہا دیتے۔

ابو عمر نخعی کہتے ہیں کہ ایک قوم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خمر کے بیچنے، خریدنے اور اس کی تجارت کے متعلق سوال کیا، حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تم لوگ مسلمان ہو؟ انھوں نے کہا ہاں! حضرت ابن عباس نے فرمایا: شراب کا بیچنا، خریدنا اور اس کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے، پھر انھوں نے نبیذ کے متعلق سوال کیا، حضرت ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں گئے اور پھر واپس آ گئے، اس وقت لوگوں نے سبز گھڑوں میں، لکڑی کے برتنوں میں اور کھوکھلے کدو میں نبیذ تیار کیا ہوا تھا، آپ نے اس نبیذ کو بہانے کا حکم دیا، پھر آپ نے ایک مشک میں کشمش اور پانی ڈالنے کا حکم دیا، رات میں وہ پانی ڈالا گیا، آپ نے اس مشک سے صبح کو نبیذ پیا اور اس دن نبیذ پیا، آنے والی رات کو نبیذ پیا پھر دوسرے روز شام تک نبیذ پیا اور پلایا، اور جب صبح ہوئی تو آپ نے باقی ماندہ کو پھینکنے کا حکم دیا۔

ثمامہ کہتے ہیں کہ میری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے نبیذ کے متعلق سوال کیا، حضرت

ثُمَامَةَ (يَعْنِي ابْنَ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيَّ) قَالَ لَقِيتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ فَدَعَتْ عَائِشَةُ جَارِيَةً حَبَشِيَّةً فَقَالَتْ سَلْ هٰذِهِ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ الْحَبَشِيَّةُ كُنْتُ أَنْبِذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ مِنَ اللَّيْلِ وَ أُوكِيهِ وَأُعَلِّقُهُ فَإِذَا أَصْبَحَ شَرِبَ مِنْهُ.

عائشہ نے ایک حبشی باندی کو بلایا اور فرمایا: اس سے پوچھو کیونکہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے نبیذ بناتی تھی، اس حبشی عورت نے کہا میں حضور کے لیے رات کو مشک میں نبیذ بنا کر اس مشک کا منہ باندھ کر اس کو لٹکا دیا کرتی تھی، جب صبح ہوتی تو آپ اس سے نبیذ پی لیتے تھے۔

٥١١٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ يُوكَى أَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَنَنْبِذُهُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک میں نبیذ بناتے، اس کے اوپر والے حصے کو باندھ دیتے، اس مشک میں سوراخ تھے، ہم صبح نبیذ تیار کرتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسے شام کو پیتے تھے، اور شام کو نبیذ بناتے تو آپ اس کو صبح پیتے تھے۔

٥١١٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهِ فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُونَ مَا سَقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنی شادی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، اس دن ان کی بیوی کام کاج کر رہی تھیں حالانکہ وہ خود دلہن تھیں، سہل نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا، اس نے رات کو ایک برتن میں پانی کے اندر کچھ چھوارے ڈال دیئے تھے اور جب آپ کھانے سے فارغ ہو گئے تو اس نے آپ کو وہی پلایا تھا۔

٥١١٧ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُولُ أَتَى أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُلْ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ.

سہل بیان کرتے ہیں کہ ابو اسید ساعدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ جب آپ نے کھانا کھا لیا تو اس نے آپ کو نبیذ پلایا۔

٥١١٨ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي أَبَا غَسَّانَ) حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

حضرت سہل بن سعد سے یہی روایت ہے اور اس میں پتھر کے برتن کا ذکر ہے، اور یہ ذکر ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے خصوصیت

بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ أَمَاثَتْهُ فَسَقَتْهُ تَخُصُّهُ بِذٰلِكَ۔

کے ساتھ صرف آپ کو نبیذ پلایا۔

٥١١٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (وَهُوَ ابْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو غَسَّانَ) أَخْبَرَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِي أُجُمِ بَنِي سَاعِدَةَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا فَلَمَّا كَلَّمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ قَالَ قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّي فَقَالُوا لَهَا أَتَدْرِينَ مَنْ هٰذَا فَقَالَتْ لَا فَقَالُوا هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَكِ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ أَنَا كُنْتُ أَشْقَى مِنْ ذٰلِكَ قَالَ سَهْلٌ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِنَا لِسَهْلٍ قَالَ فَأَخْرَجْتُ لَهُمْ هٰذَا الْقَدَحَ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا فِيهِ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَوَهَبَهُ لَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرِ بْنِ إِسْحٰقَ قَالَ اسْقِنَا يَا سَهْلُ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرب کی ایک عورت کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے ابو اُسید کو پیغام دینے کا حکم دیا، حضرت ابو اُسید نے اس کو پیغام دیا، وہ عورت آکر بنو ساعدہ کے قلعوں میں ٹھہری، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، جب آپ اس کے پاس گئے تو وہ عورت سر جھکائے بیٹھی تھی، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کی تو وہ عورت کہنے لگی میں آپ سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں، آپ نے فرمایا تم نے اپنے آپ کو مجھ سے محفوظ کر لیا، لوگوں نے اس سے کہا کیا تم جانتی ہو یہ کون ہیں؟ اس نے کہا نہیں، لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تمہیں نکاح کا پیغام دینے تمہارے پاس آئے تھے، اس نے کہا تب تو میں بہت بد نصیب رہی، سہل کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت تشریف لے آئے حتی کہ آپ اور آپ کے صحابہ بنو ساعدہ کے چبوترہ میں بیٹھ گئے، پھر آپ نے حضرت سہل سے کہا مجھے پلاؤ، پھر میں نے آپ کے لیے یہ پیالہ نکالا پھر میں نے ان کو اس میں پلایا۔ ابو حازم نے کہا سہل نے ہمارے لیے وہ پیالہ نکالا اور ہم نے بھی اس میں سے پی لیا، پھر عمر بن عبد العزیز نے حضرت سہل سے وہ پیالہ مانگ لیا، حضرت سہل نے وہ پیالہ ان کو دے دیا، ابو بکر بن اسحاق کی روایت میں یہ ہے کہ اے سہل ہم کو پلاؤ۔

٥١٢٠۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَقَدْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے اس پیالہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مشروبات پلائے ہیں، شہد، نبیذ، پانی اور دودھ۔

سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِيْ هٰذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالنَّبِيْذَ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح دینے کے بعد رجوع کر لینا

حدیث نمبر ۵۱۱۹ میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا جب آپ نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں، آپ نے فرمایا تم نے اپنے آپ کو مجھ سے اللہ کی پناہ میں کر لیا۔ اس حدیث میں ہے کہ وہ عورت آپ کو پہچانتی نہیں تھی اور جب اس کو علم ہوا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو اس کو اس پر بہت ندامت اور افسوس ہوا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا معنی یہ ہے میں نے تم کو ترک کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے نکاح کا ارادہ ترک کیا کہ وہ عورت آپ کو پسند نہیں آئی، یا اس کی صورت پسند نہیں آئی یا اس کے اخلاق پسند نہیں آئے، یا کسی اور وجہ سے، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ منگنی کرنے والا شخص عورت کو دیکھ سکتا ہے، نیز حدیث مشہور میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم سے اللہ کی پناہ مانگے اس کو پناہ دو، لہٰذا اس عورت نے جب آپ سے اللہ کی پناہ مانگی تو آپ کے پاس اس کو پناہ دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا، پھر جب آپ نے اللہ کے لیے ایک چیز کو ترک کر دیا تو دوبارہ اس میں رجوع نہیں کیا۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک کا ثبوت

اسی حدیث میں ہے کہ حضرت سہل بن سعد نے جس پیالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا تھا انہوں نے اس پیالہ کو سنبھال کر رکھا، حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز نے حضرت سہل بن سعد سے وہ پیالہ بطور تبرک مانگ لیا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے، جس چیز کو آپ نے چھوا ہو، جس کپڑے کو پہنا ہو، یا جس برتن سے کچھ پیا ہو، یا اس قسم کی اور کوئی چیز ہو، اس پر سب کا اجماع ہے اور تمام متقدمین اور متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ پر نماز پڑھنا اور روضہ کریمہ اور جس غار میں آپ داخل ہوئے تھے اس غار میں داخل ہونا آپ کے تبرکات کے حصول کی انواع ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوطلحہ کو تقسیم کے لیے اپنے بال عطا فرمانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی کے لیے اپنا تہبند عطا فرمانا تاکہ اس میں ان کو کفن دیا جائے اور دو قبروں پر درخت کی دو شاخیں رکھنا اور حضرت بنت ملحان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کو جمع کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو صحابہ کا ہاتھ ہی سے لے کر اپنے بدن پر ملنا اور اس قسم کی دوسری چیزیں احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ان سب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے۔ [2]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " " شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۹، "

کچے نبیذ کو پینے کے دلائل

اس باب کی تمام احادیث میں کچے نبیذ کو پینے کا ثبوت ہے یعنی کشمش یا چھواروں کو کچے پانی میں ڈال دیا جائے حتی کہ ان کی مٹھاس پانی میں منتقل ہو جائے، باقی ان احادیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ یہ نبیذ تیز تھا یا ہلکا۔ فقہاء احناف تیز نبیذ کو بھی قلیل مقدار میں پینے کے قائل ہیں اور اس کے ثبوت میں بکثرت احادیث موجود ہیں جن کو ہم نے کتاب الاشربہ کے مقدمہ میں لکھ دیا ہے اور علامہ شامی کا یہ لکھنا صحیح نہیں ہے کہ کچا نبیذ حرام ہے اور پکا ہوا حلال ہے[1] کیونکہ ان تمام احادیث میں کچے نبیذ ہی کے پینے کا ذکر ہے۔

بَابُ جَوَازِ شُرْبِ اللَّبَنِ !

دودھ پینے کا جواز

۵۱۲۱ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ لَمَّا خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحَلَبْتُ لَهُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف گئے تو ہمارا ایک چرواہے پر گذر ہوا، اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی ہوئی تھی، حضرت ابوبکر نے کہا میں نے حضور کے لیے تھوڑا سا دودھ دوہا، پھر میں آپ کے پاس وہ دودھ لایا، آپ نے اس کو پیا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا۔

۵۱۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ لَمَّا أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَأَتْبَعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ فَرَسُهُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكَ قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ قَالَ فَعَطِشَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرُّوا بِرَاعِي غَنَمٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيهِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کی طرف گئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کا پیچھا کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف دعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، سو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، حضرت براء کہتے ہیں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی اور آپ کا اور حضرت ابوبکر کا بکریوں کے ایک چرواہے پر گذر ہوا، حضرت ابوبکر صدیق نے کہا میں نے ایک پیالہ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے تھوڑا سا دودھ دوہا اور اس کو آپ کے پاس لے کر آیا، آپ نے اس کو اس قدر پیا کہ میں راضی ہو گیا۔

۵۱۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شب

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ، قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کی سیر کرائی گئی، اس شب بیت المقدس میں آپ کو دو پیالے پیش کیے گئے ایک پیالہ خمر کا تھا اور ایک دودھ کا، آپ نے ان کی طرف دیکھا اور آپ نے دودھ لے لیا، جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ کی حمد ہے جس نے آپ کو فطرت کی ہدایت دی، اگر آپ خمر (شراب) کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

۵۱۲۴ - وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ بِإِيلِيَاءَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (دو پیالے) لائے گئے، یہ حدیث مثل سابق ہے اور اس میں ایلیا (بیت المقدس) کا ذکر نہیں ہے۔

بلا اجازت مشرکوں کی بکری کا دودھ پینے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۱۲۱ میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سفر ہجرت میں ایک چرواہے پر گزر ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بکری کا دودھ دوہ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔ اس حدیث پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس بکری کا مالک موجود نہیں تھا، اس کی اجازت کے بغیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بکری کا دودھ کیسے پی لیا؟ علامہ نووی نے اس اشکال کے متعدد جواب دیئے ہیں:

۱۔ اس بکری کا مالک حربی کافر تھا، اور حربی کے مال کی کوئی امان اور حفاظت نہیں ہے، اس لیے ان کا مال چھین کر کھانا جائز ہے۔ (یہ جواب صحیح نہیں ہے، کیونکہ اسلام مکارم اخلاق کا داعی ہے اور کسی کا مال چھین کر کھانا مکارم اخلاق کے خلاف ہے، البتہ جب کفار کو دعوت اسلام دی جائے اور اس کے قبول نہ کرنے پر ان کے خلاف جنگ کی جائے اور اس جنگ میں کفار کے مغلوب ہونے کے بعد جو مال غنیمت ہاتھ آئے، وہ جائز ہے اور ظاہر ہے کہ اس چرواہے کے ساتھ اس قسم کا معاملہ نہیں ہوا تھا۔ ـــــ سعیدی غفرلہٗ)

۲۔ ہو سکتا ہے کہ مسافروں کے لیے دودھ پینا ان بکریوں کے مالکوں نے مباح کر دیا ہو اور یہ چیز ان کے ہاں مشہور اور معروف ہو۔

۳۔ ہر چند کہ بلا اجازت پرائی بکری کا دودھ پینا جائز نہیں ہے، لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم پیاس کی شدت کی وجہ سے حالت اضطرار میں تھے۔[1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور خلق عظیم

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا بیان ہے آپ کی دعا سے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین سے فرمایا: اسے زمین! اس کو پکڑ لے، سو زمین نے اس کو پکڑ لیا۔ [۱]

اس سے معلوم ہوا کہ زمین کو آپ کی معرفت تھی اور وہ آپ کے تابع فرمان تھی، اور جب سراقہ نے زمین کی گرفت سے نکلنے کے لیے آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے اس کے لیے نجات کی دعا کی، اس میں بھی آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم خلق کا بیان ہے کہ جو شخص سو اونٹوں کے انعام کے لالچ میں آپ کا (العیاذ باللہ) سر اتارنے آیا تھا اور آپ کو قتل کرنے کے لیے وار کر رہا تھا جب وہ ایک مصیبت میں پھنس گیا اور آپ سے دعا کا طالب ہوا تو آپ نے اس کے لیے دعا کر دی اور وہ زمین کی گرفت سے آزاد ہو گیا، سو غور کرنا چاہیے اگر جانی دشمن بھی مصیبت میں آپ سے دعا اور امداد کا طالب ہو تو آپ اسے مایوس نہیں کرتے تو اگر آپ کو ماننے والا آپ کا غلام اور امتی آپ سے کسی مصیبت میں دعا اور امداد کا طالب ہو تو آپ اس کو کب محروم کریں گے۔ "دوستاں را کجا کنی محروم۔ تو کہ با دشمناں نظر داری۔" پھر کرم بالائے کرم یہ ہے کہ سراقہ نے کہا آپ مجھے امان لکھ کر دے دیجئے آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سراقہ کو امان لکھ کر دے دی۔ [۲] اللہ اکبر یہ امان اس شخص کو لکھ کر دی ہے جو آپ کا سر اتارنے آیا تھا، اللہ تعالے نے یونہی تو نہیں فرمایا: انك لعلی خلق عظیم "بلاشبہ آپ کا خلق عظیم ہے۔"

بَابُ اِسْتِحْبَابِ تَخْمِيْرِ الْاِنَاءِ وَاِيْكَاءِ السِّقَاءِ وَاِغْلَاقِ الْاَبْوَابِ وَاِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَالنَّارِ عِنْدَ النَّوْمِ

۵۱۳۵ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ اَبِيْ عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيْعِ لَيْسَ مُخَمَّرًا فَقَالَ اَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُوْدًا قَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ اِنَّمَا اُمِرَ بِالْاَسْقِيَةِ اَنْ تُوْكَاَ لَيْلًا وَبِالْاَبْوَابِ اَنْ تُغْلَقَ لَيْلًا۔

سوتے وقت برتنوں کے ڈھکنے، مشکوں کا منہ باندھنے، دروازے بند کرنے، چراغ گل کرنے اور آگ بجھانے کا استحباب

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو حمید ساعدی نے بیان کیا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ لے کر حاضر ہوا جو ڈھکا ہوا نہیں تھا، آپ نے فرمایا تم نے اس کو ڈھانکا کیوں نہیں؟ تم اس پر ایک لکڑی ہی رکھ دیتے، حضرت ابو حمید نے کہا رات کو صرف مشکوں کا منہ باندھنے اور دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

---

[۱] علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۵، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان،

[۲] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۵۱۲۶ - وحدثني ابراهيم بن دينار حدثنا روح بن عبادة حدثنا ابن جريج وزكرياء بن إسحق قالا أخبرنا أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول أخبرني أبو حميد الساعدي أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم بقدح لبن بمثله قال ولم يذكر زكرياء قول أبي حميد بالليل۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کا ایک پیالہ لائے، یہ حسب سابق روایت ہے، راوی زکریا نے حضرت ابوحمید کی حدیث میں رات کا ذکر نہیں کیا۔

۵۱۲۷ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب واللفظ لأبي كريب قالا حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عن جابر بن عبد الله قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستسقى فقال رجل يا رسول الله ألا نسقيك نبيذا فقال بلى قال فخرج الرجل يسعى فجاء بقدح فيه نبيذ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا خمرته ولو تعرض عليه عودا قال فشرب۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ نے پانی مانگا ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ کو نبیذ نہ پلائیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! پھر وہ شخص دوڑتا ہوا گیا اور ایک پیالے میں نبیذ لے کر آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے اسے ڈھانکا کیوں نہیں! تم اس کے اوپر ایک لکڑی ہی رکھ دیتے! راوی نے کہا پھر آپ نے پی لیا۔

۵۱۲۸ - وحدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا جرير عن الأعمش عن أبي سفيان وأبي صالح عن جابر قال جاء رجل يقال له أبو حميد بقدح من لبن من النقيع فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا خمرته ولو تعرض عليه عودا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوحمید نام کا ایک شخص مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ لے کر آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تم نے اس کو ڈھانکا کیوں نہیں؟ تم اس کے عرض پر ایک لکڑی رکھ دیتے!

۵۱۲۹ - حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا ليث ح وحدثنا محمد بن رمح أخبرنا الليث عن أبي الزبير عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال غطوا الإناء وأوكوا السقاء وأغلقوا الباب وأطفئوا السراج فإن الشيطان لا يحل سقاء ولا يفتح بابا ولا يكشف إناء فإن لم يجد أحدكم إلا أن يعرض على إنائه عودا ويذكر اسم الله فليفعل فإن الفويسقة تضرم على أهل البيت بيتهم ولم يذكر قتيبة في حديثه وأغلقوا الباب۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانکو، مشکوں کا منہ بند کرو، دروازہ بند کرو، اور چراغ بجھا دو، کیونکہ شیطان مشک کو نہیں کھولتا، دروازہ نہیں کھولتا اور برتن نہیں کھولتا، اگر تم میں سے کسی کو برتن ڈھکنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو وہ برتن کے عرض پر ایک لکڑی رکھ دے اور بسم اللہ پڑھے کیونکہ چوہا لوگوں کے گھر جلا دیتا ہے، قتیبہ نے اپنی حدیث میں دروازہ بند کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

۵۱۳۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ أَوْ خَمِّرُوا الْإِنَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ تَعْرِيضَ الْعُودِ عَلَى الْإِنَاءِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے البتہ انہوں نے اَکْفِئُوا الْاِنَاءَ کہا یا خَمِّرُوا الْاِنَاءَ کہا اور اس حدیث میں برتن پر لکڑی رکھنے کا ذکر نہیں ہے۔

۵۱۳۱ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلِقُوا الْبَابَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَخَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَقَالَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ ثِيَابَهُمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ بند کرو، اس کے بعد لیث کی حدیث کی طرح ہے البتہ اس میں ہے برتن ڈھانک دو اور فرمایا چوہا گھر والوں کے کپڑے جلا دیتا ہے۔

۵۱۳۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَقَالَ وَالْفُوَيْسِقَةُ تُضْرِمُ الْبَيْتَ عَلَى أَهْلِهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی مثل حدیث روایت کی ہے، اور فرمایا چوہا مکینوں سمیت گھر جلا دیتا ہے۔

۵۱۳۳ - وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کی تاریکی پھیل جائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو باہر نہ نکلنے دو کیونکہ اس وقت شیطان باہر نکلتے ہیں، اور جب رات کی ایک ساعت گزر جائے تو پھر ان کو چھوڑ سکتے ہو، اور دروازے بند کر دو اور اللہ کو یاد کرو کیونکہ شیطان کوئی بند دروازہ نہیں کھولتا اور اپنی مشکوں کا منہ بند کرو اور اللہ کو یاد کرو اور اپنے برتنوں کو ڈھک دو اور اللہ کو یاد کرو ورنہ برتنوں کے عرض پر کچھ رکھ دو اور اپنے چراغوں کو بجھا دو۔

۵۱۳۴ - وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ نَحْوًا مِمَّا أَخْبَرَ عَطَاءٌ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَقُولُ اذْكُرُوا اسْمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حسب سابق حدیث مروی ہے البتہ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ اللہ عزوجل کا نام لو۔

اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔

٥١٣٥ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ عَطَاءٍ وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ كَرِوَايَةِ رَوْحٍ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

٥١٣٦ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُرْسِلُوا فَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْبَعِثُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج غروب ہونے کے بعد اپنے جانوروں اور بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دو، حتیٰ کہ شام کا اندھیرا چھٹ جائے، کیونکہ سورج غروب ہونے کے بعد شیاطین پھیل جاتے ہیں حتیٰ کہ عشاء کی سیاہی ختم ہو جائے۔

٥١٣٧ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ زُهَيْرٍ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

٥١٣٨ - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ الْوَبَاءِ ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے برتنوں کو ڈھکو اور مشکوں کا منہ باندھ دو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے اور وہ اس برتن اور مشک میں سرایت کر جاتی ہے جو ڈھکا ہوا نہ ہو یا جس کا منہ کھلا ہوا ہو۔

٥١٣٩ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ يَوْمًا يَنْزِلُ فِيهِ وَبَاءٌ وَزَادَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ قَالَ اللَّيْثُ فَالْأَعَاجِمُ عِنْدَنَا يَتَّقُونَ ذَلِكَ فِي كَانُونَ الْأَوَّلِ ۔

ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت ہے اس میں ہے سال میں ایک ایسا دن ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے، لیث نے کہا ہمارے ہاں کے عجمی لوگ اس وبا سے کانون اول (یعنی دسمبر) میں بچتے ہیں۔

۵۱۴۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوتے وقت اپنے گھروں میں دہکتی ہوئی آگ نہ چھوڑا کرو۔

۵۱۴۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ) قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ عَلَى أَهْلِهِ بِالْمَدِينَةِ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَأْنِهِمْ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک گھر کے لوگ رات کو جل گئے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سوؤ تو اس کو بجھا دیا کرو۔

برتن ڈھانکنے کے فوائد

علامہ یحییٰ بن شرف نووی نے برتن ڈھانکنے کے حسب ذیل فوائد لکھے ہیں:

(۱)۔ جو برتن ڈھکا ہوا ہو وہ شیطان کی شر انگیزی سے محفوظ رہتا ہے، کیونکہ شیطان کسی ڈھکے ہوئے برتن کو نہیں کھولتا۔

(۲)۔ جو برتن ڈھکا ہوا ہو وہ اس بلا کے سرایت کرنے سے محفوظ رہتا ہے جو سال میں ایک بار نازل ہوتی ہے۔

(۳)۔ ڈھکا ہوا برتن نجاست اور گندگی کے گرنے سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴)۔ ڈھکا ہوا برتن حشرات الارض (مثلاً مکھی، مچھر، چھپکلی، لال بیگ وغیرہ) کے گرنے سے محفوظ رہتا ہے، بسا اوقات ان میں سے کوئی جانور برتن میں گر جاتا ہے انسان اس کو بے خبری یا اندھیرے میں پی لیتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سلامتی کے اسباب میں سے یہ بھی بیان فرمایا کہ برتن پر اللہ کا نام لو، اللہ کا نام لینے سے انسان شیطان کی ایذاء سے محفوظ رہتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ جب انسان گھر داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لے تو شیطان کہتا ہے اس گھر میں ہمارا کوئی ٹھکانہ ہے نہ اس گھر پر ہمارا کوئی تسلط نہیں ہے، اسی طرح جب کوئی شخص جماع کے وقت یہ کہے: اللهم جنبنا الشيطان وجنب الشيطان ما رزقتنا "اے اللہ! ہم کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ اور جو تو ہم کو اولاد عطا فرمائے گا اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھنا" تو پھر اس کی اولاد شیطان کے ضرر سے محفوظ رہتی ہے۔ [1]

بَابُ آدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَأَحْكَامِهَا

کھانے پینے کے آداب اور احکام

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۵۱۴۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعَ يَدَهُ وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِهَا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تو جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شروع نہ کرتے ہم کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتے، ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک لڑکی اس طرح بھاگتی ہوئی آئی جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہو، اس نے آتے ہی اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھانا چاہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی بھی اسی طرح دوڑتا ہوا آیا اور اس نے آتے ہی اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھانا چاہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے شیطان اس کھانے کو حلال کر لیتا ہے سو وہ اس لڑکی کو کھانا حلال کرنے کے لیے لایا، تو میں نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر کھانا حلال کرنے کے لیے وہ اس اعرابی کو لایا، تو میں نے اس اعرابی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے شیطان کا ہاتھ اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں تھا۔

۵۱۴۳ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ الْأَرْحَبِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كُنَّا إِذَا دُعِينَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَعَامٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَقَالَ كَأَنَّمَا يُطْرَدُ وَفِي الْجَارِيَةِ كَأَنَّمَا تُطْرَدُ وَقَدَّمَ مَجِيءَ الْأَعْرَابِيِّ فِي حَدِيثِهِ قَبْلَ مَجِيءِ الْجَارِيَةِ وَزَادَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللهِ وَأَكَلَ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی دعوت دی جاتی، اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس حدیث میں لڑکی کے آنے سے پہلے اعرابی کے آنے کا تذکرہ ہے اور وہ دونوں اس طرح آئے جیسے کوئی ان کا پیچھا کر رہا ہو، اور اس حدیث کے آخر میں ہے پھر ہم نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا۔

۵۱۴۴ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَدَّمَ مَجِيءَ الْجَارِيَةِ قَبْلَ مَجِيءِ الْأَعْرَابِيِّ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے اس میں اعرابی کے آنے سے پہلے لڑکی کا آنا بیان کیا ہے۔

۵۱۴۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں جائے اور گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا شروع کرتے

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ۔

وقت اللہ کا نام لے تو شیطان کہتا ہے یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ ہے نہ کھانے کی، اور جب کوئی شخص گھر جائے اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے اپنا ٹھکانا پا لیا، اور جب وہ کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے ٹھکانا اور کھانا دونوں پا لیے۔

۵۱۴۶ - وَحَدَّثَنِيْهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ إِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ أَبِيْ عَاصِمٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَإِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عِنْدَ طَعَامِهِ وَإِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عِنْدَ دُخُوْلِهِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ حدیث بھی مثل سابق ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ اگر اس نے کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لیا اور اگر اس نے داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیا۔

۵۱۴۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَأْكُلُوْا بِالشِّمَالِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔

۵۱۴۸ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِيْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِيْنِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب تم میں سے کوئی شخص پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

۵۱۴۹ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کی ہیں۔

(وَهُوَ الْقَطَّانُ) كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ سُفْيَانَ۔

۵۱۵۰۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَهُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا قَالَ وَكَانَ نَافِعٌ يَزِيدُ فِيهَا وَلَا يَأْخُذُ بِهَا وَلَا يُعْطِي بِهَا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي الطَّاهِرِ لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بائیں ہاتھ سے نہ کھائے نہ پیئے، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے، اور نافع کی روایت میں یہ اضافہ ہے، بائیں ہاتھ سے کوئی چیز نہ لے نہ دے، اور ابو الطاہر کی روایت میں ہے: تم میں سے کوئی شخص (بائیں ہاتھ سے) ہرگز نہ کھائے۔

۵۱۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا تم دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، آپ نے فرمایا تو اس کی طاقت نہیں رکھ سکے گا، اس کو دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے تکبر کے سوا اور کسی چیز نے نہیں منع کیا تھا، راوی کہتے ہیں پھر وہ اپنا ہاتھ منہ تک نہیں لے جا سکا۔

۵۱۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ سَمِعَهُ مِنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھا، اور میرا ہاتھ پیالہ کی تمام اطراف میں گھوم رہا تھا: آپ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

۵۱۵۳۔ وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا، میرا ہاتھ تمام پیالہ میں گھوم رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ آخُذُ مِنْ لَحْمٍ حَوْلَ الصَّحْفَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيكَ۔

نے فرمایا: اپنے آگے سے کھاؤ۔

۵۱۵۴ - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکوں کو منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

۵۱۵۵ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ أَفْوَاهِهَا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکوں کو الٹ کر ان کے منہ سے پانی پینے کو منع فرمایا ہے۔

۵۱۵۶ - وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَاخْتِنَاثُهَا أَنْ يُقْلَبَ رَأْسُهَا ثُمَّ يُشْرَبَ مِنْهُ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے البتہ اس میں یہ کہا ہے کہ اختناث کا معنی یہ ہے کہ مشک کا منہ الٹ کر اس سے پانی پیا جائے۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی تفصیل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

حدیث نمبر ۵۱۴۲ میں کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا ذکر ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، اسی طرح کھانے کے بعد بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، اسی طرح کسی مشروب کو پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، بلکہ ہر اہم اور ذی حیثیت کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، علماء کہتے ہیں بہ آواز بلند بسم اللہ پڑھے تاکہ دوسرے شخص کو بھی بسم اللہ پڑھنے پر تنبیہ ہو، اگر کسی شخص نے کھانے سے پہلے عمداً یا نسیاناً یا جہالت سے یا مجبوری یا کسی اور عارضہ کی وجہ سے بسم اللہ پڑھنے کو ترک کر دیا پھر کھانے کے درمیان میں اس کو بسم اللہ پڑھنے کا خیال آیا تو بسم اللہ اولہ وآخرہ کہنا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے اور اگر وہ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یہ کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ، اس حدیث کو امام ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور پانی، دودھ، شہد، شوربہ، دوا اور تمام مشروبات پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، بسم اللہ پڑھنے سے بھی یہ حکم ادا ہو جاتا ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا مستحسن ہے، اس حکم میں جنبی اور حائض سب برابر ہیں اور بسم اللہ پڑھنا سب کے لیے مستحب ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ اگر کھانا کھانے والا بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے کھانے میں شامل ہو جاتا ہے اور جمہور

متقدمین اور متاخرین علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور شیطان حقیقۃً کھاتا ہے کیونکہ عقل کے نزدیک یہ محال نہیں ہے اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان کے کھانے کا ذکر کیا ہے تو اس کا اعتبار کرنا واجب ہے۔

دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی تفصیل

حدیث نمبر ۵۱۴۸ میں دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم ہے اور فرمایا بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے، علماء نے کہا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا مستحب ہے البتہ اگر کسی شخص کے دائیں ہاتھ میں کوئی عذر ہو، کوئی مرض یا زخم ہو تو پھر بائیں ہاتھ سے کھانے میں کوئی کراہت نہیں ہے، اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان کے دو ہاتھ ہیں اور شیطانی کاموں سے جو کام مشابہ ہوں ان سے بچنا مستحب ہے۔

جس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے پر یہ کہا کہ میں (دائیں ہاتھ سے کھانے کی) طاقت نہیں رکھتا اس کا نام بسر بن راعی العیر تھا۔ اس کا ذکر متعدد علماء نے صحابہ کرام میں کیا ہے، قاضی عیاض نے کہا اس کا حضور کا کہنا نہ ماننا اس کے نفاق پر دلالت کرتا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ محض تکبر اور مخالفت نفاق کی دلیل نہیں ہے، البتہ یہ معصیت ہے، اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ جو شخص بلا عذر حکم شرعی کی مخالفت کرے اس کے خلاف دعا کرنا جائز ہے، نیز اس حدیث میں ہر حال میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی دلیل ہے حتیٰ کہ کھانا کھاتے وقت بھی نیکی کا حکم دینے کی دلیل ہے۔

مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت کی تفصیل

حدیث نمبر ۵۱۵۴ میں مشک سے منہ لگا کر پانی پینے سے ممانعت ہے، لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے، اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ مشک میں کوئی موذی یا مضر چیز ہو اور وہ لاعلمی میں اس کے پیٹ میں چلی جائے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص مشک سے منہ لگا کر پانی پیئے گا تو دوسرے شخص کو اس مشک سے پانی پینے میں گھن آئے گی، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے منہ میں بدبو ہو (یا اس کو کوئی متعدی بیماری لاحق ہو) امام ترمذی نے سند حسن صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھڑے ہو کر لٹکی ہوئی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا۔ مشک میں جس جگہ حضور کا منہ لگا تھا اس جگہ کو حضرت کبشہ نے کاٹ کر رکھ لیا۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل بیان جواز کے لیے تھا، باقی رہا حضرت کبشہ کا مشک کی اس جگہ کو کاٹ لینا جس جگہ حضور کا منہ لگا تھا سو اس کی دو وجہیں ہیں (۱) جس جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک لگا تھا وہ جگہ ہر شخص کے منہ لگنے سے محفوظ رہے۔ (۲) حضرت کبشہ نے مشک کا وہ ٹکڑا کاٹ کر برکت، اور اس سے شفاء حاصل کرنے کے لیے رکھ لیا۔ [1]

کھانے پینے کے شرعی احکام اور آداب

کھانا کھانے کے تین شرعی حکم ہیں، فرض، مباح اور حرام۔

فرض:- رمق حیات کو قائم رکھنے کے لیے کھانا فرض ہے، اگر کسی شخص نے کھانے پینے کو بالکل ترک کر دیا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا تو وہ گنہ گار ہو گا، اور اتنی مقدار میں کھانا جس سے وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور آسانی سے روزے رکھ سکے باعث اجر ہے۔

---

[1] - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۳ - ۱۷۱، ملخصاً، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

مباح: بقدر ضرورت سے زیادہ سیر ہو کر کھانا تاکہ بدن کی قوت زیادہ ہو اس میں کوئی اجر ہے نہ گناہ، اس پر معمولی حساب لیا جائیگا بشرطیکہ رزق حلال کھایا ہو۔

حرام: سیر ہونے سے زیادہ کھانا حرام ہے، ہاں اگر اس سے اگلے دن کے روزہ کا قصد ہو یا اس لیے زیادہ کھائے کہ مہمان شرم نہ کرے تو پھر سیر ہونے کے بعد بھی کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت سیر ہونے سے زیادہ کھانے کو مکروہ کہا جائے اور رزق حرام کھانے کو حرام کہا جائے۔ سعیدی غفرلہ)

کھانے کے مزید احکام یہ ہیں:

- کھانے کو کم کرنے کی ریاضت کرنا جس کی وجہ سے فرض کی ادائیگی میں ضعف لاحق ہو جائز نہیں ہے۔
- دستر خوان پر ضرورت سے زیادہ طرح طرح کے کھانے رکھنا اسراف ہے، ہاں اگر مہمان زیادہ ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔
- روٹی کا درمیانی حصہ کھانا اور کناروں کو چھوڑ دینا یا روٹی کا پھولا ہوا حصہ کھانا اور باقی چھوڑ دینا بھی اسراف ہے، ہاں اگر کوئی دوسرا شخص اس کو کھالے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔
- اگر لقمہ ہاتھ سے گر جائے اور اس کو نہ کھائے تو یہ بھی اسراف ہے۔ (الا یہ کہ اس میں مٹی یا نجاست لگ گئی ہو۔ سعیدی غفرلہ)
- روٹی آنے کے بعد کھانے کا انتظار نہ کیا جائے۔
- کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے۔
- کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر ہاتھوں کو تولیہ سے نہ پونچھے تاکہ کھانے کے وقت دھونے کا اثر باقی رہے اور کھانے کے بعد جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کو تولیہ سے پونچھ لے تاکہ کھانے کا اثر بالکلیہ ختم ہو جائے۔ (خزانۃ المفتین)
- عورت یا مرد اگر جنبی ہو تو اس کا ہاتھ دھونے اور کلی کرنے سے پہلے کسی چیز کو کھانا اور پینا مکروہ ہے، البتہ حائض کے لیے مکروہ نہیں ہے۔
- کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد خود پانی ڈال کر ہاتھ دھوئے اور کسی سے نہ دھلوائے۔
- کھانے کی سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور کھانے کے بعد الحمد للہ کہے، (بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں: الحمد للہ الذی رزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ "اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے مجھے یہ رزق دیا حالانکہ اس کے حصول میں میری کوئی قوت اور کوئی دخل نہ تھا") اگر ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول جائے تو جب یاد آئے یوں کہے:

بسم اللہ علی اولہ وآخرہ۔

- اگر کھانا حلال ہو تو اس کے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے، (یعنی اگر خدانخواستہ وہ حرام کھا رہا ہے تو پھر بسم اللہ اور الحمد للہ نہ کہے)
- جب تک تمام ساتھی کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں باآواز بلند الحمد للہ نہ کہے۔
- ہاتھ دھونے سے پہلے انگلیاں چاٹنا سنت ہے۔
- جو چیز دستر خوان سے گر جائے اس کو اٹھا کر کھانا سنت ہے۔
- راستہ میں کھانا مکروہ ہے، ننگے سر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (خلاصہ)
- اگر تکبر نہ ہو تو تکیہ لگا کر (یعنی ٹیک لگا کر) کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ظہیریہ، جواہر الاخلاطی)

ٹیک لگا کر یا بایاں ہاتھ زمین پر ٹکا کر یا کسی چیز کے سہارے سے ٹیک کر کھانا پینا مکروہ ہے (یعنی اگر بطور تکبر ہو اور اگر کسی عذر کی بنا پر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ــــ سعیدی غفرلہ) (فتاوی غیاثیہ) [1]

چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق احادیث اور آثار

آج کل شادی بیاہ کی دعوتوں میں کھڑے ہو کر کھانے کا عام رواج ہو گیا ہے، بعض لوگ اس کو مطلقاً جائز کہتے ہیں اور بعض اس کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں، ہم احادیث اور اقوال فقہاء کی روشنی میں کھڑے ہو کر کھانے کا شرعی حکم بیان کریں گے، ہماری تحقیق کے مطابق کھڑے ہو کر کھانا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور یہ کراہت تنزیہی ہے، یہی حکم پینے کا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر کھانے پینے سے منع بھی فرمایا ہے اور بعض اوقات کھڑے ہو کر کھایا پیا بھی ہے اس لیے آپ کا منع فرمانا تنزیہ پر محمول ہے اور عمل بیان جواز کے لیے ہے۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن انس بن مالك قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الشرب قائما وعن الاكل قائما وعن المجثمة والجلالة والشرب من فى السقاء۔

رواه البزار وابو يعلى باختصار ورجاله ثقات رجال الصحيح خلا المغيرة بن مسلم وهو ثقة۔ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے اور کھڑے ہو کر کھانے سے منع فرمایا، اور کسی جانور کو نصب کر کے قتل کرنے سے اور اس جانور کو کھانے سے منع فرمایا جو گندگی اور گوبر کھاتا ہو اور مشک کے منہ سے پینے سے منع فرمایا۔ اس حدیث کو بزار اور ابو یعلیٰ نے اختصار سے روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں اور حدیث صحیح کے راوی ہیں، ماسوا مغیرہ بن مسلم کے لیکن وہ بھی ثقہ ہیں۔

عن ابن عباس قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم حائطا لبعض الانصار فجعل يتناول من الرطب فياكل وهو يمشى وانا معه فالتفت الى فقال يا ابن عباس لا تاكل باصبعين فانها اكلة الشيطان وكل بثلاث اصابع۔

رواه الطبراني وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن وبقية رجاله رجال الصحيح۔ [3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں گئے اور تازہ کھجوریں کھانے لگے، درآں حالیکہ آپ چل رہے تھے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابن عباس! دو انگلیوں کے ساتھ نہ کھاؤ کیونکہ یہ شیطان کے کھانے کا طریقہ ہے، اور تین انگلیوں کے ساتھ کھایا کرو، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابن لہیعہ ہے، اس کی حدیث حسن ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

---

[1] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالمگیری ج ۵ ص ۳۳۷ - ۳۳۶، مطبوعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[3] مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۵،

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال كنا نأكل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نمشي ونشرب ونحن قيام۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کھاتے اور پیتے تھے، اور حالانکہ ہم چلتے تھے اور کھڑے ہوئے ہوتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

هذا حديث صحيح غريب [1]

اس حدیث کو امام ابن ماجہ، امام دارمی اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [2][3][4]

شیخ تبریزی نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ [5]

چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق فقہاء کے نظریات

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام ترمذی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے شمائل ترمذی میں روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے، اس حدیث کی سند حسن ہے اور امام نسائی نے اپنی سند کے ساتھ مسروق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے، اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے، ایک مشک لٹکی ہوئی تھی، آپ نے کھڑے ہو کر مشک کے منہ سے پانی پیا، اسی طرح شیخ زین الدین نے فوائد ابو بکر میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا، امام طبرانی نے معجم صغیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیتے ہوئے دیکھا ہے، امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے گھر میں مشک لٹکی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اس مشک کے منہ سے پانی پیا اور امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے اور ایک لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا، امام عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے دیکھا اور محمد بن ابی حاتم رازی سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن سائب نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کر کے کہا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو ایک گھڑے سے پانی پیا۔

بعض احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت بھی ہے، امام مسلم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۸۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۴۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] امام عبد اللہ بن احمد دارمی متوفی ۲۵۵ھ، مسند دارمی ج ۲ ص ۵۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[4] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۸، ۲۹، ۲۴، ۱۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[5] شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۱، مطبوعہ اصح المطابع دہلی

سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے اور جس شخص نے بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لیا وہ قے کر دے، اور حضرت انس اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے سختی کے ساتھ منع کیا، اور امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا۔

اہل ظاہر (یعنی غیر مقلدین) نے ممانعت کی ان احادیث کے ظاہری معنی کو دیکھ کر کھڑے ہو کر پانی پینے کو حرام قرار دیا۔ اور چونکہ کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق جواز اور ممانعت دونوں قسم کی احادیث ہیں اس لیے ان میں تطبیق دینے کے متعلق علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

(۱)۔ علامہ خطابی مالکی، علامہ ابو محمد بغوی، علامہ محمد مازری مالکی، قاضی عیاض مالکی، علامہ ابو العباس قرطبی مالکی اور علامہ ابو ذکریا نووی شافعی رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ یہ ممانعت تنزیہہ پر محمول ہے اور حضور کا عمل بیان جواز کے لیے ہے۔

(۲)۔ علامہ ابن التین نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت سے چلتے ہوئے پانی پینے کی ممانعت مراد ہے (اس توجیہ پر یہ اعتراض ہے کہ جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم عہد رسالت میں کھڑے ہو کر اور چلتے ہوئے کھاتے اور پیتے تھے۔ ـــــ سعیدی)

(۳)۔ علامہ ابو الولید باجی مالکی اور علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث اس صورت پر محمول ہیں کہ کوئی شخص اپنے اصحاب کے پاس کوئی مشروب لے کر آئے اور ان کے پینے سے پہلے کھڑے ہو کر پی لے۔

(۴)۔ علامہ ابو عمرو ابن عبد البر اور دیگر مالکی علماء نے کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث ضعیف ہیں۔ (اس توجیہ پر بھی اعتراض ہے۔)

(۵)۔ علامہ ابو حفص شاہین اور علامہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث منسوخ ہیں۔

(۶)۔ شیخ ابن حزم نے کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز کی ناسخ ہیں۔

(۷)۔ علامہ نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ ممانعت کی احادیث کراہت تنزیہی پر محمول ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پانی پینا بیان جواز کے لیے ہے۔ سو اب کوئی اشکال اور تعارض نہیں ہے، اور جس شخص نے یہ کہا کہ ان میں سے ایک حدیث دوسرے کی ناسخ ہے، اس نے سخت غلطی کی، کیونکہ جب ان احادیث کو جمع کیا جا سکتا ہے تو پھر نسخ کی کیا ضرورت ہے؟ اور تاریخ کے علم کے بغیر نسخ کا قول کرنا کس طرح صحیح ہے؟ (علامہ عینی فرماتے ہیں:) یہاں علامہ نووی نے کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ (تنزیہی) لکھا ہے اور روضۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ (تحریمی) ہے۔

علامہ رافعی کا بھی یہی مختار ہے۔ [1]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چلتے پھرتے کھاتے تھے اور کھڑے ہو کر پیتے تھے، یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا اور پینا بلا کراہت جائز ہے، لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا ہو اور آپ نے اس کو مقرر رکھا ہو، ورنہ ائمہ کا مختار یہ ہے کہ سوار ہو کر، چلتے ہوئے اور کھڑے ہو کر نہ کھائے۔

---

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۹۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

جیسا کہ ابن ملک نے تصریح کی ہے۔ [۱]

چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق مصنف کا موقف

ان تمام احادیث، آثار اور اقوال علماء کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا اور پینا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور مستحب یہی ہے کہ بیٹھ کر کھانا پینا چاہیے، کیونکہ کسی حدیث میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر کھانے پینے کا حکم نہیں دیا، کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق جس قدر احادیث ہیں سب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہو کر کھانے پینے کے فعل کا ذکر ہے اور جب آپ کے قول اور فعل میں تعارض ہو تو ترجیح قول کو دی جاتی ہے اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کی ممانعت کی احادیث کو ہم نے کراہت تنزیہی پر اس لیے محمول کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ممانعت پر کوئی وعید نہیں بیان کی نیز ممانعت کی احادیث معلول ہیں جیسا کہ ہم انشاء اللہ اگلے باب میں علامہ وشتانی کے حوالے سے بیان کریں گے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پانی پینے کی کراہت

۵۱۵۷ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے پر ڈانٹا۔

۵۱۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْنَا فَالْأَكْلُ فَقَالَ ذَاكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا، قتادہ کہتے ہیں ہم نے پوچھا اور (کھڑے ہو کر) کھانا؟ تو کہا یہ زیادہ برا اور خراب ہے۔

۵۱۵۹ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ قَتَادَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت کی ہے۔

۵۱۶۰ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي عِيسَى الْأُسْوَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے پر ڈانٹا۔

۵۱۶۱ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

---

[۱] علامہ علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۲۲۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ وَابْنِ الْمُثَنّٰی) قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي عِيسَى الْأُسْوَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

۵۱۶۲۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ (يَعْنِي الْفَزَارِيَّ) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو غَطَفَانَ الْمُرِّيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر نہ پیئے اور جس نے بھول کر کھڑے ہو کر پی لیا وہ قے کر دے۔

۵۱۶۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا تو آپ نے کھڑے ہو کر پیا۔

۵۱۶۴۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ مِنْ دَلْوٍ مِنْهَا وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زمزم کے ایک ڈول سے پانی لے کر کھڑے ہو کر پیا۔

۵۱۶۵۔ وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ ح وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ وَمُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آب زمزم کھڑے ہو کر پیا۔

۵۱۶۶۔ وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ سَمِعَ الشَّعْبِيَّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ قَائِمًا وَاسْتَسْقَى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زمزم سے پلایا سو آپ نے کھڑے ہو کر پیا، آپ نے بیت اللہ کے پاس پانی مانگا۔

وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْتِ۔

۵۱۶۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا أَتَيْتُهُ بِدَلْوٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، دونوں حدیثوں میں ہے میں ڈول لے کر آیا۔

بھول کر کھڑے ہو کر پینے والے کے لیے قے کرنے کے حکم کی وضاحت

اس باب کی حدیث نمبر ۵۱۶۲ میں ہے: تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے اور اگر کسی نے بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لیا تو وہ قے کر دے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث استحباب اور ندب پر محمول ہے، لہٰذا جو شخص کھڑے ہو کر پانی پیئے اس کے لیے قے کرنا مستحب ہے، کیونکہ اس حدیث صحیح میں اس کا صراحۃً حکم دیا گیا ہے، اور جب امر کو وجوب پر محمول کرنا متعذر ہو تو اس کو استحباب پر محمول کیا جاتا ہے، قاضی عیاض وغیرہ نے اس حدیث کو اس وجہ سے ضعیف کہا ہے کہ اس میں قے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے اور قے کرنے کے مستحب ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ جو شخص کھڑا ہو کر پانی پیئے اس کے لیے قے کرنا مستحب ہے خواہ اس نے عمداً کھڑے ہو کر پانی پیا ہو یا بھولے سے، بلکہ عمداً کھڑے ہو کر پانی پینے والا اس حکم کا بہ طریق اولیٰ مخاطب ہے۔[1]

کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت والی احادیث کی فنی حیثیت

علامہ ابو عبداللہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت کی احادیث کو امام بخاری اور امام مالک نے روایت نہیں کیا، کیونکہ ان کے نزدیک یہ احادیث صحیح نہیں ہیں، العتبۃ الفنون نے کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز کی احادیث روایت کی ہیں، امام مسلم نے ممانعت کی تین احادیث روایت کی ہیں اور یہ تینوں معلول ہیں، پہلی حدیث قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور شعبہ قتادہ کی روایت سے اس وقت تک اجتناب کرتے تھے جب تک وہ حدثنا نہ کہتے، دوسری حدیث قتادہ کی ابو عیسیٰ اسواری سے مروی ہے، اور یہ عیسیٰ غیر مشہور ہے، اور قتادہ کا اس سند میں اضطراب ہی اس سند کے معلول ہونے کے لیے کافی ہے، علاوہ ازیں اس کی احادیث اباحت کے خلاف ہیں جس پر سلف اور خلف کا اتفاق ہے، تیسری حدیث عمر بن حمزہ از ابی غطفان از ابو ہریرہ ہے (جس میں قے کرنے کا ذکر ہے) اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ موقوف ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔[2]

جوتے پہن کر اور میز کرسی پر کھانے پینے کا حکم

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: کھانا کھاتے وقت جوتا اتار لینا سنت ہے، دارمی الطبرانی و ابو یعلیٰ و حاکم بافادہ تصحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب کھانا کھانے بیٹھو

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۷۔۳۳۶، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت

تو جوتے اتار لو کہ اس میں تمہارے پاؤں کے لیے زیادہ راحت ہے، اور یہ اچھی سنت ہے، شرعۃ الاسلام میں ہے کھاتے وقت جوتے اتارے، جوتا پہنے کھانا اگر اس عذر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا کھا رہا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت مستحبہ کا ترک ہے، اس کے لیے بہتر یہی تھا کہ جوتا اتارے، اور اگر میز پر کھاتا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے اس سے دور بھاگے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد کرے من تشبہ بقوم فھو منھم وہ انہیں میں سے ہے،

رواہ احمد وابوداؤد وابویعلی والطبرانی فی الکبیر عن عمرو فی الاوسط عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن [ل]

تاہم اس پر یہ اشکال ہے کہ اس حدیث میں مشابہت سے وہ مشابہت مراد ہے جو کفار اور مشرکین کے دینی شعائر میں ہو اور ان کی کسی بد عقیدگی پر مبنی ہو جیسے گلے میں صلیب ڈالنا۔ مطلقاً مشابہت مراد نہیں ہے ورنہ کھانا پینا، بدن ڈھانپنا حتیٰ کہ زندہ رہنے میں بھی ان کی مشابہت ہے۔

اس حدیث کی تخریج، تحقیق اور تفصیل ان شاء اللہ ہم کتاب اللباس میں بیان کریں گے، فانتظروہ

بَابُ كَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِي نَفْسِ الْإِنَاءِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ

پانی کے برتن میں سانس لینے کی کراہت، اور برتن کے باہر تین مرتبہ سانس لینے کا استحباب۔

۵۱۶۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

۵۱۶۹- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔

۵۱۷۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي عِصَامٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا وَيَقُولُ إِنَّهُ أَرْوَى وَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پینے میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے، اور فرماتے تھے، اس سے خوب سیری ہوتی ہے، پیاس بجھتی ہے اور کھانا ہضم ہوتا ہے، حضرت انس نے کہا میں پینے میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔

[ل] - اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ افریقہ ص ۵۳-۵۲، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

اَبْرَأُ وَاَمْرَأُ قَالَ اَنَسٌ فَاَنَا اَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا۔

۵۱۷۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ اَبِي عِصَامٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ فِي الْاِنَاءِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مثل سابق روایت ہے اور اس میں برتن کا ذکر ہے۔

ف: حدیث نمبر ۵۱۶۹ میں برتن میں سانس لینے کا ذکر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ آپ پینے کے درمیان تین بار سانس لیتے تھے۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ اِدَارَةِ الْمَاءِ وَاللَّبَنِ وَنَحْوِهِمَا عَنْ يَمِيْنِ الْمُبْتَدِئِ

دودھ یا پانی وغیرہ کو دائیں طرف سے پلانے کا استحباب

۵۱۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ اَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ اَبُوْ بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا، اور آپ کی دائیں جانب ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا اور بائیں جانب حضرت ابوبکر تھے، آپ نے دودھ پی کر اعرابی کو دے دیا، اور فرمایا دائیں طرف سے (ابتداء کرو) دائیں طرف سے!

۵۱۷۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَاَنَا ابْنُ عَشْرٍ وَمَاتَ وَاَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ وَكُنَّ اُمَّهَاتِي يَحْثُثْنَنِي عَلَى خِدْمَتِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا دَارَنَا فَحَلَبْنَا لَهُ مِنْ شَاةٍ دَاجِنٍ وَشِيْبَ لَهُ مِنْ بِئْرٍ فِي الدَّارِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ وَاَبُوْ بَكْرٍ عَنْ شِمَالِهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِ اَبَا بَكْرٍ فَاَعْطَاهُ اَعْرَابِيًّا عَنْ يَمِيْنِهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت میری عمر دس سال تھی، اور جس وقت آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اس وقت میری عمر بیس سال تھی، میری مائیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے پر برانگیختہ کرتی رہتی تھیں، ایک مرتبہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے، ہم نے آپ کے لیے اپنی پالتو بکری کا دودھ دوہا اور اس میں اپنے گھر کے کنوئیں سے پانی ملایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پیا، اس وقت حضرت ابوبکر آپ کی بائیں جانب تھے، حضرت عمر نے کہا: یا رسول اللہ! حضرت ابوبکر کو دے دیجئے، آپ نے اپنے دائیں جانب اعرابی کو دے دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے۔

۵۱۷۴ - حدثنا يحيى بن ايوب وقتيبة وعلي بن حجر قالوا حدثنا اسماعيل وهو ابن جعفر عن عبد الله بن عبد الرحمن بن معمر بن حزم ابي طوالة الانصاري انه سمع انس ابن مالك ح وحدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب واللفظ له حدثنا سليمان يعني ابن بلال عن عبد الله بن عبد الرحمن انه سمع انس بن مالك يحدث قال اتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم في دارنا فاستسقى فحلبنا له شاة ثم شبته من ماء بئري هذه قال فاعطيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فشرب رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر عن يساره وعمر وجاهه واعرابي عن يمينه فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم من شربه قال عمر هذا ابو بكر يا رسول الله يريه اياه فاعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم الاعرابي وترك ابا بكر وعمر وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الايمنون الايمنون الايمنون قال انس فهي سنة فهي سنة فهي سنة۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے آپ نے پانی مانگا، ہم نے آپ کے لیے بکری کا دودھ دوہا، پھر میں نے اس میں اپنے اس کنوئیں سے پانی ملایا، پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پی لیا، اس وقت حضرت ابوبکر آپ کی بائیں جانب، حضرت عمر آپ کے سامنے اور ایک اعرابی آپ کی دائیں جانب تھا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دودھ پی کر فارغ ہوتے تو حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! ابوبکر یہاں ہیں، اور آپ کو دکھایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اس اعرابی کو دے دیا، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو نہ دیا ـــ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دائیں طرف والے، دائیں طرف والے، دائیں طرف والے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہی سنت ہے، یہی سنت ہے، یہی سنت ہے۔

۵۱۷۵ - حدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك ابن انس فيما قرئ عليه عن ابي حازم عن سهل ابن سعد الساعدي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتي بشراب فشرب منه وعن يمينه غلام وعن يساره اشياخ فقال للغلام اتاذن لي ان اعطي هؤلاء فقال الغلام لا والله لا اوثر بنصيبي منك احدا قال فتله رسول الله صلى الله عليه وسلم في يده۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی لایا گیا، آپ نے اس پانی کو پیا، آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب بڑے لوگ، آپ نے لڑکے سے کہا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں ان لوگوں کو دے دوں، اس لڑکے نے کہا: نہیں خدا کی قسم! آپ کا تبرک جو مجھے ملے گا میں اس پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ پر پیالہ رکھ دیا۔

۵۱۷۶ - حدثنا يحيى بن يحيى اخبرنا عبد العزيز ابن ابي حازم ح وحدثناه قتيبة بن سعيد حدثنا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے

يَعْقُوْبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ) كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُوْلُوا فَتَلَّهُ وَلٰكِنْ فِي رِوَايَةِ يَعْقُوْبَ قَالَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔

اس کے ہاتھ پر پیالہ رکھ دیا، البتہ یعقوب کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے اس کو پیالہ عطا کر دیا۔

تبرکات اور عبادات میں دوسروں کے لیے ایثار نہیں کیا جاتا

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں یہ بیان ہے کہ اس حدیث میں جس لڑکے کا ذکر ہے وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے، اور بڑے لوگوں میں سے جو تھے وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، اس جگہ یہ اشکال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس سے تو بائیں طرف بیٹھے ہوئے بڑی عمر کے لوگوں کو اپنا تبرک دینے کی اجازت طلب کی اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے حضرت ابوبکر کے لیے اعرابی سے اجازت طلب نہیں کی، اس کی وجہ یہ تھی کہ اعرابی عموماً سخت دل ہوتے تھے اور وہ نومسلم تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کے حال کی رعایت کی کہ کہیں وہ آپ کی اجازت طلب کرنے سے اپنے دل میں حضور کے خلاف کوئی بدگمانی نہ لائے، نیز اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ دائیں طرف سے ابتداء کرنا افضل ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے حصہ کا تبرک حضرت خالد بن ولید کے لیے ایثار نہیں کیا اور حضور نے اس پر کوئی ملامت نہیں کی، اس میں یہ دلیل ہے کہ ایثار کا تعلق دنیاوی چیزوں میں ہے قربت اور عبادت میں ایثار نہیں ہوتا۔ [1]

بَابُ اسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالْقَصْعَةِ

انگلیاں اور برتن چاٹنے کا استحباب

۵۱۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُوْنَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اس وقت تک ہاتھوں کو صاف نہ کرے جب تک اپنی انگلیوں کو خود چاٹ نہ لے یا کسی سے چٹوا نہ لے۔

۵۱۷۸۔ حَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ عَاصِمٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو وہ اس وقت تک اپنے ہاتھ صاف نہ کرے جب تک ان کو خود نہ چاٹ لے یا کسی سے چٹوا نہ لے۔

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عَبَّاسٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ مِنَ الطَّعَامِ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا۔

۵۱۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ مِنَ الطَّعَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ حَاتِمٍ الثَّلَاثَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد اپنی تین انگلیاں چاٹ رہے تھے، ابن ابی حاتم نے تین کا ذکر نہیں کیا، اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں عبدالرحمان بن کعب عن ابیہ کے الفاظ ہیں۔

۵۱۸۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور ان کو صاف کرنے سے پہلے چاٹ لیتے تھے۔

۵۱۸۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَوْ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ فَإِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ان تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ان کو چاٹتے تھے۔

۵۱۸۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ حَدَّثَاهُ أَوْ أَحَدُهُمَا عَنْ أَبِيهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

۵۱۸۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں اور پیالہ چاٹنے کا حکم دیا، اور فرمایا تم کو معلوم نہیں ان میں سے کس میں برکت ہے۔

وَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّهِ الْبَرَكَةُ۔

۵۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ۔

۵۱۸۵۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ ح وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِهِمَا وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا وَمَا بَعْدَهُ۔

۵۱۸۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى ثُمَّ لِيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَإِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ تَكُونُ الْبَرَكَةُ۔

۵۱۸۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ إِلٰى آخِرِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ الْحَدِيثِ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ۔

۵۱۸۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَأَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو اٹھالے اور اس پر جو مٹی وغیرہ لگی ہے اس کو صاف کرلے اور اس لقمہ کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب تک اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے اس وقت تک اپنے ہاتھ کو تولیہ سے صاف نہ کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ طعام کے کس جز میں برکت ہے۔

امام مسلم نے کہا دو سندوں سے اس حدیث کی مثل روایت ہے اور ان دونوں روایتوں میں یہ ہے کہ اس وقت تک اپنے ہاتھ تولیہ سے صاف نہ کرے جب تک انگلیوں کو خود نہ چاٹ لے یا کسی سے نہ چٹوالے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر کام کے وقت تمہارے پاس شیطان آجاتا ہے، حتیٰ کہ کھانے کے وقت بھی آجاتا ہے جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس پر لگی ہوئی مٹی وغیرہ کو صاف کرلے، پھر وہ لقمہ کھالے اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے طعام کے کس جز میں برکت ہے۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے اس میں یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے، اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ تم میں سے ہر شخص کے پاس شیطان حاضر ہوتا ہے۔

یہ حدیث دو سندوں کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور اس میں لقمہ کا ذکر ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِكْرِ اللَّعْقِ وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ اللُّقْمَةَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا۔

۵۱۸۹۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ قَالَ وَقَالَ إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت کھانا کھاتے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹتے، اور فرماتے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس سے مٹی دور کر کے کھا لے، اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے، اور آپ نے ہمیں پیالہ صاف کرنے کا حکم دیا اور فرمایا تم نہیں جانتے کہ طعام کے کس جز میں برکت ہے۔

۵۱۹۰۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيَّتِهِنَّ الْبَرَكَةُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کس میں برکت ہے۔

۵۱۹۱۔ وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ) قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَلْيَسْلُتْ أَحَدُكُمُ الصَّحْفَةَ وَقَالَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ أَوْ يُبَارَكُ لَكُمْ۔

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے اس میں ہے، تم میں سے ہر شخص پیالہ کو صاف کرے، اور فرمایا تمہارے کس کھانے میں برکت ہے، یا فرمایا کس کھانے میں تمہارے لیے برکت ہوتی ہے۔

بَابُ مَا يَفْعَلُ الضَّيْفُ إِذَا تَبِعَهُ غَيْرُ مَنْ دَعَاهُ صَاحِبُ الطَّعَامِ

اگر مہمان کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی مل جائیں تو وہ کیا کرے؟

۵۱۹۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَرَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انصار میں ابوشعیب نام کا ایک شخص تھا، اس کا ایک لڑکا تھا جو گوشت فروخت کرتا تھا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آپ کے چہرے سے بھوک کا اندازہ کیا، اس نے اپنے لڑکے سے کہا، جاؤ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو، میرا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ فِي وَجْهِهِ الْجُوعَ فَقَالَ لِغُلَامِهِ وَيْحَكَ اصْنَعْ لَنَا طَعَامًا لِخَمْسَةِ نَفَرٍ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ قَالَ فَصَنَعَ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَاتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا اتَّبَعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ رَجَعَ قَالَ لَا بَلْ آذَنُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

ارادہ ہے کہ میں پانچ آدمیوں سمیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دعوت دوں، اس نے کھانا تیار کر لیا، پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو بہ شمول پانچ آدمیوں کے دعوت دی، آپ کے ساتھ ایک اور شخص بھی چل پڑا، جب وہ شخص دروازہ پر پہنچا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ شخص ہمارے ساتھ چل پڑا، اگر تم چاہو تو اس کو اجازت دے دو اور اگر تم چاہو تو یہ شخص لوٹ جائے، اس نے کہا نہیں یا رسول اللہ بلکہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔

۵۱۹۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ فِي رِوَايَتِهِ لِهٰذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں ذکر کیں، ان میں ابو وائل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت ہے۔

۵۱۹۴۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ وَهُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، ان میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی مثل سابق روایت ہے۔

جَابِرٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

۵۱۹۵ - وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ جَارًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارِسِيًّا كَانَ طَيِّبَ الْمَرَقِ فَصَنَعَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ يَدْعُوْهُ فَقَالَ وَهٰذِهٖ لِعَائِشَةَ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فَعَادَ يَدْعُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذِهٖ قَالَ لَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا ثُمَّ عَادَ يَدْعُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذِهٖ قَالَ نَعَمْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَامَا يَتَدَافَعَانِ حَتّٰى اَتَيَا مَنْزِلَهٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں ایک فارسی رہتا تھا، وہ شوربا بہت اچھا بناتا تھا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے شوربا بنایا، پھر آکر آپ کو دعوت دی، آپ نے حضرت عائشہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ان کی بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا: پھر نہیں، وہ دوبارہ دعوت دینے آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں بھی نہیں آتا، وہ سہ بارہ دعوت دینے کے لیے آیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی دعوت بھی ہے؟ تو تیسری بار اس نے کہا ہاں پھر آپ دونوں اٹھ کر اس کے مکان میں گئے۔

ف: اس باب کی پہلی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس شخص کو دعوت نہ دی گئی ہو اس کو میزبان کے ہاں بغیر اجازت کے نہیں جانا چاہیے اور اگر اس شخص کو دعوت دینے میں کوئی خرابی نہ ہو تو میزبان کو چاہیے کہ اس کو بھی اجازت دے دے، اور اگر اس شخص کو اجازت دینے میں کوئی خرابی ہو مثلاً وہ حاضرین کو ایذا دے یا وہ شخص فسق و فجور میں معروف ہو اور لوگ اس کو ناپسند کرتے ہوں تو پھر اس کو اجازت نہ دے۔

دوسری حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کی دعوت قبول کرنے سے کوئی عذر مانع ہو تو پھر اس کی دعوت قبول نہ کرے، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی دعوت اس لیے قبول نہیں کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھوکی تھیں اور آپ نے اس کو محبت اور حسن معاشرت کے خلاف جانا کہ حضرت عائشہ کے بغیر کھانا کھائیں۔

۱۲ - بَابُ جَوَازِ اسْتِتْبَاعِهٖ غَيْرَهٗ اِلٰى دَارِ مَنْ يَثِقُ بِرِضَاهُ بِذٰلِكَ

اگر میزبان کی رضامندی معلوم ہو تو اس کے ہاں بن بلائے شخص کو لے جانے میں حرج نہیں

۵۱۹۶ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيْفَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن یا ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، اچانک آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ملے، آپ نے فرمایا اس وقت تمہارے اپنے گھروں سے نکلنے کا کیا سبب ہے؟ ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ بھوک لگی ہے! آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے

هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَا الْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَنَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِیَ الَّذِیْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰى رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِیْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَآءِ اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِیُّ فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّیْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَجَآءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَّتَمْرٌ وَّرُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ۔

۵۱۹۷۔ وَحَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ هِشَامٍ يَّعْنِی الْمُغِيْرَةَ بْنَ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَبُوْ بَكْرٍ قَاعِدٌ وَّعُمَرُ مَعَهٗ اِذْ اَتَاهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اَقْعَدَكُمَا هٰهُنَا قَالَا اَخْرَجَنَا الْجُوْعُ مِنْ بُيُوْتِنَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ خَلَفِ بْنِ خَلِيْفَةَ۔

۵۱۹۸۔ حَدَّثَنِیْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنِی الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ مِّنْ رُّقْعَةٍ عَارَضَ لِیْ بِهَا ثُمَّ

قبضہ و قدرت میں میری جان ہے میرے نکلنے کا بھی وہی سبب ہے جو تمہارے نکلنے کا سبب ہے اٹھو! سو وہ دونوں آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، پھر آپ ایک انصاری کے گھر گئے وہ اس وقت گھر میں نہیں تھے، جب اس کی بیوی نے دیکھا تو کہا مرحبا اور خوش آمدید، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: فلاں شخص کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں، اتنے میں وہ انصاری آ گیا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صاحبوں کو دیکھا، اس نے کہا: الحمد للہ! آج میرے مہمانوں سے بڑھ کر کسی کے معزز مہمان نہیں ہیں، پھر وہ چلے گئے اور کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے اس میں ادھ پکی کھجوریں، چھوارے اور تازہ کھجوریں تھیں، اس نے کہا ان کو کھائیے اور اس نے چھری پکڑ لی آپ نے فرمایا دودھ دینے والی (بکری) سے اجتناب کرنا، اس نے ایک بکری ذبح کی، اور سب نے اس بکری کا گوشت اور کھجوریں کھائیں اور پانی پیا، جب وہ سب کھا پی کر سیر ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا، تم کو گھروں سے بھوک باہر لے آئی حتی کہ تم کو یہ نعمتیں مل گئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا تم یہاں کس سبب سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم بھوک کی بناء پر اپنے گھروں سے نکلے ہیں، اس کے بعد یہ حدیث مثل سابق ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب خندق کھودی گئی تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھوک

قَرَأَهُ عَلَيَّ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ لَهَا هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا فَأَخْرَجَتْ لِي جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ قَالَ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتْ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي فَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ مَعَهُ قَالَ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا قَدْ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَتْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ فِي نَفَرٍ مَعَكَ فَصَاحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ لَكُمْ سُورًا فَحَيَّهَلًا بِكُمْ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِينَتَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي فَقَالَتْ بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتِ لِي فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِينَتَنَا فَبَصَقَ فِيهَا وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ فِيهَا وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعِي خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا وَهُمْ أَلْفٌ فَأُقْسِمُ بِاللَّهِ لَأَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَتَنَا أَوْ كَمَا قَالَ الضَّحَّاكُ لَتُخْبَزُ كَمَا هُوَ۔

۵۱۹۹۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ

کے آثار دیکھے، میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں شدید بھوک کے آثار دیکھے ہیں! اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں چار کلو جَو تھے اور ہمارے پاس ایک پالتو بکری تھی، میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے آٹا پیسا وہ بھی میرے ساتھ ساتھ فارغ ہو گئی، میں نے بکری کا گوشت کاٹ کر دیگچی میں ڈالا، پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے لگا، میری بیوی نے کہا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے سامنے شرمندہ نہ کرنا، میں آپ کے پاس پہنچا اور آپ سے سرگوشی میں کہا: یا رسول اللہ ہم نے بکریوں کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع (چار کلو گرام) جَو پیس لیے ہیں، جو ہمارے پاس تھے، آپ چند ساتھیوں کو لے کر ہمارے ہاں چلیے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بآواز بلند فرمایا: اے اہل خندق جابر نے تمہاری دعوت کی ہے! سو تم لوگ چلو، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میں نہ آؤں تم ہنڈیا نہ اتارنا نہ روٹی پکانا، پھر میں آیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس گیا اس نے کہا تمہاری ہی رسوائی اور فضیحت ہوگی، میں نے کہا میں نے وہی کیا ہے جو تم نے مجھ سے کہا تھا، پھر اس نے اپنا گندھا ہوا آٹا نکالا، آپ نے اس میں لعاب دہن ڈال دیا اور برکت کی دعا کی، پھر آپ نے ہماری دیگچی کا قصد کیا اور اس میں لعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا کی، پھر فرمایا ایک اور روٹی پکانے والی کو بلا لو جو تمہارے ساتھ مل کر روٹیاں پکائے، دیگچی میں سے سالن نکالنا لیکن اس کو (چولھے سے) نیچے نہ اتارنا، اس موقع پر ایک ہزار صحابہ تھے، اللہ کی قسم! ان سب نے کھانا کھایا اور بچا دیا اور جس وقت وہ واپس گئے تو ہماری دیگچی اسی طرح جوش کھا رہی تھی اور ہمارا گندھا ہوا آٹا اتنا ہی تھا اور اس کی اسی طرح روٹیاں پک رہی تھیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

على مالك بن أنس عن إسحاق بن عبد الله بن
أبي طلحة أنه سمع أنس بن مالك يقول قال
أبو طلحة لأم سليم قد سمعت صوت رسول
الله صلى الله عليه وسلم ضعيفا أعرف
فيه الجوع فهل عندك من شيء فقالت نعم
فأخرجت أقراصا من شعير ثم أخذت خمارا
لها فلفت الخبز ببعضه ثم دسته تحت
ثوبي وردتني ببعضه ثم أرسلتني إلى رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال فذهبت به
فوجدت رسول الله صلى الله عليه وسلم
جالسا في المسجد ومعه الناس فقمت عليهم
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أرسلك
أبو طلحة قال فقلت نعم فقال ألطعام
فقلت نعم فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لمن معه قوموا قال فانطلق
وانطلقت بين أيديهم حتى جئت أبا طلحة
فأخبرته فقال أبو طلحة يا أم سليم قد
جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بالناس
وليس عندنا ما نطعمهم فقالت الله ورسوله
أعلم قال فانطلق أبو طلحة حتى لقي رسول
الله صلى الله عليه وسلم فأقبل رسول الله
صلى الله عليه وسلم معه حتى دخلا فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم هلمي ما عندك
يا أم سليم فأتت بذلك الخبز فأمر به رسول الله
صلى الله عليه وسلم ففت وعصرت عليه
أم سليم عكة لها فأدمته ثم قال فيه
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما شاء الله
أن يقول ثم قال ائذن لعشرة فأذن لهم
فأكلوا حتى شبعوا ثم خرجوا ثم قال ائذن

حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم سے کہا: میں نے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی آواز میں نقاہت محسوس کی، لگتا ہے آپ کو بھوک
لگی ہے، کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے، انھوں نے کہا ہاں!
پھر انھوں نے جو کی کچھ روٹیاں نکال کر ان کو اپنے دوپٹہ میں لپیٹا،
اور ان کو میرے کپڑوں کے نیچے چھپا دیا، اور کپڑے کا کچھ حصہ مجھ
پر ڈال دیا، پھر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا،
حضرت انس کہتے ہیں میں ان روٹیوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس لے گیا، میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں
بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ بھی تھے، میں ان کے
پاس کھڑا ہو گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو ابوطلحہ نے
بھیجا ہے، میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کیا کھانے کے لیے؟
میں نے کہا ہاں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں
سے کہا، چلو، حضرت انس کہتے ہیں حضور روانہ ہوئے اور میں
ان کے آگے آگے چل پڑا حتیٰ کہ میں نے حضرت ابوطلحہ کے پاس
جا کر ان کو یہ خبر دی، حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم تو سب لوگوں کو لے کر آ گئے ہیں، اور ہمارے
پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ان کو کھلا سکیں، انھوں نے کہا اللہ اور
اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر حضرت
ابوطلحہ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا استقبال
کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ آئے حتیٰ کہ وہ
دونوں گھر میں داخل ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ! وہ جا
کر ان روٹیوں کو لے آئیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان
روٹیوں کو توڑنے کا حکم دیا، سو ان کو توڑ دیا گیا (یعنی ان کے
ٹکڑے کیے گئے) حضرت ام سلیم کے پاس گھی کا ایک کپہ تھا
وہ انھوں نے ان روٹیوں پر نچوڑ دیا وہ سالن کے قائم مقام ہو گیا،
پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ دعائیہ کلمات کہے اور
جو اللہ نے چاہا وہ پڑھتے رہے، پھر آپ نے فرمایا: دس آدمیوں
کو آنے کی اجازت دو، سو انھوں نے دس آدمیوں کو اجازت

لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتّٰى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ۔

دس انھوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور پھر چلے گئے، پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو، پھر انھوں نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے، آپ نے پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو (اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا) حتیٰ کہ پوری قوم کھا کر سیر ہو گئی، اور ان کی کل تعداد ستر یا اسی تھی۔

۵۲۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو طَلْحَةَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَدْعُوَهُ وَقَدْ جَعَلَ طَعَامًا قَالَ فَأَقْبَلْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّاسِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقُلْتُ أَجِبْ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ لِلنَّاسِ قُومُوا فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا صَنَعْتُ لَكَ شَيْئًا قَالَ فَمَسَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا فِيهَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ أَدْخِلْ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِي عَشَرَةً وَقَالَ كُلُوا وَأَخْرَجَ لَهُمْ شَيْئًا مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا فَخَرَجُوا فَقَالَ أَدْخِلْ عَشَرَةً فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا فَمَا زَالَ يُدْخِلُ عَشَرَةً وَيُخْرِجُ عَشَرَةً حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ فَأَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ ثُمَّ هَيَّأَهَا فَإِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِينَ أَكَلُوا مِنْهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لیے مجھے آپ کے پاس بھیجا، درآں حالیکہ انھوں نے کھانا تیار کر رکھا تھا۔ حضرت انس کہتے ہیں میں گیا اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے، آپ نے جب میری جانب دیکھا تو مجھے شرم آئی، میں نے کہا حضرت ابوطلحہ کی دعوت قبول کیجئے، آپ نے لوگوں سے کہا اٹھو چلو، حضرت ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے تو آپ کے لیے تھوڑا سا کھانا تیار کیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کو چھوا اور اس پر برکت کی دعا کی، پھر فرمایا میرے اصحاب میں سے دس صحابہ کو بلاؤ، اور فرمایا: کھاؤ، اور اپنی انگلیوں کے درمیان سے کچھ نکالا، سو انھوں نے کھایا اور سیر ہو گئے، پھر وہ چلے گئے، آپ نے فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ، پھر انھوں نے کھایا اور سیر ہو گئے اور چلے گئے، پھر اسی طرح دس دس آتے اور جاتے رہے، حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا اور سب نے کھا لیا اور سیر ہو گئے، پھر آپ نے کھانا منگوایا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا ان کے کھانے کے وقت تھا۔

۵۲۰۱۔ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو طَلْحَةَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فِي آخِرِهِ ثُمَّ أَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهُ ثُمَّ دَعَا فِيهِ بِالْبَرَكَةِ قَالَ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُونَكُمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوطلحہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس کے بعد جو کھانا بچا آپ نے اس کو جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی، وہ کھانا پھر پہلے جتنا ہو گیا، آپ نے فرمایا لو یہ کھانا لے لو۔

هٰذَا۔

۵۲۰۲۔ وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَمَرَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ أَنْ تَصْنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لِنَفْسِهِ خَاصَّةً ثُمَّ أَرْسَلَنِي إِلَيْهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ وَسَمَّى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَقَالَ كُلُوا وَسَمُّوا اللّٰهَ فَأَكَلُوا حَتَّى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِينَ رَجُلًا ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَأَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكُوا سُؤْرًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم سے یہ کہا کہ تم بالخصوص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کرو، پھر مجھے حضور کی طرف بھیجا، اس کے بعد وہی بیان ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھانے پر) اپنا ہاتھ رکھا اور بسم اللہ پڑھی، پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو، انہوں نے دس آدمیوں کو اجازت دی، وہ آئے آپ نے فرمایا بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ سو انہوں نے کھایا حتیٰ کہ اسی آدمیوں نے کھایا، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا اور (پھر بھی) کھانا بچا دیا۔

۵۲۰۳۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ فِي طَعَامِ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِيهِ فَقَامَ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى الْبَابِ حَتَّى أَتٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ يَسِيرٌ قَالَ هَلُمَّهُ فَإِنَّ اللّٰهَ سَيَجْعَلُ فِيهِ الْبَرَكَةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرنے کا قصہ بیان کیا، اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے ہوئے تھے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت ابوطلحہ نے حضور سے کہا یارسول اللہ صرف تھوڑا سا کھانا ہے، آپ نے فرمایا لے آؤ، عنقریب اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا۔

۵۲۰۴۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَجَلِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ فِيهِ ثُمَّ أَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَأَفْضَلُوا مَا أَبْلَغُوا جِيرَانَهُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی قصہ روایت کیا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور اہل بیت نے کھایا، اور باقی ماندہ پڑوسیوں کو دے دیا۔

٥٢٠٥ - وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَى أَبُو طَلْحَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي الْمَسْجِدِ يَتَقَلَّبُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ فَأَتَى أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي الْمَسْجِدِ يَتَقَلَّبُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ وَأَظُنُّهُ جَائِعًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ ثُمَّ أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ وَأُمُّ سُلَيْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَأَهْدَيْنَاهُ لِجِيرَانِنَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا آپ کا پیٹ پیٹھ سے لگا ہوا تھا، پھر وہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا ہے، آپ کا پیٹ پیٹھ سے لگ رہا ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ حضور بھوکے ہیں، اس کے بعد حدیث بیان کی، اور اس میں یہ کہا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوطلحہ، اور حضرت ام سلیم اور انس بن مالک نے کھانا کھایا اور کچھ کھانا بچ گیا جو ہم نے اپنے پڑوسیوں کو دے دیا۔

٥٢٠٦ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ أَنَّ يَعْقُوبَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا مَعَ أَصْحَابِهِ يُحَدِّثُهُمْ وَقَدْ عَصَّبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ قَالَ أُسَامَةُ وَأَنَا أَشُكُّ عَلَى حَجَرٍ فَقُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ لِمَ عَصَّبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَهُ فَقَالُوا مِنَ الْجُوعِ فَذَهَبْتُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ زَوْجُ أُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَقُلْتُ يَا أَبَتَاهُ قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَصَّبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ فَسَأَلْتُ بَعْضَ أَصْحَابِهِ فَقَالُوا مِنَ الْجُوعِ فَدَخَلَ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى أُمِّي فَقَالَ هَلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ عِنْدِي كِسَرٌ مِنْ خُبْزٍ وَتَمَرَاتٌ فَإِنْ جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے دراں حالیکہ آپ کے پیٹ پر ایک پٹی بندھی ہوئی تھی، میں نے آپ کے بعض اصحاب سے پوچھا اس کا کیا سبب ہے؟ صحابہ نے کہا یہ بھوک کی وجہ سے ہے، پھر میں ابوطلحہ کے پاس گیا، وہ حضرت ام سلیم بنت ملحان کے خاوند تھے، میں نے ان سے کہا، اے ابا جان! میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ ان کے پیٹ پر پٹی بندھی ہوئی ہے، میں نے آپ کے بعض اصحاب سے پوچھا اس کا کیا سبب ہے؟ انھوں نے کہا بھوک! پھر حضرت ابوطلحہ میری ماں کے پاس گئے اور پوچھا، کیا کوئی چیز ہے؟ انھوں نے کہا ہاں میرے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا اور کچھ کھجوریں ہیں، اگر صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکیلے ہمارے پاس آئے تو ہم آپ کو سیر کر دیں گے، اور اگر آپ کے ساتھ کوئی اور بھی آیا تو یہ کھانا کم ہوگا اس کے بعد باقی حدیث ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهُ أَشْبَعْنَاهُ وَإِنْ جَاءَ آخَرُ مَعَهُ قَلَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ذَكَرَ سَائِرَ الْحَدِيثِ بِقِصَّتِهِ۔

۵۲۰۷۔ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَعَامِ أَبِي طَلْحَةَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت انس بن مالک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوطلحہ کی دعوت کا واقعہ روایت کیا ہے۔

کثرت فتوحات اور مال غنیمت کی بہتات کے باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کی زاہدانہ زندگی

حدیث نمبر ۵۱۹۶ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے، باہر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بھی ملاقات ہوئی، انھوں نے بتایا کہ وہ بھوک کی شدت کی بناء پر گھر سے نکلے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا میں بھی اسی وجہ سے باہر آیا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور کبار صحابہ اپنے پاس دنیاوی مال بہت کم رکھتے تھے، اور اکثر اوقات تنگ دستی اور بھوک میں مبتلا رہتے تھے، بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ واقعہ فتوحات کی کثرت اور مال غنیمت وغیرہ کے حصول سے پہلے کا ہے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ فتح خیبر کے بعد اسلام لائے تھے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث مراسیل صحابہ میں سے ہو، یعنی یہ واقعہ حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا کسی اور صحابی سے سنا ہو اور اس کو بطور خود روایت کردیا ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احتمال ظاہر کے خلاف ہے اور بلا ضرورت خلاف ظاہر پر محمول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور صحیح امر واقعہ اس کے خلاف ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقت وصال تک تنگ دستی اور کشادہ حالی میں منقلب ہوتے رہتے تھے، کبھی آپ کے پاس مال زیادہ ہوتا اور کبھی آپ کے پاس مال ختم ہوجاتا، جیسا کہ حدیث صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ نے کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سے ہم مدینہ میں آئے کبھی لگاتار تین راتیں ایسی نہیں آئیں کہ آل محمد نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو، حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ کی زرہ گھر والوں کی ضروریات کے لیے جو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی، اس قسم کی بکثرت روایات ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی وقت کشادہ دست ہوتے پھر چند دنوں میں آپکا مال ختم ہوجاتا تھا، کیونکہ آپ مال و دولت کو اللہ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرتے تھے اور ضرورت مندوں، محتاجوں اور مسافروں کے لیے بہت ایثار کرتے تھے، اور جہاد کے لیے لشکر روانہ کرتے رہتے تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور آپ کے اکثر اصحاب کا بھی یہی طریقہ تھا اور مہاجرین اور انصار صحابہ میں سے جو خوش حال اصحاب تھے ان کو بعض اوقات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کا علم نہیں ہوتا تھا، کیونکہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور مہمان نوازی کرتے ہوئے اور نیکی اور بھلائی کے راستوں میں مال خرچ کرتے ہوئے بکثرت دیکھتے تھے، اس لیے بعض اوقات نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح حضرت ابوبکر اور عمر پر سخت تنگی کا حال آجاتا

اور صحابہ کو خبر نہ ہوتی، اگر کسی صحابی کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی ضرورت کا پتا چل جاتا تو وہ فوراً اس ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتا، لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم تنگ دستی کو برداشت کرنے اور مصائب پر صبر کرنے کو ترجیح دیتے اور کسی شخص پر اپنے حال کا اظہار نہیں کرتے تھے، لیکن اگر کسی صحابی کو آپ کو ضرورت کا پتہ چل جاتا تو وہ اس کو فوراً پورا کرتا تھا جس طرح حدیث نمبر ۵۱۹۸ میں ہے کہ حضرت جابر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھوک کے آثار دیکھے تو فوراً کھانا تیار کر کے حضور کو بلایا، اور حدیث نمبر ۵۱۹۹ میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے آپ میں بھوک کے آثار دیکھے تو فوراً کھانا تیار کر کے آپ کو بلایا، اسی طرح اس سے پہلے باب کی حدیث نمبر ۵۱۹۲ میں ہے کہ حضرت ابوشیب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ میں بھوک کے آثار دیکھے تو فوراً کھانا تیار کرا کے آپ کو کھانے کی دعوت دی، اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن کا احادیث صحیحہ میں ذکر ہے صحابہ کرام ایک دوسرے کے ساتھ ایثار کرتے رہتے تھے، اور جس صحابی کو بھی دوسرے کی کسی حاجت کا علم ہوتا تو وہ اس کو پورا کرنے کی فوراً کوشش کرتا تھا۔ یونہی تو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ (حشر: ۹/۵۹) "اور وہ دوسروں کو اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود شدید حاجت ہو" نیز فرمایا: رحماء بینہم (فتح: ۲۹/۴۸) "وہ آپس میں بڑے نرم دل ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جو بھوک کی شدت سے باہر نکلے اس کی وجہ یہ تھی کہ شدید بھوک کی بناء پر بشری تقاضے سے انسان کامل یکسوئی اور طمانیت قلب کے ساتھ عبادت نہیں کر سکتا، اس لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو استغراق اور انہماک کے ساتھ ادا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جسم کو کوئی ایسا عارضہ لاحق نہ ہو جس کی بناء پر عبادت سے توجہ ہٹ جائے، یہی وجہ ہے کہ جب انسان کو بول و براز (پیشاب وغیرہ) کی سخت حاجت ہو تو آپ نے اس کی فراغت سے پہلے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اسی طرح جب کھانا حاضر ہو اور اس کو سخت بھوک لگی ہو تو کھانے سے پہلے نماز پڑھنے سے آپ نے منع فرمایا، اسی طرح نقش و نگار والے لباس پہن کر اور جو لوگ باتیں کر رہے ہوں ان کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، تاکہ نمازی کی توجہ نماز کی طرف سے نہ ہٹے، قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ جب انسان شدید غصہ میں ہو، یا اس کو سخت بھوک لگی ہو یا بہت خوشی ہو تو وہ اس حالت میں مقدمات کا فیصلہ نہ کرے۔

مہمان نوازی اس حدیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے گھر گئے وہ گھر میں نہیں تھے ان کی بیوی نے آپ کو خوش آمدید کہا اور آپ کے پوچھنے پر بتایا کہ وہ پانی لینے گئے ہیں، اس انصاری نے آکر کھجوروں سے آپ کی ضیافت کی اور آپ کو کھلانے کے لیے بکری ذبح کی۔

اس حدیث میں مہمان کی عزت کرنے کا بیان ہے اور یہ کہ مہمان کے آنے پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اور خوش آمدید ایسے کلمات کہہ کر عزت سے اس کا استقبال کرنا چاہیے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو مہمان کی عزت کرنی چاہیے، اس حدیث میں اجنبی عورت کی گفتگو سننے کا جواز ہے اور ضرورت کی بناء پر اس سے بات چیت کرنے اور سوال کرنے کا بھی جواز ہے، اور یہ کہ اگر یہ معلوم ہو کہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے گھر جانا اس کو ناپسندیدہ نہ ہوگا تو وہ اس کی غیر موجودگی میں بھی اس کے گھر جا سکتا ہے۔

اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ پھل وغیرہ کھانے سے پہلے کھانے چاہئیں یا ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ فوری طور پر مہمان نوازی کے لیے وہ پھل موجود تھے سو ان کو پیش کر دیا، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب سب نے سیر ہو کر کھا لیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا: اس میں یہ دلیل ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اور جن روایات میں پیٹ بھر کر کھانے کی کراہت کا ذکر ہے وہ اس شخص کے بارے

رہی یہ بات کہ ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانے کیونکہ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے، اور انسان ضرورت مندوں کی تکالیف کو بھول جاتا ہے۔ باقی ان نعمتوں کے متعلق جو قیامت میں سوال ہو گا اس کا مطلب قاضی عیاض نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے ان نعمتوں کا کیا شکر ادا کیا؟ اور علامہ نووی نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں اور احسانات کو گنوانے کے لیے فرمائے گا کہ بتاؤ ہم نے تم کو کیا نعمتیں دی ہیں اور ان نعمتوں پر محاسبہ کا سوال نہیں ہو گا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تکثیر طعام کے معجزات

حدیث نمبر ۵۱۹۸ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تھوڑے سے جَو تھے اور ایک بکری کا بچہ تھا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ چند ساتھیوں کے ساتھ تشریف لے آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل خندق کو لے کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر آ گئے، اور گندھے ہوئے آٹے اور سالن میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ معمولی سا کھانا تمام اہل خندق کے لیے کافی ہو گیا بلکہ بچ رہا، اور حدیث نمبر ۵۱۹۹ میں ہے حضرت ابوطلحہ نے کچھ جَو کی روٹیاں پکوائیں اور حضرت انس کو بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا آپ نے برکت کی دعا کی اور وہ قلیل کھانا سب کے لیے کافی ہو گیا، کم کھانے کا زیادہ لوگوں کے لیے پورا ہو جانا اور اس قسم کے دوسرے معجزات حد تواتر کے ساتھ مروی ہیں، امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ان سب معجزات کو جمع کر دیا ہے، ان احادیث میں علم نبوت کا بھی بیان ہے، کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ان کے گھر کھانا کم ہے اور آپ کو یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ کی دعا سے وہ کھانا سب کو کافی ہو جائے گا بلکہ بچ رہے گا۔

بَابُ ۱۳ جَوَازِ اَكْلِ الْمَرَقِ وَ اسْتِحْبَابِ اَكْلِ الْيَقْطِيْنِ

شوربہ کھانے کا جواز اور کدّو (لوکی) کھانے کا استحباب

۵۲۰۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَّقَدِيْدٌ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الصَّحْفَةِ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مُنْذُ يَوْمَئِذٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور کچھ کھانا تیار کیا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دعوت میں گیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جَو کی روٹی اور شوربہ رکھا، اس میں کدو اور گوشت تھا، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیالہ میں سے کدو تلاش کر رہے تھے، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں اسی دن سے کدو سے محبت رکھتا ہوں۔

۵۲۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، میں بھی آپ کے ساتھ گیا، آپ کے لیے شوربے والا کدو لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَجِيءَ بِمَرَقَةٍ فِيهَا دُبَّاءٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْ ذٰلِكَ الدُّبَّاءِ وَيُعْجِبُهُ قَالَ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ أُلْقِيهِ إِلَيْهِ وَلَا أَطْعَمُهُ قَالَ فَقَالَ أَنَسٌ فَمَا زِلْتُ بَعْدُ يُعْجِبُنِي الدُّبَّاءُ۔

علیہ وسلم اس میں سے کدو کھا رہے تھے، کدو آپ کو پسند تھا، جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے خود کدو نہیں کھائے اور حضور کے سامنے رکھنے لگا، حضرت انس کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے مجھے کدو بہت پسند ہے۔

۵۲۱۰۔ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ قَالَ ثَابِتٌ فَسَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ فَمَا صُنِعَ لِي طَعَامٌ بَعْدُ أَقْدِرُ عَلَى أَنْ يُصْنَعَ فِيهِ دُبَّاءٌ إِلَّا صُنِعَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص درزی تھا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی،..... ثابت کہتے ہیں کہ حضرت انس نے کہا اس دعوت کے بعد جب میں سالن پکواتا تو اگر ممکن ہوتا تو اس میں کدو ضرور ڈلواتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنا

ف: اس حدیث میں متعدد فوائد ہیں:

۱۔ دعوت قبول کرنا۔ ۲۔ درزی کے پیشہ کا جواز۔ (۳) شوربہ کھانے کا جواز (۴) کدو کھانے کی فضیلت۔ ۵۔ کدو سے محبت رکھنے کا استحباب۔ ۶۔ اسی طرح ہر وہ چیز جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہوں، اس سے محبت رکھنے کا استحباب اور اس کو حاصل کرنے کی حرص کرنا۔ ۷۔ اور یہ کہ دسترخوان پر رکھے ہوئے کھانے میں سے شیخ اور استاذ کی پسند پر اپنی پسند پر ترجیح دینا۔[۱]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اپنے قریب سے کھاؤ اور اس موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کے اردگرد سے کدو کے قتلے تلاش کیے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس لیے منع فرمایا ہے کہ جب انسان پیالہ میں ہر طرف ہاتھ ڈالے گا تو اس کے ساتھ کھانے والے کو گھن آئے گی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے سے کوئی گھن نہیں کرتا بلکہ حضور کے جھوٹے کو تبرک سمجھا جاتا ہے، صحابہ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن اور آب بینی کو تبرک سمجھ کر لیتے تھے اور اپنے چہرے پر ملتے تھے، بعض صحابہ نے فصد کے بعد آپ کا خون پی لیا، بعض نے آپ کا پیشاب پی لیا، اس کے علاوہ حضور کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کے اور بہت سے واقعات ہیں، مثلاً حضور کے وضو کے بچے ہوئے پانی کے حصول کے لیے صحابہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے تھے، جس کو وہ پانی نہیں ملتا تھا وہ دوسرے شخص کے جسم پر لگی ہوئی اس پانی کی تری کو اپنے جسم پر لگا لیتا تھا، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹)

⁂

۱؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بَابُ ۱۴: اِسْتِحْبَابِ وَضْعِ النَّوَى خَارِجَ التَّمْرِ وَاسْتِحْبَابِ دُعَاءِ الضَّيْفِ لِأَهْلِ الطَّعَامِ وَطَلَبِ الدُّعَاءِ مِنَ الضَّيْفِ الصَّالِحِ

کھجور کھاتے وقت گٹھلیاں الگ رکھنے کا جواز، مہمان کا گھر والوں کے لیے دعا کرنے کا استحباب اور نیک مہمان سے دعا کرانے کا بیان

٥٢١١ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي قَالَ فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا وَوَطْبَةً فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ أُتِيَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوَى بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ وَيَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى قَالَ شُعْبَةُ هُوَ ظَنِّي وَهُوَ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ إِلْقَاءُ النَّوَى بَيْنَ الْإِصْبَعَيْنِ ثُمَّ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ قَالَ فَقَالَ أَبِي وَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ ادْعُ اللَّهَ لَنَا فَقَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے والد کے پاس تشریف لائے، ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا، پنیر اور جو کی کھجور کا حلوہ پیش کیا، آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا، پھر آپ کے پاس کھجوریں لائی گئیں، آپ کھجوریں کھاتے اور دو انگلیوں کے درمیان گٹھلیاں ڈال لیتے، اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو جمع کرتے، شعبہ کہتے ہیں کہ میرا یہی گمان ہے اور اس حدیث میں ہے ان شاء اللہ گٹھلیوں کو دو انگلیوں کے درمیان ڈالنا، پھر آپ کے پاس ایک مشروب لایا گیا، آپ نے اس کو پی کر دائیں جانب والے کو دے دیا، پھر میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر کہا: ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجئے، آپ نے فرمایا: اے اللہ جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں برکت فرما، ان کی بخشش فرما اور ان پر رحم فرما۔

٥٢١٢ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَشُكَّا فِي إِلْقَاءِ النَّوَى بَيْنَ الْإِصْبَعَيْنِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں گٹھلیوں کو دو انگلیوں کے درمیان ڈالنے کے متعلق شعبہ کے شک کا ذکر نہیں ہے۔

ف: اس حدیث میں مہمان کی ضیافت اور مہمان سے دعا طلب کرنے اور مہمان کے دعا کرنے کا بیان ہے۔

بَابُ ۱۵: أَكْلِ الْقِثَّاءِ بِالرُّطَبِ

کھجور کے ساتھ ککڑی کھانے کا بیان

٥٢١٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ۔

ف: اس میں یہ مصلحت ہے کہ کھجور گرم ہوتی ہے اور ککڑی ٹھنڈی اور دونوں کے امتزاج سے اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔

بَابُ ۷۱۶ اِسْتِحْبَابِ تَوَاضُعِ الْاٰكِلِ وَصِفَةِ قُعُوْدِهٖ!

کھاتے وقت تواضع کا استحباب اور کھانے کے لیے بیٹھنے کا طریقہ

۵۲۱۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ كِلَاهُمَا عَنْ حَفْصٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سُلَيْمٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْعِيًا يَاْكُلُ تَمْرًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطریق اقعاء بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا رہے تھے۔ (اقعاء کا مطلب ہے انسان دونوں گھٹنے کھڑے کرے سرین کے بل بیٹھ جائے اور دونوں گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھ لے۔)

۵۲۱۵۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُهٗ وَهُوَ مُحْتَفِزٌ يَاْكُلُ مِنْهُ اَكْلًا ذَرِيْعًا وَفِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ اَكْلًا حَثِيْثًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں پیش کی گئیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تقسیم کرنے لگے، آپ اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے کوئی شخص جلدی میں بیٹھتا ہے اور جلدی جلدی کھا رہے تھے۔

ف: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلدی اس لیے تھی کہ آپ نے کھانے کے بعد کوئی اہم کام کرنا تھا، اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے لیے بطریق اقعاء بیٹھنا سنت ہے، بعض احادیث میں ٹیک لگا کر بیٹھ کے کھانے سے منع فرمایا ہے بعض علماء نے اس حدیث کو چار زانو یعنی آلتی پالتی بیٹھ کر کھانے کی ممانعت پر محمول کیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ دو زانو بیٹھ کر یا اکڑوں بیٹھ کر کھانا، صحیح طریقہ ہے۔

بَابُ ۷۱۷ نَهْيِ الْاٰكِلِ مَعَ جَمَاعَةٍ عَنْ قِرَانِ تَمْرَتَيْنِ!

جماعت کے ساتھ دو دو کھجوریں کھانے کی ممانعت

۵۲۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ جَبَلَةَ بْنَ سُحَيْمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا

جبلہ بن سحیم بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے، حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ہمیں کھجوریں کھلاتے تھے، جس وقت ہم کھجوریں کھا رہے تھے، اس وقت

التَّمْرَ قَالَ وَقَدْ كَانَ أَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ جُهْدٌ وَكُنَّا نَأْكُلُ فَيَمُرُّ عَلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فَيَقُولُ لَا تُقَارِنُوا فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ لَا أُرَى هَذِهِ الْكَلِمَةَ إِلَّا مِنْ كَلِمَةِ ابْنِ عُمَرَ يَعْنِي الِاسْتِئْذَانَ۔

حضرت ابن عمر تشریف لے آئے، حضرت ابن عمر نے فرمایا: دو، دو کھجوریں ملا کر مت کھاؤ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ملا کر کھجوریں کھانے سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر کوئی شخص اپنے بھائی سے اجازت لے لے تو پھر کوئی حرج نہیں، شعبہ کہتے ہیں: میرے خیال میں اجازت لینے کا قول حضرت ابن عمر کا ہے۔

۵۲۱۷- وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا قَوْلُ شُعْبَةَ وَلَا قَوْلُهُ وَقَدْ كَانَ أَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ جُهْدٌ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں، ان دونوں حدیثوں میں شعبہ کا قول نہیں ہے، اور نہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا تھے۔

۵۲۱۸- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے ساتھیوں سے اجازت لیے بغیر دو، دو کھجوروں کو ملا کر کھائے

دو، دو کھجوریں ملا کر کھانے کا شرعی حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ساتھ کھانے والوں کی اجازت کے بغیر دو، دو کھجوریں ملا کر کھانا ممنوع ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی، قاضی عیاض نے بیان کیا ہے کہ اہل ظاہر (غیر مقلدین) کے نزدیک یہ ممانعت تحریمی ہے، اور دوسرے علماء کے نزدیک تنزیہی ہے، لیکن اس مسئلہ کے صحیح حکم میں تفصیل ہے، اگر کھانے والوں کی مشترکہ کھجوریں ہوں تو پھر ان کی اجازت کے بغیر دو، دو کھجوریں ملا کر کھانا حرام ہے (کھانے کی چیز کھجور ہو یا کوئی اور چیز مثلاً انگور وغیرہ سب کا یہی حکم ہے) اور اگر دوسرے کھانے والوں کی اجازت اور رضامندی معلوم ہو جائے خواہ صراحۃً یا کنایۃً اور اس بات کا علم یقینی یا ظن قوی حاصل ہو جائے کہ وہ ایک شخص کے دو، دو کھجوریں ملا کر کھانے پر راضی ہیں تو پھر صحیح ہے اور اگر اس میں شک ہو تو پھر یہ حرام ہے، اور اگر کھجوریں کسی اور شخص کی ہوں یا کھانے والوں میں سے کسی ایک کی ہوں تو پھر مالک کی اجازت کے بغیر دو، دو کھجوریں ملا کر کھانا جائز نہیں ہے اور اس وقت مستحب یہ ہے کہ باقی کھانے والوں سے اجازت طلب کر لی جائے، اور اگر کھجوریں اس کی اپنی ملکیت ہوں اور کھانے والے اس کے مہمان ہوں تو پھر اگر وہ ملا کر کھائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

اگر کھانا یا کھجوریں کم ہوں تو دو، دو چیزوں کو ملا کر نہ کھانا مستحب ہے اور اگر کھانا ضرورت سے زیادہ ہو تو پھر ملا کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، پھر بھی ادب کا تقاضا یہ ہے کہ انسان حرص کو ترک کر دے اور ایک ایک کھجور کھائے ہاں اگر اس کو کسی کام

کی اللہ ہی ہو تو پھر معاملہ جدا ہے، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ یہ حکم اس وقت تھا کہ جب کھانے کی چیزوں کی تنگی تھی لیکن اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے وسعت اور فراخی عطا کر دی ہے تو اب اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح وہی تفصیل ہے جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، کیونکہ حدیث میں مذکور الفاظ کے عموم کا اعتبار ہے، خصوصیت سبب معتبر نہیں ہے، اور یہ بھی اس وقت ہے جب کہ یہ ثابت ہو کہ آپ نے تنگی کے زمانہ میں یہ حکم دیا تھا اور یہ ثابت نہیں ہے۔ لہ

بَابُ ۱۸ فِي اِدِّخَارِ التَّمْرِ وَنَحْوِهٖ مِنَ الْاَقْوَاتِ لِلْعِيَالِ!

کھجور اور دیگر طعام وغیرہ کو اپنے اہل وعیال کے لیے ذخیرہ کرنے کا بیان

۵۲۱۹ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجُوْعُ اَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں کھجوریں ہوں وہ لوگ بھوکے نہیں ہوتے۔

۵۲۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَحْلَاءَ عَنْ اَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهٗ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهٗ اَوْ جَاعَ اَهْلُهٗ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں، اے عائشہ! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں، آپ نے یہ کلمات دو یا تین بار فرمائے۔

ف: اس حدیث میں کھجور کی فضیلت ہے اور گھر میں طعام کو جمع کر کے رکھنے کا جواز ہے اور ان لوگوں کا رد ہے جو مال جمع کرنے کو توکل کے خلاف کہتے ہیں۔

بَابُ ۱۹ فَضْلِ تَمْرِ الْمَدِيْنَةِ!

مدینہ منورہ کی کھجوروں کی فضیلت کا بیان

۵۲۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مدینہ کے دو پتھریلے کناروں کے درمیان صبح کے وقت سات کھجوریں کھائیں

لہ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حِيْنَ يُصْبِحُ لَمْ يَضُرَّهٗ سُمٌّ حَتّٰى يُمْسِيَ۔

اس کو شام تک کوئی زہر نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

۵۲۲۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهٗ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صبح کو مدینہ منورہ کی سات عجوہ کھجوریں کھائیں اس کو اس دن زہر نقصان پہنچا سکے گا نہ جادو۔

۵۲۲۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ ح وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ كِلَاهُمَا عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وَلَا يَقُوْلَانِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ایک اور سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

۵۲۲۴۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنْ شَرِيْكٍ (وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ نَمِرٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِيْ عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَآءً اَوْ اِنَّهَا تِرْيَاقٌ اَوَّلَ الْبُكْرَةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مدینہ کے) بالائی حصہ کی عجوہ کھجوروں میں شفاء ہے یا صبح کے وقت ان کا استعمال شفاء کا سبب ہے۔

عجوہ کھجوروں کے شفاء بخش ہونے پر اشکال کا جواب

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: ان احادیث میں مدینہ منورہ کی کھجوروں کی فضیلت کا ذکر ہے اور خصوصاً عجوہ کھجور کی فضیلت کا بیان ہے، باقی اس حدیث میں مدینہ منورہ کی کھجوروں کی اور سات عدد کھجوروں کی جو تخصیص ہے، یہ ان امور میں سے ہے جن کی حکمت کا صرف شارع علیہ السلام کو علم ہے، ہمیں اس کی حکمت کا علم نہیں لیکن ہمیں اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی فضیلت کا اعتقاد رکھنا لازم ہے، جس طرح ہمیں نمازوں کی رکعات کی تعداد اور زکوٰۃ کی مقدار کی حکمت کا علم نہیں ہے لیکن اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ [1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ طبی نقطۂ نظر سے مدینہ منورہ اور عجوہ کھجوروں کی تخصیص کی وجہ نہیں معلوم ہو سکی، ہو سکتا ہے کہ عجوہ کھجوروں کی یہ تاثیر عہد رسالت کے ساتھ خاص ہو، کیونکہ ہمارے زمانہ میں عجوہ کھجوروں سے شفاء کا حصول دوام و استمرار کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکا، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ عجوہ کھجوروں کی یہ تاثیر مدینہ منورہ کے ساتھ خاص ہو کیونکہ بعض جڑی بوٹیوں کی تاثیرات کسی خاص علاقے کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں۔ [1]

بَابُ فَضْلِ الْكَمْأَةِ وَمُدَاوَاةِ الْعَيْنِ بِهَا

کھنبی کی فضیلت اور اس سے آنکھ کا علاج

۵۲۲۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَعَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۲۶ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۲۷ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ...... شعبہ بیان کرتے ہیں کہ جب مجھ سے حکم نے یہ روایت بیان کی تو میں نے عبد الملک کی روایت کی وجہ سے اس کا انکار نہ کیا۔

۵۲۲۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ

حضرت عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۰۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت،

أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھمبی اس من سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۲۹- وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَلَى مُوسَى وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھمبی اس من سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۳۰- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ يَقُولُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھمبی اس من سے ہے جس کو اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۳۱- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ فَلَقِيتُ عَبْدَ الْمَلِكِ فَحَدَّثَنِي عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھمبی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

صحیح بات یہ ہے کہ کھمبی کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے، میں نے اور بہت سے لوگوں نے اپنے زمانہ میں دیکھا ہے کہ جن لوگوں کی بصارت حقیقۃً چلی گئی تھی انھوں نے کھمبی نچوڑ کر اس کا پانی آنکھ میں ڈالا تو ان کو شفاء ہو گئی اور ان کی بینائی لوٹ

گئی، ان شعار پانے والوں میں سے شیخ کمال بن عبداللہ محدث دمشقی بھی ہیں۔ ؎

بَابُ (۲۱) فَضِيلَةِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَبَاثِ

پیلو کے سیاہ پھل کی فضیلت

۵۲۳۲ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ وَنَحْنُ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّكَ رَعَيْتَ الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا أَوْ نَحْوَ هٰذَا مِنَ الْقَوْلِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم مرالظہران (ایک مقام) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اور ہم پیلو چن رہے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاہ پیلو تلاش کرو، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یوں لگتا ہے جیسے آپ نے بکریاں چرائی ہوں، آپ نے فرمایا: ہاں! ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

ف: انبیاء علیہم السلام سے بکریاں چروانے میں یہ حکمت تھی تاکہ ان میں تواضع پیدا ہو، اور خلوت گزینی سے ان کے دلوں کی صفائی برقرار رہے اور بکریوں کی حفاظت اور ان پر شفقت کرنے سے انہیں امت کو ہدایت دینے اور ان کے مسائل حل کرنے کا تجربہ ہو۔

بَابُ (۲۲) فَضِيلَةِ الْخَلِّ وَالتَّأَدُّمِ بِهٖ۔

سرکہ کی فضیلت اور اس کو سالن کی جگہ استعمال کرنا

۵۲۳۳ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْأُدُمُ أَوِ الْإِدَامُ الْخَلُّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔

۵۲۳۴ - وَحَدَّثَنَاهُ مُوسَى بْنُ قُرَيْشِ بْنِ نَافِعٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ نِعْمَ الْأُدُمُ وَلَمْ يَشُكَّ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں الادم کا لفظ بغیر شک کے مذکور ہے۔

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۵۲۳۵۔ حدثنا یحیی بن یحیی اخبرنا ابو عوانة عن ابی بشر عن ابی سفیان عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سال اھلہ الادم فقالوا ما عندنا الا خل فدعا بہ فجعل یاکل بہ ویقول نعم الادم الخل نعم الادم الخل۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا، انھوں نے کہا: ہمارے پاس تو صرف سرکہ ہے، آپ نے سرکہ منگا کر روٹی کھانا شروع کر دی، اور آپ فرماتے جاتے تھے، سرکہ بہترین سالن ہے، سرکہ بہترین سالن ہے۔

۵۲۳۶۔ حدثنی یعقوب بن ابراھیم الدورقی حدثنا اسماعیل یعنی ابن علیة عن المثنی بن سعید حدثنی طلحة بن نافع انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی ذات یوم الی منزلہ فاخرج الیہ فلقا من خبز فقال وما من ادم فقالوا لا الا شیء من خل قال فان الخل نعم الادم قال جابر فما زلت احب الخل منذ سمعتھا من نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال طلحة ما زلت احب الخل منذ سمعتھا من جابر۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے، آپ کے سامنے روٹی کے ٹکڑے لائے گئے، آپ نے پوچھا کوئی سالن ہے؟ انھوں نے کہا تھوڑا سا سرکہ ہے! آپ نے فرمایا سرکہ تو بہترین سالن ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس دن سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے میں سرکہ سے محبت کرتا ہوں، اور حضرت طلحہ کہتے ہیں جس دن سے میں نے حضرت جابر سے یہ حدیث سنی ہے میں بھی سرکہ کو پسند کرتا ہوں۔

۵۲۳۷۔ حدثنا نصر بن علی الجھضمی حدثنی ابی حدثنا المثنی بن سعید عن طلحة بن نافع حدثنا جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بیدہ الی منزلہ بمثل حدیث ابن علیة الی قولہ فنعم الادم الخل ولم یذکر ما بعدہ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے، یہ بھی حسب سابق ہے، اس میں یہ ذکر ہے کہ سرکہ بہترین سالن ہے اور اس کے بعد کا حصہ نہیں ہے۔

۵۲۳۸۔ وحدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا یزید بن ھرون اخبرنا حجاج بن ابی زینب حدثنی ابو سفیان طلحة بن نافع قال سمعت جابر بن عبد اللہ قال کنت جالسا فی داری فمر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشار الی فقمت الیہ فاخذ بیدی فانطلقنا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا، آپ نے میری طرف اشارہ کیا، میں اٹھ کر آپ کے پاس آیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے، حتی کہ آپ ازواج مطہرات کے حجروں میں سے کسی کے حجرے پر آئے، آپ وہاں داخل ہو گئے اور مجھے بھی اندر آنے کی اجازت دی ازواج مطہرات

حَتّٰى اَتٰى بَعْضَ حُجَرِ نِسَآئِهٖ فَدَخَلَ ثُمَّ اَذِنَ لِيْ فَدَخَلْتُ الْحِجَابَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ مِنْ غَدَآءٍ فَقَالُوْا نَعَمْ فَاُتِيَ بِثَلَاثَةِ اَقْرِصَةٍ فَوُضِعْنَ عَلٰى نَبِيٍّ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْصًا فَوَضَعَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَخَذَ قُرْصًا اٰخَرَ فَوَضَعَهٗ بَيْنَ يَدَيَّ ثُمَّ اَخَذَ الثَّالِثَ فَكَسَرَهٗ بِاثْنَيْنِ فَجَعَلَ نِصْفَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ وَنِصْفَهٗ بَيْنَ يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ هَلْ مِنْ اُدُمٍ قَالُوْا لَا اِلَّا شَيْءٌ مِّنْ خَلٍّ قَالَ هَاتُوْهُ فَنِعْمَ الْاُدُمُ هُوَ۔

نے پردہ کر لیا، آپ نے فرمایا کچھ کھانے کو ہے، گھر والوں نے کہا ہے! اور تین روٹیاں لائی گئیں، اور ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی اپنے سامنے رکھی اور ایک روٹی میرے سامنے رکھی پھر آپ نے تیسری روٹی کے دو ٹکڑے کیے، آدھی میرے سامنے رکھی اور آدھی اپنے سامنے رکھ لی۔ پھر آپ نے پوچھا: کچھ سالن بھی ہے؟ گھر والوں نے کہا سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے، آپ نے فرمایا لاؤ، سرکہ کیا خوب چیز ہے۔

ف: اس باب کی احادیث میں سرکہ کی فضیلت کا بیان ہے اور کھانے کے درمیان بات چیت کرنے کا ثبوت ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے دوران فرمایا، سرکہ بہترین سالن ہے۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد کا بیان ہے اور آپ کی سادگی اور انکساری کا ذکر ہے کہ آپ صرف سرکہ سے روٹی کھا لیتے تھے۔

بَابُ اِبَاحَةِ اَكْلِ الثُّوْمِ ۲۲۳

لہسن کھانے کے جواز کا بیان

۵۲۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ اَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهٖ اِلَيَّ وَاِنَّهٗ بَعَثَ اِلَيَّ يَوْمًا بِفَضْلَةٍ لَّمْ يَاْكُلْ مِنْهَا لِاَنَّ فِيْهَا ثُوْمًا فَسَاَلْتُهٗ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُهٗ مِنْ اَجْلِ رِيْحِهٖ قَالَ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ مَا كَرِهْتَ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی کھانا لایا جاتا تو آپ اس میں سے تناول فرماتے اور جو بچ جاتا اس کو میرے پاس بھیج دیتے، ایک دن آپ نے میرے پاس کھانا بھیجا جس میں سے آپ نے بالکل نہیں کھایا تھا، کیونکہ اس میں (کچا) لہسن تھا، میں نے آپ سے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں اس کو اس کی بدبو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں، میں نے عرض کیا جو آپ کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔

۵۲۴۰- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۲۴۱- وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَاَحْمَدُ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

بْنُ سَعِيْدِ بْنِ صَخْرٍ (وَاللَّفْظُ مِنْهُمَا قَرِيْبٌ) قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ فِيْ رِوَايَةِ حَجَّاجِ بْنِ يَزِيْدَ اَبُوْ زَيْدِ الْاَحْوَلُ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَفْلَحَ مَوْلٰى اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّفْلِ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ فِي الْعُلُوِّ قَالَ فَانْتَبَهَ اَبُوْ اَيُّوْبَ لَيْلَةً فَقَالَ نَمْشِيْ فَوْقَ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوْا فِيْ جَانِبٍ ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّفْلُ اَرْفَقُ فَقَالَ لَا اَعْلُوْ سَقِيْفَةً اَنْتَ تَحْتَهَا فَتَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُلُوِّ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ فِي السُّفْلِ فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَاِذَا جِيْءَ بِهٖ اِلَيْهِ سَاَلَ عَنْ مَوْضِعِ اَصَابِعِهٖ فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ اَصَابِعِهٖ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فِيْهِ ثُوْمٌ فَلَمَّا رُدَّ اِلَيْهِ سَاَلَ عَنْ مَوْضِعِ اَصَابِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهٗ لَمْ يَاْكُلْ فَفَزِعَ وَصَعِدَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَحَرَامٌ هُوَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُهٗ قَالَ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ اَوْ مَا كَرِهْتَ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى۔

کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے اور نچلی منزل میں رہے اور حضرت ابو ایوب اوپر والی منزل میں تھے، ایک رات حضرت ابو ایوب بیدار ہوئے تو خیال کیا کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر چل رہے ہیں، سو وہ آپ کی جانب سے ایک طرف ہٹ گئے اور دوسری جانب سو گئے، پھر صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نچلی منزل میں زیادہ سہولت ہے، حضرت ابو ایوب نے کہا میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ تشریف فرما ہوں، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کی منزل میں تشریف لے آئے اور حضرت ابو ایوب نچلی منزل میں آ گئے، حضرت ابو ایوب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کر کے بھیجتے تھے (جب سرکار کا بچا ہوا کھانا) ان کے پاس لایا جاتا تو وہ پوچھتے کہ حضور نے کس جانب سے کھایا تھا اور کس جگہ آپ کی انگلیاں لگی تھیں، پھر وہ آپ کی انگلیوں کے لگنے کی جگہ سے کھاتے، ایک دن انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا جس میں کچا لہسن تھا جب وہ کھانا ان کے پاس لوٹایا گیا تو انھوں نے دریافت کیا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں کہاں لگی تھیں، حضرت ابو ایوب کو بتایا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نہیں کھایا، حضرت ابو ایوب گھبرا گئے اور اوپر جا کر عرض کیا: کیا یہ حرام ہے؟ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں، حضرت ابو ایوب نے کہا جس کو آپ ناپسند کرتے ہیں اس کو میں بھی ناپسند کرتا ہوں، حضرت ابو ایوب بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لائی جاتی تھی۔

ف: اس باب کی آخری حدیث میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لائی جاتی تھی، یعنی آپ کے پاس فرشتے آتے رہتے، ایک اور حدیث میں ہے میں ان سے مناجات کرتا ہوں جن سے تم مناجات نہیں کرتے، اور یہ کہ جن چیزوں سے بنو آدم کو ایذاء پہنچتی ہے ان سے ملائکہ کو بھی ایذاء پہنچتی ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کچے لہسن کو ہمیشہ ترک فرماتے تھے کیونکہ آپ کو ہر وقت فرشتوں کے آنے کی اور نزول وحی کی امید رہتی تھی۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں ہمارے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے لہسن کھانے کا شرعی حکم کیا تھا، بعض علماء نے کہا ہے کچا لہسن اور کچی پیاز کھانا آپ پر حرام تھا، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ حرام نہیں مکروہ تنزیہی تھا کیونکہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ حرام ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں!

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری کے پاس جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا پس خوردہ لایا جاتا تو وہ پوچھتے کہ حضور کی انگلیاں کس جگہ لگی تھیں، اس سے حضرت ابوایوب کی کمال محبت ظاہر ہوتی ہے اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا بھی ثبوت ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوایوب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ادب سے نچلی منزل میں آگئے اور حضور سے درخواست کی کہ آپ اوپر کی منزل میں آجائیں، اس سے حضرت ابوایوب کا کمال ادب ظاہر ہوتا ہے، اور اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مشائخ اور بزرگان دین کو اوپر کی منزل میں ٹھہرا کر خود نچلی منزل میں رہنا ادب کا تقاضا ہے۔

بَابُ ۲۴۴ اِكْرَامِ الضَّيْفِ وَفَضْلِ اِيْثَارِهٖ۔

مہمان کی تعظیم و تکریم اور اس کے لیے ایثار کرنے کا بیان

۵۲۴۲ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمِ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ اِلَّا مَآءٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَى الْاُخْرٰى فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ اِلَّا مَآءٌ فَقَالَ مَنْ يُّضِيْفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ قَالَ فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَيْءٍ فَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَطْفِئِي السِّرَاجَ وَاَرِيْهِ اَنَّا نَاْكُلُ فَاِذَا اَهْوٰى لِيَاْكُلَ فَقُوْمِيْ اِلَى السِّرَاجِ حَتّٰى تُطْفِئِيْهِ قَالَ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّيْفُ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا میں فاقہ سے ہوں، آپ نے اپنی کسی زوجہ کی طرف پیغام بھیجا، انھوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میرے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں ہے، پھر آپ نے دوسری زوجہ کے پاس پیغام بھیجا، انھوں نے بھی اسی طرح کہا، حتیٰ کہ سب نے یہی کہا، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں، بالآخر آپ نے فرمایا: جو شخص اس کو آج رات مہمان بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا، انصار میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ! اس کو میں مہمان بناؤں گا، وہ شخص اس مہمان کو اپنے گھر لے گیا، اور بیوی سے پوچھا: تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ بیوی نے کہا صرف بچوں کا کھانا ہے! اس نے کہا بچوں کو کسی چیز سے بہلا دو، جب ہمارا مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا، اور اس پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں، جب وہ کھانا کھانے لگے تو تم چراغ کے پاس جا کر اس کو بجھا دینا، پھر وہ سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھایا، جب صبح کو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مہمان کے ساتھ جو حسن سلوک کیا، اللہ تعالیٰ اس پر بہت خوش ہوا۔

۵۲۴۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ بَاتَ بِهِ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا قُوتُهُ وَقُوتُ صِبْيَانِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ نَوِّمِي الصِّبْيَةَ وَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَقَرِّبِي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کے پاس ایک مہمان نے رات گذاری، اس انصاری کے پاس صرف اپنا اور اپنے بچوں کا کھانا تھا، اس نے اپنی بیوی سے کہا بچوں کو سلا دو اور چراغ بجھا دو، اور تمہارے پاس جو کھانا ہے وہ مہمان کے آگے رکھ دو، تب یہ آیت نازل ہوئی: "جو لوگ محتاج ہونے کے باوجود اپنی ضروریات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں"۔

۵۲۴۴ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُضِيفَهُ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَا يُضِيفُهُ فَقَالَ أَلَا رَجُلٌ يُضِيفُ هَذَا رَحِمَهُ اللَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ وَذَكَرَ فِيهِ نُزُولَ الْآيَةِ كَمَا ذَكَرَهُ وَكِيعٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور مہمان آیا اور آپ کے پاس اس کی مہمانی کے لیے کچھ نہ تھا، آپ نے فرمایا کیا کوئی شخص اس کو مہمان نہیں بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا، انصار میں سے ابوطلحہ نام کے ایک شخص اٹھے، اور وہ اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۲۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي وَقَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا قَالَ فَكُنَّا نَحْتَلِبُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيبَهُ وَنَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبَهُ قَالَ فَيَجِيءُ مِنَ

حضرت مقداد بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو فوراں ساتھی آئے اس وقت (مسلسل) مشقت کرنے سے ہماری سماعت اور بصارت جاتی رہی تھی، ہم خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر پیش کرتے لیکن ہم کو کوئی قبول نہیں کرتا تھا، پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے، وہاں پر تین بکریاں تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے سامنے ان کا دودھ نکالو، ہم ان کا دودھ نکالتے اور ہر شخص اپنا حصہ پی لیتا، اور ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کا دودھ اٹھا کر رکھ دیتے، آپ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے جس سے کوئی سونے والا بیدار نہ ہو اور جاگنے والا سن لے، پھر آپ مسجد میں جا کر نماز پڑھتے، پھر اپنے حصہ کا دودھ پیتے، ایک رات کو شیطان میرے پاس آیا، اس وقت میں اپنے حصہ کا دودھ پی چکا تھا، اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انصار

اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا وَيُسْمِعُ
الْيَقْظَانَ قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَأْتِي
شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَ
قَدْ شَرِبْتُ نَصِيبِي فَقَالَ مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ
فَيُتْحِفُونَهُ وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى
هَذِهِ الْجُرْعَةِ فَأَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا فَلَمَّا أَنْ وَغَلَتْ
فِي بَطْنِي وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ قَالَ
نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ فَقَالَ وَيْحَكَ مَا صَنَعْتَ أَشَرِبْتَ
شَرَابَ مُحَمَّدٍ فَيَجِيءُ فَلَا يَجِدُهُ فَيَدْعُو عَلَيْكَ
فَتَهْلِكُ فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ
إِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي وَإِذَا وَضَعْتُهَا
عَلَى رَأْسِي خَرَجَ قَدَمَايَ وَجَعَلَ لَا يَجِيئُنِي النَّوْمُ
وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا وَلَمْ يَصْنَعَا مَا صَنَعْتُ
قَالَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ
كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثُمَّ أَتَى
شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا
فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ الْآنَ يَدْعُو عَلَيَّ
فَأَهْلِكُ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَأَسْقِ
مَنْ أَسْقَانِي قَالَ فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا
عَلَيَّ وَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ
أَيُّهَا أَسْمَنُ فَأَذْبَحُهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَإِذَا هِيَ حَافِلَةٌ وَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ
فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِ قَالَ فَحَلَبْتُ
فِيهِ حَتَّى عَلَتْهُ رَغْوَةٌ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشَرِبْتُمْ شَرَابَكُمُ اللَّيْلَةَ
قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ
نَاوَلَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ
نَاوَلَنِي فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان کو ان کی ضروریات کے مطابق ہدیے
اور تحفے دیتے ہیں اور یہ جو دو چار گھونٹ دودھ پڑا ہے اس کی
آپ کو کیا حاجت ہوگی، سو میں نے جا کر اس دودھ کو پی لیا، اور
جب وہ دودھ میرے پیٹ میں سما گیا اور میں نے جان لیا کہ اب
اس کی کوئی سبیل نہیں ہے تو شیطان نے مجھے نادم کرنا شروع
کر دیا اور کہا تم پر افسوس ہے! یہ تم نے کیا کیا؟ تم نے محمد
(صلے اللہ علیہ وسلم) کے حصے کا دودھ پی لیا، اب جب وہ آئیں گے
اور ان کو دودھ نہیں ملے گا تو وہ تم پر بد دعا ضرور کریں گے، پھر تم
ہلاک ہو جاؤ گے تمہاری دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی
میرے پاس ایک چادر تھی ہیں اگر اس کو پیروں پر ڈالتا تو سر
کھل جاتا اور اگر سر پر ڈالتا تو پیر کھل جاتے، مجھے نیند نہیں
آرہی تھی اور میرے دونوں ساتھی سو رہے تھے، انھوں نے
وہ کام نہیں کیا جو میں نے کیا تھا، آخر کار نبی صلے اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے، اور آپ نے حسب معمول سلام کیا، پھر آپ نے
مسجد میں جا کر نماز پڑھی، پھر آپ دودھ کے پاس آئے برتن
کھولا تو اس میں کچھ بھی نہ تھا، پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا
میں نے دل میں سوچا اب آپ میرے لیے بد دعا ضرور کریں گے،
اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! جو مجھے کھلائے
اس کو کھلا اور جو مجھے پلائے اس کو پلا، یہ سن کر میں نے چادر کو
مضبوط باندھا اور چھری لے کر چلا کہ جو موٹی سی بکری ہو اس کو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ذبح کر دوں، میں نے دیکھا
اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں بلکہ سب بکریوں کے
تھن بھرے ہوئے ہیں میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے
گھر والوں کے برتنوں میں سے وہ برتن لیا جس میں وہ دودھ دوہتے
تھے، پھر میں نے اس میں دودھ دوہا حتیٰ کہ وہ جھاگ سے بھر
گیا، پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپ
نے فرمایا تم نے رات کو اپنے حصہ کا دودھ پی لیا تھا، میں نے
عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پی لیجئے، آپ نے دودھ پی لیا پھر
مجھے دیا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ پی لیجئے، آپ نے پی

وَسَلَّمَ قَدْ رَوِيَ وَأَصَبْتُ دَعْوَتَهُ ضَحِكْتُ حَتّٰى أُلْقِيتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى سَوْآتِكَ يَا مِقْدَادُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَانَ مِنْ أَمْرِي كَذَا وَكَذَا وَفَعَلْتُ كَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ إِلَّا رَحْمَةٌ مِنَ اللّٰهِ أَفَلَا كُنْتَ آذَنْتَنِي فَنُوقِظَ صَاحِبَيْنَا فَيُصِيبَانِ مِنْهَا قَالَ فَقُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُبَالِي إِذَا أَصَبْتَهَا وَأَصَبْتُهَا مَعَكَ مَنْ أَصَابَهَا مِنَ النَّاسِ۔

کہ پھر مجھے دیا، جب میں نے جان لیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سیر ہو گئے ہیں اور میں نے آپ کی دعا کو پا لیا ہے تو میں کھلکھلا کر ہنس پڑا اور ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مقداد! یہ تمہاری ایک بری خصلت ہے! میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ساتھ یہ معاملہ ہوا اور میں نے ایسے ایسے کیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دودھ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت تھا، تم نے مجھے اس وقت کیوں نہیں بتایا میں تمہارے دو ساتھیوں کو بھی جگا دیتا اور وہ بھی اس رحمت سے حصہ لے لیتے! میں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، جب یہ دودھ آپ نے پی لیا اور آپ کے بعد میں نے بھی پی لیا تو اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی اور اس دودھ کو پیئے یا نہ پیئے!

٥٢٤٦ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

٥٢٤٧ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى جَمِيعًا عَنِ الْمُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُعَاذٍ) حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ (وَحَدَّثَ أَيْضًا) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک سو تیس آدمی تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کے پاس کھانا ہے؟ ہمارے ساتھ ایک شخص تھا اس کے پاس تقریباً ایک صاع (چار کلو گرام) آٹا تھا، وہ آٹا گوندھا گیا، پھر ایک پراگندہ بالوں والا دراز قد مشرک آیا، جو اپنی بکریوں کو چرا رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بکریاں فروخت کرو گے یا یونہی بطور عطیہ یا ہبہ دو گے؟ اس نے کہا نہیں! بلکہ فروخت کروں گا، آپ نے اس سے ایک بکری خرید لی، اس کا گوشت تیار کیا گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا، حضرت عبدالرحمان

وسلم أبيع أم عطية أو قال أم هبة قال لا بل بيع فاشترى منه شاة فصنعت وأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بسواد البطن أن يشوى قال وايم الله ما من الثلاثين والمائة إلا حز له رسول الله صلى الله عليه وسلم حزة حزة من سواد بطنها إن كان شاهدا أعطاه وإن كان غائبا خبأ له قال وجعل قصعتين فأكلنا منهما أجمعون وشبعنا وفضل في القصعتين فحملته على البعير أو كما قال۔

کہتے ہیں کہ بخدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان ایک سو تیس آدمیوں میں سے ہر شخص کو اس کلیجی سے ایک حصہ دیا، جو شخص موجود تھا اس کو حصہ دے دیا اور جو موجود نہیں تھا اس کا حصہ رکھ لیا گیا آپ نے وہ گوشت دو پیالوں میں ڈالا اور ہم سب نے ان میں سے کھایا اور سیر ہو گئے، ان پیالوں میں کھانا پھر بھی بچ گیا میں نے اس کو اونٹ پر رکھ لیا یا جس طرح راوی نے بیان کیا۔

٥٢٤٨۔ حدثنا عبيد الله بن معاذ العنبري وحامد بن عمر البكراوي ومحمد بن عبد الأعلى القيسي كلهم عن المعتمر واللفظ لابن معاذ حدثنا المعتمر بن سليمان قال قال أبي حدثنا أبو عثمان أنه حدثه عبد الرحمن بن أبي بكر أن أصحاب الصفة كانوا ناسا فقراء وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مرة من كان عنده طعام اثنين فليذهب بثلاثة ومن كان عنده طعام أربعة فليذهب بخامس بسادس أو كما قال وإن أبا بكر جاء بثلاثة وانطلق نبي الله صلى الله عليه وسلم بعشرة وأبو بكر بثلاثة قال فهو وأنا وأبي وأمي ولا أدري هل قال وامرأتي وخادم بين بيتنا وبيت أبي بكر قال وإن أبا بكر تعشى عند النبي صلى الله عليه وسلم ثم لبث حتى صليت العشاء ثم رجع فلبث حتى نعس رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء بعد ما مضى من الليل ما شاء الله قالت له امرأته ما حبسك عن أضيافك أو قالت ضيفك

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقراء لوگ تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ ان میں سے) تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو لے جائے یا چھٹے کو بھی لے جائے، حضرت ابوبکر تین کو لے گئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دس کو لے گئے، حضرت ابوبکر تین کو لائے تھے، حضرت عبدالرحمان نے کہا (گھر میں) میں میرے والد (یعنی حضرت ابوبکر) اور میری والدہ تھیں۔ راوی کہتے ہیں مجھے یاد نہیں شاید انھوں نے کہا تھا اور میری بیوی تھی اور ایک خادم تھا جو میرے اور حضرت ابوبکر کے گھر مشترک تھا، حضرت ابوبکر شام کا کھانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھاتے تھے، پھر آپ کے پاس ٹھہرتے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ لی جاتی، پھر واپس لوٹتے، پھر آپ کے پاس ٹھہرتے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نیند آ جاتی، پھر جب رات کا اتنا حصہ گذر گیا جتنا اللہ کو منظور تھا تب حضرت ابوبکر گھر آئے، حضرت ابوبکر سے ان کی بیوی نے کہا: آپ اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے، حضرت ابوبکر نے کہا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا انھوں نے آپ کے بغیر کھانے سے انکار کر دیا، ان کے سامنے کھانا پیش کیا گیا مگر وہ نہیں مانے، حضرت عبدالرحمان

قال أو ما عشيتهم قالت أبوا حتى تجيء قد عرضوا عليهم فغلبوهم قال فذهبت أنا فاختبأت وقال يا غنثر فجدع وسب وقال كلوا لا هنيئا وقال والله لا أطعمه أبدا قال فايم الله ما كنا نأخذ من لقمة إلا ربا من أسفلها أكثر منها قال حتى شبعنا وصارت أكثر مما كانت قبل ذلك فنظر إليها أبو بكر فإذا هي كما هي أو أكثر قال لامرأته يا أخت بني فراس ما هذا قالت لا وقرة عيني لهي الآن أكثر منها قبل ذلك بثلاث مرار قال فأكل منها أبو بكر وقال إنما كان ذلك من الشيطان يعني يمينه ثم أكل منها لقمة ثم حملها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأصبحت عنده قال وكان بيننا وبين قوم عقد فمضى الأجل فعرفنا اثنا عشر رجلا مع كل رجل منهم أناس الله أعلم كم مع كل رجل إلا أنه بعث معهم فأكلوا منها أجمعون أو كما قال.

۵۲۳۹ - حدثني محمد بن المثنى حدثنا سالم بن نوح العطار عن الجريري عن أبي عثمان عن عبد الرحمن بن أبي بكر قال نزل علينا أضياف لنا قال وكان أبي يتحدث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من الليل قال فانطلق وقال يا عبد الرحمن افرغ من أضيافك قال فلما أمسيت جئنا بقراهم قال فأبوا فقالوا حتى يجيء أبو منزلنا فيطعم معنا قال فقلت لهم إنه رجل حديد وإنكم إن لم تفعلوا خفت أن يصيبني منه أذى

کہتے ہیں میں ڈر سے بھاگ کر چھپ گیا، حضرت ابوبکر نے کہا او جاہل! اللہ تیری ناک کاٹ ڈالے، اور مجھے برا بھلا کہنے لگے اور مہمانوں سے کہا کھانا کھاؤ، اللہ کرے تمہارے لیے یہ کھانا خوشگوار نہ ہو، اور فرمایا بخدا! میں یہ کھانا اب کبھی بھی نہیں کھاؤں گا! حضرت عبدالرحمان کہتے ہیں کہ بخدا! ہم جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے اور نکل آتا تھا، اور کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا تھا، حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے اور وہ کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا، حضرت ابوبکر نے جب کھانے کو دیکھا تو وہ پہلے جتنا بلکہ اس سے زیادہ تھا، حضرت ابوبکر نے اپنی بیوی سے کہا اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے! پھر حضرت ابوبکر نے اس کھانے میں سے کھایا اور کہا ان کا وہ قسم کھانا محض شیطانی عمل تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کھانا لے گئے، آپ کے پاس صبح تک وہ کھانا رہا، ان دنوں ہمارا ایک قوم سے معاہدہ تھا اور اب وہ مدت ختم ہو چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بارہ افسر مقرر کیے اور ہر افسر کے ساتھ ایک جماعت تھی، اللہ جانے ان کی کتنی تعداد تھی، آپ نے وہ کھانا ان کے پاس بھیج دیا اور ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گھر کچھ مہمان آئے اور میرے والد رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے تھے، وہ چلے گئے اور مجھ سے فرمایا: اے عبدالرحمان! تم اپنے مہمانوں کی خدمت کرنا، جب شام ہوئی تو ہم نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا، انہوں نے کہا جب تک گھر والے ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے، میں نے کہا وہ (میرے والد) بہت تیز مزاج آدمی ہیں، اگر تم نے کھانا نہیں کھایا تو مجھے خدشہ ہے کہ مجھے ان کی ڈانٹ سننی پڑے گی، لیکن وہ نہیں مانے، جب حضرت ابوبکر آئے تو سب سے پہلے انہوں نے مہمانوں کے متعلق پوچھا

قَالَ فَأَبَوْا فَلَمَّا جَاءَ لَمْ يَبْدَأْ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنْهُمْ فَقَالَ أَفَرَغْتُمْ مِنْ أَضْيَافِكُمْ قَالَ قَالُوا لَا وَاللّٰهِ مَا فَرَغْنَا قَالَ أَلَمْ آمُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ وَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي إِلَّا جِئْتَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ مَا لِي ذَنْبٌ هٰؤُلَاءِ أَضْيَافُكَ فَسَلْهُمْ قَدْ أَتَيْتُهُمْ بِقِرَاهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يَطْعَمُوا حَتّٰى تَجِيءَ قَالَ فَقَالَ مَا لَكُمْ أَنْ لَا تَقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ قَالَ فَقَالُوا فَوَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهُ حَتّٰى تَطْعَمَهُ قَالَ فَمَا رَأَيْتُ كَالشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ قَطُّ وَيْلَكُمْ مَا لَكُمْ أَنْ لَا تَقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ قَالَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا الْأُولٰى فَمِنَ الشَّيْطَانِ هَلُمُّوا قِرَاكُمْ قَالَ فَجِيءَ بِالطَّعَامِ فَسَمّٰى فَأَكَلَ وَأَكَلُوا قَالَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَرُّوا وَحَنِثْتُ قَالَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ بَلْ أَنْتَ أَبَرُّهُمْ وَأَخْيَرُهُمْ قَالَ وَلَمْ تَبْلُغْنِي كَفَّارَةٌ۔

کیا تم مہمانوں کو کھلا کر فارغ ہو گئے، گھر والوں نے کہا بخدا ابھی ہم فارغ نہیں ہوئے، حضرت ابوبکر نے کہا کیا میں نے عبدالرحمان کو اس کے متعلق نہیں کہا تھا؟ حضرت عبدالرحمان نے کہا میں ایک طرف ہٹ گیا، انھوں نے آواز دی اے عبدالرحمان! میں کھسک گیا پھر انھوں نے کہا اے بیوقوف! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو آجا، حضرت عبدالرحمان نے کہا میں آگیا اور میں نے کہا بخدا میرا کوئی قصور نہیں ہے یہ آپ کے مہمان موجود ہیں ان سے پوچھ لیجئے میں ان کے پاس کھانا لایا تھا، انھوں نے آپ کے بغیر کھانے سے انکار کر دیا، حضرت ابوبکر نے ان سے کہا، کیا سبب ہے تم نے ہمارا پیش کیا ہوا کھانا کیوں نہیں کھایا؟ حضرت ابوبکر نے کہا خدا کی قسم میں آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا! مہمانوں نے کہا بخدا ہم بھی آپ کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے حضرت ابوبکر نے کہا آج سے بدتر رات میں نے کبھی نہیں دیکھی تم لوگوں پر افسوس ہے تم لوگ ہماری دعوت کیوں نہیں قبول کرتے پھر حضرت ابوبکر نے کہا میرا قسم کھانا شیطانی کام تھا، چلو کھانا لاؤ، حضرت عبدالرحمان نے کہا پھر کھانا لایا گیا حضرت ابوبکر نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا، صبح کو حضرت ابوبکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اور کہا یا رسول اللہ! مہمانوں کی قسم تو پوری ہو گئی اور میری قسم پوری نہیں ہوئی، پھر حضرت ابوبکر نے پورا واقعہ سنایا، حضور نے فرمایا: نہیں تمہاری قسم سب سے زیادہ پوری ہوئی اور تم سب سے بہتر ہو، حضرت عبدالرحمان نے کہا مجھے یہ پتا نہیں کہ حضرت ابوبکر نے اس قسم کا کفارہ دیا تھا یا نہیں!

اپنے آپ اور بچوں کو بھوکا رکھ کر مہمانوں کو کھانا کھلانا

حدیث نمبر ۵۲۴۲ میں یہ ذکر ہے کہ ایک انصاری صحابی اپنے ساتھ ایک مہمان کو لے گئے ان کے گھر میں صرف بچوں کے لیے کھانا تھا، انھوں نے بچوں کو بہلا کر سلا دیا اور چراغ بجھا کر مہمان کو کھانا کھلایا تو ان کی مدح میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ (حشر: ۹/۵۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے زاہدانہ زندگی گزارتے تھے اور بھوک پر صبر کرتے تھے کیونکہ اس مہمان کو کھانا کھلانے کے لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ کے گھر میں کوئی چیز نہیں تھی، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کی مہمان نوازی کے لیے قوم کے رئیس کو ابتداء کرنی چاہیے اور یہ کہ کسی شخص کی مصیبت میں اس کی غم خواری کرنی چاہیے اور مہمان کی تعظیم و توقیر اور اس کے لیے ایثار کرنا چاہیے، اس حدیث میں اس انصاری صحابی اور ان کی بیوی کی بھی فضیلت ہے، نیز انھوں نے چراغ اس لیے بجھایا کہ مہمان یہ سمجھے کہ وہ بھی کھانا کھا رہے ہیں اس میں حیلہ کرنے کا جواز اور ثبوت ہے، نیز انھوں نے بچوں کو بھوکا سلا دیا تھا لانکہ بچوں کو کھانا کھلانا واجب ہے، یہ

اس پر محمول ہے کہ بچوں کو شدید بھوک نہ تھی ان کے اس ایثار کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی اور ان کے متعلق قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مال دنیا میں مثلاً کھانے وغیرہ میں دوسروں کے لیے ایثار کرنا مستحسن ہے، البتہ عبادات میں دوسروں کے لیے ایثار کرنا جائز نہیں ہے۔

علم دین کے طلباء کا اعزاز اور اکرام اور آداب ضیافت

حدیث نمبر ۵۲۴۴ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا شخص اصحاب صفہ (یہ لوگ دین کے طالب علم تھے) سے لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں شخص کو لے جائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تین آدمیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو لے گئے حضرت ابوبکر نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبدالرحمان کے ذمہ لگایا کہ وہ ان مہمانوں کو کھانا کھلائیں، مہمانوں نے حضرت ابوبکر کے بغیر کھانا نہیں کھایا، حضرت ابوبکر آ کر حضرت عبدالرحمان پر ناراض ہوئے اور کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی، لیکن جب کھانے میں برکت کے آثار دیکھے تو قسم توڑ دی، بعد میں وہ کھانا حضور کی خدمت میں پیش کیا جس کو بڑی تعداد میں لوگوں نے کھایا۔ اس حدیث کے فوائد حسب ذیل ہیں:

- سربراہ مملکت جب کچھ لوگوں میں فقر و فاقہ کر دیکھے تو ان کی کفالت کو حسب حیثیت، خوشحال لوگوں میں تقسیم کر دے۔
- متعدد علماء نے یہ کہا ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی لوگوں پر مالی حقوق ہیں اور اس حدیث میں ان کی دلیل ہے۔
- جن لوگوں کے پاس دو، تین یا چار آدمیوں کا کھانا تھا حضور نے انھیں ایک آدمی لے جانے کا حکم دیا، اور جن کے ہاں زیادہ آدمیوں کا کھانا تھا انھیں مکلف نہیں کیا اس میں کثیر العیال لوگوں کی رعایت ہے۔
- جس زمانہ کا یہ ذکر ہے وہ تنگی کا دور تھا اس لیے خوش حال لوگوں پر فاقہ زدہ لوگوں کی غم گساری کرنا واجب تھا۔
- نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کو ایک مہمان لے جانے کا حکم دیا تاکہ کسی شخص پر مہمان نوازی بار خاطر نہ ہو۔
- اگر مہمان زیادہ ہوں تو ایثار اور فراخ دلی سے کام لینا چاہیے جس طرح حضرت ابوبکر اپنے ساتھ تین مہمان لے گئے۔
- نبی صلے اللہ علیہ وسلم جود و سخا میں سبقت کرتے تھے (کیونکہ آپ اپنے ساتھ دس اصحاب صفہ کو لے گئے تھے) اور افضل امور پر عمل کرتے تھے۔
- جب گھر میں مہمان کی ضیافت کرنے والے موجود ہوں تو میزبان کا رئیس یا کسی اور کے ہاں کھانا کھانے کا جواز۔
- اولاد اور گھر والوں پر لازم ہے کہ وہ صاحب خانہ کے مہمان کی تعظیم و تکریم اور ضیافت کریں۔
- جس کھانے میں برکت کے آثار ظاہر ہوتے ہوں اس کو کھانے کا جواز، سو وہ کھانا سب نے کھایا۔
- مہمانوں کو چاہیے کہ وہ صاحب خانہ کا انتظار کریں اور اس کے بغیر کھانا نہ کھائیں۔
- جس چیز میں برکت ظاہر ہوتی ہو اسے اہل فضل کو ہدیہ کرنے کا جواز جس طرح حضرت ابوبکر وہ کھانا لے کر حضور کے پاس گئے۔
- نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا کسی اور کے ہاتھ پر ظہور، کیونکہ کھانے کا بڑھ جانا دراصل حضور کا معجزہ تھا جو حضرت ابوبکر کے ہاں ظاہر ہوا۔
- حضرت ابوبکر کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت، دن اور رات کے اکثر و بیشتر وقت کا حضور کے پاس گزارنا، اور اپنے گھر والوں اور مہمانوں پر حضور کو ترجیح دینے کا بیان۔
- حضرت ابوبکر صدیق کی کرامت سے کھانے کا بڑھ جانا۔

- اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت، اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔
- لشکر کے امیروں کے القاب کا بیان۔
- اولاد کا والد کی ڈانٹ کے ڈر سے چھپ جانا، جس طرح حضرت عبدالرحمن چھپ گئے تھے۔
- اولاد کو ان کے قصور پر، بے وقوف، نالائق اور تمہاری ناک کٹ جائے وغیرہ کلمات کے ساتھ ڈانٹنے کا جواز۔
- عذر کی بناء پر جماعت کو ترک کرنا، (کیونکہ عشاء کی نماز کے وقت حضرت عبدالرحمان اور مہمان گھر پر تھے۔)
- بیوی کو نام لے کر پکارنا، حضرت ابوبکر نے اپنی بیوی سے کہا: اے بنو فراس کی بہن۔
- تعظیم اور محبت کی بناء پر غیر اللہ کی قسم کھانا، حضرت ابوبکر کی بیوی نے حضرت ابوبکر سے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم۔
- مہمانوں کا دل خوش کرنے اور ان کی تعظیم وتکریم کی خاطر میزبان کا مشقت برداشت کرنا، جس طرح حضرت عبدالرحمن نے حضرت ابوبکر کی ڈانٹ سنی اور حضرت ابوبکر نے قسم توڑ کر مہمانوں کے ساتھ کھانا کھایا۔
- صبح کے لیے کھانا بچا کر رکھنا، کیونکہ حضرت ابوبکر وہ کھانا صبح کو حضور کے پاس لے گئے تھے۔
- میزبان کی غیر موجودگی میں مہمانوں کے کھانا کھانے کا جواز، کیونکہ حضرت ابوبکر اس بات پر ناراض ہوئے کہ مہمانوں نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔
- عشاء کی نماز کے بعد اپنے اہل وعیال اور مہمانوں سے باتیں کرنے کا جواز، البتہ اتنی دیر تک جاگنا مکروہ ہے جس سے صبح کی نماز قضاء ہو جانے کا اندیشہ ہو۔
- دین کے طالب علم خواہ مسکین اور فقیر ہوں ان کی تعظیم وتکریم کا بیان، کیونکہ اصحاب صفہ دین کے طالب علم تھے۔

بَابُ ۷۲۵ فَضِيْلَةِ الْمُوَاسَاةِ فِي الطَّعَامِ الْقَلِيْلِ

طعام کی کمی کے باوجود مہمان نوازی کرنا

۵۲۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۵۲۵۱- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ وَفِي رِوَايَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہوتا ہے اور اسحٰق کی روایت میں سمعت کا لفظ نہیں ہے۔

إِسْحٰقَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَمِعْتُ۔

۵۲۵۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

۵۲۵۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۵۲۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَعَامُ الرَّجُلِ يَكْفِي رَجُلَيْنِ وَطَعَامُ رَجُلَيْنِ يَكْفِي أَرْبَعَةً وَطَعَامُ أَرْبَعَةٍ يَكْفِي ثَمَانِيَةً۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہوتا ہے۔

ف: ان حدیثوں میں یہ بیان ہے کہ خواہ طعام کم ہو پھر بھی ایک دوسرے کی غمخواری کرنی چاہیے۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ دو آدمیوں کا طعام تین کے لیے کافی ہوتا ہے اور بعض میں ہے کہ دو کا طعام چار کے لیے کافی ہوتا ہے، دراصل یہ کفایت کے مختلف درجات ہیں، اعلیٰ درجہ کی کفایت دو آدمیوں کے طعام کا چار کے لیے کافی ہونا اور اس سے کم درجہ کی کفایت دو آدمیوں کے طعام کا تین کے لیے کافی ہونا ہے، کفایت سے مراد یہ ہے کہ رمق حیات برقرار رکھنے کے لیے کھانا اور نفس غذا حاصل کرنے کے لیے کھانا، یعنی جس طعام سے دو آدمی پیٹ بھر کر اور سیر ہو کر کھا سکتے ہوں اس طعام کو تین یا چار آدمی کھا کر اپنی رمق حیات قائم رکھ سکتے ہیں۔

بَابُ ۷۲۶ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

مومن کا ایک آنت میں اور کافر کا سات آنتوں میں کھانا

٥٢٥٥ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔

٥٢٥٦ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

٥٢٥٧ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعًا قَالَ رَأَى ابْنُ عُمَرَ مِسْكِينًا فَجَعَلَ يَضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَجَعَلَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا قَالَ فَقَالَ لَا يُدْخَلَنَّ هَذَا عَلَيَّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مسکین کو دیکھا انھوں نے اس کے سامنے کھانا رکھا، وہ شخص بہت زیادہ کھا رہا تھا، حضرت ابن عمر نے فرمایا یہ شخص میرے پاس نہ آئے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

٥٢٥٨ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۲۵۹ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عُمَرَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔ اس روایت میں حضرت ابن عمر کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۶۰ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۲۶۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۲۶۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا، وہ شخص کافر تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے وہ دودھ پی لیا، پھر دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے اس کو بھی پی لیا، حتیٰ کہ اس نے اسی طرح سات بکریوں کا دودھ پی لیا، پھر صبح کو وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے وہ دودھ پی لیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، وہ اس کا سارا دودھ نہ پی سکا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

ف: قاضی عیاض نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس معین کافر کے بارے میں تھا، ایک قول یہ ہے کہ آپ نے یہ بطور تمثیل بیان فرمایا ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ مومن دنیا سے زہد کرتا ہے اور کافر حرص سے کھاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ مومن کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہے اس لیے اس کے کھانے میں شیطان شریک نہیں ہوتا اور کافر بسم اللہ نہیں پڑھتا اس لیے اس کے کھانے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حکم بعض مومنوں اور بعض کافروں کے بارے

میں ہو، ایک قول یہ ہے کہ سات آنتوں سے مراد کافر کی سات صفات ہیں، حرص، لالچ، لمبی امید، طمع، بد خلقی، حسد اور موٹاپا، ایک قول یہ ہے کہ مومن سے مراد مومن کامل ہے جو شہوات سے مجتنب ہو اور صرف رمق کے لیے کھاتا ہو، اور مختار قول یہ ہے کہ بعض مسلمان ایک آنت میں کھاتے ہیں، اور اکثر کفار سات آنتوں میں کھاتے ہیں۔

علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ دنیا سے کم حصہ لیا جائے اور قلیل مقدار پر قناعت کی جائے اور انسان کے محاسن اخلاق سے یہ چیز ہے کہ وہ کم کھاتا ہو، حضرت ابن عمر نے بسیار خور کو اپنے ہاں آنے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ اس کی یہ خصلت کفار کے مشابہ تھی، اور آخری حدیث میں جس شخص کا ذکر ہے کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا اور اسلام لانے کے بعد صرف ایک بکری کا دودھ پی سکا، اس کا نام ثمامہ بن اثال تھا، ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام جہجاہ غفاری تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام نضرہ بن ابی نضرہ غفاری تھا۔

بَابُ لَا يَعِيبُ الطَّعَامَ

کھانے میں عیب نہ نکالنا

۵۲۶۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ كَانَ إِذَا اشْتَهَى شَيْئًا أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کا عیب نہیں نکالا، اگر کوئی چیز آپ کو پسند آتی تو آپ اس کو کھا لیتے اور اگر ناپسند ہوتی تو اس کو ترک کر دیتے۔

۵۲۶۴- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۲۶۵- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو وَعُمَرُ بْنُ سَعْدٍ أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۲۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي يَحْيَى مَوْلَى آلِ جَعْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَابَ طَعَامًا قَطُّ كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کھانے میں کبھی عیب نکالتے نہیں دیکھا، اگر آپ کو کبھی کوئی کھانا اچھا لگتا تو اس کو کھا لیتے اور اچھا نہ لگتا تو اس کو ترک کر دیتے۔

وَاِنْ لَمْ يَشْتَهِهِ سَكَتَ۔

۵۲۶۷- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

ف: کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ کھانے کا عیب نہ بیان کیا جائے، یہ کہنا کہ کھانے میں نمک کم ہے یا زیادہ ہے، یا اس میں شوربا پتلا ہے یا گاڑھا ہے یہ بھی کھانے کا عیب بیان کرنا ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لہسن کے متعلق فرمایا یہ شجر خبیثہ ہے، یہ کھانے کا عیب نہیں ہے، آپ کا یہ ارشاد کچے لہسن کے متعلق ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

کتاب اللباس والزینۃ

لباس کا لغوی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

لَبِسَ الثوب کا معنی کپڑا پہننا یا پہنانا ہے اس کا مصدر لُبس ہے اور لباس کا لفظ مشہور ہے، اور لِبْسہ کا معنی کپڑا پہننے کی ایک حالت ہے حدیث صحیح میں لِبستین سے ممانعت ہے، یعنی لباس کی دو حالتیں ممنوع ہیں، جو کپڑا کثرت استعمال کی وجہ سے بہت پرانا ہو جائے اس کو لبیس کہتے ہیں۔ [1]

زینت کا لغوی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

صحاح میں لکھا ہے کہ جس چیز سے تزئین حاصل کیا جائے اس کو زینت کہتے ہیں تہذیب میں ہے کہ، ہر وہ چیز جس سے تزئین حاصل کیا جائے وہ زینت ہے، کسی چیز کو دوسری چیز سے حسین بنانا زینت ہے، خواہ لباس سے حسین بنایا جائے، زیورات سے یا ہیئت کذائی سے، ایک قول یہ ہے کہ ظاہری حُسن و جمال اور رونق کو زینت کہتے ہیں امام راغب نے کہا ہے کہ زینت حقیقت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کا کوئی حال معیوب نہ ہو، لیکن جس چیز میں کسی وجہ سے حُسن ہو اور دوسری وجہ سے قبح ہو تو وہ علی الاطلاق یا حقیقی زینت نہیں ہے، زینت کی تین قسمیں ہیں: زینت نفسیہ جیسے علم اور اچھے اعتقادات، زینت بدنیہ جیسے قوت، طویل قامت اور اچھی شکل و صورت اور زینت خارجیہ جیسے مال، عزت اور وجاہت وغیرہ۔ ان سب کی مثالیں قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ [2]

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

زینت نفسیہ کی مثال قرآن مجید کی اس آیت میں ہے: حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم (حجرات: ۴۹/۷) "اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے نزدیک محبوب کر دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا" اور زینت بدنی کی یہ مثال ہے: قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق (اعراف: ۷/۳۲) "آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت نکالی ہے اور جو پاکیزہ رزق پیدا کیے ہیں ان کو کس نے حرام کیا ہے؟" کچھ لوگ بیت اللہ میں ننگے طواف کرتے تھے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، اور زینت خارجیہ یا زینت دنیویہ کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے: فخرج علی قومہ فی زینتہ (قصص: ۲۸/۷۹) "(قارون) اپنی زینت اور زیبائش میں اپنی قوم کے پاس گیا" مال، مرتبہ اور خورتوں وغیرہ کو دنیاوی زینت میں شمار کیا جاتا ہے ......

[1] سید محمد مرتضیٰ الحسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ تاج العروس شرح القاموس ج ۴ ص ۲۳۹-۲۳۸ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[2] تاج العروس شرح القاموس ج ۹ ص ۲۲۹

قرآن مجید میں ہے "زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین، والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث (آل عمران: ۳/۱۴)" عورتوں، بیٹوں، سونے اور چاندی کے جمع شدہ خزانوں (پسندیدہ) گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتوں کی خواہش کی محبت کو لوگوں کے لیے مزین کر دیا گیا ہے۔ [۱]

لباس کے متعلق قرآن مجید کی آیات

یبنی ادم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما لیریھما سواٰتھما (اعراف: ۷/۲۷)۔

اے اولاد آدم! (کہیں) شیطان تم کو فتنہ میں نہ ڈال دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا تھا اس نے ان کا لباس اتروا دیا تاکہ انہیں ان کی شرم گاہیں دکھائے۔

اس آیت میں یہ بیان ہے کہ لباس کی وضع شرم گاہ کو چھپانے کے لیے ہے۔

یحلون فیھا من اساور من ذھب ولؤلؤا و لباسھم فیھا حریر۔ (حج: ۲۲/۲۳)

جنت میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشم کا ہو گا۔

اس آیت میں یہ بیان ہے کہ جنت میں ریشم کا لباس پہنایا جائے گا اور سونے کے زیورات پہنائے جائیں گے۔

زینت کے متعلق قرآن مجید کی آیات

یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین ٥ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ کذلک نفصل الایات لقوم یعلمون۔

(اعراف: ۷/۳۱-۳۲)

اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت اپنی زینت (یعنی لباس) پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت پیدا کی ہے اور جو پاک اور لذیذ چیزیں پیدا کی ہیں ان کو کس نے حرام کیا ہے؟ آپ فرما دیں یہ چیزیں ایمان والوں کے لیے ہیں دنیا کی زندگی میں (بھی) اور قیامت کے دن تو خاص انہی کے لیے ہیں اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتیں علم والوں کے لیے۔

لباس کے متعلق علماء مالکیہ کا نظریہ

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

یہ آیت عمدہ اور نفیس کپڑوں کے پہننے پر دلالت کرتی ہے، عید، جمعہ، لوگوں سے ملاقات اور رشتہ داروں کی ملاقات کے وقت قیمتی اور خوبصورت لباس پہننا چاہیے، امام ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ مسلمان جب ایک دوسرے کی زیارت کرتے تھے تو خوبصورت لباس پہنتے تھے، صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ جمعہ اور وفود سے ملاقات کے وقت پہننے کے لیے یہ حلہ خرید لیتے تو اچھا ہوتا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کپڑے کو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لباس کے خوبصورت ہونے کی بناء پر اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کے ریشمی ہونے کی وجہ سے منع فرمایا تھا، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ

[۱] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۲۱۹ - ۲۱۸، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ، ایران، ۱۳۴۲ھ

نے ایک ہزار درہم کا ایک حلہ خریدا جس کو پہن کر وہ نماز پڑھتے تھے، اور مالک بن دینار عدن کی ایک نہایت قیمتی پوشاک منگا کر پہنتے تھے، امام احمد بن حنبل ایک دینار کا لباس خرید کر پہنتے تھے، یہ حضرات کب قیمتی کپڑوں سے اعراض کر کے موٹے جھوٹے کپڑوں کو ترجیح دینے والے تھے؟ اور "لباس التقوی ذالک خیر" کا معنی معمولی اور گھٹیا کپڑے پہننا نہیں ہے، ورنہ یہ نفوس قدسیہ لباس التقوی کو ترک کرنے والے نہیں تھے، بلکہ یہی لوگ اصحاب علم، ارباب معرفت اور اہل تقوی تھے، اور ٹاٹ اور گاڑھا پہننے والے دوسرے لوگ تو فقط اہل دعوی ہیں اور ان کے دل تقوی سے خالی ہیں، خالد بن شوذب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بصری کے پاس گیا ان سے فرقد ملنے کے لیے آئے حسن بصری نے ان کی چادر دیکھ کر کہا اے ام فرقد کے بیٹے! نیکی اس چادر میں نہیں ہے، نیکی سینے میں ہوتی ہے اور اس کی تصدیق عمل سے ہوتی ہے، اسی طرح معروف کرخی کے بھتیجے ابو محمد، ابو الحسن کے پاس اونی جبہ پہن کر گئے، ابو الحسن نے ان سے کہا اے ابو محمد! کیا تم نے اپنے دل کو صوفی بنایا ہے یا اپنے جسم کو؟ اپنے دل کو صاف رکھو خواہ لباس کسی قسم کا پہنو! علامہ ابو الفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کہا: میں معمولی اور پیوند لگا ہوا لباس چار وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔ (۱) یہ سلف صالحین کا لباس نہیں ہے اور سلف صالحین بلا ضرورت لباس میں پیوند نہیں لگاتے تھے۔ (۲) اس قسم کے لباس سے غربت کا اظہار ہوتا ہے، حالانکہ انسان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی نعمتوں کے آثار کو ظاہر کرے، (۳) اس قسم کا لباس پہننے سے زہد کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ ہمیں زہد کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے، (۴) اس قسم کا لباس عموماً ان لوگوں کا شعار ہے جو ظاہر شریعت سے خارج ہیں اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے اس کا شمار اسی قوم سے ہوتا ہے۔

علامہ طبری نے کہا ہے کہ جس شخص نے بالوں اور اون کے لباس کو سوتی لباس کے حصول کے باوجود ترجیح دی، اس نے خطاء کی، اسی طرح اس شخص نے بھی خطاء کی جس نے گوشت ترک کر کے دال اور سبزی کھانا شروع کر دی، (یہاں اون کے کپڑوں سے یہ مراد ہے کہ بعض لوگ صوفیت کا اظہار کرنے کے لیے اون والی کھال کا لباس بنا لیتے تھے، جس کی ہیئت کذائی آج کل کے گاڑھے اور ٹاٹ سے بھی زیادہ بدنما ہوتی تھی، آج کل کپڑے کی صنعت بہت ترقی کر چکی ہے اور ان کو متعدد کیمیائی مراحل سے گذار کر اس کا نہایت صاف شفاف اور قیمتی لباس تیار کیا جاتا ہے، ایسا لباس اس حکم میں داخل نہیں ہے، سعیدی غفرلہ) بشر بن حارث سے اون پہننے کے متعلق سوال کیا گیا تو ان کو برا لگا اور ان کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے، انھوں نے کہا شہروں میں اونی کپڑے پہننے سے میرے نزدیک زرد رنگ کا اور ریشم اور اون کا مخلوط کپڑا پہننا بہتر ہے۔

علامہ ابو الفرج نے کہا سلف صالحین متوسط کپڑوں کا لباس پہنتے تھے، بہت قیمتی لباس پہنتے تھے، نہ بہت گھٹیا کپڑے پہنتے تھے، اور جمعہ، عید اور رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت بہت عمدہ لباس پہنتے تھے، اور بہت معمولی اور حقیر کپڑے پہننا فقر اور زہد کے اظہار کو متضمن ہے، اور یہ ایک طرح سے اللہ تعالی سے شکایت کرنا ہے، اور اس قسم کے لباس سے لباس پہننے والے کی تحقیر ہوتی ہے اور یہ تمام باتیں مکروہ اور ممنوع ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ عمدہ لباس پہننا خواہش نفس کی پیروی ہے، اور ہمیں نفسانی خواہشوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے نیز اس میں مخلوق کو اپنی زیبائش دکھانا ہے، حالانکہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے تمام افعال اللہ کے لیے ہوں مخلوق کے لیے نہ ہوں، اس کا جواب یہ ہے کہ نفس کی ہر خواہش مذموم نہیں ہے اور نہ مخلوق کے لیے ہر زینت مکروہ ہے، اس چیز سے اس وقت ممانعت کی جائے گی جب شریعت نے اس سے منع کیا ہو یا اس کی بنیاد دین اور عبادات میں ریاکاری ہو، انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ خوبصورت دکھائی دے، اور اس چیز میں شریعت نے اس پر ملامت نہیں کی، اسی وجہ سے بالوں میں کنگھی کی جاتی ہے اور آئینہ دیکھا جاتا ہے

اور عمامہ درست کیا جاتا ہے اور اندر معمولی کپڑے اور اوپر قیمتی پوشاک پہنی جاتی ہے، اور ان میں سے کوئی چیز مکروہ اور مذموم نہیں ہے اور مکحول نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کچھ صحابہ دروازہ کے باہر حضور کے منتظر تھے، آپ ان سے ملنے کے لیے جانا چاہتے تھے، گھر میں ایک چھاگل میں پانی تھا آپ پانی میں دیکھ کر اپنی داڑھی اور بالوں کو درست کرنے لگے میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں جب کوئی شخص اپنے بھائیوں سے ملنے جائے تو اپنے آپ کو تیار کر کے جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل (خوب رو) ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا ایک شخص نے کہا: ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ اس معنی میں بہ کثرت احادیث ہیں جو صفائی اور حسن و جمال کے حصول پر دلالت کرتی ہیں، حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کنگھی، آئینہ، تیل مسواک اور سرمہ کو ساتھ لے کر سفر میں جاتے تھے، امام ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سر میں بہت تیل لگاتے تھے، اور پانی سے داڑھی کو درست کرتے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی اور آپ سونے سے قبل ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگاتے تھے۔ [1]

لباس کے متعلق علماء شافعیہ کا نظریہ

امام رازی شافعی لکھتے ہیں:

اس آیت میں زینت کی تفسیر میں دو قول ہیں:

(۱)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ زینت سے مراد لباس ہے جس سے انسان اپنی شرمگاہ کو چھپا سکے۔

(۲)۔ زینت سے مراد عام ہے اور اس میں زینت کی تمام اقسام شامل ہیں، اس میں بدن کو صاف کرنا، سواریاں رکھنا اور الواع و اقسام کے زیورات شامل ہیں اور اگر مردوں پر سونے، چاندی اور ریشم کی حرمت کے متعلق نص نہ آتی ہوتی تو وہ بھی اس عموم میں شامل ہوتے، اور پاکیزہ رزق سے مراد بھی عام ہے اس میں تمام پسندیدہ اور لذیذ کھانے پینے کی چیزیں داخل ہیں اور اس میں ازواج سے لذت اندوزی اور خوشبو لگانا بھی داخل ہے، روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں گوشت نہ کھاؤں، آپ نے فرمایا: نرم روی اختیار کرو، کیونکہ مجھے جب گوشت مل جاتا ہے تو میں گوشت کھاتا ہوں، اور اگر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ مجھے ہر روز گوشت کھلائے تو وہ ایسا کرے گا، حضرت عثمان بن مظعون نے کہا میرے دل میں آتا ہے کہ میں خوشبو نہ لگاؤں! آپ نے فرمایا: "سختی نہ کرو، کیونکہ جبرائیل نے مجھے کبھی کبھی خوشبو لگانے کا حکم پہنچایا ہے اور یہ کہا ہے کہ جمعہ کے دن خوشبو لگانے کو ترک نہ کریں" پھر آپ نے فرمایا: اے عثمان! میری سنت سے اعراض نہ کرو، کیونکہ جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا اور توبہ سے پہلے مر گیا تو فرشتے اس کا چہرہ میرے حوض سے پھیر دیں گے" یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں زینت کی تمام اقسام جائز ہیں اور ان سے متمتع ہونے کی اجازت ہے، ماسوا ان چیزوں کے جن کی کسی دلیل سے ممانعت ہو، اسی لیے ہم نے کہا کہ قل من حرم زینۃ اللہ الخ میں زینت

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۷ ص ۱۹۸ - ۱۹۶، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

کی تمام اقسام داخل ہیں۔ [1]

لباس کے متعلق علماء حنبلیہ کا نظریہ علامہ ابن جوزی حنبلی "یا بنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

زینت کی تفسیر میں دو قول ہیں:

۱۔ زینت سے مراد کپڑے ہیں اور اس کی تفسیر میں تین قول ہیں (ا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن بصری اور علماء کی ایک جماعت نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ کپڑے پہن کر طواف کیا کرو، (ب) مجاہد اور زجاج وغیرہ نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ نماز میں شرمگاہ کو ڈھانپا جائے۔ (ج) علامہ ماوردی نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ اور عید وغیرہ میں خوب صورت اور دیدہ زیب لباس پہنا جائے۔

(۲)۔ ابورزین نے کہا زینت سے کنگھی وغیرہ کرنا مراد ہے۔ [2]

لباس کے متعلق علماء احناف کا نظریہ علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "خذوا زینتکم عند کل مسجد" یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسجد میں جانے کے لیے زینت والا لباس پہننا مستحب ہے، اور روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ اور عید میں اس کو میرے لیے مستحب کیا گیا ہے۔ [3]

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں ہے: "خذوا زینتکم عند کل مسجد" بعض مفسرین نے یہاں زینت سے خوبصورت لباس مراد لیا ہے، کیونکہ اس لفظ سے یہی معنی متبادر ہے، امام باقر رضی اللہ عنہ کی طرف بھی یہی تفسیر منسوب ہے، روایت ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے جاتے تو نہایت عمدہ لباس پہنتے، ان سے کہا گیا کہ اے ابن رسول اللہ! آپ اس قدر عمدہ لباس کیوں پہنتے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے تو میں اپنے رب کے لیے جمال اختیار کرتا ہوں، ظاہر ہے کہ یہ زینت سنت ہے واجب نہیں ہے۔ [4]

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ الآیۃ کی تفسیر میں علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

روایت ہے کہ جس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو انہوں نے خز (ریشم اور اون کا مخلوط کپڑا) کا جبہ پہنا ہوا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خوارج کی طرف بھیجا تو انہوں نے سب سے افضل کپڑے پہنے سب سے اچھی خوشبو لگائی اور سب سے اچھی سواری پر سوار ہوئے اور جب خوارج نے ان کو دیکھ کر یہ کہا کہ آپ ہم میں سب سے افضل ہیں اور آپ متکبرین کا لباس پہن کر اور ان کی سواری پر بیٹھ کر آئے ہیں، تو حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی: قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ۔ اور حق بات یہ ہے کہ جس زینت کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے وہ اس آیت کے عموم میں داخل ہے

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۰۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ ابو الفرج عبد الرحمان بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ، زاد المسیر ج ۳ ص ۱۸۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔

[3] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۳، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[4] علامہ سید ابو الفضل شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اور اس کے استعمال میں کوئی توقف نہیں کیا جائے گا، الا یہ کہ اس میں تکبر کا دخل ہو۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار درہم کی چادر اوڑھ کر تشریف لے گئے، اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ چار سو دینار کی چادر اوڑھتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے تھے، اور امام محمد بھی بہت قیمتی لباس پہنتے تھے اور فرماتے تھے میں اس لیے زیب و زینت کے ساتھ رہتا ہوں کہ میری بیویاں کسی اور کی زیب و زینت کی طرف نہ دیکھیں، اور فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ خوبصورت لباس پہننا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ اس بندے پر اس نعمت کے آثار ظاہر ہوں، اگر یہ کہا جائے کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیوند لگی ہوئی قمیص نہیں پہنتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی حکمت یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمال ان کی اتباع کرتے تھے اور یہ خدشہ تھا کہ اگر آپ نے قیمتی لباس پہنا تو آپ کے عمال بھی قیمتی لباس پہنیں گے اور اگر ان کے پاس پیسے نہ ہوئے تو بظلم وہ لوگوں سے یا اموال مسلمین سے ناجائز طور پر پیسے حاصل کریں گے۔ [1]

یہاں تک ہم نے لباس کے متعلق علماء مذاہب کی آراء بیان کی ہیں، باقی سونے، چاندی اور دیگر دھاتوں کے احکام اور ان کی بحث ان شاء اللہ متعلقہ ابواب کے تحت بیان کریں گے۔

۸۲۴ بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ أَوَانِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشُّرْبِ وَغَيْرِهِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کا مردوں اور عورتوں پر حرام ہوتا

۵۲۷۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں غٹاغٹ جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

۵۲۷۲ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی سات سندیں ذکر کی ہیں، ساتویں سند میں یہ اضافہ ہے جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے، اور ابن مسہر کی روایت کے علاوہ اور کسی حدیث میں کھانے اور سونے کا ذکر نہیں ہے۔

[1] علامہ سید ابو الفضل شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۸ ص ۱۱۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ح وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ (يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّرَّاجِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ بِاِسْنَادِهِ عَنْ نَافِعٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ الَّذِي يَاْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ فِي اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اَحَدٍ مِنْهُمْ ذِكْرُ الْاَكْلِ وَالذَّهَبِ اِلَّا فِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ۔

۵۲۷۳۔ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ يَزِيدَ اَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ (يَعْنِي ابْنَ مُرَّةَ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ خَالَتِهِ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ فِي اِنَاءٍ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارًا مِنْ جَهَنَّمَ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں غٹا غٹ جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

سونے اور چاندی کے برتنوں کی حرمت کے متعلق مذاہب ائمہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمائی ہے، یہ ممانعت مسلمانوں اور کافروں دونوں کو شامل ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ کفار بھی احکام فرعیہ کے مخاطب ہیں، (بعض احناف کے نزدیک کفار فروع کے مخاطب نہیں ہیں، سعیدی غفرلہ) اور تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ تمام مردوں اور عورتوں پر سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنا حرام ہے، البتہ داؤد ظاہری اور امام شافعی کا قول قدیم اس کے خلاف ہے اور یہ دونوں قول مردود ہیں، کیونکہ یہ دونوں قول نصوص صریحہ اور اجماع کے خلاف ہیں، نیز امام شافعی نے اپنے قول قدیم سے رجوع کر لیا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنا مطلقاً ممنوع ہے، ان میں کھانا پینا، ان کا چمچہ بنانا، ان میں دھونی دینا، ان میں بول و براز کرنا غرض یہ کہ ان میں ہر قسم کا استعمال ممنوع ہے، ان کی سرمہ دانی بنانا، سرمہ دانی کی سلائی بنانا (اسی طرح قلم دوات وغیرہ) سونے چاندی کی ہر چیز مردوں اور عورتوں پر حرام ہے، البتہ عورتوں کے لیے سونے اور چاندی کے زیورات کو استعمال کرنا جائز ہے۔ اگر کسی شخص نے سونے یا چاندی کے برتن سے وضو یا غسل کیا تو وہ گنہ گار ہوگا لیکن اس کا وضو صحیح ہے، اسی طرح اگر کسی نے سونے یا چاندی کے برتنوں میں کھانا کھایا تو وہ گنہ گار ہوگا لیکن وہ کھانا حرام نہیں ہے، امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور تمام علماء کا یہی نظریہ ہے، البتہ داؤد ظاہری کا اس میں اختلاف ہے۔ سونے اور چاندی

کے برتنوں کو بنانا اور استعمال نہ کرنا اس میں فقہاء شافعیہ کے دو قول ہیں، اصح قول یہ ہے کہ یہ بھی حرام ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مکروہ ہے، کراہت کے قول کی تقدیر پر اس کو بنانے والا اجرت کا مستحق ہوگا، اور جس نے ان برتنوں کو توڑا اس پر تاوان لازم ہوگا، اور شیشہ کے نفیس برتن بالاجماع حرام نہیں ہیں، اور یاقوت، زمرد اور فیروزہ کے برتنوں میں اختلاف ہے، زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہیں اور بعض فقہاء نے ان کو حرام بھی کہا ہے۔ [1]

سونے اور چاندی کے استعمال کی صورتوں میں مذاہب ائمہ

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

سونے اور چاندی کے استعمال کی چند چیزیں ضرورت اور حاجت کی بناء پر مستثنیٰ ہیں۔

۱۔ اگر کسی شخص کی ناک کٹ جائے یا اس کا دانت ٹوٹ جائے، تو سونے یا چاندی کی ناک یا دانت بنانا جائز ہے، جمہور فقہاء کا یہی نظریہ ہے، امام محمد بن حسن شیبانی اور ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف کی بھی یہی رائے ہے، اور امام ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے کہ دانتوں کو سونے کی بجائے چاندی سے باندھا جائے، فقہاء احناف نے یہ بھی کہا ہے کہ چاندی کی انگوٹھی میں نگینہ لگانے کے لیے سونے کی کیل ٹھونکنا جائز ہے، کیونکہ یہ کیل نگینے کے تابع ہے، اور فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ مرد پر سونے کا دانت لگانا حرام ہے۔

(۲)۔ دوات (اسی طرح قلم وغیرہ) پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے بایں طور کہ اس سے سونے یا چاندی کو مادی طور سے الگ نہ کیا جا سکے۔

(۳)۔ جس برتن کو چاندی سے مزین کیا گیا ہو، امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس میں پینا اور وضو کرنا جائز ہے، اسی طرح چاندی سے مزین کی ہوئی زین پر سوار ہونا اور چاندی سے مزین کیے ہوئے تخت پر بیٹھنا جائز ہے، جس برتن کے بنانے میں سونا یا چاندی ملایا گیا ہو، یا جس کرسی کے مادہ میں سونا یا چاندی کو شامل کیا گیا ہو، اس کو بھی امام ابوحنیفہ نے جائز کہا ہے، اسی طرح اگر تلوار یا آئینے کے حلقہ میں سونا یا چاندی لگایا گیا ہو یا قرآن مجید کو سونے یا چاندی سے بنایا گیا ہو تو یہ بھی جائز ہے، اسی طرح لگام یا رکاب کا حکم ہے، اور جس کپڑے میں سونے یا چاندی سے لکھا گیا ہو تو یہ سب امور جائز ہیں، مسجد کے نقش و نگار اور مصحف کو سونے کے پانی سے مزین کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس سے تعظیم مقصود ہو اور اگر ریاکاری مقصد ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔

فقہاء مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ مصحف، تلوار اور انگوٹھی کو چاندی سے مزین کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور لگام، زین اور چھری وغیرہ میں چاندی نہ لگائی جائے، اور سونے کے پانی چڑھانے یا چاندی اور سونے کو ملا کر بنانے میں ان کے دو قول ہیں، ایک قول میں ممنوع کہا ہے اور ایک قول میں مکروہ کہا ہے۔

فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ چاندی اور سونے کا پانی کسی چیز پر اس طرح چڑھانا جائز نہیں ہے جس سے مادی طور پر سونے یا چاندی کو الگ کیا جا سکے اور اگر چاندی یا سونے کو الگ نہ کیا جا سکے تو پھر جائز ہے، اور بطور زینت کے کسی مادے میں چاندی بھر کر برتن بنانا جائز نہیں ہے اور اگر اس کی ضرورت ہو تو کراہت کے ساتھ جائز ہے، اور کسی مادے میں سونا بھر کر

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۸۔۱۸۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

کوئی چیز بنانا مضاف ہے، خواہ وہ چیز بڑی ہو یا چھوٹی، ضرورت کی بنا پر بنایا جائے یا زینت کی بنا پر، کل مادے میں سونا بھرا جائے یا بعض میں، حتیٰ کہ اس طرح سرمہ دانی بنانا بھی جائز نہیں ہے۔

مرد اور عورت کے لیے مصحف کو چاندی سے آراستہ کرنا جائز ہے اور آلات جنگ مثلاً نیزے اور منطقہ وغیرہ کو مرد کے لیے چاندی سے مزین کرنا جائز ہے کیونکہ اس سے کفار جلیں گے، اور یہ عمل عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے، جن آلات کو مرد پہنتے نہیں ہیں جیسے زین اور لگام وغیرہ ان کو بھی چاندی سے مزین کرنا جائز نہیں ہے، اور عورت کے لیے مصحف کو سونے سے مزین کرنا جائز ہے، لیکن سونے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مصحف میں لگا لیے جائیں، دیواروں اور چھتوں کو سونے اور چاندی کے پانی سے مزین کرنا جائز نہیں ہے خواہ سونے اور چاندی کو مادی طور پر الگ کیا جا سکے یا نہیں۔ کعبہ اور باقی مساجد کو سونے اور چاندی سے مزین کرنا جائز نہیں ہے، جس طرح کعبہ میں ریشم کے پردے لگانا جائز نہیں ہے۔

فقہاء حنابلہ کے اقوال بھی فقہاء شافعیہ کی طرح ہیں، ان کے نزدیک بھی کسی مادے میں سونا، چاندی بھر کر کوئی چیز بنانا جائز نہیں، خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو، اور قلیل مقدار میں سونے کا استعمال بغیر ضرورت کے جائز نہیں ہے، مثلاً سونے کی ناک لگانا یا سونے سے دانت باندھنا جائز ہے، اسی طرح قلیل مقدار میں چاندی کا استعمال بھی جائز ہے۔

فقہاء نے بیان کیا ہے کہ سونے اور چاندی کے استعمال کی حرمت کی علت فضول خرچی اور تکبر ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کی حرمت کی علت ان کا خلقۃً ثمن ہونا ہے، اگر ان کے استعمال کو مباح کیا جائے تو پھر ان کا بازار میں زیادہ رواج ہو جائیگا جس سے اضطراب اور قلق پیدا ہو گا۔

سونے اور چاندی کے علاوہ دوسرے نفیس برتنوں کا استعمال جائز ہے، جیسے یاقوت، شیشے، بلور، عقیق، زمرد، مرجان، پیتل اور سیسہ وغیرہ کے برتن، کیونکہ یہ مادے سونے اور چاندی کے حکم میں نہیں ہیں اور اشیاء میں اصل اباحت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیتل کے برتن سے وضو کیا ہے۔ [1]

۷۲۹ - بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ عَلَى الرَّجُلِ وَإِبَاحَتِهِ لِلنِّسَاءِ

مردوں اور عورتوں پر سونے اور چاندی کے برتنوں کا حرام ہونا، مردوں پر سونے کی انگوٹھی اور ریشم کا حرام ہونا اور عورتوں کے لیے اس کی اباحت

۵۲۷۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ

سوید بن مقرن بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا ہے اور سات چیزوں سے روکا ہے، مریض کی عیادت کرنے جنازہ کے ساتھ جانے، چھینک کا جواب دینے، قسم پوری کرنے

[1] ڈاکٹر وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۳ ص ۵۴۶، ۵۴۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت

أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ أَوِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمَ أَوْ عَنْ تَخَتُّمٍ بِالذَّهَبِ وَعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ۔

مظلوم کی مدد کرنے، دعوت قبول کرنے اور بکثرت سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔ انگوٹھی پہننے، یا سونے کی انگوٹھی پہننے، چاندی کے برتنوں میں پینے، ریشمی گدوں پر بیٹھنے، قسی (ریشم کی ایک قسم) پہننے، ریشمی کپڑا پہننے، استبرق (ریشم کی ایک قسم) اور دیباج (ریشم کی ایک قسم) پہننے سے منع فرمایا ہے۔

۵۲۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ إِلَّا قَوْلَهُ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ أَوِ الْمُقْسِمِ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ هَذَا الْحَرْفَ فِي الْحَدِيثِ وَجَعَلَ مَكَانَهُ وَإِنْشَادِ الضَّالِّ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے، اس میں قسم پوری کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی بجائے گم شدہ چیز کو تلاش کرانے کا ذکر ہے۔

۵۲۷۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ زُهَيْرٍ وَقَالَ إِبْرَارِ الْقَسَمِ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ فَإِنَّهُ مَنْ شَرِبَ فِيهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيهَا فِي الْآخِرَةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، ان میں قسم کو پورا کرنے کا ذکر ہے، اور چاندی کے برتن میں پینے کے متعلق یہ ہے کہ جس نے دنیا میں چاندی کے برتن میں پیا وہ آخرت میں چاندی کے برتن میں نہیں پیے گا۔

۵۲۷۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ وَلَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ بِإِسْنَادِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ زِيَادَةَ جَرِيرٍ وَابْنِ مُسْهِرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں مؤخر الذکر زیادتی کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۷۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنِي بَهْزٌ قَالُوا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ بِإِسْنَادِهِمْ وَمَعْنَى حَدِيثِهِمْ إِلَّا قَوْلَهُ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ فَإِنَّهُ قَالَ بَدَلَهَا وَرَدِّ

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کی ہیں، اس میں سلام کی اشاعت کی بجائے سلام کے جواب دینے کا ذکر ہے، اور کہا کہ آپ نے ہمیں سونے کی انگوٹھی یا سونے کے چھلے سے منع فرمایا۔

السَّلَامِ وَقَالَ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ۔

٥٢٧٩ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ وَعَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ بِإِسْنَادِهِمْ وَقَالَ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں افشاء السلام اور خاتم الذہب کے الفاظ بغیر شک کے ذکر ہیں۔

٥٢٨٠ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلِ بْنِ إِسْحٰقَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُهُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُكَيْمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ فَجَاءَهُ دِهْقَانٌ بِشَرَابٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ إِنِّي أُخْبِرُكُمْ أَنِّي قَدْ أَمَرْتُهُ أَنْ لَا يَسْقِيَنِي فِيهِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَالْحَرِيرَ فَإِنَّهُ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهُوَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

عبداللہ بن عکیم بیان کرتے ہیں کہ ہم مدائن (ایک شہر) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حضرت حذیفہ نے پانی مانگا، ایک کسان چاندی کے برتن میں پانی لے کر آیا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس برتن کو پھینک دیا اور فرمایا میں تم کو بتا رہا ہوں کہ میں پہلے اس سے کہہ چکا تھا کہ مجھے چاندی کے برتن میں نہ پلائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے چاندی اور سونے کے برتن میں نہ پیو اور دیباج اور حریر نہ پہنو کیونکہ یہ چیزیں کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے قیامت کے دن یہ چیزیں آخرت میں ہوں گی۔

٥٢٨١ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُكَيْمٍ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں کہ ہم مدائن میں حضرت حذیفہ کے پاس تھے پھر اس کی مثل حدیث ذکر کی، اس حدیث میں قیامت کے دن کا ذکر نہیں ہے۔

٥٢٨٢ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوَّلًا عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ ثُمَّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ ثُمَّ حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُكَيْمٍ فَظَنَنْتُ أَنَّ ابْنَ أَبِي لَيْلَى إِنَّمَا سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ عُكَيْمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ابن عکیم کہتے ہیں کہ ہم مدائن میں حضرت حذیفہ کے پاس تھے، پھر اس کی مثل حدیث ہے، اس میں قیامت کے دن کا ذکر نہیں ہے۔

٥٢٨٣ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَمِعَ

عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ میں مدائن میں حضرت حذیفہ کے پاس گیا ان کے پاس ایک شخص چاندی کا برتن لے

عَبْدَ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ شَهِدْتُ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقَى بِالْمَدَائِنِ فَأَتَاهُ إِنْسَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَذَكَرَهُ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُكَيْمٍ عَنْ حُذَيْفَةَ۔

کر آیا۔ اس کے بعد ابن عکیم کی روایت کی مثل ہے۔

٥٢٨٤۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ وَإِسْنَادِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ شَهِدْتُ حُذَيْفَةَ غَيْرُ مُعَاذٍ وَحْدَهُ إِنَّمَا قَالُوا إِنَّ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقَى۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں، ان میں معاذ کے علاوہ اور کسی کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ میں حضرت حذیفہ کے پاس گیا، ان میں صرف اتنا ذکر ہے کہ حضرت حذیفہ نے پانی مانگا۔

٥٢٨٥۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَنْ ذَكَرْنَا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

٥٢٨٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ اسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ فَسَقَاهُ مَجُوسِيٌّ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا۔

عبدالرحمن بن ابی لیلی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو ان کو ایک مجوسی نے چاندی کے برتن میں پانی پلایا، حضرت حذیفہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے ریشم پہنو نہ دیباج پہنو اور سونے اور چاندی کے برتن میں نہ پیو اور نہ ان کی رکابیوں (پلیٹوں) میں کھاؤ، کیونکہ یہ برتن کفار کے لیے دنیا میں ہیں۔

٥٢٨٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حُلّہ (یعنی ایک قسم کی دو چادریں) بک رہا ہے، انھوں نے

يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهٖ فَلَبِسْتَهَا لِلنَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطٰى عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهٗ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ۔

۵۲۸۸- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ۔

۵۲۸۹- وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَى عُمَرُ عُطَارِدًا التَّمِيمِيَّ يُقِيمُ بِالسُّوقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ وَكَانَ رَجُلًا يَغْشَى الْمُلُوكَ وَيُصِيبُ مِنْهُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُ عُطَارِدًا يُقِيمُ فِي السُّوقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَلَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا لِوُفُودِ الْعَرَبِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ وَأَظُنُّهٗ قَالَ وَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ

کہ یارسول اللہ! کاش آپ اس حلہ کو خرید لیں اور عام لوگوں کے لیے جمعہ کے دن پہنیں اور اس وقت پہنیں جب آپ سے کوئی وفد ملاقات کے لیے آئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو صرف وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ ریشمی حلے آئے، آپ نے حضرت عمر کو بھی ان میں سے ایک حلہ دیا، حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے یہ حلہ پہننے کے لیے دیا ہے، حالانکہ آپ نے عطارد کے حلہ میں ایسا، ایسا فرمایا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہ حلہ تم کو پہننے کے لیے نہیں دیا، پھر حضرت عمر نے وہ حلہ مکہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا۔

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ ذکر کیا کہ حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے دیکھا کہ عطارد تمیمی بازار میں ایک ریشمی حلہ لیے بیٹھا ہے، یہ شخص بادشاہوں کے پاس جاتا تھا اور ان سے داد و دہش وصول کرتا تھا، حضرت عمر نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے دیکھا بازار میں عطارد ریشمی حلہ بیچ رہا ہے کاش آپ اس سے حلہ خرید لیتے اور جب عرب کے وفود آپ سے ملنے کے لیے آتے تو آپ اس کو زیب تن فرماتے! حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے حضرت عمر نے کہا تھا اور آپ اس کو جمعہ کے دن پہنتے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں ریشم کو صرف وہ شخص پہنتا ہے، جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا،

أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلَلٍ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ وَبَعَثَ إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ بِحُلَّةٍ وَأَعْطَى عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ حُلَّةً فَقَالَ شَقِّقْهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ بِحُلَّتِهِ يَحْمِلُهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ وَقَدْ قُلْتَ بِالْأَمْسِ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنِّي بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُصِيبَ بِهَا وَأَمَّا أُسَامَةُ فَرَاحَ فِي حُلَّتِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرًا عَرَفَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْكَرَ مَا صَنَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا تَنْظُرُ إِلَيَّ فَأَنْتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَا فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنِّي بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ۔

اس واقعہ کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی ریشمی حلّے آئے آپ نے ایک حلّہ حضرت عمر کے پاس بھیجا، ایک حضرت اسامہ بن زید کے پاس بھیجا اور ایک حلّہ حضرت علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا اور فرمایا اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کے دوپٹے بنا دو، حضرت عمر اپنے حلّہ کو اٹھا کر لائے اور کہا یا رسول اللہ! آپ نے یہ حلّہ میرے پاس بھیجا ہے، حالانکہ آپ نے کل عطارد کے حلّہ کے متعلق کیا فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے پاس یہ حلّہ اس لیے نہیں بھیجا کہ اس کو تم خود پہنو، لیکن میں نے تمہارے پاس یہ اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے فائدہ حاصل کرو، رہے حضرت اسامہ تو وہ حلّہ پہن کر حاضر ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طرح دیکھا جس سے انہوں نے یہ جان لیا کہ آپ کو یہ پہننا ناگوار ہوا ہے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے کیوں اس طرح دیکھ رہے ہیں حالانکہ آپ نے خود اس حلّہ کو میرے پاس بھیجا تھا آپ نے فرمایا میں نے اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم خود اس کو پہنو، لیکن میں نے تمہارے پاس اس حلّہ کو اس لیے بھیجا تھا کہ تم اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کے دوپٹے بنا لو۔

٥٢٩٠۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى (وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ) قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ بِالسُّوقِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهِ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَلِلْوَفْدِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ قَالَ فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے بازار میں استبرق کا ایک حلّہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا، وہ اس حلّہ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا یا رسول اللہ! اس کو خرید لیجئے اور عید کے موقع پر اور آنے جانے والوں کے موقع پر اظہار زینت کے لیے اس کو پہنا کیجئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صرف ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا پھر جب تک خدا کو منظور تھا حضرت عمر ٹھہرے رہے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس دیباج کا ایک جبہ بھیجا حضرت عمر اس کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا یہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم بجبة ديباج فاقبل بها عمر حتى اتى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله قلت انما هذه لباس من لا خلاق له او انما يلبس هذه من لا خلاق له ثم ارسلت الي بهذه فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم تبيعها و تصيب بها حاجتك ۔

ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، پھر آپ نے یہی میرے پاس بھیج دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو فروخت کر کے ان پیسوں کو اپنے کام میں لے آؤ۔

۵۲۹۱ - وحدثنا هرون بن معروف حدثنا ابن وهب اخبرني عمرو بن الحارث عن ابن شهاب بهذا الاسناد مثله ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۲۹۲ - حدثني زهير بن حرب حدثنا يحيى بن سعيد عن شعبة اخبرني ابو بكر بن حفص عن سالم عن ابن عمر ان عمر راى على رجل من ال عطارد قباء من ديباج او حرير فقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم لو اشتريته فقال انما يلبس هذا من لا خلاق له فاهدي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم حلة سيراء فارسل بها الي قال قلت ارسلت بها الي وقد سمعتك قلت فيها ما قلت قال انما بعثت بها اليك لتستمتع بها ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے آل عطارد کے کسی آدمی کے پاس دیباج یا ریشم کی قبا دیکھی، حضرت عمر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کاش! آپ اس کو خرید لیں، آپ نے فرمایا اس کو صرف وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی حلہ ہدیہ کیا گیا، آپ نے وہ حلہ میرے پاس بھیج دیا، میں نے کہا آپ نے وہ حلہ میرے پاس بھیج دیا، حالانکہ میں آپ سے اس کے متعلق وہ سن چکا ہوں جو آپ نے فرمایا تھا، آپ نے فرمایا میں نے اس کو تمہارے پاس صرف اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

۵۲۹۳ - وحدثني ابن نمير حدثنا روح حدثنا شعبة حدثنا ابو بكر بن حفص عن سالم ابن عبد الله بن عمر عن ابيه ان عمر بن الخطاب راى على رجل من ال عطارد بمثل حديث يحيى بن سعيد غير انه قال انما بعثت بها اليك لتنتفع بها ولم ابعث بها اليك لتلبسها ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آل عطارد کے ایک شخص کے پاس (حلہ) دیکھا، اس کے بعد حدیث مثل سابق ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ میں نے تمہارے پاس یہ اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ اور تمہارے پاس اس کو پہننے کے لیے نہیں بھیجا۔

۵۲۹۴ - حدثني محمد بن المثنى حدثنا عبد الصمد قال سمعت ابي يحدث قال حدثني

یحیی بن ابی اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبد اللہ نے مجھ سے استبرق کے متعلق دریافت کیا، میں نے کہا وہ موٹا

يحيى بن أبي إسحاق قال قال لي سالم بن عبد الله في الإستبرق قال قلت ما غلظ من الديباج وخشن منه فقال سمعت عبد الله بن عمر يقول رأى عمر على رجل حلة من إستبرق فأتى بها النبي صلى الله عليه وسلم فذكر نحو حديثهم غير أنه قال فقال إنما بعثت بها إليك لتصيب بها مالا۔

۵۲۹۵ - حدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا خالد بن عبد الله عن عبد الملك عن عبد الله مولى أسماء بنت أبي بكر وكان خال ولد عطاء قال أرسلتني أسماء إلى عبد الله بن عمر فقالت بلغني أنك تحرم أشياء ثلاثة العلم في الثوب وميثرة الأرجوان وصوم رجب كله فقال لي عبد الله أما ما ذكرت من رجب فكيف بمن يصوم الأبد وأما ما ذكرت من العلم في الثوب فإني سمعت عمر بن الخطاب يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إنما يلبس الحرير من لا خلاق له فخفت أن يكون العلم منه وأما ميثرة الأرجوان فهذه ميثرة عبد الله فإذا هي أرجوان فرجعت إلى أسماء فخبرتها فقالت هذه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخرجت إلي جبة طيالسة كسروانية لها لبنة ديباج وفرجيها مكفوفين بالديباج فقالت هذه كانت عند عائشة حتى قبضت فلما قبضت قبضتها وكان النبي صلى الله عليه وسلم يلبسها فنحن نغسلها للمرضى

اور سخت دیباج ہے، میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے پاس استبرق کا حلہ دیکھا، وہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے یہ جبہ تمہارے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے مال حاصل کرو۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق کے غلام کا نام عبد اللہ تھا وہ عطاء کے لڑکے کے ماموں تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت اسماء نے مجھے حضرت عبد اللہ بن عمر کے پاس بھیجا اور یہ کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ تین چیزوں کو حرام کہتے ہیں کپڑوں کے نقش و نگار کو، سرخ گدوں کو اور ماہ رجب کے تمام روزے رکھنے کو، حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا: آپ نے جو رجب کے متعلق ذکر کیا ہے تو جو شخص دائمی روزے رکھتا ہو اور وہ رجب کے روزوں کو حرام کیسے کہہ سکتا ہے؟ باقی رہا کپڑوں کے نقش و نگار کا مسئلہ تو بات یہ ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریشم کو صرف وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، اور مجھے یہ خدشہ تھا کہ نقش و نگار بھی شاید ریشم سے بنائے جاتے ہیں، رہا سرخ گدا تو عبد اللہ بن عمر کا گدا بھی سرخ رنگ کا ہے، راوی کہتے ہیں میں یہ جوابات لے کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اور ان کو وہ جوابات بتلائے، حضرت اسماء نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے انہوں نے ایک طیالسی کسروانی جبہ نکالا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے، حضرت اسماء نے کہا یہ جبہ حضرت عائشہ کی وفات تک ان کے پاس تھا، اور جب ان کی وفات ہوئی تو پھر میں نے اس پر قبضہ کر لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جبہ کو پہنتے تھے، ہم اس جبہ کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور اس جبہ سے ان کے

يُسْتَشْفٰى بِهَا۔

لیے شفا طلب کرتے ہیں۔

۵۲۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ أَبِي ذُبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُولُ أَلَا لَا تُلْبِسُوا نِسَاءَكُمُ الْحَرِيرَ فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ۔

خلیفہ بن کعب ابی ذبیان کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خطبہ میں کہا: سنو اپنی عورتوں کو ریشم نہ پہناؤ کیونکہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریشم نہ پہنو، کیونکہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہنے گا۔

۵۲۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ يَا عُتْبَةُ بْنَ فَرْقَدٍ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَدِّكَ وَلَا مِنْ كَدِّ أَبِيكَ وَلَا مِنْ كَدِّ أُمِّكَ فَأَشْبِعِ الْمُسْلِمِينَ فِي رِحَالِهِمْ مِمَّا تَشْبَعُ مِنْهُ فِي رَحْلِكَ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ وَزِيَّ أَهْلِ الشِّرْكِ وَلَبُوسَ الْحَرِيرِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لَبُوسِ الْحَرِيرِ قَالَ إِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا قَالَ زُهَيْرٌ قَالَ عَاصِمٌ هٰذَا فِي الْكِتَابِ قَالَ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ إِصْبَعَيْهِ۔

ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم آذربائیجان میں تھے، حضرت عمر نے ہمیں لکھا: اے عتبہ بن فرقد! تمہارے پاس جو مال ہے اس میں تمہاری کوشش کا دخل ہے نہ تمہارے باپ کی کوشش کا دخل ہے نہ تمہاری ماں کی کوشش کا دخل ہے سو مسلمانوں کو ان کے گھروں پر ان چیزوں سے پیٹ بھر کر کھلاؤ جن سے تم اپنے گھر پر پیٹ بھر کر کھاتے ہو اور تم عیش و عشرت، مشرکین کے لباس اور ریشم پہننے سے بچتے رہنا، کیونکہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، مگر ریشم کی اتنی مقدار جائز ہے، یہ فرما کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں، درمیانی انگلی اور انگشت شہادت ملا کر بلند فرمائیں، زہیر نے بھی اپنی دو انگلیاں بلند کیں۔

۵۲۹۸- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ابْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَرِيرِ بِمِثْلِهِ۔

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۲۹۹- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَهُوَ عُثْمَانُ) وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ (وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ) أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ فَجَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

ابو عثمان کہتے ہیں کہ ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم کو صرف وہی شخص پہنے گا جس کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا، البتہ ریشم کی اتنی مقدار جائز ہے، ابو عثمان نے اپنے انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی دو انگلیاں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ إِلَّا مَنْ لَيْسَ لَهُ مِنْهُ شَيْءٌ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا هٰكَذَا وَقَالَ أَبُو عُثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامَ فَرَأَيْتُهُمَا أَزْرَارَ الطَّيَالِسَةِ حَتّٰى رَأَيْتُ الطَّيَالِسَةَ۔

کے ساتھ اشارہ کیا، پھر جب میں نے طیالسہ کی چادر کو دیکھا تو ان انگلیوں کو طیالسہ کی چادر میں دیکھا۔

۵۳۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۳۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ قَالَ جَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَوْ بِالشَّامِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا هٰكَذَا إِصْبَعَيْنِ قَالَ أَبُو عُثْمَانَ فَمَا عَتَّمْنَا أَنَّهُ يَعْنِي الْأَعْلَامَ۔

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عمر کا مکتوب آیا، وراں حالیکہ اس وقت ہم آذربائیجان میں عتبہ بن فرقد کے پاس تھے، یا شام میں تھے، اس میں یہ لکھا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے لیکن دو انگلیوں کی مقدار کا استثناء کیا ہے، ابو عثمان نے کہا ہم نے اس سے نقش و نگار سمجھے۔

۵۳۰۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي عُثْمَانَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے، اس میں ابو عثمان کے قول کا ذکر نہیں ہے۔

۵۳۰۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ إِصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ۔

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، البتہ دو یا تین یا چار انگلیوں کا استثناء فرمایا ہے۔

٥٣٠٤ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرُّزِّيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

٥٣٠٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَاللَّفْظُ لاِبْنِ حَبِيبٍ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الآخَرُونَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَبَاءً مِنْ دِيبَاجٍ أُهْدِيَ لَهُ ثُمَّ أَوْشَكَ أَنْ نَزَعَهُ فَأَرْسَلَ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيلَ لَهُ قَدْ أَوْشَكَ مَا نَزَعْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ نَهَانِي عَنْهُ جِبْرِيلُ فَجَاءَهُ عُمَرُ يَبْكِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَرِهْتَ أَمْرًا وَأَعْطَيْتَنِيهِ فَمَا لِي قَالَ إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهُ لِتَلْبَسَهُ إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَهُ تَبِيعُهُ فَبَاعَهُ بِأَلْفَىْ دِرْهَمٍ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دیباج کی قباء پہنی جو آپ کو ہدیہ کی گئی تھی، پھر آپ نے اس کو اتار دیا اور حضرت عمر کے پاس بھیج دیا، آپ سے کہا گیا: یارسول اللہ! آپ نے اس کو بہت جلد اتار دیا! آپ نے فرمایا مجھ کو جبریل نے اس سے منع کیا، پھر حضرت عمر نے روتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے جو چیز ناپسند کی وہ مجھے دے دی! اب میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: میں نے تم کو پہننے کے لیے نہیں دی، میں نے تم کو یہ فروخت کرنے کے لیے دی ہے، پھر حضرت عمر نے اس کو دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔

٥٣٠٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ (يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی حلہ ہدیہ کیا گیا آپ نے وہ میرے پاس بھیج دیا، میں نے اس کو پہن لیا پھر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھے، آپ نے فرمایا میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس کو پہن لو، میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ تم اس کو پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنا دو۔

٥٣٠٧ - حَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) قَالاَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ مُعَاذٍ فَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے، اس میں یہ ہے کہ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اس کو اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا، اور دوسری سند میں یہ ہے کہ میں نے اس کو اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا، اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے مجھے حکم دیا۔

جَعْفَرٍ فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي وَلَمْ يَذْكُرْ فَأَمَرَنِي۔

۵۳۰۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ أَبِي عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةَ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَ حَرِيرٍ فَأَعْطَاهُ عَلِيًّا فَقَالَ شَقِّقْهُ خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ بَيْنَ النِّسْوَةِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکیدر دومہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا ایک کپڑا ہدیہ بھیجا، آپ نے وہ کپڑا حضرت علی کو دیا اور فرمایا: اس کو پھاڑ کر فاطمہ بنت رسول اللہ، فاطمہ بنت اسد (حضرت علی کی والدہ) اور فاطمہ بنت حمزہ کی اوڑھنیاں بنا دو، دوسری روایت میں عورتوں کا لفظ ہے۔

۵۳۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَسَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ قَالَ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ریشمی حلہ دیا، میں وہ پہن کر نکلا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھے پھر میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

۵۳۱۰۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو كَامِلٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَرَ بِجُبَّةِ سُنْدُسٍ فَقَالَ عُمَرُ بَعَثْتَ بِهَا إِلَيَّ وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَإِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَنْتَفِعَ بِثَمَنِهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے پاس ایک سندس کا جبہ بھیجا، حضرت عمر نے کہا آپ نے میرے پاس یہ جبہ بھیجا ہے، حالانکہ آپ اس کے متعلق ایسا ایسا فرما چکے ہیں! آپ نے فرمایا: میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تم اس کو پہنو، میں نے تمہارے پاس یہ اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس کی قیمت سے فائدہ اٹھاؤ۔

۵۳۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔

۵۳۱۲- وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ الدِّمَشْقِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔

۵۳۱۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ریشم کی ایک قبا ہدیہ میں دی گئی آپ نے اس کو پہن کر نماز پڑھی پھر کراہت کے ساتھ اس کو زور سے کھینچ کر اتارا، پھر فرمایا کہ یہ متقیوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔

۵۳۱۴- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

کفار فروع کے مخاطب ہیں یا نہیں؟

حدیث نمبر ۵۲۸۷ میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی حلہ فروخت ہوتے دیکھا، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے خریدنے کا مشورہ دیا، آپ نے فرمایا: اس کو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، بعد میں حضور نے حضرت عمر کی طرف ایک ریشمی حلہ بھیجا اور حضرت عمر کے استعجاب پر فرمایا میں نے یہ تم کو پہننے کے لیے نہیں دیا، حضرت عمر کا ایک بھائی مکہ میں مشرک تھا، حضرت عمر نے اس کو یہ حلہ پہنا دیا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں کافر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور انھیں ہدیہ دینے کی دلیل ہے اور اس حدیث میں مردوں کو ریشم کے کپڑوں کا ہدیہ دینے کی دلیل ہے، کیونکہ کپڑا دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کپڑے کو پہنیں، بعض لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ کافر مردوں کے لیے ریشم کے کپڑے پہننا جائز ہے، لیکن یہ وہم باطل ہے، کیونکہ حدیث میں صرف کافر کی طرف ہدیہ دینے کا ذکر ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ حضرت عمر نے اس کافر کو وہ کپڑا پہننے کی اجازت دی تھی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم کے پاس ریشم کے کپڑے بھیجے اور اس سے ان کے پہننے کا جواز لازم نہیں آیا، بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تصریح کی کہ آپ نے ان کو یہ کپڑے اس لیے دیے ہیں تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں نہ یہ کہ ان کپڑوں کو پہنیں، اور مذہب صحیح یہ ہے کہ کفار احکام فرعیہ کے بھی مخاطب ہیں اور ان پر ریشم پہننا حرام ہے۔ [۱]

علامہ نووی شافعی نے اس حدیث کی یہ تشریح اپنے مذہب کے مطابق کی ہے، فقہاء احناف یہ کہتے ہیں کہ کفار فروع کے مخاطب

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۰ - ۱۸۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

نہیں ہیں اور ان کا استدلال حدیث کے ان الفاظ سے ہے: فکساها عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه اخاله بمكة مشركا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ ریشمی کپڑا مکہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا، علامہ نووی کی تقریر تب صحیح ہوتی جب اس مشرک کو کپڑا دینے کا ذکر ہوتا، یہاں دینے کا نہیں پہنانے کا ذکر ہے۔

مردوں پر ریشم حرام ہونے کی تفصیل اور دیگر مسائل

اس حدیث سے جو باقی مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مردوں پر ریشم حرام ہے، البتہ حدیث نمبر ۵۳۰۳ میں حضرت عمر نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کی حرمت سے دو، تین، چار انگلیوں کا استثناء فرمایا، اور حدیث نمبر ۵۲۹۵ میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طیالسی کسروانی جبہ تھا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے، ان احادیث سے جمہور فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کپڑے پر چار انگل ریشم کا کام بنانا جائز ہے اور اس سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کے لیے ریشم پہننا مطلقاً جائز ہے، کیونکہ حدیث نمبر ۵۳۰۶ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی سے یہ خطاب ہے کہ تم اس کپڑے کو پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنا لو۔

(۲) مسجد کے دروازہ پر خرید و فروخت کا جواز۔

(۳) سامان اور ریشم فاخرہ کا خرید و فروخت کرنا۔

(۴) جس چیز کا پہننا جائز نہ ہو اس کی ملکیت کا صحیح ہونا اور اس کا ہدیہ دینا۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جود و سخا اور صحابہ کو ہدیے دینے کا بیان۔

(۶) کفار کو ہدیہ دینا اور ان سے حسن سلوک کرنا۔

(۷) مردوں کو ریشم کے کپڑے ہدیہ میں دینا۔

(۸) جمعہ اور عیدین کے دن اچھے کپڑے پہننے کا جواز اور استحسان، امام ابوداؤد نے حضرت ابن سلام سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے خرید لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اگر کسی شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے خرید لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب جمعہ کا دن ہو تو مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ مسواک کرے اور اپنے اچھے کپڑے پہنے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے۔

سونے، چاندی کے بٹن اور گھڑی کے چین کا حکم

حدیث نمبر ۵۲۹۵ میں ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کسروانی جبہ تھا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ اس حدیث سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کپڑے پر چار انگل ریشم کا کام بنانا جائز ہے اور چونکہ یہ نقش و نگار کپڑے میں بالتبع ہوتے ہیں اس لیے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کپڑے پر سونے اور چاندی کا بالتبع کام بنا ہوا یا سونے اور چاندی کے بٹن لگانا بھی جائز ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

شرح الوہبانیہ میں منتقی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ریشم سے قمیص کے کاج اور بٹن بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ قمیص کے تابع ہیں اور تتارخانیہ میں سیر کبیر سے منقول ہے کہ دیباج اور سونے کے بٹن بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور تتارخانیہ میں مختصر الطحاوی سے منقول ہے کہ کپڑے پر چاندی کے نقش و نگار بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور سونے کے نقش و نگار بنانا مکروہ ہے، فقہاء نے کہا کہ اس پر اشکال ہے کیونکہ شریعت میں آستینوں پر کام کی اجازت ہے، اور آستینوں پر کبھی سونے کا کام بھی کروایا جاتا ہے۔ [1]

علامہ ابن عابدین شامی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

اس پر یہ اعتراض ہے کہ شارع علیہ السلام نے ایسا جبہ پہنا ہے جس کی آستینوں یا دامن پر ریشم کا کام تھا، اس میں چاندی یا سونے کے کام کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا اس کے جواب میں غور و فکر اور تتبع کرنا چاہیے (علامہ شامی کہتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ کپڑے کی آستینوں یا دامن پر ریشم کے بیل بوٹے صرف اس لیے جائز کیے گئے ہیں کہ وہ قلیل، تابع اور غیر مقصود ہوتے ہیں، چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے، اور سونا، چاندی اور ریشم حرام ہونے میں سب برابر ہیں اور جب جبہ کی آستینوں پر ریشم کے نقش و نگار بنانے کی اجازت دی گئی تو اس سے سونے اور چاندی کے نقش و نگار بنانے کی بھی اجازت حاصل ہو گئی، کیونکہ حرمت میں یہ سب مساوی ہیں۔ [2]

میرے استاذ محترم حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی مدظلہ العالی بطول حیاتہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح کلائی کی گھڑی کا چین بھی جائز ہے کیونکہ وہ بھی تابع اور غیر مقصود ہے کیونکہ اصل مقصود گھڑی ہے۔ گلٹ جس میں چاندی ملی ہوئی ہو اور غالب تانبا ہو اگر اس کی چین انگرکھے میں لگائی جائے تو اگر وہ پہننے کے مشابہ نہ ہو تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر پہننے میں مشابہ ہو تو مکروہ ہے، علامہ شامی کے کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہننے کے مشابہ نہیں ہے لیکن اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں فقیر کو اس میں تامل ہے اور علامہ شامی کو خود بھی اس پر یقین نہیں ہے، تو بہتر اس سے احتراز ہی ہے۔ [3]

ہر چند کہ اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ انگرکھے میں لگی ہوئی جیبی گھڑی کے چین کے متعلق ہے، لیکن اس سے کلائی کی گھڑی کی چین کا بھی حکم معلوم ہو گیا، کیونکہ اس گھڑی کا باندھنا بھی زیادہ سے زیادہ پہننے کے مشابہ ہے لہٰذا وہ بھی اس عبارت کے مطابق خلاف اولیٰ ہو گا ناجائز اور حرام نہیں ہو گا۔

حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری متوفی ۱۴۰۳ھ لکھتے ہیں:

سونے اور چاندی کے علاوہ تمام دھاتوں کا چین، زنجیر، چمچ وغیرہ استعمالی اشیاء جائز ہیں۔

قرآن کریم کا ارشاد مبین ہے:

خلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔ (بقرہ: ۲۹) جس نے تمہارے نفع کے لیے زمین کی سب چیزوں کو پیدا کیا۔

بلکہ ہر وہ چیز جس سے شرع مطہر میں ممانعت نہیں آئی دھات ہو یا کوئی اور چیز اس کا استعمال جائز و حلال ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[3] اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، الطیب الوجیز فی امتعۃ الورق والابریز ص ۱۴ ملخصاً مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور، ۱۳۰۹ھ

قرآن کریم میں ہے:

عفا اللہ عنہا۔ (مائدہ: ۱۰۱)

اللہ نے ان سے درگذر کیا

سنن ترمذی صفحہ ۲۱۹ جلد ۱، ابن ماجہ صفحہ ۲۴۹ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فہو مما عفا عنہ۔

جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کر دیا وہ حرام ہے اور جس سے اللہ نے سکوت کیا وہ معاف ہے۔

نیز مستدرک صفحہ ۳۷۵ جلد ۲، سنن بیہقی صفحہ ۱۲ جلد ۱۰ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے:

وما سکت عنہ فہو عافیۃ فاقبلوا من اللہ العافیۃ فان اللہ لم یکن نسیا۔

جس سے اللہ نے سکوت کیا اس میں عافیت ہے پس اللہ سے عافیت کو قبول کرو، کیونکہ اللہ بھولنے والا نہیں ہے۔

پھر آیت تلاوت فرمائی وما کان ربک نسیا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد فرمایا جسے ذہبی نے برقرار رکھا۔ اور یہی اہل سنت والجماعت کا مسلّمہ قاعدہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

شامی صفحہ ۹ جلد ۱ میں تحریر ہے: المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمہور من الحنفیۃ والشافعیۃ۔

فتاویٰ قاضی خان وغیرہا میں بھی یہ تصریح ہے اور اسی سے گیارہویں شریف، میلاد مبارک، اولیائے کرام کے عرس، تیجہ، ساتواں، چہلم وغیرہ صدہا مسائل ثابت ہوتے ہیں اور روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ چین وغیرہ بھی جائز الاستعمال ہیں کیونکہ کسی آیت یا حدیث میں یا کسی ہمارے مجتہد امام کے قول میں انگوٹھی کے ماسوا کسی چیز سے ممانعت نہیں آئی۔

رہا یہ خیال کہ جب لوہے وغیرہ کی انگوٹھی کا استعمال جائز نہیں تو کوئی چیز بھی جائز نہیں رہے گی، یہ ہرگز صحیح نہیں، آیات واحادیث مذکورہ اور قاعدہ مسلّمہ کا یہی تقاضا ہے کہ باقی چیزیں جائز الاستعمال ہیں۔ قرآن کریم سے صراحۃً ثابت ہے کہ شرائع سابقہ میں بھی لوہا، تانبا جائز الاستعمال تھے (دیکھو سورۂ کہف و سورۂ سبا) اور قرآن کریم نے یہ بھی تصریح فرمائی کہ لوہے میں ہمارے لیے بہت سے فائدے ہیں۔ سورۃ الحدید میں ہے:

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس۔

ہم نے لوہا اتارا اس میں بہت قوت ہے اور لوگوں کے اور بھی فائدے ہیں۔

اسی بناء پر تلوار، تیر، خود، زرہیں، بندوقیں، توپیں، توا، چھری، قلم، دوات، گھڑی، چین وغیرہ ہزارہا قسم کی اشیاء مستعمل بلا روک ٹوک ہر ایک دھات کی استعمال ہو رہی ہیں۔ اور یہ خیال کہ کڑا سکھوں کا شعار ہے لہٰذا چین منع ہے، یہ محض بے جا ہے اگر یوں ہوتا تو سکھوں کا شعار کرپان بھی ہے لہٰذا مسلمان تلوار اور خنجر استعمال نہ کر سکتا، بلکہ صرف کڑا اور کرپان جو ان کا شعار ہیں ان سے بچنا ضروری ہے جیسے چاندی کی انگوٹھی مرد کے لیے جائز ہے مگر زنانہ یا فاسقانہ طرز کی ہو تو ناجائز ہے بلکہ کپڑا، جوتا وغیرہ مردانہ طرز کے عورت استعمال نہ کرے اور زنانہ طرز کے مرد

تو مرد پرہیز کرے یہی کافی ہے اور یہ نہیں کہ مرد مردانہ انگوٹھی یا مردانہ جوتا بھی نہ پہنے جب کہ فاسقانہ نہ ہوں۔
پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دھات کے چین زیورات کا سامان ہیں لہٰذا ناجائز ہیں حالانکہ یہ کہنا بھی ظلم ہے،
ہمارا رب جل وعلا ارشاد فرماتا ہے:

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ (الاعراف: ۳۲)

اللہ تعالیٰ نے تو اپنے بندوں کے لیے زینت کی چیزیں پیدا فرمائیں تو اور کون ہے جو ان کو حرام بتا سکے۔

ایسی خام خیالیوں سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ شامی صفحہ ۲۷۱ جلد ۵ میں ہے:

لیس کل حلی حراما علی الرجال بدلیل حل الخاتم والعلم والثوب المنسوج بالذھب اربعۃ اصابع وحلیۃ السیف والمنطقۃ۔

مردوں پر ہر زیور حرام نہیں ہے، کیونکہ انگوٹھی، علم اور کپڑے پہ چار انگل کی مقدار سونے کی بیل بوٹے تلوار اور منطقہ کے زیور حلال ہیں۔

اور قرآن کریم میں بھی سورۃ النحل اور سورۃ الفاطر میں ہے:

حلیۃ تلبسونھا۔

وہ زیور جن کو تم پہنتے رہو۔

بہرحال مردانہ طرز کی کوئی چیز بھی اگرچہ اس میں زیب وزینت ہو صرف زیب وزینت کی وجہ سے مرد پر ہرگز ہرگز حرام نہیں ہو سکتی۔ چین ہو یا گھڑی، عینک ہو یا چھڑی، ملایا لگائی ہوئی دستار یا اچکن وغیرہ جن میں زیب وزینت پایا جاتا ہے سب جائز الاستعمال ہیں، ہاں سونے اور چاندی کا حکم معلوم ہی ہے کہ ان کا پہننا حرام ہے تو ان کے برتن، قلم، دوات وغیرہ اشیاء کا استعمال بھی حرام ہے اور یہ نہیں کہ پہننا حرام ہو اور باقی استعمال جائز ہوں، یونہی اگر دھاتوں کا پہننا حرام ہوتا تو ان کی سب استعمالی چیزیں جو پہنی نہیں جاتیں حرام ہوتیں، لاری، گاڑی، کرسی، صوفے، حقے، چمچے وغیرہ سب چیزیں حرام ہوتیں، جو صاحب سب چیزوں کو حلال بتائے یا پہننے اور دوسرے استعمال میں تفریق کرے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے اس مدعا پر قرآن پاک اور حدیث پاک یا تصریحات ائمہ مجتہدین سے کوئی دلیل قائم کرے ورنہ اس آیت پاک پر نظر کرے:

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب۔

اور جن چیزوں کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں ان کی نسبت نہ کہو یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم جھوٹ بول کر اللہ پر افتراء باندھو۔

اور جب چین جائز ہوا تو نماز میں جائز کی وجہ سے کیا حرج پیدا ہو سکتا ہے، لہٰذا نماز بھی جائز ہو گی۔

(فتاوی نوریہ رضویہ ج ۱ ص ۵۲۱ مطبوعہ لاہور ۱۴۱۲ھ)

بَابُ اِبَاحَةِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِلرَّجُلِ اِذَا كَانَ بِهٖ حِكَّةٌ اَوْ نَحْوُهَا

خارش یا کسی اور عذر کی بنا پر مرد کے لیے ریشم پہننے کا جواز

۵۳۱۵- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَنْبَاَهُمْ اَنَّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام کو ایک سفر میں ریشم پہننے کی اجازت دی، کیونکہ ان

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي الْقُمُصِ الْحَرِيْرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا اَوْ وَجَعٍ كَانَ بِهِمَا۔

کو خارش یا کری اور تکلیف لاحق ہو گئی تھی۔

۵۳۱۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي السَّفَرِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔ اور اس میں سفر کا ذکر نہیں ہے۔

۵۳۱۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ رُخِّصَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِي لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبد الرحمان بن عوف کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی۔

۵۳۱۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۳۱۹۔ وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ شَكَوَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمْلَ فَرَخَّصَ لَهُمَا فِي قُمُصِ الْحَرِيْرِ فِي غَزَاةٍ لَهُمَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمان بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ نے ان کو جنگ کے دنوں میں ریشم پہننے کی اجازت دے دی۔

ف: جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ خارش یا کسی اور عذر کی بناء پر ریشم کا پہننا جائز ہے خواہ سفر ہو یا حضر، نیز ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ علاج کی وجہ سے کسی امر حرام کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ ۴۲۶ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الرَّجُلِ الثَّوْبَ الْمُعَصْفَرَ

زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی مردوں کو ممانعت

۵۳۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ ابْنَ مَعْدَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبَرَهٗ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا کہ یہ کفار کے کپڑے ہیں ان کو مت پہنو۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیَّ ثَوْبَیْنِ مُعَصْفَرَیْنِ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہٖ مِنْ ثِیَابِ الْکُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْھَا۔

۵۳۲۱ - وَحَدَّثَنَا زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھٰرُوْنَ اَخْبَرَنَا ھِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْمُبَارَکِ کِلَاھُمَا عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

۵۳۲۲ - حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ رُشَیْدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اَیُّوْبَ الْمَوْصِلِیُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ سُلَیْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاوٗسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیَّ ثَوْبَیْنِ مُعَصْفَرَیْنِ فَقَالَ اُمُّکَ اَمَرَتْکَ بِھٰذَا قُلْتُ اَغْسِلُھُمَا قَالَ بَلْ اَحْرِقْھُمَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا کیا تمہاری ماں نے تمہیں ان کپڑوں کو پہننے کا حکم دیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ان کو دھو ڈالوں؟ آپ نے فرمایا: بلکہ ان کو جلا دو۔

۵۳۲۳ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی قَالَ قَرَاْتُ عَلٰی مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حُنَیْنٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ لُبْسِ الْقَسِّیِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّھَبِ وَعَنْ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فِی الرُّکُوْعِ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے اور زرد رنگ کے کپڑے پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

۵۳۲۴ - وَحَدَّثَنِیْ حَرْمَلَۃُ بْنُ یَحْیَی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حُنَیْنٍ اَنَّ اَبَاہُ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ یَقُوْلُ نَھَانِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَاءَۃِ وَاَنَا رَاکِعٌ وَعَنْ لُبْسِ الذَّھَبِ وَالْمُعَصْفَرِ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے، اور سونا اور زرد رنگ کا لباس پہننے سے منع فرمایا۔

۵۳۲۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حُنَیْنٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ نَھَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخَتُّمِ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے ، ریشم کے کپڑے پہننے سے ، رکوع اور سجود میں قرآن مجید پڑھنے سے اور زرد رنگ کا لباس پہننے سے منع فرمایا۔

بِالذَّهَبِ وَعَنْ لِبَاسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَعَنْ لِبَاسِ الْمُعَصْفَرِ۔

فقہاء شافعیہ کے نزدیک مردوں کے لیے سرخ اور زرد رنگ کے لباس کا حکم

اس باب کی احادیث میں زرد رنگ کے لباس کی ممانعت ہے، اس سلسلہ میں علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

زرد رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے، صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد کے لوگوں میں سے اہل علم نے اس کو جائز کہا ہے، امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی نظریہ ہے، البتہ امام مالک نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا پہننا افضل ہے، اور ایک روایت ہے کہ ان کپڑوں کو گھر میں پہننا جائز ہے اور بازاروں اور مجالس میں اس کو پہننا مکروہ ہے، علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور جن احادیث میں ممانعت ہے اس کو مکروہ تنزیہی پر محمول کیا ہے، کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کا حلہ پہنا ہے، اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے ہوئے دیکھا، علامہ خطابی نے کہا کہ ممانعت کا محمل یہ ہے کہ کپڑا بننے کے بعد اس کو رنگا جائے، اور اگر پہلے سے دھاگا رنگا ہوا ہو پھر کپڑا بنا جائے تو یہ جائز ہے، بعض علماء نے یہ کہا کہ ممانعت کا محمل احرام ہے یعنی جو شخص احرام باندھے ہوئے ہو وہ کپڑے کو نہ رنگے، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کو ورس (لال اور پیلا ملا جلا رنگ) اور زعفران (پیلا رنگ) میں اپنے کپڑے کو رنگنے سے منع فرمایا، امام بیہقی نے اس مسئلہ میں امام شافعی سے اختلاف کیا ہے۔ [1]

فقہاء احناف کے نزدیک مردوں کے لیے سرخ اور زرد رنگ کے لباس کا حکم

امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کو ورس (لال اور پیلا ملا جلا رنگ) یا زعفران کے رنگ سے کپڑا رنگنے کو منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۹)

علامہ بدر الدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں ورس اور زعفران سے رنگنے کی ممانعت محرم کے ساتھ مقید ہے اور محرم کے ساتھ مقید کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ غیر محرم کے لیے زعفران میں کپڑے کو رنگنا جائز ہے، علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ امام مالک اور علماء کی ایک جماعت نے غیر محرم کے لیے زعفران کے رنگ میں کپڑے کو رنگنے کی اجازت دی ہے، اور یہ کہا ہے کہ یہ ممانعت محرم کے ساتھ خاص ہے، اور امام شافعی اور کوفیوں (فقہاء احناف) نے اس ممانعت کو محرم اور غیر محرم دونوں کے حق میں عام قرار دیا ہے، نیز اس باب کے بعد باب النعال السبتیہ میں یہ حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا میں زرد رنگ میں کپڑے اس لیے رنگتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ میں کپڑے رنگتے ہوئے دیکھا ہے، اس لیے میں زرد رنگ میں کپڑا رنگنا پسند کرتا ہوں (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰) یہ حدیث زعفران اور زرد رنگ میں کپڑا رنگنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، اور امام حاکم نے حضرت عبد اللہ بن جعفر

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے، اس کی سند میں عبداللہ بن مصعب بن زبیر ضعیف راوی ہے۔ [۱]

نیز امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا متوسط قد تھا، میں نے آپ کو سرخ رنگ کے حلّہ میں ملبوس دیکھا، میں نے آپ سے زیادہ حسین شخص کوئی نہیں دیکھا (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰)

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض احادیث میں سرخ رنگ کے لباس کو پہننے سے منع کیا گیا ہے:

(۱)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سرخ رنگ کو ناپسند کرتے تھے، اور آپ نے فرمایا جنت میں سرخ رنگ نہیں ہے۔

(۲)۔ ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سبز رنگ کو پسند کرتے تھے، اور سرخ رنگ کو ناپسند کرتے تھے۔

(۳)۔ حسن بن ابی الحسن روایت کرتے ہیں کہ سرخ رنگ شیطان کی زینت ہے اور شیطان سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ ان تمام روایات کی اسانید غیر مستقیم ہیں اور ان میں سے اکثر روایات مراسیل ہیں، اگر یہ اعتراض ہو کہ امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گہرے زرد رنگ سے منع فرمایا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہے جب کپڑے میں صرف زرد رنگ ہو، علاوہ ازیں امام ابن ماجہ کی یہ روایت امام بخاری کی حضرت براء سے مروی زیر بحث روایت کے پایہ کی نہیں ہے

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ سرخ رنگ کے متعلق علماء کے حسب ذیل اقوال ہیں:

(۱)۔ حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت عبداللہ بن جعفر اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم اور فقہاء تابعین میں سے سعید بن مسیب، نخعی، شعبی، ابو قلابہ، ابو وائل اور متعدد فقہاء یہ کہتے ہیں کہ سرخ رنگ مطلقاً جائز ہے۔

(۲)۔ بعض علماء مذکور الصدر احادیث کی بناء پر کہتے ہیں کہ سرخ رنگ مطلقاً منع ہے۔

(۳)۔ عطاء، طاؤس اور مجاہد کہتے ہیں کہ گہرا سرخ رنگ مکروہ ہے اور ہلکا رنگ مکروہ نہیں ہے۔

(۴)۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ زینت کے قصد سے سرخ رنگ کا لباس پہننا جائز نہیں ہے اور اگر گھر میں کام کاج کے لیے سرخ رنگ کا لباس جائز ہے۔

(۵)۔ علامہ خطابی نے کہا ہے کہ کپڑا پہننے کے بعد سرخ رنگ میں رنگنا منع ہے، اور سرخ دھاگے سے کپڑا بُننا جائز ہے۔

(۶)۔ زرد رنگ میں کپڑا رنگنا منع ہے کیونکہ اس کی ممانعت میں احادیث ہیں، اس کے علاوہ کسی رنگ میں کپڑا رنگنا منع نہیں ہے۔

(۷)۔ ممانعت پورے کپڑے کو رنگنے کے ساتھ خاص ہے، لیکن اگر اس میں سرخ رنگ کے علاوہ کالا یا سفید وغیرہ بھی ہو تو پھر جائز ہے اور جن احادیث میں سرخ رنگ کے حلّہ کا ذکر ہے اس سے سرخ دھاری دھار رنگ مراد ہے، کیونکہ یمنی چادروں میں سرخ اور دوسرے رنگ کی دھاریاں ہوتی تھیں [۲] (علامہ ابن قیم حنبلی نے بھی زاد المعاد ج ۱ ص ۳۵ (مطبوعہ مصر) میں

---

[۱] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۵ ص ۲۱۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

یہی موقف اختیار کیا ہے۔ سعیدی غفرلہٗ)

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

زرد، زعفرانی، سرخ اور پیلے رنگ کا لباس مردوں کے لیے مکروہ ہے، اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ عورتوں کے لیے یہ رنگ مکروہ نہیں ہیں، ان کے علاوہ باقی رنگوں میں کوئی حرج نہیں ہے، اور مجتبیٰ، قہستانی اور ابو المکارم کی شرح النقایہ میں یہ لکھا ہے کہ سرخ رنگ کے کپڑے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے لیکن تحفہ میں یہ لکھا ہے کہ یہ حرام ہیں یعنی مکروہ تحریمی ہیں، علامہ شرنبلالی نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ لکھا ہے، جس میں اس مسئلہ میں آٹھ اقوال ذکر کیے ہیں' ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ یہ رنگ مستحب ہیں۔ [1]

علامہ شرنبلالی نے یہ آٹھ اقوال فتح الباری یا ارشاد الساری سے لیے ہیں، ان میں سے سات اقوال تو وہ ہیں جو ہم علامہ عینی کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں، اور آٹھواں قول علامہ ابن حجر عسقلانی کی اس عبارت سے مستفاد ہے:

علامہ طبری نے ان میں سے اکثر اقوال ذکر کرنے کے بعد کہا میرے نزدیک کپڑے کو ہر رنگ میں رنگ کر پہننا جائز ہے لیکن میں گہرے سرخ رنگ کے کپڑے کو پہننا پسند نہیں کرتا اور کپڑوں کے اوپر سرخ رنگ کے کپڑے پہننے کو مطلقاً پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ ہمارے زمانے میں اہل مروت (شرفاء) کا لباس نہیں ہے، اور اس عبارت سے آٹھواں قول مستفاد ہوتا ہے، تحقیق یہ ہے کہ اگر سرخ لباس پہننا کسی زمانہ میں کفار کا شعار ہو تو اس سے اجتناب کرنا چاہیے، اور اگر اس رنگ کا لباس پہننے سے عورتوں کے ساتھ تشبہ ہو پھر بھی اس سے اجتناب لازم ہے۔ ورنہ امام مالک کا مذہب قوی ہے کہ گھروں میں سرخ رنگ کا لباس پہن لیا جائے اور مجالس میں اس سے اجتناب کیا جائے۔ [2]

علامہ حصکفی حنفی نے تحفہ سے نقل کر کے لکھا ہے کہ سرخ لباس پہننا مکروہ تحریمی ہے، علامہ شامی اس پر حاشیہ لکھتے ہیں:

جامع الفتاوی میں ہے، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک نے کہا کہ زرد لباس پہننا جائز ہے اور علماء کی ایک جماعت نے کہا یہ مکروہ تنزیہی ہے اور منتخب الفتاوی میں ہے کہ صاحب روضہ نے کہا کہ مردوں اور عورتوں کے لیے سرخ اور سبز لباس پہننا بلا کراہت جائز ہے اور زاہدی میں ہے کہ مردوں کے لیے زرد، زعفرانی اور سرخ لباس پہننا اس وقت مکروہ ہے جب اس کے رنگنے میں خون کی آمیزش ہو، ورنہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ زاہدی نے اس قول کو متعدد کتابوں سے نقل کیا ہے اور مجمع الفتاوی میں ہے کہ سرخ لباس پہننا مکروہ ہے، اور بعض کے نزدیک مکروہ نہیں ہے، ایک قول یہ ہے کہ اگر سرخ رنگ میں نجاست ملا کر رنگ کیا جائے تو پھر مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں ہے، "واقعات" میں بھی اس کی مثل یہ لکھا ہے کہ اگر اخروٹ کے چھلکے سے سرخ رنگ میں رنگا جائے تو پھر اس کا پہننا بالاجماع مکروہ نہیں ہے، یہ تمام تصریحات علامہ حصکفی کے نقل کردہ کراہت تحریمی کے خلاف ہیں، ہاں اس کی توضیح کا محمل یہ ہے کہ اگر سرخ رنگ میں نجاست ملا کر رنگ کیا جائے تو پھر اس کا پہننا مکروہ تنزیہی ہے ورنہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۲-۲۱۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۰۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

علامہ شامی فرماتے ہیں، علامہ شرنبلالی نے سرخ رنگ کے لباس پہننے کے جواز پر بکثرت نقول پیش کی ہیں، جن میں سے بعض کا ہم نے ذکر کیا ہے، علامہ شرنبلالی نے لکھا ہے کہ سرخ رنگ کا لباس پہننے کی حرمت پر ہم کو کوئی نص قطعی نہیں ملی، ہاں اگر عورتوں کے ساتھ تشبہ، یا عجمیوں کے ساتھ تشبہ یا تکبر کی وجہ سے اس کو مکروہ کہا جائے تو الگ بات ہے اور جب یہ علت نہ ہو اور کوئی شخص محض اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار کے لیے یہ لباس پہنے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، اور اگر نجس چیز میں رنگنے کی وجہ سے کراہت ہو تو کپڑا دھونے کے بعد یہ کراہت زائل ہو جائے گی، اور ہمارے پاس سرخ رنگ کا کپڑا پہننے کے جواز پر امام اعظم کی صریح عبارت ہے اور اس کی اباحت پر دلیل قطعی ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے زینت حاصل کرنے کا مطلقاً حکم دیا ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کی دلیل ہے کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کا حلہ پہنا ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) اور اس سے حرمت اور کراہت کی نفی ہو جاتی ہے، بلکہ اس میں چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء ہے، اس لیے سرخ لباس پہننا مستحب ہے، علامہ شرنبلالی کا یہ قول نقل کرنے کے بعد علامہ شامی لکھتے ہیں، لیکن زیادہ کتابوں میں سرخ رنگ کے لباس کو مکروہ لکھا ہے، مثلاً سراج، محیط، اختیار، ملتقی اور ذخیرہ وغیرہ میں۔ علامہ قاسم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ [۱]

یہاں تک ہم نے رنگ دار لباس کے متعلق فقہاء کی عبارات پیش کی ہیں اب ہم اس مسئلہ کو احادیث کی روشنی میں واضح کرتے ہیں۔

سرخ رنگ کے لباس کے جواز میں احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن البراء یقول کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مربوعا وقد رایتہ فی حلۃ حمراء ما رایت شیئا احسن منہ۔ [۲]

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قد متوسط تھا، میں نے آپ کو سرخ رنگ کے حلہ (ایک قسم کی دو چادریں) میں دیکھا میں نے آپ سے زیادہ کسی شخص پر سرخ حلہ سجتے نہیں دیکھا۔

اس حدیث کو امام احمد[۳]، امام نسائی[۴] اور امام ابن ماجہ[۵] نے بھی حضرت براء سے روایت کیا ہے نیز امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت براء کے علاوہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ابو رمثہ اور حضرت ابو جحیفہ سے بھی مروی ہے۔ [۶]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ہلال بن عامر عن ابیہ قال رایت

حضرت عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا

---

[۱] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[۲] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۳] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۹۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[۴] امام ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۵] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵۷،

[۶] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۹۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنی یخطب علی بغلۃ وعلیہ برد احمر وعلی امامہ یعبر عنہ ۔[1]

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ایک خچر پر خطبہ دے رہے تھے اور آپ کے اوپر ایک سرخ چادر تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے آگے کھڑے ہوئے آپ کے الفاظ آگے پہنچا رہے تھے ۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں :

عن ابی جحیفۃ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ حلۃ حمراء کانی انظر الی بریق ساقیہ ۔[2]

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سرخ حلہ پہنے ہوئے دیکھا گویا کہ میں آپ کی پنڈلیوں کی چمک کو دیکھ رہا تھا ۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے[3] نیز امام احمد روایت کرتے ہیں

عن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی قبۃ لہ حمراء الی ان قال فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ جبۃ لہ حمراء او حلۃ حمراء ۔[4]

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ، اس وقت آپ ایک سرخ خیمہ میں تھے ، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سرخ رنگ کا جبہ یا سرخ رنگ کا حلہ پہن کر تشریف لائے ۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے ۔[5]

حافظ الہیثمی ذکر کرتے ہیں :

عن جابر قال ما رایت احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حلۃ حمراء ۔[6]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سرخ حلہ کسی پر سجتے ہوئے نہیں دیکھا ۔

سرخ رنگ کے لباس کی ممانعت کی احادیث

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں :

عن عبد اللہ بن عمرو قال مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل علیہ ثوبان احمران فسلم علیہ فلم یرد علیہ النبی صلی اللہ علیہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے ، اس نے آپ کو سلام کیا ، نبی صلے

[1] ۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۸ ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] ۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵ ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] ۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۸ ، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ، ۱۳۹۸ھ

[4] ، ، ، ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۹ - ۳۰۸ ، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ، ۱۳۹۸ھ

[5] ۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۶ - ۱۹۵ ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ، ۱۳۷۵ھ

[6] ۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰ ، مطبوعہ دار الکتاب العربی ، ۱۴۰۲ھ

وسلم۔ [۱]

اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

عن رافع بن خدیج قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فرای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رواحلنا وعلی ابلنا اکسیۃ فیہا خیوط عہن حمر، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ہذہ الحمرۃ قد علتکم فقمنا سراعا لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی نفر بعض ابلنا فاخذنا الاکسیۃ فنزعناہا عنہا۔ [۲]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری سواریوں اور ہمارے اونٹوں پر سرخ سوتی دھاگوں کی چادریں دیکھیں، سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! یہ سرخ رنگ تم پر غالب آگیا ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر ہم جلدی سے اٹھے حتیٰ کہ ہمارے بعض اونٹ بھاگ گئے اور ہم نے جلدی سے اونٹوں کی چادریں اتار لیں۔

عن السلیمی ان امراۃ من بنی اسد قالت کنت یوما عند زینب امراۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نصبغ ثیابا لہا بمغرۃ فبینا نحن کذلک اذ طلع علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رای المغرۃ رجع فلما رأت ذلک زینب علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد کرہ ما فعلت فاخذت فغسلت ثیابہا ووارت کل حمرۃ ثم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطلع فلما لم یر شیئا دخل۔ [۳]

سلیمی سے روایت ہے کہ بنو اسد کی ایک عورت نے یہ بیان کیا کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے کپڑوں کو گیرو (سرخ مٹی) کے ساتھ رنگ رہے تھے، اسی دوران نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، جب آپ نے گیرو کو دیکھا تو آپ واپس لوٹ گئے، جب حضرت زینب کو یہ معلوم ہوا کہ آپ نے گیرو سے رنگنے کو ناپسند فرمایا ہے تو اس نے ان سب کپڑوں کو دھو ڈالا اور جتنی بھی سرخی تھی وہ مٹ گئی، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے کوئی چیز نہیں دیکھی تو پھر آپ تشریف لے آئے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرخ لباس عورتوں کے لیے بھی مکروہ ہے۔

حافظ الہیثمی ذکر کرتے ہیں:

عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والحمرۃ فانہا احب الزینۃ الی الشیطان۔ [۴] رواہ الطبرانی باسنادین فی احدہما یعقوب بن خالد ولم اعرفہ وفی الآخر بکر بن محمد وبقیۃ رجالہما ثقات۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو سرخی سے بچاؤ، کیونکہ سرخی شیطان کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ زینت ہے، اس حدیث کو طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔

[۱] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[۲] " " " " سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۷، " " "

[۳] " " " " سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۷، " " "

[۴] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

عن رافع بن يزيد الثقفي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الشيطان يحب الحمرة فاياكم والحمرة وكل ذي ثوب شهرة رواه الطبراني في الاوسط وفيه ابو بكر الهذلي وهو ضعيف۔ ؎۱

حضرت رافع بن یزید ثقفی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے تم سرخی سے اور ہر شہرت والے لباس سے بچو، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابوبکر ہذلی ضعیف راوی ہیں۔

سرخ رنگ کے ثبوت کی احادیث کی سرخ رنگ سے ممانعت کی احادیث پر ترجیح

سرخ رنگ پہننے کے جواز کی احادیث سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہیں، وہ بخاری، مسلم سمیت صحاح ستہ اور دیگر مسانید اور مصنفات میں قوی اسانید کے ساتھ مذکور ہیں، اور ممانعت کی احادیث کتب صحاح ستہ میں سے صرف سنن ابو داؤد میں ہیں اور ان کی اسانید صحاح کے پائے کی نہیں ہیں، اور طبرانی کی روایات ضعیف ہیں، علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ عینی کی بھی یہی تحقیق ہے کہ سرخ رنگ سے ممانعت کی تمام احادیث سنداً ضعیف ہیں، علاوہ ازیں سنن ابو داؤد کی روایت میں عورتوں کے لیے بھی سرخ رنگ کو مکروہ قرار دیا ہے حالانکہ عورتوں کے لیے سرخ رنگ بالاجماع مکروہ نہیں ہے۔ بہرحال سرخ رنگ کے لباس پہننے کی احادیث ممانعت والی احادیث پر قوت سند اور کثرت طرق کے اعتبار سے راجح ہیں۔

زرد رنگ کے لباس کے جواز میں احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال ابن عمر واما الصفرة فاني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصبغ بها فانا احب ان اصبغ بها۔ ؎۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رہا زرد رنگ سے کپڑوں کو رنگنا تو اس کی وجہ یہ ہے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے دیکھا ہے، سو میں زرد رنگ میں رنگنا پسند کرتا ہوں۔

عن ابن عمر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يلبس المحرم ثوبا مصبوغا بزعفران او ورس۔ ؎۳

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے محرم کو زعفران یا ورس (ورس زرد رنگ کی ایک گھاس ہے جس سے زرد اور سرخ رنگ کا درمیانی رنگ نکلتا ہے) سے رنگے ہوئے لباس پہننے سے منع فرمایا۔

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ محرم کے ساتھ تقیید کا مفہوم یہ ہے کہ غیر محرم زعفران اور ورس سے رنگا ہوا لباس پہن سکتا ہے اور اس کی تائید میں بکثرت احادیث ہیں۔

؎۱۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

؎۲۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

؎۳۔ " " " " " " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۰، " "

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن اسلم ان ابن عمر کان یصبغ لحیتہ بالصفرۃ حتی تمتلئ ثیابہ من الصفرۃ فقیل لہ لم تصبغ بالصفرۃ فقال انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ بہا ولم یکن شیء احب الیہ منہا وقد کان یصبغ بہا ثیابہ کلہا حتی عمامتہ[1]

ابن اسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ڈاڑھی کو زرد رنگ سے رنگتے تھے، حتی کہ ان کے کپڑوں پر بھی زرد رنگ لگ جاتا تھا، ان سے پوچھا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے دیکھا ہے، اور آپ کو اس سے زیادہ اور کوئی رنگ محبوب نہیں تھا آپ تمام کپڑوں کو اس رنگ میں رنگتے تھے حتی کہ عمامہ کو بھی زرد رنگ میں رنگتے تھے۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابن زید ان ابن عمر کان یصبغ ثیابہ بالزعفران فقیل لہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ۔[2]

ابن زید بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما زعفران سے کپڑے رنگتے تھے، ان سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی رنگتے تھے۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ام سلمۃ قالت ربما صبغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رداءہ و ازارہ بزعفران او ورس ثم یخرج فیہما رواہ الطبرانی[3]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر یا ازار کو زعفران یا ورس میں رنگتے تھے، پھر ان کپڑوں کو پہن کر باہر تشریف لے جاتے تھے۔

عن قیس التمیمی قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ ثوب اصفر ورایتہ یسلم علی نساء، رواہ الطبرانی وفیہ جابر الجعفی وہو ضعیف[4]

قیس تمیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا اور آپ کو عورتوں کو سلام کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں جابر جعفی ضعیف راوی ہیں۔

عن عبد اللہ بن جعفر قال رایت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثوبین اصفرین[5] (رواہ الطبرانی)

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو زرد کپڑے پہنے ہوئے دیکھا۔

---

[1] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] امام ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۰۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۸، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ

[4] " " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۹، " " " "

[5] " " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۹، " " " "

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن یحیی بن عبد اللہ بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصبغ ثیابہ بالزعفران حتی العمامۃ۔[1]

یحیی بن عبد اللہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑوں کو زعفران کے ساتھ رنگتے تھے حتی کہ عمامہ کو بھی رنگتے تھے۔

عن عمرو بن میمون ان عمر کان علیہ یوم اصیب ثوب اصفر۔[2]

عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ جس دن حضرت عمر شہید ہوئے انھوں نے زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

عن ابی ظبیان قال رایت علی علی قمیصا وازارا اصفر۔[3]

ابو ظبیان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو زرد رنگ کی قمیص اور ازار پہنے ہوئے دیکھا۔

عن اسمعیل بن ابی خالد قال رایت علی مصعب بن سعد ازارا اصفر وھو یجلس مع المساکین۔[4]

اسماعیل بن ابی خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے مصعب بن سعد کو زرد رنگ کی ازار پہنے ہوئے دیکھا اور وہ مساکین کے ساتھ بیٹھتے تھے۔

عن عمرو بن مروان قال رایت علی ابراھیم ازارا اصفر۔[5]

عمرو بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم کو زرد رنگ کی ازار پہنے ہوئے دیکھا۔

عن مالک بن مغول قال رایت حمادا یصلی وعلیہ ازار اصفر۔[6]

مالک بن مغول کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حماد زرد رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

عن حسین بن علی قال رایت علی عبد اللہ بن الحسین ملحفۃ صفراء یحتبی بھا فی المسجد الحرام۔[7]

حسین بن علی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عبد اللہ بن حسین مسجد حرام میں زرد رنگ کا لحاف اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے۔

حافظ الہیثمی روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن جعفر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوبان مصبوغان بالزعفران رداء وعمامۃ۔ رواہ ابو یعلی۔[8]

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے، ایک چادر اور ایک عمامہ۔

---

[1] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۸۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] 〃 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۱۸۵، 〃 〃 〃

[3] 〃 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۱۸۶، 〃 〃 〃

[4] 〃 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۱۸۶، 〃 〃 〃

[5] 〃 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۱۸۷، 〃 〃 〃

[6] 〃 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۱۸۷، 〃 〃 〃

[7] 〃 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۱۸۷، 〃 〃 〃

[8] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

عن عائشۃ قالت کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثوب مصبوغ بورس کان یلبسہ فی بیتہ ویدور فیہ علی نسائہ ویصلی فیہ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن شیخہ مقدام بن داؤد وھو ضعیف [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کپڑا تھا جو ورس میں رنگا ہوا تھا، آپ اس کو گھر میں پہنتے تھے، اور انہی کپڑوں میں ازواج کے پاس جاتے تھے اور انہی کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اس حدیث کو طبرانی نے اپنے شیخ مقدام بن داؤد سے روایت کیا اور وہ ضعیف ہے۔

عن عمران بن مسلم قال رایت علی انس بن مالک ازارا اصفر رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح [2]

عمران بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو زرد چادر پہنے ہوئے دیکھا، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

زرد رنگ کے لباس کی ممانعت کی احادیث

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص اخبرہ قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ثوبین معصفرین فقال ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسھا [3]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا ان کپڑوں کو نہ پہنو، یہ کفار کے کپڑے ہیں۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ثوبین معصفرین فقال امک امرتک بھذا؟ قلت اغسلھما؟ قال بل احرقھما [4]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو زرد کپڑے پہنے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا: کیا تمہاری ماں نے تمہیں یہ کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے، میں نے پوچھا کیا میں کپڑوں کو دھو لوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ ان کو جلا دو۔

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ثوب مصبوغ بعصفر مورد فقال ما ھذا فانطلقت

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد اور گلابی رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ تو میں نے

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰ - ۱۲۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

[2] ″ ″ ″ ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، ″ ″ ″ ۱۴۰۲ھ

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] ″ ″ ″ ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۳، ″ ″

فاحرقتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماصنعت بثوبک فقلت احرقتہ قال افلا کسوتہ بعض اہلک [1]

جا کر اس کپڑے کو جلا دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کپڑے کو کیا کیا؟ میں نے کہا میں نے اس کپڑے کو جلا دیا، آپ نے فرمایا تم نے اپنے گھر میں کسی عورت کو پہنا دیا ہوتا!

زرد لباس سے ممانعت کی احادیث کے منسوخ ہونے کا بیان

ہر چند کہ بعض احادیث میں زرد رنگ کے لباس کی ممانعت ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین سے زرد رنگ کا لباس پہننا بہ کثرت احادیث سے ثابت ہے، اس لیے ممانعت کی احادیث منسوخ بھی جائیں گی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی حضرات صحابہ اور تابعین زرد رنگ کے کپڑے پہنتے رہے ہیں، جیسا کہ ہم اس سے پہلے احادیث سے واضح کر چکے ہیں۔

سبز رنگ کے لباس پہننے کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی رمثۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ بردان اخضران [2]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں پہنے ہوئے دیکھا۔

اس حدیث کو امام نسائی [3] اور امام احمد [4] نے بھی کئی اسانید سے روایت کیا ہے۔

نیز امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابی رمثۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوبان اخضران [5]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن سلیمان بن ابی عبد اللہ قال ادرکت المھاجرین الاولین یعتمون بعمائم کرابیس سود وبیض وحمر وخضر وصفر یضع احدھم العمامۃ علی راسہ ویضع القلنسوۃ فوقھا ثم العمامۃ ھکذا یعنی علی کورہ [6]

سلیمان بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں میں نے مہاجرین اولین کو دیکھا ہے وہ سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کا عمامہ سر کے اوپر رکھتے اور اس کے اوپر ٹوپی پہنتے تھے، پھر ٹوپی کے گرد عمامہ کو لپیٹ دیتے تھے۔

---

[1] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[2] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[3] امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[4] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۲۶، ج ۴ ص ۱۶۳، ج ۲ ص ۲۲۲، ج ۵ ص ۴۲۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت
[5] امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[6] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

سیاہ رنگ کے لباس پہننے کے متعلق احادیث اور عمامہ پہننے کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ام خالد بنت خالد قالت اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثیاب فیہا خمیصۃ سوداء فقال من ترون نکسو ھذہ الخمیصۃ فاسکت القوم فقال ائتونی بام خالد فاتی بی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فالبسنیہا بیدہ وقال ابلی واخلقی مرتین الحدیث[1]

ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے آئے جن میں کالا جبہ بھی تھا آپ نے فرمایا تمہارے خیال میں ہم کس کو یہ جبہ پہنائیں، صحابہ خاموش رہے، آپ نے فرمایا: ام خالد کو میرے پاس لاؤ، پھر مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ہاتھ سے وہ کالا جبہ پہنایا اور دو بار فرمایا (اس کو پہن پہن کر) پرانا اور بوسیدہ کرو۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن زید قال استسقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ خمیصۃ لہ سوداء[2]

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقاء پڑھائی درآں حالیکہ آپ نے سیاہ جبہ پہنا ہوا تھا۔

اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود[4]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک صبح کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ آپ نے سیاہ بالوں کا ایک کمبل اوڑھا ہوا تھا جس پر پالان کی تصویریں بنی ہوئی تھیں (یا دھاری دار تھا)

اس حدیث امام ابوداؤد[5] اور امام ترمذی[6] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] امام ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۵۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[5] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[6] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۹۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

علیہ وسلم دخل یوم فتح مکۃ وعلیہ عمامۃ سوداء[١]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے، درآں حالیکہ آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

اس حدیث کو امام ترمذی[٢] اور امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔

نیز امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن جعفر بن عمرو بن امیۃ عن ابیہ قال کانی انظر الساعۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر وعلیہ عمامۃ سوداء قد ارخی بین کتفیہا[٣]

جعفر بن عمرو بن امیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میری نظروں کے سامنے اب بھی یہ منظر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ عمامہ باندھے منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ نے (اس کا شملہ) دو کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن حریث عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب وعلیہ عمامۃ سوداء[۵]

عمرو بن حریث اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھ کر خطبہ دیا۔

عن ابی جعفر الانصاری قال رایت علی علی عمامۃ سوداء یوم قتل عثمان[٦]

ابوجعفر انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں نے حضرت علی کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن سلمۃ بن وردان قال رایت علی انس عمامۃ سوداء علی غیر قلنسوۃ وقد ارخاھا من خلفہ نحوا من ذراع[٧]

سلمہ بن وردان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بغیر ٹوپی کے سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا ان کے پیچھے اس عمامہ کا ایک ہاتھ کا شملہ تھا۔

عن عثمان بن ابی ھند قال رایت علی ابی عبید عمامۃ سوداء[٨]

عثمان بن ابی ہند کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبید کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ملحان بن ثروان قال رایت علی

ملحان بن شروان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار کو سیاہ

١۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ٢٦١ھ، صحیح مسلم ج ٢ ص ٤٣٩، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

٢۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ٢٧٩ھ، جامع ترمذی ص ٢٦٥، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

٣۔ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ٣٠٣ھ، سنن نسائی ج ٢ ص ٢٥٩، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۴۔ سنن نسائی ج ٢ ص ٢٦٠،

۵۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ٢٣٥ھ، المصنف ج ٨ ص ٢٣٣، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ١۴٠٦ھ

٦۔ المصنف ج ٨ ص ٢٣۴،

٧۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ٢٣٥ھ، المصنف ج ٨ ص ٢٣٥،

٨۔ المصنف ج ٨ ص ٢٣٥،

عمار عمامة سوداء[1]

عن دینار بن عمار قال: رایت علی الحسن عمامة سوداء[2]

دینار بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے حسن کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ابی صخرة قال رایت علی عبد الرحمان عمامة سوداء[3]

ابو صخرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمان کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ابن ایمن قال رایت علی ابن الحنفیة عمامة سوداء[4]

ابن ایمن کہتے ہیں کہ میں نے ابن الحنفیہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن سالم قال رایت علی ابی الدرداء عمامة سوداء[5]

سالم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو درداء کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن الخثعمی قال رایت علی البراء عمامة سوداء[6]

خثعمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن عطاء قال رایت علی عبد الرحمن بن عوف عمامة سوداء[7]

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمان بن عوف کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن حسین بن یونس قال رایت علی واثلة عمامة سوداء[8]

حسین بن یونس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ابی رزین قال: خطبنا الحسین بن علی یوم الجمعة وعلیه عمامة سوداء[9]

ابو رزین بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی نے ہمیں جمعہ کے دن خطبہ دیا درآں حالیکہ وہ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

سفید رنگ کا لباس پہننے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

[1] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۵، " " " "

[3] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۶، " " " "

[4] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۶، " " " "

[5] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۶، " " " "

[6] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " " "

[7] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " " "

[8] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " " "

[9] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " " "

عن ابی ذر قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و علیہ ثوب ابیض [1]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، درآں حالیکہ آپ نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا من ثیابکم البیض فانہا من خیر ثیابکم وکفنوا فیہا موتاکم الحدیث [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ یہ تمہارا بہترین لباس ہے، اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

اس حدیث کو امام ابن حبان [3] اور امام حاکم [4] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض فانہا اطہر واطیب وکفنوا فیہا موتاکم [5]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید لباس پہنو، کیونکہ یہ زیادہ صاف اور پاکیزہ ہیں اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

اس حدیث کو امام نسائی [6] اور امام ابن ماجہ [7] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن الحسن بن صالح عن ابیہ قال رایت علی الشعبی عمامۃ بیضاء [8]

حسن بن صالح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شعبی کو سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن اسماعیل بن عبد الملک قال رایت علی سعید بن جبیر عمامۃ بیضاء [9]

اسماعیل بن عبد الملک بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب ابن حبان ج ۸ ص ۲۹۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ

[4] امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۴ ص ۱۸۵، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

[5] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] امام ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۸، ،،

[7] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[8] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[9] ،، ،، ،، ،، ،، المصنف ج ۸ ص ۲۳۸، ،، ،، ،،

ٹوپی پہننے کے متعلق احادیث، آثار صحابہ و تابعین اور اقوال علماء

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان علی موسٰی یوم کلمہ ربہ کساء صوف وجبۃ صوف وکمۃ صوف وسراویل صوف وکانت نعلاہ من جلد حمار، الکمۃ القلنسوۃ الصغیرۃ۔[1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا اس دن انھوں نے ایک اون کی چادر، اون کا جُبّہ، اون کی ٹوپی اور اون کی شلوار پہنی ہوئی تھی اور دراز گوش کی کھال کی دو جوتیاں پہنی ہوئی تھیں۔

عن عمر بن الخطاب یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الشہداء اربعۃ رجل مؤمن جید الایمان لقی العدو فصدق اللہ حتی قتل فذالک الذی یرفع الناس الیہ اعینہم یوم القیمۃ ھکذا ورفع راسہ حتی وقعت قلنسوتہ فلا ادری قلنسوۃ عمر اراد او قلنسوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ الحدیث[2]

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء چار قسم کے ہیں، ایک وہ شخص جس کا ایمان مضبوط ہو وہ دشمن سے مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرے حتیٰ کہ شہید ہو جائے، یہی وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھیں گے، آپ نے سر اوپر اٹھایا حتیٰ کہ آپ کی ٹوپی گر گئی، راوی کہتے ہیں مجھے پتا نہیں اس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی مراد ہے یا حضرت عمر کی ٹوپی۔

امام احمد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے، اس میں اس طرح الفاظ ہیں:

حتی سقطت قلنسوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قلنسوۃ عمر[3]

حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی گر گئی یا حضرت عمر کی۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامۃ والقلنسوۃ ویداہ فی کمہ[4]

حسن بصری کہتے ہیں کہ (گرمی کی وجہ سے) لوگ (یعنی صحابہ اور تابعین) عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے (یعنی پیشانی عمامہ کے بل اور ٹوپی سے ڈھکی ہوئی ہوتی تھی) اور ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے۔

وضع ابو اسحاق قلنسوتہ فی الصلوۃ ورفعہا۔[5]

ابو اسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی کو رکھا اور اونچا کیا۔

۱۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۶۵ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۲۔ " " " " ، جامع ترمذی ص ۲۵۴،

۳۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۔۲۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

۴۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۵۔ " " " " ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۹،

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا سالہ ما یلبس المحرم فقال لا یلبس القمیص ولا العمامۃ ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوبا مسہ الزعفران[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ محرم کیا لباس پہنے؟ آپ نے فرمایا قمیص، عمامہ، شلوار اور ٹوپی نہ پہنے اور زعفران سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے۔

اس حدیث میں حالت احرام میں ٹوپی پہننے سے منع فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ غیر حالت احرام میں ٹوپی پہننے کا صحابہ میں عام رواج تھا۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن سفیان بن عیینۃ قال رایت شریکا صلی بنا فی جنازۃ العصر فوضع قلنسوتہ بین یدیہ[2]

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا شریک نے ہمیں ایک جنازہ کے بعد نماز عصر پڑھائی اور ٹوپی اپنے سامنے رکھ دی۔

اس حدیث کو پیش کرنے سے ٹوپی پہننے کے رواج اور تعامل کو بیان کرنا ہے، ٹوپی اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو ثابت کرنا مقصود نہیں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

عن ہلال بن یساف قال قدمت الرقۃ فقال لی بعض اصحابی ہل لک فی رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قلت غنیمۃ فدفعنا الی وابصۃ قلت لصاحبی نبدا فننظر الی دلہ فاذا علیہ قلنسوۃ لاطئۃ ذات اذنین وبرنس خز اغبر واذا ہو معتمد علی عصا فی صلاتہ[3]

ہلال بن یساف بیان کرتے ہیں کہ ہم رقہ (شام کا ایک شہر) گئے، ہمارے بعض ساتھیوں نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے ملاقات کریں؟ میں نے کہا یہ تو بڑی غنیمت ہے، پھر ہم حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، میں نے کہا: پہلے ہم ان کے طور طریق کو دیکھتے ہیں، پھر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے سر سے ایک دو کانوں والی ٹوپی چمٹی ہوئی ہے اور ایک غبار آلود لمبی ٹوپی (اس کے اوپر) پہنی ہوئی ہے اور وہ عصا کے سہارے سے نماز پڑھ رہے ہیں۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس قلنسوۃ بیضاء رواہ الطبرانی وفیہ عبد اللہ بن خراش وثقہ ابن حبان وقال ربما اخطأ وضعفہ جمہور الائمۃ وبقیۃ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی عبد اللہ بن خراش ہے، امام ابن حبان نے اس کی توثیق کی اور کہا کہ یہ بعض اوقات

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۵-۲۰۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] " " " " " سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۷-۱۳۶

رجالہ ثقات۔[1] خطاء بھی کرتا ہے، جمہور ائمہ نے اس کو ضعیف کہا ہے، اس سند کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس کمۃ بیضاء رواہ الطبرانی فی الاوسط عن شیخہ محمد بن حنیفۃ الواسطی وھو ضعیف لیس بالقوی۔[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے، اس کی سند میں محمد بن حنیفہ ضعیف راوی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن سعید قال: رایت علی علی بن الحسین قلنسوۃ بیضاء مصریۃ۔[3]

عبد اللہ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن حسین (حضرت زین العابدین) کو سفید مصری ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن ھشام قال: رایت علی ابن الزبیر قلنسوۃ لھا رب کان یستظل بھا اذا طاف بالبیت۔[4]

ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن الزبیر کو ایک چھجے والی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا وہ بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اس کا سایہ کر لیتے تھے۔

عن یزید قال: رایت علی ابراھیم قلنسوۃ مکفوفۃ بثعالب او سمور۔[5]

یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم (نخعی) کو لومڑی یا سمور کی کھال کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن الاجلح قال رایت علی الضحاک قلنسوۃ ثعالب۔[6]

اجلح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ضحاک کو لومڑی کی کھال کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن اشعث عن ابیہ ان ابا موسی خرج من الخلاء وعلیہ قلنسوۃ فمسح علیھا۔[7]

اشعث اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ بیت الخلاء سے آئے درآں حالیکہ انھوں نے ٹوپی ہوئی پہنی ہوئی تھی، پھر انھوں نے اس ٹوپی پر مسح کیا۔

علامہ علی متقی ہندی ابن عساکر کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

عن عائشۃ: قالت کان رسول اللہ صلی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۲ھ

[2] 〃 〃 〃 ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۱، 〃 〃 〃

[3] امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[4] 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲، 〃 〃 〃

[5] 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲، 〃 〃 〃

[6] 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲۔۲۱۳، 〃 〃 〃

[7] 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۳، 〃 〃 〃

اللہ علیہ وسلم یلبس قلنسوۃ بیضاء لاطئۃ [۱]

صلے اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے جو آپ کے سر پر چمٹی رہتی تھی۔

علامہ علی متقی ہندی ابن عساکر اور رویانی کے حوالوں سے بیان کرتے ہیں:

عن ابن عباس کان یلبس القلانس تحت العمائم و بغیر العمائم و یلبس العمائم بغیر القلانس وکان یلبس القلانس الیمانیۃ و یلبس ذوات الاذان فی الحرب وکان ربما نزع قلنسوتہ فجعلھا سترۃ بین یدیہ و ھو یصلی الحدیث [۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور عمامہ کے بغیر بھی ٹوپی پہنتے تھے اور عمامہ بغیر ٹوپی کے بھی پہنتے تھے، اور آپ یمنی ٹوپی پہنتے تھے اور جنگ میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے، بعض اوقات اپنی ٹوپی اتار کر اس کو سترہ بنا کر نماز پڑھتے تھے۔

مؤخر الذکر ان تینوں حدیثوں کو علامہ عزیزی [۳] اور علامہ مناوی [۴] نے جامع الصغیر کی شرح میں ذکر کیا ہے۔

علامہ مناوی لکھتے ہیں:

قال الحافظ العراقی فی شرح الترمذی واجود اسناد فی القلانس ما رواہ ابو الشیخ عن عائشۃ کان یلبس القلانس فی السفر ذوات الاذان وفی الحضر المضمرۃ یعنی الشامیۃ [۵]

حافظ عراقی نے ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ ٹوپیوں کے متعلق سب سے عمدہ سند کی حدیث یہ ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے، اور حضر میں شامی ٹوپی پہنتے تھے۔

علامہ زبیدی نے بھی یہی لکھا ہے [۶]

ملا نظام الدین حنفی لکھتے ہیں:

ولا باس بلبس القلانس وقد صح انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یلبسھا کذا فی الوجیز للکردری [۷]

ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ٹوپی پہنتے تھے، علامہ کردری نے وجیز میں اسی طرح لکھا ہے۔

۱۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ ھ، کنز العمال ج ۷، ص ۱۲۱، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ ھ

۲۔ ″ ″ ″ ، کنز العمال ج ۷، ص ۱۲۱

۳۔ علامہ علی بن الشیخ احمد عزیزی، سراج منیر شرح الجامع الصغیر ج ۴ ص ۱۶۵، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر، ۱۴۰۵ ھ

۴۔ علامہ عبد الرؤف مناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص ۲۴۷ - ۲۴۶، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۱ ھ

۵۔ ″ ″ ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص ۲۴۶

۶۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ ھ، اتحاف سادۃ المتقین ج ۷، ص ۱۲۷، مطبوعہ مطبعۃ میمنہ مصر ۱۳۱۱ ھ

۷۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ ھ، عالمگیری ج ۵ ص ۳۳۰، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ ھ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ٹوپی پہننے کا ذکر امام غزالی شافعی[1]، علامہ ابن الحاج[2] مالکی، علامہ ابن قیم[3] حنبلی، علامہ زرقانی[4] مالکی اور علامہ علی بن برہان الدین[5] حلبی وغیرہ نے بھی کیا ہے۔

امام شعرانی لکھتے ہیں:

وكان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یامر بستر الراس فی الصلوٰۃ بالعمامۃ او القلنسوۃ وینھی عن کشف الراس فی الصلوٰۃ۔[6]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم دیتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

وآں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم گاہ عمامہ بے کلاہ مے پوشید وگاہ با کلاہ وگاہ کلاہ بے عمامہ۔[7]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کبھی ٹوپی کے ساتھ اور کبھی بغیر ٹوپی کے عمامہ پہنتے تھے اور کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنتے تھے۔

علامہ نور اللہ بصیر پوری لکھتے ہیں:

ٹوپی یہ عمامہ کا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق بتانا یہ تقاضا نہیں کرتا کہ اور کوئی فرق ہے ہی نہیں بلکہ حقیقت واقعیہ یہ ہے کہ ہر علامت اسلام ہی فرق ہے، تو اگر اکیلی ٹوپی بھی کسی زمانہ میں علامت اسلام بن جائے تو وہ بھی فرق بن جائے گی، چنانچہ کافی مدت سے قادری ٹوپی اور ترکی ٹوپی علامت اسلام ہیں اور موجودہ دور میں جناح کیپ، تو ایسی ٹوپی کا پہننا جبکہ علامت اسلام ہے اور فرق ہے تو اس حدیث کے منشاء کے مخالف کیسے ہو سکتا ہے؟ ہاں گاندھی ٹوپی وغیرہ جو شعار کفر ہیں وہ چونکہ علامت کفر ہیں لہٰذا ممنوع ہیں۔[8]

قمیص، شلوار، جبہ اور قباء پہننے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبداللہ قال لما توفی عبداللہ بن ابی جاء ابنہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی مر گیا تو اس کے بیٹے رسول اللہ صلے اللہ

[1] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء علوم الدین علی ہامش الزبیدی ج ۷ ص ۱۲۹، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج متوفی ۷۳۰ھ، المدخل ج ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر

[3] علامہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم جوزیہ حنبلی متوفی ۷۵۱ھ، زاد المعاد ج ۱ ص ۴۳، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی مصر، ۱۳۶۹ھ

[4] علامہ محمد عبدالباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ، شرح المواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۱۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[5] علامہ علی بن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ، انسان العیون ج ۳ ص ۴۵۲، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی مصر، ۱۳۸۴ھ

[6] علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ، کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۷، مطبوعہ مصر

[7] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، شرح سفر السعادۃ ص ۴۳۶، مطبوعہ مطبع منشی نول الکشور لکھنؤ

[8] علامہ نور اللہ بصیر پوری متوفی ۱۴۰۳ھ، فتاویٰ نوریہ ج ۱ ص ۳۸۰، مطبوعہ انجمن حزب الرحمان بصیر پور، ۱۴۰۱ھ

یا رسول اللہ اعطنی قمیصک اکفنہ فیہ وصل علیہ واستغفر لہ فاعطاہ قمیصہ۔[1]

علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ مجھے اپنی قمیص عطا کیجئے میں اس میں ابن ابی کو کفن دوں گا، اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لیے استغفار کریں، سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قمیص عطا فرمادی۔

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استجد ثوبا سماہ باسمہ اما قمیصا او عمامۃ ثم یقول اللھم لک الحمد انت کسوتنیہ اسئلک من خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ وشر ما صنع لہ۔[2]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نیا کپڑا پہنتے تو بسم اللہ پڑھتے خواہ قمیص ہو یا عمامہ پھر فرماتے: اے اللہ! تیری حمد ہے کہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا، میں تجھ سے اس کی خیر کا اور جس لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں، اور اس کے شر سے اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ام سلمۃ قالت کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القمیص۔[3]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ لباس تھی۔

عن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبس جبۃ رومیۃ ضیقۃ الکمین۔[4]

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا۔

اس حدیث میں غیر مسلموں کے بنائے ہوئے کپڑے پہننے کا بھی ثبوت ہے۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن سوید بن قیس قال اتانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فساومنا سراویل۔[5]

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شلوار کی قیمت لگائی۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[6]

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۶۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] " " " ، جامع ترمذی ص ۲۶۸

[5] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بعرفات فقال من لم یجد ازارا فلیلبس السراویل ومن لم یجد نعلین فلیلبس خفین[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں فرمایا: جس شخص کو ازار (چادر یا تہبند) نہ ملے وہ شلوار پہن لے اور جس کو جوتے میسر نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی منصور قال: رایت علی الشعبی سراویل[2]

ابو منصور کہتے ہیں کہ میں نے شعبی کو شلوار پہنے ہوئے دیکھا۔

عن مهدی قال، کان الحسن اذا کان الشتاء لبس سراویل حبرۃ وقباء حبرۃ[3]

مہدی بیان کرتے ہیں کہ سردیوں کے موسم میں حسن بصری منقش شلوار اور منقش قباء (شیروانی) پہنتے۔

عن ابی خلدۃ رایت ابا عالیۃ علیہ سراویل[4]

ابو خلدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ کو شلوار پہنے ہوئے دیکھا۔

اسلام میں لباس پہننے کی وسعت

احادیث اور آثار میں انواع و اقسام کے کپڑے پہننے کا ثبوت ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سفید اور مختلف رنگوں کے حلے (ایک قسم کی دو چادریں) پہنی ہیں، جبہ اور فروج (ایک قسم کا کوٹ) زیب تن کیا ہے، قباء (ایک قسم کی شیروانی) پہنی ہے، آپ نے قمیص پہنی ہے اور یہ آپ کا پسندیدہ لباس تھا، سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا ہے اور کھال اور کپڑے کی مختلف قسم کی ٹوپیاں پہنی ہیں، پوستین[س] پہنی ہے اور بیل بوٹوں والی نقشین اور سادہ چادریں اور اونی کمبل اوڑھے ہیں، الساجیہ اور پوستین پہنی ہیں جن کی آستینوں پر ریشم کا کام کیا گیا تھا، آپ نے شلوار خریدی ہے، علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے شلوار پہنی بھی ہے[5] آپ نے جنگ کے دوران خود اور زرہ بھی پہنی ہے، آپ نے اونی، سوتی، باریک اور موٹے ہر قسم کے کپڑے پہنے ہیں۔

غیر اسلامی ملکوں میں بنے ہوئے لباس پہننے کا جواز

غیر اسلامی ملکوں کے بنے ہوئے کپڑے بھی آپ نے پہنے ہیں، علامہ ابن قیم نے امام احمد اور امام ابو داؤد کے حوالے سے لکھا ہے کہ روم کے بادشاہ نے آپ کو ایک پوستین ہدیہ کی تھی جس کی آستینوں پر ریشم کا کام کیا ہوا تھا، صحیح مسلم میں ہے کہ آپ کا ایک کسروانیہ (ایران کا بنا ہوا) جبہ تھا جس کی آستینوں پر ریشم کا کام تھا، آپ کے وصال کے بعد یہ حضرت عائشہ اور پھر حضرت اسماء

1۔ امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۵۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

2۔ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

3۔ " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۷، " " "

4۔ " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۸، " " "

5۔ علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم حنبلی متوفی ۷۵۱ھ، زاد المعاد ج ۱ ص ۳۵، مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۶۹ھ۔

س۔ بالوں والے چمڑے کا لباس مثلاً چغہ وغیرہ۔

کے پاس رہا وہ اس کو پانی سے دھو کر اس کے دھوون کو بیماروں کو پلا کر شفاء طلب کرتی تھیں۔ اسی طرح شام، مصر اور یمن کی بنی ہوئی چادریں بھی آپ نے پہنی ہیں۔[1] اور جامع ترمذی (ص ۲۶۸) میں ہے کہ آپ نے رومی جبہ پہنا ہے۔

نیم عریاں اور فساق فجار کے مخصوص لباس کی ممانعت اور کراہت

لباس کا مقصد ستر ڈھانپنا اور زینت ہے تاہم ایسا لباس پہننا ممنوع ہے جس سے لباس پہن کر بھی انسان عریاں دکھائی دے، علامہ شامی نے لکھا ہے: جسم کے جن اعضاء کا ستر واجب ہے اگر کپڑوں سے ان اعضاء کی ساخت اور ابھار دکھائی دے تو ان کو دیکھنا بھی ممنوع ہے۔[2] آج کل فیشن زدہ لوگ کستی ہوئی پتلونیں پہنتے ہیں اور قمیص پتلون کے اندر کی ہوئی ہوتی ہے، جس سے ان کی سرین کی ساخت اور ابھار نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے، اس قسم کا لباس پہننا جائز نہیں ہے، نیز لباس کی جو قسم فساق فجار کے ساتھ خاص اور ان کی علامت اور ان کا شعار ہو، اس کا پہننا مکروہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص جس گروہ کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا اسی گروہ میں شمار ہوگا۔

حدیث من تشبه بقوم فهو منهم کی تخریج

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم۔[3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

حافظ نورالدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی کریمة قال سمعت علی بن ابی طالب وهو یخطب علی منبر الکوفة وهو یقول یا ایها الناس انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ایاکم ولباس الرهبان فانه من ترهب او تشبه فلیس منی۔ رواه الطبرانی فی الاوسط عن شیخه علی بن سعید الرازی وهو ضعیف۔[5]

ابو کریمہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے کوفہ میں منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: راہبوں کا لباس پہننے سے اجتناب کرو کیونکہ جس شخص نے رہبانیت اختیار کی یا راہبوں کے مشابہ بنا وہ میرے طریقہ (محمودہ یا میرے دین کامل) پر نہیں ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی علی بن سعید رازی ہے جو ضعیف ہے۔

---

[1] علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم حنبلی متوفی ۷۵۱ھ، زاد المعاد ج ۱ ص ۳۶-۳۴، مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی مصر ۱۳۶۹ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[3] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[4] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۵۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[5] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

عن جابر بن عبد الله قال قالوا يا رسول الله! ان المشركين يتسرولون ولا يتزرون قال فتسرولوا انتم واتزروا وقالوا يا رسول الله! فان المشركين يختفون ولا ينتعلون قال فاختفوا انتم وانتعلوا وخالفوا اولياء الشيطان بكل ما استطعتم. رواه الطبراني في الاوسط عن علي بن سعيد الرازي وهو ضعيف۔[1]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مشرکین شلوار پہنتے ہیں اور تہبند نہیں باندھتے، آپ نے فرمایا تم شلوار بھی پہنو اور تہبند بھی باندھو، صحابہ نے عرض کیا مشرکین موزے پہنتے ہیں اور جوتا نہیں پہنتے، آپ نے فرمایا تم موزے بھی پہنو اور جوتی بھی اور جس قدر کر سکتے ہو شیطان کے دوستوں کی مخالفت کرو، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کا ایک راوی علی بن سعید رازی ضعیف ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليس منا من تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى وان تسليم اليهود الاشارة بالاصابع وتسليم النصارى الاشارة بالاكف۔[2]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے غیر کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، یہود کی مشابہت کرو نہ نصاریٰ کی، انگلیوں سے اشارہ کرنا یہود کا سلام ہے اور ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا سلام ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں علامہ مناوی کی تحقیق

علامہ مناوی "من تشبه بقوم فهو منهم" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

یعنی جو شخص اپنے ظاہری لباس میں کسی قوم کے لباس کی، اپنے افعال اور عادات میں کسی قوم کی عادات کی اور اپنی سیرت اور خصلت میں کسی قوم کی سیرت کی مشابہت اختیار کرے حتیٰ کہ اس کا ظاہر اور باطن اس قوم کے موافق ہو جائے تو اس کا شمار اس قوم سے ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص صالحین کی مشابہت اختیار کرے گا اس کی ان کی طرح عزت کی جائے گی اور جو شخص فساق کی مشابہت اختیار کرے اس کی ان کی طرح رسوائی ہوگی، علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ اگر اہل صنعت کسی خاص لباس کو اختیار کرلیں تو دوسروں کو اس لباس کے پہننے سے منع کیا جائے گا تاکہ ناواقف شخص ان کو بھی فاسق گمان نہ کرے اور اس بدگمانی کی وجہ سے گناہ میں مبتلا نہ ہو، بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ تشبہ امور قلبیہ یعنی اعتقادات میں بھی ہوتا ہے اور امور خارجیہ یعنی اقوال اور افعال میں بھی ہوتا ہے اور اقوال اور افعال کی دو قسمیں ہیں عبادات اور عادات، عادات میں کھانا پینا،

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[2] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۸۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۴۹۹-۲۵۶-۲۶۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

لباس کی وضع قطع، جائے سکونت، نکاح، تمدن اور ثقافت (یعنی کسی قوم کے رہن سہن اور طرز معاشرت کے اجتماعی آداب) سفر اور اقامت کے طور طریقے۔ اعتقادات اور عبادات میں تو کفار کا تشبہ اختیار کرنا کفر اور حرام ہے ہی شریعت اسلامیہ نے تمدن اور ثقافت اور دیگر عادات میں بھی کفار کے تشبہ سے منع فرمایا ہے کیونکہ ظاہر اور باطن میں ربط اور مناسبت ہوتی ہے اور ظاہر کا باطن میں اثر ہوتا ہے، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے تمدن اور ثقافت کے لیے ایسے امور بیان فرمائے جو کفار کے تمدن اور ثقافت سے الگ اور ممتاز ہیں، اور اس حدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان اپنے ظاہری طور طریقہ میں بھی کفار کی مخالفت کریں، کیونکہ اگر مسلمان کفار کی تہذیب اور تمدن کو اختیار کریں گے تو اس کا اثر ان کے اخلاق، عبادات اور عقائد پر بھی پڑے گا، اور اس کا عام مشاہدہ ہے جن لوگوں نے مغربی تہذیب کو اختیار کر لیا، ان کے اخلاق سے پاکیزگی کا عنصر ختم ہو گیا، وہ لوگ عبادات سے دور ہو گئے اور ان کے عقائد کمزور پڑ گئے اور جن لوگوں نے جدید وادیوں کی وضع قطع اختیار کی ان میں الحاد کا غلبہ ہوا اور ان کا دین متزلزل ہو گیا، اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ظاہر کا باطن میں اثر ہوتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور جب مسلمان اپنے ظاہری اطوار میں کفار کے مخالف رہیں گے تو اسباب غضب سے بچے رہیں گے اور گمراہی کے اسباب سے مجتنب رہیں گے، تیسری وجہ یہ ہے کہ جب کفار اور مسلمانوں کا لباس وضع قطع، ان کی بود و باش اور طرز معاشرت ایک جیسی ہو گی تو ہدایت یافتہ اور گمراہوں میں ظاہری تمیز نہیں رہے گی، اس لیے مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کفار کے تمدن اور ثقافت سے الگ رہیں اور ان کی مشابہت اختیار نہ کریں۔

علامہ مناوی لکھتے ہیں کہ شیخ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کفار کی مشابہت اختیار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ومن يتولهم منكم فانه منهم (مائدہ: ۵۱) "تم میں سے جس شخص نے یہود اور نصاریٰ سے دوستی رکھی اس کا انہی سے شمار ہو گا" لیکن اس حدیث کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ کفار کی مشابہت حرام ہو، حضرت ابن عمر کا ارشاد ہے جس شخص نے کفار کی سرزمین پر گھر بنایا اور ان کے نیروز اور مہرجان (یعنی ان کے تہواروں سے مثلاً کرسمس اور دسہرہ) کو منایا اور مرتے دم تک ان کے مشابہ رہا تو اس کا قیامت کے دن انہی کے ساتھ حشر ہو گا، یعنی کفار سے بالکلیہ مشابہ ہونا کفر ہے اور بعض امور میں مشابہ ہونا حرام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ کفر میں ان کی مشابہت اختیار کرنا کفر ہے اور معصیت میں مشابہت اختیار کرنا معصیت ہے اور ان کے شعار میں ان کی مشابہت اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[1]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں علامہ حصکفی کی تحقیق

علامہ حصکفی لکھتے ہیں: جو شخص فاسقوں کی وضع قطع اختیار کرے گا اس کی اہانت کی جائے گی خواہ وہ واقعہ میں فاسق نہ ہو، اور جو شخص سبز عمامہ باندھے گا اس کی عزت اور توقیر کی جائے گی خواہ وہ شخص سادات ہاشمیہ سے نہ ہو، اس لیے سادات کرام کے نسب پر طعن کر کے شیطان کی اتباع نہیں کرنی چاہیے، (اس) پر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ تم سید ہو، ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک سید پر یہ اعتراض کیا وہ سید گھر گیا اور جا کر سبز عمامہ اتار دیا اور کہا میں اس وقت تک سبز عمامہ نہیں باندھوں گا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو کہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے

[1] علامہ عبد الرؤف مناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۶ ص ۱۰۴، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، ۱۳۹۱ھ

ہوں، پھر اس شخص نے خواب دیکھا کہ ایک جماعت ورق گردانی کر رہی ہے اور وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس شخص کا نسب معلوم کرو پھر انھوں نے کہا کہ اس کا نسب حضرت جعفر صادق سے ثابت ہے، جب وہ شخص بیدار ہوا تو اس نے اس خواب کے سلسلہ میں بعض علماء سے سوال کیا، انھوں نے کہا جعفر صادق سے بڑھ کر اور کس کا نسب ہوگا! جاؤ جا کر سبز عمامہ باندھو۔[1]

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سبز عمامہ باندھنا سادات کرام کا شعار ہے۔

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں ملا علی قاری کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

یعنی جس شخص نے لباس وغیرہ میں کفار کی مشابہت کی یا فساق اور فجار کی مشابہت کی، یا صالحین کی مشابہت کی تو اس کا شمار انھی کے گروہ سے ہوگا، علامہ طیبی نے کہا کہ یہ حدیث خلق، تخلق اور شعار میں عام ہے اور جبکہ شعار میں تشبیہ زیادہ واضح ہوتی ہے تو اس باب میں شعار کا ذکر کیا جاتا ہے یعنی جو شخص جس قوم کے شعار کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا، (ملا علی قاری فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ یہاں پر صرف شعار (یعنی کسی قوم کی تہذیب اور اس کے دین کی مخصوص اقدار اور روایات) ہی مراد ہے اور اس کے علاوہ کوئی چیز مراد نہیں ہے، کیونکہ خلق اور تخلق میں تشبہ مراد نہیں لیا جاسکتا۔[2]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں شیخ عبد الحق دہلوی کی تحقیق

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

ہر وہ شخص جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا، چونکہ حدیث میں تشبہ کو مطلقاً فرمایا ہے: لہٰذا یہ تشبہ اخلاق، اعمال اور لباس کو شامل ہے خواہ نیکوں کے ساتھ مشابہ ہو یا بُرے لوگوں کے ساتھ مشابہ ہو، اگر اخلاق اور اعمال میں مشابہ ہوگا تو اس کا حکم ظاہر اور باطن دونوں میں جاری ہوگا، اور اگر صرف لباس میں مشابہ ہوگا تو اس کا حکم صرف ظاہر میں ہوگا (یعنی اگر کوئی شخص مثلاً سکھوں کا سا لباس اور ان کی وضع اور قطع اختیار کرے تو اس کا بظاہر سکھوں میں شمار ہوگا وہ حقیقت میں سکھ نہیں ہوجائے گا اور نہ قیامت کے دن سکھوں میں اٹھے گا، البتہ اس ظاہر لباس اور وضع و قطع کو دیکھ کر دیکھنے والے اس کو سکھ خیال کریں گے۔ سعیدی غفرلہٗ) زیادہ تر عرف میں اس مشابہت کو لباس پر محمول کرتے ہیں اسی وجہ سے اس حدیث کو کتاب اللباس میں ذکر کرتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز جس کے مشابہ ہوگی وہ اس چیز کے حکم میں ہوگی اگر ظاہر میں مشابہت ہے تو ظاہر میں اس چیز کے حکم میں ہوگی اور اگر باطن میں اس کے مشابہ ہے تو باطن میں اس چیز کے حکم میں ہوگی۔[3]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں شاہ عبد العزیز دہلوی کی تحقیق

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

جو چیز کفار کے ساتھ مخصوص ہو اور اس کو مسلمان استعمال کرتے ہوں خواہ وہ چیز از قبیل لباس ہو یا طعام سو وہ چیز تشبہ میں داخل ہے اور اس کا استعمال ممنوع ہے، اور جو چیز کفار کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اگرچہ کفار اس چیز کو زیادہ استعمال کرتے

---

[1] علامہ شیخ علی ابن الشیخ احمد عزیزی، سراج منیر ج ۳ ص ۳۱۲، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر، ۱۳۰۵ھ،

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۵۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[3] شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۵۴۷، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

ہوں اور مسلمان اس کو کم استعمال کرتے ہوں تو اس چیز کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اسی طرح اگر بعض امور کفار کے ساتھ کسی فائدہ کی بناء پر یا کسی آرام کی وجہ سے یا کسی دوا کے سبب سے مخصوص ہوں تو ان امور کو ان فوائد کے حصول کی وجہ سے حاصل کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں ان کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو۔ ہاں جو تشبہ مطلقاً ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو ان کی جماعت میں داخل کرے اور ان کے ساتھ دل میں محبت رکھے اسی طرح ان کی مشابہت کے قصد سے ان کی زبان اور ان کی طرز تحریر کو سیکھنا ممنوع ہے، اور ان کی عبادات اور ان کے تہواروں (مثلاً عید وغیرہ) میں تشبہ اختیار کرنا بھی مطلقاً ممنوع ہے۔ اس مفہوم پر بکثرت احادیث دلالت کرتی ہیں اگر ان سے تشبہ کی غرض ہو تو ہر چیز میں تشبہ منع ہے، اسی طرح اگر کسی بدنی فائدہ کی بناء پر ان کا لباس پہنتا ہے (جبکہ ان کی مشابہت مقصود نہیں ہے، سعیدی غفرلہ) تو کوئی حرج نہیں ہے۔ [1]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلے میں فقہاء احناف کی تحقیق

علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

اعلم ان التشبیہ باھل الکتاب لا یکرہ فی کل شیء فانا ناکل ونشرب کما یفعلون انما الحرام ھو التشبہ فیما کان مذموما وفیما یقصد بہ التشبیہ کذا ذکرہ قاضی خان فی شرح الجامع الصغیر [2]

جان لو کہ اہل کتاب کے ساتھ ہر چیز میں تشبہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ ہم بھی کھاتے پیتے ہیں جس طرح وہ کھاتے پیتے ہیں، البتہ صرف مذموم کاموں میں ان کے ساتھ تشبہ ممنوع ہے یا جس کام کو ان کے ساتھ تشبہ کے قصد کے ساتھ کیا جائے وہ ممنوع ہے اسی طرح قاضی خان نے جامع صغیر کی شرح میں ذکر کیا ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

فان التشبہ بھم لا یکرہ فی کل شیء بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبیہ [3]

اہل کتاب کے ساتھ ہر چیز میں تشبہ مکروہ نہیں ہے بلکہ مذموم چیزوں میں تشبہ مکروہ ہے اور جن کاموں میں تشبہ کا قصد کیا جائے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ویؤیدہ ما فی الذخیرۃ قبیل کتاب التحری قال ھشام رایت علی ابی یوسف نعلین مخصوفین بمسامیر، فقلت اتری بھذا الحدید باسا قال لا قلت سفیان وثور بن یزید کرھا ذلک لان فیہ تشبھا بالرھبان فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لھا شعر وانھا من لباس الرھبان فقد اشار الی ان صورۃ المشابھۃ فیما تعلق بہ صلاح العباد لا یضر

اس کی تائید میں "ذخیرہ" کی کتاب التحری سے ذرا پہلے یہ مذکور ہے کہ ہشام نے امام ابو یوسف کو دو ایسی جوتیاں پہنے دیکھا جن میں کیلیں لگی ہوئی تھیں ہشام نے پوچھا کیا آپ ان لوہے کی کیلوں میں کوئی حرج سمجھتے ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں، میں نے کہا کہ سفیان اور ثور بن یزید اس کو مکروہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں راہبوں کے ساتھ تشبہ ہے امام ابو یوسف نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالوں والی جوتیاں پہنتے تھے اور وہ بھی راہبوں کا لباس ہے امام ابو یوسف نے اپنے اس قول میں یہ اشارہ کیا ہے کہ جس کام میں صورۃً مشابہت ہو اور اس کام

1. شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ، فتاویٰ عزیزیہ ج ۱ ص ۱۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۱۱ھ
2. علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ
3. علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار ج ۱ ص ۳۳۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

فان الارض مما لا یمکن قطع المسافۃ البعیدۃ فیہا الا بھذا النوع اھ وفیہ اشارۃ ایضاً الی ان المراد بالتشبہ اصل الفعل ای صورۃ المشابہۃ بلا قصد۔[1]

میں لوگوں کا نفع اور فائدہ ہو تو اس مشابہت میں ضرر نہیں ہے کیونکہ اس قسم کی جوتیوں کے بغیر زمین میں دور دراز کی مسافت کو طے نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابو یوسف کے اس قول میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اس قسم کی مشابہت میں اس وقت حرج نہیں ہے جب اس کام میں کفار کے ساتھ مشابہت کا قصد نہ کیا جائے صرف صورۃً مشابہت ہو۔

علامہ شامی نے البحر الرائق کے حاشیہ پر بھی یہی تقریر کی ہے۔[2]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں مصنف کی تحقیق

خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت سے مطلقاً کوئی کام کرنا ممنوع ہے، مثلاً ان سے مشابہت کی قصد سے کھانا پینا یا سانس لینا بھی ممنوع ہے اور جب کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو بلکہ کسی اور مصلحت اور فائدہ کا حصول مقصود ہو مثلاً فوج اور پولیس، کفار کے مخصوص ہتھیاروں کو ان کی افادیت کی بناء پر استعمال کرے، یا پولیس اور فوج کی وردی کو اس لیے پہنے کہ اس کو پہن کر جسم چاق و چوبند رہتا ہے اور اس لباس کے ساتھ فوجی مشقتیں اور دیگر فرائض آسانی کے ساتھ انجام دیے جا سکتے ہیں (البتہ قمیض پتلون سے باہر نکالیں تاکہ سرین کا ابھار دکھائی نہ دے) اس صورت میں ان چیزوں کا استعمال جائز ہے، اسی طرح میز کرسی پر کھانا، چھری کانٹے اور چمچوں کو کھانے میں استعمال کرنا، اگر ان میں کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو بلکہ دوسرے فوائد اور سہولتوں کی بناء پر استفادہ کرتے ہوں اور اس میں ہماری نیت کفار سے مشابہت نہیں ہوتی، مثلاً بجلی کی روشنی اور پنکھوں کو استعمال کرنا، موٹر کار، بس، ٹرین اور ہوائی جہاز سے سفر کرنا، ٹیلیفون پر بات کرنا، ریڈیو اور ٹی۔ وی کے اعلانات اور جائز پروگراموں سے استفادہ کرنا اور تمام صنعتوں اور کارخانوں میں ان کی تکنیک سے استفادہ کرنا یہ سب امور جائز ہیں اور تمام مسلمان بغیر کسی انکار کے ان پر عمل کرتے ہیں۔

کفار کے وہ اعتقادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں، اسی طرح ان کی وہ عبادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں اسی طرح ان کی وہ تہذیب اور ثقافت جو ان کا مخصوص شعار گردانی جاتی ہے یعنی وہ چیزیں جو ان کی کسی بدعقیدگی پر مبنی ہیں مثلاً عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اس لیے وہ گلے میں صلیب ڈالتے ہیں، یا ہندو چوٹی کا چندہ ڈالتے ہیں یا اسی کی علامت کے طور پر ٹائی لگاتے ہیں،[3] یہ تمام چیزیں مطلقاً ممنوع اور حرام ہیں اور ان میں سے بعض چیزیں کفر ہیں، مثلاً حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کفر ہے کہ ان کو سولی دی گئی تھی۔

عورتوں کی بے پردگی، مردوں اور عورتوں کا آزادانہ میل جول، کلبوں میں اجنبی مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنا گپ شپ کرنا، رقص و سرود میں حصہ لینا، وڈیو اور سینما کی فلمیں بنانا، ان کو دیکھنا، موسیقی سننا خواہ بھارت کی موسیقی ہو، پاکستان کی ہو

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۵۸۲-۵۸۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، منحۃ الخالق علی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[3] ابتداءً ٹائی عیسائیوں کے ساتھ مخصوص تھی لیکن اب یہ فیشن میں داخل ہو چکی ہے اور تقریباً دنیا کی تمام فیشن زدہ اقوام ٹائی باندھتی ہیں اس لیے اب یہ عیسائیت کی نہیں بلکہ فیشن کی علامت ہے۔ منہ

یا مغربی لڑکیوں کا چست اور نیم عریاں لباس پہننا، ہپیوں کی وضع قطع اختیار کرنا، ان تمام امور میں مغربی تہذیب کی مشابہت ہے، بعض امور میں ہندوؤں کے طریقے اور ان کی رسموں کا رواج ہے ان چیزوں میں تشبہ مطلقاً ممنوع ہے اور ان کاموں میں خواہی نخواہی تشبہ ہے خواہ تشبہ کی نیت ہو یا نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ تشبہ ان امور میں ممنوع ہے جو امور کفار کے عقائد فاسدہ اور اعمال باطلہ کے ساتھ مخصوص ہوں یا جو امور کتاب اور سنت کی تصریحات کے خلاف ہوں اور جو امور جائز ہیں اور کفار کے درمیان مشترک ہوں یا جو امور نافعہ ہوں ان میں اگر کفار کے ساتھ تشبہ واقع ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ احادیث میں اس قسم کے امور کو اختیار کرنے کی بہ کثرت مثالیں ہیں، دیکھیے دفاعی جنگ میں شہر کے گرد خندق کھودنا کفار عجم کا طریقہ تھا، لیکن جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے غزوہ احزاب کے وقت مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشورہ کو قبول کر لیا، امام ابن سعد روایت کرتے ہیں:

فلما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصولهم من مكة ندب الناس واخبرهم خبر عدوهم وشاورهم في امرهم فاشار عليه سلمان الفارسي بالخندق فاعجب ذلك المسلمين [1]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے مکہ سے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو آپ نے مسلمانوں کو دشمن کی خبر دی، اور ان سے جنگ کے متعلق مشورہ کیا، حضرت سلمان فارسی نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور مسلمانوں کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال سلمان للنبي صلى اللہ علیہ وسلم انا كنا بفارس اذا حوصرنا خندقنا علينا فامر النبي صلی اللہ علیہ وسلم بحفر الخندق حول المدينة وعمل فيه بنفسه ترغيبا للمسلمين [2]

حضرت سلمان فارسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب ہم فارس میں تھے اور ہمارا محاصرہ کیا جاتا تھا تو ہم اپنے گرد خندق کھود لیتے تھے، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو رغبت دینے کے لیے آپ نے خود خندق کھودی۔

خندق کھودنا کفار کا طریقہ تھا لیکن اس کے نافع اور مفید ہونے کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار کر لیا اسی طرح خط کے اوپر مہر لگانا بھی کفار کا طریقہ تھا، لیکن اس کی افادیت کی بناء پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر بنوائی، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك ان نبي اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اراد ان يكتب الى رهط او اناس من الاعاجم فقيل له انهم لا يقبلون كتابا الا عليه خاتم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمیوں کی ایک جماعت کو خط لکھنے کا ارادہ کیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ بغیر مہر کے کسی خط کو قبول نہیں

---

[1] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبری، ج ۲ ص ۶۶، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۷ ص ۳۹۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

فاتخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من فضۃ نقشہ محمد رسول اللہ [1]

گرتے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوالی جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا۔

اسی طرح پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ جماع کرنے سے منع کرنے کا ارادہ کیا لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ روم اور فارس کے لوگ ایام رضاعت میں جماع کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا تو آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا، امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن جدامۃ بنت وھب الاسدیۃ انھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لقد ھممت ان انھی عن الغیلۃ حتی ذکرت ان الروم والفارس یصنعون ذلک فلا یضر اولادھم [2]

جدامہ بنت وہب اسدیہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ جماع سے منع کرنے کا ارادہ کیا پھر مجھے خیال آیا کہ روم اور فارس کے لوگ یہ عمل کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا۔

ان مثالوں سے واضح ہو گیا کہ کفار کے طریقوں میں سے کسی نفع دینے والے طریقہ کو اختیار کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ کام ہماری شریعت میں ممنوع نہ ہو یا ان کی کسی بد عقیدگی یا بدعملی کے ساتھ خاص نہ ہو۔

کیا سبز عمامہ دیندار جماعت کا شعار ہے؟

لباس کے معاملے میں اسلام نے کوئی قید نہیں لگائی الا یہ کہ گہرے سرخ یا گہرے زرد رنگ کے لباس کی بعض روایات میں ممانعت ہے، اور ان کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے یا ایسا تنگ اور چست لباس جس سے جسم کے اس عضو کا ابھار نمایاں ہو جس کو شریعت نے چھپانے کا حکم دیا ہے ایسے لباس کا پہننا ناجائز ہے، لباس کی بعض اقسام رنگوں کے ساتھ مخصوص ہیں جیسا کہ سبز عمامہ باندھنا سادات کرام کے ساتھ مخصوص ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز رنگ کا حلہ پہنا ہے، مہاجرین اولین صحابہ کرام سبز عمامہ باندھتے تھے، اب ایک گمراہ فرقہ یعنی دیندار جماعت نے بھی سبز عمامہ باندھنا شروع کر دیا ہے اور اس کو اپنی علامت بنا لیا ہے اس فرقہ کی تعداد بہت کم ہے اور یہ لوگ خال خال نظر آتے ہیں، سو اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ سبز عمامہ باندھنا دیندار جماعت کا طریقہ ہے اس لیے اس میں ان کا تشبہ ہے اور اب یہ ناجائز ہے، کیونکہ اول تو سبز عمامہ ان کا شعار اور ان کی خصوصیت نہیں ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سبز رنگ کا حلہ ثابت ہے، مہاجرین اولین سبز عمامہ باندھتے تھے اور بعد میں سبز عمامہ اشراف اور سادات ہاشمیہ کا شعار رہا ہے تو یہ دینداروں کا شعار اور ان کی خصوصیت کہاں سے ہو گیا؟ اگر دیندار قرآن مجید اور احادیث کو پڑھیں تو کیا اب قرآن اور احادیث کا پڑھنا بھی ممنوع ہو گا؟ یا نماز، روزہ، حج اور باقی ارکان اگر وہ ادا کریں تو کیا وہ ناجائز ہوں گے؟

کیا سیاہ عمامہ رافضیوں کا شعار ہے؟

سیاہ لباس میں سے سیاہ عمامہ باندھنا اور سیاہ چادر اوڑھنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، فقہاء اور تابعین کا بھی طریقہ ہے اب چونکہ محرم کے مہینہ میں شیعہ لوگ ماتم کی نیت سے کالے کپڑے پہنتے ہیں اس وجہ سے ہمارے بعض علماء نے محرم کے مہینہ میں سیاہ لباس پہننے سے منع کیا ہے اس کی ممانعت کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص سنت کے قصد سے سیاہ لباس پہنے تب بھی اللہ اور اس کے رسول کے

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۳ - ۸۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۶۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

نزدیک اس کا شمار رافضیوں میں ہو گا، بلکہ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ محرم میں سیاہ لباس پہننے کی وجہ سے اس کے متعلق شیعہ ہونے کی بدگمانی کی جائے گی تو اس بدگمانی سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے محرم کے مہینہ میں سیاہ لباس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

لباس میں مشابہت کی وجہ سے صرف ظاہری اور دنیاوی حکم لاگو ہو گا

لباس کی جو وضع کسی کافر یا فاسق قوم کا شعار ہو یا وہ وضع ان کی کسی بدعقیدگی پر مبنی ہو اس لباس کو پہننا اس قوم کے ساتھ تشبہ ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے ورنہ ظاہری طور پر جو لباس جس گروہ کی علامت ہو اس لباس کے پہننے والے کا ظاہری طور پر اسی گروہ میں شمار ہو گا، مثلاً عمامہ، جبہ اور شلوار پہننا یا ٹوپی، شیروانی اور شلوار اور قمیض پہننا عرف میں علماء کا لباس ہے، اس لباس کے پہننے والے کا علماء میں شمار ہو گا خواہ وہ عالم نہ ہو لیکن اگر وہ جبہ و دستار میں ملبوس ہو تو لوگ اس کو عالم سمجھیں گے اسی طرح مخصوص قسم کی خاکی وردی فوجی لباس ہے، اگر ایک غیر فوجی بھی اس لباس کو پہن لے تو لوگ اس کو فوجی سمجھیں گے، اسی طرح کوٹ پتلون اور ہیٹ وغیرہ بابوؤں کا لباس ہے اگر کوئی عام شخص یہ لباس پہن لے تو لوگ اس کو بابو سمجھیں گے، یہ صرف ظاہری اور دنیاوی حکم ہے اس کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر کوئی ______ صلیب پہنے، اگر کوئی شخص ہندوؤں کی طرح کی دھوتی باندھے اور گاندھی ٹوپی پہنے تو لباس کی اس مشابہت کی وجہ سے لوگ اس کو ہندو سمجھیں گے لیکن محض اس لباس کی وجہ سے اس کا آخرت میں ہندوؤں میں شمار نہیں ہو گا، البتہ اس لباس سے اس لیے اجتناب لازم ہے کہ لوگ اس کے متعلق ہندو ہونے کی بدگمانی نہ کریں۔

بدعقیدگی، بدعات اور بداعمالیوں میں مشابہت کی وجہ سے کفر، گمراہی اور حرمت کا حکم لاگو ہو گا

مشابہت کی وجہ سے اخروی حکم صرف اس وقت لاگو ہو گا جب کوئی شخص کفار کے باطل عقائد کو اختیار کرے، تو پھر وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کسی قوم کی بدعات سیئہ کو اختیار کرے جیسے سیاہ علم اور تعزیہ داری اور سینہ کوبی وغیرہ تو گمراہ ہو گا اور کسی قوم کے ناجائز افعال یا بدعقیدگی پر مبنی اعمال میں مشابہت کو اختیار کرے گا تو حرام کا مرتکب ہو گا۔

لباس کے موضوع پر ہم نے کافی تفصیل سے لکھا ہے اور ہمارے زمانہ میں لباس کے متعلق جو غلط نظریات مشہور ہیں اور من تشبه بقوم والی حدیث کے جو غلط سلط معنی بیان کیے جاتے ہیں اس کے ازالہ کی میں نے بھرپور سعی کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سطور کو نافع بنائے اور لباس کے معاملہ میں جن لوگوں کے غلط نظریات یا غلط روش ہے ان کی اصلاح فرمائے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ اللھم اجعل ھذا الکتاب مقبولا عندک وعند رسولک واجعلہ لی صدقۃ جاریۃ۔ اے اللہ اس کتاب کو اپنی اور اپنے رسول کی بارگاہ میں مقبول کر دے اور اس کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین قائد الغر المحجلین افضل الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وعلماء ملتہ واولیاء امتہ اجمعین۔

باب ۳۲: فضل لباس ثیاب الحبرۃ

دھاری دار یمنی چادروں کی فضیلت

۵۳۲۶۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ قُلْنَا لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کس قسم کا لباس زیادہ پسندیدہ یا محبوب تھا؟ انہوں نے کہا دھاری دار یمنی

وَسَلَّمَ أَوْ أَعْجَبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحِبَرَةُ.

یمنی چادر۔

۵۳۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِبَرَةُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ دھاریدار یا نقشین یعنی چادر تھی۔

ف: اس حدیث میں دھاریدار یا نقشین لباس پہننے کے جواز کی دلیل ہے۔

بَابُ ۳۳: التَّوَاضُعِ فِي اللِّبَاسِ وَالِاقْتِصَارِ عَلَى الْغَلِيظِ مِنْهُ

لباس میں انکسار اور موٹے کپڑے پہننے کا بیان

۵۳۲۸ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَمُّونَهَا الْمُلَبَّدَةَ قَالَ فَأَقْسَمَتْ بِاللّٰهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هَذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ.

ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا حضرت عائشہ نے یمن کا بنا ہوا ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور ایک چادر نکالی جس کو ملبدہ کہا جاتا ہے پھر انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھی دو کپڑوں میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔

۵۳۲۹ - حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ إِزَارًا وَكِسَاءً مُلَبَّدًا فَقَالَتْ فِي هَذَا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي حَدِيثِهِ إِزَارًا غَلِيظًا.

ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تہبند اور ایک پیوند لگی ہوئی چادر نکالی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انھی کپڑوں میں وفات ہوئی تھی، ایک روایت میں موٹے کپڑے کے تہبند کا ذکر ہے۔

۵۳۳۰ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ إِزَارًا غَلِيظًا.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں موٹے کپڑے کے تہبند کا ذکر ہے۔

۵۳۳۱ - وَحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کالے بالوں کا بنا ہوا کمبل اوڑھ

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ۔

کر باہر آئے جس پر پالان کے نقشے بنے ہوئے تھے۔

۵۳۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي يَتَّكِئُ عَلَيْهَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ تکیہ جس کے ساتھ آپ ٹیک لگاتے تھے، چمڑے کا تھا اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۵۳۳۳ - وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمًا حَشْوُهُ لِيفٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ بستر (گدا) جس پر آپ سوتے تھے، چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۵۳۳۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا ضِجَاعُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ يَنَامُ عَلَيْهِ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث منقول ہے اس میں بستر کے لیے ضجاع کا لفظ ہے۔

بَابُ جَوَازِ اتِّخَاذِ الْأَنْمَاطِ

قالیچہ یا قالین کے جواز کا بیان

۵۳۳۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو) قَالَ عَمْرٌو وَقُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجْتُ أَتَّخَذْتَ أَنْمَاطًا قُلْتُ وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے شادی کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: کیا تم نے قالیچے بنائے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہمارے پاس قالیچے کہاں؟ آپ نے فرمایا اب عنقریب ہوں گے۔

۵۳۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجْتُ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَّخَذْتَ أَنْمَاطًا قُلْتُ وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَ امْرَأَتِي نَمَطٌ فَأَنَا أَقُولُ نَحِّيهِ عَنِّي وَتَقُولُ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میری شادی ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: کیا تم نے قالیچے بنائے ہوئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہمارے پاس قالیچے کہاں؟ آپ نے فرمایا: اب ہو جائیں گے! حضرت جابر نے کہا میری بیوی کے پاس ایک قالیچہ (قالین) ہے۔ میں نے اس سے کہا اس کو مجھ سے دور رکھیو، اس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا عنقریب قالین ہوں گے۔

۵۳۳۷ - وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فَأَدَعُهَا ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

بَابُ ۳۵ كَرَاهَةِ مَا زَادَ عَلَى الْحَاجَةِ مِنَ الْفِرَاشِ وَاللِّبَاسِ

ضرورت سے زیادہ بستر اور لباس بنانے کی کراہت

۵۳۳۸ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بستر مرد کے لیے ہے، ایک اس کی بیوی کے لیے اور تیسرا بستر مہمان کے لیے اور چوتھا بستر شیطان کے لیے ہے۔

ف: قاضی عیاض نے کہا ہے جو چیز ضرورت سے زائد ہو گی وہ بڑائی کے اظہار اور تکبر کے لیے ہو گی اس لیے ضرورت سے زائد چیز مکروہ اور مذموم ہے، اور ہر مذموم چیز کی شیطان کی طرف نسبت ہوتی ہے اس لیے اس حدیث میں چوتھے بستر کی شیطان کی طرف نسبت ہے، اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ چیز جو ضرورت سے زائد ہو وہ مکروہ اور مذموم ہے۔

بَابُ ۳۶ تَحْرِيمِ جَرِّ الثَّوْبِ خُيَلَاءَ

تکبر سے کپڑا لٹکا کر چلنے کی ممانعت

۵۳۳۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ كُلُّهُمْ يُخْبِرُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر سے کپڑا گھسیٹ کر چلے اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا۔

اللّٰهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ

۵۳۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا هٰرُونُ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادُوا فِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی سات سندیں بیان کیں، ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

۵۳۴۱۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَنَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الَّذِي يَجُرُّ ثِيَابَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر سے کپڑا لٹکا کر (یا گھسیٹ کر) چلتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت) نہیں فرمائے گا۔

۵۳۴۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ وَجَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۵۳۴۳۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تکبر سے کپڑا لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۵۳۴۴ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهٗ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ ثِيَابَهٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، پھر اس کی مثل روایت ہے، البتہ اس میں ثیاب کا لفظ ہے۔

۵۳۴۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُسْلِمَ بْنَ يَنَّاقٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهٗ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَانْتَسَبَ لَهٗ فَإِذَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ فَعَرَفَهُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ يَقُولُ مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ لَا يُرِيدُ بِذٰلِكَ إِلَّا الْمَخِيلَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

مسلم بن یناق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو چادر گھسیٹ کر چلتے ہوئے دیکھا، حضرت ابن عمر نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے ہو؟ اس نے اپنا نسب بیان کیا، وہ شخص بنو لیث سے تھا حضرت ابن عمر نے اس کو پہچان لیا اور کہا میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: جو شخص محض تکبر کے ارادہ سے چادر لٹکائے گا (یا گھسیٹ کر چلے گا) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

۵۳۴۶ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ) ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ (يَعْنِي ابْنَ نَافِعٍ) كُلُّهُمْ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ أَبِي يُونُسَ عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي الْحَسَنِ وَفِي رِوَايَتِهِمْ جَمِيعًا مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ وَلَمْ يَقُولُوا ثَوْبَهٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت بیان کی ہے، ایک روایت میں ہے جس نے اپنی چادر گھسیٹی اور کپڑے کا ذکر نہیں ہے۔

۵۳۴۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يَقُولُ

عباد بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے نافع بن عبد الحارث کے غلام مسلم بن یسار کو یہ حکم دیا کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کریں کہ جو شخص تکبر سے چادر لٹکاتا ہو کیا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ سنا ہے؟ انہوں نے

أَمَرْتُ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ مَوْلَى نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ أَنْ يَسْأَلَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ وَأَنَا جَالِسٌ بَيْنَهُمَا أَسَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

کہا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

۵۳۴۸ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي إِزَارِي اسْتِرْخَاءٌ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ ارْفَعْ إِزَارَكَ فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُ فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ إِلَى أَيْنَ فَقَالَ أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا درآں حالیکہ میری چادر لٹک رہی تھی آپ نے فرمایا اے عبد اللہ! اپنی چادر اوپر کر لو۔ میں نے اپنی چادر اوپر کی آپ نے فرمایا اور زیادہ کرو، میں نے اور زیادہ اوپر کی، پھر میں اس کو اوپر کرتا رہا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے عرض کیا کہاں تک اوپر کرے، آپ نے فرمایا: نصف پنڈلیوں تک۔

۵۳۴۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ (وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ) قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَرَأَى رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهُ فَجَعَلَ يَضْرِبُ الْأَرْضَ بِرِجْلِهِ وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَهُوَ يَقُولُ جَاءَ الْأَمِيرُ جَاءَ الْأَمِيرُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى مَنْ يَجُرُّ إِزَارَهُ بَطَرًا۔

محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ نے ایک شخص کو چادر گھسیٹ کر چلتے ہوئے دیکھا، وہ شخص بحرین کا امیر تھا، وہ شخص زمین پر پیر مار مار کر کہہ رہا تھا: امیر آگیا امیر آگیا، حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اتراتے ہوئے اپنی چادر لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں کرے گا۔

۵۳۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَخْلِفُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ الْمُثَنَّى كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُسْتَخْلَفُ عَلَى الْمَدِينَةِ۔

ابن جعفر کی روایت میں ہے مروان نے حضرت ابو ہریرہ کو مدینہ کا حاکم بنایا تھا، اور ابن مثنیٰ کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ مدینہ کے حاکم تھے۔

مردوں کے ٹخنے سے نیچے لٹکنے والے لباس کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ما اسفل من الكعبين من الازار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہبند کا جو حصہ ٹخنوں کے نیچے ہو گا وہ

فی النار[1]

جہنم میں ہوگا۔

عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال بینما رجل یجر ازارہ خسف بہ فھو یتجلجل فی الارض الی یوم القیمۃ[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلتا تھا، اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن سلیم قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وارفع ازارک الی نصف الساق فان ابیت فالی الکعبین وایاک واسبال الازار فانہا من المخیلۃ وان اللّٰہ لا یحب المخیلۃ[3]

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے تہبند کو آدھی پنڈلیوں تک اونچا رکھو، اور اگر ایسا نہ کرو، تو ٹخنوں تک اونچا رکھو، اور تہبند لٹکانے سے اجتناب کرو، کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔

عن ابی ھریرۃ قال بینما رجل یصلی مسبلا ازارہ فقال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذھب فتوضأ فذھب فتوضأ ثم جاء فقال اذھب فتوضأ فقال لہ رجل یا رسول اللّٰہ مالک امرتہ ان یتوضأ ثم سکت عنہ ثم قال انہ کان یصلی وھو مسبل ازارہ وان اللّٰہ تعالٰی لا یقبل صلوۃ رجل مسبل[4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جاکر وضو کرو، اس نے جاکر وضو کیا، اور پھر آیا، آپ نے فرمایا جاؤ وضو کرو، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم کیوں دیا ہے؟ آپ خاموش ہوگئے پھر آپ نے فرمایا: یہ شخص تہبند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ تہبند لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں کرتا۔[2]

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن مجاھد قال من مس ازارہ کعبیہ لم تقبل لہ صلوتہ[5]

مجاہد کہتے ہیں جس شخص کا تہبند ٹخنوں کو چھوئے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] ″ ″ ″ ″ ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۱،

[3] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[4] ″ ″ ″ ″ ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۹،

[5] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[1] اس حدیث سے یہ مراد ہے کہ جو شخص تکبر سے کپڑا گھسیٹ کر چلے اس کے ٹخنوں کا نچلا حصہ جہنم میں ہوگا یا یہ اہل جہنم کا طریقہ ہے۔ منہ

[2] یہ حدیث بھی تکبر پر محمول ہے یا یہ تشدید اور تغلیظ کے قبیل سے ہے۔ منہ

عن حذیفۃ قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باسفل عضلۃ ساقی او ساقہ فقال ھذا موضع الازار فان ابیت فاسفل فان ابیت فاسفل فان ابیت فلا حق للازار فی الکعبین[۱]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پنڈلی یا اپنی پنڈلی کے پٹھوں کو پکڑ کر فرمایا: یہ تہبند کی جگہ ہے، اگر تم ایسا نہ کرو تو اس سے ذرا نیچے، اور اگر ایسا نہ کرو تو اس سے ذرا اور نیچے اور اگر تم ایسا نہ کرو تو ٹخنوں پر تہبند کا کوئی حق نہیں ہے۔

عن ابی سعید قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازرۃ المؤمن الی نصف الساق فما کان الی الکعب فلا باس وما کان تحت الکعب ففی النار[۲]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے تہبند کی حد پنڈلیوں کے نصف تک ہے، اگر ٹخنوں تک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔

تکبر کے بغیر یا اتفاقاً ٹخنے کے نیچے لٹکنے والے لباس کی رخصت کے متعلق احادیث اور آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ فقال ابو بکر الصدیق یا رسول اللہ ان احد شقی ازاری یسترخی الا ان اتعاھد ذلک منہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لست ممن یصنعہ خیلاء[۳]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں خیال نہ رکھوں تو میرے تہبند کی ایک جانب ڈھلک جاتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

عن ابی بکرۃ قال خسفت الشمس ونحن عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام یجر ثوبہ مستعجلا حتی اتی المسجد وثاب الناس فصلی رکعتین الحدیث[۴]

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورج کو گہن لگ گیا، آپ جلدی سے اٹھے درآں حالیکہ آپ کا تہبند زمین پر گھسیٹ رہا تھا، آپ مسجد میں آئے اور لوگ بھی پلٹ کر آگئے پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔

---

[۱] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۳۔۲۰۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[۲] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۰۳

[۳] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۴] " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۱

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی وائل عن ابن مسعود انہ کان یسبل ازارہ فقیل لہ (فی ذلک) فقال انی رجل حمش الساقین[1]

ابو وائل کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تہبند لٹکتا رہتا تھا، ان سے اس کے متعلق استفسار کیا گیا انھوں نے کہا میں ایسا شخص ہوں جس کی پنڈلیاں پتلی ہیں۔

عن عکرمۃ قال رایت ابن عباس یاتزر فارسل ازارہ من بین یدیہ حتی تقع حاشیتہ علی ظھر قدمیہ یرفع من مؤخرہ[2]

عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس کو اس طرح تہبند باندھتے دیکھا کہ وہ اپنے آگے سے تہبند کو لٹکا دیتے حتی کہ تہبند کے کنارے قدموں کی پشت سے لگتے اور پشت کی جانب سے تہبند کو اونچا رکھتے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلوا واشربوا والبسوا وتصدقوا فی غیر اسراف ولا مخیلۃ وقال ابن عباس کل ما شئت والبس ما شئت ما اخطاتک اثنتان سرف او مخیلۃ[3]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبر اور اسراف کے بغیر کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ کرو، حضرت ابن عباس نے کہا جو چاہے کھاؤ اور جو چاہے پہنو بشرطیکہ اسراف اور تکبر نہ ہو۔

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء شافعیہ کی آراء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: تہبند، قمیض اور عمامہ ان میں سے ہر ایک کو ٹخنوں کے نیچے تکبر سے لٹکانا منع ہے، اور بغیر تکبر کے لٹکانا مکروہ ہے، چونکہ احادیث میں کپڑا لٹکانے کی ممانعت کو تکبر کے ساتھ مقید کیا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ تحریم تکبر کے ساتھ مخصوص ہے، امام شافعی نے اس فرق کی تصریح کی ہے اور عورتوں کے لیے کپڑا لٹکانے کی اجازت ہے اس کے جواز کی احادیث میں تصریح ہے اور اس کے جواز پر علماء کا اجماع ہے۔ حضرت ابوسعید کی روایت میں ہے کہ مومن کا تہبند پنڈلیوں کے نصف سے لے کر ٹخنوں تک نیچے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے، لہٰذا پنڈلیوں کے نصف تک تہبند لٹکانا مستحب ہے، اور ٹخنوں تک نیچے کرنا بلا کراہت جائز ہے اور تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر تکبر کی وجہ سے ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور بغیر تکبر کے مکروہ تنزیہی ہے اور جن احادیث میں مطلقاً آیا ہے کہ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے اس سے مراد وہ کپڑا ہے جو تکبر کی وجہ سے لٹکایا گیا ہو، کیونکہ یہ احادیث مطلق ہیں اور مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے۔[4]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۶ " " "

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[4] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تکبر سے تہبند لٹکانا گناہ کبیرہ ہے، اور بغیر تکبر کے تہبند لٹکانا بھی بظاہر احادیث سے حرام ہی معلوم ہوتا ہے لیکن احادیث میں جو تکبر کی قید لگائی گئی ہے اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جن احادیث میں تہبند لٹکانے سے مطلقاً منع کیا ہے وہ بھی تکبر سے لٹکانے پر محمول ہیں، لہٰذا بغیر تکبر کے تہبند لٹکانا حرام نہیں ہے، علامہ ابن عبدالبر (مالکی) نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث کے مفہوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بغیر تکبر کے تہبند لٹکانے پر وعید نہیں ہے البتہ قمیص اور دیگر کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ہر حال میں مذموم ہے۔[1]

علامہ کرمانی شافعی لکھتے ہیں:

تہبند گھسیٹ کر چلنا اس وقت حرام ہے جب تکبر کی وجہ سے ہو اور جب تکبر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، فقہاء نے کہا ہے کہ قمیص اور تہبند کی لمبائی میں مستحب یہ ہے کہ پنڈلیوں کے نصف تک ہوں اور ٹخنوں تک بلا کراہت جائز ہے اور اگر ٹخنوں سے نیچے ہو تو یہ تکبر کے ساتھ تو مکروہ تحریمی ہے اور بغیر تکبر کے مکروہ تنزیہی ہے۔[2]

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء مالکیہ کی آراء

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت تکبر کی وجہ سے ہے، سو جو شخص جلدی کی وجہ سے کپڑا گھسیٹ کر چلا یا اس کا تہبند قائم نہیں رہتا اور پھسل کر نیچے آجاتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح میدان جنگ میں کفار کے سامنے تکبر سے تہبند لٹکانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلام کی عزت اور دشمن اسلام کی تحقیر ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہر حال میں کراہت منقول ہے۔[3]

علامہ سنوسی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث کا معنی یہ ہے جس شخص کے لباس کا جو حصہ ٹخنوں کے نیچے ہوگا وہ جہنم میں ہوگا بہ شرطیکہ وہ تکبر کی بناء پر ہو؛ کیونکہ یہ حدیث مطلق ہے اس لیے اس کو مقید پر محمول کیا جائے گا اور اگر تکبر کی بناء پر لباس نہ لٹکایا گیا ہو تو پھر وہ مکروہ (تنزیہی) ہے۔[4]

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء حنبلیہ کی آراء

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

قمیصوں، تہبندوں اور شلواروں کو تکبر سے لٹکانا مکروہ ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے کپڑوں کو تکبر سے لٹکایا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا (صحیح بخاری و صحیح مسلم)، اور امام ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز میں تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکایا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حلال میں ہے نہ حرام میں۔[5]

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۶۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[2] علامہ محمد بن یوسف کرمانی شافعی متوفی ۷۸۶ھ، تحقیق الکوکب الدراری شرح البخاری ج ۲۱ ص ۵۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۱ھ

[3] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۸۵-۳۸۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[4] علامہ ابو عبداللہ محمد بن یوسف سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ، مکمل اکمال الاکمال ج ۵ ص ۳۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[5] علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱ ص ۳۴۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء احناف کی آراء

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

جس شخص نے بغیر قصد تکبر کے تہبند ٹخنوں کے نیچے رکھا اس میں کوئی کراہت ہے نہ کوئی حرج ہے، اسی طرح کسی ضرر کو دور کرنے کے لیے بھی لباس لٹکانا جائز ہے مثلاً اس کے ٹخنوں کے نیچے کوئی زخم ہو یا خارش ہو یا اگر وہ ٹخنوں کو نہ ڈھانپے تو اس پر مکھیاں اور دیگر حشرات الارض کے بیٹھنے کا خطرہ ہو، اور لمبی قمیص یا لمبے تہبند کے علاوہ اور کوئی چیز ڈھانپنے کے لیے میسر نہ ہو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ علاج کے لیے شرمگاہ کو کھولنا جائز ہے، ہمارے شیخ زین الدین نے کہا اگر کوئی عذر نہ ہو اور نہ ہی تکبر کا قصد ہو تو پھر علامہ نووی نے یہ کہا ہے کہ یہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ ۱؎

نیز علامہ عینی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر نے اپنے تہبند کے ایک جانب جھکنے کا ذکر کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کا تہبند بلا قصد ڈھلک جائے اس پر کوئی حرج نہیں ہے اگر یہ اعتراض ہو کہ امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر حال میں تہبند لٹکانے کو مکروہ کہتے تھے، اس کے جواب میں علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ یہ حضرت ابن عمر کی تشدیدات میں سے ہے، ورنہ حضرت ابن عمر تو خود اس حدیث کے راوی ہیں ان سے یہ حکم کیسے مخفی ہو سکتا ہے۔ ۲؎

علامہ عینی لکھتے ہیں:

نماز کسوف کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اپنا تہبند گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہوئے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تہبند تکبر کی وجہ سے نہ لٹکایا گیا ہو تو یہ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ۳؎

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر سے یا اترا کر تہبند گھسیٹ کر چلا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، ابن الملک نے کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر تکبر کے تہبند گھسیٹ کر چلنا حرام نہیں ہے لیکن یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ ۴؎

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ بلا قصد تہبند لٹکانا مضر نہیں ہے خاص طور پر جس شخص کی خصلت میں تکبر نہ ہو، البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا افضل ہے، اسی لیے یہ واضح ہو گیا کہ چادر گھسیٹ کر چلنے کی حرمت کا سبب تکبر ہے، جیسا کہ احادیث میں اس حکم کو تکبر کی شرط سے مقید کیا گیا ہے۔ ۵؎

۱؎ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۲۹۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

۲؎ " " " " ، عمدۃ القاری ج ۲۱، ۲۹۶، " " " "

۳؎ " " " " ، عمدۃ القاری ج ۲۱، ۲۹۶ " " " "

۴؎ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۳۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ھ

۵؎ " " " " ، مرقات ج ۸ ص ۲۶۴ " " "

عالمگیری میں ہے:

اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذا فی الغرائب۔[1]

مرد کا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر تکبر کی وجہ سے نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ اسی طرح غرائب میں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کے فقہاء کے نزدیک بغیر قصد تکبر کے تہبند یا شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا مکروہ تنزیہی ہے۔

بَابُ ٣٧ تَحْرِيْمِ التَّبَخْتُرِ فِي الْمَشْيِ مَعَ اِعْجَابِهٖ بِثِيَابِهٖ

کپڑوں پر اترانے یا اکڑ کر چلنے کی ممانعت

٥٣٥١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ (يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ قَدْ اَعْجَبَتْهُ جُمَّتُهٗ وَبُرْدَاهُ اِذْ خُسِفَ بِهِ الْاَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے سر کے بالوں اور اپنی پہنی ہوئی چادروں پر اتراتا ہوا جا رہا تھا، اچانک اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہیگا۔

٥٣٥٢ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ قَالُوْا جَمِيْعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ هٰذَا

امام مسلم نے کہا تین سند وں کے ساتھ اس حدیث کی مثل مروی ہے۔

٥٣٥٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ (يَعْنِي الْحِزَامِيَّ) عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ يَمْشِيْ فِيْ بُرْدَيْهِ قَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهٗ فَخَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنی دو چادریں پہن کر اتراتا ہوا جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔

٥٣٥٤ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص دو چادروں میں اتراتا

---

[1] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ ھ، فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۳۳۳، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِيْ بُرْدَيْنِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهٖ.

ہوا جا رہا تھا۔ اس کے بعد اس کی مثل ہے۔

۵۳۵۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَتَبَخْتَرُ فِيْ حُلَّةٍ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِهِمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص ایک حلہ میں اتراتا ہوا چل رہا تھا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ خَاتَمِ الذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ

مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت

۵۳۵۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

۵۳۵۷ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ اَنَسٍ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۳۵۸ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيْمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ وَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی شخص آگ کے انگارے کو اپنے ہاتھ میں لینے کا قصد کرتا ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا: جاؤ اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور اس سے نفع حاصل کرو، اس نے کہا خدا کی قسم! جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو اس کو میں کبھی نہیں

خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٣٥٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ فَصَنَعَ النَّاسُ ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هَذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمَى بِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ وَلَفْظُ الْحَدِيثِ لِيَحْيَى.

٥٣٦٠ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ عُقْبَةَ بْنِ خَالِدٍ وَجَعَلَهُ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى.

٥٣٦١ - وَحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ أُسَامَةَ جَمَاعَتُهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

٥٣٦٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

اٹھاؤں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی آپ اس کو پہنتے وقت اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کر لیا کرتے تھے سو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور اس انگوٹھی کو اتار ــــــ دیا آپ نے فرمایا میں اس انگوٹھی کو پہنتا تھا تو نگینہ کا رخ اندر کی طرف کر لیتا تھا، پھر آپ نے اس کو پھینک دیا اور فرمایا بخدا میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا، پھر لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

امام مسلم نے چار سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سونے کی انگوٹھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی، ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے اس کو دائیں ہاتھ میں پہنا تھا۔

امام مسلم نے تین سندوں کے ساتھ سونے کی انگوٹھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَكَانَ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى وَقَعَ مِنْهُ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرٍ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهُ.

صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی، پہلے وہ آپ کے ہاتھ میں تھی، پھر حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں رہی، پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی حتیٰ کہ حضرت عثمان کے ہاتھ سے وہ اریس کے کنوئیں میں گر گئی، اس انگوٹھی پر یہ نقش تھا محمد رسول اللہ، ابن نمیر کی روایت میں ہے وہ ایک کنوئیں میں گر گئی اور اس کنوئیں کا نام نہیں لیا۔

۵۳۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ أَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا وَكَانَ إِذَا لَبِسَهُ جَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ وَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيبٍ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنائی، پھر آپ نے اس کو پھینک دیا، پھر آپ نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنائی اس میں یہ نقش تھا "محمد رسول اللہ" اور فرمایا کوئی شخص میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح نہ کھدوائے، جب آپ اس انگوٹھی کو پہنتے تو انگوٹھی کے نگینہ کو ہتھیلی کے رخ کر لیا کرتے تھے، اور یہی وہ انگوٹھی تھی جو معیقیب کے ہاتھ سے چاہ اریس میں گر گئی تھی۔

۵۳۶۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ لِلنَّاسِ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَلَا يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنائی، اس میں نقش تھا "محمد رسول اللہ" اور لوگوں سے فرمایا میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنائی ہے اور اس میں "محمد رسول اللہ" کو نقش کرایا ہے، سو اس نقش کی طرح کوئی شخص نقش کندہ نہ کرائے۔

۵۳۶۵ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں محمد رسول اللہ کا ذکر نہیں ہے۔

وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ.

۵۳۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قَالَ قَالُوا إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا قَالَ فَاتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (شاہ) روم کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا وہ لوگ اس خط کو نہیں پڑھتے جس پر مہر نہ ہو، تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں وہ سفید انگوٹھی ہے اور اس پر محمد رسول اللہ کا نقش کندہ ہے۔

۵۳۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُونَ إِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عجمیوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ صرف اس خط کو قبول کرتے ہیں جس پر مہر ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس پر محمد رسول اللہ کا نقش کندہ تھا۔

۵۳۶۸ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ أَخِيهِ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِيِّ فَقِيلَ إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَتُهُ فِضَّةٌ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ صرف اس خط کو قبول کرتے ہیں جس پر مہر لگی ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس پر محمد رسول اللہ کا نقش کندہ تھا۔

۵۳۶۹ - حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَبْصَرَ فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا قَالَ فَصَنَعَ النَّاسُ الْخَوَاتِمَ مِنْ وَرِقٍ فَلَبِسُوهُ فَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی ایک انگوٹھی دیکھی، پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی کو پھینک دیا اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔

خَاتَمَهٗ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِمَهُمْ۔

۵۳۷۰۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ زِیَادٌ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاٰی فِیْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ یَوْمًا وَّاحِدًا ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ اضْطَرَبُوا الْخَوَاتِمَ مِنْ وَّرِقٍ فَلَبِسُوْهَا فَطَرَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهٗ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِمَهُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ انھوں نے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی ایک انگوٹھی دیکھی، تو سب لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی کو پھینک دیا تو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

۵۳۷۱۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۳۷۲۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الْمِصْرِیُّ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَّرِقٍ وَّكَانَ فَصُّهٗ حَبَشِیًّا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی انگوٹھی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا۔

۵۳۷۳۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَعَبَّادُ بْنُ مُوْسٰی قَالَا حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ یَحْیٰی (وَهُوَ الْاَنْصَارِیُّ ثُمَّ الزُّرَقِیُّ) عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِیْ یَمِیْنِهٖ فِیْهِ فَصٌّ حَبَشِیٌّ كَانَ یَجْعَلُ فَصَّهٗ مِمَّا یَلِیْ كَفَّهٗ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں ایک چاندی کی انگوٹھی تھی، اس میں حبشی نگینہ تھا، آپ نگینہ کو ہتھیلی کے رخ رکھا کرتے تھے۔

۵۳۷۴۔ وَحَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِیْ اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیْدَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِیْثِ طَلْحَةَ بْنِ یَحْیٰی۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۳۷۵۔ وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ صَلَّی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی یہ کہہ کر انھوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلی کی طرف اشارہ کیا۔

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذِہٖ وَاَشَارَ اِلَی الْخِنْصِرِ مِنْ یَدِہِ الْیُسْرٰی۔

۵۲۷۶۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللہِ بْنِ نُمَیْرٍ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ جَمِیْعًا عَنِ ابْنِ اِدْرِیْسَ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَہَانِیْ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اَجْعَلَ خَاتَمِیْ فِیْ ھٰذِہٖ اَوِ الَّتِیْ تَلِیْہَا لَمْ یَدْرِ عَاصِمٌ فِیْ اَیِّ الثِّنْتَیْنِ وَنَہَانِیْ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّیِّ وَعَنْ جُلُوْسٍ عَلَی الْمَیَاثِرِ قَالَ فَاَمَّا الْقَسِّیُّ فَثِیَابٌ مُضَلَّعَۃٌ یُؤْتٰی بِہَا مِنْ مِصْرَ وَالشَّامِ فِیْہَا شِبْہُ کَذَا وَاَمَّا الْمَیَاثِرُ فَشَیْءٌ کَانَتْ تَجْعَلُہُ النِّسَاءُ لِبُعُوْلَتِہِنَّ عَلَی الرَّحْلِ کَالْقَطَائِفِ الْاُرْجُوَانِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس انگلی اور اس کے پاس والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، راوی کو یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت علی نے کون سی دو انگلیاں بتائی تھیں، اور مجھے قسی (ریشم کی ایک قسم) پہننے سے اور ریشمی گدوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا، قسی وہ چار خانے والے کپڑے ہیں جو مصر اور شام سے آتے ہیں اس میں کچھ شبیہیں ہوتی ہیں اور ریشمی گدے وہ ہیں جن کو عورتیں اپنے شوہروں کے لیے پالان پر بچھاتی ہیں جیسے ارجوانی چادریں ہوتی ہیں۔

۵۲۷۷۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنِ ابْنٍ لِاَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا فَذَکَرَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِہٖ۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت علی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

۵۲۷۸۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بُرْدَۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ نَہٰی اَوْ نَہَانِیْ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ نَحْوَہٗ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس کے بعد مثل سابق ہے۔

۵۲۷۹۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ نَہَانِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِیْ اِصْبَعِیْ ھٰذِہٖ اَوْ ھٰذِہٖ قَالَ فَاَوْمَاَ اِلَی الْوُسْطٰی وَالَّتِیْ تَلِیْہَا۔

ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، حضرت علی نے درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

مردوں پر سونے کی انگوٹھی حرام ہونے کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی جائز ہے اور مردوں پر سونے کی انگوٹھی حرام ہے، البتہ شیخ ابن حزم ظاہری نے مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کو بھی جائز کہا ہے اور بعض علماء نے مکروہ کہا ہے لیکن یہ دونوں قول باطل ہیں، اس باب میں امام مسلم نے جو احادیث روایت کی ہیں وہ احادیث اور تمام مسلمانوں کا اجماع ان کے رد کے لیے کافی ہے، نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ریشم اور سونے کے متعلق یہ ارشاد ہے: یہ میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لیے حلال ہیں۔

اس باب کی حدیث نمبر ۵۳۵۸ میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی برائی کو اپنے ہاتھ سے زائل کرنا چاہیے۔ نیز اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد صحابہ نے اس شخص سے کہا اس انگوٹھی کو اٹھاؤ اور اس سے نفع حاصل کرو، اس شخص نے کہا خدا کی قسم جس چیز کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو میں اس کو کبھی نہیں اٹھاؤں گا! اس شخص کے اس قول سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت میں انتہائی مبالغہ ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ جس چیز کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا اس نے تاویلات کر کے اس چیز کے اٹھانے کو اچھا نہیں سمجھا، اس شخص نے اس انگوٹھی کو بطور اباحت نہیں اٹھایا تھا، فقراء میں سے کوئی شخص اس کو اٹھا کر کام میں لے آئے تو یہ جائز ہے، اور اگر وہ شخص اس کو اٹھا لیتا تو وہ اس کو بیچ کر اپنے کام میں لا سکتا تھا، اس شخص نے اس انگوٹھی کو خود اٹھانے سے اجتناب کیا اور یہ ارادہ کیا کہ وہ کسی محتاج شخص پر صدقہ ہو جائے۔

حدیث نمبر ۵۳۵۹ میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی پہنی، لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور اس انگوٹھی کو پھینک دیا سو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے پہلے مردوں کے لیے سونا پہننا مباح تھا بعد میں حرام کر دیا گیا اور یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شارع بنایا ہے اور آپ کو کسی چیز کے حلال اور حرام کرنے کا اختیار دیا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء اور اتباع کرنے میں اور آپ کے احکام کی اطاعت کرنے میں بہت جلدی کرتے تھے۔

چاندی کی انگوٹھی پہننے اور اس پر نقش کندہ کرانے کا بیان

حدیث نمبر ۵۳۶۲ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی پہلے وہ آپ کے پاس رہی، پھر وہ حضرت ابوبکر کے پاس رہی، پھر حضرت عمر کے پاس رہی، پھر حضرت عثمان کے پاس رہی، حتیٰ کہ حضرت عثمان کے ہاتھ سے وہ چاہ اریس میں گر گئی، اس انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کا نقش کندہ تھا۔

اس حدیث میں آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنے اور ان کا لباس پہننے کا ثبوت ہے اور چاندی کی انگوٹھی پہننے کا ثبوت ہے اور یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو اپنا وارث نہیں بنایا، کیونکہ آپ کی انگوٹھی آپ کے ورثاء کو ترکہ میں نہیں ملی، بلکہ آپ کی انگوٹھی، آپ کا پیالہ اور آپ کے ہتھیار وغیرہ مسلمانوں پر صدقہ کر دیے گئے تھے، اور مسلمان حسب ضرورت اور حسب مصلحت ان چیزوں میں تصرف کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمات کے عوض ان کو آپ کا پیالہ دے دیا گیا تھا، اور وہ کسی شخص کو اس سے تبرک لینے سے منع نہیں کرتے تھے، اور باقی اثاثہ دوسرے معروف لوگوں کو دے دیا گیا تھا، اور

آپ کی انگوٹھی خلفاء کی ضرورت کی بناء پر خلفاء کو دے دی گئی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انگوٹھی پر نام لکھوانا جائز ہے اور اللہ کے نام کو نقش کرانا بھی جائز ہے، فقہاء شافعیہ، سعید بن مسیب، امام مالک، اور جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے، ابن سیرین اور بعض فقہاء نے اللہ کا نام نقش کرانے کو مکروہ کہا ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے، انگوٹھی پر اللہ کا نام، اپنا نام یا کوئی اور حکمت آمیز کلمہ نقش کرانا جائز ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر میرا نقش کندہ نہ کرائے، اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ملوک عجم کی طرف لکھے ہوئے خطوط پر مہر لگانے کے لیے انگوٹھی پر نقش کرایا تھا اگر دوسرے لوگ بھی یہ نقش کرا لیتے تو پھر آپ کی مہر کا امتیاز نہ رہتا۔

حدیث نمبر ۵۳۶۹ میں ہے لوگوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی انھوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی، سو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ تمام محدثین کے نزدیک یہ ابن شہاب کا وہم ہے در اصل یہاں سونے کی انگوٹھی کا لفظ ہے جیسا کہ ابن شہاب کے علاوہ دوسرے راویوں کی روایات میں حضرت انس سے سونے کی انگوٹھی پھینکنے کا ذکر ہے، بعض علماء نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی اور سونے کی انگوٹھی پھینک دی، سو لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں اور سونے کی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء شافعیہ اور فقہاء مالکیہ کے نظریات

حدیث نمبر ۵۳۷۵ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے اور حدیث نمبر ۵۳۷۹ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری روایات میں ہے کہ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ مرد کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ چھنگلی میں انگوٹھی پہنے، اور عورت تمام انگلیوں میں انگوٹھی پہن سکتی ہے، اور چھنگلی میں انگوٹھی پہننے کی حکمت یہ ہے کہ یہ انگلی ایک کنارے پر ہوتی ہے اور کام کاج کے وقت اس انگلی میں انگوٹھی مختلف چیزوں کے ساتھ ٹکرانے سے بچی رہتی ہے اور اس حدیث کی بناء پر مرد کے لیے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی میں انگوٹھی پہننا مکروہ تنزیہی ہے، باقی دائیں اور بائیں ہاتھ دونوں میں انگوٹھی پہننے کے متعلق صحیح حدیثیں ہیں، اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا صحیح ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ افضل کس ہاتھ میں پہننا ہے، اکثر متقدمین نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو افضل کہا ہے، اور امام مالک نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو افضل کہا اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو مکروہ قرار دیا، فقہاء شافعیہ کے اس میں دو قول ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضل ہے کیونکہ انگوٹھی زینت کے لیے ہوتی ہے اور دایاں ہاتھ اپنے شرف کی وجہ سے زینت کا زیادہ مستحق ہے۔ ؎

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۴-۱۹۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق بکثرت احادیث ہیں، امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، نیز امام ترمذی، امام ابوداؤد اور امام طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ابوداؤد، امام بزار اور ابوالشیخ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، اور امام دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے تا آنکہ آپ کا وصال ہو گیا۔

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ بعض احادیث میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا بھی ذکر ہے، ابوالشیخ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف ہوتا تھا، اور امام ترمذی نے جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتم نے ابوزرعہ سے ان احادیث کے اختلاف کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا یہ ثابت ہیں نہ یہ، لیکن دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق بکثرت احادیث ہیں اور فقہاء شافعیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضل ہے اور امام مالک کے نزدیک بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا مستحب ہے اور وہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو مکروہ کہتے ہیں اور احناف کا مذہب اجناس میں اس طرح لکھا ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہننا چاہیے۔ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے نہ چھنگلی کے سوا بائیں ہاتھ کی کسی اور انگلی میں پہنے، فقیہ ابو اللیث نے جامع صغیر کی شرح میں لکھا ہے کہ دایاں اور بایاں ہاتھ دونوں برابر ہیں، اور ہمارے بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ ہر چند کہ اس مسئلہ میں روایات مختلف ہیں لیکن بعد میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے پر اتفاق ہو گیا، اور یہی قول برحق ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی پھر بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی، اور یہی آپ کا آخری عمل تھا، اگر یہ سوال کیا جائے کہ چھنگلی کے علاوہ کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شدید مکروہ ہے اور سنت کی مخالفت ہے صاحب کافی نے چھنگلی کے علاوہ کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء شافعیہ کے دو قول نقل کیے ہیں، اور علامہ رافعی شافعی کہا ہے کہ عورت چھنگلی کے علاوہ بھی کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہن سکتی ہے۔ [1]

چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننے کا حکم

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۳۷-۳۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

اگر یہ سوال کیا جائے کہ چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مردوں پر سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، اسی طرح لوہے، سیسے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا بھی مطلقاً حرام ہے اور عقیق (کے نگینہ) کی انگوٹھی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہمارے اصحاب نے یہ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عقیق کی انگوٹھی پہنتے تھے، اور فرمایا اس کی انگوٹھی پہنو کیونکہ یہ برکت والا ہے

لیکن اس میں اعتراض ہے، ابن منجویہ نے ابراہیم سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے زرد یاقوت کی انگوٹھی پہنی اس پر فقر نہیں آئے گا اور زمرد فقر کو دور کرتا ہے اور جس شخص نے عقیق پہنا اس کے لیے سعادت لکھ دی جائے گی کیونکہ یہ مبارک ہے اور عقیق کی انگوٹھی پہننے میں اتنی درجہ ثواب ہے، صاحب توضیح نے کہا اس کی کوئی اصل نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عقیق کی انگوٹھی پہنی اور اس پر یہ نقش کندہ کرایا وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہر خیر کی توفیق دے گا اور دو فرشتے اس کے وکیل بنا دیے جائیں گے جو اس سے محبت کریں گے، امام ابن جوزی نے اس روایت کا موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

بَابُ ۳۹ـ اِسْتِحْبَابِ لُبْسِ النِّعَالِ

جوتیاں پہننے کا استحباب

۵۳۸۰ ـ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَوْنَاهَا اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں گئے وہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بہ کثرت جوتیاں پہنا کرو کیونکہ جب تک کوئی شخص جوتیاں پہنے رہے وہ (گویا) سوار رہتا ہے۔

ف: یعنی جو شخص جوتیاں پہنے گا وہ مشقت اور تھکاوٹ کے کم ہونے اور پیروں کی سلامتی میں سوار کے مشابہ ہوگا، کیونکہ جوتیاں پہننے سے اس کے پیر کیل کانٹے اور تکلیف دہ چیزوں کے چبھنے سے محفوظ رہیں گے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر کے لیے لشکر کی خیر خواہی کرنا مستحب ہے۔

بَابُ ۴۰ـ اِسْتِحْبَابِ لُبْسِ النِّعَالِ فِي الْيُمْنٰى اَوَّلًا وَالْخَلْعِ مِنَ الْيُسْرٰى اَوَّلًا وَكَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدٍ

دائیں پاؤں میں پہلے جوتی پہننے اور بائیں پاؤں سے پہلے جوتی اتارنے کا استحباب اور ایک جوتی پہن کر چلنے کی کراہت

۵۳۸۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِيْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جوتی پہنے

ـــــــــــــ

لے علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۳۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

ابْنَ زِيَادٍ) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنَى وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ وَلْيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا.

تو دائیں پیر سے ابتداء کرے اور جب جوتی اتارے تو بائیں (پیر) سے ابتداء کرے اور دونوں جوتیاں پہنے یا دونوں جوتیاں اتار دے۔

۵۳۸۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک جوتی میں نہ چلے، دونوں جوتیاں پہنے یا دونوں جوتیاں اتار دے۔

۵۳۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ) قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى جَبْهَتِهِ فَقَالَ أَلَا إِنَّكُمْ تَحَدَّثُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَهْتَدُوا وَأَضِلَّ أَلَا وَإِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا.

ابورزین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے انھوں نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر فرمایا: سنو! کیا تم یہ بیان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرتا ہوں تاکہ تم ہدایت پا جاؤ اور میں گمراہ ہو جاؤں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ اس کو ٹھیک کرنے سے پہلے دوسری جوتی نہ پہنے۔

۵۳۸۴- وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْمَعْنَى.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں ان احادیث سے تین مسائل معلوم ہوئے:

(۱)۔ جوتی پہننے میں دائیں پیر سے ابتداء کرے، اسی طرح ہر مکرم چیز میں دائیں طرف سے ابتداء کرے، مثلاً موزہ یا شلوار پہننے میں، سر منڈانے میں، کنگھی کرنے میں، مونچھیں کاٹنے میں، مسواک کرنے، سرمہ لگانے اور ناخن کاٹنے میں، اسی طرح وضو، غسل اور تیمم میں، مسجد میں دخول اور بیت الخلاء سے خروج میں، صدقہ دینے میں اور اچھی چیز دینے یا لینے میں دائیں جانب سے ابتداء کرے۔

(۲)۔ جو چیز عزت اور کرامت کی ضد ہو اس میں بائیں طرف سے ابتداء کرے، مثلاً جوتی، موزہ اور شلوار اتارنے میں، مسجد سے خروج اور بیت الخلاء میں دخول کے وقت اور اسی طرح کے دیگر ناپسندیدہ کاموں میں۔

(۳۱)۔ بلا عذر ایک جوتی یا ایک موزہ پہننا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ وقار کے خلاف ہے اور یہ سب امور مستحب ہیں۔ [1]

بَابُ النَّهْيِ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

ایک کپڑے میں صماء اور احتباء کی ممانعت

۵۳۸۵ ۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے اور ایک جوتی پہن کر چلنے صماء پہننے اور ایک کپڑے میں احتباء سے منع فرمایا درآں حالیکہ اس کی شرمگاہ کھل جائے۔

ف: صماء کا معنی یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص تہبند باندھ کر اس کے پلو کو سامنے یا پیچھے سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لے جس سے اس کی شرمگاہ کھل جائے، اور احتباء کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص صرف ایک کپڑا (تہبند یا قمیص) پہن کر اکڑوں بیٹھ جائے بایں طور کہ اس کی سرین زمین پر ہو اور گھٹنوں کے گرد ہاتھوں کا حلقہ باندھ لے اس طرح بیٹھنے سے بھی شرمگاہ کھلنے کا خدشہ ہے۔

۵۳۸۶ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ أَوْ مَنِ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا يَأْكُلْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَحْتَبِي بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفِ الصَّمَّاءَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتی کو پہن کر نہ چلے حتیٰ کہ اس جوتی کو ٹھیک کر لے اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے اور بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور ایک کپڑے میں احتباء نہ کرے اور نہ ایک کپڑے کو بطور صماء پہنے۔

۵۳۸۷ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَأَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں صماء اور احتباء سے منع فرمایا اور چت لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھنے سے منع فرمایا۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۸ ـ ۱۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۵۳۸۸ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ وَلَا تَحْتَبِ فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ وَلَا تَأْكُلْ بِشِمَالِكَ وَلَا تَشْتَمِلِ الصَّمَّاءَ وَلَا تَضَعْ إِحْدَى رِجْلَيْكَ عَلَى الْأُخْرَى إِذَا اسْتَلْقَيْتَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جوتی پہن کر نہ چلو، اور ایک چادر میں بطور احتبار نہ بیٹھو اور بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ اور بطور صما کپڑا نہ پہنو اور چت لیٹ کر ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر نہ رکھو۔

۵۳۸۹ - وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي الْأَخْنَسِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَلْقِيَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص چت لیٹ کر اپنی ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر نہ رکھے۔

۵۳۹۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا دراں حالیکہ آپ نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔

۵۳۹۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں۔

ف: حدیث نمبر ۵۳۸۷، ۵۳۸۸ اور ۵۳۸۹ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چت لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھنے سے منع فرمایا، اور حدیث نمبر ۵۳۹۰ میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں چت لیٹے ہوئے تھے دراں حالیکہ آپ نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ ممانعت اس حال پر محمول ہے جب اس طرح لیٹنے سے شرمگاہ کھل جائے اور جب یہ خدشہ نہ ہو تو پھر اس طرح لیٹنا جائز ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا لیٹنا اسی طرح تھا، اس حدیث میں مسجد میں چت لیٹنے یا ٹیک لگا کر بیٹھنے کا بھی ثبوت ہے۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت کی بناء پر مسجد میں لیٹے تھے یا تھکاوٹ کی بناء پر یا طلب راحت کے لیے یا کسی اور وجہ سے ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عام طور پر مساجد میں اس طرح

نہیں بیٹھتے تھے، آپ کی نشست عام طور پر چار زانو ہوتی تھی یا آپ اکڑوں یا دو زانو بیٹھتے تھے۔ [۱]

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

مردوں کو زعفران میں رنگے ہوئے کپڑوں کے پہننے سے منع کرنا

۵۳۹۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّزَعْفُرِ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ حَمَّادٌ يَعْنِي لِلرِّجَالِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زعفرانی رنگ سے منع فرمایا حماد نے کہا یعنی مردوں کو۔

۵۳۹۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ سے منع فرمایا۔

مردوں کے لیے زعفرانی اور دوسرے رنگوں کے لباس کے متعلق ہم نے باب نمبر ۱۴ میں مفصل احکام بیان کر دیے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ خِضَابِ الشَّيْبِ بِصُفْرَةٍ وَحُمْرَةٍ وَتَحْرِيمِهِ بِالسَّوَادِ

سفید بالوں کو سرخ یا زرد رنگ سے رنگنے کا استحباب اور سیاہ رنگ کی ممانعت

۵۳۹۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ أَوْ جَاءَ عَامَ الْفَتْحِ أَوْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ مِثْلُ الثَّغَامِ أَوِ الثَّغَامَةِ فَأَمَرَ أَوْ فَأُمِرَ بِهِ إِلَى نِسَائِهِ قَالَ غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال یا فتح مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ کو لایا گیا یا خود وہ آئے اور ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ (سفید پھولوں) کی طرح سفید تھے، تو آپ نے ان کی عورتوں کو یہ حکم دیا کہ ان کی سفیدی کو کسی چیز سے تغیر کرو۔

۵۳۹۵ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ۔

مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا، ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ (سفید پھولوں) کی طرح سفید تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو کسی چیز سے تبدیل کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

۵۳۹۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے (یعنی بال نہیں رنگتے) سو تم ان کی مخالفت کرو۔

سفید بالوں کو برقرار رکھنے کے متعلق احادیث و آثار

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنتفوا الشيب ما من مسلم يشيب شيبة في الاسلام قال عن سفيان الا كانت له نورا يوم القيامة وقال في حديث يحيى الا كتب الله بها حسنة وحط عنه بها خطيئة۔[1]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سفید بالوں کو نہ اکھاڑو، جس شخص کے بال بھی اسلام میں سفید ہوں گے وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائیں گے (یحییٰ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ان بالوں کے عوض ایک نیکی لکھ دے گا اور ایک برائی مٹا دے گا۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن فضالة بن عبيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من شاب شيبة في الاسلام كانت له نورا يوم القيامة فقال له رجل عند ذلك فان رجالا ينتفون الشيب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شاء فلينتف نوره رواه البزار والطبراني وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن وفيه ضعف وبقية

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے بال اسلام میں سفید ہوئے وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائیں گے، اس وقت ایک شخص نے کہا کچھ لوگ سفید بال اکھاڑتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاہے اپنے نور کی نفی کرے۔ اس حدیث کو امام بزار اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابن لہیعہ ہے، اس کی روایت

[1] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

رجالہ ثقات ۔[1]

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تبارک وتعالی انی لاستحیی من عبدی وامتی فتشیب لحیۃ عبدی ورأس امتی فی الاسلام اعذبھما بعد ذلک رواہ ابویعلی وفیہ نوح بن ذکوان وغیرہ من الضعفاء ۔[2]

حسن ہے تاہم اس میں کچھ ضعف ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے اس بندے اور اس بندی سے حیا کرتا ہوں کہ جس بندے کی ڈاڑھی اسلام میں سفید ہو گئی اور میری جس بندی کا سر اسلام میں سفید ہو گیا میں ان کو اس کے بعد عذاب دوں۔ اس حدیث کو امام ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں نوح بن ذکوان اور دوسرے راوی ضعیف ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن الشعبی قال رایت علیا ابیض الراس واللحیۃ قد ملأت ما بین منکبیہ ۔[3]

شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے اور ان کے بال کندھوں تک تھے۔

عن عبد العزیز بن ابی سلیمان قال رایت السائب بن یزید ابیض الراس واللحیۃ ۔[4]

عبد العزیز بن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سائب بن یزید کو دیکھا ان کا سر اور ڈاڑھی سفید تھی۔

عن فطر قال رایت مجاھدا شدید بیاض الراس واللحیۃ ورایت سعید بن جبیر ابیض اللحیۃ ۔[5]

فطر کہتے ہیں میں نے مجاہد کو دیکھا ان کا سر اور ڈاڑھی بہت سفید تھی اور میں نے دیکھا کہ سعید بن جبیر کی ڈاڑھی سفید تھی۔

سفید بالوں پر خضاب لگانے کے متعلق احادیث و آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الیھود والنصاری لا یصبغون فخالفوھم ۔[6]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے سو تم ان کی مخالفت کرو۔

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۵۸، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[2] 〃 〃 〃 〃 ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۵۹، 〃 〃 〃

[3] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[4] 〃 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۸، 〃 〃 〃

[5] 〃 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۷، 〃 〃 〃

[6] امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ [۱]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم غیروا الشیب ولا تشبهوا بالیهود وفی الباب عن الزبیر وابن عباس وجابر وابی ذر وانس وابی رمثة والجهدمة وابی الطفیل وجابر بن سمرة وابی جحیفة وابن عمر حدیث ابی هریرة حدیث حسن صحیح وقد روی من غیر وجه عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم [۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید بالوں کو متغیر کرو اور یہود کی مشابہت نہ کرو، اس باب میں حضرت زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت جابر، حضرت ابوذر، حضرت انس، حضرت ابی رمثہ، حضرت جہدمہ، حضرت ابی الطفیل، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ابوجحیفہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور حضرت ابوہریرہ کی روایت دیگر متعدد اسانید سے بھی مروی ہے۔

عن ابی ذر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان احسن ما غیر به الشیب الحناء والکتم هذا حدیث حسن صحیح [۳]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں سے سفید بالوں کو متغیر کیا جاتا ہے ان میں سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم ہے (ایک قسم کی گھاس جس سے سیاہ رنگ نکلتا ہے، یعنی سرخ اور سیاہ کا آمیزہ جس کو عنابی رنگ یا ڈارک براؤن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ [۴]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد الله قال اتی بابی قحافة یوم فتح مکة وراسه ولحیته کالثغامة بیاضا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم غیروا هذا بشیء واجتنبوا السواد۔ [۵]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کسی چیز سے متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

۱۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

۲۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۶۶۔ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۳۔ 〃 〃 〃 ، جامع ترمذی ص ۲۶۷،

۴۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

۵۔ 〃 〃 〃 ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲ 〃 〃 〃

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس النعال السبتیۃ ویصفر لحیتہ بالورس والزعفران وکان ابن عمر یفعل ذلک[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر بالوں کے چمڑے کی جوتی پہنتے تھے اور اپنی ڈاڑھی کو سرخ اور زرد رنگ سے رنگتے تھے۔ ابن عمر بھی اسی طرح کرتے تھے

عن ابن عباس قال مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل قد خضب بالحناء فقال ما احسن ھذا قال فمر آخر قد خضب بالحناء والکتم فقال ھذا احسن من ھذا قال فمر آخر قد خضب بالصفرۃ فقال ھذا احسن من ھذا کلہ[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گذرا جس نے مہندی سے بالوں کو رنگا ہوا تھا آپ نے فرمایا یہ کتنا اچھا ہے، پھر ایک شخص مہندی اور کتم (ایک جڑی بوٹی جس سے سیاہ رنگ نکلتا ہے) سے بالوں کو رنگے ہوئے گذرا آپ نے فرمایا یہ اس سے بھی اچھا ہے، پھر ایک شخص زرد رنگ سے بالوں کو رنگے ہوئے گذرا آپ نے فرمایا یہ سب سے اچھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی جعفر الانصاری قال رایت ابابکر کان راسہ ولحیتہ کانھما جمر الغضی[3]

ابوجعفر انصاری کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر اور ڈاڑھی روشن انگارے کی طرح سرخ تھی۔

عن اسماعیل قال رایت انسا یخضب بالحناء[4]

اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مہندی سے بالوں کو رنگتے تھے۔

عن اسماعیل قال رایت انس بن مالک وعبد اللہ بن ابی اوفی وخضابھما احمر[5]

اسماعیل کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا وہ سرخ خضاب لگاتے تھے

عن العیزار بن حریث قال کان الحسین بن علی یخضب بالحناء والکتم[6]

عیزار بن حریث کہتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما مہندی اور کتم (کو ملاکر) خضاب لگاتے تھے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنے کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار

1۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

2۔ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲ " " " "

3۔ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۴۳۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

4۔ المصنف ج ۸ ص ۴۳۵ " " " "

5۔ المصنف ج ۸ ص ۴۳۷ " " " "

6۔ المصنف ج ۸ ص ۴۳۷ " " " "

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ بالوں کے ساتھ اپنے بالوں کو رنگے گی وہ (میدانِ حشر میں) جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی آخر الزمان قوم یسودون اشعارھم لا ینظر اللہ الیھم رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ جید۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو اپنے بالوں کو سیاہ رنگ کے ساتھ رنگے گی، اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند عمدہ ہے۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خضب بالسواد سود اللہ وجھہ یوم القیامۃ رواہ الطبرانی وفیہ الوضین بن عطاء وثقہ احمد وابن معین وابن حبان وضعفہ من ھو دونھم فی المنزلۃ وبقیۃ رجالہ ثقات۔[3]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ہے، وضین بن عطا، امام احمد، امام ابن معین اور امام ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے اور ان سے کم درجہ کے لوگوں نے اس کو ضعیف کہا ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الصفرۃ خضاب المؤمن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر[4]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ زرد رنگ مومن کا خضاب ہے، سرخ رنگ مسلم کا خضاب ہے، اور سیاہ رنگ کافر کا خضاب ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۲ھ
[3] 〃 〃 〃 مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۳، 〃 〃
[4] 〃 〃 〃 مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۳، 〃 〃

عن مجاهد انه کره الخضاب بالسواد وقال اول من خضب به فرعون۔[1]

مجاہد سیاہ خضاب کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا۔

عن ایوب قال سمعت سعید بن جبیر وسئل عن الخضاب بالوسمة فکرهه فقال یکسو الله العبد فی وجهه النور ثم یطفئه بالسواد۔[2]

ایوب بیان کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بندے کے چہرے میں نور کا لباس پہناتا ہے اور وہ اس نور کو سیاہی سے چھپا دیتا ہے۔

سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنے کے جواز کے متعلق آثار صحابہ و تابعین

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن عامر بن سعد ان سعدا کان یخضب بالسواد رواه الطبرانی وفیه سلیم بن مسلم ولم اعرفه۔[3]

عامر بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں سلیم بن مسلم ہے جس کو میں نہیں پہچانتا۔

عن محمد بن علی ان الحسین بن علی رضی الله عنهما کان یخضب بالسواد رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحیح۔[4]

محمد بن علی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

عن عبد الرحمان بن بوزرج قال رأیت الحسن والحسین ابنی فاطمة یخضبان بالسواد وکان الحسین یدع العنفقة رواه الطبرانی وفیه ابن لهیعة وحدیثه حسن وفیه ضعف وبقیة رجاله ثقات۔[5]

عبد الرحمان بن بوزرج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ کے فرزندان حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ سیاہ خضاب لگاتے تھے اور حضرت حسین عنفقہ کو چھوڑ دیتے تھے (نیچے والے ہونٹ کے نچلے بال) اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ہے ابن لہیعہ اس کی حدیث حسن ہے اور اس میں کچھ ضعف ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن قیس مولی خباب قال دخلت علی الحسن والحسین وهما یخضبان

خباب کے غلام قیس بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا وہ دونوں سیاہ

---

[1] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۴۵۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] ؍؍ ؍؍ ؍؍ المصنف ج ۸ ص ۴۵۲، ؍؍ ؍؍ ؍؍

[3] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[4] ؍؍ ؍؍ ؍؍ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۲، ؍؍ ؍؍ ؍؍

[5] ؍؍ ؍؍ ؍؍ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۳، ؍؍ ؍؍ ؍؍

بالسواد [1] — خضاب لگاتے تھے۔

عن عمرو بن عثمان قال رایت موسی بن طلحۃ یختضب بالوسمۃ [2]

عمرو بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے موسیٰ بن طلحہ کو سیاہ خضاب لگاتے دیکھا۔

عن عبد اللہ بن عبد الرحمان قال رایت نافع بن جبیر یختضب بالسواد [3]

عبد اللہ بن عبد الرحمان کہتے ہیں کہ میں نے نافع بن جبیر کو سیاہ خضاب لگاتے دیکھا۔

عن سعد بن ابراھیم عن ابی سلمۃ انہ کان یخضبون بالسواد [4]

سعد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

عن حماد عن ابراھیم قال لا باس بالوسمۃ [5]

حماد کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کہتے تھے کہ سیاہ خضاب لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن عبد الاعلی قال سالت ابن الحنفیۃ عن الخضاب بالوسمۃ فقال هی خضابنا اهل البیت [6]

عبدالاعلیٰ کہتے ہیں میں نے محمد بن حنفیہ سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا یہ ہم اہل بیت کا خضاب ہے۔

عن ابی عشانۃ قال رایت عقبۃ بن عامر یخضب بالسواد ویقول نسود اعلاها وتابی اصولها [7]

ابوعشانہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت عقبہ بن عامر ڈاڑھی پر سیاہ خضاب لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اس کے بالائی حصہ کو کالا کرتے ہیں اور اس کی جڑیں انکار کرتی ہیں۔

عن عبد الاعلی عن ابن الحنفیۃ قال وکان یختضب بالوسمۃ [8]

عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

امام محمد روایت کرتے ہیں:

محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد قال سالت ابراھیم عن الخضاب بالوسمۃ قال بقلۃ طیبۃ ولم یر بذلک باسا قال محمد

امام محمد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حماد نے ابراہیم نخعی سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا یہ اچھی سبزی ہے اور میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، امام محمد کہتے ہیں ہم بھی

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] ؍ ؍ ؍ ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، ؍ ؍ ؍

[3] ؍ ؍ ؍ ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، ؍ ؍ ؍

[4] ؍ ؍ ؍ ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، ؍ ؍ ؍

[5] ؍ ؍ ؍ ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، ؍ ؍ ؍

[6] ؍ ؍ ؍ ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۰، ؍ ؍ ؍

[7] ؍ ؍ ؍ ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۰، ؍ ؍ ؍

[8] ؍ ؍ ؍ ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۰، ؍ ؍ ؍

وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ[1] اس پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ہمارا مذہب یہ ہے کہ مرد اور عورت کے لیے زرد اور سرخ رنگ سے سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ رنگ سے رنگنا حرام ہے، یہی قول زیادہ صحیح ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور مختار قول یہ ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیاہ رنگ سے اجتناب کرو، یہی ہمارا مذہب ہے، قاضی نے کہا کہ صحابہ اور تابعین میں سے متقدمین اور متاخرین کا بالوں کے رنگنے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ رنگنے کو ترک کرنا افضل ہے، اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوں کے نہ رنگنے کے سلسلہ میں ایک حدیث روایت کی ہے اور یہ کہ آپ نے خود سفید بالوں کو متغیر نہیں کیا، یہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی اور دوسروں سے مروی ہے، اور دوسرے گروہ نے کہا کہ بالوں کو رنگنا افضل ہے، صحابہ اور تابعین کی جماعت اور بعد کے فقہاء نے بالوں کو رنگا ہے، جیسا کہ امام مسلم اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے، پھر رنگ میں بھی اختلاف ہے، اکثر زرد رنگ سے رنگتے ہیں، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ اور دوسرے صحابہ کا یہی طریقہ ہے، حضرت علی سے بھی یہی مروی ہے، اور ایک جماعت نے مہندی اور کتم (سیاہ) سے رنگا ہے اور بعض نے زعفران کے ساتھ رنگا ہے، ایک جماعت نے سیاہ رنگ کے ساتھ رنگا ہے، حضرت عثمان، حضرت حسن بن علی اور حضرت حسین بن علی اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم، ابن سیرین، ابی بردہ اور فقہاء تابعین سے یہی مروی ہے، قاضی نے کہا کہ امام طبرانی کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سفید بالوں کو متغیر کرنے اور اس سے منع کرنے دونوں کے متعلق احادیث صحیحہ موجود ہیں اور ان میں کوئی تناقض یا تضاد نہیں ہے، حضرت ابوقحافہ کی طرح جس شخص کے سارے بال سفید ہو جائیں اس کو رنگنے کا حکم دیا ہے اور جس کے بال کالے اور سفید ہوں اس کو نہ رنگنے کا حکم دیا ہے اور متقدمین کا اس میں اختلاف رہا ہے باوجود اس کے کہ احادیث میں رنگنے کا حکم اور نہ رنگنے کی ممانعت وجوب کے لیے نہیں ہے، اسی وجہ سے ایک پر عمل کرنے والے دوسرے پر اعتراض نہیں کرتے، اور ان حکموں میں سے ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ کہنا صحیح نہیں ہے، قاضی نے کہا یہ دونوں عمل عرف اور عادت پر بھی موقوف ہیں، جن علاقوں میں رنگنے کا دستور ہو وہاں رنگنے کو ترک کرنا مکروہ ہے اور یہ خوبصورتی پر بھی موقوف ہے، اگر کسی شخص پر سفید بال اچھے لگتے ہوں تو اس کو رنگنا خلاف اولیٰ ہے اور اگر کسی پر رنگے ہوئے بال ہی اچھے لگتے ہوں تو اس کا نہ رنگنا خلاف اولیٰ ہے، یہ قاضی عیاض مالکی کی تقریر ہے اور زیادہ صحیح اور احادیث کے مطابق وہ تقریر ہے جس کو ہم نے پہلے اپنے مذہب کے بیان میں ذکر کر دیا ہے۔[2]

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

امام احمد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار کے بعض بوڑھوں کے پاس سے گذر ہوا جن کی داڑھیاں سفید تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کی جماعت سرخ یا زرد رنگ میں بال رنگو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ امام طبرانی نے حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجمیوں

---

[1] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۴۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

کی مخالفت میں بالوں کو رنگنے کا حکم دیتے تھے، بعض علماء نے اس حدیث سے سیاہ خضاب کے جواز پر استدلال کیا ہے، بعض علماء نے جہاد کے موقع پر سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے اور بعض علماء نے مطلقاً سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے، اور اولیٰ یہ ہے کہ سیاہ خضاب مکروہ ہے اور علامہ نووی نے اس کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، سلف صالحین میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت جریر رضی اللہ عنہم اور متعدد صحابہ نے سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے اور علامہ ابوعاصم نے کتاب الخضاب میں اسی کو مختار قرار دیا ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو مرفوعاً مروی ہے کہ "سیاہ خضاب لگانے والی قوم جنت کی خوشبو نہیں پائے گی"، اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں سیاہ خضاب کی کراہت پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس میں جنت کی خوشبو نہ پانے والی ایک قوم کی صفت کو بیان کیا ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے "سیاہ خضاب سے اجتناب کرو" اس کا یہ جواب دیا ہے یہ حکم ان لوگوں کے متعلق ہے جن کے سر کے سفید بال بدشکل ہو جائیں اور یہ حکم ہر شخص کے لیے عام نہیں ہے، علامہ ابوعاصم کے یہ جوابات ان دونوں حدیثوں کے معنی متبادر کے خلاف ہیں، البتہ ان کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب ہمارا چہرہ ترو تازہ تھا تو ہم سیاہ خضاب لگاتے تھے اور جب ہمارے چہرے اور دانتوں کی رونق اجڑ گئی تو ہم نے سیاہ خضاب ترک کر دیا" اور امام طبرانی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے "جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا" اس حدیث کی سند ضعیف ہے، اور بعض علماء نے مرد اور عورت میں فرق کیا ہے، عورتوں کو سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے اور مردوں کو منع کیا ہے، علامہ حلیمی کا بھی یہی مختار ہے۔

ابن الکلبی نے ذکر کیا ہے کہ عرب میں جس نے سب سے پہلے خضاب لگایا وہ عبدالمطلب تھے، اور مطلقاً سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا، بالوں کے رنگنے اور نہ رنگنے میں بھی اختلاف ہے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر وغیرہ نے بالوں کو رنگا، اور حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت انس اور صحابہ کی ایک جماعت نے بالوں کو نہیں رنگا، علامہ طبری نے یہ تطبیق دی ہے کہ جنہوں نے بالوں کو رنگا ان پر سفید بال اچھے نہیں لگتے تھے اور جنہوں نے بالوں کو نہیں رنگا ان پر سفید بال اچھے لگتے تھے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا بھی یہی محمل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقحافہ کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید دیکھے تو فرمایا ان کو متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو، (صحیح مسلم و سنن ابوداؤد) سو جس شخص کے بال حضرت ابوقحافہ کے بالوں کی طرح ہوں اس کے لیے رنگنا مستحب ہے، اور جس کے بال اس طرح نہ ہوں اس کے لیے رنگنا مستحب نہیں ہے۔ لیکن رنگنا مطلقاً اولیٰ ہے کیونکہ اس میں اس حکم پر عمل ہے جس میں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے بعض احادیث میں ہے جس شخص کے بال سفید ہو گئے وہ اس کے لیے نور ہوں گے، اور بعض احادیث میں سفید بالوں کو اکھاڑنے سے منع فرمایا ہے، امام طحاوی کا رجحان یہ ہے کہ یہ احادیث رنگنے کی احادیث سے منسوخ ہیں، کیونکہ جب تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی حکم نازل نہیں ہوتا تھا، آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے، اور جب کوئی حکم نازل ہو جاتا تو آپ ان کی مخالفت کرتے اور ان کی مخالفت پر برانگیختہ کرتے تھے اور علامہ ابن عربی نے یہ کہا ہے کہ آپ نے سفید بال اکھاڑنے سے منع کیا ہے رنگنے سے منع نہیں فرمایا کیونکہ بال اکھاڑنے میں خلقت کو بالکلیہ بدلنا ہے اس کے برخلاف رنگنے میں دیکھنے والے کو خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں معلوم ہوتی۔ [1]

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۵۵ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

امام مالک ابو سلمہ بن عبد الرحمان سے روایت کرتے ہیں کہ عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث ان کے پاس بیٹھے ہوتے تھے اور ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے ایک دن وہ ان کے پاس آئے درآں حالیکہ انھوں نے اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو سرخ رنگ سے رنگا ہوا تھا، لوگوں نے کہا یہ بہت اچھا ہے، انھوں نے کہا میری ماں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ نے کل میرے پاس اپنی ایک کنیز نخیلہ کو بھیجا اور اس نے مجھے قسم دی کہ میں بالوں کو ضرور رنگوں اور انھوں نے یہ بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق بھی بالوں کو رنگتے تھے۔

یحیی کہتے ہیں کہ سیاہ رنگ سے بالوں کو رنگنے کے متعلق امام مالک یہ کہتے تھے کہ میں نے اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں سنی اور میرے نزدیک سیاہ کی بجائے کسی اور رنگ سے رنگنا مستحب ہے، اور اگر مطلقاً رنگنے کو ترک کر دیا جائے تو اس میں بھی وسعت ہے اور اس میں لوگوں پر کوئی حرج نہیں ہے، یحیی کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے یہ سنا ہے کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو نہیں رنگا، اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہوتا تو حضرت عائشہ عبد الرحمان بن اسود کے پاس یہ پیغام بھیجتیں کہ چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہے اس لیے تم بال رنگو۔ [1]

علامہ ابو الولید باجی مالکی اندلسی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر مہندی اور کتم (ایک بوٹی جس سے سیاہ رنگ نکلتا ہے) سے بالوں کو رنگتے تھے اسی طرح حضرت عثمان بن عفان اور صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، اور اس میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو نہیں رنگا، کیونکہ اگر آپ نے بالوں کو رنگا ہوتا تو حضرت عائشہ اپنے والد کے بال رنگنے کے بجائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال رنگنے سے استدلال کرتیں اور موطا کے علاوہ دوسری جگہ امام مالک نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر بن الخطاب حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہم اور سعید بن مسیب اور ابن شہاب نے اپنے بالوں کو نہیں رنگا، اور عثمان بن موہب یہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگے ہوئے بال دکھائے، اور محمد بن علی سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت علی بالوں کو رنگتے تھے؟ انھوں نے کہا جو ان سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ بالوں کو رنگتے تھے، ہو سکتا ہے کہ ان کے آثار کی یہ توجیہ ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کو سفید ہونے کی وجہ سے نہ رنگتے ہوں بلکہ ان کو قائم کرنے یا ان کی تحسین کی خاطر ان کو رنگتے ہوں اور جن آثار میں آپ کے رنگنے کی نفی ہے کہ آپ کے بال ایسے سفید نہیں تھے جن کو رنگنے کی ضرورت ہو، اور عبد اللہ بن ہمام کہتے ہیں میں نے حضرت ابو درداء سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالوں کو رنگتے تھے؟ انھوں نے کہا اے بھتیجے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اتنے بال سفید نہیں ہوئے تھے جن کو رنگنے کی ضرورت ہو، آپ کے چند بال سفید تھے جن کو آپ مہندی اور بیری کے پتوں سے دھوتے تھے۔

امام مالک نے کہا ہے کہ میں نے سیاہ رنگ کے متعلق کوئی حدیث نہیں سنی، حالانکہ (مسلم وغیرہ میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ کو سیاہ رنگ سے اجتناب کا حکم دیا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے، اسی طرح

---

[1] امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ، موطا امام مالک ص ۷۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

لیث بن ابی سلیم نے روایت کیا ہے، اور صحابہ کرام میں سے حضرت عقبہ بن عامر، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم سیاہ خضاب لگاتے تھے، اور محمد بن علی بن ابی طالب اور تابعین کی ایک جماعت سیاہ خضاب لگاتی تھی اور پہلے قول پر زیادہ عمل ہے۔[1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ امام مالک نے سیاہ خضاب کو حرام نہیں کہا اور نہ رنگنے کو واجب کہا ہے، اور جس حدیث میں سیاہ خضاب سے اجتناب کا حکم ہے وہ ان کے نزدیک استحباب پر محمول ہے اور رنگنے کا امر اس حال پر محمول ہے جب کسی شخص کے سارے بال سفید ہو جائیں۔ عبدالوہاب نے کہا کہ سیاہ رنگ مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں کو دھوکا دینا ہے۔ بالوں کو رنگنے میں اختلاف ہے، امام مالک اور متقدمین کی ایک جماعت کے نزدیک اس کا ترک کرنا افضل ہے۔ اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سفید بالوں کو متغیر کرنے کی ممانعت کی حدیث روایت کی ہے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بالوں کو نہیں رنگا، اور دوسرے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ رنگنا افضل ہے، متقدمین، متاخرین اور ان کے بعد والوں نے بالوں کو رنگا ہے۔

علامہ وشتانی کہتے ہیں کہ رنگ کی جنس میں اختلاف ہے، حضرت علی، حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ مہندی اور کتم سے رنگتے تھے اور بعض زعفران سے رنگتے تھے اور بعض سیاہ رنگ سے رنگتے تھے، حضرت عمر، حضرت عثمان اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سیاہ رنگ سے رنگتی تھی، حضرت عمر فرماتے تھے سیاہ رنگ بیوی کو اچھا لگتا ہے اور دشمن پر رعب ڈالتا ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ بالوں کو نہیں رنگتے تھے، اہل علم نے کہا ہے کہ رنگنے کے دو فائدے ہیں ایک تو گرد و غبار وغیرہ سے بال میلے نہیں ہوتے، دوسرے اس میں اہل کتاب کی مخالفت ہے اور ہمیں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے تاکہ ان کی مشابہت نہ ہو نیز اس میں دشمن پر رعب ہے اور بیوی کے حقوق کی رعایت ہے۔[2]

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

سفید بالوں کو کالے رنگ کے سوا کسی اور رنگ سے رنگنا مستحب ہے، امام احمد نے کہا میں کسی شخص کے بال رنگے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتا ہوں۔ امام احمد نے ایک شخص سے سنت کی اور کہا تم بالوں کو کیوں نہیں رنگتے؟ اس نے کہا مجھے حیاء آتی ہے، امام احمد نے کہا: سبحان اللہ! یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو تبدیل کرو، اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور مہاجرین بالوں کو رنگتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگنے کا حکم دیا ہے اور جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل نہ کرے اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے، اس سلسلہ میں حضرت ابوذر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابورمثہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں۔

مہندی اور کتم کے ساتھ بالوں کو رنگنا مستحب ہے، کیونکہ خلال اور ابن ماجہ نے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ تمیم بن عبداللہ بن موہب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو حضرت ام سلمہ نے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نکالے اور حضرت ابوبکر نے مہندی اور کتم (یعنی ڈارک براؤن) سے بالوں کو رنگا اور ورس (زردی مائل سرخ)

---

[1] علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۷۴ ھ، منتقی ج ۷ ص ۲۷۰، مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر، ۱۳۳۲ ھ

[2] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۹۳، ۳۹۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ ھ

اور زعفران سے رنگنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ابو مالک اشجعی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ورس اور زعفران کے ساتھ رنگتے تھے اور سیاہ رنگ کے ساتھ رنگنا مکروہ ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقحافہ کو بال رنگنے کا حکم دیا اور سیاہ رنگ سے اجتناب کا حکم دیا، اور اسحاق نے عورت کو سیاہ رنگ سے رنگنے کی اجازت دی ہے تاکہ وہ اپنے مرد کے لیے مزین ہو۔ [1]

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری) حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ آپ کے بال مہندی اور کتم کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رنگ سے تم (سفید بالوں) کو متغیر کرو اس میں سب سے اچھا رنگ مہندی اور کتم ہے، حضرت ابن عباس، حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن بریدہ نے بھی اپنے والد سے اسی طرح روایت کیا ہے، امام احمد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بعض بوڑھوں کی سفید داڑھیاں دیکھیں تو فرمایا اے انصار کی جماعت بالوں کو سرخ یا زرد رنگ کے ساتھ رنگو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو، اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو متغیر کرو اور یہود کی مشابہت نہ کرو، اور امام اوزاعی نے روایت کیا ہے کہ یہود اور نصاریٰ نہیں رنگتے تم اپنے بالوں کو رنگا کرو۔ اس مقام پر دو چیزوں کی تحقیق مطلوب ہے ایک یہ کہ جن سفید بالوں کو رنگنے کا حکم دیا ہے ان کا کیا معیار ہے اور دوسری چیز یہ کہ کس رنگ میں رنگنا چاہیے۔

سفید بالوں کا معیار

علامہ عینی لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کے متغیر کرنے کو ناپسند کرتے تھے، امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اسلام میں بال سفید ہوئے وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوں گے الا یہ کہ وہ ان کو اکھاڑ دے یا رنگ دے، اور حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے مہندی اور کتم (وسمہ یا نیل کا رنگ) کے ساتھ اپنے بالوں کو رنگا، اور حضرت عمر مہندی کے ساتھ بالوں کو رنگتے تھے، اور حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت مغیرہ، حضرت جریر بجلی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور عطاء، ابووائل، حسن بصری، طاؤس اور سعید بن مسیب زرد رنگ کے ساتھ بالوں کو رنگتے تھے۔

محب طبری نے کہا ہے کہ بالوں کو متغیر کرنے اور بالوں کو رنگنے کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آثار مروی ہیں وہ سب صحیح ہیں لیکن بعض عام ہیں اور بعض خاص ہیں، بالوں کو رنگنے کی جو احادیث ہیں وہ خاص ہیں یعنی جس شخص کے حضرت ابوقحافہ کی طرح تمام بال سفید ہو جائیں اس کو رنگنے کا حکم دیا ہے اور جس کے بال مخلوط ہوں اس کو سفید متغیر کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو متضاد حکم دیں اور چونکہ کوئی حدیث ناسخ نہیں ہے اس لیے ان احادیث کو جمع کرنا متعین ہے، سو جن صحابہ نے سفید بالوں کو رنگا وہ اس پر محمول ہے کہ ان کے تمام بال سفید تھے اور جنہوں نے نہیں رنگا ان کے

---

[1] علامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱ ص ۶۷-۶۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

بال سیاہ اور سفید مخلوط تھے، علاوہ ازیں بالوں کو رنگنے کا حکم فرضیت کے لیے نہیں ہے، استحباب کے لیے ہے اور سفید بالوں کو متغیر کرنے کی ممانعت بھی تنزیہ کے لیے ہے تحریم کے لیے نہیں ہے، اور امام طحاوی رحمہ اللہ کا رجحان یہ ہے کہ سفید بالوں کو متغیر کرنے کی ممانعت اس حدیث سے منسوخ ہو گئی جس میں سفید بالوں کو رنگنے کا اور اہل کتاب کی مخالفت کرنے کا حکم ہے (علاوہ ازیں رنگنے کے حکم کی احادیث کی اسانید زیادہ صحیح اور قوی ہیں یہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں اور سفید ی متغیر نہ کرنے کی احادیث سنن ابوداؤد اور طبرانی وغیرہ میں ہیں جو صحیحین کے پائے کی نہیں ہیں، سعیدی غفرلہ)

بالوں کے رنگ کی تحقیق

علامہ عینی لکھتے ہیں:

جمہور کا موقف یہ ہے کہ سیاہ رنگ کے سوا لال پیلے رنگ سے بالوں کو رنگا جائے، کیونکہ سیاہ رنگ پر احادیث میں وعید ہے، حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب سے بالوں کو رنگے گی یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے، اور عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، حضرت ابو درداء سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا، حضرت انس سے مرفوعاً روایت ہے کہ سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو متغیر نہ کرو اور ابن ابی العاصم نے اپنی اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سیاہ خضاب لگاتے تھے، ابن شہاب بھی سیاہ خضاب لگاتے تھے، عنبسہ بن سعید نے کہا تمہارے بال کپڑوں کی مانند ہیں جس رنگ میں چاہو ان کو رنگ لو، اور اسماعیل بن ابی عبداللہ سیاہ خضاب لگاتے تھے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگانے کا حکم دیتے تھے، اور فرماتے تھے اس میں بیوی کی تسکین ہے اور دشمن پر رعب ہے۔ اور ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان سیاہ خضاب لگاتے تھے اور حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سیاہ خضاب لگاتے تھے، اور تابعین میں سے ابن عبداللہ بن عباس، عروہ بن زبیر، ابن سیرین اور ابو بردہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ [1]

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

مرد کے لیے اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو رنگنا مستحب ہے خواہ غیر حالت جنگ میں ہو، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کو نہیں رنگا، (کیونکہ آپ کو رنگنے کی ضرورت پیش نہیں آئی، صحیح بخاری میں ہے جس وقت آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی کے کل سترہ بال سفید ہوتے تھے۔ شامی) اور سیاہ رنگ سے رنگنا مکروہ ہے اور ایک قول میں مکروہ نہیں ہے۔ [2]

علامہ شامی لکھتے ہیں:

غیر حالت جنگ میں سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے، اور جنگ میں سیاہ خضاب لگانا بالاتفاق مستحسن ہے تاکہ دشمن پر رعب طاری ہو اور اپنے آپ کو ازواج کے لیے مزین کرنا مکروہ ہے، عام مشائخ کا یہی مختار ہے اور بعض نے اس کو بلا کراہت

---

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۵۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

جائز کہا ہے، امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ جس طرح مجھے بیوی کی زینت اچھی لگتی ہے اسی طرح بیوی کو بھی میری زینت اچھی لگتی ہے۔ [1]

خضاب لگانے کے سلسلہ میں مذاہب اربعہ کا خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب مکروہ تحریمی ہے، امام مالک کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب خلاف اولیٰ ہے، امام احمد کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب مکروہ ہے، فقہاء احناف کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور اکثر فقہاء کے نزدیک سیاہ خضاب مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

چونکہ احادیث میں سیاہ خضاب پر وعید آئی ہے اس لیے صحیح یہی ہے کہ غیر حالت جنگ میں سیاہ خضاب لگانا مکروہ تحریمی ہے، بعض صحابہ اور تابعین سے جو سیاہ خضاب لگانا منقول ہے، ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس اس کی کوئی توجیہ اور تاویل ہو، بہر حال ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مقدم ہیں، امام اعظم کا یہی مذہب ہے کہ جب احادیث رسول اور آثار صحابہ میں تعارض ہو تو احادیث کو آثار پر ترجیح دی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی تحقیق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کے جو بال سفید ہوئے ان کی تعداد بیس سے کم تھی (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۰۲ مطبوعہ کراچی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سفید بالوں کو رنگا تھا یا نہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے ان بالوں کو نہیں رنگا اور دوسری روایت یہ ہے کہ آپ نے ان بالوں کو رنگا ہے، اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہی روایت ہے کہ آپ نے ان بالوں کو رنگا ہے، اس لیے تحقیق یہی ہے کہ آپ نے بعض اوقات بالوں کو رنگا ہے اور بعض اوقات نہیں رنگا، حضرت انس کی روایت ان بعض اوقات پر محمول ہے جن میں آپ نے بالوں کو نہیں رنگا، اور حضرت ابن عمر کی روایت ان اوقات پر محمول ہے جن میں آپ نے بالوں کو رنگا ہے، جن علماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی نفی کی ہے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مغالطہ ہوا ہے، ہم سطور ذیل میں حضرت انس کی وہ روایت اور حضور کے خضاب لگانے سے متعلق دوسری روایات پیش کر رہے ہیں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن محمد بن سيرين قال سألت انسا اخضب النبي صلى الله عليه وسلم فقال لم يبلغ الشيب الا قليلا۔ [2]

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت کم بال سفید ہونے کو پہنچے تھے۔

بہ ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خضاب نہیں لگایا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت اس کے خلاف ہے۔

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

عن عثمان بن عبد اللہ بن موھب قال دخلت علی ام سلمۃ فاخرجت الینا شعرا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبا [1]

عثمان بن عبد اللہ بن موہب کہتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال نکال کر دکھایا جس پر خضاب لگا ہوا تھا۔

عن ابن موھب ان ام سلمۃ ارتہ شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم احمر [2]

ابن موہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سرخ بال دکھایا۔

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس النعال السبتیۃ ویصفر لحیتہ بالورس والزعفران وکان ابن عمر یفعل ذلک [3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بغیر بالوں کے چمڑے کی جوتی پہنتے تھے، اور اپنی داڑھی کو سرخ اور زرد رنگ سے رنگتے تھے، حضرت ابن عمر بھی ایسا کرتے تھے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی رمثۃ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابن لی فقال ابنک ھذا فقلت نعم اشھد بہ قال لا یجنی علیک ولا تجنی علیہ ورایت الشیب احمر [5]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوا، آپ نے فرمایا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ میں نے کہا جی! میں اس کی گواہی دیتا ہوں، آپ نے فرمایا، یہ تم پر ظلم نہیں کرے گا نہ اس پر ظلم نہیں کرو گے، میں نے دیکھا آپ کے سفید بال سرخ تھے

عن عثمان بن موھب قال سئل ابو ھریرۃ ھل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم [6]

عثمان بن موہب کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا، کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں!

عن انس قال رایت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبا [7]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو رنگا ہوا دیکھا۔

---

[1]۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2]۔ " " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، " " "

[3]۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[4]۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[5]۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۷۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6]۔ " " " ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۷۱، " " "

[7]۔ " " " ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۷۱، " " "

عن الجهضمة قالت انا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من بیتہ ینفض راسہ وقد اغتسل وبراسہ ردع من حناء[1]

جہضمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد گھر سے نکلے اور آپ کے سر پر کچھ گندھی ہوئی مہندی لگی ہوئی تھی۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن یزید قال قلت لابی جعفر، هل خضب النبی صلی اللہ علیہ وسلم؟ قال قد مس شیئا من الحناء والکتم[2]

یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر سے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا، انھوں نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ مہندی اور کتم کو لگایا تھا۔

عن عثمان بن حکم قال رایت عند آل ابی عبیدة بن زمعة شعرات من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصبوغا بالحناء[3]

عثمان بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبیدہ بن زمعہ کی آل کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال دیکھے جو مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔

ان ابن جریج سال ابن عمر ارایتک تصفر لحیتک بالورس فقال ابن عمر اما تصفیری لحیتی فانی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصفر لحیتہ[4]

ابن جریج نے حضرت ابن عمر سے سوال کیا میں دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگ سے رنگتے ہیں؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا میں اپنی داڑھی زرد رنگ سے اس لیے رنگتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے داڑھی کو رنگتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم[5] اور امام بیہقی[6] نے بھی روایت کیا ہے (اس سے قبل ہم اس حدیث کو امام بخاری اور امام ابوداؤد کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں۔)

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یخضب اخذ شیئا من دهن وزعفران فرشہ بیدہ ثم یمرسہ علی لحیتہ۔ رواہ الطبرانی[7]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب خضاب لگانے کا ارادہ کرتے تو کچھ مہندی لے کر اس پر زعفران چھڑکتے پھر اس کو اپنی داڑھی پر ملتے۔

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[3] ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۷،

[4] ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۵،

[5] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[6] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[7] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن عثمان بن عبد اللہ بن موھب القرشی قال دخلنا علی ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخرجت الینا من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو احمر مصبوغ بالحناء والکتم[1]

عثمان بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے ہمارے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال نکالا وہ سرخ رنگ کا تھا اس پر مہندی اور کتم سے خضاب لگا ہوا تھا۔

اس حدیث کو ہم نے پہلے امام بخاری کے حوالہ سے بیان کیا تھا نیز اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

عن ابی رمثۃ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ بردان اخضران ولہ شعر قد علاہ الشیب وشیبہ احمر مخضوبا بالحناء[3]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دو سبز چادریں پہنی ہوئی تھیں (یعنی حلہ) آپ کے بالوں پر سفید آرہی تھی اور آپ کے سفید بال مہندی کے خضاب سے سرخ تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام احمد، امام ابن ابی شیبہ، امام بیہقی اور امام طبرانی ایسے محدثین نے قوی اسانید کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی روایات کو اپنی تصانیف میں درج کیا ہے، اب رہا یہ سوال کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا، اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ جب کسی واقعہ کے متعلق دو صحابہ کی روایات ہوں ایک کسی چیز کو ثابت کرتی ہو اور دوسری نفی کرتی ہو تو ثبوت والی روایت کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ نفی کرنے والا راوی اصل حال کے اعتبار سے نفی کر رہا ہے اور ثبوت کرنے والا ایک وصف زائد کی حکایت کر رہا ہے لہٰذا اس کی روایت کو ترجیح دی جائے گی، اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۰) اور حضرت بلال کہتے ہیں کہ آپ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی ہے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۸، ص ۶۷) اور ترجیح حضرت بلال کی روایت کو دی گئی ہے کیونکہ وہ ایک وصف زائد کی حکایت کر رہے ہیں اور حضرت ابن عباس اصل حال کے اعتبار سے نفی کر رہے ہیں، اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہیں کیا جائے گا (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۵) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۵ مطبع مجتبائی لاہور) اور ترجیح اس روایت کو دی گئی ہے، اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا اور حضرت ام سلمہ ام المومنین، حضرت ابن عمر، حضرت ابن رمثہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت جہذمہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے تو اس قاعدہ کے مطابق انہی کی روایات کو ترجیح دی جائے گی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات آپ نے خضاب لگایا اور بعض اوقات خضاب نہیں لگایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۶ - ۲۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۳۲۲، ۳۱۹، ۲۹۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

حال دیکھ کر اس کی روایت کی اور دوسرے صحابہ نے دوسرے حال کی روایت کی بلکہ امام ترمذی نے خود حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی خضاب لگانے کی روایت بیان کی ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

مختار یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات میں بالوں کو رنگا، اور اکثر اوقات میں رنگنے کو ترک کر دیا، سو ہر شخص نے اپنے مشاہدہ کے مطابق بیان کیا، اور یہ تاویل محکم متعین ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بالوں کو زرد رنگ کے ساتھ رنگنے کی جو روایت ہے اس کو ترک کرنا ممکن نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی تاویل ممکن ہے۔ [۱]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خضاب لگانے کی احتیاج نہیں تھی اور یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے منافی نہیں ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات اپنے سفید بالوں پر خضاب لگایا اور اکثر اوقات خضاب نہیں لگایا لہٰذا ہر شخص نے اپنے مشاہدہ کے مطابق روایت کی اور ہر ایک اپنے قول میں صادق ہے۔ [۲]

ڈاڑھی کا معنیٰ

علامہ زبیدی نے ڈاڑھی کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھا:

اللحية شعر الخدين والذقن (تاج العروس ج ۱۰ ص ۳۲۳)

رخساروں اور ٹھوڑی کے بالوں کو لحیہ (ڈاڑھی) کہتے ہیں۔

ڈاڑھی دراز کرنے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انهكوا الشوارب واعفوا اللحى [۳]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھوں کو بہت کم کرو اور ڈاڑھیوں کو (اپنے حال پر) چھوڑ دو، یعنی بڑھاؤ۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم احفوا الشوارب واعفوا اللحى [۴]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھوں کو بہت کم کرو اور ڈاڑھیوں کو چھوڑ دو (یعنی مت کاٹو)

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۳۰۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[۳] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۴] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اس حدیث کو امام ترمذی[1]، امام نسائی[2]، امام احمد[3] اور امام ابن ابی شیبہ[4] نے روایت کیا ہے اور علامہ علی متقی ہندی[5] اور حافظ الہیثمی[6] نے بھی اسی حدیث کا طبرانی وغیرہ کے حوالوں سے ذکر کیا ہے۔

نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحیة[7]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو بہت کم کرنے اور ڈاڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد[8]، امام ترمذی[9] اور امام مالک[10] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عبید اللہ بن عتبة قال جاء رجل من المجوس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحلق لحیتہ واطال شاربہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذا؟ قال ھذا فی دیننا قال فی دیننا ان نجز الشارب وان نعفی اللحیة[11]

عبید اللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مجوسی آیا درآں حالیکہ اس نے ڈاڑھی منڈائی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی رکھی ہوئی تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ہمارے دین میں ہے! آپ نے فرمایا ہمارے دین میں یہ ہے کہ ہم مونچھیں کم کرائیں اور ڈاڑھی بڑھائیں۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اھل الشرک یعفون شواربھم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین مونچھیں بڑھاتے ہیں، اور

1۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

2۔ امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۳۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

3۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۷، ۳۶۶، ۳۶۵، ۲۲۹، ۱۵۶، ۵۲، ۱۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

4۔ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

5۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۶ ص ۶۵۳، ۶۵۲، ۶۵۰، ۶۴۹، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

6۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۶، مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۲ھ

7۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

8۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۲۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

9۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

10۔ امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ، موطا امام مالک ص ۷۲۱، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

11۔ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

ويحفون لحاهم فخالفوهم فاعفوا اللحى واحفوا الشوارب رواه الطبراني باسنادين في احدهما عمر بن ابي سلمة وثقه ابن معين وغيره و ضعفه شعبة وغيره وبقية رجاله ثقات ۔ [۱]

عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال خالفوا المجوس جزوا الشوارب واوفوا اللحى رواه البزار وفيه الحسن بن ابي جعفر وهو ضعيف متروك ۔ [۲]

عن ابن عباس قال لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة قال ان الله ورسوله حرم شرب الخمر وثمنها وقال وقصوا الشوارب واعفوا اللحى ولا تمشوا في الاسواق الا وعليكم الازر انه ليس منا من عمل سنة غيرنا ۔ [۳]

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم جزوا الشوارب وارخوا اللحى وخالفوا المجوس ۔ [۴]

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية والسواك واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء قال

ڈاڑھیاں بہت زیادہ کترواتے ہیں سو تم ان کی مخالفت کرو ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں بہت زیادہ کم کراؤ، اس حدیث کو امام طبرانی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، ایک سند میں ایک راوی عمر بن ابی سلمہ ہے اس کی ابن معین وغیرہ نے توثیق کی ہے اور شعبہ وغیرہ نے تضعیف کی ہے، اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجوس کی مخالفت کرو، مونچھیں کم کراؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ، اس حدیث کو امام بزار نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی حسن بن ابی جعفر ضعیف اور متروک ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے شراب پینے اور اس کی قیمت لینے کو حرام کر دیا اور فرمایا مونچھیں کم کراؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور بغیر تہبند پہنے بازاروں میں مت چلو، کیونکہ جو شخص ہمارے غیر کے طریقہ پر عمل کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھیں تراشو اور ڈاڑھی کو دراز کرو، اور مجوس کی مخالفت کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں، مونچھیں کاٹنا، ڈاڑھی دراز کرنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، جوڑوں کو دھونا، بغلوں کے بال نوچنا، زیر ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجا کرنا

۱۔ حافظ نور الدین الہیثمی علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۶، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ
۲۔ " " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۶
۳۔ " " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۹۔۱۶۸
۴۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

مصعب ونسیت العاشرة الا تکون المضمضة ۔ لہ

کہتے ہیں دسویں چیز میں بھول گیا، الا یہ کہ وہ کلی کرنا ہو۔

اس حدیث امام ابوداؤد ٗ، امام نسائی ٗ، امام ابن ماجہ اور امام بیہقی ٗ نے بھی روایت کیا اور اس کا علامہ علی متقی ٗ نے بھی ذکر کیا ہے۔

امام ابن حبان روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال: ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المجوس فقال انھم یوفون سبالھم ویحلقون لحاھم فخالفوھم ۔ ٗ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجوس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ لمبی مونچھیں رکھتے ہیں اور ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں سو تم ان کی مخالفت کرو۔

ڈاڑھی ترشوانے کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابوحنیفہ روایت کرتے ہیں:

ابوحنیفة عن الھیثم عن رجل ان ابا قحافة اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولحیتہ قد انتشرت قال فقال لو اخذتم واشار الی نواحی لحیتہ ۔ ٗ

امام ابوحنیفہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوقحافہ حاضر ہوئے درآں حالیکہ ان کی ڈاڑھی کے بال منتشر تھے راوی کہتے ہیں آپ نے فرمایا: کاش تم (یہ بال) کم کر لو اور ان کی ڈاڑھی کے اطراف کی طرف اشارہ فرمایا۔

اس حدیث کو امام ابویوسف نے بھی روایت کیا ہے۔ ٗ

نیز امام ابویوسف روایت کرتے ہیں:

عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراھیم انہ قال: لا بأس ان یأخذ الرجل من لحیتہ مالم یتشبہ باھل الشرک ۔ نلہ

ابراہیم نخعی نے کہا مرد کے ڈاڑھی کم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ مشرکین سے مشابہت نہ ہو۔

لہ ۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ ھ

ٗ ۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ ھ

ٗ ۔ امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۳۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

ٗ ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵

ٗ ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، سنن کبریٰ ج ۱ ص ۵۲، مطبوعہ نشر السنہ ملتان

ٗ ۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ ھ، کنز العمال ج ۶ ص ۶۵۴، مطبوعہ موسستہ الرسالة بیروت، ۱۴۰۵ ھ

ٗ ۔ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۴۰۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ ھ

ٗ ۔ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ ھ، مسند امام اعظم (مترجم) ص ۳۵۹، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

ٗ ۔ امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ ھ، کتاب الآثار ص ۲۳۴، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل،

نلہ ۔ " " " " کتاب الآثار ص ۲۳۵،

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب وکان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں باریک کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔ حضرت ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مقدار فاضل ہوتی اس کو کاٹ دیتے۔

اس حدیث کو امام ابویوسف،[2] امام محمد،[3] امام ابن ابی شیبہ[4] اور امام ابوداؤد[5] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام مالک روایت کرتے ہیں:

مالک عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان اذا حلق فی حج او عمرۃ اخذ من لحیتہ وشاربہ۔[6]

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ میں سر منڈاتے تو داڑھی اور مونچھوں کو کاٹتے۔

مالک انہ بلغہ ان سالم بن عبد اللہ کان اذا اراد ان یحرم دعا بالجلمین فقص شاربہ واخذ من لحیتہ قبل ان یرکب وقبل ان یھل محرما۔[7]

امام مالک تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ سالم بن عبداللہ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو سوار ہونے اور احرام باندھنے سے پہلے قینچی منگا کر اپنی مونچھوں کو کم کرتے اور داڑھی کاٹتے۔

امام ابو یوسف روایت کرتے ہیں:

یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ کان یاخذ من لحیتہ۔[8]

نافع کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی سے کچھ کم کرتے تھے۔

اس حدیث میں قبضہ کی قید نہیں ہے اور فقہاء احناف کے نزدیک مطلق مقید پر محمول نہیں ہوتا۔

یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ اکتوی واسترقی من الحمۃ وکان یاخذ من لحیتہ۔[9]

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما گرم کر کے جسم پر داغ لگاتے تھے اور زہر کی وجہ سے دم کراتے تھے، اور داڑھی سے کچھ کم کرتے۔

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۳۴، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

[3] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۹۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[4] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[5] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[6] امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ، موطا امام مالک ص ۳۲۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

[7] 〃 〃 〃 موطا امام مالک ص ۳۳۲

[8] امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۳۴، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

[9] 〃 〃 〃 کتاب الآثار ص ۲۳۵

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن سماک بن یزید قال: کان علی یاخذ من لحیتہ مما یلی وجہہ۔[1]

سماک بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چہرے کے قریب سے داڑھی کاٹتے تھے (یعنی خط بناتے تھے)

عن ابی زرعۃ قال کان ابو ہریرۃ یقبض علی لحیتہ ثم یاخذ ما فضل عن القبضۃ۔[2]

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور مٹھی سے زائد داڑھی کو کاٹ دیتے۔

عن عطاء بن ابی رباح قال: کانوا یحبون ان یعفوا اللحیۃ الا فی حج او عمرۃ وکان ابراھیم یاخذ من عارض لحیتہ۔[3]

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ (فقہاء تابعین) حج اور عمرہ کے سوا داڑھی بڑھانے کو پسند کرتے تھے (یعنی مستحب قرار دیتے تھے) اور ابراہیم اپنے رخسار سے داڑھی کاٹتے تھے۔

عن ابن طاؤس عن ابیہ انہ کان یاخذ من لحیتہ ولا یوجبہ۔[4]

ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی داڑھی کو کم کراتے تھے اور اس کو واجب نہیں کہتے تھے۔

عن افلح قال: کان القاسم اذا حلق راسہ اخذ من لحیتہ۔[5]

افلح بیان کرتے ہیں کہ قاسم جب اپنا سر منڈواتے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں کو کم کراتے۔

عن قتادۃ قال: قال جابر لا ناخذ من طولھا الا فی حج او عمرۃ۔[6]

قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر نے کہا ہم حج اور عمرہ کے سوا داڑھی کو طول میں کم نہیں کراتے

عن ابی ھلال قال: سالت الحسن وابن سیرین فقالا لاباس بہ ان تاخذ من طول لحیتک۔[7]

ابوالھلال کہتے ہیں کہ میں نے حسن اور ابن سیرین سے پوچھا تو ان دونوں نے کہا لمبی داڑھی کم کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاخذ من لحیتہ من عرضھا وطولھا۔[8]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کو طول اور عرض سے کم کرتے تھے۔

اس حدیث کے ایک راوی عمر بن ہارون پر جرح کی گئی ہے، لیکن امام بخاری اس کے متعلق اچھی رائے رکھتے تھے۔ امام ترمذی

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۴، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] " " " " المصنف ج ۸ ص ۳۷۴، " " "

[3] " " " " المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " " "

[4] " " " " المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " " "

[5] " " " " المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " " "

[6] " " " " المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " " "

[7] " " " " المصنف ج ۸ ص ۳۷۶، " " "

[8] " " " " المصنف ج ۸ ص ۳۷۴، " " "

لکھتے ہیں روایۃ حسن النواوی فی عمر بن ھارون اور چونکہ دیگر احادیث اور آثار سے اس کی تائید ہوتی ہے اس لیے ہمارے نزدیک یہ حدیث لائق استدلال ہے۔ باقی اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ آپ اطراف سے چھوٹے بڑے بالوں کو کاٹ کر داڑھی برابر کرتے تھے، ورنہ آپ کی داڑھی مبارک بڑی اور گھنی تھی۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابراھیم قال کانوا یاخذون من جوانبھا وینظفونھا یعنی اللحیۃ۔[2]

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ لوگ داڑھی کو اطراف سے کاٹ کر منزہ کرتے تھے۔ (یعنی کم کرتے تھے)۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاخذ من عرض لحیتہ وطولھا بالسویۃ۔[3]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کو طول اور عرض سے برابر کاٹ کر کچھ کم کرتے تھے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال: رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجفل الراس واللحیۃ فقال علی ما شوہ احدکم امس قال واشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی لحیتہ وراسہ یقول خذ من لحیتک وراسک۔[4]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے سر اور داڑھی کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے دیکھے آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص گذشتہ دنوں میں کیوں بدشکل بنا رہا ہے؟ حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اپنی داڑھی اور سر کے بالوں کو کاٹ کر کم کرو۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کا بیان

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضخم الراس واللحیۃ۔[5]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سر اور داڑھی بڑی تھی۔

کان ضخم الھامۃ عظیم اللحیۃ۔[6]

آپ کا سر بڑا اور داڑھی عظیم تھی۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کث اللحیۃ۔[7]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گھنی داڑھی تھی۔

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] امام ابوبکر حسین بن احمد بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۵ ص ۲۲۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] " " " " شعب الایمان ج ۵ ص ۲۲۱، " "

[4] " " " " شعب الایمان ج ۵ ص ۲۲۱، " "

[5] امام ابوبکر حسین بن احمد بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۱۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[6] " " " " دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۱۶، " "

[7] " " " " دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۱۶، " "

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

قاضی عیاض مالکی نے لکھا ہے:

کث اللحیۃ تملأ صدرہ [2] آپ کی ڈاڑھی گھنی تھی جو سینہ مبارک کو بھر لیتی تھی۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نے لکھا ہے کہ مصنف کی مراد یہ ہے کہ آپ کی ڈاڑھی سینہ کے بالائی حصہ کو بھر لیتی تھی۔ [3]

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

امام غزالی شافعی لکھتے ہیں:

لمبی ڈاڑھی میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ قبضہ (ایک مشت) سے زائد ڈاڑھی کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابن عمر اور تابعین کی ایک جماعت نے ایسا ہی کیا ہے، اور شعبی اور ابن سیرین نے اس کو مستحسن کہا ہے، اور حسن اور قتادہ نے اس کو مکروہ کہا ہے، انھوں نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دینا (نہ کاٹنا) مستحب ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "ڈاڑھی بڑھاؤ" اور اقرب یہ ہے کہ ڈاڑھی کو کم کرنا ہے بشرطیکہ بہت زیادہ نہ کاٹا جائے، کیونکہ بہت لمبی ڈاڑھی سے شکل بدنما ہو جاتی ہے اور لوگوں کو غیبت کرنے کا موقع ملتا ہے، لہٰذا اس نیت سے اس کے طول سے احتراز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، نخعی کہتے ہیں جو شخص عقلمند ہو اور لمبی ڈاڑھی رکھتا ہو مجھے اس پر تعجب ہوتا ہے وہ اپنی ڈاڑھی کم کر کے اس کو دو جبڑوں کے درمیان کیوں نہیں کرتا! کیونکہ ہر چیز میں میانہ روی مستحسن ہے، اسی لیے یہ کہا گیا ہے کہ جب کسی شخص کی ڈاڑھی لمبی ہوتی ہے تو اس کی عقل کم ہوتی ہے۔ [4]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

ظاہر احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دیا جائے اور کاٹا نہ جائے، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ ڈاڑھی منڈانا، کاٹنا اور جلانا مکروہ ہے اور اس کو طولاً و عرضاً کاٹنا مستحسن ہے، ڈاڑھی کو زیادہ لمبا کر کے حد تمسخر تک رکھنا کاٹنے کی طرح مکروہ ہے، قاضی عیاض نے کہا کہ متقدمین کا اس میں اختلاف تھا کہ ڈاڑھی کی کوئی حد ہے یا نہیں، بعض علماء نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی البتہ انھوں نے کہا ڈاڑھی اتنی دراز نہ کرے جس سے تمسخر کی حد کو پہنچے اور اس حد سے ڈاڑھی کم رکھے، امام مالک نے ڈاڑھی کے بہت زیادہ طول کو مکروہ کہا ہے، بعض علماء نے کہا اس کی حد قبضہ ہے اور قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹ دی جائے، اور بعض علماء نے کہا کہ حج اور عمرہ کے موقع کے سوا ڈاڑھی کاٹنا مکروہ ہے۔ [5]

نیز علامہ نووی لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ ڈاڑھی کاٹنا مطلقاً مکروہ ہے بلکہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے خواہ ڈاڑھی کتنی بڑی ہو، کیونکہ حدیث صحیح میں ہے واعفوا اللحی "ڈاڑھیوں کو چھوڑ دو" اور امام ترمذی نے جو روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۱، ۸۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۳۸، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان

[3] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۴۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[4] امام محمد بن محمد غزالی شافعی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم علی ہامش اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۴۲۰-۴۱۹، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ۱۳۱۱ھ

[5] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

صلے اللہ علیہ وسلم طولاً و عرضاً داڑھی کاٹ کر کم کرتے تھے، سو یہ حدیث ضعیف ہے لائق استدلال نہیں ہے۔ [1]

علامہ نووی کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ امام ابو یوسف نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی منتشر داڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹ کر کم کریں، اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ اور دیگر اجلہ تابعین کا بھی داڑھی کو کم کرنا ثابت ہے، اس لیے داڑھی کم کرنے کو مطلقاً مکروہ کہنا صحیح نہیں ہے۔

داڑھی کی مقدار میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے: داڑھی منڈانا اور جڑ سے کٹوانا مکروہ ہے، حدیث میں اس کی مذمت ہے اور لمبی داڑھی رکھنا بھی اسی طرح مکروہ ہے جس طرح داڑھی کٹوانا مکروہ ہے اور داڑھی کو طولاً اور عرضاً کاٹ کر کم کرنا مستحسن ہے بعض متقدمین نے داڑھی کم کرنے کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور یہ کہا ہے کہ داڑھی کو حد تمسخر تک نہ چھوڑا جائے، اور بعض علماء نے قبضہ کو حد مقرر کیا اور بعض علماء نے کہا کہ حج اور عمرہ کے سوا داڑھی کو کم نہ کیا جائے۔

علامہ ابی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو داڑھی کے ساتھ مزین کیا ہے اور جب داڑھی زینت ہے اور اس کو طولاً و عرضاً کم کرکے حسین بنانا مستحسن ہے، اور کاٹنے کی حد یہ ہے کہ قبضہ سے زائد داڑھی کو کاٹ دیا جائے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قبضہ سے زائد داڑھی کو کاٹ دیا تھا، یا اس شخص کے متعلق ہے جس کی داڑھی زیادہ ہو لیکن جس کی داڑھی زیادہ نہ ہو تو وہ اتنی مقدار کے بعد داڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹ دے جس سے داڑھی میں حسن ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ داڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹ کر حسین بنانا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے خلاف ہے کہ "داڑھی چھوڑ دو" اس کا جواب یہ ہے کہ داڑھی چھوڑنے یا بڑھانے کا حکم مشرکین کی وجہ سے ہے، کیونکہ وہ داڑھی منڈاتے تھے، اور ان سے مخالفت اس طرح ہو گی کہ یا تو داڑھی بالکل نہ کاٹی جائے یا تحسین کے لیے تھوڑی سی کاٹ لی جائے، اس لیے صحیح وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ [2]

علامہ ابو الولید باجی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک داڑھی اور مونچھوں کو اتنی مقدار تک کاٹنا مستحب ہے جس سے ان کا پیدائشی جمال متغیر ہو اور داڑھی اور مونچھوں کو بالکلیہ کاٹ دینا مثلہ ہے جیسے عورت کے سر کے بال کاٹنا مثلہ ہے اس لیے داڑھی اور مونچھوں کو بالکلیہ کاٹنے سے منع کیا جائے گا اسی طرح داڑھی اور مونچھوں میں ایسے کام سے منع کیا جائے گا جس سے ان کی خلقت متغیر ہو اور مثلہ کا ارتکاب لازم آئے، اور اگر داڑھی اتنی زیادہ ہو جائے جس کی وجہ سے وہ خوب صورتی کی حد سے نکل جائے اور بکھری ہوئی اور منتشر ہونے کی حد کو پہنچ جائے اور اتنی لمبی داڑھی کو باقی رکھنا مثلہ ہو تو اس کو کم کرنا مشروع ہے۔ [3]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۱ ص ۲۹۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۳۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] علامہ ابو الولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۹۴ھ، المنتقیٰ ج ۳ ص ۳۲، مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر ۱۳۳۲ھ

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

وقد حرم المالکیة والحنابلة حلقها ولا یکرہ مازاد علی القبضة ولا اخذ ما تحت حلقه لفعل ابن عمر۔[1]

فقہاء حنبلیہ اور مالکیہ نے ڈاڑھی مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے، اور قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنا مکروہ نہیں ہے اور حلق کے نیچے ـــــ کے بالوں کا کاٹنا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ حضرت ابن عمر نے یہ بال کاٹے تھے۔

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ کاکی نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک ڈاڑھی کا طول ایک قبضہ کی مقدار ہے، اور اس سے زیادہ ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے، ابوموسیٰ اسحاق نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو طول سے کاٹ کر کم کرتے تھے، اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو طول اور عرض سے کاٹ کر کم کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو قبضہ کے بعد کاٹتے تھے، ہاں اس سلسلہ میں دو آثار مروی ہیں، امام ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹتے تھے، امام بخاری نے بھی اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے، اور امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹتے تھے، البتہ یہ آثار اس حدیث کے معارض ہیں جس میں ہے مونچھوں کو کم کرو، اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اس کا یہ جواب ممکن ہے کہ ڈاڑھی بڑھانے سے یہ مراد ہے کہ ساری ڈاڑھی کو منڈایا نہ جائے جس طرح مجوس منڈاتے ہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مونچھیں کم کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو، کیونکہ مجوس ڈاڑھیاں منڈاتے تھے اور مونچھیں بالکل نہیں کاٹتے تھے، محیط میں ہے ڈاڑھی بڑھانے میں اختلاف ہے، بعض علماء نے کہا کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دے حتیٰ کہ ڈاڑھی گھنی اور بڑی ہو جائے، اور کاٹ کر کم کرنا سنت ہے جو ڈاڑھی قبضہ سے زائد ہو اس کو کاٹ دے۔[2]

نیز علامہ عینی لکھتے ہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ اعفوا اللحی کا کیا معنی ہے، کیونکہ تم جانتے ہو کہ اعفاء اکثار ہے اور جب ڈاڑھی کو چھوڑ دیا جائے تو وہ طولاً عرضاً بہت بڑھ جائے گی اور لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ ڈاڑھی کا بڑھانا ممنوع ہے اور اس کا کاٹنا واجب ہے اور اس کی حد میں متقدمین کا اختلاف ہے، کہ جب ڈاڑھی طولاً قبضہ سے بڑھ جائے اور عرضاً پھیل جائے تو یہ قبیح ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اپنی ڈاڑھی کو چھوڑا ہوا تھا، آپ نے اس کی ڈاڑھی کو کھینچا اور کہا میرے پاس قینچی لاؤ، پھر ایک شخص سے کہا اس کے ہاتھ کے نیچے جو ڈاڑھی ہو اس کو کاٹ دو، پھر فرمایا جاؤ اپنے بالوں کو سنوارو یا خراب کرو، تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے جیسے وہ درندوں

---

[1] ڈاکٹر وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۱ ص ۳۰۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۱ ص ۱۳۲۵-۱۳۲۴، مطبوعہ مطبعہ منشی نول کشور لکھنؤ

میں سے ایک دو زائدہ ہو" اور حضرت ابوہریرہ ایک قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹ دیتے تھے، حضرت ابن عمر سے بھی اسی طرح روایت ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹتے اور ڈاڑھی کو بہت زیادہ نہ کاٹے، اور انھوں نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی، البتہ میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ڈاڑھی عرف اور لوگوں کی عادت سے بڑی نہ ہو اس کو نہ کاٹے اور علماء نے کہا کہ جب ڈاڑھی لمبی اور بڑی ہو جائے تو اس کو طول اور عرض سے تھوڑا سا کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس پر امام ترمذی کی اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم طولاً و عرضاً ڈاڑھی کو کاٹتے تھے۔ [۱]

علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

واستدل به الجمهور على ان الاولى ترك اللحية على حالها وان لا يقطع منها شئ وهو قول الشافعي واصحابه وقال عياض يكره حلقها وقصها وتحذيفها وقال القرطبي في المفهم لا يجوز حلقها ولا نتفها ولا قص الكثير منها قال عياض واما الاخذ من طولها فحسن قال ويكره الشهرة في تعظيمها كما يكره في قصها وجزها وقد اختلف السلف هل لذلك حد فمنهم من لم يحدد شيئا في ذلك الا انه لا يتركه لحد الشهرة و يأخذ منها وكره مالك طولها جدا ومنهم من حدد بما زاد على القبضة فيزال ومنهم من كره الاخذ منها الا في حج او عمرة [۲]

اس حدیث (ڈاڑھیاں بڑھاؤ) سے جمہور نے یہ استدلال کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس کو بالکل نہ کاٹا جائے، امام شافعی اور ان کے اصحاب کا یہی قول ہے، اور قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو مونڈنا اور کاٹنا مکروہ ہے، علامہ قرطبی نے مفہم میں کہا ہے کہ ڈاڑھی کو مونڈنا، اکھیڑنا اور اس کا زیادہ حصہ کاٹنا جائز نہیں ہے، اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو طولاً کاٹنا مستحسن ہے اور اس کو حد تسخر تک لمبا کرنا مکروہ ہے اسی طرح اس کو کاٹنا بھی مکروہ ہے (یعنی زیادہ کاٹنا)، متقدمین کا اس میں اختلاف ہے کہ ڈاڑھی کاٹنے کی کوئی حد ہے یا نہیں؟ بعض نے کہا اس کی کوئی حد نہیں ہے، البتہ اس کو اتنا لمبا نہ کرے کہ یہ حد تسخر کو پہنچ جائے اور اس سے کچھ قدر کاٹ لے، امام مالک نے اس کے بہت زیادہ طول کو مکروہ کہا ہے، بعض نے اس کی حد قبضہ مقرر کی ہے اور کہا ہے کہ جب ڈاڑھی قبضہ سے زیادہ ہو تو اس کو کاٹ دیا جائے اور بعض نے کہا ہے کہ حج اور عمرہ کے موقع کے سوا ڈاڑھی کو کاٹنا مکروہ ہے۔

اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ جمہور کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا اولیٰ ہے، جس کا تقاضا ہے کہ ڈاڑھی کاٹ کر کم کرنا خلاف اولیٰ ہے، حرام نہیں ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

---

[۱] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۴۷-۴۶ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ ھ

[۲] علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حسینی حنفی متوفی ۱۲۰۵ ھ، اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۴۱۹، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۱ ھ

نہایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ ہمارے نزدیک ڈاڑھی کا طول بہ قدر قبضہ ہے اور ایک قبضہ کے بعد ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹتے تھے۔ اس حدیث کو ابو عیسیٰ (ترمذی) نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے، اور مرد کی سعادت اس کی ڈاڑھی کے کم ہونے میں ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ صاحب نہایہ کا ڈاڑھی کاٹنے کو واجب کہنا مناسب کے معنی میں ہے یا پھر یہ سنت مؤکدہ کے معنی میں ہے ورنہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کو مطلقاً واجب کہنا صحیح نہیں ہے۔ [1]

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

نہایہ میں ہے کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے، امام ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹتے تھے، اگر یہ اعتراض ہو کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مونچھیں کم کراؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ" اور ڈاڑھی کا کاٹنا، ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابن عمر ہیں اور وہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کو کاٹتے تھے، اس حدیث کو امام محمد نے کتاب الآثار میں اور امام ابوداؤد اور امام نسائی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، اور امام بخاری نے اس کا تعلیقاً ذکر کیا ہے، اور امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹ دیتے تھے، یہاں راوی کا عمل اپنی ہی روایت کے خلاف ہے، سو اگر اس کو نسخ پر محمول نہ کیا جائے جیسا کہ ہمارا قاعدہ ہے تو واعفوا اللحی کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ پوری ڈاڑھی منڈاتے یا ڈاڑھی کا غالب حصہ یا کل ڈاڑھی کاٹنے کے بجائے اس کو چھوڑ دیا جائے ـــــ جیسا کہ عجم کے مجوسیوں کا طریقہ ہے کہ وہ ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں اور ہندوؤں اور فرنگیوں (یورپی باشندوں) میں بھی اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اب عام مسلمانوں نے بھی یہ روش اختیار کر لی ہے کہ وہ ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں اور بعض حضور کے فرمان کے بالکل برعکس مونچھیں لمبی رکھتے ہیں اور ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون) اس طریقہ سے ان روایات میں تطبیق ہو جائے گی (یعنی تھوڑی سی ڈاڑھی کاٹنا واعفوا اللحی کے خلاف نہیں ہوگا کیونکہ واعفوا اللحی کا مطلب مطلقاً ڈاڑھی بڑھانا نہیں ہے بلکہ پوری ڈاڑھی رکھنا یا ڈاڑھی کا اکثر حصہ رکھنا ہے اس کی تائید صحیح مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مونچھیں ترشواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ، مجوس کی مخالفت کرو" سو یہ جملہ (یعنی مجوس کی مخالفت کرو) بہ منزلہ علت ہے، اور اس (یعنی ڈاڑھی کے اکثر حصے) سے مزید ڈاڑھی کم کرنا جیسا کہ بعض مغاربہ اور ہیجڑے کرتے ہیں سو اس کو کسی نے مباح نہیں کہا۔ [2]

علامہ ابن نجیم نے بھی اس عبارت کا خلاصہ بیان کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ نہایہ میں جو لکھا ہے کہ قبضہ کے بعد ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی نے ڈاڑھی کو چھوڑ دیا (یعنی نہیں کاٹا) تو وہ گنہگار ہوگا۔ [3]

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۹۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[2] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[3] علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۰، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

فقہاء احناف کی عبارات کی روشنی میں قبضہ پر بحث

بعض متاخرین علماء نے قبضہ کو واجب کہا ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سب سے پہلے قبضہ کو واجب لکھا ہے

یہ شیخ محقق کی انفرادی رائے ہے، ورنہ ہمارے تمام فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے اور علامہ ابن ہمام نے بھی یہ لکھا ہے:

واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد۔ [1]

اور اس (ایک مشت) ڈاڑھی کے کم ہونے سے پہلے ڈاڑھی کم کرنا جیسا کہ بعض مغاربہ اور ہیجڑے کرتے ہیں اس کو کسی نے مباح نہیں کہا۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ اس عبارت میں علامہ ابن ہمام نے قبضہ کو واجب کہا ہے یہ صحیح نہیں ہے اولاً تو یہ عبارت قبضہ کے متعلق نہیں ہے، یہ ڈاڑھی کے اکثر اور غالب حصے کے متعلق ہے اور وہ قبضہ سے عام ہے ثانیاً یہ ٹھیک ہے کسی نے اس کو مباح نہیں کہا لیکن کسی نے قبضہ سے کم ڈاڑھی کاٹنے کو حرام یا مکروہ تحریمی بھی نہیں کہا حتیٰ کہ قبضہ کا وجوب ثابت ہو، ثالثاً علامہ ابن ہمام نے اسی صفحہ پر یہ تصریح کی ہے کہ ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے اور یہ اس بات پر نص ہے کہ قبضہ سنت ہے واجب نہیں ہے۔ علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

وهو اي القدر المسنون في اللحية القبضة۔ [2]

ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے۔

اس لیے علامہ ابن ہمام کی اس دوسری عبارت میں تاویل کرنا ضروری ہے تاکہ ان کی دو عبارتیں متعارض نہ ہوں اور وہ تاویل یہ ہے کہ یا ابتداء تقسیم کے معنی میں ہے اور "لم یبحہ احد" کو کسی نے مباح نہیں کہا" کا معنی ہے "لم یحسنہ احد" اس کی کسی نے تحسین نہیں کی" یعنی قبضہ سے کم ڈاڑھی کاٹنے کو کسی نے مستحسن نہیں کہا، کیونکہ مستحسن طریقہ یہی ہے کہ قبضہ تک ڈاڑھی رکھی جائے بلکہ سنت یہ ہے کہ اتنی لمبی ڈاڑھی رکھی جائے جو سینہ کے بالائی حصہ کو بھر لے جیسا کہ احادیث میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک سینہ کو بھر لیتی تھی۔ اور بعض علماء کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ لمبی ڈاڑھی کم عقلی پر دلالت کرتی ہے، یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی حلاوت سے محروم ہو۔ اسی طرح علامہ عینی، علامہ ابن ہمام اور علامہ ابن نجیم نے جو نہایہ سے نقل کیا ہے کہ قبضہ کے بعد ڈاڑھی کا کاٹنا واجب ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے، الا یہ کہ اس میں یہ تاویل کی جائے کہ واجب بمعنی ثابت ہے جیسا کہ علامہ علاء الدین حصکفی نے یہ تاویل کی ہے [3] اسی طرح سید ابوالاعلیٰ مودودی کا یہ لکھنا بھی صحیح نہیں کہ:

میرے نزدیک کسی کی ڈاڑھی کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا الی قولہ اگر جاں نثاری و وفاداری کا ضمیر ہے تو یقین رکھیے کہ ڈاڑھی کا طول کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔ [4]

قرآن مجید میں ہے:

فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ○ ومن يعمل

سو جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس (کی جزا) کو دیکھ لے گا

---

[1] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[2] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰
[3] علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ
[4] سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، رسائل و مسائل ج ۱ ص ۱۵۳، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز، لاہور

مثقال ذرۃ شرا یرہ (الزلزال: ۸) اور جس شخص نے ذرہ برابر برائی کی وہ اس (کی سزا) دیکھ لے گا

اس لیے جس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سنت کی نیت سے لمبی ڈاڑھی رکھی اسے اس کی جزا ملے گی اور اگر بہ تقاضا شامت نفس اور اغواء شیطان سے کچھ گناہ کیے ہوں تو وہ ان کی سزا کا مستحق ہوگا، سید مودودی کی یہ عبارت صریح قرآن کے خلاف ہے۔

بعض علماء نے قبضہ کے وجوب پر در مختار کی اس عبارت سے استدلال کیا ہے:

ولذا قال یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال۔[1]

اور اسی لیے صاحب بزازیہ نے کہا کہ مرد پر اپنی ڈاڑھی کا کاٹنا حرام ہے، اور اس کی علت مردوں کے ساتھ تشبہ ہے۔

اور جب ڈاڑھی کا کاٹنا حرام ہے تو قبضہ واجب ہو گیا، یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس عبارت میں قبضہ کا کوئی ذکر نہیں ہے اور مطلقاً ڈاڑھی کو کاٹنا حرام نہیں ہے علامہ ابن بزاز کردری نے یہ عبارت اس سیاق میں ذکر کی ہے کہ عورتوں کا مردوں کے ساتھ تشبہ کرنا حرام ہے، اسی طرح مردوں کا عورتوں کے ساتھ تشبہ حرام ہے[2] اور ڈاڑھی کاٹنے سے عورتوں کے ساتھ تشبہ اس وقت ہوگا جب پوری ڈاڑھی کاٹ لی جائے اور پوری ڈاڑھی کا کاٹنا ہمارے نزدیک بھی حرام ہے اور مطلقاً ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔

واجب کی تعریف

امام غزالی واجب اور فرض کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جس کام کے ترک پر اخروی عذاب کے استحقاق کی خبر دی گئی ہو اگر یہ خبر ظنی ذریعہ سے ہو تو وہ کام واجب ہے اور اگر یہ خبر قطعی ذریعہ سے دی گئی ہو تو وہ کام فرض ہے، یہ خبر کبھی خطاب صریح سے ہوگی کبھی کسی قرینہ سے کبھی مستنبط سے کبھی فعل سے اور کبھی اشارہ سے۔[3]

مولانا عبد العلی مسلم الثبوت کی شرح میں لکھتے ہیں:

(والحنفیۃ قالوا ان ثبت الطلب الجازم بقطعی فالافتراض ان کان ذلک الطلب للفعل (والتحریم) ان کان ذلک للکف (او ثبت الطلب الجازم (بظنی فالایجاب) ان کان ذلک الطلب للفعل (وکراھۃ التحریم) ان کان ذلک للکف والوجوب وکراھۃ التحریم (یشارکانھما ای الافتراض والتحریم (فی استحقاق العقاب بالترک)۔[4]

فقہاء احناف نے کہا ہے کہ اگر دلیل قطعی کے ساتھ کسی فعل کی حتمی طلب ہو تو وہ فرض ہے اور اگر دلیل قطعی کے ساتھ کسی کام کو ترک کرنے کی حتمی طلب ہو تو وہ حرام ہے اور اگر دلیل ظنی کے ساتھ کسی فعل کی حتمی طلب ہو تو وہ واجب ہے اگر دلیل ظنی کے ساتھ کسی کام کو ترک کرنے کی حتمی طلب ہو تو وہ مکروہ تحریمی ہے، وجوب اور مکروہ تحریمی، دونوں فرض اور حرام کے ساتھ اس چیز میں شریک ہیں کہ دونوں کے ترک پر اخروی عذاب کا استحقاق ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۹ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ محمد شہاب الدین ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ج ۶ ص ۳۷۹ مطبوعہ مطبعہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ

[3] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، المستصفی ج ۱ ص ۴۲ مصلحہ مطبوعہ مطبع بولاق مصر ۱۳۲۴ھ

[4] بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین متوفی ۱۲۲۵ھ، فواتح الرحموت ج ۱ ص ۵۸ مطبوعہ مطبع بولاق مصر ۱۲۹۳ھ

اگر فعل کی طلب راجح ہو تو وہ فعل مستحب ہے، اور اگر ترک کی طلب راجح ہو تو وہ فعل مکروہ تنزیہی ہے اور فعل یا ترک کی حتمی طلب کا مطلب یہ ہے کہ اس کام کو کرنا یا اس کا ترک لازم اور ضروری ہو اور نہ کرنے پر اخروی عذاب کا استحقاق ہو اور راجح طلب کا مطلب یہ ہے کہ اس فعل کے کرنے پر ثواب ہو اور نہ کرنے پر کوئی مواخذہ نہ ہو۔ اور جس کام کے کرنے کی طلب ہو نہ اس کے نہ کرنے کی طلب ہو وہ فعل مباح ہے۔ اس تمام تفصیل کے بعد واجب کی تعریف اس طرح ہوگی: جس کام کا کرنا دلیل ظنی کے ساتھ شرعاً لازم اور ضروری ہو، بایں طور کہ اس کے نہ کرنے پر اخروی عذاب کا استحقاق ہو۔

وجوب کو ثابت کرنے کے طریقے

واجب کے ثبوت کے پانچ طریقے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کا امر کیا ہو، اور امر میں اصل وجوب ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو، اور اس امر کا ثبوت دلیل ظنی سے ہو، اس کی شریعت میں بہت مثالیں ہیں۔

(۲)۔ کسی فرض یا واجب کو شریعت نے کسی کام پر موقوف کر دیا ہو اور اس کا ثبوت دلیل ظنی سے ہو، جیسے نماز، سورۂ فاتحہ پڑھنے پر موقوف ہے اور اس کا ثبوت خبر واحد سے ہے اور وہ ظنی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب "سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی" لہٰذا نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔

(۳)۔ جس کام کے ترک پر وعید ہو۔

(۴)۔ جس کام کی قضا واجب ہو، قضا کا واجب ہونا اصل کے وجوب کی دلیل ہے، جس طرح وتر کی قضا واجب ہے، امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص وتر پڑھنے سے پہلے سو گیا یا بھول گیا اس کو جب وتر یاد آئے یا بیدار ہو تو وتر کی نماز پڑھ لے،[۱] اس سے ثابت ہوا کہ وتر واجب ہے۔

(۵)۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جس کام کو صیغہ علی کے ساتھ مقید کر کے بیان کیا ہو، علامہ مرغینانی سجدۂ تلاوت کے وجوب کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لقولہ علیہ السلام السجدۃ علی من سمعہا وعلی من تلاہا وھی کلمۃ ایجاب[۲]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص آیت سجدہ کو سنے یا اس کی تلاوت کرے اس پر سجدہ واجب ہے اور (یہی علی) کسی کام کو واجب کرنے کا کلمہ ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال سے وجوب ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

آیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال سے بھی وجوب ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

علامہ تفتازانی اس بحث میں لکھتے ہیں کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کو سہواً کیا ہو یا طبعاً کیا ہو (جیسے طعام اور لباس) یا وہ فعل آپ کی خصوصیت ہو تو اس فعل سے اجماعاً وجوب ثابت نہیں ہوتا، اور اگر آپ کا وہ فعل قرآن مجید کے کسی مجمل کا بیان ہو (جیسے پیشانی کی مقدار پر سر کا مسح کرنا یا موزوں پر مسح کرنا) تو بالاجماع اس کی اتباع واجب ہے، اگر وہ فعل ان کے علاوہ ہو تو پھر اس میں اختلاف ہے، بعض نے کہا اس صورت میں آپ کے افعال کی اتباع واجب ہے اور اکثر نے کہا نہیں ہوگی اور یہی مختار ہے آگے چل کر

۱۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۹۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۲۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۱۴۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں: نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف قول موجب ہے فعل موجب نہیں ہے، پھر اس پر دلیل پیش کرتے ہیں کہ "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے، اثناء نماز میں آپ نے اپنی نعلین اتار کر بائیں جانب رکھ دیں، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا تم نے جوتیاں کیوں اتار دیں، صحابہ نے کہا ہم نے آپ کو جوتیاں اتارتے دیکھا تھا، آپ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے آکر خبر دی تھی کہ ان جوتیوں میں گندی چیز ہے۔" علامہ تفتازانی فرماتے ہیں اگر آپ کا فعل موجب ہوتا تو آپ صحابہ پر اعتراض کیوں کرتے؟ اسی طرح صوم وصال پر انکار نہ فرماتے، امام غزالی نے فرمایا صحابہ کرام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام افعال کی اتباع نہیں کی اسو بعض افعال میں اتباع کرنا اگر وجوب کی دلیل ہو تو بعض افعال میں اتباع نہ کرنا وجوب کے خلاف کی دلیل کیوں نہیں ہوگا؟ [1]

ملا جیون لکھتے ہیں:

ولا یثبت الوجوب الا من الامر دون الفعل۔ [2]

وجوب صرف امر سے ثابت ہوتا ہے فعل سے ثابت نہیں ہوتا۔ [2]

ڈاڑھی میں قبضہ کے وجوب کو ثابت کرنے کے دلائل کا جائزہ

وجوب کی تعریف اور اثبات وجوب کے طریقوں کو جاننے کے بعد آئیے دیکھیں کہ ڈاڑھی میں قبضہ کے وجوب کی کیا دلیل ہے؟ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں ڈاڑھی کو قبضہ تک رکھنے کا حکم نہیں دیا نہ آپ نے قبضہ سے کم یا زیادہ ڈاڑھی رکھنے پر کوئی وعید فرمائی تو بغیر کسی دلیل شرعی کے قبضہ کا وجوب کیسے ثابت ہوگا؟

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ نے قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹی ان کا یہ فعل اس بات کا بیان ہے کہ ڈاڑھی کا بڑھانا قبضہ تک واجب ہے، یہ قول درست نہیں ہے صحابہ کرام کے افعال سے کسی چیز کا وجوب کیسے ثابت ہوگا، جبکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی صرف اقوال موجب ہیں اور آپ کے صرف انھی افعال سے وجوب ثابت ہوتا ہے جو مجمل کتاب کا بیان ہوں اور باقی افعال میں اختلاف ہے اور جمہور کا قول اور مختار یہ ہے کہ آپ کے افعال سے وجوب ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ ہم ابھی توضیح تلویح اور نور الانوار کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔ ثانیا ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ نے قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹی (بعض روایات میں حضرت ابن عمر کے مطلقاً ڈاڑھی کاٹنے کا ذکر ہے جن کو ہم بیان کر چکے ہیں) ان کے اس فعل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا تھا ان کے نزدیک وہ حکم وجوب کے لیے نہیں تھا، اگر ان کے نزدیک یہ حکم وجوب کے لیے ہوتا اور ڈاڑھی بڑھانا واجب ہوتا تو وہ اپنی ڈاڑھیوں کو ہرگز نہ کاٹتے۔

بعض علماء "واعفوا اللحی" میں امر کے صیغہ سے استدلال کرتے ہیں کہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے لہٰذا ڈاڑھی بڑھانا واجب ہے، یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ امر وجوب کے لیے اس وقت ہوتا ہے جب اس کے خلاف کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو، اور یہاں ایک سے زائد قرائن ہیں، امام اعظم اور امام ابو یوسف نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

[1] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ، توضیح تلویح ص ۳۲۷-۳۲۱، مطبوعہ مطبع منشی نو لکشور لکھنؤ

[2] ملا احمد جیون جونپوری متوفی ۱۱۳۰ھ، نور الانوار ص ۲۵، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی

حضرت ابو قحافہ کو ڈاڑھی کاٹنے کا حکم دیا، امام ترمذی نے حضور کے طولاً و عرضاً ڈاڑھی کاٹ کر کم کرنے کو روایت کیا اور اس حدیث سے ہمارے فقہاء (مثلاً صاحب نہایہ، علامہ عینی، علامہ ابن ہمام وغیرہ) نے استدلال کیا ہے اور حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ اور فقہاء تابعین کے ڈاڑھی کاٹ کر کم کرنے کے واقعات ہیں جن کو ہم نے شرح میں باحوالہ بیان کر دیا ہے۔

بعض علماء نے مجھ سے کہا ڈاڑھی بڑھانے کے متعلق بہ کثرت احادیث ہیں اور ڈاڑھی کاٹنے کے بارے میں اتنی کثیر احادیث نہیں ہیں، میں نے کہا کسی مطلوب کے اثبات کے لیے حدیث کا صحیح اور قوی سند کے ساتھ مروی ہونا کافی ہوتا ہے ورنہ شافعی کہہ سکتے ہیں کہ اثبات رفع یدین اور اثبات فاتحہ خلف الامام کے متعلق اسی طرح کندھوں تک ہاتھ اٹھانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کے متعلق جتنی کثیر روایات ہیں اتنی روایات ترک رفع یدین اور ترک فاتحہ خلف الامام، کانوں تک ہاتھ اٹھانے اور ناف پر ہاتھ باندھنے کے متعلق نہیں ہیں۔

بعض علماء نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈاڑھی بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو، اور مجوس کی مخالفت واجب ہے اس لیے ڈاڑھی بڑھانا واجب ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ قرائن صارفہ کو دیکھے بغیر اگر محض مخالفت کے حکم سے ڈاڑھی بڑھانا واجب ہو سکتا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ڈاڑھی کو رنگو اور یہود کی مخالفت کرو، سو اس حدیث سے ڈاڑھی کا رنگنا واجب ہو گا اور جب دیگر قرائن کی بناء پر ڈاڑھی کا رنگنا واجب نہیں ہے تو اسی طرح متعدد قرائن کی بناء پر ڈاڑھی کا بڑھانا بھی واجب نہیں ہے، کیونکہ اگر ڈاڑھی کا بڑھانا واجب ہوتا تو کاٹنا اصلاً جائز نہ ہوتا حالانکہ ہم کاٹ کر کم کرنے کے جواز کو با دلائل بیان کر چکے ہیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ ایک قبضہ ڈاڑھی رکھنا اس لیے واجب ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت کی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس کام کو دائمی کریں وہ واجب ہوتا ہے یہ دلیل بھی صحیح نہیں ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال سے وجوب ثابت نہیں ہوتا علاوہ ازیں اس میں بحث ہے کہ ڈاڑھی رکھنا سنن زوائد میں سے ہے یا سنن ہدیٰ میں سے ہے۔ (الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۹ ص ۳۰۸۲) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اعضاء وضو میں ہمیشہ دائیں عضو کو دھونے سے ابتداء کی اس کا خلاف کہیں ثابت نہیں، اس کے باوجود دائیں عضو کو پہلے دھونا مستحب ہے، واجب نہیں، حالانکہ یہ بالاتفاق سنن ہدیٰ میں سے ہے، اسی طرح مسجد میں پیر رکھنے، جوتی پہننے اور کنگھی کرنے میں آپ نے ہمیشہ دائیں جانب سے ابتداء کی، ہمیشہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا اور ان کا خلاف کہیں ثابت نہیں، اس کے باوجود یہ امور مستحب ہیں واجب نہیں حالانکہ یہ امور بھی سنن ہدیٰ میں سے ہیں۔ البتہ صحیح قاعدہ یہ ہے کہ جس فعل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دائماً کیا ہو اور اس کے ترک پر انکار کیا ہو۔ وہ واجب ہے (رد المحتار ج ۱ ص ۷۰ مطبع بیروت) اور قبضہ کا معاملہ اس طرح نہیں ہے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ کی مقدار کو فقہاء نے واجب کہا ہے، سو یہ بھی صحیح نہیں ہے، ہمارے علم کے مطابق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پہلے کسی نے قبضہ کو واجب نہیں لکھا سب نے اس کو سنت لکھا ہے، یا کہا ہے کہ قدر مسنون قبضہ ہے، اب ہم اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات پیش کر رہے ہیں۔

ہے البتہ صاحب نہایہ نے قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کو واجب کہا ہے جس کو علامہ ابن ہمام اور علامہ عینی نے بلا تردید نقل کیا ہے، اور علامہ ابن نجیم نے کہا اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ جس نے قبضہ کے بعد ڈاڑھی کو نہیں کاٹا، وہ گنہ گار ہو گا (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۰) اور علامہ شامی نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ وجوب بمعنی ثبوت ہو (منحۃ الخالق ج ۲ ص ۲۸۰ علی حاشیۃ البحر) (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

ولا یفعل لتطویل اللحیۃ اذا کانت بقدر المسنون وھو القبضۃ۔[١]

ڈاڑھی کو لمبا کرنے کے قصد سے تیل نہ لگایا جائے جبکہ ڈاڑھی قدر مسنون کے مطابق ہو اور وہ (قدر مسنون) قبضہ ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

وھو ای القدر المسنون فی اللحیۃ القبضۃ۔[٢]

ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ۔[٣]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ۔[٤]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ زیلعی لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ۔[٥]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ۔[٦]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

اقول ینبغی ان یدرج فی اخذھا التصیر مقدار قبضۃ علی ما ھو السنۃ والاعتدال المتعارف۔[٧]

میں کہتا ہوں کہ ڈاڑھی کو اس قدر کاٹنا چاہیے کہ اس کی مقدار ایک قبضہ ہو جائے جو کہ سنت اور میانہ روی کا متعارف طریقہ ہے۔

علامہ علاؤ الدین الحصکفی لکھتے ہیں

بقدر المسنون وھو القبضۃ۔[٨]

ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے۔

١۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ آخرین ص ۴۰۱، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

٢۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

٣۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۱ ص ۱۳۴۴، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ،

٤۔ علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۰، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

٥۔ علامہ عثمان بن زیلعی متوفی ۷۴۳ھ، تبیین الحقائق، ج ۱ ص ۳۳۱، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

٦۔ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ، حاشیۃ الدرر والغرر ج ۱ ص ۲۰۸، مطبوعہ مطبعہ عامرہ شرفیہ مصر، ۱۳۰۴ھ

٧۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۹۱، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ھ

٨۔ علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش الرد ج ۲ ص ۱۵۵، ج ۵ ص ۳۵۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

سے (حاشیہ صفحہ سابقہ) لیکن یہ تاویل بعید ہے، صاحب نہایہ کے اس قول پر یہ لازم آئے گا کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی رکھنے والے لوگ فاسق ہوں۔ منہ

علامہ شامی لکھتے ہیں

(والسنۃ فیہا القبضۃ) وھو ان یقبض الرجل لحیتہ فما زاد منہا علی قبضۃ قطعہ .[1]

ڈاڑھی میں سنت قبضہ ہے: اور وہ یہ ہے کہ مرد اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر قبضہ سے زائد کو کاٹ دے۔

علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:

واما اللحیۃ فذکر محمد فی الآثار عن الامام ان السنۃ ان یقطع ما زاد علی قبضۃ یدہ .[2]

امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ سے یہ نقل کیا ہے کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا سنت ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

والقص سنۃ فیہا وھو ان یقبض الرجل لحیتہ فان زاد منہا علی قبضۃ قطعہ کذا ذکر محمد رحمہ اللہ فی کتاب الآثار عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی وقال بہ ناخذ کذا فی محیط السرخسی .[3]

ڈاڑھی میں کاٹنا سنت ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں لے اور مٹھی سے زائد کاٹ دے، امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ سے اسی طرح نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں، اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔

ہم نے بارہ مستند فقہاء کی عبارات صریحہ سے یہ واضح کر دیا ہے کہ قبضہ تک ڈاڑھی رکھنا مسنون طریقہ ہے اس کو واجب کہنا صحیح نہیں ہے۔ ملا علی قاری نے جو لکھا ہے کہ ڈاڑھی کاٹنا مجوسیوں، فرنگیوں اور بے دین قلندروں کا طریقہ ہے[4] اس سے ان کی مراد ڈاڑھی کو بہت زیادہ کاٹنا ہے، کیونکہ ملا علی قاری نے قبضہ کو سنت اور مستحب بھی لکھا ہے، لکھتے ہیں:

فالتقدیر لو اخذ تم نواحی لحیتہ طولا وعرضا وترکتم قدر المستحب وھو مقدار القبضۃ وھی الحد المتوسط بین الطرفین المذمومین من ارسالہا مطلقا ومن حلقہا وقصہا علی وجہ استیصالہا .[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقحافہ کو ڈاڑھی کاٹنے کا حکم دیا تھا اس میں گویا یہ ارشاد ہے کہ اگر تم ڈاڑھی کو طولاً اور عرضاً لو اور قدر مستحب چھوڑ دو (تو بہتر ہے) اور وہ قدر مستحب قبضہ کی مقدار ہے اور یہ مطلقاً ڈاڑھی چھوڑنے یا منڈوانے اور جڑ سے کاٹنے کی افراط اور تفریط والی مذموم جانبوں میں حد متوسط ہے۔

اسی طرح علامہ زبیدی حنفی نے لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا مستحب ہے لکھتے ہیں:

واستدل بہ الجمہور علی ان الاولی ترک

اس حدیث میں (واعفوا اللحی) سے جمہور نے یہ

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۱۶، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ

[3] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۸، مطبوعہ مطبعہ کبری بولاق مصر ۱۳۱۰ھ

[4] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ھ

[5] ، ، ، شرح مسند امام اعظم ص ۲۱۰، مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۷ھ

اللحیۃ علی حالھا وان لا یقطع منھا شیء[1] استدلال کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس میں سے کچھ نہ کاٹا جائے۔

امام ابوحنیفہ سے لے کر علامہ شامی تک ان تمام مستند اور مسلّم فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ سنت ہے۔ اور ایک متأخر عالم شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے محض اپنی رائے سے یہ لکھا کہ قبضہ واجب ہے اور فقہاء کی ان عبارات میں سنت سے مراد یہ ہے کہ قبضہ کا وجوب سنت سے ثابت ہے[2] اور بعد کے بعض علماء نے بھی شیخ رحمہ اللہ کی پیروی کی۔ (واضح رہے کہ شیخ نے قبضہ کو واجب لکھا ہے لیکن وجوب پر کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔)

ہمارے نزدیک عبارات فقہاء میں شیخ رحمہ اللہ کی یہ تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ تاویل کی ضرورت اس وقت ہوتی جب دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ سے قبضہ کا وجوب ثابت ہوتا اور اس کے برخلاف فقہاء نے قبضہ کو سنت کہا ہوتا، تب یہ کہنا درست ہوتا کہ یہاں سنت سے مراد یہ ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے جبکہ یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، کیونکہ فقہاء کا قبضہ کو سنت اور مستحب کہنا دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ کے مطابق ہے، اور اگر دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ کا لحاظ کیے بغیر اس تاویل کو جائز قرار دیا جائے تو پھر فقہاء کی اصطلاحی تصریحات بازیچہ اطفال بن جائیں گی، اور ہر شخص اپنی رائے کے مطابق فقہاء کی تصریحات کو تبدیل کر سکے گا، واجب کو کہہ دے گا یہ ثابت کے معنی میں ہے، فرض کو کہہ دے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حرام نہیں ہے، لہٰذا اس کا کرنا ضروری نہیں ہے اور حرام کو کہہ دے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فرض نہیں ہے، لہٰذا اس کا ترک ضروری نہیں ہے اور اس کا فعل جائز ہے۔ العیاذ باللہ!

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تمام تر علمی خدمات اور عظمتوں کے باوجود بشر اور انسان تھے، نبی اور رسول نہ تھے، ان کی رائے میں خطاء ہو سکتی ہے، نیز ان کو ایک محدث کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے ان کو فقیہ نہیں مانا گیا، نہ ان کی کسی کتاب کو کتب فتاویٰ میں شمار کیا گیا ہے اور اگر کوئی شخص شیخ عبدالحق کو معصوم ماننے پر ہی مصر ہو یا ان کو مجتہد مطلق قرار دیتا ہو تو پھر ان تمام فقہاء کی عبارات میں تاویل کرنے کی بجائے خود شیخ رحمہ اللہ کی عبارات میں تاویل کر لی جائے اور یہ کہا جائے کہ شیخ رحمہ اللہ نے جو قبضہ کو واجب کہا ہے تو یہ واجب بمعنی ثابت ہے، اور یہ جو لکھا ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ثبوت سنت میں موجود ہے۔

اس سلسلہ میں ایک یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ جن حضرات نے قبضہ بھر ڈاڑھی کو سنت کہا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ اگرچہ واجب ہے مگر اس کا ثبوت سنت سے ہے جیسا کہ بعض فقہاء نے نماز عید کو باوجود واجب ہونے کے اسی بناء پر سنت کہا ہے۔

اس دلیل میں سخت مغالطہ آفرینی کی گئی ہے، نماز عید کا معاملہ یہ ہے کہ نماز عید کے متعلق امام ابوحنیفہ سے دو روایتیں منقول ہیں، ایک میں نماز عید کو واجب کہا ہے اور ایک میں سنت، بعض فقہاء (مثلاً صاحب ہدایہ) نے واجب کے قول کو ترجیح دی اور سنت کے قول کی یہ تاویل کی کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے، سو اگر ڈاڑھی میں قبضہ کے متعلق بھی امام اعظم کے دو قول

۱۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۴۱۹ مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ
۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲۱۲، ملخصاً، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

ہوتے ایک وجوب کا اور دوسرا سنت کا تب یہ بات درست ہوتی، اس کے برخلاف امام اعظم سے لے کر علامہ شامی تک تمام فقہاء نے قبضہ کو سنت یا مستحب لکھا ہے اور علامہ زبیدی حنفی کی تصریح کے مطابق جمہور ائمہ اور فقہاء کا ڈاڑھی بڑھانے کے استحباب پر اتفاق ہے اور ان تصریحات کے برخلاف گیارہویں صدی میں شیخ رحمہ اللہ نے بغیر کسی دلیل کے محض اپنی رائے سے قبضہ کو واجب لکھا ہے اور شیخ کے قول اور امام اعظم کے قول میں کیا نسبت ہے؟ جو امام اعظم اور جمہور فقہاء کے قول کو شیخ رحمہ اللہ کے قول کے تابع کیا جائے!

دوسرا جواب یہ ہے کہ عید کی نماز کو متاخرین فقہاء نے اتفاقاً واجب نہیں کہا، بعض نے اس کو بہ منزلہ واجب کہا اور بعض نے سنت کے قول کو ترجیح دی کیونکہ وہ بعد کا قول ہے اور بعض نے کہا ان میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ سنت سے مراد سنت مؤکدہ ہے اور وہ بہ منزلہ واجب ہے، اب ہم اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے فقہاء کی عبارات پیش کر رہے ہیں:

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

واشتبه المذهب فی صلوٰة العید انها واجبة ام سنة فالمذکور فی الجامع الصغیر انها سنة لانه قال فی العیدین یجتمعان فی یوم واحد فالاولی منهما سنة وروی الحسن عن ابی حنیفة رحمهما الله تعالی انه تجب صلوٰة العید علی من تجب علیه صلوٰة الجمعة وقال فی الاصل ولایصلی التطوع فی الجماعة ما خلا قیام رمضان وکسوف الشمس فهو دلیل علی ان صلوٰة العید واجبة والاظهر انه سنة۔ لہ

نماز عید کے متعلق مذہب مشتبہ ہے آیا یہ سنت ہے یا واجب؟ امام محمد نے جامع صغیر میں یہ ذکر کیا ہے کہ یہ سنت ہے کیونکہ انھوں نے کہا اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوں تو پہلی نماز سنت ہے، اور حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جس پر جمعہ کی نماز واجب ہے اس پر عید کی نماز واجب ہے اور امام محمد نے کتاب الاصل (مبسوط) میں یہ کہا ہے کہ تراویح اور نماز کسوف کے سوا کوئی نفل نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جائے اس قول میں یہ دلیل ہے کہ عید کی نماز واجب ہے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ عید کی نماز سنت ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری حنفی لکھتے ہیں:

قال فی غایة البیان وهذا الظاهر ولم یعلله وهو کذلك لوجهین احدهما ان الجامع الصغیر صنفه بعد الاصل فما فیه هو المعول علیه وثانیهما انه صرح بالسنة بخلاف ما فی الاصل والظاهر انه لاخلاف فی الحقیقة لان المراد من السنة السنة المؤکدة بدلیل قوله لا یترك

غایۃ البیان میں لکھا ہے کہ نماز عید کا سنت ہونا زیادہ ظاہر ہے، بات یہی ہے لیکن انھوں نے اس کی وجہ نہیں بیان کی اور اس کی دو وجہیں ہیں، پہلی وجہ یہ ہے کہ جامع الصغیر، کتاب الاصل کے بعد کی تصنیف ہے، لہٰذا جو اس میں مذکور ہے وہی معتمد ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جامع صغیر میں سنت کی تصریح کی ہے، اس کے برخلاف کتاب الاصل میں واجب کی تصریح نہیں ہے اس کو مستنبط

لہ۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲ ص ۳۷، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

واحد منهما وكما صرح به فی المبسوط وقد ذكرنا مراراً انها بمنزلة الواجب عندنا۔ [1]

کیا ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ سنت سے مراد سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ امام محمد نے لکھا ہے جمعہ اور عید میں سے کسی کو ترک نہ کیا جائے اور یہی مبسوط سرخسی میں ہے اور ہم نے کئی بار ذکر کیا ہے کہ ہمارے نزدیک سنت مؤکدہ بمنزلہ واجب ہے۔

فقہاء کی ان عبارات سے یہ واضح ہو گیا کہ نماز عید کے سنت یا واجب ہونے کا جو اختلاف ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں امام اعظم کا یہ مذہب ذکر کیا کہ عید کی نماز سنت ہے اور حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے یہ نقل کیا کہ عید کی نماز واجب ہے اور متاخرین میں سے بعض فقہاء نے سنت کے قول کو ترجیح دی اور بعض نے واجب کے قول کو ترجیح دی اور سنت کے قول کی یہ تاویل کی کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے اس کے برخلاف ڈاڑھی کے متعلق امام اعظم کے اس طرح دو قول منقول نہیں ہیں، بلکہ امام اعظم اور جمہور ائمہ اور فقہاء کا قول یہ ہے کہ قبضہ سنت یا مستحب ہے۔

قبضہ کو واجب قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ سے ایک انگل کے برابر بھی ڈاڑھی کم کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کے ارتکاب پر اصرار کرنے والا فاسق معلن ہے، اور یاد رکھیے جب تک کراہت تنزیہی پر کوئی مخصوص دلیل موجود نہ ہو اس وقت تک کسی کام کو مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہا جا سکتا، مکروہ تحریمی تو بہت دور کی بات ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

صرح فی البحر فی صلوة العيد عند مسئلة الاكل بانه لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لابد لها من دليل خاص. (الی قوله) لان الكراهة حكم شرعی فلا بد له من دليل۔ [2]

البحر الرائق میں نماز عید کے باب میں کھانے کے مسئلہ میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ مستحب کو نہ کرنے سے کسی چیز کا مکروہ تنزیہی ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ مکروہ تنزیہی کے لیے بھی مخصوص دلیل کی ضرورت ہے، کیونکہ کراہت ایک حکم شرعی ہے اور یہ حکم بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوگا۔

غور فرمائیے کہ جب مکروہ تنزیہی بھی بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتا تو قبضہ سے کم داڑھی کاٹنے کا مکروہ تحریمی ہونا یا قبضہ کا واجب ہونا بغیر دلیل کے کیسے ثابت ہوگا!

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا معاملہ الگ ہے کیونکہ ان پر دلائل پیش نہیں کیے گئے لیکن جب ہم قبضہ کو واجب کہنے والے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ قبضہ کے وجوب پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ تو یہ لوگ کبھی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ نے جو قبضہ کو واجب کہا ہے تو ضرور ان کے پاس کوئی دلیل ہوگی یہ بہت بعید ہے کہ حضرت شیخ بغیر کسی دلیل کے قبضہ کو واجب کہہ دیں، کبھی کہتے ہیں کہ فلاں متاخر عالم نے اور فلاں متاخر عالم نے اپنی (اردو کی) کتاب میں قبضہ کو واجب لکھ دیا ہے اس لیے ہم قبضہ کو واجب کہتے ہیں

---

[1] علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۸، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ احکام شرعیہ کو مقرر کرنا فلاں اور فلاں کا منصب نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں، ہم لوگ تو صرف مبلغ ہیں، ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جس چیز کو حلال کیا ہو اس کی حلت بیان کر دیں اور جس چیز کو حرام کیا ہو اس کی حرمت بیان کر دیں، ہم شارع نہیں ہیں کہ از خود کسی چیز کو حلال یا حرام کریں اور جو لوگ بغیر کسی صریح اور قطعی حدیث کے محض اپنی رائے سے ڈاڑھی میں قبضہ کو واجب اور خواہ ایک پور کے برابر قبضہ سے کم ڈاڑھی ہو اس کو حرام کہہ رہے ہیں ان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور قرآن مجید کی ان آیات سے عبرت پکڑنی چاہیے۔

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ط ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ (النحل: ۱۱۶)

اور جن چیزوں کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام، تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھو، بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر ۥ و اذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما وجدنا علیہ اٰباءنا ط اولو کان الشیطان یدعوھم الی عذاب السعیر۔ (لقمان: ۲۰-۲۱)

اور کچھ لوگ اللہ کے متعلق بحث کرتے ہیں، ان کے پاس نہ علم ہے، نہ ہدایت اور نہ کوئی روشن کتاب۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کیے ہوئے کی اتباع کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ خواہ شیطان ان کو دوزخ کی طرف بلاتا ہو۔

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر ۥ (حج: ۸)

اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جھگڑ رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی علم ہے نہ دلیل ہے نہ روشن کتاب۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ (توبۃ: ۳۱)

انھوں نے اپنے پیروں اور عالموں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے!

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے یہ آیت پڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ لوگ اپنے پیروں اور عالموں کی عبادت تو نہیں کرتے تھے! آپ نے فرمایا: کیا یہ بات نہیں ہے کہ جس کو اللہ نے حلال کیا یہ اس کو حرام کہتے ہیں اور جس کو اللہ نے حرام کیا اس کو یہ حلال کہتے ہیں، میں نے کہا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا یہی ان کی عبادت ہے۔ [1]

---

[1] علامہ سید شہاب الدین محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۹ ص ۸۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اس لیے ان آیات کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے خوف کو دل میں جگہ دینی چاہیے اور بغیر کسی دلیل شرعی کے کسی چیز کو واجب یا حرام کہنے سے گریز کرنا چاہیے اور جب آپ مقلد اور حنفی ہیں تو امام اعظم کی تقلید کیجیے جنھوں نے قبضہ کو سنت کہا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے نقل کیا ہے یا جمہور ائمہ اور فقہاء کی اتباع کیجیے جنھوں نے ڈاڑھی لمبی رکھنے کو مستحب کہا ہے جیسا کہ علامہ زبیدی حنفی نے نقل کیا ہے اور اگر آپ براہ راست قرآن اور حدیث سے مسائل مستنبط کرتے ہیں تو کوئی آیت یا کوئی ایسی صحیح اور صریح حدیث پیش کیجیے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ تک ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہو یا قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے پر آپ نے کوئی وعید سنائی ہو اور جب ایسی کوئی حدیث نہیں ہے تو بغیر دلیل کے قبضہ کو واجب کہنے اور مثلاً ایک پور قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے والے مسلمانوں کو فاسق معلن کہنے اور مسلمانوں کی عزت مجروح کرنے سے باز آجائیے۔

یہ واضح رہے کہ ہم خشخشی ڈاڑھی رکھنے یا فرینچ کٹ ڈاڑھی رکھنے یا ڈاڑھی کی زیادہ مقدار کاٹنے کے مجوز نہیں ہیں۔ ڈاڑھی کی اتنی مقدار رکھنا ضروری ہے جس پر عرف میں ڈاڑھی کا اطلاق ہوتا ہو اور افضل اور اولیٰ ہے ـــــ بلکہ سنت یہ ہے کہ اتنی لمبی ڈاڑھی رکھی جائے جو سینہ کے بالائی حصہ کو بھر لے جیسا کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کا بیان ہے، اور مسلمانوں کو عموماً اور علماء کو خصوصاً اتنی لمبی ڈاڑھی ہی رکھنی چاہیے اور یہ کہ لمبی ڈاڑھی رکھنا اسلام میں مسلمانوں کا شعار ہے، ہمارا اختلاف صرف اس چیز میں ہے کہ کسی کام کی ایسی حد مقرر کرنا جس کا ترک کرنا جائز ہو اور اس کا ـــــ کرنا واجب ہو، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ہے، ہم صرف مبلغ ہیں کسی کام کو واجب یا حرام کرنے کے مجاز اور مختار نہیں ہیں۔

بعض لوگ یہ شبہ بھی پیش کرتے ہیں کہ اگر قبضہ کو واجب نہ قرار دیا گیا تو ڈاڑھی کی اہمیت کم ہو جائے گی اور لوگ چھوٹی ڈاڑھی رکھنے لگیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پھر تو تمام سنتوں اور مستحبات کو واجب کہنا چاہیے ورنہ ان کی اہمیت کم ہو جائے گی اور لوگ ان پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ دیکھیے نماز کے فرض ہونے میں کسی کا اختلاف ہے؟ لیکن بہت سے مسلمان نماز نہیں پڑھتے! فرض پر عمل خوف خدا سے ہوتا ہے اور سنت پر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہوتا ہے، آپ احکام شرعیہ میں ترمیم نہ کیجیے، لوگوں میں خوف خدا پیدا کریں لوگ فرائض پر عمل کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو عام کریں لوگ حضور کی اداؤں اور سنتوں پر عمل کریں گے، لمبی ڈاڑھی رکھنے کا مدار قبضہ کو واجب کہنے پر نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پر ہے۔

ڈاڑھی کے متعلق مصنف کا موقف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم بھی وجوبی نہیں ہے اور قبضہ تک ڈاڑھی

رکھنے کا آپ نے حکم نہیں دیا، اب اگر قبضہ کو واجب کہا جائے تو اس میں دو خرابیاں ہیں ایک خرابی یہ ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے واجب نہیں کیا اس کو اپنی رائے سے واجب کہا جائے اور اس میں جمہور فقہاء اسلام کی مخالفت بھی ہے، کیونکہ سب نے قبضہ کو سنت کہا ہے، دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر قبضہ کو واجب کہا جائے تو جس شخص نے قبضہ سے ایک انگل بھی ڈاڑھی کم رکھی ہو تو اس کو فاسق معلن کہا جائے گا اور اس سے بغیر کسی وجہ شرعی کے ایک مسلمان کی عزت کو مجروح کرنا لازم آئے گا، یاد رکھیے ہم مبلغ ہیں شارع نہیں ہیں۔ ہمارا کام احکام شرعیہ کو جوں کا توں پہنچا دینا ہے اور بس! ہم اپنی طرف سے کسی حکم کو وضع کرنے کے مجاز نہیں ہیں چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی منڈانے پر انکار کیا ہے اور ڈاڑھی منڈانے سے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کی بالکلیہ مخالفت ہوتی ہے اس لیے ہمارے نزدیک ڈاڑھی منڈانا مکروہ تحریمی یا حرام ظنی ہے اور مطلقاً ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چونکہ احکام میں عرف اور عادت کا اعتبار ہوتا ہے اس لیے ڈاڑھی کے تحقق کے لیے ڈاڑھی کی اتنی مقدار ہونی چاہیے جس پر عرف میں ڈاڑھی کا اطلاق ہو سکے خواہ وہ قبضہ سے ایک آدھ انگل کم ہو اور معمولی اور خفیف سی ڈاڑھی یا خشخشی ڈاڑھی پر عرف اور عادت میں مطلقاً ڈاڑھی کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ اس کو خشخشی ڈاڑھی یا فرنچ کٹ ڈاڑھی کہتے ہیں سو ایسی ڈاڑھی سے ڈاڑھی رکھنے کے حکم پر عمل نہیں ہوگا، اور قبضہ تک ڈاڑھی رکھنا فقہاء کی تصریحات کے مطابق سنت ہے، اور بظاہر یہ سنت غیر مؤکدہ ہے[1] کیونکہ قبضہ کی تاکید کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے اور چونکہ ملا علی قاری نے قبضہ کو مستحسن لکھا ہے اور علامہ زبیدی نے کہا ہے کہ جمہور کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا مستحب ہے، اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ سنت غیر مؤکدہ یا مستحب ہے کثیر مطالعہ اور عمیق غور و فکر کے بعد احادیث، آثار اور جمہور فقہاء کے اقوال سے ہم نے یہی سمجھا ہے اگر یہ حق و صواب ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے القاء اور فیضان ہے اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو یہ میری فکر کی غلطی ہے اور مطالعہ کی کمی ہے اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین محمد وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

مونچھیں ترشوانے کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام طحاوی نے کہا ہے کہ بعض اہل مدینہ کے نزدیک مونچھیں ترشوانا احفاء (بہت زیادہ ترشوانا) سے زیادہ پسندیدہ ہے، حسن بصری، محمد بن سیرین، عطاء بن ابی رباح اور امام مالک کا یہی مذہب ہے، امام مالک مونچھیں منڈوانے کو مکروہ کہتے ہیں، اور جمہور علماء، مکحول، محمد بن عجلان، نافع اور امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد یہ کہتے ہیں کہ مونچھوں کا احفاء مستحب ہے اور وہ مونچھیں ترشوانے سے افضل ہے، حضرت ابن عمر، حضرت ابو سعید خدری، حضرت رافع بن خدیج، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت جابر بن عبد اللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے یہی مروی ہے، امام ابن ابی شیبہ نے یہ تمام آثار اسانید کے ساتھ روایت کیے ہیں اور مونچھیں منڈانے کو احادیث میں خارجیوں کی علامت قرار دیا ہے، حدیث میں ہے سیماھم

[1] یہاں پر سنت غیر مؤکدہ لغوی معنی میں ہے اس کا مخصوص فقہی اصطلاحی معنی مراد نہیں ہے کیونکہ اس کو مستحب بھی کہا گیا ہے۔

التحلیق والتسبید- " ان کی علامت مونچھیں منڈانا اور مونچھوں کو جڑ سے صاف کرنا ہے۔ [۱]

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

مونچھیں منڈانا بدعت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے۔ [۲]

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

منتقی اور مجتبیٰ میں لکھا ہے کہ مونچھیں منڈانا سنت ہے اور یہ قول امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب ہے اور مونچھوں کو تراشنا حتیٰ کہ وہ اوپر والے ہونٹ کے متوازی ہو جائیں بالاجماع سنت ہے۔ [۳]

میں کہتا ہوں کہ مونچھیں منڈوانے کی امام ابوحنیفہ کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے اور مونچھیں منڈوانا سنت کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منڈانے کو خارجیوں کی علامت قرار دیا ہے!

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج ناس من قبل المشرق و یقرءون القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ثم لا یعودون فیہ حتی یعود السھم الی فوقہ قیل ما سیماھم قال سیماھم التحلیق او قال التسبید [۴]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ مشرق کی طرف سے ظاہر ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر دین کی طرف اس وقت تک واپس نہیں لوٹیں گے حتیٰ کہ تیر کمان کی طرف لوٹ آئے، آپ سے پوچھا گیا ان کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا بال منڈانا یا فرمایا بالوں کو جڑ سے اکھاڑنا۔

امام ابوداؤد، حضرت انس اور حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں:

قالوا یا رسول اللہ ما سیماھم قال التحلیق [۵]

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: بال منڈانا۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ [۶] اور امام احمد [۷] نے بھی روایت کیا ہے۔

---

[۱] علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۴۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش الرد ج ۵ ص ۳۵۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[۳] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۵ ص ۳۵۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[۴] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۱۲۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۵] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[۶] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۷] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۴، ۲۲۴، ۶۴، ۵، ج ۴ ص ۴۲۵، ۴۲۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت

بَابُ تَحْرِيْمِ تَصْوِيْرِ صُوْرَةِ الْحَيَوَانِ

۵۳۹۷۔ حَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ سَاعَةٍ يَأْتِيْهِ فِيْهَا فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَاْتِهٖ وَفِيْ يَدِهٖ عَصًا فَاَلْقَاهَا مِنْ يَدِهٖ وَقَالَ مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلَا رُسُلُهٗ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَتٰى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ هٰهُنَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَجَاءَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتَّنِيْ فَجَلَسْتُ لَكَ فَلَمْ تَاْتِ فَقَالَ مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِيْ كَانَ فِيْ بَيْتِكَ اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ۔

۵۳۹۸۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ جِبْرِيْلَ وَعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتِيَهٗ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يُطَوِّلْهُ كَتَطْوِيْلِ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ۔

۵۳۹۹۔ حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ يَوْمًا وَّاجِمًا فَقَالَتْ مَيْمُوْنَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدِ اسْتَنْكَرْتُ هَيْئَتَكَ مُنْذُ الْيَوْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ وَعَدَنِيْ اَنْ يَّلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِيْ اَمَ

جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معین وقت میں ملاقات کا وعدہ کیا، وہ وقت آن پہنچا لیکن جبریل علیہ السلام نہیں آئے اس وقت آپ کے دست اقدس میں ایک عصا تھا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اپنے وعدہ کی مخالفت نہیں کرتے، پھر آپ نے ادھر ادھر دیکھا تو تخت کے نیچے ایک کتے کا پلا دکھائی دیا، آپ نے پوچھا: اے عائشہ یہ کتا یہاں کب آیا؟ حضرت عائشہ نے کہا بخدا! مجھے کوئی پتا نہیں! آپ نے اس کتے کو نکلنے کا حکم دیا سو اس کو نکال دیا گیا، پھر حضرت جبریل آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، میں تمہارے انتظار میں بیٹھا رہا اور تم نہیں آئے، انھوں نے کہا آپ کے گھر میں جو کتا تھا اس نے مجھ کو داخل ہونے سے روک دیا، ہم اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ کیا اور حدیث سابق کی طرح اس قدر مفصل بیان نہیں کیا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت غمزدہ اٹھے، حضرت میمونہ نے کہا: یا رسول اللہ! آج میں آپ کو کچھ پریشان دیکھ رہی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبریل نے آج رات مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، لیکن وہ نہیں آئے! اور بخدا انھوں نے مجھ سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی! اس سارا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح غمزدہ رہے، پھر آپ کے دل میں ایک کتے کے پلے کا خیال آیا، جو ہمارے تخت کے

وَاللّٰهِ مَا أَخْلَفَنِي قَالَ فَظَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَنَا فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ مَكَانَهُ فَلَمَّا أَمْسٰى لَقِيَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ لَهُ قَدْ كُنْتَ وَعَدْتَنِي أَنْ تَلْقَانِي الْبَارِحَةَ قَالَ أَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى إِنَّهُ يَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ۔

نیچے تھا، آپ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا، سو اس کو نکال دیا گیا، پھر آپ نے پانی لے کر اس جگہ چھڑک دیا جہاں وہ کتا تھا، جب شام ہوئی تو حضرت جبریل نے ملاقات کی، آپ نے ان سے کہا تم نے مجھ سے گذشتہ رات ملاقات کا وعدہ کیا تھا، انھوں نے کہا ہاں! لیکن ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو، پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا حتیٰ کہ آپ نے چھوٹے باغ کے کتے کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا، اور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیا۔

۵۴۰۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَحْيَى وَإِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

۵۴۰۱ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

۵۴۰۲ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ وَذِكْرِهِ الْأَخْبَارَ فِي الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۴۰۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، بسر کہتے ہیں کہ

اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ بَعْدُ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ قَالَ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلَانِيِّ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ.

اس کے بعد حضرت زید بن خالد بیمار ہو گئے، ہم ان کی عیادت کے لیے گئے تو دیکھا ان کے دروازے پر ایک پردہ تھا جس میں تصویر تھی، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ کے پروردہ عبید اللہ خولانی سے کہا: کیا حضرت زید نے پہلے تصویر کے متعلق ہم کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان نہیں کی تھی؟ عبید اللہ نے کہا کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا کہ کپڑے پر بنی ہوئی (کڑھی ہوئی) تصویریں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

۵۴۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ حَدَّثَهُ وَمَعَ بُسْرٍ عُبَيْدُ اللهِ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ قَالَ بُسْرٌ فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا نَحْنُ فِي بَيْتِهِ بِسِتْرٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلَانِيِّ أَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيرِ قَالَ إِنَّهُ قَالَ إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ أَلَمْ تَسْمَعْهُ قُلْتُ لَا قَالَ بَلَى قَدْ ذَكَرَ ذَلِكَ.

بسر بن سعید کے ساتھ عبید اللہ خولانی تھے، اس وقت ان کو حضرت زید بن خالد جہنی نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے یہ حدیث بیان کی کہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، بسر کہتے ہیں کہ پھر حضرت زید بن خالد بیمار ہو گئے، جس وقت ہم ان کی عیادت کے لیے گئے تو ان کے گھر پر ایک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں، میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا کیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ہمیں تصاویر کے متعلق حدیث بیان نہیں کی تھی؟ عبید اللہ نے کہا حضرت خالد نے کپڑے پر بنی ہوئی تصویروں کو مستثنیٰ کیا تھا، کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا؟ میں نے کہا نہیں! انھوں نے کہا، بلکہ انھوں نے اس استثنا کا ذکر کیا تھا۔

۵۴۰۵ - حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَبِي الْحُبَابِ مَوْلَى بَنِي النَّجَّارِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَمَاثِيلُ قَالَ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا يُخْبِرُنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَمَاثِيلُ

حضرت زید بن خالد جہنی حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا مجسمے ہوں، حضرت زید کہتے ہیں یہ حدیث سن کر میں حضرت عائشہ کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ یہ (یعنی حضرت ابو طلحہ) یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا مجسمے (مجسمے) ہوں، کیا آپ نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا

فَهَلْ سَمِعْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكُمْ مَا رَأَيْتُهُ فَعَلَ رَأَيْتُهُ خَرَجَ فِي غَزَاتِهِ فَأَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَأَى النَّمَطَ عَرَفْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ فَجَذَبَهُ حَتَّى هَتَكَهُ أَوْ قَطَعَهُ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّينَ قَالَتْ فَقَطَعْنَا مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيفًا فَلَمْ يَعِبْ ذٰلِكَ عَلَيَّ۔

۵۴۰۶۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيهِ تِمْثَالُ طَائِرٍ وَكَانَ الدَّاخِلُ إِذَا دَخَلَ اسْتَقْبَلَهُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوِّلِي هٰذَا فَإِنِّي كُلَّمَا دَخَلْتُ فَرَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا قَالَتْ وَكَانَتْ لَنَا قَطِيفَةٌ كُنَّا نَقُولُ عَلَمُهَا حَرِيرٌ فَكُنَّا نَلْبَسُهَا۔

۵۴۰۷۔ حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَبْدُ الْأَعْلَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى وَزَادَ فِيهِ يُرِيدُ عَبْدَ الْأَعْلَى فَلَمْ يَأْمُرْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِهِ۔

۵۴۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ عَلَى بَابِي دُرْنُوكًا فِيهِ الْخَيْلُ ذَوَاتُ الْأَجْنِحَةِ فَأَمَرَنِي فَنَزَعْتُهُ۔

۵۴۰۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ عَبْدَةَ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ۔

نہیں! لیکن میں تم سے اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتی ہوں، میں نے دیکھا کہ آپ کسی جہاد میں تشریف لے گئے، میں نے ایک باتصویر پردہ لے کر دروازہ پر لٹکا دیا، جب آپ آئے اور آپ نے وہ پردہ دیکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ہیں آپ نے اس پردہ کو کھینچ کر پھاڑ دیا یا کاٹ دیا، اور آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنائیں، حضرت عائشہ نے کہا ہم نے اس کپڑے کو کاٹ کر دو تکیے بنا لیے اور ان میں کھجوروں کی چھال بھر دی، آپ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس میں پرندوں کی تصویریں تھیں، جب کوئی شخص اندر آتا تو اس کے سامنے یہ تصویریں ہوتیں، مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس پردہ کو ہٹا دو، کیونکہ میں جب بھی داخل ہوتا ہوں تو اس پردہ کو دیکھتا ہوں اور دنیا کو یاد کرتا ہوں، حضرت عائشہ نے کہا ہمارے پاس ایک چادر تھی ہم کہتے تھے کہ اس کے نقوش ریشمی ہیں، ہم اس چادر کو پہنتے تھے۔

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے، اس میں یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس چادر کو کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے، میں نے دروازے پر ایک ریشمی پردہ لٹکایا ہوا تھا جس پر پروں والے گھوڑوں کی تصویریں تھیں، آپ نے اس کو اتارنے کا حکم دیا سو میں نے اس کو اتار دیا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

۵۳۱۰ - حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُتَسَتِّرَةٌ بِقِرَامٍ فِيهِ صُورَةٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُشَبِّهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دراں حالیکہ میں نے ایک تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا، پھر آپ نے اس پردہ کو پھاڑ دیا، پھر فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مشابہت کرتے ہیں۔

۵۳۱۱ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ أَهْوَى إِلَى الْقِرَامِ فَهَتَكَهُ بِيَدِهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ پھر آپ جھکے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس پردہ کو پھاڑ دیا۔

۵۳۱۲ - حَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا لَمْ يَذْكُرَا مِنْ۔

امام مسلم نے دو سندیں ذکر کی ہیں، اس حدیث میں "ان اشد الناس عذابا" ہے "من" نہیں ہے۔

۵۳۱۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ هَتَكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَطَعْنَاهُ فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے دراں حالیکہ میں نے اپنے طاق پر ایک تصویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، جب آپ نے اس پردہ کو دیکھا تو اس کو پھاڑ ڈالا، آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور آپ نے فرمایا اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب کے مستحق وہ لوگ ہوں گے، جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مشابہت کریں گے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم نے اس پردہ کو کاٹ دیا اور اس کے ایک یا دو تکیے بنا دیئے۔

۵۳۱۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ كَانَ لَهَا ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ مَمْدُودٌ إِلَى سَهْوَةٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَيْهِ فَقَالَ أَخِّرِيهِ عَنِّي قَالَتْ فَأَخَّرْتُهُ فَجَعَلْتُهُ وَسَائِدَ.

ایک تصویروں والا کپڑا تھا جو طاق پر لٹکا ہوا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف نماز پڑھتے تھے، آپ نے فرمایا اس کو ایک طرف کر دو، میں نے اس کے تکیے بنا لیے۔

۵۴۱۵ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کی ہیں۔

۵۴۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَتَرْتُ نَمَطًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَنَحَّاهُ فَاتَّخَذْتُ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، درآں حالیکہ میں نے ایک تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ نے اس کو ہٹا دیا اور میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے۔

۵۴۱۷ - وَحَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا نَصَبَتْ سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَهُ قَالَتْ فَقَطَعْتُهُ وِسَادَتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ فِي الْمَجْلِسِ حِينَئِذٍ يُقَالُ لَهُ رَبِيعَةُ بْنُ عَطَاءٍ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ أَفَمَا سَمِعْتَ أَبَا مُحَمَّدٍ يَذْكُرُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ لَا قَالَ لٰكِنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ يُرِيدُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے ایک تصویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انھوں نے اس پردہ کو اتار دیا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے، (جب راوی نے یہ حدیث بیان کی تو) ایک شخص نے اس مجلس میں کہا جس کا نام ربیعہ بن عطاء تھا کیا تم نے ابو محمد سے سنا ہے کہ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تکیوں پر آرام کرتے تھے ابن قاسم نے کہا نہیں! لیکن میں نے قاسم بن محمد سے یہ سنا ہے۔

۵۴۱۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے ایک تصویروں والا گدا خریدا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گدے کو دیکھا تو آپ دروازہ پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہیں ہوئے، اور میں نے آپ کے چہرے پر

فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ أَوْ فَعُرِفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَمَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ فَقَالَتِ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ

۵۳۱۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَخِي الْمَاجِشُونِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَبَعْضُهُمْ أَتَمُّ حَدِيثًا لَهُ مِنْ بَعْضٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَخِي الْمَاجِشُونِ قَالَتْ فَأَخَذْتُهُ فَجَعَلْتُهُ مِرْفَقَتَيْنِ فَكَانَ يَرْتَفِقُ بِهِمَا فِي الْبَيْتِ

۵۳۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ

ناپسندیدگی کے آثار محسوس کیے، حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گدا کیسا ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا میں نے اس کو آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا کہ جن چیزوں کو تم نے بنایا تھا اب ان کو زندہ کرو، پھر فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں ان میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

امام مسلم نے پانچ مختلف سندوں کے ساتھ اس روایت کو ذکر کیا ہے ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے ان کے دو تکیے بنا لیے جن پر آپ گھر میں آرام فرماتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ان تصویروں کو بناتے ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا ان سے کہا جائیگا جن کو تم نے بنایا تھا ان کو اب زندہ کرو۔

لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ۔

۵۴۲۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ الرَّبِيْعِ وَ اَبُوْ كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

۵۴۲۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاَشَجُّ اِنَّ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

۵۴۲۳ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ رِوَايَةِ يَحْيٰى وَ اَبِيْ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابًا الْمُصَوِّرُوْنَ وَحَدِيْثُ سُفْيَانَ كَحَدِيْثِ وَكِيْعٍ۔

ابومعاویہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

۵۴۲۴ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَسْرُوْقٍ فِيْ بَيْتٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ مَرْيَمَ فَقَالَ مَسْرُوْقٌ هٰذَا تَمَاثِيْلُ كِسْرٰى فَقُلْتُ لَا هٰذَا تَمَاثِيْلُ مَرْيَمَ فَقَالَ مَسْرُوْقٌ اَمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔

مسلم بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ میں مسروق کے ساتھ ایک مکان میں تھا جس میں مریم کی مورتیں (مجسمے) تھیں۔ مسروق نے کہا یہ کسریٰ کی مورتیں (مجسمے) ہیں۔ میں نے کہا نہیں یہ مریم کی مورتیں (مجسمے) ہیں۔ مسروق نے کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

٥٤٢٥ - **قَالَ مُسْلِمٌ** قَرَأْتُ عَلَى نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هَذِهِ الصُّوَرَ فَأَفْتِنِي فِيهَا فَقَالَ لَهُ ادْنُ مِنِّي فَدَنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ ادْنُ مِنِّي فَدَنَا حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ قَالَ أُنَبِّئُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يَجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ وَقَالَ إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ فَأَقَرَّ بِهِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ۔

سعید بن ابی الحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا میں تصویریں بناتا ہوں، آپ ان کے متعلق مجھے فتویٰ دیں، حضرت ابن عباس نے کہا میرے قریب آؤ، وہ قریب ہوا، پھر فرمایا میرے قریب آؤ، وہ (مزید) قریب آیا آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سناتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہے، اور اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلہ میں ایک جاندار بنوایا جائے گا جو اس کو جہنم میں عذاب دے گا، حضرت ابن عباس نے فرمایا اگر تم نے ضرور تصویر بنانی ہے تو درخت کی اور بے جان چیزوں کی تصویر بناؤ، نصر بن علی نے اس حدیث کو مقرر رکھا۔

٥٤٢٦ - **وَحَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُفْتِي وَلَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هَذِهِ الصُّوَرَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ ادْنُهْ فَدَنَا الرَّجُلُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ۔

نضر بن انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ فتویٰ دیتے تھے اور یہ نہیں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، حتیٰ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ میں یہ تصویریں بناتا ہوں، حضرت ابن عباس نے اس سے کہا قریب آؤ، وہ شخص قریب آیا، حضرت ابن عباس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے جس شخص نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی اس کو اس بات کا مکلف کیا جائے گا کہ وہ اس میں قیامت کے دن روح پھونکے اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

٥٤٢٧ - **حَدَّثَنَا** أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

نضر بن انس کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کے پاس ایک شخص آیا اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

٥٤٢٨ - **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ کے ساتھ

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فِیْ دَارِ مَرْوَانَ فَرَاٰى فِيْهَا تَصَاوِيْرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِیْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً۔

مروان کے گھر گیا انھوں نے اس گھر میں تصویریں دیکھیں تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو میرے پیدا کرنے کی مثل مخلوق بناتے ہیں، اچھا وہ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھائیں!

۵۴۲۹ - وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ دَارًا تُبْنٰى بِالْمَدِيْنَةِ لِسَعِيْدٍ اَوْ لِمَرْوَانَ قَالَ فَرَاٰى مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ فِی الدَّارِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوْ لِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً۔

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت ابوہریرہ مدینہ میں ایک گھر میں گئے جو سعید یا مروان کے لیے بنایا جارہا تھا، وہاں انھوں نے ایک مصور کو گھر میں تصویریں بناتے ہوئے دیکھا، انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اور مثل سابق حدیث ذکر کی۔ اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ وہ جَو کا دانہ پیدا کریں۔

۵۴۳۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ اَوْ تَصَاوِيْرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورتیں (مجسمے) یا تصاویر ہوں۔

تصویر یا کتے کی وجہ سے کن فرشتوں کا داخلہ ممنوع ہے؟

اس باب کی حدیث نمبر ۵۳۸۲ میں ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔" علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

بہ ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں کوئی فرشتہ داخل نہیں ہوتا، لیکن اس عموم سے کراماً کاتبین مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہ انسان سے کسی حال میں الگ نہیں ہوتے، علامہ ابن وضاح، علامہ خطابی اور علامہ داؤدی اور دوسرے علماء نے اسی پر اعتماد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں ملائکہ سے مراد وحی لانے والے ملائکہ ہیں مثلاً جبرائیل اور اسرافیل اور کراماً کاتبین وہ بیت الخلاء اور جماع کے علاوہ انسان سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ سے رحمت اور استغفار کے ملائکہ مراد ہیں اور بیت سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں کوئی شخص سکونت پذیر ہو خواہ وہ بیت ہو یا خیمہ، بعض علماء نے کہا کتے سے بھی عموم مراد ہے، یعنی کسی قسم کا بھی کتا ہو فرشتے نہیں آتے، علامہ قرطبی اور علامہ نووی کا اسی طرف میلان ہے

اور علامہ خطابی نے یہ کہا ہے اس سے وہ کتے مستثنیٰ ہیں جن کو رکھنے کی اجازت ہے مثلاً شکار کا کتا اور کھیت اور مویشیوں کی حفاظت کا کتا۔

کتے کے سبب سے فرشتے کیوں داخل نہیں ہوتے؟ بعض علماء نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ کتا نجس العین ہے، بعض علماء نے کہا اس کا سبب یہ ہے کہ کتا شیاطین میں سے ہے، بعض علماء نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اکثر نجاست کھاتا ہے لیکن ان میں سے کوئی وجہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ خنزیر کے نجس ہونے کے متعلق قرآن مجید میں تصریح ہے اور بعض دیگر حیوانات بھی نجس ہیں لیکن کتے کے علاوہ اور کسی کی وجہ سے فرشتے داخل ہونے سے نہیں رکتے۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ جس تصویر کی وجہ سے فرشتے گھروں میں داخل نہیں ہوتے اس سے مراد جاندار کی وہ تصویر ہے جس کا سر نہ کاٹا گیا ہو، یا وہ تصاویر ذلت کے ساتھ زمین پر پڑی ہوئی نہ ہوں۔ لـه

کپڑے پر بنی ہوئی تصویر کے استثناء کی تحقیق

حدیث نمبر ۲۰۳ ۔۔ میں ہے: عبید اللہ نے کہا کیا تم نے نہیں سنا کہ کپڑے پر بنی ہوئی (یعنی چھپی ہوئی) تصاویر اس حکم (ممانعت) سے مستثنیٰ ہیں، اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے کہا کہ بعض متقدمین کا مسلک یہ ہے جو تصویر مجسم ہو وہ ممنوع ہے اور جو تصویر غیر مجسم ہو وہ ممنوع نہیں ہے لہٰذا غیر مجسم تصویر کو بنانا مطلقاً جائز ہے، یہ مذہب باطل ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پردہ پر بنی ہوئی جن تصاویر کا انکار کیا تھا وہ بلاشبہ غیر مجسم تھیں، اس کے باوجود نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پردہ کو اتارنے کا حکم دیا، حافظ عسقلانی کہتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اس مذہب کو علامہ ابن عربی نے سند صحیح کے ساتھ قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے، اس نقل کی عبارت یہ ہے: ابن عون بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ کے بالائی حصہ میں قاسم بن محمد کے گھر داخل ہوا میں نے دیکھا ان کی مسہری (ڈبل بیڈ) کے پردوں پر قندس (ایک پانی کا جانور ہے جس کا رنگ سرخ اور دُم چوڑی ہوتی ہے اور اس سے پوستین بنائی جاتی ہے) اور عنقاء (ایک فرضی پرندہ) کی تصویریں بنی ہوئی تھیں، اس لیے علامہ نووی کا اس مذہب کو علی الاطلاق باطل کہنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے انھوں نے اس حدیث کے عموم سے استدلال کیا ہو جس میں ہے کپڑے پر بنی ہوئی تصاویر ممانعت سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ اس حدیث میں عموم ہے خواہ تصویروں والا کپڑا لٹکایا ہوا یا بچھایا ہوا ہو، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عائشہ پر انکار کیا تھا ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ اس کپڑے پر تصویریں بنی ہوئی تھیں اور اس نے پوری دیوار کو ڈھانپ لیا تھا اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کو کھینچ کر اتارا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں مٹی اور پتھروں کو کپڑا پہنانے کا حکم نہیں دیا، یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ تصویروں والے کپڑے سے دیوار کو مستور کرنا منع ہے، لہٰذا جو تصویروں والا کپڑا زمین پر بچھایا گیا ہو یا جس کپڑے سے دیوار کو ڈھانپا نہ گیا ہو وہ اس حکم میں نہیں ہے، اور قاسم بن محمد فقہاء مدینہ میں سے تھے اور اپنے زمانے میں سب سے افضل تھے اور انھوں نے تصویروں والے کپڑے کے تکیے بنانے کی حدیث روایت کی ہے، سو اگر انھوں نے تصویروں والے پردے کو مسہری پر لٹکانے کا جواز مستنبط نہ کیا ہوتا تو وہ اس پردہ کو مسہری پر نہ لٹکاتے، البتہ احادیث کو جمع کرنے کے لیے یہ کہا جائے گا کہ یہ مذہب مرجوح

لـه۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

ہے، رخصت صرف اس صورت میں ہے جب اس کپڑے کو بچھایا جائے نہ کہ لٹکایا جائے۔ [1]

خلاصہ یہ ہے کہ علامہ نووی نے غیر مجسم تصاویر کے جواز کو باطل مذہب قرار دیا ہے اور علامہ عسقلانی نے اس کو مرجوح مذہب لکھا ہے، کپڑے پر مرقوم تصاویر کے جواز کی بحث میں علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

شارع علیہ السلام نے ابتداءً ہر قسم کی تصاویر سے منع کر دیا تھا خواہ وہ کپڑے پر مرقوم ہوں اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے تصویروں کی عبادت کو تازہ تازہ ترک کیا تھا، اس لیے آپ نے ہر قسم کی تصاویر سے منع فرما دیا، پھر جب لوگوں کے دلوں میں یہ ممانعت راسخ ہو گئی تو آپ نے کپڑے پر بنی ہوئی تصویروں کو کپڑا تیار کرنے کی ضرورت سے مباح کر دیا، اور تصویروں والے اس کپڑے کو مباح کر دیا جس کو بچھایا جائے تاکہ جاہل شخص ان تصویروں کی تعظیم کا اعتقاد نہ کرے اور جن با تصویر کپڑوں کو بچھایا نہ جائے ان میں ممانعت کا حکم باقی نہ رہا۔ [2]

مصوروں کو سب سے زیادہ عذاب دینے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۴۱۰ میں ہے کہ تصویر بنانے والے کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا، اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں ہے ادخلوا آل فرعون اشد العذاب "آل فرعون کو سب سے زیادہ عذاب میں داخل کرو" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تصویر بنانے والے کو آل فرعون سے بھی زیادہ عذاب ہوگا۔ اور یہ قرآن مجید کے خلاف ہے، علامہ بدرالدین عینی اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ طبری نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ یہاں مقصد سے وہ مصور مراد ہے جو ایسی تصویر یا بُت بنائے جس کی عبادت کی جائے اور عبادت کے لیے تصویر بنانے والا کافر ہے سو ہو سکتا ہے اس کو بھی آل فرعون کی طرح سب سے زیادہ عذاب دیا جائے اور جس شخص کا تصویر بنانے سے یہ مقصد نہ ہو وہ فقط گنہ گار ہو گا، اور علامہ قرطبی نے یہ کہا ہے کہ جو لوگ الوہیت کے مدعی ہیں ان میں سب سے زیادہ عذاب آل فرعون کو ہو گا، اور جو لوگ تصویر بناتے ہیں ان میں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہو گا جو غیر اللہ کی عبادت کے لیے تصویر بنائیں اور ایک قول یہ ہے کہ اگر تصویر بنانے والا عبادت کے لیے تصویر بنائے تو پھر اس کو زیادہ شدید عذاب دینا اور آل فرعون کے ساتھ لاحق کرنا بالکل واضح ہے اور اگر اس کا یہ قصد نہیں ہے بلکہ صرف معصیت کی وجہ سے تصویر بناتا ہے تو اس کو دوسرے معصیت کرنے والوں سے زیادہ گناہ ہو گا۔ [3]

تصویر کے متعلق فقہاء شافعیہ اور مالکیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ہمارے فقہاء اور دیگر مذاہب کے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور احادیث میں اس پر بہت سخت وعید کی گئی ہے، عام ازیں کہ تصویر کو عزت کے ساتھ رکھنے کے لیے بنایا جائے یا اس کو بے قدری اور ذلت کے ساتھ رکھنے کے لیے بنایا جائے، تصویر کا بنانا ہر حال میں حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے عام ازیں کہ یہ تصویر کپڑے میں ہو

---

[1] - علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۸۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

[2] - علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[3] - ″ ″ ″ ″ ″ ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۰،

چادر میں ہو، درہم میں ہو، دینار میں ہو، کسی برتن میں ہو یا کاغذ میں، البتہ درختوں، پالانوں اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے، یہ تو نفس تصویر بنانے کا حکم ہے، اور تصویر رکھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر تصویر کسی دیوار پر لٹکی ہوئی ہو، یا کسی پہنے ہوئے کپڑے میں ہو تو یہ حرام ہے، اور اگر کسی بستر یا تکیہ وغیرہ پر ہو جس کو عزت اور احترام سے نہیں رکھا جاتا تو یہ حرام نہیں ہے، اور اس میں اختلاف ہے کہ اس حالت کے ساتھ تصاویر کو رکھنا فرشتوں کے دخول کے لیے مانع ہے یا نہیں اور راجح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے، تصویر بنانے کی ممانعت میں اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا کہ وہ تصویر مجسم ہو (مثلاً مورت اور بت وغیرہ) یا وہ تصویر کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر نقش ہو (عام ازیں کہ مطبوع ہو یا غیر مطبوع) یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور جمہور صحابہ اور فقہاء تابعین اور بعد کے فقہاء مثلاً سفیان ثوری، امام مالک اور امام ابو حنیفہ وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے، اور بعض متقدمین نے کہا ہے کہ ممانعت اس تصویر کی ہے جو مجسم ہو (جیسی مورت اور بت وغیرہ) اور جو تصاویر غیر مجسم ہوں ان کی ممانعت نہیں ہے اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پردہ کی تصویروں پر اعتراض کیا تھا وہ غیر مجسم تصویریں تھیں، نیز احادیث میں مطلقاً تصویر بنانے سے منع کیا ہے۔ بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ جو تصویریں کپڑے پر بنائی جائیں وہ جائز ہیں، عام ازیں کہ ان کو عزت سے لٹکایا جائے یا ذلت سے، خواہ ان کو دیوار پر لٹکایا جائے یا نہیں، اور جو تصاویر مجسم ہوں ان کو مکروہ کہا ہے اور جو تصویر دیوار وغیرہ پر بنائی جائے ان کو بھی مکروہ کہا ہے خواہ منقوش ہوں یا نہ ہوں، ان کا استدلال حضرت زید بن خالد جہنی کی اس روایت سے ہے کہ کپڑے پر بنی ہوئی منقوش تصویر حرمت کے حکم سے مستثنیٰ ہے، اور جو تصاویر مجسم ہوں ان کی ممانعت پر اجماع ہے، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ بچیوں اور لڑکیوں کا گڑیوں سے کھیلنا جائز ہے، البتہ امام مالک نے کہا ہے کہ کسی شخص کا اپنی لڑکیوں کے لیے گڑیاں خریدنا مکروہ ہے اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کا حکم بھی ان احادیث سے منسوخ ہے۔[1]

علامہ وشتانی ابی مالکی نے بھی فقہاء مالکیہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے تقریباً یہی لکھا ہے۔[2]

تصویر کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اگر کسی شخص نے درختوں کی تصویریں اور بے جان چیزوں کے نقوش دیکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ نقوش کپڑوں میں منقش اور نگار کے حکم میں ہیں اور اگر جاندار چیزوں کی تصویریں کسی ایسی جگہ ہوں جو پیروں سے روندی جاتی ہوں یا ان پر ٹیک لگائی جاتی ہو جیسے چادر اور گدے میں تو کوئی حرج نہیں ہے، اگر ان کے علاوہ کسی اور جگہ تصویریں ہوں مثلاً پردوں اور دیواروں پر تو اگر ان کو مٹا سکتا ہو تو مٹا کر بیٹھ جائے ورنہ اٹھ کر چلا جائے، اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے، علامہ ابن عبد البر مالکی نے کہا حضرت سعد بن ابی وقاص، سالم، عروہ، ابن سیرین، عطاء، عکرمہ بن خالد اور سعید بن جبیر کا یہی نظریہ ہے، امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے، حضرت ابو ہریرہ صلیب کی ہوئی اور بچھائی ہوئی تصویروں کو مکروہ کہتے تھے، اسی طرح امام مالک بھی ان کو مکروہ کہتے ہیں لیکن وہ ان کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں اور ان کو حرام نہیں کہتے، اور جو حرام

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۹۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کہتے ہیں شاید ان کا استدلال اس حدیث سے ہے "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود کی ایک گھر میں دعوت کی گئی جب ان کو معلوم ہوا کہ اس گھر میں مورتیں (مجسمے) ہیں تو انھوں نے ان مورتوں کو توڑنے سے پہلے اس گھر میں جانے سے انکار کر دیا۔

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے درآں حالیکہ میں نے ایک تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ نے اس پردہ کو پھاڑ دیا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں، میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک تکیے پر بیٹھتے تھے، نیز جب تکیے کو بطور ذلت طریقہ سے استعمال کیا گیا تو وہ معزز اور معظم نہیں رہا اور ان بتوں کے مشابہ نہ ہوا جن کی تعظیم اور عبادت کی جاتی ہے اور ہم نے جس حدیث کو بیان کیا ہے وہ مانعین کی روایت سے زیادہ خاص ہے، نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابو طلحہ نے کپڑے پر بنی ہوئی تصویر کا استثناء بیان کیا، اور یہ اس پر محمول ہے کہ اگر تصویر والا کپڑا بچھایا ہوا ہو تو وہ مباح ہے اور اگر اس کو لٹکایا ہوا ہو تو مکروہ ہے جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے۔

اگر تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو پھر مکروہ نہیں ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا تصویر سر ہے، جب سر کاٹ دیا جائے تو پھر وہ تصویر نہیں ہے، اگر تصویر کا اتنا حصہ کاٹ دیا جائے جتنا حصہ کاٹ دینے سے کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکے مثلاً سینہ یا پیٹ یا سر کو باقی بدن سے الگ کر دیا جائے تو پھر یہ تصویر ممانعت کے تحت داخل نہیں ہے، اگر تصویر سے اتنا حصہ کاٹ دیا جائے جس کے نہ ہونے سے جاندار زندہ رہتا ہے مثلاً آنکھ، ہاتھ اور پیر وغیرہ تو یہ تصویر ممانعت کے تحت داخل ہے، اسی طرح جب ابتداءً بغیر سر کے صرف بدن کی تصویر بنائی جائے یا بغیر بدن کے صرف سر کی تصویر بنائی جائے یا سر اور بدن کے اتنے حصہ کی تصویر بنائی جائے جس کے ساتھ آدمی زندہ نہیں رہتا تو یہ صورتیں ممانعت کے تحت داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ جاندار کی تصویر نہیں ہیں۔

تصویر بنانا حرام ہے کیوں کہ حدیث میں ہے کہ "تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جن کو تم نے بنایا تھا ان کو زندہ کرو" اور تصویر بنانے کا حکم (آرڈر) دینا بھی تصویر بنانے کی طرح حرام ہے۔ [1]

تصویر کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

اگر گھر میں قبلہ کی جانب ایسی تصاویر (یا مجسمے) ہوں جن کے سر کٹے ہوئے ہوں تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ تصویر سر کے ساتھ ہوتی ہے اور سر کٹنے سے وہ تصویر نہیں رہتی، کیونکہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کپڑا ہدیہ کیا گیا جس میں ایک پرندے کی تصویر تھی، صبح کو صحابہ نے دیکھا اس کا سر مٹا دیا گیا تھا، اور روایت ہے کہ حضرت جبرائیل نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی، حضرت جبرائیل نے کہا میں کیسے آسکتا ہوں جبکہ گھر میں ایک ایسا پردہ ہے جس پر گھوڑوں اور مردوں کی تصویریں ہیں، آپ یا تو ان تصویروں کے سر کاٹ دیں، یا ان پردوں کے بچھانے والے گدے بنا دیں، نیز سر کاٹ دینے کے بعد تصویر درخت کی طرح ہو جاتی ہے اور یہ مکروہ نہیں ہے، مکروہ جاندار کی تصویر ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ

[1] علامہ موفق الدین عبد اللہ بن محمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۷ ص ۲۱۶۔۲۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ

عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو تصویر بنانے سے منع کیا، اس نے کہا میرے کمانے کا یہی طریقہ ہے پھر میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر تصویر بنانے کے سوا تمہارے لیے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے تو درختوں کی تصویر بنایا کرو، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے کسی جاندار کی تصویر بنائی اس کو قیامت کے دن اس میں روح پھونکنے کے لیے کہا جائے گا اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

اگر تصویر کا سر کٹا ہوا نہ ہو تو پھر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں تصویر کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ مشابہت ہے، لیکن یہ اس وقت ہے جب تصویر بڑی ہو اور دیکھنے والوں کو دور سے نظر آتی ہو، اگر تصویر چھوٹی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ تصویروں کی عبادت کرنے والے بہت چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کرتے، کیونکہ حضرت ابوموسیٰ کی انگوٹھی پر دو مکھیوں کی تصویریں بنی تھیں اور حضرت دانیال علیہ السلام کی انگوٹھی ملی تو اس کے نگینوں پر دو شیروں کی تصویریں تھیں، اور ان شیروں کے درمیان ایک آدمی کی تصویر تھی جس کو وہ شیر چاٹ رہے تھے، یا اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم سے پہلی شریعت میں تصویر حلال تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يعملون له ما يشاء من محاريب وتماثيل (سبا: ۱۳) حضرت سلیمان جو کچھ چاہتے تھے وہ (جن) ان کے لیے بنا دیتے تھے اونچے قلعے اور مجسمے۔ تصویر جس طرح قبلہ کی جانب مکروہ ہے اسی طرح چھت پر یا قبلہ کی دائیں یا بائیں جانب بھی مکروہ ہے، کیونکہ حدیث میں ہے: "جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے" اس لیے نماز کی جگہوں کو تصویر سے منزہ کرنا واجب ہے، ہاں اگر نمازی کے پیچھے تصویر ہو تو اس میں کم درجہ کی کراہت ہے، کیونکہ اس موقع پر تصویر کی تعظیم یا تصویر کی عبادت سے مشابہت نہیں ہے، اسی طرح اگر تصویر زمین یا تہبند یا چادروں پر ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ بستر پر تصویر مکروہ ہے لیکن ایسے بستر پر سونے یا بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ بستر کو روندا جاتا ہے اور اس میں تصویر کی تعظیم نہیں ہے، گدے کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ حضرت جبرائیل نے کہا تھا کہ آپ اس کو گدا بنائیں جس کو روندا جائے، اگر نمازی بستر پر نماز پڑھے اور اس کی پیشانی کی جگہ یا اس کے سامنے تصویر ہو تو یہ مکروہ ہے، کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے اور اگر اس کے قدموں کی جگہ تصویر ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اب تصویر کی تعظیم نہیں ہے۔ [1]

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان تصویروں کے بنانے والے کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا" یہ تصویر کے عموم پر دلالت کرتا ہے خواہ وہ تصویر مجسم ہو یا نہ ہو، خواہ وہ تصویر کسی چیز میں کھود کر بنائی جائے یا نقش سے بنائی جائے، جس چیز پر بھی تصویر کا اطلاق ہو گا وہ حرام ہے۔ [2]

نیز علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام طحاوی نے کہا ہے کہ کپڑے پر بنی ہوئی بعض تصویر کا حدیث میں استثناء ہے اس سے مراد چادریں اور گدے ہیں جن کو عزت اور احترام سے نہیں رکھا جاتا چادروں کو بچھا کر بیٹھتے ہیں اور گدے کے اوپر بیٹھتے ہیں، فقہاء نے

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱ ص ۲۱۱-۲۱۰، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تصویر والے پردہ کو ناپسند کیا اور جس تصویر والی چادر پر بیٹھا جائے اس کو ناپسند نہیں کیا، حضرت سعد ابن ابی وقاص، سالم، عروہ، ابن سیرین، عطاء، اور عکرمہ کا یہی قول ہے اور یہ متوسط مذہب ہے، امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے (امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے) شارع علیہ السلام نے ابتداءً مطلقاً تصاویر سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ لوگوں نے تازہ تازہ تصویروں (بتوں) کی عبادت کو چھوڑا تھا، اس لیے تمام تصویروں سے منع کر دیا خواہ وہ کپڑے پر بنی ہوئی ہوں پھر جب لوگوں کے دلوں میں ممانعت راسخ ہو گئی تو کپڑے پر بنی ہوئی تصویروں کو مباح کر دیا تاکہ کپڑا اپنانے کا کام چلتا رہے اور ان کپڑوں کے استعمال کو بطور ذلت جائز کر دیا اور بطور عزت ان کی ممانعت باقی رکھی کیونکہ جب کوئی شخص تصویر والے کپڑے کو زمین پر بچھا ہوا دیکھے گا اور اس پر لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھے گا تو وہ اس تصویر کی تعظیم کا اعتقاد نہیں کرے گا۔[1]

علامہ ابوالحسن المرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

ولو كانت الصورة صغيرة بحيث لا تبدو للناظر لا يكره لان الصغار جدا لا تعبد (واذا كانت التمثال مقطوع الراس) اى ممحو الراس فليس بتمثال لانه لا يعبد بدون الراس وصار كما اذا صلى الى شمع او سراج على ما قالوا (ولو كانت الصورة على وسادة ملقاة او على بساط مفروش لا يكره) لانها تداس وتوطأ بخلاف ما اذا كانت الوسادة منصوبة او كانت على السترة لانه تعظيم لها[2]

جب تصویر بہت چھوٹی ہو بایں طور کہ (دور سے) دیکھنے والے کو دکھائی نہ دے، تو یہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ بہت چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، اور اگر تصویر کا سر کٹا ہوا ہو یا مٹایا ہوا ہو تو وہ تصویر نہیں ہے کیونکہ بغیر سر کے تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی اور یہ شمع یا چراغ کی طرف نماز پڑھنے کی مثل ہے، جیسا کہ فقہاء نے کہا ہے اور اگر بچھے ہوئے تکیے پر تصویر ہو یا بچھی ہوئی چادر پر تصویر ہو تو یہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ چادر یا گدے کو روندا جاتا ہے اس کے برخلاف اگر گدے کو نصب کیا ہوا ہو یا چادر لٹکی ہوئی ہو (تو پھر مکروہ ہے) کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں:

(ولا يكره لو كانت تحت قدميه) او محل جلوسه لانها مهانة (او فى يده) عبارة الشمنى بدنه لانها مستورة بثيابه (او على خاتمه) بنقش غير مستبين قال فى البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس او صرة او ثوب آخر واقره المصنف او كانت صغيرة

اگر تصویر قدموں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے، کیونکہ یہ ذلت کی جگہ ہے، یا اس کے ہاتھ میں ہو یا بدن میں ہو تب بھی مکروہ نہیں کیونکہ کپڑوں میں چھپی ہوئی ہے یا اس کی انگوٹھی میں تصویر نقش ہو اور غیر ظاہر ہو، البحرالرائق میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو تصویر ظاہر ہو وہ مکروہ ہے اور جو تصویر جیب یا تھیلی یا کپڑے میں چھپی ہوئی ہو

[1] علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ
[2] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۱۴۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

لا تتبین تفاصیل اعضائها للناظر قائما وهی علی الارض ذکره الحلبی او مقطوعة الرأس والوجه او ممحوة عضو لا تعیش بدونه او لغیر ذی روح لا یکره لانها لا تعبد ـ له

وہ مکروہ نہیں ہے، یا وہ تصویر اس قدر چھوٹی ہو کہ اگر وہ زمین پر ہو اور اس کو دیکھنے والا کھڑا ہو تو اس کو تصویر کے اعضاء کی تفصیل دکھائی نہ دے، اس کو علامہ حلبی نے ذکر کیا ہے یا تصویر کا سر اور چہرہ کٹا ہوا ہو یا اس کا ایسا عضو مٹا ہوا ہو جس کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکے یا وہ تصویر غیر جاندار کی ہو تو یہ تمام صورتیں مکروہ نہیں ہیں کیونکہ ایسی تصویروں کی عبادت نہیں کی جاتی۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی نے جن صورتوں میں تصویر کو غیر مکروہ کہا ہے ان صورتوں میں تصویر کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور تصویر بنانا بہر حال مکروہ ہے، علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

تصویر بنانی مطلقاً حرام ہے خواہ چھوٹی تصویر ہو جیسی درہم پر تصویر ہوتی ہے، یا تصویر ہاتھ میں ہو یا کپڑوں میں چھپی ہوئی ہو یا ذلت کے ساتھ رکھی ہو، ان صورتوں میں نماز حرام نہیں ہے، کیونکہ تصویر کی حرمت کی علت اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے اور یہ ان تمام صورتوں میں موجود ہے اور نماز کے مکروہ ہونے کی علت کفار کے ساتھ تشبہ ہے جو بتوں کے سامنے کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں۔ ۲

ہر تصویر بنانے کی حرمت سے ایسی تصویر مستثنیٰ ہے جس میں ابتداءً ایسا عضو نہ ہو جس کے بغیر حیات نہ گزر سکے مثلاً سر یا سینہ یا پیٹ کے بغیر کوئی تصویر بنائی گئی ہو اس صورت میں مضاہاۃ (مشابہت) بخلق اللہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی جاندار مخلوق نہیں بنائی جو سر یا سینے یا پیٹ کے بغیر ہو یا بعد میں کسی تصویر کا سر یا سینہ یا پیٹ کاٹ دیا گیا ہو۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی اور علامہ ابن قدامہ حنبلی سے نقل کر چکے ہیں، یہاں تک ہم نے تصویر کے متعلق مذاہب اربعہ کے فقہاء کی آراء نقل کی ہیں، اب ہم تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق علماء ازہر کی آراء نقل کریں گے اور آخر میں ہم فوٹو گراف کے متعلق اپنی تحقیق کا بیان کریں گے۔

تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق علماء ازہر کا نظریہ

ڈاکٹر احمد شرباصی لکھتے ہیں:

ہم یہ بات بداہۃً سمجھتے ہیں کہ فوٹو گراف کی تصاویر تحریم کے حکم میں داخل نہیں ہیں، کیونکہ یہ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصاویر نہیں ہیں، اور نہ ان کا کوئی جسم ہوتا ہے، ان تصاویر میں صرف عکس اور ظل کو ایک کاغذ پر منقید کر دیا جاتا ہے اور چھوٹی لڑکیوں کے لیے گڑیوں کو حرام نہیں کیا گیا اور صورتوں کے وہ مجسمے حرام نہیں ہیں جن کی علم طب یا تعلیم میں ضرورت ہوتی ہے اور وہ تصاویر جن کو تعظیم یا تکریم کے لیے نہ بنایا جائے حرام نہیں ہیں کیونکہ تصاویر کی تحریم کی بنیاد بت سازی اور بت پرستی کا راستہ بند کرنا ہے۔ ۳

۱۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۴۰۶، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

۲۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۴۰۶، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

۳۔ ڈاکٹر احمد شرباصی، استاذ جامعہ ازہر، یسئلونک فی الدین والحیاۃ ج ۱ ص ۶۳۲، مطبوعہ دار الجیل بیروت

نیز علماء ازہر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا:

ہمارا اختیار یہ ہے کہ جس تصویر کا کوئی جسم نہ ہو اس کو بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح جو تصویر کپڑے، دیوار یا کاغذ پر بنائی جائے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح آج کل کیمرے سے کھینچی جانے والی مروجہ تصاویر بھی جائز ہیں خواہ وہ تصویریں جاندار کی ہوں یا بے جان کی، جبکہ وہ تصویریں کسی علمی مقصد پر مبنی ہوں جس سے عام معاشرہ کو فائدہ حاصل ہو اور ان تصاویر کی تعظیم، تکریم اور عبادت کا شبہ نہ ہو تو پھر وہ تصویریں بے جان چیزوں کی تصویروں کے حکم میں ہیں اور وہ شرعاً جائز ہیں۔ [1]

تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق مصنّف کا موقف

میرے نزدیک علماء ازہر کا یہ نظریہ صحیح نہیں ہے کہ کیمرے کی بنائی ہوئی تمام تصاویر اس لیے جائز ہیں کہ وہ ہاتھ سے نہیں بنائی جاتیں اور یہ کہ کیمرے کے ذریعہ صرف عکس کو مقید کر لیا جاتا ہے، دیکھئے پہلے شراب ہاتھ سے بنائی جاتی تھی اب مشینی عمل کے ذریعہ شراب بنائی جاتی ہے تو کیا اس فرق سے اب شراب جائز ہو جائے گی؟ پہلے ہاتھوں کی تراش خراش سے مجسمے بنائے جاتے تھے اب مشینوں کے ذریعہ پلاسٹک اور دوسری اجناس کے مجسمے ڈھال لیے جاتے ہیں تو کیا اب وہ جائز ہو جائیں گے؟

فوٹو کے متعلق اسلام کا منشاء یہ ہے کہ کسی بھی جاندار کی صورت اور شبیہ کو مستقل طور پر محفوظ کر لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ہمیشہ جانداروں کی تصویریں شرک اور فتنہ کی موجب بنتی رہی ہیں اب بھی ہندوستان اور بعض دوسرے ممالک میں تصویروں اور بتوں کی پوجا ہوتی ہے، ہندوستان میں گاندھی کی تصویر کی تعظیم اور تکریم ہوتی ہے، روس میں سٹالن کی تصویر کی تعظیم کی جاتی ہے، پاکستان کے تمام دفاتر، اسمبلیوں اور سفارت خانوں میں بڑے سائز کی قائد اعظم کی تصویر تعظیماً اونچی جگہ پر آویزاں کی جاتی ہے، اس لیے اصل فتنہ صورت کے محفوظ کرنے میں ہے، خواہ صورت کو سنگ تراشی سے محفوظ کیا جائے قلم کاری سے یا فوٹو گرافی سے، جس طریقہ سے بھی تصویر کو حاصل اور محفوظ کر لیا جائے گا اس سے حاصل شدہ تصویر ناجائز اور حرام ہوگی اور بت تراشی، مصوری اور فوٹو گرافی میں جواز اور عدم جواز کا فرق کرنا صحیح نہیں ہے۔

تصویر کی حرمت کا اصل منشاء غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت ہے، اگر لوگ فوٹو گراف کی تعظیم اور عبادت شروع کر دیں تو کیا وہ تعظیم اور عبادت ناجائز نہیں ہوگی؟ جب کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے قومی لیڈروں اور پیروں کے فوٹوؤں کی ہر ملک میں بالفعل تعظیم کی جاتی ہے اور غیر اللہ کی عبادت کا منشاء صورت اور شبیہ ہے، خواہ وہ سنگ تراشی سے حاصل ہو، قلم کاری سے یا فوٹو گرافی سے اس لیے جس طرح پتھر کا مجسمہ بنانا اور قلم اور برش سے تصویر بنانا حرام ہے اسی طرح کیمرے سے فوٹو بنانا بھی حرام (یعنی مکروہ تحریمی) ہے۔

تاہم بعض تمدنی، عمرانی اور معاشی امور کے لیے فوٹو ناگزیر ہے، مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ، ویزا، ڈومی سائل، امتحانی فارم، ڈرائیونگ لائسنس اور اس نوع کے دوسرے امور میں فوٹو کی لازمی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے دین میں تنگی نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[1] ۔ الفتاویٰ الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۷ ص ۲۴۹۰، مطبوعہ قاہرہ مصر، ۱۴۰۲ھ

وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ (حج: ۷۸)

اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں تنگی نہیں کی۔

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (بقرہ: ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور مشکل کا ارادہ نہیں کرتا۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

احب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ[1]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین وہ ہے جو حق ہو اور آسان اور سہل ہو۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الدین یسر۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین آسان ہے۔

عن انس بن مالک یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا[3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر آسانی کرو اور ان کو مشکل میں نہ ڈالو۔

اسلام میں جاندار چیزوں کی تصاویر بنانے کی ممانعت ہے اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانے کی اجازت ہے، اس لیے انسان کی صرف سینے تک کی تصویر بنانا جائز ہے کیونکہ کوئی انسان بغیر پیٹ کے زندہ نہیں رہ سکتا، اور جن تمدنی اور معاشی امور میں تصویر کی ضرورت پڑتی ہے (مثلاً شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ) ان میں اس قسم کی آدھی تصویر ہی کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے اس قسم کی ضروریات میں بغیر پیٹ کے سینہ تک کی آدھی تصویر کھینچوانا جائز ہے، البتہ بلاضرورت شوقیہ فوٹوگرافی مکروہ ہے، اور تعظیم و تکریم کے لیے فوٹو کھینچنا ناجائز اور حرام ہے۔

ہم نے جو آدھی تصویر کو جائز کہا ہے اس کی اصل حدیث یہ ہے:

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال استاذن جبرائیل علیہ السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادخل فقال کیف ادخل وفی بیتک ستر فیہ تصاویر فاما ان تقطع رؤسہا او تجعل بساطا یوطا فانا معشر الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ تصاویر[4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی آپ نے فرمایا آجاؤ! انہوں نے کہا میں کیسے آؤں درآں حالیکہ آپ کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں ہیں، پس یا تو آپ ان تصویروں کے سر کاٹ دیں یا اس پردہ کو پیروں تلے روندی جانے والی چادر بنا دیں کیونکہ ہم گروہ ملائکہ

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] " " " " صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

فاما لو كانت ممتهنة او غير ممتهنة لكنها غيرت من هيئتها اما قطعها من نصفها او بقطع راسها فلا امتناع [۱]

اور اگر تصویر کو ذلت کے ساتھ رکھا جائے یا بغیر ذلت کے رکھا جائے لیکن اس کی ہیئت کو متغیر کر دیا جائے یا تو وہ تصویر آدھی کاٹ دی جائے یا اس کا سر کاٹ دیا جائے تو پھر کوئی امتناع نہیں ہے۔

نیز علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

علامہ ابن عربی (مالکی) نے کہا ہے کہ تصویر بنانے کے حکم میں خلاصہ یہ ہے کہ جسم والی تصویر بنانا تو بالاجماع حرام ہے، اور اگر تصویر مرتسم یا مرقوم ہو یا مطبوع ہو تو اس میں چار قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ مطلقاً جائز ہے جیسا کہ امام بخاری نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تصویر کپڑے پر بنی ہوئی ہو اس کا حکم مستثنیٰ ہے (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۱) دوسرا قول یہ ہے کہ تصویر بنانا مطلقاً ممنوع ہے حتیٰ کہ قلم سے بنائی ہوئی تصویر بھی ممنوع ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر تصویر میں مکمل ہیئت اور شکل ہو تو حرام ہے اور اگر اس کا سر کاٹ دیا جائے یا اس کے اجزاء متفرق ہوں تو پھر جائز ہے، علامہ ابن عربی نے کہا یہ قول زیادہ صحیح ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ اگر تصویر کو نیچے بچھایا جائے اور ذلت کے ساتھ رکھا جائے تو پھر جائز ہے اور اگر تصویر کو لٹکایا جائے تو پھر ناجائز ہے۔ [۲]

مصر کے بعض علماء لکھتے ہیں:

ہمارے علماء نے یہ تصریح کی ہے کہ جاندار کا فوٹو گراف اگر بڑا ہو اور اس میں اس کے تمام اعضاء مکمل ہوں تو اس کا بنانا مکروہ تحریمی ہے اور اگر فوٹو گراف چھوٹا ہو جس میں غور سے دیکھے بغیر اعضاء کی تفصیل معلوم نہ ہو سکے، یا فوٹو تو بڑا ہو لیکن اس میں وہ اعضاء نہ ہوں جن کے بغیر حیات ناگزیر ہے تو اس فوٹو گراف کا بنانا مکروہ نہیں ہے۔ [۳]

علامہ نور اللہ بصیر پوری (فقیہ العصر) لکھتے ہیں:

حج کے لیے عازم حج کے پورے جسم کا فوٹو ضروری نہیں بلکہ چہرے یا قد سے زائد کا فوٹو حکومت نے مصالح انتظامیہ کے لیے ضروری قرار دیا ہے، چنانچہ عموماً پاسپورٹوں پر ایسے ہی فوٹو چسپاں کیے جاتے ہیں جو نصف سینہ تک کے ہوتے ہیں حالانکہ انسان نصف سینہ یا سینہ کے نیچے سے کاٹ دیا جائے تو زندہ نہیں رہ سکتا، لہٰذا یہ فوٹو ایسے جسم کا فوٹو ہو گا جو شجر و حجر کی طرح بے جان ہے۔ (الی قولہ) بہر حال ان ارشادات کی روشنی میں حج فرض وغیرہ کے لیے ایسے فوٹو کی اجازت ہے جو جسم کے ایسے حصہ کا ہو جو صرف اتنا ہی زندہ نہ رہ سکتا ہو، (الی قولہ) ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ بلا ضرورت فوٹو نہ کھنچوائے جائیں۔ [۴]

۱۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ

۲۔ " " " " " ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۱،

۳۔ الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۴ ص ۱۳۸۰، مطبوعہ قاہرہ مصر، ۱۴۰۱ھ

۴۔ علامہ نور اللہ بصیر پوری متوفی ۱۴۰۳ھ، فتاوی نوریہ ج ۳ ص ۱۶۷۔ ۱۶۹، مطبوعہ گنج شکر پرنٹرز لاہور، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۸ھ

حدیث صحیح اور اقوال فقہاء کی روشنی میں یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ تمدنی اور معاشی ضروریات کے لیے آدمی کی تصویر کھینچوانا جائز ہے، اور بلا ضرورت محض شوقیہ فوٹو گرافی ایک مکروہ عمل ہے اور کسی کی تعظیم اور تکریم کے لیے فوٹو کھینچنا ناجائز اور حرام ہے، تصویر کے مسئلہ میں بھی میں مدت العمر غور کرتا رہا ہوں اور آخر کار مجھ پر جو بات واضح ہوئی وہ یہی ہے، اگر یہ حق و صواب ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو میری فہم کا قصور اور مطالعہ کی کمی ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین الی یوم الدین۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

سفر میں گھنٹی اور کتا رکھنے کی ممانعت

۵۴۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (رحمت کے) فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ کتا یا گھنٹی ہو۔

۵۴۳۲- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کی ہیں۔

۵۴۳۳- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔

سفر میں کتا یا گھنٹی رکھنے کا حکم

علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں کتا یا گھنٹی رکھنا مکروہ ہے، اور جس مسافر کے پاس کتا یا گھنٹی ہو اس کے ساتھ فرشتے نہیں ہوتے، اس سے مراد یہ ہے کہ رحمت اور استغفار کے فرشتے نہیں ہوتے ورنہ کراماً کاتبین بیت الخلاء اور وقت جماع کے علاوہ ہر وقت ساتھ رہتے ہیں، کتے کے ساتھ فرشتوں کے نہ رہنے کی وجہ باب سابق میں گزر چکی ہے اور گھنٹی کے ساتھ فرشتوں کے نہ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ناقوس کے مشابہ ہے، یا مزامیر شیطان سے ہونے کی وجہ

سے گھنٹی کی آواز مکروہ ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک گھنٹی کی آواز مکروہ تنزیہی ہے اور بعض شام کے متقدمین علماء نے کہا ہے کہ بڑی گھنٹی کی آواز مکروہ ہے اور چھوٹی گھنٹی کی آواز مکروہ نہیں ہے۔ [۱]

بَابُ ۴۶ كَرَاهَةِ قِلَادَةِ الْوَتَرِ فِي رَقَبَةِ الْبَعِيرِ — اونٹ کی گردن میں تانت کا ہار ڈالنے کی ممانعت

۵۴۴۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ قَالَ مَالِكٌ أُرَى ذٰلِكَ مِنَ الْعَيْنِ۔

حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد بھیجا، عبد اللہ بن ابو بکر کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ انھوں نے کہا لوگ اپنے سونے کی جگہوں میں تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کے اونٹ کی گردن سے تانت کا ہار یا فرمایا ہار کاٹ دیا جائے، امام مالک کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے وہ لوگ نظر لگنے کے ڈر سے یہ ہار ڈالتے تھے۔

اونٹ کی گردن میں ہار ڈالنے کی ممانعت کی وضاحت

علامہ نووی فرماتے ہیں یہ ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو نظر سے بچانے کے لیے اونٹ کے گلے میں ہار ڈالے، اور جو شخص زینت یا اور کسی وجہ سے اونٹ کے گلے میں ہار ڈالے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اونٹ یا اسی طرح دوسرے حیوان اور انسانوں کے گلے میں نظر کے ضرر سے بچانے کے لیے ہار ڈالے جائیں یا نہیں، بعض علماء نے حاجت سے پہلے ہار ڈالنے سے منع کیا اور بعض علماء نے کہا جب نظر لگ جائے تو ہار ڈالنا جائز ہے اور بعض لوگوں نے اس کو دوا پر قیاس کر کے مطلقاً جائز کہا، علامہ ابو عبید نے کہا پہلے لوگ اونٹ کے گلے میں اس لیے ہار ڈالتے تھے کہ نظر نہ لگے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہار اتارنے کا حکم دیا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ نظر سے بچانے میں ہار کا کوئی دخل نہیں ہے۔ [۲]

بَابُ ۴۷ النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْحَيَوَانِ فِي وَجْهِهِ وَوَسْمِهِ فِيهِ — جانوروں کے منہ پر مارنے اور منہ کو داغنے کی ممانعت

۵۴۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] " " " " " " شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ.

صلے اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور چہرے کو داغنے سے منع فرمایا۔

۵۴۳۶ - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، یہ حدیث بھی مثل سابق ہے۔

۵۴۳۷ - وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِي وَسَمَهُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے منہ کو داغا گیا تھا، آپ نے فرمایا جس نے اسے داغا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

۵۴۳۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ نَاعِمًا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ وَرَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا مَوْسُومَ الْوَجْهِ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَا أَسِمُهُ إِلَّا فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنَ الْوَجْهِ فَأَمَرَ بِحِمَارٍ لَهُ فَكُوِيَ فِي جَاعِرَتَيْهِ فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كَوَى الْجَاعِرَتَيْنِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گدھا دیکھا جس کے چہرے کو داغا ہوا تھا، آپ نے اس کو برا فعل قرار دیا، آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں صرف اس عضو کو داغتا ہوں جو چہرے سے بہت دور ہو پھر آپ نے اپنے گدھے کو داغنے کا حکم دیا سو اس کی سرین کو داغا گیا، اور سب سے پہلے آپ نے ہی (جانور کی) سرین کو داغا تھا۔

چہرہ پر مارنے اور داغ کر علامت لگانے کا حکم

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ہر جاندار کے چہرے پر مارنا ممنوع ہے، خواہ انسان کا چہرہ ہو یا حیوان کا، لیکن انسان کے چہرے پر مارنا خصوصیت کے ساتھ ممنوع ہے کیونکہ وہ تمام محاسن کا مجموعہ ہے نیز وہ جسم کا سب سے لطیف عضو ہے اور اس پر ضرب کا اثر زیادہ نمایاں ہوتا ہے اور چہرہ پر داغ لگانا بالاجماع ممنوع ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے، اور انسان کے چہرے کو داغنا حرام ہے، اول تو انسان کا چہرہ مکرم ہے، ثانیا اس لیے کہ داغ لگا کر انسان کے چہرے پر کسی علامت بنانے کی کوئی حاجت نہیں ہے، لہٰذا اس کو داغنے کی تکلیف پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور حیوانات کو داغنے کے متعلق ہمارے فقہاء شافعیہ کی ایک جماعت نے کراہت کے قول کو اختیار کیا ہے، اور فقہاء شافعیہ میں سے علامہ بغوی نے کہا کہ یہ ناجائز ہے اور ( ) قول سے تحریم

کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے داغ لگانے والے پر لعنت کی ہے اور لعنت تحریم کا تقاضا کرتی ہے حیوان کے چہرے کے علاوہ اس کے کسی اور عضو پر داغ سے علامت لگانا ہمارے نزدیک بلا اختلاف جائز ہے اور زکوٰۃ اور جزیہ کے اونٹوں میں یہ علامت لگانا مستحب ہے، ان کے علاوہ دوسرے حیوانات میں داغ سے علامت لگانا مستحب ہے نہ ممنوع ہے۔

بَابُ ۴۸ جَوَازِ وَسْمِ الْحَيَوَانِ غَيْرِ الْآدَمِيِّ فِي غَيْرِ الْوَجْهِ

حیوانوں کے منہ کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ کو داغنے کا جواز

۵۴۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِي يَا أَنَسُ انْظُرْ هَذَا الْغُلَامَ فَلَا يُصِيبَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ قَالَ فَغَدَوْتُ فَإِذَا هُوَ فِي الْحَائِطِ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ جَوْنِيَّةٌ وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ام سلیم کے ہاں بچہ پیدا ہوا، تو انہوں نے مجھ سے کہا اے انس اس بچہ کا دھیان رکھو، یہ کوئی چیز کھانے نہ پائے حتیٰ کہ صبح تم اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور آپ بطور گھٹی کوئی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں صبح آیا اس وقت آپ (قبیلہ جونیہ کی) چادر اوڑھے ہوئے باغ میں تھے، اور فتح مکہ میں جو اونٹ حاصل ہوئے تھے آپ ان کو داغ رہے تھے۔

۵۴۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ أَنَّ أُمَّهُ حِينَ وَلَدَتِ انْطَلَقُوا بِالصَّبِيِّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ قَالَ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِرْبَدٍ يَسِمُ غَنَمًا قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْثَرُ عِلْمِي أَنَّهُ قَالَ فِي آذَانِهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی ماں کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو وہ لوگ گھٹی کے لیے اس بچہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑہ میں بکریوں کو داغ رہے تھے، شعبہ کہتے ہیں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ حضرت انس نے کہا تھا کہ آپ بکریوں کے کانوں کو داغ رہے تھے۔

۵۴۴۱ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِرْبَدًا وَهُوَ يَسِمُ غَنَمًا قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ فِي آذَانِهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس باڑہ میں گئے اس وقت آپ بکریوں کو داغ رہے تھے، راوی نے کہا کہ بکریوں کے کانوں میں داغ رہے تھے۔

۵۴۴۲ - وَحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَيَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ كُلُّهُمْ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ ۔

۵۴۴۳ ـ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِيْسَمَ وَهُوَ يَسِمُ اِبِلَ الصَّدَقَةِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں داغ کر علامت بنانے کا ایک آلہ دیکھا، آپ صدقہ کے اونٹوں کو داغ رہے تھے۔

حیوانوں کے جسم کو داغ کر علامت بنانے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: اس سے پہلے باب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ انسان کے جسم کو داغ کر علامت بنانا حرام ہے اور جانوروں کے چہرے کو داغ کر علامت بنانا ممنوع ہے اور زکوٰۃ اور جزیہ کے اونٹوں میں چہرے کے علاوہ باقی اعضاء کو داغ کر علامت بنانا مستحب ہے اور زکوٰۃ اور جزیہ کے سوا دوسرے جانوروں میں منہ کے علاوہ باقی اعضاء پر داغ کر علامت بنانا مستحب ہے نہ ممنوع۔ اور مستحب یہ ہے کہ بکریوں کے کانوں میں داغا جائے اور اونٹ اور گائے کی رانوں کی جڑ میں داغا جائے کیونکہ سخت جگہ میں جانوروں کو درد کم ہوگا اور اس جگہ بال کم ہوتے ہیں تو داغ کا اثر باقی رہے گا۔

داغ کے ذریعہ علامت بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ بعض حیوان بعض سے ممتاز ہو جاتے ہیں اور مستحب یہ ہے کہ جزیہ اور زکوٰۃ کے اونٹوں میں الگ الگ علامت بنائی جائے، امام شافعی اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ بکریوں کا نشان سب سے کم بنایا جائے اور گائے کا نشان اونٹ کے نشان سے کم بنایا جائے، تمام صحابہ اور جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے۔ ابن الصباغ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ صحابہ کا اس پر اجماع ہے، امام ابو حنیفہ نے جانور کے داغنے کو مکروہ کہا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے جانور عذاب میں مبتلا ہوتا ہے اور یہ مثلہ بھی ہے اور احادیث میں مثلہ سے منع کیا گیا ہے، اور جمہور فقہاء کا استدلال ان احادیث سے ہے جن کو امام مسلم اور دیگر محدثین نے ذکر کیا ہے اور حضرت عمر اور دیگر صحابہ سے بھی اس سلسلہ میں آثار مروی ہیں، نیز بسا اوقات جانور اپنے توحش کی وجہ سے بھاگ جاتے ہیں تو ان علامتوں کی وجہ سے ان کو پہچان کر پکڑ کے لایا جا سکتا ہے اور جن احادیث میں مثلہ کی ممانعت ہے وہ عام ہیں اور جانوروں کو داغنا اس عموم سے مستثنیٰ ہے اور استثناء کی دلیل یہ احادیث ہیں، اور خاص کو عام پر مقدم کرنا واجب ہے۔[1]

امام ابو حنیفہ کی طرف سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مثلہ سے ممانعت والی احادیث تحریم پر دلالت کرتی ہیں اور یہ احادیث اباحت پر دلالت کرتی ہیں اور جب تحریم اور اباحت میں تعارض ہو تو ترجیح تحریم کو دی جاتی ہے، نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہو۔

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت سادہ اور متواضع تھے اور اپنے کام اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ جانوروں کو خود داغ لیا کرتے تھے، نیز یہ کہ مسلمانوں کو اپنے جانوروں اور دیگر اموال کی حفاظت

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ نور محمد کراچی، ۱۳۷۵ھ

کے لیے استعمال کرنا چاہیے، ان احادیث میں بچوں کو گھٹی دینے کا بھی جواز ہے اور یہ کہ کسی بابرکت اور بزرگ شخص سے گھٹی دلوانی چاہیے۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْقَزَعِ ۴۷۹

سر پر کچھ بال رکھنے اور کچھ کٹانے کی ممانعت

۵۴۴۴ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى (يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ) عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ قَالَ قُلْتُ لِنَافِعٍ وَمَا الْقَزَعُ قَالَ يُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكُ بَعْضٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا، میں نے نافع سے پوچھا: قزع کیا ہے؟ انھوں نے کہا بچے کے سر کے بعض حصہ کو منڈایا جائے اور بعض حصہ کو ترک کر دیا جائے۔

۵۴۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَجَعَلَ التَّفْسِيرَ فِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ مِنْ قَوْلِ عُبَيْدِ اللَّهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی اور اس میں قزع کی تفسیر کو عبید اللہ کا قول قرار دیا ہے۔

۵۴۴۶ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ الْغَطَفَانِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ ح وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ (يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ) حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ عُبَيْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ وَأَلْحَقَا التَّفْسِيرَ فِي الْحَدِيثِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں اور دونوں راویوں نے اس حدیث کے ساتھ قزع کی تفسیر بھی بیان کی۔

۵۴۴۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّرَّاجِ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

قزع کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر سر کے بالوں کو مختلف جگہوں سے کاٹا جائے اور درمیان میں جگہ چھوڑ دی جائے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، ہاں اگر علاج کی وجہ سے اس کی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، امام مالک اس کو لڑکی اور لڑکے دونوں کے حق میں مکروہ کہتے ہیں، بعض مالکی فقہاء نے کہا ہے کہ

گدی کے کچھ بالوں کو بطور قزع کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور فقہاء شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مردوں اور عورتوں کے لیے مطلقاً مکروہ ہے کیونکہ حدیث میں عموم ہے، علماء نے کہا ہے کہ اس کے مکروہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں خلقت کو بگاڑنا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ برے لوگوں کی روش ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہود کی مشابہت ہے، سنن ابوداؤد کی ایک روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ [1]

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ فِي الطُّرُقَاتِ وَاِعْطَاءِ الطَّرِيْقِ حَقَّهُ

راستوں پر بیٹھنے کی ممانعت اور راستوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید

۵۴۴۸۔ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا وَمَا حَقُّهُ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو، اصحاب نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں اپنی مجلسوں میں بیٹھے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، ہم وہاں بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم (راستہ میں) بیٹھے بغیر نہ مانو تو راستہ کا حق ادا کرو، صحابہ نے عرض کیا: راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نگاہیں پست رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

۵۴۴۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

راستوں پر بیٹھنے کے آداب اور احکام

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں اور اس کے احکام اور مسائل بالکل ظاہر ہیں اس حدیث کی رو سے راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرنا چاہیے، اور تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنے میں غیبت اور بدگمانی سے اجتناب کرنا اور گزرنے والوں کو حقیر جاننا اور راستہ کو تنگ کرنا بھی داخل ہے، اسی طرح اگر بیٹھنے والوں سے گزرنے والے خوف زدہ ہوتے ہیں یا ان کے وہاں پر بیٹھنے کی وجہ سے وہ وہاں سے گزر نہ سکیں تو یہ بھی تکلیف دہ امور میں داخل ہے۔ [2]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۴

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

راستہ پر بیٹھنے والوں کے بارے میں دیگر احادیث ——— میں جو ہدایات دی گئی ہیں، ان سے اس سلسلہ میں چودہ احکام حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ بکثرت سلام کرنا (۲) احسن طریقہ سے کلام کرنا (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) سلام کا جواب دینا (۵) نیکی کا جواب نیکی سے دینا (۶) بوجھ اٹھانے میں کسی کی مدد کرنا (۷) مظلوم کی مدد کرنا (۸) فریادی کی داد رسی کرنا (۹) جس کو راستہ معلوم نہ ہو اس کو راستہ بتانا (۱۰) حیران اور سرگشتہ کو ہدایت دینا (۱۱) نیکی کا حکم دینا (۱۲) برائی سے روکنا (۱۳) نظر جھکا کر رکھنا (۱۴) اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنا۔

اس حدیث میں نظر جھکانے کا جو حکم دیا ہے اس کی علت یہ ہے کہ اجنبی اور جوان عورتوں کے فتنہ سے بچنا لازم ہے اور ان کی طرف دیکھنے سے جس فتنہ کا خطرہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جوان عورتوں کو راستوں اور شاہراہوں پر بے حجاب اور بے پردہ نہیں جانا چاہیے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اور مسلمانوں کے بعض حقوق ایسے ہیں جن کی ادائیگی صرف راستہ پر بیٹھنے سے لازم آتی ہے اور گھر میں بیٹھے رہنے کی صورت میں وہ احکام عائد نہیں ہوتے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ بری چیزوں کے دیکھنے سے اپنے آپ کو بچائے اور خود کو فتنہ میں نہ ڈالے اور اپنے اوپر اس چیز کو لازم نہ کرے جس کی طاقت نہیں رکھتا، انہی امور کی وجہ سے شارع علیہ السلام نے راستہ پر بیٹھنے سے اجتناب کرنے کو مستحسن قرار دیا، اور جب صحابہ نے راستہ پر بیٹھنے کی ضرورت کو بیان کیا تو پھر آپ نے اس کے آداب اور احکام بیان کیے اور ان آداب اور احکام کے لیے دوسری احادیث میں بھی شواہد ہیں، افشاء سلام اور حسن کلام کے متعلق حضرت ابو شریح ہانی رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں من موجبات الجنۃ اطعام الطعام وافشاء السلام وحسن الکلام "کھانا کھلانا، بکثرت سلام کرنا اور حسن کلام (اچھی باتیں کرنا) ان امور میں سے ہیں جو جنت کو واجب کرتی ہیں، اور حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: فی الجنۃ غرف لمن اطاب الکلام "جو شخص شیریں گفتار ہو اس کے لیے جنت میں بالاخانے ہیں۔" اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں آگ سے بچو، خواہ ایک کھجور کے ٹکڑے کو صدقہ کرنے کے سبب سے۔ اور جو یہ بھی صدقہ نہ کر سکے تو وہ ایک میٹھی بات کر کے جہنم کی آگ سے بچے، اور چھینک اور سلام کا جواب دینے کے متعلق یہ حدیث ہے: امام مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مسلم پر اپنے بھائی کے پانچ حقوق واجب ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا (۲) چھینک کا جواب دینا (۳) دعوت قبول کرنا (۴) مریض کی عیادت کرنا (۵) جنازہ کے ساتھ جانا۔ اور مظلوم کی مدد کے متعلق امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھ چیزوں کا حکم دیا ہے، مریض کی عیادت کرنا (۲) جنازہ کے ساتھ جانا (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) کمزور کی مدد کرنا (۵) مظلوم کی مدد کرنا (۶) بکثرت سلام کرنا اور بوجھ اٹھانے کے متعلق یہ حدیث ہے، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے: انسان کے ہر ہر جوڑ کی طرف سے اس پر صدقہ کرنا لازم ہے اسی حدیث میں ہے کسی شخص کی اس کی سواری پر سوار ہونے میں مدد کرے اور اس کا سامان اٹھا کر اس کی سواری پر رکھے تو یہ بھی صدقہ ہے، اور فریادی کے متعلق یہ حدیث ہے: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے: و یعین ذا الحاجۃ الملھوف۔ "ضرورت مند فریادی کی مدد کرے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت

کرتے ہیں: واللہ یحب اغاثۃ اللھفان "اللہ تعالیٰ فریادی کی مدد کو پسند کرتا ہے" اس کی سند ضعیف ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ حدیث مروی ہے جو اس کے لیے شاہد ہے، اور راستہ بتانے کے متعلق یہ حدیث ہے: امام ترمذی اور امام ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے: "کسی شخص کی رہنمائی کرنا بھی صدقہ ہے" اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے متعلق بہت زیادہ احادیث مروی ہیں، اور تکلیف دہ چیز کو دور کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس چیز کو دور کرے جو گزرنے والوں کے لیے تکلیف دہ ہو یا اس طور کہ اس طرح نہ بیٹھے جس سے ان پر راستہ تنگ ہو جائے، یا کسی گھر کے دروازہ پر اس طرح نہ بیٹھے جس سے آنے والے کو تکلیف ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کو تکلیف پہنچانے سے احتراز کرنا بھی صدقہ ہے، نگاہیں نیچی رکھنے کے متعلق قرآن مجید میں صریح حکم ہے:

قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم (النور: ٣٠)

آپ مومنین سے کہیں کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

اور ذکر الٰہی کی کثرت کے متعلق بہ کثرت آیات اور احادیث ہیں، قرآن مجید میں ہے:

واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون (الجمعة: ١٠)

اور اللہ کو بہ کثرت یاد کرو تاکہ تم کامیابی حاصل کر سکو۔

بَابُ تَحْرِيْمِ فِعْلِ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ

مصنوعی بال لگانے، لگوانے، گودنے، گدوانے اور پلکوں کے بال نوچنے، نچوانے، دانتوں کو کشادہ کرنے اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے کی ممانعت

٥٤٥٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي ابْنَةً عُرَيِّسًا أَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا أَفَأَصِلُهُ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میری لڑکی دلہن بنی ہے اور اس کو چیچک نکل آئی ہے، جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا میں اس کے بالوں کے ساتھ بال ملا کر پیوند کر دوں؟ آپ نے فرمایا: بال جوڑنے اور بال جڑوانے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔

٥٤٥١ - حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَعَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں بیان کی ہیں، وکیع اور شعبہ کی روایت میں فتمرط شعرها کے الفاظ ہیں۔

عَمْرٌو النَّاقِدُ أَخْبَرَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ وَكِيعًا وَشُعْبَةَ فِي حَدِيثِهِمَا فَتَمَرَّطَ شَعْرُهَا۔

۵۴۵۲ - **وَحَدَّثَنِي** أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي زَوَّجْتُ ابْنَتِي فَتَمَرَّقَ شَعَرُ رَأْسِهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحْسِنُهَا أَفَأَصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَنَهَاهَا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے، اس کے بال جھڑ گئے ہیں اس کا شوہر بالوں کو پسند کرتا ہے، یا رسول اللہ! کیا میں اس کے بالوں کے ساتھ دوسرے بال پیوند نہ کر دوں؟ آپ نے اس سے منع فرمایا۔

۵۴۵۳ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَرَّطَ شَعْرُهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَصِلُوهُ فَسَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَلَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، انصار کی ایک لڑکی نے شادی کی اور وہ بیمار ہو گئی جس سے اس کے بال جھڑ گئے لوگوں نے اس کے بالوں میں پیوند کرانے کا ارادہ کیا، انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا، آپ نے بالوں میں جوڑ لگانے والی اور جوڑ لگوانے والی پر لعنت فرمائی۔

۵۴۵۴ - **حَدَّثَنِي** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَافِعٍ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَةً لَهَا فَاشْتَكَتْ فَتَسَاقَطَ شَعْرُهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا يُرِيدُهَا أَفَأَصِلُ شَعْرَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُعِنَ الْوَاصِلَاتُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے اپنی لڑکی کی شادی کی پھر وہ لڑکی بیمار ہو گئی اور اس کے بال جھڑ گئے وہ عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کا خاوند اس کو بلانے کا قصد کرتا ہے، کیا میں اس کے بالوں کو جوڑ لگا دوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوڑ لگانے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

۵۴۵۵ - **وَحَدَّثَنِيهِ** مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی،

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتُ۔

اس میں بھی ہے کہ جوڑ لگانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

۵۴۵۶ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جوڑ لگانے والی، جوڑ لگوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت کی ہے۔

۵۴۵۷ - **وَحَدَّثَنِيْهِ** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حسب سابق روایت کی ہے۔

۵۴۵۸ - **حَدَّثَنَا** إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ) أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَتَتْهُ فَقَالَتْ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَيِ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ فَإِنِّي أَرٰى شَيْئًا مِنْ هٰذَا عَلٰى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گودنے والیوں، گدوانے والیوں، بالوں کو نوچنے والیوں، نچوانے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے، یہ حدیث بنو اسد کی ایک عورت تک پہنچی جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا، وہ قرآن مجید پڑھتی تھی، اس نے حضرت ابن مسعود کے پاس آکر کہا میرے پاس آپ کی یہ کیسی روایت پہنچی ہے کہ آپ نے گودنے والی اور گدوانے والی اور بال نوچنے والی، اور حسن کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والی اور اللہ کی خلقت (بناوٹ) کو تبدیل کرنے والی پر لعنت کی ہے؟ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ نے لعنت کی ہے، حالانکہ وہ لعنت اللہ کی کتاب میں ہے، اس عورت نے کہا میں نے تو پورا قرآن مجید پڑھا ہے میں نے تو اس میں یہ لعنت نہیں دیکھی، حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اگر تم قرآن مجید کو پڑھتیں تو ضرور اس لعنت کو پا لیتیں، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے (ترجمہ) اور رسول تم کو جو (احکام) دیں ان کو مانو، اور جن کاموں سے تم کو روکیں ان سے باز رہو،

امْرَأَتَكَ الْآنَ قَالَ اذْهَبِي فَانْظُرِي قَالَ فَدَخَلَتْ عَلَى امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمْ تَرَ شَيْئًا فَجَاءَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا فَقَالَ أَمَا لَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ نُجَامِعْهَا۔

اس عورت نے کہا میرا خیال ہے کہ ان ممنوعہ کاموں میں سے کچھ کاموں کو تو آپ کی زوجہ بھی کرتی ہیں۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: جاؤ جا کر دیکھ لو ! وہ عورت حضرت عبد اللہ کی زوجہ کے پاس گئی تو وہاں ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھی، پھر آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی، میں نے ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھی، حضرت ابن مسعود نے فرمایا اگر وہ ان ممنوعہ کاموں کو کرتی تو ہم اس سے مجامعت نہ کرتے۔

۵۴۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (وَهُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ (وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهِلٍ) كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَفِي حَدِيثِ مُفَضَّلٍ الْوَاشِمَاتِ وَالْمَوْشُومَاتِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، سفیان کی روایت میں واشمات اور مستوشمات ہے اور مفضل کی روایت میں واشمات اور موشومات ہے۔

۵۴۶۰ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَرَّدًا عَنْ سَائِرِ الْقِصَّةِ مِنْ ذِكْرِ أُمِّ يَعْقُوبَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے، اس میں ام یعقوب کے ذکر کو ترک کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

۵۴۶۱ - وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ (يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ) حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۵۴۶۲ - وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ زَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَصِلَ الْمَرْأَةُ بِرَأْسِهَا شَيْئًا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے بالوں میں بالوں کا پیوند کرانے سے منع فرمایا ہے۔

۵۴۶۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَآئِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَآؤُهُمْ۔

حمید بن عبدالرحمان بن عوف بیان کرتے ہیں کہ جس سال حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما نے حج کیا، اس سال حضرت معاویہ نے منبر پر بیٹھ کر بالوں کا ایک چٹلا لیا جو ان کے غلام کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ایسے چٹلوں سے منع فرماتے تھے، اور فرمایا جب بنو اسرائیل کی عورتوں نے اس قسم کے کام شروع کیے تو وہ ہلاک ہو گئے۔

۵۴۶۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ إِنَّمَا عُذِّبَ بَنُو إِسْرَآئِيلَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں، البتہ معمر کی حدیث میں یہ ہے کہ بنو اسرائیل کو عذاب دیا گیا۔

۵۴۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَنَا وَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُهُ إِلَّا الْيَهُودَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ فَسَمَّاهُ الزُّورَ۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں آکر خطبہ دیا اور بالوں کا ایک گچھا نکال کر فرمایا: مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ یہود کے سوا کوئی شخص اس قسم کے چٹلے بناتا ہوگا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے اس کو جھوٹی زیبائش قرار دیا۔

۵۴۶۶ - وَحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا أَخْبَرَنَا مُعَاذٌ (وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ) حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّكُمْ قَدْ أَحْدَثْتُمْ زِيَّ سَوْءٍ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الزُّورِ قَالَ وَجَاءَ رَجُلٌ بِعَصًا عَلَى رَأْسِهَا

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے ایک دن فرمایا تم لوگوں نے بری پوشش اختیار کر لی ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ سے منع فرمایا ہے، پھر ایک شخص ایسی لاٹھی لیے ہوئے آیا جس کے سر پر ایک چیتھڑا تھا، حضرت معاویہ نے کہا سنو! یہی جھوٹ ہے، قتادہ نے اس کی تفسیر میں کہا یعنی عورتیں چیتھڑے باندھ کر اپنے بالوں کو

خِرْقَۃٌ قَالَ مُعَاوِیَۃُ اَلَا وَھٰذَا الزُّوْرُ قَالَ قَتَادَۃُ یَعْنِیْ مَا یُکَثِّرُ بِہِ النِّسَآءُ اَشْعَارَھُنَّ مِنَ الْخِرَقِ۔ لبا کرلیتی ہیں۔

مصنوعی بال لگانے، گدوانے اور چٹلا وغیرہ لگانے کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

ان احادیث میں بالوں کے ساتھ بالوں کو پیوند کرنے پر صراحۃً لعنت کی گئی ہے اور یہی ظاہر اور مختار ہے، اور ہمارے اصحاب نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر عورت انسان کے بالوں کے ساتھ اپنے بالوں کو جوڑے تو یہ بالاتفاق حرام ہے، خواہ مرد کے بالوں کو جوڑے یا عورت کے، خواہ وہ مرد اس کا محرم ہو، خاوند ہو یا کوئی اور شخص ہو، کیونکہ احادیث میں عموم ہے، نیز اس لیے کہ انسان کے بالوں اور اس کے باقی اجزاء سے اس کی کرامت کی وجہ سے انتفاع حرام ہے اس لیے انسان کے بال، ناخنوں اور اس کے باقی اجزاء کو دفن کر دیا جائے گا، اور اگر عورت نے اپنے بالوں کے ساتھ غیر انسان کے بالوں کو پیوند کیا تو اگر اس کے بال نجس ہیں (مثلاً مردہ جانور کے بال یا حرام جانور کے بال) تو وہ بھی از روئے حدیث حرام ہیں، نیز اس وجہ سے کہ وہ نماز کی حالت اور عام حالات میں عمداً حامل نجاست ہو گی، اور اس حکم میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے، اور اگر غیر انسان کے بال پاک ہوں تو اگر اس عورت کا خاوند یا مالک موجود نہیں ہے تو یہ پھر بھی حرام ہے، اور اگر اس کا خاوند ہے تو پھر اس کی تین صورتیں ہیں، (اوّل) یہ ظاہر احادیث کی بناء ناجائز ہے۔ (الثانی) یہ حرام نہیں ہے، (الثالث) زیادہ صحیح یہ ہے کہ اگر اس نے اپنے مالک یا خاوند کی اجازت سے بالوں کو پیوند کیا تو جائز ہے ورنہ حرام ہے، اور عورت کا چہرے پر سرخی لگانے اور بالوں پر سیاہ خضاب لگانے اور مہندی سے پوروں کو رنگنے کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا خاوند یا مالک نہ ہو یا خاوند اور مالک ہو اور اس نے ان کی اجازت کے بغیر یہ بناؤ سنگھار کیا ہو تو یہ حرام ہے اور اگر ان کی اجازت سے کیا ہو تو پھر صحیح مذہب کے مطابق جائز ہے، یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے (خاوند کی اجازت سے میک اپ کرنا اس لیے جائز ہے کہ خاوند کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کو اس کی بیوی حسین معلوم ہو اور بیوی کا حسن، خوبصورتی اور جاذبیت اس کے ساتھ مباشرت کی محرک ہوتی ہے اور غیر شادی شدہ لڑکی کا بننا سنورنا اور میک اپ کرنا اجنبی مردوں کی شہوت اور سفلی جذبات کو بھڑکانے کے لیے ہوتا ہے اس لیے جائز نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہٗ)

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ: اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام مالک، امام طبری اور جمہور فقہاء نے کہا کہ بالوں کے ساتھ کسی چیز کو بھی پیوند کرنا جائز نہیں ہے، خواہ اس نے بالوں کو بالوں کے ساتھ پیوند کیا ہو، اون کے ساتھ پیوند کیا ہو یا کپڑے کے ساتھ، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جس کو امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے سر کے بالوں کے ساتھ کسی چیز کو پیوند کرنے سے منع کیا ہے، اور لیث بن سعد نے کہا ہے کہ یہ ممانعت بالوں کو بالوں سے ملانے کے ساتھ مخصوص ہے اور بالوں کو اون یا کپڑے (مثلاً چٹلا) کے ساتھ ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ بالوں کے ساتھ ہر چیز کو ملانا جائز ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ ایک روایت ہے لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جمہور کی طرح ہے، قاضی عیاض نے کہا کہ ریشم یا کسی اور چیز کے دھاگوں کے ساتھ بالوں کو باندھنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقۃً یا حکماً پیوند نہیں ہے، بلکہ یہ تجمل اور

تحسین ہے، حدیث میں ہے کہ بالوں کے ساتھ بالوں کو پیوند کرنا گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کرنے والے پر لعنت ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فعل حرام پر معاونت کرنے والا بھی لعنت میں شریک ہوتا ہے، جیسا کہ عبادت میں معاونت کرنے والا ثواب میں شریک ہوتا ہے۔ [1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی نے بھی اسی طرح مذاہب بیان کیے ہیں۔ [2]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

بعض بوڑھی عورتیں اپنی عمر کم ظاہر کرنے کے لیے اور دانتوں کو خوبصورت بنانے کے لیے دانتوں کے درمیان خفیف سی کشادگی کرالیتی ہیں، یہ کام کرنا اور کرانا دونوں حرام ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو تبدیل کرنا ہے اور اس میں تلبیس اور تزویر ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو اظہار حسن کے لیے دانتوں میں جھریاں بنواتی ہیں، البتہ جو عورتیں علاج کی غرض سے یا کسی عیب کو دور کرنے کے لیے دانتوں میں جھریاں بنوائیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [3]

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

بالوں کے ساتھ آدمی کے بالوں کو ملانا اور پیوند کرنا حرام ہے، خواہ وہ عورت کے بال ہوں یا عورت کے علاوہ کسی اور کے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بال ملانے والی، ملوانے والی، گودنے والی، گدوانے والی اور بال نوچنے والی اور نچوانے والی پر لعنت کی ہے۔ [4]

اگر کوئی عورت عورت کے علاوہ کسی اور کے بال ملائے تو وہ اس لیے حرام ہے کہ اس میں بھی آدمی کے جزء سے نفع حاصل کرنا ہے لیکن "تاتارخانیہ" میں ہے کہ عورت کا غیر عورت کے بال ملانا مکروہ ہے اور غیر بنی آدم کے بال ملانا جائز ہے تاکہ اس کی مینڈھیاں بڑی ہو جائیں، امام ابو یوسف سے بھی مروی ہے اور خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر عورت اپنی زلفوں اور بالوں کے ساتھ اونٹوں کے بال ملائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سیاہ اُون کے چٹلے بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [5]

بَابُ النِّسَاءِ الْكَاسِيَاتِ الْعَارِيَاتِ الْمَائِلَاتِ الْمُمِيلَاتِ

جو عورتیں ملبوس ہونے کے باوجود عریاں ہوں گی اور راہ حق سے متجاوز ہوں گی

۵۴۷۴۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں کی دو ایسی قسمیں ہیں

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۶۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علیٰ ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۲، ۲۶۳، دار الکتب العربیہ مصر، ۱۳۲۷ھ

[5] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۳، دار الکتب العربیہ مصر، ۱۳۲۷ھ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَہْلِ النَّارِ لَمْ اَرَہُمَا قَوْمٌ مَعَہُمْ سِیَاطٌ کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِہَا النَّاسَ وَنِسَآءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُہُنَّ کَاَسْنِمَۃِ الْبُخْتِ الْمَائِلَۃِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَہَا وَاِنَّ رِیْحَہَا لَیُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَۃِ کَذَا وَکَذَا۔

جن کو میں نے نہیں دیکھا، ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہیں جن سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں، دوسری وہ عورتیں ہیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی وہ راہ حق سے ہٹانے والی اور خود بھی ہٹی ہوئی ہوں گی ان کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے، وہ جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو پائیں گی اور جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہے۔

ملبوس ہونے کے باوجود عریاں ہونے کی تشریح

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے، کیونکہ یہ دونوں قسمیں اب موجود ہو گئی ہیں، اور اس میں ان دونوں قسموں کی مذمت ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ملبوس ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے شکر سے عاری ہوں گی، ایک قول یہ ہے کہ وہ عورتیں بدن کے بعض حصوں پر لباس پہنیں گی اور بعض حصوں کو اظہار جمال کے لیے عریاں رکھیں گی،[۵] اور ایک قول یہ ہے کہ وہ باریک اور عریاں لباس پہنیں گی جس سے کپڑے پہننے کے باوجود ان کا جسم برہنہ نظر آئے گا، اور مائلات کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے احکام سے روگردانی کریں گی اور ممیلات کا معنی یہ ہے کہ وہ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گی۔

بَابُ النَّہْیِ عَنِ التَّزْوِیْرِ فِی اللِّبَاسِ وَغَیْرِہٖ وَالتَّشَبُّعِ بِمَا لَمْ یُعْطَ

جھوٹا لباس پہننے اور جھوٹے اوصاف ظاہر کرنے کی ممانعت

۵۴۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ وَعَبْدَۃُ عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ امْرَاَۃً قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقُوْلُ اِنَّ زَوْجِیْ اَعْطَانِیْ مَا لَمْ یُعْطِنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے کچھ چیزیں نہیں دیں تو کیا میں کہہ سکتی ہوں کہ اس نے مجھے وہ چیزیں دی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس جو چیز نہ ہو اور وہ یہ ظاہر کرے کہ اس کے پاس وہ چیز ہے وہ جھوٹی زیبائش والے کپڑے پہننے والوں کی مثل ہے۔

۵۴۶۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدَۃُ حَدَّثَنَا ہِشَامٌ عَنْ فَاطِمَۃَ عَنْ اَسْمَآءَ جَاءَتِ امْرَاَۃٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا میری ایک سوکن ہے، اگر میں اس پر یہ ظاہر کروں کہ مجھے میرے شوہر

[۵] میں نے ۲۷ ستمبر ۱۹۹۰ء سے لے کر دسمبر تک برطانیہ کا تبلیغی دورہ کیا، وہاں پر یورپین خواتین برائے نام اسکرٹ اور بنیان پہن کر شاہراہوں اور بازاروں میں کھلے عام پھرتی ہیں، یہ عاریات لابسات کی واضح تفسیر اور علم نبوت کا زندہ ثبوت ہیں۔

وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَتَشَبَّعَ مِنْ مَالِ زَوْجِي بِمَا لَمْ يُعْطِنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ۔

مجھے فلاں مال دیا ہے حالانکہ اس نے وہ مال نہ دیا ہو تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور وہ یہ ظاہر کرے کہ اس کے پاس وہ چیز ہے وہ جھوٹ زیبائش کے کپڑے پہننے والوں کی مثل ہے۔

۵۴۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

جھوٹے لباس پہننے کی وضاحت

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں!

علماء نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص لوگوں کے سامنے کسی چیز کی کثرت ظاہر کرے، حالانکہ اس کے پاس وہ چیز نہ ہو، اور اپنے کو باطل کے ساتھ مزین کرے تو یہ جھوٹ کا لباس پہننے کی طرح مذموم ہے، ابو عبید نے کہا اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کا لباس پہنے اور اس کے دل میں جس قدر خشوع و خضوع نہ ہو لوگوں پر اس سے زیادہ ظاہر کرے وہ شخص جھوٹ اور ریا کاری کا لباس پہننے والا ہے، یا وہ شخص اس طرح ہے جیسے کوئی پرائے کپڑے پہنے اور ظاہر یہ کرے کہ وہ اس کے کپڑے ہیں یا وہ ایسے جھوٹے گواہ کی طرح ہے جو حسین و جمیل لباس پہن کر خود کو معزز شخص ظاہر کرے تاکہ اس کی گواہی قبول کی جائے حالانکہ وہ جھوٹی گواہی دینے والا ہو۔

☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کتاب الآداب

ادب کا لغوی اور اصطلاحی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

اُدَب: ادیب لوگوں سے ادب سیکھتا ہے، اُدب انسان کو اچھائیوں کی تعلیم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے، ادب کا اصل دعا ہے، ہمارے شیخ نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ ادب ایسا ملکہ ہے جس کی وجہ سے انسان مذمت کیے جانے سے محفوظ رہتا ہے، مصباح میں ہے نفس کی ریاضت اور محاسن اخلاق کو سیکھنا ادب ہے، ابوزید انصاری نے ادب کی یہ تعریف کی ہے۔

الادب کل ریاضۃ محمودۃ یتخرج بھا الانسان فی فضیلۃ من الفضائل۔ ہر اس پسندیدہ کاوش کو ادب کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان کو کسی قسم کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

توشیح میں لکھا ہے جس قول یا جس فعل کی تعریف کی جائے وہ ادب ہے اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا یا اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے، علامہ خفاجی نے عنایۃ القاضی میں لکھا ہے: لغت میں حسن اخلاق اور مکارم افعال کو ادب کہتے ہیں، اور علوم عربیہ پر ادب کا اطلاق کرنا متاخرین کی اصطلاح ہے۔ [1]

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

ابومحمد نے کتاب الواعی میں لکھا ہے ادب کو اس لیے ادب کہتے ہیں کہ وہ محامد کی طرف دعوت دیتا ہے، جوہری نے کہا ادب کی دو قسمیں ہیں ادب النفس اور ادب الدرس، ابوزید سے منقول ہے الادب کل ریاضۃ محمودۃ یتخرج بھا الانسان فی فضیلۃ من الفضائل "ادب ہر اس مستحسن ریاضت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو کوئی فضیلت حاصل ہو سکے" ایک قول یہ ہے الادب استعمال ما یحمد قولاً وفعلاً۔ "جس چیز کی قولاً و فعلاً تعریف کی جائے وہ ادب ہے، ایک قول یہ ہے کہ مکارم اخلاق کو حاصل کرنا ادب ہے، ایک قول یہ ہے کہ امور مستحسنہ کو جاننا ادب ہے، ایک قول یہ ہے کہ اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا اور اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے۔ [2]

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ تاج العروس ج ۲ ص ۱۴۴، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۰۶ھ

[2] علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۸۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَنِّي بِأَبِي الْقَاسِمِ وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ

ابو القاسم کنیت رکھنے کی ممانعت اور اچھے ناموں کا بیان

۵۴۷۱ - حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا (وَاللَّفْظُ لَهُ) قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ (يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ) عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَادَى رَجُلٌ رَجُلًا بِالْبَقِيعِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ إِنَّمَا دَعَوْتُ فُلَانًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بقیع میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو یا ابا القاسم کہہ کر آواز دی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آواز کی طرف دیکھا، اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو نہیں پکارا تھا میں نے تو فلاں شخص کو پکارا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

۵۴۷۲ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ (وَهُوَ الْمُلَقَّبُ بِسَبَلَانَ) أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأَخِيهِ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَهُ مِنْهُمَا سَنَةَ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَةٍ يُحَدِّثَانِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ناموں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمان ہیں۔

۵۴۷۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا نَدَعُكَ تُسَمِّي بِاسْمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ بِابْنِهِ حَامِلَهُ عَلَى ظَهْرِهِ فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا فَقَالَ لِي قَوْمِي لَا نَدَعُكَ تُسَمِّي بِاسْمِ رَسُولِ اللَّهِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، اس شخص نے اس کا نام محمد رکھا، اس شخص سے اس کی قوم نے کہا تم نے اپنے بیٹے کا نام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر رکھا ہے ہم تمہیں یہ نام نہیں رکھنے دیں گے، وہ شخص اپنے بچے کو اپنی پشت پر بٹھا کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور کہا یا رسول اللہ! میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام محمد رکھا میری قوم نے کہا ہم تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں رکھنے دیں گے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو، میں صرف تقسیم کرنے والا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔

ہوں اور تم میں تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۴۔ **حَدَّثَنَا** هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقُلْنَا لَا نُكَنِّيْكَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَسْتَأْمِرَهُ قَالَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنَّهُ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَاِنَّ قَوْمِيْ اَبَوْا اَنْ يَكْنُوْنِيْ بِهِ حَتّٰى تَسْتَاْذِنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھا، ہم نے اس سے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لے لو، اس وقت تک ہم تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی کنیت نہیں رکھنے دیں گے، سو وہ شخص حضور کے پاس گیا اور کہا میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس کا نام رکھا، اور میری قوم نے مجھے اس کے نام کے ساتھ کنیت رکھنے سے منع کیا، تاوقتیکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت نہ لے لوں، آپ نے فرمایا: میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں تو صرف قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۵۔ **حَدَّثَنَا** رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي الطَّحَّانَ) عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فَاِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں یہ نہیں ہے کہ میں تو صرف قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۶۔ **حَدَّثَنَا** اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنِّيْ اَنَا اَبُو الْقَاسِمِ اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَلَا تَكْتَنُوْا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو کیونکہ میں تو ابوالقاسم ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور ابوبکر کی روایت میں ہے "ولا تکتنوا"۔

۵۴۷۷۔ **وَحَدَّثَنَا** اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔

ایک اور سند کے ساتھ روایت ہے کہ میں قاسم بنایا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۸۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي

ایک انصاری کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اس نے ارادہ کیا کہ اس کا نام محمد رکھے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا، انصار نے اچھا کیا، میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

۵۴۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَمَنْصُورٍ وَسُلَيْمَانَ وَحُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالُوا سَمِعْنَا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَنْ ذَكَرْنَا حَدِيثَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَفِي حَدِيثِ النَّضْرِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ وَزَادَ فِيهِ حُصَيْنٌ وَسُلَيْمَانُ قَالَ حُصَيْنٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَقَالَ سُلَيْمَانُ فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ

امام مسلم نے پانچ سندوں کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا، حصین کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بطور قاسم مبعوث کیا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، اور سلیمان کی روایت میں ہے: میں تو صرف قاسم ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۸۰ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اس شخص نے اس کا نام قاسم رکھا، ہم نے کہا ہم تمہیں ابو القاسم کنیت نہیں

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ۔

رکھنے دیں گے اور تمہاری آنکھیں ٹھنڈی نہیں کریں گے، اس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر یہ واقعہ عرض کیا، آپ نے فرمایا: اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو

۵۲۸۱ - وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ ح وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ (يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ) كِلَاهُمَا عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں یہ نہیں ہے کہ ہم تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہونے نہیں دیں گے۔

۵۲۸۲ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي قَالَ عَمْرٌو عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو عمرو نے عن ابی ہریرہ کہا اور سمعت نہیں کہا۔

۵۲۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ) قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَأَلُونِي فَقَالُوا إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ يَا أُخْتَ هَارُونَ وَمُوسٰى قَبْلَ عِيسٰى بِكَذَا وَكَذَا فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب میں نجران میں آیا تو لوگوں نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ تم (سورۂ مریم میں) یا اخت ہارون پڑھتے ہو، حالانکہ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ سے اتنی مدت پہلے تھے، جب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بنو اسرائیل گذشتہ انبیاء اور صالحین کے نام پر نام رکھتے تھے۔

ابوالقاسم کنیت رکھنے کے متعلق مذاہب کی تفصیل

حدیث نمبر ۵۴۷۱ میں ہے: میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں علماء کے کئی مذاہب ہیں جن کو قاضی عیاض وغیرہ نے جمع کیا ہے، ان مذاہب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(اول) امام شافعی اور اہل ظاہر (غیر مقلدین) کا مذہب یہ ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے خواہ اس کا نام محمد یا احمد ہو یا نہ ہو، جیسا کہ ظاہر حدیث کا تقاضا ہے۔

(ثانی) امام مالک، جمہور سلف اور فقہاء امصار کا مسلک یہ ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی کیونکہ یہ حکم ابتداء میں تھا اور اب ہر شخص کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز ہے خواہ اس کا نام محمد اور احمد ہو یا نہ ہو، شروع میں ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ ابوالقاسم پکارنے سے حضور کو یہ شبہ نہ ہو کہ کسی نے آپ کو پکارا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے اور عصر اول سے لے کر اب تک بغیر کسی نکیر کے ابوالقاسم کنیت رکھی جاتی رہی ہے۔

(ثالث) علامہ ابن جریر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ممانعت منسوخ نہیں ہوئی۔ یہ ممانعت تنزیہ اور ادب کے لیے تھی تحریم کے لیے نہیں تھی۔

(رابع) متقدمین کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ جس شخص کا نام محمد یا احمد ہو اس کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنے کی ممانعت ہے اور جس کا نام محمد یا احمد نہ ہو اس کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(خامس) ابوالقاسم کنیت رکھنا مطلقاً ممنوع ہے، اسی طرح "قاسم" نام رکھنا بھی منع ہے تاکہ اس کا باپ ابوالقاسم کنیت نہ رکھے، جب مروان کو یہ حدیث پہنچی تو اس نے اپنے بیٹے کا نام بدل دیا پہلے اس کا نام قاسم تھا بعد میں اس کا نام عبدالملک رکھ دیا۔

(سادس) محمد نام رکھنا مطلقاً ممنوع ہے خواہ اس کی کوئی کنیت ہو یا نہ ہو، حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم اپنی اولاد کا نام محمد رکھتے ہو پھر اس کو لعنت کرتے ہو، حضرت عمر نے کوفہ والوں کی طرف لکھا، نبی کے نام پر کسی شخص کا نام نہ رکھو اور جن لوگوں نے اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا تھا انہیں نام بدلنے کا حکم دیا، حتیٰ کہ لوگوں نے حضرت عمر کو بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ نام (محمد) رکھنے کی اجازت دی ہے، اور آپ نے خود ان کا نام محمد رکھا ہے، پھر حضرت عمر نے انہیں چھوڑ دیا، قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت عمر کا یہ اقدام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تعظیم کی وجہ سے تھا، جیسا کہ حدیث میں ہے تم محمد نام رکھتے ہو پھر اس پر لعنت کرتے ہو، ایک قول یہ ہے کہ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص محمد بن زید بن خطاب سے کہہ رہا تھا: "اے محمد! اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کرے" تو حضرت عمر نے اس کو بلایا اور کہا میرا گمان ہے کہ تمہاری وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو برا کہا جاتا ہے، لہٰذا اب تم کو محمد کے نام سے نہیں بلایا جائے گا، اور اس کا نام عبدالرحمان رکھ دیا۔ [1]

کنیت رکھنے کی تحقیق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، اور امام بخاری کی روایت ہے: میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، اللہ دیتا ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس وصف کے ساتھ کنیت رکھنا صحیح ہے جو وصف اس شخص میں

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ... [illegible]

موجود ہو یا بیٹے کے نام کے ساتھ کنیت رکھنا صحیح ہے، علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں نے اللہ کے مال سے کچھ اپنے پاس نہیں رکھ لیا، اور جب کسی کو زیادہ عطا فرمایا تو لوگوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے فرمایا: اللہ تعالیٰ دیتا ہے میں تو صرف تقسیم کرتا ہوں، جس شخص کو میں کوئی چیز دیتا ہوں تو وہ اس کا نصیب ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ ابو القاسم کے علاوہ کوئی اور کنیت رکھنے کے جواز پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، اس کا کوئی بیٹا یا بیٹی ہو تو وہ اس کے نام کے ساتھ کنیت رکھ لے، یا اس کی اولاد نہ ہو تو وہ کسی اور کے بچے کے نام کے ساتھ بھی کنیت رکھ سکتا ہے مثلاً مرد ابو فلاں اور ابو فلانہ کنیت رکھ سکتا ہے، اور عورت ام فلاں اور ام فلانہ کنیت رکھ سکتی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی سے کہتے: یا ابا عمیر ما فعل النغیر [1]

انبیاء اور صالحین کے نام رکھنے کا جواز

حدیث نمبر ۵۴۸۳ میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو اسرائیل گزشتہ انبیاء اور صالحین کے نام رکھتے تھے، علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث سے انبیاء کے نام رکھنے پر استدلال کیا ہے اور اس کے جواز پر تمام علماء کا اجماع ہے، البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور ہم اس کی تاویل بیان کر چکے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند کا نام ابراہیم رکھا، اور آپ کے اصحاب میں سے بہت لوگوں کے نام انبیاء کے نام پر تھے، قاضی نے کہا ہے کہ بعض علماء نے ملائکہ کے نام رکھنے کو مکروہ کہا ہے، یہ حارث بن مسکین کا قول ہے اور امام مالک نے جبرئیل اور یاسین نام رکھنے کو مکروہ کہا ہے۔ [2]

بَابُ كَرَاهَةِ التَّسْمِيَةِ بِالْأَسْمَاءِ الْقَبِيحَةِ

بُرے نام رکھنے کی کراہت

۵۴۸۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الرُّكَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ وَقَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُسَمِّيَ رَقِيقَنَا بِأَرْبَعَةِ أَسْمَاءٍ أَفْلَحَ وَرَبَاحٍ وَيَسَارٍ وَنَافِعٍ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے غلام کے لیے چار نام رکھنے سے منع فرمایا: افلح، رباح، یسار اور نافع۔

۵۴۸۵- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے لڑکے کا نام

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[2] شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۸

بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا يَسَارًا وَلَا أَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا.

رباح، یسار، افلح اور نافع نام رکھو۔

۵۴۸۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ وَلَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُولُ أَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُونُ فَيَقُولُ لَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ وَلَا تَزِيدُنَّ عَلَيَّ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کلمات چار ہیں: سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، تم ان میں سے جس کلمہ کو پہلے کہو کوئی حرج نہیں ہے اور تم اپنے لڑکے کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھنا، کیونکہ تم پوچھو گے مثلاً افلح ہے؟ اور افلح نہیں ہوگا تو کہنے والا کہے گا افلح نہیں ہے، حضور نے چار کلمات ہی فرمائے تھے، ان کلمات سے زائد مجھ سے نقل نہ کرنا۔

۵۴۸۷ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنِي جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ زُهَيْرٍ فَأَمَّا حَدِيثُ جَرِيرٍ وَرَوْحٍ فَكَمِثْلِ حَدِيثِ زُهَيْرٍ بِقِصَّتِهِ وَأَمَّا حَدِيثُ شُعْبَةَ فَلَيْسَ فِيهِ إِلَّا ذِكْرُ تَسْمِيَةِ الْغُلَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَلَامَ الْأَرْبَعَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی تین مزید اسناد بیان کیں، ان میں شعبہ کی روایت میں صرف لڑکے کا نام رکھنے کا ذکر ہے، اور چار کلمات کا ذکر نہیں ہے۔

۵۴۸۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْهٰى عَنْ أَنْ يُسَمّٰى بِيَعْلٰى وَبِبَرَكَةَ وَبِأَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَبِنَافِعٍ وَبِنَحْوِ ذٰلِكَ ثُمَّ رَأَيْتُهُ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعلی، برکت، افلح، یسار اور نافع کو بطور نام رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے بعد میں اس معاملہ میں سکوت فرمالیا، اور کوئی بات نہیں کہی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور آپ نے ان ناموں سے منع نہیں کیا، پھر حضرت عمر نے ان ناموں کے رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ کیا اور پھر یہ ارادہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ أَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ تَرَكَهٗ۔

ترک کر دیا۔

بُرے نام رکھنے کے حکم کی تفصیل

افلح کا معنی ہے کامیاب، رباح کا معنی ہے نفع بخش تجارت، یسار کا معنی ہے آسان، نافع کا معنی ہے نفع دینے والا اور نجیح کا معنی بھی کامیاب ہے، اور اس جیسے ناموں کا رکھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اس کی کراہت کی وجہ وہی ہے جس کا حدیث میں بیان ہے کہ کوئی شخص پوچھے نافع ہے اور جب وہ نہیں ہوگا تو جواب میں کہا جائے گا نافع نہیں ہے، اور بعض لوگ اس جواب سے بدشگونی میں مبتلا ہو جائیں گے، اس باب کی آخری حدیث میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں سے منع کرنے کا ارادہ کیا، اور پھر منع نہیں فرمایا، اس کا مطلب ہے آپ نے اس کو بطور تحریم منع کرنے کا ارادہ کیا اور پھر اس کو حرام نہیں کیا، اور آپ نے جو ممانعت فرمائی ہے وہ تنزیہی ہے۔[1]

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَغْيِيرِ الْاِسْمِ الْقَبِيحِ اِلٰى حَسَنٍ وَتَغْيِيرِ اِسْمِ بَرَّةَ اِلٰى زَيْنَبَ وَنَحْوِهَا

بُرے ناموں کو اچھے ناموں کے ساتھ بدلنے کا استحباب

۵۴۸۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيلَةُ قَالَ أَحْمَدُ مَكَانَ أَخْبَرَنِي عَنْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام تبدیل کیا اور فرمایا کہ تم جمیلہ ہو، احمد نے اخبرنی کی جگہ عن کا لفظ کہا ہے۔

۵۴۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَةً لِعُمَرَ كَانَتْ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيلَةَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا۔

۵۴۹۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو) قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى آلِ طَلْحَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جویریہ کا نام پہلے برہ تھا، آپ نے اس کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا۔ آپ اس کو ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

ابنِ عباسٍ قال كانت جويرية اسمها برّة فحوّل رسول الله صلّى الله عليه وسلّم اسمها جويرية وكان يكره أن يقال خرج من عند برّة وفي حديث ابن أبي عمر عن كريب قال سمعت ابن عباس.

کہ فلاں شخص برہ (نیکی) کے پاس سے نکل گیا۔ کریب کی روایت میں سمعت ابن عباس کے الفاظ ہیں۔

۵۴۹۲ - حدّثنا أبو بكر بن أبي شيبة ومحمّد بن المثنّى ومحمّد بن بشّار قالوا حدّثنا محمّد بن جعفر حدّثنا شعبة عن عطاء بن أبي ميمونة سمعت أبا رافع يحدّث عن أبي هريرة ح وحدّثنا عبيد الله بن معاذ حدّثنا أبي حدّثنا شعبة عن عطاء بن أبي ميمونة عن أبي رافع عن أبي هريرة أنّ زينب كان اسمها برّة فقيل تزكّي نفسها فسمّاها رسول الله صلّى الله عليه وسلّم زينب ولفظ الحديث لهؤلاء دون ابن بشّار وقال ابن أبي شيبة حدّثنا محمّد بن جعفر عن شعبة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینب کا نام برہ تھا، ان سے کہا گیا کہ تم اپنی پارسائی بیان کرتی ہو، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

۵۴۹۳ - حدّثني إسحٰق بن إبراهيم أخبرنا عيسى بن يونس ح وحدّثنا أبو كريب حدّثنا أبو أسامة قال حدّثنا الوليد بن كثير حدّثني محمّد بن عمرو بن عطاء حدّثتني زينب بنت أمّ سلمة قالت كان اسمي برّة فسمّاني رسول الله صلّى الله عليه وسلّم زينب قالت ودخلت عليه زينب بنت جحش واسمها برّة فسمّاها زينب.

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا نام برہ تھا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا نام زینب رکھ دیا، وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کے پاس ام المومنین حضرت زینب بنت جحش آئیں، ان کا نام بھی پہلے برہ تھا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام زینب رکھ دیا۔

۵۴۹۴ - حدّثنا عمرو النّاقد حدّثنا هاشم بن القاسم حدّثنا اللّيث عن يزيد بن أبي حبيب عن محمّد بن عمرو بن عطاء قال سمّيت ابنتي برّة فقالت لي زينب بنت أبي سلمة إنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم

محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ رکھا تو مجھ سے حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو رکھنے سے منع فرمایا ہے اور میرا نام پہلے برہ رکھا گیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی پارسائی بیان نہ کرو، اللہ تعالیٰ

نَهَى عَنْ هٰذَا الْاِسْمِ وَسُمِّيَتْ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ فَقَالُوْا بِمَ نُسَمِّيْهَا قَالَ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ۔

ہی خوب جانتا ہے کہ تم میں سے کون زیادہ نیکوکار ہے، صحابہ نے کہا پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں آپ نے فرمایا تم اس کا نام زینب رکھ دو۔

فائدہ: ان احادیث میں برے اور ناپسندیدہ ناموں کو تبدیل کرنے کا بیان ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت صحابہ کے اسماء کو تبدیل کیا اور نام بدلنے کی علت یا تو بدشگونی کا خوف ہے یا پارسائی کا اظہار ہے، سو ایسا نام جس سے اپنی پارسائی کا اظہار ہوتا ہو یا اس نام سے بدشگونی کا خدشہ ہو اس نام کو بدل دینا چاہیے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ التَّسَمِّيْ بِمَلِكِ الْاَمْلَاكِ

"شہنشاہ" نام رکھنے کی ممانعت

۵۴۹۵ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ قَالَ الْاَشْعَثِيُّ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ زَادَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهِ لَا مَالِكَ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ الْاَشْعَثِيُّ قَالَ سُفْيَانُ مِثْلُ شَاهَانْ شَاهْ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ سَاَلْتُ اَبَا عَمْرٍو عَنْ اَخْنَعَ فَقَالَ اَوْضَعُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا نام یہ ہے کہ کوئی شخص شہنشاہ کہلائے، اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے: اللہ عزوجل کے سوا کوئی مالک نہیں ہے۔ سفیان نے کہا ملک الاملاک کا مطلب شہنشاہ ہے، امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے ابوعمرو سے اخنع کے معنی دریافت کیے، انھوں نے کہا اس کا معنی ہے سب سے زیادہ ذلیل۔

۵۴۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَخْبَثُهُ وَاَغْيَظُهُ عَلَيْهِ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ احادیث روایت کیں، ان میں سے یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ مبغوض اور خبیث شخص وہ ہوگا جو شہنشاہ کہلاتا ہوگا، اللہ کے سوا اور کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

فائدہ: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ شہنشاہ نام رکھنا حرام ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اسماء مخصوصہ کے ساتھ نام رکھنا بھی حرام ہے، مثلاً رحمٰن، قدوس، مہیمن، اور خالق الخلق وغیرہ۔ [1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بَابُ ۵۸ اِسْتِحْبَابِ تَحْنِيْكِ الْمَوْلُوْدِ عِنْدَ وِلَادَتِهٖ وَحَمْلِهٖ اِلٰى صَالِحٍ يُّحَنِّكُهٗ وَجَوَازِ تَسْمِيَتِهٖ يَوْمَ وِلَادَتِهٖ وَاسْتِحْبَابِ التَّسْمِيَةِ بِعَبْدِ اللّٰهِ وَاِبْرَاهِيْمَ وَسَائِرِ اَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

بچّہ کی پیدائش کے وقت اس کو گھٹی دینے اور اس کی پیدائش کے دن اس کا نام رکھنے کا استحباب اور عبد اللہ، ابراہیم اور دیگر انبیاء علیہم السّلام کے اسماء پر نام رکھنے کا استحسان

۵۴۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَهَبْتُ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَبَاءَةٍ يَهْنَاُ بَعِيْرًا لَهٗ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ تَمْرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَنَاوَلْتُهٗ تَمَرَاتٍ فَاَلْقَاهُنَّ فِيْ فِيْهِ فَلَاكَهُنَّ ثُمَّ فَغَرَفَا الصَّبِيِّ فَمَجَّهٗ فِيْ فِيْهِ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبُّ الْاَنْصَارِ التَّمْرَ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ پیدا ہوگئے تو میں ان کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور اپنے اونٹ کو روغن مل رہے تھے، آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کھجوریں ہیں؟ میں نے کہا ہاں! پھر میں نے کچھ کھجوریں آپ کو پیش کیں، آپ نے وہ کھجوریں اپنے منہ میں ڈال کر چبائیں، پھر آپ نے بچہ کا منہ کھول کر اسے بچہ کے منہ میں ڈال دیا، اور بچہ اس کو چوسنے لگا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کو کھجوروں سے محبت ہے اور اس بچہ کا نام عبد اللہ رکھا۔

۵۴۹۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ يَشْتَكِيْ فَخَرَجَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِيْ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ اَسْكَنُ مِمَّا كَانَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ کا بیٹا بیمار تھا، حضرت ابو طلحہ باہر گئے تو وہ بچہ فوت ہوگیا، جب حضرت ابو طلحہ واپس آئے تو پوچھا میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ حضرت ام سلیم نے کہا وہ پہلے کی بہ نسبت پر سکون ہے، پھر حضرت ام سلیم نے ان کو شام کا کھانا پیش کیا، حضرت ابو طلحہ نے کھانا کھایا، پھر حضرت ام سلیم سے عمل زوجیت کیا، جب وہ فارغ ہوگئے تو حضرت ام سلیم نے کہا جاؤ جا کر بچہ کو دفن کر دو، جب صبح ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے، اور

نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ احْمِلْهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَعَهُ شَيْءٌ قَالُوا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ ثُمَّ حَنَّكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔

آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، آپ نے پوچھا کیا رات کو تم نے عمل زوجیت کیا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما! پھر ایک بچہ پیدا ہوا، حضرت ابوطلحہ نے مجھ سے کہا: جاؤ اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ، حضرت انس اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، اور حضرت ام سلیم نے کچھ کھجوریں بھیجی تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کو لیا اور پوچھا کیا اس کے ساتھ کوئی چیز ہے؟ حاضرین نے کہا: جی کھجوریں ہیں آپ نے ان کھجوروں کو چبایا پھر ان کھجوروں کو اس بچہ کے منہ میں ڈال دیا اور یہ اس کی گھٹی تھی اور آپ نے اس بچہ کا نام عبد اللہ رکھا۔

۵۴۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۵۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں اس کو لے کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اس کو کھجور کی گھٹی دی۔

۵۵۰۱ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُمَا قَالَا خَرَجَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ حِينَ هَاجَرَتْ وَهِيَ حُبْلَى بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَدِمَتْ قُبَاءً فَنُفِسَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بِقُبَاءٍ ثُمَّ خَرَجَتْ حِينَ نُفِسَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُحَنِّكَهُ فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا فَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ

عروہ اور فاطمہ بنت منذر بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے ہجرت کی تو وہ حاملہ تھیں اور حضرت عبد اللہ بن زبیر ان کے پیٹ میں تھے، جس وقت قبا پہنچیں تو حضرت عبد اللہ پیدا ہو گئے، وہ اس بچہ کو گھٹی دینے کی غرض سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں اور اس بچہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں دے دیا، پھر آپ نے کھجوریں منگائیں، حضرت عائشہ نے فرمایا: کھجوریں ملنے سے پہلے ہم لوگ کچھ دیر کھجوریں تلاش کرتے رہے، آپ نے ان کھجوروں کو چبایا اور پھر بچہ کے منہ میں لعاب دہن ڈال دیا، اور جو چیز سب سے پہلے اس بچہ کے پیٹ

فَمَكَثْنَا سَاعَةً نَلْتَمِسُهَا قَبْلَ أَنْ نَجِدَهَا فَمَضَغَهَا ثُمَّ بَصَقَهَا فِي فِيهِ فَإِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ بَطْنَهُ لَرِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَتْ أَسْمَاءُ ثُمَّ مَسَحَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ ثُمَّ جَاءَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ أَوْ ثَمَانٍ لِيُبَايِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ بِذٰلِكَ الزُّبَيْرُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُ مُقْبِلًا إِلَيْهِ ثُمَّ بَايَعَهُ۔

میں پہنچی وہ آپ کا لعاب تھا، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ پر ہاتھ پھیرا، اس کے حق میں دعا کی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ سال کے ہو گئے، تو حضرت زبیر کے حکم سے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کے لیے آپ کے پاس گئے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی طرف آتے دیکھا تو آپ نے تبسم فرمایا اور پھر ان کو بیعت کر لیا۔

۵۵۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ مکہ میں حاملہ تھیں، حضرت عبد اللہ بن زبیر ان کے پیٹ میں تھے، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ جب میں مکہ سے نکلی تو میں پورے دنوں سے تھی، پھر میں مدینہ آئی اور قباء میں ٹھہری اور قباء میں میں نے حضرت عبد اللہ کو جنم دیا، پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دیا، پھر آپ نے کھجوریں منگائیں ان کو چبایا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب ڈال دیا، اور جو چیز ان کے پیٹ میں سب سے پہلے داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لعاب تھا، پھر آپ نے ان کو کھجور کی گھٹی دی، ان کے لیے دعا کی اور برکت کی دعا دی، حضرت ابن زبیر وہ پہلے بچے تھے جو ہجرت کے بعد مسلمانوں میں پیدا ہوئے۔

۵۵۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی درآں حالیکہ وہ حاملہ تھیں اور ان کے پیٹ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر تھے، پھر حضرت ابو اسامہ کی مثل حدیث بیان کی۔

۵۵۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ (يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ) عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے، آپ ان کو برکت کی دعا دیتے اور گھٹی دیتے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ.

۵۵۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جِئْنَا بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ فَطَلَبْنَا تَمْرَةً فَعَزَّ عَلَيْنَا طَلَبُهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم (حضرت) عبد اللہ بن زبیر کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے، آپ نے ان کو گھٹی دی، پھر ہم نے کھجور تلاش کی اور ہم کو اس کی تلاش میں دشواری ہوئی۔

۵۵۰۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (وَهُوَ ابْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو غَسَّانَ) حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِهِ وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ فَلَهِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ عَلَى فَخِذِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْلَبُوهُ فَاسْتَفَاقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ أَقْلَبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لَا وَلَكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ.

سہل بن سعد کہتے ہیں کہ منذر بن ابی اسید جب پیدا ہوئے تو ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی ران پر بٹھایا، حضرت ابو اسید بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے کسی کام میں مشغول ہو گئے، سو حضرت ابو اسید نے اپنے بیٹے کو اٹھانے کا حکم دیا، ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ران سے اٹھا لیا گیا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کام سے فارغ ہوئے تو فرمایا بچہ کہاں ہے، حضرت ابو اسید نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے اس کو اٹھا لیا تھا، آپ نے فرمایا اس کا نام کیا ہے؟ کہا: یا رسول اللہ! اس کا نام فلاں ہے، آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کا نام منذر ہے، پھر آپ نے اس کا نام منذر رکھ دیا۔

کسی عالم اور صالح شخص سے بچہ کو گھٹی دلوانے اور نام رکھوانے کا بیان

حدیث نمبر ۵۴۹۹ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نومولود بچہ لایا گیا آپ نے کھجور چبا کر اس بچہ کے منہ میں گھٹی دی، اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے منہ میں گھٹی دی جائے اور یہ فعل بالاجماع سنت ہے، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ صالح مرد یا صالح عورت سے گھٹی دلوانی چاہیے، تیسرا فائدہ یہ ہے کہ آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے، چوتھا فائدہ یہ ہے کہ کھجور کی گھٹی دینا مستحب ہے اور کھجور کے علاوہ کسی اور چیز کی گھٹی دینا بھی جائز ہے، پانچواں فائدہ یہ ہے کہ چادر پہننا جائز ہے، چھٹا فائدہ تواضع ہے، اور بڑے آدمی کا اپنے کام میں مشغول رہنا مروت کے منافی نہیں ہے، ساتواں

فائدہ یہ ہے کہ عبد اللہ نام رکھنا مستحب ہے، آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ بچہ کے نام رکھنے کا معاملہ کسی عالم اور صالح شخص کے سپرد کر دینا چاہیے اور نواں فائدہ یہ ہے کہ بچہ کی ولادت کے دن اس کا نام رکھنا چاہیے۔

حضرت ام سلیم کی ذہانت اور راضی برضائے الٰہی ہونے کا بیان

حدیث نمبر ۵۴۹۵ میں یہ ذکر ہے کہ جب حضرت ابو طلحہ نے اپنے بچہ کا حال پوچھا تو انھوں نے کہا وہ پہلے سے زیادہ پرسکون ہے، حالانکہ وہ بچہ فوت ہو چکا تھا، اس میں تعریض اور توریہ کا ثبوت ہے، اور معاریض کی اباحت کی شرط یہ ہے کہ اس کے استعمال سے کسی کا حق ضائع نہ ہو، اس حدیث میں حضرت ام سلیم کی ذہانت کا بیان ہے کیونکہ ان کے شوہر جب سفر سے تھکے ہارے واپس لوٹے تو انھوں نے خوش دلی سے ان کا استقبال کیا اور کوئی افسردہ خبر ان کو نہیں سنائی انھیں کھانا کھلایا اور ان کو عمل زوجیت کا موقع فراہم کیا اور صبح کو یہ خبر سنائی کہ بچہ فوت ہو چکا ہے، انھوں نے اللہ کی قضا پر صبر اور راضی برضائے الٰہی ہونے کا اظہار کیا، اپنے شوہر کی خدمت کی اور ان کو سکون اور آرام پہنچایا اور اس سلسلے میں انتہائی ذہانت سے کام لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابو طلحہ سے عمل زوجیت کے متعلق سوال کیا اس کی وجہ ان کے اس صبر اور راضی برضائے الٰہی رہنے کے حیرت انگیز جذبہ پر تعجب کا اظہار تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے برکت کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس دعا کو قبول فرمایا اور حضرت عبد اللہ بن ابی طلحہ پیدا ہوئے۔

حدیث نمبر ۵۵۰۰ میں ہے: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا، اس حدیث میں انبیاء علیہم السلام کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھنے کا ثبوت ہے۔ [1]

بَابُ جَوَازِ تَكْنِيَةِ مَنْ لَّمْ يُوْلَدْ لَهٗ وَ تَكْنِيَةِ الصَّغِيْرِ

لاولد شخص کے لیے کنیت رکھنے کا جواز

۵۵۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ (وَاللَّفْظُ لَهٗ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهٗ أَبُو عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهٗ قَالَ كَانَ فَطِيمًا قَالَ فَكَانَ إِذَا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ قَالَ أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ قَالَ فَكَانَ يَلْعَبُ بِهٖ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے، میرا ایک بھائی تھا جس کو ابو عمیر کہا جاتا تھا، راوی کہتا ہے کہ میرا گمان ہے حضرت انس نے فرمایا وہ اس وقت مخصوص غذا کھانے لگا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو فرماتے: اے ابو عمیر! اس نغیر (ایک پرندہ) نے کیا کیا، وہ بچہ اس پرندہ سے کھیلتا تھا۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

پرندوں کو گھر میں رکھنے اور ان کے ساتھ بچوں کے کھیلنے کا بیان

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اولاد کے نام پر کنیت رکھنا ضروری نہیں ہے اور لاولد شخص بھی کنیت رکھ سکتا ہے، اور بچہ کی کنیت بھی رکھی جا سکتی ہے، نیز یہ معلوم ہوا کہ جس بات میں جھوٹ نہ ہو اس کو بطور مزاح کہنا جائز ہے، اور نام کی تصغیر جائز ہے اور بچوں کا چڑیوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے، اور ہم وزن کلام کرنا جائز ہے اور بچوں کے ساتھ لطف اور محبت کے ساتھ پیش آنا چاہیے اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق اور تواضع کا بیان ہے، بعض مالکیہ نے اس حدیث سے حرم مدینہ کے جانوروں کے شکار کرنے پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ اس پرندہ کو مدینہ میں پکڑا گیا تھا۔ [1]

بَابُ جَوَازِ قَوْلِهٖ لِغَيْرِ ابْنِهٖ يَا بُنَيَّ وَ اسْتِحْبَابِهٖ لِلْمُلَاطَفَةِ

کسی اور کے بیٹے کو بطور شفقت بیٹا کہنے کا جواز

۵۵۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے بیٹے۔

۵۵۰۹ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ) قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ لِي أَيْ بُنَيَّ وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ إِنَّهُ لَنْ يَضُرَّكَ قَالَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ مَعَهُ أَنْهَارَ الْمَاءِ وَ جِبَالَ الْخُبْزِ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق جتنے سوالات میں نے کیے ہیں اتنے کسی اور نے نہیں کیے، آپ نے فرمایا اے بیٹے تم کو اس سے کچھ ضرر نہیں ہوگا، میں نے کہا لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ پانی کی نہریں اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے، آپ نے فرمایا وہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہوگا۔

۵۵۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ

امام مسلم نے اس حدیث کی چار اور سندیں بیان کیں اور ان سندوں کی روایات میں سے یزید کی روایت کے سوا کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے حضرت مغیرہ کو بیٹا فرمایا۔

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَحَدٍ مِّنْهُمْ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُغِيْرَةِ اَيْ بُنَيَّ اِلَّا فِيْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ وَحْدَهٗ ۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں کم سن لڑکے کو بیٹا کہنے کا جواز ہے خواہ وہ اس شخص کا بیٹا نہ ہو، دوسری حدیث میں دجال کا ذکر ہے، امام مسلم نے کتاب کے آخر میں دجال کا ذکر کیا ہے، وہاں ان شاء اللہ اس کی پوری تفصیل اور تحقیق آئے گی۔

بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ[61]

اجازت طلب کرنے کا بیان

۵۵۱۱ - حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ كُنْتُ جَالِسًا بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ مَجْلِسِ الْاَنْصَارِ فَاَتَانَا اَبُوْ مُوْسٰى فَزِعًا اَوْ مَذْعُوْرًا قُلْنَا مَا شَاْنُكَ قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَنْ اٰتِيَهٗ فَاَتَيْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِيَنَا فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُكَ فَسَلَّمْتُ عَلٰى بَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدُّوْا عَلَيَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ وَاِلَّا اَوْجَعْتُكَ فَقَالَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ لَا يَقُوْمُ مَعَهٗ اِلَّا اَصْغَرُ الْقَوْمِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ قُلْتُ اَنَا اَصْغَرُ الْقَوْمِ قَالَ فَاذْهَبْ بِهٖ ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں انصار کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں حضرت ابو موسیٰ سہمے ہوئے آئے، ہم نے ان سے پوچھا آپ کو کیا ہوا؟ انھوں نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوایا تھا، میں ان کے دروازہ پر گیا، اور ان کو تین مرتبہ سلام کیا، انھوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، میں واپس لوٹ آیا، انھوں نے کہا تم کیوں نہیں آئے تھے؟ میں نے کہا میں نے آپ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر تین بار سلام کیا، مجھے کسی نے جواب نہیں دیا اس لیے میں واپس لوٹ گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو کوئی جواب نہ دیا جائے تو وہ واپس لوٹ جائے، حضرت عمر نے فرمایا: اس حدیث پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا، حضرت ابی بن کعب نے کہا ان کے ساتھ وہ شخص جائے گا جو قوم میں سب سے کم عمر ہو، حضرت ابو سعید نے کہا میں سب سے کم عمر ہوں فرمایا اچھا تم جاؤ۔

۵۵۱۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَذَهَبْتُ اِلٰى عُمَرَ فَشَهِدْتُّ ۔

امام مسلم نے ایک اور سند ذکر کی اس میں یہ ہے: حضرت ابو سعید نے کہا میں حضرت ابو موسیٰ کے ساتھ کھڑا ہوا اور جا کر حضرت عمر کے پاس گواہی دی۔

۵۵۱۳ - حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ الْاَشَجِّ اَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ كُنَّا فِيْ مَجْلِسٍ عِنْدَ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَاَتَى اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ مُغْضَبًا حَتّٰى وَقَفَ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ هَلْ سَمِعَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَكَ وَاِلَّا فَارْجِعْ قَالَ اُبَيٌّ وَمَا ذَاكَ قَالَ اسْتَاْذَنْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَمْسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعْتُ ثُمَّ جِئْتُهُ الْيَوْمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَاَخْبَرْتُهُ اَنِّيْ جِئْتُ اَمْسِ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا ثُمَّ انْصَرَفْتُ قَالَ قَدْ سَمِعْنَاكَ وَنَحْنُ حِيْنَئِذٍ عَلٰى شُغْلٍ فَلَوْ مَا اسْتَاْذَنْتَ حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكَ قَالَ اسْتَاْذَنْتُ كَمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَاُوْجِعَنَّ ظَهْرَكَ وَبَطْنَكَ اَوْ لَتَاْتِيَنَّ بِمَنْ يَّشْهَدُ لَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَوَاللّٰهِ لَا يَقُوْمُ مَعَكَ اِلَّا اَحْدَثُنَا سِنًّا قُمْ يَا اَبَا سَعِيْدٍ فَقُمْتُ حَتّٰى اَتَيْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا۔

...ہم حضرت ابی بن کعب کے پاس ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ غصہ میں آئے، اور کھڑے ہو کر کہنے لگے: میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کسی شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین بار اجازت طلب کی جائے اگر تم کو اجازت مل جائے تو فبہا ورنہ لوٹ جاؤ؟ حضرت ابی نے کہا تم اس حدیث کے متعلق کیوں پوچھ رہے ہو؟ انھوں نے کہا میں نے حضرت عمر بن الخطاب سے کل تین بار اجازت طلب کی مجھے اجازت نہیں دی گئی، میں واپس لوٹ گیا، پھر آج میں ان کے پاس گیا اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی کہ میں کل آپ کے پاس آیا تھا میں نے تین بار سلام کیا اور پھر واپس لوٹ گیا، حضرت عمر نے کہا ہم نے تمہارے سلام کی آواز سنی تھی لیکن ہم اس وقت ایک کام میں مشغول تھے، کاش تم مسلسل اجازت طلب کرتے رہتے حتیٰ کہ تم کو اجازت دے دی جاتی، حضرت ابوموسیٰ نے کہا میں نے آپ سے اتنی ہی بار اجازت طلب کی جتنی بار اجازت طلب کرنے کے متعلق میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، حضرت عمر نے کہا بخدا میں تمہاری پیٹھ پر یا پیٹ پر سزا دوں گا ورنہ تم اس حدیث پر کوئی گواہ پیش کرو، حضرت ابی بن کعب نے کہا صرف ہم میں سے کم سن شخص ہی اس پر گواہی دے سکتا ہے، اے ابوسعید تم اٹھو (حضرت ابوسعید کہتے ہیں) پھر میں اٹھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔

۵۵۱۴ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ اَبَا مُوْسٰى اَتٰى بَابَ عُمَرَ فَاسْتَاْذَنَ فَقَالَ عُمَرُ وَاحِدَةٌ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ عُمَرُ ثِنْتَانِ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ عُمَرُ ثَلَاثٌ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر گئے، اور اجازت طلب کی، حضرت عمر نے کہا یہ ایک بار ہوئی، پھر انھوں نے دوبارہ اجازت طلب کی، حضرت عمر نے کہا یہ دو بار ہوئی، پھر انھوں نے تیسری بار اجازت طلب کی حضرت عمر نے کہا یہ تیسری بار ہوئی، پھر وہ واپس لوٹ گئے، حضرت عمر نے

ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتْبَعَهُ فَرَدَّهُ فَقَالَ إِنْ كَانَ هَذَا شَيْئًا حَفِظْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَا وَإِلَّا فَلَأَجْعَلَنَّكَ عِظَةً قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَتَانَا فَقَالَ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ قَالَ فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ قَالَ فَقُلْتُ أَتَاكُمْ أَخُوكُمُ الْمُسْلِمُ قَدْ أُفْزِعَ تَضْحَكُونَ انْطَلِقْ فَأَنَا شَرِيكُكَ فِي هَذِهِ الْعُقُوبَةِ فَأَتَاهُ فَقَالَ هَذَا أَبُو سَعِيدٍ.

کسی شخص کو ان کے پیچھے بھیجا وہ ان کو واپس لایا ، حضرت عمر نے کہا اگر اس سلسلہ میں تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد ہے تو اس کو پیش کرو ورنہ میں تم کو عبرتناک سزا دوں گا ، حضرت ابوسعید نے کہا پھر حضرت ابوموسی ہمارے پاس آئے اور یہ فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اجازت تین مرتبہ طلب کی جاتی ہے ؟ حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ لوگ ہنسنے لگے ، میں نے کہا تمہارے پاس تمہارا مسلمان بھائی مصیبت میں گرفتار ہو کر آیا ہے اور تم ہنس رہے ہو ، میں نے کہا چلو اس مصیبت میں میں تمہارا ساتھی ہوں ، پھر وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور کہا یہ ابوسعید بطور گواہ ہے ۔

۵۵۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ وَسَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَا سَمِعْنَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِمَعْنَى حَدِيثِ بِشْرِ بْنِ مُفَضَّلٍ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کیں ۔

۵۵۱۶ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُولًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ تَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوا لَهُ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا قَالَ لَتُقِيمَنَّ عَلَى هَذَا بَيِّنَةً أَوْ لَأَفْعَلَنَّ فَخَرَجَ فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هَذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ

عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ آنے کی اجازت طلب کی ، انھوں نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشغول پایا تو لوٹ گئے ، حضرت عمر نے کہا کیا تم نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی تھی ، اس کو آنے کی اجازت دو ، حضرت ابوموسی کو بلایا گیا ، حضرت عمر نے کہا تم واپس کیوں لوٹ گئے تھے ؟ انھوں نے کہا ہمیں اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے ، حضرت عمر نے فرمایا تم اس پر گواہ قائم کرو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا ، حضرت ابوموسی انصار کی مجلس میں گئے ، انھوں نے کہا تمہارے اس موقف پر صرف ہم میں سے کم سن گواہی دے سکتا ہے ، سو حضرت

كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ۔

ابوسعید کھڑے ہوئے اور کہا ہمیں اس چیز کا حکم دیا جاتا تھا، حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مجھ پر مخفی رہا، بازار میں سودا سلف کی مشغولیت کی وجہ سے مجھ پر یہ حدیث مخفی رہی۔

۵۵۱۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ح وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ (يَعْنِي ابْنَ شُمَيْلٍ) قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ النَّضْرِ أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں یہ نہیں ہے کہ بازار کی خرید وفروخت نے مجھے مشغول رکھا۔

۵۵۱۸ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ جَاءَ أَبُو مُوسَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هٰذَا أَبُو مُوسَى السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هٰذَا الْأَشْعَرِيُّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رُدُّوا عَلَيَّ فَجَاءَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوسَى مَا رَدَّكَ كُنَّا فِي شُغْلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ قَالَ لَتَأْتِيَنِّي عَلَى هٰذَا بِبَيِّنَةٍ وَإِلَّا فَعَلْتُ وَفَعَلْتُ فَذَهَبَ أَبُو مُوسَى قَالَ عُمَرُ إِنْ وَجَدَ بَيِّنَةً تَجِدُوهُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ عَشِيَّةً وَإِنْ لَمْ يَجِدْ بَيِّنَةً فَلَمْ تَجِدُوهُ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ بِالْعَشِيِّ وَجَدُوهُ قَالَ يَا أَبَا مُوسَى مَا تَقُولُ أَقَدْ وَجَدْتَ قَالَ نَعَمْ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قَالَ عَدْلٌ قَالَ يَا أَبَا الطُّفَيْلِ مَا يَقُولُ هٰذَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذٰلِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَلَا تَكُونَنَّ عَذَابًا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَمِعْتُ شَيْئًا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس گئے، اور کہا السلام علیکم، یہ عبداللہ بن قیس حاضر ہے! حضرت عمر نے آنے کی اجازت نہیں دی، انھوں نے پھر کہا، السلام علیکم یہ ابوموسیٰ ہے، السلام علیکم یہ اشعری ہے، اس کے بعد واپس چلے گئے، حضرت عمر نے کہا ان کو میرے پاس واپس لاؤ، حضرت ابوموسیٰ آئے، حضرت عمر نے کہا اے ابوموسیٰ تم کیوں واپس چلے گئے؟ ہم کام میں مشغول تھے، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، تین بار اجازت طلب کی جائے، اگر تم کو اجازت دے دی جائے تو رہنا ورنہ واپس لوٹ جاؤ، حضرت عمر نے کہا تم اس پر گواہ لاؤ ورنہ میں تم کو سزا دوں گا، حضرت ابوموسیٰ چلے گئے، حضرت عمر نے کہا اگر ابوموسیٰ کو گواہ مل گیا تو وہ شام کو منبر کے پاس تم کو ملیں گے، اور اگر ان کو گواہ نہیں ملا تو ان کو نہیں پاؤ گے، جب حضرت عمر شام کو آئے تو انھوں نے حضرت ابوموسیٰ کو موجود پایا، حضرت عمر نے کہا، اے ابوموسیٰ کیا کہتے ہو تم کو گواہ مل گیا؟ انھوں نے کہا ہاں! ابی بن کعب ہیں، حضرت عمر نے کہا وہ نیک شخص ہیں، حضرت عمر نے کہا اے ابوالطفیل! (یعنی حضرت ابی بن کعب) یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: اے ابن الخطاب!

مَا حَسِبْتُ أَنْ أَتَثَبَّتَ۔

۵۵۱۹- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ فَلَا تَكُنْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ عَذَابًا عَلٰى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا بَعْدَهُ۔

میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے! آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے عذاب جان نہ بنیں، حضرت عمر نے کہا سبحان اللہ! میں نے ایک حدیث سنی اور میں نے اس کی تحقیق کرنے کو مناسب جانا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، اس میں یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابی بن کعب سے کہا: کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! اے ابن الخطاب تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے عذاب جان نہ بنو! اس حدیث میں حضرت عمر بن الخطاب کا یہ جواب نہیں ہے سبحان اللہ! میں نے ایک حدیث سنی اور اس کی تحقیق کرنے کو پسند کیا۔

بڑے گھر میں داخل ہونے کے لیے اہل خانہ سے اجازت طلب کرنے کی تفصیل

حدیث نمبر ۵۵۱۱ میں ہے: "جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ واپس لوٹ جائے" علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں، تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اجازت طلب کرنا مشروع ہے، قرآن، سنت اور اجماع امت سے اس پر دلائل قائم ہیں، سنت یہ ہے کہ پہلے سلام کرے اور پھر تین بار آنے کی اجازت طلب کرے، اور سلام کرنے اور اجازت طلب کرنے کو جمع کرے، جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے، اس میں اختلاف ہے کہ پہلے سلام کرے یا پہلے اجازت طلب کرے، احادیث صحیحہ اور اقوال محققین کے مطابق صحیح قول یہ ہے کہ وہ کہے السلام علیکم کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ پھر دو مرتبہ اور کہے کیا میں داخل ہو سکتا ہوں اور جب وہ تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے اور اس کو یہ گمان ہو کہ صاحب خانہ نے نہیں سنا، تو اس میں تین مذہب ہیں، زیادہ ظاہر یہ ہے کہ وہ واپس لوٹ جائے اور دوبارہ اجازت طلب نہ کرے، دوسرا مذہب یہ ہے کہ مزید اجازت طلب کرے، تیسرا مذہب یہ ہے کہ اگر اس نے اجازت طلب کرنے کے لیے صریح الفاظ کو پہلے ذکر کیا تھا، تو پھر ان کو نہ دہرائے اور اگر یہ الفاظ نہیں کہے تھے تو پھر اجازت طلب کرے، جن کا مذہب یہ ہے کہ تین بار اجازت طلب کرنے کے بعد پھر اجازت نہ طلب کرے ان کی دلیل یہ احادیث ہیں، اور دوسرے مذہب کی دلیل یہ ہے کہ یہ احادیث اس صورت پر محمول ہیں جب اجازت طلب کرنے والے کو یہ یقین ہو کہ صاحب خانہ نے سننے کے باوجود اجازت نہیں دی۔[1]

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۱ - ۲۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اجازت طلب کرنے اور سلام کرنے میں تقدیم و تاخیر کی بحث

قرآن مجید میں ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ذٰلکم خیر لکم لعلکم تذکرون ○ فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکٰی لکم واللہ بما تعملون علیم ۔

(النور: ۲۷ - ۲۸)

اے ایمان والو! اس وقت تک اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک کہ تم اجازت نہ لے لو اور اہل خانہ کو سلام نہ کر لو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ اور اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ، تب بھی ان گھروں میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو، اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس لوٹ جاؤ تو واپس لوٹ جاؤ، یہ تمہارے لیے بہت پاکیزہ ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں پہلے اجازت طلب کرنے کا ذکر ہے اور اس کے بعد سلام کرنے کا ذکر ہے اور احادیث میں پہلے سلام کرنے کا ذکر ہے، امام رازی اس کے جواب میں لکھتے ہیں: حسن بصری سے مروی ہے اس آیت میں تقدیم اور تاخیر ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس وقت تک دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اہل خانہ پر سلام نہ کرو اور ان سے اجازت نہ لے لو، اور حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے "حتی تسلموا علٰی اھلھا وتستاذنوا" لیکن یہ جواب خلاف ظاہر ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے استیناس انس سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے حتی کہ تم یہ جان لو کہ وہاں کوئی انسان ہے یا نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ معنی سلام پر مقدم ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ واؤ ترتیب کا تقاضا نہیں کرتی، اس لیے اس آیت کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ پہلے سلام کرو اور پھر اجازت طلب کرو۔[1]

اجازت طلب کرنے کی حکمت

امام رازی لکھتے ہیں کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنے کی حکمت یہ ہے کہ بلا اجازت اور اچانک داخل ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ داخل ہونے والے کی نظر کسی ایسی چیز پر پڑے جس کا دیکھنا جائز نہیں ہے، یا ہو سکتا ہے کہ گھر والے اس حال میں ہوں جس میں وہ اپنے دیکھے جانے کو ناپسند کرتے ہوں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھر میں بلا اجازت داخل ہونے کی اجازت دی ہے جس میں لوگ سکونت پذیر نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون ۔

(النور: ۲۹)

تمہارے لیے ان گھروں میں داخل ہونے پر کوئی گناہ نہیں ہے جن میں کسی کی رہائش نہ ہو اور وہاں تمہارا کوئی سامان ہو اور تم جو ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔

---

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۳ ص ۱۹۷-۱۹۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

اجازت طلب کرنے کی کیفیت اور اس کے عموم کی بحث

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

علامہ ابن عبدالبر نے تمہید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور کہا: "السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا عمر حاضر ہو سکتا ہے؟" بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر صراحۃً اجازت طلب نہ کرے اور کوئی ایسا کلمہ کہہ دے جس سے اہل خانہ کو اس کے آنے کا علم ہو جائے تو بھی کافی ہے، مثلاً بآواز بلند سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہہ دے، قرآن مجید کی اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار اجازت طلب کرنا کافی ہے، اور امام مالک، امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر تین بار اجازت طلب کرنے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جائے اور تین بار کی حکمت یہ ہے کہ پہلی بار اجازت طلب کرنے سے اہل خانہ کو اطلاع ہو جائے، دوسری بار اجازت طلب کرنے کے وقفہ میں ان کو یہ مہلت ملے گی کہ وہ اپنی ہیئت کذائی ٹھیک کر لیں اور جس چیز کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہو اس کو چھپا لیں اور تیسری بار میں ان کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ اس کو اجازت دیں یا منع کر دیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اجازت طلب کرنے کا حکم مطلق ہے یعنی محارم کے گھر جانے یا غیر محارم کے آنے والے کو ہر حال اجازت طلب کرنی چاہیے، امام مالک نے مؤطا میں عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت طلب کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا میرے علاوہ میری ماں کا اور کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے، کیا میں ہر بار آنے کے لیے اجازت طلب کروں؟ آپ نے فرمایا کیا تم اپنی ماں کو برہنہ دیکھنا پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا پھر اجازت لے کر جایا کرو، اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تم اپنی ماؤں اور بہنوں کے پاس آنے سے پہلے اجازت طلب کرو، ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ عورتیں بھی جب دوسری عورتوں کے گھر جائیں تو اجازت لے کر جائیں، ابن ابی حاتم نے ام ایاس سے روایت کیا ہے کہ ہم چار عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کی اجازت طلب کی میں نے کہا کیا ہم داخل ہو سکتی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، پھر ہم میں سے کسی ایک نے کہا السلام علیکم، کیا ہم داخل ہو سکتی ہیں؟ آپ نے فرمایا آجاؤ، اور پھر آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم الایۃ (النور: ۲۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ حکم عام ہے اور مردوں کا ذکر تغلیباً ہے، اور عورتوں کے لیے بھی اس حکم کی یہی حکمت ہے کیونکہ کبھی گھر میں عورتیں اس حال میں ہوتی ہیں کہ وہ دوسری عورتوں کے اس حال پر مطلع ہونے کو پسند نہیں کرتیں۔[1]

خبر واحد کی حجیت پر ایک اشکال کا جواب

حدیث نمبر ۵۵۱۱ میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا اس حدیث پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا، بعض منکرین حدیث نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کو خبر واحد ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا، یہ استدلال قطعاً باطل ہے اور تمام قابل ذکر علماء کا اس پر اجماع ہے کہ خبر واحد حجت ہے اور اس کے تقاضے پر عمل کرنا واجب ہے، اور یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] علامہ سید محمد آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۸ ص ۱۳۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

کی سنت، خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کے آثار اور بعد کے بکثرت فقہاء کے اقوال سے ثابت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ سے جو یہ کہا تھا کہ اس حدیث پر گواہ لاؤ، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے نزدیک خبر واحد حجت نہیں تھی، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ تھا کہ بعض مبتدعین کاذبین اور منافقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی احادیث گھڑ کر منسوب کرنا شروع نہ کردیں، اور جس شخص کو بھی جو معاملہ درپیش ہو وہ اس کے متعلق ایک حدیث بنا کر پیش کردے، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضع حدیث کے سد باب کا ارادہ کیا۔ حضرت عمر کو حضرت ابوموسیٰ کی ـــــ روایت میں کوئی شک نہیں تھا، ان کے نزدیک حضرت ابوموسیٰ کا مرتبہ اس سے کہیں بلند تھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کو منسوب کریں جو آپ نے بیان نہ فرمائی ہو، بلکہ حضرت عمر کا ارادہ دوسرے لوگوں کی سرزنش اور تنبیہ کرنا تھا، کیونکہ جب ان کو اس واقعہ کا علم ہوگا تو وہ جھوٹی احادیث روایت کرنے سے ڈریں گے اور کوئی شخص بھی بغیر پختہ یقین اور قوی ثبوت کے کسی حدیث کو روایت نہیں کرے گا، اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق اور الحاد کی بیماری ہے ان کو اپنے باطل مزعوم کی تائید میں روایات گھڑنے کا موقع نہیں ملے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو خبر واحد ہونے کی وجہ سے مسترد نہیں کیا تھا، اس پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب کی شہادت کے بعد اس حدیث کو قبول کر لیا، حالانکہ دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کی روایت بھی خبر واحد ہے اور جب تک روایت کرنے والوں کی تعداد حد تواتر تک نہ پہنچے وہ خبر واحد ہی رہتی ہے، نیز جب حضرت ابی نے حضرت عمر سے کہا اے ابن الخطاب آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے عذاب جان نہ بنیں تو حضرت عمر نے فرمایا سبحان اللہ! میں نے ایک حدیث سنی اور میں نے اس کا ثبوت حاصل کرنے کو پسند کیا۔ [1]

بَابُ ۶۲ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْمُسْتَأْذِنِ أَنَا إِذَا قِيلَ مَنْ هٰذَا

اجازت طلب کرنے والے کا "کون" ہے کے جواب میں "میں" کہنا مکروہ ہے۔

۵۵۲۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَوْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ أَنَا قَالَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ أَنَا أَنَا ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آواز دی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں، آپ باہر تشریف لائے درآں حالیکہ آپ فرما رہے تھے میں، میں۔

۵۵۲۱ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی آپ نے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَنَا.

نے فرمایا: "کون ہے؟" میں نے کہا: میں ہوں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں میں!

۵۵۲۲ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ.

امام مسلم نے ان احادیث کی تین سندیں بیان کیں، ان روایات میں ہے کہ آپ نے "میں ہوں" کہنے کو ناپسند فرمایا۔

"میں" کہنے کے مکروہ ہونے کی وجہ

علامہ نووی لکھتے ہیں: علماء نے کہا کہ جب کوئی شخص اجازت طلب کرے اور گھر والے پوچھیں کہ تم کون ہو تو اس کا جواب میں "میں" کہنا مکروہ ہے کیونکہ اس کے "میں" کہنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا اور جس ابہام کی وجہ سے سوال کیا گیا تھا وہ اسی طرح باقی رہا اس لیے جواب میں فلاں بن فلاں کہنا چاہیے جیسا کہ جب حضرت ام ہانی نے اجازت طلب کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ تو انھوں نے جواب میں کہا: ام ہانی! اور اگر یہ کہے کہ میں ابو فلاں ہوں یا فلاں قاضی ہوں یا فلاں شیخ ہوں تب بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات صرف نام بتانے سے پوری معرفت حاصل نہیں ہوتی اور بہتر یہ ہے کہ یوں کہے کہ میں وہ شخص ہوں جو فلاں نام سے معروف ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ فِي بَيْتِ غَيْرِهِ

اجنبی کے مکان میں جھانکنے کی ممانعت

۵۵۲۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کی جھری سے جھانکا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آلہ تھا جس سے آپ سر کھجا رہے تھے، جب اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا اگر مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں اس کو تیری آنکھوں میں چبھو دیتا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجازت لینے کا حکم دیکھنے ہی کی وجہ سے تو مقرر کیا گیا ہے۔

عَيْنِكَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ۔

۵۵۲۴ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يُرَجِّلُ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ طَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جَعَلَ اللّٰهُ الْإِذْنَ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ۔

حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی جھری میں سے جھانکا، اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کنگھا تھا جس سے آپ سر کے بالوں میں کنگھی کر رہے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں اس کنگھے کو تمہاری آنکھوں میں چبھو دیتا، اللہ تعالیٰ نے اجازت لینے کا حکم نظر کی وجہ سے ہی تو دیا ہے۔

۵۵۲۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَيُونُسَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت کیا ہے۔

۵۵۲۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى وَأَبِي كَامِلٍ) قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ مَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعُنَهُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرے میں جھانکا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک تیر یا کئی تیر لے کر اٹھے گویا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں، آپ اس کی آنکھوں میں تیر چبھونے کی تدبیر کر رہے تھے۔

۵۵۲۷ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اطَّلَعَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کے گھر ان کی اجازت کے بغیر جھانکے ان کے لیے اس کی آنکھ پھوڑ دینا جائز ہے۔

فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَؤُوا عَيْنَهُ۔

۵۵۲۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے مکان میں جھانکے اور تم کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

فائدہ: حدیث نمبر ۵۵۲۲ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں کنگھی کرنے کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ بالوں میں کنگھی کرنا جائز ہے بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، نیز اس باب کی احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اجنبی کے گھر میں جھانکنا حرام ہے اور اگر گھر والا اس جھانکنے والے کی آنکھ کو کنکری یا تیر سے پھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں ہے

بَابُ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ

اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جانے کا حکم

۵۵۲۹۔ حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا عَنْ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق سوال کیا، آپ نے مجھے نظر ہٹانے کا حکم دیا۔

۵۵۳۰۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى وَقَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ يُونُسَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

اجنبی عورت کو دیکھنے کا حکم علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اچانک نظر پڑ جانے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر قصد کے اجنبی عورت پر نظر پڑ جائے، سو پہلی بار اگر نظر پڑ گئی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس پر واجب ہے کہ اسی وقت اپنی نظر ہٹا لے، اگر اس نے اسی وقت نظر ہٹا لی تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس نے نظر جمائے رکھی تو وہ اس حدیث کی رو سے گنہ گار ہوگا، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو نظر ہٹانے کا حکم دیا ہے، نیز قرآن مجید میں ہے: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ "آپ مسلمانوں سے کہیے کہ وہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں"۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ راستہ میں چلتے وقت عورتوں پر اپنے چہرے کو چھپانا واجب نہیں ہے، یہ صرف اس

کے لیے سنت اور مستحب ہے اور مردوں پر واجب ہے کہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں اور غرض شرعی کے سوا اجنبی عورت کو کسی حال میں نہ دیکھیں، غرض شرعی میں حالت شہادۃ، حالت علاج، عورت سے منگنی کا ارادہ، باندی کو خرید نے کا ارادہ، اور خرید و فروخت وغیرہ کے معاملات داخل ہیں، ان تمام صورتوں میں عورت کو بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے اور اس سے زیادہ دیکھنا جائز نہیں ہے۔ [۱]

اس مسئلہ کی پوری تفصیل اور تحقیق ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ستر اور حجاب کی بحث میں بیان کر دی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب السلام

سلام کا لغوی اور شرعی معنی

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

سلام، اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نقص، عیب اور فانی ہونے سے سلامت ہے یعنی فی ذاتہ بری ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ ان عوارض سے بری ہے جو اس کے غیر کو لاحق ہوتے ہیں، وہ باقی اور دائم ہے جو مخلوق کو فنا کرتا ہے اور خود فنا نہیں ہوتا، ابن قتیبہ نے کہا کہ سلام اور سلامت دو مختلف لغتیں ہیں اور سہیلی نے الروض الانف میں لکھا ہے کہ اکثر اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ سلام اور سلامت کا ایک معنی ہے جس طرح رضاع اور رضاعت کا ایک معنی ہے، اللہ تعالیٰ کا نام سلام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو اختلال اور تفاوت سے محفوظ رکھا ہے، کیونکہ مخلوق کا تمام نظام حکمت اور عدل پر قائم ہے، اسی طرح اس نے جن اور انس کو جور اور ظلم سے سلامت رکھا ہے، پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے تمام افعال میں سلام ہے، اس کے افعال میں سے کسی فعل میں ظلم، تفاوت اور اختلال نہیں ہے۔[1]

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

السلام هو اسم من اسماء الله تعالى، ومعناه اسم الله عليك اى انت فى حفظه كما يقال يصحبك الله معك۔[2]

سلام، اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے السلام علیکم کا معنی ہے تم پر اللہ کا نام ہو، یعنی تم اس کی حفاظت میں رہو، جیسے کہا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ تمہارا صاحب ہو۔

انبیاء علیہم السلام اور مومنین پر اللہ تعالیٰ کے سلام کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء اور صفات میں سے سلام کا ذکر فرمایا ہے: الملك القدوس السلام (حشر: ۲۳) اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر انبیاء علیہم السلام اور مومنین پر سلام بھیجا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کے متعلق فرمایا:

قيل يا نوح اهبط بسلٰم منا وبركات

فرمایا گیا: اے نوح کشتی سے اترو، ہماری طرف

[1] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۸ ص ۳۳۹-۳۳۸، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر ۱۳۰۶ھ

[2] ڈاکٹر وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۳ ص ۵۰۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۹ھ

عليك وعلى امم ممن معك ۔ (هود : ۴۸)
سے تم پر اور تمہارے ساتھ والی جماعتوں پر سلام اور برکتیں ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

سلم على ابراهيم ۔ (الصّٰفّٰت : ۱۰۹)
ابراہیم پر سلام ہو۔

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے متعلق فرمایا:

سلم على موسى وهرون (الصّٰفّٰت : ۱۲۰)
موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو۔

حضرت الیاس کے متعلق فرمایا:

سلام على ال ياسين (الصّٰفّٰت : ۱۳۰)
الیاس پر سلام ہو۔

تمام رسولوں کے متعلق فرمایا:

سلام على المرسلين ۔ (الصّٰفّٰت : ۱۸۱)
رسولوں پر سلام ہو۔

مومنین کے متعلق ارشاد فرمایا:

واذا جاءك الذين يؤمنون بآياتنا فقل سلام عليكم ۔ (انعام : ۵۴)
اور جب آپ کے پاس ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے آئیں تو کہیے "تم پر سلام ہو"

قل الحمد لله وسلم على عباده الذين اصطفى ۔ (النمل : ۵۹)
آپ کہیے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔

والسلام على من اتبع الهدى ۔ (طٰہٰ : ۴۷)
جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو۔

آخرت میں مومنوں کے متعلق فرمایا:

وتحيتهم فيها سلم ۔ (یونس : ۱۰)
اور جنت میں ان کی باہمی دعا خیر سلام ہے۔

سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار ۔ (رعد : ۲۴)
تم پر سلام ہو کیونکہ تم نے صبر کیا اور آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے!

ويلقون فيها تحية وسلاما ۔ (فرقان : ۷۵)
اور جنت میں ان کا دعا اور سلام کے ساتھ استقبال کیا جائے گا۔

قرآن مجید میں سلام کرنے کے احکام اور آداب

فاذا دخلتم بيوتا فسلموا على انفسكم تحية من عند الله مباركة طيبة ۔ (نور : ۶۱)
پھر جب تم کسی کے گھر میں داخل ہو تو اپنوں پر سلام کرو، (ملاقات کے وقت کی) اچھی دعا، اللہ کی طرف سے برکت والی پاکیزہ۔

يا ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوتا غير
اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے

بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلہا (نور: ۲۷)

گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔

ولقد جاءت رسلنا ابراھیم بالبشری قالوا سلما قال سلم۔ (ھود: ۶۹)

اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے انہوں نے کہا "سلام" ابراہیم نے کہا "سلام"

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا اوردوھا (نساء: ۸۵)

اور جب تمہیں کسی لفظ کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر (لفظ کے ساتھ اس کو) سلام کرو یا اسی (لفظ) کے ساتھ جواب دو۔

احادیث میں سلام کرنے کے احکام اور آداب

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلق اللہ ادم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا فلما خلقہ قال اذھب فسلم علی اولئک نفر من الملئکۃ جلوس فاستمع ما یحیونک فانہا تحیتک وتحیۃ ذریتک فقال السلام علیکم فقالوا السلام علیکم ورحمۃ اللہ فزادوہ ورحمۃ اللہ۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت (یعنی صفت علم) پر پیدا فرمایا ان کا طول ساٹھ ہاتھ تھا جب ان کو پیدا کر لیا تو فرمایا جاؤ فرشتوں کی یہ جماعت جو بیٹھی ہوئی ہے اس کو سلام کرو، اور سنو وہ سلام کے جواب میں کیا کہتے ہیں، وہی تمہارا سلام ہوگا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا، حضرت آدم نے کہا السلام علیکم، فرشتوں نے جواب میں کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، فرشتوں نے ورحمۃ اللہ کا لفظ زائد کہا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا تدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا الا ادلکم علی امر اذا انتم فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، اور جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو مومن نہیں ہو گے، کیا میں تمہاری راہنمائی اس چیز کی طرف نہ کروں جسے کرنے کے بعد تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو! آپس میں بکثرت سلام کیا کرو۔

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۸۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

عن ابی ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والقلیل علی الکثیر۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور کم زیادہ کو سلام کریں۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عمران بن حصین ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیکم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر وجاء آخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرون ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثون۔[3]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو عرض کیا السلام علیکم! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس (نیکیاں) دوسرے شخص نے حاضر ہو کر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیس (نیکیاں) پھر ایک اور شخص نے آ کر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس (نیکیاں)۔

عن سعید بن المسیب قال قال انس قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی اذا دخلت علی اھلک فسلم یکون برکۃ علیک وعلی اھل بیتک۔[4]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹے! جب تم اپنے اہل کے پاس جاؤ تو سلام کرو، وہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے برکت کا سبب ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولی الناس باللہ تعالیٰ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سب سے

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۱،
[3] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۸۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[4] " " " جامع ترمذی ص ۳۸۶،

من بدأهم بالسلام[1]

زیادہ قریب وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا انتهی احدکم الی المجلس فلیسلم فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست الاولی باحق من الاخرة[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب وہاں سے اٹھنے کا ارادہ کرے تو سلام کرے، کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ ثواب والا نہیں ہے۔

عن علی بن ابی طالب قال ابوداؤد ورفعه الحسن بن علی قال یجزئ عن الجماعة اذا مروا ان یسلم احدهم ویجزئ عن الجلوس ان یرد احدهم[3]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک جماعت کا گذر ہو تو ان میں سے ایک شخص کا سلام کرنا کافی ہے، اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص کا جواب دینا کافی ہے۔

سلام کے فضائل

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

نصاریٰ کے سلام کا طریقہ یہ ہے کہ وہ منہ پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں، اور یہود کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں سے اشارہ کرتے ہیں، اور مجوس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جھک جاتے ہیں، اور عربوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کہتے تھے: حیاک اللہ (اللہ تم کو زندہ رکھے) اور بادشاہوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کہتے تھے انعم صباحا (صبح بخیر) اور مسلمانوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور بلاشبہ یہ سلام کرنے کا سب سے افضل طریقہ ہے کیونکہ سلام کا لفظ اس دعا کو ظاہر کرتا ہے کہ تم آفات اور بلیات سے محفوظ رہو اور ضرر سے بچانے کی سعی کرنا، نفع پہنچانے کی سعی سے افضل ہے، نیز انسان کسی سے نفع پہنچانے کا وعدہ کرے تو وہ کبھی اس وعدہ کو پورا کرنے پر قادر ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا لیکن اگر کسی سے یہ وعدہ کرے کہ وہ اس کو ضرر نہیں دے گا تو وہ اس پر ہر حال قادر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب تم کو کوئی شخص سلام کرے تو تم اس کو اس سے اچھا جواب دو یا ویسا ہی جواب دو، سو اگر کوئی شخص کہے السلام علیکم تو تم جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہو، اور اگر کوئی کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو تم جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو، اور اگر کوئی شخص السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو پھر جواب میں یہی کلمات کہے جائیں گے۔

السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم نہیں مشروع کیا گیا بلکہ وعلیکم السلام مشروع کیا گیا ہے تاکہ اول آخر اللہ کا نام

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

[2] " " " " ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۱، " " "

[3] " " " " ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۲، " " "

یعنی سلام کا ذکر ہو، اور جب مجلس کے اول آخر میں اللہ کے نام اور سلامتی کی دعا کا ذکر ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور سلامتی کی زیادہ توقع ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات۔ "دن کی دو طرفوں میں اور رات کے قریب نماز پڑھو، کیونکہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں" یعنی جب دن کے اول اور آخر میں نماز پڑھی جائے گی تو اس کی برکت سے درمیان کے گناہ مٹ جائیں گے، سو اسی طرح جب مجلس کے اول آخر میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے گا تو اس کی برکت سے تمام مجلس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی شامل رہے گی۔[1]

سلام کے مسائل

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

ابتداءً سلام کرنا سنت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: افشوا السلام بینکم۔ (صحیح مسلم و ابوداؤد) آپس میں سلام کو پھیلاؤ، اگر کسی ایک شخص کو سلام کیا جائے تو اس کا جواب دینا فرض عین ہے اور اگر جماعت کو سلام کیا جائے تو اس کا جواب دینا فرض کفایہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا۔ (نساء: ۸۵)

اور جب تمہیں کسی لفظ کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر (لفظ کے ساتھ) جواب دو یا اسی (لفظ) کے ساتھ جواب دو۔

سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے، اجنبی عورت کو سلام کرنا مکروہ ہے، حمام میں سلام کرنا مکروہ ہے، کھانا کھانے والے شخص کو بھی سلام کرنا مکروہ ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے، اللہ کا ذکر کرنے والے، تلبیہ پڑھنے والے، حدیث پڑھنے والے، خطبہ دینے والے، وعظ کرنے والے، فقہ کا مذاکرہ کرنے والے، علم دین پڑھنے یا پڑھانے والے اور اذان دینے والے یا اقامت پڑھنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے، اسی طرح قضاء حاجت میں مشغول یا مقدمات کا فیصلہ کرنے والے کو سلام کرنا بھی مکروہ ہے۔[2]

مصافحہ کا شرعی حکم

عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقی المسلمان فتصافحا وحمدا اللہ واستغفراہ غفر لھما۔[3]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی قتادۃ قلت لانس اکانت

قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

۱۔ امام محمد بن ضیاء الدین عمر فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۷۹-۲۷۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

۲۔ ڈاکٹر وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۳ ص ۵۷۹-۵۷۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۹ھ

۳۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

المصافحة فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم[1]

پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مصافحہ کرتے تھے؟ انھوں نے کہا ہاں!

صافح حماد بن زید ابن المبارک بیدیہ.[2]

حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے کہا ہے کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے اور صبح کی نماز کے بعد جو لوگوں نے مصافحہ کرنے کی عادت بنالی ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے کیونکہ مصافحہ کی اصل سنت ہے اور بعض اوقات میں مصافحہ کی پابندی کرنا اور بعض اوقات اس میں تقصیر کرنا اس کو مصافحہ کی اصل یعنی سنت ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ (علامہ نووی کی عبارت ختم ہو گئی، علامہ شامی فرماتے ہیں:) البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نماز کے بعد دائماً مصافحہ کرنا جاہلوں کے اس اعتقاد کا موجب ہو گا کہ مصافحہ کرنے کی اس وقت میں کوئی خاص خصوصیت ہے جو دوسرے اوقات میں نہیں ہے، حالانکہ سلف صالحین سے اس وقت میں مصافحہ کرنے کی کوئی خصوصیت منقول نہیں ہے، علامہ ابن الحاج مالکی نے لکھا ہے کہ یہ بدعت ہے اور شریعت میں مصافحہ کا موقع ملاقات کا وقت ہے، جب ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے ملاقات ہو اس وقت مصافحہ کرے نہ کہ نمازوں کے بعد ایسی شارع علیہ السلام نے جس کام کے لیے جو وقت مقرر کیا ہے وہ کام اسی وقت کیا جائے اور دوسرے اوقات میں منع کیا جائے، کیونکہ وہ سنت کے خلاف کر رہا ہے۔

مصافحہ کرنے میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور ہاتھوں کے درمیان کوئی کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو، اور ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ کیا جائے اور انگوٹھے کو پکڑا جائے، کیونکہ اس میں ایک رگ ہے جو محبت کو زیادہ کرتی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (قہستانی)۔[3]

بَابٌ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

سوار پیدل کو اور کم آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں

۵۵۳۱۔ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل کو سلام کرے، اور چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے، اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] " " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۶،

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۶-۲۳۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

زَیْدًا اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ۔

سلام کے احکام

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ابتداءً سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے، اگر بہت سے مسلمان ہوں تو پھر ان کے حق میں سلام کرنا سنت کفایہ ہے، جب بعض لوگ سلام کر لیں گے تو سب کی طرف سے سلام کی سنت ادا ہو جائے گی، اگر ایک شخص کو سلام کیا جائے تو پھر وہ جواب دینے کے لیے متعین ہے، اور اگر ایک جماعت کو سلام کیا جائے تو پھر جواب دینا ان پر فرض کفایہ ہے اور جب ان میں سے ایک شخص جواب دے دے گا تو باقیوں سے جواب کی فرضیت ساقط ہو جائے گی، اور افضل یہ ہے کہ تمام جماعت ابتداء بالسلام کرے اور تمام جماعت جواب دے، اور امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ سب کا جواب دینا ضروری ہے، علامہ ابن عبدالبر وغیرہ نے یہ نقل کیا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ سلام کی ابتداء کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا فرض ہے اور سلام کرنے کا کم از کم طریقہ یہ ہے کہ السلام علیکم کہے، اگر ایک شخص کو سلام کرنا ہو تو السلام علیک کہے اور افضل یہ ہے السلام علیکم کہے تاکہ اس کو اور اس کے فرشتوں کو سلام ہو اور اکمل طریقہ یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور اگر اس نے سلام علیک کہا تو یہ بھی کافی ہے، علماء نے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے اضافہ پر قرآن مجید میں فرشتوں کے اس جواب سے استدلال کیا ہے، رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت نیز تشہد میں ہے: السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ابتداء بالسلام کرنے والے کا علیکم السلام کہنا مکروہ ہے لیکن اگر اس نے یہ کہا تو وہ جواب کا مستحق ہوگا اور ایک قول یہ ہے کہ مستحق نہیں ہوگا، حدیث صحیح میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیک السلام نہ کہو، کیونکہ علیک السلام مُردوں کا سلام ہے، واللہ اعلم، اور سلام کے جواب میں افضل اور اکمل طریقہ یہ ہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور اگر وعلیکم السلام یا علیکم السلام پر اقتصار کیا تو یہ بھی کافی ہے اور اگر علیکم پر اقتصار کیا تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر وعلیکم پر اقتصار کیا تو اس میں دو قول ہیں۔

سلام کا جواب علی الفور دینا چاہیے، اگر کسی قاصد کے ذریعہ غائب کا سلام پہنچے یا خط میں غائب کا سلام ملے تو اس کا بھی فوراً جواب دینا واجب ہے، میں نے کتاب الاذکار میں سلام کے متعلق فوائد ذکر کیے ہیں، اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ سوار چلنے والے کو، کھڑا ہوا، بیٹھے ہوئے کو اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں، اور امام بخاری کی روایت میں ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے، یہ حکم مستحب ہے اگر اس کے برعکس کریں تب بھی جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔

سلام کے معنی میں ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے اور السلام علیک کا معنی یہ ہے اسم اللہ علیک یعنی تم اللہ کی حفاظت میں ہو اور ایک قول یہ ہے کہ سلام سلامتی کے معنی میں ہے، یعنی تم پر اللہ کی سلامتی ہو۔[1]

※

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۳، ۲۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بَابٌ مِنْ حَقِّ الْجُلُوسِ عَلَى الطَّرِيقِ رَدُّ السَّلَامِ

راستہ میں بیٹھنے کا حق یہ ہے کہ سلام کا جواب دے

۵۵۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ كُنَّا قُعُودًا بِالْأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا لَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ اجْتَنِبُوا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ فَقُلْنَا إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَأْسٍ قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ وَنَتَحَدَّثُ قَالَ إِمَّا لَا فَأَدُّوا حَقَّهَا غَضُّ الْبَصَرِ وَرَدُّ السَّلَامِ وَحُسْنُ الْكَلَامِ.

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکانوں کے سامنے کی زمین پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے، اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے، آپ نے فرمایا تمہیں راستوں پر مجلس منعقد کرنے کی کیا ضرورت ہے، راستوں میں مجالس منعقد کرنے سے اجتناب کرو، ہم نے کہا ہم کسی بُرے قصد سے نہیں بیٹھے، ہم آپس میں مذاکرہ اور بحث کرنے کے لیے بیٹھے ہیں، آپ نے فرمایا اگر تم نہیں مانتے تو راستے کا حق ادا کرو، نظر جھکا کر رکھنا، سلام کا جواب دینا اور اچھی باتیں کرنا۔

۵۵۳۳ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّهُ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کرو، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے لیے راستہ میں بیٹھنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے، ہم راستوں میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم راستہ میں بیٹھنے کو نہیں چھوڑتے تو پھر راستہ کا حق ادا کرو، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ راستہ کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا۔

۵۵۳۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ هِشَامٍ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

راستہ میں بیٹھنے کی فتنہ سامانیاں

اس حدیث کی مفصل شرح باب: ۵۰ میں گذر چکی ہے اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ راستوں میں بیٹھ کر باتیں کرنا مکروہ ہے اور ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے انسان فتنہ میں مبتلا ہوتا ہے، کیونکہ راستہ سے اجنبی عورتیں گذرتی ہیں اور کبھی انسان ان کی نسوانیت یا ان کے حسن و جمال

سے مسحور ہو کر ان کو دیکھنے لگتا ہے، یا ان کے متعلق غور و فکر کرتا ہے اور ان کو دیکھ کر شہوت انگیز خیال آتے ہیں یا کسی اور گزرنے والے شخص کے متعلق بدگمانی کرتا ہے یا گزرنے والوں کو حقیر جانتا ہے یا ان کی غیبت کرتا ہے، یا بعض اوقات سلام کا جواب دینا، یا نیکی کا حکم دینا یا برائی سے روکنا بھول جاتا ہے، یا اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو دانستہ ترک کر دیتا ہے، اسی قسم کے اور دوسرے امور ہیں جن سے وہ گھر میں بیٹھ کر محفوظ رہتا ہے، اور راستہ میں بیٹھ کر ان فتنوں میں مبتلا ہوتا ہے، نیز راستوں میں بیٹھنے کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر کسی اور شخص کے دروازے کے آگے بیٹھ گیا تو اس کو آنے جانے میں دقت اور تکلیف ہوگی، اور کبھی وہ لوگوں کو اس حال میں دیکھے گا جس حال میں دیکھا جانا ان لوگوں کو پسند نہیں ہوگا، اور جب لوگ آپس میں بیٹھتے ہیں تو دوسروں کی غیبت کرتے ہیں اور بعض لوگ دوسروں کی چغلی کرتے ہیں اور بعض محض ہنسنے ہنسانے کے لیے دانستہ غلط بیانی کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں، اس لیے سلامتی اسی میں ہے کہ راستہ میں نہ بیٹھے اور اگر بیٹھے تو نظر نیچی رکھے، گزرنے والوں کے سلام کا جواب دے، اور میٹھی باتیں کرے اور جو شخص کسی جگہ کا راستہ نہ جانتا ہو اس کو راستہ بتائے یہ سب باتیں حسن کلام میں داخل ہیں۔ [1]

بَابٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ رَدُّ السَّلَامِ

سلام کا جواب دینا مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے۔

۵۵۳۵ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ رَدُّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ كَانَ مَعْمَرٌ يُرْسِلُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَسْنَدَهُ مَرَّةً عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں ایک مسلمان کے لیے اس کے بھائی پر واجب ہیں، اپنے بھائی کے سلام کا جواب دینا، چھینک کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا۔

۵۵۳۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں، پوچھا: یا رسول اللہ! وہ کون سے حقوق ہیں؟ آپ

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيلَ مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَشَمِّتْهُ وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ۔

نے فرمایا جب تم مسلمان سے ملو تو اس کو سلام کرو، اور جب وہ تم کو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، اور جب وہ تم سے نصیحت طلب کرے تو اس کو نصیحت کرو۔ اور جب وہ چھینک کے بعد الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دو، اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں جاؤ۔

اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں گزر چکی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ

اہل کتاب کو ابتداءً سلام کرنے کی ممانعت اور ان کے سلام کا جواب دینے کا طریقہ

۵۵۳۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ وَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو تم ان کے جواب میں (صرف) وعلیکم کہو۔

۵۵۳۸ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لَهُمَا) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْنَا فَكَيْفَ نَرُدُّ عَلَيْهِمْ قَالَ قُولُوا وَعَلَيْكُمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اہل کتاب ہم کو سلام کرتے ہیں، ہم ان کو کیسے جواب دیں؟ آپ نے فرمایا تم کہو "وعلیکم"۔

۵۵۳۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى بْنِ يَحْيَى) قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود جب تم کو سلام کرتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے السام علیکم تم کہو علیک

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ.

۵۵۴۰ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقُولُوا وَعَلَيْكَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے، اس میں یہ ہے کہ تم کہو و علیک۔

۵۵۴۱ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قَالَتْ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور انھوں نے کہا "السام علیکم" (یعنی تم پر موت ہو) حضرت عائشہ نے فرمایا: بلکہ تم پر سام ہو اور لعنت ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں ملائمت کو پسند کرتا ہے، حضرت عائشہ نے عرض کیا کیا آپ نے سنا نہیں انھوں نے کیا کہا تھا؟ آپ نے فرمایا میں نے "وعلیکم" کہہ دیا تھا۔

۵۵۴۲ - حَدَّثَنَاهُ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا الْوَاوَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کی ہیں ان میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے علیکم کہہ دیا تھا اور واؤ کا ذکر نہیں ہے۔

۵۵۴۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ وَعَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ یہودی آئے انھوں نے کہا السام علیک یا ابا القاسم، آپ نے فرمایا: "وعلیکم" حضرت عائشہ نے فرمایا بلکہ تم پر سام اور ذام (موت اور ذلت) ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ بدزبان مت بنو،

السام والذام فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم یا عائشۃ لا تکونی فاحشۃ فقالت ما سمعت ما قالوا فقال أولیس قد رددت علیہم الذی قالوا قلت وعلیکم۔

حضرت عائشہ نے کہا آپ نے سنا نہیں انھوں نے کیا کہا تھا؟ آپ نے فرمایا کیا میں نے ان کے قول کو ان کی طرف واپس نہیں کیا؟ میں نے کہا "وعلیکم"۔

۵۵۴۴ - حدثناہ إسحق بن إبراہیم أخبرنا یعلی ابن عبید حدثنا الأعمش بہذا الإسناد غیر أنہ قال ففطنت بہم عائشۃ فسبتہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہ یا عائشۃ فإن اللہ لا یحب الفحش والتفحش وزاد فأنزل اللہ عز وجل وإذا جاءوک حیوک بما لم یحیک بہ اللہ إلی آخر الآیۃ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ ان کے سلام کے ضمن میں جو بددعا تھی اس کو حضرت عائشہ نے جان لیا، پھر حضرت عائشہ نے ان کو برا بھلا کہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ صبر کرو، اللہ تعالیٰ بدگوئی اور بدزبانی کو پسند نہیں کرتا اور تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ:) جب یہ لوگ آپ کو اس طرح سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا۔

۵۵۴۵ - وحدثنی ہارون بن عبد اللہ وحجاج بن الشاعر قالا حدثنا حجاج بن محمد قال قال ابن جریج أخبرنی أبو الزبیر أنہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول سلم ناس من یہود علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا السام علیک یا أبا القاسم فقال وعلیکم فقالت عائشۃ وغضبت ألم تسمع ما قالوا قال بلی قد سمعت فرددت علیہم وإنا نجاب علیہم ولا یجابون علینا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، انھوں نے کہا: السام علیک یا ابا القاسم، آپ نے فرمایا "وعلیکم" حضرت عائشہ نے غصہ میں آکر کہا کیا آپ نے نہیں سنا انھوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! میں نے سنا ہے اور میں نے ان کو جواب دے دیا ہے ہماری دعا ان کے خلاف قبول ہوگی اور ہمارے خلاف ان کی بددعا قبول نہیں ہوگی۔

۵۵۴۶ - حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا عبد العزیز یعنی الدراوردی عن سہیل عن أبیہ عن أبی ہریرۃ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبدءوا الیہود ولا النصاری بالسلام فإذا لقیتم أحدہم فی طریق فاضطروہ إلی أضیقہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ کو ابتداءً سلام مت کرو اور جب تمہاری ان سے راستہ میں ملاقات ہو تو ان کو تنگ راستہ کی طرف مجبور کرو۔

۵۵۴۷ - وحدثنا محمد بن المثنی حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ ح وحدثنا أبو بکر بن

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، وکیع کی روایت میں ہے جب تمہاری یہود سے ملاقات ہو اور

أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كُلُّهُمْ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ إِذَا لَقِيتُمُ الْيَهُودَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ وَلَمْ يُسَمِّ أَحَدًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

جریر کی روایت میں ہے جب تمہاری ان سے ملاقات ہو اور کسی مشرک کا نام نہیں لیا۔

حدیث نمبر ۲۵۳۶ میں ہے: جب یہودیوں نے آپ سے کہا السام علیکم (تم پر موت آئے) تو آپ نے جواب میں فرمایا: وعلیکم، اس کے کئی معنی ہیں ایک معنی یہ ہے کہ "تم پر موت آئے" دوسرا معنی ہے موت میں ہم اور تم دونوں مساوی ہیں دونوں نے مرنا ہے، اور تیسرا معنی یہ ہے کہ جس مذمت کے تم مستحق ہو تم پر وہ مذمت ہو۔

کفار اور بد عقیدہ لوگوں کو سلام کرنے کا حکم اور مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی فرماتے ہیں: کفار کو ابتداءً سلام کرنے اور ان کے سلام کا جواب دینے میں علماء کا اختلاف ہے، ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان کو ابتداءً سلام کرنا حرام ہے اور صرف وعلیکم کہہ کر ان کے سلام کا جواب دینا واجب ہے، ابتداءً سلام کرنے کی ممانعت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: یہود اور نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو، اور جواب کے متعلق یہ دلیل ہے کہ آپ نے فرمایا تم وعلیکم کہو، اکثر علماء اور عام متقدمین کا یہی مذہب ہے اور ایک جماعت کا یہ مسلک ہے کہ ان کو ابتداءً سلام کرنا جائز ہے، حضرت ابن عباس، حضرت ابو امامہ اور حضرت ابن ابی محیریز سے اسی طرح مروی ہے، بعض شافعیہ کا بھی یہی مسلک ہے، لیکن انہیں السلام علیک کہا جائے، السلام علیکم نہ کہا جائے، ان کا استدلال ان احادیث سے ہے جن میں عمومی طور پر سلام کرنے کا ذکر ہے لیکن یہ استدلال باطل ہے کیونکہ یہ احادیث عام مخصوص عنہ البعض کے قبیل سے ہیں، اور مخصص یہ حدیث ہے "یہود اور نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو" ہمارے بعض شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ ان کو ابتداءً سلام کرنا مکروہ ہے، حرام نہیں ہے، لیکن یہ قول بھی ضعیف ہے، کیونکہ اس حدیث میں ممانعت تحریم کے لیے ہے، قاضی عیاض مالکی نے ایک جماعت سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی ضرورت، حاجت، یا کسی سبب کی وجہ سے ان کو ابتداءً سلام کرنا جائز ہے، علقمہ اور نخعی کا بھی یہی قول ہے، اور امام اوزاعی سے یہ منقول ہے کہ اگر تم نے ان کو سلام کیا تو صالحین نے ان کو سلام کیا ہے اور اگر تم نے ان کو سلام نہیں کیا تو صالحین نے ان کو سلام نہیں کیا اور ابن وہب اور اشہب نے امام مالک سے یہ نقل کیا ہے اور علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ان کے سلام کا جواب نہ دیا جائے، اور بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ ان کے جواب میں السلام علیکم کہا جائے اور ورحمۃ اللہ نہ کہا جائے لیکن یہ قول بھی ضعیف ہے اور احادیث کے خلاف ہے، اور جس جماعت میں مسلمان اور کفار دونوں بیٹھے ہوں وہاں السلام علیکم کہنا جائز ہے لیکن سلام میں صرف مسلمانوں کی نیت کی جائے، کیونکہ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی مجلس میں آکر سلام کیا جس میں مسلمان اور کفار دونوں تھے۔[1]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ (حواشی آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہوں)

بدعقیدہ اور گمراہ لوگوں کو بھی سلام کرنا جائز نہیں ہے، اگر کبھی ان کو سلام کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو فتنہ سے بچنے کے لیے فرشتوں کی نیت کر کے ان کو سلام کر لیا جائے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

ابن بطال نے کہا ہے کہ ایک قوم کا مختار یہ ہے کہ اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بہ سبیل عموم فرمایا ہے:

وإذا حييتم بتحية فحيوا بأحسن منها أو ردوها۔ (نساء: ۸۶)

جب تم کو کسی دعائیہ کلمہ کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر کلمے کے ساتھ جواب دو ورنہ اسی کلمے کے ساتھ سلام کا جواب دو۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص تم کو سلام کرے تم اس کے سلام کا جواب دو، خواہ وہ شخص مجوسی ہو، شعبی اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے، امام مالک اور جمہور فقہاء نے اس سے منع کیا ہے، امام عطاء نے کہا کہ یہ آیت مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے کفار کو مطلقاً جواب نہ دیا جائے۔[۱]

نیز علامہ عینی لکھتے ہیں: بعض علماء نے کفار کو سلام کرنے پر اس آیت سے استدلال کیا ہے:

فاصفح عنهم وقل سلام فسوف يعلمون۔ (زخرف: ۸۹)

پس (اے حبیب) ان سے درگزر کیجئے اور سلام کہیے، یہ لوگ عنقریب (اپنا انجام) جان لیں گے۔

اور حضرت ابن عباس اور علقمہ سے یہ روایت ہے کہ بوقت ضرورت کفار کو سلام کرنا جائز ہے، اور سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ ان کے سلام کا بالکل جواب نہ دیا جائے اور بعض علماء نے اہل ذمہ اور اہل حرب میں فرق کیا ہے۔[۲]

باب ۷۶۹ استحباب السلام علی الصبیان

بچوں کو سلام کرنے کا استحباب

۵۵۴۸۔ حدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا هشيم عن سيار عن ثابت البناني عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على غلمان فسلم عليهم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کو سلام کیا۔

۵۵۴۹۔ وحدثنيه إسماعيل بن سالم أخبرنا

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

ح۔ (صفحہ گزشتہ سے) امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ واقعہ بدر سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے گئے، آپ کا گزر ایک مجلس سے ہوا جس میں مسلمان، مشرک، بت پرست، اور یہودی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا، الحدیث (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۴)

[۱] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۴۸، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] ایضاً، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۴۹، ایضاً

هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

۵۵۵۰ - وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَسَّارٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَحَدَّثَ ثَابِتٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَحَدَّثَ أَنَسٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔

یسار کہتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ جارہا تھا، وہ بچوں کے پاس سے گذرے تو انھوں نے ان کو سلام کیا، اور ثابت نے یہ حدیث بیان کی کہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جارہے تھے، حضرت انس بچوں کے پاس سے گذرے تو انھوں نے ان کو سلام کیا۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچوں کے پاس سے گذرے تو آپ نے ان کو سلام کیا۔

بچوں کو سلام کرنے کے احکام

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس باب کی احادیث میں بچوں کو سلام کرنے کا استحباب ہے اور انکسار اور تواضع کے استحسان کا بیان ہے، اور یہ کہ تمام لوگوں کو سلام کرنا چاہیے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور شفقت کا بیان ہے، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے، اگر کسی شخص نے مردوں اور بچوں کی ایک جماعت کو سلام کیا اور کسی بچے نے اس کے سلام کا جواب دیا تو آیا مردوں سے اس کے سلام کا جواب ساقط ہوگا یا نہیں؟ اس میں ہمارے اصحاب شافعیہ کے دو قول ہیں زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس کے سلام کا جواب ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر بچہ کسی مرد کی نماز جنازہ پڑھ لے تو مردوں سے نماز جنازہ کی فرضیت کے سقوط میں اختلاف ہے، اور اگر بچہ کسی مرد کو سلام کرے تو مرد پر اس کے سلام کا جواب دینا لازم ہے، یہی وہ صحیح نظریہ ہے جس پر جمہور کا اتفاق ہے۔ اور بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ مرد پر بچہ کے سلام کا جواب دینا لازم نہیں ہے، یہ قول ضعیف ہے یا غلط ہے۔[۱]

عورتوں کو سلام کرنے اور ان کے سلام کا جواب دینے میں مذاہب فقہاء

عورتوں کی اگر ایک جماعت ہو تو مرد ان کو سلام کرسکتا ہے اور اگر ایک عورت ہو تو اس کو عورتیں سلام کریں یا اس کا خاوند یا اس کا مالک یا اس کا محرم خواہ وہ خوبصورت ہو یا نہ ہو، اور اجنبی عورت اگر بوڑھی ہو اور غیر مشتہاۃ ہو تو مرد کا اس کو سلام کرنا مستحب ہے اور اس کا مرد کو سلام کرنا بھی مستحب ہے، اور ایک دوسرے کو سلام کا جواب دینا لازم ہے اور اگر جوان عورت ہو یا بوڑھی اور مشتہاۃ ہو تو اس کو اجنبی مرد سلام نہ کرے اور نہ وہ کسی اجنبی مرد کو سلام کرے اور اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو سلام کرے تو وہ جواب کا مستحق نہیں ہے بلکہ اس کو جواب دینا مکروہ ہے۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں، یہ ہمارا اور جمہور فقہاء کا مسلک ہے اور کوفہ کے فقہاء نے کہا ہے کہ جب عورتوں میں کوئی محرم نہ ہو تو مرد عورتوں کو سلام نہ کریں۔[۲]

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۵ - ۲۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] ″ ″ ″ ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۵،

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ جوان عورتوں کے علاوہ دیگر عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے، کیونکہ جوان عورتوں سے بات کرنے میں نظر کی خیانت کا یا شیطان کے بہکانے کا خدشہ ہے، یہ قتادہ کا قول ہے اور امام مالک اور علماء کی ایک جماعت کا بھی یہی مسلک ہے، علماء کوفہ نے یہ کہا ہے کہ جب عورتوں میں محرم نہ ہو تو پھر مرد ان کو سلام نہ کریں، اور انھوں نے کہا ہے کہ عورتوں سے اذان، اقامت اور جہری نمازوں میں قرأت ساقط نہیں ہوتی اور سلام کا جواب دینا ان سے ساقط ہو جاتا ہے، اس لیے عورتوں کو سلام نہ کیا جائے، (علامہ عینی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ یہ فقہاء احناف کا مذہب نہیں ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عورتوں پر اذان اور اقامت واجب نہیں ہے۔ [1]

عورتوں کا اذان دینا اور اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ صحیح مذہب یہ ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیلی بحث شرح صحیح مسلم جلد خامس میں گزر چکی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: جوان عورت کی چھینک کا جواب دے، نہ اس کے سلام کا جواب دے، اسی طرح مرد عورت کے سلام کا جواب دے نہ اس کی چھینک کا جواب دے، (خانیہ) جب کوئی اجنبی عورت مرد کو سلام کرے اگر وہ بوڑھی عورت ہو تو مرد بلند آواز سے اس کے سلام کا جواب دے، اور اگر جوان عورت ہو تو دل میں اس کے سلام کا جواب دے، اسی طرح بوڑھی عورت مرد کے سلام کا بلند آواز سے جواب دے اور جوان عورت دل میں اس کے سلام کا جواب دے۔ [2]

بَابُ جَوَازِ جَعْلِ الْإِذْنِ رَفْعَ حِجَابٍ أَوْ نَحْوِهِ مِنَ الْعَلَامَاتِ

پردہ اٹھانے کو اجازت دینے کی علامت مقرر کرنا

۵۵۵۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ (وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ يُرْفَعَ الْحِجَابُ وَأَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِي حَتَّى أَنْهَاكَ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تمہارے لیے میری یہ اجازت ہے کہ حجاب اٹھا دیا جائے اور تم میرے راز کی بات سن لو تا وقتیکہ میں تم کو اس سے منع نہ کروں۔

۵۵۵۲ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

---

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۴۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ مصر، ۱۳۲۷ھ

قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

ف: اس حدیث میں اجازت کی علامت مقرر کرنے کا جواز ہے، مثلاً پردہ اٹھانے کو امیر یا قاضی کی اجازت کی علامت مقرر کر دیا جاتے۔

بَابُ إِبَاحَةِ الْخُرُوجِ لِلنِّسَاءِ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الْإِنْسَانِ

قضائے حاجت کے لیے عورتوں کو باہر جانے کی اجازت

۵۵۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ لِتَقْضِيَ حَاجَتَهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً تَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمًا لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي خَرَجْتُ فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأُوحِيَ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ يَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمُهَا زَادَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ فَقَالَ هِشَامٌ يَعْنِي الْبَرَازَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردہ اوڑھنے کے بعد قضاء حاجت کے لیے باہر نکلیں، حضرت سودہ دیگر خواتین سے قد اور جسامت میں بہت بڑی تھیں اور جو شخص انھیں جانتا ہو اس پر (باوجود پردہ کے) مخفی نہیں رہتی تھیں، حضرت عمر بن الخطاب نے انھیں دیکھ کر کہا: اے سودہ! بخدا آپ ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں، سو آپ سوچئے کہ آپ کیسے باہر نکلیں گی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں، یہ سن کر حضرت سودہ لوٹ آئیں، درآں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر کھانا کھا رہے تھے، اور آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی، حضرت سودہ نے آکر کہا: یا رسول اللہ! میں باہر گئی تھی اور حضرت عمر نے مجھے اس طرح اس طرح کہا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں: اسی وقت آپ پر وحی نازل ہوئی، پھر وحی منقطع ہوئی اور آپ اسی طرح ہڈی پکڑے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: قضاء حاجت کے لیے تمہیں باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے، ابوبکر کی روایت یفرع النساء جسمها اور ابوبکر کی روایت میں قضاء حاجت کے لیے کھلے میدان میں جانے کی تصریح ہے۔

۵۵۵۴ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَكَانَتِ امْرَأَةً يَفْرَعُ النَّاسَ جِسْمُهَا قَالَ وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے، اس میں یہ ہے کہ لوگوں سے ان کا جسم بلند تھا، اور اس میں یہ ہے کہ آپ رات کا کھانا کھا رہے تھے۔

۵۵۵۵ - وَحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۵۵۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَزْوَاجَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْحِجَابَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رات کو باہر کھلے میدانوں میں قضاء حاجت کے لیے جاتی تھیں اور حضرت عمر بن الخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرتے رہتے تھے کہ آپ اپنی ازواج کو حجاب میں رکھیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کسی حکمت کی بناء پر) ان کی اس گزارش کو قبول نہیں فرماتے تھے، پھر ایک رات کو عشاء کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا قضاء حاجت کے لیے باہر گئیں، وہ ایک دراز قد خاتون تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو آواز دے کر کہا: "اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے"۔ انھوں نے حجاب کی توقع میں ایسا کہا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے حجاب کے احکام نازل فرما دیے۔

۵۵۵۷ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

حجاب کے تین مراحل

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

حجاب کے تین مراحل ہیں: پہلے مرحلے میں عورتوں کو اپنا چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیہن من جلابیبہن۔ (احزاب: ۵۹)

اے نبی! اپنی ازواج مطہرات، اپنی صاحبزادیوں، اور تمام اہل ایمان کی عورتوں سے کہیے کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) اپنے منہ پر اپنی چادروں کا پلو ڈال لیا کریں۔

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ امہات المؤمنین کو بالخصوص یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے چہرہ اور اپنے ہاتھوں کو بھی مستور رکھیں اور کسی حالت میں بھی ان کے لیے چہرہ کھولنا جائز نہیں ہے، خواہ شہادت کا موقع ہو یا کسی اور چیز کا۔ (اس کے برخلاف عام عورتوں کے لیے شہادت یا کسی اور ضرورت کے موقع پر چہرہ کھولنا جائز ہے، سعیدی غفرلہ)

حجاب کا دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہو، قرآن مجید میں ہے:

واذا سالتموہن متاعا فسئلوہن من وراء حجاب۔ (احزاب: ۵۳)

اور جب تم ان سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردہ کی اوٹ سے سوال کرو۔

اور حجاب کا تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ بغیر ضرورت شرعیہ کے عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے اور جب وہ کسی ضرورت شرعیہ کی وجہ سے گھر سے باہر جائیں تو پردہ اوڑھ کر جائیں کیونکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پردہ کر کے گھر سے باہر نکلیں۔ [1]

قضاء حاجت کے لیے ازواج مطہرات کے گھر سے باہر نکلنے کے تین احوال

ازواج مطہرات کے قضاء حاجت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کے بھی تین احوال تھے:

اول: رات کے اندھیرے میں گھر سے باہر نکلیں، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ازواج مطہرات رات کو گھر سے نکلتی تھیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶) اور واقعہ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ام مسطح میرے ساتھ میدان کی طرف گئیں اور وہ ہماری جائے حاجت تھی اور ہم صرف رات کو وہاں جاتی تھیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۴)

ثانی: اس کے بعد حجاب کا حکم نازل ہوا پھر ازواج مطہرات کپڑوں میں مستور ہو کر قضاء حاجت کے لیے جاتی تھیں، لیکن بسا اوقات وہ اپنی جسامت کی وجہ سے پہچان لی جاتی تھیں، جیسا کہ حضرت عمر نے فرمایا: اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے۔

ثالثہ: اس کے بعد گھر میں بیت الخلاء بنایا گیا، اور ازواج مطہرات کو گھر سے نکلنے سے روک دیا گیا جیسا کہ حضرت عائشہ نے واقعہ افک میں بیان فرمایا کہ یہ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے پہلے کا واقعہ ہے، [2] (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۴)

حدیث الباب کے مسائل

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ازواج مطہرات کے پردہ کے متعلق گزارش کی، اس سے معلوم ہوا کہ کسی معاملہ میں چھوٹے بڑوں کو مشورہ دے سکتے ہیں۔

۲۔ اگر ضد اور ہٹ دھرمی نہ ہو تو ایک سوال کو بار بار دہرانا جائز ہے، جیسا کہ حضرت عمر بار بار پردہ کے متعلق عرض کرتے رہے تاآنکہ آیات حجاب نازل ہو گئیں۔

۳۔ اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کیونکہ ان کی فکر منشاء الٰہی کے مطابق تھی، اور ان کی تائید میں وحی نازل ہوتی۔

۴۔ اس حدیث میں مردوں کا عورتوں کے ساتھ گفتگو کرنے کا ذکر ہے۔

۵۔ اس حدیث میں وعظ و نصیحت میں درشتی اختیار کرنے کا ذکر ہے جبکہ نیت خیر ہو کیونکہ حضرت عمر نے حضرت ام المومنین سے کہا اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا۔

۶۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا ذکر ہے، حضرت عمر

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۸۲-۲۸۳ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] " " " ، عمدۃ القاری ج ۲۲، ص ۲۸۴

حضور سے بار بار کہتے تھے کہ اپنی ازواج کو پردہ میں رکھیے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ وحی کے انتظار میں تھے اس لیے آپ نے ان کے مشورہ پر عمل نہیں کیا۔

۷۔ اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ عورتیں اپنی ضروریات کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہیں، تاہم اب چونکہ فتنہ اور فساد کا دور دورہ ہے اس لیے اب عورتوں کو ضرورت شرعیہ کے سوا گھر سے باہر جانے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ستر اور حجاب کی بحث میں ہم نے اس مسئلہ پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهَا — اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں جانے کی ممانعت

۵۵۵۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! شوہر یا محرم کے سوا کوئی شخص کسی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گزارے (اس سے معلوم ہوا کہ کنواری کے پاس اجنبی مرد کا رات گزارنا بدرجہ اولیٰ منع ہے۔)

۵۵۵۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم (اجنبی) عورتوں کے پاس جانے سے بچو! انصار میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! دیور کے متعلق بتائیے! آپ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔

۵۵۶۰ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَحَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ حَدَّثَهُمْ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۵۶۱ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَسَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ الْحَمْوُ أَخُ الزَّوْجِ وَمَا أَشْبَهَهُ مِنْ أَقَارِبِ الزَّوْجِ ابْنُ الْعَمِّ وَنَحْوُهُ۔

لیث بن سعد کہتے ہیں کہ دیور خاوند کا بھائی ہے یا اس کے مشابہ جیسے خاوند کا چچا زاد بھائی یا کوئی اور رشتہ دار۔

۵۵۶۲ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو ح وَحَدَّثَنِي

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو ہاشم کے کچھ لوگ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ

أَبُو طَاهِرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ دَخَلُوا عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَهِيَ تَحْتَهُ يَوْمَئِذٍ فَرَآهُمْ فَكَرِهَ ذٰلِكَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَرَّأَهَا مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هٰذَا عَلَى مُغِيبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ.

عنہا کے پاس گئے، پھر حضرت ابوبکر بھی آ گئے، اور ان کو یہ ناگوار ہوا، اسماء اس وقت ان کے نکاح میں تھی، حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور کہا میں نے سوا خیر کے اور کوئی بات نہیں دیکھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسماء کو اس (برائی) سے بری رکھا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: آج کے بعد کوئی شخص کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا خاوند اس وقت حاضر نہ ہو، ہاں اگر اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی اور ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

محرم کی تعریف اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں رہنا حرام ہے اور محرم کے ساتھ جائز ہے، محرم سے مراد وہ عورت ہے جس سے بغیر کسی خارجی سبب کے دائمی طور پر نکاح حرام ہو، بیوی کی بہن اور بیوی کی خالہ وغیرہ سے نکاح دائماً حرام نہیں ہے اس لیے وہ محرم نہیں ہیں، اور جس عورت سے شبہ میں وطی کر لی ہو اس کی ماں سے نکاح کرنا اس خارجی سبب کی وجہ سے حرام ہے اس لیے وہ بھی محرم نہیں ہے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ لِمَنْ رُؤِيَ خَالِيًا بِامْرَأَةٍ وَكَانَتْ زَوْجَتَهُ أَوْ مَحْرَمًا لَهُ أَنْ يَقُولَ هٰذِهِ فُلَانَةُ لِيَدْفَعَ ظَنَّ السُّوءِ بِهِ

جو شخص اپنی بیوی یا محرم کے ساتھ تنہا ہو تو وہ بدگمانی کے ازالہ کے لیے دیکھنے والوں کو بتا دے یہ فلاں ہے

۵۵۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَعَ إِحْدَى نِسَائِهِ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَدَعَاهُ فَجَاءَ فَقَالَ يَا فُلَانُ هٰذِهِ زَوْجَتِي فُلَانَةُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ كُنْتُ أَظُنُّ بِهِ فَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّ بِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ تھیں، آپ کے پاس سے ایک شخص گزرا آپ نے اس کو بلایا جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! یہ میری فلاں زوجہ ہے، اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اگر میں کسی کے متعلق گمان بھی کرتا تو آپ کے بارے میں تو کوئی گمان نہیں کر سکتا تھا! آپ نے فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

مَجْرَى الدَّمِ۔

۵۵۶۴۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا أَوْ قَالَ شَيْئًا۔

حضرت صفیہ بنت حیی ام المومنین بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے، میں رات کو آپ کی زیارت کے لیے آئی، میں نے آپ سے باتیں کیں، پھر میں واپسی کے لیے کھڑی ہو گئی، آپ بھی مجھے رخصت کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے، حضرت صفیہ کی قیام گاہ حضرت اسامہ بن زید کی حویلی میں تھی، اس وقت انصار کے دو آدمیوں کا گذر ہوا جب انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستگی سے چلو، یہ صفیہ بنت حیی ہیں، ان دونوں نے کہا سبحان اللہ! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے مجھے یہ خدشہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈال دے یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔

۵۵۶۵۔ وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ وَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَعْمَرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَلَمْ يَقُلْ يَجْرِي۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رمضان کے آخری عشرہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے، حضرت صفیہ آپ کی زیارت کے لیے گئیں، اور کچھ دیر آپ سے باتیں کیں پھر وہ واپسی کے لیے کھڑی ہوئیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی آپ کو رخصت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح پہنچ جاتا ہے اور دوڑنے کا ذکر نہیں ہے۔

بدگمانی کے مواقع پر عذر صحیح بیان کرنے کا استحباب

اس باب کی احادیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت کرنے کا، ان کی مصلحتوں کی رعایت کرنے کا اور ان کے دلوں کو وساوس شیطان سے محفوظ رکھنے کا بیان ہے، آپ مسلمانوں پر رحیم تھے اس لیے آپ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں شیطان ان کے دلوں میں آپ کے متعلق کوئی بدگمانی ڈال کر ان کو ہلاک نہ کر دے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے

متعلق بدگمانی کرنا کفر ہے اور انبیاء علیہم السلام سے گناہوں کا صدور شرعاً جائز نہیں ہے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب خاوند اعتکاف میں ہو تو بیوی دن یا رات کے کسی وقت میں اس سے ملنے کے لیے جا سکتی ہے لیکن اس کو زیادہ دیر وہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے تاکہ اس کا خاوند اس کے ساتھ بوس و کنار یا جماع میں مبتلا ہو کر اپنے اعتکاف کو فاسد نہ کر دے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو لوگوں کی بدگمانی کے مواقع سے بچنا چاہیے اور اس قسم کے موقعوں پر صحیح عذر بیان کر دینا چاہیے اور جب انسان کوئی جائز کام کرے اور اس میں کسی ناجائز کام کے گمان کا وہم یا خدشہ ہو تو وہ اس ناجائز کام سے اپنی برأت بیان کر دے تاکہ کوئی شخص اس کے متعلق بدگمانی نہ کرے۔

شیطان کے رگوں میں دوڑنے کی تحقیق

اس باب کی احادیث میں ہے کہ شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے، قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسان کی رگوں میں دوڑنے کی قوت عطا کی ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ استعارہ اور مجاز ہے کیونکہ شیطان بہ کثرت وسوسہ ڈالتا ہے اور لوگوں کو بہکاتا ہے گویا کہ وہ انسان سے بالکل جدا نہیں ہوتا جس طرح خون انسان سے الگ نہیں ہوتا، اور ایک قول یہ ہے کہ وہ انسان کے باریک مسام میں وسوسہ ڈالتا ہے جو اس کے قلب تک پہنچ جاتا ہے۔[1]

بَابٌ مَنْ اَتٰى مَجْلِسًا فَوَجَدَ فُرْجَةً فَجَلَسَ فِيْهَا وَاِلَّا وَرَآءَهُمْ

مجلس میں جہاں گنجائش ہو وہاں بیٹھے ورنہ پیچھے بیٹھ جائے

۵۵۶۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ

حضرت ابو واقد لیثی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، اور صحابہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں تین شخص آئے، دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے اور ایک واپس لوٹ گیا، وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے، ان میں سے ایک شخص نے مجلس میں گنجائش دیکھی اور وہاں جا کر بیٹھ گیا، اور دوسرا سب کے پیچھے بیٹھ گیا، اور تیسرا پیٹھ موڑ کر چلا گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: کیا میں تم کو ان تین آدمیوں کے متعلق نہ بتلاؤں! ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پناہ دے دی، اور دوسرے نے حیا کی تو اللہ بھی اس سے حیا فرمائے گا، اور تیسرے نے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

اعراض کیا سو اللہ بھی اس سے اعراض فرمائے گا۔

۵۵۶۷۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ (وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ) ح وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ إِسْحٰقَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَهُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ فِي الْمَعْنَى۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

۵۵۶۸۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے۔

۵۵۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ (يَعْنِي الثَّقَفِيَّ) كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے۔ لیکن مجلس میں (دوسروں کے لیے) کشادگی اور وسعت سے کام لو۔

۵۵۷۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا ہے، اس میں ہے لیکن وسعت اور کشادگی سے کام لو، ابن جریج کی روایت میں ہے میں نے پوچھا کیا جمعہ میں یہ حکم ہے انہوں

جُرَیْجٍ ح وَحَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِی فُدَیْکٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاکُ یَعْنِی ابْنَ عُثْمَانَ کُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیثِ اللَّیْثِ وَلَمْ یَذْکُرُوا فِی الْحَدِیثِ وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا وَزَادَ فِی حَدِیثِ ابْنِ جُرَیْجٍ قُلْتُ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَغَیْرِهَا

نے کہا جمعہ اور غیر جمعہ میں۔

۵۵۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَکْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَی عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُقِیمَنَّ أَحَدُکُمْ أَخَاهُ ثُمَّ یَجْلِسُ فِی مَجْلِسِهِ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا قَامَ لَهُ رَجُلٌ عَنْ مَجْلِسِهِ لَمْ یَجْلِسْ فِیهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے، سالم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کے لیے جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھتا تھا تو وہ اس کی جگہ نہیں بیٹھتے تھے۔

۵۵۷۲ - وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۵۷۳ - وَحَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِیبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْیَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُقِیمَنَّ أَحَدُکُمْ أَخَاهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ لِیُخَالِفْ إِلَی مَقْعَدِهِ فَیَقْعُدَ فِیهِ وَلٰکِنْ یَقُولُ افْسَحُوا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے، لیکن یوں کہو کہ مجلس میں کشادگی سے کام لو۔

علم اور ذکر کی مجلس میں بیٹھنے کے آداب اور احکام

حدیث نمبر ۵۵۶۶ میں ہے: نبی صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے الحدیث: اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ عالم دین کا اپنے اصحاب وغیرہ کے ساتھ کسی کھلی جگہ یا مسجد میں بیٹھنا مستحب ہے، اور مسجد افضل ہے، ان سے وہاں علم اور دوسرے خیر کے موضوعات پر گفتگو کرے، نیز اس حدیث میں مسجد کے اندر علم اور ذکر کی محفل منعقد کرنے کا بھی ثبوت ہے، اور علم اور ذکر کی مجلس کے لیے مسجد میں آنا مستحب ہے، اور بغیر عذر کے ان مجالس سے اعراض کرنا مکروہ ہے، اور حلقہ کے امیر کے قریب بیٹھنا مستحب ہے، تاکہ آسانی کے ساتھ اس کا کلام سن سکے، اور جو شخص مجلس میں آئے اس کو جہاں بیٹھنے کی جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے، اور اگر جگہ نہ ہو تو پیچھے جاکر بیٹھ جائے۔

نیز اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ جو شخص کوئی اچھا کام کرے اس کی تعریف کرنی چاہیے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجلس میں آنے والے دو شخصوں کی تعریف کی، اور جب کوئی شخص کوئی بُرا اور مذموم کام کرے تو اس بُرائی کو اس کی طرف منسوب کرنا جائز ہے۔

جو شخص مجلس میں پیچھے جاکر بیٹھ گیا اس کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کی اللہ تعالیٰ بھی اس سے حیا فرمائے گا، یعنی اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگیں، اور اللہ تعالیٰ کے حیاء کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا اور اس کو عذاب نہیں دے گا، اور جس شخص نے اعراض کیا اس پر رحم نہیں فرمائے گا اور اس پر ناراض ہوگا، اور یہ اس پر محمول ہے کہ اس شخص نے بغیر کسی ضرورت اور عذر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اعراض کیا۔

حدیث نمبر ۵۵۷۱ میں ہے کہ حضرت ابن عمر کی خاطر اگر کوئی شخص مجلس سے اٹھتا تب بھی وہ اس کی جگہ نہیں بیٹھتے تھے: ہر چند کہ اس صورت میں اس شخص کی جگہ بیٹھنا حرام نہیں ہے، لیکن حضرت ابن عمر نے زیادتی تقویٰ کی وجہ سے وہاں بیٹھنے کو پسند نہیں کیا، اولاً اس وجہ سے کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے طیب خاطر سے جگہ نہ چھوڑی ہو، ثانیاً اس وجہ سے کہ عبادات میں دوسرے کو ترجیح دینا مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی شخص خود صفِ اوّل سے اٹھ کر دوسرے کو وہاں بٹھائے تو مضائقہ نہیں، ترجیح دینے کا محل یہ ہے کہ کوئی شخص دنیاوی معاملات میں دوسرے شخص کو خود پر ترجیح دے، نیز علماء نے بیان کیا ہے کہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [1]

بَابٌ اِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ عَادَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ

اگر کوئی شخص مجلس میں سے اٹھ جائے اور پھر آئے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ حق دار ہے

۵۵۷۴ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ اَيْضًا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ عَوَانَةَ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھڑا ہو (دوسری روایت میں ہے) جب تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے کھڑا ہو پھر اس مجلس کی طرف لوٹے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے متعلق ہے، جو مسجد یا کسی اور جگہ پر نماز کے لیے بیٹھے، پھر وہاں سے اٹھ کر وضو یا قضائے حاجت کے لیے جائے یا کسی اور کام کی خاطر تھوڑی دیر کے لیے جائے اور پھر لوٹ آئے تو اس کا استحقاق ختم نہیں ہوگا، بلکہ جب وہ لوٹ آئے گا تو اس جگہ نماز پڑھنے کے لیے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اسی کا استحقاق ہوگا، اور اگر دوسرا شخص اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس کو اٹھانے کا حق رکھتا ہے، اور جو شخص وہاں بیٹھ گیا
اس پر پہلے شخص کے آنے پر وہاں سے اٹھنا واجب ہے، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حکم مستحب ہے واجب نہیں
اور صحیح پہلا قول ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہ حکم مستحب ہے۔ [1]

بَابُ مَنْعِ الْمُخَنَّثِ مِنَ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ الْأَجَانِبِ

مخنث کو اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے منع کرنا

۵۵۷۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَيْضًا (وَاللَّفْظُ هٰذَا) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَهَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ قَالَ فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَدْخُلُ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ۔

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس ایک مخنث (بیٹھا) تھا، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے، اس مخنث نے حضرت ام سلمہ کے بھائی سے کہا: اے عبد اللہ بن ابی امیہ اگر اللہ تعالیٰ نے کل تم پر طائف فتح کر دیا تو میں غیلان کی بیٹی کی طرف تمہاری راہنمائی کروں گا جب وہ سامنے ہوتی ہے تو (فربہی کی وجہ سے) اس کے پیٹ پر چار سلوٹیں ہوتی ہیں اور جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے تو اس کی آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سن لیا آپ نے فرمایا: یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے۔

۵۵۷۶ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ قَالَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً قَالَ إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا، اور ازواج کے نزدیک وہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جن کو جنسی خواہش نہیں ہوتی، ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دراں حالیکہ وہ آپ کی ایک زوجہ کے پاس بیٹھا ہوا ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ جب وہ سامنے ہوتی ہے تو اس کی چار سلوٹیں ہوتی ہیں اور جب وہ پیچھے ہوتی ہے تو اس کی آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

الله علیه وسلم الا اری هذا یعرف ما ههنا لا یدخل علیکم قالت فحجبوه۔

میں نہیں دیکھ رہا کہ جو کچھ یہاں ہے یہ اس کو پہچانتا ہے، یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر لوگوں نے اس کو روک دیا۔

مخنث کی اقسام

علامہ نووی فرماتے ہیں: مخنث کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جو اسی طرح پیدا کیا گیا ہو اور اس نے تکلف سے عورتوں کے اخلاق ان کی ہیئت اور طور اطوار کو نہ اپنایا ہو بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی خلقت پر ہو، اس کی نہ کوئی مذمت ہے، نہ اس کو ملامت ہے، نہ اس کو آخرت میں گناہ ہوگا، کیونکہ یہ معذور ہے اور اس خلقت میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے، اسی وجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس مخنث کو اپنے گھر آنے سے نہیں منع کیا تھا (اور جب معلوم ہوا کہ یہ عورتوں میں رغبت رکھتا ہے تو پھر اس کو منع کر دیا) مخنث کی دوسری قسم یہ ہے جو تکلف سے عورتوں کی ہیئت ان کی وضع قطع اختیار کرے، ان کا لباس پہنے اور ان کی طرح حرکات کرے، اور ان کی طرح باتیں کرے اس کی احادیث صحیحہ میں مذمت کی گئی ہے۔

باب جواز ارداف المرأة الاجنبية اذا اعيت في الطريق

راستہ میں تھکی ہوئی اجنبی عورت کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھانے کا جواز

۵۵۴۷۔ حدثنا محمد بن العلاء ابو کریب الهمداني حدثنا ابو اسامة عن هشام اخبرني ابي عن اسماء بنت ابي بکر قالت تزوجني الزبير وما له في الارض من مال ولا مملوك ولا شيء غير فرسه قالت فکنت اعلف فرسه واکفيه مؤنته واسوسه وادق النوى لناضحه واعلفه واستقي الماء واخرز غربه واعجن ولم اکن احسن اخبز وکان يخبز لي جارات لي من الانصار وکن نسوة صدق قالت وکنت انقل النوى من ارض الزبير التي اقطعه رسول الله صلى الله عليه وسلم على راسي وهي على ثلثي فرسخ قالت فجئت يوما والنوى على راسي فلقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه نفر من اصحابه فدعاني ثم قال اخ اخ ليحملني خلفه قالت فاستحييت وعرفت غيرتك فقال والله لحملك النوى على راسك

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زبیر نے مجھ سے نکاح کیا درآں حالیکہ ان کے پاس ایک گھوڑے کے سوا کچھ مال تھا، غلام تھا نہ کوئی اور چیز تھی، میں گھوڑے کو چارا ڈالتی تھی، حضرت زبیر کی طرف سے اس کی خبر گیری اور نگہداشت کرتی تھی، اور ان کے اونٹ کے لیے گٹھلیوں کو کوٹتی، ان کو چارا ڈالتی اور پانی پلاتی، ڈول سے پانی نکالتی اور آٹا گوندھتی، میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی، میرے پڑوس میں جو انصار کی عورتیں تھیں وہ مجھے روٹیاں پکا دیتی تھیں، وہ بہت مخلص عورتیں تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو جو زمین عطا فرمائی تھی میں اس سے گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی، یہ زمین دو تہائی فرسخ دور تھی، ایک دن میں سر پر گٹھلیاں اٹھائے آ رہی تھی کہ میری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، آپ کے ساتھ آپ کے کچھ اصحاب بھی تھے، آپ نے مجھے بلایا پھر اپنے اونٹ کو (بٹھانے کے لیے) اخ اخ فرمایا تاکہ آپ مجھے اپنے پیچھے بٹھالیں، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ مجھے

أَشَدُّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ قَالَتْ حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ فَكَفَتْنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَتْنِي۔

حیاء آئی، اور مجھے تمہاری (حضرت زبیر کی) غیرت یاد آئی، آپ نے فرمایا کہ تمہارا گٹھلیوں کا اپنے سر پر اٹھانا میرے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ سخت ہے، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابو بکر نے ایک خادمہ بھیجی، پھر میرے بدلہ میں وہ گھوڑے کا کام کاج کرنے لگی، گویا کہ اس خادمہ نے مجھے آزاد کر دیا۔

۵۵۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ قَالَتْ كُنْتُ أَخْدُمُ الزُّبَيْرَ خِدْمَةَ الْبَيْتِ وَكَانَ لَهُ فَرَسٌ وَكُنْتُ أَسُوسُهُ فَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْخِدْمَةِ شَيْءٌ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ سِيَاسَةِ الْفَرَسِ كُنْتُ أَحْتَشُّ لَهُ وَأَقُومُ عَلَيْهِ وَأَسُوسُهُ قَالَ ثُمَّ إِنَّهَا أَصَابَتْ خَادِمًا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَأَعْطَاهَا خَادِمًا قَالَتْ كَفَتْنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَأَلْقَتْ عَنِّي مَئُونَتَهُ فَجَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ يَا أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ فَقِيرٌ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ فِي ظِلِّ دَارِكِ قَالَتْ إِنِّي إِنْ رَخَّصْتُ لَكَ أَبَى ذَاكَ الزُّبَيْرُ فَتَعَالَ فَاطْلُبْ إِلَيَّ وَالزُّبَيْرُ شَاهِدٌ فَجَاءَ فَقَالَ يَا أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ فَقِيرٌ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَ فِي ظِلِّ دَارِكِ فَقَالَتْ مَا لَكَ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا دَارِي فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ مَا لَكِ أَنْ تَمْنَعِي رَجُلًا فَقِيرًا يَبِيعُ فَكَانَ يَبِيعُ إِلَى أَنْ كَسَبَ فَبِعْتُهُ الْجَارِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ وَثَمَنُهَا فِي حَجْرِي فَقَالَ هَبِيهَا لِي قَالَتْ إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهَا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر کا کام کرتی تھی، ان کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کی دیکھ بھال میں کرتی تھی، اور اس گھوڑے کی دیکھ بھال سے زیادہ میرے نزدیک کوئی سخت کام نہیں تھا، میں اس کے لیے گھاس لاتی، اس کی حفاظت کرتی اور اس کی خدمت کرتی، پھر مجھے ایک خادمہ مل گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے تو آپ نے ایک باندی کو مجھے بطور خادم عنایت فرمایا، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ اس خادمہ نے گھوڑے کی مشقت مجھ سے دور کر دی، میرے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ام عبد اللہ! میں ایک محتاج آدمی ہوں میں چاہتا ہوں کہ تمہارے گھر کے سایہ میں خرید و فروخت کروں، میں نے کہا اگر میں تم کو اجازت دے بھی دوں تو حضرت زبیر نہیں مانیں گے، پس جب حضرت زبیر موجود ہوں تم اس وقت آکر اجازت طلب کرنا، سو وہ پھر آیا اور کہا اے ام عبد اللہ! میں ایک محتاج شخص ہوں، میں آپ کے گھر کے سایہ میں ایک دکان کھولنا چاہتا ہوں، حضرت اسماء نے کہا کیا تمہیں پورے مدینہ میں میرے گھر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملی؟، حضرت زبیر نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے کہ ایک محتاج شخص کو خرید و فروخت سے منع کر رہی ہو، پھر وہ دکانداری کرنے لگا، یہاں تک کہ اس نے کافی کمائی کی اور میں نے وہ باندی اس کے ہاتھ فروخت کر دی، حضرت زبیر آئے درآں حالیکہ اس کی قیمت میری گود میں تھی، انہوں نے کہا یہ پیسے مجھے دے دو، حضرت اسماء نے کہا میں ان کو صدقہ کر چکی ہوں۔

بیوی کے لیے کھانا پکانا اور گھر کے دیگر کام کاج کا شرعی حکم

حدیث نمبر ۵۵۸۵ میں ہے: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت زبیر کے گھوڑے کی دیکھ بھال اور نگہداشت کرتی تھیں اور ان کے لیے آٹا گوندھ کر روٹی پکاتی تھیں، کنوئیں سے پانی لاتی تھیں، علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت اسماء کا خاوند کے لیے کھانا پکانا اور دیگر گھر کے کام کاج کرنا ان امور معروفہ میں سے ہے جن کو بطور مروت اور احسان کرنے پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے، عورت خاوند کے لیے روٹی پکاتی ہے، کپڑے دھوتی ہے اور دیگر معاملات میں اس کی خدمت کرتی ہے اور یہ تمام امور عورت کی طرف سے خاوند پر تبرع اور احسان ہیں اور حسن معاشرت اور افعال معروفہ ہیں، عورت پر ان میں سے کوئی چیز واجب نہیں ہے، بلکہ اگر عورت ان کاموں میں سے کوئی کام نہ کرے تو وہ گنہ گار نہیں ہوگی، اور خاوند پر لازم ہوگا کہ وہ عورت کے لیے پکے پکائے کھانے اور دھلے دھلائے کپڑے مہیا کرے اور خاوند کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کاموں میں سے کسی کام کو عورت پر لازم کرے، عورت از خود جو ان کاموں کو کرتی ہے یہ اس کی عادت جمیلہ ہے جس پر شروع زمانہ سے لے کر آج تک کی عورتیں قائم ہیں، عورت پر صرف دو چیزیں واجب ہیں، مرد کو مباشرت کرنے کا موقع دے اور اس کے گھر میں رہے۔[1]

سرکاری زمین کا کسی کو مالک بنانے میں مذاہب فقہاء

حدیث نمبر ۵۵۸۹ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو زمین عطا فرمائی تھی، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ امام (سربراہ مملکت) سرکاری زمین جس کو چاہے عطا کر سکتا ہے، اور جو زمین بیت المال کی ملکیت ہو، امام کی عطا کے بغیر کوئی شخص اس کا مالک نہیں ہو سکتا، کبھی امام کسی زمین کو بنفسہ عطا کر دیتا ہے اور کبھی زمین بیت المال کی ملکیت رہتی ہے اور اس کے منافع حاصل کرنے کی کسی کو اجازت دے دیتا ہے، اور اس کے منافع کے حصول کی مدت مقررہ تک اجازت ہوتی ہے، اور جو زمینیں غیر آباد اور بنجر ہوں ان کو ہر شخص آباد کر سکتا ہے اس میں امام سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، امام مالک، امام شافعی اور جمہور فقہاء کا یہی نظریہ ہے اور امام ابوحنیفہ کا یہ نظریہ ہے کہ امام کی اجازت کے بغیر بنجر زمین کو آباد کرنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔[2]

اجنبی عورت کو اپنے ساتھ سوار کرنے کا بیان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء کو جو اپنی سواری پر بیٹھنے کے لیے فرمایا تھا اس میں یہ دلیل ہے کہ اگر سواری کو طاقت ہو تو انسان سواری پر اپنے پیچھے کسی اور کو بھی بٹھا سکتا ہے، نیز اس میں مسلمان مردوں اور عورتوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور رحمت کا بھی بیان ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہے کہ اگر کوئی غیر محرم عورت راستہ میں تھک جائے تو اس کو کوئی شخص اپنی سواری پر بٹھا سکتا ہے خصوصاً اس وقت جب کہ وہ مرد نیک مردوں کی جماعت کے ساتھ ہو، اس کے جواز میں کوئی

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] 　〃　〃　〃　〃　〃، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۸، 〃

شک نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ مرد اجنبی عورتوں سے اور عورتیں اجنبی مردوں سے دور رہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اجنبی عورتوں سے دور رہتے تھے تاکہ آپ کی اقتداء کی جاسکے اور اس معاملہ میں آپ کی خصوصیت تھی کیونکہ حضرت اسماء حضرت ابوبکر کی بیٹی، حضرت عائشہ کی بہن اور حضرت زبیر کی زوجہ تھیں گویا وہ آپ کے اہل کی ایک فرد تھیں، علاوہ ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اپنے نفس پر ضبط اور اعتماد تھا وہ خصوصیت کی الگ وجہ ہے، البتہ جو عورت محرم ہو اس کو اپنے ساتھ بٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [۱]

بَابُ تَحْرِيمِ مُنَاجَاتِ الِاثْنَيْنِ دُونَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ رِضَاءٍ

تیسرے شخص کی موجودگی میں اس کی رضامندی کے بغیر دو آدمیوں کو سرگوشی کرنے کی ممانعت

۵۵۷۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین شخص ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

۵۵۸۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ) كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَيُّوبَ بْنَ مُوسَى كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ.

امام مسلم نے اس حدیث کی چھ سندیں ذکر کیں ان میں حضرت ابن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۵۵۸۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین ہو تو ایک کے بغیر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں تاآنکہ اور لوگ آجائیں تاکہ اس شخص کی دل آزاری نہ ہو۔

[۱] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ يُحْزِنَهُ۔

۵۵۸۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى) قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو اپنے ساتھی کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کرو کیونکہ یہ چیز اس کو غمزدہ کرے گی۔

۵۵۸۳ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمیوں کی سرگوشی کرنے میں مذاہب

علامہ نووی لکھتے ہیں: ان احادیث میں تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمیوں کی سرگوشی کرنا ممنوع ہے، یہ ممانعت تحریمی ہے، سو ایک شخص کو چھوڑ کر باقی جماعت کا آپس میں سرگوشی کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر وہ شخص اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابن عمر، امام مالک، فقہاء شافعیہ اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ یہ ممانعت ہر زمانہ میں اور سفر و حضر کے ہر حال میں عام ہے۔ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ سفر میں سرگوشی کرنا منع ہے، اور حضر میں سرگوشی کرنا منع نہیں ہے۔ کیونکہ سفر میں خوف کا اندیشہ ہے، اور بعض علماء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے، یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اور جب اسلام پھیل گیا اور لوگ مامون ہوگئے تو یہ ممانعت ساقط ہوگئی، کیونکہ مسلمانوں کی موجودگی میں منافقین آپس میں سرگوشیاں کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کو رنج پہنچے، اور جب چار آدمی ہوں اور دو کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ [1]

بَابُ الطِّبِّ وَالْمَرَضِ وَالرُّقٰى

طب، بیماری اور جھاڑ پھونک

۵۵۸۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ (وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ إِذَا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَاهُ جِبْرِيلُ قَالَ بِاسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ.

...اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو جبرئیل آکر آپ کو دم کرتے اور یہ کلمات کہتے (ترجمہ:) اللہ کے نام سے، وہ آپ کو تندرست کرے گا، اور ہر بیماری سے شفا دے گا اور حسد کرنے والے حاسد کے ہر شر سے اور نظر لگانے والی آنکھ کے ہر شر سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے گا۔

۵۵۸۵ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں! حضرت جبرائیل نے یہ کلمات کہے: میں آپ کو ہر ایذاء دینے والی چیز کے شر سے اور ہر نفس اور ہر حسد والی آنکھ کے ضرر سے اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دیگا، میں آپ کو اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں۔

۵۵۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کیں، ان میں سے یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر حق ہے۔

۵۵۸۷ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی ہے تو نظر ہے اور جب تم سے (نظر کے علاج کے لیے) غسل کرنے کے لیے کہا جائے تو غسل کر لو۔

دم کرنے کی تحقیق

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

بعض احادیث میں ہے "جو لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ جھاڑ پھونک کریں گے اور نہ جھاڑ پھونک کرائیں گے وہ صرف اپنے رب پر توکل کرنے والے ہوں گے" (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۵۰، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۶) اس حدیث میں جھاڑ پھونک نہ کرانے کی مدح کی ہے اور اس باب کی احادیث میں یہ ذکر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت جبرئیل نے آپ کو دم کیا، سو اول الذکر صحیحین کی حدیث اور اس باب کی احادیث میں کھلا ہوا تعارض ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں جھاڑ پھونک کی نفی ہے ان احادیث میں ان کلمات سے جھاڑ پھونک اور دم کرنا مراد ہے جو کفار کے کلمات ہوں یا وہ عجمی کلمات ہوں جن کا معنی مجہول ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا معنی کفریہ ہو یا کفر کے قریب ہو یا وہ کلمات مکروہ ہوں، اور اگر قرآن مجید کی آیات پڑھ کر دم کیا جائے یا اذکار ماثورہ یا معروفہ پڑھ کر دم کیا جائے تو ان کی ممانعت نہیں ہے بلکہ ان کلمات کو پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔

بعض علماء نے ان احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر جھاڑ پھونک اور دم کرنے کے عمل کو مطلقاً ترک کر دیا جائے تو یہ افضل ہے اور توکل کے عین مطابق ہے اور اگر دم کیا جائے تو یہ خلاف افضل ہونے کے باوجود جائز ہے، علامہ ابن عبدالبر مالکی نے اسی جواب کو اختیار کیا ہے لیکن مختار پہلا جواب ہے۔ علماء نے قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنے کے جواز پر اجماع کو نقل کیا ہے، علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے ذکر کے ساتھ ہر قسم کا دم کرنا جائز ہے اور اگر وہ کلمات عجمیہ ہوں یا ان کا معنی مجہول ہو تو پھر ان کلمات کے ساتھ دم کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا معنی کفریہ ہو، علامہ مازری نے کہا کہ اہل کتاب کے کلمات کے ساتھ دم کرنے میں اختلاف ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز کہا ہے، اور امام مالک نے اس کو اس خدشہ سے مکروہ کہا ہے کہ ہو سکتا ہے انہوں نے ان کلمات میں تحریف کر دی ہو، اور جنہوں نے جائز کہا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ان کلمات میں تحریف کرنے کے ساتھ ان کی کوئی غرض متعلق نہیں ہے اور اس باب کے بعد امام مسلم نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ اپنے دم درود (جھاڑ پھونک) کو مجھ پر پیش کرو، اگر ان میں کوئی (قابل اعتراض) چیز نہ ہو تو ان کے ساتھ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے! (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲۴)

علماء نے اس حدیث کے متعدد جوابات دیے ہیں:

۱۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً دم کرنے سے منع فرمایا تھا بعد میں اس کی اجازت دے دی۔

۲۔ یہ ممانعت مجہول کلمات کے ساتھ دم کرنے پر محمول ہے، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

۳۔ یہ ممانعت ان لوگوں سے متعلق ہے جن کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ اشیاء میں تاثیر اور منفعت ان اشیاء کی طبیعت اور ماہیت کی وجہ سے ہوتی ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اکثر اشیاء کے متعلق یہی عقیدہ تھا۔

بعض احادیث میں ہے کہ صرف نظر اور بخار کی وجہ سے دم کرنا جائز ہے یعنی کسی اور چیز کی وجہ سے دم نہ کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حصر اولویت کے اعتبار سے ہے یعنی چونکہ نظر اور بخار کا ضرر زیادہ ہوتا ہے اس لیے ان میں دم کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے متعدد

پوچھا گیا تو آپ نے اس کی شیطان کی طرف نسبت کی، حسن بصری نے کہا منتر جادو ہے، قاضی عیاض نے کہا یہ ممانعت اس پر محمول ہے کہ یہ چیزیں کتاب اللہ، اذکار ماثورہ، معروفہ اور امور مباحہ سے خارج ہیں، امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ سعید بن مسیب سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص پر ایک قسم کا جنون طاری ہے کیا اس پر منتر کیا جائے تو سعید بن مسیب نے کہا کوئی حرج نہیں وہ اس سے صلاح اور شفا کا ارادہ کرتے ہیں، دیکھئے سعید بن مسیب نے نفع دینے والی چیز سے منع نہیں کیا، علامہ طبری نے بھی منتر کی اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو حشرات الارض یا کسی اور چیز سے کوئی ضرر پہنچے تو اس کا دم اور جھاڑ پھونک کرانا صحیح ہے اور صحیح بخاری میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بستر پر جاتے تو تینوں قل (سورۂ اخلاص اور معوذتین) پڑھ کر اپنے ہاتھ پر دم کرتے پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر پھیرتے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا اس کو پھیرتے۔[۱]

تعویذات لٹکانے کی تحقیق

تعویذات کی اصل قرآن مجید کی یہ آیت ہے: وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين (بنی اسرائیل: ۸۲) اور قرآن میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے رحمت اور شفاء ہے اور حدیث میں تعویذات کی اصل یہ روایت ہے:

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا كلمات نقولهن عند النوم من الفزع بسم الله اعوذ بكلمات الله التامة من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون قال فكان عبد الله بن عمرو يعلمها من بلغ من ولده ان يقولها عند نومه ومن كان منهم صغيرا لا يعقل ان يحفظها كتبها له فعلقها في عنقه۔[۲]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چند کلمات سکھائے جن کو ہم خوف اور دہشت کی وجہ سے سوتے وقت پڑھتے تھے وہ کلمات یہ تھے: بسم اللہ اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو اپنے بالغ بچوں کو سوتے وقت ان کلمات کے پڑھنے کی تلقین کرتے اور جو کم سن بچے ان کلمات کو یاد نہیں کر سکتے تھے ان کے گلوں میں ان کلمات کو لکھ کر ان کا تعویذ ڈال دیتے۔

امام ابوداؤد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے[۳]

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

وقال مالك: لا باس بتعليق الكتب

امام مالک نے کہا ہے کہ جن تعویذات میں اللہ تعالیٰ کے

---

[۱]۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج۲ ص ۲۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲]۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[۳]۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج۲ ص ۱۸۷، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

التي فيها أسماء الله تعالى على أعناق المرضى على وجه التبرك بها إذا لم يرد معلقها بذلك مدافعة العين. وعنى بذلك أنه لا بأس بالتعليق بعد نزول البلاء رجاء الفرج والبرء كالرقى التي وردت السنة بها من العين، وأما قبل النزول ففيه بأس وهو غريب، وعند ابن المسيب يجوز تعليق العوذة من كتاب الله تعالى في قصبة ونحوها وتوضع عند الجماع وعند الغائط ولو يقيد بقبل وبعد، ورخص الباقر في العوذة تعلق على الصبيان مطلقًا، وكان ابن سيرين لا يرى بأسًا بالشيء من القرآن يعلقه الانسان كبيرًا او صغيرًا مطلقًا، وهو الذي عليه الناس قديمًا وحديثًا في سائر الأمصار.[1]

اسماء ہوں ان کو بطور تبرک مریضوں کے گلوں میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ لٹکانے والا اس سے نظر دور کرنے کا ارادہ نہ کرے، اس سے امام مالک کی مراد یہ ہے کہ مصیبت نازل ہونے کے بعد راحت اور خوشی کی امید میں تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ اس دم کرنے کے حکم میں ہے جو نظر لگنے کے سلسلہ سنت میں وارد ہے، اور مصیبت نازل ہونے سے پہلے تعویذ لٹکانے میں حرج ہے اور امام مالک کا یہ حکم غریب ہے، ابن مسیب کے نزدیک قرآن مجید سے تعویذ لکھ کر کسی بانس وغیرہ پر لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جماع اور بیت الخلاء کے وقت تعویذ کو اتار لیا جائے، انہوں نے قبل اور بعد کے ساتھ مقید نہیں کیا، امام باقر نے بچوں کے گلوں میں تعویذ لٹکانے کی مطلقاً اجازت دی ہے، امام ابن سیرین کے نزدیک بچہ ہو یا بڑا تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، تمام شہروں میں ابتدائی زمانے سے لے کر اب تک تمام لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

علامہ قرطبی نے اس مسئلہ پر بہت تفصیل سے بحث کی ہے، تعویذ لکھنے اور اس کے لٹکانے کا جواز بیان کیا ہے اور اس کے ثبوت میں احادیث ذکر کی ہیں۔ اور علماء اور ائمہ کے اقوال بیان کیے ہیں، اور جن احادیث میں تعویذوں کی ممانعت ہے ان کو زمانہ جاہلیت کے کفریہ اور شرکیہ کلمات پر محمول کیا ہے۔[2]

علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں:

اختلف في الاستشفاء بالقرآن بأن يقرأ على المريض أو الملدوغ الفاتحة أو يكتب في ورق يعلق عليه أو في طست ويغسل ويسقى وعن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يعوذ نفسه قال رضي الله عنه وعلى الجواز عمل الناس اليوم وبه وردت الآثار ولا بأس بأن يشد الجنب والحائض

قرآن مجید سے شفا طلب کرنے میں اختلاف ہے بایں طور کہ مریض یا ڈسے ہوئے پر سورۂ فاتحہ پڑھی جائے، یا کسی ورق پر لکھ کر اس کو تعویذ ڈال دیا جائے یا کسی طشتری میں لکھ کر اس کو دھو کر اس کا غسالہ اس کو پلا دیا جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم کرتے تھے، اس کے جواز پر آج تک لوگوں کا عمل ہے اور اسی کے ثبوت

۱۔ علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ ص ۱۴۶، ۱۴۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۲۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ... مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

التعاویذ علی العضد اذا کانت ملفوفۃ اھ قال ط وانظر ھل کتابۃ القرآن فی نحو التمائم حروفاً مقطعۃ تجوز ام لا لانہ غیر ما ورد ت بہ کتابۃ القرآن وحرر ہ اھ وفی الخانیۃ بساط او مصلی کتب علیہ فی النسج الملک للہ یکرہ استعمالہ وبسطہ والقعود علیہ ولو قطع الحرف من الحرف او خیط علی بعض الحروف حتی لم تبق الکلمۃ متصلۃ لا تزول الکراھۃ لان للحروف المفردۃ حرمۃ وکذا لو کان علیھا الملک او الالف وحدہ او اللام اھ[1]

میں آثار وارد ہیں، اگر تعویذ کسی لفافے (موم جامے) میں ہوں اور یہ کسی جُنبی یا حائض کے بازو پر بندھے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، علامہ طحطاوی نے کہا ہے کہ اس پر غور کرنا چاہیے کہ تعویذات میں قرآن مجید کو جو حروف مقطعہ میں لکھا جاتا ہے آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ قرآن مجید کو اس طرح لکھنا منقول نہیں ہے۔ فتاوی قاضی خاں میں ہے کہ جس چادر یا مصلّے پر "الملک للہ" بنا ہوا ہو، اس کو استعمال کرنا، اس کو بچھانا اور اس پر بیٹھنا مکروہ ہے، اگر ایک حرف کو دوسرے حرف سے منقطع کر دیا جائے یا ایک حرف کو دوسرے حرف پر سی دیا جائے پھر بھی کراہت زائل نہیں ہوتی، کیونکہ حروف مفردہ کی بھی تعظیم ہے۔

نیز علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

قال الزیلعی وعن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الرقی والتمائم والتولۃ شرک رواہ ابوداود وابن ماجہ والتولۃ ای بوزن عنبۃ ضرب من السحر قال الاصمعی ھو تحبیب المرأۃ الی زوجھا وعن عروۃ بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال کنا فی الجاھلیۃ نرقی فقلنا یا رسول اللہ کیف تری فی ذالک فقال اعرضوا علی رقاکم لا باس بالرقی مالم یکن فیھا شرک رواہ مسلم وابوداود اھ[1]

علامہ زیلعی نے کہا ہے کہ امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دم کرنا، تعویذ لٹکانا اور تولہ شرک ہے تولہ، عنبہ کے وزن پر لفظ ہے اس کا معنی جادو کی ایک قسم ہے اصمعی نے کہا اس جادو سے خاوند کے دل میں عورت کی محبت پیدا کی جاتی ہے، عروہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں دم کرتے تھے، ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! ہمارے اس دم کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھ پر اپنے دم کے کلمات پیش کرو، اگر دم میں شرکیہ کلمات نہ ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس حدیث کو امام مسلم اور امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

خون اور کسی دوسری نجس چیز کے ساتھ تعویذ لکھنے کا شرعی حکم

تعویذ لکھتے وقت یہ چیز ملحوظ رکھنی چاہیے کہ پاک چیز سے تعویذ لکھا جائے کسی ناپاک چیز سے تعویذ لکھنا جائز نہیں ہے، بعض لوگ مرغ کے خون سے تعویذ لکھتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے، ہر جاندار کا بہنے والا خون ناپاک ہے اور ناپاک چیز کے ساتھ قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالی کے اسماء لکھنا جائز نہیں ہے۔ مجھے بہت حیرت اور افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ علامہ شامی نے ایک نہایت افسوس ناک بات لکھی ہے:

وکذا اختارہ صاحب الھدایۃ فی التجنیس فقال لو رعف فکتب الفاتحۃ بالدم علی جبھتہ وانفہ جاز للاستشفاء وبالبول ایضا ان علم فیہ شفاءً

ناپاک چیز سے علاج کرنا جائز ہے، صاحب ہدایہ نے تجنیس میں یہی اختیار کیا ہے، انھوں نے کہا اگر کسی آدمی کی نکسیر پھوٹ گئی اور اس نے خون کے ساتھ اپنی ناک اور پیشانی پر سورۂ فاتحہ کو لکھ دیا تو یہ طلب شفاء

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار علی الدر المختار ج ۵ ص ۳۶۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

لکن لم ینقل وھذا لان الحرمۃ ساقطۃ عند الاستشفاء کحل الخمر والمیتۃ للعطشان والجائع اھ من البحر۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۴)

کے لیے جائز ہے اور اگر یہ یقین ہو کہ پیشاب کے ساتھ لکھنے سے شفا ہو گی تو پیشاب کے ساتھ لکھنا بھی جائز ہے، لیکن یہ منقول نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ طلب شفا کی وجہ سے حرمت ساقط ہو جاتی ہے جیسے بھوکے اور پیاسے کے لیے خنزیر کھانا اور شراب پینا حرام نہیں ہے

میں کہتا ہوں کہ خون یا پیشاب کے ساتھ سورۂ فاتحہ لکھنے والے کا ایمان خطرہ میں ہے، اگر کسی آدمی کو روز روشن سے زیادہ یقین ہو کہ اس عمل سے اس کو شفا ہو جائے گی تب بھی اس کا مر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ خون یا پیشاب کے ساتھ سورۂ فاتحہ لکھنے کی جرأت کرے۔ اللہ تعالیٰ ان فقہاء کو معاف کرے، بال کی کھال نکالنے اور جزئیات مستنبط کرنے کی عادت کی وجہ سے ان سے یہ قول شنیع سرزد ہو گیا، ورنہ ان کے دلوں میں قرآن مجید کی عزت اور حرمت بہت زیادہ تھی۔

ہم نے قرآن اور سنت سے تعویذ کی اصل بیان کی اور مفسرین اور فقہاء کے اقوال سے اس کی تائید کی اور جن احادیث میں اس کی ممانعت ہے ان کا محمل بیان کیا، اس تحریر کو غنیمت سمجھنا چاہیے شاید اس قدر تفصیل آپ کو کسی اور جگہ نہیں ملے گی۔ والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین

بَابُ السِّحْرِ

جادو کا بیان

۵۵۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَحَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيٌّ مِنْ يَهُودِ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَتْ حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَا ثُمَّ دَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ جَاءَنِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ أَوِ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ قَالَ وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ قَالَتْ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أُمَّتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ وَاللَّهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بنو زریق کے یہودیوں میں سے لبید بن اعصم نام کے ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا، حتیٰ کہ اس کے جادو کے اثر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آتا کہ میں یہ کام کر رہا ہوں، حالانکہ آپ وہ کام نہیں کر رہے ہوتے تھے، حتیٰ کہ ایک دن یا ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، پھر دوبارہ دعا کی پھر سہ بارہ دعا کی پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو کچھ میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلا دیا، میرے پاس دو شخص آئے، ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پیروں کی جانب بیٹھ گیا، سو جو شخص میرے سرہانے بیٹھا تھا اس نے پیروں کی جانب والے سے کہا یا پیروں کی جانب بیٹھنے والے نے سرہانے والے سے کہا: اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے، پہلے نے کہا کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے، پہلے نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی میں اور کنگھی سے جھڑنے والے بالوں میں اور کھا نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں، پہلے نے کہا یہ

وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللّٰهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا فَأَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ ـ

چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا ذی اروان کے کنوئیں میں، حضرت عائشہ نے کہا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر گئے، پھر آپ نے فرمایا: اے عائشہ بہ خدا اس کنوئیں کا پانی مہندی کے پانی کی مانند تھا، اور وہاں کھجور کے درخت شیاطین کے سر کی طرح تھے، حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں میں نے کہا، یا رسول اللہ آپ نے اس کو جلا کیوں نہ دیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں اللہ تعالے نے مجھے اچھا کر دیا اور میں لوگوں میں فساد بھڑکانے کو برا سمجھتا ہوں، اس لیے میں نے اس کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

۵۵۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ أَبُو كُرَيْبٍ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَقَالَ فِيهِ فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ وَقَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَخْرِجْهُ وَلَمْ يَقُلْ أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَأَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا، اس کے بعد راوی نے حسب سابق واقعہ بیان کیا ہے اور اس میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کنوئیں کی طرف گئے، آپ نے اس کی طرف دیکھا، اس کنوئیں پر کھجور کے درخت تھے، حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کو نکال لیجئے اور یہ نہیں کہا کہ آپ نے اس کو جلا کیوں نہ دیا؟ اور اس حدیث میں آپ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ میں نے اس کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

جادو کی تحقیق

علامہ نووی لکھتے ہیں:

امام مازری رحمہ اللہ نے یہ کہا ہے کہ اہل سنت اور جمہور علماء امت کا مذہب یہ ہے کہ جادو ثابت ہے اور جس طرح دوسری اشیاء ثابتہ کی حقیقت ہے اس طرح جادو کی بھی حقیقت ہے، اس کے برخلاف بعض لوگوں نے جادو کا انکار کیا اور اس کی حقیقت کی نفی کی اور جادو کے اثرات کے متعلق کہا یہ محض خیالات باطلہ ہیں، ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جادو کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ جادو سیکھتے تھے نیز یہ فرمایا کہ جادو کرنے سے کفر ہو جاتا ہے اور جادو سے عورت اور اس کے شوہر کے درمیان تفریق ہو جاتی ہے، اور ان تمام اُمور کے متعلق یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، نیز اس حدیث میں بھی جادو کا ثبوت ہے کہ ان اشیاء کے ساتھ جادو کیا گیا جن کو کنوئیں سے نکالا گیا اور بعد میں دفن کر دیا گیا، قرآن اور سنت کی ان تصریحات سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو جادو کا انکار کرتے ہیں، اور عقل کے نزدیک یہ محال نہیں ہے کہ بعض کلمات کے صدور پر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو خلاف عادت پیدا فرما دے، اور جب ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ بعض چیزیں ہلاکت کا سبب ہیں اور بعض چیزوں سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اور بعض چیزوں سے اس کو نقصان پہنچتا ہے تو پھر عقل کے نزدیک یہ کس طرح مستبعد ہوگا کہ جادوگر

کسی ایسے علم کو جانتا ہو جس سے وہ لوگوں کو ہلاک کرنے یا ان کو نقصان پہنچانے پر قادر ہو۔

نبی پر جادو کیا جانا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہے

بعض مبتدعین نے اس حدیث کا اس وجہ سے انکار کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہونا منصب نبوت کے خلاف ہے اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہونے کو مان لیا جائے تو پھر شریعت پر اعتماد نہیں رہے گا، کیونکہ ہو سکتا ہے ہم تک جو آپ کے احکام پہنچے ہیں وہ جادو کے اثر سے ہوں۔ مبتدعین اور منکرین حدیث کا یہ قول باطل ہے، کیونکہ امور تبلیغیہ کی صحت، صدق اور ان میں آپ کی عصمت پر دلائل قطعیہ قائم ہیں، اور معجزات ان پر شاہد ہیں، اور وہ امور جن کا تعلق امور دنیاویہ سے ہے جو آپ کو بشریت کی وجہ سے عارض ہوتے ہیں تو اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے کہ ان امور دنیاویہ میں سے وہ چیزیں آپ کے خیال میں آئیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ کو خیال آتا تھا کہ آپ نے اپنی ازواج سے مباشرت کی ہے حالانکہ آپ نے مباشرت نہیں کی تھی، انسان کو نیند میں اس قسم کے خیالات آتے ہیں تو اگر بیداری میں بھی اس قسم کا خیال آجائے تو اس میں کیا استبعاد ہے، بعض احادیث میں یہ آیا ہے کہ آپ خیال کرتے کہ آپ نے کوئی کام کیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہیں کیا تھا، یہ تمام احادیث تخیل بالبصر پر محمول ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ پر اپنی رسالت ملتبس ہو اور نہ اس میں مبتدعین کے اعتراض کی کوئی وجہ ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جادو کا اثر آپ ذاتی اور نجی زندگی پر ہوا تھا، نبوت اور رسالت کی زندگی پر جادو کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

جادو کا دائرہ کار اور جادو اور معجزہ میں فرق

علامہ مازری نے کہا ہے کہ جادو کے دائرہ کار میں علماء کا اختلاف ہے، بعض علماء نے یہ کہا کہ عورت اور اس کے زوج میں تفریق سے زیادہ جادو کا اور کوئی اثر نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بڑی اہمیت سے ذکر کیا ہے، اگر اس سے بڑا کوئی اور جادو کا اثر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ذکر کر دیتا، اور اشاعرہ کا مذہب یہ ہے کہ جادو کا اثر اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے، اور یہی بات عقلاً صحیح ہے کیونکہ ہر چیز کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے، اگر یہ سوال کیا جائے کہ جب جادوگر کے ہاتھ سے بھی خلاف عادت کاموں کا ظہور جائز ہے تو نبی اور جادوگر میں کیا فرق ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی، ولی اور جادوگر ان سب سے خلاف عادت کام ظاہر ہوتے ہیں لیکن نبی جس خلاف عادت چیز کو ظاہر کرتا ہے وہ اس کے صدور میں تمام مخلوق کو چیلنج کرتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی مثل لانے سے تمام مخلوق عاجز ہے، اور اس خلاف عادت کام کو اپنی نبوت کی دلیل قرار دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو اس دعویٰ میں سچا کر دیتا ہے، اور جو شخص نبوت کے دعویٰ میں جھوٹا ہو اس کے ہاتھ پر ایسا خلاف عادت کام پیدا نہیں کرتا جو اس کے دعویٰ کا مؤید اور مصدق ہو، اور ولی اور جادوگر دونوں خرق عادت ظاہر کرتے ہیں لیکن وہ اس کے ساتھ مخلوق کو چیلنج نہیں کرتے نہ اس کو نبوت کی دلیل قرار دیتے ہیں اور جادوگر اور ولی میں فرق یہ ہے کہ جادو ہمیشہ کسی فاسق شخص کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اور کرامت کسی مومن عابد اور متقی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے

جادو کے احکام شرعیہ

جادو کرنا حرام ہے اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے، بعض اوقات جادو کرنا کفر ہوتا ہے اور بعض اوقات گناہ کبیرہ ہوتا ہے، اگر جادو میں ایسا قول یا فعل ہو جس کا تقاضا کفر ہو تو جادو کفر ہوگا، ورنہ محض گناہ کبیرہ ہوگا، جادو کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اگر جادو میں کفریہ

کلمات ہوں تو پھر اس کا سیکھنا اور سکھانا کفر ہے ورنہ نہیں، اگر جادو میں کلمات کفر نہ ہوں تو پھر جادو کرنے والے کو تعزیراً سزا دی جائے گی، اور اس سے توبہ طلب کی جائے گی، اور ہمارے نزدیک اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی، امام مالک نے کہا کہ جادو کرنے والا کافر ہے اس کو جادو کی بناء پر قتل کر دیا جائیگا۔ اس سے توبہ طلب کی جائے گی نہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی، بلکہ اس کو حتمی طور پر قتل کر دیا جائے گا، یہ مسئلہ توبہ زندیق پر متفرع ہے، ان کے نزدیک جادوگر کافر ہے اور ہمارے نزدیک کافر نہیں ہے اور ہمارے نزدیک منافق اور زندیق کی توبہ قبول ہوتی ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ امام احمد کا قول بھی امام مالک کی طرح ہے اور صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے، اگر جادوگر اپنے جادو سے کسی شخص کو قتل کر دے اور یہ اعتراف کرے کہ وہ شخص اس کے جادو کی وجہ سے مرا ہے اور اس جادو سے آدمی غالباً مر جاتا ہو تو اس جادوگر کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا اور اگر جادوگر یہ کہے کہ وہ شخص اس جادو سے مرا ہے اور اس جادو سے کبھی آدمی مرتا ہے اور کبھی نہیں مرتا تو پھر اس کو قتل نہیں کیا جائے گا اور اس پر دیت اور کفارہ لازم ہوگا، اور دیت جادوگر کے مال سے ادا کی جائے گی، جادوگر کے عاقلہ سے دیت نہیں لی جائے گی، ہمارے فقہاء نے کہا ہے کہ قصاص صرف جادوگر کے اعتراف کی بناء پر ہوگا، گواہوں کی گواہی کی بناء پر جادوگر سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ لہ

بَابُ السَّمِّ!

زہر کا بیان

۵۵۹۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَجِيءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ أَرَدْتُ لِأَقْتُلَكَ قَالَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُسَلِّطَكِ عَلٰى ذَاكِ قَالَ أَوْ قَالَ عَلَيَّ قَالَ قَالُوا أَلَا نَقْتُلُهَا قَالَ لَا قَالَ فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکری کا زہر آلودہ گوشت لے کر آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گوشت سے کچھ کھا لیا، پھر اس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے اس عورت سے اس گوشت کے متعلق سوال کیا، اس نے کہا میں نے (معاذ اللہ) آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اس پر قادر نہیں کرے گا، یا فرمایا مجھ پر قادر نہیں کرے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں! آپ نے فرمایا: نہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس زہر کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوے (منہ) میں ہمیشہ پایا گیا۔

(۵۵۹۱) وَحَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے گوشت میں زہر ملایا اور رسول اللہ

لہ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

زَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَعَلَتْ سَمًّا فِيْ لَحْمٍ ثُمَّ اَتَتْ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ خَالِدٍ۔

صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ گوشت لے کر آئی، اس کے بعد حسب سابق ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زہر آلود گوشت کھانے کا بیان

علامہ نووی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: واللّٰه یعصمك من الناس "اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا" اس حدیث میں اس کی تصدیق ہے اور یہ آپ کا معجزہ ہے کیونکہ عادۃً کوئی شخص زہر کھا کر زندہ نہیں رہتا، نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا کہ اس گوشت میں زہر ملا ہوا ہے، صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتب میں یہ روایت ہے کہ اس گوشت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے، جس یہودی عورت نے آپ کو زہر دیا تھا اس کا نام زینب بنت الحارث تھا، یہ مرحب نامی یہودی کی بہن تھی، اس عورت کو قتل کرنے کے سلسلہ میں آثار مختلف ہیں، صحیح مسلم کی روایت میں ہے آپ نے اس کو قتل نہیں کیا، اور بعض دیگر روایات میں ہے آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ ابن سحنون نے کہا، اس کے قتل کرنے پر محدثین کا اجماع ہے، ہو سکتا ہے کہ پہلے مرحلہ میں آپ نے اس کو قتل نہ کیا ہو اور بعد میں اس کو قتل کر دیا ہو۔ [1]

اس جگہ یہ بحث بھی کی جاتی ہے کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ زہر آلود گوشت نہ کھاتے، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے بعض مغیبات پر مطلع فرمایا ہے، آپ مطلقاً عالم الغیب نہیں ہیں، نیز جن مغیبات پر آپ کو مطلع کیا ہے ان میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی بعض حکمتوں کو پیدا کرنے کے لیے بعض اوقات بعض چیزوں سے آپ کی توجہ ہٹا لیتا ہے۔

باب ٢١ اِسْتِحْبَابِ رُقْيَةِ الْمَرِيْضِ ! مریض پر دم کرنے کا استحباب

٥٥٩٢ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَكٰى مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَلَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَقُلَ اَخَذْتُ بِيَدِهٖ لِاَصْنَعَ بِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ جب ہم میں سے کوئی شخص بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے پھر فرماتے: (ترجمہ) اے انسانوں کے مالک تکلیفوں کو دور کر دے، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں ہے، ایسی شفا دے جس سے بیماری بالکل باقی نہ رہے، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو میں آپ کا ہاتھ لے کر اسے آپ کی طرح آپ کے جسم پر پھیرنے لگی، آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے کھینچ لیا

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ٢ ص ٢٢٢، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

نَحْوَ مَا كَانَ يَصْنَعُ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاجْعَلْنِي مَعَ الرَّفِيقِ الْأَعْلَى قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ قَدْ قَضَى ❊

لیا اور فرمایا اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ کر دے، حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر میں نے دیکھا تو آپ واصل الی اللہ ہو چکے تھے۔

۵۵۹۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ سُفْيَانَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ فِي حَدِيثِ هُشَيْمٍ وَشُعْبَةَ مَسَحَهُ بِيَدِهِ قَالَ وَفِي حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ مَسَحَهُ بِيَمِينِهِ وَقَالَ فِي عَقِبِ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُورًا فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهِ ❊

امام مسلم نے اس حدیث کی پانچ سندیں بیان کیں، شعبہ کی روایت میں ہے آپ نے اپنا ہاتھ پھیرا، ثوری کی روایت میں ہے آپ نے اپنا داہنا ہاتھ پھیرا۔

۵۵۹۴۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَادَ مَرِيضًا يَقُولُ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِهِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ❊

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو فرماتے اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دے، اے اللہ اس کو شفاء دے، تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری شفاء کے سوا اور کسی کی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جس سے بیماری بالکل باقی نہ رہے۔

۵۵۹۵۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَرِيضَ يَدْعُو لَهُ قَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس جاتے تو یہ دعا کرتے، اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دے، اے اللہ! اس کو شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کسی کی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس سے بیماری بالکل باقی نہ رہے، ابوبکر

لَا يُغَادِرُ سَقَمًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ فَدَعَا لَهُ وَقَالَ وَأَنْتَ الشَّافِي -

کی روایت میں ہے آپ اس کے لیے دعا فرماتے اور فرماتے تو ہی شفاء دینے والا ہے۔

۵۵۹۶ وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَمُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَجَرِيرٍ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے اس کے بعد ابو عوانہ اور جریر کی مثل حدیث ہے۔

۵۵۹۷ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِي بِهَذِهِ الرُّقْيَةِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دم کرتے تھے: اے لوگوں کے رب تکلیف کو دور کر دے، تیرے دست قدرت میں ہی شفاء ہے، تیرے سوا کوئی مصیبت کو دور کرنے والا نہیں ہے۔

۵۵۹۸ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۵۵۹۹ حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا مَرِضَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ جَعَلْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُهُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِأَنَّهَا كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْ يَدِي وَفِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ بِمُعَوِّذَاتٍ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اس پر دم کرتے، جب آپ مرض وصال میں مبتلا تھے تو میں آپ پر دم کرتی اور آپ کے ہاتھ کو آپ پر پھیرتی کیونکہ آپ کے ہاتھ میں میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی، اور یحیی بن ایوب کی روایت میں معوذات کا لفظ ہے۔

۵۶۰۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو آپ سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ کر دم کرتے اور جب آپ کا درد زیادہ ہوا تو میں پڑھتی

يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَنْهُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.

تھی اور برکت کی امید سے آپ ہی کا ہاتھ پھیرتی تھی۔

۵۶۰۱ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا إِلَّا فِي حَدِيثِ مَالِكٍ وَفِي حَدِيثِ يُونُسَ وَزِيَادٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں بیان کیں، مالک کے علاوہ اور کسی کی سند میں یہ نہیں ہے کہ آپ کے ہاتھ کی برکت کی اُمید سے نیز مالک کی اور یونس اور زیاد کی روایت میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو اپنے نفس پر سورہ فلق اور سورہ ناس کو پڑھ کر دم کرتے اور اپنا ہاتھ پھیرتے۔

ف: ان احادیث میں قرآن مجید اور دیگر اذکار کے ساتھ دم کرنے کا ثبوت ہے، دم کے ساتھ تھوک کا اثر نہیں اڑانا چاہیے، اگر بلا قصد کچھ لعاب کی چھینٹیں اڑ جائیں تو کوئی حرج نہیں، حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بلا لعاب کے دم کرتے تھے اور جنھوں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا انھوں نے قصداً تھوک نہیں اڑایا تھا۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ وَالْحُمَةِ وَالنَّظْرَةِ

نظر لگنے، پھوڑے پھنسی زہریلے ڈنک وغیرہ کی تکلیف میں دم کرانے کا استحباب

۵۶۰۲ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ.

حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دم کرانے کے متعلق دریافت کیا، حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ انصار کے ایک گھرانے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر زہریلے ڈنک کی تکلیف میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

۵۶۰۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ

عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک گھرانے کو زہریلے ڈنک کی تکلیف میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

۵۶۰۴ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِصْبَعِهِ هَكَذَا وَوَضَعَ سُفْيَانُ سَبَّابَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا بِاسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ يُشْفَى وَقَالَ زُهَيْرٌ لِيُشْفَى سَقِيمُنَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کوئی انسان بیمار ہوتا یا اس کو کوئی چھالا یا زخم ہوتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اس انگلی (سفیان نے کہا آپ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ کر پھر اٹھاتے) سے اشارہ کر کے فرماتے اللہ کے نام سے، ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے کسی کے لعاب دہن سے ہمارا بیمار اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفاء پائیگا۔ زہیر کی روایت میں ہے تاکہ ہمارا بیمار شفاء پائے۔

۵۶۰۵ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُهَا أَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہیں نظر لگنے کی تکلیف میں دم کرانے کا حکم دیتے تھے۔

۵۶۰۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۰۷ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہیں نظر لگنے کی صورت میں دم کرانے کا حکم دیتے تھے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ.

۵۶۰۸- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي الرُّقَى قَالَ رُخِّصَ فِي الْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ وَالْعَيْنِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دم کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا زہریلے ڈنک، پھوڑے پھنسی اور نظر لگنے کی صورت میں دم کرانے کی اجازت ہے۔

۵۶۰۹- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا حَسَنٌ (وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ) كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نظر لگنے، ڈنک لگنے اور پھوڑے پھنسی کی صورت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرانے کی اجازت دی ہے۔

۵۶۱۰- حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجَارِيَةٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى بِوَجْهِهَا سَفْعَةً فَقَالَ بِهَا نَظْرَةٌ فَاسْتَرْقُوا لَهَا يَعْنِي بِوَجْهِهَا صُفْرَةً.

زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ حضرت ام سلمہ کے گھر ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر چھائیاں تھیں، آپ نے فرمایا اس کو نظر لگ گئی ہے، اس پر دم کراؤ، یعنی اس کے چہرے پر زردی تھی۔

۵۶۱۱- حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِآلِ حَزْمٍ فِي رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَقَالَ لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ مَا لِي أَرَى أَجْسَامَ بَنِي أَخِي ضَارِعَةً تُصِيبُهُمُ الْحَاجَةُ قَالَتْ لَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سانپ کی تکلیف میں آل حزم کو دم کرنے کی اجازت دی، اور اسماء بنت عمیس سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں اپنے بھائی (حضرت جعفر بن ابی طالب) کے بچوں کو دُبلا دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ بھوکے رہتے ہیں حضرت اسماء نے کہا نہیں، لیکن ان کو نظر جلد لگ جاتی ہے،

وَلٰكِنِ الْعَيْنُ تُسْرِعُ إِلَيْهِمْ قَالَ ارْقِيهِمْ قَالَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ ارْقِيهِمْ ٭

آپ نے فرمایا کوئی دم کرو، انھوں نے دم کے کلمات پیش کئے، آپ نے فرمایا: ان کو دم کر دو۔

۵۶۱۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ أَرْخَصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رُقْيَةِ الْحَيَّةِ لِبَنِي عَمْرٍو قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ لَدَغَتْ رَجُلًا مِنَّا عَقْرَبٌ وَنَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرْقِي قَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ ٭

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو عمرو کو سانپ کے ڈنک لگنے کی صورت میں دم کرنے کی اجازت دی، اور حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے تھے، ہم میں سے ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مار دیا اس وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میں دم کر دوں؟ آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو وہ اس کو فائدہ پہنچائے۔

۵۶۱۳ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَرْقِيهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ أَرْقِي ٭

امام مسلم نے اس حدیث کو ایک اور سند سے بیان کیا اس میں ہے قوم میں سے ایک شخص نے کہا میں اس پر دم کر دوں؟ اور یہ نہیں کہا میں دم کروں۔

۵۶۱۴ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِي خَالٌ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ فَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى وَأَنَا أَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ ٭

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں بچھو کے ڈسے ہوئے کو دم کرتے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع کر دیا، وہ آپ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ نے دم کرنے سے منع کر دیا اور میں بچھو کے ڈسے ہوئے پر دم کرتا تھا آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو وہ نفع پہنچائے۔

۵۶۱۵ وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ٭

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۱۶ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى فَجَاءَ آلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع کر دیا، پھر عمرو بن حزم کی آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ایک دم آتا ہے جس سے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِي بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَإِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى قَالَ فَعَرَضُوهَا عَلَيْهِ فَقَالَ مَا أَرَى بَأْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ۔

ہم بچھو کے ڈسے ہوئے کو دم کرتے تھے اور آپ نے دم کرنے سے منع کر دیا! پھر انھوں نے اس دم کے کلمات آپ پر پیش کیے، آپ نے فرمایا میں ان میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کو نفع پہنچائے۔

۵۶۱۷ـ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذٰلِكَ فَقَالَ اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں دم کرتے تھے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سلسلہ میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے دم کے کلمات مجھ پر پیش کرو، اگر شرکیہ کلمات نہ ہوں تو دم میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ف: ان احادیث میں ڈنک لگنے اور مختلف بیماریوں میں دم کرانے کے جواز کا بیان ہے۔

بَابُ جَوَازِ أَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلَى الرُّقْيَةِ بِالْقُرْآنِ وَالْأَذْكَارِ

قرآن مجید اور اذکار مسنونہ سے دم کرنے اور اس پر اجرت لینے کا بیان

۵۶۱۸ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا فِي سَفَرٍ فَمَرُّوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَلَمْ يُضِيفُوهُمْ فَقَالُوا لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ رَاقٍ فَإِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ لَدِيغٌ أَوْ مُصَابٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ نَعَمْ فَأَتَاهُ فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ الرَّجُلُ فَأُعْطِيَ قَطِيعًا مِنْ غَنَمٍ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا وَقَالَ حَتّٰى أَذْكُرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ مَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ ثُمَّ قَالَ خُذُوا مِنْهُمْ وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ مَعَكُمْ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ سفر میں گئے عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلہ پر ان کا گذر ہوا، صحابہ نے ان لوگوں سے مہمانی طلب کی، انھوں نے ضیافت نہ کی، پھر انھوں نے صحابہ سے پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ کیونکہ قبیلہ کے سردار کو بچھو نے ڈسا ہوا ہے، یا کہا وہ تکلیف میں ہے، صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا: ہاں مجھے دم کرنا آتا ہے، پھر وہ صحابی اس سردار کے پاس گئے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس شخص پر دم کر دیا، وہ شخص ٹھیک ہو گیا اور ان کو بکریوں کا ایک ریوڑ دیا گیا، انھوں نے ان بکریوں کو لینے سے انکار کر دیا اور کہا جب تک میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر نہ کر لوں ان کو نہیں لوں گا! پھر انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کا ذکر کیا اور کہا یا رسول اللہ! میں نے سورہ فاتحہ

۵۶۱۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ كِلَاهُمَا عَنْ غُنْدَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفُلُ فَبَرَأَ الرَّجُلُ.

۵۶۲۰ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَخِيهِ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَأَتَتْنَا امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ لُدِغَ فَهَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مِنَّا مَا كُنَّا نَظُنُّهُ يُحْسِنُ رُقْيَةً فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَأَعْطَوْهُ غَنَمًا وَسَقَوْنَا لَبَنًا فَقُلْنَا أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً فَقَالَ مَا رَقَيْتُهُ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ فَقُلْتُ لَا تُحَرِّكُوهَا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ مَعَكُمْ.

۵۶۲۱ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مِنَّا مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ۔

کے سوا اور کسی چیز کا دم نہیں کیا، پھر آپ مسکرائے اور فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے! پھر فرمایا: ان بکریوں کو لے لو اور ان میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ وہ صحابی سورہ فاتحہ پڑھتے جاتے تھے اور اپنا تھوک جمع کر کے اس پر تھوکتے جاتے تھے، سو وہ شخص تندرست ہو گیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مقام پر گئے، ہمارے پاس ایک عورت نے آ کر کہا ہمارے قبیلہ کے سردار کو ایک بچھو نے کاٹ لیا ہے، کیا تم میں سے کوئی شخص دم کرنے والا ہے؟ ہم میں سے ایک شخص اٹھ کر اس کے ساتھ چل پڑا، ہم کو یہ گمان نہ تھا کہ اس کو اچھی طرح دم کرنا آتا ہوگا، اس نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا، وہ سردار تندرست ہو گیا، ان لوگوں نے اس کو بکریاں دیں اور ہم سب کو دودھ پلایا، ہم نے کہا تم کو واقعی دم کرنا آتا تھا؟ اس نے کہا میں نے تو اس پر صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے! حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں پھر میں نے کہا ان بکریوں کو مت چھیڑو حتیٰ کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر معلوم کر لیں، پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا اس کو کیسے معلوم ہو گیا کہ سورۂ فاتحہ سے دم ہوتا ہے! ان بکریوں کو تقسیم کر لو اور ان میں سے اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی اس میں یہ ہے ہم میں سے ایک شخص اٹھ کر چل پڑا ہمارے خیال میں اس کو دم کرنا نہیں آتا تھا۔

تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز

حدیث میں قطیع کا لفظ ہے، اس کا اطلاق دس سے چالیس تک ہوتا ہے، اور یہاں قطیع سے مراد تیس بکریاں ہیں جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی تصریح ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ان بکریوں میں میرا حصہ بھی لگاؤ، اس ارشاد میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کی اجرت لینے کے جواز کی تصریح ہے اور یہ حلال ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، اسی طرح قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے، امام شافعی، امام احمد، امام مالک، اسحٰق، ابوثور اور دوسرے متقدمین اور متاخرین فقہاء کا یہی مذہب ہے، امام ابوحنیفہ نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے سے منع کیا ہے اور دم پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینا بھی جائز ہے کیونکہ اس حدیث کا مورد اگرچہ خاص ہے لیکن الفاظ میں عموم ہے اور اعتبار خصوصیت مورد کا نہیں عموم الفاظ کا ہوتا ہے، متاخرین احناف نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، ہم اس کی تفصیل اور تحقیق پیش کر رہے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق

تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے متعلق آثار صحابہ و تابعین

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن الوضین بن عطا قال: کان بالمدینۃ ثلاثۃ معلمین یعلمون الصبیان وکان عمر بن الخطاب یرزق کل واحد منھم خمسۃ عشر کل شھر[1]

وضین بن عطاء کہتے ہیں کہ مدینہ میں تین معلم تھے جو بچوں کو تعلیم دیتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر ایک کو ماہانہ پندرہ درہم دیتے تھے۔

عن خالد الحذاء قال: سألت ابا قلابۃ عن معلم یعلم و یاخذ اجرا فلم یرلہ باسا[2]

خالد حذاء کہتے ہیں کہ میں نے ابو قلابہ سے اس معلم کے متعلق سوال کیا جو اجرت لے کر تعلیم دیتا ہے، انھوں نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

عن طاؤس انہ کان لا یری باسا ان یعلم المعلم علی ولا یشارطہ فان اعطی شیئا اخذہ۔[3]

طاؤس کہتے ہیں کہ اگر معلم بغیر کسی شرط کے تعلیم دے تو کوئی حرج نہیں ہے کہ اگر اس کو کچھ دیا جائے تو لے لے۔

عن ابراھیم قال: کان یکرہ ان یشارط المعلم علی تعلیم الصبیان القرآن۔[4]

ابراہیم کہتے ہیں کہ معلم کا تعلیم قرآن پر اجرت کی شرط لگانا مکروہ ہے۔

عن عامر قال: المعلم لا یشارط فان اھدی لہ شیئا فلیقبلہ۔[5]

عامر کہتے ہیں کہ معلم کوئی شرط نہ لگائے اور اگر اس کو کچھ ہدیہ دیا جائے تو اس کو قبول کر لے۔

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] " " " ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۰، " " "

[3] " " " ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۰، " " "

[4] " " " ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۲، " " "

[5] " " " ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۳، " " "

ان آثار میں سے بعض آثار مصنف عبدالرزاق (ج ۸ ص ۱۱۴) اور سنن کبریٰ (ج ۶ ص ۱۲۴) میں بھی روایت کیے گئے ہیں۔

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:-

اپنے بچے کو قرآن مجید، فقہ یا علم میراث پڑھوانے کے لیے کسی شخص کو اجرت پر رکھنا جائز نہیں ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ جائز ہے، ہمارا مذہب یہ ہے کہ جو عبادت کسی مسلمان کے ساتھ خاص ہو اس کو اجرت پر حاصل کرنا باطل ہے، امام شافعی کا قول یہ ہے کہ جس چیز کو قائم کرنا کسی اجیر (عامل) پر متعین نہ ہو اس چیز کو اجرت پر حاصل کرنا جائز ہے۔

تعلیم قرآن پر اجرت لینے یا دینے کی ممانعت کی دلیل یہ حدیث ہے، حضرت عبدالرحمن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن مجید پڑھو اور اس سے روزی نہ کماؤ" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدرس علم سے فرمایا" اللہ کی کتاب کے لیے چپاتیوں (روٹیوں) کی شرط نہ لگاؤ" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو قرآن مجید کی ایک سورت کی تعلیم دی، اس شخص نے اس کے عوض میں ان کو ایک کمان دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو آگ کی کمان پہنائے؟ انھوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا پھر تم اس کی کمان کو واپس کر دو۔ نیز جو شخص کسی کو قرآن مجید کی تعلیم دیتا ہے وہ اس عمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے، کیونکہ آپ بطور معلم مبعوث ہوئے ہیں اور آپ تعلیم میں کسی اجر کی طمع نہیں رکھتے تھے، سو جو شخص اس عمل میں آپ کا خلیفہ ہو اس کو بھی اجر کی طمع نہیں رکھنی چاہیے۔

بلخ کے بعض ائمہ نے اہل مدینہ کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے متقدمین نے اپنے نظریہ کی بنیاد اپنے زمانہ کے مشاہدات پر رکھی تھی، کیونکہ اس زمانہ میں محض ثواب اور اجر آخرت کی بناء پر قرآن مجید اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی اور فقہاء بڑے ذوق اور شوق سے لوجہ اللہ علوم دینیہ کی تعلیم دیتے تھے اور متعلمین بھی اس احسان کا بدلہ احسان سے دیتے تھے، لیکن اس زمانہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہو چکی ہیں، اس لیے اب ہم کہتے ہیں کہ اجرت دے کر تعلیم حاصل کرنا جائز ہے تاکہ علوم دینیہ کی تعلیم منقطع نہ ہو جائے، اور زمانہ کے اختلاف سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عورتیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جاتی تھیں، بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کر دیا۔

اگر لوگوں نے رمضان یا غیر رمضان میں کسی شخص کو امامت کے لیے اجرت پر مقرر کیا تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ نماز پڑھنے والا اپنے نفس کے لیے عمل کر رہا ہے وہ دوسرے شخص سے اس عمل کی اجرت کا مستحق نہیں ہو گا، اسی طرح اگر اجرت پر مؤذن کا تقرر کیا تو یہ بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ لوگوں کو نماز کی طرف بلانے میں مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اور اس عمل کی منفعت اسی کو حاصل ہو گی کیونکہ جماعت کی کثرت سے اس کا ثواب زیادہ ہو گا، اس کی دلیل یہ حدیث ہے: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو آخری وصیت یہ کی تھی کہ تم سب سے کمزور شخص کی رعایت کرتے ہوئے لوگوں کو نماز پڑھانا، اور اگر تم مؤذن بنو تو اذان پر اجرت نہ لینا، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا میں آپ سے محبت رکھتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن میں تم سے بغض رکھتا ہوں، اس نے کہا اے امیر المومنین،

اس کی وجہ ؟ آپ نے فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم اذان پر اجرت لیتے ہو! [1]

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

جن عبادات کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے ان کو اجرت پر حاصل کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً امامت، اذان، حج اور تعلیم قرآن وغیرہ، امام احمد نے اس کی تصریح کی ہے عطاء، ضحاک بن قیس، امام ابوحنیفہ اور زہری کا بھی یہی قول ہے، زہری اور اسحاق نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو مکروہ کہا ہے۔ عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ معلمین کا اجرت لینا حرام ہے، حسن بصری، ابن سیرین، طاؤس، شعبی اور نخعی نے تعلیم قرآن پر شرط کے ساتھ اجرت لینے کو حرام کہا ہے۔

ابوطالب نے امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ ان بادشاہوں پر توکل کرنے یا اپنے اہل وعیال کے معاش میں عام لوگوں پر توکل کرنے یا قرض لے کر تجارت کرنے سے قرآن مجید کی تعلیم دینا بہتر ہے، اس نقل سے یہ معلوم ہوا کہ امام احمد کا تعلیم قرآن پر اجرت لینے سے منع کرنا کراہت کی بناء پر ہے تحریم کی بناء پر نہیں ہے، یعنی ان کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ مکروہ تحریمی نہیں ہے۔

امام مالک اور امام شافعی نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے، ابوقلابہ، ابوثور اور ابن منذر نے بھی معلمین کی اجرت کو جائز کہا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید یاد ہونے کی بناء پر ایک شخص کا نکاح کر دیا، اور جب تعلیم قرآن کو نکاح کا عوض اور مہر بنانا صحیح ہے تو پھر تعلیم قرآن پر اجرت لینا بھی صحیح ہے، نیز حدیث صحیح میں ہے "جن چیزوں پر تم نے اجرت لی ہے ان میں اجر کی سب سے زیادہ حق دار اللہ کی کتاب ہے"، نیز حضرت ابوسعید خدری نے ایک سانپ کے ڈسے ہوئے پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور عوض میں ان سے (تیس) بکریاں لیں، اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو (صحیح بخاری وصحیح مسلم)، اور جب دم پر اجرت لینا جائز ہے تو تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے، نیز تعلیم قرآن پر بیت المال سے رزق لینا جائز ہے سو اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے، جس طرح مسجدوں اور پلوں کے بنانے کی اجرت لینا جائز ہے اسی طرح تعلیم قرآن پر اجرت لینا بھی جائز ہے، نیز اس کی ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ جو شخص خود حج نہ کر سکتا ہو اور کوئی شخص للہ فی اللہ اس کی طرف سے حج کرنے پر تیار نہ ہو، وہ کسی دوسرے شخص کو اجرت دے کر اپنی طرف سے حج کراتا ہے۔ [2]

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

قرآن مجید یا اس کی کسی سورت معینہ کی تعلیم پر تعیین اور تحدید کے ساتھ اجرت لینا جائز ہے، اسی طرح ضرورت مند شخص

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، مبسوط ج ۱۶، ص ۳۷، مطبوعہ دار المعرفۃ، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۵ ص ۳۲۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

کے لیے فقہ اور حدیث وغیرہ کی تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے اور مُردوں پر قرآن مجید پڑھوانے کے لیے اجرت دینا جائز نہیں ہے، امام شافعی نے کتاب الام میں اس کی تصریح کی ہے۔

علامہ شربینی نے مغنی میں کہا ہے کہ قبر پر مدت معلومہ کے لیے اجرت معینہ دینا جائز ہے کیونکہ قرآن مجید جہاں بھی پڑھا جائے رحمت کا نزول ہوتا ہے، اور اس میں مردہ زندہ کی طرح ہے خواہ قرأت کے بعد دعا کی جائے یا نہیں، عام ازیں کہ قرأت اس مردہ کے لیے کی جائے یا نہیں، قرآن مجید پڑھنے کی منفعت بہرحال مردہ تک پہنچتی ہے، اور قرأت پر اجرت دینا ایسا ہے جیسا کہ دعا پر اجرت دینا، اور اس سے میت کو بہرحال فائدہ پہنچتا ہے، امام شافعی نے جو کتاب الام میں منع کیا ہے اس کا کوئی اور محمل ہے، شہاب رملی نے بھی اس پر فتویٰ دیا ہے۔

(علامہ نووی فرماتے ہیں!) میں کہتا ہوں کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جب کوئی شخص مال کی طلب کے لیے قرآن مجید پڑھتا ہے تو اس کو اس پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا، بلکہ بعض اوقات وہ گنہ گار ہوتا ہے۔ [1]

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں: مؤذن کو اجرت دینے کے متعلق ایک قوم کا نظریہ یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور ایک قوم نے اس کو مکروہ کہا ہے، جو علماء مکروہ کہتے ہیں ان کا استدلال حضرت عثمان بن ابی العاص کی روایت سے ہے "ایسا مؤذن مقرر کرو جو اذان پر اجر نہ لے" اور جو لوگ اذان پر اجرت لینے کو مباح کہتے ہیں وہ اس کو افعال غیر واجبہ پر قیاس کرتے ہیں، اور اصل میں منشاء اختلاف یہ ہے کہ اذان دینا واجب ہے یا واجب نہیں ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت دینے میں بھی اختلاف ہے، ایک قوم کے نزدیک مکروہ ہے اور قوم کے نزدیک جائز ہے جو لوگ مباح کہتے ہیں وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے کی اجرت کو جائز فرمایا ہے اور جو مکروہ کہتے ہیں وہ تعلیم قرآن اور دم کرنے میں فرق کرتے ہیں۔ [2]

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

قرآن مجید اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم پر اجرت لینے میں علماء کا اختلاف ہے، زہری اور اصحاب رائے اس سے منع کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینی جائز نہیں ہے، کیونکہ قرآن مجید کی تعلیم دینا واجب ہے اس لیے اس پر اجرت لینا جائز نہیں ہے جس طرح نماز اور روزے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا۔ "میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو" اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے بچوں کے معلم بدترین لوگ ہیں جو یتیم پر بہت کم رحم کرتے ہیں اور مسکین پر بہت سختی کرتے ہیں" اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۱۵، ص ۳۱-۳۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] قاضی ابو الولید محمد بن احمد بن رشد مالکی اندلسی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۱۶۹-۱۷۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

آپ معلمین کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان کے درہم (روپے وغیرہ) حرام ہیں، ان کے کپڑے حرام ہیں اور ان کی گفتگو دکھاوا ہے اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ کے کچھ لوگوں کو قرآن مجید اور کتابت کی تعلیم دی، مجھے ایک شخص نے کمان بطور ہدیہ دی، میں نے سوچا یہ مال نہیں ہے میں اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کروں گا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا: اگر تم کو یہ پسند ہو کہ تم اس کے بدلے میں جہنم کا طوق پہنو تو اس کو لے لو۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد (امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں) ابو ثور اور اکثر علماء نے قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے کیونکہ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے:

ان احق ما اخذ تم علیہ اجرا کتاب اللہ — جن چیزوں پر تم اجر لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب اجر کی سب سے زیادہ حقدار ہے۔

صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۵۴

اس مسئلہ میں یہ حدیث نص صریح ہے لہٰذا اس حدیث پر اعتماد کرنا چاہیے، مخالفین نے نماز اور روزے پر جو قیاس کیا ہے وہ قیاس فاسد ہے، کیونکہ اول تو وہ نص کے مقابلہ میں قیاس ہے، ثانیاً ان میں فرق ہے کیونکہ نماز اور روزہ ایسی عبادات ہیں جو فاعل کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں اور تعلیم قرآن ایسی عبادت ہے جو غیر کی طرف متعدی ہوتی ہے لہٰذا اس پر اجرت لینا اسی طرح جائز ہے جس طرح کتابت قرآن پر اجرت لینا جائز ہے اور اس آیت کا جواب یہ ہے کہ یہ بنو اسرائیل کے متعلق ہے اور ہم سے پہلی شریعت ہے، (میرے نزدیک اس آیت کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں تعلیم آیات پر اجرت لینے سے ممانعت نہیں ہے بلکہ تحریف کے عوض معاوضہ لینے سے ممانعت ہے اور بنو اسرائیل یہی کرتے تھے، اپنی آمدنی کے ختم ہونے کے ڈر سے تورات کی ان آیات کا مفہوم بدل دیتے تھے جن میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور آپ کی آمد کے پیشین گوئیوں کا ذکر تھا۔ سعیدی غفرلہٗ)۔

جو شخص امور دینیہ کو انجام دے مسلمانوں کے امیر پر اس کی اعانت واجب ہے، اور اگر امیر اس کی اعانت نہ کرے تو عام مسلمانوں پر اس کی اعانت واجب ہے، کیونکہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کار خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیا تو ان کے پاس اپنے اہل وعیال کی کفالت کے لیے کوئی انتظام نہیں تھا، وہ کپڑے لے کر بازار فروخت کرنے کے لیے چلے گئے انھیں ان سے منع کیا گیا، انھوں نے کہا پھر میں اپنے گھر کا خرچ کیسے چلاؤں گا! مسلمانوں نے ان کو واپس لوٹایا اور ان کی ضروریات کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا۔

تعلیم قرآن پر اجرت لینے کی ممانعت کے سلسلہ میں جو احادیث پیش کی گئی ہیں ان میں سے کوئی حدیث بھی ائمہ حدیث کے نزدیک صحیح نہیں ہے، پہلی حدیث جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے اس کی سند میں ایک راوی سعید بن طریف ہے وہ متروک ہے دوسری حدیث جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے اس کی سند میں ایک راوی ابو جہزم ہے وہ مجہول اور غیر معروف ہے نیز اس کی سند میں ایک راوی ابی المہزم ہے وہ متروک الحدیث ہے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، تیسری حدیث حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے اس کو امام ابو داؤد نے مغیرہ سے روایت کیا ہے اور مغیرہ مجہول ہے اس کی تمام روایات منکر ہیں اور یہ روایت بھی منکر ہے اور کمان والی حدیث میں ایک راوی منقطع ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممانعت اجر کے مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے، اس سلسلہ میں تمام روایات ضعیف ہیں، نیز کمان والی حدیث کی یہ تاویل بھی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے انھوں نے

محض اللہ تعلیم دینے کا ارادہ کیا تھا، اور بعد میں اس تعلیم کے بدلہ میں کمان کا ہدیہ قبول کیا اس لیے آپ نے یہ وعید بیان کی نیز یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے بہتر اور روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے بہتر معلمین ہیں جب بھی دین بوسیدہ ہو جاتا ہے یہ اس کی تجدید کرتے ہیں، ان کو عطا یا دو، اور ان کو اجرت پر نہ رکھو اور ان کو تنگی میں نہ ڈالو، کیونکہ جب معلم بچہ سے کہتا ہے پڑھو بسم اللہ الرحمن الرحیم، اور بچہ کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک براءت بچہ کے لیے لکھتا ہے، ایک براءت معلم کے لیے اور ایک اس کے ماں باپ کے لیے۔

اجرت لے کر نماز پڑھانے والے کے مسئلہ میں بھی اختلاف ہے، اشہب بیان کرتے ہیں کہ امام مالک سے سوال کیا گیا کہ جو شخص اجرت لے کر رمضان میں تراویح پڑھائے اس کا کیا حکم ہے، امام مالک نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ فرض نماز پڑھانے کی اجرت لینا شدید مکروہ ہے، امام شافعی، ان کے اصحاب اور ابوثور نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج ہے، امام اوزاعی نے کہا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی اور امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اس کی نماز کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔[1]

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں:

وجازت الاجارة على تعليم قران مشاهرة مثلا لكل شهر بدرهم او كل سنة بدينار۔[2]

تعلیم قرآن پر ماہوار اجرت لینا جائز ہے، مثلاً ہر مہینہ ایک درہم یا ہر سال ایک دینار۔

تعلیم قرآن، امامت، اذان اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق مصنف کا موقف

ہمارے نزدیک تعلیم قرآن، حج، امامت، اذان اور دیگر عبادات پر اجرت لینا جائز ہے اور اس کی اصل یہ حدیث ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله۔[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں پر تم اجر لیتے ہو ان میں اجر کی سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب ہے۔

یہ حدیث تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے باب میں نص صریح ہے، بعض علماء نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس حدیث میں دم کرنے پر اجرت لینے کا جواز ہے، اس سے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز لازم نہیں آتا، لیکن یہ تاویل اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس حدیث میں الفاظ عام ہیں اور خصوصیت مورد کے مقابلہ میں عموم الفاظ کو ترجیح دی جاتی ہے، اور جن احادیث میں ممانعت ہے وہ سب سنداً ضعیف ہیں جو اس حدیث صحیح سے معارضہ کی صلاحیت نہیں رکھتیں جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تفصیل اور تحقیق سے بیان کیا ہے۔[4]

---

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۳۳۶۔۳۳۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] علامہ ابوالبرکات سید احمد دردیر مالکی۔ ۱۱۹۷ھ، الشرح الکبیر ج ۴ ص ۱۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۰۴، ج ۲ ص ۸۵۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[4] علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۴ ص ۴۵۲۔۴۵۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ

اس مسئلہ پر دوسری دلیل یہ ہے کہ خلفاء راشدین پانچ وقت کی نمازیں اور جمعہ پڑھاتے تھے، وعظ و نصیحت کرتے تھے، مقدمات کے فیصلے کرتے تھے، مسلمانوں کے اندرونی اور بیرونی مسائل کے حل کے لیے کوشاں رہتے تھے اور جہاد کا انتظام کرتے تھے اور ان تمام خدمات کے عوض ان کو بیت المال سے وظیفہ دیا جاتا تھا، اور اجماع امت کا یہ تعامل اس مسئلہ پر واضح دلیل ہے کہ تعلیم قرآن، امامت، خطابت اور دیگر عبادات پر اجرت لینا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ خلفاء راشدین کی سنت ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت لما استخلف ابو بكر الصديق قال لقد علم قومي ان حرفتي لم تكن تعجز عن مؤنة اهلي وشغلت بامر المسلمين فسياكل ال ابي بكر من هذا المال ويحترف للمسلمين فيه۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو انھوں نے فرمایا میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا کسب (تجارت) میرے اہل وعیال کی کفالت کے لیے ناکافی نہیں تھا، اور اب میں مسلمانوں کے معاملات میں مشغول ہو گیا ہوں، اب ابوبکر کے اہل وعیال بیت المال کے مال سے کھائیں گے، اور ابوبکر مسلمانوں کے لیے کسب کرے گا۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام ابن سعد نے ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا گیا تو وہ اپنے معمول کے مطابق سر پر کپڑوں کی گٹھڑی رکھ کر بازار میں تجارت کے لیے چلے گئے، راستہ میں حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی انھوں نے کہا یہ آپ کیا کر رہے ہیں حالانکہ آپ مسلمانوں کے ولی مقرر ہو چکے ہیں! حضرت ابوبکر نے کہا اگر میں یہ تجارت نہ کروں تو پھر اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں گا؟ انھوں نے کہا ہم آپ کے لیے وظیفہ مقرر کرتے ہیں پھر انھوں نے ہر روز کے لیے نصف بکری مقرر کر دی۔

میمون سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو مسلمانوں نے آپ کا دو ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا، حضرت ابوبکر نے فرمایا میرے اہل وعیال کا خرچ زیادہ ہے مجھے اس سے زیادہ کی ضرورت ہے پھر مسلمانوں نے پانچ سو درہم کا اضافہ کر دیا۔ [2]

نیز علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

صحیح بخاری کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی عامل کے اوپر کوئی اور عامل نہ ہو تو وہ اپنی ضروریات کے مطابق بیت المال سے وظیفہ لے سکتا ہے اور ہر وہ شخص جس کو مسلمانوں کے اعمال کی کوئی ذمہ داری سونپی جائے اس کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا جائے، کیونکہ اس کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات کے لیے رقم کی احتیاج ہوتی ہے کیونکہ اگر اس کو کوئی وظیفہ نہیں دیا جائے گا تو وہ بلا عوض مسلمانوں کے کسی کام کرنے پر تیار نہیں ہوگا اور اس سے مسلمانوں کے اجتماعی مفادات اور مصالح ضائع ہو جائیں گے، اسی بناء پر ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ قاضی کو وظیفہ دینے میں

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۸۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

کوئی حرج نہیں ہے، اور قاضی شریح رضی اللہ عنہ قضاء کا وظیفہ لیا کرتے تھے، امام بخاری نے رزق الحکام کے باب میں اس کا ذکر کیا ہے، پھر اگر قاضی ضرورت مند ہو تو بیت المال سے اس کی کفالت واجب ہے اور اگر اس کے پاس اتنی دولت ہو کہ وہ وظیفہ سے مستغنی ہو تو پھر اس کا بیت المال سے وظیفہ نہ لینا افضل ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پھر بھی اس کا وظیفہ لینا زیادہ صحیح ہے تاکہ وہ قضاء کے معاملہ اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں سستی نہ کرے، کیونکہ جب وہ اپنے کام کا کوئی وظیفہ نہیں لے گا تو قضاء کی ذمہ داریوں کو توجہ اور باقاعدگی سے پورا نہیں کرے گا۔ [1]

علامہ عینی نے قاضی کو وظیفہ دینے کی جو وجوہات بیان کی ہیں وہ تمام وجوہات تعلیم قرآن، امامت اور اذان وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔

علامہ آلوسی حنفی "ولا تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

بعض اہل علم نے اس آیت سے قرآن مجید اور دیگر علوم کی تعلیم کی اجرت کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے اور اس مسئلہ میں بعض احادیث بھی مروی ہیں جو صحیح نہیں ہیں حالانکہ صحیح حدیث میں یہ ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم تعلیم پر اجرت لیں؟ آپ نے فرمایا جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے بہتر کتاب اللہ ہے، اور اس کے جواز کے سلسلہ میں علماء کے بکثرت اقوال منقول ہیں اگرچہ بعض علماء نے اس کو مکروہ بھی کہا ہے اور اس آیت میں اس کی کراہت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ [2]

اگر یہ کہا جائے کہ عالم دین پر دینی علوم کی تعلیم دینا اور فرائض کی جماعت کرانا فرض ہے اور فرض کا اجر اللہ کے ذمہ ہے (اس کے وعدہ کی بناء پر جو اس نے محض اپنے فضل سے کیا ہے) بندوں کے ذمہ نہیں ہے، تو میں کہوں گا کہ یہ صحیح اور برحق ہے لیکن عالم دین پر یہ کب ضروری ہے کہ وہ مثلاً جامعہ نعیمیہ میں جا کر تعلیم دے اور وہاں نماز پڑھائے، اور اس پر یہ کب ضروری ہے کہ وہ آٹھ سے بارہ بجے تک چار گھنٹہ پڑھائے، اسی طرح اس پر مثلاً ظہر کی نماز پڑھانا ضروری ہے یہ کب ضروری ہے کہ وہ ڈیڑھ بجے ظہر کی نماز پڑھائے، نیز یہ کب ضروری ہے کہ مدرسہ کے معین کردہ نصاب کے مطابق پڑھائے پھر اس پر یہ کب ضروری ہے کہ وہ فلاں فلاں طالب علم کو پڑھائے اور فلاں فلاں لوگوں کو نماز پڑھائے؟

اس لیے جب کوئی ادارہ کسی عالم دین کو مخصوص مدرسہ کے مخصوص اوقات میں مخصوص نصاب کے مطابق مخصوص طلبہ کو تعلیم دینے کا پابند کرے گا یا مخصوص مسجد کے مخصوص اوقات میں مخصوص ——— لوگوں کو نماز پڑھانے یا اذان دینے کا پابند کرے گا تو وہ معاوضہ ان خصوصیات اور تقییدات کے مقابلہ میں ہوگا نفس عبادات کا معاوضہ نہیں ہوگا اور کسی عالم کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ ان عبادات کا معاوضہ لے رہا ہے، عالم کو جس جگہ جس وقت اور جن لوگوں کا پابند کیا جاتا ہے وہ اس جگہ، اس وقت اور ان لوگوں کی پابندی کرنے کا معاوضہ لیتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان دینی فرائض کو ادا کرنے میں عالم دین جو وقت صرف کرتا ہے وہ معاوضہ اس وقت کا ہوتا ہے ان عبادات کا معاوضہ نہیں ہوتا، یا ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں اس کی جو توانائی خرچ ہوتی ہے یہ معاوضہ

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۸۹ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱ ص ۲۴۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اس توانائی کا ہے ان عبادات کا معاوضہ نہیں ہے یا جس طرح حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر میں اس وقت کوئی اور ذریعہ معاش اختیار کرتا تو وہ میری ضروریات کا کفیل ہوتا، اب مسلمانوں کے ان امور کی انجام دہی کی وجہ سے وہ اس کارِ معاش کو اختیار نہیں کر سکا لہٰذا اس کے بدلہ میں اس کی ضروریات کا خرچ قوم یا کسی قومی ادارہ پر واجب ہوگا۔

امام مالک اور امام شافعی نے اور ایک قول میں امام احمد نے عبادات پر معاوضہ لینے کو جائز کہا ہے۔

ہر چند کہ متقدمین فقہاء احناف نے اسلامی فرائض کی بجاآوری پر اجرت لینے سے منع کیا تھا، لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت علماء کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر کیے جاتے تھے لیکن اب جبکہ امراء اور سلاطین نے علماء کی کفالت ترک کر دی ہے تو اب علماء کا اپنے فرائض منصبی پر اجرت لینا جائز ہے اور متاخرین فقہاء احناف نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

قال الامام الخیر اخزی یجوز فی زماننا للامام والموذن والمعلم اخذ الاجر کذا فی الروضة والذخیرة [1]	امام خیر اخزی نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں امام، موذن اور معلم کا اجرت لینا جائز ہے، اسی طرح روضہ اور ذخیرہ میں ہے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

ہمارے بعض مشائخ نے اس زمانہ میں تعلیم قرآن کی اجرت دینے کو مستحسن قرار دیا ہے، کیونکہ امورِ دینیہ میں لوگوں پر سستی غالب ہو گئی ہے، اور اجرت نہ دینے میں حفظِ قرآن کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے، فتویٰ اسی قول پر ہے۔ [2]

علامہ بابرتی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس زمانہ میں تعلیم قرآن پر اجرت دینا جائز ہے اور فقہاء نے اس کے لیے مدت اور اجرت کے مقرر کرنے کو بھی جائز کہا ہے، اور اگر مدت مقرر نہ کی گئی ہو تو اجرت مثلی دینے کے وجوب کا فتویٰ دیا ہے۔

فقہاء نے کہا ہے کہ متقدمین نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ پہلے معلمین کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر تھے، اس لیے معلمین اپنی ضروریات اور معاش میں مستغنی تھے، نیز اس زمانہ میں محض ثواب کے لیے قرآن مجید کی تعلیم دینے کا بھی رجحان تھا اور اب یہ بات باقی نہیں رہی، امام ابوعبداللہ الخیر اخزی نے کہا کہ اسی زمانہ میں امام، موذن اور معلم کے لیے بھی اجرت لینا جائز ہے۔ [3]

علامہ علاؤ الدین الحصکفی لکھتے ہیں:

اس زمانہ میں اجرت پر قرآن مجید کی تعلیم دینے، فقہ پڑھانے، امامت کرنے اور اذان دینے کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے، اور اجرت پر تعلیم دلوانے والے کو مقررہ اجرت دینے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر پہلے اجرت طے نہ کی گئی ہو تو اس کو اجرت مثلی دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ [4]

---

[1] علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ شرح ہدایہ ج ۳ ص ۶۵۵، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[2] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۳۰۳، مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

[3] علامہ محمد بن محمود بابرتی متوفی ۷۸۶ھ، عنایہ علی ہامش فتح القدیر ج ۸ ص ۴۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[4] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۵ ص ۳۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں:

قال وما یأخذہ الفقہاء من المدارس لیس باجرۃ لعدم شروط الاجارۃ ولا صدقۃ لان الغنی یأخذھا بل اعانۃ لھم علی حبس انفسھم للاشتغال حتی لو لم یحضروا الدرس بسبب اشتغال وتعلیق جاز اخذ ھم[1]

علامہ ابن الشحنہ نے کہا ہے کہ فقہاء مدارس سے جو وظیفہ لیتے ہیں وہ اجرت نہیں ہے کیونکہ اس میں اجارہ کی شرائط نہیں پائی جاتیں، اور نہ یہ صدقہ ہے کیونکہ غنی بھی یہ وظیفہ لیتے ہیں، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء درس کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیتے ہیں اس لیے یہ ان کی اعانت ہے، حتیٰ کہ اگر وہ کسی کام یا مشغولیت کی وجہ سے درس میں نہ آسکیں پھر بھی ان کا وظیفہ لینا جائز ہے۔

اب ایک یہ نقطہ بحث طلب رہ گیا ہے کہ اگر علماء ان عبادات پر اجرت لیں تو کیا ان کو آخرت میں اجر ملے گا یا نہیں؟ میرا یہ گمان ہے کہ اگر علماء اس معاوضہ کو اپنی عبادات کا معاوضہ سمجھ کر لیتے ہیں تو پھر وہ اجر اخروی کے مستحق نہیں ہیں اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ عبادات تو محض للہ فی اللہ ہیں وہ محض پابندی اوقات کا معاوضہ لیتے ہیں تو پھر ان کو اجر اخروی کی امید رکھنی چاہیے۔

بَابُ ۸۷ اِسْتِحْبَابِ وَضْعِ يَدِهٖ عَلٰى مَوْضِعِ الْاَلَمِ مَعَ الدُّعَاءِ

دعا کے وقت اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھنے کا استحباب

۵۶۳۳ حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ اَنَّهٗ شَكَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجِدُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ مُنْذُ اَسْلَمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ تَاَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِاسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ جب سے وہ اسلام لائے ہیں ان کے جسم میں درد رہتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے جسم میں جہاں درد ہے وہاں ہاتھ رکھو اور تین بار بسم اللہ کہو اور سات بار کہو (ترجمہ:) میں اللہ کی ذات اور قدرت سے اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔

---

[1] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۵ ص ۲۲۵، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

بَابُ ٨٦ التَّعَوُّذِ مِنْ شَيْطَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں شیطان کے وسوسے سے پناہ مانگنے کا بیان

۵۶۲۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَقِرَاءَتِي يَلْبِسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور مجھ پر قرأت مشتبہ کر دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شیطان کو خنزب کہا جاتا ہے، جب تم اس کو محسوس کرو تو اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگو، اور بائیں جانب تین بار تھوک دو، حضرت عثمان کہتے ہیں کہ میں نے ـــــ اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

۵۶۲۴ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ سَالِمِ بْنِ نُوحٍ ثَلَاثًا ۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے حضرت عثمان بن ابی العاص کی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

۵۶۲۵ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، حضرت عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

بَابُ ٨٧ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ وَاسْتِحْبَابِ التَّدَاوِي

ہر بیماری کی دوا ہے اور علاج کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

۵۶۲۶ حَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَأَبُو الطَّاهِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو (وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ) عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے، جب وہ دوا بیماری کے موافق ہوجاتی ہے تو اللہ عزوجل کے

بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

اذن سے شفا ہو جاتی ہے۔

٥٦٢٧۔ حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَأَبُو الطَّاهِرِ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ فِيْهِ شِفَاءً۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے مقنع کی عیادت کی پھر فرمایا: میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ تم پچھنے (فصد) نہ لگوا لو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس میں شفاء ہے۔

٥٦٢٨۔ حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ جَاءَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِي أَهْلِنَا وَرَجُلٌ يَشْتَكِي خُرَاجًا بِهِ أَوْ جِرَاحًا فَقَالَ مَا تَشْتَكِي قَالَ خُرَاجٌ بِي قَدْ شَقَّ عَلَيَّ فَقَالَ يَا غُلَامُ ائْتِنِي بِحَجَّامٍ فَقَالَ لَهُ مَا تَصْنَعُ بِالْحَجَّامِ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أُرِيْدُ أَنْ أُعَلِّقَ فِيْهِ مِحْجَمًا قَالَ وَاللّٰهِ إِنَّ الذُّبَابَ لَيُصِيْبُنِي أَوْ يُصِيْبُنِي الثَّوْبُ فَيُؤْذِيْنِي وَيَشُقُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَأٰى تَبَرُّمَهُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ قَالَ فَجَاءَ بِحَجَّامٍ فَشَرَطَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ۔

عاصم بن عمر بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ہمارے گھر آئے دراں حالیکہ ایک شخص کو زخم کی شکایت تھی، حضرت جابر نے فرمایا تم کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا مجھ کو ایک زخم سے بہت تکلیف ہے؟ حضرت جابر نے فرمایا: اے لڑکے فصد لگانے والے کو بلاؤ، اس نے کہا: اے ابو عبد اللہ آپ فصد لگانے والے کو کیوں بلاتے ہیں؟ حضرت جابر نے فرمایا: میں اس زخم پر پچھنے لگوانا چاہتا ہوں، اس نے کہا پھر مجھ پر یا میرے زخم پر مکھیاں بیٹھیں گی یا میرے زخم پر کپڑا لگے گا جس سے مجھے تکلیف ہوگی! جب حضرت جابر نے یہ دیکھا کہ وہ پچھنے لگوانے سے گھبرا رہا ہے، تو انھوں نے کہا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں خیر ہے تو پچھنے لگوانے میں، یا شہد کے ایک گھونٹ میں یا آگ سے داغ لگوانے میں، حضور نے فرمایا: میں داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا، راوی نے کہا کہ پھر ایک حجام آیا اس نے پچھنے لگائے اور اس کی تکلیف ختم ہوگئی۔

٥٦٢٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ اسْتَأْذَنَتْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فصد کے متعلق اجازت طلب کی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ۔

حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو فصد لگانے کا حکم دیا حضرت جابر کہتے ہیں کہ حضرت ابوطیبہ حضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے نابالغ لڑکے تھے۔

۵۶۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کے پاس ایک طبیب بھیجا انھوں نے ان کی ایک رگ کاٹ کر اس کو داغ دیا۔

۵۶۳۱۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، ان میں رگ کو کاٹنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

۵۶۳۲۔ وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رُمِيَ أُبَيٌّ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى أَكْحَلِهِ فَكَوَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب میں حضرت ابی بن کعب کے ——— بازو کی رگ میں تیر لگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے اس کو داغا۔

۵۶۳۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ قَالَ فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ بِمِشْقَصٍ ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی ایک رگ میں تیر لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے تیر کے پھل کے ساتھ اس کو داغا۔ ان کا ہاتھ سوج گیا تو آپ نے اس کو دوبارہ داغا۔

۵۶۳۴ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَ اَعْطَی الْحَجَّامَ اَجْرَهٗ وَاسْتَعَطَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فصد لگوائی اور فصد لگانے والے کو اس کی اجرت دی اور ناک میں دوا ڈالی۔

۵۶۳۵ وَحَدَّثَنَاہُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ كُرَیْبٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ وَقَالَ اَبُوْ كُرَیْبٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا وَكِیْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَا یَظْلِمُ اَحَدًا اَجْرَهٗ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فصد لگوائی اور آپ کسی شخص کی اجرت میں کمی نہیں کرتے تھے۔

۵۶۳۶ حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا یَحْیٰی وَهُوَ ابْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۳۷ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ شِدَّةَ الْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کی شدت جہنم کے جوش سے ہے، اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۳۸ وَحَدَّثَنِیْ هٰرُوْنُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَیْلِیُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ یَعْنِی ابْنَ عُثْمَانَ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَاَطْفِئُوْهَا بِالْمَاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۳۹ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِیْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے

هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَطْفِئُوْهَا بِالْمَآءِ۔

اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۴۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے، اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۴۱ - وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۴۲ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ اَنَّهَا كَانَتْ تُؤْتٰى بِالْمَرْاَةِ الْمَوْعُوْكَةِ فَتَدْعُوْ بِالْمَآءِ فَتَصُبُّهٗ فِيْ جَيْبِهَا وَتَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ وَقَالَ اِنَّهَا مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ان کے پاس کوئی بخار زدہ عورت لائی جاتی تو وہ پانی منگا کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرو اور فرمایا کہ یہ جہنم کے جوش سے ہے۔

۵۶۴۳ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ صَبَّتِ الْمَآءَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ اَنَّهَا مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں جہنم کے جوش کا ذکر نہیں ہے۔

۵۶۴۴ - قَالَ اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک مزید سند بیان کی۔

۵۶۴۵ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْحُمّٰى

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

فَوْرٌ مِنْ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ.

۵۶۳۶ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحُمّٰى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ. وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو بَكْرٍ عَنْكُمْ وَقَالَ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو اپنے آپ سے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کردو۔ ابوبکر کی روایت میں "اپنے آپ سے" کے الفاظ نہیں ہیں۔

۵۶۳۷ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَدَدْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ فَأَشَارَ أَنْ لَا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرُ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں ہم نے آپ کے منہ میں دوا ڈالی، آپ نے اشارہ کرکے دوا ڈالنے سے منع فرمایا، ہم نے آپس میں کہا شاید آپ کی مرض کی وجہ سے دوا کو (طبعاً) ناپسند کر رہے ہیں، جب آپ شفاء یاب ہوگئے تو آپ نے فرمایا: عباس کے علاوہ تم سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے کیونکہ وہ اس وقت موجود نہیں تھے۔

۵۶۳۸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أُخْتِ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ قَالَتْ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ بِابْنٍ لِي قَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلَامَهْ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ.

عکاشہ بن محصن کی بہن ام قیس بنت محصن بیان کرتی ہیں میں اپنے دودھ پیتے بچے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگا کر اس پر بہا دیا، پھر میں اپنے ایک اور بچے کو آپ کی خدمت میں لے کر گئی جس کو میں نے بیماری میں دبایا تھا اس کے تالو میں ورم تھا، آپ نے فرمایا تم اپنے بچوں کا حلق کیوں دباتے ہو؟ تم اس عود ہندی کو لازم رکھو، اس میں سات چیزوں سے شفاء ہے، اس میں سے نمونیا بھی ہے، تالو کی بیماری میں ناک سے دوا ڈالی جائے اور نمونیے میں منہ سے دوا ڈالی جائے۔

۵۶۳۹ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا

عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ بن مسعود بیان کرتے ہیں

ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَ كَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَحَدِ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ وَقَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ قَالَ يُونُسُ أَعْلَقَتْ غَمَزَتْ فَهِيَ تَخَافُ أَنْ يَكُونَ بِهِ عُذْرَةٌ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَهْ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْإِعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ (يَعْنِي بِهِ الْكُسْتَ) فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ وَ أَخْبَرَتْنِي أَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِي حِجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلَى بَوْلِهِ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا۔

حضرت ام قیس بنت محصن ان پہلے ہجرت کرنے والیوں میں سے تھیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، یہ عکاشہ بن محصن کی بہن تھی جو اسد بن خزیمہ کی اولاد میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے انھوں نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا بیٹا لے کر گئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی وہ دودھ پیتا تھا) اس کے تالو کے ورم کی وجہ سے انھوں نے اس کا حلق دبایا تھا، ان کو یہ خوف تھا کہ اس کے تالو میں ورم نہ ہو، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے بچوں کا گلا کیوں دباتی ہو بلکہ تم اس عود ہندی کا استعمال لازم کر لو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کے لیے شفا ہے، ان میں سے ایک نمونیے کی بیماری ہے، عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ام قیس نے بیان کیا کہ اس بچہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیشاب کر دیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا اور اس کو زیادہ مبالغہ سے نہیں دھویا۔

۵۶۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔

۵۶۵۱۔ وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و

امام مسلم نے چار سندوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

حدثنا عبد بن حمید اخبرنا عبد الرزاق اخبرنا معمر ح وحدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمی اخبرنا ابو الیمان اخبرنا شعیب کلهم عن الزهری عن ابی سلمة عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم بمثل حدیث عقیل وفی حدیث سفیان ویونس الحبة السوداء ولم یقل الشونیز ؛

۵۶۵۲ وحدثنا یحیی بن ایوب وقتیبة بن سعید وابن حجر قالوا حدثنا اسمعیل وهو ابن جعفر عن العلاء عن ابیه عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ما من داء الا فی الحبة السوداء منه شفاء الا السام ؛

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کے سوا ہر بیماری کے لیے کلونجی میں شفا ہے۔

۵۶۵۳ حدثنا عبد الملک بن شعیب بن اللیث بن سعد حدثنی ابی عن جدی حدثنی عقیل بن خالد عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم انها کانت اذا مات المیت من اهلها فاجتمع لذلک النساء ثم تفرقن الا اهلها وخاصتها امرت ببرمة من تلبینة فطبخت ثم صنع ثرید فصبت التلبینة علیها ثم قالت کلن منها فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول التلبینة مجمة لفؤاد المریض تذهب بعض الحزن ؛

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے ہاں کسی کا انتقال ہوتا تو عورتیں (اس کی تعزیت کے لیے) جمع ہوتیں۔ پھر ان کے گھر والے اور خواص رہ جاتے اور باقی لوگ چلے جاتے، اس وقت وہ پتیلی میں حریرہ پکانے کا حکم دیتیں، اس کو پکایا جاتا پھر ثرید بنایا جاتا پھر حریرہ کو اس پر ڈال دیا جاتا، اس کے بعد فرماتیں اس کو کھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ حریرہ بیمار کے دل کو خوش کرتا ہے اور رنج وغم کو دور کرتا ہے۔

۵۶۵۴ حدثنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار (واللفظ لابن المثنی) قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن قتادة عن ابی المتوکل عن ابی سعید الخدری قال جاء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ان اخی استطلق بطنه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسقه عسلا فسقاه ثم جاءه فقال انی سقیته عسلا فلم یزده

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست لگ گئے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ، اس نے اس کو شہد پلایا پھر آکر کہا میں نے اس کو شہد پلایا تھا اس کے دست اور بڑھ گئے، آپ نے تین بار اس سے یہی فرمایا جب وہ چوتھی بار آیا تو آپ نے پھر فرمایا اس کو شہد پلاؤ،

إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ فَسَقَاهُ فَبَرَأَ۔

اس نے کہا میں نے اس کو شہد پلایا تھا مگر اس کے دست اور بڑھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا قول سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، پھر اس نے شہد پلایا اور اس کے بھائی کو شفاء ہو گئی۔

۵۶۵۵۔ وَحَدَّثَنِيهِ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ (يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ) عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي عَرِبَ بَطْنُهُ فَقَالَ لَهُ اسْقِهِ عَسَلًا بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ بہت خراب ہے، آپ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

علاج کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے

حدیث نمبر ۵۶۲۶ میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے، جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے تو اللہ عزوجل کے اذن سے شفاء ہو جاتی ہے، علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ علاج کرنا مستحب ہے، ہمارے مختار، جمہور متقدمین اور متاخرین کا یہی نظریہ ہے، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ان احادیث میں ان غالی صوفیوں کا رد ہے جو دوا لینے اور علاج کرنے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضا اور قدر سے ہے اس لیے دوا لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، جمہور علماء کی دلیل یہ احادیث ہیں' ان کا اعتقاد یہ ہے کہ فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہے اور دوا اور علاج بھی اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدر سے ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے، اور کفار سے قتال کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے روکا ہے، حالانکہ موت اپنے مقررہ وقت سے مؤخر نہیں ہو سکتی اور تقدیر میں معین وقت سے پہلے کوئی چیز مل نہیں سکتی۔

احادیث میں مذکور بعض دواؤں کی تاثیر پر اعتراض کا جواب

علامہ مازری نے کہا ہے کہ امام مسلم نے طب اور علاج کے متعلق بہ کثرت احادیث ذکر کی ہیں، بعض ملحدین ان احادیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اطباء کا اس پر اتفاق ہے کہ شہد اسہال لاتا ہے تو پھر اسہال میں شہد کیسے مفید ہو سکتا ہے؟ نیز اس پر بھی اطباء کا اتفاق ہے کہ بخار زدہ شخص کے لیے ٹھنڈا پانی استعمال کرنا نقصان دہ ہے، اسی طرح نمونیہ میں قسط ہندی کا استعمال کرنا بھی حرج کا باعث ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مزاج اور ہر علاقے کے لوگوں کے لیے اور مرض کی ہر کیفیت میں یہ دوائیں تجویز نہیں کیں بعض مزاج کے لوگوں اور خصوصاً اہل عرب کے لیے ان دواؤں کو تجویز فرمایا ہے، آج کل جدید میڈیکل سائنس کے ماہرین بھی اس پر متفق ہیں کہ جب بخار بہت تیز ہو جاتے تو

مریض پر برف کا مساج کرنا چاہیے۔ اس لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بخار کے لیے ٹھنڈے پانی سے غسل کو تجویز فرمانا مطلقاً بخار کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ علاج صفراوی بخار پر محمول ہے، علیٰ ہذا القیاس آپ نے دوسری بیماریوں کے جو علاج تجویز فرمائے ہیں وہ بھی مرض کی خاص کیفیت، مریض کی عمر، مزاج اور عرب کی مخصوص آب و ہوا کے اعتبار سے ہیں۔

عود ہندی اور کلونجی کے نفع آور ہونے کا بیان

حدیث نمبر ۵۶۴۸ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: عود ہندی میں سات چیزوں کی شفا ہے: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اطباء کا اس پر اتفاق ہے کہ عود ہندی حیض اور پیشاب کو جاری کرتی ہے، مختلف زہروں کا تریاق ہے، شہوت جماع کے لیے محرک ہے، کیڑوں کو مارتی ہے، انتڑیوں کے زخم میں نافع ہے، منہ پر چھائیاں ہوں تو اس کا لیپ مفید ہے، معدہ اور جگر کی گرمی اور سردی میں نافع ہے۔ اسی طرح آپ نے کلونجی کے متعلق فرمایا کہ اس میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے، اس کا شفاء بخش ہونا بھی ٹھنڈے مزاج والے لوگوں کے لیے ہے، حکیم جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ کلونجی بند ریاح کو کھولتی ہے، پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے، زکام میں نافع ہے، حیض کو جاری کرتی ہے، اگر اس کا لیپ پیشانی پر لگایا جائے تو سر درد کو دور کرتی ہے، خارش میں مفید ہے، بلغمی اورام کو شفاء دیتی ہے، پیشاب کو کنٹرول کرتی ہے، موٹاپا دور کرتی ہے [1] میرا تجربہ ہے کہ کلونجی خون میں شکر کو کم کرتی ہے۔ .... (سعیدی غفرلہ)

بَابُ الطَّاعُوْنِ وَالطِّيَرَةِ وَالْكِهَانَةِ وَنَحْوِهَا

طاعون اور بدفالی وغیرہ کا بیان

۵۶۵۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُوْنِ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ أُرْسِلَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ وَقَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارٌ مِّنْهُ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت اسامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جسے بنو اسرائیل پر بھیجا گیا تھا، یا فرمایا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا تھا، سو جب تم کسی علاقہ کے متعلق یہ سنو کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے تو وہاں مت جاؤ، اور اگر تمہارے علاقہ میں طاعون پھیل جائے تو وہاں سے مت بھاگو، راوی ابو النضر نے کہا: لا یخرجکم الا فرار منہ۔

۵۶۵۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ وَ نَسَبَهُ ابْنُ قَعْنَبٍ فَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ اٰيَةُ الرِّجْزِ ابْتَلَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ نَاسًا مِنْ عِبَادِهِ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوْا مِنْهُ هٰذَا حَدِيْثُ الْقَعْنَبِيِّ وَقُتَيْبَةَ نَحْوَهُ ۞

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون عذاب کی علامت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو طاعون میں مبتلا کیا سو جب تم کسی علاقہ میں طاعون کا سنو تو وہاں مت جاؤ۔ اور جب تمہارے علاقہ میں طاعون واقع ہو جائے تو وہاں سے مت بھاگو۔

۵۶۵۸ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اُسَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الطَّاعُوْنَ رِجْزٌ سُلِّطَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَوْ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ فَاِذَا كَانَ بِاَرْضٍ فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا فِرَارًا مِنْهُ وَاِذَا كَانَ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا ۞

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ طاعون ایک عذاب ہے جو تم سے پہلے لوگوں پر مسلط کیا گیا تھا، یا فرمایا: بنو اسرائیل پر مسلط کیا گیا تھا، اگر کسی علاقہ میں طاعون آجائے تو تم وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو، اور اگر کسی جگہ طاعون ہو تو تم وہاں مت جاؤ۔

۵۶۵۹ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَقَالَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَا اُخْبِرُكَ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَذَابٌ اَوْ رِجْزٌ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَوْ نَاسٍ كَانُوْا قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا عَلَيْهِ وَاِذَا دَخَلَهَا عَلَيْكُمْ فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا فِرَارًا ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا تھا، یا فرمایا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا تھا، لہٰذا جس علاقہ کے متعلق تم طاعون کی خبر سنو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے علاقہ میں طاعون آجائے تو تم وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو۔

۵۶۶۰ وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ) ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِإِسْنَادِ ابْنِ جُرَيْجٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ۔

۵۶۶۱ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ هَذَا الْوَجَعَ أَوِ السَّقَمَ رِجْزٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ ثُمَّ بَقِيَ بَعْدُ بِالْأَرْضِ فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرَى فَمَنْ سَمِعَ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا يَقْدَمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ وَقَعَ بِأَرْضٍ وَهُوَ بِهَا فَلَا يُخْرِجَنَّهُ الْفِرَارُ مِنْهُ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ درد یا بیماری ایک عذاب ہے جو تم سے پہلی امتوں کو دیا گیا تھا، پھر وہ ابھی تک زمین میں باقی ہے، کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی آجاتا ہے، سو جو شخص کسی علاقہ میں طاعون کے متعلق سنے تو وہاں نہ جائے اور جو شخص کسی علاقہ میں ہو اور وہاں طاعون آجائے تو وہ وہاں سے نہ بھاگے۔

۵۶۶۲ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ يُونُسَ نَحْوَ حَدِيثِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۶۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَبَلَغَنِي أَنَّ الطَّاعُونَ قَدْ وَقَعَ بِالْكُوفَةِ فَقَالَ لِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَغَيْرُهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ فَوَقَعَ بِهَا فَلَا تَخْرُجْ مِنْهَا وَإِذَا بَلَغَكَ أَنَّهُ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلْهَا قَالَ قُلْتُ عَمَّنْ قَالُوا عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ يُحَدِّثُ بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالُوا غَائِبٌ قَالَ فَلَقِيتُ أَخَاهُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ شَهِدْتُ أُسَامَةَ يُحَدِّثُ سَعْدًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْوَجَعَ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ

حبیب بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے تو ہم کو یہ خبر پہنچی کہ کوفہ میں طاعون پھیلا ہوا ہے، عطاء بن یسار اور دوسرے لوگوں نے مجھ سے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی علاقہ میں ہو اور وہاں طاعون آجائے تو تم اس علاقہ سے مت نکلو، اور جب تم کو یہ خبر پہنچے کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیل گیا ہے تو تم اس علاقہ میں مت داخل ہونا، میں نے کہا تم نے یہ کس سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا عامر بن سعد اس حدیث کو بیان کرتے تھے، میں ان کے پاس گیا لوگوں نے کہا وہ موجود نہیں ہیں، میں ان کے بھائی ابراہیم بن سعد سے ملا اور ان کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا جس وقت حضرت اسامہ نے حضرت سعد کو یہ حدیث بیان کی تھی تو اس وقت میں بھی موجود تھا، حضرت اسامہ نے کہا میں

أَوْ بَقِيَّةُ عَذَابٍ عُذِّبَ بِهِ أُنَاسٌ مِنْ قَبْلِكُمْ فَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا وَإِذَا بَلَغَكُمْ أَنَّهُ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا قَالَ حَبِيبٌ فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ أَنْتَ سَمِعْتَ أُسَامَةَ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَهُوَ لَا يُنْكِرُ قَالَ نَعَمْ.

نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے یہ درد ایک عذاب ہے یا عذاب کا بقیہ ہے جس کے ساتھ تم سے پہلے لوگوں کو عذاب دیا گیا تھا، سو اگر تمہارے علاقہ میں طاعون آجائے تو وہاں سے نہ نکلو، اور اگر تم کو یہ خبر پہنچے کہ کسی علاقہ میں طاعون آگیا ہے تو وہاں نہ جاؤ، حبیب کہتے ہیں میں نے ابراہیم سے کہا کیا تم نے خود سنا ہے کہ حضرت اسامہ، حضرت سعد کو یہ حدیث بیان کر رہے تھے اور انھوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں۔

۵۶۶۴ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی لیکن اس حدیث کے شروع میں عطاء بن یسار کا قصہ نہیں ہے۔

۵۶۶۵ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ.

حضرت سعد بن مالک، حضرت خزیمہ بن ثابت اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ حدیث شعبہ کی روایت کی مثل ہے۔

۵۶۶۶ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كَانَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعْدٌ جَالِسَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ فَقَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ.

ابراہیم بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت سعد بیٹھے ہوئے احادیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ نے فرمایا، یہ بھی حسب سابق ہے۔

۵۶۶۷ وَحَدَّثَنِيهِ وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي الطَّحَّانَ) عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ.

ابراہیم بن سعد بن مالک نے اپنے والد سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق حدیث روایت کی۔

۵۶۶۸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے

قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ
حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ اَهْلُ الْاَجْنَادِ اَبُوْ
عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ
الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ
عُمَرُ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ فَدَعَوْتُهُمْ
فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ
فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَلَا
نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ
بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا
الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ
الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ لَهُ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا
سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ
فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ
هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ
فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوْا نَرٰى
اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ
فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ اِنِّيْ مُصْبِحٌ عَلٰى ظَهْرٍ
فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ
اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ
قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهُ
نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ
كَانَتْ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ اِحْدٰهُمَا
خَصِيْبَةٌ وَالْاُخْرٰى جَدْبَةٌ اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ
الْخَصِيْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَاِنْ رَعَيْتَ
الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے،
جب سرغ پر پہنچے تو اجناد کے لوگوں میں سے حضرت ابو عبیدہ
بن جراح اور ان کے اصحاب نے آپ سے ملاقات کی، اور
یہ بتایا کہ شام میں وباء پھیل گئی ہے، حضرت ابن عباس نے
بتایا کہ حضرت عمر نے فرمایا مہاجرین اولین کو بلاؤ، میں نے
ان کو بلایا، آپ نے ان سے مشورہ کیا اور ان کو یہ بتلایا کہ
شام میں وباء پھیل گئی ہے، اس مسئلہ میں ان کا اختلاف
ہوا، بعض نے کہا آپ ایک کام کے لیے آئے ہیں اور
ہمارے خیال میں اب آپ کا واپس جانا درست نہیں ہے،
بعض نے کہا آپ کے پاس بعض متقدمین اور اصحاب رسول
صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور ہمارے خیال میں یہ مناسب
نہیں ہے کہ آپ ان کو وبائی علاقہ میں لے جائیں، حضرت
عمر نے کہا اچھا اب آپ جائیں، پھر فرمایا میرے لیے انصار
کو بلاؤ، میں نے انصار کو بلایا، پھر آپ نے ان سے مشورہ
کیا، انھوں نے بھی مہاجرین کی طرح اپنی رائے کا اظہار کیا
اور اسی طرح مختلف آراء بیان کیں، حضرت عمر نے کہا آپ
لوگ بھی تشریف لے جائیں پھر فرمایا قریش کے ان بزرگوں
کو بلاؤ جو فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے تھے، ان میں
سے دو شخصوں نے بھی اختلاف رائے نہیں کیا، اور
سب نے یہ کہا کہ ہماری رائے میں آپ واپس لوٹ جائیں اور
لوگوں کو وبائی علاقہ میں نہ لے جائیں، بالآخر حضرت عمر نے
یہ اعلان کرا دیا کہ میں صبح کو سوار ہو جاؤں گا، سو لوگ بھی
سوار ہو گئے، حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے کہا: کیا آپ
اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمر نے کہا:
کاش یہ بات آپ کے سوا کسی اور نے کہی ہوتی، اور حضرت عمر
ان سے اختلاف کرنا اچھا نہیں سمجھتے تھے، ہاں ہم اللہ تعالیٰ کی ایک تقدیر
سے دوسری تقدیر کی طرف جا رہے ہیں، آپ مجھے یہ بتلاؤ
اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم کسی ایسی وادی میں
جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز اور شاداب

بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي مِنْ هَذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللَّهَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ انْصَرَفَ ؁

ہو اور دوسرا بنجر اور ویران ہو، اب اگر تم سرسبز کنارے پر اپنے اونٹ چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر ہے اور اگر خشک کنارے پر چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر ہے، اتنے میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آ گئے جو پہلے کسی کام سے گئے ہوئے تھے، انھوں نے کہا مجھے اس مسئلہ کا علم ہے: میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب تم کسی علاقہ میں وباء کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ، اور اگر تمہارے علاقہ میں وباء پھیل جائے تو اس وباء سے بچنے کے لیے وہاں سے نہ نکلو، حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ پھر حضرت عمر نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس لوٹ گئے۔

۵۶۶۹ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ قَالَ وَقَالَ لَهُ أَيْضًا أَرَأَيْتَ أَنَّهُ لَوْ رَعَى الْجَدْبَةَ وَتَرَكَ الْخَصِبَةَ أَكُنْتَ مُعَجِّزَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَسِرْ إِذًا قَالَ فَسَارَ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَقَالَ هَذَا الْمَحِلُّ أَوْ قَالَ هَذَا الْمَنْزِلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ؁

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں ہے: حضرت عمر نے حضرت ابو عبیدہ سے فرمایا: اگر کوئی شخص سرسبز وادی کو چھوڑ کر خشک علاقہ میں جانور چرائے تو کیا تم اس کو الزام دو گے، انھوں نے کہا ہاں! حضرت عمر نے کہا تو پھر واپس چلو، پھر وہ چلے گئے جب مدینہ منورہ آ گیا تو آپ نے فرمایا یہی منزل ہے اور یہی محل ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۵۶۷۰ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ وَلَمْ يَقُلْ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ؁

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں ہے عبداللہ بن حارث نے کہا اور عبداللہ بن عبداللہ کا ذکر نہیں ہے۔

۵۶۷۱ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے، جب سرغ پر پہنچے تو ان کو یہ اطلاع ملی کہ شام میں وباء پھیل گئی ہے، حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی علاقہ میں وباء کی خبر سنو

قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ بِالنَّاسِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ۔

تو وہاں پر نہ جاؤ اور جب تم کسی علاقہ میں ہو اور وہاں وبا پھیل جائے تو اس وبا سے بھاگنے کے لیے وہاں سے نہ نکلو، پھر حضرت عمر بن الخطاب سرغ سے واپس لوٹ گئے ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر، حضرت عبدالرحمن بن عوف کی روایت کی بنا پر وہاں سے لوٹ گئے تھے۔

فوائد حدیث حدیث نمبر ۵۶۶۸ میں ہے، حضرت عبدالرحمان بن عوف نے حضرت عمر سے کہا آپ تقدیر سے بھاگ رہے ہیں، حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا: کاش یہ بات آپ کے سوا کسی اور نے کہی ہوتی۔

صاحب تحریر نے کہا ہے کہ حضرت عمر کے اس ارشاد کے دو مطلب ہیں: ایک مطلب یہ ہے کہ اگر کسی اور نے یہ کہا ہوتا تو میں اس کو سزا دیتا، کیونکہ مسئلہ اجتہادیہ پر اعتراض کرنا درست نہیں، دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اور شخص یہ کہتا تو مجھے اس پر تعجب نہ ہوتا، اور آپ کا اس قدر علم اور فضل رکھنے کے باوجود یہ کہنا میرے لیے باعث تعجب ہے۔ پھر حضرت عمر نے اپنے موقف پر ایک واضح قیاس سے استدلال کیا جس کا اس حدیث میں بیان ہے، اس حدیث کے باقی فوائد حسب ذیل ہیں:

(۱)۔ سربراہ مملکت کا اپنی مملکت کی اطراف میں وقتاً فوقتاً دورے کرنا تاکہ وہ اپنی رعیت کے احوال کا مشاہدہ کرے، مظلوم کے ظلم کا ازالہ کرے، محتاج کی ضروریات کو پورا کرے، اہل فساد کا قلع قمع کرے وغیرہ۔

(۲)۔ پیش آمدہ مسائل میں اہل علم اور اصحاب رائے سے مشورہ کرنا۔

(۳)۔ ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے مطابق سلوک کرنا، اور اہل فضل کو دوسروں پر مقدم کرنا۔

(۴)۔ جنگی معاملات میں بھی اجتہاد کرنا۔

(۵)۔ خبر واحد کو قبول کرنا، کیونکہ حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمن کی روایت کو قبول کیا۔

(۶)۔ قیاس کی صحت اور اس کے تقاضے پر عمل کرنے کا جواز۔

(۷)۔ عالم کو چاہیے کہ سوال کیے جانے سے پہلے ہی کسی مسئلہ کو بیان کر دے، جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کیا۔

(۸)۔ ہلاکت کے اسباب سے دور رہنا۔

(۹)۔ جہاں طاعون پھیلا ہوا ہو، وہاں جانے سے روکنا اور جس علاقہ میں طاعون پھیلا ہوا ہو وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے بھاگنے سے منع کرنا۔

✻

حضرت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمان صاحب محبوبی زیب سجادہ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف آزاد کشمیر کی دعوت پر میں ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء کو برطانیہ پہنچا اور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء تک وہاں قیام کیا، بعد ازاں عمرہ کی سعادت اور زیارت حرمین شریفین کرتا ہوا یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو واپس کراچی پہنچا، برطانیہ میں قیام کے دوران انگلینڈ، سکاٹ لینڈ اور ویلز میں اکتالیس خطابات کیے، اسی دوران شرح صحیح مسلم کا کام بھی جاری رہا اور باب نمبر ۴۰ سے لے کر ۸۰ تک کا ترجمہ اور شرح میں نے بریڈ فورڈ میں کیا۔

باب۱۹: لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا نَوْءَ وَلَا غُوْلَ!

مرض کے متعدی ہونے، بدشگونی، الّو اور صفر (کی نحوست) اور ستارے (کے سبب سے بارش) اور غول کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۵۶۷۲ حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى (وَاللَّفْظُ لِاَبِي الطَّاهِرِ) قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَجِيْءُ الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَيَدْخُلُ فِيْهَا فَيُجْرِبُهَا كُلَّهَا قَالَ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حبیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور نہ صفر اور الّو (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے، ایک اعرابی نے کہا: یارسول اللہ! پھر کیا وجہ ہے کہ اونٹ ریگستان میں ہرنوں کی طرح پھرتے ہیں، پھر ان میں ایک خارش زدہ اونٹ داخل ہوتا ہے اور سب کو خارش میں مبتلا کر دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: پہلے اونٹ میں خارش کس نے پیدا کی تھی؟

۵۶۷۳ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ (وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ) حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ بدشگونی ہے، نہ صفر اور الّو (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے، ایک اعرابی نے کہا: یارسول اللہ! اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۵۶۷۴ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سِنَانُ بْنُ اَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی فَقَامَ اَعْرَابِيٌّ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَصَالِحٍ وَعَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ اُخْتِ نَمِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہے پھر ایک اعرابی کھڑا ہوا، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔ ایک اور روایت میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرض متعدی ہوتا ہے نہ صفر اور الّو (کی نحوست) ہے۔

۵۶۷۵ـ وحدثني أبو الطاهر وحرملة (وتقاربا في اللفظ) قالا أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أن أبا سلمة بن عبد الرحمن بن عوف حدثه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى ويحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يورد ممرض على مصح قال أبو سلمة كان أبو هريرة يحدثهما كلتيهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صمت أبو هريرة بعد ذلك عن قوله لا عدوى وأقام على أن لا يورد ممرض على مصح قال فقال الحارث بن أبي ذباب (وهو ابن عم أبي هريرة) قد كنت أسمعك يا أبا هريرة تحدثنا مع هذا الحديث حديثا آخر قد سكت عنه كنت تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى فأبى أبو هريرة أن يعرف ذلك وقال لا يورد ممرض على مصح فما رآه الحارث في ذلك حتى غضب أبو هريرة فرطن بالحبشية فقال للحارث أتدري ماذا قلت قال لا قال أبو هريرة قلت أبيت قال أبو سلمة ولعمري لقد كان أبو هريرة يحدثنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى فلا أدري أنسي أبو هريرة أو نسخ أحد القولين الآخر.

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے، ابوسلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ دونوں حدیثیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کرنا چھوڑ دیا "کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا" اور اس بیان پر قائم رہے کہ کسی بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے، حارث بن ابی ذباب (یہ حضرت ابوہریرہ کے عم زاد تھے) نے کہا کہ ابوہریرہ! ہم نے سنا ہے کہ تم اس حدیث کے ساتھ ایک اور حدیث بیان کیا کرتے تھے جس کو اب تم نے بیان کرنا چھوڑ دیا ہے، تم کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، حضرت ابوہریرہ نے اس روایت کو پہچاننے سے انکار کر دیا، اور کہا بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے، حارث اس سے مطمئن نہیں ہوئے حتیٰ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غضب ناک ہوئے اور حبشی زبان میں ان سے کچھ کہا، پھر حارث سے کہا تم جانتے ہو میں نے تم سے کیا کہا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں، حضرت ابوہریرہ نے کہا میں نے کہا ہے کہ میں انکار کرتا ہوں! ابوسلمہ نے کہا: مجھے اپنی زندگی کی قسم پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم کو یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، میں نہیں جانتا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے یا ایک روایت نے دوسری روایت کو منسوخ کر دیا۔

۵۶۷۶ـ حدثني محمد بن حاتم وحسن الحلواني وعبد بن حميد قال عبد حدثني وقال الآخران حدثنا يعقوب (يعنون ابن

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور اس کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے کہ بیمار کو تندرست

ابراهیم بن سعد) حدثنی ابی عن صالح عن ابن شهاب اخبرنی ابو سلمة بن عبد الرحمن انه سمع ابا هریرة یحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا عدوی ویحدث مع ذلک لا یورد الممرض علی المصح بمثل حدیث یونس.

کے پاس نہ لایا جائے۔

۵۶۷۷ حدثناه عبد الله بن عبد الرحمن الدارمی اخبرنا ابو الیمان حدثنا شعیب عن الزهری بهذا الاسناد نحوه.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۶۷۸ حدثنا یحیی بن ایوب و قتیبة وابن حجر قالوا حدثنا اسماعیل (یعنون ابن جعفر) عن العلاء عن ابیه عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا عدوی ولا هامة ولا نوء ولا صفر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ الو (کی نحوست) ستارے (کی وجہ سے بارش) اور نہ صفر (کی نحوست) کی کوئی حقیقت ہے۔

۵۶۷۹ حدثنا احمد بن یونس حدثنا زهیر حدثنا ابو الزبیر عن جابر ح وحدثنا یحیی بن یحیی اخبرنا ابو خیثمة عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا عدوی ولا طیرة ولا غول.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ بدشگونی ہے اور نہ غول کی کوئی حقیقت ہے۔

۵۶۸۰ وحدثنی عبد الله بن هاشم بن حیان حدثنا بهز حدثنا یزید (وهو التستری) حدثنا ابو الزبیر عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا عدوی ولا غول ولا صفر.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور غول اور صفر (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے۔

۵۶۸۱ وحدثنی محمد بن حاتم حدثنا روح بن عبادة حدثنا ابن جریج اخبرنی ابو الزبیر انه سمع جابر بن عبد الله یقول سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول لا عدوی ولا صفر ولا غول وسمعت ابا الزبیر یذکر

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا: نہ صفر اور غول کی کوئی حقیقت ہے، ابوالزبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر نے "الصفر کی کوئی اصل نہیں" کی یہ تعبیر بیان کی، ابوالزبیر نے

أَنَّ جَابِرًا فَسَّرَ لَهُمْ قَوْلَهُ وَلَا صَفَرَ فَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ الصَّفَرُ الْبَطْنُ فَقِيلَ لِجَابِرٍ كَيْفَ قَالَ كَانَ يُقَالُ دَوَابُّ الْبَطْنِ قَالَ وَلَمْ يُفَسِّرِ الْغُولَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ هٰذِهِ الْغُولُ الَّتِي تَغَوَّلُ ۔

نے کہا کہ صفر سے مراد پیٹ ہے، ان سے کہا گیا کیا مطلب؟ تو انھوں نے کہا پیٹ کے کیڑے۔ ابو الزبیر نے کہا انھوں نے غول کی تفسیر نہیں کی، ابو الزبیر نے کہا غول سے مراد وہ ہے جو مسافروں کو ہلاک کرتا ہے۔

مرض کے متعدی ہونے کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا پھر انھوں نے یہ حدیث روایت کی کہ "بیمار کو تندرست کے پاس نہ لے جاؤ" اور پہلی حدیث کی روایت سے انکار کر دیا، جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور ان دونوں کو جمع کرنا واجب ہے، اور ان کو جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس حدیث میں ہے "کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا" اس سے زمانہ جاہلیت کے لوگوں کے اس عقیدہ کی نفی مراد ہے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کے فعل سے نہیں بذاتہ متعدی ہوتی ہے، اور جس حدیث میں ہے کہ "بیمار کو تندرست کے پاس نہ لے جاؤ" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت جاریہ ہے کہ مریض کے ساتھ اختلاط کے بعد اللہ تعالیٰ تندرست میں بیماری پیدا کر دیتا ہے، لہٰذا پہلی حدیث میں مرض کے بنفسہ اور بطبعہ متعدی ہونے کی نفی ہے اور دوسری حدیث میں اس حالت سے احتراز کی طرف رہنمائی کی ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ مرض پیدا کر دیتا ہے، ہم نے جو ان حدیثوں میں تطبیق بیان کی ہے یہی صحیح ہے اور یہی جمیع محدثین اور علماء کا مختار ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو پہلی حدیث ("کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا") کو بھول گئے، اس سے اس حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اولاً تو اس لیے کہ جمہور علماء کے نزدیک راوی کے بھول جانے سے اس کی روایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس پر عمل کرنا واجب ہے، ثانیاً اس لیے کہ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے وہ یہ ہیں: حضرت سائب بن یزید، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم۔

قاضی عیاض نے بعض علماء سے یہ نقل کیا ہے کہ "بیمار کو تندرست کے پاس نہ لاؤ" یہ حدیث "کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا" سے منسوخ ہے، ان کا یہ قول دو دلیلوں سے مردود ہے، اولاً اس لیے کہ نسخ پر اس وقت محمول کیا جاتا ہے جب دو حدیثوں میں تطبیق ممکن نہ ہو، اور یہاں تطبیق ممکن ہے، ثانیاً اس لیے کہ نسخ پر اس وقت محمول کیا جاتا ہے جب تاریخ معلوم ہو اور یہ بات یقین سے معلوم ہو کہ ناسخ منسوخ سے متاخر ہے۔ اور یہ بات یہاں معلوم نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا: صفر کی کوئی اصل نہیں ہے اس کے دو مطلب ہیں (ا) صفر کو محرم کی طرف مؤخر کرنے کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (ب) صفر پیٹ کے کیڑوں کو کہتے ہیں اور اہل عرب کا زعم تھا کہ پیٹ کے کیڑوں کے کاٹنے کی وجہ سے بھوک لگتی ہے اور بعض اوقات آدمی ان کے کاٹنے سے مر جاتا ہے، لیکن اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الو کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عربوں کا یہ زعم تھا کہ الو

منحوس جانور ہے۔ جس گھر میں الو آجائے وہاں موت واقع ہو جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا: ستارے کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عربوں کا یہ زعم تھا کہ ستاروں کی وجہ سے بارش ہوتی ہے، نیز آپ نے فرمایا غول کی کوئی اصل نہیں ہے، غول شیاطین کی جنس سے ہیں جو انسانوں کو نظر آتے ہیں، یہ مختلف شکلیں بدل لیتے ہیں اور لوگوں کو راستہ سے بھٹکا کر ہلاک کر دیتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زعم کو باطل فرمایا، بعض علماء نے کہا حدیث میں غول کے وجود کی نفی مراد نہیں ہے، بلکہ اس بات کی نفی مراد ہے کہ وہ مختلف شکلیں بدل کر لوگوں کو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں، بعض علماء نے کہا کہ غول جنات میں سے ساحر ہیں جن کو تلبیس اور تخییل پر قدرت ہوتی ہے۔ [1]

بَابُ الطِّيَرَةِ وَالْفَأْلِ وَمَا يَكُونُ فِيهِ الشُّؤْمِ

بدشگونی نیک شگون اور جن چیزوں میں نحوست ہے۔

۵۶۸۲ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْفَأْلُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اور اچھا شگون نیک شگون ہے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! نیک شگونی کس چیز میں ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھی بات میں جو تم میں سے کوئی شخص سنے۔

۵۶۸۳ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ مَعْمَرٌ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۵۶۸۴ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ کوئی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۱، ۲۳۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ ۔

بدفالی ہے، اور مجھے نیک شگون اچھا لگتا ہے۔ اچھی بات، نیک بات۔

۵۶۸۵ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ قَالَ قِيْلَ وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ کوئی بدفالی ہے، اور نیک شگون مجھے پسند ہے آپ سے عرض کیا گیا نیک شگون کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اچھی بات۔

۵۶۸۶ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنِي مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَتِيْقٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَاُحِبُّ الْفَالَ الصَّالِحَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور نہ کوئی بدفالی ہے اور میں نیک فال کو پسند کرتا ہوں۔

۵۶۸۷ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا طِيَرَةَ وَاُحِبُّ الْفَالَ الصَّالِحَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور نہ اُلو کی کوئی اصل ہے اور نہ بدشگونی کی کوئی اصل ہے اور میں نیک فال کو پسند کرتا ہوں۔

۵۶۸۸ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھر، عورت اور گھوڑے میں نحوست ہو سکتی ہے۔

۵۶۸۹ وَحَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی

شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَإِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ.

نہیں ہوتا اور نہ بدفالی کی کوئی اصل ہے، نحوست صرف تین چیزوں میں ہو سکتی ہے، عورت، گھوڑے اور مکان میں۔

۵۶۹۰ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشُّؤْمِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ لَا يَذْكُرُ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ الْعَدْوَى وَالطِّيَرَةَ غَيْرُ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ.

امام مسلم نے چھ سندوں کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے، کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مرض کا متعدی ہونا اور بدشگونی بے اصل ہے۔

۵۶۹۱ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ يَكُنْ مِنَ الشُّؤْمِ شَيْءٌ حَقٌّ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی چیز میں نحوست ہونا برحق ہے تو وہ گھوڑے، عورت اور مکان میں ہے۔

۵۶۹۲ وَحَدَّثَنِي هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ حَقٌّ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے، لیکن اس میں "حق" کا لفظ نہیں ہے۔

۵۶۹۳ وَحَدَّثَنِي اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ وَالْمَرْاَةِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی چیز میں بدشگونی ہوگی تو گھوڑے، مکان اور عورت میں ہوگی۔

۵۶۹۴ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ يَعْنِي الشُّؤْمَ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نحوست ہوگی تو عورت، گھوڑے اور گھر میں ہوگی۔

۵۶۹۵ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت سہل بن سعد سے اس حدیث کی مثل مروی ہے۔

۵۶۹۶ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الرَّبْعِ وَالْخَادِمِ وَالْفَرَسِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نحوست کسی چیز میں ہو سکتی ہے تو مکان، خادم اور گھوڑے میں ہوگی۔

نیک فال اور بدفال کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ ہرن یا پرندوں کو چھوڑتے اگر وہ دائیں جانب جاتے تو وہ اس کو نیک شگون قرار دیتے اور اپنے سفر اور ضروریات کے مطابق چلے جاتے، اور اگر وہ بائیں جانب جاتے تو وہ اس کو بدشگون قرار دیتے اور سفر یا ضروریات کے لیے جانا ملتوی کر دیتے۔ شارع علیہ السلام نے اس سے منع کیا اور اس کو باطل قرار دیا اور یہ بتلایا کہ شگون میں کسی نفع یا ضرر کی تاثیر نہیں ہے، بعض احادیث میں ہے:

الطیرۃ شرک [illegible]

کسی کلمہ صالح سے نیک فال لینا جائز ہے، اور کسی چیز سے بدفال لینا ممنوع ہے، کیونکہ جب انسان کسی کلمہ سے نیک فال لیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نیک امید قائم کرتا ہے اور جب وہ کسی چیز سے بدفال لیتا ہے تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے، نیک فال کی مثال یہ ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم خیبر پر حملہ آور ہوئے تو یہودیوں نے کہا محمد والخمیس "محمد صلے اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ آئے ہیں" آپ نے اس کلمہ سے یہ نیک فال لی کہ اہل خیبر شکست کھا گئے۔

اس باب کی بعض روایات میں ہے اگر کسی چیز میں بدفالی ہو سکتی ہے تو مکان، عورت اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے ان روایات میں بدفالی سے مراد ان چیزوں کی خرابی ہے، مکان کی خرابی یہ ہے کہ اس کا پڑوس اچھا نہ ہو، اور عورت کی خرابی یہ ہے کہ وہ بانجھ ہو یا بدزبان ہو اور گھوڑے کی خرابی یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ ہو اور غلام کی خرابی یہ ہے کہ وہ بداخلاق ہو۔

باب ۹۱ تَحْرِيمِ الْكَهَانَةِ وَاِتْيَانِ الْكُهَّانِ — کہانت اور کاہنوں کے پاس جانے کی ممانعت

۵۶۹۷ حَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُمُوْرًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَاْتِي الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ قُلْتُ كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُهُ اَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ۔

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں کچھ کام کرتے تھے، ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے، آپ نے فرمایا: تم کاہنوں کے پاس نہ جاؤ، میں نے عرض کیا ہم بدشگونی لیتے تھے، آپ نے فرمایا: یہ (یعنی بدشگونی محض) تمہارے دل کا ایک خیال ہے تم اس کے درپے نہ ہو۔

۵۶۹۸ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنِي حُجَيْنٌ (يَعْنِي ابْنَ الْمُثَنّٰى) حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عِيْسٰى اَخْبَرَنَا مَالِكٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنٰى حَدِيْثِ يُوْنُسَ غَيْرَ اَنَّ مَالِكًا فِي حَدِيْثِهِ

امام مسلم نے اس حدیث کی چار اور اسناد ذکر کیں، البتہ امام مالک کی روایت میں بدفالی کا ذکر ہے کاہنوں کا ذکر نہیں ہے۔

لہ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

ذِكْرَ الطِّيَرَةِ وَلَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ الْكُهَّانِ۔

۵۶۹۹ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ) عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ۔

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ لوگ زائچہ بناتے ہیں؛ آپ نے فرمایا: انبیاء (سابقین) میں سے ایک نبی بھی زائچہ بناتے تھے، سو جو ان کے طریقہ کے مطابق زائچہ بنائے وہ حق ہے۔

۵۷۰۰ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْكُهَّانَ كَانُوا يُحَدِّثُونَنَا بِالشَّيْءِ فَنَجِدُهُ حَقًّا قَالَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ الْحَقُّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقْذِفُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ وَيَزِيدُ فِيهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کاہن جو باتیں کرتے ہیں ان میں سے بعض باتیں سچی نکلتی ہیں، آپ نے فرمایا اس سچی بات کو جن اچک لیتے ہیں اور وہ اس کو اپنے ولی (کاہن) کے کان میں پھونک دیتے ہیں وہ ایک سچ میں سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔

۵۷۰۱ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ (وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ) عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسُوا بِشَيْءٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا الشَّيْءَ يَكُونُ حَقًّا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق سوال کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو باتیں وہ بیان کرتے ہیں وہ بعض اوقات سچ نکلتی ہیں، آپ نے فرمایا یہ سچی بات وہ ہے جس کو جن اچک کر اپنے ولی کے کان میں پھونک دیتا ہے، جیسا کہ مرغ مرغی کو دانے کے لیے بلاتا ہے پھر وہ اس میں ایک سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتا ہے۔

فَيَخْلِطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

٥٧٠٢ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ رِوَايَةِ مَعْقِلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے

٥٧٠٣ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَسَنٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَقَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُمْ بَيْنَمَا هُمْ جُلُوسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ كُنَّا نَقُولُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيمٌ وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهَا لَا يُرْمَى بِهَا لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنْ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى اسْمُهُ إِذَا قَضَى أَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيحُ أَهْلَ هَذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ الَّذِينَ يَلُونَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُونَهُمْ مَاذَا قَالَ قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ بَعْضًا حَتَّى يَبْلُغَ الْخَبَرُ هَذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَتَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ وَيُرْمَوْنَ بِهِ فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلَكِنَّهُمْ يَقْرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک انصاری نے بیان کیا کہ ایک رات کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور اس کی روشنی پھیلی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ جاہلیت میں تم اس حادثہ کے متعلق کیا کہتے تھے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، ہم یہ کہتے تھے کہ آج رات کوئی بہت بڑا آدمی پیدا ہوا ہے اور کوئی بہت بڑا آدمی فوت ہو گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارہ اس وجہ سے نہیں ٹوٹتا کہ کوئی مرتا ہے یا پیدا ہوتا ہے، لیکن ہمارا رب تبارک وتعالیٰ جب کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں پھر جو ان کے قریب آسمان کے فرشتے ہیں سبحان اللہ کہتے ہیں حتیٰ کہ ان کی تسبیح آسمان دنیا کے فرشتوں تک پہنچتی ہے پھر حاملین عرش کے قریب والے حاملین عرش سے کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے، پھر وہ خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے پھر آسمان کے بعض فرشتے بھی دوسروں کو بتاتے ہیں (کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے) حتیٰ کہ آسمان دنیا تک خبر پہنچتی ہے، پھر جن اس سنی ہوئی بات کو لے اڑتے ہیں اور اسے (کاہنوں کے کانوں میں) پھونک دیتے ہیں، پس اگر وہ اسی طرح خبر دیں تو وہ سچ ہوتی ہے لیکن وہ اس میں اپنی مرضی سے کچھ اور ملا دیتے ہیں۔

۵۷۰۴ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ (يَعْنِي ابْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ) كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ يُونُسَ قَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِي حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ وَلَكِنْ يَقْرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ وَفِي حَدِيثِ يُونُسَ وَلَكِنَّهُمْ يَرْقَوْنَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ وَقَالَ اللَّهُ حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَفِي حَدِيثِ مَعْقِلٍ كَمَا قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَلَكِنَّهُمْ يَقْرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض انصار نے بیان کیا کہ تمہارا رب جو فرماتا ہے وہ حق ہے لیکن وہ (کاہن) اس میں رد و بدل کر کے کچھ ملا دیتے ہیں اس حدیث کے الفاظ میں راویوں کا اختلاف ہے۔

۵۷۰۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى (يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ) عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کاہن کے پاس جا کر کوئی بات پوچھی اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔

کہانت کا بیان

علامہ یحیٰی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عرب میں کہانت کی تین قسمیں تھیں:

ا۔ کسی انسان کا جن دوست ہوتا تھا وہ آسمان سے خبریں سن کر آتا اور اس شخص کو بتا دیتا، ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد یہ قسم باطل ہو گئی۔

ب۔ جن زمین کے گرد و نواح اور اطراف میں پھر کر اس کی خبریں اپنے دوست کو بیان کرتا، اس قسم کا وجود بعید نہیں ہے، معتزلہ اور بعض متکلمین نے ان دونوں قسموں کا انکار کیا ہے، لیکن اس قسم کے وجود میں کوئی استحالہ اور بعد نہیں ہے، اور ان کی خبر کبھی سچ ہوتی ہے اور کبھی جھوٹ اور شرعاً ان کی خبر سننا اور اس کی تصدیق کرنا ممنوع ہے۔

ج۔ نجومی، اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں میں ایک قوت پیدا کی ہے (جس سے وہ مستقبل کے امور کو جان لیتے ہیں) لیکن ان کی خبروں میں زیادہ تر جھوٹ ہوتا ہے، اس فن کے ماہر کو عراف کہتے ہیں، عراف وہ شخص ہے جو بعض اسباب

اور مقدمات سے بعض چیزوں کی معرفت حاصل کر لیتا ہے، ان تمام اقسام کو کہانت کہا جاتا ہے اور شریعت نے ان سب کی تکذیب کی ہے، اور ایسے لوگوں کے پاس جانے سے منع کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵۶۹۷ میں ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بدشگونی کے متعلق فرمایا یہ محض تمہارے دل کا خیال ہے تم اس کے درپے نہ ہو۔

امام ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے شگون کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا نیک فال اچھی چیز ہے اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھے تو یہ دعا مانگے:

اللّٰھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا بک۔

اے اللہ صرف تو ہی اچھائیوں کو لانے والا ہے، اور تیرے سوا کوئی برائیوں کو دور نہیں کر سکتا اور گناہوں سے باز رہنا اور نیکیوں کی طاقت تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے

حدیث نمبر ۵۷۰۵ میں ہے کہ جس شخص نے کاہن کے پاس جا کر کوئی بات پوچھی اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس دن ان نمازوں پر ثواب نہیں ملے گا، اگرچہ ان کی فرضیت ساقط ہو جائے گی جیسا کہ کوئی شخص کسی کی غصب شدہ زمین پر نماز پڑھے تو اس کو نماز کا ثواب نہیں ملے گا، اگرچہ اس نماز کی فرضیت اس سے ساقط ہو جائے گی۔[1]

بَابُ اجْتِنَابِ الْمَجْذُوْمِ وَنَحْوِهٖ۔ جذامی سے اجتناب کا بیان

۵۷۰۶۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی اَخْبَرَنَا هُشَیْمٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِیْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُشَیْمُ بْنُ بَشِیْرٍ عَنْ یَعْلَی بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِیْدِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ كَانَ فِیْ وَفْدِ ثَقِیْفٍ رَجُلٌ مَجْذُوْمٌ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا قَدْ بَایَعْنَاكَ فَارْجِعْ۔

عمرو بن شرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ثقیف کے وفد میں ایک جذامی شخص تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیغام بھیجا تم واپس لوٹ جاؤ ہم تم سے بیعت کر چکے ہیں۔

جذامی کے احکام کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

یہ حدیث صحیح بخاری کی اس حدیث کے موافق ہے: فرمن المجذوم فرارک من الاسد ... "جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں" اس حدیث سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے کہ بعض بیماریاں متعدی ہوتی ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ نے مختلف امراض کے اور مختلف اسباب بنائے ہیں اسی طرح مرض کے متعدی ہونے کو بھی بیماری لگنے کا سبب بنایا ہے، یہ حدیث اس حدیث کے موافق ہے جس میں ہے: بیمار کو

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۳-۲۳۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

تندرست کے پاس نہ لایا جائے"، نیز یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں ہے جس میں ہے کوئی مرض (بالطبع) متعدی نہیں ہوتا۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس باب میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مختلف احادیث مروی ہیں، اور جذامی کے متعلق بھی مختلف حدیثیں ہیں، دو حدیثیں تو ہم مسلم اور بخاری کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جذامی کے ساتھ کھانا کھایا، اور اس سے فرمایا: اللہ تعالی پر توکل اور اعتماد کر کے کھانا کھاؤ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہمارا ایک غلام جذامی تھا، وہ میری پلیٹ میں کھاتا میرے پیالہ میں پیتا، الحدیث، اور حضرت عمر اور دیگر اسلاف سے منقول ہے کہ جذامی کے ساتھ کھانا کھانا چاہیے اور ان کے نزدیک اس سے اجتناب کرنے کا حکم منسوخ ہے، اور صحیح بات وہ ہے جو جمہور کا قول ہے اور اس قول کی طرف رجوع کرنا متعین ہے اور جذامی سے اجتناب کی حدیث منسوخ نہیں ہے، بلکہ دونوں حدیثوں میں تطبیق دینا واجب ہے، ایک قول یہ ہے کہ جذامی سے اجتناب کرنے اور اس سے بھاگنے کا حکم استحباب اور احتیاط پر محمول ہے، یہ حکم وجوبی نہیں ہے اور جذامی کے ساتھ کھانا بیان جواز کے لیے ہے

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جذامی سے اجتناب اور اس سے بھاگنے کے حکم میں دلیل یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر جذام میں مبتلا ہو جائے تو اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے، جذامی کو مسجد میں جانے سے منع کیا جائے گا اور لوگوں کے ساتھ اختلاط سے روکا جائے گا۔ اگر کسی بستی کے مشترکہ پانی سے جذامی بھی پانی لیتے ہوں تو اگر ان کے لیے الگ پانی کا انتظام ہو سکتا ہو تو وہ انتظام کر دیا جائے گا۔ [1]

---

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۲ - ۲۳۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ قَتْلِ الْحَيَّاتِ وَغَيْرِهَا

سانپ اور دیگر حشرات الارض کو مارنے کے شرعی احکام کا بیان

باب ۷۹۳

۵۷۰۷ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ ذِي الطُّفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُ يَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيبُ الْحَبَلَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دھاریوں والے سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا، کیونکہ وہ بصارت زائل کر دیتا ہے۔ اور حمل گرا دیتا ہے۔

۵۷۰۸ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ الْأَبْتَرُ وَذُو الطُّفْيَتَيْنِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں دو دھاریوں والے اور دم بریدہ دونوں سانپوں کا ذکر ہے۔

۵۷۰۹ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ وَيَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ قَالَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْتُلُ كُلَّ حَيَّةٍ وَجَدَهَا فَأَبْصَرَهُ أَبُو لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُطَارِدُ حَيَّةً فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سانپوں کو قتل کر دو، اور (خصوصاً) دو دھاریوں والے اور دم بریدہ سانپ کو کیونکہ یہ حمل گرا دیتے ہیں اور آنکھ کی بصارت زائل کر دیتے ہیں، سالم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جس سانپ کو بھی دیکھتے مار ڈالتے، ایک بار ابولبابہ بن عبدالمنذر یا زید بن خطاب نے ان کو ایک سانپ کا پیچھا کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا کہ گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے۔

۵۷۱۰ وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ يَقُولُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَالْكِلَابَ وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَالَى قَالَ الزُّهْرِيُّ وَنُرَى ذٰلِكَ مِنْ سُمَّيْهِمَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ قَالَ سَالِمٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَا أَتْرُكُ حَيَّةً أَرَاهَا إِلَّا قَتَلْتُهَا فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً يَوْمًا مِنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ مَرَّ بِي زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ أَوْ أَبُو لُبَابَةَ وَأَنَا أُطَارِدُهَا فَقَالَ مَهْلًا يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِهِنَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَى عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا، آپ نے فرمایا سانپوں اور کتوں کو قتل کر دو اور دو دھاری والے اور دم بریدہ سانپ کو (خصوصاً) قتل کر دو، کیونکہ وہ منظر زائل کرتے ہیں اور حاملہ عورتوں کے حمل گرا دیتے ہیں، زہری نے کہا ہمارے خیال میں یہ ان کے زہر کی تاثیر ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں جو سانپ بھی دیکھتا ــــ اس کو مار دیتا ــــ ایک مرتبہ میں ایک گھریلو سانپ کا پیچھا کر رہا تھا، اس وقت زید بن خطاب یا حضرت ابولبابہ کا گذر ہوا، انھوں نے کہا اے عبداللہ ٹھیرو! میں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھریلو سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔

۵۷۱۱ وَحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ صَالِحًا قَالَ حَتَّى رَآنِي أَبُو لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ وَزَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَا إِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ وَفِي حَدِيثِ يُونُسَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَلَمْ يَقُلْ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر اور زید بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ آپ نے گھریلو سانپوں (کے مارنے) سے منع فرمایا، یونس کی روایت میں ہے سانپوں کو مارو اور دو دھاری والے اور دم بریدہ سانپ کا ذکر نہیں کیا۔

۵۷۱۲ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ كَلَّمَ ابْنَ عُمَرَ لِيَفْتَحَ لَهُ بَابًا فِي دَارِهِ يَسْتَقْرِبُ بِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ الْغِلْمَةُ جِلْدَ جَانٍّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ الْتَمِسُوهُ فَاقْتُلُوهُ فَقَالَ أَبُو لُبَابَةَ

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ نے حضرت ابن عمر سے ان کے گھر میں ایک دروازہ کھولنے کے متعلق گفتگو کی، تاکہ وہ مسجد کے قریب ہو جائیں، اتنے میں لڑکوں کو سانپ کی ایک کینچلی ملی، حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا سانپ کو تلاش کرو اور قتل کر دو، ابولبابہ نے کہا اس کو قتل مت کرو، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

لَا تَقْتُلُوْهُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِىْ فِى الْبُيُوْتِ.

گھریلو سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔

۵۷۱۳ **وَحَدَّثَنَا** شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ حَتّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْبَدْرِىُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوْتِ فَاَمْسَكَ.

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر تمام سانپوں کو مار ڈالتے تھے، حتیٰ کہ حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر بدری نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھروں کے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے، پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے یہ امر ترک کر دیا۔

۵۷۱۴ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا لُبَابَةَ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ.

حضرت ابولبابہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (گھریلو) سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا۔

۵۷۱۵ **وَحَدَّثَنَاهُ** اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِىُّ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِىْ لُبَابَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ الضُّبَعِىُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا لُبَابَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِىْ فِى الْبُيُوْتِ.

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھریلو سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا۔

۵۷۱۶ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ (يَعْنِى الثَّقَفِىَّ) قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ اَنَّ اَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْاَنْصَارِىَّ وَكَانَ مَسْكَنُهٗ بِقُبَاءٍ فَانْتَقَلَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَبَيْنَمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسًا مَعَهٗ يَفْتَحُ خَوْخَةً لَهٗ اِذَا هُوَ بِحَيَّةٍ مِنْ عَوَامِرِ الْبُيُوْتِ فَاَرَادُوْا قَتْلَهَا فَقَالَ اَبُوْ لُبَابَةَ اِنَّهٗ قَدْ نُهِىَ عَنْهُنَّ يُرِيْدُ عَوَامِرَ الْبُيُوْتِ وَاُمِرَ بِقَتْلِ الْاَبْتَرِ وَذِى الطُّفْيَتَيْنِ وَقِيْلَ هُمَا اللَّذَانِ يَلْتَمِعَانِ الْبَصَرَ وَيَطْرَحَانِ اَوْلَادَ النِّسَاءِ.

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر قبا میں تھا، وہ مدینہ منورہ منتقل ہو گئے، ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر ان کے پاس بیٹھے ہوئے اپنا ایک دروازہ کھول رہے تھے کہ اچانک انہوں نے گھر کے سانپوں میں سے ایک سانپ دیکھا، گھر والوں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، حضرت ابولبابہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھر کے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے، اور دم بریدہ اور دو دھاریوں والے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، کہا گیا کہ یہی دو دو سانپ ہیں جو نظر زائل کرتے ہیں اور عورتوں کے (پیٹ کے)

بچوں کو گرا دیتے ہیں ۔

٥٧١٧ وحدثني إسحٰق بن منصور أخبرنا محمد بن جهضم حدثنا إسماعيل وهو ابن جعفر عن عمر بن نافع عن أبيه قال كان عبد الله بن عمر يوما عند هدم له فرأى وبيص جان فقال اتبعوا هذا الجان فاقتلوه قال أبو لبابة الأنصاري إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن قتل الجنان التي تكون في البيوت إلا الأبتر وذا الطفيتين فإنهما اللذان يخطفان البصر ويتتبعان ما في بطون النساء ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر اپنے گرے ہوئے مکانوں کے پاس تھے اچانک انھوں نے ایک سانپ کی کینچلی دیکھی، حضرت ابن عمر نے فرمایا اس سانپ کو تلاش کر کے قتل کر دو، حضرت ابولبابہ انصاری نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع کرتے تھے سوائے دو دھاری والے اور دم بریدہ کے، کیونکہ یہی وہ دو سانپ ہیں جو نظر کو زائل کرتے ہیں اور عورتوں کے حمل کو ساقط کر دیتے ہیں۔

٥٧١٨ وحدثنا هرون بن سعيد الأيلي حدثنا ابن وهب حدثني أسامة أن نافعا حدثه أن أبا لبابة مر بابن عمر وهو عند الأطم الذي عند دار عمر بن الخطاب يرصد حية بنحو حديث الليث بن سعد ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے، درآں حالیکہ وہ حضرت عمر بن الخطاب کے مکان کے پاس جو قلعہ تھا اس میں سانپ کو تلاش کر رہے تھے۔

٥٧١٩ وحدثنا يحيى بن يحيى وأبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب وإسحٰق بن إبراهيم واللفظ ليحيى قال يحيى وإسحٰق أخبرنا وقال الآخران حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن إبراهيم عن الأسود عن عبد الله قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في غار وقد أنزلت عليه والمرسلات عرفا فنحن نأخذها من فيه رطبة إذ خرجت علينا حية فقال اقتلوها فابتدرناها لنقتلها فسبقتنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وقاها الله شركم كما وقاكم شرها ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر والمرسلات عرفا نازل ہوئی، ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے اس سورت کو تازہ بہ تازہ سن رہے تھے کہ اچانک ایک سانپ نکلا، آپ نے فرمایا: اس سانپ کو مار دو، ہم اس سانپ کو مارنے کے لیے جھپٹے، وہ ہم سے (دور) بھاگ گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کے شر سے بچا لیا جیسا کہ اس کو تمہارے شر سے بچا لیا۔

٥٧٢٠ وحدثنا قتيبة بن سعيد وعثمان بن أبي شيبة قالا حدثنا جرير عن الأعمش

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ۔

فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ ؛

۵۷۲۱ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصٌ (يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ) حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ مُحْرِمًا بِقَتْلِ حَيَّةٍ بِمِنًى ؛

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ایک محرم کو سانپ مارنے کا حکم دیا۔

۵۷۲۲ وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ ؛

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے، یہ حدیث بھی مثل سابق ہے۔

۵۷۲۳ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ صَيْفِيٍّ (وَهُوَ عِنْدَنَا مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ) أَخْبَرَنِي أَبُو السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي بَيْتِهِ قَالَ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا فِي عَرَاجِينَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِأَقْتُلَهَا فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ فِيهِ فَتًى مِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذَلِكَ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَأْذَنَهُ يَوْمًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ فَأَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَإِذَا امْرَأَتُهُ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةً فَأَهْوَى إِلَيْهَا الرُّمْحَ لِيَطْعُنَهَا بِهِ وَأَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ

ابو السائب بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، میں بیٹھ کر ان کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا، اتنے میں گھر کے کونے میں رکھی ہوئی لکڑیوں سے حرکت کی آواز آئی، میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک سانپ تھا، میں اس کو قتل کرنے کے لیے لپکا، حضرت ابو سعید نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا، سو میں بیٹھ گیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے مکان کی ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ کیا تم اس گھر کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا کہ اس گھر میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، انھوں نے کہا پھر ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کی طرف گئے، وہ نوجوان دوپہر کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر جاتا تھا، ایک دن اس نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ہتھیار لے کر جاؤ کیونکہ مجھے تم پر بنو قریظہ (کے حملہ) کا خدشہ ہے وہ نوجوان اپنے ہتھیار لے کر چلا گیا، جب وہ گھر پہنچا تو دیکھا کہ اس کی بیوی دروازے کی دونوں چوکھٹوں کے درمیان کھڑی ہے اس نے غیرت میں آکر اس کو نیزہ مارنے کا قصد کیا، اس عورت نے کہا اپنے نیزے کو روکو اور گھر کے اندر جا کر دیکھو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ میں کس

لَهُ اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتَّى تَنْظُرَ مَا الَّذِي أَخْرَجَنِي فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْحَيَّةُ أَمِ الْفَتَى قَالَ فَجِئْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ وَقُلْنَا ادْعُ اللَّهَ يُحْيِيهِ لَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

وجہ سے باہر کھڑی ہوں، جب وہ اندر گیا تو اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ کنڈلی مارے بستر پر بیٹھا ہے اس نوجوان نے اس سانپ کو مارنے کا قصد کیا، اور نیزہ اس سانپ میں گھونپ دیا پھر باہر نکل کر وہ نیزہ مکان میں گاڑ دیا، وہ سانپ اس جوان پر لوٹ پوٹ ہو گیا اور یہ پتا نہ چل سکا کہ سانپ پہلے مرا یا وہ جوان پھر ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کا ذکر کیا، ہم نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کر دے، آپ نے فرمایا اپنے اس ساتھی کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، پھر فرمایا مدینہ میں رہنے والے جن مسلمان ہو گئے ہیں، پس جب تم ان سانپوں میں سے کسی کو دیکھو تو ان کو تین دن تک خبردار کرو، اس کے بعد بھی اگر سانپ دکھائی دے تو اس کو قتل کر دو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

۵۷۴۴ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ السَّائِبُ وَهُوَ عِنْدَنَا أَبُو السَّائِبِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ إِذْ سَمِعْنَا تَحْتَ سَرِيرِهِ حَرَكَةً فَنَظَرْنَا فَإِذَا حَيَّةٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ صَيْفِيٍّ وَقَالَ فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهَذِهِ الْبُيُوتِ عَوَامِرَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْهَا فَحَرِّجُوا عَلَيْهَا ثَلَاثًا فَإِنْ ذَهَبَ وَإِلَّا فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ وَقَالَ لَهُمُ اذْهَبُوا فَادْفِنُوا صَاحِبَكُمْ.

حضرت ابوسائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ہم نے تخت کے نیچے ایک حرکت کی آواز سنی، ہم نے دیکھا کہ وہ ایک سانپ تھا، اس کے بعد مالک کی روایت کی طرح مذکور ہے، اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان گھروں میں آباد رہنے والے سانپ ہیں، جب تم کوئی سانپ دیکھو تو اس کو تین دن تک تنگ کرو، اگر وہ چلا جائے تو فبہا ورنہ اس کو قتل کر دو، کیونکہ وہ کافر ہے، اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا جاؤ اپنے ساتھی کو دفن کر دو۔

۵۷۴۵ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنِي صَيْفِيٌّ عَنْ أَبِي السَّائِبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ قَدْ أَسْلَمُوا فَمَنْ رَأَى شَيْئًا مِنْ هَذِهِ الْعَوَامِرِ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا فَإِنْ بَدَا لَهُ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں کئی جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو چکے ہیں، سو جو شخص ان سانپوں میں سے کسی کو دیکھے تو اس کو تین دن تک متنبہ کرے، اگر وہ اس کے بعد بھی دکھائی دے تو اس کو قتل کر دے۔ کیونکہ وہ شیطان ہے۔

سانپ مارنے کے حکم کی تفصیل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ کے سانپوں کو بغیر تنبیہ کے قتل نہ کیا جائے، اس کے علاوہ روئے زمین کے باقی سانپوں کو مطلقاً مارنا مستحب ہے خواہ وہ گھروں میں رہنے والے سانپ ہوں یا جنگل کے سانپ ہوں، کیونکہ احادیث صحیحہ میں ان کو مطلقاً مارنے کا حکم دیا ہے، سو اس باب کی احادیث میں سانپوں کو قتل کرنے کا بیان ہے ایک اور حدیث میں ہے پانچ جانوروں کو حل اور حرم دونوں میں قتل کر دیا جائے، ان میں سے ایک سانپ ہے، اس حدیث میں بھی ان کو متنبہ کرنے کا ذکر نہیں ہے، اسی طرح حدیث نمبر ۵۷۲۱ میں بھی سانپ کو مارنے کا مطلقاً ذکر ہے اور اس کو متنبہ کرنے کا ذکر نہیں ہے، بعض علماء نے ان احادیث کے عموم کے پیش نظر یہ کہا ہے کہ مطلقاً سانپ کو قتل کرنا مستحب ہے، البتہ مدینہ منورہ میں رہنے والے سانپوں کو تنبیہ کرنا اور ڈرانا چاہیے اور اس کا سبب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے جن مسلمان ہو گئے تھے جیسا کہ حدیث نمبر ۵۷۲۵ میں اس کی تصریح ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ گھروں میں رہنے والے سانپوں کو بغیر تنبیہ کے نہ قتل کیا جائے خواہ وہ سانپ کسی بھی شہر کے ہوں۔

کیونکہ احادیث میں گھریلو سانپوں کو مارنے کی بالعموم ممانعت ہے اور جو سانپ گھروں میں نہ رہتے ہوں ان کو بغیر ڈراتے ہوئے قتل کر دیا جائے، امام مالک نے کہا جو سانپ مساجد میں پایا جائے اس کو بھی قتل کر دیا جائے۔

قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ مطلقاً سانپوں کو مارنے کا حکم دھاریوں والے اور دم بریدہ سانپوں کے ساتھ مخصوص ہے، کیونکہ اس قسم کے سانپوں کو ہر حال میں قتل کرنے کا حکم ہے، خواہ وہ گھروں میں رہنے والے ہوں یا نہ ہوں۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ سانپوں کو تنبیہ کرنے اور ڈرانے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے میں تم کو اس عہد کی قسم دیتا ہوں جو عہد حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے تم سے لیا تھا یہ کہ تم ہم کو ایذاء نہ دینا اور ہمارے سامنے ظاہر نہ ہونا یہ طریقہ ابن حبیب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، امام مالک نے کہا ہے کہ یہ کہنا بھی کافی ہے:

"احرج علیك باللہ والیوم الآخران لا تبدولنا ولا تو ذینا" امام مالک نے غالباً حرج کا لفظ حدیث نمبر ۵۷۲۲ سے لیا ہے۔ [1]

باب ۹۴- اِسْتِحْبَابِ قَتْلِ الْوَزَغِ!

گرگٹ کو مارنے کا استحباب

۵۷۲۶- حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُوْنَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ

ام شریک بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو گرگٹ مارنے کا حکم دیا، ابن ابی شیبہ کی روایت میں "امرھا" کی جگہ "امر" کا لفظ ہے۔

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ أَمَرَ۔

۵۷۲۷۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ شَرِيكٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اسْتَأْمَرَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَتْلِ الْوِزْغَانِ فَأَمَرَ بِقَتْلِهَا وَأُمُّ شَرِيكٍ إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ اتَّفَقَ لَفْظُ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي خَلَفٍ وَعَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ وَحَدِيثُ ابْنِ وَهْبٍ قَرِيبٌ مِنْهُ۔

ام شریک بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے گرگٹ مارنے کے متعلق پوچھا، آپ نے ان کو مارنے کا حکم دیا۔

۵۷۲۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ مارنے کا حکم دیا اور اس کا نام فویسق (کم فاسق) رکھا۔

۵۷۲۹۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ الْفُوَيْسِقُ زَادَ حَرْمَلَةُ قَالَتْ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو فویسق فرمایا، حرملہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں سنا۔

۵۷۳۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے پہلی ضرب میں گرگٹ کو قتل کر دیا اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور جس نے دوسری ضرب میں مارا اس کے لیے اس سے کم نیکیاں لکھی جائیں گی اور تیسری

حَسَنَةً وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُونِ الْأُولَى وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُونِ الثَّانِيَةِ۔

ضرب میں اس سے کم۔

۵۷۳۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنِي ابْنَ زَكَرِيَّاءَ) ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ سُهَيْلٍ إِلَّا جَرِيرًا وَحْدَهُ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذَلِكَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے گرگٹ کو پہلی ضرب میں مار دیا اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، دوسری ضرب میں اس سے کم اور تیسری ضرب میں اس سے کم۔

۵۷۳۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنِي ابْنَ زَكَرِيَّاءَ) عَنْ سُهَيْلٍ حَدَّثَتْنِي أُخْتِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ سَبْعِينَ حَسَنَةً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی ضرب میں ستر نیکیاں ہیں۔

گرگٹ کو مارنے اور اس پر اجر و ثواب ملنے کی حکمت

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا ہے اور ثواب کی بشارت دے کر اس کو مارنے پر رغبت دلائی ہے، کیونکہ یہ موذی جانوروں میں سے ہے، پہلی ضرب میں اس کو مارنے پر زیادہ ثواب کا اس لیے ذکر فرمایا ہے تاکہ اس کو مارنے کی اہمیت ظاہر ہو اور لوگ اس کو مارنے پر سبقت کریں، کیونکہ اگر ہلکی ضرب لگا کر اس کو کئی ضربات سے مارا جائے گا تو بسا اوقات وہ بچ کر بھاگ نکلے گا (یہ بھی ممکن ہے کہ پہلی ضرب میں اس کو مارنے کی اس لیے ترغیب دی ہو تاکہ اس کو زیادہ ایذا نہ ہو۔ سعیدی غفرلہ) اس کو فویسق اس لیے فرمایا ہے کہ فسق کا معنی خروج ہے اور یہ ایذا رسانی کی وجہ سے حشرات الارض کی عام عادات سے نکل گیا، حدیث نمبر ۵۷۳۰ میں پہلی ضرب سے اس کو قتل کرنے والے کے لیے سو نیکیوں کا اور حدیث نمبر ۵۷۳۱ میں ستر نیکیوں کا ذکر ہے، ان حدیثوں میں بہ ظاہر تعارض ہے، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اصولیین کے نزدیک عدد میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے اس کا اجر ستر نیکیاں ہو، بعد میں ان کو بڑھا کر سو نیکیاں کر دیا گیا ہو، تیسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ قاتل کے احوال اس کی نیت اور اخلاص کے درجات میں تفاوت کی وجہ سے اجر مختلف ہوتا ہو۔[1]

(حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بَابُ ۹۵ - النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النَّمْلِ !

۵۷۲۳ - حَدَّثَنِيْ أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِّنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ۔

چیونٹی کے مارنے کی ممانعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء (سابقین) میں سے ایک نبی کے کسی چیونٹی نے کاٹ لیا، انھوں نے چیونٹی کی پوری بستی جلانے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی کہ ایک چیونٹی کے کاٹنے کی وجہ سے تم نے اللہ کی مخلوق کے ایک ایسے گروہ کو ہلاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح کرتا تھا۔

۵۷۲۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيَّ) عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجِهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء (سابقین) میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے، ایک چیونٹی نے ان کے کاٹ لیا، انھوں نے درخت کے نیچے سے چیونٹیوں کا چھتہ نکالنے کا حکم دیا، پھر ان کے حکم سے اس کو جلا دیا گیا، تب اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تم نے ایک چیونٹی ہی کو جلایا ہوتا۔

۵۷۲۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجِهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا وَأَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ فِي النَّارِ قَالَ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انبیاء (سابقین) میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے، انھیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا، انھوں نے درخت کے نیچے سے چیونٹیوں کے چھتے کو نکالنے کا حکم دیا، پھر ان کے حکم سے اس کو آگ میں جلا دیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی کہ آپ نے ایک چیونٹی کے مارنے پر اکتفا کیوں نہ کی۔

حاشیہ صفحہ سابقہ

لہ - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

آگ میں جلا کر سزا دینے کا حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ اس نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی شریعت میں چیونٹیوں کو مارنا اور جلانا جائز تھا اس وجہ سے ان پر چیونٹی کے مارنے اور جلانے پر عتاب نہیں کیا بلکہ ایک چیونٹی کی جنایت کا زیادہ چیونٹیوں سے بدلہ لینے پر عتاب فرمایا۔

ہماری شریعت میں کسی جاندار کو آگ سے جلانا جائز نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شخص کسی کو آگ میں جلا کر ہلاک کر دے تو اس کو بھی قصاص میں جلانا جائز ہے (یہ فقہاء شافعیہ کا مسلک ہے۔ فقہاء احناف کا مسلک دیکھنے کے لیے شرح مسلم جلد رابع میں کتاب القصاص کا مطالعہ کریں۔ سعیدی غفرلہ) حدیث مشہور میں ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی آگ کا عذاب نہیں دیتا، نیز ہمارے مذہب میں چیونٹی کو مارنا جائز نہیں ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کو مارنے سے منع فرمایا: چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور صرد (موٹے سر، سفید پیٹ اور سبز پیٹھ کا ایک پرندہ جو چھوٹے پرندوں کو شکار کرتا ہے۔)

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔[۱]

بَابُ تَحْرِيْمِ قَتْلِ الْهِرَّةِ

بلی کو مارنے کی ممانعت

۵۷۳۶- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِيْ هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا اِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کے سبب سے عذاب دیا گیا، اس نے بلی کو باندھ کر رکھا حتیٰ کہ وہ مر گئی، وہ عورت اس سبب سے جہنم میں داخل کی گئی، جب اس عورت نے بلی کو باندھا تو اس کو کھلایا نہ پلایا اور نہ اس کو کیڑے مکوڑے کھانے کے لیے آزاد کیا۔

۵۷۳۷- وَحَدَّثَنِيْ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ۔

حضرت ابوہریرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی۔

۵۷۳۸- وَحَدَّثَنَاهُ هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ

حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا۔

---

[۱]- علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ۔

۵۷۳۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ لَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَتْرُكْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، اس نے اس کو کھلایا نہ پلایا اور نہ اس کو کیڑے مکوڑے کھانے کے لیے آزاد کیا۔

۵۷۴۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا رَبَطَتْهَا وَفِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ حَشَرَاتِ الْأَرْضِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو مزید سندیں بیان کیں۔

۵۷۴۱۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے معنی میں ایک روایت بیان کی۔

۵۷۴۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی مثل ایک روایت بیان کی۔

جانوروں کو عذاب دینے کا حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت مسلمان تھی اور بلی کو عذاب دینے کی وجہ سے اس کو جہنم میں عذاب دیا گیا، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عورت کافرہ ہو اور اس کو اصل عذاب کفر کی وجہ سے ہوا ہو اور بلی کی وجہ سے اس کے عذاب میں زیادتی کی گئی ہو، کیونکہ وہ مومنہ نہیں تھی کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کی وجہ سے اس کے صغیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے، تاہم صحیح بات یہی ہے کہ وہ عورت مسلمان تھی اور بلی کو عذاب دینے کی وجہ سے اس کو آگ میں داخل کیا گیا اور یہ محض صغیرہ گناہ نہیں ہے بلکہ اس پر اصرار کی وجہ سے یہ کبیرہ گناہ ہو گیا اور [illegible]

سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مالک پر اپنے پالتو جانوروں کو کھلانا پلانا واجب ہے۔ [51]

بَابٌ ۴۷ فَضْلِ سَاقِي الْبَهَائِمِ وَإِطْعَامِهَا

جانوروں کو کھلانے اور پلانے کی فضیلت

۵۷۴۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص جا رہا تھا اس کو راستہ میں شدید پیاس لگی، اس نے ایک کنواں دیکھا اس نے اس کنویں میں اتر کر پانی پیا، جب وہ کنویں سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے اور ہانپ رہا ہے، اس شخص نے سوچا اس کتے کی بھی پیاس سے وہی حالت ہو رہی ہے جو میری حالت ہو رہی تھی، پس وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا، پھر اس موزے کو منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ نیکی قبول کی اور اس کو بخش دیا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ان جانوروں میں بھی ہمارے لیے اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر تر جگر والے میں اجر ہے۔

۵۷۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً بَغِيًّا رَأَتْ كَلْبًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ يُطِيفُ بِبِئْرٍ قَدْ أَدْلَعَ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَعَتْ لَهُ بِمُوقِهَا فَغُفِرَ لَهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فاحشہ عورت نے گرمی کے دنوں میں ایک کتے کو ایک کنویں کے گرد چکر لگاتے دیکھا جس کی پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکلی ہوئی تھی، اس عورت نے اپنے موزے میں پانی لے کر اس کتے کو پانی پلایا تو اس کی بخشش کر دی گئی۔

۵۷۴۵۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک کتا ایک کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا اور پیاس کی شدت سے مرنے کے قریب تھا، اچانک بنو اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت نے اس کو دیکھا، اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس میں پانی

۵۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

الْعَطَشُ اِذْ رَاٰتْهُ بَغِیٌّ مِنْ بَغَایَا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَاسْتَقَتْ لَهٗ بِهٖ فَسَقَتْهُ اِیَّاهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهٖ۔

پھر کر) اس کتے کو پانی پلایا۔ تو اس نیکی کے بدلہ اس کو بخش دیا گیا۔

جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کی تفصیل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس باب کی احادیث میں محترم (جن کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے) جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا بیان ہے، لیکن جن جانداروں کو شارع علیہ السلام نے قتل کرنے کا حکم دیا ہے ان کو قتل کرکے شارع علیہ السلام کے حکم پر عمل کرنا چاہیے، حربی کافر (جن سے مسلمان برسر جنگ ہوں) مرتد، کاٹنے والا کتا اور وہ پانچ فاسق جانور جن کا حدیث میں حکم ہے اور جو جانور ان کے حکم میں ہیں یہ سب غیر محترم ہیں، اور جو جانور محترم ہیں ان کو کھانا کھلانے، پانی پلانے اور ان کے ساتھ دیگر نوع کے احسان کرنے سے ثواب حاصل ہوگا، عام ازیں کہ وہ جانور اس کا یا کسی اور کا مملوک ہو۔ ؎

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

كتاب الالفاظ من الادب وغيرها

باب ۹۸ النهي عن سب الدهر

زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت

۵۷۴۶ - وحدثني أبو الطاهر أحمد بن عمرو بن سرح وحرملة بن يحيى قالا أخبرنا ابن وهب حدثني يونس عن ابن شهاب أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن قال قال أبو هريرة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول قال الله عز وجل يسب ابن آدم الدهر وأنا الدهر بيدي الليل والنهار.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم زمانہ کو برا کہتا ہے اور میں زمانہ (کا خالق) ہوں رات اور دن کی گردش میرے ہاتھ میں ہے۔

۵۷۴۷ - وحدثناه إسحق بن إبراهيم وابن أبي عمر واللفظ لابن أبي عمر قال إسحق أخبرنا وقال ابن أبي عمر حدثنا سفيان عن الزهري عن ابن المسيب عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال الله عز وجل يؤذيني ابن آدم يسب الدهر وأنا الدهر أقلب الليل والنهار.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم مجھے ایذاء دیتا ہے، وہ زمانہ کو برا کہتا ہے اور میں زمانہ (کا خالق) ہوں، میں رات اور دن کو پلٹتا رہتا ہوں۔

۵۷۴۸ - وحدثنا عبد بن حميد أخبرنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن الزهري عن ابن المسيب عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله عز وجل يؤذيني ابن آدم يقول يا خيبة الدهر فلا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: مجھے ابن آدم ایذاء دیتا ہے، وہ کہتا ہے "ہائے زمانہ کی نامرادی" سو تم میں سے کوئی شخص نہ کہے کہ "ہائے زمانہ کی نامرادی" کیونکہ زمانہ (کا خالق)

يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا۔

میں ہوں، رات اور دن کو میں بدلتا رہتا ہوں، اور جب میں چاہوں گا ان کو قبض کر لوں گا۔

۵۷۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "ہائے زمانہ کی نامرادی"، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ (کا خالق) ہے۔

۵۷۵۰۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ کو برا مت کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ زمانہ (کا خالق) ہے۔

اللہ تعالیٰ پر دہر کے اطلاق کی توجیہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے "انا الدھر" یعنی میں زمانہ ہوں" اور یہ اطلاق مجازی ہے اس کا معنی ہے میں زمانہ کا اور زمانہ میں پیدا ہونے والے حوادث کا خالق ہوں، اس کا سبب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی المناک حادثہ ہوتا تو وہ زمانہ کو برا کہتے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ کو برا مت کہو کیونکہ جن مصائب اور حوادث کی بناء پر تم زمانہ کو برا کہتے ہو وہ تمام حوادث تو اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں، کیونکہ وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ [۱]

بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْمًا

عنب (انگور) کو کرم کہنے کی کراہت

۵۷۵۱۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسُبُّ أَحَدُكُمُ الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص زمانہ کو برا نہ کہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ (کا خالق) ہے اور تم میں سے کوئی شخص عنب (انگور) کو کرم نہ کہے، کیونکہ کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

۵۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عنب کو) کرم نہ کہو کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

تَقُوْلُوا الْكَرْمُ فَإِنَّ الْكَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

۵۷۵۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنب کو کرم کہو کیونکہ کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

۵۷۵۴۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمُ الْكَرْمَ فَإِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کرم نہ کہے کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔

۵۷۵۵۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ إِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص عنب کو کرم نہ کہے، کیونکہ کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

۵۷۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيْسٰى (يَعْنِي ابْنَ يُوْنُسَ) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا الْحَبَلَةُ (يَعْنِي الْعِنَبَ)۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرم نہ کہو لیکن حبلہ یعنی عنب (انگور) کہو۔

۵۷۵۷۔ وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا الْعِنَبُ وَالْحَبَلَةُ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کرم نہ کہو لیکن کہو عنب اور حبلہ۔

انگور پر کرم کے اطلاق کی ممانعت کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

عرب عنب (انگور) کو کرم کہتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوروں کو کرم کہنے سے منع فرمایا، فقہاء نے اس کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ انگوروں سے شراب بھی بنائی جاتی ہے

اور عرب شراب کو بھی مجازاً الکرم کہتے تھے، جب کہ کرم کا لفظ سخاوت اور شرافت کے معنی میں بھی مستعمل ہے، مومن کو کریم کہا جاتا ہے، قرآن مجید میں ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (حجرات: ۱۳) "تم میں سب سے زیادہ کریم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو"۔ مومن کے قلب کو بھی ایمان، ہدایت، نور، تقویٰ اور دیگر صفات کریمہ کی وجہ سے کرم کہا جاتا ہے، اس بناء پر شارع علیہ السلام نے انگور پر کرم کے اطلاق سے منع فرمایا تاکہ یہ اطلاق شراب پر کرم کے اطلاق کا سبب نہ بنے۔ [۱]

بَابُ حُكْمِ إِطْلَاقِ لَفْظَةِ الْعَبْدِ وَالْأَمَةِ وَالْمَوْلَى وَالسَّيِّدِ

لفظ عبد، امۃ، مولیٰ اور سید کے اطلاق کرنے کا حکم

۵۷۵۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي كُلُّكُمْ عَبِيدُ اللَّهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللَّهِ وَلَكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِي وَجَارِيَتِي وَفَتَايَ وَفَتَاتِي.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) میرا بندہ اور میری بندی نہ کہے، تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری تمام عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں، البتہ یوں کہہ سکتا ہے، میرا غلام، میری کنیز، میرا نوکر، میری نوکرانی۔

۵۷۵۹ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي فَكُلُّكُمْ عَبِيدُ اللَّهِ وَلَكِنْ لِيَقُلْ فَتَايَ وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّي وَلَكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِي.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) یہ نہ کہے "میرا بندہ" تم سب اللہ کے بندے ہو، البتہ یہ کہہ سکتا ہے، میرا نوکر، اور نہ غلام یہ کہے "میرا رب" البتہ میرا سید (مالک) کہہ سکتا ہے۔

۵۷۶۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَإِنَّ مَوْلَاكُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

ایک روایت میں ہے غلام اپنے سید کو "میرا مولا" نہ کہے کیونکہ تم سب کا مولیٰ اللہ عزوجل ہے۔

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۵۷۶۱ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ اسْقِ رَبَّكَ أَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ رَبِّي وَلْيَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِي أَمَتِي وَلْيَقُلْ فَتَايَ فَتَاتِي غُلَامِي ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے اپنے رب کو پلا، اپنے رب کو کھلا، اور نہ تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) "میرا رب" کہے البتہ "میرا سید اور میرا مولیٰ" کہے اور نہ تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) "میرا بندہ یا میری بندی" کہے، البتہ میرا نوکر یا میری نوکرانی کہے۔

لفظ عبد اور رب کے اطلاق کی تفصیل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
علماء نے کہا ہے کہ ان احادیث سے دو چیزوں کی ممانعت کرنا مقصود ہے:

۱۔ غلام کا اپنے مالک کو میرا رب کہنا ممنوع ہے، کیونکہ ربوبیت حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، رب اس کو کہتے ہیں جو مالک ہو یا قائم بالشئ ہو اور اس چیز کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے، اگر یہ اعتراض ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود علامات قیامت میں بیان فرمایا ہے: "لونڈی رب (مالک) کو جنے گی" تو اس کے دو جواب ہیں اوّلاً یہ کہ اس حدیث میں یہ اطلاق بیان جواز کے لیے ہے اور اس باب کی احادیث میں ممانعت تنزیہ اور ادب کی وجہ سے ہے ثانیاً اس باب کی احادیث سے مراد یہ ہے کہ ان لفظوں کو بہ کثرت استعمال نہ کیا جائے اور اس کو عام عادت نہ بنالیا جائے اور کبھی کبھی ان لفظوں کا اطلاق کرنا ممنوع نہیں ہے، قاضی عیاض نے اسی جواب کو اختیار کیا ہے اور مملوک کا اپنے مالک کو سید کہنا ممنوع نہیں ہے آپ نے (حدیث نمبر ۵۷۶۰) میں خود فرمایا: "میرا سید" کہے کیونکہ سید کا لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح خاص نہیں ہے جس طرح لفظ رب اس کے ساتھ خاص ہے، قرآن مجید اور حدیث متواتر میں اللہ تعالیٰ پر سید کا اطلاق نہیں کیا ہے، نیز آپ نے فرمایا: "میرا یہ بیٹا سید ہے" نیز فرمایا "اپنے سید کے لیے قیام کرو" ایک اور حدیث میں فرمایا: "کیا تمہارے سید نہیں کہتے" اس لیے اگر غلام اپنے مالک کو سید کہے تو اس میں کوئی اشکال اور التباس نہیں ہے، اسی طرح اگر غلام اپنے مالک کو "میرا مولیٰ" کہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ مولیٰ کا اطلاق متعدد معنی پر ہوتا ہے، ان میں ایک معنی مالک اور ناصر بھی ہے، باقی حدیث نمبر ۵۷۶۰ میں جو مالک کو مولیٰ کہنے کی ممانعت ہے تو اس میں اعمش کا تفرد ہے، باقی راویوں نے اس زیادتی کا ذکر نہیں کیا اس لیے اس ممانعت کو ترک کرنا افضل ہے۔

۲۔ مالک کا اپنے غلام یا کنیز کو میرا بندہ یا میری بندی کہنا ممنوع ہے، کیونکہ حقیقت میں عبودیت کا صرف اللہ عزوجل مستحق ہے، نیز اس میں مخلوق کی ایسی تعظیم ہے جس کے وہ لائق نہیں ہے، البتہ میرا خادم اور میرا نوکر وغیرہ کہنا جائز ہے۔ ۱؎

(حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ خَبُثَتْ نَفْسِي

"میرا نفس خبیث ہو گیا" کہنے کی ممانعت

۵۷۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي هَذَا حَدِيثُ أَبِي كُرَيْبٍ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ لَكِنْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "میرا نفس خبیث ہو گیا"، بلکہ یہ کہے کہ میرا نفس سست اور کاہل ہو گیا، راوی ابو بکر نے اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ اور اس میں "لیکن" کا لفظ نہیں ہے۔

۵۷۶۳ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۷۶۴ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلْيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي

سہل بن حنیف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "میرا نفس خبیث ہو گیا"، بلکہ یہ کہے کہ میرا نفس سست اور کاہل ہو گیا۔

مسلمان کو علی التعیین خبیث کہنے کی ممانعت

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبیث کے لفظ کو اس کی قباحت کی وجہ سے ناپسند فرمایا۔ اور آداب گفتگو کی تعلیم دی، اگر یہ اعتراض ہو کہ حدیث میں ہے: نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص صبح کی نماز کے وقت تک سوتا ہے اس کی صبح خبیث نفس کے ساتھ ہو گی" قاضی عیاض نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مبہم اور مذموم الحال شخص کی صفت بیان کی ہے سو اس طرح جائز ہے اور کسی مسلمان کو علی التعیین خبیث کہنا منع ہے۔ [1]

اس کی نظیر یہ ہے کہ کسی مسلمان کو معین اور مشخص کر کے اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے البتہ علی العموم صفات مذمومہ کے اعتبار سے لعنت کرنا جائز ہے جیسے لعنة الله على الكاذبين، لعنة الله على الظالمين۔

حاشیہ صفحہ سابقہ ملاحظہ فرمائیں

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

[1] " " " " " شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۸ " " " " "

باب استعمال المسك وكراهة رد الريحان والطيب!

مشک کا استعمال اور ریحان اور خوشبو کو مسترد کرنے کی کراہت

۵۷۶۵- حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا ابو اسامة عن شعبة حدثني خليد بن جعفر عن ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كانت امراة من بني اسرائيل قصيرة تمشي مع امراتين طويلتين فاتخذت رجلين من خشب وخاتما من ذهب مغلق مطبق ثم حشته مسكا وهو اطيب الطيب فمرت بين المراتين فلم يعرفوها فقالت بيدها هكذا ونفض شعبة يده -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک پستہ قد عورت تھی وہ دو لمبی عورتوں کے درمیان چلتی تھی، اس نے لکڑی کی دو ٹانگیں بنوائیں اور سونے کے خول کی ایک انگوٹھی بنوائی جو بند ہوتی تھی، پھر اس میں مشک کی خوشبو بھری اور وہ سب سے اچھی خوشبو ہے پھر وہ ان دو لمبی عورتوں کے درمیان سے گزری تو انہوں نے اس کو نہیں پہچانا، پھر اس عورت نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا، شعبہ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا۔

۵۷۶۶- حدثنا عمرو الناقد حدثنا يزيد بن هرون عن شعبة عن خليد بن جعفر والمستمر قالا سمعنا ابا نضرة يحدث عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر امراة من بني اسرائيل حشت خاتمها مسكا والمسك اطيب الطيب -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو اسرائیل کی ایک عورت کا ذکر کیا، جس نے اپنی انگوٹھی میں مشک بھری تھی اور مشک سب سے اچھی خوشبو ہے۔

۵۷۶۷- حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة وزهير بن حرب كلاهما عن المقرئ قال ابو بكر حدثنا ابو عبد الرحمن المقرئ عن سعيد بن ابي ايوب حدثني عبيد الله بن ابي جعفر عن عبد الرحمن الاعرج عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من عرض عليه ريحان فلا يرده فانه خفيف المحمل طيب الريح -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو ریحان (پھول) دیا جائے وہ اس کو واپس نہ کرے کیونکہ اس کا کوئی بوجھ نہیں اور اس کی خوشبو پاکیزہ ہے۔

۵۷۶۸- حدثني هرون بن سعيد الايلي وابو طاهر واحمد بن عيسى قال احمد

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب خوشبو کی دھونی لیتے تو عود کی دھونی لیتے جس میں کسی اور

حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْأَلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُورٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْأَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

چیز کی آمیزش نہ ہوتی یا عود میں کافور ملا کر ڈالتے، پھر بتایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح دھونی لیتے تھے۔

ف: اس باب کی احادیث سے واضح ہوا کہ مشک کی خوشبو سب سے افضل ہے اور مشک پاک ہے اور اس کو بدن اور کپڑوں پر لگانا اور اس کی بیع جائز ہے، اس پر سب کا اجماع ہے، شیعہ کا اس میں اختلاف ہے، لیکن ان کا مذہب باطل ہے، باقی بنی اسرائیل کی عورت نے لکڑی کی ٹانگیں لگا کر جو اپنا قد لمبا کیا تھا اگر اس سے یہ غرض تھی کہ لوگ اس کا عیب دیکھ کر اس کی غیبت نہ کریں تو یہ عمل صحیح تھا، اور اگر مردوں کو اپنا حسن دکھانے کے لیے ایسا کیا تھا تو یہ ناجائز عمل تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الشعر

باب ۸۰۳

۵۷۶۹ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيهِ فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيهِ ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيهِ حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ۔

عمرو بن شرید اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار ہوا آپ نے فرمایا کیا تم کو امیہ بن ابی الصلت کے اشعار میں سے کچھ شعر یاد ہیں، میں نے کہا جی! آپ نے فرمایا: سناؤ، میں نے ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ، میں نے ایک اور شعر سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ، حتیٰ کہ میں نے ایک سو اشعار سنائے۔

۵۷۷۰ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ أَوْ يَعْقُوبَ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ الشَّرِيدِ قَالَ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سوار کیا، اس کے بعد اس کی مثل روایت ہے۔

۵۷۷۱ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتَنْشَدَنِي

عمرو بن شرید اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے شعر پڑھنے کے لیے فرمایا: ابراہیم بن میسرہ کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا وہ (امیہ بن ابی الصلت) مسلمان ہونے کے قریب تھا، اور ابن مہدی کی روایت میں ہے وہ اپنے اشعار میں اسلام کے قریب تھا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ قَالَ إِنْ كَادَ لَيُسْلِمُ وَفِي حَدِيْثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ فَلَقَدْ كَادَ يُسْلِمُ فِي شِعْرِهِ۔

۵۷۷۲۔ حَدَّثَنِي أَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ جَمِيْعًا عَنْ شَرِيْكٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَتْ بِهَا الْعَرَبُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ ۔ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں، عرب شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے بہترین شعر ہے، سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔

۵۷۷۳۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ ۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے زیادہ سچا ہے، سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے، اور امیہ بن ابی الصلت اسلام قبول کرنے کے قریب تھا۔

۵۷۷۴۔ وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ ۔ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔

وَكَادَ ابْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے زیادہ سچا ہے: سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ اور امیہ بن ابی الصلت اسلام لانے کے قریب تھا

۵۷۷۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَتْهُ الشُّعَرَاءُ ۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے زیادہ سچا ہے، "سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔"

٥٧٧٦ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيدٍ ۞

أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلاَ اللَّهَ بَاطِلٌ ۞ مَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ شاعروں کے کہے ہوئے کلام میں سب سے سچا شعر لبید کا ہے ،سنو، اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے ۔ آپ اس سے زائد نہ پڑھتے۔

٥٧٧٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلاَهُمَا عَنِ الأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِلاَّ أَنَّ حَفْصًا لَمْ يَقُلْ يَرِيهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے پیٹ میں پیپ بھر جانا شعر بھر جانے سے بہتر ہے۔

٥٧٧٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالاَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا.

حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھر جائے۔

٥٧٧٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ يُحَنِّسَ مَوْلَى مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الشَّيْطَانَ أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ لأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "عرج" جا رہے تھے، سامنے سے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان کو پکڑ لو یا فرمایا: شیطان کو روک لو، انسان کے پیٹ میں پیپ بھرنا شعر بھرنے سے بہتر ہے۔

شعر کا لغوی اور عرفی معنی

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

"شعر" کا لفظ "علم" کے وزن پر ہے، اس کا معنی بھی علم ہے، ایک قول یہ ہے کہ دقائق امور کے علم کو شعر کہتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ادراک بالحواس کو شعر کہتے ہیں، قرآن مجید میں ہے "لا تشعرون" (بقرہ: ۱۵۴) اس آیت میں ادراک بالحواس کی نفی کی گئی ہے، اصل وضع یہی ہے، پھر غلبہ استعمال سے شعر کا استعمال ان الفاظ پر ہونے لگا جو وزن اور قافیہ کے اعتبار سے منظوم ہوں، مصنف (صاحب قاموس) نے البصائر میں لکھا ہے قرآن مجید نے کفار کا یہ قول نقل کیا ہے "بل افتراہ بل هو شاعر" (انبیاء: ۵) بلکہ انہوں نے اس قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہیں" اکثر مفسرین نے اس آیت کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ کفار نے یہ تہمت لگائی تھی کہ آپ منظوم کلام پیش کرتے ہیں اور بعض محققین نے کہا وہ آپ پر شاعر ہونے کی تہمت قرآن مجید کے منظوم ہونے کی وجہ سے نہیں لگاتے تھے، کیونکہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں ردیف اور قافیہ کی رعایت اور اسلوب شاعری نہیں ہے بلکہ وہ قرآن مجید کو شعر کہہ کر اس کا کاذب اور غیر واقعی ہونا مراد لیتے تھے، کیونکہ عرب شعر کو جھوٹ اور شاعر کو جھوٹے سے تعبیر کرتے تھے، حتیٰ کہ وہ دلائل کاذبہ کو دلائل شعریہ کہتے تھے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عام شعراء کے بیان میں فرمایا "والشعراء یتبعھم الغاوٗن" (شعراء: ۲۲۴) "اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں" اور چونکہ شعر جھوٹ کو متوکد کرتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے "احسن الشعر اکذبہ" "جو زیادہ جھوٹا ہو وہ اچھا شاعر ہوتا ہے"۔ [1]

شعر پڑھنے اور سننے کا شرعی حکم

حدیث نمبر ۵۷۴۹ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سننے کی فرمائش کی۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: امیہ کے اشعار میں چونکہ وحدانیت کا ہے اور بعث بعد الموت کا ثبوت ہے، اس وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اشعار کی تحسین کی اور ان اشعار کو سننے کی فرمائش کی، اس سے معلوم ہوا کہ جن اشعار میں بے حیائی کی باتیں نہ ہوں ان کا پڑھنا اور سننا جائز ہے، خواہ وہ زمانہ جاہلیت کے اشعار ہوں یا نہ ہوں، اور اس قسم کے اشعار میں بھی بکثرت مشغول رہنا درست نہیں ہے البتہ معمولی تعداد میں اشعار پڑھنا، سننا اور ان کو یاد رکھنا جائز ہے۔

حدیث نمبر ۵۷۵۴ میں ہے کسی شخص کے پیٹ میں پیپ بھر جانا اشعار بھر جانے سے بہتر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کے اوپر شعر و شاعری کا اتنا غلبہ ہو جائے جو اس کو علوم شرعیہ کی تحصیل اور یاد الٰہی سے غافل کر دے، خواہ وہ اشعار کسی قسم کے ہوں، اور اگر اس پر قرآن، حدیث اور دیگر علوم شرعیہ کا غلبہ ہو اور تھوڑے سے اشعار بھی یاد ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض علماء نے اس حدیث اور حدیث نمبر ۵۷۵۵ سے یہ استدلال کیا ہے کہ شعر پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے خواہ ان میں کوئی بے حیائی نہ ہو لیکن جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر اشعار میں بے حیائی کی بات نہ ہو تو پھر ان کا پڑھنا مباح ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اچھے اشعار کا پڑھنا اچھا ہے اور برے اشعار کا پڑھنا برا ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۳ ص ۳۰۱-۳۰۰، مطبوعہ المطبعة الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ

نے سفر اور غیر سفر میں صحابہ کے سامنے اشعار سننے کی فرمائش کی اور مشرکین کی مذمت میں حضرت حسان بن ثابت کو اشعار پڑھنے کا حکم دیا، اور خلفائے راشدین، اعاظم صحابہ، ائمہ اور سلف صالحین میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ مطلقاً شعر پڑھنا مذموم ہے، بلکہ یہی کہا ہے کہ جن اشعار میں مخش مضمون ہو (یا جھوٹ اور ملحدانہ خیالات کا اظہار ہو) وہ مذموم ہیں۔ [1]

بَابُ تَحْرِيْمِ اللَّعِبِ بِالنَّرْدَشِيْرِ

نردشیر (چوسر) کی حرمت

۵۷۸۰۔ حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيْرِ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهٗ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَدَمِهٖ۔

حضرت بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چوسر کو کھیلا اس نے گویا اپنے ہاتھوں کو خنزیر کے خون اور گوشت میں رنگ لیا۔

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء حنبلیہ کی تحقیق

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہر وہ کھیل جس میں قمار ہو وہ حرام ہے اور جس کھیل میں کسی بھی جانب سے کسی عوض کی شرط نہ ہو ان میں سے بعض حرام ہیں اور بعض مباح ہیں، حرام تو نردشیر ہے، امام ابوحنیفہ اور اکثر شافعیہ کا بھی قول ہے، اور بعض فقہاء نے کہا یہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے نردشیر (چوسر) کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے نردشیر کو کھیلا اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے خون اور گوشت میں رنگ لیے، اور سعید بن جبیر جب نردشیر (چوسر) کھیلنے والوں کے پاس سے گذرتے تو ان کو سلام نہیں کرتے تھے۔

ان دلائل کی بناء پر جو شخص بار بار نردشیر (چوسر) کھیلے اس کی گواہی مقبول نہیں، عام ازیں کہ وہ جوئے کے ساتھ کھیلے یا بغیر جوئے کے، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے اور یہی امام شافعی کا ظاہر مذہب ہے۔

شطرنج بھی چوسر کی طرح حرام ہے، البتہ چوسر کی حرمت زیادہ شدید ہے کیونکہ اس کی حرمت میں صریح نص وارد ہے اور شطرنج کو چوسر پر قیاس کر کے حرام کہا گیا ہے، قاضی ابوالحسین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم، سعید بن مسیب، قاسم، سالم، عروہ، محمد بن علی بن حسین، وراق اور امام مالک کے نزدیک شطرنج حرام ہے اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ شطرنج مباح ہے، حضرت ابوہریرہ، سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر کا بھی یہی مذہب ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے، اور شطرنج کی تحریم میں کوئی نص وارد نہیں ہے اور نہ ہی شطرنج اور نردشیر میں کوئی علت مشترکہ ہے لہٰذا یہ اپنی اصل پر مباح ہے، نیز شطرنج سے جنگی چالوں کی مشق ہوتی ہے، لہٰذا یہ نیزہ بازی، تیر اندازی اور گھوڑے سواری کے مشابہ ہے۔

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میسر یعنی جوئے کو حرام کیا ہے (مائدہ : ۹۰) اور حضرت علی نے شطرنج کو بھی میسر فرمایا اور شطرنج کھیلنے والے اس کھیل سے جنگی چالوں کی تربیت حاصل کرنے کا قصد نہیں کرتے ان کا اس سے قصد صرف کھیل یا جوا ہوتا ہے، نیز اس میں مشغول ہو کر انسان نمازوں اور خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے امام احمد نے فرمایا کہ شطرنج کھیلنے والے کی شہادت بھی مردود ہے، امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔

ابوبکر نے کہا کہ جو شخص شطرنج کو حرام سمجھتا ہو، اگر وہ شطرنج کو کھیلے تو یہ فعل حرام ہے اور اگر اس کو مباح سمجھنے والا کھیلے تو اس کی شہادت مسترد نہیں ہوگی، الا یہ کہ اس کھیل کی وجہ سے وہ نمازوں سے غافل ہو جائے، یا اس کھیل میں وہ جھوٹی قسمیں کھائے یا بازار میں بیٹھ کر کھیلے یا اس کی وجہ سے کوئی اور سستی اور بے وقعت حرکت ہو، یہ امام شافعی کا مذہب ہے سو شطرنج کا بھی وہی حکم ہے جو باقی مختلف فیہ مسائل کا حکم ہوتا ہے۔ [1]

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء مالکیہ کی تحقیق

علامہ ابو الولید باجی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک کے نزدیک نرد اور شطرنج کھیلنا جائز نہیں ہے، امام مالک نے کہا کہ شطرنج غافل کرنے والی اور شر ہے، اس کو کھیلنے والا زیادہ تر اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، نیز یہ جوئے کی ایک قسم ہے، اس کی وجہ سے ایک ایسی چیز میں بکثرت وقت صرف کرتا ہے جس میں کوئی دینی اور دنیاوی فائدہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام فرمایا اور اس کی خرابیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس کی وجہ سے شیطان تمہارے اندر ایک دوسرے کی عداوت اور بغض پیدا کر دیتا ہے، اللہ کی یاد اور نماز سے روکتا ہے، کیا تم باز آنے والے ہو! یہ تمام خرابیاں شطرنج میں بھی ہیں، بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل، شعبی اور عکرمہ شطرنج کھیلتے تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ ان تک اس کی ممانعت نہیں پہنچی اور ان کے اجتہاد نے خطا کی۔

جو شخص شرط لگائے بغیر عادۃً شطرنج کھیلتا ہو یعنی دائماً کھیلتا ہو، امام مالک کے نزدیک اس کی شہادت قبول نہیں ہوگی، کیونکہ یہ باطل چیز پر دوام ہے، نیز ہمیشہ شطرنج کھیلنے والا جھوٹی قسمیں کھاتا ہے اور اللہ کی یاد اور نمازوں سے غافل رہتا ہے اور جو شخص کبھی کبھی شطرنج کھیلتا ہے وہ ہر چند کہ برا کام کرتا ہے اور اس کے لیے شطرنج کو ترک کرنا مستحب ہے لیکن اس کی عدالت ساقط نہیں ہوگی یعنی اس کی شہادت قبول ہوگی۔ [2]

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء شافعیہ کی تحقیق

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

امام شافعی اور جمہور فقہاء کے نزدیک نردشیر (چوسر) حرام ہے، بعض فقہاء شافعیہ کے نزدیک چوسر کھیلنا مکروہ تنزیہی ہے، اور شطرنج کے متعلق ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے، تابعین کی جماعت سے بھی اسی طرح منقول ہے، امام مالک اور امام احمد نے کہا ہے کہ شطرنج حرام ہے، انہوں نے اس کو نردشیر پر قیاس کیا ہے، ہمارے فقہاء اس قیاس کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ شطرنج، نردشیر سے کم درجہ کی چیز ہے۔ [3]

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱۰ ص ۱۵۳۔۱۵۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ ابو الولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۷۴ھ، منتقی ج ۷ ص ۲۷۹۔۲۷۸، مطبوعہ مطبع السعادۃ ۱۳۳۲ھ

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

صاحب تکملہ شرح المہذب لکھتے ہیں:

شطرنج کھیلنا مکروہ ہے کیونکہ یہ ایک کھیل ہے جس سے دین میں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ اس کھیل کی کوئی ضرورت ہے اس لیے اس کا ترک اولیٰ ہے لیکن یہ حرام نہیں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن الزبیر، حضرت ابوہریرہ اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم سے شطرنج کھیلنا منقول ہے، جو شخص شرط لگائے بغیر کھیلے اور کسی وجہ سے فرض اور اچھے کاموں کو ترک نہ کرے اس کی شہادت مردود نہیں ہوگی، اور جو شخص شرط لگا کر کھیلے (یعنی ہارنے والا جیتنے والے کو فلاں چیز یا اتنی رقم دے گا) تو وہ جوا کھیلنے والا ہے اس کی عدالت ساقط ہوگی، اور اس کی شہادت مقبول نہیں ہوگی۔ اور نردشیر مطلقاً حرام ہے اس کی حرمت کے متعلق حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے احادیث مروی ہیں۔ [1]

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء احناف کی تحقیق

علامہ علاؤ الدین الحصکفی الحنفی لکھتے ہیں:

نرد (چوسر) اور شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے، امام شافعی نے شطرنج کھیلنے کو مباح کہا ہے، امام ابویوسف سے ایک روایت یہی ہے، یہ اس وقت ہے جب اس میں شرط نہ لگائی جائے اور نہ اس کو کھیلنے کی عادت بنائی جائے اور نہ اس میں مشغولیت کی بناء پر کسی واجب کو ترک کیا جائے ورنہ شطرنج کھیلنا بالاجماع حرام ہے۔ [2]

کھیل اور ورزش کے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر

جسمانی ورزش اور باہمی دل چسپی کے لیے جو کھیل کھیلے جاتے ہیں ان کے کھیلنے سے اگر کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو اور کوئی عبادت ضائع نہ ہوتی ہو تو ان کا کھیلنا جائز ہے، مثلاً بعض کھیل ایسے ہیں جن میں کھلاڑی گھٹنوں سے اونچا نیکر پہنتے ہیں، بعض کھیل ایسے ہیں جو صبح سے شام تک جاری رہتے ہیں اور ظہر کی نماز کا وقت کھیل کے دوران اگر نکل جاتا ہے اور کھلاڑی اور کھیل دیکھنے والے نماز کا کوئی خیال نہیں کرتے کھانے اور چائے کا وقفہ کیا جاتا ہے لیکن نماز کا کوئی وقفہ نہیں ہوتا! بعض دفعہ کسی کھیل میں ہار جیت پر کوئی شرط رکھی جاتی ہے، یہ سب امور ناجائز ہیں۔

انسان کی صحت اور جسم کو چاق و چوبند رکھنے کے لیے کھیل اور ورزش دونوں بہت ضروری ہیں، بعض لوگ میز کرسی پر بیٹھ کر دن رات پڑھنے لکھنے کا کام کرتے ہیں ان کو اپنے کام کی وجہ سے زیادہ چلنے پھرنے اور جسمانی مشقت کا موقع نہیں ملتا اس کی وجہ سے ان لوگوں کی توند نکل آتی ہے اور خون میں کلسٹرول کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ لوگ ذیابیطس (خون میں شکر کا ہونا) ہائی بلڈ پریشر، دل کی بیماریوں، معدہ کا ضعف اور گیس کا شکار ہو جاتے ہیں ان بیماریوں سے محفوظ رہنے یا بیماری لاحق ہونے کے بعد ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مختلف قسم کے کھیلوں اور ورزشوں میں مشغول رہنا حفظان صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔

اسلام میں مختلف کھیلوں اور ورزشوں کی بھی مناسب حد تک حوصلہ افزائی کی گئی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ سواری کا مقابلہ کرایا، پیدل دوڑ کا مقابلہ کرایا، آپ نے خود بہ نفس نفیس دوڑ کے مقابلہ میں حصہ لیا، اسی طرح

---

[1] شرح المہذب ج ۲۰ ص ۲۲۸، مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

[2] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۴۷ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

آپ نے گھڑ دوڑ بھی کی، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سابق بين الخيل التي اضمرت من الحفياء وامدها ثنية الوداع وسابق بين الخيل التي لم تضمر من الثنية الى مسجد بني زريق وان عبد الله بن عمر كان فيمن سابق بها۔ ۱؎

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اضمار شدہ گھوڑوں کا (وہ گھوڑے جن کو پہلے خوب کھلایا پلایا جائے پھر انہیں بھوکا رکھ کر ان کا پسینہ نکلوایا جائے) حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک مقابلہ کرایا اور غیر اضمار شدہ گھوڑوں کا ثنیہ سے لے کر مسجد بنو زریق تک مقابلہ کرایا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی مقابلہ کرنے والے صحابہ میں تھے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن سلمة بن الاكوع قال وكان رجل من الانصار لا يسبق شدا قال فجعل يقول الا مسابق الى المدينة هل من مسابق الى المدينة فجعل يعيد ذلك قال فلما سمعت كلامه قلت اما تكرم كريما ولا تهاب شريفا قال لا الا ان يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قلت يا رسول الله بابي انت وامي ذرني فلاسابق الرجل قال ان شئت قلت اذهب اليك وثنيت رجلي فطفرت فعدوت قال فربطت عليه شرفا او شرفين استبقي نفسي ثم عدوت في اثره فربطت عليه شرفا او شرفين ثم اني رفعت حتى الحقه قال فاصكه بين كتفيه قال قلت قد سبقت والله قال انا اظن قال فسبقته الى المدينة۔ ۲؎

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (ایک طویل حدیث کے اخیر میں) بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص اتنا تیز دوڑتا تھا کہ کوئی شخص اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا، اس نے کہا کوئی ہے جو مدینہ تک دوڑ میں میرا مقابلہ کرے، کوئی ہے جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑے؟ وہ بار بار للکارتا رہا، میں نے اس کی یہ شیخی سن کر کہا: کیا تم کسی کریم کی عزت نہیں کرتے؟ اور کسی شریف سے نہیں ڈرتے؟ اس نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے دوڑ میں اس شخص سے مقابلہ کرنے کی اجازت دیں! آپ نے فرمایا: اگر تمہارا دل چاہے تو! میں مڑا اور چھلانگ لگا کر دوڑنے لگا جب ایک چڑھائی یا دو چڑھائیاں آئیں تو میں سانس لینے کے لیے رکا پھر اس کے پیچھے دوڑا، پھر ایک چڑھائی یا دو چڑھائیوں پر میں نے سانس لیا، پھر میں نے دوڑ کر اس کو جا لیا، پھر میں نے اس کے شانوں کے درمیان ایک گھونسہ مارا اور کہا اب تم پیچھے رہ گئے پھر میں اس سے پہلے مدینہ پہنچ گیا۔

۱؎ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۲؎ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاسبق الا فی خف او حافر او نصل۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ، گھوڑے اور تیر اندازی یا نیزہ بازی کے سوا کسی چیز میں مقابلہ کا استحقاق نہیں ہے۔

اونٹ اور گھوڑوں کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر ان جانوروں سے دوڑ میں مقابلہ کرایا جاتا ہے ورنہ دوسرے جانوروں سے بھی دوڑ میں مقابلہ کرانا جائز ہے، اور استحقاق کی نفی سے اس حدیث میں انعام کے استحقاق کی نفی مراد ہے۔ اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال سابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی فسبقہ فکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجدوا فی انفسھم من ذلک فقیل لہ فی ذلک فقال حق علی اللہ ان لا یرفع شیء نفسہ فی الدنیا الا وضعہ اللہ۔ [3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے دوڑ میں مقابلہ کیا وہ اعرابی آپ سے آگے نکل گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس واقعہ سے رنج پہنچا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا گیا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو چیز بھی دنیا میں بلند ہو اس کو پست کر دے۔ (یعنی مطلقاً سر بلندی صرف اللہ کو زیبا ہے!)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ انھا کانت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر قالت فسابقتہ فسبقتہ علی رجلی فلما حملت اللحم سابقتہ فسبقنی فقال ھذہ بتلک السبقۃ۔ [4]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک سفر میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں آپ فرماتی ہیں میں نے دوڑ میں آپ سے مقابلہ کیا اور آپ سے آگے نکل گئی پھر جب میں فربہ ہو گئی تو پھر میں نے آپ سے مقابلہ کیا، اس بار آپ آگے نکل گئے، آپ نے فرمایا یہ پہلی بار کا بدلہ ہے۔

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۰۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] " " " ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۰۵

[4] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

اس حدیث کو امام ابن ماجہ[1] اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن رکانة ان رکانة صارع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصرعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔[3]

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پچھاڑ دیا۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

وکان یوم عید یلعب السودان بالدرق والحراب۔[5]

عید کے دن حبشی ڈھال اور آلات حرب کے ساتھ کھیلتے تھے۔

ان تمام احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ جسمانی صحت کو قائم رکھنے، ورزش اور جنگی مشقوں کے لیے، گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرنا، اور دوسرے جسمانی کھیل کھیلنا جائز ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا ورزش کرنا بھی جائز ہے، بعض علماء اس روایت سے صحت مند کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہیں:

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قال کل شئی من لھو الدنیا باطل الا ثلاثة انتضالک بقوسک و تادیبک فرسک و ملاعبتک اھلک فانھن من الحق۔[6]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین کھیلوں کے سوا دنیا کا ہر کھیل باطل ہے، تیر کمان کے ساتھ مقابلہ کرنا، اپنے گھوڑوں کو سدھانا، اور اپنی بیوی کے ساتھ خوش طبعی کرنا۔

علامہ ذہبی اس حدیث کی سند کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ ذہبی نے اس کی سند پر تعقب کیا ہے اور کہا کہ اس کی سند میں ایک راوی سوید بن عبد العزیز متروک ہے، ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں کہا کہ میں نے ابو زرعہ سے اس سند کے متعلق سوال کیا: "عن سوید بن

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۲۸، ۶۱، ۲۴۱، ۱۸۲، ۱۲۹، ۳۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[4] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۷۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[5] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۰، مطبوعہ " " ۱۳۸۱ھ

[6] امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۹۵، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

عبد العزیز عن ابن عجلان عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ انہوں نے کہا اس سند میں خطاء اور وہم ہے۔ [۱]

جسم کو چاق و چوبند اور صحت کو قائم رکھنے کے لیے جو کھیل کھیلے جائیں اور جسمانی ورزشیں کی جائیں ان میں یہ نیت ہونی چاہیے کہ ایک صحت مند اور طاقت ور جسم، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر زیادہ اچھی طرح عمل کر سکتا ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی اور خلق خدا کی خدمت تندرست اور توانا جسم سے بہتر طور پر کی جا سکتی ہے، اس لیے اچھی صحت اور طاقت کے حصول کے لیے مناسب کھیلوں اور ورزشوں میں حصہ لینا چاہیے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

بغیر کسی عوض کی شرط کے مقابلہ میں حصہ لینا مطلقاً جائز ہے اور نہ اس میں کسی معین جنس کے مقابلہ کی قید ہے، خواہ پیادہ دوڑ کا مقابلہ ہو، کشتیوں کا ہو یا پرندوں، خچروں، گدھوں اور ہاتھیوں یا نیزوں کا مقابلہ ہو، اسی طرح کشتی لڑنا بھی جائز ہے اور طاقت آزمائی کے لیے پتھر اٹھانا بھی جائز ہے، کیونکہ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے دوڑ میں مقابلہ کیا ہے، حضرت سلمہ بن اکوع نے ایک انصاری سے دوڑ میں مقابلہ کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رکانہ سے کشتی لڑی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا کر طاقت آزمائی کر رہے تھے، آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ [۲]

ان تمام احادیث اور آثار میں اس کا ثبوت ہے کہ صحت اور قوت کو برقرار رکھنے کے لیے صحت مند کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کو اختیار کرنا چاہیے اور ان کھیلوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے مقابلہ منعقد کرانا بھی جائز ہے البتہ کسی بھی مقابلہ پر ہار جیت کی شرط رکھنا ناجائز ہے۔

---

[۱] حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۷۴، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

[۲] علامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۶۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الرؤیا

خوابوں کا بیان

خواب کی حقیقت اور اس کی اقسام کے متعلق علماء اسلام کی آراء

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

والرؤیا ما یری فی المنام۔[1] جو چیز نیند میں دکھائی دے وہ خواب ہے۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

والرؤیا ما رایتہ فی منامک۔[2] جس چیز کو تم نیند میں دیکھو وہ خواب ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

امام مازری نے یہ کہا ہے کہ خواب کی حقیقت میں اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کے دل میں (ذہن میں) کچھ اعتقادات پیدا کر دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ جاگنے والے کے دل میں کچھ اعتقادات پیدا کر دیتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے نیند اور بیداری کا کوئی حال اس کی تخلیق کے لیے رکاوٹ نہیں ہے، پھر ان اعتقادات کو اللہ تعالیٰ بعض دوسرے امور کے لیے علامت بنا دیتا ہے جن کو وہ بعد میں پیدا کرے گا، یا اس سے پہلے ان کو پیدا کر چکا ہوتا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو بارش کی علامت بنا یا ہے اسی طرح خوابوں کو بھی بعض حقائق کے لیے علامت بنا دیا ہے (مثلاً صحیح بخاری میں ہے دودھ علم کی علامت ہے اور لباس دینداری کی علامت ہے۔ ترمذی میں ہے سفید لباس جنتی ہونے کی علامت ہے اور سیاہ لباس دوزخی ہونے کی علامت ہے، العیاذ باللہ، ——— سعیدی غفرلہ)

جو خواب انسان کے لیے مسرت کا باعث ہوں ان میں شیطان کے آنے کا دخل نہیں ہوتا، اور جو خواب ضرر کا باعث ہوں وہ شیطان کے حاضر ہونے کی وجہ سے نظر آتے ہیں ہر چند کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہیں لیکن ان

---

[1] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۲۰۹، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ، ایران، ۱۳۴۲ھ

[2] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس شرح القاموس ج ۱۰ ص ۱۳۹، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ

کو مجازاً شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "الرؤیا من اللہ والحلم من الشیطان" "اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے ہے" کا یہی مطلب ہے۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قاضی ابو بکر بن العربی نے کہا ہے کہ استاذ ابو اسحاق کے قول کا حاصل یہ ہے کہ خواب وہ ادراکات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ فرشتے یا شیطان کی وساطت سے بندے کے دل میں پیدا کرتا ہے، وہ ادراکات کبھی عبارات صریحہ کے ذریعہ اور کبھی کنایات اور اشارات کے ذریعہ پیدا کیے جاتے ہیں، جیسے بیداری میں کبھی تو انسان کے دل میں مربوط باتیں آتی ہیں اور کبھی بے ربط اور غیر مہمل۔

قاضی ابو بکر بن الطیب نے کہا خواب ادراک نہیں اعتقاد ہے کیونکہ انسان خواب میں کبھی اپنے آپ کو جانور کی صورت میں دیکھتا ہے کبھی پرندے کی صورت میں اور یہ ادراک نہیں ہے اعتقاد ہے، کیونکہ اعتقاد کبھی معتقد کے خلاف بھی ہوتا ہے، لیکن صحیح پہلا قول ہے۔

علامہ قرطبی نے "مفہم" میں بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو خوابیدہ شخص کے محل مدرک (عقل) پر مرئیات کی تصویریں بنا کر پیش کرتا ہے، بعض اوقات وہ تصویریں موجودات خارجیہ کے مطابق ہوتی ہیں اور بعض اوقات وہ تصویریں معانی معقولہ کے موافق ہوتی ہیں اور ہر دو تقدیر پر وہ صورتیں کبھی خوش خبری دینے والی ہوتی ہیں اور کبھی ڈرانے والی، ہر چند کہ عقلاً یہ ممکن ہے لیکن فرشتہ کے لیے اس عمل کے ثبوت کے لیے نقل کی ضرورت ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جو شخص گہری نیند سویا ہوا ہو اس کے متعلق اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کا خواب دیکھنا صحیح ہے، کیونکہ جب انسان کی نیند گہری ہو تو وہ بالکل ادراک نہیں کرتا، کیونکہ نیند جس طرح انسان کو علم سے بے تعلق کر دیتی ہے اسی طرح تمیز کی دیگر صفات مثلاً ظن اور تخیل سے بھی بے گانہ کر دیتی ہے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے" کیونکہ خواب دیکھنے والا خواب میں اسی نوع کی چیزیں دیکھتا ہے جس نوع کی چیزوں کے ساتھ اس کا بیداری میں تعلق ہوتا ہے البتہ کبھی خواب میں ایسی صورتیں بھی نظر آتی ہیں جن کا ان کی بیداری کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا مثلاً آدمی خواب میں ایسا گھوڑا دیکھتا ہے جس کا سر انسان کا ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں، ان کے برخلاف عام انسانوں کے خوابوں میں کبھی شیطان بھی دخل انداز ہوتا ہے۔ حکیم ترمذی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خواب کے ساتھ ایک فرشتہ متوکل کیا ہے، جو بنو آدم کے احوال کو لوح محفوظ میں دیکھتا ہے اور ہر حال کے موافق ایک مثال بنا لیتا ہے اور جب انسان سو جاتا ہے تو اس کو وہ مثالیں حکمت کے ساتھ دکھائی جاتی ہیں تاکہ وہ مثالیں اس کو خوش کرنے، ڈرانے یا اس پر عتاب کرنے کا سبب بن جائیں۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

تمام خوابوں کی دو قسمیں ہیں صادق اور کاذب، انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین یعنی صالحین کے خواب صادق ہوتے ہیں اور کبھی کبھی عام لوگوں کے خواب بھی صادق ہوتے ہیں اور جو کچھ وہ خواب میں دیکھتے ہیں بیداری میں اسی طرح واقع ہو جاتا ہے، اور اضغاث کی کئی اقسام ہیں: (اول) شیطان خواب دیکھنے والے کو غم میں مبتلاء کرتا ہے، مثلاً وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ اپنا سر کاٹ رہا ہے، یا وہ دیکھتا ہے کہ وہ کسی مشکل اور مصیبت میں مبتلاء ہو گیا ہے اور اس کو کوئی بچانے والا نہیں ہے۔ (ثانی) وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ کوئی فرشتہ اس کو کسی حرام کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے یا کسی محال عقلی کا حکم دیتا ہے (ثالث) بیداری میں وہ جس قسم کی باتیں کرتا ہے، یا جو تمنا کرتا ہے وہ خواب میں ان کاموں کو کرتا ہوا دیکھتا ہے اور اپنی تمناؤں کو پورا ہوتا ہوا دیکھتا ہے، اسی طرح وہ اپنے روزمرہ کے معمولات کو بھی خواب میں دیکھتا ہے اور مستقبل میں انجام پانے والے منصوبوں کو بھی خواب میں دیکھتا ہے اور کبھی ماضی کے واقعات کو بھی خواب میں دیکھتا ہے۔[1]

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

جو صورت خیال سے نکل کر حس مشترک میں مرتسم ہو جاتی ہے اس کو خواب کہتے ہیں، اگر انسان کی روح عالم ملکوت سے متصل ہو تو وہ خواب صادق ہوتا ہے، کیونکہ جب روح بدن کی مادی خواہشات سے فارغ ہوتی ہے تو پھر اس کی عالم ملکوت کے ساتھ مناسبت ہو جاتی ہے پھر خیال میں وہاں سے صورت منتقل ہوتی ہے اور حس مشترک میں آنے کے بعد اس صورت کا مشاہدہ ہو جاتا ہے پھر اگر روح کی عالم ملکوت کے ساتھ قوی مناسبت ہو تو اس خواب کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی ورنہ اس کی تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔[2]

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں:

محدثین یہ کہتے ہیں کہ انسان کی روح کے ساتھ ایک فرشتہ موکل ہے وہ فرشتہ خواب میں اس کو جو کچھ کہتا ہے وہ سچا خواب ہوتا ہے اور شیطان اور نفس کے وسوسوں سے جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ جھوٹا خواب ہوتا ہے۔[3]

خواب کی حقیقت کے بیان میں علامہ آلوسی نے فلاسفہ، بعض اکابر صوفیا اور متکلمین کی آراء بھی ذکر کی ہیں، لیکن وہ سب الجھی ہوئی اور پیچیدہ عبارات ہیں جن سے عارض مسئلہ کے گیسو سلجھتے کم ہیں اور الجھتے زیادہ ہیں، اس لیے ہم نے ان کے ترک کرنے کو زیادہ مناسب سمجھا خواب کی حقیقت کو عقلی اور نقلی طور پر سمجھنے کے لیے علامہ نووی اور علامہ عسقلانی کی عبارات میں کافی مواد ہے۔

باب ۸۰۵

۵۷۸۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

ابو سلمہ کہتے ہیں خواب دیکھنے سے میری بخار کی سی کیفیت ہو جاتی تھی، البتہ میں چادر نہیں اوڑھتا تھا، حتیٰ کہ میری ابو قتادہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے اس واقعہ کا

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۵۴-۳۵۲ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[2] قاضی ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی شیرازی متوفی ۶۸۵ھ، انوار التنزیل علی عنایۃ القاضی ج ۵ ص ۱۵۶، دار صادر بیروت، ۱۲۸۳ھ

[3] علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ حَتَّى لَقِيتُ أَبَا قَتَادَةَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ۔

مذکرہ کیا، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ رؤیا (اچھا خواب) اللہ کی طرف سے ہے، اور حلم (برا خواب) شیطان کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار خواب دیکھے تو وہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں دے گا۔

۵۷۸۲ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ وَعَبْدِ رَبِّهِ وَيَحْيَى ابْنَيْ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِمْ قَوْلَ أَبِي سَلَمَةَ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ۔

حضرت ابوقتادہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی اس حدیث میں ابوسلمہ کے اس قول کا ذکر نہیں ہے کہ خواب دیکھ کر مجھ پر بخار چڑھنے کی سی حالت ہو جاتی تھی البتہ میں چادر نہیں اوڑھتا تھا۔

۵۷۸۳ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا أُعْرَى مِنْهَا وَزَادَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ فَلْيَبْصُقْ عَلَى يَسَارِهِ حِينَ يَهُبُّ مِنْ نَوْمِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں، ان میں بخار کی سی حالت ہونے کا ذکر نہیں ہے، یونس کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: جب وہ نیند سے بیدار ہو تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوکے۔

۵۷۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ فَقَالَ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار خواب دیکھے تو بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، پھر اس کو اس خواب سے ضرر نہیں ہوگا، ابوسلمہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات میں ایسے خواب دیکھتا جو مجھ پر پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوتے تھے، اس حدیث کو سننے کے بعد پھر مجھے

إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ جَبَلٍ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَمَا أُبَالِيهَا۔

کسی بُرے خواب کی پروا نہیں رہی۔

۵۷۸۵ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ (يَعْنِي الثَّقَفِيَّ) ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَوْلُ أَبِي سَلَمَةَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، ثقفی کی روایت میں ہے ابو سلمہ نے کہا میں خواب دیکھتا تھا، لیث اور ابن نمیر کی روایت میں ابو سلمہ کا یہ قول نہیں ہے، ابن رمح کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جس کروٹ پر لیٹا ہوا ہے اس سے پھر جائے۔

۵۷۸۶ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ وَالرُّؤْيَا السُّوءُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى رُؤْيَا فَكَرِهَ مِنْهَا شَيْئًا فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ لَا تَضُرُّهُ وَلَا يُخْبِرْ بِهَا أَحَدًا فَإِنْ رَأَى رُؤْيَا حَسَنَةً فَلْيُبْشِرْ وَلَا يُخْبِرْ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ۔

حضرت ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور برا خواب شیطان کی جانب سے ہے پس جس شخص نے کوئی خواب دیکھا اور اس میں سے کوئی چیز اس کو بری لگی اس کو چاہیے کہ تین بار اپنی بائیں جانب تھوکے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، تو پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں دے گا، اور وہ خواب کسی کو بیان نہ کرے اور اگر اچھا خواب دیکھے تو اس کو بیان کرے اور صرف اسی سے بیان کرے جو اس سے محبت کرتا ہو۔

۵۷۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي قَالَ فَلَقِيتُ أَبَا قَتَادَةَ فَقَالَ وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِنْ رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتْفُلْ

ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا خواب دیکھتا تھا کہ میں اس سے بیمار پڑ جاتا تھا حتیٰ کہ میری حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انھوں نے کہا کہ میں بھی بعض اوقات خواب دیکھ کر بیمار پڑ جاتا تھا حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے، جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ خواب صرف اس شخص سے بیان کرے جو اس سے محبت کرتا ہو اور اگر کوئی ناگوار خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوکے اور تین بار شیطان اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور وہ خواب کسی سے بیان نہ کرے، پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں دے گا۔

عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّهَا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ۔

۵۷۸۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین بار اپنی بائیں جانب تھوک دے اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور کروٹ بدل لے۔

۵۷۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ وَأَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَالرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ فَرُؤْيَا الصَّالِحَةِ بُشْرَى مِنَ اللّٰهِ وَرُؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَرُؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ الْمَرْءُ نَفْسَهُ فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ قَالَ وَأُحِبُّ الْقَيْدَ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ فَلَا أَدْرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ أَمْ قَالَهُ ابْنُ سِيرِينَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا تو کسی مسلمان کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا، جو شخص زیادہ سچا ہوگا اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا، مسلمان کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے پینتالیسواں حصہ ہے۔ خواب کی تین قسمیں ہیں، ایک صالح خواب ہے جو اللہ تعالٰی کی طرف سے بشارت ہے، دوسرا غمگین کرنے والا خواب ہے، جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، تیسرا وہ خواب ہے جو انسان کے خیالات اور خواہشات کا عکس ہوتا ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور لوگوں کو وہ خواب بیان نہ کرے، آپ نے فرمایا میں خواب میں بیڑیاں دیکھنا پسند کرتا ہوں اور طوق دیکھنا ناپسند کرتا ہوں، بیڑیوں سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کلام حدیث کا حصہ ہے یا امام ابن سیرین کا قول ہے۔

۵۷۹۰۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ مجھے (خواب میں) بیڑیاں اچھی لگتی ہیں اور میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں، بیڑیوں سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

فَيُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں جز ہے۔

۵۷۹۱۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ)، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَهِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے۔

۵۷۹۲۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَهُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ إِلٰى تَمَامِ الْكَلَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ الرُّؤْيَا جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، اس حدیث میں انھوں نے اپنے اس قول کو درج کیا کہ میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں، اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

۵۷۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَأَبُو دَاوُدَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

۵۷۹۴۔ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

۵۷۹۵ - حدثنا عبد بن حميد أخبرنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن الزهري عن ابن المسيب عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۷۹۶ - وحدثنا إسماعيل بن الخليل أخبرنا علي بن مسهر عن الأعمش ح وحدثنا ابن نمير حدثنا أبي حدثنا الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رؤيا المسلم يراها أو ترى له وفي حديث ابن مسهر الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا خواب خواہ وہ خود دیکھے یا اس کے متعلق کوئی اور دیکھے، اور ابن مسہر کی روایت میں ہے صالح خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۷۹۷ - وحدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا عبد الله بن يحيى بن أبي كثير قال سمعت أبي يقول حدثنا أبو سلمة عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رؤيا الرجل الصالح جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد صالح کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۷۹۸ - وحدثنا محمد بن المثنى حدثنا عثمان بن عمر حدثنا علي (يعني ابن المبارك) ح وحدثنا أحمد بن المنذر حدثنا عبد الصمد حدثنا حرب (يعني ابن شداد) كلاهما عن يحيى بن أبي كثير بهذا الإسناد -

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۵۷۹۹ - وحدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثل حديث عبيد الله بن يحيى بن أبي كثير عن أبيه -

حضرت ابوہریرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی۔

۵۸۰۰ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا أبو أسامة ح وحدثنا ابن نمير حدثنا أبي قالا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کے

جَمِيعًا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

ستر اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۸۰۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۸۰۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ) كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

نافع کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے حضرت ابن عمر نے نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جزء کہا تھا۔

۵۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَهِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔

۵۸۰۴۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ أَوْ لَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي وَقَالَ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا یا فرمایا گویا اس نے مجھ کو بیداری میں دیکھا، شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا، حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

۵۸۰۵۔ وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَمِّي فَذَكَرَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا بِإِسْنَادَيْهِمَا

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند ذکر کی۔

سَوَاءٌ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ۔

۵۸۰۶ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ فِي صُورَتِي وَقَالَ إِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يُخْبِرْ أَحَدًا بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي الْمَنَامِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور جب تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو وہ اپنے ساتھ شیطان کے کھیلنے کی کسی کو خبر نہ دے۔

۵۸۰۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَشَبَّهَ بِي۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھے نیند میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ میری صورت میں آ سکے۔

۵۸۰۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِأَعْرَابِيٍّ جَاءَهُ فَقَالَ إِنِّي حَلَمْتُ أَنَّ رَأْسِي قُطِعَ فَأَنَا أَتَّبِعُهُ فَزَجَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَا تُخْبِرْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي الْمَنَامِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آکر کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کٹ گیا ہے اور میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈانٹا اور فرمایا شیطان خواب میں تمہارے ساتھ جو چھیڑ خانی کرتا ہے وہ کسی کو نہ بتلایا کرو۔

۵۸۰۹ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِي ضُرِبَ فَتَدَحْرَجَ فَاشْتَدَدْتُ عَلَى أَثَرِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَعْرَابِيِّ لَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي مَنَامِكَ وَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا وہ لڑھکتا ہوا جا رہا ہے اور میں اس کے پیچھے دوڑ رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا: خواب میں شیطان تمہارے ساتھ جو چھیڑ خانی کرے وہ کسی کو نہ بتایا کرو، حضرت جابر کہتے ہیں اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا: خواب میں شیطان تمہارے ساتھ جو چھیڑ خانی کرے

بَعْدُ يَخْطُبُ فَقَالَ لَا يُحَدِّثَنَّ أَحَدُكُمْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي مَنَامِهِ۔

۵۸۱۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِي قُطِعَ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ إِذَا لُعِبَ بِأَحَدِكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّيْطَانَ۔

۵۸۱۱ - حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا بِأَيْدِيهِمْ فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَرَى سَبَبًا وَاصِلًا مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ بِهِ ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَاللَّهِ

اس کا کسی سے تذکرہ مت کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا، حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے، آپ نے فرمایا جب خواب میں تم میں سے کسی کے ساتھ شیطان چھیڑ خانی کرے تو وہ لوگوں کو نہ بتایا کرو، ابوبکر کی روایت میں ہے: جب تم میں سے کسی کے ساتھ چھیڑ خانی کی جائے، انھوں نے شیطان کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! آج رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک ابر کے ٹکڑے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے، میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے چلوؤں میں اس کو لے رہے ہیں، بعض لوگ زیادہ چلو بھر رہے ہیں اور بعض کم، اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین کی طرف ایک رسی لٹکی ہوئی ہے، میں نے دیکھا کہ آپ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے، پھر آپ کے بعد ایک شخص نے اسی رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، پھر ایک اور شخص اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، پھر ایک تیسرے شخص نے رسی کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر جڑ گئی اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، حضرت ابوبکر نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ پر میرا باپ قربان ہو، بخدا آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بیان کرنے دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو تم اس کی تعبیر بیان کرو، حضرت ابوبکر نے کہا اس ابر کے ٹکڑے سے مراد اسلام ہے اور اس سے جو گھی اور شہد ٹپک رہا تھا سو وہ قرآن مجید اور اس کی نرمی اور حلاوت ہے، اور جو لوگ اس سے زیادہ یا کم چلو بھر رہے

لَتَدَعَنِّي فَلأَعْبُرَنَّهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْإِسْلَامِ وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ وَلِينُهُ وَأَمَّا مَا يَتَكَفَّفُ النَّاسُ مِنْ ذَلِكَ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللَّهُ بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَتُحَدِّثَنِّي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ ۔

۵۸۱۲ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْصَرَفَهُ مِنْ أُحُدٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ ۔

۵۸۱۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَوْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ كَانَ مَعْمَرٌ أَحْيَانًا يَقُولُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَحْيَانًا يَقُولُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ ظُلَّةً بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ ۔

تھے تو وہ قرآن مجید کو یاد کرنے والے ہیں (کوئی زیادہ اور کوئی کم) اور وہ رسی جو آسمان سے زمین کی طرف لٹک رہی تھی، تو وہ دین برحق ہے جس پر آپ قائم ہیں، آپ اس پر عمل کرتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ آپ کو اپنے پاس بلالے گا، پھر آپ کے بعد ایک اور ایک شخص اس دین پر عمل کرے گا، پھر اللہ اس کو بھی اپنے پاس بلالے گا، پھر ایک اور شخص اس دین پر عمل کر کے بلندی پر چڑھے گا، پھر ایک تیسرا شخص اس دین پر عمل کرے گا تو اس میں کچھ خلل ہو گا، پھر وہ خلل دور ہو جائے گا اور وہ بھی بلندی پر چلا جائے گا، یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ مجھے یہ بتلائیے کہ میں نے یہ تعبیر صحیح بیان کی ہے یا اس میں کچھ غلطی کی ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کچھ تعبیر ٹھیک بیان کی ہے اور کچھ میں خطا کی ہے، حضرت ابوبکر نے کہا: یارسول اللہ! خدا کی قسم آپ مجھے بتلائیے کہ میں نے کیا خطا کی ہے، آپ نے فرمایا قسم مت دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم احد سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میں نے آج رات خواب میں ایک بادل دیکھا ہے جس سے شہد اور گھی ٹپک رہا تھا، اس کے بعد یونس کی روایت کی مثل ہے۔

معمر کبھی حضرت ابوہریرہ کا نام لیتے اور کبھی حضرت ابن عباس کا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کیا: کہ میں نے آج رات ایک بادل دیکھا۔ اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۵۸۱۴- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِمَّا يَقُولُ لِاَصْحَابِهِ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَلْيَقُصَّهَا اَعْبُرْهَا لَهُ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَاَيْتُ ظُلَّةً بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے جس شخص نے خواب دیکھا ہو وہ اس کو بیان کرے میں اس کی تعبیر بتاؤں گا، پھر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں نے خواب میں ایک بادل دیکھا، اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۵۸۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَاُتِينَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ فَاَوَّلْتُ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک رات کو خواب میں یہ دیکھا کہ گویا ہم عقبہ بن رافع کے مکان میں ہیں، ہمارے پاس تازہ کھجوریں لائی گئیں، جن کو ابن طاب کہتے ہیں، میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ ہم کو دنیا میں بلندی حاصل ہوگی، اور ہماری عاقبت محمود ہوگی اور ہمارا دین بہت عمدہ ہے۔

۵۸۱۶- وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ اَخْبَرَنِي اَبِي حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِي فِي الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَذَبَنِي رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِي كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں، اس وقت دو آدمیوں نے مجھے کھینچا ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا، میں نے مسواک چھوٹے کو دی، پھر مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو مسواک دو، پھر میں نے بڑے کو مسواک دے دی۔

۵۸۱۷- حَدَّثَنَا اَبُو عَامِرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ جَدِّهِ عَنْ اَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّي اُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ اِلٰى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي اِلٰى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَاَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ اَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَاِذَا هُوَ مَا اُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا میں مکہ سے ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں بکثرت کھجور کے درخت ہیں، مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید یہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے لیکن وہ مدینہ نکلا جس کو یثرب کہتے ہیں، میں نے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ اوپر سے ٹوٹ گئی، اس کی تعبیر وہ تھی جو یوم احد کو مسلمانوں پر مصیبت نازل ہوئی، میں نے پھر دوبارہ تلوار ہلائی تو وہ پہلے سے زیادہ ثابت اور سالم تھی، اس کی تعبیر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں

أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا أَيْضًا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ النَّفَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ۔

۵۸۱۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَجَعَلَ يَقُولُ إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ فَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيدَةٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ قَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ أَتَعَدَّى أَمْرَ اللّٰهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّي لَأُرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا أُرِيتُ وَهَذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ أُرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا أُرِيتُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ صَاحِبَ

کو فتح عظیم (یعنی فتح مکہ) اور مسلمانوں کی جمعیت عطا فرمائی، میں نے اس خواب میں گائے کو دیکھا اور اللہ سب سے بہتر ہے، اس کی تعبیر جنگ احد میں مسلمانوں کا شہید ہونا تھا، اور خیر سے مراد وہ خیر تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد عطا فرمائی، اور اس سچائی کا ثواب جو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے بعد عطا فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے بعد خلافت مجھے سونپ دیں تو میں ان کی پیروی کروں گا، وہ اپنی قوم کے بہت سارے لوگوں کے ساتھ آیا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں شاخ کا ایک ٹکڑا تھا، آپ مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے پاس ٹھہر گئے، آپ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے لکڑی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھ کو نہیں دوں گا اور میں تیرے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہرگز تجاوز نہیں کروں گا، اور اگر تو نے (میری اطاعت سے) منہ موڑ لیا تو اللہ تعالیٰ تجھے قتل کر دے گا اور میں تجھے وہی سمجھتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہاں یہ ثابت موجود ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے، پھر آپ واپس تشریف لے گئے، حضرت ابن عباس نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب معلوم کیا کہ ”میں تجھے وہی گمان کرتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھائی دیا گیا ہے“ تب مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے، مجھے وہ برے معلوم ہوئے، خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک مار کر اڑا دوں، میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ

صَنْعَآءَ وَ الْاٰخَرُ مُسَيْلِمَةُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ۔

میرے بعد دو جھوٹے شخصوں کا ظہور ہو گا ایک ان میں سے صنعاء کا رہنے والا عنسی ہے دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ ہے۔

۵۸۱۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ خَزَائِنَ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ يَدَيَّ اُسْوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَاَهَمَّانِيْ فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَاَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ اَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَآءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے جو مجھے بہت بھاری لگے اور میں ان سے متفکر ہوا، پھر مجھے وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک مار کر اڑا دوں میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ میں دو کذابوں کے درمیان ہوں ایک صاحب صنعاء ہے اور دوسرا صاحب یمامہ۔

۵۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الصُّبْحَ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمُ الْبَارِحَةَ رُؤْيَا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے تم میں سے کسی نے گذشتہ شب کوئی خواب دیکھا ہے؟

بُرے خواب کے احکام

حدیث نمبر [illegible] میں ہے "رؤیا اللہ کی طرف سے ہے اور حُلم شیطان کی جانب سے ہے۔"

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

لغت میں رؤیا اور حُلم مطلقاً خواب کے معنی میں ہے، لیکن عرف میں رؤیا کا اطلاق اچھے خواب پر ہوتا ہے اور حُلم کا اطلاق بُرے خواب پر ہوتا ہے۔

نیز اس حدیث میں ہے: "جب تم میں سے کوئی شخص بُرا خواب دیکھے تو وہ تین بار بائیں جانب تھوک دے۔"

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بائیں جانب تین بار تھوکنے کا حکم اس لیے دیا ہے تاکہ شیطان بھاگ جائے، کیونکہ ناگوار خواب شیطان کے آثار میں سے ہے، نیز تھوکنے میں اس خواب کی کراہیت کا اظہار ہے، جیسا کہ بعض اوقات گندی اور مکروہ چیز پر تھوک دیا جاتا ہے، اور بائیں جانب کی تعیین اس لیے ہے کہ وہ شر اور شیطان کا محل ہے۔

جیسا کہ دائیں جانب خیر اور برکت کا محل ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بائیں جانب تھوکنے کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بھاگنے کا سبب بنا دیا ہو۔

حدیث نمبر ۵۷۸۲ میں ہے: بُرا خواب دیکھنے کے بعد کروٹ بدل لے، کروٹ بدلنا ظاہر حال کو بدلنا ہے گویا بندہ یہ عرض کرتا ہے کہ میں اپنے ظاہر حال میں جو تبدیلی کر سکتا ہوں وہ تبدیلی میں نے کر لی ہے اور جن حالات کو بدلنا میرے بس اور اختیار میں نہیں ہے ان کو اے اللہ! تو بدل دے۔ [1]

حدیث نمبر ۵۷۸۳ میں ہے: "بُرا خواب کسی کو بیان نہ کرے"

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کو وہ بُرا خواب بیان کرے گا، ہو سکتا ہے کہ وہ خواب کی ظاہری صورت کے اعتبار سے اس کی کوئی مکروہ اور ناگوار تعبیر بیان کرے اور وہ تعبیر بھی محتمل ہو اور قضاءً وہی تعبیر واقع ہو جائے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خواب کی ظاہری صورت مکروہ ہوتی ہے اور اس کی تعبیر محبوب ہوتی ہے اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے۔ [2]

سچے خوابوں کے مراتب اور درجات

حدیث نمبر ۵۷۸۶ میں ہے: "جو شخص زیادہ سچا ہو گا اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہو گا۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

مہلب نے کہا ہے کہ خواب دیکھنے کے سلسلے میں لوگوں کے تین درجات ہیں: پہلا درجہ انبیاء علیہم السلام کا ہے، ان کے تمام خواب صادق ہوتے ہیں، البتہ بعض خوابوں میں وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسرا درجہ صالحین کا ہے، ان کے خواب زیادہ تر صادق ہوتے ہیں اور ان کے بعض خوابوں کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی، تیسرا درجہ عام لوگوں کا ہے، ان کے خواب صادق بھی ہوتے ہیں اور اضغاث احلام (پریشان کن خواب، یا خواب میں اپنے خیالات اور تمناؤں کی تصویریں دیکھنا) بھی ہوتے ہیں، ان کی بھی تین قسمیں ہیں، پہلی قسم مستورین کی ہے ان کے خوابوں میں صادق اور اضغاث احلام دونوں برابر ہوتے ہیں، دوسری قسم فساق کی ہے ان کے خواب زیادہ تر اضغاث احلام ہوتے ہیں اور صادق کم ہوتے ہیں، تیسری قسم کفار کی ہے، ان کے خواب بہت کم صادق ہوتے ہیں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی قید کے ساتھیوں کے خواب تھے، یا مصر کے بادشاہ کا خواب تھا، جس طرح کافر بہت کم صادق ہوتے ہیں، اسی طرح ان کے خوابوں کا صادق ہونا بھی نادر الوقوع ہے۔ [3]

خواب کے اجزاء نبوت سے ہونے کے متعلق متعارض احادیث میں تطبیق

حدیث نمبر ۵۷۸۶ میں ہے: "مومن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں (۴۶) جزء ہے۔"

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۷۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۶۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱۴۰۱ھ

اکثر احادیث میں چھیالیسویں (۱/۴۶) جز کا ذکر ہے، اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے پینتالیسویں جز (۱/۴۵) کی روایت ہے، اور حضرت ابن عمر سے سترویں (۱/۷۰) جز کی روایت ہے، امام طبرانی نے ایک سند سے چھہترویں (۱/۷۶) جز کی روایت کی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے، ابن عبدالبر نے حضرت انس سے چھبیسویں جز (۱/۲۶) کی روایت کی ہے، امام احمد اور امام ابویعلیٰ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے پچاسویں جز (۱/۵۰) کی روایت کی ہے، امام ترمذی اور طبری نے حضرت ابورزین العقیلی سے چالیسویں حصہ (۱/۴۰) کی روایت کی ہے، امام طبری نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبادہ سے چوالیسویں حصہ (۱/۴۴) کی بھی روایت ہے، امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے انچاسویں حصہ (۱/۴۹) کی روایت کی ہے، قرطبی نے مفہم میں سینتالیسویں حصہ (۱/۴۷) کا ذکر کیا ہے، اس طرح نبوت کے جز کے بیان میں دس اعداد کا ذکر ہو گیا ہے اور بعض شروح میں حضرت عبادہ کی روایت میں (۱/۲۴) کا، حضرت ابن عمر کی روایت میں (۱/۲۷) کا، ایک قول (۱/۴۲)، (۱/۳۹)، (۱/۳۸) اور (۱/۲۵) کا ہے اس طرح عدد کے بیان میں سولہ اقوال ہو گئے۔

بعض علماء نے ان اعداد کے اختلاف کی یہ توجیہ کی ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عدد بیان کیا اس وقت اتنی ہی نسبت تھی اور جوں جوں نبوت کا زمانہ زیادہ ہوتا گیا عدد کی مقدار میں بھی اضافہ ہوتا گیا مثلاً جب نبوت کے تیرہ سال پورے ہو گئے تو سچے خواب نبوت کا چھبیسواں حصہ قرار پائے (کیونکہ ابتداء نبوت میں چھ ماہ سچے خوابوں کا دور تھا) اور جب نبوت کے بیس سال پورے ہو گئے تو سچے خواب نبوت کا چالیسواں حصہ قرار پائے اور جب نبوت کے بائیس سال پورے ہو گئے تو سچے خواب چوالیسواں حصہ قرار پائے، پھر پینتالیسواں حصہ اور رسالت مآب کی حیات ظاہری کے آخر میں چھیالیسواں حصہ پورا ہوا، اس کے علاوہ جو چالیس سے زائد کی روایات ہیں وہ ضعیف ہیں، جس روایت میں پچاس کا ذکر ہے اس میں چالیس کے بعد کسر کا اعتبار نہیں کیا گیا اور ستر کی روایت مبالغہ پر محمول ہے اس کے علاوہ جو روایات ہیں وہ ثابت نہیں ہیں، واللہ اعلم۔[1]

اس کی تحقیق کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے اس کی توجیہ میں علماء کا اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئیس سال وحی آئی تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں اور اس سے چھ ماہ پہلے آپ کو خواب دکھائے گئے اور جب نصف سال کی نسبت تیئیس سالوں کی طرف کی جائے تو وہ چھیالیسواں حصہ ہو جاتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کو مختلف طریقوں سے علم عطا کیا گیا اور حصول علم کے طریقوں میں سے ایک طریقہ سچے خواب دکھانا ہے اور باقی طریقوں کے مقابلہ میں خواب چھیالیسواں حصہ ہے، یعنی آپ کو چھیالیس طریقوں سے علم عطا کیا گیا جن میں سے ایک طریقہ سچے خواب دکھانا تھا اور یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ باقی پینتالیس طریقے بھی علماء کو معلوم ہو جائیں۔ کیونکہ علماء کے لیے ہر چیز کا اجمالی یا تفصیلی علم لازم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے علماء کے علم کے لیے ایک حد مقرر کی ہے سو بعض چیزوں کا انہیں بالکل علم نہیں ہوتا اور بعض چیزوں کا صرف اجمالی علم ہوتا ہے، اور تفصیلی علم نہیں ہوتا۔

---

[1] حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۴ ص ۱۳۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

ایک قول یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد طریقوں سے وحی نازل ہوتی، ..... کبھی آپ بلاواسطہ اللہ کا کلام سنتے، بعض مرتبہ پردے کی اوٹ سے اللہ کا کلام سنتے، کبھی فرشتہ کے واسطے سے سنتے، کبھی آپ کے قلب میں کسی معنی کا القاء کر دیا جاتا، کبھی آپ کے پاس فرشتہ اپنی اصل صورت میں آتا، کبھی وہ کسی معروف آدمی کی شکل میں آتا، کبھی اجنبی شخص کی شکل میں آتا، کبھی جبرائیل، کبھی اسرافیل اور کبھی کوئی اور فرشتہ آتا، کبھی گھنٹی کی آواز کی شکل میں وحی آتی اور کبھی آپ کو خواب دکھایا جاتا، غرض نزول وحی کے متعدد طریقے تھے اور خواب دکھایا جانا ان میں سے چھیالیسواں طریقہ تھا، یعنی نزول وحی کے پینتالیس دیگر طریقے تھے اور ایک طریقہ سچے خواب دکھانے کا تھا۔

قاضی عیاض نے یہ کہا ہے کہ ان چھیالیس اجزاء سے نبوت کی چھیالیس صفات مراد ہیں اور سچا خواب دیکھنا ان صفات میں سے ایک صفت ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے میانہ روی، آہستگی اور اطمینان سے کام کرنا اور اچھا راستہ اختیار کرنا نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

علامہ حلیمی نے بیان کیا ہے کہ نبوت کے چھیالیس اجزاء سے مراد نبوت کے چھیالیس خصائص ہیں اور سچا خواب ان خصائص میں سے ایک خصوصیت ہے پھر علامہ حلیمی نے ان چھیالیس خصائص کی حسب ذیل تفصیل بیان کی ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ کلام کرنا۔
(۲) الہام بلا کلام، یعنی حواس اور استدلال کے واسطہ کے بغیر اپنے دل میں کسی چیز کے علم کا حصول۔
(۳) فرشتہ کو دیکھ کر اور اس سے ہم کلام ہو کر وحی کا حصول۔
(۴) فرشتہ کا آپ کے دل میں وحی القاء کرنا۔
(۵) عقل کا کامل ہونا، حتیٰ کہ اس کو کوئی عارضہ لاحق نہ ہو۔
(۶) قوت حفظ کا کمال حتیٰ کہ ایک طویل سورت کو سنتے ہی یاد کر لینا بایں طور کہ اس کا کوئی حرف بھی بھولنے نہ پائے۔
(۷) اجتہادی خطاء سے محفوظ ہونا۔
(۸) عقل و فہم کی غیر معمولی ذکاوت جس کی وجہ سے انہیں استنباط مسائل کی مہارت ہوتی ہے۔
(۹) غیر معمولی قوت بصارت جس کی وجہ سے زمین کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر دوسرے کونے کی اشیاء دیکھ لیتے ہیں۔
(۱۰) غیر معمولی قوت سامعہ جس کی وجہ سے وہ دور دراز کی ان آوازوں کو سن لیتے ہیں جن کو دوسرے نہیں سن سکتے۔
(۱۱) غیر معمولی قوت شامہ جیسے حضرت یعقوب نے مسافت بعیدہ سے حضرت یوسف کی خوشبو سونگھ لی۔
(۱۲) غیر معمولی جسمانی قوت حتیٰ کہ وہ ایک رات میں تیس راتوں کی مسافت طے کر لیتے ہیں۔
(۱۳) آسمانوں کی طرف عروج کرنا۔

---

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۵۷۔ ۳۰۲ (ملخصاً) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۴۔ گھنٹی کی آواز کی طرح وحی کا نزول۔
۱۵۔ کجھوروں کا آپ سے بات کرنا۔
۱۶۔ درختوں کا آپ سے بات کرنا۔
۱۷۔ ستون کا آپ سے بات کرنا۔
۱۸۔ پتھروں کا آپ سے بات کرنا۔
۱۹۔ بھیڑیے کا آپ سے بات کرنا۔
۲۰۔ اونٹ کا آپ سے بات کرنا۔
۲۱۔ متکلم کو دیکھے بغیر اس کا کلام سننا۔
۲۲۔ جنات کا مشاہدہ کرنا۔
۲۳۔ اشیاء مغیبہ کو آپ کے لیے متمثل کرنا جیسا کہ معراج کے موقع پر بیت المقدس کی مثال آپ کے سامنے حاضر کی گئی۔
۲۴۔ کسی حادثہ کے اسرار کو جان لینا جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ نے اونٹنی کے بیٹھنے کی وجہ جان لی۔
۲۵۔ کسی کے نام سے کسی چیز پر استدلال کرنا کیونکہ جب سہیل بن عمرو آیا تو آپ نے فرمایا: اللہ نے تمہارے لیے معاملہ سہل کر دیا۔
۲۶۔ کسی آسمانی چیز کو دیکھ کر زمین کے وقوعہ پر استدلال کرنا، جیسا کہ آپ نے فرمایا یہ بادل بنو کعب کی مدد کے لیے برس رہا ہے۔
۲۷۔ پس پشت دیکھنا۔
۲۸۔ مرنے والے کے متعلق کسی چیز کی خبر دینا، جیسا کہ آپ نے فرمایا حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں وہ حالت جنابت میں شہید ہوئے تھے۔
۲۹۔ کسی چیز سے مستقبل کی فتح پر استدلال کرنا جیسا کہ یوم خندق میں ہوا۔
۳۰۔ دنیا میں جنت اور دوزخ کو دیکھنا۔
۳۱۔ فراست۔
۳۲۔ درخت کا آپ کی اطاعت کرنا حتیٰ کہ آپ کے حکم سے ایک درخت اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا ایک جگہ سے دوسری جگہ آیا اور پھر واپس چلا گیا۔
۳۳۔ ہرن کا آپ سے شکایت کرنا۔
۳۴۔ خواب کی ایسی صحیح تعبیر بیان کرنا جس میں خطاء کا احتمال نہ ہو۔
۳۵۔ اندازے سے بتا دینا کہ اس درخت پر اتنے وسق کھجوریں ہوں گی۔
۳۶۔ احکام کی ہدایت دینا۔
۳۷۔ دین اور دنیا کی سیاست کی ہدایت دینا۔

۳۸۔ عالم کی ہیئت اور ترکیب کی ہدایت دینا۔
۳۹۔ طبی اعتبار سے اصلاح بدن کی ہدایت دینا۔
۴۰۔ عبادت کے طریقوں کی ہدایت دینا۔
۴۱۔ مفید صنعتوں کی ہدایت دینا۔
۴۲۔ ماسیکون (مستقبل کے واقعات) پر مطلع ہونا۔
۴۳۔ ماکان (گذشتہ زمانہ کے ان واقعات) کی خبر دینا جن پر مطلع ہونے کا کوئی معروف ذریعہ نہ تھا۔
۴۴۔ لوگوں کے دلوں کی باتوں اور پوشیدہ امور پر مطلع ہونا۔
۴۵۔ استدلال کے طریقوں کی تعلیم دینا۔
۴۶۔ حسن معاشرت کے طریقوں پر مطلع ہونا۔ [۱]

خواب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مختلف صفات اور مختلف صورتوں میں دیکھنے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۸۰۰ میں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بن سکتا۔ امام بخاری نے حدیث کے اس آخری جز کے بعد یہ لکھا ہے کہ ابن سیرین نے کہا جب کوئی شخص آپ کو آپ کی صورت میں دیکھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام ابن سیرین کے سامنے جب کوئی شخص یہ بیان کرتا کہ اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے تو اس سے کہتے کہ مجھے آپ کی صفات بیان کرو۔ اگر وہ شخص آپ کی کوئی ایسی صفت بیان کرتا جو ان کے علم میں نہ ہوتی تو کہتے کہ تم نے حضور کو نہیں دیکھا، اس حدیث کی سند صحیح ہے، اس کی تائید میں حاکم کی یہ روایت ہے: کلیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، انھوں نے کہا آپ کی صفت بیان کرو، میں نے کہا کہ آپ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے مشابہ تھے، حضرت ابن عباس نے فرمایا: تم نے حضور کو دیکھا ہے، اس حدیث کی سند جید ہے، البتہ اس کے معارض ابن ابی عاصم کی یہ روایت ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ میں ہر صورت میں نظر آتا ہوں، اس حدیث کی سند میں ایک راوی صالح ہے وہ ضعیف ہے، لیکن ان حدیثوں میں تطبیق بھی ممکن ہے کیونکہ قاضی ابوبکر ابن العربی نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صفت معروفہ میں دیکھنا آپ کی ذات کریمہ کا حقیقی ادراک ہے اور آپ کو آپ کی صفات معروفہ کے بغیر دیکھنے میں آپ کی مثل کا ادراک ہے کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ زمین میں مدفون ہونے سے انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا، اور آپ کی ذات کریمہ کا ادراک آپ کی حقیقت کا ادراک ہے اور آپ کی صفات کا ادراک آپ کی مثل کا ادراک

[۱] - حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۶۷ - ۳۶۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

ہے ، علامہ نووی نے کہا ہے کہ آپ کے اس ارشاد "اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے یا اس نے حق دیکھا ہے" کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے جس نے آپ کو آپ کی حیات مبارکہ کی صورت پر دیکھا اس کا دیکھنا مبنی برحق ہے اور جس نے آپ کو اس صورت کے بغیر دیکھا اس کا دیکھنا مبنی بر تاویل ہے ، پھر علامہ نووی نے اس کو مسترد کر دیا اور کہا کہ یہ قول ضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ خواہ آپ کو آپ کی صفات معروفہ پر دیکھا جائے یا اس کے بغیر وہ حقیقت میں آپ ہی کو دیکھنا ہے ، علامہ نووی اور قاضی ابن عربی کے کلام میں کوئی منافات نہیں ہے البتہ جب آپ کو آپ کی معروف صفت یا معروف صورت میں دیکھا جائے تو اس خواب کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہے اور جب اس کے بغیر دیکھا جائے تو پھر اس خواب کی تعبیر کی ضرورت ہے ۔ [1]

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں :

قاضی ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد : "جس نے مجھ کو دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا" کا معنی یہ ہے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اس کا خواب برحق ہے وہ اس کے پریشان خیالات میں شیطان کی تشبیہ ہے ، اور کبھی دیکھنے والا آپ کو ان صفات میں دیکھتا ہے جو تم تک نقل سے نہیں پہنچیں ، مثلاً کوئی شخص آپ کو سفید داڑھی میں دیکھتا ہے یا کسی اور رنگ میں دیکھتا ہے یا مشرق و مغرب میں بیک وقت آپ کو دو شخص دیکھتے ہیں اور ہر شخص آپ کو اپنی جگہ پر دیکھتا ہے (الی ان قال)

احادیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک باقی ہے اور انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو زمین متغیر نہیں کرتی ، اور خواب میں جو مختلف صفات نظر آتی ہیں ان کی دلالات مختلف ہوتی ہیں ، کیونکہ مذکور ہے اگر آپ کو بڑھاپے میں دیکھا جائے تو وہ صلح کا سال ہے اور اگر آپ کو جوانی میں دیکھا جائے تو وہ قحط سالی کی طرف اشارہ ہے ، اگر آپ کو حسین شکل و صورت میں اچھے اقوال اور افعال کے ساتھ دیکھا جائے درآں حالیکہ آپ دیکھنے والے کی طرف متوجہ ہوں تو یہ دیکھنے والے کے حق میں خیر کی طرف اشارہ ہے اور اگر اس کے برعکس دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے حال کے شر کی طرف اشارہ ہے اور ان احوال کا کوئی اثر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔

امام غزالی نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے میرے جسم اور میرے بدن کو دیکھا ہے بلکہ اس نے ایک مثال کو دیکھا ہے اور وہ مثال اس معنی تک پہنچانے کا ذریعہ ہے جو میری روح میں ہے بلکہ بیداری میں بھی بدن صرف روح کا آلہ ہوتا ہے ، اس لیے حق یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا آپ کی روح مقدسہ کی مثال کو دیکھتا ہے جو کہ محل نبوت ہے اور اس کو جو شکل نظر آتی ہے وہ آپ کی روح ہے نہ کہ آپ کا شخص ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ صرف وہ آپ کی مثال ہے ۔

خواب اور بیداری میں کسی شخص سے ملاقات کا سبب

اگر یہ سوال ہو کہ خواب کی تین قسمیں ہیں ایک اللہ کی جانب سے ، دوسرا شیطان کی طرف سے اور تیسرا انسان کے خیالات اور افکار کا اثر ، جو شخص آپ کو خواب میں دیکھتا ہے یہ شیطان کی طرف سے تو از روئے حدیث نہیں ہے تو کیا

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۴ ، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ، ۱۴۰۱ھ

یہ خواب انسان کے خیالات اور اس کی سوچ و بچار کا اثر ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں، اور اس کی تفصیل کا سمجھنا اس قاعدہ پر موقوف ہے کہ دو شخصوں کا نیند اور بیداری میں مجتمع ہونا کسی نہ کسی قسم کے اتحاد پر موقوف ہے، اور اس اتحاد کی پانچ قسمیں ہیں (۱) ذات میں اشتراک (۲) کسی صفت میں اشتراک (۳) کسی حال میں اشتراک (۴) افعال میں اشتراک (۵) مراتب میں اشتراک۔ جب دو چیزوں میں کسی مناسبت کا تصور ہوگا تو وہ ان پانچ قسموں سے خارج نہیں ہوگا، اگر یہ اشتراک قوی ہو تو دو شخصوں کا نیند یا بیداری میں اجتماع بہ کثرت اور بہ قوت ہوتا ہے ورنہ قلیل اور ضعیف ہوتا ہے، اور جس شخص کو کسی کے ساتھ ان پانچ قسموں کا اشتراک حاصل ہو جائے وہ جب چاہے اس شخص کے ساتھ مجتمع ہو سکتا ہے بلکہ اس کی اس کے ساتھ محبت قوی ہو جاتی ہے اور وہ اس سے کبھی الگ نہیں ہوتا۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات کی توجیہات

حدیث نمبر ۵۸۰۱ میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے چھ محمل ذکر کیے ہیں:

(۱) یہ حدیث تشبیہ اور تمثیل پر محمول ہے اور اس کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے جس میں ہے گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔

(۲) وہ اس خواب کی تعبیر کو بیداری میں دیکھ لے گا یا صراحۃً یا تاویلاً۔

(۳) اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مسلمان مراد ہیں ان میں سے جنھوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا ان کے لیے یہ بشارت دی گئی کہ وہ عنقریب آپ کو بیداری میں بھی دیکھ لیں گے۔

(۴) آپ کو خواب میں دیکھنے والے عنقریب آئینہ میں آپ کا عکس دیکھ لیں گے، حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے آپ کو خواب میں دیکھا پھر وہ اس حدیث میں متفکر رہے، پھر وہ بعض امہات المومنین کے پاس گئے اور غالباً وہ آپ کی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں، انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ لا کر دکھایا، ان کو اس آئینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نظر آئی اور اپنی صورت نظر نہیں آئی، لیکن یہ بہت بعید محمل ہے۔

(۵) جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ قیامت کے دن آپ کو مزید خصوصیت کے ساتھ دیکھے گا اگرچہ مطلق زیارت ہر مسلمان کو حاصل ہوگی۔

(۶) جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ دنیا میں آپ کو بیداری میں حقیقۃً دیکھے گا اور آپ سے گفتگو کرے گا، کیونکہ صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انھوں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آپ کو بیداری میں دیکھا اور جن چیزوں کے متعلق ان کو تشویشات تھے ان کے بارے میں حضور سے سوالات کیے اور آپ نے ان امور

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۵۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

ہیں ان صالحین کی عقدہ کشائی کی۔ [1]

کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کرنے والا صحابی ہو جاتا ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ اس محمل پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر اس حدیث کو اس معنی پر محمول کیا جائے تو پھر یہ صالحین صحابہ قرار پائیں گے اور پھر قیامت تک صحابیت کا باقی رہنا ممکن ہوگا نیز اس کے خلاف یہ شہادت ہے کہ ایک کثیر جماعت نے آپ کو خواب میں دیکھا اور ان میں سے کسی سے یہ نقل نہیں کیا کہ انھوں نے آپ کو بیداری میں بھی دیکھا ہو، اور صادق کی خبر میں تخلف نہیں ہوتا، علامہ قرطبی نے اس کا سختی سے انکار کیا ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھنے والا آپ کو حقیقۃً بیداری میں دیکھے گا، علامہ ابن ابی جمرہ نے اس حدیث کو کرامات اولیاء پر محمول کیا ہے اور اگر یہ بات ہے تو پھر لفظ کل سے عدول کیا جائے گا، پھر علامہ ابن ابی جمرہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث اہل توفیق کے بارے میں عام ہے، یعنی کامل مسلمانوں کے بارے میں اور غیر اہل توفیق کے بارے میں بھی یہ احتمال ہے کہ ان کو بیداری میں زیارت نصیب ہو جائے کیونکہ جس طرح صدیقین کے لیے خرق عادت بطریق کرامت اور اکرام واقع ہوتا ہے اسی طرح زندیقوں کے لیے بطریق اطلاء اور اغواء (یعنی ان کی گمراہی کو برقرار رکھنے کے لیے) خرق عادت واقع ہو جاتا ہے اور ان کے درمیان فرق کتاب اور سنت کی اتباع کرنے یا نہ کرنے سے ہوگا۔ [2]

مصنف کی رائے یہ ہے کہ زندیق خواب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کے اہل ہی نہیں ہیں اس لیے اس بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ وہ بیداری میں بطور اطلاء یا اغواء آپ کی زیارت کریں گے، ہاں یہ ضرور ہے کہ مومن کامل خواب میں آپ کی زیارت کے بعد بیداری میں آپ کی زیارت سے کرامۃً مشرف ہوگا اور عام گنہ گار مسلمان پر اگر آپ نے کرم فرمایا اور خواب میں زیارت سے سرفراز فرمایا تو وہ بھی بیداری میں بطور خرق عادت آپ کی زیارت سے مشرف ہوگا اور اس کو متکلمین کی اصطلاح میں کرامت کی جگہ معونت کہتے ہیں جس طرح زندیق کے لیے خرق عادت کے ظہور کو استدراج کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کے اس اشکال کا اصل جواب یہ ہے کہ صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی حیات ظاہری میں دیکھے اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو، اس لیے جن صالحین نے آپ کو آپ کے وصال کے بعد بیداری میں دیکھا اور آپ سے بالمشافہ گفتگو کی ان پر صحابی کی تعریف صادق نہیں آئے گی اور نہ قیامت تک صحابیت کا سلسلہ جاری رہے گا، ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری صحابی کی تعریف کی بحث میں لکھتے ہیں:

والمراد رؤيته في حال حياته۔ [3]

صحابی کی تعریف میں آپ کو دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو آپ کی حیات مبارکہ میں دیکھا جائے۔ [3]

علامہ عبداللہ بن حسین خاطر السمین، شرح نخبۃ الفکر کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

[2] ″ ″ ″ فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۵ ″ ″ ″ ″

[3] ملا علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح شرح نخبۃ الفکر ص ۱۷۱، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۹۰ھ

والمراد رؤيته في حال حياته (الى قوله) وبقولنا في حال حياته خرج من اجتمع بعد موته ولو قبل دفنه ولو شاهده فلا يقال له صحابي كخويلد بن خالد الهذلي فانه حضر الصلوٰة عليه وراه مسجی وشاهد دفنه صلی اللہ علیه وسلم وخرج به ايضاً الاولياء الذين اجتمعوا به بعد موته فلا يقال لهم صحابة [1]

صحابی کی تعریف میں آپ کو دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو آپ کی حیات میں دیکھا جائے اور اس قید سے وہ لوگ خارج ہو گئے جو آپ کے وصال کے بعد آپ کے ساتھ مجتمع ہوئے، خواہ دفن سے پہلے، اگرچہ انھوں نے آپ کا مشاہدہ کیا ہو جیسے خویلد بن خالد ہذلی وہ آپ کی نماز جنازہ پر حاضر ہوئے اور انھوں نے آپ کو کفن میں لپٹا ہوا دیکھا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے موقع پر حاضر ہوئے، سو وہ اس قید سے خارج ہو گئے، اسی طرح اس قید سے وہ اولیاء اللہ بھی خارج ہو گئے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے ساتھ مجتمع ہوئے اس لیے ان کو بھی صحابہ نہیں کہا جائے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس محمل پر دوسرا اشکال یہ کیا ہے کہ صالحین کی ایک جماعت نے آپ کو خواب میں دیکھا اور ان سے یہ منقول نہیں ہے کہ انھوں نے آپ کو بیداری میں بھی دیکھا ہو حالانکہ صادق کی خبر میں تخلف نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نقل نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انھوں نے بیداری میں آپ کی زیارت نہ کی ہو، ہو سکتا ہے انھوں نے خواب میں آپ کی زیارت کرنے کے بعد بیداری میں بھی آپ کی زیارت کی ہو، لیکن کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو مخفی رکھا ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت اور بالمشافہ گفتگو کرنے پر ایک اور اشکال بھی کیا جاتا ہے، اس اشکال اور اس کے جواب کو انشاء اللہ العزیز ہم آخر میں بیان کریں گے۔

بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے متعلق علماء اسلام کی تصریحات

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: امام ابو محمد بن ابی جمرہ نے صحیح بخاری کی منتخب احادیث پر اپنی تعلیق میں یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں زیارت کی وہ عنقریب آپ کی بیداری میں بھی زیارت کرے گا (الی قولہ) سلف سے لے کر خلف تک تمام علماء جن کو خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی وہ سب یہ کہتے ہیں کہ خواب میں زیارت کرنے کے بعد ان کو بیداری میں بھی زیارت ہوئی اور جن امور میں وہ متشوش تھے انھوں نے ان امور کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور آپ نے ان کو خبر دے کر ان کی تشویش دور کی اور ان کے لیے ایسی وجوہ کی تصریح کی جن سے وہ امور بالکل کشادہ ہو جائیں جن میں ان کو تردد تھا۔ [2]

حافظ ابن حجر ہیتمی مکی سے سوال کیا گیا کہ:

کیا اب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات اور علم کا حاصل کرنا ممکن ہے؟ حافظ ابن حجر مکی نے کہا

---

[1] علامہ عبداللہ بن حسین خاطر السمین المصری، حاشیہ لقط الدرر ص ۴۴، مطبوعہ مصطفے البابی و اولادہ بمصر ۱۳۵۶ھ

[2] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۲، ص ۳۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

ہاں یہ ممکن ہے اور یہ اولیاء اللہ کی کرامات میں سے ہے، علماء شافعیہ میں سے امام غزالی، بارزی، تاج الدین سبکی، عفیف یافعی اور علماء مالکیہ میں سے علامہ قرطبی، ابن ابی جمرہ، اور ابو محمد نے اس کی تصریح کی ہے، منقول ہے کہ ایک ولی اللہ کی مجلس میں ایک فقیہ آئے، پھر انہوں نے ایک حدیث بیان کی، اس ولی اللہ نے کہا یہ حدیث باطل ہے، فقیہ نے پوچھا آپ کے پاس کیا دلیل ہے، کہا تمہارے سر کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں یہ بات میں نے نہیں کہی، پھر اس ولی اللہ نے فقیہ کے لیے بھی کشف کر دیا اور فقیہ نے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لی۔ [1]

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

اور میرے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کرنا ممکن ہے، جس شخص کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائے (اس کو زیارت ہو جاتی ہے) کیونکہ منقول ہے کہ علامہ سیوطی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بائیس مرتبہ بیداری میں زیارت کی (علامہ عبدالوہاب شعرانی نے خود علامہ سیوطی کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں نے پچھتر مرتبہ بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور بالمشافہ ملاقات کی ہے۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۴۴، لواقح الانوار القدسیہ ص ۱۷، سعیدی غفرلہ) اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کے بعد ان کو صحیح قرار دیا (الی قولہ) امام شعرانی رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ انہوں نے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی ہے اور آٹھ رفقاء کے ساتھ آپ سے صحیح بخاری پڑھی پھر امام شعرانی نے ان میں سے ہر ایک کا نام بھی لیا ان میں سے ایک حنفی تھا، اخیر میں شیخ کشمیری نے کہا بیداری میں آپ کی زیارت محقق ہے، اور اس کا انکار کرنا جہالت ہے۔ [2]

وصال کے بعد صحابہ کرام کو بیداری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیوں نہیں ہوئی؟

علامہ سید آلوسی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت اور اس سلسلہ میں علماء امت کی تصریحات کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ خلفائے راشدین کے دور میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بالمشافہ ملاقات کے واقعات اس طرح رونما ہوئے اور نہ وصال کے بعد صحابہ کرام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حوادث و واقعات اور دینی مسائل میں اختلاف کے باوجود کوئی سوال کیا، حالانکہ آپ کے وصال کے بعد مسائل دینیہ اور امور دنیویہ میں صحابہ کرام کا کافی اختلاف ہوا، حضرت ابوبکر اور حضرت علی کا میراث نبوت میں اختلاف ہوا، اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ ان میں سے کسی نے بیداری میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ——— بالمشافہ ملاقات کی اور مسائل مختلفہ میں آپ سے رہنمائی حاصل کر لی، اور نہ ہم تک یہ خبر پہنچی کہ جو صحابی کسی مسئلہ میں حیران تھا اس کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم از خود تشریف لے آئے ہوں اور اس کی رہنمائی کر کے اس کی حیرانی کو دور فرمایا ہو، بلکہ صحیح روایت سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عمر نے بعض امور کے بارے میں یہ فرمایا: کاش میں نے ان چیزوں کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا ہوتا، اور جس طرح بعد کے اولیاء اللہ کے متعلق یہ بہ کثرت منقول ہے کہ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ ملاقات کی اور جن امور میں ان کو تشویش تھی ان میں آپ سے سوالات کیے اس طرح صحابہ کرام، اہل بیت اور فقہاء تابعین میں سے کسی کے متعلق کوئی چیز ثابت نہیں ہے، حضرت

---

[1] علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ، فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۱۲، مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ

[2] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ھ

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فدک کے مسئلہ میں مضطرب رہنا اور سیدتنا عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا جنگ جمل میں متردد رہنا سب کو معلوم ہے لیکن ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کو معلوم کر لیا حالانکہ قرابت کا جو تعلق ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا وہ بعد کے کسی شخص کے لیے متصور نہیں ہے پھر جب ان کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وصال کے بعد بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی تو بعد والوں کی کیسے ہو گی؟

اس کے جواب میں زیادہ سے زیادہ بات جو کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات خرق عادت اور اولیاء اللہ کی کرامات کے قبیل سے ہے اور چونکہ عہد صحابہ آفتاب رسالت کے بہت قریب تھا اس وجہ سے اس عہد میں کرامات کا ظہور بہت کم ہوا ہے کیونکہ سورج کے سامنے ستارے نظر نہیں آتے اور نہ سورج کی ضیا کے مقابلہ میں ستاروں کی روشنی نظر آتی ہے، اور چونکہ عہد رسالت میں معجزات کا بہ کثرت ظہور ہوا تھا اس لیے اس عہد کے متصل بعد کرامات کا زیادہ ظہور نہیں ہوا، یا ممکن ہے کسی صحابی کو بیداری میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہو لیکن انھوں نے کسی مصلحت اور حکمت کی بنا پر اس کو ظاہر نہ کیا ہو۔ [1]

خواب دیکھنے اور اس کی تعبیر بیان کرنے کے آداب

حدیث نمبر ۵۸۰۸ میں ہے: ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک ابر کے ٹکڑے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے، الحدیث۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ائمہ تعبیر نے بیان کیا ہے کہ خواب دیکھنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا صادق القول ہو اور وہ باوضو دائیں کروٹ پر سوئے اور سونے سے پہلے سورہ والشمس، واللیل، والتین، اخلاص اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کی تلاوت کرے اور یہ دعا مانگے "اے اللہ! میں تجھ سے برے خوابوں سے پناہ مانگتا ہوں، اور نیند اور بیداری میں شیطان کے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے سچے اور صالح خواب کا سوال کرتا ہوں جو مجھے نفع دینے والا ہو جو مجھے یاد رہے اور جس کا مجھے نسیان نہ ہو، اے اللہ مجھے خواب میں وہ چیز دکھا جو مجھے پسند ہو"، اور خواب کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خواب کسی عورت کو بیان کرے نہ دشمن کو اور نہ ان پڑھ اور جاہل شخص کو، اور تعبیر بیان کرنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ وہ طلوع شمس کے وقت تعبیر بیان کرے نہ غروب آفتاب کے وقت نہ زوال کے وقت اور نہ رات کے وقت۔ [2]

حضرت ابو بکر کے تعبیر بیان کرنے میں خطاء اور صواب کا بیان

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: علامہ مہلب نے کہا ہے کہ: حضرت ابو بکر نے ابر سے اسلام کی تعبیر کی اور اس سے ٹپکنے والے گھی اور شہد سے قرآن مجید اور اس کی حلاوت کی تعبیر لی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل جنت اور بنو اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ابر ہے، اسی طرح اسلام

---

[1] ۔ علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۹، ۳۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] ۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۴۳۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور

بھی دنیا اور آخرت میں مسلمان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور شہد سے قرآن مجید کی تعبیر اس لیے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کو لوگوں کے لیے شفاء قرار دیا ہے فیہ شفاء للناس۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو بھی شفاء فرمایا ہے: وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین (بنی اسرائیل: ۸۲) نیز فرمایا: قد جاء تکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور (یونس: ۵۷) اور قرآن مجید کا سننا سماعت کے لیے اسی طرح میٹھا ہے جس طرح شہد زبان کو میٹھا لگتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی تعبیر کے متعلق جو فرمایا تھا کہ تم نے بعض تعبیر صحیح بیان کی ہے اور بعض میں خطاء کی ہے، اس کے متعلق شارحین کے مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ان کی خطاء یہ ہے کہ وہ خلفاء کی مدت کا تعین نہیں کر سکے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے قسم دینے کے باوجود اس کو نہیں بیان فرمایا کیونکہ اگر آپ بیان فرما دیتے تو خلفاء کا تعین منصوص ہو جاتا اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف تھی، اس لیے آپ نے اس تعیین کو ترک فرما دیا تاکہ کوئی خرابی نہ پیدا ہو، ایک قول یہ ہے کہ آپ کا بیان نہ فرمانا اس وجہ سے تھا کہ اس تعبیر کا تعلق اس علم غیب کے ساتھ تھا جو آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔

اس حدیث میں خواب کی تعبیر کے علم سیکھنے پر برانگیختہ کرنا اور خواب کی تعبیر معلوم کرنے پر ابھارنا ہے اور علم تعبیر کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ اس سے بعض غیوب اور اسرار کائنات پر اطلاع حاصل ہوتی ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب کی تعبیر کسی ثقہ عالم سے معلوم کرنی چاہیے اور یہ کہ خواب کی تعبیر بیان کرنے والا کبھی تعبیر بیان کرنے میں خطاء بھی کرتا ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استاذ کے سامنے تلمیذ کا کسی مسئلہ کو بیان کرنا بھی صحیح ہے۔[1]

حدیث نمبر ۵۸۱۲ میں ہے میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم کے علاوہ دوسری روایات میں ہے میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں، علماء نے بیان کیا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت زمین پر مسلط ہو گی اور اس کے شہروں کو فتح کر کے اس کے خزانوں کی مالک بن جائے گی اور یہ سب اسی طرح واقع ہو گیا، وللہ الحمد۔

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۴۳۸-۴۳۵، (ملخصاً) مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱۴۰۱ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الفضائل

بَابُ ۸۰۶ فَضْلِ نَسَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَسْلِيْمِ الْحَجَرِ عَلَيْهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب کی فضیلت اور اعلان نبوت سے پہلے آپ کو ایک پتھر کے سلام کرنے کا بیان

۵۸۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ جَمِيْعًا عَنِ الْوَلِيْدِ قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ شَدَّادٍ أَنَّهُ سَمِعَ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کنانہ کو فضیلت دی، اور کنانہ میں سے قریش کو فضیلت دی اور قریش میں سے بنو ہاشم کو فضیلت دی اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو فضیلت دی۔

۵۸۲۲ - وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ حَدَّثَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلان نبوت سے پہلے مجھ کو سلام کیا کرتا تھا، میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب یہ ہے: سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان تک اس سلسلہ کی صحت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، عدنان اور حضرت اسماعیل کی درمیانی کڑیوں میں نسابین کا اختلاف ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ قریش کی ابتداء نضر بن کنانہ سے ہوئی یا فہر بن مالک سے، مشہور یہ ہے کہ ان کی ابتداء نضر بن کنانہ سے ہوئی، کنانہ کی نضر کے علاوہ بھی اولاد تھی لیکن ان کو قریش نہیں کہا جاتا، اس کا سبب یہ ہے کہ نضر کی اولاد مختلف شہروں میں پھیل گئی تھی، بعد میں نضر کی اولاد کو مکہ میں جمع کیا گیا اور ان کا نام قریش پڑ گیا کیونکہ قریش میں جمعیت کے معنی ہیں۔ [1]

قریش کی وجہ تسمیہ

قریش، حجاز (جزیرۃ العرب) کا مشہور و معروف اور عظیم الشان قبیلہ (جو مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و نواح میں مقیم تھا) قریش نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ نضر کا سلسلہ نسب یہ ہے: نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اس لحاظ سے قریش مضری اور عدنانی ٹھہرے۔ قریش کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں: (۱) قریش کا لفظ قرش سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں کمانا اور جمع کرنا (الصحاح)؛ (۲) یہ لفظ تقریش سے نکلا ہے جس کے معنی کمانے کے علاوہ تفتیش و جستجو کرنا، تلاش کرنا ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فہر بن مالک بن النضر حاجت مندوں کی حاجتوں کا پتا لگا کر ان کی ضرورتیں پوری کیا کرتا تھا، وہ غریبوں کو دولت دیتا، ننگوں کو کپڑا پہناتا، پناہ گزینوں کو پناہ دیتا، خوف زدہ لوگوں کا خوف دور کرتا اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ دکھاتا تھا۔ اس وجہ سے اس خاندان اور قبیلے کا نام قریش پڑ گیا (النویری: نہایۃ الادب، ج ۲)؛ (۳) ابن حزم نے نقل کیا ہے کہ اس قبیلے میں ایک شخص قریش بن بدر بن یخلد بن نضر تھا اور وہ زمانہ جاہلیت میں اپنے تجارتی قافلوں کی قیادت و رہنمائی کیا کرتا تھا۔ اس کی وجہ سے اس قبیلے کا نام قریش مشہور ہو گیا (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۱)؛ (۴) تقرش سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں تقرش (مال یا کوئی چیز جمع کرنا) اس قبیلے کی اجتماعیت کے پیش نظر اسے قریش کے نام سے پکارا گیا (الزمخشری: الفائق)؛ (۵) ایک قول یہ بھی ہے کہ قریش قرش کی تصغیر ہے۔ قرش اس بڑی مچھلی کو کہتے ہیں جو سمندر کے دوسرے جانوروں کو نگل جاتی ہے (ابن خلدون: العبر)۔ مذکورہ بالا تمام معانی معجم متن اللغۃ میں بھی مذکور ہیں (دیکھیے بذیل مادہ قریش)؛ ایک روایت یہ بھی ہے کہ قریش کا لقب نضر کے پوتے یعنی فہر بن مالک بن نضر کے لیے استعمال ہوا۔ ابن سعد کا قول ہے کہ فہر بن مالک ہی سے قریش کا آغاز ہوا۔ فہر سے پہلے کے نضر قریشی نہیں کہلاتے تھے (طبقات، بیروت ۱۹۶۰ء، ۱: ۵۵) اسی طرح ابن حزم کی رائے ہے کہ فہر بن مالک کی اولاد ہی قریش ہیں اور ان کے علاوہ کوئی قریش نہیں (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۲)۔ جوامع السیرۃ (ص ۳) میں بھی مرقوم ہے کہ فہر بن مالک بن النضر ہی تمام قریشیوں کا جد امجد ہے اور فہر کی اولاد ہی قریش کہلا سکتی ہے۔ اس کی اولاد کے علاوہ کوئی دوسرا قریش میں شامل نہیں۔ مفتی محمد عبدہ سورۂ قریش کی تفسیر کے ضمن میں رقم طراز ہیں کہ بقول قرطبی قریش ان عرب قبائل کا نام ہے جو نضر بن کنانہ کی اولاد سے تھے اور فقہاء اس

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۵۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

ترجیح کے حق میں ہیں، لیکن زبیر بن بکار کے مطابق یہ نام فہر بن مالک بن نضر کی اولاد کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اس پر ماہرین نسب کا اتفاق ہے۔ (تفسیر القرآن، قاہرہ ۱۳۲۱ھ، جزء عم، بذیل سورۃ قریش، ص ۱۵۹)؛

قبیلہ قریش کا مصداق

بات یوں معلوم ہوتی ہے کہ سب سے پہلے قریش کا لقب نضر بن کنانہ کے لیے استعمال ہوا، پھر اس کی اولاد قریش کہلائی، جب فہر بن مالک کا زمانہ آیا تو یہ نام (قریش) زیادہ مقبول اور زبان زد عوام ہونے لگا، نیز قبیلہ قریش کو فہر کی طرف اس لیے بھی منسوب کیا گیا کہ نضر کی نسل فہر کی اولاد میں منحصر و محدود ہو کر رہ گئی۔ نضر کی نسل فہر کے سوا اور کسی سے نہیں چلی، اس لیے قریش کا لقب فہر کی اولاد کے لیے بولا جانے لگا، ایک قول یہ بھی ہے کہ قصی بن کلاب النضری الکنانی نے نضر بن کنانہ کی اولاد یعنی قبیلہ قریش کے بکھرے ہوئے خاندانوں اور گروہوں کو جمع کیا اور ان میں قومی اجتماعیت اور جماعتی وحدت پیدا کی، اس نمایاں خدمت کی وجہ سے قصی بن کلاب کو قریش کا لقب ملا، بہر حال یہ حقیقت ہے کہ نضر بن کنانہ کی اولاد کی سب شاخوں کو قریش کے لقب سے پکارا جاتا ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو تیم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو عدی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو اُمیّہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو ہاشم سب قریش میں شامل ہیں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اس کی تائید ہوتی ہے: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ (الصحیح، کتاب الفضائل، حدیث ۱؛ احمد بن حنبل: مسند، ۴: ۱۰۷)، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو چن لیا اور بنو کنانہ میں سے قریش کو پسند فرمایا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو پسند کیا، اور بنو ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

قریش کے دو بڑے گروہ

قریش کے دو بڑے گروہ تھے: (۱) قریش البطاح: وہ قبائل قریش جو مکہ مکرمہ کے بطحاء میں سکونت پذیر تھے اور ان میں کعب بن لوئی کی اولاد بالخصوص بنو عبد مناف، بنو عبد العزّیٰ، بنو عبد الدار، بنو زہرۃ، بنو تیم، بنو مخزوم، بنو جمح، بنو سہم وغیرہ مشہور ہیں؛ (۲) قریش الظواہر: وہ قبائل قریش جو مکہ مکرمہ کے باہر رہتے تھے، ان میں قبائل بنو عامر بن لوئی، بنو محارب، بنو الحارث، تیم الادرم بن غالب وغیرہ شامل ہیں۔

کعب بن لوئی بن غالب بن فہر عربوں کے ہاں بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا اور عام الفیل سے پہلے کعب کی موت سے تاریخ کا حساب رکھا جاتا تھا۔ وہی پہلا سردار تھا جو قریش کو جمعہ کے دن جمع کر کے خطاب کیا کرتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت یاد دلا کر انھیں تلقین کیا کرتا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کریں۔ (القلقشندی: نہایۃ الادب، ص ۳۰۷)۔

کعب کی اولاد میں مرہ، عدی اور ہصیص قابل ذکر ہیں۔ مرہ بن کعب کی اولاد میں کلاب اور تیم مشہور ہوئے، پھر کلاب کے دو بیٹے قصی اور زہرہ بڑے نامور ہوئے، قصی کے بیٹوں میں عبد مناف خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ عبد مناف کے چار بیٹے تھے: ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل۔ ہاشم کی والدہ کا نام عاتکہ بنت مرہ بن ہلال تھا۔ ہاشم کے بیٹوں میں سے عبد المطلب (= شیبہ) کی نسل اور اولاد دنیا میں مشہور ہوئی اور عبد المطلب کے بیٹوں میں سے حضرت عبد اللہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کی زوجہ محترمہ حضرت آمنہ بنت وہب کے بطن سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں پیدا ہوئے۔ (جمہرۃ انساب العرب)

قریش کی خدمات

قصی بن کلاب بھی قریش کا نامور سردار تھا اس نے قریش کے منتشر قبائل کی شیرازہ بندی کی اور انھیں مجتمع کر کے وحدت قومی کا عملی سبق دیا اور ان کی عزت و عظمت قائم کی۔ اسی نے دار الندوۃ کی بنیاد رکھی جہاں قریش کے تمام امور اور معاملات طے کیے جاتے تھے۔ (نہایۃ الادب)۔

عبد مناف کے بیٹوں میں سے ہاشم اور عبد شمس ملکی سیاست اور قبائلی ریاست میں برابر کے شریک رہے، چونکہ حاجیوں کی دیکھ بھال اور مہمان نوازی اور خاطر مدارات ہاشم کے سپرد تھی، اس لیے وہ موسم حج میں زائرین بیت اللہ کے لیے کھانے پینے کا انتظام و اہتمام بڑی خوش اسلوبی سے کرتے، قحط کے زمانہ میں غیر ملکوں سے غلہ اور خوراک لا کر حاجت مندوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ان اوصاف کی وجہ سے جناب ہاشم کا نام اور اثر و رسوخ دور دور تک کے لوگوں میں پھیل گیا۔ دوسرے ممالک اور علاقوں کے حکمرانوں کے ہاں باریابی کی وجہ سے دنیاوی اور سیاسی عزت و وجاہت بھی حاصل تھی۔ جناب ہاشم نے قریش کے لیے غیر ملکوں میں تجارتی سہولتیں حاصل کیں اور اندرون ملک قریش کے تجارتی قافلوں کو اس وجہ سے امن و امان میسر آیا کہ قریش بیت اللہ کے محافظ ہیں اور زائرین بیت اللہ کی خدمت اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔

حضرت عبد المطلب کی سیرت

جناب ہاشم کے نامور بیٹے اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا جناب عبد المطلب بھی قریش کے مشہور و معروف سردار تھے۔

عبد المطلب کا نام عامر تھا۔ چونکہ پیدائش کے وقت ان کے سر میں کچھ سفید بال تھے، اس لیے انھیں شیبہ بھی کہا جاتا ہے۔ عبد المطلب اپنی فیاضی، خدمت حجاج، بیکسوں کی امداد، مظلوموں کی فریاد رسی اور قومی ہمدردی کے لیے سارے عرب میں مشہور تھے۔ سقایہ اور رفادہ یعنی حاجیوں کے پینے کے لیے پانی اور کھانے کے لیے اشیائے خوردنی کا مہیا کرنا، قریش کے ہاں ایک قدیم دستور چلا آرہا تھا، جسے قصی بن کلاب نے نہایت عمدہ اور مضبوط روایات پر قائم کیا تھا۔ جب عبد المطلب نے نظم و نسق سنبھالا تو رفادہ کے سلسلے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوئی کیونکہ قریش کا ہر گھر مقدور بھر اس میں حصہ لیتا اور کھانا وغیرہ مہیا کر دیتا تھا لیکن پانی مہیا کرنے میں خاصی دقت پیش آتی تھی، مکے اور اس کے گردونواح میں گھوم پھر کر چشموں، کنوؤں وغیرہ سے مشکیزوں میں پانی حاصل کر کے حاجیوں کو مہیا کیا جاتا تھا۔ بڑی تگ و دو اور سخت محنت و مشقت کے بعد کہیں جا کر معلوم ہوا کہ بیت اللہ میں بئر زمزم موجود ہے، جو سالہا سال سے اٹا پڑا ہے۔ جناب عبد المطلب نے بئر زمزم کو از سر نو کھود کر صاف کیا اور حاجیوں کے لیے آب زمزم مہیا کیا۔

جناب عبد المطلب ایک طرف تو بڑے حسین و جمیل تھے اور دوسری طرف سیرت و کردار کی بہت سی خوبیوں اور اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔ وہ بڑے مہمان نواز، کنبہ پرور، سخی اور فیاض تھے۔ انسانوں کے علاوہ جنگلی جانوروں اور پرندوں کو بھی پہاڑوں اور صحراؤں میں روزی مہیا کرتے تھے۔ ان اوصاف کی بنا پر لوگ انھیں الفیاض کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ قبیلہ قریش میں نامور حکم (جج) بھی تھے اور فیصلوں میں اپنے عدل و انصاف کے لیے نیک نام رکھتے تھے۔ وہ ملت ابراہیمی پر قائم و دائم تھے اور ہمیشہ نیکی اور پاک بازی کی تلقین کرتے اور برائی اور بدکرداری سے منع کرتے تھے۔ شراب نوشی، زنا، ظلم و بغاوت، دختر کشی اور بیت اللہ میں برہنہ طواف کرنے سے لوگوں کو روکا کرتے تھے۔

جناب عبد المطلب کے دس بیٹے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار جناب عبد اللہ سب سے چھوٹے تھے۔ باقی صاحبزادوں کے نام یہ ہیں: حمزہ، عباس، ابوطالب، زبیر، المقوم، حارث، ابولہب (عبد العزیٰ)، ضرار، قثم۔ عبد المطلب کی اولاد میں سے صرف حضرت عباس اور ابوطالب کی نسل بڑھی اور بکثرت پھیل گئی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار جناب عبد اللہ بھی اخلاق حمیدہ کے پیکر تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے تو قریش کے نام کو چار چاند لگ گئے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے سارے افراد، عورتیں اور مرد، اعلیٰ اخلاق اور عمدہ اوصاف سے متصف تھے۔ آپ کے سارے آباؤ اجداد اپنے اپنے وقت میں قبیلے کے مشہور و معروف سردار اور قائد رہے ہیں۔ وہ سب شجاعت و بہادری، جود و کرم، عفت و عصمت اور عدل و انصاف ایسے اخلاق فاضلہ کے حامل تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کی مائیں بھی نہایت پاک باز، بلند اخلاق اور رفیع القدر خواتین تھیں۔ غرض کہ آپ شرافت نسبی اور طہارت صلبی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں۔

قریش کے چند مشہور خاندانوں کا تذکرہ

قریش میں بنو ہاشم تاریخ ساز خاندان ہوا ہے اور تاریخ اسلام میں اس خاندان کی نسل سے بہت سے نامور گھرانے معرض وجود میں آئے، جنھوں نے مذہب و سیاست اور ریاست میں بڑا نام پیدا کیا۔

بنو ہاشم کے مختصر تذکرے کے بعد قریش کے دیگر چند خاندانوں کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

بنو محارب بن فہر

یہ خاندان مکے سے باہر رہتا تھا، محارب کا بیٹا شیبان، اس کا بیٹا عمرو اور عمرو کی اولاد میں دائلہ، جبیب، عجوان اور رواد مشہور ہوئے اس خاندان کے حسب ذیل اشخاص قابل ذکر ہیں، ضحاک بن قیس جو مرج راہط کے مقام پر مروان بن حکم سے لڑتے ہوئے مارا گیا، ضرار بن الخطاب صحابی، شاعر اور مشہور شہسوار تھے ان کا والد الخطاب بن مرداس زمانہ جاہلیت میں "قریش الظواہر" کا سردار تھا، اور وہ اپنے قبیلے والوں سے آمدنی کا مرباع (چوتھائی حصہ) وصول کیا کرتا تھا؛ اسی طرح عبد الملک رضہ بن قطن اور کرزؓ بن جابر صحابی تاریخ میں مشہور گزرے ہیں۔

بنو الحارث بن فہر

یہ بھی مکے سے باہر رہتے تھے۔ ان کے مشہور خاندانوں میں بنو ضبہ (نسبت: الضبی) بنو ضباب اور بنو قیس ہیں۔ بنو الحارث کے نامور اشخاص حسب ذیل تھے:۔ مشہور سپہ سالار امین الامت حضرت ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن الجراح (ابو عبیدہ بن الجراح) جن کی قیادت میں اسلامی فوجوں نے شام فتح کیا؛ نامور سالار لشکر حضرت عیاض بن غنم، جنھوں نے خلافت فاروقی میں الجزیرہ کا علاقہ فتح کیا اور رومۃ الکبریٰ میں فاتحانہ قدم رکھا؛ عقبہ بن نافع، جنھوں نے افریقیہ فتح کیا اور قیروان کی بنیاد ڈالی۔ بنو الحارث بن فہر کے بہت سے افراد کو بدری ہونے کا شرف حاصل ہوا اور افریقیہ اور اندلس میں ان کی اولاد بکثرت پھیل گئی۔ غالب بن فہر کے دو بیٹے خاص طور پر قابل ذکر ہیں: تیم الادرم اور لوئی۔ پھر بنو تیم الادرم بن غالب بن فہر کی اولاد میں الحارث، ثعلبہ، وہب، کبیر اور حواب قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے بنو حبونہ فلسطین میں آباد ہو گئے، بنو تیم الادرم صحرا نشین تھے۔

. . . .

بنو عامر بن لوئی عامر کے دو بیٹے حسل اور معیص تھے، بنو عامر کا مشہور جاہلی شہسوار عمرو بن عبد وُد بن ابی قیس تھا، جسے حضرت علیؓ نے جنگ خندق میں قتل کیا تھا۔ عمرو بن عبد ود کا بیٹا سہیل بن عمرو تھا جو بنو عامر کا سردار تھا اور جس نے حدیبیہ میں قریش مکہ کی نمائندگی کرتے ہوئے صلح نامہ طے کیا تھا۔ بعد میں سہیل بن عمرو نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے خاندان میں اسلام خوب پھیلا۔ عمرو کا ایک بیٹا ابوجندل العاصی بن عمرو بن سہیل صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا مگر معاہدۂ صلح کی پابندی کرتے ہوئے آپ نے ابوجندل کو مکے واپس بھیج دیا۔ انھیں مکے میں نہایت سخت تکلیفیں دی گئیں۔ عبد وُدّ کی اولاد میں ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ تھیں، جنھیں حرم نبوی بننے کا شرف حاصل ہوا۔ بنو حسل بن عامر کے خاندان میں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح مشہور اسلامی سپہ سالار تھے۔ جنھوں نے افریقیہ میں فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں مصر کے والی رہے اور انھی کے زیر قیادت اسلامی فوجوں نے طرابلس الغرب فتح کیا۔

بنو کعب بن لوئی کعب کے تین بیٹے مُرّہ، ہصیص اور عدی تھے جو بطحائے مکہ میں سکونت پذیر تھے اور "قریش البطاح" کہلاتے تھے۔ ہصیص بن کعب کی اولاد میں بنو جمح اور بنو سہم زیادہ مشہور ہیں۔ بنو جمح کے خاندان میں امیہ بن خلف اپنی اسلام دشمنی کے لیے مشہور تھا جو جنگ بدر میں اسلام کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ اس کا بیٹا صفوان بن امیہ اپنے قبیلے کا سردار تھا اور فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا۔ اس خاندان میں عبد الحکیم بن عمرو بن صفوان گزرا ہے، جس کا شمار "فتیانِ قریش" (جوانانِ قریش) میں ہوتا تھا۔ اسی نے اپنے بھائی بندوں کے لیے ایک کتب خانہ قائم کیا تھا جو علمی کتابوں کے علاوہ کتب شطرنج و نرد وغیرہ پر مشتمل تھا (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۴۰)۔ حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے بھائی عبد اللہ، قدامہ اور سائب، سب مہاجر اور بدری صحابی تھے۔ ان کی بہن زینب بنت مظعون حضرت عمر فاروقؓ کی زوجہ محترمہ اور ام المؤمنین حضرت حفصہ اور عبد اللہ بن عمر کی والدہ ماجدہ تھیں۔ اسلام کے نامور سپہ سالار اور فاتح حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی اسی قبیلے کے فرزند تھے۔ اس خاندان کے بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور مشرق و مغرب میں انھوں نے بڑا نام پیدا کیا۔ بنو سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب کے خانوادے میں بھی کیسے نامور لوگ پیدا ہوئے، مشہور صحابی حضرت عمرو بن العاص بن وائل نامور سیاست دان، مدبر اور سپہ سالار تھے۔ ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص مشہور صحابی اور محدث ہیں۔ عقبہ بن نافع الفہری فتح افریقیہ کے لیے شہرت رکھتے ہیں۔ صحابی عبد اللہ بن الزبعری مشہور شاعر تھے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے محدث، قاری اور مجاہد اس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

بنو عدی بن کعب عدی کے دو بیٹے تھے: رزاح اور عویج۔ پھر ان دونوں سے کئی شاخیں پیدا ہوئیں۔ اس خاندان کے قابل ذکر افراد میں زید بن عمرو بن نفیل کا نام سرفہرست ہے، جس نے زمانۂ جاہلیت میں بت پرستی ترک کر کے دین ابراہیمی (حنیفیت) اختیار کر لیا تھا۔ ان کے بیٹے حضرت سعید بن زید عشرہ مبشرہ، یعنی ان دس صحابہ کرام میں سے ہیں جنھیں جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ اسلامی عہد میں اس خاندان کی زیادہ تر شہرت حضرت عمر بن الخطاب اور ان کی اولاد کی وجہ سے ہوئی۔ انساب قریش کا سب سے بڑا عالم ابو جہم بن حذیفہ بھی بنو عدی کا چشم و چراغ تھا (ابن درید: الاشتقاق؛ جمہرۃ انساب العرب)۔

....

بنو مرّۃ بن کعب

مُرّۃ کے تین بیٹے تھے: کلاب، تیم اور یقظہ۔ تیم بن مُرّۃ کے خاندان میں خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر الصدیق اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یقظہ کی اولاد میں بنو مخزوم زیادہ مشہور ہیں۔ اس خاندان میں بھی خاصے نامور لوگ پیدا ہوئے، مثلاً ارقم بن ارقم (بدری صحابی) جن کے گھر میں مسلمان پوشیدہ طور پر جمع ہوا کرتے تھے، حضرت ابوسلمہ عبداللہ جو مہاجرین اوّلین میں سے تھے، حضرت خالد بن ولید (سیف اللہ) اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ مشہور دشمنان اسلام، مثلاً ابوجہل، ابوامیہ بن ابی حذیفہ اور ولید بن مغیرہ بھی اسی خاندان میں سے تھے، خلیفہ ہشام بن عبدالملک عطا کے سلسلے میں بنومخزوم سے ترجیحی سلوک کیا کرتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دادی یعنی جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کی والدہ فاطمہ بنت وہب بھی بنو مخزوم سے تھیں۔

بنو زہرہ بن کلاب

کلاب بن مُرّۃ کے دو بیٹے تھے: زہرہ اور قُصَیّ، زہرہ کی اولاد الحارث اور عبدمناف پر مشتمل تھی۔ عبدمناف بن زہرہ کے دو بیٹے تھے: وہب اور وہیب۔ وہب بن عبدمناف کی اولاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ مشہور ہیں۔ بنو زہرہ کے خاندان کے بہت سے افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مشہور صحابہ کرام حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور ان کے سولہ سالہ بھائی عمیر بن عوف جو غزوۂ بدر میں شہید ہوئے، اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اس خاندان میں نامور محدثین اور فقہاء بھی گزرے ہیں، مثلاً نامور محدث محمد بن مسلم المعروف بہ ابن شہاب الزہری (م ۱۲۴ھ/ ۷۴۲ء) اور فقہائے مدینہ میں سے طلحہ بن عبداللہ بن عوف جو حضرت عبدالرحمان بن عوف کے بھتیجے تھے، بنو زہرہ کے خاصے افراد اندلس کے شہروں (رباجہ اور بطلیوس وغیرہ) میں آباد ہو گئے تھے؛ بالخصوص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد بڑی پھیلی اور مشہور ہوئی (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۲۸ تا ۱۳۵)؛

بنو عبد الدّار

قصی بن کلاب کے بیٹوں میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد جناب عبدمناف کا ذکر ہو چکا ہے۔ قصی کا دوسرا بیٹا عبدالدار تھا۔ اس خاندان میں بھی کئی نامور لوگ پیدا ہوئے۔ عبدالدار کے تین بیٹے تھے: عبدمناف، عثمان اور السباق۔ یہ خاندان بھی خاصا پھیلا اور بڑھا۔ حضرت مصعب بن عمیر جیسے بدری صحابی بھی اسی خاندان سے تھے، جو غزوۂ اُحد میں علمبردار تھے اور اسی معرکے میں شہید ہوئے تھے۔ اسی خاندان میں سے ابوطلحہ اور شیبہ بھی تھے۔ عثمان بن طلحہ بھی، جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی کنجی عطا کی تھی، انھی میں سے تھے، ایک روایت کی رو سے آپ نے خانہ کعبہ کی کنجی عثمان کے بھائی شیبہ بن طلحہ کے سپرد کی تھی۔ بنو طلحہ (شیبہ کا خاندان) آج تک خانۂ کعبہ کے متولی چلے آ رہے ہیں۔

بنو عبد العزّٰی

بنو عبدالعزّٰی ابن قصی بن کلاب بھی نامور لوگوں کا خاندان تھا۔ عبدالعزّٰی کا بیٹا اسد تھا اور اسد کی اولاد میں الحارث، الحویرث، حبیب المطلب، نوفل اور خویلد ہوئے اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خویلد بن اسد کی بیٹی تھیں۔ حضرت الزبیر بن العوام بن خویلد اور ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیر، اور مصعب بن زبیر، نیز حکیم بن حزام بن خویلد مشہور صحابی تھے۔ حکیم بن حزام کو دار الندوۃ وراثت میں ملا تھا جو انھوں نے حضرت امیر معاویہ کے پاس ایک لاکھ درہم کے عوض فروخت کر دیا تھا۔ (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۲۱)۔ اس خاندان میں بھی علم انساب و حدیث کے ماہرین نے بڑا نام پیدا کیا۔ مشہور راوی اور ماہر انساب ابوعبداللہ الزبیر بن بکار رضی اللہ عنہ، جو مکے کے قاضی اور مدینے کے امیر رہے ہیں، اسی خاندان کے فرد تھے۔

بنو امیہ بنو امیہ، بنو نوفل اور بنو مطلب بھی قریش کے اعلیٰ خاندان تھے۔ بنو عبد شمس کے خاندان میں سے بنو امیہ نے بڑا نام پیدا کیا۔ ان میں نامور خلفاء اور فاتحین پیدا ہوئے۔ مثلاً امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ اور ان کا خاندان، جس نے مشرق و مغرب میں اسلامی سلطنت پر حکمرانی کی، اسی طرح بنو ہاشم کی اولاد میں سے بنو عباس نے قریش کا نام خوب روشن کیا اور اسلامی سلطنت پر صدیوں تک اپنا ڈنکا بجایا۔

قریش کا مذہب اصلاً وہ ابراہیمی مذہب کے پیرو تھے۔ مرور زمانہ کے ساتھ ان میں بت پرستی رواج پاگئی۔ بقول ابن حزم دین ابراہیمی کو بدلنے والا اور عربوں کو بت پرستی (عبادۃ الاوثان) کی دعوت دینے والا عمرو بن لحیّ تھا اور اس شخص کے بارے میں جہنم کی خبر احادیث میں مذکور ہے۔ (جمہرۃ انساب العرب ص ۲۳۴ و ۲۳۵)۔ قریش کے گنے چنے سمجھ دار اور عقل مند لوگ دین ابراہیمی پر قائم رہے اور وہ حنیف (جمع حنفاء) کہلاتے تھے۔ قریش کے چند ایک لوگ عیسائی بھی ہو گئے تھے، جن میں شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، عثمان بن الحویرث بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی اور ورقہ بن نوفل بن اسد کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ (جمہرۃ انساب العرب ص ۴۹۱) کہا جاتا ہے کہ بنو تمیم کے لقیط بن زرارہ نے مجوسی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ (جمہرہ، ص ۴۹۱)

عام عرب قبائل کی طرح قریش کی بھاری اکثریت بت پرست تھی۔ ان کے بتوں (اصنام) میں ہبل، اللات، العزیٰ وغیرہ مشہور ہیں۔ ہبل وسط کعبہ میں نصب تھا اور اس کے محافظ و نگران کے پاس قسمت کے تیر (ازلام) ہوتے تھے۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے بت پاش پاش کر دیے اور تیروں کے ذریعے قسمت آزمائی کو قرآن مجید نے ممنوع قرار دے دیا۔

قریش کے بیشتر خاندان بادیہ نشین تھے، البتہ قریش مکہ (قریش البطاح) شہری زندگی بسر کرتے اور کھاتے پیتے لوگ تھے۔ ان میں اکثر تجارت کرتے تھے۔ ان کی تجارت اور کاروبار کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ تہامہ کے باہر تبالہ، جرش اور نجران میں قریش کی تجارتی بستیاں موجود تھیں، شام، یمن اور ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں ان کے تجارتی کاروان آتے جاتے رہتے تھے۔ ان کے خوشحال لوگ موسم گرما طائف میں گزارتے تھے۔

قریش مکہ اپنی ذہانت و فطانت، دور بینی، حلم و بردباری، شجاعت و خطابت، جود و کرم، مہمان نوازی اور دوست داری کے لیے سارے عرب میں مشہور تھے۔

زمانۂ جاہلیت میں قریش کی جنگوں میں ایام الفجار اور یوم العنب زیادہ مشہور ہیں، قریش اور قیس عیلان کے درمیان چار معرکے ہوئے۔ چونکہ یہ معرکے ان چار حرمت والے مہینوں (الاشہر الحرم) میں ہوئے تھے، جن میں جنگ کرنا ممنوع تھا، اس لیے اس کا نام ایام الفجار پڑ گیا۔ یوم العنب قریش اور بنو عامر کے درمیان ہونے والی جنگ کا نام ہے۔ اسی طرح عبد المطلب کے زمانے میں قریش کا ایک معرکہ بنو کنانہ سے نواح مکہ میں ہوا، جس میں بنو کنانہ کو ہزیمت ہوئی، اس معرکے کا نام یوم نکیف ہے۔

قریش میں دعوت اسلام جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو دعوت اسلام دی تو سب سے زیادہ مخالفت قریش کی طرف سے ہوئی۔ قریش کے تمام قبائل آپ سے برسر پیکار ہو گئے

اعدائے رسول اور دشمنان اسلام میں قریش کے مندرجہ ذیل لوگ سر فہرست ہیں: ابولہب (: عبد العزیٰ بن عبد المطلب)

ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، ابوسفیان (صخر بن حرب بن امیہ) الحکم بن العاص بن امیہ، النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ، ابوالبختری العاص بن ہشام بن اسد، ابوجہل (عمرو بن ہشام بن المغیرہ)، ولید بن مغیرہ (حضرت خالد بن الولید کا باپ)، العاص بن وائل بن ہاشم (حضرت عمرو بن العاص کا والد) امیہ بن خلف بن وہب وغیرہم، اس کے مقابلے پر ایمان لانے والے بھی اکثر قریشی تھے۔ حبشہ کو ہجرت کرنے والے بھی اکثر قریشی تھے۔ جب کفار قریش نے دیکھا کہ ان کی سختی اور مخالفت کے باوجود اسلام پھیل رہا ہے اور لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں تو انھوں نے ایک صحیفے کے ذریعے مسلمانوں کے مکمل مقاطعے کا اعلان کرتے ہوئے اس امر کی بڑی تاکید کی کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے سلسلہ مناکحت اور خرید و فروخت قائم نہ رکھا جائے۔ ان سے بات چیت تک بند کی جائے اور ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا بھی بند کر دیا جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے اور برابر تین سال تک اس گھاٹی میں محصور رہے۔ بالآخر قریش ہی کے چند باہمت لوگوں نے اس مقاطعے کو ختم کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ حضرت خدیجہ اور ابوطالب کی وفات کے بعد سفہائے قریش نے اور مظالم ڈھانے شروع کر دیے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم (عمرو بن قیس) ایسے قریشی مسلمانوں کو بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد مدینے روانہ فرمایا تاکہ وہ اہل مدینہ کو اسلام سکھائیں۔ حضرت مصعب کی تبلیغی مساعی بار آور ہوئیں اور مدینے کے گھر گھر میں اسلام کے چرچے ہونے لگے۔ جب کفار قریش کی توقعات کے خلاف اسلام مکے سے باہر مدینے میں بھی تیزی سے پھیلنے لگا تو انھوں نے مختلف قبائل کے تعاون سے سازش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات سوتے میں شہید کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی مطلع فرما دیا اور ساتھ ہی ہدایت کی آپ مکے کو چھوڑ کر مدینے جا کر سکونت اختیار فرمائیں۔

ہجرت نبوی کے بعد اسلام بڑی تیزی سے پھیلنے لگا اور قبائل مدینہ کی اکثریت آغوش اسلام میں آ گئی۔ یہ صورت احوال قریش مکہ کے لیے اور بھی باعث تشویش و اضطراب بن گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جنگوں اور لڑائیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ سب سے پہلے اہم معرکہ میدان بدر میں ہوا جو غزوۂ بدر کے نام سے مشہور ہے۔ کفار قریش نے بڑا زور مارا لیکن انھیں بری طرح ہزیمت اٹھانی پڑی۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے جن میں قریش کے بعض نامور سردار بھی تھے۔ مقتول قریشیوں میں حنظلہ بن ابی سفیان، عبیدہ بن سعید بن العاص، عقبہ بن ابی معیط، عتبہ بن عبدشمس، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، زمعہ بن الاسود بن المطلب ابن اسد، ابوالبختری العاص بن ہشام، نوفل بن خویلد بن اسد، النضر بن الحارث بن کلدہ اور ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف ایسے نامور سردار شامل تھے۔ اس کے بعد قریش مکہ کا جوش انتقام اور بھڑکا اور انھوں نے احد اور خندق کے معرکوں میں مسلمانوں کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر کار فتح مکہ (۸ھ) کے بعد کفار قریش کا زور ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گیا اور قریش کیا تقریباً سارے عرب قبائل حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

بعد میں اسلامی حکومت کی توسیع اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں قریش نے بھرپور حصہ لیا۔ خلفائے اربعہ، خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباس سب قریشی تھے۔ راویان حدیث میں نامور قریشی صحابہ کی کثرت ہے، مثلاً ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم۔

قریش کی فصاحت و بلاغت مسلمہ تھی اور قریش کی زبان کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کے

سیاسی و سماجی اثر و رسوخ اور اسلام لانے کے بعد دینی فہم و فراست اور اصابت رائے کا اعتراف و اعلان فرمایا (دیکھیے ابو داؤد الطیالسی: مسند، (ترتیب جدید بہ منحۃ المعبود)، طبع احمد عبدالرحمن البناء الساعاتی، ۲: ۱۹۹، قاہرہ ۱۳۷۲ھ)۔ نیز قریش کی سیاسی فہم و فراست اور حسن تدبر کے پیش نظر ہی آپ نے خبر دی تھی کہ: "اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ" یعنی سیاسی امامت کی اہلیت قریش ہی میں موجود ہے اور جب تک یہ ان میں رہے گی وہ سیاسی راہنمائی اور رہبری کرتے رہیں گے۔ قریش نے ایک عرصے تک اپنی طبعی ذہانت اور سیاسی بصیرت کا لوہا منوایا۔

عصر حاضر میں قریش کا اطلاق ان اشراف قریش پر ہوتا ہے جو قریشی نسل سے ہیں، حجاز میں ان کی سکونت زیادہ تر منیٰ، عرفات اور اس کے قرب و جوار میں ہے۔ پاک و ہند میں بھی قریشی خاندان موجود ہیں۔ حجاز میں قبیلہ ثقیف کی ایک شاخ کو بھی قریش کے نام سے پکارتے ہیں اور یہ لوگ علاقہ طائف میں آباد ہیں۔ ان میں حضری بھی ہیں اور بدوی بھی۔

قریش جہاں جہاں گئے اپنا نام ساتھ لے گئے اور ان کی یادگار کسی جگہ اب تک موجود ہے۔ شہر واسط میں ایک نہر کا نام قریشی ہے اور ایک بستی ابو قریش کے نام سے موسوم ہے۔ اعمال حمص میں ایک گاؤں (قریہ) القریشیہ کہلاتا ہے۔ اعمال زبید (یمن) میں ایک بستی کا نام القرشیہ ہے۔ مصر کے ایک گاؤں کو بھی القرشیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ قریش کی طرف نسبت قرشی بھی ہے اور قریشی بھی۔ [1]

خرق عادت کے اقسام

حدیث نمبر ۵۸۰۱ میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے بعثت (اعلان نبوت) سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔

پتھر کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا خرق عادت ہے اور اعلان نبوت سے پہلے خرق عادت کے ظہور کو ارہاص کہتے ہیں۔ علماء نے خرق عادت کے ظہور کی چھ قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱)۔ اہانت:۔ کافر پر خرق عادت کا ظہور ہو اور اس کے دعوے کے خلاف ہو، مثلاً مسیلمہ کذاب نے ایک کانے شخص کی بینائی کے لیے دعا کی تو اس کی ایک آنکھ کی بینائی بھی جاتی رہی، یا غلام احمد قادیانی اور محمدی بیگم کا واقعہ۔

(۲)۔ استدراج:۔ کافر کے دعوے کے موافق خرق عادت کا ظہور ہو۔

(۳)۔ معونت:۔ عام مسلمان کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہو۔

(۴)۔ کرامت:۔ مومن کامل (ولی اللہ) کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہو۔

(۵)۔ ارہاص:۔ اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کے لیے خرق عادت کا ظہور ہو۔ جیسے زیر بحث حدیث کا واقعہ۔

(۶)۔ معجزہ:۔ اعلان نبوت کے بعد نبی کے لیے خرق عادت کا ظہور ہو۔

بَابُ ۸۰۷: تَفْضِيلِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَمِيعِ الْخَلَائِقِ!

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کا بیان

---

[1] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۶/۲ ص ۱۰۸-۹۹، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۸ھ

۵۸۲۲ - حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا هِقْلٌ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن (تمام) اولاد آدم کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا، اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت کے بیان میں روز قیامت کی قید کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں ہے: میں قیامت کے دن (تمام) اولاد آدم کا سردار ہوں گا، آپ نے اپنی سیادت کے لیے روز قیامت کی قید لگائی ہے، حالانکہ آپ دنیا اور آخرت کے ہر دور میں اولاد آدم کے سردار ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کی سیادت ہر شخص پر بغیر کسی نزاع اور اختلاف کے ظاہر ہو جائے گی، اس کے برخلاف دنیا میں کفار اور مشرکین اپنی اپنی بادشاہتیں قائم کیے ہوئے ہیں، اس کی نظیر یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار (غافر: ۱۶) "آج کس کی بادشاہت ہے؟ (پھر خود ہی فرمائے گا) اللہ واحد قہار کی بادشاہت ہے" حالانکہ دنیا میں بھی اس کی بادشاہت تھی، لیکن چونکہ دنیا میں ظاہراً اور مجازاً مخلوق کی بادشاہتیں قائم تھیں، اس لیے آخرت میں یہ فرمایا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی سیادت بیان کرنے کا سبب

علماء نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "میں اولاد آدم کا سردار ہوں" فخر پر مبنی نہیں ہے بلکہ دوسری روایت میں یہ تصریح ہے کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے آپ کے اس ارشاد کی دو وجوہ ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: واما بنعمة ربك فحدث (والضحیٰ) "اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیجئے" دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ پر واجب تھا کہ آپ امت کو اپنے منصب کی تبلیغ کریں تاکہ وہ آپ کے منصب کو پہچانیں، اس پر اعتقاد رکھیں اس کے تقاضے پر عمل کریں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے مطابق آپ کی تعظیم اور توقیر کریں۔[1]

اب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے چند دلائل پیش کر رہے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق:۔

آپ کی امت میں تمام انبیاء کے تقدیراً اور حکماً دخول کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین ○ فمن تولی بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون۔

(آل عمران: ۸۲/۸۱)

اور (اے محبوب! یاد کیجیے) جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دے دوں پھر تمہارے پاس ایک عظیم رسول آئے جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہو، تو تم اس پر ضرور بہ ضرور ایمان لانا، اور ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کر لیا؟ انھوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا تم اس عہد پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں، پھر جو شخص اس کے بعد عہد سے پھر گیا سو وہ لوگ فاسق ہوں گے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے نبی ہیں، ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تحقیقاً امت ہیں اور تمام انبیاء آپ کی تقدیراً امت ہیں کیونکہ اگر آپ بالفرض کسی نبی یا رسول کے زمانہ میں بھی مبعوث ہوتے تو اس نبی اور رسول پر اس آیت کے بہ موجب آپ پر ایمان لانا واجب ہوتا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: علامہ ابن جریر نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم یا ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا تو اس سے یہ عہد لیا کہ اگر اس کی زندگی میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو وہ ان پر ایمان لائے گا، ان کی نصرت کرے گا اور اپنی امت کو آپ پر ایمان لانے کا حکم دے گا، نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر آج تمہارے سامنے حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لیے میری پیروی کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا، اسی وجہ سے عرفاء نے یہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی مطلق، رسول حقیقی اور مستقل شارع ہیں اور آپ کے سوا باقی انبیاء علیہم السلام آپ کے تابع ہیں۔ [۱]

رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

(انبیاء: ۱۰۷)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی تو بھیجا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے واسطے رحمت بنایا ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ تمام جہانوں سے افضل ہوں کیونکہ ہر شخص کو حصول رحمت میں آپ کی حاجت ہو گی۔

تمام اوصاف انبیاء کے جامع ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ انبیاء سابقین کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے:

---

[۱] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۳ ص ۲۰۹-۲۱۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اولئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ۔ (انعام : ۹۰)
یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے سو آپ بھی ان کے طریقہ پر چلیں۔

اس آیت میں شریعت کے اصول اور فروع مراد نہیں ہیں کیونکہ آپ کی مستقل شریعت ہے لہٰذا اس سے مراد اخلاق فاضلہ اور صفات کاملہ ہیں یعنی جو محاسن اخلاق تمام انبیاء علیہم السلام میں متفرق ہیں آپ ان تمام اوصاف کو اپنی ذات میں جمع کر لیجئے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں سو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں جو اوصاف اجتماعی طور پر پائے جاتے تھے وہ تمام اوصاف نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں انفرادی طور پر پائے جاتے ہیں گویا آپ کی صفات کو پھیلاؤ تو ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو سمیٹو تو آپ کی ذات قدسی ہے۔

آپ کے ذکر کی رفعت کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ورفعنا لک ذکرک۔ (انشراح : ۴)
اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ پر سورج غروب ہو رہا ہے اور غروب آفتاب کے وقت مغرب کی اذان ہو رہی ہے اسی طرح ہر وقت کہیں نہ کہیں طلوع فجر ہو رہی ہے اور جہاں طلوع فجر ہے وہاں فجر کی اذان ہو رہی ہے وعلیٰ ہذا القیاس، اور اذان میں جہاں اللہ کا نام بلند کیا جا رہا ہے وہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی بلند کیا جا رہا ہے خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ پر آپ کا نام بلند کیا جا رہا ہے اور جس طرح کلمہ شہادت میں، اذان میں اور تشہد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام رکھا ہے انبیاء سابقین میں سے کسی کا نام اپنے نام کے ساتھ نہیں رکھا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا، فرمایا :

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (نساء : ۸۰)
جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ (فتح : ۱۰)
بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت کو اپنی عزت کے ساتھ مقرون کیا اور فرمایا۔ وللہ العزۃ ولرسولہ (منافقون : ۸) اور آپ کی رضا کو اپنی رضا کے ساتھ مقرون کیا اور فرمایا۔ اللہ ورسولہ احق ان یرضوہ (توبہ : ۶۲) اور آپ کی اجابت کو اپنی اجابت کے ساتھ مقرون کیا اور فرمایا :

یاایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول (انفال : ۲۴)۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی بلندی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر عزت اور سر بلندی کے مقام پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو اپنے ساتھ ذکر کیا ہے، اور فرمایا :

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی۔ (احزاب : ۵۶)
اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صلوٰۃ پڑھتے (رحمت بھیجتے) رہتے ہیں۔

گویا ازل سے لے کر ابد تک کوئی وقت نہیں گذرتا مگر اس وقت میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ

پڑھتا رہتا ہے، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ پر یوم ولادت، یوم وفات اور یوم بعثت میں صرف تین بار اللہ نے سلام نازل کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر زمان ومکان کی کسی قید کے بغیر اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ نازل کرنے کا ذکر فرمایا پھر وہاں سلام کا ذکر تھا یہاں صلوٰۃ کا ذکر ہے وہاں تین ایام کی قید ہے یہاں اعداد وشمار کا ذکر نہیں ہے، وہاں بعث کے عدم کا تصور ہے، نہ آپ کے ذکر کے انقطاع کا تصور ہے۔ ورفعنا لک ذکرک

آپ کی رسالت کے عموم اور شمول کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وما ارسلناك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا (سبا: ۲۸)

اور ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کے لیے ہی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعلمين نذيرا (فرقان: ۱)

وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے (مقدس) بندے پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کی تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والے ہوں۔

قرآن مجید کی ان آیات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے بلکہ تمام جن وانس بلکہ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیے گئے، اس کے برخلاف انبیاء سابقین میں سے ہر نبی ایک محدود زمانہ کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا، تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت محدود تھی اور آپ کی دعوت کلی ہے۔

آپ کے دین کے ناسخ الادیان ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ نے آپ کے لائے ہوئے دین کو اپنی نعمت تامہ قرار دیا اور فرمایا:

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا۔ (مائدہ: ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

آپ کے دین کو ادیان سابقہ کے لیے ناسخ قرار دیا اور فرمایا:

ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه۔ (آل عمران: ۸۵)

جس شخص نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو طلب کیا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء اور رسل پر عظیم فضیلت ہے کہ آفتاب محمدیت کے طلوع کے بعد اب کسی نبی یا رسول کی شریعت کا چراغ نہیں جلے گا، حتیٰ کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ظاہری حیات سے زندہ ہوتے تو آپ کی پیروی کرتے اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا تو وہ بھی آپ کی شریعت کی پیروی کریں گے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابى هريرة قال قال رسول الله كيف انتم اذا نزل ابن مريم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا

فیکم و اما مکم منکم [1]　　　مرتبہ ہو گا جب تم میں ابن مریم کا نزول ہو گا اور امام تم ہی میں سے ہو گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا دین تمام ادیان سے افضل ہے اس لیے ضروری ہوا کہ آپ تمام انبیاء اور رسل سے افضل ہوں۔

خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (احزاب: ۴۰)　　　محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم آخر النبیین ہیں، ہر نبی کی شریعت بعد میں آنے والے نبی سے منسوخ ہوتی رہی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں اور قیامت تک کے نبی ہیں اس لیے آپ کی شریعت باقی اور غیر منسوخ ہے اور اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہوں۔

مقام محمود پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے:

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (اسراء: ۷۹)　　　عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر جلوہ گر فرمائے گا۔

تمام انبیاء اور رسل میں سے یہ مقام صرف آپ کو عطا ہو گا۔ اس لیے ضروری ہوا کہ آپ تمام انبیاء اور مرسلین سے افضل ہوں۔

اللہ کی رضا جوئی کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے:

قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضھا۔ (البقرہ: ۱۴۴)　　　بے شک ہم آپ کے رخ (انور) کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم آپ کو ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔

ومن اناءی الیل فسبح واطراف النھار لعلک ترضی۔ (طہ: ۱۳۰)　　　اور رات کے کچھ اوقات (مغرب اور عشاء) میں اس کی تسبیح کیجئے اور دن کے درمیانی کناروں میں اس کی تسبیح کیجئے تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔

ولسوف یعطیک ربک فترضی (ضحیٰ: ۵)　　　اور عنقریب آپ کا رب آپ کو ضرور اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

تمام انبیاء اور رسل میں یہ مرتبہ بھی صرف آپ کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں آپ کی رضا کا طالب ہے۔

کثرت معجزات کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کا جو معجزہ عطا فرمایا اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ (حجر: ۹)

بے شک ہم ہی نے قرآن نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔ (حم السجدہ: ۴۲)

اس قرآن میں سامنے سے باطل آ سکتا ہے نہ پیچھے سے۔

پہلی آیت کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن مجید میں سے کسی آیت بلکہ کسی حرف کی کمی نہیں ہو سکتی اور دوسری آیت کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن مجید میں کسی حرف کا اضافہ نہیں ہو سکتا، غرض قرآن مجید کے یہ دو دعوے ہیں اس میں کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی ہو سکتی ہے، اور تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن مجید کی کسی سورت بلکہ کسی آیت کی بھی نظیر اور مثیل نہیں لا سکتا:

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ (البقرہ: ۲۳)

ہم نے جو اپنے (مقدس) بندے پر کلام نازل کیا ہے اگر تم اس کے (منزل من اللہ ہونے) کے متعلق شک میں ہو تو اس (کلام) کی مثل کوئی سورت لے آؤ۔

فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین۔ (طور: ۳۴)

اگر وہ سچے ہیں تو اس قرآن جیسی کوئی آیت لے آئیں۔

قرآن مجید کی چھ ہزار سے زیادہ آیتیں ہیں اور ہر آیت میں قرآن مجید کی حقانیت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر تین دلیلیں ہیں (۱) قرآن مجید میں زیادتی نہیں ہو سکتی (۲) قرآن مجید میں کمی نہیں ہو سکتی، (۳) اس کی کوئی مثل نہیں لا سکتا، اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے صدق پر اٹھارہ ہزار سے زائد دلائل ہو گئے۔

علوم و فنون میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور اسلام کے مخالفین اور آپ کی رسالت کے منکرین کی تعداد بھی دن بدن بڑھ رہی ہے، اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ چودہ سو سال سے زیادہ گذر گئے اور اب تک کسی نے اس چیلنج کو نہیں توڑا، نہ کوئی شخص قرآن مجید کی کسی آیت کی مثال لا سکا نہ اس میں کمی یا زیادتی کر سکا، اگر اس چیلنج کو توڑنا کسی کے بس کی بات ہوتی تو اب تک وہ اس چیلنج کو توڑ چکا ہوتا۔

دوسرے انبیاء علیہم السلام کے معجزات مثلاً لاٹھی اور اونٹنی وغیرہ اعیان و جواہر کے قبیل سے تھے لیکن وہ باقی نہ رہے اور قرآن مجید اعراض اور معانی کے قبیل سے ہے اور ہنوز باقی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک بلکہ اس کے بعد تک باقی رہے گا، خلاصہ یہ ہے کہ جس قدر کثیر اور قوی دلائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر قائم کیے گئے، وہ کسی اور نبی اور رسول کی نبوت پر قائم نہیں کیے گئے، دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر دلیل فانی معجزات تھے۔ آپ کی نبوت پر دلیل باقی رہنے والا اللہ کا کلام اور قرآن مجید ہے۔

.....

دنیا میں اعلان مغفرت ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

انا فتحنا لك فتحا مبينا ○ ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ويتم نعمته عليك ويهديك صراطا مستقيما ○ وينصرك الله نصرا عزيزا۔ (فتح: ۳-۱)

بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی، تاکہ اللہ آپ کے لیے آپ کے اگلے اور پچھلے (بہ ظاہر) خلاف اولیٰ سب کام معاف فرما دے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کر دے اور آپ کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور اللہ آپ کو غالب نصرت عطا فرمائے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس قال انزلت على النبي صلى الله عليه وسلم ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر مرجعه من الحديبية فقال النبي صلى الله عليه وسلم لقد نزلت على اية احب الى مما على الارض ثم قرأها النبي صلى الله عليه وسلم عليهم فقالوا هنيئا مريئا يا رسول الله لقد بين لك الله ماذا يفعل بك فماذا يفعل بنا فنزلت عليه ليدخل المومنين والمومنات جنات تجرى من تحتها الانهار حتى بلغ فوزا عظيما هذا حديث حسن صحيح۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیبیہ سے لوٹتے وقت یہ آیت نازل ہوئی: لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے تمام روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ نے اس آیت کو صحابہ کرام کے سامنے پڑھا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا کہ آپ کے ساتھ قیامت کے دن کیا کیا جائے گا، لیکن ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ:) اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان جنات میں داخل کرے گا جن کے نیچے دریا بہتے ہیں آپ نے یہ آیت فوزا عظیما تک تلاوت فرمائی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری[2] اور امام مسلم[3] نے بھی روایت کیا ہے:

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی:

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا، لوگ کہیں گے کاش ہم اپنے رب کے

۱۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۴۷۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی،

۲۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۱۷، ۶۰۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

يريحنا من مكاننا فيأتون آدم فيقولون انت الذي خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه وامر الملائكة فسجدوا لك فاشفع لنا عند ربنا فيقول لست هناكم ويذكر خطيئته ايتوا نوحا (الى قوله) فيأتونه (اي عيسى) فيقول لست هناكم ايتوا محمدا صلى الله عليه وسلم فقد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر الحديث۔ [1]

حضور شفاعت طلب کرتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس جگہ ہم کو راحت عطا فرماتا، پھر وہ حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی (پسندیدہ) روح پھونکی اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور انھوں نے آپ کو سجدہ کیا آپ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے، حضرت آدم فرمائیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی (اجتہادی) خطاء یاد کریں گے تم نوح کے پاس جاؤ (الی آخر حدیث تک) پھر لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے کہ میں تمہارا کام نہیں کر سکتا، تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، ان کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی گئی ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں ذکر کیا ہے کہ جب لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے:۔

اذهبوا الى غيري اذهبوا الى محمد صلى الله عليه وسلم فيأتوني فيقولون يا محمد انت رسول الله وخاتم الانبياء وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر اشفع لنا الى ربك۔ [2]

میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی خلاف اولیٰ کاموں) کو بخش دیا ہے، اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔

امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ [3]

علامہ سیوطی بیان کرتے ہیں:

اخرج البزار بسند جيد عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: فضلت على الانبياء بست لم يعطهن

امام بزار نے سند جید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء (سابقین) پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے،

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۱۰۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۵۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

احد کان قبلی غفرلی ما تقدم من ذنبی وما تاخر و احلت لی الغنائم وجعلت امتی خیر الامم وجعلت لی الارض مسجدا و طهورا و اعطیت الکوثر و نصرت بالرعب والذی نفسی بیدہ ان صاحبکم لصاحب لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ ۔ [۵]

مجھ سے پہلے کسی کو وہ فضیلتیں نہیں دی گئیں، میرے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی گئی، میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا، میری امت کو سب سے بہتر امت قرار دیا گیا، تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کو جائز کر دیا گیا، مجھے کوثر عطا کی گئی اور میری رعب سے مدد کی گئی، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے تمہارے نبی کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور آدم اور ان کے ماسوا سب قیامت کے دن اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مغفرت کی نسبت کے محامل

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

علامہ سبکی نے اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ ہر چند کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف اور مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لیے یہ فرمایا ہم نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب بخش دیے کیونکہ بادشاہوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ اپنے خواص اور مقربین کو نوازنے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم نے تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے اور تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا حالانکہ بادشاہ کو علم ہوتا ہے کہ اس شخص نے کوئی گناہ نہیں کیا، نہ آئندہ کرے گا لیکن اس کلام سے اس شخص کی تعظیم اور تشریف کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بعض محققین نے یہ کہا ہے کہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کا معنی ہے لیعصمک اللہ فیما تقدم من عمرک وفیما تاخر منہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی اگلی اور پچھلی زندگی میں گناہوں سے بچائے رکھے گا اور آپ کو عصمت پر قائم رکھے گا، اس آیت میں مغفرت عصمت سے کنایہ ہے اور قرآن مجید میں بعض مقامات پر مغفرت سے عصمت کا کنایہ کیا گیا ہے۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اپنی کتاب نہایۃ السؤل فیما سنح من تفضیل الرسول میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی ہے، پھر انہوں نے فضیلت کی وہ وجوہات ذکر کی ہیں اور ان فضیلت کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام ذنوب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کو بخش دیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ انبیاء سابقین میں سے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی مغفرت کی خبر نہیں دی، یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن جب دیگر انبیاء علیہم السلام سے شفاعت طلب کی جائے گی تو سب نفسی نفسی کہیں گے اور ہیبت الٰہی سے شفاعت نہیں کریں گے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ شفاعت طلب کریں گے تو آپ فرمائیں گے یہ میرا کام ہے، اور اس کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کے لیے فتح مبین کو ثابت کیا پھر مغفرت ذنب کا ذکر کیا پھر

[۵] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

اپنی نعمت پوری کرنے اور صراط مستقیم کی ہدایت پر ثابت رکھنے اور نصر عزیز کا ذکر کیا جس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ اس آیت سے مقصود گناہوں کا ثابت کرنا نہیں بلکہ گناہوں کی نفی کرنا ہے۔

ابن عطا رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے متعدد نعمتوں کو جمع کر دیا ہے فتح مبین عطا فرمائی جو اجابت کی علامت ہے، مغفرت عطا فرمائی جو محبت کی علامت ہے، اتمام نعمت سے سرفراز کیا جو آپ کے اختصاص کی نشانی ہے اور ہدایت عطا فرمائی جو ولایت کی علامت ہے، پس مغفرت سے مراد تمام عیوب اور نقائص سے آپ کی تنزیہہ ہے اور اتمام نعمت سے مراد آپ کو درجہ کاملہ پر پہنچانا ہے اور ہدایت سے مراد آپ کو مشاہدہ ذات وصفات کے اس مرتبہ پر پہنچانا ہے، جس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ [1]

حافظ ابن کثیر حنبلی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جن میں کوئی اور آپ کا شریک نہیں ہے، آپ کے علاوہ اور کسی شخص کے لیے کسی حدیث صحیح میں یہ نہیں ہے کہ اس کی اگلی اور پچھلی (بظاہر) خطاؤں کی مغفرت کر دی گئی ہو اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نہایت تعظیم و تشریف ہے، اور اطاعت، نیکی اور پارسائی میں اولین اور آخرین میں سے کسی نے آپ کے مقام کو نہیں پایا اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں علی الاطلاق اکمل البشر اور سید البشر ہیں۔ [2]

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا جو بیان فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو حضور کا مرتبہ اور مقام ہے اس کا جو ذکر کیا ہے اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ نے دشمنوں پر حضور کے غلبہ اور آپ کی شریعت کی سربلندی کی خبر دینے سے کی ہے اور یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ مغفور ہیں اور ماضی اور مستقبل کی کسی چیز پر آپ سے مواخذہ نہیں ہوگا، بعض علماء نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ سے کوئی چیز ہوئی ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اس کی مغفرت کر دی ہے۔ [3]

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ تجانی نے کہا ہے کہ یہ آیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بیان کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے جیسے کوئی شخص کسی سے اظہار محبت کے لیے کہے اگر تمہارا کوئی پہلا یا پچھلا گناہ ہو بھی تو ہم نے اس کو معاف کر دیا۔ اس کلام سے اس شخص کا یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ اس نے فی الواقع کوئی گناہ کیا ہے اور وہ اس کو معاف کر رہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ذنب کا معنی ستر ہے جو نہ دکھائی دینے کا تقاضا کرتا ہے اور اس کو لازم ہے عدم ذنب یعنی جب گناہ ہے ہی نہیں تو کیسے دکھائی دے گا! کیونکہ اگر گناہ ہوتا تو دکھائی دیتا۔ اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقدم اور مؤخر دونوں کا ذکر کیا ہے حالانکہ مؤخر کا وجود ہی نہیں ہے اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپ کا گناہ مقدم ہے نہ مؤخر سو آپ سے

---

[1] شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، مدارج النبوت ج ۱ ص ۳۰۳–۳۰۲، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[2] حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۳۲۹ (ملخصاً) مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت

[3] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۴۱، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

مطلقاً گناہ سرزد نہیں ہوا۔ ۱؎

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ ہر چند کہ بندہ اپنے مقسوم کے مطابق اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جائے پھر بھی وہ اللہ کی مغفرت سے مستغنی نہیں ہوتا کیونکہ بندہ اپنے بشری عوارض کی بناء پر تقاضائے ربوبیت کے مطابق عبادت کا حق ادا کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مباح امور میں مشغول ہونے کی وجہ سے یا امت کے اہم کاموں میں منہمک اور مستغرق ہونے کی وجہ سے جو حضرت الوہیت میں غفلت واقع ہوتی ہے حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے بلند مقام کے اعتبار سے اس کو بھی سیئہ اور گناہ خیال کرتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے نزدیک گناہ ہوتی ہیں۔ ۲؎

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بکثرت عبادت کرنے کا جو حال مشہور تھا اس کا لحاظ رکھتے ہوئے اس آیت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام کی بلندی پر جو دلالت ہے اس کو الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نفلی روزے رکھے اور نفلی نمازیں پڑھیں حتیٰ کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے، اور سانحوردہ مشک کی طرح آپ کا جسم لاغر ہو گیا، آپ سے کہا گیا کہ آپ عبادت میں اس قدر مشقت کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذنب (یعنی بہ ظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں! ۳؎

عطا خراسانی کے قول کا بطلان

علامہ قرطبی مالکی نے اس آیت کے متعدد صحیح محمل بیان کیے ہیں، اور ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے:

عطا خراسانی نے کہا ہے کہ ما تقدم من ذنبک سے مراد آپ کے والدین حضرت آدم اور حضرت حوا کے ذنوب ہیں اور ما تاخر سے مراد آپ کی امت کے گناہ ہیں۔ ۴؎

اسی طرح علامہ اسمٰعیل حقی نے بھی اس آیت کے بہت سے محمل بیان کیے ہیں، جن میں سے بعض کو ہم نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ خفاجی کے حوالوں سے ذکر کر دیا ہے، علامہ اسماعیل حقی نے بھی عطا خراسانی کے اس قول کا ذکر کیا ہے۔ ۵؎

اہل علم سے یہ مخفی نہیں ہے کہ بعض اوقات مفسرین کسی آیت کی تفسیر میں تمام اقوال نقل کر دیتے ہیں، پھر

۱؎ ۔ علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۰۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۲؎ ۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۰۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳؎ ۔ علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۹۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۴؎ ۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۲۶۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

۵؎ ۔ علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ، روح البیان ج ۹ ص ۹، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

کبھی وہ اپنے مختار قول کا بیان کر دیتے ہیں اور باطل قول کا رد کر دیتے ہیں اور بعض اوقات وہ صرف اقوال کا ذکر کر دیتے ہیں اور دلائل کی وضاحت کی بناء پر باطل قول کا رد نہیں کرتے۔

عطا خراسانی کا یہ قول بہ کثرت احادیث صحیحہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہے، کیونکہ احادیث صحیحہ میں مغفرت کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، آپ نے اس کو اپنی خصوصیت قرار دیا ہے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبارک باد دی علامہ سیوطی نے مستند کتب احادیث سے سترہ حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں آپ کی طرف مغفرت کا اسناد کیا گیا ہے اور اس کو آپ کے حق میں نعمت اور اس کو آپ کی خصوصیت قرار دیا گیا ہے۔ [1]

بعض اوقات مفسرین بغیر کسی کلام اور جرح کے تفسیر میں ایسی روایات ذکر کر دیتے ہیں جو اہل سنت کے مسلم معتقدات کے خلاف ہوتی ہیں۔

امام ابن جریر طبری بیان کرتے ہیں:

عن السدی فما استمتعتم به منهن الی اجل فاتوهن اجورهن۔ (تفسیر طبری جز ۵ ص ۱۲)

سدی سے یہ آیت اس طرح منقول ہے: تم نے عورتوں سے ایک مدت معینہ تک جو متعہ کیا ہے ان کو اس کی اجرت دو۔

علامہ سیوطی نے بغیر کسی کلام اور جرح کے یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی سعید قال لما نزلت (وات ذا القربی حقه) دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة فاعطاها فدک۔ (تفسیر درمنثور ج۴ ص۱۷۷)

ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ جب وات ذا القربی حقه نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور ان کو فدک عطا فرمایا۔

لیکن ان روایات کے نقل کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ان روایات کو صحیح مانتے ہیں یا ان کا التزام کرتے ہیں، اسی طرح علامہ قرطبی، علامہ حقی یا بعض دوسرے مفسرین نے دیگر اقوال کے ساتھ اگر عطا خراسانی کا قول بھی نقل کر دیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس قول کو صحیح مانتے ہیں یا اس کا التزام کرتے ہیں اور اگر بالفرض وہ اس کو صحیح مانتے ہوں تو احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں ان کا قول مردود ہے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور صریح احادیث کے برعکس ہمارے دور میں عطا خراسانی کے قول کے مطابق اس آیت کا ترجمہ مشہور کر دیا گیا ہے اور اس آیت کے ترجمہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلوں کے" یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ بہ کثرت احادیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مغفرت کی نسبت کی گئی ہے جیسا کہ ہم پہلے باحوالہ بیان کر چکے ہیں اور اس سلسلہ میں مزید احادیث یہ ہیں:

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن المغیرة بن شعبة ان النبی صلی اللہ علیه

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، درمنثور ج۶ ص ۷۱، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۴ھ

وسلم صلی حتی انتفخت قدماہ فقیل له اتکلف ھذا وقد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتنی لمبی) نماز پڑھی کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج گئے، آپ سے کہا گیا کہ آپ اتنی مشقت (کیوں) اٹھاتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں اور اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کیا ہے، نیز اس حدیث کو امام بخاری[2]، امام ترمذی[3]، امام نسائی[4]، امام ابن ماجہ[5]، اور امام احمد[6] نے بھی روایت کیا ہے۔

اگر اس آیت میں مغفرت کا اسناد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ ہوتا، بلکہ اگلوں اور پچھلوں کی طرف ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو تنبیہ فرماتے کہ تم میری طرف مغفرت کی نسبت کیوں کر رہے ہو؟ اس آیت کا تعلق تو اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت سے ہے؟ اس کے برخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افلا اکون عبدا شکورا فرما کر صحابہ کرام کی کی ہوئی نسبت کی تائید اور توثیق فرما دی۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا امرهم من الاعمال ما يطيقون قالوا انا لسنا كهيئتك يا رسول الله ان الله قد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فيغضب حتى يعرف الغضب في وجهه ثم يقول ان اتقاكم و اعلمكم بالله انا۔[7]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کو کسی عمل کا حکم دیتے تو ایسے عمل کا حکم دیتے جس کو وہ آسانی سے کر سکیں (یعنی مشکل اور دشوار عبادتوں کا حکم نہ دیتے) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کی مثل نہیں ہیں، لاریب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے۔ (یعنی آپ کے لیے تو قلیل عبادات کافی ہیں ہمیں زیادہ عبادت کرنی چاہیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے حتیٰ کہ آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا تم سب سے زیادہ متقی اور تم سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھنے والا

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[3] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۸۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۰،

[5] امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۲،

[6] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۲۵۵، ۲۵۱، ج ۶ ص ۱۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[7] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

ہی ہوں۔ (لہذا مجھ سے زیادہ عبادت کی کوشش مت کرو)

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کی مثل نہیں ہیں، آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی اللہ نے مغفرت کر دی ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس قول کا رد نہ فرما کر ان کے قول کی تائید اور توثیق کر دی، اگر اس آیت کا یہ معنی ہوتا کہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں یا امت کی مغفرت کر دی گئی ہے تو صحابہ کا یہ کہنا کس طرح صحیح ہوتا کہ ہم آپ کی مثل نہیں ہیں آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی اللہ نے مغفرت کر دی ہے، کیونکہ اس تقدیر پر مغفرت تو درحقیقت صحابہ کی ہوئی تھی جو اگلوں اور پچھلوں یا امت میں شامل ہیں، پھر جب صحابہ کو بھی اس آیت سے مغفرت کی نوید حاصل ہو گئی تھی تو اس موقعہ پر اس اعتبار سے صحابہ کا مثلیت کی نفی کرنا کیسے صحیح ہوتا؟۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عمر بن ابی سلمة انه سأل رسول الله صلی الله علیه وسلم ایقبل الصائم فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم سل هذه لام سلمة فاخبرته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصنع ذلك فقال یا رسول الله قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اما والله انی لاتقاکم لله واخشاکم له[ك]

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: آیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مسئلہ ام سلمہ سے پوچھو؛ حضرت ام سلمہ نے انھیں خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود اس طرح کرتے ہیں انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالے نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے؛ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: سنو خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔

نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عائشة رضی الله عنها ان رجلا جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم یستفتیه وهی تسمع من وراء الباب فقال یا رسول الله! تدرکنی الصلوة وانا جنب فاصوم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر یہ مسئلہ دریافت کیا اور اس وقت میں بھی دروازے کی اوٹ سے سن رہی تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نماز کے وقت اٹھتا ہوں دراں حالیکہ میں جنبی ہوتا ہوں، کیا میں اس وقت روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا میں بھی (بعض

ك۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وانا تدركنى الصلوٰة وانا جنب فاصوم فقال لست مثلنا يا رسول الله قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فقال والله انى لارجوان اكون اخشاكم لله واعلمكم بما اتقى [1]

اوقات) نماز کے وقت اٹھتا ہوں درآں حالیکہ میں جنبی ہوتا ہوں ! میں روزہ رکھ لیتا ہوں ، اس نے کہا یا رسول اللہ ! آپ ہماری مثل کب ہیں ! الاریب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کو معاف کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا ! مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

آخر الذکر دونوں حدیثوں کا مفاد یہ ہے کہ صحابہ روزے میں بوسہ لینے اور حالت جنابت میں روزے کی نیت کو گناہ سمجھتے تھے ، اس لیے انھوں نے کہا اگر آپ یہ کرتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے ذنب کی مغفرت کا اعلان کر دیا ہے ، ہمیں ان کاموں سے بچنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا یہ کام گناہ نہیں ہیں ، اگر گناہ ہوتے تو میں تم سب سے زیادہ گناہوں کا جاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ ان سے بچنے والا ہوں ، اگر اس آیت میں اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت کا اعلان ہوتا ، تو حضور ان کو منع فرماتے کہ تم میری طرف مغفرت کی نسبت کیوں کرتے ہو ؟ مغفرت تو دراصل تمہاری ہوئی ہے اور جب تمہاری مغفرت ہو گئی تو تمہیں روزے کی حالت میں بوسہ لینے میں کیا پریشانی ہے ؟ اور حالت جنابت میں روزہ رکھنے کے متعلق صحابہ نے کیوں کہا : یا رسول اللہ ! ہم آپ کی مثل نہیں ہیں ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے ! اگلوں اور پچھلوں اور امت میں صحابہ بھی شامل ہیں ، لہٰذا اس ترجمہ کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمانا چاہیے تھا نہیں ، اس اعتبار سے تم بھی میری مثل ہو کیونکہ اس آیت میں اگلوں اور پچھلوں کے ضمن میں تمہاری مغفرت کا اعلان کر دیا گیا ہے !

ان تمام احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں مغفرت کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے : "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلے اور پچھلوں کے"۔

نیز اس ترجمہ کے غلط ہونے کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اس میں لیغفر لک اللہ کا ترجمہ ہے "اللہ تمہارے سبب سے بخشے" حالانکہ کتب لغت میں تصریح ہے کہ غفر حرف لام کے ذکر اور حذف دونوں کے ساتھ متعدی ہوتا ہے غفر لہ ذنبہ کا معنی ہے اس کو معاف کر دیا (یہ معنی نہیں ہے اس کے سبب سے معاف کر دیا) اور غفر ذنبہ کا معنی ہے اس کے گناہ کی پردہ پوشی کی (لسان العرب ج ۵ ص ۲۶) خلاصہ یہ ہے کہ غفر کے بعد لام تعلیل کے لیے نہیں ہوتا۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل اور تحقیق شرح صحیح مسلم جلد سابع میں بیان کر دی گئی ہے۔

ہم نے اس بحث میں یہ لکھا ہے کہ مغفرت کلی کا اعلان قطعی صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اس پر بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ کیا بعض صحابہ کو جنت کی بشارت نہیں دی گئی تھی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جنت کی بشارت اور چیز ہے اور مغفرت کلی کا اعلان قطعی اور چیز ہے ، علامہ عز الدین ، حافظ ابن کثیر ، علامہ سیوطی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی یہ تصریح کی ہے کہ دنیا میں مغفرت کا اعلان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی نبی کے لیے نہیں کیا گیا ، جیسا کہ ہم نے پہلے باحوالہ بیان کیا ہے۔

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۴ ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

اس ترجمہ پر دوسرا اشکال یہ ہے کہ یہ معنی سیاق و سباق کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس آیت میں پہلے آپ کو فتح مبین عطا کرنے کا ذکر ہے، پھر آپ کی مغفرت کا ذکر ہے، پھر آپ پر نعمت پوری کرنے کا بیان ہے پھر آپ کو صراط مستقیم کی ہدایت پر ثابت قدم رکھنے کا ذکر ہے، اور پھر آپ کی غالب نصرت کا بیان ہے، اب اگر یہ کہا جائے کہ آپ کو فتح مبین عطا کرنے کے ذکر کے بعد درمیان میں اگلے اور پچھلوں کی مغفرت کا بیان ہے، پھر آپ پر نعمت پوری کرنے کا ذکر ہے تو یہ کلام بے ربط ہوگا، ان تمام جملوں میں عظمت کے ساتھ ربط بیان کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام کو اس بے ربط محمل پر محمول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

رہا یہ کہ آپ کی طرف مغفرت کی نسبت کرنے سے یہ وہم ہوگا کہ آپ کی مغفرت کرنا (معاذ اللہ) آپ کے گناہ کرنے کو مستلزم ہے، تو اس وہم کے ازالہ کے لیے ہم شرح صحیح مسلم جلد ثالث، اور اس بحث کے شروع میں متعدد جواب ذکر کر چکے ہیں، بعض مزید جوابات یہ ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کی مغفرت کا اعلان اس لیے کیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آپ جو بہ کثرت استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعائیں قبول کر لی ہیں اور ہر شخص کی مغفرت اس کے حسب حال ہوتی ہے، ہماری مغفرت عذاب سے امان کے معنی میں ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مغفرت رفع مراتب اور ترقی درجات کے معنی میں ہے نیز اس آیت میں ذنب کا لفظ مجازاً ترک اولیٰ اور کراہت تنزیہی پر محمول ہے جیسے "فعصی ادم ربہ فغوی" میں معصیت اور غوایت مجاز پر محمول ہیں۔ جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف مغفرت کی نسبت کا انکار کرتے ہیں وہ قرآن مجید کی اس آیت کا کیا جواب دیں گے جس میں آپ کو توبہ اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے؟

فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا۔ (نصر: ۳)	تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور اس سے استغفار کریں، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے بھی اس آیت کے ترجمہ میں لکھا ہے:

تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال ابو هريرة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول والله انى لاستغفر الله واتوب اليه فى اليوم اكثر من سبعين مرة۔ [۱]	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کی قسم! میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

اس حدیث میں بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف استغفار کی نسبت ہے، ہمارے نزدیک یہ حدیث اس

---

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

پر محمول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا بطور عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل ہے نہ کہ العیاذ باللہ کسی گناہ کی بناء پر ہے نیز بعض اوقات نبی صلے اللہ علیہ وسلم مصالح امت میں یا کفار کے ساتھ جہاد میں یا عوارض بشریہ میں مبتلاء ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بالکلیہ حضور اور استغراق نہیں کر سکتے تو ہر چند کہ آپ کا ان امور میں مشغول رہنا بھی انتہائی عظیم عبادات میں سے ہے لیکن آپ اپنے مقام عالی کے اعتبار سے اس کو بھی ذنب قرار دیتے اور اس پر اللہ سے استغفار کرتے یا آپ کا یہ استغفار تبلیغی مصلحتوں کی وجہ سے بظاہر خلاف اولیٰ کاموں یا بظاہر مکروہ تنزیہی کے ارتکاب کی وجہ سے تھا، یا آپ کا یہ استغفار ترقی درجات کے حصول کے لیے تھا۔ لیکن جو لوگ حضور کی طرف مغفرت کی نسبت کا انکار کرتے ہیں وہ اس نوع کی بے شمار احادیث کے متعلق کیا کہیں گے کہ یہ استغفار آپ نے نہیں کیا تھا بلکہ اگلوں اور پچھلوں نے کیا تھا یا امت نے کیا تھا یا آپ کے علاوہ کسی اور نے کیا تھا! یا ہر حدیث میں متعدد مضافات محذوف مانیں گے! اور عطا خراسانی کے قول یا اس مشہور ترجمے کو اصل قرار دیں گے اور قرآن مجید کی تمام صریح آیات اور صریح احادیث کو بغیر کسی ضرورت شرعی کے واجب التاویل قرار دیں گے!

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے متعلق ہم علماء اہل سنت کے چند مشہور تراجم پیش کر دیں۔ برصغیر میں سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کیا، وہ اس آیت کے تحت ترجمہ میں لکھتے ہیں:

عاقبت فتح آنست کہ بیامرزد ترا خدا آنچہ سابق گذشت از گناہ تو و آنچہ پس ماندہ۔

- اردو زبان میں سب سے پہلا ترجمہ شاہ رفیع الدین نے کیا وہ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا۔

- ان کے بعد شاہ عبد القادر محدث دہلوی نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا:

تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

- ہمارے زمانہ میں پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا:

تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔

(ہجرت سے پہلے آپ پر کاہن، شاعر، مجنون اور ساحر کا الزام لگایا گیا اور ہجرت کے بعد آپ پر اختلاف، انتشار اور بھائی کو بھائی سے جدا کرنے کا الزام لگایا گیا۔ ضیاء القرآن ملخصاً ج ۴ ص ۳۴۳)

اور علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ العزیز نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا:

تاکہ اللہ آپ کے لیے معاف فرما دے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً گناہ ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں)۔

ان تمام مترجمین نے مغفرت ذنوب کی نسبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے، امت یا اگلوں پچھلوں کی طرف نہیں کی کیونکہ یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم خصوصیت ہے اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں، نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد سہواً یا عمداً صغیرہ یا کبیرہ آپ سے کبھی کوئی

گناہ صادر نہیں ہوا، حقیقۃً نہ صورۃً ہم نے اس بحث میں ہر جگہ ذنب کا ترجمہ بہ ظاہر خلاف اولیٰ کاموں یا بہ ظاہر مکروہ تنزیہی کے ارتکاب سے کیا ہے اور بظاہر کی قید اس لیے لگائی ہے کہ حقیقت میں آپ کا کوئی کام خلاف اولیٰ یا مکروہ تنزیہی نہیں ہے۔ بعض اوقات آپ نے کسی کام سے منع فرمایا پھر خود اس کام کو کیا تاکہ امت کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کا اس کام سے منع کرنا تحریم کے لیے نہیں تھا تنزیہ کے لیے تھا مثلاً آپ نے فصد لگانے (رگ کاٹ کے خون چوس کر نکالنا) کی اجرت دینے سے منع فرمایا اور حضرت ابو طیبہ نے آپ کو فصد لگائی تو آپ نے ان کو دو صاع (آٹھ کلو گرام) طعام دینے کا حکم دیا۔ (جامع ترمذی ص ۲۰۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی) اگر آپ حضرت ابو طیبہ کو فصد لگانے کی اجرت نہ دیتے تو ہم کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ یہ اجرت دینا جائز ہے اور ممانعت تنزیہ کے لیے ہے، یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ فصد کی اجرت دینا ہمارے لیے مکروہ تنزیہی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مکروہ تنزیہی نہیں ہے، کیونکہ احکام کی حلت اور حرمت بیان کرنا، آپ کے فرائض نبوت سے ہے اور اس میں آپ کا اجر و ثواب فرض کا اجر و ثواب ہے، اس نکتہ کے پیش نظر ہم نے اس کو بہ ظاہر مکروہ تنزیہی لکھا ہے، اسی طرح بعض اوقات آپ نے کسی کام کا افضل اور اولیٰ طریقہ بتایا اور پھر اس کے خلاف کیا، یہ بھی اسی طرح بہ ظاہر خلاف اولیٰ ہے حقیقت میں خلاف اولیٰ نہیں ہے، مثلاً آپ نے فرمایا سفیدی پھیلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھنے سے زیادہ اجر ہوتا ہے اور آپ نے خود منہ اندھیرے بھی فجر کی نماز پڑھی ہے۔ (جامع ترمذی، ص ۴۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)، اگر آپ کسی کام سے منع فرما کر یہ بتلا دیتے کہ اس کا خلاف بھی جائز ہے اور خود اس کام کو نہ کرتے، تب بھی مسئلہ تو معلوم ہو جاتا لیکن اس کام میں آپ کی اقتداء کا شرف حاصل نہ ہوتا، بہر حال قرآن مجید اور احادیث میں جہاں آپ کی طرف مغفرت ذنوب کی نسبت کی گئی ہے وہاں ذنوب سے مراد بہ ظاہر خلاف اولیٰ یا بہ ظاہر مکروہ تنزیہی کام ہیں اور مغفرت سے مراد آپ کے درجات کی بلندی اور آپ کو قرب خاص سے نوازنا ہے اور دنیا میں آپ کو یہ بتلا دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آخرت میں کن انعامات سے نوازے گا تاکہ آپ روز قیامت اطمینان اور تسلی کے ساتھ امت کی شفاعت کر سکیں اور یہ وہ عظیم نعمت ہے جو آپ کے علاوہ کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے۔

یہ بات ملحوظ رہے کہ میری اس تمام کاوش کا مقصد کسی بزرگ اور محترم مترجم کی تنقیص نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد صرف اور صرف شخصی اقوال کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی حاکمیت اور ان کی بالادستی کا اظہار ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی نیتوں کو جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے قول کے خلاف ہر قول کو مسترد کر دیا جائے خواہ وہ کسی کا قول ہو، جو شخص اس میزان پر پورا نہیں اترتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور صریح احادیث کے خلاف کسی بزرگ کے قول کو ترک نہیں کرتا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی حلاوت اور آپ کی محبت کی چاشنی سے محروم ہے!

مجھ سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم نے اپنی پہلی تصانیف میں اس ترجمہ کو قائم رکھا اور شرح صحیح مسلم کی جلد ثالث میں اس سے اختلاف کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۲۴۸۴ کی تشریح کرتے ہوئے مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ یہ ترجمہ اس حدیث کے خلاف ہے، پھر میں نے اس سلسلہ میں مزید احادیث کی تلاش کی

تو مجھے یہ یقین واثق ہو گیا کہ یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے سو میں نے اس سے رجوع کر لیا، میں نے پہلے جو کچھ لکھا تھا وہ بھی اللہ کی رضا کے لیے لکھا تھا اور اب جو کچھ لکھا ہے وہ بھی اللہ کی رضا کے لیے لکھا ہے، خواہ کوئی کچھ کہے میں یہی کہوں گا کہ میرا دین اور میرا کعبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جو قول آپ کی احادیث اور آپ کے ارشادات کے مطابق ہو وہ میرے سر آنکھوں پر، اور جب کسی قول کی سمت آپ کی احادیث سے مختلف ہو جائے تو میرا قبلہ تو آپ کی احادیث ہیں!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین الذی انفرد بحلول المغفرۃ فی کتاب مبین وعلی الہ الطیبین الطاهرین واصحابه الکاملین الواصلین وعلی ازواجه الطاهرات امهات المومنین وعلی اولیاء امته وعلماء ملته من المجتهدین والمفسرین والمحدثین والمسلمات والمسلمین اجمعین الی یوم الدین۔

خالق اور خلق کے محبوب ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومسکن ترضونها احب الیکم من اللہ ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی اللہ بامره واللہ لایهدی القوم الفاسقین۔ (توبہ: ۲۴)

آپ فرمائیے کہ تمہارے باپ دادا، اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کے گھاٹے کا تمہیں خوف ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان اگر تم کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو پھر انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ماں باپ اور بھائی بہنوں سے طبعی محبت ہوتی ہے، بیوی سے شہوانی محبت ہوتی ہے اور مال و دولت، تجارت اور مکانوں سے عقلی محبت ہوتی ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ محبت کی جو قسم بھی ہو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے مغلوب کر دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہر محبت پر غالب کر دو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی وہ اپنی جان سے، ماں باپ اور اولاد سے، بیویوں سے اور مال و دولت سے اور ہر چیز سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی، جنگ بدر میں حضرت ابوبکر اپنے بیٹے کے خلاف صف آراء تھے، جنگ احد میں حضرت ابو عبیدہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا، حضرت مصعب بن عمیر نے جنگ احد میں اپنے بھائی کو قتل کر دیا، جنگ بدر میں حضرت عمر نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کر دیا اور حضرت علی نے اپنے کئی رشتہ داروں کو قتل کر دیا۔ [۱]

قاضی عیاض لکھتے ہیں: ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جنگ احد میں ایک عورت کا باپ، بھائی اور شوہر قتل کر دیا گیا، اس نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ صحابہ نے کہا الحمد للہ! وہ تمہاری تمنا کے مطابق خیریت سے ہیں، اس نے کہا مجھے دکھاؤ حتیٰ کہ میں آپ کو دیکھ لوں، جب اس نے آپ کو دیکھا تو کہا آپ (کی خیریت)

[۱] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۵ ص ۳۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

کے بعد ہر مصیبت آسان ہے۔ [1]

نیز قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ کفار مکہ حضرت زید بن دثنہ کو قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے جانے لگے، اس وقت ان سے ابوسفیان بن حرب نے کہا اے زید! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں یہ بتاؤ کہ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ اس وقت تمہاری جگہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہوتے اور تمہارے بدلہ ہم ان کی گردن اتار دیتے؟ حضرت زید نے کہا خدا کی قسم مجھے تو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ میں اپنے گھر میں آرام سے ہوں اور آپ کے کانٹا چبھ جائے، ابوسفیان نے کہا میں نے اصحاب محمد کی طرح کسی شخص کو کسی سے محبت کرتے نہیں دیکھا۔ [2]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

حضرت حنظلہ بن ابی عامر اور حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے اپنے مشرک اور منافق باپ کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی، مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی، حضرت حنظلہ بن ابی عامر جنگ احد میں شہید ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں جاؤ ان کی بیوی سے جا کر پوچھو، بیوی نے کہا جس وقت انھوں نے جہاد کی آواز سنی تو یہ غسل کیے بغیر حالت جنابت میں جہاد کے لیے نکل گئے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی لیے فرشتے ان کو غسل دے رہے تھے۔ [3]

یہ اپنی جان، اپنے ماں باپ، اولاد اور رشتہ داروں کی طبعی محبت سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کی مثالیں ہیں، اور حنظلہ بن ابی عامر کے واقعہ میں شہوانی محبت سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے اور جن صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر مکہ میں اپنے مال و دولت، مکانات اور تجارت کو چھوڑ کر مدینہ ہجرت کی اس میں ان کی عقلی محبت سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا بیان ہے، ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر محبت پر غالب تھی، صرف انسان ہی نہیں، شجر و حجر اور حیوان بھی آپ سے محبت کرتے تھے، آپ نے فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، کھجور کا تنا آپ کے فراق میں چیخیں مار کر روتا تھا، اور جب آپ قربانی کرتے تو ہر اونٹنی آگے بڑھ بڑھ کر آپ کی چھری کے قریب ہوتی تھی۔ (صحیح بخاری و سنن ابوداؤد)۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال جلس ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینتظرونہ قال نخرج حتی اذا دنا منھم سمعھم یتذاکرون فسمع حدیثھم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بیٹھے ہوئے آپ کا انتظار کر رہے تھے، آپ (حجرے سے) نکل کر ان کے قریب ہو کر ان کی باتیں سننے لگے، ان میں سے بعض نے تعجب سے

---

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۲ ص ۱۸، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 ، شفاء ج ۲ ص ۱۹

[3] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الاصابہ ج ۱ ص ۳۶۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

فقال بعضهم عجبا ان الله اتخذ من خلقه خليلا اتخذ ابراهيم خليلا وقال آخر ماذا باعجب من كلام موسى كلمه تكليما وقال آخر فعيسى كلمة الله وروحه وقال آخر آدم اصطفاه الله فخرج عليهم فسلم وقال قد سمعت كلامكم وعجبكم ان ابراهيم خليل الله وهو كذالك وموسى نجي الله وهو كذالك وعيسى روحه وكلمته وهو كذالك وآدم اصطفاه الله وهو كذالك الا وانا حبيب الله ولا فخر وانا حامل لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع يوم القيامة ولا فخر وانا اول من يحرك حلق الجنة فيفتح الله لی فيدخلنيها ومعی فقراء المومنين ولا فخر وانا اكرم الاولين والآخرين ولا فخر[1]

کہا: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے ایک خلیل بنانے لگا تو حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ہم کلام ہونے کا شرف بخشا، ایک اور نے کہا: حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، دوسرے نے کہا اور حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے صفی بنایا، آپ نے ان کے پاس آکر ان کو سلام کیا اور فرمایا میں نے تمہارا کلام اور اس پر تعجب سنا کہ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں، وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ اللہ کے کلیم ہیں، وہ ایسے ہی ہیں، اور عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں وہ ایسے ہی ہیں اور آدم کو اللہ نے صفی بنایا اور وہ ایسے ہی ہیں، سنو! میں اللہ کا محبوب ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے، میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے، میں قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں، اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی، اور اس پر فخر نہیں، میں سب سے پہلے جنت کی کنڈی کھٹکھٹاؤں گا، پھر اللہ میری خاطر جنت کو کھولے گا اور اس میں مجھ کو داخل کردے گا اور میرے ساتھ فقراء مؤمنین ہوں گے اور اس پر فخر نہیں اور میں اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور اس پر فخر نہیں

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں، اور امام بخاری روایت کرتے ہیں،

عن عائشة قالت ما اری ربك الا يسارع فی هواك۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا یہی گمان ہے کہ آپ کا رب آپ کی خواہش بہت جلد پوری کرتا ہے۔

خلیل اور حبیب میں فرق کا بیان

قاضی عیاض مالکی نے خلیل اور حبیب کا فرق بیان کرتے ہوئے امام ابوبکر بن فورک کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۲۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

خلیل، اللہ تک بالواسطہ پہنچے:

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض۔ (انعام: ۷۵)

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی ساری بادشاہی دکھائی۔

اور حبیب اللہ تک بلاواسطہ پہنچے:

فکان قاب قوسین او ادنی۔ (نجم: ۹)

پھر اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا، پھر زیادہ قریب ہوا، پھر دو کمانوں کی مقدار کے برابر اللہ کے قریب ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے۔

خلیل کی مغفرت کا بیان مرتبہ طمع میں ہے:

والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین (شعراء: ۸۲)

اور جس سے میری امید وابستہ ہے وہ قیامت کے دن میری خطائیں معاف فرما دے گا۔

اور حبیب کی مغفرت کا بیان مرتبہ یقین میں ہے:

انا فتحنا لک فتحا مبینا ○ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ (فتح: ۱-۲)

بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی تاکہ اللہ آپ کے لیے آپ کے اگلے اور پچھلے (بہ ظاہر) خلاف اولیٰ سب کام معاف فرما دے۔

خلیل نے دعا کی کہ اللہ انہیں روزِ حشر شرمندہ نہ کرے۔

ولا تخزنی یوم یبعثون (شعراء: ۸۷)

اور مجھے روزِ حشر شرمندہ نہ فرمانا۔

اور حبیب کو بن مانگے یہ مقام عطا فرمایا:

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ (تحریم: ۸)

جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو شرمندہ کرے گا نہ ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو۔

امتحان کے موقع پر خلیل نے کہا:

حسبی اللہ۔

مجھے اللہ کافی ہے۔

اور حبیب کے لیے اللہ نے از خود فرمایا:

یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔ (انفال: ۶۴)

اے نبی! آپ کے لیے اللہ اور وہ ایمان لانے والے کافی ہیں جنہوں نے آپ کی اتباع کی ہے۔

خلیل نے دعا کی:

واجعل لی لسان صدق فی الآخرین۔ (شعراء: ۸۴)

اور بعد کے آنے والوں میں میرا ذکرِ جمیل جاری کر دے۔

اور حبیب کے لیے از خود فرمایا:

ورفعنا لک ذکرک۔ (انشراح: ۴)

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

سو قیامت تک کلمہ، اذان، نماز اور خطبہ میں مسلمانوں کی زبانوں سے آپ کا ذکر بلند ہوتا رہے گا۔

خلیل نے دعا کی:

واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام۔ (ابراهیم: ۳۵)

مجھے اور میرے (خاص) بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے اجتناب پر برقرار رکھ۔

اور حبیب کے لیے بلا طلب از خود فرمایا:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (احزاب: ۳۳)

اے اہل بیت رسول! اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی دور کر کے تم کو خوب پاکیزہ کر دے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں ہم نے جو یہ چند آیات ذکر کی ہیں ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال اور آپ کے مقامات کی افضلیت کی ایک جھلک معلوم ہو جاتی ہے اور ان آیات سے ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق مفہوم اخذ کرتا ہے اور تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون احسن طریقہ پر ہے۔ [1]

کلیم اور حبیب میں فرق کا بیان

کلیم دعا کرتے ہیں:

رب اشرح لی صدری (طٰہٰ: ۲۵)

اے میرے رب میرا سینہ کھول دے۔

حبیب کے لیے از خود فرمایا:

الم نشرح لک صدرک (انشراح: ۱)

کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھولا۔

کلیم دعا کرتے ہیں:

رب ارنی انظر الیک۔ (اعراف: ۱۴۳)

اے رب! مجھے اپنی ذات دکھا میں تجھے دیکھوں۔

حبیب سے فرمایا:

الم تر الی ربک۔ (فرقان: ۴۵)

کیا آپ نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا۔

کلیم سے فرمایا:

لن ترانی (اعراف: ۱۴۳)

تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔

حبیب سے فرمایا:

مازاغ البصر وما طغٰی (نجم: ۱۷)

نظر ایک طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے نہ بڑھی۔

کلیم نے اپنے اور اپنی قوم کے لیے دعا کی:

واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ (انفال: ۱۵۶)

ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی لکھ اور آخرت میں۔

حبیب کی امت کے متعلق فرمایا:

فساکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ

فرمایا میں عنقریب اس (بھلائی) کو ان لوگوں کے حق

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۱۴۲-۱۴۳، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

والذین ھم بآیاتنا یؤمنون ۰ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل۔ (اعراف: ۱۵۶-۱۵۷)	میں لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، جو اس رسول نبی اُمّی (الملقب) کی پیروی کرتے ہیں جس کا نام ان کے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ہے۔

دیکھیے مانگا حضرت کلیم نے اور ملا آپ کے غلاموں کو معلوم ہوا کہ زمانہ کسی نبی کا ہو کسی رسول کا ہو سکہ چلتا تھا تو مصطفےٰ کا چلتا تھا اور ڈنکا بجتا تھا تو مصطفےٰ کا ڈنکا بجتا تھا!

انبیاء سابقین علیہم السلام کے معجزات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی افضلیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام الٰہی لینے کے لیے طور پر جانا پڑا اور آپ کو کلام الٰہی کے لیے کہیں جانا نہیں پڑتا تھا آپ جہاں رہتے کلام الٰہی وہیں نازل ہو جاتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ تھا کہ انھوں نے زمین پر لاٹھی ماری تو پانی نکل آیا، لیکن زمین میں عادۃً پانی ہوتا ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے اور جہاں عادۃً پانی نہیں ہوتا وہاں سے پانی نکل آیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر دیا گیا تھا اور وہ اس سے زرہ بن لیتے تھے، لیکن لوہے کو بھی عادۃً آگ سے گرم کیا جا سکتا ہے آپ کے لیے تو پتھر نرم ہو گیا جو کبھی نرم نہیں ہوتا، حافظ ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم غار میں گئے اور آپ نے اس میں سر مبارک داخل کیا تو وہ نرم ہوتا چلا گیا، اور صحیح بخاری میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احد ایک پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں، (ج ۲ ص ۵۸۵) - دیکھیے پتھر وہ جنس ہے جس میں محبت پیدا نہیں ہوتی حتیٰ کہ جس شخص کو کسی سے محبت نہ ہو اس کو سنگ دل کہتے ہیں لیکن یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے کہ جس چیز کی حقیقت میں محبت نہیں ہے، وہاں بھی اپنی محبت پیدا کر دی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہاڑ نے تسبیح کی اور آپ کے ہاتھ میں سنگ ریزوں نے تسبیح پڑھی، کہاں لوہے کا نرم ہونا اور کہاں پتھروں کا محبت کرنا اور سنگ ریزوں کا تسبیح پڑھنا!

حضرت داؤد سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولا تتبع الھوٰی۔ (ص: ۲۶)	اور آپ خواہش کی پیروی نہ کریں۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

وما ینطق عن الھوٰی (نجم: ۳)	وہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔

سبحان اللہ! آپ وہ ہیں جن کی اللہ کی رضا کے مقابلہ میں اپنی کوئی خواہش نہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں سے گفتگو کا ملکہ دیا اور جنات اور ہوا کو مسخر کیا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بکری کے گوشت کے ٹکڑے نے کلام کیا اور آپ سے کہا مجھ میں زہر ملا ہوا ہے، ہرن اور اونٹ نے آپ سے شکایت کی اور سنگ ریزوں نے آپ کے ہاتھ پر تسبیح پڑھی، پتھروں نے سلام عرض کیا اور درختوں نے

آپ کی اطاعت کی آپ کے حکم سے درخت ایک جگہ سے دوسری جگہ چل کر آیا اور پھر واپس چلا گیا، یہ امور پرندوں کے ساتھ گفتگو کرنے کی بہ نسبت زیادہ عجیب و غریب اور باکمال ہیں، اور ہوا کے مسخر کرنے کا قصہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان اپنے تخت پر بیٹھ کر ہوا میں اڑتے تھے اور صبح کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے اور شام کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے۔

ولسلیمان الریح غدوھا شھر ورواحھا شھر (سبا: ۱۲)　　اور سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا اس کی صبح کی رفتار ایک مہینہ کی راہ تھی اور شام کی رفتار ایک مہینہ کی راہ تھی۔

ہوا مسخر سہی، لیکن حضرت سلیمان جس جگہ کا قصد کرتے انھیں وہاں جانا پڑتا تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہیں جانا نہیں پڑتا تھا آپ جس جگہ کا جہاں قصد کرتے وہ جگہ وہیں آجاتی تھی، معراج سے واپسی کے بعد جب کفار قریش نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوالات کیے تو بیت المقدس کو آپ کے سامنے دار ارقم میں لا کر رکھ دیا گیا۔ [۱]

نیز آپ نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا۔ [۲]　　اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا اور میں نے زمین کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔

اور رہا حضرت سلیمان کے لیے جنات کا مسخر ہونا تو اس کے مقابلہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے جنات مسلمان ہو گئے اور جنات کا مسخر ہونا اور بات ہے اور ان کا مسلمان ہونا اور چیز ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اندھوں اور کوڑھیوں کے تندرست کرنے اور مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن نعمان کی نکلی ہوئی آنکھ لعاب دہن لگا کر دوبارہ لوٹا دی، حضرت سلمہ بن اکوع کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی جوڑ دی، آپ کے بلانے سے درخت چل کر آئے، کھجور کا تنا آپ کے فراق میں چیخیں مار کر رویا اور یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے کہیں بڑھ کر کمالات اور معجزات ہیں، کیونکہ مردے میں پہلے جان آچکی ہوتی ہے، آپ نے ان چیزوں میں حیات جاری کی جہاں عادۃً حیات نہیں ہوتی، آنکھ والے کو دکھانا اور کان والے کو سنانا اور بات ہے اور بغیر آنکھوں کے دکھانا اور بغیر کانوں کے سنانا اور چیز ہے۔ الغرض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جو معجزات اور کمالات دیے گئے وہ تمام نبیوں کے معجزات اور کمالات سے فائق اور ان پر غالب تھے، آپ کے معجزات کی تعداد، ان کی کیفیات اور حیثیات ہر اعتبار سے سب پر بلند و بالا تھے، دوسرے نبیوں نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہی معجزات پیش کیے اور آپ نے اعلان نبوت کے بعد کسی معجزہ کو پیش کرنے کی بجائے اپنی زندگی کو پیش کر دیا اور یوں ظاہر ہوا کہ آپ کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے کسی خارجی معجزہ کی احتیاج نہیں تھی، آپ کی زندگی خود سراپا معجزہ تھی، یوں ہی تو نہیں فرمایا تھا لعمرک (حجر: ۷۲) "تمہاری زندگی کی قسم"۔

[۱] شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ ص ۵۳۰، مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔
[۲] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

سب سے پہلے قبر سے اٹھنے والی حدیث کا حضرت موسیٰ کے پہلے اٹھنے والی حدیث سے تعارض کا جواب

اس باب کی حدیث میں ہے: سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو، کیونکہ قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہوں گے میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہوں گا، میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا اس وقت حضرت موسیٰ عرش کے ایک جانب پکڑے کھڑے ہوں گے میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ رکھا تھا۔ [1]

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

ان حدیثوں میں تعارض نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صحیح بخاری کی روایت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہے اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ ہو کہ آپ مطلقاً سب سے پہلے قبر سے اٹھائے جائیں گے اور مسلم کی روایت میں جو ارشاد ہے وہ بعد کا واقعہ ہو۔ [2]

علامہ وشتانی ابی مالکی نے بھی اس تعارض کا یہی جواب دیا ہے۔ [3]

جس حدیث میں آپ نے دوسرے انبیاء پر فضیلت دینے سے منع کیا ہے اس کے جوابات

امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تخیروا بین الانبیاء [4] انبیاء میں (کسی کو) فضیلت نہ دو۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لا تخیرونی علی موسی [5] مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔

صحیح بخاری کی ان روایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دینا ممنوع ہے حالانکہ صحیح مسلم کی زیر بحث روایت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت بیان کی ہے، اس تعارض

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۲۵۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[3] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۹۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[5] " " " " " " صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۵،

کے جواب میں علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ ابن التین نے کہا ہے کہ "انبیاء میں کسی کو فضیلت نہ دو" اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ بغیر علم کے کسی نبی کو کسی پر فضیلت نہ دو، ورنہ انبیاء علیہم السلام کی ایک دوسرے پر فضیلت کو اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے: تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض (بقرہ: ۲۵۳) "یہ سب رسول، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔"

دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی افضلیت کا علم ہونے سے پہلے یہ فرمایا تھا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے جو دوسرے نبی کی تنقیص کو مستلزم ہو۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے جو دوسرے نبی کی دل آزاری کا موجب ہو۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس نبوت میں فرق کرنے سے منع فرمایا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ قول تواضع پر محمول ہے۔ [۱]

بَابُ ۸۰۸ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات!!

۵۸۲۴- وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَوَضَّئُونَ فَحَزَرْتُ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الثَّمَانِينَ قَالَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا، تو ایک پھیلا ہوا پیالہ لایا گیا، لوگ اس سے وضو کرنے لگے، میں نے اندازہ کیا وہ ساٹھ سے اسی تک لوگ تھے، میں اس پانی کی طرف دیکھ رہا تھا جو آپ کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہا تھا۔

۵۸۲۵- وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا درآں حالیکہ عصر کا وقت آچکا تھا لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا اور انہیں پانی نہیں ملا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ پانی لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھ دیا، اور لوگوں کو اس پانی سے وضو کرنے کا حکم دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے

[۱] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۲۵۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ذٰلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهٗ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَّتَوَضَّؤُوْا مِنْهُ قَالَ فَرَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ ۔

نے دیکھا پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا اور شروع سے آخر تک تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔

۵۸۲۶ ۔ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ (يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ) حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ بِالزَّوْرَآءِ (قَالَ وَالزَّوْرَآءُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ فِيْمَا ثَمَّهْ) دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَآءٌ فَوَضَعَ كَفَّهٗ فِيْهِ فَجَعَلَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ جَمِيْعُ اَصْحَابِهٖ قَالَ قُلْتُ كَمْ كَانُوْا يَا اَبَا حَمْزَةَ قَالَ كَانُوْا زُهَاءَ الثَّلٰثِمِائَةِ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مقام زوراء میں تھے، (راوی نے کہا کہ زوراء مدینہ کے بازار میں مسجد کے قریب ایک جگہ ہے) آپ نے ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا، آپ نے اس میں اپنی ہتھیلی رکھ دی، پھر آپ کی انگلیوں میں سے پانی پھوٹنے لگا، آپ کے تمام اصحاب نے وضو کر لیا، راوی نے کہا اے ابوحمزہ اس وقت لوگوں کی کتنی تعداد تھی؟ انھوں نے کہا اندازاً تین سو آدمی ہوں گے۔

۵۸۲۷ ۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالزَّوْرَآءِ فَاُتِيَ بِاِنَاءِ مَآءٍ لَا يَغْمُرُ اَصَابِعَهٗ اَوْ قَدْرَ مَا يُوَارِيْ اَصَابِعَهٗ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ هِشَامٍ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم زوراء میں تھے، آپ کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا اس میں اتنا پانی تھا کہ اس میں آپ کی انگلیاں بھی نہیں ڈوبتی تھیں یا آپ کی انگلیاں بھی نہیں چھپتی تھیں، بقیہ روایت حسب سابق ہے۔

۵۸۲۸ ۔ وَحَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَاْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْاَلُوْنَ الْاُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِيْ كَانَتْ تُهْدِيْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا اُدْمَ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام مالک رضی اللہ عنہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک کپی میں گھی بھیجا کرتی تھیں، ان کے بیٹے آکر ان سے سالن مانگتے، ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، تو جس کپی میں وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے گھی بھیجتی تھیں اس میں ان کو کچھ گھی مل جاتا، ان کے گھر میں سالن کا مسئلہ اسی طرح حل ہوتا رہا، حتیٰ کہ انھوں نے ایک دن اس کپی کو نچوڑ لیا، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ نے فرمایا: تم نے کپی کو نچوڑ لیا؟ انھوں نے کہا جی! آپ نے فرمایا: اگر

فَقَالَ عَصَرْتِيهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيهَا مَا زَالَ قَائِمًا.

تم اس کو اسی طرح رہنے دیتیں تو اس سے (گھی) اسی طرح ملتا رہتا۔

۵۸۲۹- وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطْعِمُهُ فَأَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتَّى كَالَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کچھ کھانا طلب کیا، آپ نے اسے نصف وسق (ایک سو بیس کلوگرام) جو دیے دیئے، وہ شخص، اس کی بیوی اور ان کا مہمان وہ جو کھاتے رہے حتیٰ کہ ایک دن انہوں نے ان کو ماپ لیا، پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کو نہ ماپتے تو تم وہ جو کھاتے رہتے اور وہ جو یونہی باقی رہتے۔

۵۸۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ (وَهُوَ ابْنُ أَنَسٍ) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ عَامِرَ بْنَ وَاثِلَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذَلِكَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَيْنَ تَبُوكَ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتَّى يُضْحِيَ النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتَّى آتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا قَالَا نَعَمْ فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ قَالَ ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ تبوک والے سال ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے، آپ نمازوں کو جمع کرتے تھے اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے تھے، حتیٰ کہ ایک دن آپ نے نمازوں میں تاخیر کر دی، پھر آپ باہر نکلے اور ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھا، پھر آپ اندر تشریف لے گئے، اس کے بعد پھر آپ باہر نکلے اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا، پھر آپ نے فرمایا کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے، اور تم دن چڑھنے سے پہلے نہیں پہنچو گے، تم میں سے جو شخص بھی اس چشمہ کے پاس جائے وہ میرے پہنچنے سے پہلے اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے اس چشمہ پر ہم میں سے دو آدمی پہلے پہنچے، چشمہ میں پانی زیادہ سے زیادہ جوتی کے تسمہ جتنا تھا، اور وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں شخصوں سے پوچھا کیا تم نے اس کے پانی کو چھوا ہے انہوں نے کہا ہاں! نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان پر ناراض ہوئے اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ان کو فرماتے رہے، لوگوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے چلوؤں سے چشمہ کا پانی لیا اور اس کو کسی چیز میں جمع کر لیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنے دست مبارک اور چہرہ انور دھویا اور وہ پانی اس

قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ قَالَ وَغَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ أَوْ قَالَ غَزِيرٍ شَكَّ أَبُو عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ حَتَّى اسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ يُوشِكُ يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرَى مَا هَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا۔

چشمہ میں ڈال دیا، وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا، حتیٰ کہ لوگوں نے اس سے پانی (اپنے جانوروں اور ساتھیوں کو) پلایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم عنقریب دیکھو گے کہ یہ پانی باغات کو سیراب کرے گا۔

٥٨٢١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَأَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرَى عَلَى حَدِيقَةٍ لِامْرَأَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْرُصُوهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ وَقَالَ أَحْصِيهَا حَتَّى نَرْجِعَ إِلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَانْطَلَقْنَا حَتَّى قَدِمْنَا تَبُوكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيهَا أَحَدٌ مِنْكُمْ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ فَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيحُ حَتَّى أَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّئٍ وَجَاءَ رَسُولُ ابْنِ الْعَلْمَاءِ صَاحِبِ أَيْلَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ وَأَهْدَى لَهُ بَغْلَةً بَيْضَاءَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْدَى لَهُ بُرْدًا ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرَى فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةَ عَنْ حَدِيقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُسْرِعٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِيَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَمْكُثْ

ابوحمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے اور وادی القریٰ میں ایک عورت کے باغ میں پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ، ہم نے اندازہ لگایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق (ساٹھ من) کا اندازہ لگایا، آپ نے اس عورت سے فرمایا اس تعداد کو یاد رکھنا یہاں تک کہ ہم انشاء اللہ تمہارے پاس لوٹ آئیں، پھر ہم چل پڑے یہاں تک کہ تبوک پہنچ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات سخت آندھی آئے گی تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ رہے، جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ اس کو رسی کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دے، پھر سخت آندھی آئی، ایک شخص کھڑا ہوا تو ہوا اس کو اڑا کر لے گئی اور طے کے پہاڑوں کے درمیان اس کو گرا دیا، پھر ایلہ کے حاکم ابن العلماء کا قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط لے کر آیا، اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سفید خچر بھی ہدیہ دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب لکھا اور اسے ایک چادر ہدیہ میں پیش کی، پھر ہم واپس ہوئے اور وادی قریٰ میں پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کتنے ہوئے؟ اس عورت نے کہا دس وسق (ساٹھ من)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جلد روانہ ہوں گا جو جلد روانہ ہونا چاہتا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور

فخرجنا حتى أشرفنا على المدينة فقال هذه طابة وهذا أحد وهو جبل يحبنا ونحبه ثم قال إن خير دور الأنصار دار بني النجار ثم دار بني عبد الأشهل ثم دار بني عبد الحارث بن الخزرج ثم دار بني ساعدة وفي كل دور الأنصار خير فلحقنا سعد بن عبادة فقال أبو أسيد ألم تر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خير دور الأنصار فجعلنا أخيرا فأدرك سعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله خيرت دور الأنصار فجعلتنا أخيرا فقال أوليس بحسبكم أن تكونوا من الخيار۔

جو ٹھہرنا چاہتا ہے وہ ٹھہر جائے، ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے، آپ نے فرمایا یہ طابہ ہے اور یہ احد ہے، یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں، پھر آپ نے فرمایا انصار کے تمام گھروں میں بنو نجار کے گھر سب سے افضل ہیں، پھر بنو عبد الاشہل کے گھر ہیں، پھر بنو عبد الحارث بن خزرج کے گھر ہیں پھر بنو ساعدہ کے، اور انصار کے تمام گھروں میں خیر ہے، پھر حضرت سعد بن عبادہ ہم سے ملے، ابو اسید نے ان سے کہا کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انصار کے گھروں کو بہتر قرار دیا اور ہم کو آخر میں کر دیا۔ حضرت سعد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تمام انصار کے گھروں کو بہتر قرار دیا اور آپ نے ہم کو آخر میں رکھا! آپ نے فرمایا کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ تم اخیار میں سے ہو!

۵۸۳۲ - حدثناه أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا عفان ح وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا المغيرة بن سلمة المخزومي قالا حدثنا وهيب حدثنا عمرو بن يحيى بهذا الإسناد إلى قوله وفي كل دور الأنصار خير ولم يذكر ما بعده من قصة سعد بن عبادة وزاد في حديث وهيب فكتب له رسول الله صلى الله عليه وسلم ببحرهم ولم يذكر في حديث وهيب فكتب إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں ہے کہ انصار کے سب گھروں میں بھلائی ہے اور سعد بن عبادہ کا قصہ نہیں ہے، اور وہیب کی سند میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ان کا سمندر (یعنی ان کا ملک) لکھ دیا اور اس میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب لکھا۔

معجزہ کی تعریف

جو شخص نبوت کا مدعی ہو وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایسی دلیل پیش کرے جس کا معارضہ کرنے سے وہ پوری قوم عاجز ہو جائے جس کی طرف مبعوث ہونے کا اس شخص نے دعویٰ کیا ہو اور وہ دلیل اس کے دعویٰ کی مؤید اور مصداق ہو، یہ معجزہ ہے، یوں تو بعض شعبدہ باز، ہپناٹیزم کے ماہر اور جادوگر بھی بہت محیر العقول کام کر دکھاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہ تو وحی اور الہام کے مدعی ہوتے ہیں اور نہ ان کی زندگی صاف اور پاکیزہ ہوتی ہے اور نہ یہ تقویٰ اور طہارت کے حامل ہوتے ہیں اور نہ یہ کسی روحانی انقلاب اور صالح نظام کے داعی ہوتے ہیں، اس کے برخلاف نبی اعلان نبوت سے پہلے لوگوں کے درمیان رہ کر بے داغ زندگی گزارتا ہے اور لوگوں میں اس کی پاکیزہ سیرت، راست بازی، صداقت

دیانت، امانت اور سخاوت کی ایسی شہرت ہو جاتی ہے جس کی بناء پر لوگ اس کو سچائی کی علامت قرار دیتے ہیں اور اس موڑ پر آجاتے ہیں کہ اس کی ہر بات کی بلا دلیل تصدیق کرنے لگیں اور یوں معجزہ پیش کرنے سے پہلے نبی کی ذات خود بطور معجزہ تسلیم کر لی جاتی ہے، پھر نبی کی دعوت و تبلیغ سے بدکار، نیک، بت پرست، بت شکن اور چور اور ڈاکو ہادی اور امین بن جاتے ہیں وہ ایک ایسے صالح نظام کا داعی ہوتا ہے جس پر عمل کر کے لوگ دین اور دنیا کی فلاح اور برکتیں حاصل کرتے ہیں اس کے برعکس ایک جادوگر اور سینما تھیٹر کرنے والے کے ہاتھ میں سوائے کھیل اور تماشے کے کچھ نہیں ہوتا، اس کے ہاں صالح حیات کا کوئی تصور نہیں ہوتا وہ کسی کافر کو مومن بنا سکتا ہے نہ کسی بدکار کو پاکباز کر سکتا ہے وہ لوہے کو سونا تو بنا سکتا ہے لیکن کسی زنگ آلود دل کو طور سینا نہیں بنا سکتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے کم چیز زیادہ ہوئی معدوم چیز موجود کیوں نہیں ہوئی؟

حدیث نمبر ۵۸۲۳ میں ہے مقام زوراء میں ایک برتن میں کچھ پانی لایا گیا اس میں اتنا کم پانی تھا کہ انگلیاں بھی نہیں ڈوبتی تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا مبارک ہاتھ رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی چشمہ کی طرح پھوٹنے لگا، پھر اس پانی سے تین سو آدمیوں نے وضو کر لیا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے زیادہ باکمال ہے جس میں انھوں نے زمین پر لاٹھی مار کر پانی نکالا تھا کیونکہ زمین میں بہرحال پانی ہوتا ہے آپ نے وہاں سے پانی نکالا جہاں عادۃً پانی نہیں ہوتا، دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے خالی برتن میں ہاتھ نہیں رکھا بلکہ اس برتن میں ہاتھ رکھا جس میں پہلے سے کچھ پانی موجود تھا، کیونکہ اگر خالی برتن میں ہاتھ رکھتے اور پانی آجاتا تو یہ پانی عدم سے وجود میں آنا اور کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانا صرف اللہ عزوجل کی شان ہے، اسی طرح حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے سفر میں جب لوگوں کو بھوک لگی اور کھانا ان کے پاس ناکافی تھا تو آپ نے فرمایا سب اپنے اپنے زاد راہ کو جمع کر لیں اور جب وہ جمع ہو گیا تو آپ نے برکت کی دعا کی تو وہ کھانا اتنا زیادہ ہو گیا کہ تمام لشکر نے کھا لیا اور سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے۔ [1]

اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے گندھے ہوئے آٹے اور سالن کی دیگچی میں لعاب دہن ڈال دیا تو اس تھوڑے سے کھانے سے غزوہ خندق کے ایک ہزار مجاہدین سیر ہو گئے [2] اسی طرح حضرت ابوطلحہ کی دعوت کا واقعہ ہے۔ [3] اور اس طرح کے اور بکثرت واقعات ہیں اور سب میں یہی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی چیز میں دعا کی یا لعاب دہن ڈالا تو وہ زیادہ ہو گئی اور یہی آپ کا معجزہ ہے، یہ نہیں ہوا کہ کوئی چیز عدم سے وجود میں آگئی، کیونکہ کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانا اس چیز کو خلق اور پیدا کرنا ہے اور یہ صرف اللہ عزوجل کا کام ہے، اور دنیا کے پانیوں میں سب سے افضل زمزم کا پانی ہے، اس سے بھی افضل وہ پانی ہے جو آپ کی انگلیوں سے جاری ہوا اور جو آپ کا لعاب دہن ہے وہ ہر پانی سے افضل ہے حتیٰ کہ جنت کی نہروں اور

---

[1] امام مسلم بن حجاج القشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳-۴۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۸، " " " "

[3] " " " صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۹، " " " "

کوثر و تسنیم سے بھی افضل ہے!

جس چیز میں برکت ہو اس کا حساب کرنے سے اس کی برکت کیوں ختم ہو جاتی ہے؟

حدیث نمبر ۵۸۲۵ میں ہے کہ حضرت ام مالک نے جب کپی کو نچوڑ لیا تو اس کی برکت اور آپ کے معجزے کا اثر ختم ہو گیا، اور حدیث نمبر ۵۸۲۶ میں ہے کہ جب ایک صحابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے غلہ کو ناپ لیا تو پھر اس کی برکت جاتی رہی!

علماء نے بیان کیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کا کپی کو نچوڑنا اور غلہ کو ناپنا، تسلیم و رضا اور اللہ کے رزق پر توکل کے خلاف تھا اور اپنی تدبیر پر اعتماد کرنے کو متضمن تھا اس وجہ سے ان پر عتاب کیا گیا اور ان چیزوں کی برکت زائل کر دی گئی۔

حدیث نمبر ۵۸۲۷ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے سفر میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا ظہر اور عصر ایک وقت میں پڑھیں اور مغرب اور عشاء ایک وقت پڑھیں۔ ہمارے نزدیک یہ صورۃً جمع ہے یعنی ظہر کو آخری وقت میں اور عصر کو ابتدائی وقت میں پڑھا علی ہذا القیاس مغرب کو آخری وقت میں اور عشاء کو ابتدائی وقت میں پڑھا، کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ (نساء: ۱۰۳)

بے شک ایمان والوں پر نماز، اوقات مقررہ میں فرض ہے۔

اور جب ظاہر قرآن اور حدیث میں تعارض ہو تو حدیث کو قرآن کے تابع کرنا چاہیے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا غیب کی خبریں دینا

حدیث نمبر ۵۸۲۸ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات سخت آندھی آئے گی، سو اس رات سخت آندھی آئی، اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مطلع علی الغیب ہونے اور غیب کی خبر بیان دینے کا ثبوت ہے، نیز اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ کے پھل دس وسق ہوں گے اور بعد میں معلوم ہو گیا کہ وہ پھل دس وسق یعنی ساٹھ من ہی نکلے۔

اس حدیث میں یہ ذکر بھی ہے کہ ایلہ کے حاکم ابن العلماء نے آپ کے لیے سفید خچر ہدیہ میں بھیجی اس میں کفار سے ہدیہ قبول کرنے اور جواباً ان کو ہدیہ دینے کا ثبوت ہے، نیز اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھنے کا اسناد بھی ہے۔ شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لکھنے اور پڑھنے کے متعلق تفصیل سے گفتگو کر چکے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم لکھنے اور پڑھنے کے اظہار کے بعد دنیا سے تشریف لے گئے۔

بَابُ ۸۰۹ تَوَكُّلِهٖ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى!

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ پر توکل

۵۸۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف

سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سِنَانِ ابْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ فَأَدْرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ سَيْفَهُ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا قَالَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْوَادِي يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَجُلًا أَتَانِي وَأَنَا نَائِمٌ فَأَخَذَ السَّيْفَ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي فَلَمْ أَشْعُرْ إِلَّا وَالسَّيْفُ صَلْتًا فِي يَدِهِ فَقَالَ لِي مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ قُلْتُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ قُلْتُ اللَّهُ قَالَ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ایک جنگ میں لگے، تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی وادی میں دیکھا جس میں کانٹے دار درخت بہت تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے اترے اور اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ پر اپنی تلوار لٹکا دی، اور لوگ وادی کے دوسرے درختوں کے نیچے سائے کی طلب میں بکھر گئے، (راوی) کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص میرے پاس آیا درآں حالیکہ میں سویا ہوا تھا، اس نے میری تلوار پکڑ لی میں اچانک بیدار ہوا تو وہ میرے سر پر کھڑا ہوا تھا اور مجھے صرف اس وقت احساس ہوا جب اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی، اس نے کہا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! اس نے پھر دوبارہ کہا تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! آپ نے فرمایا پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی، اور وہ شخص یہ بیٹھا ہوا ہے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ تعرض نہیں کیا۔

۵۸۳۴ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ يَوْمًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ وَمَعْمَرٍ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نجد کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس جنگ سے واپس لوٹے تو وہ بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے۔ ایک دن ان سب کو دوپہر کے قیلولہ نے آلیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۸۳۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے حتی کہ جب ہم ذات الرقاع پر پہنچے، باقی روایت زہری کی طرح ہے اس میں یہ نہیں

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِہَدَاتِ الرِّقَاعِ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ الزُّھْرِیِّ وَلَمْ یَذْکُرْ ثُمَّ لَمْ یَعْرِضْ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

توکل کا لغوی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

لغت میں توکل کی حقیقت ہے اپنے عجز کا اظہار کرنا اور غیر پر اعتماد کرنا، اور اہل حقیقت کے نزدیک توکل کی تعریف یہ ہے: جو چیز اللہ کے پاس ہو اس کی امید رکھنا اور جو لوگوں کے پاس ہو اس سے نا امید ہونا، اور جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ اس کے رزق اور تمام معاملات کا اللہ تعالیٰ کفیل اور کارساز ہے اور وہ صرف اسی کی طرف رجوع کرتا ہو اور غیر سے امید نہ رکھتا ہو وہ شخص اللہ پر متوکل ہے۔[1]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

کسی شخص پر توکل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو کسی معاملہ پر وکیل بنا لیا جائے جو اس معاملہ کو قائم کرنے والا ہو اور اس کی اصلاح کا ضامن ہو، ابن الملک نے یہ کہا ہے کہ اللہ پر توکل کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس کو یہ یقین ہو کہ جو نفع یا ضرر اس کے لیے مقدر کر دیا گیا ہے اس کے سوا اس کو کوئی چیز لاحق نہیں ہو گی، نہایہ میں ہے کسی شخص پر توکل کرنے کا معنی اس پر اعتماد کرنا اور اس کی پناہ میں جانا ہے، اور عرفا میں سے سری سقطی نے کہا ہے کہ اپنی قوت سے بالکلیہ نکل آنا توکل ہے، ابن مسروق نے کہا ہے کہ تقدیر پر راضی بہ رضا ہونا توکل ہے، اور جنید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ کے لیے ایسا ہو جائے جیسے وہ ہے ہی نہیں ——— یعنی احکام الٰہیہ کے سامنے اپنی خواہشات کو فنا کر دے بس اللہ ہی اللہ ہو اور کچھ نہ ہو یہ توکل ہے ———[2]

کیا اسباب اور وسائل کا حصول توکل کے منافی ہے؟

امام غزالی فرماتے ہیں:

تمہارے سامنے کھانا رکھا ہوا ہو اور تم بھوکے اور ضرورت مند ہو لیکن تم کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ اور کہو کہ میں تو متوکل ہوں، یہ غلط ہے کیونکہ توکل کی شرط ہے کوشش کو ترک کرنا اور ہاتھ بڑھانا بھی کوشش ہے، اسی طرح دانتوں سے چبانا اور حلق سے نوالہ نیچے نگلنا بھی کوشش ہے تو یہ خیال محض جنون ہے اور یہ توکل کی کوئی قسم نہیں ہے، کیونکہ نوالہ خود بخود منہ میں نہیں پہنچتا، اور چبائے اور حلق سے اتارے بغیر نوالہ معدہ میں ہضم ہونے کے لیے نہیں جاتا، اسی طرح بیج بونے اور دیگر کاشتکاری کے کاموں کے کیے بغیر فصل نہیں اگتی یہی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔[3]

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وشاورھم فی الامر فاذا عزمت

اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کریں، پس

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۸ ص ۱۶۰-۱۵۹، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۱۰ ص ۴۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[3] امام محمد بن محمد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۵۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔ (آل عمران: ۱۵۹)

جب آپ (کسی کام کا) عزم کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں (اور اس کام کو کر گزریں) بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

دلت الآیة علی انه لیس التوکل ان یهمل الانسان نفسه کما یقوله بعض الجهال والالکان الامر بالمشاورة منافیا للامر بالتوکل بل التوکل هو ان یراعی الانسان الاسباب الظاهرة ولکن لا یعول بقلبه علیها بل یعول علی عصمة الحق۔ ؎۱

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ توکل یہ نہیں ہے کہ انسان بالکل کوشش نہ کرے جیسا کہ بعض جاہل کہتے ہیں کیونکہ اگر توکل کوشش ترک کرنے کا نام ہوتا تو مشورہ کا حکم دینا توکل کے خلاف ہوتا، بلکہ توکل کی تعریف یہ ہے کہ انسان اسباب ظاہرہ کی رعایت کرے لیکن اس کا اعتماد ان اسباب پر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔

اور علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

واصل التوکل اظهار العجز والاعتماد علی الغیر والاکتفاء به فی فعل ما یحتاج الیه وهو عندنا علی الله سبحانه لا ینافی مراعاة الاسباب بل یکون مراعاتها مع تفویض الامر الیه تعالی شانه واعقلها وتوکل یرشد الی ذالک۔ ؎۲

لغت میں توکل کا معنی ہے عجز کا اظہار کرنا اور غیر پر اعتماد کرنا اور حاجات میں اسی پر اکتفاء کرنا ہمارے نزدیک یہ معنی اسباب کی رعایت کرنے کے خلاف نہیں ہیں، بلکہ اسباب کی رعایت کرنے کے بعد معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "اونٹنی کو باندھ کر توکل کرو" اسی معنی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک یقول قال رجل یارسول الله اعقلها واتوکل او اطلقها واتوکل قال اعقلها وتوکل۔ ؎۳

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا اس کو کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ نے فرمایا اس کو باندھ کر توکل کرو۔

امام بیہقی نے اس حدیث کو چار مختلف سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ؎۴

؎۱۔ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۸۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

؎۲۔ علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۴ ص ۱۰۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

؎۳۔ امام محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۶۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

؎۴۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۲ ص ۸۰۔۷۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال کان اهل الیمن یحجون ولا یتزودون ویقولون نحن المتوکلون فاذا قدموا مکة سألوا الناس فانزل الله عزوجل وتزودوا فان خیر الزاد التقوی۔ [۱]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل یمن حج کرتے تھے اور زاد راہ نہیں لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں، اور جب مکہ پہنچتے تو لوگوں سے سوال کرتے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی زادراہ (سفر خرچ) لو، کیونکہ بہترین زادراہ تقویٰ ہے، (یعنی سوال نہ کرنا)

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ [۲]

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ ابن شہاب سے مرسلاً روایت کرتے ہیں:

قال النبی صلی الله علیه وسلم اطلب حقك حتی تعجز فاذا عجزت فقل حسبی الله ونعم الوکیل فانما یقضی بینکم علی حججکم۔ [۳]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا حق طلب کرو حتی کہ تم عاجز آجاؤ اور جب تم عاجز آجاؤ تو کہو "مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے"، کیونکہ تمہارے درمیان تمہارے دلائل کے اعتبار سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔

نیز امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن علی قال: سئل النبی صلی الله علیه وسلم ای الاعمال ازکی قال کسب المرء بیده۔ [۴]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ انسان کا سب سے پاکیزہ عمل کون سا ہے؟ فرمایا مرد کا اپنے ہاتھ سے کمائی کرنا۔

نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن معاویة بن قرة ان عمر بن الخطاب اتی علی قوم فقال ما انتم؟ قالوا: نحن المتوکلون، قال بل انتم المتکلون، الا اخبرکم بالمتوکلین؟ رجل القی حبة فی بطن الارض ثم توکل علی ربه۔ [۵]

معاویہ بن قرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کا چند لوگوں کے پاس سے گزر ہوا، فرمایا: تم لوگ کیا کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم لوگ توکل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم (دوسرے لوگوں کے اموال پر) بھروسہ کرتے ہو، کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں کہ متوکل کون ہیں؟ جس شخص نے زمین میں بیج ڈالا پھر اللہ پر توکل کیا۔

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۲] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۴۲، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[۳] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۲ ص ۸۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۱ھ

[۴] ″ ″ ″ ، شعب الایمان ج ۲ ص ۸۸، ″ ″ ″

[۵] ″ ″ ″ ، شعب الایمان ج ۲ ص ۸۱ ″ ″ ″

قرآن مجید احادیث اور آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ اسباب کو ترک کرنا توکل نہیں بلکہ کسی چیز کے اسباب کو حاصل کر کے اس کے نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا توکل ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سید المتوکلین ہیں اس کے باوجود جب آپ کئی دن کے لیے غار حرا میں عبادت کے لیے جاتے تو اپنے ساتھ کئی دن کا کھانا لے جاتے تھے غزوہ احد میں آپ دو زرہیں پہن کر میدان جنگ میں آئے، فتح مکہ کے دن مکہ میں خود پہن کر داخل ہوئے، آپ نے بیماروں کو دوا اور علاج کرنے کی تلقین کی، اپنا علاج کرایا، پچھنے لگوائے، آپ کے چہرہ کے زخم میں راکھ بھری گئی، آپ نے بیمار کو پرہیز کرنے کا حکم دیا، اور یہ بھی فرمایا کہ بیمار کو تندرست کے پاس نہ لاؤ اور کوڑھ کے مریض سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں، فتح خیبر کے بعد آپ ازواج مطہرات کو ایک سال کے خرچ کے لیے چھوارے اور غلہ کی دیگر اجناس دے دیا کرتے تھے۔ اس لیے مستقبل کی خاطر پس انداز کرنا اور اسباب اور وسائل کو حاصل کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

بَابُ ۸۱۰ بَيَانِ مَثَلِ مَا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ

جس علم اور ہدایت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اس کی مثال

۵۸۳۶ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَرَعَوْا وَأَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرٰى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مجھ کو مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس بادل کی طرح ہے جو زمین پر برسا، زمین کا کچھ حصہ اچھا تھا جس نے اس پانی کو جذب کر لیا اور اس نے چارہ اور بہت سا سبزہ اگایا اور زمین کا بعض حصہ سخت تھا اس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع دیا، انھوں نے وہ پانی خود پیا، جانوروں کو پلایا اور ان کو چرایا، زمین کا بعض حصہ چٹیل میدان تھا، جس پر بارش ہوئی تو اس نے پانی کو روکا اور نہ کسی قسم کی گھاس اگائی۔ یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اس کا فیض پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا ہے اس کا علم حاصل کیا اور وہ علم آگے پہنچایا اور یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا اور جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے اس کو قبول نہیں کیا۔

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت

علامہ نووی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مثال بیان فرمائی ہے اس سے مقصود یہ

ہے کہ زمین کی تین قسمیں ہیں اسی طرح لوگوں کی بھی تین قسمیں ہیں، زمین کی پہلی قسم یہ ہے کہ زمین پہلے مُردہ اور بنجر ہو پھر بارش ہونے سے اس میں سبزہ پیدا ہو جائے جس سے انسان اور مویشی دونوں فائدہ حاصل کریں۔ اسی طرح لوگوں کی پہلی قسم یہ ہے کہ ان کے پاس ہدایت اور علم پہنچے وہ اس کو یاد کرکے اپنے دل کو زندہ کریں اور اس کے تقاضوں پر عمل کریں اور دوسرے لوگوں کو تعلیم دیں۔ زمین کی دوسری قسم وہ ہے جو پانی سے خود تو فائدہ حاصل نہیں کرتی لیکن وہ پانی کو روک لیتی ہے اور اس سے انسان اور مویشی فائدہ حاصل کرتے ہیں، اور لوگوں کی دوسری قسم وہ ہے جن کی قوت حافظہ تو ہوتی ہے لیکن ان میں ذہانت اور ذکاوت نہیں ہوتی جس کی بناء پر وہ قرآن مجید اور احادیث کی نصوص سے مسائل مستنبط نہیں کر سکتے، یہ لوگ احادیث کو روایت کرتے ہیں اور مجتہدین ان کی روایات سے مسائل کا اجتہاد کرتے ہیں اور لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے، زمین کی تیسری قسم وہ ہے جو اگاتی ہے نہ پانی روکتی ہے، اور لوگوں کی تیسری قسم وہ ہے جن کے پاس نہ قوت حافظہ ہوتی ہے جس سے قرآن اور حدیث کی نصوص یاد رکھ سکیں نہ ان کی فہم ثاقب ہوتی ہے جس سے وہ مسائل مستنبط کر سکیں، پس جب یہ لوگ علم اور ہدایت کی کوئی بات سنتے ہیں تو یہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں نہ ان سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔[1]

علامہ نووی کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم علماء اور فقہاء کی، دوسری قسم راویان حدیث کی اور تیسری قسم عوام کی، لیکن اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تیسری قسم میں جن لوگوں کو بیان کیا ہے ان کی مذمت کی ہے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے علم اور ہدایت کو بالکل قبول نہیں حالانکہ عام مسلمان اس مثال میں داخل نہیں ہیں اس لیے صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم فقہاء مجتہدین کی ہے، دوسری قسم علماء غیر مجتہدین اور راویان حدیث کی اور تیسری قسم کفار اور منافقین کی ہے۔

بَابُ شَفَقَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمَّتِهٖ[811]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمت پر شفقت

۵۸۳۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كُرَيْبٍ) قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ يَا قَوْمِ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَاِنِّيْ اَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَآءَ فَاَطَاعَهٗ طَآئِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰى مُهْلَتِهِمْ وَكَذَّبَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور جس دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کے پاس جا کر کہے: اے میری قوم میں نے اپنی آنکھوں سے (دشمن کا) ایک لشکر دیکھا ہے اور میں تم کو کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں سو تم خود کو بچاؤ، اس قوم میں سے بعض لوگوں کی اطاعت کر لی، اور سر شام اس مہلت میں بھاگ گئے اور بعض لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور وہ صبح تک وہیں رہے، صبح ہوتے ہی لشکر ان پر حملہ آور

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ۔

ہوا اور ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو میری پیروی کرتے ہیں اور میرے لائے ہوئے دین کی اتباع کرتے ہیں اور ان لوگوں کی مثال ہے جو میری نافرمانی کرتے ہیں اور میرے لائے ہوئے دین حق کی تکذیب کرتے ہیں۔

۵۸۳۸- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ أُمَّتِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهِ فَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَأَنْتُمْ تَقَحَّمُونَ فِيهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور میری امت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی پھر حشرات الارض اور پروانے اس آگ میں گرنے لگے سو میں تم کو کمر سے پکڑ کر روک رہا ہوں اور تم اس آگ میں دھڑا دھڑ گر رہے ہو۔

۵۸۳۹- وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۸۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا قَالَ فَذَلِكُمْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُونِي تَقَحَّمُونَ فِيهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور جب اس آگ نے ماحول کو روشن کر دیا تو اس میں پروانے اور حشرات الارض گرنے لگے، وہ شخص ان کو آگ میں گرنے سے روکتا ہے اور وہ اس پر غالب آکر آگ میں دھڑا دھڑ گر رہے ہیں، پس یہ میری مثال اور تمہاری مثال ہے، میں تمہاری کمر پکڑ کر تم کو جہنم میں جانے سے روک رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ جہنم کے پاس سے چلے آؤ، اور تم لوگ میری بات نہ مان کر جہنم میں گرے جا رہے ہو۔

۵۸۴۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيمٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور تمہاری مثال

مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَفَلَّتُونَ مِنْ يَدِي۔

اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی پھر حشرات الارض اور پروانے اس میں گرنے لگے درآں حالیکہ وہ ان کو اس سے روک رہا ہے اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے روک رہا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو۔!

بَابُ ۸۱۲ ذِكْرِ كَوْنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بیان

۵۸۴۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُنْيَانًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ فَجَعَلَ النَّاسُ يُطِيفُونَ بِهِ يَقُولُونَ مَا رَأَيْنَا بُنْيَانًا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا إِلَّا هَذِهِ اللَّبِنَةَ فَكُنْتُ أَنَا تِلْكَ اللَّبِنَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور انبیاء (سابقین) کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور بہت ہی اچھا اور خوبصورت مکان بنایا لوگ اس مکان کے گرد گھوم کر کہنے لگے ہم نے اس مکان سے اچھا کوئی مکان نہیں دیکھا مگر اس میں ایک اینٹ نہیں ہے سو میں وہ اینٹ ہوں۔

۵۸۴۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنَى بُيُوتًا فَأَحْسَنَهَا وَأَجْمَلَهَا وَأَكْمَلَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ وَيُعْجِبُهُمُ الْبُنْيَانُ فَيَقُولُونَ أَلَّا وَضَعْتَ هَاهُنَا لَبِنَةً فَيَتِمَّ بُنْيَانُكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَنَا اللَّبِنَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کئی مکان بنائے اور کیا اچھے، خوبصورت اور مکمل مکان بنائے مگر اس کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی، لوگ گھوم رہے تھے اور ان کو وہ مکان اچھا لگ رہا تھا، وہ کہنے لگے تم نے یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی تاکہ تمہاری تعمیر مکمل ہو جاتی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں۔

۵۸۴۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنُونَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے

ابن جعفر عن عبد الله بن دینار عن ابی صالح السمان عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی كمثل رجل بنی بنیانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة من زوایاه فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین۔

انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور کیا ہی حسین و جمیل مکان بنایا مگر اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ تھی، لوگ اس کے گرد گھوم کر خوش ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ نے فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

٥٨٣٥ - حدثنا ابو بكر بن ابی شیبة و ابو كریب قالا حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثلی ومثل النبیین فذكر نحوه۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور نبیوں کی مثال، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

٥٨٣٦ - حدثنا ابو بكر بن ابی شیبة حدثنا عفان حدثنا سلیم بن حیان حدثنا سعید بن میناء عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال مثلی ومثل الانبیاء كمثل رجل بنی دارا فاتمها واكملها الا موضع لبنة فجعل الناس یدخلونها ویتعجبون منها ویقولون لولا موضع اللبنة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فانا موضع اللبنة جئت فختمت الانبیاء۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور انبیاء (سابقین) کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو مکمل اور کامل کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور اس گھر کو دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے کہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی گئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس اینٹ کی جگہ آیا ہوں اور میں نے انبیاء کی آمد کو ختم کر دیا۔

٥٨٣٧ - وحدثنیه محمد بن حاتم حدثنا ابن مهدی حدثنا سلیم بهذا الاسناد مثله وقال بدل اتمها احسنها۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

خاتم کے معنی

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

(وخاتم النبیین) لانه ختم النبوة ای تمها بمجیئه۔[1]

آپ خاتم النبیین اس لیے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا، یعنی آپ نے آکر نبوت کو تمام اور مکمل کر دیا۔

---

[1] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۱۴۲، مطبوعہ مکتبہ مرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

وختام القوم وخاتِمهم وخاتَمهم: آخرهم عن اللحيانى محمد صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياءِ عليه وعليهم الصلاة والسلام ـ التهذيب، وَ الخَاتِم والخاتَم من اسماء النبى صلى الله عليه وسلم وفى التنزيل العزيز: ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين اى آخرهم وقد قرئ وخاتِم انما حمله على القراءة المشهورة تكسر، من اسمائه العاقب ايضا ومعناه آخر الانبياء[1]

ختام القوم، خاتِم القوم اور خاتَم القوم کا معنی ہے آخر القوم۔ لحیانی سے منقول ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں (تہذیب) خاتِم اور خاتَم دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء ہیں، قرآن مجید میں ہے: ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، خاتِم اور خاتَم قرآن مجید کی دو قراءتیں ہیں، اور خاتِم کی قراءت خاتَم پر محمول ہے دونوں کا معنی ہے آخر النبیین، آپ کے اسماء میں سے عاقب بھی ہے اور اس کا معنی ہے آخر الانبیاء۔

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

فيه آمين خاتم رب العالمين على عباده المومنين، قيل معناه طابعه وعلامته التى تدفع عنهم الاعراض والعاهات، لان خاتم الكتاب يصونه ويمنع الناظرين عما فى باطنه و تفتح تاؤه وتكسر، لغتان[2]

حدیث میں ہے کہ آمین اللہ تعالیٰ کی اپنے مومن بندوں پر خاتم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی اللہ تعالیٰ کی مہر اور ایسی علامت ہے جو ان سے بیماریوں اور آفتوں کو دور کرتی ہے، کیونکہ جب مکتوب پر مہر لگا دی جاتی ہے تو وہ مکتوب کو کسی اور چیز کے دخول سے محفوظ رکھتی ہے اور لوگوں کو اس مکتوب کے دیکھنے سے منع کرتی ہے۔ خاتَم اور خاتِم اس لفظ میں دو لغت ہیں۔

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

والخاتم من كل شئى عاقبته وآخرته كخاتمته والخاتم آخر القوم كالخاتم ومنه قوله تعالى وخاتم النبيين اى آخرهم[3]

ہر چیز کا خاتم اس کے بعد آنے والا اور اس کا آخر ہے جیسا کہ خاتمہ اخیر میں ہوتا ہے اور خاتَم خاتِم کی طرح قوم کے آخری شخص کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قول خاتم النبیین اسی معنی میں ہے۔

ختم نبوت پر قرآن مجید سے دلائل

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ

[1] علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ لسان العرب ج ۲ ص ۱۰، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران، ۱۴۰۵ھ
[2] علامہ محمد بن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۲ ص ۱۰، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی ایران، ۱۳۶۴ھ،
[3] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۸ ص ۲۶۷، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ مصر، ۱۳۰۶ھ

اللہ وخاتم النبیین ۔ (احزاب : ۴۰)	نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر۔

۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں مرزا غلام احمد نام کا ایک شخص گورداسپور کے ایک علاقہ قادیان میں پیدا ہوا، یہ شخص پہلے مبلغ اسلام کی شکل میں ظاہر ہوا پھر اس نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں یہ شخص فوت ہو گیا (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی)

قادیانی یہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کی مہر ہیں جس شخص پر آپ کی مہر لگ جاتی ہے وہ نبی بن جاتا ہے، اور اس آیت کا یہی مطلب ہے سو ان کے نزدیک غلام احمد قادیانی پر بھی آپ کی مہر لگی اور وہ نبی بن گیا، العیاذ باللہ، ختم نبوت کا یہ معنیٰ قرآن مجید کی خالص تحریف ہے، ہم نے مستند لغات کے حوالوں سے بیان کیا ہے کہ خاتم کا معنیٰ آخر ہے نیز قرآن مجید کی دو قرأتیں ہیں خاتم اور خاتم اگر خاتم کا معنی مہر مذکور کیا جائے تو ان دونوں قرأتوں میں کھلا تعارض ہو گا، اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ خاتِم اور خاتَم دونوں کا معنی عاقب اور آخر ہے اور اگر خاتم کا معنی مہر بھی ہو تو اس مہر کا معنی وہ نہیں ہے جو قادیانیوں نے سمجھا ہے بلکہ مہر کا معنی یہ ہے کہ جس چیز پر مہر لگا دی جائے وہ چیز ختم ہو جاتی ہے اس میں دوسری شئے داخل ہو سکتی ہے نہ اس کو کوئی شخص دیکھ سکتا ہے نیز قرآن مجید کی آیات کے معنی کے تعین میں اصل حجت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں اور پھر آثار صحابہ ہیں لغت تو تیسرے درجہ کی چیز ہے اور بہ کثرت احادیث سے واضح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول مبعوث نہیں ہو سکتا، جیسا کہ ہم ان شاء اللہ عنقریب متعدد حوالوں سے بیان کریں گے، سر دست ہم ختم نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی مزید آیات پیش کر رہے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق :۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ : ۳)	آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

دین اسلام کا کامل ہونا اور نعمت الٰہی کا پورا ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ اب نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، کیونکہ اگر نزول قرآن کے مکمل ہونے کے بعد بھی نبوت جاری رہے اور وحی نازل ہوتی رہے تو پھر نعمت الٰہی کا سلسلہ بھی جاری رہے گا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

وما ارسلناك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا ولكن اكثر الناس لا يعلمون ۔ (سبا : ۲۸)	اور بے شک ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی یا رسول کا آنا ممکن ہو تو جن لوگوں کے لیے وہ نبی یا رسول ہو گا ان کے لیے آپ نبی یا رسول نہیں ہوں گے۔ اس سے یہ لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہ ہوں کیونکہ بعض لوگوں کے لیے کوئی اور نبی یا رسول ہے اور یہ مفروضہ اس آیت کریمہ کے خلاف ہے۔

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم	آپ کہیے کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف

جمیعاً۔ (اعراف: ۱۵۸)
اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیت سے بھی یہی وجہ استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا جائز ہو تو پھر آپ سب لوگوں کے رسول نہ ہوئے، کیونکہ بعض لوگوں کا رسول کوئی اور ہے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

تبٰرک الذی نزّل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ (فرقان: ۱)
وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے عبد (مقدس) پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کی تاکہ وہ عبد تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والے ہو جائیں۔

اس آیت سے بھی یہی وجہ استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد نبی آنا ممکن ہو تو پھر آپ تمام جہانوں کے لیے نذیر نہ رہے کیونکہ بعض لوگوں کا نذیر کوئی اور ہے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے:

وما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین۔ (انبیاء: ۱۰۷)
بے شک ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت سے بھی اسی طرح استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی آیا تو اپنی امت کے لیے وہ رحمت ہوگا پھر آپ سارے جہانوں کے لیے رحمت نہ ہوئے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ٥ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ (جمعہ: ۲-۳)
وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے (ایک عظمت والا) رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک وہ لوگ (ایمان لانے سے) پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور ان میں سے ان دوسروں کو بھی (علم و حکمت سکھاتا ہے اور پاک کرتا ہے) جو ابھی ان (پہلے لوگوں) سے نہیں ملے۔

اس آیت سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بعد کے لوگوں کو بھی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں، اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی آیا تو پھر بعد کے لوگوں کو وہ تعلیم دے گا اور وہ تزکیہ کرے گا اور آپ بعد کے تمام لوگوں کو تعلیم دینے والے نہیں رہیں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ (نساء: ۵۹)
اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور ان کی جو تم میں سے صاحبان امر ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد اولی الامر (صاحبان امر یعنی علماء یا حکام) کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو صاحبان امر سے پہلے اس نبی کی پیروی کا حکم دیا جاتا۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جھنم وساءت
اور جو شخص سید ھا راستہ روشن ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلے تو وہ جس طرف پھرے ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے

مصیرا (نساء : ۱۱۵) اور اس کو جہنم میں پہنچائیں گے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سبیل المؤمنین (اجماع امت) کی پیروی کو واجب قرار دیا ہے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو سبیل المؤمنین سے پہلے اس کی اتباع کا حکم دیا جاتا۔

والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاٰخرة ھم یوقنون ه اولٰئك علی ھدی من ربھم واولٰئك ھم المفلحون ۔ (بقرہ : ۴-۵)

جو اس (وحی) پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی اور جو (وحی) آپ سے پہلے نازل کی گئی اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت انبیاء سابقین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل ہونے والی وحی پر ایمان لانا ضروری ہے اور اسی پر اخروی فلاح موقوف ہے، اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا آنا بھی ممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایمان لانے کا ذکر بھی کرتا۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولٰئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ۔

(الحدید : ۱۰)

اے مسلمانو! تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا تم ان کے برابر نہیں ہو سکتے! ان لوگوں کا ان مسلمانوں سے بہت بڑا درجہ ہے جنھوں نے بعد میں (راہ خدا میں) خرچ کیا اور جہاد کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت تک کوئی مسلمان فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں سے درجہ میں بڑھ نہیں سکتا اور نبی غیر نبی سے درجہ میں بڑا ہوتا ہے سو اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوتا تو وہ فتح مکہ سے پہلے جہاد کرنے والوں سے درجہ میں بڑا ہوتا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

قرآن مجید کی اور بھی آیات ہیں جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر استدلال کیا جاتا ہے، لیکن اختصار کی وجہ سے ہم نے ان چند آیات کے ذکر پر اکتفاء کی ہے، اللہ تعالیٰ ان آیات کو اہل ایمان کے لیے استقامت اور طمانیت اور منکرین کے لیے ہدایت کا سبب بنائے۔ آمین۔

نبوت اور رسالت کے منقطع ہونے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی خلفه نبی و انه لا نبی بعدی ۔

(الحدیث - ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو اسرائیل کے انبیاء ان کا سیاسی نظام چلاتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

اس حدیث کو امام مسلم [1] اور امام احمد [2] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن سعد بن ابی وقاص قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فی غزوۃ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی غیر انہ لا نبی بعدی [3]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا، حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں، آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

نیز اس حدیث کو امام ترمذی [5]، امام ابن ماجہ [6]، امام احمد [7] اور امام ابن حبان [8] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حدثنا اسماعیل قلت لابن ابی اوفیٰ ارایت ابراھیم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہ [9]

اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انھوں نے کہا وہ بچپن میں فوت ہو گئے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا مقدر ہوتا تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا۔

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[5] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۳۵، ۵۳۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۲،

[7] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۷۷، ج ۳ ص ۳۳۸، ۳۲، ج ۶ ص ۴۳۸، ۳۶۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[8] علامہ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۱۰ ص ۱۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ

[9] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے، پس میرے بعد کوئی رسول مبعوث ہو گا نہ نبی۔

اس حدیث کو امام احمد[2]، امام حاکم[3] اور امام ابن ابی شیبہ[4] نے بھی روایت کیا ہے۔

علامہ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی الطفیل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا نبوة بعدی الا المبشرات الحدیث رواه احمد والطبرانی ورجاله ثقات۔ [5]

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد نبوت نہیں ہے، البتہ سچے خواب دکھائے جائیں گے اس حدیث کو امام احمد اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

عن حذیفة بن اسید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی الا المبشرات الحدیث۔ رواه الطبرانی والبزار ورجال الطبرانی ثقات۔ [6]

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت رخصت ہو گئی اب میرے بعد نبوت نہیں ہے البتہ سچے خواب ہیں اس حدیث کو امام طبرانی اور امام بزار نے روایت کیا ہے امام طبرانی کے راوی ثقہ ہیں۔

اس حدیث کو امام ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ [7]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تقوم الساعة حتی

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میری امت کے

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۳۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۴ ص ۳۹۱، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

[4] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۱۱ ص ۵۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[5] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۷۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

[6] 〃 〃 〃 مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۷۳،

[7] علامہ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۱۲۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ

تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی یعبدوا الاوثان وانه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی هذا حدیث صحیح۔ [1]

قبائل مشرکین کے ساتھ لاحق نہ ہوں اور جب تک بتوں کی عبادت نہ کی جائے اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد، [2] امام احمد [3] اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی امامة الباهلی قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فکان اکثر خطبة حدیثا حدثناه عن الدجال وحذرناه الی قوله صلی الله علیه وسلم انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وهو خارج فیکم لا محالة الی قوله صلی الله علیه وسلم انه سأصف لکم صفة لم یصفها ایاه نبی قبلی انه یبدأ فیقول انا نبی ولا نبی بعدی۔ [5]

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طویل خطبہ دیا اور اس میں دجال کے متعلق حدیث بیان کی اور ہم کو دجال سے ڈرایا، آپ نے اس خطبہ کے اثناء میں فرمایا میں آخر الانبیاء ہوں اور تم آخری امت ہو، دجال تم میں لامحالہ خروج کرے گا، میں عنقریب تم سے اس کی صفات کو بیان کروں گا مجھ سے پہلے کسی نبی نے اس کی صفات بیان نہیں کیں وہ ابتداء میں کہے گا کہ میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ [6]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن جبیر بن مطعم انه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان لی خمسة اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کفار کو

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۲۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۴۸۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
[5] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۹۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[6] امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۴ ص ۵۳۹، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

الذی یمحو اللہ بی الکفار وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب لیس بعدہٗ نبی۔

مٹا دے گا، میں حاشر ہوں جس کے قدموں میں حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص یقول خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما کالمودع فقال انا محمد النبی الامی قالہ ثلاث مرات ولا نبی بعدی الحدیث[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوداع ہونے والے شخص کی طرح تشریف لائے اور آپ نے تین بار فرمایا میں محمد نبی امی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ہم نے مستند امہات کتب حدیث سے ایسی احادیث پیش کر دی ہیں جن میں یہ تصریح کر دی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ کوئی نبی۔ اور یہ احادیث اس قدر زیادہ طرق اور اسانید سے مروی ہیں کہ یہ لفظاً متواتر ہیں ورنہ ان کے تواتر معنوی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اور ان احادیث کو پڑھنے کے بعد ایک انصاف پسند شخص کے لیے ختم نبوت اور آپ کے بعد سلسلہ نبوت کے منقطع ہونے کے سلسلہ میں کسی قسم کے تردد کی گنجائش نہیں ہے الا یہ کہ کسی شخص کے دل ودماغ پر گمراہی کی مہر لگ چکی ہو تو اس کے لیے ہدایت کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

امتی اور ظلی نبی کی اختراع کا جواب

مرزا غلام احمد قادیانی نے ان احادیث میں یہ تاویل کی ہے کہ ان احادیث میں آپ کے بعد مستقل اور تشریعی نبی کی نفی ہے، امتی اور ظلی نبی کی نفی نہیں ہے اور وہ چونکہ بزعم فاسد امتی اور ظلی نبی ہیں اس لیے یہ احادیث ان کے خلاف نہیں ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت کی یہ تقسیم صرف مرزائیوں کی اختراع ہے قرآن اور حدیث میں نبوت کی یہ تقسیم نہیں ہے قرآن اور حدیث کے مطابق نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ وحی نازل فرمائے اور اس کو تبلیغ احکام پر مامور کرے اور معجزہ سے اس کی تائید کرے۔ قرآن مجید میں ہے:

فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاءو بالبینات والزبر والکتاب المنیر (آل عمران: ۱۸۴)

اگر وہ آپ کی تکذیب کریں تو آپ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی جو معجزات، آسمانی صحائف اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ۔ (نساء: ۱۶۳)

بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسا کہ ہم نے نوح اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف وحی کی۔

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم (یوسف: ۱۰۹)

ہم نے آپ سے پہلے صرف مردوں کو رسول بنا کر بھیجا ہے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۲ ص ۱۴۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۱۲، ۱۷۲، مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

رسلا مبشرين ومنذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل - (نساء : ۱۶۵)

ہم نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تاکہ رسولوں کی بعثت کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کوئی عذر پیش کرنے کا موقع نہ رہے۔

ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ نبوت اور رسالت کا اس کے سوا اور کوئی تصور نہیں ہے کہ وہ مرد ہو اس پر وحی کی جائے وہ تبلیغی احکام پر مامور ہو (خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو) اور معجزات سے اس کی تائید کی جائے اور امتی اور ظلی نبی کا قرآن اور حدیث میں کوئی تصور نہیں ہے، اگر یہ شبہ ہو کہ بعض صوفیاء کی عبارات میں غیر تشریعی نبوت کا ذکر ملتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کی واضح نصوص کے مقابلہ میں ان غیر معصوم لوگوں کی عبارات کا کوئی اعتبار نہیں ہے، ہمارے نزدیک یہ عبارات الحاقی ہیں یا پھر مردود ہیں، عقائد کا ثبوت قرآن اور احادیث کی واضح نصوص سے ہوتا ہے غیر معصوم صوفیاء کی عبارات سے نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بھی صرف دفع الوقتی کی بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی غیر تشریعی نبوت کا قائل تھا، اس نے اپنی عبارات میں مستقل شارع ہونے اور تشریعی نبوت کی تصریح کی ہے اس لیے نبوت کی یہ تقسیم مرزائیوں کو مفید نہیں ہے مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

یہ بھی تو سمجھو شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا، میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان هذا لفي الصحف الاولى ٥ صحف ابراهيم و موسى ـــــ یعنی یہ قرآنی تعلیم توراۃ میں بھی موجود ہے۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۸۳، ۷)

قرآن مجید سے اجراء نبوت پر دلائل کے جوابات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الله يصطفى من الملائكة رسلا ومن الناس - (حج : ۷۵)

اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسولوں کو اور انسانوں میں سے۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاریہ ہے کہ وہ رسول منتخب کرتا ہے لہٰذا قیامت تک رسول آتے رہیں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عبارت سے ایک عام قاعدہ ذکر کیا جاتا ہے اور پھر دوسری دلیل سے اس کی تخصیص بیان کر دی جاتی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت کا قاعدہ بیان فرمایا: خلق الانسان من نطفة (نحل : ۴) "انسان کو نطفہ سے پیدا کیا گیا" لیکن دوسری دلیل سے حضرت آدم کی تخصیص کر دی کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا، حضرت حوا کی تخصیص کی ان کو حضرت آدم کے نفس سے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ کو بھی بغیر نطفہ کے پیدا کیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک نبی اور رسول بھیجے پھر ختم نبوت کی آیت نازل فرما کر اس سلسلہ کو منقطع کر دیا، خلاصہ یہ ہے کہ اس عام عبارت کی ختم نبوت کی آیت نے تخصیص کر دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین و حسن اولئک رفیقا (نساء : ۶۹)	جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے، وہ (جنت میں) اللہ کے انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جو انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے، صدیق، شہید، صالح اور نبی بن جاتے ہیں لہذا جس طرح قیامت تک صدیق، شہید اور صالح بنتے رہیں گے، اسی طرح نبی بھی بنتے رہیں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا معنی بننا ہو، اس آیت میں لفظ مع ہے اس کا معنی معیت اور ساتھ ہونا اور پھر اس کے بعد حسن اولئک رفیقا مذکور ہے جو اس معنی کو اور مؤکد کر دیتا ہے، اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے آخرت میں ان کی جزا یہ ہوگی کہ وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور ان کی رفاقت میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینت فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ (مومن: ۳۴)	اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف کھلی نشانیاں لے کر آئے تو جو (دین) وہ تمہارے پاس لے کر آئے، تم اس میں ہمیشہ شک کرتے رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے، تو تم نے کہا اب ان کے بعد اللہ تعالیٰ ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول کے نہ آنے اور ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ ان کفار کا عقیدہ بلا دلیل ہے اور ہمارا عقیدہ ختم نبوت اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولکل قوم ھاد (رعد: ۷)	ہر قوم کا ایک ہدایت دینے والا ہے۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے ہندوستان کی قوم کے لیے بھی ایک ہادی ہونا چاہیے، اور وہ مرزا غلام قادیانی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو قومیت کی بنیاد علاقہ اور زبان پر نہیں ہے، ثانیاً ہادی عام ہے کہ وہ رسول یا نبی ہو یا عالم دین، ثالثاً یہ کہاں سے لازم آگیا کہ اگر ہندوستان والوں کے لیے کوئی ہادی ہونا چاہیے تو وہ غلام احمد قادیانی ہو رابعاً یہ استدلال سراسر قرآن مجید میں تحریف پر مبنی ہے اور سیاق و سباق سے الگ کر کے یہ معنی کیا گیا ہے، پوری آیت اس طرح ہے:

ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ (رعد: ۷)	اور کافر کہتے ہیں کہ ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہ نازل ہوئی، (یہ آپ کا کام نہیں) آپ تو صرف (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہیں۔

پوری آیت پڑھنے سے معلوم ہو گیا کہ دلکل قوم ھاد الگ منفصل جملہ نہیں ہے بلکہ انت کی خبر ثانی ہے۔

احادیث سے اجراء نبوت پر دلائل کے جوابات

مرزائیوں نے ختم نبوت پر جو اہم شبہات وارد کیے ہیں ان میں سے ایک شبہ یہ ہے کہ:

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

اخرج ابن شیبہ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ [1]

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آ سکتا ہے جبھی تو حضرت عائشہ نے لا نبی بعدہ کہنے سے منع فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ، علامہ سیوطی کے زمانہ میں نہیں چھپی تھی، ۱۴۰۶ھ میں پہلی بار مصنف ابن ابی شیبہ چھپی ہے اور اس میں یہ حدیث نہیں ہے، اس لیے اس حوالے پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اور اب مطبوعہ مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کے برخلاف لا نبی بعدی والی حدیث متعدد جگہ مذکور ہے، بعض حوالے ہم نے پہلے ذکر کیے ہیں اور ایک حوالہ یہ ہے:

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان بنی اسرائیل کانت تسوسھم انبیاءھم کلما ذھب نبی خلفہ نبی وانہ لیس کائنا فیکم نبی بعدی۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل کا نظام حکومت ان کے انبیاء چلاتے تھے جب بھی ایک نبی رخصت ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا اور بیشک میرے بعد تم میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔

علاوہ ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ تواتر معنوی سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا، اس لیے درمنثور کا یہ حوالہ ترک کر دیا جائے گا۔

دوسرا شبہ یہ ہے کہ امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد الحدیث۔ [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے تم میں ابن مریم کا نزول ہو گا درآں حالیکہ وہ نیک حاکم ہوں گے صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور اس قدر مال بہائیں گے کہ اس کو کوئی شخص قبول نہیں کرے گا۔

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ

[2] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۱۵ ص ۵۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

مرزائی یہ کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو حضرت عیسیٰ کا نزول کیسے ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوگا، یا پیدا نہیں ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور بعثت پہلے ہو چکی ہے ان کا صرف نزول ہوگا۔

تیسرا شبہ یہ ہے کہ امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ جب حضور کی مسجد کے آخر المساجد ہونے کے باوجود دوسری مساجد بن سکتی ہیں تو آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے باوجود دوسرے نبی کے آنے میں کیا حرج ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی مسجد آخری مسجد نبوی ہے، اس مسجد کے بعد اور مساجد تو بنیں گی لیکن مسجد نبوی کوئی نہیں ہوگی، آپ کے بعد کوئی نبی آئے گا نہ کوئی مسجد اس کی طرف منسوب ہوگی۔

اس جواب کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ امام بزار نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

عن عائشۃ قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم المساجد (الحدیث) [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم المساجد ہے۔

چوتھا شبہ یہ ہے کہ حافظ الہیثمی نے ذکر کیا ہے کہ:

عن سھل بن سعد الساعدی قال استاذن العباس بن عبد المطلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الھجرۃ فقال لہ یا عم اقم مکانک الذی انت فیہ فان اللہ عزوجل یختم بک الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ۔

(رواہ ابو یعلی۔ [3])

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: اے چچا! آپ جس جگہ ہیں وہیں ٹھہرے رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھ پر نبوت ختم کی ہے اس طرح آپ پر ہجرت ختم کرے گا۔

مرزائی کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر ہجرت ختم ہے حالانکہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ ہجرت قیامت تک ہے تو جس طرح حضرت عباس کے خاتم المہاجرین ہونے کے باوجود ہجرت جاری رہ سکتی ہے تو اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے بعد نبوت کیوں

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ا ص ۴۴۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۵۶، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۴ھ

[3] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

جاری نہیں ہو سکتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عباس مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والے آخری صحابی تھے اس کے بعد مکہ دارالاسلام ہو گیا اور اب مکہ سے مدینہ آنا ہجرت نہیں ہے اور یہ خاص ہجرت حضرت عباس پر ختم ہو گئی اگرچہ مطلقاً ہجرت اب تک مشروع ہے۔

پانچواں شبہ یہ ہے کہ امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال لما مات ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ان له مرضعا في الجنة ولو عاش لكان صديقا نبيا۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم فوت ہو گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، اور فرمایا اس کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ آپ کا ارشاد "اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے" یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے بعد بھی ہونا ممکن ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں کا بیٹا اگر زندہ ہوتا تو ڈاکٹر بن جاتا۔ مرزائیہ کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ ثبوت تالی سے ثبوت مقدم کو مستلزم کر رہے ہیں حالانکہ قیاس استثنائی میں ثبوت مقدم ثبوت تالی کو اور نفی تالی نفی مقدم کو مستلزم ہوتی ہے مثلاً اگر رحمان کے بیٹا ہوتا تو میں ________ اس کا پہلا عبادت گذار ہوتا" یعنی اگر رحمان کے بیٹا ہوتا تو اس کو لازم ہے کہ سب سے پہلے میں اس کی عبادت کروں، لیکن چونکہ میں اس کا پہلا عبادت گذار نہیں ہوں اس لیے رحمان کا بیٹا بھی ممکن نہیں ہے۔ اسی قیاس پر ابراہیم کا زندہ رہنا اس کے سچے نبی ہونے کو مستلزم ہے لیکن چونکہ آپ کے بعد سچا نبی ہونا محال ہے اس لیے ابراہیم کو (بڑی عمر تک) زندہ نہیں رکھا گیا۔

ختم نبوت کے موضوع پر میں نے مقالات سعیدی میں ایک مستقل مقالہ لکھا ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی نبوت کو باطل کیا ہے اور مرزا کی تصانیف سے اس پر حجت قائم کی ہے، یہاں شرح صحیح مسلم میں میں نے قرآن اور حدیث سے ختم نبوت کے دلائل فراہم کیے اور قرآن اور حدیث میں جو منکرین کے شبہات تھے ان کا ازالہ کیا، اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس تحریر کو مسلمانوں کے لیے نافع اور منکرین کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔ اللہ العالمین اس کتاب کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے، مجھے، میرے والدین، میرے اساتذہ اور احباب کو دنیا اور آخرت میں ہر بلا سے اپنی پناہ میں رکھ اور دارین کی سعادتوں کو ہمارا مقدر کر دے! آمین یارب العالمین! بجاہ سیدنا محمد خاتم النبیین صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ ازواجہ اولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

باب ۸۱۳ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةَ اُمَّةٍ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا!

جب اللہ تعالیٰ کسی اُمت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے پہلے اس کے نبی کو اٹھا لیتا ہے

۵۸۴۸- وَحَدَّثَتْ عَنْ اَبِي اُسَامَةَ وَمِمَّنْ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی

[1] امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

رَوَى ذَلِكَ عَنْهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ رَحْمَةَ أُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهِ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهُ لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةَ أُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَأَقَرَّ عَيْنَهُ بِهَلَكَتِهَا حِينَ كَذَّبُوهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس امت (کی ہلاکت) سے پہلے اس نبی کو اٹھا لیتا ہے، اور اس نبی کو امت کے لیے اجر اور پیش رو بنا دیتا ہے اور جب کسی امت کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس نبی کی زندگی میں اس کی آنکھوں کے سامنے اس امت پر عذاب نازل فرماتا ہے اور اس امت کو ہلاک کر کے اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے، کیونکہ انھوں نے اس نبی کی تکذیب کی تھی اور اس کی نافرمانی کی تھی۔

بَابُ ۸۱۴ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض اور آپ کی صفات کا بیان

۵۸۴۹ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں۔"

۵۸۵۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ جَمِيعًا عَنْ مِسْعَرٍ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر مثل سابق روایت ہے۔

۵۸۵۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ وَرَدَ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں، جو اس حوض پر آئے گا وہ پیئے گا اور جو ایک بار پی لے وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا، اور میرے پاس (حوض پر) کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا، اور

أَبَدًا وَلَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَ النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ هَكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا يَقُولُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فَيَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي۔

وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ حائل کر دی جائے گی۔ ابو حازم کہتے ہیں کہ جس وقت میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا اس وقت نعمان بن ابی عیاش بھی اس حدیث کو سن رہے تھے، انھوں نے کہا تم نے حضرت سہل سے یہ حدیث اسی طرح سنی ہے؟ میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسی طرح سنی ہے البتہ وہ یہ زیادہ کہتے تھے، آپ فرمائیں گے یہ میرے پیروکار ہیں تو کہا جائے گا آپ (اپنی عقل سے) نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے، میں کہوں گا: جن لوگوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی ان سے دوری ہو دوری ہو۔

۵۸۵۲ - وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَعْقُوبَ

حضرت سہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۸۵۳ - وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَمَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ الْوَرِقِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَا يَظْمَأُ بَعْدَهُ أَبَدًا قَالَ وَقَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ أُنَاسٌ دُونِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي فَيُقَالُ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض (کی لمبائی اور چوڑائی) ایک ماہ کی مسافت ہے اور اس کے سب کونے برابر ہیں، اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہے اس کے کوزے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں جو شخص اس کا پانی پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی، راوی نے کہا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض پر رہوں گا اور یہ دیکھوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے، کچھ لوگ میرے سامنے پکڑے جائیں گے میں کہوں گا کہ اے رب یہ

أَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ وَاللهِ مَا بَرِحُوا بَعْدَكَ يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ قَالَ فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ أَنْ نُفْتَنَ عَنْ دِينِنَا۔

۵۸۵۴- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَصْحَابِهِ إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ فَوَاللهِ لَيُقْتَطَعَنَّ دُونِي رِجَالٌ فَلَأَقُولَنَّ أَيْ رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ مَا زَالُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ۔

۵۸۵۵- وَحَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو (وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ) أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ الْهَاشِمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ يَذْكُرُونَ الْحَوْضَ وَلَمْ أَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمًا مِنْ ذٰلِكَ وَالْجَارِيَةُ تَمْشُطُنِي فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ فَقُلْتُ لِلْجَارِيَةِ اسْتَأْخِرِي عَنِّي قَالَتْ إِنَّمَا دَعَا الرِّجَالَ وَلَمْ يَدْعُ النِّسَاءَ فَقُلْتُ إِنِّي مِنَ النَّاسِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَكُمْ فَرَطٌ عَلَى الْحَوْضِ

میرے پیروکار ہیں اور میری امت سے ہیں تو یہ کہا جائیگا "کیا آپ نے نہیں جانا" انھوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا ہے؟ بخدا آپ کے بعد یہ لوگ فوراً اپنی ایڑیوں پر پلٹ گئے" راوی کہتے ہیں ابن ابی ملیکہ یہ دعا کرتے تھے "اے اللہ! ہم اس سے تیری پناہ میں آتے ہیں کہ ہم اپنی ایڑیوں پر پلٹ جائیں اور اپنے دین میں کسی آزمائش سے دوچار ہوں"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے تھے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں حوض پر انتظار کروں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے، بخدا کچھ لوگوں کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائیگا، میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے پیروکار اور میری امت سے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ (اپنی عقل سے) نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے؟ یہ ہمیشہ دین سے پھرتے رہے ہیں۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں لوگوں سے حوض کا ذکر سنتی تھی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا تھا ایک دن جبکہ ایک لڑکی میرے کنگھی کر رہی تھی میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو" میں نے اس لڑکی سے کہا ایک طرف ہٹ جاؤ، اس نے کہا آپ مردوں کو بلا رہے ہیں، عورتوں کو نہیں بلا رہے، میں نے کہا لوگوں میں میں بھی شامل ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے میں حوض پر تمہارا پیش رو اجر ہوں، تم اس سے ڈرنا کہ کہیں تم کو میرے پاس سے ہٹا دیا جائے، جیسے بھٹکے ہوئے اونٹ کو ہٹا دیا جاتا ہے، میں کہوں گا کہ ایسا کیوں ہوا؟ تو یہ کہا جائے گا آپ (اپنی عقل سے) نہیں

فَإِيَّايَ لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ فَيُذَبُّ عَنِّي كَمَا يُذَبُّ الْبَعِيرُ الضَّالُّ فَأَقُولُ فِيمَ هٰذَا فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا۔

جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعات نکالی ہیں، میں کہوں گا دور ہی ہو۔

۵۸۵۶۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ (وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو) حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَافِعٍ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهِيَ تَمْتَشِطُ أَيُّهَا النَّاسُ فَقَالَتْ لِمَاشِطَتِهَا كُفِّي رَأْسِي بِنَحْوِ حَدِيثِ بُكَيْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت وہ کنگھی کرا رہی تھیں انھوں نے منبر پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی "اے لوگو" انھوں نے کنگھی کرنے والی سے کہا "اب میرے سر کو رہنے دو۔"

۵۸۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر گئے اور اہل احد کی نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر پلٹ آئے اور فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا، اور میں تمہاری گواہی دوں گا، اور بخدا لاریب میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں یا روئے زمین کی چابیاں فرمایا اور بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم (سب) میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

ف: یعنی آپ کو اس کا اندیشہ نہیں تھا کہ پوری امت مشرک ہو جائے گی، سو بعض لوگوں کا مرتد ہو کر یہود یا عیسائی ہو جانا اس حدیث کی پیشین گوئی کے خلاف نہیں ہے۔

۵۸۵۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبٌ (يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ) حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ فَقَالَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے پھر اس طرح نصیحت فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو نصیحت کر رہا ہو اور فرمایا "میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا، اور اس حوض کا عرض اتنا ہے جتنا مقام ایلہ سے لے کر جحفہ تک کا

إني فرطكم على الحوض وإن عرضه كما بين أيلة إلى الجحفة إني لست أخشى عليكم أن تشركوا بعدي ولكني أخشى عليكم الدنيا أن تنافسوا فيها وتقتتلوا فتهلكوا كما هلك من كان قبلكم قال عقبة فكانت آخر ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر۔

فاصلہ ہے، مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ تو نہیں ہے کہ تم (سب) میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے اور ایک دوسرے سے لڑ کر ہلاک ہو جاؤ گے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے، حضرت عقبہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری بار منبر پر دیکھا تھا۔

ف: ان احادیث میں شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کی دلیل ہے اور یہی احناف کا مذہب ہے، نیز آپ کے علم غیب کا اظہار ہے۔

۵۸۵۹ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب وابن نمير قالوا حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن شقيق عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا فرطكم على الحوض ولأنازعن أقواما ثم لأغلبن عليهم فأقول يا رب أصحابي أصحابي فيقال إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں اور میں کچھ لوگوں سے جھگڑا کروں گا پھر میں ان سے مغلوب ہوں گا، میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے اصحاب ہیں، یہ میرے اصحاب ہیں، پھر کہا جائے گا بے شک آپ (اپنی عقل سے) نہیں جانتے انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعتیں نکالی تھیں۔

۵۸۶۰ - وحدثناه عثمان بن أبي شيبة وإسحق بن إبراهيم عن جرير عن الأعمش بهذا الإسناد ولم يذكر أصحابي أصحابي۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس حدیث میں اصحابی، اصحابی نہیں ہے۔

۵۸۶۱ - حدثنا عثمان بن أبي شيبة وإسحق بن إبراهيم كلاهما عن جرير ح وحدثنا ابن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة جميعا عن مغيرة عن أبي وائل عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم نحو حديث الأعمش وفي حديث شعبة عن مغيرة سمعت أبا وائل۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کیں، یہ حدیث مثل سابق ہے۔

۵۸۶۲ - وحدثناه سعيد بن عمرو الأشعثي أخبرنا عبثر ح وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا ابن فضيل كلاهما عن حصين عن أبي وائل عن حذيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم نحو حديث الأعمش ومغيرة۔

امام مسلم نے دو مزید سندیں ذکر کیں، اس میں بھی اسی طرح حدیث ہے۔

۵۸۶۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْأَوَانِي قَالَ لَا فَقَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرَى فِيهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ-

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا حوض اتنا بڑا ہے جتنا صنعاء اور مدینہ میں فاصلہ ہے، ان سے مستورد نے کہا کیا آپ نے حضور سے برتنوں کے متعلق نہیں سنا؟ انہوں نے کہا نہیں، تو مستورد نے کہا اس کے برتن ستاروں جتنے ہوں گے۔

۵۸۶۴- وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَذَكَرَ الْحَوْضَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ الْمُسْتَوْرِدِ وَقَوْلَهُ-

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے حوض کا ذکر کیا، یہ حدیث مثل سابق ہے، البتہ اس میں مستورد کا قول مذکور نہیں ہے۔

۵۸۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ) حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سامنے حوض ہے جس کے دو کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے۔

۵۸۶۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنَّى حَوْضِي-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے حوض ہے (اس کا فاصلہ) جرباء اور اذرح کے درمیانی فاصلہ جتنا ہے۔ ابن مثنی کی روایت میں "میرا حوض ہے" کے الفاظ ہیں۔

۵۸۶۷- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں یہ اضافہ ہے، عبید اللہ نے کہا میں نے اس سے سوال کیا تو انھوں نے کہا یہ شام کی دو بستیاں ہیں اور ان کے درمیان تین راتوں کی مسافت ہے، اور ابن بشر کی روایت

قَرْيَتَيْنِ بِالشَّامِ بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بِشْرٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

میں تین دن کا ذکر ہے۔

۵۸۶۸۔ وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... مثل سابق ہے۔

۵۸۶۹۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ فِيهِ أَبَارِيقُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ وَرَدَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے اتنا بڑا حوض ہے جتنا جرباء اور اذرح کا درمیانی فاصلہ ہے، اس میں آسمان کے ستاروں جتنے کوزے ہیں، جو اس سے پیئے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

۵۸۷۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ) قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا آنِيَةُ الْحَوْضِ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا أَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ الْمُصْحِيَةِ آنِيَةُ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ يَشْخَبُ فِيهِ مِيزَابَانِ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ عَرْضُهُ مِثْلُ طُولِهِ مَا بَيْنَ عَمَّانَ إِلَى أَيْلَةَ مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حوض کے برتن کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے اس حوض کے برتن آسمان کے ستاروں اور سیاروں کے عدد سے زیادہ ہیں، اس رات کے ستارے جو اندھیری رات میں ہوں اور اس میں بادل نہ ہوں وہ جنت کے برتن ہیں جو اس سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا، اس حوض میں جنت کے دو پرنالے بہتے ہیں جو اس سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اس کا عرض اس کے طول جتنا ہے اور ان میں عمان سے لے کر ایلہ تک کا فاصلہ ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

۵۸۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ) قَالُوا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ (وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ) حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے حوض کے کناروں سے لوگوں کو ہٹاؤں گا، اہل یمن کو میں اپنی لکڑی سے ماروں گا حتی کہ ان کے اوپر پانی بہنے لگے گا، پھر آپ سے حوض کے

أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَبِعُقْرِ حَوْضِي أَذُودُ النَّاسَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ أَضْرِبُ بِعَصَايَ حَتّٰى يَرْفَضَّ عَلَيْهِمْ فَسُئِلَ عَنْ عَرْضِهِ فَقَالَ مِنْ مَقَامِي إِلٰى عُمَّانَ وَسُئِلَ عَنْ شَرَابِهِ فَقَالَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ يَغُتُّ فِيهِ مِيزَابَانِ يَمُدَّانِهِ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْآخَرُ مِنْ وَرِقٍ -

عرض کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: میری اس جگہ سے لے کر عمان تک، اور آپ سے اس کے پانی کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس میں دو پرنالے گرتے ہیں جو جنت سے کھینچے گئے ہیں، ایک پرنالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا۔

۵۸۷۲ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِ هِشَامٍ بِمِثْلِ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ عُقْرِ الْحَوْضِ -

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں یہ ہے کہ میں قیامت کے دن حوض کے کنارے پر ہوں گا۔

۵۸۷۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَ الْحَوْضِ فَقُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ هٰذَا حَدِيثٌ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي عَوَانَةَ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا مِنْ شُعْبَةَ فَقُلْتُ انْظُرْ لِي فِيهِ فَنَظَرَ لِي فِيهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ -

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حوض کی حدیث روایت کی، یہ روایت بھی حسب سابق ہے۔

۵۸۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ (يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَذُودَنَّ عَنْ حَوْضِي رِجَالًا كَمَا تُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الْإِبِلِ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں لوگوں کو حوض سے ہٹاؤں گا جیساکہ اجنبی اونٹوں کو ہٹایا جاتا ہے۔

۵۸۷۵ - وَحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زِيَادٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ حدیث مثل سابق ہے۔

۵۸۷۶ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْرُ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ اَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ وَاِنَّ فِيْهِ مِنَ الْاَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ۔

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے حوض کی مقدار اتنی ہے جتنا ایلہ اور یمن کے صنعاء میں فاصلہ ہے اور اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہے۔

۵۸۷۷ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ صُهَيْبٍ يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِّمَّنْ صَاحَبَنِيْ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتُهُمْ وَرُفِعُوْا اِلَيَّ اخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَلَاَقُوْلَنَّ اَيْ رَبِّ اُصَيْحَابِيْ اُصَيْحَابِيْ فَلَيُقَالَنَّ لِيْ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ میں سے چند آدمی میرے پاس حوض پر آئیں گے حتی کہ جب میں ان کو دیکھوں گا اور وہ میرے سامنے کیے جائیں گے تو ان کو میرے پاس سے ہٹا دیا جائے گا، میں کہوں گا اے میرے رب یہ میرے اصحاب ہیں، یہ میرے اصحاب ہیں، پھر مجھ سے یہ کہا جائے گا آپ از خود نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعتیں نکالی ہیں۔

۵۸۷۸ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ جَمِيْعًا عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى وَزَادَ اٰنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُوْمِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت بیان کی ہے اور اس میں ستاروں کے برابر برتنوں کے الفاظ کا اضافہ ہے۔

۵۸۷۹ - وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ وَهُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاللَّفْظُ لِعَاصِمٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِيْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے دو کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا صنعاء اور مدینہ میں ہے۔

۵۸۸۰ - وَحَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت کیا ہے البتہ ایک سند میں ہے جتنا مدینہ اور عمان میں فاصلہ ہے اور دوسری سند میں مابین لابتی حوضی کے الفاظ ہیں۔

أَنَّهُمَا شَكَّا فَقَالَا أَوْ مِثْلَ مَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَعَمَّانَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْ حَوْضِي۔

۵۸۸۱- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرُّزِّيُّ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرَى فِيهِ أَبَارِيقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس حوض پر آسمان کے ستاروں جتنے سونے اور چاندی کے کوزے دیکھو گے۔

۵۸۸۲- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِثْلَهُ وَزَادَ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی اور اس میں یہ ہے کہ وہ آسمان کے ستاروں سے عدد میں زیادہ ہیں۔

۵۸۸۳- حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ السَّكُونِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي رَحِمَهُ اللَّهُ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَ طَرَفَيْهِ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَأَيْلَةَ كَأَنَّ الْأَبَارِيقَ فِيهِ النُّجُومُ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں اور حوض کے دو کناروں کا فاصلہ صنعاء اور ایلہ جتنا ہے، اور اس کے کوزے ستاروں جتنے ہیں۔

۵۸۸۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَعَ غُلَامِي نَافِعٍ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَنَا الْفَرَطُ عَلَى الْحَوْضِ۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں میں نے اپنے غلام نافع کے ہاتھ حضرت جابر بن سمرہ کو خط بھیجا کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث سنی ہو وہ مجھ کو بیان کیجئے انہوں نے مجھے جواب میں لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں۔

اللہ العالمین! مصنف اور جملہ قارئین کو روز محشر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض سے مشروب عطا فرمانا اور آپ کی شفاعت سے شاد کام فرمانا اور اپنے فضل مجرد سے بے حساب وکتاب جنت الفردوس، اجر جزیل اور اپنا دیدار عطا فرمانا! آمین۔

میدانِ حشر میں حوض کا محل وقوع اور حوض کو کوثر کہنے کی وجہ

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: علامہ ابوعبداللہ قرطبی نے تذکرہ میں کہا ہے کہ صاحب القوت وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ حوض صراط کے بعد ہے اور دوسرے علماء کا مذہب اس کے برعکس ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو حوض ہیں ایک میدانِ حشر میں صراط سے پہلے ہے اور دوسرا جنت کے اندر ہے اور ان میں سے ہر ایک کو کوثر کہا جاتا ہے، (حافظ عسقلانی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ کوثر جنت کے اندر ایک دریا ہے، اور اس کا پانی حوض میں گرتا ہے اور اس حوض پر کوثر کا اطلاق اس لیے کیا جاتا ہے کہ اس حوض میں کوثر سے پانی آتا ہے، علامہ قرطبی کے کلام سے جو بات زیادہ سے زیادہ حاصل کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ حوض صراط سے پہلے ہے، کیونکہ محشر میں لوگ پیاسے پھر رہے ہوں گے، مسلمان حوض پر آجائیں گے اور کفار کہیں گے اے رب! ہم پیاسے ہیں اور پھر جہنم میں گر جائیں گے، ان کو جہنم سراب کی طرح دکھایا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا کیا تم اس میں نہیں جاتے؟ وہ جہنم کو پانی سمجھ کر اس میں گر جائیں گے۔ امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حوض میں جنت سے دو پرنالے گرتے ہیں، یہ حدیث علامہ قرطبی کے خلاف حجت ہے کیونکہ یہ پہلے گذر چکا ہے کہ صراط جہنم کا پل ہے اور وہ جنت اور محشر کے درمیان ہے اور جنت میں داخل ہونے کے لیے مسلمان اس پل کے اوپر سے گذریں گے، اگر حوض اس سے پہلے ہوتا تو جو پانی کوثر سے حوض میں آتا ہے اس پانی اور حوض کے درمیان جہنم حائل ہوجاتا اور ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حوض جنت کی ایک جانب ہے اور جنت کے اندر سے اس میں پانی آتا ہے، اور امام احمد نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ نہر کوثر حوض کی طرف کھلتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حوض کی وجہ اختصاص

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حوض کے ساتھ اختصاص مشہور ہوگیا ہے، لیکن امام ترمذی نے حضرت سمرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہے وہ اپنے حوض پر ایک عصا لیے کھڑا ہوگا اور اپنی امت میں سے جس شخص کو پہچانے گا اس کو بلائے گا اور انبیاء اس بات میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے کہ کس کے پیروکار زیادہ ہیں اور مجھے یہ امید ہے کہ میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے ہر نبی اپنی امت کو پکارے گا، اور ہر نبی کا ایک حوض ہے، کسی نبی کے پاس ایک جماعت آئے گی اور کسی نبی کے پاس رشتہ دار آئیں گے، کسی نبی کے پاس ایک شخص آئے گا کسی کے پاس دو شخص آئیں گے اور کسی نبی کے پاس ایک شخص بھی نہیں آئے گا اور قیامت کے دن میرے پیروکار تمام نبیوں سے زیادہ ہوں گے، اس حدیث کی سند میں کچھ ضعف ہے، اور اگر یہ احادیث ثابت ہوں تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ حوض مختص ہے جس میں کوثر کا پانی گرتا ہے، کیونکہ دوسرے انبیاء کے حوضوں کے متعلق یہ وصف منقول نہیں ہے اور سورۂ کوثر میں اسی وصف کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے وجہ امتنان اور سبب احسان قرار دیا ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ ہر مکلف کے اوپر حوض کی تصدیق کرنا واجب ہے، کیونکہ تیس سے زیادہ صحابہ سے حوض کے متعلق احادیث مروی ہیں جن کے مجموعہ سے حوض کے بارے میں علم قطعی حاصل ہوجاتا ہے۔ لہ

لہ۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۶۷-۴۶۶ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

حوض کے متعلق احادیث معنیً متواتر ہیں

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حوض کے متعلق احادیث صحیحہ وارد ہیں، ان پر ایمان لانا فرض ہے اور ان کی تصدیق کرنا ایمان کے آثار میں سے ہے، اہل سنت وجماعت کے نزدیک یہ احادیث اپنے ظاہر پر محمول ہیں، ان میں کوئی تاویل اور اختلاف نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا کہ یہ احادیث تواتر سے منقول ہیں، امام مسلم نے ان کو متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے جن میں حضرت ابن عمر، حضرت ابو سعید، حضرت سہل بن سعد، حضرت جندب، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ام المؤمنین عائشہ، حضرت ام المؤمنین ام سلمہ، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت حارثہ بن وہب، حضرت مستورد، حضرت ابوذر، حضرت ثوبان، حضرت انس، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں اور امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین نے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت زید بن ارقم، حضرت ابو امامہ، حضرت عبد اللہ بن زید، حضرت ابو برزہ، حضرت سوید بن جبلہ، حضرت عبد اللہ بن صنابحی، حضرت براء بن عازب، حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہم وغیرہم کی احادیث ذکر کی ہیں (علامہ نووی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ اور دیگر محدثین نے حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عائذ بن عمر رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کی روایات ذکر کی ہیں، امام حافظ ابو بکر بیہقی نے ان تمام روایات کو اپنی کتاب "البعث والنشور" میں متعدد طرق اور اسانید سے ذکر کیا ہے، جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ احادیث متواتر ہیں۔[۱]

حوض کا پانی پینے کے بعد پیاس نہ لگنے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۸۵۰ میں ہے: جو شخص اس حوض کا پانی پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس حدیث سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حساب وکتاب اور جہنم سے نجات کے بعد اس حوض کا پانی پلایا جائے گا کیونکہ یہی وہ موقع ہے جس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی، ایک قول یہ ہے کہ جس کے لیے عذاب نار سے نجات مقدر کر دی گئی ہو گی صرف اس کو یہ پانی ملے گا، ایک قول یہ ہے کہ اس امت سے جو شخص اس کو پیئے گا اور اس کے لیے عذاب نار بھی مقدر ہو گا اس کو پیاس کا عذاب نہیں ہو گا اور دیگر انواع کا عذاب ہو گا، (عافانا اللہ من ذالک) کیونکہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتدین کے علاوہ تمام امت اس حوض سے پانی پیئے گی۔[۲]

ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اس حوض سے پانی پینے کے بعد جب کبھی پیاس نہیں لگے گی تو جنت کی نہروں اور شراب طہور کو کون پیئے گا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو پیاس کی وجہ سے نہیں لذت کی وجہ سے پیا جائے گا۔

جن لوگوں کو حضور نے حوض پر آنے سے روک دیا ان کے متعلق حضور کا علم اور حدیث عرض اعمال

حدیث نمبر ۵۸۵۱ میں ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے تھے، وہ جب حوض پر آئیں گے تو آپ فرمائیں گے، یہ میرے صحابہ ہیں، پھر آپ سے کہا جائے گا آپ نہیں جانتے یہ لوگ آپ کے بعد مرتد

---

[۱] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] 〃 〃 〃 ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۹ 〃 〃

ہو گئے تھے، تب آپ فرمائیں گے دور ہی ہو، دور ہی ہو، اس حدیث سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ صحابہ میں سے کون اسلام پر قائم رہا، اور کون بعد میں مرتد ہو گیا، اور یہ کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے اسلام اور کفر کا حال معلوم نہیں تھا ورنہ آپ ان مرتدین کو دیکھ کر اصیحابی اصیحابی نہ فرماتے اور آپ سے یہ نہ کہا جاتا کہ آپ نہیں جانتے، انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعات نکالی تھیں؟ حالانکہ مسند بزار میں ہے کہ آپ پر امت کے تمام اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

اس سوال کے چند جوابات ہیں: پہلا جواب یہ ہے کہ حدیث نمبر ۵۸۵۰ میں یہ عبارت ہے:

فیقال اما شعرت ما عملوا بعدك۔[1] — پس کہا جاتے گا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا ہے؟

یہ استفہام انکاری ہے، یعنی آپ کو معلوم ہے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ زیادہ تر احادیث میں یہ الفاظ ہیں:

انك لا تدری ما احدثوا بعدك۔ — آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعات نکالی ہیں!

اس حدیث میں درایت کی نفی ہے اور درایت علم سے خاص ہے کیونکہ درایت کے معنی ہیں کسی چیز کو اٹکل اور حیلہ سے جاننا، علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

الدرایة المعرفة المدرکة بضرب من الحیل۔[2] — خاص حیلوں سے کسی چیز کے جاننے کو درایت کہتے ہیں۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

الدرایة اخص من العلم (الی قوله) علمته بضرب من الحیلة ولذا لا یطلق علی الله تعالیٰ[3] — درایت علم سے خاص ہے، کسی چیز کو کسی حیلہ سے جاننا درایت ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ کے علم پر درایت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

اور جب یہ واضح ہو گیا کہ اس حدیث میں درایت کی نفی کی ہے، اور درایت علم سے خاص ہے اور خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی اس لیے درایت کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہو گی، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مرتدین کا علم وحی ربانی سے تھا، اٹکل اور حیلہ سے نہیں تھا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا ہے کہ قیامت کے دن آپ اپنی امت کو دوسری امتوں سے متمیز کریں گے، امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله — حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

[1] امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۱۶۸، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ

[3] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۱۰ ص ۱۲۶، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ مصر، ۱۳۰۶ھ

علیه وسلم ترد علی امتی الحوض وانا اذود الناس عنه کما یزود الرجل ابل الرجل عن ابله قالوا یا نبی الله تعرفنا قال نعم لکم سیما لیست لاحد غیرکم تردون علی غرا محجلین من آثار الوضوء ولیصدن عنی طائفة منکم فلا یصلون واقول یا رب هؤلاء من اصحابی فیجیبنی ملك وهل تدری ما احدثوا بعدك[1]

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت حوض پر آئے گی، درآں حالیکہ میں لوگوں کو اس سے منع کر رہا ہوں گا جیسا کہ کوئی شخص دوسرے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے الگ کرتا ہے، صحابہ نے پوچھا یا نبی اللہ! آپ ہم کو پہچان لیں گے آپ نے فرمایا تمہاری ایک نشانی ہوگی جو تمہارے علاوہ اور کسی میں نہیں ہوگی، تم میرے پاس آؤ گے درآں حالیکہ تمہارا چہرہ اور ہاتھ پیر آثار وضوء سے چمک رہے ہوں گے اور تم میں سے ایک جماعت کو مجھ سے دور کیا جائے گا وہ مجھ تک نہیں آسکیں گے، میں کہوں گا اے میرے رب یہ میرے صحابہ ہیں! پھر فرشتہ مجھ سے کہے گا کیا آپ جانتے ہیں انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعتیں نکالی تھیں؟۔

علامہ یحیی بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

جن لوگوں کو حضور حوض سے دور کریں گے اس سے کون لوگ مراد ہیں اس میں کئی اقوال ہیں:

(۱)۔ اس سے مراد منافقین اور مرتدین ہیں اور یہ جائز ہے کہ ان کا حشر بھی چہرہ اور ہاتھ پیروں کی سفیدی کے ساتھ ہو اور اس علامت کی وجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کو (اصیحابی فرما کر) ندا کریں، پھر آپ کو یہ بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن سے آپ نے وعدہ کیا تھا، ان لوگوں نے آپ کے بعد دین بدل لیا اور ان کی موت اسلام پر نہیں ہوئی۔

(۲)۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کے زمانہ میں مسلمان تھے اور پھر بعد میں مرتد ہو گئے، اگرچہ ان لوگوں پر آثار وضوء کی نشانی نہیں ہوگی، لیکن آپ ان کو دنیا کی واقفیت کی بناء پر پکاریں گے، کیونکہ آپ کی حیات میں یہ مسلمان تھے پھر آپ کو بتایا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

(۳)۔ اس سے مراد گناہ کبیرہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو دین اسلام پر فوت ہو گئے، یا وہ بدعتی لوگ مراد ہیں جو اپنی بدعات کی بناء پر اسلام سے خارج نہیں ہوئے، اس تقدیر پر یہ قطعی طور پر نہیں کہا جائے گا کہ یہ لوگ عذاب نار کی بناء پر حوض سے دور کیے گئے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے زجر و توبیخ کی وجہ سے ان کو ہٹایا گیا ہو اور پھر اللہ تعالی کی ان پر رحمت ہو اور اللہ تعالی ان کو بغیر عذاب کے جنت میں داخل کر دے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کا چہرہ اور ہاتھ پیر آثار وضوء سے سفید ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ہوں یا بعد کے ہوں۔ اور آپ نے ان کو وضوء کی علامت سے پہچانا ہو،

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

امام حافظ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ جس شخص نے بھی دین میں کوئی بدعت نکالی وہ حوض سے دور کر دیا جائے گا، جیسے خوارج، روافض اور دیگر باطل فرقے اور ظالم، فاسق و فاجر اور علی الاعلان گناہ کبیرہ کرنے والے یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے متعلق یہ خدشہ ہے کہ ان کو حوض سے دور کر دیا جائے گا۔[1] (نعوذ باللہ منہم)

شیخ عثمانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

ان دور کیے جانے والوں میں تین احتمال ہیں (۱) مرتدین (۲) تارکین سنت، (۳) تارکین استقامت۔ اور ان تین میں سے پہلا قول مختار ہے، لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری حیات بھی تمہارے لیے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لیے خیر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں پس جو اچھا عمل ہوتا ہے میں اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جو بُرا عمل ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں، امام بزار نے اس حدیث کو سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے، (یعنی جب آپ کو امت کے احوال معلوم ہوتے ہیں تو پھر آپ ان مرتدین کو اصیحابی کیوں فرمائیں گے؟) اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ آپ پر امت کے اعمال اجمالاً پیش کیے جاتے ہیں یعنی کہا جاتا ہے کہ آپ کی امت نے بُرا کام کیا، یا اچھا کام کیا، اور کام کرنے والوں کی تعیین کیے بغیر اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اس جواب کو علامہ وشتانی ابی مالکی نے ذکر کیا ہے لیکن یہ جواب مستبعد ہے، کیونکہ ابن مبارک نے ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ ہر روز صبح اور شام نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور آپ امت کو وضوء کے آثار اور ان کے اعمال سے پہچانیں گے اور بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کو اصیحابی کہہ کر ندا کرنا ان میں زیادہ حسرت اور عذاب پیدا کرنے کے لیے ہے، کیونکہ جب آپ ان کو اصیحابی کہہ کر ندا فرمائیں گے تو ان کو نجات کی امید ہو جائے گی اور جب سحقاً سحقاً فرمائیں گے تو امید ٹوٹ جائے گی اور امید بندھ کر پھر ٹوٹ جانا زیادہ حسرت اور عذاب کا باعث ہے، اور فرشتوں کا یہ کہنا کہ انھوں نے دین کو بدل دیا تھا یہ بھی ان کے عذاب میں زیادتی کا سبب ہے، علامہ زرقانی نے شرح المؤطا میں یہی جواب دیا ہے، (شیخ عثمانی لکھتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حدیث بزار کے سیاق و سباق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جس امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں وہ امت اجابت ہے کیونکہ اچھے اعمال پر اللہ کی حمد کرنا اور بُرے اعمال پر استغفار کرنا انہی کے حق میں متصور ہے۔[2]

شیخ عثمانی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر حشر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرتدین کو نہیں پہچانا (یعنی ان کو مرتد نہیں جانا) تو کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ کو ان کا پہلے علم بھی نہیں تھا آپ کو تو صرف اپنی امت کا علم تھا جن کے اعمال آپ پر پیش کیے جاتے تھے، رہے مرتد اور کافر تو ان کے اعمال آپ پر پیش کیے جاتے تھے، نہ آپ کو ان کا علم تھا اب اگر اس حدیث سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ کو حشر کے دن ان کے کفر اور ارتداد کا علم نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، اور اس کا حدیث عرض اعمال سے کوئی تعارض نہیں ہے۔

مصنف کے نزدیک شیخ عثمانی کی یہ تقریر صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے جس

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۱ ص ۴۱۳-۴۱۲ مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی

شخص کو نور اور حیات کا علم ہو، وہ نور اور حیات کی نفی سے ظلمت اور موت کو جان لے گا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان اور اعمال صالحہ کی علامات کو جان لیا تو آپ کے لیے کفر اور فسق کی علامات متعین ہو گئیں، یعنی جن لوگوں میں ایمان اور اعمال صالحہ کی علامات نہیں ہوں گی وہ کافر اور فاسق ہوں گے خصوصاً جبکہ قرآن مجید میں کفر کی علامات بتا دی گئی ہیں کہ کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ (آل عمران: ۱۰۶) "جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ" اور کفار بائیں طرف ہوں گے، واصحاب المشئمۃ ما اصحاب المشئمۃ (واقعہ: ۹) اور بائیں طرف والے (بدبخت) کیا ہی برے ہیں، بائیں طرف والے مارے خوف کے کفار کی نیلی آنکھیں ہوں گی (ونحشر المجرمین یومئذ زرقا (طٰہٰ: ۱۰۲) "اور اس دن ہم مجرموں کو ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ ان کی آنکھیں (خوف سے پتھرا کر) نیلگوں ہوں گی" کفار کے چہرے خاک آلود ہوں گے اور ان پر سیاہی چھائی ہوگی ووجوہ یومئذ علیہا غبرۃ o ترھقھا قترۃ o اولئک ھم الکفرۃ الفجرۃ (عبس: ۴۲-۴۰) "کتنے منہ اس دن خاک آلود ہوں گے، ان پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی، یہی لوگ کافر بدکار ہیں، اس دن کفار زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ وتری المجرمین یومئذ مقرنین فی الاصفاد (ابراھیم: ۴۹) "اور اس دن آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ (ایک دوسرے کے ساتھ) زنجیروں میں جکڑے ہوں گے" ان نشانیوں سے کفار، منافقین اور مرتدین کسی شخص پر میدان حشر میں مشتبہ نہیں ہوں گے اور ہر شخص کو ان کا علم ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یعرف المجرمون بسیماھم (رحمان: ۴۱) "اس دن مجرم اپنی صورتوں سے پہچانے جائیں گے"، اس لیے شیخ عثمانی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ آپ کو صرف اپنی امت کا علم تھا اور کفار اور منافقین کا علم نہیں تھا اس لیے آپ نے ان کو نہیں جانا۔

علاوہ ازیں یہاں اشکال تو اس وجہ سے ہے کہ آپ نے ان مرتدین کو "اصیحابی" فرمایا اور جب آپ پر اپنی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور آپ اپنی امت کو پہچانتے ہیں تو پھر آپ نے ان مرتدین کے متعلق "میرے صحابہ" کیسے فرمایا، نیز عرض اعمال کے علاوہ آپ کی امت کا چہرہ سفید ہوگا بلکہ وہ غر محجل (جن کے چہرے اور ہاتھ پیر سفید ہوں) ہوں گے، وہ دائیں جانب ہوں گے، ان کی عبادات کا نور ان کے آگے آگے ہوگا، ان کے چہرے خوش و خرم ہوں گے وہ اپنے رب کے دیدار میں محو ہوں گے [1] ان علامات سے قیامت کے دن کسی شخص کو بھی مومن اور کافر میں اشتباہ نہیں ہوگا اور ہر شخص کے نزدیک وہ متمیز ہوں گے اس لیے یہ اشکال پیدا ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مرتدین کو اصیحابی "میرے اصحاب" کیسے فرمایا؟

اس لیے اس سوال کا صحیح جواب وہی ہے جو علامہ زرقانی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے ان کو اصیحابی فرمانا اس لیے تھا کہ ان کی امید قائم ہو اور بعد میں سحقاً سحقاً فرما کر ان کی امید کو توڑ دیا اور امید بندھ کر ٹوٹ جانا زیادہ حسرت اور عذاب کا موجب ہوتا ہے، علامہ زرقانی نے دوسرا جواب یہ لکھا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ

[1] یسعیٰ نورھم بین ایدیھم (حدید: ۱۲) ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرف دوڑتا ہوگا، وجوہ یومئذ مسفرۃ o ضاحکۃ مستبشرۃ (عبس) کئی چہرے اس دن چمکتے ہوں گے مسکراتے ہوئے ہشاش بشاش، وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ (قیامۃ: ۲۳-۲۲) کتنے ہی چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔

نے دنیا میں پہلے منافقین کو مسلمانوں کے حکم میں رکھا اور پھر ان کا نفاق ظاہر کر کے ان کو رسوا کر دیا۔ اسی طرح ان منافقین کو پہلے مسلمانوں کی علامت کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور یہ بھی غر محجل ہوں گے اور پھر ان کا نفاق اور ارتداد ظاہر کر کے ان کو رسوا کر دیا جائے گا، لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کو اصیحابی فرمانا ان کے غر محجل ہونے کے اعتبار سے ہے اور بعد میں سحقاً سحقاً فرما کر ان کو اپنے حوض سے دور کر دینا ایسے ہی ہے جیسے دنیا میں آپ نے منافقین کو مسجد نبوی سے نکال دیا تھا اور مرتدین پر یہ توجیہ اس طرح منطبق ہوتی ہے کہ مرتدین پہلے اسلام لائے اور پھر دین اسلام سے منحرف ہو گئے تو آپ کا ان کو اصیحابی فرمانا ان کے پہلے حال اسلام کے اعتبار سے ہے اور بعد میں سحقاً سحقاً فرما کر ان کو حوض سے دور کر دینا ان کے ارتداد کی سزا ہے، قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ یہ توجیہ زیادہ ظاہر ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ منافقین کو ایک نور دیا جائے گا اور ان کی ضرورت کے وقت اس نور کو بجھا دیا جائے گا پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے ظاہر ایمان کی وجہ سے ان کو نور عطا کیا تاکہ وہ اس سے دھوکا کھائیں اور ان کی ضرورت کے وقت پل صراط پر اس نور کو بجھا دیا اسی طرح یہ مستبعد نہیں ہے کہ پہلے ان کے چہرے اور ہاتھ پیروں کو سفیدی کے غرہ اور تحجیل کے ساتھ ان کا حشر کیا جائے اور آپ اس علامت کی وجہ سے ان کو اصیحابی فرمائیں اور جب ان کو حوض پر پانی پینے کی ضرورت ہو تو آپ ان کو سحقاً سحقاً فرما کر حوض سے دور کر دیں، اور اللہ تعالیٰ مکر کرنے والوں کو ان کے مکر کی یہی جزا دیتا ہے۔[1]

شیخ زکریا اسی سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

والظاھر عندی ان العرض لو صح لا یلزم منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یحفظھم فی کل وقت سیما وقت الحشر[2]

میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ اگر عرض اعمال کی حدیث صحیح ہو تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر وقت آپ کے ذہن میں وہ لوگ محفوظ رہیں خاص طور پر حشر کے وقت بھی۔

یعنی یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ان کے ارتداد اور نفاق کا علم ہو لیکن محشر کی حشر سامانیوں کی بناء پر اس طرف توجہ نہ رہے، یہ جواب بھی صحیح اور درست ہے۔

شیخ تھانوی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی ثابت کرنے کے بیان میں لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے کہ بعض امتوں کی نسبت قیامت میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا انک لا تدری ما احدثوا بعدک۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے بعض ازمنہ تک بھی کہ آخر عمر سے بہت متاخر ہے آپ پر بعض کونیات ظاہر نہیں ہوئے نہ بالذات نہ بالعطاء۔[3]

تھانوی صاحب کی تصریح کے مطابق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے کفر اور ارتداد کا علم نہیں تھا، حالانکہ قرآن مجید کے مطابق میدان حشر میں کافروں اور مرتدوں کی علامات ہر شخص پر عیاں اور بیاں ہوں گی، ان کے چہرے کالے

---

[1] علامہ محمد باقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ، شرح المؤطا ج ۱ ص ۷۰، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر۔

[2] شیخ محمد زکریا، اوجز المسالک ج ۱ ص ۶۲، مطبوعہ المکتبۃ الیحیویہ سہارنپور ہند۔

[3] شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، بسط البنان مع حفظ الایمان ص ۱۷، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ دیوبند۔

اور غبار آلود ہوں گے، آنکھیں پتھرائی ہوں نیلگوں ہوں گی اور وہ زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہوں گے، اور ان کی علامات کی وجہ سے ان کی پہچان کا تعلق علم غیب کی بجائے علم شہادت سے ہوگا، اور میدان حشر میں موجود ہر شخص جان لے گا کہ کافر کون ہے اور مسلمان کون ہے، کس قدر حیرت کی بات ہے کہ علم رسالت کے انکار میں یہ لوگ اس قدر جری ہوگئے کہ علم غیب تو الگ رہا اب یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علم شہادت کی بھی نفی کرنے لگے!

میرے شیخ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز نے بھی اس حدیث کی روشنی میں علم رسالت پر گفتگو کی ہے جس کو میں یہاں من وعن تبرکاً نقل کر رہا ہوں۔

رہا قیامت کا واقعہ جس میں مذکور ہے کہ جماعت مرتدین کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اصیحابی اصیحابی فرما کر بلائیں گے اور اس وقت آپ سے کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم، انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور کو قیامت کے دن بھی بعض باتوں کا علم نہ ہوگا۔ یہ عجیب قسم کا شبہ ہے جو حدیث مثبت علم ہو اس کو نفی میں پیش کیا جا رہا ہے۔ غور فرمائیے، یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کو پہلے بیان فرما رہے ہیں "علم نہ تھا تو بیان کیسے فرمایا"

رہی یہ بات کہ پھر حضور سے یہ کیوں کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف جلد ثانی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص ۲۴۹ میں منکرین کی پیش کردہ حدیث بایں الفاظ موجود ہے:

فیقال اما شعرت ما عملوا بعدك۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کام کیے۔

"ماشعرت" جملہ منفیہ پر ہمزہ استفہام انکاری داخل ہوا۔ نفی کا انکار اثبات ہوتا ہے۔ لہٰذا حدیث مبارک سے مرتدین کے اعمال کا علم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہوا۔ چونکہ واقعہ ایک ہے صرف اس کی روایتوں میں تعدد ہے اس لیے جب ایک روایت میں ہمزہ استفہام مذکور ہو گیا تو ہر روایت میں اس کے معنی ملحوظ رہیں گے۔ اور جس روایت میں وہ مذکور نہیں وہاں محذوف ماننا پڑے گا، مثلاً "انك لا تدری" والی حدیث میں ہمزہ مذکور نہیں تو یہاں محذوف مانیں گے اور اصل عبارت یوں ہوگی کہ "أانك لا تدری" "کیا آپ نہیں جانتے؟! ......" ورنہ حدیثوں میں تعارض ہوگا کیونکہ ہمزہ استفہام کا محذوف ہونا تو صحیح ہے جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں محذوف ہے، حضرت ابراہیم کا مقولہ "ھذا ربی" ہے مفسرین نے "اھذا ربی" فرمایا ہے۔ یعنی کیا یہ میرا رب ہے لیکن اس کا زائد ہونا صحیح نہیں ہے۔

اگر "انك لا تدری" والی روایت میں ہمزہ استفہام محذوف نہ مانیں تو "اما شعرت" والی روایت میں ہمزہ کو زائد ماننا پڑے گا جو کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً جبکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال علمی کی نفی ہوتی ہو۔

پھر یہ کہ احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے تمام اچھے اور برے اعمال کا علم ہے ترمذی شریف میں حدیث وارد ہے:

عرضت علی اعمال امتی حسنھا میری امت کے تمام اچھے اور برے اعمال مجھ

وتبیحہا۔ پر پیش کیے گئے۔

اب غور فرمائیے کہ مرتدین بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل تھے۔ ان کا مرتد ہونا عمل قبیح ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ۔

جب امت کے تمام اعمال حسنہ اور قبیحہ حضور کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کا ارتداد جو عمل قبیح ہے وہ بھی ضرور پیش ہوا۔ پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے عملوں کا علم نہ ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث مذکور کے یہ معنی صحیح ہیں کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انھوں نے کیا عمل کیے۔ "آپ کو معلوم تو ہے پھر بھی آپ غلبۂ رحمت کے عالم میں ان کو اپنی طرف لے جا رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جب کریم کو سخاوت کرنے کے لیے بٹھا دیا جائے تو اس وقت اس کے دریائے سخا میں ایسا جوش ہوتا ہے کہ دشمن کی دشمنی کی طرف اس کی توجہ نہیں رہتی اور وہ بے اختیار اپنے کرم کا دامن اس کی طرف پھیلا دیتا ہے اور جب اسے توجہ دلائی جائے تو اس وقت متوجہ ہوتا ہے۔!!

یہاں بالکل یہی معاملہ ہے۔

ساقی کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر رونق افروز ہیں۔ اپنے غلاموں کو چھلکتے ہوئے جام پلا رہے ہیں۔ مرتدین کی جماعت ادھر سے گذر رہی ہے۔ حضور کو ان کے عملوں کا پورا پورا علم ہے۔ مگر اس وقت دریائے جود و سخا موجزن اور شان رحمت کا ظہور اتم ہے اس لیے ان کی بد اعمالیوں کی طرف خیال مبارک جاتا ہی نہیں اور اپنے لطف عمیم اور کرم جسیم کے غلبہ حال میں بے اختیار فرما دیتے ہیں۔ "اصیحابی، اصیحابی"

لیکن جب توجہ دلائی جاتی ہے کہ انک لا تدری ما احدثوا بعدک۔ پیارے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا؟

پس فوراً توجہ مبارکہ ان کی بد اعمالیوں کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور ارشاد فرماتے ہیں:

"سحقا سحقا" "انھیں دور لے جاؤ، دور لے جاؤ"

طالب حق کے لیے اس حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے کے لیے یہ بیان کافی ہے۔[1]

بَابُ ۸۱۵ اِكْرَامِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِتَالِ الْمَلَائِكَةِ مَعَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں فرشتوں کی جنگ کا اعزاز

۵۸۸۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدٍ

حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں سفید

---

[1] علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۴۰۶ھ، مقالات کاظمی ج ۲ ص ۱۲۵-۱۲۳، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال، ۱۳۹۰ھ

بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابُ بَيَاضٍ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

لباس میں ملبوس دو آدمیوں کو دیکھا جنھیں میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا نہ بعد، یعنی حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام۔

۵۸۸۶ - وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا سَعْدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ يَوْمَ اُحُدٍ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ يَسَارِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنگ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمیوں کو دیکھا جو آپ کی طرف سے بہت شدت کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ میں نے ان کو اس سے پہلے اور بعد کبھی نہیں دیکھا۔

غیر نبی کے لیے فرشتوں کو دیکھنے کی تحقیق

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعزاز معلوم ہوا کہ فرشتوں نے آپ کی خاطر جنگ کی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کا نازل ہونا جنگ بدر کے ساتھ خاص نہیں تھا، اس حدیث سے سفید کپڑوں کے پہننے کی فضیلت بھی ظاہر ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کو دیکھنا نبیوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ان کو صحابہ اور اولیاء اللہ بھی دیکھ لیتے ہیں، اس حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی بھی فضیلت ہے جنھوں نے فرشتوں کو دیکھا۔ [1]

علامہ اُبّی مالکی لکھتے ہیں:

حضرت سعد نے جو یہ کہا کہ وہ فرشتے جبرائیل اور میکائیل تھے، یہ اس پر محمول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی تھی کہ یہ جبرائیل اور میکائیل ہیں، اس کے بغیر اس کا ثبوت نہیں ہوگا، اور فرشتوں کو دیکھنا جائز ہے اور ان کے ساتھ وحی سے ہم کلام ہونا یہ عام انسانوں کے حق میں ممنوع ہے، یہاں فرشتوں کی جنگ کا جو ذکر ہے یہ عرف اور عادت کے مطابق جنگ پر محمول ہے ورنہ ایک فرشتے کی معمولی سی حرکت بھی تمام کفار کی ہلاکت کے لیے کافی تھی، جیسا کہ پچھلی امتوں کی ہلاکت سے معلوم ہو چکا ہے۔ [2]

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

امام غزالی اور دوسرے علماء نے یہ ذکر کیا ہے کہ اب بطور کرامت کے فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے، اللہ تعالی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۱۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

اپنے اولیاء میں سے جس کو چاہتا ہے اس کرامت کے ساتھ مشرف فرماتا ہے، صحابہ کی ایک جماعت کے لیے یہ کرامت واقع ہوئی، جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت جبرائیل کو دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا نبی کے علاوہ جو شخص بھی جبرائیل کو دیکھے گا وہ اندھا ہو جائے گا۔ (اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے۔) اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت جبرائیل کو دیکھا، ان کے علاوہ ایک جماعت صحابہ نے اس وقت حضرت جبرائیل کو دیکھا جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے متعلق سوال کیا اور ان میں سے کوئی بھی اندھا نہیں ہوا، کیونکہ اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ جس شخص نے حضرت جبرائیل کو تنہائی میں بطور کرامت کے دیکھا وہ نابینا ہو جائے گا۔ [1]

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو دیکھنے والے کے لیے اندھا ہونے کی پیشن گوئی اس شخص کے متعلق فرمائی ہو جس نے جبرائیل کو ان کی اصلی شکل میں دیکھا ہو۔

بَابٌ فِي شَجَاعَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ [816]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت

۵۸۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى) قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ نَاسٌ قِبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ فِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ قَالَ وَكَانَ فَرَسًا يُبَطَّأُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے، ایک رات اہل مدینہ خوف زدہ ہو گئے، صحابہ اس آواز کی طرف گئے، راستہ میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے واپس آتے ہوئے ملے، آپ حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے، آپ کی گردن مبارک میں تلوار بھی اور آپ فرما رہے تھے، تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا، تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا، آپ نے فرمایا ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا۔ یا وہ سمندر تھا۔ حضرت انس نے کہا وہ گھوڑا بہت آہستہ چلتا تھا۔

۵۸۸۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مدینہ میں دہشت پھیل گئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ کا گھوڑا مستعار لیا، اس کا نام مندوب تھا،

---

[1] علامہ ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ، فتاویٰ حدیثیہ ص ۵۵، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ بمصر، ۱۳۵۶ھ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَرَكِبَهُ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

آپ اس پر سوار ہوئے، آپ نے فرمایا ہم نے کوئی ڈر اور خوف نہیں دیکھا، اور ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا۔

۵۸۸۹- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ فَرَسًا لَنَا وَلَمْ يَقُلْ لِأَبِي طَلْحَةَ وَفِي حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا.

ابن جعفر کی روایت میں ہمارے گھوڑے کا ذکر ہے اور ابو طلحہ کا ذکر نہیں ہے اور قتادہ کی روایت میں سمعت انسا ہے۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا بیان ہے کیونکہ آپ دشمن کی طرف تمام لوگوں سے پہلے بہت جلد نکل کر گئے، اور حقیقت حال معلوم کر کے لوگوں کے پہنچنے سے پہلے واپس لوٹ آئے، نیز اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم برکت کا بیان ہے کہ آپ کے سوار ہونے کی وجہ سے سست رفتار گھوڑا انتہائی تیز رفتار ہو گیا، اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ایک انسان واقعہ کی تحقیق کرنے اور حقیقت حال دریافت کرنے کے لیے جا سکتا ہے، الا یہ کہ اس کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو، اس حدیث میں کسی چیز کے مستعار لینے کا بھی ثبوت ہے اور گلے میں تلوار لٹکانے کا ثبوت ہے اور گھوڑے کا نام رکھنے کی دلیل ہے، اس حدیث سے دیگر جانوروں کے نام رکھنے پر بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ جُودِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

۵۸۹۰- حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ سَنَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ فَيَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت کا سب سے زیادہ ظہور رمضان کے مہینہ میں ہوتا تھا، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان کے مہینہ میں اخیر مہینہ تک آپ سے ملاقات کرتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن سناتے تھے، اور جب حضرت جبرائیل آپ سے ملاقات کرتے تو آپ بارش برسانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔

۵۸۹۱ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ عَنْ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کی ہیں۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم سخاوت کا ذکر ہے، اور یہ کہ رمضان کے مہینہ میں زیادہ سخاوت کرنی چاہیے اور صالحین سے ملاقات کے وقت بھی زیادہ سخاوت کرنی چاہیے اور قرآن مجید کا دور کرنا چاہیے۔

۸۱۸ بَابُ حُسْنِ خُلُقِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق

۵۸۹۲ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَاَبُو الرَّبِيْعِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ اُفًّا قَطُّ وَلَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَهَلَّا فَعَلْتَ كَذَا زَادَ اَبُو الرَّبِيْعِ لَيْسَ مِمَّا يَصْنَعُهُ الْخَادِمُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهٗ وَاللّٰهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دس سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا، خدا کی قسم! آپ نے کبھی مجھ سے اُف نہیں کہا، اور نہ کبھی مجھ سے یہ کہا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہیں کیا؟ یا فلاں کام کیوں کیا، ایک روایت میں ہے جو کام خادم نہیں کرتا، اور قسم کا ذکر نہیں ہے۔

۵۸۹۳ - وَحَدَّثَنَاهُ شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِيْنٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسٍ بِمِثْلِهٖ۔

ایک اور سند سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

۵۸۹۴ - وَحَدَّثَنَاهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمَاعِيْلَ وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَخَذَ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهٗ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! انس ایک ذہین لڑکا ہے، یہ آپ کی خدمت کرے گا حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر سفر اور حضر میں، میں آپ کی خدمت میں رہا، خدا کی قسم اگر میں نے کوئی کام کیا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ اس طرح کیوں کیا؟ اور اگر

لشيء صنعته لم صنعت هذا هكذا ولا لشيء لم أصنعه لم لم تصنع هذا هكذا.

میں نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا۔

۵۸۹۵ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وابن نمير قالا حدثنا محمد بن بشر حدثنا زكريا حدثني سعيد (وهو ابن أبي بردة) عن أنس قال خدمت رسول الله صلى الله عليه وسلم تسع سنين فما أعلمه قال لي قط لم فعلت كذا وكذا ولا عاب علي شيئا قط.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال رہا، مجھے علم نہیں کہ کبھی آپ نے یوں فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں کیا؟ اور نہ آپ نے کبھی میری کسی چیز کی مذمت کی۔

۵۸۹۶ - حدثني أبو معن الرقاشي زيد بن يزيد أخبرنا عمر بن يونس حدثنا عكرمة (وهو ابن عمار) قال قال إسحق قال أنس كان رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحسن الناس خلقا فأرسلني يوما لحاجة فقلت والله لا أذهب وفي نفسي أن أذهب لما أمرني به نبي الله صلى الله عليه وسلم فخرجت حتى أمر على صبيان وهم يلعبون في السوق فإذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد قبض بقفاي من ورائي قال فنظرت إليه وهو يضحك فقال يا أنيس أذهبت حيث أمرتك قال قلت نعم أنا أذهب يا رسول الله قال أنس والله لقد خدمته تسع سنين ما علمته قال لشيء صنعته لم فعلت كذا وكذا أو لشيء تركته هلا فعلت كذا وكذا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے، آپ نے ایک دن مجھے کسی کام سے بھیجا، میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گا، حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے جس کام کا حکم دیا ہے میں اس کو کرنے ضرور جاؤں گا، میں چلا گیا، حتیٰ کہ میں بازار میں کھیلنے والے چند لڑکوں کے پاس سے گزرا، کیا دیکھتا ہوں کہ پیچھے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری گدی پکڑی ہوئی ہے، میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے، آپ نے فرمایا: اے انیس! کیا تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے کہا تھا، میں نے کہا جی! میں جا رہا ہوں یا رسول اللہ! حضرت انس نے کہا خدا کی قسم میں نو سال آپ کی خدمت میں رہا، مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کوئی کام کیا ہو اور آپ نے یہ فرمایا ہو کہ تم نے اس، اس طرح کیا ہے؟ یا کوئی کام میں نے ترک کیا ہو تو آپ نے اس کے لیے یہ فرمایا ہو کہ تم نے اس، اس طرح کیوں نہیں کیا۔

۵۸۹۷ - وحدثنا شيبان بن فروخ وأبو الربيع قالا حدثنا عبد الوارث عن أبي التياح عن أنس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحسن الناس خلقا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قیام مدینہ کے سلسلہ میں احادیث کے تعارض کا جواب

علامہ نووی لکھتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال اور کچھ مہینے رہے تھے، بعض روایات میں انھوں نے ان مہینوں کا اعتبار نہیں کیا اور نو سال ذکر کیے اور بعض روایات میں نو سال اور کچھ مہینوں کو تغلیباً دس سال سے تعبیر فرمایا۔ [1]

خُلق کا لغوی معنی

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

خَلق اور خُلق دونوں کی اصل ایک ہے، لیکن خَلق کا لفظ ان ہیئات، اشکال اور صورتوں کے ساتھ مختص ہے جن کا آنکھ کے ساتھ ادراک کیا جاتا ہے اور خُلق کا لفظ ان قوتوں اور خصلتوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کا بصیرت کے ساتھ ادراک کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: انک لعلی خلق عظیم (قلم: ۴) "اور بلاشبہ آپ ضرور بہت عظیم خُلق پر ہیں" اور انسان اپنے کسب سے جس فضیلت کو حاصل کرے اس کو خلاق کہتے ہیں قرآن مجید میں ہے: وما له فی الآخرة من خلاق (بقرہ: ۱۰۲) "آخرت میں اس کے لیے کوئی اجر نہیں"۔ [2]

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

خُلُق اور خُلْق کا معنی ہے طبیعت اور خصلت اور اس کی حقیقت انسان کی باطنی صورت ہے، یہ انسان کے وہ اوصاف اور معانی ہیں جو اس کے ساتھ اس کی صورت ظاہرہ کی طرح مختص ہوں، یہ اوصاف حسن بھی ہوتے ہیں اور قبیح بھی اور انسان کی باطنی صورتوں کے اوصاف کے ساتھ ثواب اور عقاب کا تعلق اس کی ظاہری صورتوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ احادیث میں حسن خلق کی متعدد جگہ تعریف کی گئی ہے، حدیث میں ہے: حسن خلق سے زیادہ میزان میں کوئی چیز وزنی نہیں ہے، نیز آپ کا ارشاد ہے: جس چیز کی وجہ سے لوگوں کا جنت میں زیادہ دخول ہوگا وہ اللہ کا خوف ہے اور حسن خلق ہے، جس شخص کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے اس کا ایمان زیادہ کامل ہوگا، نیز ارشاد ہے: انسان اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ رکھنے والے اور قیام کرنے والے کے اجر کو پا لیتا ہے اور فرمایا: مجھے مکارم اخلاق کو پورا کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے، اس قسم کی اور بہت احادیث ہیں اسی طرح برے اخلاق کی مذمت میں بھی بہت احادیث ہیں۔ [3]

خُلق کا اصطلاحی معنی

امام رازی لکھتے ہیں:

خلق ایک ملکہ نفسانیہ ہے جو شخص اس سے متصف ہو اس کے لیے افعال محمودہ کا اکتساب سہل اور آسان ہو جاتا ہے، بخل، غضب، معاملات میں تشدد کرنا، قول اور فعل میں لوگوں کے ساتھ تکبر کرنا، ترک تعلق کرنا، خرید و فروخت میں تساہل کرنا، رشتہ داروں کے حقوق سے تغافل کرنا وغیرہ ان تمام چیزوں

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۱۵۸، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ

[3] علامہ محمد بن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۲ ص ۷۰، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعات ایران، ۱۳۶۴ھ

سے احتراز کرنا حسن خلق میں داخل ہے جب انسان کی روح قدسیہ ہو اور اس میں معارف الٰہیہ حقیقیہ کی بہت زیادہ استعداد ہو اور عقائد باطلہ کو قبول کرنے کی بالکل استعداد نہ ہو تو پھر اس کی طبیعت میں ایسا ملکہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے لیے افعال محمودہ کا کرنا سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔ [1]

حسن اخلاق کی فضیلت

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

انسان میں از خود جو اوصاف ہوتے ہیں ان کو خلق کہتے ہیں کیونکہ وہ اوصاف اس میں بمنزلہ خلقت ہوتے ہیں، صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کا خلق قرآن ہے، قتادہ کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے اوامر پر عمل کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی نواہی سے مجتنب رہتے تھے، نیز جب حضرت عائشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت عائشہ نے قد افلح المؤمنون سے لے کر دس آیتیں پڑھیں، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھا کسی کا خلق نہیں تھا، صحابہ یا اہل بیت میں سے جو شخص بھی آپ کو بلاتا تو آپ فوراً لبیک کہتے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "انک لعلیٰ خلق عظیم" اور جب بھی کسی خلق محمود کا ذکر کیا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اس کا بہت بڑا حصہ تھا، جنید نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کو اس لیے عظیم کہا گیا ہے کہ اللہ کے سوا آپ کی ہمت (کامل توجہ) اور کسی طرف نہیں ہوتی تھی، ایک قول یہ ہے کہ آپ کے خلق کو اس لیے عظیم کہا گیا ہے کہ آپ میں مکارم اخلاق مجتمع تھے، کیونکہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارم اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا ہے، روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اچھا ادب سکھایا، جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين (اعراف: ۱۹۹) "معاف کرنا اختیار کیجئے، نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے" جب میں نے اس کو قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"انک لعلیٰ خلق عظیم۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو، گناہ کے بعد نیکی کرو، وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ، یہ حدیث حسن صحیح ہے، نیز امام ترمذی نے حضرت ابو درداء سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں خلق حسن سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہیں ہو گی، اور بے شک اللہ تعالیٰ بے حیاء اور درشت کلام سے بغض رکھتا ہے، یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور امام ترمذی حضرت ابو درداء سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی چیز میزان میں وزنی نہیں ہو گی، اور اچھے اخلاق والا روزہ دار اور قیام کرنے والے کے اجر کو پالے گا، یہ حدیث غریب ہے، اور امام ترمذی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگ کس چیز کی وجہ سے جنت میں زیادہ داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور اچھے اخلاق سے، اور پوچھا گیا کہ لوگ کس چیز کی وجہ سے جہنم میں زیادہ داخل ہوں گے؟ فرمایا منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے، یہ حدیث صحیح غریب ہے، عبد اللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تعریف میں کہا: کشادہ روئی، نیکی کو پھیلانا اور تکلیف دہ

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۸۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

چیز کو دور کرنا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں زیادہ محبوب اور مجھ سے زیادہ قریب شخص وہ ہوگا جس کے اخلاق تم میں زیادہ اچھے ہوں گے، اور قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں زیادہ مبغوض اور مجھ سے زیادہ دور شخص وہ ہوگا جو بد زبان، درشت کلام اور متکبر ہوگا امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ [1]

خلق جبلی صفت ہے یا اختیاری؟

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

اس میں اختلاف ہے کہ حسن خلق فطری اور طبعی صفت ہے یا اکتسابی اور اختیاری صفت ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ فطری صفت ہے کیونکہ امام بخاری نے روایت کیا ہے: جس طرح اللہ تعالے نے تمہارے درمیان ارزاق تقسیم کیے ہیں اسی طرح اس نے تمہارے درمیان اخلاق تقسیم کیے ہیں (الادب المفرد ص ۷۹) اور ایک قول یہ ہے کہ حسن خلق اختیاری اور کسبی صفت ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اشج سے فرمایا: تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے علم اور اناءت (بردباری) انھوں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ میں یہ خصلتیں قدیم ہیں یا حدیث ہیں؟ آپ نے فرمایا قدیم ہیں، انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے مجھے دو ایسے خلق پر پیدا فرمایا جو اس کو محبوب ہیں، علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ ان کا سوال میں دو قسموں کو بیان کرنا اور آپ کا انھیں مقرر رکھنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بعض خلق جبلی ہوتے ہیں اور بعض خلق کسبی ہوتے ہیں (ملا علی قاری کہتے ہیں) زیادہ ظاہر یہ ہے کہ تمام اخلاق اپنی اصل کے اعتبار سے جبلی ہوتے ہیں جو کمیت اور کیفیت میں کمی اور زیادتی کی استعداد رکھتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں اس لیے مبعوث ہوا ہوں کہ صالح اخلاق کو مکمل کر دوں، اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور امام حاکم، امام بیہقی اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام بزار نے مکارم اخلاق کے الفاظ روایت کیے ہیں (امام مالک نے مؤطا میں محاسن اخلاق کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ سعیدی غفرلہ) امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دعا افتتاح کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دے تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! جس طرح میری صورت اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے بنا دے، اور عارفین سے منقول ہے کہ اخلاق ربانیہ سے متخلق ہونا اور اوصاف الٰہیہ سے متصف ہونا حسن خلق ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو فرمایا: آپ کا خلق قرآن ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید کے معانی غیر متناہی ہیں اسی طرح آپ کے خلق عظیم کے مراتب غیر متناہی ہیں، آپ کے اخلاق بنو آدم کی تمام اقسام کے افراد کو شامل ہیں بلکہ تمام مخلوقات عالم کی اجناس اور انواع کو شامل ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عرب اور عجم اور انس و جن کی طرف مبعوث کیا بلکہ تمام ملائکہ، نباتات اور جمادات کی طرف مبعوث کیا، جیسا کہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے: بعثت الی الخلق کافۃ "میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ [2]

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۸ ص ۲۲۸-۲۲۷، مطبوعہ ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۷۹۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عائشة انها لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحشا ولا متفحشا ولا صخابا في الاسواق ولا يجزي بالسيئة السيئة ولكن يعفو ويصفح ۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طبعاً بُری باتیں کرتے تھے نہ تکلفاً، نہ بازار میں شور کرتے تھے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، لیکن معاف کرتے تھے اور درگذر کرتے تھے۔

عن عائشة قالت ما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده شيئا قط الا ان يجاهد في سبيل الله ولا ضرب خادما ولا امرأة۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے علاوہ کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا اور نہ کسی خادم کو مارا اور نہ کسی عورت کو مارا۔

عن عائشة قالت ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم منتصرا من مظلمة ظلمها قط ما لم ينتهك من محارم الله تعالى شئ فاذا انتهك من محارم الله تعالى شئ كان من اشدهم في ذالك غضبا وما خير بين امرين الا اختار ايسرهما ما لم يكن ماثما ۔ [3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی ظلم کا بدلہ لیتے ہوئے نہیں دیکھا، بہ شرطیکہ حدود اللہ کو نہ توڑا گیا ہو، اور جب اللہ تعالیٰ کی حدود کی ذرا سی بھی خلاف ورزی ہوتی تو آپ کو اس پر سب سے زیادہ غصہ آتا، اور جب بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ان میں سے آسان چیز کو اختیار فرما لیتے، بہ شرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔

عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال قال الحسين بن علي رضي الله عنهما سألت ابي عن سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم في جلسائه فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم دائم البشر سهل الخلق لين الجانب ليس بفظ ولا غليظ ولا صخاب ولا فحاش

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آپ کے ہم نشینوں کے ساتھ سیرت کے متعلق سوال کیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خوش رو، نرم خو اور نرم مزاج رہتے تھے، آپ بد خلق تھے نہ درشت مزاج، شور مچانے والے تھے نہ بدگو، عیب جو تھے نہ بخیل،

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۹۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] " " " " ، جامع ترمذی ص ۵۹۶ ،

[3] " " " " ، جامع ترمذی ص ۵۹۶ ،

ولا عیاب ولا مشاح یتغافل عما لا یشتھی ولا یؤیس منه ولا یجیب فیه قد ترك نفسه من ثلاث المراء والاکبار وما لا یعنیه وترك الناس من ثلاث کان لا یذم احدا ولا یعیبه ولا یطلب عورته ولا یتکلم الا فیما رجا ثوابه واذا تکلم اطرق جلساؤه کانما علی رؤسھم الطیر واذا سکت تکلموا لا یتنازعون عنده الحدیث ومن تکلم عنده انصتوا له حتی یفرغ حدیثھم عنده حدیث اولھم یضحك مما یضحکون منه ویتعجب مما یتعجبون منه ویصبر للغریب علی الجفوة فی منطقه ومسئلته حتی ان کان اصحابه یستجلبونھم ویقول اذا رأیتم طالب حاجة یطلبھا فارفدوه ولا یقبل الثناء الا من مکافئ ولا یقطع علی احد حدیثه حتی یجوز فیقطعه بنھی او قیام ـ له

جس چیز کی آپ کو خواہش نہ ہوتی اس سے اعراض فرماتے اور دوسروں کو اس سے مایوس نہ کرتے، تین چیزوں کو آپ نے ترک کر دیا تھا، جھگڑا، تکبر اور بے مقصد کام، لوگوں کے معاملات میں بھی تین چیزوں کو ترک کر دیا تھا کسی کی مذمت کرتے تھے نہ اس کو عیب لگاتے تھے، کسی کا عیب تلاش نہیں کرتے تھے، جس چیز میں ثواب کی امید ہو اس کے ماسوا میں بات نہیں کرتے تھے، جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے اصحاب اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، جب آپ خاموش ہو جاتے تو پھر وہ بات شروع کرتے تھے، آپ کے سامنے وہ کسی بات پر بحث نہیں کرتے تھے، جو شخص آپ سے بات کرتا تو سب خاموش ہو جاتے، حتی کہ وہ شخص اپنی بات سے فارغ ہو جاتا، جس بات پر لوگ ہنستے آپ بھی ہنستے تھے اور جس پر لوگ تعجب کرتے آپ بھی تعجب کرتے تھے، کسی اجنبی شخص کی بات اور سوال میں سختی پر صبر فرماتے، حتی کہ آپ کے اصحاب (سوال کے لیے) اجنبیوں کو لے آتے، آپ فرماتے جب تم کسی ضرورت مند کو سوال کرتے دیکھو تو اس کی حاجت پوری کر دو، آپ صرف اسی شخص کی تعریف قبول کرتے جو کسی احسان کے بعد تعریف کرتا، کسی شخص کی بات نہیں کاٹتے تھے الا یہ کہ وہ حد سے بڑھ جائے پھر اس کو منع فرماتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔

عن جابر بن عبد الله رضی الله عنھما یقول ما سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئا قط فقال لا ـ له

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سوال کے جواب میں "نہیں" نہیں فرمایا۔

عن عائشة رضی الله عنھا ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقبل الھدیة

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور جواباً ہدیہ

له امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی جامع ترمذی ص ۵۹۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

له " " " " شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۹۶

وَيُثِيبُ عَلَيْهَا۔ [ل]

عنایت فرماتے۔

بَابُ سَخَائِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [۸۱۹]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جود و سخا

۵۸۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے "نہیں" فرمایا ہو۔

۵۸۹۹- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَاءً۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل مروی ہے۔

۵۹۰۰- وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ قَالَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ أَسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے پر جو چیز بھی طلب کی جاتی آپ وہ عطا فرما دیتے۔ ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا آپ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں دے دیں، وہ شخص اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور کہنے لگا: اے لوگو مسلمان ہو جاؤ، کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اتنا دیتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا خدشہ نہیں رہتا۔

۵۹۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ أَسْلِمُوا فَوَاللهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ فَقَالَ أَنَسٌ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيدُ إِلَّا الدُّنْيَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں مانگیں، آپ نے اس کو وہ بکریاں عطا کر دیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم! اسلام لے آؤ کیونکہ خدا کی قسم! بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا خدشہ نہیں رہتا، حضرت انس نے کہا کہ ایک آدمی صرف دنیا کی وجہ سے مسلمان ہوتا تھا،

ل۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۵۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

فَمَا يُسْلِمُ حَتّٰى يَكُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا۔

۵۹۰۲۔ وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاقْتَتَلُوْا بِحُنَيْنٍ فَنَصَرَ اللّٰهُ دِيْنَهٗ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ مِائَةً مِّنَ النَّعَمِ ثُمَّ مِائَةً ثُمَّ مِائَةً قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ صَفْوَانَ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَعْطَانِيْ وَاِنَّهٗ لَاَبْغَضُ النَّاسِ اِلَيَّ فَمَا بَرِحَ يُعْطِيْنِيْ حَتّٰى اِنَّهٗ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ۔

۵۹۰۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ اَحَدُهُمَا يَزِيْدُ عَلَى الْاٰخَرِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُفْيَانُ وَسَمِعْتُ اَيْضًا عَمْرَو بْنَ دِيْنَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَالَ بِيَدَيْهِ جَمِيْعًا فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّجِيْءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ فَقَدِمَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ

پھر اسلام لانے کے بعد اس کو اسلام دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا تھا۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ فتح میں فتح مکہ کے لیے جہاد کیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسلمان ہمراہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے، اور حنین میں جنگ کی، اللہ تعالے نے آپ کے دین کو اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی، اس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ کو سو اونٹ عطا فرمائے پھر سو اونٹ دیئے، ــــــــــــ پھر سو اونٹ دیئے، ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے یہ بیان کیا کہ صفوان نے یہ کہا کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا، جو بھی عطا فرمایا، آپ میری نظر میں تمام لوگوں سے زیادہ مبغوض تھے، آپ مجھے مسلسل عطا فرماتے رہے، حتیٰ کہ آپ میری نظر میں تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آئے گا تو میں تمہیں اتنا، اتنا، اتنا دوں گا آپ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا، پھر بحرین کا مال آنے سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس وہ مال آیا، پھر ایک منادی نے یہ ندا کی، کہ جس شخص سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو، یا جس کا آپ پر کوئی قرض ہو وہ آ کر لے لے میں گیا اور میں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آیا تو میں تمہیں اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا، پھر حضرت ابوبکر نے ایک بار مٹھی بھر دی اور فرمایا اس کو گنو، میں نے گنا تو وہ پانچ سو تھے، حضرت ابوبکر نے فرمایا اس کی دو مثل اور لے لو۔

فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَتْ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِ فَقُمْتُ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَحَثَى أَبُو بَكْرٍ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لِي عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ فَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا۔

۴-۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو حضرت ابو بکر کے پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے مال آیا، حضرت ابو بکر نے کہا جس شخص سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو یا جس کا آپ پر کوئی قرض ہو، وہ ہمارے پاس آئے، اس کے بعد مثل سابق ہے۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ مولفۃ الکفار کو زکوٰۃ نہیں دی جاتی اور دیگر صدقات میں اختلاف ہے زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی نہیں دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اب اسلام کو غالب کر دیا ہے، جس وقت مسلمانوں کی تعداد کم تھی، یہ اس وقت کا حکم تھا، اور مولفۃ المسلمین کو زکوٰۃ دینے میں کوئی اختلاف نہیں ہے ان کو زکوٰۃ اور بیت المال سے رقم دینا جائز ہے۔

۸۲۰- بَابُ رَحْمَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ وَتَوَاضُعِهِ وَفَضْلِ ذَلِكَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بچوں پر شفقت اور آپ کی تواضع کا بیان

۵-۵۹- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ وَاللَّفْظُ لِشَيْبَانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ لِي اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام میں نے اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے، پھر آپ نے اس صاحبزادے کو لوہار کی بیوی ام سیف کو دے دیا، اس لوہار کا نام ابو سیف

أَتَى إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى أُمِّ سَيْفٍ امْرَأَةِ قَيْنٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو سَيْفٍ فَانْطَلَقَ يَأْتِيهِ وَاتَّبَعْتُهُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى أَبِي سَيْفٍ وَهُوَ يَنْفُخُ بِكِيرِهِ قَدِ امْتَلَأَ الْبَيْتُ دُخَانًا فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا أَبَا سَيْفٍ أَمْسِكْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْسَكَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِيِّ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ فَقَالَ أَنَسٌ لَقَدْ رَأَيْتُهُ وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَاللَّهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ ۔

تھا، ایک روز آپ اس کے پاس گئے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا، جب ہم ابوسیف کے پاس گئے تو وہ بھٹی دھونک رہا تھا اور گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا، میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس کے پاس جلدی جلدی گیا، اور اس سے کہا: اے ابوسیف! ذرا ٹھہر جاؤ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، وہ ٹھہر گیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو منگوایا، اور اس کو اپنے ساتھ چمٹا لیا، اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ فرمایا، حضرت انس کہتے ہیں، میں اس بچہ کو دیکھ رہا تھا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جان دے رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، آپ نے فرمایا، آنکھیں رو رہی ہیں اور دل غمگین ہے، اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہے، بخدا، اے ابراہیم! ہم تمہاری وجہ سے غمزدہ ہیں۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت پر غیر اختیاری طور پر آنسو گرنے اور غمزدہ ہونے پر مواخذہ نہیں ہوتا، البتہ نوحہ کرنا منع ہے۔

۵۹۰۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ مُسْتَرْضِعًا لَهُ فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنی اولاد پر شفیق نہیں دیکھا، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ کی بالائی بستی میں دودھ پیتے تھے، آپ وہاں تشریف لے جاتے تھے، اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے آپ وہاں تشریف لے جاتے درآں حالیکہ وہاں دھواں ہوتا کیونکہ اس دایہ کا خاوند لوہار تھا، آپ بچہ کو بوسہ دیتے اور پھر لوٹ آتے، جب حضرت ابراہیم فوت ہو گئے تو آپ نے فرمایا ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ دودھ پینے کے ایام میں فوت ہو گیا، اور اس کے لیے دو دودھ پلانے والیاں ہیں جو جنت میں مدت رضاعت تک اس کو دودھ پلائیں گی۔

تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ.

٥٩٠٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالُوا لَكِنَّا وَاللَّهِ مَا نُقَبِّلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللَّهُ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دیہاتی آئے، اور انھوں نے پوچھا کیا آپ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! انھوں نے کہا لیکن بخدا ہم تو اپنے بچوں کو بوسہ نہیں دیتے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے رحمت نکال لی ہے تو میں اس کا مالک تو نہیں ہوں! ابن نمیر کی روایت میں ہے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے۔

٥٩٠٨ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ فَقَالَ إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ وَاحِدًا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اقرع بن حابس نے دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسن کو بوسہ دے رہے تھے، اس نے کہا میرے دس بچے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

٥٩٠٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

٥٩١٠ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَأَبِي ظَبْيَانَ عَنْ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ عزوجل رحم نہیں کرے گا۔

جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

۵۹۱۱ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ -

حضرت جریر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ف: رحمت کے آثار سے یہ بھی ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دے، مصیبت زدہ کی داد رسی کرے، جنگی قیدیوں کو چھڑائے، مضطر کی مدد کرے، ڈوبنے والے کو بچائے۔

بَابُ كَثْرَةِ حَيَائِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [۸۲۱]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بکثرت حیاء کا بیان

۵۹۱۲ - حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي عُتْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي عُتْبَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا وَكَانَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ حیاء کرنے والے تھے، جب آپ کو کوئی چیز ناپسند ہوتی تو ہم آپ کے چہرے سے جان لیتے۔

۵۹۱۳ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو حِينَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْكُوفَةِ فَذَكَرَ رَسُولَ اللَّهِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے، تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا، اور کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طبعاً بدگوئی کرتے تھے نہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا قَالَ عُثْمَانُ حِينَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوفَةِ۔

تکلفاً اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں، عثمان نے کہا جب آپ حضرت معاویہ کے ساتھ کوفہ میں آئے۔

۵۹۱۴ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

حیاء کا لغوی اور شرعی معنی

علامہ مناوی لکھتے ہیں

علامہ ابن دقیق العید نے کہا مذمت اور عتاب کے خوف سے انسان کے اوپر تغیر اور انکسار کی جو حالت طاری ہوتی ہے، اس کو لغت میں حیاء کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں جو وصف انسان کو برے کاموں سے اجتناب اور اچھے کاموں کے اکتساب پر برانگیختہ کرے اس کو حیاء کہتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اپنی تقصیرات کو دیکھنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اس کو حیاء کہتے ہیں، حیاء کی کئی قسمیں ہیں:

(۱)۔ کریم کی حیاء: جیسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کے ولیمہ میں بعض لوگوں کے زیادہ ٹھہرنے کی وجہ سے حیاء کی اور ان سے یہ نہیں فرمایا کہ تم اٹھ کر چلے جاؤ۔

(۲)۔ محب کی محبوب سے حیاء: حتیٰ کہ جب اس کے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو حیاء جوش میں آئے۔

(۳)۔ حیاء العبودیۃ: بندہ اپنے نیک اعمال کی کمی یا بداعمالیوں کو دیکھ کر شرمندہ ہو۔

(۴)۔ انسان کا اپنے آپ سے حیاء کرنا: اپنے آپ کو کسی بلند منصب پہ دیکھ کر اپنے نقائص کا خیال کر کے خود سے حیاء کرنا۔ ؂۱

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

حیاء، حیاۃ سے ماخوذ ہے، ایک سے زمین کی زندگی ہے اور دوسری سے دل کی زندگی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہے، "حیاء ایمان سے ہے" ہو سکتا ہے اس سے یہی مراد ہو، مذمت کے خوف سے انسان پر جو تغیر اور انکسار کی حالت طاری ہوتی ہے اس کو لغت میں حیاء کہتے ہیں، اور اصطلاح شرع میں حیاء اس وصف کو کہتے ہیں جو برے کاموں سے اجتناب اور حقدار کے حق میں تقصیر سے احتراز کرنے پر ابھارتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کو حسن اور کمال سے ادا کرنا حیاء پر موقوف ہے۔ ؂۲

؂۱۔ علامہ عبدالرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

؂۲۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

علامہ مناوی لکھتے ہیں :

اگر حیاء کی وجہ سے ضعف، بزدلی، حق سے خروج اور حد قائم کرنے کو چھوڑنا پیدا نہ ہو تو حیاء محمود ہے ورنہ مذموم ہے، جنسی عمل کو گفتگو میں کنایہ سے تعبیر کرنا بھی حیاء کے آثار سے ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم حجروں کے پیچھے غسل کرتے تھے اور کسی نے آپ کی شرمگاہ کو نہ دیکھا، حضرت ابن عمر نے کہا کہ میں نے آپ سے زیادہ کسی کو بہادر اور آپ سے زیادہ کسی کو عبادت گذار نہیں دیکھا، جب آپ کو کوئی چیز ناگوار ہوتی تو آپ کے چہرہ سے معلوم ہو جاتا، کیونکہ آپ کا چہرہ آفتاب کی طرح تھا، جب آپ کو کوئی چیز ناگوار لگتی تو یوں معلوم ہوتا جیسے آفتاب پر ابر آگیا ہو۔ [۱]

۸۲۲ بَابُ تَبَسُّمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُسْنِ عِشْرَتِهِ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تبسم اور حسن معاشرت

۵۹۱۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَثِيرًا كَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں بہت مرتبہ، آپ جس جگہ صبح کی نماز پڑھتے تھے تو طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے نہیں اٹھتے تھے، جب آفتاب طلوع ہوتا تو آپ وہاں سے اٹھتے، صحابہ کرام باتوں میں مشغول ہوتے اور زمانہ جاہلیت کے کاموں کا تذکرہ کرتے اور ہنستے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی مسکرا دیتے تھے۔

تبسم، ہنسی اور قہقہہ کی تعریفات

علامہ مناوی لکھتے ہیں :

مسکرانے کی ہنسی کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسی اونگھ کی نیند کے ساتھ ہے، خوشی کی وجہ سے چہرہ پھیل جائے اور دانت ظاہر ہو جائیں پھر اگر دور تک آواز سنائی دے تو قہقہہ ہے اور اگر قریب تک آواز سنائی دے تو ہنسی ہے اور اگر بالکل آواز نہ ہو تو پھر تبسم ہے۔ [۲]

تبسم اور ہنسی کا حکم

علامہ نووی لکھتے ہیں :

اس حدیث میں صبح کی نماز کے ——— بعد ذکر کرنے اور مصلاء نماز پر بیٹھنے کا استحباب ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ سلف صالحین کا یہی طریقہ تھا اور اہل علم کا بھی یہی معمول تھا، وہ طلوع شمس تک اس وقت میں ذکر اور دعا میں مشغول رہتے تھے، نیز اس حدیث میں پچھلی امتوں کا ذکر کرنے اور ہنسنے کا جواز ہے، اور افضل یہ ہے کہ تبسم کرنے پر اقتصار کیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات میں تبسم پر اکتفاء

---

[۱] علامہ عبد الرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[۲] علامہ عبد الرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل ج ۲ ص ۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

کرتے تھے، زیادہ ہنسنا مکروہ ہے اور اہل مراتب اور اہل علم کا زیادہ ہنسنا قبیح ہے۔ ؂۱

علامہ ابی لکھتے ہیں:

زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور یہ برے لوگوں کا طریقہ ہے، اہل فضل اور اہل علم کے حال کے مناسب صرف تبسم ہے۔ ؂۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبسم اور ہنسی کے مواقع اور اسباب

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم امر آخرت کی باتوں پر ہنستے تھے اور دنیاوی باتوں پر صرف مسکرا دیتے تھے، حدیث میں ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تو دیواریں روشن ہو جاتیں، یعنی دیواروں پر آپ کا نور چمکتا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرتے ہوئے نہیں دیکھا (شمائل ترمذی)۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے کی بہ نسبت مسکراتے زیادہ تھے، اس کے برخلاف عام لوگوں کی ہنسی تبسم سے زیادہ ہوتی ہے، اس لیے یہ حدیث اس سے متعارض نہیں ہے کہ آپ مسلسل غمگین رہتے تھے، ایک توجیہ یہ ہے کہ آپ امور آخرت کی وجہ سے ہمیشہ غمگین رہتے تھے۔ اور لوگوں کے ساتھ ظاہری طور پر بہ کثرت تبسم کرتے تھے تاکہ ان کی تالیف قلب ہوتی رہے۔ ؂۳

بَابٌ فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ ۸۲۳

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں پر رحمت

۵۹۱۶ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَغُلَامٌ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَحْدُو فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں جا رہے تھے، اور آپ کے ساتھ انجشہ نام کا ایک حبشی لڑکا گا رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اے انجشہ آہستہ آہستہ چلو! جیسے شیشہ کو لے جا رہے ہو۔

۵۹۱۷- وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو كَامِلٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

؂۱ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

؂۲ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

؂۳ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۰-۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ بِنَحْوِهٖ۔

۵۹۱۸۔ وَحَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُلَیَّةَ قَالَ زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی عَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَسَوَّاقٌ یَسُوْقُ بِهِنَّ یُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ فَقَالَ وَیْحَكَ یَا اَنْجَشَةُ رُوَیْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِیْرِ قَالَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ تَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَیْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے پاس گئے دراں حالیکہ انجشہ نام کا ایک اونٹ ہانکنے والا ان کے اونٹ ہانک رہا تھا آپ نے فرمایا: اے انجشہ اپنے اونٹوں کو آہستہ ہانکو، جیسے شیشہ کو لے جا رہے ہو، ابوقلابہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کلمہ فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی ایسا کلمہ کہتا تو تم اس پر عیب لگاتے۔

۵۹۱۹۔ وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ حَدَّثَنَا التَّیْمِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ مَعَ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ یَسُوْقُ بِهِنَّ سَوَّاقٌ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیْ اَنْجَشَةُ رُوَیْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِیْرِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ساتھ حضرت ام سلیم بھی تھیں اور ایک اونٹ ہانکنے والا ان کے اونٹوں کو ہنکا رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انجشہ شیشوں کو آہستہ لے کر چلو۔

۵۹۲۰۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِیْ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُوَیْدًا یَا اَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِیْرَ یَعْنِیْ ضَعَفَةَ النِّسَاءِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک خوش الحان حدی خوان تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے انجشہ، شیشوں کو نہ توڑنا، یعنی کمزور عورتوں کو تکلیف نہ دینا۔

۵۹۲۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَذْكُرْ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت ذکر کی اور اس میں حدی خوان کی خوش الحانی کا ذکر نہیں ہے۔

علامہ اُبّی لکھتے ہیں:

ان احادیث میں شیشہ سے مراد عورتیں ہیں، کیونکہ ان کے عزائم ضعیف ہوتے ہیں اور جس طرح شیشہ نازک ہوتا ہے اور جلدی ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عورتیں بھی نازک اندام ہوتی ہیں اور ان کی ٹوٹ پھوٹ کا بھی خطرہ ہوتا

ہے۔ آپ نے اس خوش الحان حدی خواں کو گانے سے اس لیے منع کیا کہ عورتیں اس کی آواز کے حسن سے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، یا اس لیے کہ گانے کی آواز سن کر اونٹ تیز چلتے ہیں اور ان کے تیز چلنے کی وجہ سے عورتوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ؎

بَابُ ۸۳ قُرْبِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ النَّاسِ وَتَبَرُّكِهِمْ بِهِ وَتَوَاضُعِهِ لَهُمْ

لوگوں کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے تبرک اور قرب حاصل کرنا اور آپ کا تواضع فرمانا

۵۹۲۲ - حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى وَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ اَبِي النَّضْرِ وَ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ جَمِيْعًا عَنْ اَبِي النَّضْرِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ (يَعْنِيْ هَاشِمَ بْنَ الْقَاسِمِ) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَآءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَآءُ فَمَا يُؤْتٰى بِاِنَآءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَآؤُوْهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینہ کے غلام پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر آتے، آپ ہر برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے، بسا اوقات سرد صبح میں یہ واقعہ ہوتا اور آپ اپنا ہاتھ ان میں ڈبو دیتے۔

۵۹۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهٗ وَاَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِيْ يَدِ رَجُلٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام آپ کا سر مونڈ رہا تھا، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے گرد گھوم رہے تھے، وہ چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی بال بھی زمین پر گرنے کی بجائے ان کے ہاتھ پر گرے۔

۵۹۲۴ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ امْرَاَةً كَانَ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ انْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا، وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے، آپ نے فرمایا: اے ام فلاں! جس گلی میں چاہو انتظار کرو، میں تمہاری حاجت پوری کر دوں گا، پھر آپ نے راستہ میں اس سے بات کی اور اس کی حاجت پوری کر دی۔

؎ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ف: وہ عورت سب کے سامنے اپنی حاجت بیان کرنا نہیں چاہتی تھی، اس لیے آپ نے اس سے تنہائی میں ملاقات کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے تبرک حاصل کرنا

حدیث نمبر ۵۹۲۲ میں ہے کہ صحابہ کرام روز صبح پانی کے بھرے ہوئے برتن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے اور آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔ علامہ ابی مالکی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے لمس سے برکت حاصل کرنے کے لیے اپنے برتنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگواتے تھے، اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق کا بیان ہے آپ سب لوگوں سے مل جل کر رہتے تھے اور ہر چھوٹے اور بڑے کے بلانے پر چلے آتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انک لعلی خُلُقٍ عظیم (قلم: ۴) "بے شک ضرور آپ بڑی شان والے خلق پر ہیں" [۱]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے تبرک حاصل کرنا

حدیث نمبر ۵۹۲۳ میں ہے جب حجام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مونڈتا تو صحابہ کرام آپ کے گرد گھومتے اور کسی بال کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے اور اپنے ہاتھوں میں لے لیتے۔

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابن سیرین قال قلت لعبیدة عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبناہ من قبل انس او من قبل اھل انس فقال لان تکون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا وما فیھا۔ [۲]

ابن سیرین کہتے ہیں میں نے عبیدہ سے کہا ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہے جو ہمیں حضرت انس یا حضرت انس کے گھر والوں سے ملا تھا، ابن سیرین نے کہا اگر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال بھی ہو تو وہ مجھے دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما حلق راسه کان ابو طلحة اول من اخذ شعرہ۔ [۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سر منڈوایا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے آپ کے بال لیے۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بال اس کی پاکیزگی اور نظافت کی وجہ سے بطور

---

[۱] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
[۲] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[۳] " " " " " صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹

تبرک اپنی ٹوپی میں رکھا ہوا تھا۔ وہ جہاد میں اس ٹوپی کو پہن کر جاتے اور اس کی برکت سے مدد طلب کرتے تھے۔ جنگ یمامہ میں وہ ٹوپی گر گئی تو انہوں نے اس کو بہت شدید سمجھا (اور حالت جہاد میں ٹوپی اٹھائی) صحابہ کرام کو اس پر حیرت ہوئی تو حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ میں نے اس ٹوپی کی قیمت کی وجہ سے ایسا نہیں کیا بلکہ میں نے اس کو ناپسند کیا کہ یہ ٹوپی مشرکین کے ہاتھوں میں پڑ جائے حالانکہ اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بال ہے۔ [1]

صحیح مسلم کی زیر بحث حدیث کی شرح میں علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ صحابہ کرام بہ طور تبرک آپ کے بال کو ـــــ حاصل کرتے تھے اور اس کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ [2]

بَابُ تَرْكِ الْاِنْتِقَامِ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰی ۸۲۵
اپنی ذات کا انتقام نہ لینا اور حدود الٰہی میں سختی کرنا

۵۹۲۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے زیادہ آسان چیز کو اختیار فرماتے، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا، الا یہ کہ کوئی شخص اللہ کی حدود کی خلاف ورزی کرے۔

۵۹۲۶ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ فِيْ رِوَايَةِ فُضَيْلٍ ابْنِ شِهَابٍ وَفِيْ رِوَايَةِ جَرِيْرٍ مُحَمَّدِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِيْهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ۔

۵۹۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے زیادہ آسان کام کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور ہونے والے تھے۔

۵۹۲۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ أَيْسَرَهُمَا وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۹۲۹۔ حَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، کسی عورت کو نہ کسی خادم کو، البتہ جہاد فی سبیل اللہ میں قتال فرمایا، اور جب بھی آپ کو کچھ نقصان پہنچایا گیا آپ نے اس سے انتقام نہیں لیا، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی خلاف ورزی کی جاتی، پھر آپ اللہ عزوجل کے لیے انتقام لیتے۔

۵۹۳۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

مفتیوں کو چاہیے کہ فتویٰ دیتے وقت مسلمانوں کی سہولت اور آسانی کو پیشِ نظر رکھیں

حدیث ۵۹۲۷ میں ہے:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے زیادہ آسان کو اختیار فرماتے، بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو، علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

آپ کا یہ طریقہ امت کی تعلیم کے لیے ہے، کیونکہ دین یسر (آسانی) پر مبنی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر۔ ”اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے وہ تم کو مشکل میں ڈالنے کا ارادہ نہیں کرتا“، پس اگر اللہ تعالیٰ امت کو دو سزائیں دینے کے درمیان آپ کو اختیار دیتا

تو آپ آسان سزا کو اختیار فرماتے، یا قتال کفار اور جزیہ لینے کے درمیان اختیار دیتا تو آپ جزیہ لینے کو اختیار فرماتے،[1]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو امت کے لیے عبادت میں مجاہدہ یا درمیانہ روی کا اختیار دیتا تو آپ درمیانہ روی کو اختیار فرماتے، یا اگر کفار آپ کو معاہدہ صلح یا جنگ کا اختیار دیتے تو آپ معاہدہ صلح کو اختیار فرماتے (جیسے صلح حدیبیہ میں) ملا علی قاری فرماتے ہیں اللہ کی جانب سے امت کے معاملہ میں ایک اور تخییر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امت پر کسی چیز کے وجوب یا استحباب میں اختیار دے یا کسی چیز کی تحریم یا اباحت میں اختیار دے تو آپ اس امر کو اختیار فرماتے جس میں امت کے لیے سہولت یا آسانی ہوتی تھی (مثلاً حج کو ہر سال فرض نہ کرنا، مسواک کرنے کو واجب نہ کرنا، تراویح کی فرضیت کے خدشہ سے باجماعت تراویح کو ترک کر دینا۔ سعیدی غفرلہٗ)[2]

مفتیوں کو چاہیے کہ فتویٰ دیتے وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو پیش نظر رکھیں اور اگر کسی مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہو تو اس قول پر فتویٰ دیں جس میں امت مسلمہ کے لیے آسانی اور سہولت ہو، مثلاً ایلوپیتھک دواؤں سے علاج کرنا امام اعظم کے قول پر جائز ہے اور امام محمد کے قول پر ناجائز ہے تو اس مسئلہ میں امام اعظم کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے، اسی طرح مزارعت امام اعظم کے قول پر ناجائز ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے یہاں صاحبین کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے، مفقود الخبر کے مسئلہ میں امام مالک اور امام احمد کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے، اسی طرح جبر، ظلم یا کسی اور معقول وجہ کی بناء پر عدالت نے یک طرفہ فیصلہ کر کے تفریق کر دی ہو تو امام شافعی اور امام مالک کے قول پر فتویٰ دے کر تفریق کو نافذ کر دینا چاہیے، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو آباد کرے نہ طلاق دے تو ائمہ ثلاثہ کے قول پر فتویٰ دے کر تفریق کر دینی چاہیے، امامت، خطابت اور دینی کتب کی تدریس کی اجرت کا جواز بھی متاخرین فقہاء احناف کے فتویٰ پر مبنی ہے، اسی طرح تراویح پڑھانے والے حافظ کے نذرانے کے جواز کا فتویٰ دینا چاہیے کیونکہ فقہاء تابعین میں سے سعید بن جبیر نے یہ نذرانہ قبول کیا ہے، ہمارے زمانہ میں انتقال خون کے مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اس میں بھی جواز کو اختیار کرنا چاہیے، لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز، چلتی گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز اور جنازہ مسجد سے باہر رکھ کر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے میں بھی علماء کا اختلاف ہے، ان تمام صورتوں میں جواز کے قول پر فتویٰ دینے میں امت مسلمہ کے لیے سہولت ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین یسر (آسان) ہے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ آسانی اور سہولت کا ارادہ کرتا ہے۔ آپ مسلمانوں کے اعمال میں آسانی اور سہولت تلاش کریں، اللہ تعالیٰ آخرت میں آپ کی مشکلات آسان فرمائے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقام نہ لینے کے شواہد

حدیث نمبر ۵۹۲۵ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کا انتقام نہیں لیا، علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

جب کفار نے آپ کے سر پر پتھر مار کر آپ کا خون بہایا تو آپ نے فرمایا اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے، یا جب کسی نے سختی سے آپ کو آواز دی، یا جس نے آپ کی چادر کو اس زور سے کھینچا کہ آپ کی گردن میں نشان پڑ گیا، اور کہا آپ مجھے اپنے مال یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دیتے تو آپ ہنسے اور اس کو مال دینے کا حکم دیا، اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صبر، علم، حق کو قائم کرنے اور دین پر تصلب کی دلیل ہے، اور یہی آپ کا خلق حسن ہے، کیونکہ اگر آپ حدود اللہ کو قائم نہ کرتے تو اس سے دین میں ضعف ہوتا، اور اگر آپ اپنے نفس کا انتقام لیتے تو یہ صبر اور حلم کے خلاف ہوتا، آپ نے دونوں مذموم طرفوں کا اختیار ترک کر کے خیر الامور اوسطہا کو اختیار کیا۔ [1]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق توہین آمیز کلام کفر ہے خواہ توہین کی نیت نہ ہو اور آپ کے خود معاف کرنے کی وجوہات

قرآن مجید میں ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ (احزاب: ۵۷)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرماتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں فقہاء اسلام نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنا اور آپ کو ایذاء دینا کفر ہے اور دنیا اور آخرت میں لعنت کا موجب ہے۔

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواہر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ (اکفار الملحدین ص ۳۷)

کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے، قصد، نیت اور قرائن حال پر نہیں ہے

نیز شیخ کشمیری لکھتے ہیں:

وقد ذکر العلماء ان التہور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر۔ (اکفار الملحدین ص ۸۶)

علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء کی شان میں جرأت اور دلیری کفر ہے خواہ توہین کا قصد نہ ہو۔

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود سب و شتم کرنے والے کو معاف کر دیتے تھے، ایک شخص نے آپ کی تقسیم کے متعلق کہا اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی کا ارادہ نہیں کیا گیا، ہر چند کہ اس قول میں دین کی بے حرمتی ہے لیکن آپ نے اس شخص کو اس لیے معاف کر دیا کہ اس نے یہ قصد نہیں کیا تھا کہ آپ نے حق سے تجاوز کیا ہے بلکہ اس کے خیال میں یہ ایک دنیاوی معاملہ تھا جس میں صواب اور غیر صواب ہو سکتا تھا، یا آپ نے اس کو تالیف قلب کے لیے معاف کر دیا، یا آپ نے اس کی قوم کی تالیف کے لیے اس کو معاف کر دیا، اور جس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم

---

[1] علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

کیا اس کے کفر پر اجماع ہے [1] علامہ آبی کی بیان کردہ پہلی وجہ صحیح نہیں ہے باقی دو وجہیں صحیح ہیں۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم منافقین سے اس لیے درگزر کرتے تھے کہ لوگ آپ سے دور نہ ہوں، اور یہ نہ کہیں کہ آپ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں اور کبھی آپ تالیف قلب کے لیے کافر معاہد سے درگزر کر لیتے اور کبھی کافر حربی سے اس لیے درگزر فرماتے کہ اس نے احکام اسلام کا التزام نہیں کیا تھا۔ [2]

بَابُ ۸۲۶ طِيبِ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِينِ مَسِّهِ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی ملائمت اور خوشبو

۵۹۳۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ طَلْحَةَ الْقَنَّادُ حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ (وَهُوَ ابْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ) عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْأُولَى ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ فَاسْتَقْبَلَهُ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ أَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا قَالَ وَأَمَّا أَنَا فَمَسَحَ خَدِّي قَالَ فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا أَوْ رِيحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ اپنے گھر کی طرف گئے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا، سامنے سے کچھ بچے آئے، آپ نے ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرا، اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا میں نے آپ کے دست اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی جیسے آپ نے عطار کے ڈبہ سے ہاتھ باہر نکالا ہو۔

۵۹۳۲- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا هَاشِمٌ (يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ) عَنْ ثَابِتٍ قَالَ أَنَسٌ مَا شَمِمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَلَا شَيْئًا أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَسِسْتُ شَيْئًا قَطُّ دِيبَاجًا وَلَا حَرِيرًا أَلْيَنَ مَسًّا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی جیسی خوشبو تھی ایسی خوشبو مشک میں تھی نہ عنبر میں، نہ کسی اور چیز میں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے زیادہ ملائم دیباج کو پایا نہ حریر کو (دیبا ریشم کی اقسام ہیں)

---

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

۵۹۲ - وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ كَأَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ وَلَا مَسِسْتُ دِيبَاجَةً وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَنْبَرَةً أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سفید چمکدار رنگ تھا، اور آپ کے پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے تھے، جب آپ چلتے تو آگے کو جھک کر چلتے تھے اور میں نے کسی دیباج اور حریر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زیادہ ملائم نہیں پایا۔ اور نہ میں نے کسی مشک یا عنبر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار پایا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو

علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے جو خوشبو آتی تھی وہ آپ کی طبعی صفت تھی خواہ آپ خارجی خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں، اس کے باوجود نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات میں خوشبو لگاتے تھے کیونکہ آپ کی فرشتوں سے ملاقات ہوتی تھی، آپ پر وحی نازل ہوتی تھی اور آپ کی ہم نشینی میں مسلمان بیٹھتے تھے۔ [۱]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم کی صفائی اور پاکیزگی اور آپ کی ریح اور پسینہ کی خوشبو اور آپ کا نجاستوں اور جسمانی فضلات سے پاکیزہ ہونا، آپ کی خصوصیات میں سے ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جو دوسروں میں نہیں ہیں، پھر آپ کو شرعی پاکیزگیوں اور فطرت کی دس خصلتوں سے نوازا اور آپ نے فرمایا دین کی بنا صفائی پر ہے (اس کے بعد قاضی عیاض نے حضرت جابر کی وہ روایات ذکر ہیں جو صحیح مسلم میں مذکور ہیں یعنی حدیث نمبر ۵۹۲۳، ۵۹۳۱) دیگر صحابہ نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں جو شخص آپ سے مصافحہ کرتا اس کو سارا دن خوشبو آتی رہتی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس بچہ کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے وہ بچہ خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں میں الگ پہچانا جاتا، ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر سو گئے اور آپ کو پسینہ آیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ آئیں اور انھوں نے ایک شیشی میں آپ کا پسینہ جمع کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے کہا یہ سب سے اچھی خوشبو ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں رکھیں گے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی راستہ پر جاتے تھے تو آپ کے پیچھے چلنے والا آپ کو آپ کی خوشبو سے پہچان لیتا تھا، اور اسحاق بن راہویہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی یہ خوشبو کسی خارجی خوشبو کے لگائے بغیر ہوتی تھی، اور مزنی اور حربی نے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

ہیں کہ ایک بار نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا، میں نے مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا تو مشک کی خوشبو پھیل گئی، بعض روایات میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے جاتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل لیتی، اور اس جگہ ایک پاکیزہ خوشبو پھیل جاتی اور امام محمد بن سعد کاتب واقدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ بیت الخلاء جاتے ہیں تو ہمیں وہاں آپ کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی، آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تم نہیں جانتیں کہ انبیاء علیہم السلام سے جو چیز نکلتی ہے زمین اس کو نگل لیتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی، ہر چند کہ یہ حدیث مشہور نہیں ہے، لیکن اہل علم کی ایک جماعت نے ان دو حدیثوں کی بناء پر یہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بول و براز طاہر ہیں، بعض اصحاب شافعی کا بھی یہی قول ہے، جیسا کہ امام ابونصر بن صباغ نے "شامل" میں بیان کیا ہے، ابوبکر بن سابق مالکی نے اپنی کتاب بدیع میں اس مسئلہ کے متعلق علماء کے دو قول ذکر کیے ہیں، آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم سے کوئی ایسی چیز خارج نہیں ہوتی تھی جو غیر پسندیدہ اور غیر خوشبودار ہو، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا میں یہ دیکھنے لگا کہ آیا میت کے جسم سے جو چیز نکلتی ہے (وہ آپ سے نکلتی ہے یا نہیں) میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی، میں نے کہا آپ حیات اور موت میں پاکیزہ اور خوشبودار ہیں، حضرت علی نے کہا پھر آپ سے ایسی خوشبو نکل کر پھیلی جس کی مثل ہم نے اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا تھا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انھوں نے آپ کو بوسہ دیا تھا۔

حضرت مالک بن سنان نے جنگ احد کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم (کے زخم سے نکلا ہوا) خون پیا اور اس کو چوسا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو ان کے لیے جائز قرار دیا، اور ان سے فرمایا "تم کو آگ کبھی نہیں چھوئے گی"، اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فصد کے بعد آپ کا خون پی لیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں لوگوں سے افسوس ہوگا، اور لوگوں کو تم سے افسوس ہوگا" اور ان کے اس عمل پر انکار نہیں کیا۔ جس عورت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا تھا اس سے آپ نے فرمایا تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہوگا، اور ان میں سے کسی کو بھی آپ نے منہ دھونے کا حکم نہیں دیا، اور نہ دوبارہ پینے سے منع کیا جس عورت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا تھا یہ حدیث صحیح ہے، امام دار قطنی نے امام مسلم اور امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں کیوں درج نہیں کیا جب کہ یہ حدیث ان کی شرط کے مطابق ہے (امام مسلم اور امام بخاری نے اپنی شرائط کے مطابق احادیث کا ——— استیعاب نہیں کیا۔) اس عورت کا نام برکہ ہے اور اس کی نسبت میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ ام ایمن ہیں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس کو آپ تخت کے نیچے رکھتے تھے اور رات کو کسی وقت اس میں پیشاب کرتے تھے، ایک رات آپ نے اس میں پیشاب کیا۔ صبح آپ نے وہ پیالہ طلب کیا تو اس میں کچھ نہیں تھا، آپ نے برکہ سے اس کے متعلق پوچھا، انھوں نے کہا رات کو میں پیاس سے اٹھی اور میں نے اس سے پی لیا، مجھے علم نہیں تھا کہ اس میں آپ کا پیشاب ہے اس حدیث کو ابن جریج وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے، آپ کی والدہ آمنہ بیان کرتی ہیں آپ صاف ستھرے پیدا ہوئے، آپ کے جسم کے ساتھ کوئی نجاست نہیں تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے سوا آپ کو اور کوئی غسل نہ دے، کیونکہ جو شخص بھی میری شرمگاہ دیکھے گا وہ اندھا ہو جائے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سو جاتے حتی کہ آپ کے خراٹوں کی آواز آتی، پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے، عکرمہ نے کہا کیونکہ آپ محفوظ تھے[1]

فضلات کریمہ کی طہارت پر ملا علی قاری کے اعتراضات کے جوابات

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے جو یہ روایت ذکر کی ہے زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز نگل لیتی اور اس جگہ خوشبو پھیل جاتی، اس کو امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ موضوع ہے (اس کا جواب جمع الوسائل کے حوالے سے خود ملا علی قاری کی عبارت میں آ رہا ہے،) قاری عیاض نے دوسری روایت جو امام محمد بن سعد کے حوالے سے ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم نہیں جانتیں کہ انبیاء علیہم السلام سے جو چیز نکلتی ہے زمین اس کو نگل لیتی ہے الحدیث، ابن دحیہ نے کہا کہ اس کی سند ثابت ہے اور یہ اس بات میں قوی ترین حدیث ہے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ حدیث فضلات کی طہارت پر نہیں بلکہ اس کی ضد پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ زمین کے نگلنے سے معلوم ہوتا ہے، البتہ پاکیزہ خوشبو ان کی طہارت پر دلالت کرتی ہے۔ امام بغوی نے فضلات کی طہارت پر یہ دلیل قائم کی آپ کے پیشاب اور خون سے شفاء حاصل کی گئی ہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ جس چیز سے شفاء حاصل کی جائے اس کا طاہر ہونا لازم نہیں ہے، کیونکہ اونٹوں کے پیشاب سے بھی شفا حاصل کی گئی ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک اونٹوں کا پیشاب نجس ہے۔[2]

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ملا علی قاری پر رحم فرمائے! کہاں حضور کا بول مبارک اور کہاں اونٹوں کا پیشاب! اونٹوں کا پیشاب سخت بدبودار ہوتا ہے اور جہاں آپ کا بول و براز گرتا تھا اس جگہ خوشبو پھیل جاتی تھی، اس حدیث کی قوت خود علی قاری کو بھی تسلیم ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بول مبارک پر اونٹوں کے پیشاب سے معارضہ کرنا، سخت حیرت کا باعث ہے۔

علامہ خفاجی لکھتے ہیں:

حضرت ابو طیبہ حجام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خون پیا اور آپ نے ان پر انکار نہیں فرمایا، حضرت ام ایمن نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا اور آپ نے ان پر انکار نہیں کیا، بلکہ فرمایا تمہارا پیٹ آگ میں داخل نہیں ہوگا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے آپ کا خون پیا۔ ان احادیث کو بطور دوا پینے پر محمول کیا گیا

---

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۴۲ - ۳۹، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض طبع ج ۱ ص ۳۵۲ - ۳۵۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے فصد لگانے والے سے فرمایا: دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے (واضح رہے کہ حرام ہونا نجس ہونے کو مستلزم نہیں ہے کیونکہ انسان بھی حرام ہے لیکن اس کی حرمت کرامت کی بناء پر ہے نہ کہ نجاست کی بناء پر، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خون کا حرام ہونا بہ درجہ اولیٰ کرامت کی بناء پر ہے۔ ... سعیدی غفرلہ) علامہ نووی نے کہا کہ پیشاب پینے والی حدیث صحیح حسن ہے اور یہ طہارت پر استدلال کے لیے کافی ہے کیونکہ آپ نے اس فعل پر انکار نہیں کیا، منہ دھونے کا حکم دیا، اور نہ دوبارہ پینے سے منع کیا، قاضی حسین نے کہا کہ تمام فضلات کی طہارت کا قول زیادہ صحیح ہے اور یہی کثیر متاخرین کا مختار ہے اور بطور دوا پینے کا جواب یہ ہے کہ (یہ ملا علی قاری کے اعتراض کا بھی جواب ہے) یہ احتمال اس حدیث سے مردود ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفاء حرام چیزوں میں نہیں رکھی"۔ اور اس کا حکمتہ یہ ہے کہ فرشتوں نے آپ کے پیٹ کو دھو کر پاک کر دیا تھا، اس باب میں بہت زیادہ احادیث ہیں جیسے حضرت ابن الزبیر کا خون پینا، اور حضرت ام ایمن کا رات کو تخت کے نیچے رکھے ہوئے پیالہ سے پیشاب پینا۔ [1]

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی چیز ناپسندیدہ اور ناپاک نہیں تھی، ملا علی قاری اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی دھوتی تھیں، آپ پتھر اور ڈھیلوں سے استنجاء کرتے تھے نیز اگر آپ سے خارج ہونے والی چیزیں پاک ہوتیں تو وہ چیزیں حدث ناقض (وضوء اور غسل کا سبب) نہ ہوتیں، جیسے پسینہ، آنسو، تھوک اور رینٹ وغیرہ ہیں، اور اس پر اجماع ہے کہ وضو ٹوٹنے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم امت کی مثل ہیں سوا اس چیز کے جس کا استثناء ہے مثلاً نیند، کیونکہ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہیں سوتا تھا۔ [2]

اللہ تعالیٰ ملا علی قاری پر رحم فرمائے، آپ کے فضلات کریمہ کے طاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ امت کے لیے طاہر ہیں، باقی آپ کے حق میں ان کا خروج موجب حدث ہے، اسی وجہ سے آپ استنجاء، وضو اور غسل فرماتے تھے۔ امت کے لیے ان کے طاہر ہونے پر دلیل یہ ہے کہ کئی صحابہ اور صحابیات نے آپ کا پیشاب اور خون پیا اور آپ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت مالک بن سنان نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زخم سے خون چوس کر پی لیا۔

ملا علی قاری نے کہا ہے کہ اس حدیث کی مثل کو حاکم، بزار، بیہقی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے لیکن قاضی عیاض نے اس حدیث سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خون کی طہارت پر جو استدلال کیا ہے اس پر ملا علی قاری نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ضرورت سے ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہے۔ [3]

---

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] " " ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۹، " " "

ہماری سمجھ میں یہ نہیں آسکا کہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم سے خون چوسنے سے کون سی طبعی یا شرعی ضرورت تھی، جس کی وجہ سے ان کے لیے خون چوسنا مباح ہو گیا تھا! حقیقت یہ ہے کہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے کسی ضرورت کی وجہ سے نہیں بلکہ غلبہ محبت کی بناء پر آپ کے زخم سے خون چوسا تھا۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جن صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خون یا پیشاب پیا، آپ نے ان میں سے کسی کو یہ نہیں کہا کہ اپنا منہ دھوؤ، اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا خون اور پیشاب پاک ہے، ملا علی قاری اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان احادیث میں دھونے کے حکم پر دلالت ہے نہ عدم حکم پر دلالت ہے، علاوہ ازیں پیشاب لگنے سے منہ دھونا صحابہ کو بالبداہت معلوم تھا اور اگر مان لیا جائے کہ آپ نے دھونے کا حکم نہیں دیا، تب بھی محض احتمال سے طہارت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ذہول ہو گیا ہو، یا آپ کو اعتماد ہو کہ وہ منہ دھو لیں گے، ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے ان میں سے کسی کو دیکھا کہ وہ منہ دھوئے بغیر نماز پڑھ رہا ہے اور آپ نے اس پر سکوت کیا اور اس کو برقرار رکھا تب طہارت ثابت ہو جائے گی۔ [1]

ملا علی قاری نے جو یہ کہا ہے کہ ان احادیث میں دھونے کے حکم پر دلالت ہے نہ عدم حکم پر دلالت ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ فضلات نجس ہوتے تو آپ پر لازم تھا کہ آپ انہیں دھونے کا حکم دیتے اور جب دھونے کا حکم نہیں دیا تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ فضلات طاہر ہیں جیسا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔

ملا علی قاری نے جو یہ کہا ہے کہ پیشاب لگنے سے منہ دھونا صحابہ کو بالبداہت معلوم تھا، سوال یہ ہے کہ کس کے پیشاب لگنے سے؟ عام آدمی کے؟ تو بے شک یہ انہیں معلوم تھا کہ عام آدمی کے پیشاب لگنے سے اس جگہ کو دھونا لازم ہے، لیکن یہ عام آدمی کا پیشاب تو نہیں تھا! اگر ان کے نزدیک اس پیشاب کا حکم بھی عام آدمی کے پیشاب کی طرح ہوتا تو وہ اس کو کیوں پیتے؟ ظاہر ہے کہ وہ آپ کے پیشاب کو طاہر سمجھتے تھے جبھی تو انہوں نے اس کو پیا تھا، اب اگر بالفرض یہ پیشاب ان کے گمان کے برخلاف ناپاک ہوتا تو آپ پر لازم تھا کہ آپ بتاتے کہ اپنا منہ دھو لو۔

ملا علی قاری نے کہا اگر مان لیا جائے کہ آپ نے دھونے کا حکم نہیں دیا تب بھی محض احتمال سے طہارت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ذہول ہو گیا ہو یا آپ کو اعتماد ہو کہ وہ خود دھو لیں گے۔

اگر مان لیا جائے کا کیا مطلب ہے؟ فی الواقع آپ نے دھونے کا حکم نہیں دیا تھا اور یہ صرف طہارت کا احتمال نہیں ہے بلکہ طہارت پر قوی دلیل ہے کیونکہ نبوت کے منصب کا یہ تقاضا ہے کہ جب بھی کوئی شخص غلط کام کرے تو نبی اس کی اصلاح کرے، اسی وجہ سے نبی کا کسی چیز پر خاموش رہنا اس کے جواز کی دلیل ہوتا ہے کیونکہ نبی کسی غلط کام پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ اور یہ جو کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ذہول ہو گیا ہو سو یہ بھی غلط ہے، کیونکہ

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

امور تبلیغیہ میں ذہول نہیں ہوتا، پھر یہ ایک دفعہ کا واقعہ تو نہیں ہے متعدد مرتبہ آپ کے سامنے خون پیا گیا اور آپ نے کسی مرتبہ منہ دھونے کا حکم نہیں دیا کیا ہر بار آپ کو ذہول ہو گیا تھا؟ اور یہ جو کہا ہے کہ آپ کو یہ اعتماد تھا کہ وہ خود دھو لیں گے، یہ بھی غلط ہے آپ کو یہ اعتماد تو تب ہوتا جب آپ یہ جانتے کہ صحابہ کے نزدیک آپ کے فضلات نجس ہیں، وہ تو آپ کے فضلات کو پاک سمجھتے تھے اور ان کو پیتے تھے تو پھر آپ کو ان کے دھونے پر اعتماد کیسے ہوتا! ملا علی قاری نے لکھا ہے ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے ان میں سے کسی کو دیکھا کہ وہ منہ دھوئے بغیر نماز پڑھ رہا ہے اور آپ نے اس پر سکوت فرمایا اور اس کو مقرر رکھا تو پھر طہارت ثابت ہوگی۔

یعنی اگر کوئی شخص مثلاً صبح سے ظہر تک یا ظہر سے عصر تک اپنے منہ پر کوئی ناپاک چیز لگائے رکھے تو ملا علی قاری کے نزدیک حضور اس کو اس لیے منع نہیں کریں گے کہ یہ ابھی نماز نہیں پڑھ رہا، کیا نماز کے علاوہ باقی اوقات میں منہ پر ناپاک چیز لگائے رکھنا جائز ہے؟ اور نماز کے علاوہ کوئی شخص اپنے منہ پر خون یا پیشاب مل لے تو کوئی حرج نہیں ہے؟ اس لیے فضلات کریمہ کی طہارت پر ملا علی قاری کا یہ اعتراض بھی غلط ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو پیشاب یا خون دوبارہ پینے سے منع نہیں فرمایا اور یہ ان کی طہارت کی دلیل ہے ملا علی قاری اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

منع کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آتی جب کسی شخص نے عمداً اور بلا ضرورت یہ کام کیا ہوتا، اور عنقریب روایت میں آ رہا ہے کہ حضرت برکہ نے لاعلمی میں پیشاب پیا تھا (یعنی ان کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ پیشاب ہے) اور ابن عبد البر نے روایت کیا ہے کہ سالم بن ابی الحجاج نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فصد لگائی اور خون پی لیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ ہر خون حرام ہے؟ اور ایک روایت میں ہے دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے۔[1]

صحابہ میں سے جس نے بھی آپ کا خون یا پیشاب پیا تھا وہ کسی ضرورت سے نہیں پیا تھا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت کی وجہ سے پیا تھا اور عمداً پیا تھا، خون اور پیشاب پینے کے متعدد واقعات ہیں، علامہ خفاجی لکھتے ہیں

حاکم اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور حضرت ام ایمن بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو ایک جانب رکھے ہوئے مٹی کے برتن میں پیشاب کیا، میں رات کو اٹھی میں پیاسی تھی میں نے اس کو پی لیا درآں حالیکہ مجھے پتا نہیں تھا، جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے ام ایمن! اس برتن میں جو کچھ ہے اس کو پھینک دو، میں نے کہا اس میں جو کچھ تھا وہ میں نے پی لیا، آپ ہنسے اور فرمایا بخدا تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہوگا، اور امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کے ایک پیالے میں پیشاب کرتے تھے جس کو آپ کے تخت کے نیچے رکھا جاتا تھا، ایک دن آپ نے وہ پیالہ دیکھا تو اس میں کچھ نہیں تھا، ایک عورت جس کا نام برکہ تھا جو حضرت ام حبیبہ کی خادمہ تھی اور ان کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی آپ نے اس سے پوچھا، اس پیالہ میں جو پیشاب تھا وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا اس کو میں نے پی لیا آپ نے فرمایا اے ام یوسف! تم صحت مند رہو گی۔ ابن دحیہ نے کہا یہ دو مختلف عورتوں کے دو مختلف واقعے ہیں

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت

پہلی عورت برکہ ام ایمن ہیں اور دوسری عورت برکہ ام یوسف ہیں۔ [1]

ملا علی قاری نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دو واقعے ہیں۔ [2]

جب یہ واضح ہو گیا کہ یہ دو واقعے ہیں، اور یہ قول کہ میں نے لاعلمی میں پیا تھا حضرت برکہ ام ایمن کا ہے اور حضرت برکہ ام یوسف کے واقعہ میں یہ قول نہیں ہے کہ میں نے لاعلمی میں پیا تھا۔ اس لیے ملا علی قاری کا مطلقاً یہ کہنا درست نہیں ہے کہ پینے والوں نے عمداً اور بلاضرورت نہیں پیا۔

اسی طرح حضور کا خون پینے کے بھی متعدد واقعات ہیں، علامہ عینی نے لکھا ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم سے نکلا ہوا خون پیا، ان میں ابو طیبہ حجام کے فصد لگانے والے ہیں اور قریش کا ایک لڑکا ہے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگائی تھی اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خون پیا، یہ روایات بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم کی حلیہ میں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انھوں نے آپ کے جسم سے نکلا ہوا خون پیا۔ [3]

ان احادیث میں سے کسی میں یہ مذکور نہیں ہے کہ انھوں نے لاعلمی میں خون پیا، صرف حضرت ام ایمن کی روایت سے "لا اشعر" کا لفظ دیکھ کر مطلقاً یہ کہنا کہ "حضور دوبارہ پینے سے اس وقت منع کرتے جب پینے والوں نے بلاضرورت اور عمداً پیا ہوتا" سخت مغالطہ آفرینی ہے۔

اس کے بعد ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ: سالم بن ابی الحجاج نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگائی اور خون پی لیا تو آپ نے فرمایا، کیا تم نہیں جانتے کہ ہر خون حرام ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے۔

ہر خون کا حرام ہونا اور اسی طرح آپ کے خون کا بھی حرام ہونا طہارت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ یہ حرمت کرامت کی بناء پر ہے نجاست کی بناء پر نہیں ہے، در اصل اس عبارت سے ملا علی قاری قاضی عیاض پر یہ رد کرنا چاہتے ہیں کہ قاضی عیاض نے یہ استدلال کیا تھا کہ اگر آپ کے فضلات نجس ہوتے تو آپ کسی کو دوبارہ پینے سے منع کرتے، سو ملا علی قاری نے ابن عبد البر کے حوالے سے یہ لکھا کہ ایک روایت میں ہے: لا تعد فان الدم کلہ حرام۔ "دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے"، اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے ابن عبد البر کی کتاب کو دیکھا اس میں سالم کے تذکرہ میں فصد کا یہ واقعہ مذکور ہے لیکن " لا تعد فان الدم کلہ حرام " کا ذکر نہیں ہے اور ملا علی قاری کے استدلال کا مرکزی نقطہ یہی ہے، ابن عبد البر کی اصل عبارت یہ ہے:

(سالم) رجل من الصحابة حجم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و شرب دم المحجم فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما علمت ان الدم کلہ

سالم ایک صحابی ہیں، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فصد لگائی اور فصد کا خون پی لیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم نہیں جانتے

---

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] " " " " ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۱ " " "

حرام ۔ [۷۵]

کہ ہر مخول حرام ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے فی روایۃ کا تعدد نہیں لکھا، اور اگر ملا علی قاری کا مطلب یہ ہے کہ کسی اور نے لکھا ہے یا کسی اور روایت میں ہے تو ملا علی قاری نے اس کا حوالہ نہیں دیا اور جو چیز مذاہب اربعہ کے جمہور علماء کا مختار ہو اور مستند احادیث سے ثابت ہو اس کو ایک بے سند اور مجہول روایت کی بنیاد پر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ ملا علی پر رحم فرمائے، ہو سکتا ہے کہ اس تمام بحث سے ان کا مقصود یہ ہو کہ فضلات کریمہ کی طہارت ایک ظنی مسئلہ ہے اس پر کوئی دلیل قطعی نہیں ہے، کیونکہ جن وجوہ سے استدلال کیا گیا ہے ان پر اعتراضات ہو سکتے ہیں، ملا علی قاری کی طرف سے اس توجیہ کی وجہ یہ ہے کہ ملا علی قاری نے اپنی دوسری تصانیف میں اس کے برخلاف لکھا ہے۔

فضلات کریمہ سے متعلق بعض احادیث کی فنی حیثیت اور اس مسئلہ میں جمہور علماء کا موقف !!!

ملا علی قاری حنفی شرح شمائل ترمذی میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے متعلق امام طبرانی نے سند حسن یا سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کو بیت الخلاء میں جاتے ہوئے دیکھتی ہوں، پھر جو شخص آپ کے بعد بیت الخلاء میں جاتا ہے وہ آپ سے خارج ہونے والی کسی چیز کا کوئی اثر نہیں دیکھتا، آپ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تم نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو یہ حکم دیا ہے کہ انبیاء سے جو کچھ خارج ہو وہ اس کو نگل لے اس حدیث کو امام ابن سعد نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے اور امام حاکم نے مستدرک میں ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے، علامہ ابن حجر نے یہ کہا ہے کہ امام بیہقی کا یہ کہنا کہ یہ حدیث حسن ابن علوان کی موضوعات میں سے ہے اور اس کا ذکر مناسب نہیں ہے، کیونکہ احادیث صحیحہ مشہورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر معجزات کا ذکر ہے جو حسن بن علوان کے کذب سے مستغنی کر دیتے ہیں (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۷۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)۔ امام بیہقی کی یہ عبارت بالخصوص ابن علوان کے روایت کردہ متن پر محمول ہے اور وہ یہ ہے: "کیا تم نہیں جانتیں کہ ہمارے اجسام ارواح اہل جنت کے مطابق پیدا ہوتے ہیں اور جو کچھ ان سے نکلتا ہے اس کو زمین نگل لیتی ہے"، یا اس حدیث پر موضوع کا حکم لگانا صرف ابن علوان کی سند کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسری جن سندوں سے یہ حدیث مروی ہے ان پر موضوع کا حکم نہیں ہے، یا امام بیہقی ان اسانید پر مطلع نہیں ہوئے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے (یعنی امام طبرانی، امام ابن سعد، اور امام حاکم کی ذکر کردہ اسانید) اور یہ جواب زیادہ ظاہر ہے۔

امام بیہقی کا یہ تبصرہ براز کے متعلق تھا، اور پیشاب کا تو بہت صحابہ نے مشاہدہ کیا ہے، آپ کی خادمہ برکہ ام ایمن نے آپ کا پیشاب پیا، اور حضرت ام حبیبہ کی خادمہ برکہ ام یوسف نے آپ کا پیشاب پیا، آپ کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو آپ کے تخت کے نیچے رکھا جاتا تھا، آپ اس میں پیشاب کرتے تھے، اور دوسری برکہ نے اس کو پی لیا، تو آپ نے

۷۵۔ حافظ ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر مالکی متوفی ۴۶۳ھ، استیعاب علی ہامش الاصابہ ج ۴ ص ۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

ان سے فرمایا: اے ام یوسف تم تندرست ہوگئیں، اور وہ مرض موت کے سوا پھر کبھی بیمار نہیں ہوئیں، اور پہلی برکہ سے یہ روایت ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کی ایک جانب رکھے ہوئے ٹھیکرے میں پیشاب کیا، وہ کہتی ہیں کہ میں رات کو پیاس سے اٹھی اور جو کچھ اس ٹھیکرے میں موجود تھا میں نے اس کو پی لیا اور مجھ کو پتا نہیں چلا کہ یہ پیشاب ہے، صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام ایمن جو کچھ اس ٹھیکرے میں ہے اس کو پھینک دو، میں نے کہا بخدا! جو کچھ اس میں تھا میں نے پی لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں، پھر آپ نے فرمایا: سنو خدا کی قسم تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہوگا، علامہ ابن حجر نے کہا ہمارے ائمہ متقدمین اور دوسرے ائمہ کی ایک جماعت نے ان احادیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طاہر ہیں، اور متاخرین کی ایک جماعت کا بھی یہی مختار ہے اور طہارت فضلات پر بکثرت دلائل ہیں اور ائمہ نے اس کو آپ کی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے (فتح الباری ج ۱ ص ۲۷۲، مطبوعہ لاہور) ایک قول یہ ہے کہ اس کا سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر اور آپ کے باطن کو دھونا ہے۔ [1]

۸۲۷ بَابُ طِيْبِ عَرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّبَرُّكِ بِهٖ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو اور اس سے تبرک حاصل کرنا

۵۹۳۴ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَنَا فَعَرِقَ وَجَاءَتْ اُمِّيْ بِقَارُوْرَةٍ فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فِيْهَا فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا الَّذِيْ تَصْنَعِيْنَ قَالَتْ هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دن میں سو گئے، آپ کو پسینہ آیا، میری والدہ ایک شیشی لے کر آئیں، اور آپ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ انھوں نے کہا یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں ڈالیں گے، اور یہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔

۵۹۳۵ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے بستر پر سو گئے وہ آئیں تو ان کو بتایا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گھر میں تمہارے بستر

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۳-۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا وَلَيْسَتْ فِيهِ قَالَ فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا فَأُتِيَتْ فَقِيلَ لَهَا هَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ فِي بَيْتِكِ عَلَى فِرَاشِكِ قَالَ فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةِ أَدِيمٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذَلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيرِهَا فَفَزِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ أَصَبْتِ۔

پر سوئے ہوئے ہیں، وہ آئیں درآں حالیکہ آپ کو پسینہ آ رہا تھا، اور چمڑے کے بستر پر آپ کا پسینہ اکٹھا ہو گیا تھا۔ حضرت ام سلیم نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ پونچھ پونچھ کر اپنی شیشیوں میں بھرنے لگیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم گھبرا کر اٹھ گئے اور فرمانے لگے: اے ام سلیم تم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اس میں اپنے بچوں کے لیے برکت کی امید رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہاری امید درست ہے۔

۵۹۳۶- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ لَهُ نِطْعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيبِ وَالْقَوَارِيرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا قَالَتْ عَرَقُكَ أَدُوفُ بِهِ طِيبِي۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے ہاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم آتے تھے، اور وہاں قیلولہ فرماتے، وہ ان کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتی تھیں، آپ کو پسینہ بہت آتا تھا، وہ اس پسینہ کو جمع کر کے خوشبو میں ملاتیں اور شیشیوں میں بھر دیتیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سلیم! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

۵۹۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ لَيُنْزَلُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ ثُمَّ تَفِيضُ جَبْهَتُهُ عَرَقًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سخت سردی کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی، پھر آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا۔

۵۹۳۸- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ بِشْرٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کبھی کبھی وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر زیادہ سخت ہوتی ہے، پھر وحی منقطع ہو جاتی ہے، درآں حالیکہ میں اس کو یاد کر چکا ہوتا ہوں، اور کبھی کبھی فرشتہ آدمی کی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ ثُمَّ يَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُهُ وَأَحْيَانًا مَلَكٌ فِي مِثْلِ صُورَةِ الرَّجُلِ فَأَعِي مَا يَقُولُ۔

شکل میں آتا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے میں یاد کرتا رہتا ہوں۔

۵۹۳۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر کرب کی کیفیت طاری ہوتی اور آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

۵۹۴۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ نَكَسَ رَأْسَهُ وَنَكَسَ أَصْحَابُهُ رُءُوسَهُمْ فَلَمَّا أُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی جاتی تو آپ اپنا سر مبارک جھکا لیتے، اور آپ کے اصحاب بھی سر جھکا لیتے اور جب وحی منقطع ہوتی تو آپ اپنا سر اقدس اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۵۹۲۳ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ کیا اور حضرت ام سلیم نے آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کیا۔

حضرت ام سلیم کے گھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سونے کی وجہ

حضرت ام سلیم اور حضرت ام حرام آپس میں بہنیں تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے ہاں سوتے تھے اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اجنبی عورت کے ہاں سونا جائز نہیں ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، علامہ خفاجی لکھتے ہیں کہ علامہ ابن عبد البر وغیرہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ دونوں آپ کی رضاعی خالہ تھیں، اسی وجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں جا کر سو جاتے تھے۔[1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے خوشبو پھیلنے کے متعلق احادیث

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ بہت پاکیزہ خوشبو آتی تھی، خواہ آپ خارجی خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں، امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ا ص ۳۴۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے کسی پھول، مشک یا عنبر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوشبو دار نہیں پایا، اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ کوئی عطر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوشبو دار نہیں تھا، امام ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی بیٹی کو رخصت کرتا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں سے اپنا پسینہ پونچھ کر ایک شیشی میں ڈال کر اس کو دے دیتے، اور اس شخص سے فرماتے اپنی لڑکی سے کہو اس خوشبو کو لگائے، جب وہ لڑکی اس پسینہ کو لگاتی تو اہل مدینہ اس خوشبو کو سونگھتے اور لوگ ان کے گھر کو خوشبو والا کہتے، امام دارمی، امام بیہقی اور امام ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے گذر جاتے تو بعد میں جو بھی اس راستہ سے گذرتا اس کو آپ کے پسینہ کی خوشبو آتی اور وہ آپ کو پہچان لیتا، اور آپ جس پتھر کے پاس سے گذرتے تھے وہ آپ کو سجدہ کرتا تھا، (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۶۹ طبع بیروت) اور امام ابو یعلیٰ اور امام بزار نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے گذر جاتے تھے وہاں سے بہت پاکیزہ خوشبو آتی تھی اور (خوشبو کو سونگھ کر) لوگ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس راستہ سے گذرے ہیں۔ [1]

امام بیہقی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے متعلق وہ تمام احادیث بیان کی ہیں جن کو امام مسلم نے بیان کیا ہے، ان کے علاوہ بھی کچھ احادیث بیان کی ہیں وہ یہ ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ——— بیان کرتے ہیں میں منیٰ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنا ہاتھ (چومنے کے لیے) دیں، آپ نے ہاتھ دیا جب میں نے ہاتھ ملایا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبو دار تھا۔ [2]

حضرت وائل بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ایک ڈول لے کر آیا، آپ نے اس ڈول میں کلی کی (یا کہا آپ نے اس ڈول سے پانی پیا) پھر اس پانی کو کنوئیں میں ڈال دیا (یا کنوئیں میں کلی کی) تو اس کنوئیں سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ [3]

وحی کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور نزول وحی کی صورتیں

حدیث نمبر ۵۹۲۷ میں ہے کہ کبھی آپ پر وحی گھنٹی کی آواز کی شکل میں آتی تھی اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر ہمکلام ہوتا تھا۔

وحی کا لغوی معنی ہے، اشارہ، پیغام اور کلام خفی، اور اصطلاح میں اللہ تعالیٰ نبی پر جو کلام نازل فرماتے اس کو وحی کہتے ہیں، اگر اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی طرف سے نازل ہوں تو یہ وحی جلی ہے اور اگر صرف معنی اللہ کی طرف سے نازل ہو تو یہ وحی خفی ہے۔

شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں ہم نے وحی خفی پر بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشمائل ج ۲ ص ۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی
[2] امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۵۷-۲۵۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
[3] 〃 〃 〃 ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۵۷،

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام کے اعتبار سے وحی کی تین قسمیں ہیں (۱) کلام قدیم کو سننا جیسے قرآن مجید میں ہے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا، اور احادیث میں ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا۔ (۲) فرشتے کی وساطت سے وحی کا حاصل کرنا۔ (۳) دل میں کسی معنی کا القاء کرنا، جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روح القدس نے میرے دل میں پھونکا۔ علامہ سہیلی نے نزول وحی کی حسب ذیل سات صورتیں ذکر کی ہیں:

۱۔ خواب میں کسی چیز کو دکھانا، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب۔

۲۔ گھنٹی کی آواز کی شکل میں وحی کا آنا۔

۳۔ دل میں کسی معنی کا پھونک دینا۔

۴۔ فرشتہ کسی انسان کی شکل میں آئے، جیسے حضرت جبرائیل دحیہ کی شکل میں آئے اور کبھی غیر معروف انسان کی شکل میں آئے۔

۵۔ حضرت جبرائیل اپنی اصلی شکل میں آئیں، جیسا کہ روایات میں ہے حضرت جبرائیل کے چھ سو پر ہیں جن سے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ آپ سے بیداری میں پردے کی اوٹ سے ہم کلام ہو جس طرح معراج میں ہوا، یا نیند میں ہم کلام ہو جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا ملاء اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تو ہی خوب جانتا ہے۔

۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت اسرافیل کی وحی، کیونکہ شعبی سے روایت ہے کہ پہلے تین سال آپ کے ساتھ حضرت اسرافیل رہے اس کے بعد حضرت جبرائیل نازل ہوئے۔[۱]

نزول وحی کے وقت پسینہ آنے کی وجہ

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

نزول وحی کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تھکاوٹ اور تکلیف ہوتی تھی اس کی وجہ وحی کا ثقل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿انا سنلقی علیک قولا ثقیلا﴾ بے شک ہم عنقریب آپ پر قول ثقیل (بھاری کلام) نازل کریں گے" یہی وجہ ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کی حالت بخار زدہ شخص کی سی ہو جاتی تھی، حدیث میں ہے نزول وحی کے وقت آپ کو پسینے آجاتے تھے، یہ آپ کی تادیب کا ایک مرحلہ تھا تاکہ آپ کو بار نبوت اٹھانے کی مشق ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سخت سردی میں بھی جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو وحی کے ثقل کی وجہ سے آپ کے ماتھے پر پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح نظر آتے تھے۔[۲]

نزول وحی کی صرف دو صورتیں بیان کرنے کی وجہ

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

جب سائل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نزول وحی

۱۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

۲۔ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۴

کی کیفیت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے صرف دو صورتیں بیان کیں، ایک یہ کہ وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی تھی اور دوسری یہ کہ فرشتہ انسانی پیکر میں آجاتا تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ بات کرنے والے اور بات سننے والے کے درمیان کوئی مناسبت ہوتی ہے، تاکہ ان میں تعلیم اور تعلم متحقق ہو سکے، اس مناسبت کی شکل یا تو یہ ہے کہ غلبہ روحانیت کی وجہ سے سننے والا قائل کے وصف کے ساتھ متصف ہو جائے اور یہ پہلی صورت ہے، یا قائل سننے والے کے وصف کے ساتھ متصف ہو جائے یہ دوسری صورت ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زیادہ تر آپ پر ان دو طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی اور پہلا طریقہ دوسرے طریقہ سے زیادہ شدید تھا، کیونکہ اس طریقہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم طبیعت بشری سے فرشتوں کی حالت کی طرف منقلب ہوتے تھے، پھر آپ پر اس طرح وحی نازل کی جاتی جس طرح فرشتوں کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور دوسری صورت میں فرشتہ بشری شکل میں منتقل ہوتا تھا اور یہ آپ کے لیے آسان تھا۔

فرشتہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی سننے کی کیفیت

اس فرشتہ سے مراد جبرائیل ہے کیونکہ عہد رسالت سے لے کر آج تک تواتر سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانے والا جبرائیل ہے، باقی رہا یہ امر کہ فرشتہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وحی کو کس طرح سنتے ہیں، کیونکہ جس طرح اللہ کا کلام، کلام بشری کی جنس سے نہیں ہے اس طرح اس کا سماع بھی الفاظ اور حروف کے بغیر ہوتا ہے، ہمارے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام الٰہی سننے کو سمجھنا اس طرح مشکل ہے، جس طرح مادر زاد اندھے کے لیے رنگ کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو فرشتے سے سنتے تھے تو یہ بھی ممکن ہے کہ آپ آواز سے ان حروف کو سنتے ہوں جو اللہ تعالیٰ کے کلام کے معانی پر دلالت کرتے ہوں قرانی نے کہا کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جبرائیل جو آپ پر وحی نازل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ جبرائیل میں اس کا علم ضروری پیدا کر دیتا تھا یا جبرائیل لوح محفوظ سے اس کو پڑھ لیتے تھے۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ یقین کیسے ہوا کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے؟

ایک یہ بحث ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ وحی لاتا ۔۔۔۔ تو آپ کو کس طرح یقین ہوتا ۔۔۔۔ کہ یہ فرشتہ ہے اور وحی لایا ہے اور یہ شیطان نہیں ہے اور وسوسہ نہیں ڈال رہا، امام رازی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ فرشتہ نبی کے سامنے معجزہ پیش کرتا ہے جس سے نبی کو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے جس طرح نبی امت کے سامنے معجزہ پیش کرتا ہے اور امام غزالی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا علم اور ملکہ دیا ہے جس کی وجہ سے ہم پر عالم شہادت منکشف ہوتا ہے اور ہمیں یہ علم ہو جاتا ہے کہ یہ انسان ہے اور یہ حیوان ہے اور یہ فلاں حیوان ہے اور یہ فلاں حیوان ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا علم اور ملکہ عطا کیا ہے جس کی وجہ سے اس کے اوپر عالم غیب منکشف ہو جاتا ہے اور آپ کو یہ علم ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے یہ جن ہے اور یہ شیطان ہے، اور یہ فلاں فرشتہ

---

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۵۔ ۴۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

ہے اور یہ فلاں فرشتہ ہے۔ [۱]

۸۲۸ بَابُ صِفَةِ شَعْرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ وَحُلْيَتِهِ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بال، آپ کی صفات اور آپ کے حلیہ کا بیان

۵۹۴۱ - حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ مَنْصُورٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِيَانِ ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ فَسَدَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکا کر چھوڑ دیتے تھے، اور مشرکین اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے، اور جن چیزوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو، آپ ان میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے، پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر بال لٹکائے پھر آپ نے مانگ نکالنا شروع کر دی۔

۵۹۴۲ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۹۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَرْبُوعًا بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ عَظِيمَ الْجُمَّةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا درمیانہ قد تھا، آپ کے دو شانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا آپ کے بال لمبے تھے جو کانوں کی لو تک آتے تھے، آپ نے دو سرخ چادروں کا جوڑا پہنے ہوئے تھا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو حسین نہیں دیکھا۔

۵۹۴۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی دراز گیسوؤں والے شخص کو سرخ چادروں کا جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ

[۱] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ ھ، احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۹۰، ملخصاً مطبوعہ دار المعرفت بیروت

فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهُ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ لَهُ شَعَرٌ۔

حسین نہیں دیکھا، آپ کے بال کندھوں تک تھے اور دونوں کندھوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا، بہت لمبا قد تھا اور نہ بہت چھوٹا، ابوکریب نے شعرہ کی بجائے لہ شعر روایت کیا ہے۔

۵۹۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ خَلْقًا لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الذَّاهِبِ وَلَا بِالْقَصِيرِ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سب سے زیادہ حسین تھا، اور آپ کے اخلاق سب سے اچھے تھے، آپ کا قد لمبا تھا نہ چھوٹا۔

۵۹۴۶ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَيْفَ كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ شَعَرًا رَجِلًا لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا السَّبِطِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال کیسے تھے؟ انھوں نے کہا آپ کے بال درمیانی تھے، بہت گھونگھروالے تھے نہ بالکل سیدھے، وہ (بال) کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔

۵۹۴۷ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں تک تھے۔

۵۹۴۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کے نصف تک تھے۔

۵۹۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فراخ دہن تھے، اور ______ بڑی آنکھوں والے تھے اور آپ کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا، میں نے سماک سے پوچھا ضلیع الفم کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا بڑے

منهوس العقبين قال قلت لسماك ما ضليع الفم قال عظيم الفم قال قلت ما اشكل العين قال طويل شق العين قال قلت ما منهوس العقب قال قليل لحم العقب۔

دیکھنے والا، میں نے پوچھا اشکل العین کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا آنکھوں کے بڑے شگاف والا، میں نے کہا منہوس العقب کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا جن کی ایڑیوں پر کم گوشت ہو۔

۵۹۵۰۔ حدثنا سعيد بن منصور حدثنا خالد بن عبد الله عن الجريري عن ابي الطفيل قال قلت له ارأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم كان ابيض مليح الوجه، قال مسلم ابن الحجاج مات ابو الطفيل سنة مائة وكان اخر من مات من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

جریری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو الطفیل سے کہا کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، آپ کا چہرہ سفید ملیح تھا، امام مسلم بن حجاج کہتے ہیں کہ حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ ایک سو ہجری میں فوت ہوئے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے۔

۵۹۵۱۔ حدثنا عبيد الله بن عمر القواريري حدثنا عبد الاعلى بن عبد الاعلى عن الجريري عن ابي الطفيل قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم وما على وجه الارض رجل راه غيري قال فقلت له فكيف رايته قال كان ابيض مليحا مقصدا۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، اور اب میرے سوا روئے زمین پر کوئی شخص نہیں ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو، راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا تم نے آپ کو کس حلیہ میں دیکھا تھا؟ انھوں نے کہا آپ سفید ملیح اور میانہ قامت تھے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق روایات مختلف ہیں، حضرت انس سے مروی ہے کہ آپ کے بال کانوں کے نصف تک تھے، حضرت براء کی روایت میں ہے آپ کے بال کانوں کی لو تک تھے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آپ کے بال جمّہ تھے (یعنی کندھوں سے نیچے لٹکے ہوئے تھے)۔

ملا علی قاری ان روایات میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمرہ اور حج میں سر منڈایا ہے، جب سر منڈانے کا زمانہ قریب ہوتا تو آپ کے بال کانوں کے نصف تک ہوتے، پھر بال آہستہ آہستہ بڑھتے رہتے حتیٰ کہ کانوں کی لو تک پہنچ جاتے (یعنی وفرہ) پھر کانوں اور کندھوں کے درمیان تک پہنچ جاتے، اور زیادہ طول یہ تھا کہ وہ کندھوں کے نیچے لٹکے ہوئے ہوتے، اس وجہ سے ہر دیکھنے والے نے اپنے دیکھنے کے مطابق روایت بیان کی ہے۔ لہ

لہ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۱ ص ۹۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

اہل کتاب کی موافقت کرنے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۹۴۱ میں ہے: جن چیزوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو، ان میں آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے۔ علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں افعال مشرکین پر اہل کتاب کی موافقت کو اس لیے پسند کرتے تھے کہ اہل کتاب رسولوں کی بقیہ شریعت پر عمل کرتے تھے اور مشرکین بت پرست تھے ان کے پاس سوائے اپنے باپ دادا کی تقلید کے اور کوئی سند نہیں تھی، اور یہ محبت اس وقت تک تھی جب تک اسلام کا غلبہ نہیں ہوا تھا اور جب اسلام کا غلبہ ہو گیا تو پھر آپ اہل کتاب کی مخالفت کو پسند کرتے تھے، علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ جب آپ ابتداءً مدینہ منورہ میں آئے تو آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے تاکہ وہ آپ کا پیغام بہ غور سنیں اور مسلمان ہو جائیں، اسی وجہ سے آپ نے ان کے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنی شروع کی لیکن جب انھوں نے اس موافقت سے فائدہ نہیں اٹھایا، ان پر ان کی شقاوت غالب رہی اور وہ دین اسلام میں داخل نہیں ہوئے، تو پھر آپ نے بہت سی چیزوں میں ان کی مخالفت کا حکم دیا، جیسے آپ نے فرمایا یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔ لہ

مانگ نکالنے کا حکم

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

مانگ نکالنا سنت ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف رجوع کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی سے مانگ کی طرف رجوع کیا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ اہل کتاب اپنے بالوں کو پیشانی پر چھوڑ دیتے تھے اور مشرکین اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے، اور جن چیزوں میں آپ کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو ان میں آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے، پھر جب آپ نے اہل کتاب کی مخالفت شروع کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس کا حکم دیا گیا تھا، یہ بھی احتمال ہے کہ جب آپ نے اہل کتاب کی مخالفت شروع کی اس وقت آپ نے اپنے اجتہاد سے مانگ نکالنی شروع کردی تھی، لہٰذا مانگ نکالنا مستحب ہوگا، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اہل کتاب کے طریقہ سے عدول کرنے کی وجہ یہ ہو کہ مانگ نکالنا صفائی کے زیادہ قریب ہے اور دھونے میں اسراف اور عورتوں کے ساتھ مشابہت سے زیادہ بعید ہے، علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ عورتوں کے ساتھ مشابہت کا قصد نہ ہو تو پیشانی پر بال چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر مشابہت مقصود ہو تو پھر یہ حرام ہے، بعض صحابہ پیشانی پر بال چھوڑتے تھے اور بعض مانگ نکالتے تھے اور کوئی شخص دوسرے کی مذمت نہیں کرتا تھا۔ ۲ہ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سرخ لباس پہننے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۹۴۲ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو سرخ چادریں پہنی ہوئی تھیں، علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

سفیان ثوری نے کہا ہے کہ میرے گمان میں وہ سرخ دھاری دار چادریں تھیں، سفیان ثوری نے یہ اس لیے

لہ۔ علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۱ ص ۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

۲ہ۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۱ ص ۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

کہا ہے کہ ان کے مذہب میں خالص سرخ رنگ پہننا حرام ہے، ابن القیم نے کہا ہے کہ جس شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خالص سرخ چادریں پہنی تھیں اس کا گمان غلط ہے کیونکہ خالص سرخ لباس پہننا ممنوع ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے خالص سرخ لباس پہنا تھا، آپ نے وہ یمنی چادریں پہنی ہوئی تھیں جن پر سرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں (علامہ مناوی فرماتے ہیں) ابن القیم کا یہ قول خود غلط ہے کیونکہ حدیث میں سرخ حلہ کا ذکر ہے اس کو بغیر کسی سند کے سرخ اور سیاہ دھاریوں والی چادروں پر محمول کرنا محض دعویٰ ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے معصفر (یعنی زرد) رنگ سے عورتوں کی مشابہت کی وجہ سے منع فرمایا ہے، سرخ رنگ کی خصوصیت کی وجہ سے منع نہیں فرمایا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا منع کرنے کے باوجود سرخ رنگ کو پہننا بیان جواز کے لیے ہے اور آپ کا منع کرنا تنزیہہ کے لیے ہے، اسی توجیہ کے مطابق سنن ابوداؤد کی حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ورس (سرخ رنگ) اور زعفران سے اپنے کپڑوں کو رنگتے تھے حتیٰ کہ اپنے عمامہ کو بھی رنگتے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ عید کے دن سرخ چادر پہنتے تھے، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں، امام بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ آپ عیدین اور جمعہ کے دن سرخ چادریں پہنتے تھے اور شاید آپ کبھی کبھی جمعہ کے دن بیان جواز کے لیے سرخ لباس پہنتے تھے۔ [۱]

سرخ اور زرد لباس کے متعلق مفصل گفتگو ہم اسی جلد کی کتاب اللباس میں کر چکے ہیں۔

بَابُ شَيْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۲۹

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کا ذکر

۵۹۵۲- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ إِدْرِيْسَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ الْأَوْدِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هَلْ خَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ رَأَى مِنَ الشَّيْبِ إِلَّا قَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ كَأَنَّهٗ يُقَلِّلُهٗ وَقَدْ خَضَبَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ۔

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بال رنگے تھے؟ انھوں نے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت کم بال سفید دیکھے تھے اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما مہندی اور سیاہ رنگ کو ملا کر رنگتے تھے۔

۵۹۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بال رنگے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ رنگنے

---

[۱] علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۱ ص ۲۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَضَبَ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغِ الْخِضَابَ كَانَ فِي لِحْيَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَخْضِبُ قَالَ فَقَالَ نَعَمْ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ۔

کی عمر کو نہیں پہنچے، آپ کی ڈاڑھی میں صرف چند بال سفید تھے، میں نے کہا کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رنگتے تھے؟ انھوں نے کہا ہاں! وہ مہندی اور سیاہ رنگ ملا کر رنگتے تھے۔

۵۹۵۴- وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخَضَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَمْ يَرَ مِنَ الشَّيْبِ إِلَّا قَلِيلًا۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہے، انھوں نے کہا آپ کے سفید بال بہت کم دکھائی دیتے تھے۔

۵۹۵۵- حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِي رَأْسِهِ فَعَلْتُ وَقَالَ لَمْ يَخْتَضِبْ وَقَدِ اخْتَضَبَ أَبُو بَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال رنگنے کے متعلق سوال کیا گیا انھوں نے کہا اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے سفید بال گننا چاہتا تو گن لیتا اور انھوں نے کہا آپ نے بالوں کو نہیں رنگا اور حضرت ابوبکر نے مہندی اور سیاہ رنگ کو ملا کر رنگا اور حضرت عمر نے خالص مہندی کے ساتھ رنگا۔

۵۹۵۶- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ يُكْرَهُ أَنْ يَنْتِفَ الرَّجُلُ الشَّعْرَةَ الْبَيْضَاءَ مِنْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ قَالَ وَلَمْ يَخْتَضِبْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِي عَنْفَقَتِهِ وَفِي الصُّدْغَيْنِ وَفِي الرَّأْسِ نَبْذٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سر اور داڑھی سے سفید بالوں کے نوچنے کو مکروہ سمجھتے تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو نہیں رنگا، آپ کے نچلے ہونٹ کے نیچے، کنپٹیوں اور سر میں چند بال سفید تھے۔

۵۹۵۷- وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۹۵۸- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ جَمِيعًا عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سفید بالوں کے ساتھ متغیر نہیں کیا۔

خُلَيْدُ بْنُ جَعْفَرٍ سَمِعَ أَبَا إِيَاسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَانَهُ اللّٰهُ بِبَيْضَاءَ۔

٥٩٥٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ مِنْهُ بَيْضَاءَ وَوَضَعَ زُهَيْرٌ بَعْضَ أَصَابِعِهِ عَلَى عَنْفَقَتِهِ قِيلَ لَهُ مِثْلُ مَنْ أَنْتَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ أَبْرِي النَّبْلَ وَأَرِيشُهَا۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اتنے سفید بال دیکھے، پھر راوی نے نچلے ہونٹ کے نیچے والے بالوں پر اپنی انگلی رکھ کر بتایا، ان سے پوچھا گیا کہ تم ان دنوں کیسے تھے؟ انھوں نے کہا میں ان دنوں میں تیر میں پیکان اور پر لگاتا تھا۔

٥٩٦٠۔ حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ قَدْ شَابَ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید تھا اور آپ کے (کچھ) بال سفید ہو گئے تھے، اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے مشابہ تھے۔

٥٩٦١۔ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ بِهٰذَا وَلَمْ يَقُولُوا أَبْيَضَ قَدْ شَابَ۔

ایک اور سند سے حضرت ابوجحیفہ کی یہ روایت منقول ہے، اس میں آپ کے سفید رنگ اور سفید بالوں کا ذکر نہیں ہے۔

٥٩٦٢۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ إِذَا دَهَنَ رَأْسَهُ لَمْ يُرَ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِذَا لَمْ يَدْهُنْ رُئِيَ مِنْهُ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے کہا جب آپ سر میں تیل لگاتے تھے تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو سفید بال نظر آتے تھے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کے متعلق علماء کے نظریات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آیا بالوں کو رنگا تھا

یا نہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی بناء پر اکثر علماء نے اس کی نفی کی ہے، اور یہی امام مالک کا مذہب ہے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ انھوں نے سرخ رنگ سے رنگے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چند بال نکال کر دکھائے (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵ مطبوعہ کراچی) اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے بالوں کو رنگتے ہوئے دیکھا، (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ لاہور، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰) ان احادیث کی بناء پر بعض محدثین نے یہ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ آپ کے ان بالوں کا رنگ خوشبو لگانے کی وجہ سے متغیر ہو گیا تھا جس کو حضرت ام سلمہ نے رنگنے سے تعبیر فرمایا ــــــ یہ قاضی عیاض کی عبارت ہے، اور مختار مذہب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات بالوں کو رنگا اور اکثر اوقات نہیں رنگا، سو ہر شخص نے اپنے مشاہدے کے مطابق بیان کیا اور صحیح کہا اور چونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رنگنے سے متعلق روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہے اس لیے اس محمل کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ [1]

علامہ مناوی شافعی لکھتے ہیں:

امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں! اس حدیث کے موافق صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یہ روایت ہے: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کے ساتھ بالوں کو رنگتے ہوئے دیکھا، اس حدیث کو امام ابن سعد وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے اور امام احمد اور امام ابن ماجہ نے ابن اوہب سے روایت کیا ہے کہ ہم حضرت ام سلمہ کے پاس گئے، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال نکال کر دکھائے جو مہندی اور کتم (سیاہ رنگ) سے رنگے ہوئے تھے اور عبد الرحمان شمالی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی مبارک کو بیری کے پتوں کے پانی سے دھوتے تھے اور عجمیوں کی مخالفت میں بالوں کو متغیر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ یہ فقہاء شافعیہ کے دلائل ہیں جو امام مالک کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ کالے رنگ کے علاوہ ڈاڑھی کو رنگنا سنت ہے، اس کے موافق صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یہ روایت ہے کہ جب فتح مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا درآں حالیکہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بالوں کو متغیر کر دو اور سیاہ رنگ سے بچو" اس حدیث کے خلاف یہ روایت نہیں ہے کہ آپ نے اپنے سفید بالوں کو متغیر نہیں کیا کیونکہ آپ نے بعض اوقات بالوں کو رنگا اور اکثر اوقات نہیں رنگا، علامہ مناوی کہتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے بیان جواز کے لیے بالوں کو رنگا ہو تو اس سے زیادہ سے زیادہ رنگنے کا جواز ثابت ہو گا، رنگنے کی سنیت کہاں سے ثابت ہو گی؟ [2]

میں کہتا ہوں کہ سنیت ان بکثرت احادیث سے ثابت ہو گی جن میں آپ نے سفید بالوں کو رنگنے اور یہود

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ جن صحابہ نے یہ یقین سے کہا کہ آپ نے بالوں کو رنگا ہے جیسے حضرت ابن عمر تو انھوں نے اپنے مشاہدہ کو بیان کیا اور یہ بعض اوقات کا واقعہ ہے اور جنھوں نے رنگنے کی نفی کی ہے جیسے حضرت انس تو انھوں نے اکثر اور اغلب اوقات کا حال بیان کیا ہے۔ [1]

خضاب لگانے یا نہ لگانے کے متعلق علماء کے نظریات

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں میرک نے کہا ہے کہ شروع سے علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف رہا ہے کہ خضاب لگانا (یعنی بالوں کو رنگنا) مستحب ہے یا اس کا ترک کرنا اولیٰ ہے، علماء کی ایک جماعت کا یہ موقف ہے کہ خضاب لگانا مستحب ہے، کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے، تم ان کی مخالفت کرو (صحیح بخاری، صحیح مسلم سنن نسائی وغیرہا) اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انصار کے بوڑھوں کے پاس گئے جن کی ڈاڑھیاں سفید تھیں، آپ نے فرمایا: اے انصار! اپنے بالوں کو سرخ یا زرد رنگ میں رنگو، اور اہل کتاب کی مخالفت کرو، اس حدیث کو امام احمد نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے، اسی وجہ سے حضرت حسن، حضرت حسین اور بڑے بڑے صحابہ خضاب لگاتے تھے، اور بہت سے علماء کا یہ موقف ہے کہ خضاب نہ لگانا اولیٰ ہے، کیونکہ عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اسلام میں بال سفید ہو گئے وہ اس کا نور ہیں الا یہ کہ وہ ان کو نوچ لے یا ان کو رنگ لے، اس کو طبری نے روایت کیا ہے، علامہ عسقلانی نے کہا کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے لیکن اس کی کسی سند میں میں نے یہ استثناء نہیں دیکھا، اور امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت کعب بن مرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اسلام میں بال سفید ہو گئے، وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوں گے، امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کے متغیر کرنے کو ناپسند فرماتے تھے، اسی وجہ سے حضرت علی، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت ابی بن کعب اور بڑے بڑے صحابہ کی ایک جماعت نے خضاب نہیں لگایا، علامہ طبری نے خضاب لگانے اور نہ لگانے پر دلالت کرنے والی مختلف روایتوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ جس شخص کے تمام بال سفید ہو جائیں اس کے لیے خضاب لگانا مستحب ہے اور جس شخص کے کم بال سفید ہوں اس کا خضاب نہ لگانا مستحب ہے، لیکن خضاب لگانا مطلقاً اولیٰ ہے، کیونکہ اس میں اہل کتاب کی مخالفت کرنے کے حکم کی تعمیل ہے، ہاں اگر کسی شہر کے لوگوں کی عادت خضاب کو ترک کرنا ہو تو وہاں خضاب نہ لگانا اولیٰ ہے۔ اور یہ اچھی تطبیق ہے۔

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۲۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

سیاہ خضاب لگانے کے متعلق علماء کے نظریات

جو لوگ خضاب لگانے کے قائل ہیں ان کا پھر اس میں اختلاف ہے کہ آیا سیاہ خضاب لگانا جائز ہے اور افضل سرخ یا زرد خضاب ہے یا نہیں، اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ سیاہ خضاب مکروہ ہے، علامہ نووی کا میلان یہ ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے، اور بعض علماء نے جہاد میں سیاہ خضاب کی رخصت دی ہے، اور جہاد کے علاوہ اجازت نہیں دی، اور سرخ یا زرد خضاب کو مستحب کہا ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت ابو قحافہ کو پیش کیا گیا، درآں حالیکہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو متغیر کردو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو، پھر صحابہ ان کو لے گئے اور ان کے بال سرخ رنگ میں رنگ دیئے، اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو متغیر کرنے والی سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم (سیاہ رنگ) ہے، اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے، اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے، اور حضرت ابو درداء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سیاہ خضاب لگایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں بھی ضعف ہے۔

بعض علماء نے مردوں اور عورتوں میں فرق کیا ہے، مردوں کو سیاہ خضاب سے منع کیا ہے اور عورتوں کو اجازت دی ہے، یہ حلیمی کا مختار ہے اور ہاتھوں اور پیروں کو رنگنا عورتوں کے لیے جائز ہے اور علاج کے سوا مردوں پر حرام ہے۔ سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا، اور سفید بالوں کو نوچنا اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ سنن اربعہ میں یہ روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو مت نوچو یہ مسلمان کا نور ہیں، علامہ ابن عربی نے کہا خضاب سے منع نہیں کیا اور نوچنے سے منع کیا کیونکہ نوچنے میں اصل خلقت کی تغییر ہے۔ [1]

ف: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کی تعداد بہت کم تھی، شمائل ترمذی میں چودہ، سترہ، اٹھارہ اور بیس سفید بالوں کا ہے یہ اختلاف مختلف زمانوں کے اعتبار سے ہے یا گننے میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔

بَابُ ۸۳۰ فِیْ اِثْبَاتِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ ! نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کا بیان

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۲۵ ۔ ۱۲۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

۵۹۶۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ وَكَانَ إِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهُ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهُ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيرًا وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهُ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اگلے بال اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے، جب آپ تیل لگاتے تو وہ سفیدی معلوم نہیں ہوتی تھی، اور جب آپ کے بال بکھرے ہوئے ہوتے تو سفیدی معلوم ہوتی، آپ کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی، ایک شخص نے کہا کہ آپ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا، انھوں نے کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا اور آپ کا چہرہ گول تھا، اور میں نے آپ کے کندھے کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت دیکھی جس کا رنگ جسم کے رنگ کے مشابہ تھا۔

۵۹۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ خَاتَمًا فِي ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهُ بَيْضَةُ حَمَامٍ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک میں مہر نبوت دیکھی، جیسے کبوتر کا انڈا ہو۔

۵۹۶۵ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند بیان کی۔

۵۹۶۶ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ۔

حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بھانجے کے سر میں درد ہے، آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی، پھر آپ نے وضو کیا، میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا، پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوا، میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان مسہری کی گھنڈی کی طرح مہر نبوت دیکھی۔

۵۹۶۷ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ ح وَ

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت یا ثرید کھایا،

حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا أَوْ قَالَ ثَرِيدًا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ أَسْتَغْفَرَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَكَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ قَالَ ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرَى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيلَانٌ كَأَمْثَالِ الثَّآلِيلِ.

راوی کہتے ہیں میں نے عبداللہ سے پوچھا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لیے دعائے مغفرت کی تھی، انھوں نے کہا ہاں اور تمہارے لیے بھی پھر یہ آیت پڑھی "اپنے لیے استغفار کیجئے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے" پھر میں آپ کے پیچھے گیا تو میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، وہ آپ کے بائیں کندھے کی چپنی ہڈی کے پاس مسوں کے تل کی طرح تھی۔

ف: قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ تمام روایات متقارب ہیں اور اس میں متفق ہیں کہ مہر نبوت آپ کے جسم میں کبوتر کے انڈے کے برابر ابھری ہوئی تھی، یا مسہری کی گھنڈی کی طرح۔

۸۳۱- بَابُ قَدْرِ عُمُرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا بیان

۵۹۶۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دراز قد نہ تھے اور نہ پست قد تھے، نہ بالکل سفید رنگ تھا اور نہ بالکل گندمی، نہ سخت گھنگریالے بال تھے نہ بالکل سیدھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا، آپ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے، ساٹھ سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا اور آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

۵۹۶۹- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ كِلَاهُمَا عَنْ رَبِيعَةَ (يَعْنِي ابْنَ

یہ حدیث ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس سے مروی ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ کا سفید چمک دار رنگ تھا۔

أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِهِمَا كَانَ أَزْهَرَ ۔

۵۹۷۰ - حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الرَّازِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ زَائِدَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ترسیٹھ سال کی عمر میں وصال کیا، حضرت ابوبکر نے بھی ترسیٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت عمر کا بھی ترسیٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

۵۹۷۱ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ترسیٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے

۵۹۷۲ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَا حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا مِثْلَ حَدِيثِ عُقَيْلٍ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۹۷۳ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِعُرْوَةَ كَمْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ ۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں کتنا عرصہ قیام کیا؟ انھوں نے کہا دس سال، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت ابن عباس تیرہ سال فرماتے تھے۔

۵۹۷۴ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِعُرْوَةَ كَمْ لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا قُلْتُ

عمرو کہتے ہیں میں نے عروہ سے پوچھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں کتنے سال رہے؟ انھوں نے کہا دس سال، میں نے کہا حضرت ابن عباس تو دس اور کچھ

فَأَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ بِضْعَ عَشْرَةَ قَالَ فَغَفَّرَهُ وَقَالَ إِنَّمَا أَخَذَهُ مِنْ قَوْلِ الشَّاعِرِ.

سال کہتے ہیں، عروہ نے کہا اللہ حضرت ابن عباس کی مغفرت کرے، انھوں نے یہ عمر شاعر کے قول سے اخذ کی ہے۔

۵۹۷۵ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَهٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ سال رہے اور جس وقت آپ کی وفات ہوئی آپ کی عمر ترسیٹھ سال تھی۔

۵۹۷۶ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ سال رہے آپ پر وحی کی جاتی تھی اور مدینہ میں دس سال رہے اور جس وقت آپ کا وصال ہوا، آپ کی عمر ترسیٹھ سال تھی۔

۵۹۷۷ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ فَذَكَرُوا سِنِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَكْبَرَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَمَاتَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يُقَالُ لَهُ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ فَذَكَرُوا سِنِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً وَمَاتَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عتبہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ آپس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق بحث کر رہے تھے، بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت ابو بکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بڑے تھے، عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ترسیٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، اور حضرت ابو بکر کا ترسیٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور حضرت عمر ترسیٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے، قوم میں سے ایک شخص جس کا نام عامر بن سعد تھا اس نے کہا جریر نے بیان کیا کہ ہم حضرت معاویہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق بحث کر رہے تھے، حضرت معاویہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ترسیٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا اور حضرت ابو بکر کا ترسیٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور حضرت عمر ترسیٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّ سِتِّيْنَ -

۵۹۷۸ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ يُحَدِّثُ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ فَقَالَ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ -

جریر کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، اور اب میں بھی تریسٹھ سال کا ہوں۔

۵۹۷۹ - وَحَدَّثَنِيْ ابْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَمَّارٍ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَمْ اَتٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ فَقَالَ مَا كُنْتُ اَحْسِبُ مِثْلَكَ مِنْ قَوْمِهِ يَخْفٰى عَلَيْهِ ذَاكَ قَالَ قُلْتُ اِنِّيْ قَدْ سَاَلْتُ النَّاسَ فَاخْتَلَفُوْا عَلَيَّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَعْلَمَ قَوْلَكَ فِيْهِ قَالَ اَتَحْسِبُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمْسِكْ اَرْبَعِيْنَ بُعِثَ لَهَا خَمْسَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَاْمَنُ وَيَخَافُ وَعَشْرَ مِنْ مُهَاجَرِهِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ -

عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے یہ سوال کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کی عمر کتنی تھی، انھوں نے فرمایا مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ آپ کی قوم سے ہونے کے باوجود تم جیسے شخص سے یہ چیز مخفی ہو گی، میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے یہ سوال کیا تھا، ان کا اس میں اختلاف تھا تو میں نے یہ پسند کیا کہ میں اس مسئلہ میں آپ کا قول معلوم کروں، حضرت ابن عباس نے پوچھا تم کو حساب آتا ہے؟ میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا کہ یہ یاد رکھو کہ چالیس سال کی عمر میں آپ مبعوث ہوئے، پندرہ سال مکہ میں رہے اور دس سال ہجرت کے بعد مدینہ میں رہے۔

۵۹۸۰ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ -

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۹۸۱ - وَحَدَّثَنِيْ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ) حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جس وقت وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

۵۹۸۲ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند بیان کی۔

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

۵۹۸۴ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ سال رہے، آپ سات سال تک آواز سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے، اور آٹھ سال تک آپ پر وحی آتی رہی اور آپ مدینہ میں دس سال رہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق اور محاکمہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر اور آپ کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کے متعلق تین روایات ہیں: ایک یہ ہے کہ آپ کی عمر ساٹھ سال ہے، دوسری یہ ہے کہ آپ کی عمر پینسٹھ سال ہے اور تیسری یہ ہے کہ آپ کی عمر تریسٹھ سال ہے اور یہی زیادہ صحیح اور مشہور روایت ہے، امام مسلم نے یہ روایات حضرت عائشہ، حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ زیادہ صحیح تریسٹھ سال کی روایت ہے اور باقی روایات کی تاویل کی ہے، ساٹھ سال والی روایت میں دہائی کے ذکر پر اقتصار کیا گیا ہے اور کسر کو ترک کر دیا گیا ہے، اور پینسٹھ سال والی روایت میں بھی تاویل ہے اور اس میں اشتباہ ہے، عروہ نے حضرت ابن عباس کی اس روایت کا انکار کیا تھا، اور کہا تھا کہ پینسٹھ سال والا قول غلط ہے، حضرت ابن عباس نے نبوت کا ابتدائی زمانہ نہیں پایا اور نہ دوسروں کی بہ نسبت ان کو زیادہ صحبت میسر ہوئی، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ہجرت کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال رہے اور اعلان نبوت سے پہلے مکہ میں چالیس سال رہے، البتہ اعلان نبوت کے بعد مکہ میں اقامت کرنے کے متعلق اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس دوران آپ مکہ میں تیرہ سال رہے اور آپ کی عمر تریسٹھ سال ہے، ہم نے جو چالیس سال کے بعد اعلان نبوت کا ذکر کیا ہے، یہی صحیح قول ہے جس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ قاضی عیاض نے حضرت ابن عباس اور سعید بن مسیب کے حوالے سے ایک روایت شاذہ ذکر کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تینتالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کیا، اور صحیح چالیس سال کی روایت ہے، جیسا کہ گذر چکا ہے، صحیح اور مشہور قول کے مطابق آپ کی ولادت اس سال ہوئی جس سال ہاتھیوں والا واقعہ ہوا تھا، ایک قول یہ ہے کہ اس کے تین سال بعد ولادت ہوئی اور ایک قول چالیس سال کا ہے، قاضی عیاض نے سال فیل میں ولادت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے لیکن یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، اس پر اتفاق ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن آپ کی ولادت ہوئی، البتہ تاریخ میں اختلاف ہے کہ دوسری تاریخ تھی، آٹھویں تاریخ تھی، دسویں تھی یا بارھویں تھی اور وفات کی تاریخ بارہ تھی اور وقت چاشت کا تھا۔ [1]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آوازیں سننے اور روشنی دیکھنے کا بیان

حدیث نمبر ۵۹۸۳ میں ہے: آپ سات سال تک آوازیں سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے، اور آٹھ سال تک آپ پر وحی آتی تھی۔

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ آپ ملائکہ میں سے ہاتف کی آواز سنتے تھے۔ اور فرشتوں کا نور اور اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھتے تھے، حتیٰ کہ آپ نے فرشتوں کو دیکھا اور وحی کو سنا۔ علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ آپ ملائکہ علیہم السلام اور جمادات کی آواز سنتے تھے جو آپ پر سلام پیش کرتے تھے، جامع ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کے بعض راستوں میں گیا، آپ جس پہاڑ یا درخت کے سامنے جاتے وہ کہتا السلام علیک یارسول اللہ، اور روشنی سے ملائکہ علیہم السلام کا نور بھی مراد ہو سکتا ہے اور اندھیروں میں جو انوار آپ پر ظاہر ہوتے تھے، وہ بھی مراد ہو سکتے ہیں، اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ رات کو بھی دن کی طرح دیکھتے تھے، یعنی یہ حالت آپ پر سات سال طاری رہی، پھر آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوئی۔

بَابٌ ۸۳۲ فِيْ اَسْمَآئِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ

۵۹۸۴ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يُمْحٰى بِيَ الْكُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى عَقِبِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر مٹا دے گا، میں حاشر ہوں لوگوں کا میرے قدموں میں حشر کیا جائے گا، اور میں عاقب ہوں' اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

۵۹۸۵ - حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِيْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ اَحَدٌ وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ رَءُوْفًا رَحِيْمًا ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کئی اسماء ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں میں ہوگا، اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ شخص ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رؤف رحیم رکھا ہے۔

۵۹۸۶ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ وَمَعْمَرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ قَالَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ وَمَا الْعَاقِبُ قَالَ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَعُقَيْلٍ الْكَفَرَةَ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ الْكُفْرَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں شعیب اور معمر کی روایت میں ہے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا، عقیل کی روایت میں ہے زہری نے بیان کیا عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، اور شعیب کی روایت میں کفر کا لفظ ہے۔

۵۹۸۷ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے اپنے کئی نام بیان کیے، آپ نے فرمایا میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مقفی اور حاشر ہوں اور نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک "محمد" کی تشریح

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: علامہ ابی مالکی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار اسماء ہیں، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی اتنے ہی اسماء ہیں، اور ساٹھ سے زیادہ اسماء کا القرطبی نے بالتفصیل ذکر کیا ہے۔

"محمد" حمد سے ماخوذ ہے اور مفعّل کے وزن پر اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے بہت زیادہ حمد کیا ہوا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس اسم کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ایسی حمد کی ہے جو کسی اور کی نہیں کی اور آپ کو وہ محامد عطاء کیے ہیں جو کسی اور کو عطاء نہیں کیے اور قیامت کے دن آپ کو وہ چیزیں الہام کرے گا جو کسی اور کو الہام نہیں کرے گا، جس شخص میں خصال محمودہ کامل ہوں اس کو محمد کہا جاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ باب تکثیر کے لیے ہے یعنی جس کی بہت زیادہ حمد کی جائے وہ محمد ہے، ابن قتیبہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام محمد نہیں رکھا گیا، جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا تھا۔ [۱]

---

[۱] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۴۳-۱۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"محمد" تحمید کا اسم مفعول ہے، اس کو وصفیت سے اسمیت کی طرف مبالغۃً نقل کیا گیا ہے، بکثرت خصال محمودہ کی بناء پر آپ کا نام محمد رکھا گیا ہے یا اس لیے کہ آپ کی بار بار حمد کی جاتی ہے یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بہت حمد کرے گا، اسی طرح ملائکہ، انبیاء اور اولیاء آپ کی حمد کریں گے، یا نیک فال کے لیے آپ کا نام محمد رکھا گیا، یا اس لیے کہ اولین اور آخرین آپ کی حمد کریں گے، اور قیامت کے دن تمام اولین اور آخرین آپ کی حمد کے جھنڈے تلے ہوں گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر والوں کے دل میں یہ الہام کیا کہ وہ آپ کا نام "محمد" رکھیں۔

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں: احادیث میں آپ کے اسماء کے بیان میں "محمد" کو احمد پر مقدم کیا گیا ہے، کیونکہ "محمد" "احمد" سے زیادہ ظاہر اور زیادہ مشہور ہے، بلکہ ابونعیم نے روایت کیا کہ مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے آپ کا نام محمد رکھا گیا، اور کعب احبار نے روایت کیا ہے کہ عرش کے پائے پر، سات آسمانوں، جنت کے محلات اور بالاخانوں پر، حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں پر اور درختوں کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان "محمد" لکھا ہوا ہے، اس نام کو تمام ناموں پر فضیلت ہے، ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جو شخص تمہارا نام رکھے گا میں اس کو جہنم میں نہیں ڈالوں گا، اور یہ بھی روایت ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا میں اس کو آگ میں نہیں ڈالوں گا، اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس دسترخوان پر محمد یا احمد نام کا شخص ہوگا میں اس گھر کو دن میں دو بار پاک کروں گا، ابن قتیبہ نے کہا کہ آپ کی نبوت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام "محمد" نہیں رکھا گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا لم نجعل له من قبل سميا "اس سے پہلے ہم نے یہ نام نہیں رکھا"، البتہ جب آپ کی ولادت کا زمانہ قریب آیا اور اہل کتاب نے آپ کی ولادت کے زمانہ کے قریب آنے کی بشارت دی تو بہت سے لوگوں نے اپنے بچوں کا نام محمد رکھا کہ شاید ان میں سے کوئی وہ نبی ہو، لیکن اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے کس کو رسول بنانا ہے زیادہ مشہور یہ ہے کہ پندرہ بچوں کا نام "محمد" رکھا گیا تھا۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احمد تھے اور اس کے بعد محمد ہوئے، کیونکہ پہلی کتابوں میں آپ کا نام احمد تھا اور قرآن مجید میں آپ کا نام محمد ہے اور آپ نے لوگوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، اسی طرح آپ آخرت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے، اور اس کے بعد شفاعت کریں گے، اور آپ سے ہی کہ لوگ اللہ کی حمد کریں گے، آپ سورۃ الحمد، لواء حمد (حمد کے جھنڈے) اور مقام محمود کے ساتھ مخصوص ہیں، کھانے، پینے، دعا اور سفر سے واپسی کے بعد آپ کے لیے حمد شروع کی گئی ہے، آپ کی امت کا نام حمادین رکھا گیا ہے، اور آپ کے لیے حمد کے تمام معانی اور اقسام جمع کیے گئے ہیں۔[2]

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۲۷-۲۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۶ ص ۵۵۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

حمد کسی حسن اور کمال پر کی جاتی ہے اور آپ علی الاطلاق محمد ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ علی الاطلاق حسن اور کمال ہیں اگر آپ میں کسی وجہ یا کسی اعتبار سے کوئی نقص اور عیب ہوتا تو آپ علی الاطلاق محمد نہ ہوتے کیونکہ نقص اور عیب کی مذمت ہوتی ہے، حمد نہیں ہوتی اور آپ کو کسی زید یا بکر نے محمد نہیں کہا آپ کو اللہ تعالیٰ نے محمد کہا ہے، اگر آپ میں کسی وجہ سے کوئی نقص یا عیب ہو تو اللہ تعالیٰ کا آپ کو مطلقاً محمد کہنا صحیح نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کا کلام غلط ہو سکتا ہے نہ آپ میں کوئی نقص اور عیب ہو سکتا ہے، یہ بات مشرکین عرب کو بھی معلوم تھی وہ آپ میں عیب نکالتے پھر آپ کو محمد کہتے انہیں خیال آیا کہ محمد کہہ دینے سے تو آپ سے ہر عیب کی نفی ہو جاتی ہے اس لیے وہ آپ کو مذمم (مذمت کیا ہوا) کہنے لگے کہ مذمم میں یہ عیب ہے اور مذمم ایسا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا وہ مجھ میں عیب نہیں نکالتے کسی مذمم میں عیب نکالتے ہیں، میں مذمم نہیں محمد ہوں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تعجبون کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش ولعنهم یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قریش کے سب و شتم کو کس طرح دور کر دیا۔ وہ مذمم کو برا کہتے ہیں اور مذمم کو لعنت کرتے ہیں اور میں محمد ہوں۔

ایک دفعہ میں نے تقریر میں آپ کے مطلقاً حسن اور کمال ہونے میں آپ کے محمد ہونے سے استدلال کیا اور کہا کہ آپ کا محمد ہونا اس کو مستلزم ہے کہ آپ میں کسی وجہ سے نقص اور عیب نہ ہو، اس پر ایک شخص نے یہ اعتراض کیا کہ مثلاً غیر کا محتاج ہونا حسن ہے یا عیب اگر یہ حسن ہو تو تمام محاسن اور کمالات کا جامع اللہ تعالیٰ ہے پھر اللہ تعالیٰ کو بھی غیر کا محتاج ہونا چاہیے اور اگر یہ عیب ہو تو آپ میں یہ عیب ثابت ہو گیا کہ آپ اپنے غیر کے محتاج ہیں کیونکہ آپ بہر حال اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، میں نے کہا یہ آپ کے لیے کمال ہے اور اللہ کے لیے نقص ہے جیسے عبادت کمال ہے مگر یہ مخلوق کے لیے کمال ہے اللہ کے لیے عبادت کرنا نقص اور عیب ہے، بعض چیزیں حسن لذاتہ اور قبیح لغیرہ ہوتی اور بعض چیزیں قبیح لذاتہ اور حسن لغیرہ ہوتی ہیں، غیر کا محتاج ہونا قبیح لذاتہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے اور حسن لغیرہ ہے کیونکہ بندہ کا یہ کمال ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کا محتاج ہو اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مولیٰ کا محتاج ہونا آپ کا حسن اور کمال ہے، خلاصہ یہ ہے کہ آپ ازلاً ابداً محمد ہیں سراہے ہوئے اور تعریف کیے ہوئے ہیں اور تعریف ہمیشہ حسن اور کمال پر ہوتی ہے اس لیے آپ ہمیشہ سے حسن اور کمال ہیں بلکہ تمام محاسن اور کمالات کی اصل ہیں، حسن اور کمال وہی ہے جو آپ میں ہے اور جو چیز آپ میں نہیں ہے وہ حسن ہے نہ کمال۔ باقی انبیاء اور رسل اپنی عظمت میں کسی خیر اور نیکی کے حصول کے تابع تھے یہاں معاملہ الٹ ہے، یہاں خیر اور نیکی اپنے خیر اور نیکی ہونے میں آپ کی طرف نسبت کے تابع ہے جس کو آپ نے کر لیا وہ خوب ہے اور

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

جس سے آپ نے منع کر دیا وہ ناخوب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک "احمد" کی تشریح

علامہ مناوی لکھتے ہیں:

"احمد" اسم تفضیل کا صیغہ ہے، جس کا معنی اس انتہا پر پہنچنا ہے جس کے بعد کوئی انتہی نہ ہو، اس کا معنی ہے تمام حمد کرنے والوں سے زیادہ اپنے رب کی حمد کرنے والا، قیامت کے دن حمد کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ میں ہوگا اور میدان حشر میں آپ ہی کی حمد مشہور ہوگی، اور مقام محمود پر آپ ہی ہوں گے۔ [1]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قیامت کے دن آپ کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ایسے کلمات عطا ہوں گے جو آپ سے پہلے کسی کو نہ ملے ہوں گے آپ ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور آپ کو حمد کا جھنڈا عطا کیا جائے گا، جب تک آپ اپنے رب کی حمد کر کے احمد نہیں ہوئے، اس وقت تک محمد نہیں ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: "اے اللہ! مجھے امت احمد میں کر دے"، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اپنے بعد میں آنے والے کو رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا نام احمد ہوگا، کیونکہ آپ نے تمام لوگوں سے پہلے اللہ کی حمد کی تھی۔ [2]

بَابُ عِلْمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَشِدَّةِ خَشْيَتِهٖ

اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ علم اور سب سے زیادہ خوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے

۵۹۸۸ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرًا فَتَرَخَّصَ فِيْهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَكَاَنَّهُمْ كَرِهُوْهُ وَتَنَزَّهُوْا عَنْهُ فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَقَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ بَلَغَهُمْ عَنِّيْ اَمْرٌ تَرَخَّصْتُ فِيْهِ فَكَرِهُوْهُ وَتَنَزَّهُوْا عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَاَنَا اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور اس کو جائز قرار دیا، آپ کے اصحاب میں سے بعض کو یہ خبر پہنچی، انہوں نے گویا کہ اس کام کو ناپسند کیا، اور اس کام سے پرہیز کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جن کو یہ خبر ملی کہ میں نے ایک کام کو جائز قرار دیا ہے، انہوں نے اس کام کو ناپسند کیا اور اس کام سے پرہیز کیا، بخدا! میں ان سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھتا ہوں اور ان سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں۔

۵۹۸۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

---

[1] علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل، ج ۲ ص ۲۲۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۲۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

حَفْصٌ (يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ) ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ۔

۵۹۹۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرٍ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ حَتّٰى بَانَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْغَبُونَ عَمَّا رُخِّصَ لِي فِيهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنَا أَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کی رخصت دی، بعض لوگوں نے اس کام سے پرہیز کیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ ناراض ہوئے حتیٰ کہ آپ کے چہرہ انور پر غضب کے آثار ظاہر ہوئے، پھر آپ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ان چیزوں سے اعراض کرتے ہیں جن میں مجھے رخصت دی گئی ہے، بہ خدا! مجھے ان سب سے زیادہ اللہ کا علم ہے اور میں ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

دین میں سہولت اور رخصت کے پسندیدہ ہونے کا بیان

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں: علامہ خطابی نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشہ کا اشارہ ان بعض صحابہ کی طرف ہو جنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو کم سمجھا تھا، ان میں سے ایک نے کہا میں نماز پڑھوں گا اور نیند نہیں کروں گا، دوسرے نے کہا میں روزے رکھوں گا اور افطار نہیں کروں گا، اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے اجتناب کروں گا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرے طریقہ (کاملہ) پر نہیں ہے۔

قاضی عیاض مالکی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے! اور کہنے والوں کا نام نہیں لیا اور ان کی تعیین نہیں کی، اس قول سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حسن معاشرت اور امت پر آپ کی شفقت ظاہر ہوتی ہے، آپ کسی کو عیب کے ساتھ نشان زد نہیں کرتے تھے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رخصت پر عمل کرنا پسندیدہ تھا، اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح عزیمت پر عمل کرنا پسند ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو رخصت پر عمل کرنا پسند ہے، اس حدیث میں دین میں شدت اور سختی کی ممانعت ہے کیونکہ شریعت سہل اور آسان ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صغائر اور مکروہات سے مجتنب ہونے کا بیان

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم اور خداخوفی کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت انسان اپنی تعریف کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس میں تکبر اور فخر نہ ہو اور اس تعریف سے کسی کو فائدہ پہنچے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صالحین اور علماء کے دلوں میں عام لوگوں اور گنہ گاروں سے زیادہ خدا کا ڈر اور خوف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء اس سے ڈرتے ہیں اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے کثرت عبادت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں ؟ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام صغائر اور مکروہات کا ارتکاب نہیں کرتے اور کسی غلط کام پر برقرار نہیں رہتے، اور جب وہ کسی کام کو دیکھ کر اس کام کو برقرار رکھیں تو وہ اس کی اباحت کی دلیل ہوتا ہے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل کی اقتداء کرتے تھے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کا حکم

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کے حکم کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ عام طبعی اور جبلی افعال میں آپ کی اقتداء مباح ہے مثلاً کھڑے ہونے، بیٹھنے کھانے اور پینے میں، جو افعال آپ کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں اتباع کرنا ممنوع ہے مثلاً وصال کے روزے، حالت جنابت میں مسجد میں جانا، نیند سے اٹھ کر وضو کیے بغیر نماز پڑھنا، بیک وقت چار سے زیادہ شادیاں کرنا وغیرہ، جن افعال کے ذریعہ آپ نے کسی حکم کا بیان کیا ہو ان میں آپ کی اقتداء کرنا واجب ہے، جیسے آپ نے فرمایا جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھو اس طرح نماز پڑھو یا جیسے آپ نے چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور پہنچے سے اس کا ہاتھ کاٹا، اور جن افعال سے آپ نے کسی کام کے وجوب، استحباب یا اباحت کو بتایا ہو ان افعال کو اسی تفصیل سے کیا جائے گا، آپ کے جن افعال کی صفت معلوم نہ ہو ان میں اختلاف ہے، امام مالک نے کہا اگر وہ بطور عبادت نہ ہوں تو مباح ہیں، امام شافعی نے کہا اگر وہ عبادت کے قبیل سے ہوں تو مستحب ہیں، امام ابوحنیفہ نے کہا وہ واجب ہیں اور بعض علماء نے ان میں توقف کیا۔ [1]

بَابُ ۸۳۲ وُجُوبِ اتِّبَاعِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کا وجوب

۵۹۹۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِمْ فَاخْتَصَمُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک انصاری اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حرۂ مدینہ کے پانی میں جھگڑا ہوا جہاں سے کھجور کے درختوں کو پانی دیتے تھے انصاری نے کہا پانی کو چھوڑ دو تاکہ وہ بہتا رہے، حضرت زبیر نے انکار کیا، پھر انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے زبیر تم زمین کو پانی دو، پھر پانی اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دو، انصاری غضب ناک ہوا اور کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اس لیے ان

---

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۱۳۶-۱۳۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

فَغَضِبَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ کَانَ ابْنَ عَمَّتِکَ فَتَلَوَّنَ وَجْہُ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ یَا زُبَیْرُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَی الْجُدُرِ فَقَالَ الزُّبَیْرُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَحْسِبُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْ ذٰلِکَ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا۔

کی طرف داری کی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، آپ نے فرمایا: اے زبیر! تم پانی دو، پھر پانی کو روک لو، حتیٰ کہ وہ منڈیر سے پھر واپس ہو جائے، حضرت زبیر نے کہا بہ خدا میرا گمان ہے کہ یہ آیت اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے: (ترجمہ) آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو حکم نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے خلاف اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس فیصلہ کو پوری طرح تسلیم کر لیں۔

حجیت حدیث

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ داؤدی نے کہا ہے کہ وہ شخص نسباً انصاری تھا، دیناً انصاری نہیں تھا بلکہ منافق تھا، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ جو پانی حرہ مدینہ میں آتا تھا وہ پہلے حضرت زبیر کی طرف آتا تھا وہ بہ قدر ضرورت پانی لے کر اس انصاری کی طرف پانی چھوڑ دیتے تھے، انصاری نے یہ کہا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کرنے سے پہلے اس کی طرف پانی چھوڑ دیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے حضرت زبیر سے فرمایا تم اپنی ضرورت پوری کر کے اس کی طرف جلدی پانی چھوڑ دو، انصاری اس پر غضب ناک ہوا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ حضرت زبیر پانی کو روکے بغیر اس کو پانی دیں، تب اس نے یہ کہا کہ آپ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ حضرت زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اگر اب کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم پر اعتراض کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کو قتل کرنے کا حکم اس لیے نہیں دیا تھا کہ کہیں کفار یہ نہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں اور اس سے تبلیغ اسلام میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔[1]

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظاہراً اور باطناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ کے فیصلہ کے خلاف دل میں بھی ناگواری نہ آئے، نیز اس آیت میں حجیت حدیث پر بھی دلیل ہے کیونکہ اس آیت کے اعتبار سے آپ کے احکام پر عمل کرنا واجب ہے، صحابہ کرام کے لیے آپ کے احکام کا مرجع آپ کی ذات مقدسہ تھی، اور بعد کے مسلمانوں کے لیے آپ کے احکام کا ماخذ اور مرجع کتب احادیث ہیں، اگر یہ کتب احادیث حجت نہ ہوں تو پھر بعد کے مسلمانوں کے لیے آپ کے احکام پر عمل کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی بندوں پر حجت تمام نہیں ہو گی۔

بَابُ ۸۳۵ کَرَاهَةِ اِکْثَارِ السُّؤَالِ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَةٍ

بلا ضرورت زیادہ سوال کرنے کی کراہت

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۴۷-۱۴۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۵۹۹۲ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَا كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کام سے میں تم کو روکوں اس سے اجتناب کرو اور جس کام کا تم کو حکم دوں اس کو اپنی استطاعت کے مطابق کرو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ بکثرت سوال کرنے اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

۵۹۹۳ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ وَهُوَ مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ أَخْبَرَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۹۹۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ (يَعْنِي الْحِزَامِيَّ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كُلُّهُمْ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ مَا تُرِكْتُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ثُمَّ ذَكَرُوا نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام مسلم نے چھ سندوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز کو میں چھوڑ دوں تم بھی اس کو چھوڑ دو (یعنی جس چیز کو میں بیان نہ کروں تم بھی اس کے متعلق سوال نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے، اس کے بعد مثل سابق ہے۔

۵۹۹۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَحُرِّمَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے زیادہ جرم اس مسلمان کا ہے جس نے اس چیز کے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہیں تھی اور اس کے سوال کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔

۵۹۹۶ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَحْفَظُهُ كَمَا أَحْفَظُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے زیادہ جرم اس مسلمان کا ہے جس نے اس چیز کے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہیں تھی، پھر اس کے سوال کی وجہ سے وہ لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

۵۹۹۷ - وَحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ رَجُلٌ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ وَنَقَّرَ عَنْهُ وَقَالَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدًا.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۵۹۹۸ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ السُّلَمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ اللُّؤْلُؤِيُّ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَصْحَابِهِ شَيْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب سے کوئی (ناگوار) خبر پہنچی، آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا: مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئی، میں نے آج کی طرح خیر اور شر کبھی نہیں دیکھی اگر تم ان چیزوں کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اس سے زیادہ کوئی سخت دن نہیں تھا وہ سب سر جھکا کر بیٹھ گئے اور ان پر گریہ طاری ہو گیا، پھر حضرت

وَالشَّرِّ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَمَا اَتٰى عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ غَطَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ قَالَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا قَالَ فَقَامَ ذَاكَ الرَّجُلُ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔

عمر کھڑے ہو کر کہنے لگے، ہم اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد کو نبی مان کر راضی ہو گئے، پھر وہ شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: (ترجمہ) اے ایمان والو! ان اشیاء کے متعلق مت سوال کرو جو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو ناگوار ہو گا۔

۵۹۹۹ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ تَمَامَ الْاٰيَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: اے ایمان والو! ان اشیاء کے متعلق سوال مت کرو جو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو ناگوار ہو گا۔

۶۰۰۰ - وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيْبِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى لَهُمْ صَلٰوةَ الظُّهْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ قَبْلَهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْاَلَنِيْ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْاَلْنِيْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْاَلُوْنَنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورج ڈھلنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور انہیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب آپ نے سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہو کر قیامت کا ذکر کیا اور یہ بتلایا کہ اس سے پہلے بہت بڑے بڑے امور ظاہر ہوں گے، پھر فرمایا جو شخص ان کے متعلق مجھ سے سوال کرنا چاہتا ہو وہ سوال کرے بخدا میں جب تک اس جگہ کھڑا ہوں تم جس چیز کے متعلق بھی سوال کرو گے میں تم کو اس کی خبر دوں گا، حضرت انس بن مالک کہتے ہیں جب لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تو انھوں نے بہت رونا شروع کر دیا، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بار بار یہ کہتے تھے کہ مجھ سے سوال کرو، حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ حذافہ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ فَلَمَّا اَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ بَرَكَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلٰى وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَتْ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حُذَافَةَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ مَا سَمِعْتُ بِابْنٍ قَطُّ اَعَقَّ مِنْكَ اَاَمِنْتَ اَنْ تَكُوْنَ اُمُّكَ قَدْ قَارَفَتْ بَعْضَ مَا تُقَارِفُ نِسَاءُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَفْضَحَهَا عَلٰى اَعْيُنِ النَّاسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ وَاللّٰهِ لَوْ اَلْحَقَنِيْ بِعَبْدٍ اَسْوَدَ لَلَحِقْتُهُ

ہی ہے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ کہا کہ مجھ سے سوال کرو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا: ہم اللہ کو رب، اسلام کو دین، اور محمد کو رسول مان کر راضی ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ و قدرت میں محمد کی جان ہے، مجھ پر ابھی جنت اور دوزخ اس دیوار کی چوڑائی میں پیش کی گئی تھیں، میں نے آج کی طرح خیر اور شر نہیں دیکھی، ابن شہاب کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے کہا کہ عبد اللہ بن حذافہ کی والدہ نے ان سے کہا: تم جیسا نافرمان بیٹا میں نے کبھی نہیں سنا، کیا تم اس بات سے مامون تھے کہ تمہاری ماں نے بھی وہ کام کیا ہوگا جو زمانہ جاہلیت کی عورتیں کرتی تھیں، اور پھر تم اپنی ماں کو رسوا کرتے؟ حضرت عبد اللہ بن حذافہ نے کہا: بخدا اگر حضور میرا نسب کسی حبشی غلام سے بھی بیان کرتے تو میں اس سے منسوب ہو جاتا۔

۶۰۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ مَعَهُ غَيْرَ اَنَّ شُعَيْبًا قَالَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ اُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ قَالَتْ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۶۰۰۲۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّاسَ سَاَلُوْا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحْفَوْهُ بِالْمَسْاَلَةِ فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَصَعِدَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیے حتی کہ آپ ان کے سوالات سے تنگ آگئے، پھر ایک دن آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا اب مجھ سے سوال

الْمِنْبَرَ فَقَالَ سَلُونِي لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ الْقَوْمُ أَرَمُّوا وَرَهِبُوا أَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيْ أَمْرٍ قَدْ حَضَرَ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلْتُ أَلْتَفِتُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَأَنْشَأَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ كَانَ يُلَاحَى فَيُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ قَطُّ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ إِنِّي صُوِّرَتْ لِي الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَرَأَيْتُهُمَا دُونَ هٰذَا الْحَائِطِ ـ

کرو، تم مجھ سے جس چیز کا بھی سوال کرو گے، میں تم کو اس کا جواب دوں گا، جب لوگوں نے یہ سنا تو خاموش ہو گئے اور اس سے خوفزدہ ہوئے کہ کہیں کچھ ہو نہ گیا ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دائیں بائیں دیکھا تو ہر شخص کپڑے میں منہ لپیٹ کر رو رہا تھا پھر مسجد سے وہ شخص اٹھا جس کو جھگڑے کے وقت اس کے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا جاتا تھا (یعنی نسب کا طعنہ دیا جاتا تھا) اس نے کہا یا نبی اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ حذافہ ہی ہے، پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا ہم اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد کو رسول مان کر راضی ہیں، درآں حالیکہ ہم برے فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے والے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج کی طرح کبھی خیر اور شر کو نہیں دیکھا، میرے سامنے اس دیوار کے قریب جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی۔

۶۰۰۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ ـ

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کیں۔

۶۰۰۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّ شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند چیزوں کے متعلق سوال کیے گئے جو آپ کو ناگوار ہوئے، جب زیادہ سوال کیے گئے تو آپ غصہ میں آگئے، پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: جس چیز کے متعلق چاہو مجھ سے سوال کرو، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہی ہے، دوسرے شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ شیبہ کا آزاد کردہ

مَا فِی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَفِي رِوَايَةِ اَبِي كُرَيْبٍ قَالَ مَنْ اَبِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰى شَيْبَةَ۔

غلام سالم ہے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے غصے کے آثار کو پہچانا تو کہا یا رسول اللہ! ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں! ابو کریب کی روایت میں ہے: اس نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ شیبہ کا غلام سالم ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سوال کرنے کی ممانعت کی وجوہات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث سے مقصود یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو زیادہ سوال کرنے اور جو چیز درپیش نہ ہو اس میں ابتداءً سوال کرنے سے منع فرمایا، اس ممانعت کے کئی اسباب ہیں:

۱۔ بعض اوقات سوال کرنے سے کوئی چیز مسلمانوں پر حرام ہو جاتی ہے، اس وجہ سے مسلمانوں کو مشقت ہوتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے اس شخص کا جرم سب سے زیادہ ہے جس کے سوال کی وجہ سے کوئی ایسی چیز مسلمانوں پر حرام کر دی گئی جو پہلے حرام نہیں تھی۔

۲۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سوال کے جواب میں کوئی ایسی چیز بیان کی جائے جو سائل کو ناپسند ہو یا اس کو تکلیف ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

۳۔ بعض اوقات زیادہ سوالات سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تنگ آجاتے تھے اور آپ کو اذیت ہوتی تھی، اور قرآن مجید میں ہے:

ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لھم عذابا مھینا۔ (احزاب: ۵۷)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اہانت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

علامہ خطابی نے کہا کہ سوال سے ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو بلا ضرورت یا ضد اور ہٹ دھرمی سے سوال کرے لیکن جس شخص کو کوئی مسئلہ درپیش ہو اس کا سوال کرنا جائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون "اگر تم کو علم نہ ہو تو علم والوں سے سوال کرو" صاحب تحریر نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچے تو وہ گنہ گار ہوگا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "مجھ سے جو چاہو سوال کرو" کی تشریح

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا: جس چیز کے متعلق چاہو مجھ سے اس جگہ سوال کرو"، اس کی شرح میں علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء نے بیان کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اس وقت وحی کی گئی تھی، ورنہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے بغیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب کی باتوں کو نہیں جانتے تھے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ بظاہر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے غصہ میں کہا تھا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ کثرت سوالات سے ناراض ہوئے، آپ نے صحابہ سے فرمایا مجھ سے سوال کرو،

حالانکہ آپ کو پسند یہ تھا کہ وہ آپ سے سوالات نہ کرتے، لیکن جب آپ نے سوال کرنے میں ان کی حرص دیکھی تو آپ نے فرمایا مجھ سے سوال کرو۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی نے جو فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے غلام کے ساتھ لاحق کرتے تو میں لاحق ہو جاتا، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا پھر انھوں نے یہ کیوں کہا، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت انھیں یہ مسئلہ معلوم نہ ہو، دوسرا جواب یہ ہے کہ وطی بالشبہہ سے نسب ثابت ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے ان کی یہی مراد ہو۔ [1]

آپ کو جنت اور دوزخ حقیقۃً دکھانے اور ان کی تصویر دکھانے کے الگ الگ محمل

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: علامہ خطابی نے کہا کہ احادیث کسوف کی ظاہر عبارت کا تقاضی یہ ہے کہ آپ نے جنت اور دوزخ کو حقیقۃً دیکھا تھا کیونکہ آپ نے انگور کا خوشہ توڑنے کا قصد کیا اور جہنم کو دیکھ کر پیچھے ہٹے، تاکہ آپ کو اس سے کوئی ضرر نہ ہو اور اس موقع کی احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کو اس دیوار میں جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی تھی۔ [2]

بَابُ ۸۳۶ وُجُوبِ امْتِثَالِ مَا قَالَهُ شَرْعًا دُونَ مَا ذَكَرَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَعَايِشِ الدُّنْيَا عَلٰى سَبِيلِ الرَّاْيِ

احکام شرعیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کا وجوب اور احکام دنیویہ میں عمل کا اختیار

۶۰۰۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَاَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ وَهٰذَا حَدِيثُ قُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْمٍ عَلٰى رُءُوسِ النَّخْلِ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ فَقَالُوا يُلَقِّحُونَهُ يَجْعَلُونَ الذَّكَرَ فِي الْاُنْثٰى فَيَلْقَحُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَظُنُّ يُغْنِي ذٰلِكَ شَيْئًا قَالَ فَاُخْبِرُوا بِذٰلِكَ فَتَرَكُوهُ فَاُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ

موسیٰ بن طلحہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا کھجوروں کے پاس کچھ لوگوں پر گزر ہوا، آپ نے فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ لوگ کھجوروں میں قلم لگا رہے ہیں، یعنی نر کھجور کو مادہ کھجور کے ساتھ لگاتے ہیں جس سے وہ پھلدار ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گمان میں یہ عمل ان کو کسی چیز سے مستغنی نہیں کرے گا، جب ان صحابہ کو آپ کے اس ارشاد کی خبر ہوئی تو انھوں نے یہ عمل ترک کر دیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۳-۲۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۸ ص ۱۵۲-۱۵۱، دار الکتب العلمیہ بیروت

فَقَالَ إِنْ كَانَ يَنْفَعُهُمْ ذٰلِكَ فَلْيَصْنَعُوهُ فَإِنِّي إِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُونِي بِالظَّنِّ وَلٰكِنْ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللّٰهِ شَيْئًا فَخُذُوا بِهِ فَإِنِّي لَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

نے فرمایا اگر ان کو اس میں فائدہ ہے تو کرتے رہیں، میں نے گمان کیا تھا تم اس گمان پر عمل مت کرو، البتہ جب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم بیان کروں تو اس پر عمل کرو، کیونکہ میں اللہ پر جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں۔

۶۰۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّومِيِّ الْيَمَامِيُّ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَأْبُرُونَ النَّخْلَ يَقُولُونَ يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُونَ قَالُوا كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوهُ فَنَفَضَتْ أَوْ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ قَالَ عِكْرِمَةُ نَحْوَ هٰذَا قَالَ الْمَعْقِرِيُّ فَنَفَضَتْ وَلَمْ يَشُكَّ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ میں تشریف لائے تو صحابہ کھجوروں میں قلم لگاتے تھے، آپ نے فرمایا یہ تم کیوں کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اسی طرح کرتے ہیں، آپ نے فرمایا شاید تم نہ کرو تو اس میں زیادہ بہتری ہو، انھوں نے اس کو ترک کر دیا تو کھجوریں جھڑ گئیں یا کہا کم ہو گئیں، انھوں نے آپ سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا میں صرف بشر ہوں جب میں تمہیں تمہارے دین کے متعلق کسی چیز کا حکم دوں تو اس پر عمل کرو، اور جب میں تم کو اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو میں صرف بشر ہوں، عکرمہ کی روایت اسی طرح ہے اور معقری نے بغیر شک کے کہا کھجوریں جھڑ گئیں۔

۶۰۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَوْمٍ يُلَقِّحُونَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا لَصَلُحَ قَالَ فَخَرَجَ شِيصًا فَمَرَّ بِهِمْ فَقَالَ مَا لِنَخْلِكُمْ قَالُوا قُلْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ لوگوں کے پاس سے گذر ہوا جو کھجوروں میں پیوند لگا رہے تھے، آپ نے فرمایا اگر تم یہ نہ کرو تو اچھا ہوگا! اس کے بعد ردی کھجوریں پیدا ہوئیں پھر کچھ دنوں کے بعد آپ کا ان کے پاس سے گذر ہوا، آپ نے فرمایا اب تمہاری کھجوروں کی کیا کیفیت ہے؟ انھوں نے کہا آپ نے اس اس طرح فرمایا تھا، آپ نے فرمایا تم اپنی دنیا کے معاملات کو زیادہ جانتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیوند کاری کے متعلق صحابہ سے فرمانا: دنیاوی معاملات کو تم زیادہ جانتے ہو!

تلقیح اور تابیر کا معنی ہے نر کھجور کے شگوفے کو مادہ کھجور میں داخل کرنا، یا نر کی قلم کو مادہ میں پیوند کرنا، جس درخت پر پہلے پھل لگے وہ نر ہے اور جس پر بعد میں پھل لگے وہ مادہ ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا اور معاش سے متعلق بغیر تشریع کے جو بات کہیں اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہے، لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اجتہاد سے بہ حیثیت تشریع کے جو کچھ فرمائیں اس پر عمل کرنا واجب ہے، اور سو آپ نے کھجور میں پیوند لگانے کے ترک کرنے کا جو حکم دیا تھا، وہ بہ حیثیت تشریع کے نہیں تھا، بطور مشورہ تھا، پیوند لگانے کو ترک کرنے سے کھجوروں کی پیداوار کم ہوئی اس پر آپ نے فرمایا "انتم اعلم بامور دنیاکم" اپنے دنیاوی امور کو تم ہی زیادہ جانتے ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی توجہ اور فکر آخرت اور معارف الٰہیہ کی طرف مبذول رہتی تھی اور دنیا کی طرف زیادہ توجہ نہ کرنا کوئی نقص اور عیب نہیں ہے۔ [1]

ملا علی قاری لکھتے ہیں اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ تر دنیاوی امور کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ [2]

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

یہاں پر یہ اشکال کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کھجور کے درختوں میں پیوند لگاتے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا کاش تم یہ طریقہ ترک کر دو۔ انصار نے اس کو ترک کر دیا، پھر کوئی پیداوار نہیں ہوئی یا ردی کھجوریں پیدا ہوئیں، تب آپ نے فرمایا تم اپنے دنیاوی معاملات کو خود ہی زیادہ جانتے ہو، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ اپنے گمان سے کہا تھا وحی سے نہیں کہا تھا، اور شیخ سیدی محمد سنوسی نے کہا ہے کہ آپ صحابہ کو توکل کرنے پر برانگیختہ کرنا چاہتے تھے، جب انھوں نے آپ کے کہنے پر عمل نہیں کیا تو آپ نے فرمایا تم اپنے دنیاوی معاملات کو خود ہی زیادہ جانتے ہو، اور اگر وہ آپ کے کہنے پر عمل کرتے اور ایک یا دو سال تک نقصان برداشت کرتے تو وہ اس مشقت سے بچ جاتے، یہ جواب انتہائی لطیف ہے۔ [3] سیدی غوث عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ کے جواب کا بھی یہی خلاصہ ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے بغیر محض اپنے اجتہاد سے لوگوں کو اس بناء پر پیوند لگانے سے منع فرمایا کہ یہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے اور اس کی پھلوں کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی تاثیر اور معقول وجہ نہیں ہے اور آپ نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ یہ ہے کہ وہ اس عمل سے پھل زیادہ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، مرقاۃ ج ۱ ص ۲۲۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ ھ

[3] 〃 〃 〃 ، شرح الشفاء ج ۳ ص ۲۲۳ علی ہامش نسیم الریاض مطبوعہ دار الفکر بیروت

کر دیتا ہے، آپ نے ان کو منع تو کیا تھا مگر سختی سے منع نہیں کیا تھا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ اگر تم پیوند نہ کرو تو بہتر ہے اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح کے دنیاوی معاملات کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے، کیونکہ اس عمل کے کرنے یا نہ کرنے کے ساتھ کوئی اخروی سعادت متعلق نہیں تھی، لیکن جب آپ نے اس طرف توجہ کی کہ اللہ تعالٰی کی عادت جاریہ کے مطابق اس عمل کی تاثیر ہوتی ہے تو پھر آپ نے اس پر سکوت فرمایا اور بعض روایات میں جو ہے کہ "دنیا کے امور کو تم ہی زیادہ جانتے ہو" اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ان دنیاوی امور کی طرف توجہ نہیں کرتا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پیوند کرنے والے انصار مدینہ سے آپ کا علم معاذ اللہ کم تھا، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت کے تمام معاملات کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ [1]

بَابُ ۸۲۷ فَضْلِ النَّظَرِ إِلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَنِّيهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اس کی تمنا کرنے کی فضیلت

۶۰۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِي يَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِي ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ الْمَعْنَى فِيهِ عِنْدِي لَأَنْ يَرَانِي مَعَهُمْ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَهُوَ عِنْدِي مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں محمد کی جان ہے! تم لوگوں پر ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے، اور میری زیارت کرنا، تم لوگوں کے نزدیک اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہوگا، ابو اسحاق نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ تم میں سے کسی کا اہل اور مال کے ساتھ میری زیارت کرنا اپنے اہل اور مال سے زیادہ عزیز ہوگا، میرے نزدیک اس حدیث کے الفاظ میں تقدیم اور تاخیر ہے۔

ف: علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے مقصود سفر اور حضر میں صحابہ کرام کو آپ کی مجلس میں حاضر ہونے پر ابھارنا ہے تاکہ وہ شریعت کو حاصل کریں اور بعد والوں تک پہنچائیں اور یہ خبر دینا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس تک آنے میں انھوں نے جو تقصیر کی ہے عنقریب ان کو اس پر ندامت ہوگی، علامہ خطابی نے کہا اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم وصال فرما جائیں گے تو صحابہ کا حال متغیر ہو جائے گا، ان میں اختلاف ہوگا اور فتنے ہوں گے وہ کہیں گے کاش ان کے اہل وعیال اور سارا متاع ان سے لے لیا جائے اور ایک لحظہ کے لیے آپ کی زیارت ہو جائے اور آپ کے وصال کے بعد ایسا ہی ہوا، صحابہ کی آراء مختلف ہو گئیں اور لوگوں کی خواہشات ٹوٹ پڑیں اور اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تدارک

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات (مترجم)، ج ۱ ص ۲۳۲، مطبوعہ فریدیہ بک سٹال لاہور ۱۴۰۱ھ

نہ کرتے تو قریب تھا کہ سارا انتظام درہم برہم ہو جاتا، حتیٰ کہ بعض صحابہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد ہم خود اپنے آپ کو اجنبی گنتے تھے۔

باب ۸۳۸ فضائل عيسى عليه السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل

۶۰۰۹- حدثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أن أبا سلمة بن عبد الرحمن أخبره أن أبا هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أنا أولى الناس بابن مريم الأنبياء أولاد علات وليس بيني وبينه نبي۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دوسروں کی بہ نسبت حضرت ابن مریم کے زیادہ قریب ہوں، تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں (یعنی ان کے عقائد ایک ہیں) اور میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۰۱۰- وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا أبو داود عمر بن سعد عن سفيان عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا أولى الناس بعيسى الأنبياء أبناء علات وليس بيني وبين عيسى نبي۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دوسروں کی بہ نسبت حضرت عیسیٰ کے زیادہ قریب ہوں تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں اور میرے اور حضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۰۱۱- وحدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا أبو هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر أحاديث منها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا أولى الناس بعيسى ابن مريم في الأولى والآخرة قالوا كيف يا رسول الله قال الأنبياء إخوة من علات وأمهاتهم شتى ودينهم واحد فليس بيننا نبي۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کس طرح؟ آپ نے فرمایا: انبیاء علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں (فروعی احکام) الگ الگ ہیں اور ان کا دین واحد ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۰۱۲- حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا عبد الأعلى عن معمر عن الزهري عن سعيد عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من مولود يولد إلا نخسه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی پیدا ہوتا ہے شیطان اس کے کچوکا لگاتا ہے، ماسوا حضرت ابن مریم اور ان کی ماں کے، حضرت ابوہریرہ نے کہا اگر تم چاہو تو

الشَّيْطَانُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ نَخْسَةِ الشَّيْطَانِ إِلَّا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

یہ آیت پڑھو (ترجمہ:) میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

۶۰۱۳- وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَقَالاَ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسَّةِ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ۔

امام مسلم کہتے ہیں کہ زہری کی سند میں ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان کے بچہ کا لگانے سے وہ چیخ مار کر روتا ہے، اور شعیب کی روایت میں ہے: شیطان کے چھونے سے۔

۶۰۱۴- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ سُلَيْمًا مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بنی آدم کو اس کی پیدائش کے دن شیطان چھوتا ہے ماسوا حضرت مریم اور ان کے بیٹے کے۔

۶۰۱۵- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَاحُ الْمَوْلُودِ حِينَ يَقَعُ نَزْغَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولادت کے وقت بچہ کا رونا شیطان کے کچوکے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۶۰۱۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلاً يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ عِيسَى سَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ فَقَالَ عِيسَى آمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِي۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا، حضرت عیسیٰ نے اس سے کہا: تو چوری کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! حضرت عیسیٰ نے کہا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنے آپ کو جھوٹا قرار دیتا ہوں۔

باب ۸۳۹ من فضائل ابراهيم الخليل عليه السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل

٦٠١٧ - حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا على بن مسهر وابن فضيل عن المختار ح وحدثنى على بن حجر السعدى (واللفظ له) حدثنا على بن مسهر اخبرنا المختار بن فلفل عن انس بن مالك قال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا خير البرية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذاك ابراهيم عليه السلام۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا یا خیر البریۃ؛ آپ نے فرمایا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (یعنی یہ ان کا لقب ہے)۔

٦٠١٨ - وحدثناه ابو كريب حدثنا ابن ادريس قال سمعت مختار بن فلفل مولى عمرو بن حريث قال سمعت انسا يقول قال رجل يا رسول الله بمثله۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ، اس کے بعد اس کی مثل ہے۔

٦٠١٩ - وحدثنى محمد بن المثنى حدثنا عبد الرحمن عن سفيان عن المختار قال سمعت انسا عن النبى صلى الله عليه وسلم بمثله۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦٠٢٠ - حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا المغيرة (يعنى ابن عبد الرحمن الحزامى) عن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اختتن ابراهيم النبى عليه السلام وهو ابن ثمانين سنة بالقدوم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم نبی علیہ السلام نے اسّی سال کی عمر میں قدوم میں ختنہ کیا۔

٦٠٢١ - وحدثنى حرملة بن يحيى اخبرنا ابن وهب اخبرنى يونس عن ابن شهاب عن ابى سلمة بن عبد الرحمن وسعيد بن المسيب عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نحن احق بالشك من ابراهيم اذ قال رب ارنى كيف تحيى الموتى قال اولم تؤمن قال بلى ولكن ليطمئن قلبى ويرحم الله لوطا لقد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم کی نسبت شک کرنے کے زیادہ حقدار تھے جب انھوں نے یہ کہا تھا کہ "اے میرے رب مجھے دکھا تو کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں ہے؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں! لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم

كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ لَبْثِ يُوسُفَ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ۔

فرمائے وہ ایک مضبوط قلعہ کی پناہ چاہتے تھے، اور اگر میں حضرت یوسف جتنی لمبی قید کاٹتا تو بلانے والے کے ساتھ فوراً چلا جاتا۔

۶۰۳۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت بیان کی۔

۶۰۳۳۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلُوطٍ إِنَّهُ أَوَى إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر رحم فرمائے انھوں نے مضبوط قلعہ کی پناہ طلب کی۔

۶۰۳۴۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ فِي ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا وَوَاحِدَةً فِي شَأْنِ سَارَةَ فَإِنَّهُ قَدِمَ أَرْضَ جَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ وَكَانَتْ أَحْسَنَ النَّاسِ فَقَالَ لَهَا إِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ إِنْ يَعْلَمْ أَنَّكِ امْرَأَتِي يَغْلِبْنِي عَلَيْكِ فَإِنْ سَأَلَكِ فَأَخْبِرِيهِ أَنَّكِ أُخْتِي فَإِنَّكِ أُخْتِي فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ مُسْلِمًا غَيْرِي وَغَيْرَكِ فَلَمَّا دَخَلَ أَرْضَهُ رَآهَا بَعْضُ أَهْلِ الْجَبَّارِ أَتَاهُ فَقَالَ لَهُ لَقَدْ قَدِمَ أَرْضَكَ امْرَأَةٌ لَا يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَكُونَ إِلَّا لَكَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَأُتِيَ بِهَا فَقَامَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ لَمْ يَتَمَالَكْ أَنْ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَقُبِضَتْ يَدُهُ قَبْضَةً شَدِيدَةً فَقَالَ لَهَا ادْعِي اللّٰهَ أَنْ يُطْلِقَ يَدِي وَلَا أَضُرُّكِ فَفَعَلَتْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم نے تین (ظاہری) جھوٹ کے سوا جھوٹ نہیں بولا، دو جھوٹ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے تھے ان کا قول "میں بیمار ہوں" اور ان کا قول "بلکہ اسی نے کیا ہے ان کا بڑا یہ ہے" اور ایک حضرت سارہ کے بارے میں، کیونکہ وہ حضرت سارہ کے ساتھ ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں گئے وہ بہت خوبصورت تھیں، حضرت ابراہیم نے ان سے کہا اس ظالم بادشاہ کو اگر معلوم ہو گیا کہ تم میری بیوی ہو تو وہ تم کو مجھ سے چھین لے گا، تم اس کو یہ بتانا کہ تم میری بہن ہو، کیونکہ تم دین اسلام کے لحاظ سے میری بہن ہو، کیونکہ اب میرے علم کے مطابق روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی مسلمان نہیں ہے، جب حضرت ابراہیم اس ملک میں داخل ہوئے تو اس بادشاہ کے بعض کارندوں نے حضرت سارہ کو دیکھ لیا، انھوں نے اس بادشاہ سے کہا تمہاری زمین پر ایک ایسی عورت آئی ہے جو تمہارے سوا کسی اور کے لائق نہیں ہے،

فَقُبِضَتْ أَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَةِ الْأُولَى فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذَلِكَ فَفَعَلَتْ فَعَادَ فَقُبِضَتْ أَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ أَنْ يُطْلِقَ يَدِي فَلَكِ اللَّهَ أَنْ لَا أَضُرَّكِ فَفَعَلَتْ وَأُطْلِقَتْ يَدُهُ وَدَعَا الَّذِي جَاءَ بِهَا فَقَالَ لَهُ إِنَّكَ إِنَّمَا أَتَيْتَنِي بِشَيْطَانٍ وَلَمْ تَأْتِنِي بِإِنْسَانٍ فَأَخْرِجْهَا مِنْ أَرْضِي وَأَعْطِهَا هَاجَرَ قَالَ فَأَقْبَلَتْ تَمْشِي فَلَمَّا رَآهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ انْصَرَفَ فَقَالَ لَهَا مَهْيَمْ قَالَتْ خَيْرًا كَفَّ اللَّهُ يَدَ الْفَاجِرِ وَأَخْدَمَ خَادِمًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ۔

بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلوا لیا، جب ان کو لے جایا گیا تو حضرت ابراہیم نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، جب حضرت سارہ اس کے پاس پہنچیں تو وہ ان کی طرف ہاتھ بڑھائے بغیر نہ رہ سکا، سو اس کے ہاتھ کو سختی سے جکڑ دیا گیا، اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ ٹھیک کر دے میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، حضرت سارہ نے دعا کی، اس نے دوبارہ ہاتھ بڑھایا، وہ بار پہلے سے زیادہ سختی سے اس کا ہاتھ جکڑ لیا گیا، اس نے پھر دعا کی درخواست کی، حضرت سارہ نے دعا کی اس نے پھر ہاتھ بڑھایا، اس بار پہلی دو بار سے زیادہ سختی سے اس کا ہاتھ جکڑ لیا گیا، اس نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ چھوڑ دے، بخدا میں پھر کبھی تم کو ضرر نہیں دوں گا، حضرت سارہ نے دعا کی، اس کا ہاتھ کھول دیا گیا۔ اس نے حضرت سارہ کو لانے والے کو بلایا اور کہا تم میرے پاس اس جنّی کو لائے ہو کسی انسان کو نہیں لائے، اس کو میرے ملک سے نکال دو، اور ہاجرہ بھی ان کو دے دو، پھر حضرت سارہ لوٹ آئیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھا تو نماز سے فارغ ہوئے اور پوچھا کیا ہوا؟ حضرت سارہ نے کہا خیر ہے، اللہ تعالیٰ نے فاجر کے ہاتھ کو روک لیا، اور ایک خادمہ عطا کی، حضرت ابوہریرہ نے کہا اے بارش کی اولاد یہ تمہاری ماں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خیر البریہ ہونے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۰۱۷ میں ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر البریہ کہا تو آپ نے فرمایا خیر البریہ (افضل المخلوقات) حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

اس جگہ یہ سوال ہوتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود خیر البریہ ہیں جیسا کہ آپ نے خود فرمایا "میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں" پھر آپ نے یہ کیسے فرمایا کہ خیر البریہ حضرت ابراہیم ہیں، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ آپ نے اپنے افضل الخلق ہونے کے علم سے پہلے فرمایا، دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ حضرت ابراہیم اپنے زمانہ کی مخلوقات سے افضل تھے، تیسرا جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ کلمہ تواضعاً فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین (ظاہری) جھوٹ بولنے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۰۲۷ میں ہے حضرت ابراہیم نے تین (ظاہری) جھوٹ کے سوا جھوٹ نہیں بولا۔

یہ تینوں باتیں بظاہر جھوٹ تھیں، حقیقت میں جھوٹ نہیں تھیں، کیونکہ "انی سقیم" سے آپ کی مراد یہ تھی کہ میں عنقریب بیمار ہوں گا، اور جب آپ نے تمام چھوٹے بت توڑ کر بت توڑنے کا اسناد بڑے بت کی طرف کیا اور فرمایا "کبیرھم ھذا" "ان کا بڑا یہ ہے" تو یہ اسناد مجاز عقلی ہے کیونکہ ان بتوں کو توڑنے کا سبب اس بڑے بت کو رسوا کرنا اور اس کی بے چارگی ظاہر کرنا تھا کہ اس کے سامنے یہ بت ٹوٹتے رہے اور وہ کچھ نہ کر سکا، ... "بل فعلہ" کی ضمیر فاعل حقیقت میں حضرت ابراہیم کی طرف راجع ہے یعنی "اسی نے کیا ہے" اور ابہام یہ تھا کہ اس بڑے بت نے کیا ہے اس وجہ سے یہ جملہ بظاہر جھوٹ ہے حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے۔ اور حضرت سارہ کے متعلق جو یہ فرمایا کہ میری بہن ہے تو آپ نے خود وضاحت فرما دی تھی اس سے مراد دینی بہن ہے لہٰذا یہ جملہ بھی بظاہر جھوٹ ہے حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے۔

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ علامہ ماوردی نے کہا ہے کہ امور تبلیغیہ میں انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان میں ان سے کذب متصور نہیں ہے اور امور تبلیغیہ کے غیر میں ان سے کذب کے وقوع کے امکان اور عصمت میں سلف اور خلف کے دو قول مشہور ہیں، قاضی عیاض نے بھی کہا ہے کہ امور تبلیغیہ میں انبیاء علیہم السلام سے کذب غیر متصور ہے۔

گناہوں پر قدرت انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے منافی نہیں ہے

امور تبلیغیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کذب محال بالذات ہے اور عام گفتگو میں کذب اور جملہ معاصی ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہیں کیونکہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کذب کا صدور ممتنع بالذات ہو تو پھر آپ کے مکلف ہونے کا کوئی معنی نہیں ہوگا کیونکہ کسی شخص کا مکلف ہونا تب ہی صحیح ہوگا جب وہ اس فعل کے کرنے اور نہ کرنے پر قادر ہو اور جب اس کو فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر قدرت نہ ہو بلکہ اس سے طاعات کا صدور واجب بالذات ہو اور گناہوں کا صدور محال بالذات ہو تو پھر اس کو مکلف کرنے کا کوئی معنی نہیں ہے اور عصمت کی تعریف یہ ہے کہ بندے کی قدرت اور اختیار کے باوجود اللہ تعالیٰ اس میں گناہ پیدا نہ کرے، اسی کے قریب یہ تعریف ہے کہ عصمت اللہ تعالیٰ کا لطف ہے جو اختیار کے باوجود بندے کو فعل خیر پر ابھارتا ہے اور شر سے روکتا ہے تاکہ تکلیف اور ابتلاء کا معنی باقی رہے، اسی وجہ سے شیخ ابومنصور ماتریدی نے کہا ہے کہ عصمت سے تکلیف زائل نہیں ہوتی اور جس شخص نے یہ کہا کہ عصمت کی بناء پر بندے سے گناہ کا صدور ممتنع ہوتا ہے اس کا قول فاسد ہے کیونکہ اگر گناہ ممتنع ہو تو پھر اس کو گناہ کے ترک کرنے کا مکلف کرنا صحیح ہوگا اور نہ وہ اس پر ثواب کا مستحق ہوگا (شرح عقائد نسفی ص ۱۵۰، ملخصاً)

بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہوں کا صدور ممتنع بالذات ہے اور جب ان پر یہ اعتراض کیا گیا کہ پھر انبیاء علیہم السلام کو گناہوں کے ترک کرنے کا مکلف کرنا صحیح نہیں رہے گا تو انھوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں کے ترک کرنے کے مکلف نہیں ہیں وہ صرف امر کے مکلف ہوتے ہیں نہی کے

مکلف نہیں ہوتے، چنانچہ ان لوگوں نے اپنے فتاویٰ میں لکھا:

انبیاء کرام گناہ کبیرہ وصغیرہ پر ہرگز قادر نہیں، وہ ہستیاں گناہ کر سکتی ہی نہیں، گناہ کے معاملے میں انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالکل بے اختیار و بے قدرت ہیں، اسی لیے انبیاء کرام صرف امر میں مکلف ہوتے ہیں نہی میں مکلف نہیں ہوتے، قرآن پاک میں جتنی بھی نواہی اور ممانعتیں وارد ہوئی ہیں ان میں بعض اگرچہ ظاہراً انبیاء سے خطاب ہیں مگر حقیقۃً وہ تمام ممانعتیں عوام امت کو ہیں، ہاں امر میں انبیاء پاک مکلف ہوتے ہیں اور ان کو عبادات بلکہ ہر فعل پر یہاں تک کہ سونے جاگنے کھانے پینے پر ثواب ملتا ہے۔ (العطایا الاحمدیہ ج ۲ ص ۳۴۷، مطبوعہ گجرات ۱۳۹۶ھ)

اس عبارت میں ان صاحب نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام امر کے مکلف ہوتے ہیں اور امر کا مکلف ہونا تب ہی صحیح ہوگا جب انہیں عبادت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہو اور ان کے لیے مثلاً نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا ممکن ہو، تب ہی نماز پڑھنا باعث اجر و ثواب ہوگا، اور نماز نہ پڑھنا گناہ ہے اور نماز نہ پڑھنے پر قدرت گناہ پر قدرت ہے، لہٰذا ان صاحب نے جس اعتراض سے جان چھڑانے کے لیے انبیاء علیہم السلام کے نہی کے مکلف ہونے کا انکار کیا تھا وہ اعتراض بدستور ان کی گردن پر سوار ہے۔ اس لیے صحیح اور حق یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں پر قدرت اور اختیار رکھنے کے باوجود خشیت الٰہی کی بناء پر گناہوں سے باز رہتے ہیں اور عبادات کو ترک کرنے کے اختیار کے باوجود اپنے اختیار سے عبادات کو انجام دیتے ہیں اور وہ امر اور نہی دونوں کے مکلف ہیں۔

واللہ یھدی الی الحق والصواب۔

عصمت انبیاء کی مکمل یا حوالہ بحث کے لیے شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۱۰-۲۰۷، ملاحظہ فرمائیں۔

باب ۸۴۰ مِنْ فَضَائِلِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ — حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فضائل

۶۰۲۵- حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى سَوْاَةِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَحْدَهٗ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى اَنْ يَّغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهٗ اٰدَرُ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ قَالَ فَجَمَعَ مُوْسٰى بِاَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ حَجَرُ ثَوْبِيْ حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ اِلٰى سَوْاَةِ مُوْسٰى فَقَالُوْا وَاللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو اسرائیل ننگے غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھتے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام علیحدگی میں غسل کرتے تھے، بنو اسرائیل کہنے لگے بہ خدا حضرت موسیٰ کو ہمارے ساتھ نہانے میں اس کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ ان کو فتق کی بیماری ہے (یعنی ان کے خصیے سوجے ہوئے ہیں) ایک دن حضرت موسیٰ غسل کر رہے تھے اور انہوں نے ایک پتھر پر کپڑے رکھے ہوئے تھے، اچانک پتھر ان کے کپڑے لے بھاگا، حضرت موسیٰ اس پتھر کے پیچھے بھاگے اور کہتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دے، اے پتھر میرے کپڑے دے، حتیٰ کہ بنو اسرائیل

ما بموسى من بأس فقام الحجر بعد حتى نظر إليه قال فأخذ ثوبه فطفق بالحجر ضربا قال أبو هريرة والله إنه بالحجر ندب ستة أو سبعة ضرب موسى عليه السلام بالحجر۔

نے حضرت موسیٰ کی شرمگاہ دیکھ لی، پس وہ کہنے لگے بخدا حضرت موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں ہے، جب لوگ دیکھ چکے تو پتھر ٹھہر گیا حضرت موسیٰ نے اپنے کپڑے اٹھائے اور پتھر کو مارنا شروع کیا، حضرت ابوہریرہ نے کہا بخدا حضرت موسیٰ کے مارنے سے اس پتھر پر چھ یا سات نشان پڑ گئے۔

۶۰۲۶ - وحدثنا يحيى بن حبيب الحارثي حدثنا يزيد بن زريع حدثنا خالد الحذاء عن عبد الله بن شقيق قال أنبأنا أبو هريرة قال كان موسى عليه السلام رجلا حييا قال فكان لا يرى متجردا قال فقال بنو إسرائيل إنه آدر قال فاغتسل عند مويه فوضع ثوبه على حجر فانطلق الحجر يسعى واتبعه بعصاه يضربه ثوبي حجر ثوبي حجر حتى وقف على ملإ من بني إسرائيل ونزلت يا أيها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين آذوا موسى فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باحیاء مرد تھے، وہ کبھی برہنہ نہیں دیکھے گئے، بنو اسرائیل نے کہا ان کو فتق کی بیماری ہے، ایک دن انھوں نے کسی پانی پر غسل کیا، اور ایک پتھر پر کپڑے رکھے، وہ پتھر دوڑتا ہوا نکل گیا، حضرت موسیٰ نے لاٹھی مارتے ہوئے اس کا پیچھا کیا، اے پتھر میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے، (یہ کہتے رہتے) بنو اسرائیل کی ایک جماعت سے گذرے، اور یہ آیت نازل ہوئی: (ترجمہ:) اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے حضرت موسیٰ کو اذیت دی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ان کی تہمت سے بری کر دیا، اور اللہ کے نزدیک وہ بہت عزت والے ہیں۔

۶۰۲۷ - وحدثني محمد بن رافع وعبد بن حميد قال عبد أخبرنا وقال ابن رافع حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن ابن طاوس عن أبيه عن أبي هريرة قال أرسل ملك الموت إلى موسى عليه السلام فلما جاءه صكه ففقأ عينه فرجع إلى ربه فقال أرسلتني إلى عبد لا يريد الموت قال فرد الله إليه عينه وقال ارجع إليه فقل له يضع يده على متن ثور فله بما غطت يده بكل شعرة سنة قال أي رب ثم مه قال ثم الموت قال فالآن فسأل الله أن يدنيه من الأرض المقدسة رمية

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے پاس ملک الموت بھیجا گیا، جب ان کے پاس ملک الموت آیا تو انھوں نے ملک الموت کے ایک تھپڑ مارا جس سے ملک الموت کی آنکھ نکل گئی، ملک الموت نے اپنے رب کے پاس جا کر کہا: اے میرے رب تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنے کا ارادہ نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا ان کے پاس دوبارہ جاؤ اور ان سے کہو کہ ایک بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ دیں، آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی، حضرت موسیٰ نے کہا اے رب پھر کیا ہوگا؟ کہا پھر موت

بِحَجَرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ۔

ہے، کہا تو ابھی، اور اللہ سے یہ دعا کی اے اللہ! مجھے ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس جگہ ہوتا تو تم کو کثیب احمر کے نزدیک راستہ کی ایک جانب ان کی قبر دکھاتا۔

٦٠٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ أَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى فَقَالَ إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَكَ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِي قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ إِلَى عَبْدِي فَقُلِ الْحَيَاةَ تُرِيدُ فَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَإِنَّكَ تَعِيشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوتُ قَالَ فَالْآنَ مِنْ قَرِيبٍ رَبِّ أَمِتْنِي مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوْ أَنِّي عِنْدَهُ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آیا اور کہنے لگا اپنے رب کے پاس چلیے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ نکال دی، ملک الموت اللہ تعالیٰ کے پاس واپس گئے اور کہا تم نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت کا ارادہ ہی نہیں رکھتا اور اس نے میری آنکھ نکال دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ لوٹا دی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے کے پاس جاؤ اور کہو: آپ حیات کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر آپ کا زندگی کا ارادہ ہے تو اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھیے جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی، حضرت موسیٰ نے کہا پھر کیا ہوگا؟ کہا پھر آپ کو موت آئے گی، حضرت موسیٰ نے کہا پھر اب قریب ہی، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب! ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر میری روح قبض کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا اگر میں اس جگہ ہوتا تو میں تم کو کثیب احمر کے پاس راستہ کی ایک جانب ان کی قبر دکھاتا۔

٦٠٢٩- قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيثِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند بیان کی۔

٦٠٣٠- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا سامان بیچ رہا تھا، اس کو اس کا کچھ معاوضہ دیا گیا جس کو اس نے ناپسند کیا، یا وہ اس پر راضی نہیں ہوا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا يَهُوْدِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَةً لَهٗ اُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهٗ اَوْ لَمْ يَرْضَهٗ شَكَّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ قَالَ لَا وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَسَمِعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَلَطَمَ وَجْهَهٗ قَالَ تَقُوْلُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَالَ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ لِيْ ذِمَّةً وَعَهْدًا وَقَالَ فُلَانٌ لَطَمَ وَجْهِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ وَاَنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى عُرِفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ بُعِثَ اَوْ فِيْ اَوَّلِ مَنْ بُعِثَ فَاِذَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَتِهٖ يَوْمَ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِيْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ

(راوی کو شک ہے) اس یہودی نے کہا قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، ایک انصاری نے یہ کلام سنا اور اس یہودی کے ایک تھپڑ مارا، اور کہا تو کہتا ہے، قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہیں، وہ یہودی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم! میں ذمی ہوں اور مجھے امان دی گئی ہے، اور فلاں شخص نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے اس کے چہرے پر تھپڑ کیوں مارا ہے؟ اس انصاری نے کہا اس یہودی نے یہ کہا تھا کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، حالانکہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے، آپ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے درمیان فضیلت مت دو، کیونکہ جب صور پھونکا جائیگا تو تمام آسمانوں اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے ماسوا ان کے جن کو اللہ تعالیٰ مستثنیٰ کرے گا، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے میں اٹھوں گا. یا فرمایا میں سب سے پہلے اٹھنے والوں میں ہوں گا، تو میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ عرش کو پکڑے کھڑے ہیں، مجھے پتا نہیں کہ آیا یوم طور کی بے ہوشی میں ان کا حساب کر لیا گیا یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے، اور میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی شخص بھی حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہے۔

۶۰۳۱ - وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ سَوَآءً ـ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۳۲ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اَبُوْ بَكْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

بن النضر قالا حدثنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا ابي عن ابن شهاب عن ابي سلمة بن عبد الرحمن وعبد الرحمن الاعرج عن ابي هريرة قال استب رجلان رجل من اليهود ورجل من المسلمين فقال المسلم والذي اصطفى محمدا صلى الله عليه وسلم على العالمين وقال اليهودي والذي اصطفى موسى عليه السلام على العالمين قال فرفع المسلم يده عند ذلك فلطم وجه اليهودي فذهب اليهودي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبره بما كان من امره وامر المسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تخيروني على موسى فان الناس يصعقون فاكون اول من يفيق فاذا موسى باطش بجانب العرش فلا ادري اكان فيمن صعق فافاق قبلي ام كان ممن استثنى الله۔

دو شخص لڑ پڑے، ایک یہودی تھا اور ایک مسلمان، مسلمان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی، اور یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت دی مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے منہ پر ایک طمانچہ مارا، وہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو بتا کر اس واقعہ کی خبر دی، جو اس کے اور مسلمان کے درمیان پیش آیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت مت دو، کیونکہ لوگ بے ہوش کیے جائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا (تو میں دیکھوں گا کہ) حضرت موسیٰ عرش کے ایک کونے کو پکڑے کھڑے ہیں، میں نہیں جانتا کہ آیا وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا وہ ان میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا۔

۶۰۲۳ - وحدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي وابو بكر بن اسحق قالا اخبرنا ابو اليمان اخبرنا شعيب عن الزهري اخبرني ابو سلمة بن عبد الرحمن وسعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال استب رجل من المسلمين ورجل من اليهود بمثل حديث ابراهيم بن سعد عن ابن شهاب۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی میں جھگڑا ہوا، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۶۰۲۴ - وحدثني عمرو الناقد حدثنا ابو احمد الزبيري حدثنا سفيان عن عمرو بن يحيى عن ابيه عن ابي سعيد الخدري قال جاء يهودي الى النبي صلى الله عليه وسلم قد لطم وجهه وساق الحديث بمعنى حديث الزهري غير انه قال فلا ادري اكان ممن صعق فافاق قبلي او اكتفى بصعقة الطور۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا جس کے چہرے پر تھپڑ مارا گیا تھا، اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے پتا نہیں کہ آیا وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے، یا طور کی بے ہوشی سے ان پر اکتفاء کر لی گئی۔

۶۰۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى حَدَّثَنِي أَبِي -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے درمیان فضیلت مت دو۔

۶۰۳۶- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَسُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَيْتُ وَفِي رِوَايَةِ هَدَّابٍ مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی شب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، ایک روایت میں ہے میرا کثیب احمر کے پاس سے گذر ہوا درآں حالیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

۶۰۳۷- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ عِيسَى مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي -

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا درآں حالیکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک روایت میں ہے معراج کی شب میرا گذر ہوا۔

۶۰۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَعْنِي اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ لِي وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى لِعَبْدِي أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ ابْنُ أَبِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے کسی بندے کو یہ نہیں چاہیے کہ وہ یوں کہے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔

شَيْبَةَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ۔

۶۰۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ۔

ابو العالیہ نے کہا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد (یعنی حضرت ابن عباس) نے مجھ سے فرمایا: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یہ کہنا نہیں چاہیے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اور آپ نے انھیں ان کے والد کی طرف منسوب کیا۔

پتھر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑوں کو لے کر بھاگنا

حدیث نمبر ۶۰۲۵ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علیحدگی میں غسل کرنے اور اس وجہ سے بنو اسرائیل کا ان پر جسمانی عیب کی تہمت لگانے اور اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بری کرنے کا ذکر ہے علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو عظیم معجزوں کا ذکر ہے، ایک یہ پتھر ان کے کپڑوں کو لے کر بنو اسرائیل کی جماعت کی طرف گیا، دوسرا یہ کہ ان کی ضرب سے اس پتھر پر نشان پڑ گئے، اور یہ کہ جمادات میں بھی اللہ تعالیٰ نے تمیز پیدا کی ہے، جیسا کہ ایک پتھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا اور درخت کا تنا آپ کے فراق میں چیخ مار کر رویا، اس حدیث سے تنہائی میں برہنہ ہو کر غسل کرنے کے جواز کا مسئلہ بھی مستنبط کیا گیا ہے اگرچہ ستر ڈھانپ کر غسل کرنا افضل ہے، امام شافعی، امام مالک اور جمہور علماء کا یہی قول ہے، ابن ابی لیلیٰ نے اس مسئلہ میں مخالفت کی ہے اور ایک حدیث ضعیف سے استدلال کیا ہے، اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین، جاہلوں کی اذیت ناک باتوں پر صبر کرتے ہیں، اور قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام صورت اور سیرت میں نقائص اور عیوب سے منزہ ہوتے ہیں اور جن غیر محقق لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی طرف جسمانی عیوب منسوب کیے ہیں ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ [1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی وجہ

حدیث نمبر ۶۰۲۶ میں ملک الموت کے حضرت موسیٰ کے پاس جانے اور ان کے تھپڑ مارنے کا ذکر ہے۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض ملاحدہ نے اس حدیث کا انکار کیا اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ کیسے جائز تھا کہ وہ ملک الموت کے تھپڑ مارتے، علماء نے اس کے کئی جواب دیے ہیں، ایک جواب یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ اجازت دی ہو کہ وہ ملک الموت کو تھپڑ ماریں اور اس میں ملک الموت کا امتحان ہو،

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۷-۲۶۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ عبارت مجاز پر محمول ہے اور تھپڑ مارنے اور آنکھ نکالنے سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو حجت اور مناظرہ میں ساکت کر دیا، لیکن اس جواب میں یہ ضعف ہے کہ بعد میں حدیث میں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ لوٹا دی، تیسرا جواب یہ ہے کہ ابتداء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ پتا نہیں چل سکا کہ یہ ملک الموت ہے، انھوں نے خیال فرمایا کہ یہ کوئی آدمی ہے جو ان کو قتل کرنے آیا ہے تو حضرت موسیٰ نے مدافعت کی اور مدافعت میں اس کے تھپڑ مار دیا، جس کے نتیجہ میں اس کی آنکھ نکل گئی، حضرت موسیٰ نے اس کی آنکھ نکالنے کا ارادہ نہیں کیا تھا، یہ جواب ابوبکر بن خزیمہ نے دیا ہے اور اس کو علامہ مازری اور قاضی عیاض وغیرہ نے اختیار کیا ہے، قاضی عیاض نے کہا اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ نے اس کی آنکھ عمداً نکالی تھی، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب ملک الموت دوسری بار آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے وہ دوسری بار کسی ایسی علامت کے ساتھ آئے ہوں جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا ہو اور پہچاننے کے بعد ان کی اطاعت کی اور ان کی دعوت پر لبیک کہی۔ [1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کو تھپڑ مارنا، اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر پکڑنے سے زیادہ بڑی بات نہیں کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام بہرحال ایک نبی مکرم ہیں، جیسا کہ ملک الموت ایک ملک معظم ہیں اور محققین کے نزدیک نبی فرشتے سے افضل ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اس فعل پر استغفار کیا اور نہ اس پر کسی قسم کی ندامت کا اظہار کیا ہے اور نہ اللہ عزوجل نے اس فعل پر کوئی عتاب کیا، بلکہ حضرت ہارون کے واقعہ میں حضرت ہارون نے ان سے معذرت کی تھی، یہ تمام کام حضرت موسیٰ نے اپنے اجتہاد سے کیے تھے اور ملک الموت کے معاملہ میں ان کا قصد آنکھ نکالنے کا نہیں تھا، قضاءً ملک الموت کی آنکھ نکل گئی۔ [2]

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

ان کی صرف آنکھ نکلی کیونکہ وہ ملک الموت تھے ورنہ حضرت موسیٰ کے غضب کے تھپڑ سے ساتوں آسمان ریزہ ریزہ ہو جاتے، (اللہ اللہ! یہ بازوئے کلیم کی طاقت تھی سوچیے پھر بازوئے حبیب کی قوت کا کیا عالم ہو گا۔ سعیدی غفرلہٗ) حضرت موسیٰ علیہ السلام غضب میں اس لیے آئے کہ ملک الموت کا طریقہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے پاس جا کر انھیں یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ زندگی اور موت میں سے جسے چاہیں اختیار کر لیں، اور جب ملک الموت نے اس طریقہ کو ترک کیا اور حضرت موسیٰ کے سامنے صرف موت کو پیش کیا تو حضرت موسیٰ غضب میں آ گئے اور ملک الموت کے ایک تھپڑ مار دیا۔ [3]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ ھ، فیض الباری ج ۲ ص ۴۶۷، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ ھ

صالحین کے قرب میں دفن کرنے کا استحباب

حدیث نمبر ۶۰۳۸ میں ہے: ملک الموت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا آپ ایک بیل کی پشت پر ہاتھ رکھ دیں جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی، حضرت موسیٰ نے کہا پھر کیا ہوگا کہا پھر موت ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا پھر ابھی، اور یہ دعا کی کہ جب میں بیت المقدس سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر ہوں تو پھر میری روح قبض کر لینا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام جس وقت اور جس جگہ چاہتے ہیں وہاں ان کی روح قبض کی جاتی ہے اور حیات اور موت ان کے اختیار میں کر دی جاتی ہے۔ علامہ عینی نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے بیت المقدس کے قریب دفن ہونے کی تمنا اس لیے کی کہ وہاں انبیاء اور صالحین کی قبریں ہیں۔[1]

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں فضیلت والے اور متبرک مقامات اور صالحین کے قرب میں دفن کرنے کے استحباب کا بیان ہے۔[2]

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں فضیلت والے مقامات اور صالحین کے مدافن میں دفن ہونے کی رغبت کا ذکر ہے۔[3]

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں فضیلت والے مواضع اور صالحین کے مدافن کے قرب میں دفن کرنے کا استحباب ہے۔[4]

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

اس حدیث میں صالحین کے قرب کی تمنا کرنے کا جواز ہے۔[5]

بَابٌ ۸۴۱ مِنْ فَضَائِلِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ — حضرت یوسف علیہ السلام کے فضائل

۶۰۴۰ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ کریم کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہو، صحابہ نے کہا ہم اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھ رہے؟ آپ نے فرمایا: تو پھر سب سے کریم اللہ

---

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۴۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[3] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[4] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۵۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

[5] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ ھ، فیض الباری ج ۲ ص ۴۷۶، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ ھ

نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِيْ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوْا۔

کے نبی حضرت یوسف ہیں، جو اللہ کے نبی کے بیٹے اور اللہ کے خلیل کے پوتے ہیں، صحابہ نے کہا ہم اس کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھ رہے، آپ نے فرمایا پھر تم قبائل عرب کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ جو لوگ جاہلیت میں افضل تھے وہ لوگ دین میں فقاہت حاصل کرنے کے بعد اسلام میں بھی افضل ہیں۔

بَابُ ٨٤٢ مِنْ فَضَائِلِ زَكَرِيَّاءَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت زکریا علیہ السلام کی فضیلت

٦٠٤١ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت زکریا بڑھئی تھے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے ہاتھ سے کسب کر کے کمانے میں فضیلت ہے۔

بَابُ ٨٤٣ مِنْ فَضَائِلِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت خضر علیہ السلام کی فضیلت

٦٠٤٢ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ عُمَرَ الْمَكِّيُّ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ صَاحِبَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَامَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ قَالَ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِيْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى أَيْ

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ نوف بکالی کا یہ گمان ہے کہ بنو اسرائیل کے حضرت موسیٰ اور تھے اور حضرت خضر کے موسیٰ اور تھے، حضرت ابن عباس نے کہا اس دشمن خدا نے جھوٹ بولا، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے، ان سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ انھوں نے کہا میں زیادہ عالم ہوں، آپ نے فرمایا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا کیوں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف علم کو نہیں لوٹایا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ مجمع البحرین میں ہے اور وہ تم سے زیادہ عالم ہے، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میں اس تک کیسے پہنچوں گا؟ حضرت موسیٰ سے کہا گیا کہ

رَبِّ كَيْفَ لِي بِهِ فَقِيلَ لَهُ احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ فَتَاهُ وَهُوَ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ فَحَمَلَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ وَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يَمْشِيَانِ حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَقَدَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمِكْتَلِ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ قَالَ وَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ حَتَّى كَانَ مِثْلَ الطَّاقِ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا وَنَسِيَ صَاحِبُ مُوسَى أَنْ يُخْبِرَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَنْصَبْ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَأَى رَجُلًا مُسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ أَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ لَهُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا

اپنی تھیلی میں ایک مچھلی رکھ لو جہاں وہ مچھلی گم ہو گی وہیں خضر ہوں گے، حضرت موسیٰ اپنے ساتھ حضرت یوشع بن نون کو لے کر گئے، حضرت موسیٰ نے اپنی تھیلی میں ایک مچھلی رکھ لی، حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع چلتے چلتے ایک چٹان کے پاس پہنچے، حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع دونوں سو گئے، مچھلی تڑپ کر تھیلی سے نکلی اور سمندر میں جا گری، اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کے لیے پانی کے بہنے کو روک دیا، حتیٰ کہ مچھلی کے لیے پانی میں مخروطی شکل کی ایک سرنگ بن گئی، حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع کے لیے یہ ایک تعجب خیز منظر تھا، بقیہ دن اور رات وہ دونوں چلتے رہے، اور حضرت موسیٰ کے ساتھی ان کو یہ واقعہ بتلانا بھول گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت موسیٰ نے اپنے ساتھی سے کہا ناشتہ نکالو، اس سفر نے ہم کو تھکا دیا ہے، حضور نے فرمایا مچھلی کے گم ہونے کی جگہ سے ہی انھیں تھکاوٹ لاحق ہوئی تھی، حضرت یوشع نے کہا آپ کو یاد ہے جب ہم چٹان کے پاس پہنچے! میں اس وقت آپ سے مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا تھا اور شیطان نے ہی مجھ کو اس کا بیان کرنا بھلایا تھا، تعجب ہے کہ وہ مچھلی سمندر میں راستہ بنا کر چل دی، حضرت موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے، پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر لوٹے، وہ اپنے نشانوں پر چلتے رہے حتیٰ کہ ایک چٹان پر آئے وہاں ایک شخص کو کپڑوں میں لپٹا ہوا دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا، حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: تمہارے ہاں سلامتی کہاں ہے؟ حضرت موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں! حضرت خضر نے کہا بنو اسرائیل کے موسیٰ، کہا ہاں!، حضرت خضر نے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا علم عطا فرمایا ہے جو میرے پاس نہیں ہے، اور مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا علم دیا ہے جس کو آپ نہیں جانتے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کیا میں آپ کی اتباع کر سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے،

قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَمُوسٰى يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَكَلَّمَاهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلٰى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسٰى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلٰى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ إِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ مُوسٰى أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ وَهٰذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولٰى قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ يَقُولُ مَائِلٌ قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَأَقَامَهُ قَالَ لَهُ مُوسٰى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا لَوْ شِئْتَ لَتَخِذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى لَوَدِدْتُ أَنَّهُ كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَخْبَارِهِمَا

حضرت خضر نے کہا آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے، اور جس چیز کا آپ کو پتا نہ ہو آپ اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟ حضرت موسیٰ نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے، اور میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا، حضرت خضر نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں (تو شرط یہ ہے کہ) جب تک کسی چیز کے بارے میں، میں از خود نہ بتلاؤں آپ اس کے متعلق سوال نہ کریں، حضرت موسیٰ نے کہا ٹھیک ہے، پھر حضرت خضر اور حضرت موسیٰ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چل پڑے، ان کے پاس سے ایک کشتی گذری، انھوں نے کشتی والوں سے کہا کہ ان کو سوار کر لیں، انھوں نے حضرت خضر کو پہچان کر بغیر کرایہ کے سوار کر لیا، حضرت خضر نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ کو اکھاڑ دیا، حضرت موسیٰ نے کہا اس قوم نے بغیر کرایہ کے ہم کو سوار کیا تھا اور آپ نے ان کی کشتی توڑ دی تاکہ ان کے بیٹھنے والوں کو غرق کر دیں، آپ نے یہ بہت عجیب کام کیا، حضرت خضر نے کہا کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، حضرت موسیٰ نے کہا جو بات میں بھول گیا ہوں، آپ اس پر مواخذہ نہ کریں، اور میرے معاملہ میں سختی نہ کریں، پھر وہ دونوں کشتی سے اترے، جس وقت ساحل سمندر پر جا رہے تھے، انھوں نے ایک لڑکے کو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، حضرت خضر نے اس کو پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اس کا سر دھڑ سے الگ کر دیا، حضرت موسیٰ نے کہا آپ نے ایک بے گناہ لڑکے کو بغیر کسی قصاص (بدلہ) کے قتل کر دیا؟ آپ نے ایک بڑا اسلام کیا ہے! حضرت خضر نے کہا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، حضور نے فرمایا یہ پہلی بار سے زیادہ شدید انکار تھا، حضرت موسیٰ نے کہا اگر میں اس کے بعد آپ سے پھر کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں،

قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ وَجَآءَ عُصْفُوْرٌ حَتّٰى وَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ ثُمَّ نَقَرَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَ عِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنَ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَكَانَ يَقْرَأُ وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَ اَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا۔

میری طرف سے آپ عذر کو پہنچ چکے ہیں، وہ دونوں پھر روانہ ہوئے حتیٰ کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے، ان دونوں نے ان بستی والوں سے کھانا طلب کیا، انھوں نے ان کو کھانا دینے سے انکار کر دیا، وہاں انھوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی، ان دونوں نے اس کو درست کر دیا، وہ دیوار جھکنے لگی تھی حضرت خضر نے اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا، حضرت موسیٰ نے کہا یہ لوگ وہ ہیں جن کے پاس ہم گئے اور انھوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی، اور ہم کو کھانا نہیں کھلایا، اگر آپ چاہیں تو ان سے اجرت لے لیں! حضرت خضر نے کہا اب ہمارے اور آپ کے درمیان فراق ہے، میں عنقریب آپ کو ان چیزوں کی تاویل بتاؤں گا جن پر آپ صبر نہیں کر سکے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم فرمائے میری خواہش تھی کہ کاش حضرت موسیٰ صبر کرتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے مزید واقعات سناتا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت موسیٰ کا پہلی بار سوال کرنا نسیان تھا، حضور نے فرمایا ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی پھر اس نے سمندر میں اپنی چونچ ڈالی، حضرت خضر نے کہا میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں فقط اتنی کمی کی ہے جتنی اس چڑیا (کی چونچ کے پانی) نے سمندر میں کی ہے، سعید بن جبیر نے کہا حضرت ابن عباس تلاوت کرتے تھے "ان کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر صحیح سلامت کشتی کو غصب کر لیتا تھا اور تلاوت کرتے تھے کہ وہ لڑکا کافر تھا۔

۶۰۴۳- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسَى الَّذِيْ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ الْعِلْمَ لَيْسَ بِمُوْسٰى

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بتایا گیا کہ نوف کا کہنا یہ ہے کہ جو موسیٰ علم کو تلاش کرنے گئے تھے وہ بنو اسرائیل کے موسیٰ نہیں تھے، حضرت ابن عباس نے کہا: اے سعید! کیا تم نے یہ خود سنا ہے؟ میں نے کہا جی! حضرت ابن عباس

بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ أَسَمِعْتَهُ يَا سَعِيدُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَذَبَ نَوْفٌ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ بَيْنَمَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْمِهِ يُذَكِّرُهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ وَأَيَّامُ اللّٰهِ نَعْمَاؤُهُ وَبَلَاؤُهُ إِذْ قَالَ مَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ رَجُلًا خَيْرًا أَوْ أَعْلَمَ مِنِّي قَالَ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ إِنِّي أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ مِنْهُ أَوْ عِنْدَ مَنْ هُوَ إِنَّ فِي الْأَرْضِ رَجُلًا هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ يَا رَبِّ فَدُلَّنِي عَلَيْهِ قَالَ فَقِيلَ لَهُ تَزَوَّدْ حُوتًا مَالِحًا فَإِنَّهُ حَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوتَ قَالَ فَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَعُمِّيَ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ وَتَرَكَ فَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمَاءِ فَجَعَلَ لَا يَلْتَئِمُ عَلَيْهِ صَارَ مِثْلَ الْكُوَّةِ قَالَ فَقَالَ فَتَاهُ أَلَا أَلْحَقُ نَبِيَّ اللّٰهِ فَأُخْبِرَهُ قَالَ فَنُسِّيَ فَلَمَّا تَجَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يُصِبْهُمْ نَصَبٌ حَتَّى تَجَاوَزَا قَالَ فَتَذَكَّرَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَأَرَاهُ مَكَانَ الْحُوتِ قَالَ هَاهُنَا وُصِفَ لِي قَالَ فَذَهَبَ يَلْتَمِسُ فَإِذَا هُوَ بِالْخَضِرِ مُسَجًّى ثَوْبًا مُسْتَلْقِيًا عَلَى الْقَفَا أَوْ قَالَ عَلَى حَلَاوَةِ الْقَفَا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ قَالَ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ وَمَنْ مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ مَجِيءٌ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا شَيْءٌ أُمِرْتُ بِهِ أَنْ أَفْعَلَهُ إِذَا

نے کہا نوف نے جھوٹ بولا، حضرت ابی بن کعب نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ایام اللہ کی نصیحت فرما رہے تھے، ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کی آزمائشیں ہیں، اس وقت انہوں نے کہا میرے علم میں اس وقت روئے زمین پر مجھ سے زیادہ بہتر یا مجھ سے زیادہ عالم اور کوئی نہیں ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی کی میں اس شخص کو جانتا ہوں جو تم سے بہتر ہے یا جو روئے زمین پر تم سے زیادہ عالم ہے، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب اس کی طرف میری راہنمائی فرما، حضرت موسیٰ سے کہا گیا کہ آپ زاد راہ میں ایک نمکین مچھلی رکھیے، جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے گی وہیں پر وہ شخص ہو گا، پھر حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھی گئے، حتیٰ کہ ایک چٹان پر پہنچے اس جگہ ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا، حضرت موسیٰ اپنے ساتھی کو چھوڑ کر چلے گئے، وہ مچھلی تڑپ کر پانی میں چلی گئی، پانی نے اس پر بہنا چھوڑ دیا اور ایک طاق (سرنگ) کی طرح ہو گیا، حضرت موسیٰ کے ساتھی نے کہا میں اللہ کے نبی سے ملوں اور ان کو اس واقعہ کی خبر دوں، حضور نے فرمایا پھر وہ بھول گئے، جب وہ آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ نے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ اس سفر نے ہم کو تھکا دیا ہے، حضور نے فرمایا (اس چٹان سے) آگے بڑھنے سے پہلے ان کو تھکاوٹ نہیں ہوئی تھی، پھر اس ساتھی کو یاد آیا اس نے کہا یاد کیجئے جب ہم اس چٹان پر پہنچے تھے، میں آپ کو مچھلی کا واقعہ بتانا بھول گیا، اور مجھ کو شیطان نے اس کا بیان کرنا بھلایا تھا، اس مچھلی نے عجیب طریقہ سے سمندر میں راستہ بنایا، حضرت موسیٰ نے کہا ہم اس چیز کو تو ڈھونڈ رہے تھے وہ دونوں پھر اپنے نشانات پر واپس لوٹے، ان کے ساتھی نے ان کو مچھلی

رَأَيْتَهُ لَمْ تَصْبِرْ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ انْتَحٰى عَلَيْهَا قَالَ لَهُ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا لَقِيَا غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ قَالَ فَانْطَلَقَ إِلٰى أَحَدِهِمْ بَادِيَ الرَّأْيِ فَقَتَلَهُ فَذُعِرَ عِنْدَهَا مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَعْرَةً مُنْكَرَةً قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ هٰذَا الْمَكَانِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلٰى مُوسٰى لَوْلَا أَنَّهُ عَجَّلَ لَرَأَى الْعَجَبَ وَلٰكِنَّهُ أَخَذَتْهُ مِنْ صَاحِبِهِ ذَمَامَةٌ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا وَلَوْ صَبَرَ لَرَأَى الْعَجَبَ قَالَ وَكَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بَدَأَ بِنَفْسِهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلٰى أَخِي كَذَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا فَانْطَلَقَا حَتّٰى

کی جگہ دکھائی، حضرت موسیٰ نے کہا مجھے یہی جگہ بتائی گئی تھی پھر وہ ڈھونڈنے لگے، اچانک انھوں نے حضرت خضر کو دیکھا جو کپڑا لپیٹ کر پیٹھ کے بل لیٹے ہوئے تھے، یا چت لیٹے تھے، حضرت موسیٰ نے کہا السلام علیکم، انھوں نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا کر کہا وعلیکم السلام، آپ کون ہیں؟ کہا میں موسیٰ ہوں، کہا کون موسیٰ؟ کہا بنو اسرائیل کا موسیٰ، کہا آپ کے آنے کا سبب کیا ہے؟ کہا میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ کو جو علم دیا گیا ہے آپ اس میں سے مجھ کو تعلیم دیں، کہا آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کرسکیں گے، اور جس چیز کا آپ کو پتا نہ ہو آپ اس پر صبر کیسے کر سکتے ہیں؟ مجھے جس کام کے کرنے کا حکم کیا جائیگا جب آپ مجھے وہ کام کرتے دیکھیں گے تو اس پر صبر نہیں کرسکیں گے۔ حضرت موسیٰ نے کہا آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ اور میں کسی چیز میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا، حضرت خضر نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہیں تو در شرط یہ ہے کہ جب تک کسی چیز کے بارے میں، میں از خود نہ بتاؤں آپ اس کے متعلق سوال نہ کریں، پھر وہ دونوں روانہ ہوگئے، اور وہ دونوں ایک کشتی میں بیٹھ گئے، حضرت خضر نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ دیا، حضرت موسیٰ نے کہا آپ نے اس کشتی کو توڑ ڈالا تاکہ اس میں بیٹھنے والوں کو ڈبو دیں، آپ نے یہ بہت عجیب کام کیا ہے، حضرت خضر نے کہا میں نے آپ سے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کرسکیں گے؟ حضرت موسیٰ نے کہا آپ میری بھول پر مواخذہ نہ کریں، اور میرے معاملہ کو دشوار نہ کریں، پھر وہ دونوں روانہ ہوئے، حتیٰ کہ انھوں نے کچھ بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا، حضور نے فرمایا حضرت خضر ان لڑکوں میں سے ایک لڑکے کے پاس گئے اور بغیر غور و فکر کے اس کو قتل کردیا، حضرت موسیٰ یہ دیکھ کر بہت گھبرائے اور کہا آپ نے بغیر کسی گناہ کے ایک بے قصور

حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ لِئَامًا فَطَافَا فِي الْمَجَالِسِ فَاسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ وَأَخَذَ بِثَوْبِهِ قَالَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ فَإِذَا جَاءَ الَّذِي يُسَخِّرُهَا وَجَدَهَا مُنْخَرِقَةً فَتَجَاوَزَهَا فَأَصْلَحُوهَا بِخَشَبَةٍ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَطُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ قَدْ عَطَفَا عَلَيْهِ فَلَوْ أَنَّهُ أَدْرَكَ أَرْهَقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكٰوةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ۔

شخص کو مار ڈالا! آپ نے یہ بہت غلط کام کیا ہے، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم پر اور حضرت موسیٰ پر اللہ کی رحمت ہو اگر وہ جلدی نہ کرتے تو بہت حیران کن چیزیں دیکھتے! لیکن انھیں حضرت خضر سے حیا آئی اور کہا اگر اس کے بعد میں آپ سے کوئی چیز پوچھوں تو پھر آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں، بے شک اب آپ میرے معاملہ میں معذور ہیں، کاش حضرت موسیٰ صبر کرتے تو بہت عجیب و غریب چیزیں دیکھتے! اور جب حضور انبیاء میں سے کسی نبی کا ذکر فرماتے تو ابتداءً فرماتے اللہ کی ہم پر رحمت ہو اور ہمارے بھائی پر رحمت ہو، اسی طرح فرماتے اللہ کی ہم پر رحمت ہو، پھر وہ دونوں روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں پہنچے جہاں کے لوگ بہت خسیس تھے، وہ اس گاؤں کی سب مجلسوں میں گئے اور گاؤں والوں سے کھانا مانگا، لیکن انھوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا، حضرت خضر اور حضرت موسیٰ نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی، انھوں نے اس دیوار کو بنا دیا، حضرت موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہیں تو اس پر کچھ اجرت لے لیں، حضرت خضر نے کہا اب ہمارے اور آپ کے درمیان فراق آگیا، اور حضرت موسیٰ کا کپڑا پکڑ کر کہا اب میں تم کو ان چیزوں کی تاویل بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہیں کر سکے تھے، رہی کشتی تو وہ سمندر میں کام کرنے والے مسکین لوگوں کی تھی، اور ان کے آگے ایک ظالم بادشاہ تھا، جب وہ اس کو چھیننے کے لیے آتا تو اس کو ٹوٹی ہوئی پاتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتا اور وہ بعد میں ایک تختہ لگا کر اس کو ٹھیک کر لیتے، اور رہا وہ لڑکا تو اس کی قسمت میں کافر ہونا لکھ دیا گیا تھا اور اس کے ماں باپ اس سے بہت محبت کرتے تھے، اگر وہ بڑا ہوتا تو اپنے والدین کو بھی کفر اور سرکشی میں مبتلا کر دیتا، تو ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں ان کو ایک پاکیزہ اور صلہ رحمی

کرنے والا لڑکا دے دے، اور رہی وہ دیوار تو وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی، اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔

۶۰۳۴ - وحدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي أخبرنا محمد بن يوسف ح وحدثنا عبد بن حميد أخبرنا عبيد الله بن موسى كلاهما عن إسرائيل عن أبي إسحاق بإسناد التيمي عن أبي إسحاق نحو حديثه -

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

۶۰۳۵ - وحدثنا عمرو الناقد حدثنا سفيان بن عيينة عن عمرو وعن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن أبي بن كعب أن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ لتخذت عليه أجرا -

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: لتخذت علیہ اجرا۔

۶۰۳۶ - حدثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود عن عبد الله بن عباس أنه تمارى هو والحر بن قيس بن حصن الفزاري في صاحب موسى عليه السلام فقال ابن عباس هو الخضر فمر بهما أبي بن كعب الأنصاري فدعاه ابن عباس فقال يا أبا الطفيل هلم إلينا فإني قد تماريت أنا وصاحبي هذا في صاحب موسى الذي سأل السبيل إلى لقيه فهل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر شأنه فقال أبي سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول بينا موسى في ملإ من بني إسرائيل إذ جاءه رجل فقال له هل تعلم أحدا أعلم منك قال موسى لا فأوحى الله إلى موسى بل عبدنا الخضر قال فسأل موسى السبيل إلى لقيه فجعل الله له الحوت آية وقيل له إذا افتقدت الحوت فارجع فإنك ستلقاه فسار موسى ما شاء الله

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا اور حر بن قیس بن حصن فزاری کا اس بات میں مباحثہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کا کون صاحب تھا، حضرت ابن عباس نے کہا کہ وہ خضر تھے، پھر حضرت ابی بن کعب انصاری کا ان کے پاس سے گزر ہوا، حضرت ابن عباس نے ان کو بلایا اور کہا اے ابو الطفیل یہاں آئیے، میرا اور میرے اس ساتھی کا اس بات میں مباحثہ ہوا کہ حضرت موسیٰ کا وہ صاحب کون تھا جس سے حضرت موسیٰ نے ملاقات کی سبیل کا سوال کیا تھا، کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ میں کچھ سنا ہے؟ حضرت ابی نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ ایک شخص نے آکر پوچھا کیا آپ کو علم ہے کہ آپ سے بڑھ کر بھی کوئی عالم ہے؟ حضرت موسیٰ نے کہا نہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف یہ وحی کی کہ ہمارا بندہ خضر ہے، پھر حضرت موسیٰ نے ان سے ملاقات کی سبیل کا سوال کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو ان کے لیے

أَنْ يَسِيرَ ثُمَّ قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا فَقَالَ فَتَى مُوسَى حِينَ سَأَلَهُ الْغَدَاءَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ فَقَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ إِلَّا أَنَّ يُونُسَ قَالَ فَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ۔

نشانی بنا دیا، اور ان سے کہا گیا کہ جب تم مچھلی کو گم پاؤ تو لوٹ جانا، بے شک تم ان سے ملاقات کر لو گے، پھر موسیٰ علیہ السلام چل پڑے اور جب تک اللہ نے چاہا چلتے رہے پھر اپنے ساتھی سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ جب حضرت موسیٰ نے ساتھی سے ناشتہ کا سوال کیا تو انھوں نے کہا میں مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا اور مجھے اس کے ذکر کرنے سے شیطان ہی نے بھلایا تھا۔ حضرت موسیٰ نے کہا ہم اسی چیز کو چاہتے تھے، پھر وہ دونوں اپنے قدموں پر لوٹے، پھر ان دونوں نے خضر کو دیکھا، پھر ان کا واقعہ ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے (البتہ یونس کی روایت میں ہے وہ سمندر میں مچھلی کے نشان پر چلے)۔

حضرت موسیٰ کا نام ونسب اور عمر کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب یہ ہے: موسیٰ بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام، جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو ان کے والد عمران کی عمر ستر سال تھی اور وہ ایک سو سینتیس سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال تھی، فربری کا قول ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی، آپ کی وفات میدان تیہ میں ہوئی، جب بنو اسرائیل مصر سے نکلے اس وقت حضرت موسیٰ کی عمر اسی سال تھی، جب ریان بن ولید فوت ہو گیا تھا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے خزانوں کا والی مقرر کیا تھا وہ حضرت یوسف کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا اس کے بعد قابوس بن مصعب بادشاہ ہوا، حضرت یوسف نے اس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے انکار کر دیا، حضرت یوسف علیہ السلام فوت ہو گئے، آپ کے کافی عرصہ بعد وہ مر گیا، اور اس کا بھائی ولید بن مصعب بن ریان بادشاہ ہوا، اس کی حکومت کافی عرصہ رہی، اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کا زمانہ آیا اس سے زیادہ لمبی عمر کا کوئی فرعون نہیں گزرا، اس کی عمر چار سو سال تھی۔

حضرت خضر کا نام، لقب اور کنیت

ابن قتیبہ نے معارف میں وہب بن منبہ کی روایت کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت خضر کا نام بلیا ہے، ابو حاتم سجستانی نے کہا ہے کہ ان کا نام خضرون ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام ارمیاہ ہے، مقاتل نے کہا ان کا نام الیسع ہے کیونکہ حضرت خضر کا علم سات آسمانوں اور سات زمینوں کو محیط ہے لیکن پہلا قول مشہور ہے۔ یہ لفظ خضِر اور خِضر دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے، ان کو جو خضر کا لقب دیا گیا ہے اس کی صحیح وجہ یہ ہے کہ جب یہ زمین پر بیٹھتے تو اس زمین پر سبزہ اگ جاتا تھا، ایک قول یہ ہے کہ ان کے بیٹھنے سے خشک گھاس ہری ہو جاتی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب یہ نماز پڑھتے تھے تو ارد گرد سبز ہو جاتا تھا، ان کی کنیت ابو العباس ہے۔

حضرت خضر کا نسب یہ ہے: بلیا بن ملکان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔

حضرت خضر کے نبی ہونے کی تحقیق

حضرت خضر کے متعلق یہ اختلاف ہے کہ وہ ولی ہیں یا نبی، قشیری کا قول یہ ہے کہ وہ ولی ہیں، اور صحیح یہ ہے کہ خضر نبی ہیں، یہ ایک جماعت کا معتقد ہے، ثعلبی اور ابن جوزی وغیرہ کا بھی یہی مختار ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا اور فرمایا وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِیْ "میں نے اپنی رائے سے یہ کام نہیں کیا" اس میں یہ دلیل ہے کہ انھوں نے وحی سے اس کو قتل کیا ہے اور وحی کا تعلق نبوت سے ہے، کسی شخص کو ناحق قتل کرنا حرام ہے، اور یہ حرمت صرف دلیل قطعی سے اٹھ سکتی ہے، اگر حضرت خضر ولی ہوتے اور الہام کی بناء پر اس کو قتل کرتے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ الہام دلیل ظنی ہے، اور دلیل ظنی کی بناء پر کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، نیز تکوینی امور میں حضرت خضر کا علم حضرت موسیٰ سے زیادہ تھا اور یہ جائز نہیں ہے کہ ولی کا علم نبی سے زیادہ ہو۔

حضرت خضر کی حیات کے متعلق علماء امت کی آراء

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

جمہور علماء کی یہ رائے ہے کہ حضرت خضر زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے، ایک قول یہ ہے کہ حضرت آدم نے ان کی لمبی زندگی کے لیے دعا کی تھی، ایک قول یہ ہے کہ انھوں نے آب حیات پی لیا تھا، علامہ ابن الصلاح نے کہا ہے کہ جمہور علماء اور صالحین اور عام لوگوں کے نزدیک حضرت خضر زندہ ہیں، اور بعض محدثین نے ان کی حیات کا انکار کیا اور یہ قول شاذ ہے، صحیح مسلم میں حدیث دجال میں ہے کہ وہ ایک شخص کو قتل کرکے پھر اس کو زندہ کرے گا اور مسلم کے راوی ابراہیم بن سفیان نے کہا اس شخص کو خضر کہا جائے گا، اسی طرح معمر نے بھی اس حدیث کی سند میں بیان کیا ہے، امام بخاری، ابراہیم حربی، ابن مناوی، ابن الجوزی وغیرہ نے حضرت خضر کی حیات کا انکار کیا ہے۔ [۱]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر زندہ ہیں اور ہمارے ہاں موجود ہیں، یہ امر صوفیہ اور عرفاء کے درمیان متفق علیہ ہے اور صوفیاء کی حضرت خضر کو دیکھنے، ان سے ملاقات کرنے، ان سے علم حاصل کرنے اور ان سے سوال و جواب کے متعلق حکایات مشہور ہیں اور مقدس مقامات اور مواقع خیر میں ان کے موجود ہونے کے متعلق بے شمار واقعات ہیں۔ [۲]

علامہ آبی مالکی لکھتے ہیں:

لمبی زندگی ممکن ہے اور حضرت خضر کی حیات کے متعلق بکثرت حکایات ہیں، جیسا کہ عنقریب حضرت ام سلمہ کی حدیث میں آئے گا کہ حضرت خضر حضرت ام سلمہ کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بتلایا کہ یہ حضرت خضر ہیں، اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ ان کی دو بیویاں ہیں ایک سفید اور ایک سیاہ اور وہ رات اور دن ہیں، میرے شیخ نے یہ بیان کیا کہ ایک شخص کی خضر سے ملاقات ہوئی تھی میں نے اس سے کہا حضرت خضر سے ان کی زوجہ کے

---

[۱] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۶۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

متعلق سوال کرنا، انھوں نے سوال کیا تو حضرت خضر نے کہا ان کی دو بیویاں ہیں ایک سفید اور ایک سیاہ، اور اس میں رات اور دن کا ذکر نہیں ہے۔ [1]

حیات خضر کی نفی پر دلائل

علامہ سید آلوسی لکھتے ہیں:

حضرت خضر کی حیات میں اختلاف ہے ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت خضر اب زندہ نہیں ہیں، امام بخاری سے حضرت خضر اور حضرت الیاس کی حیات کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے کہا وہ کیسے زندہ ہو سکتے ہیں؟ جب کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تھوڑا عرصہ پہلے فرمایا: جو لوگ اب روئے زمین پر زندہ ہیں ایک سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲) اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے موت سے پہلے فرمایا جو لوگ اب زندہ ہیں سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا۔" (اس حدیث میں چونکہ روئے زمین کی قید نہیں ہے اس لیے اس حدیث میں یہ تاویل نہیں ہو سکتی کہ جب حضور نے یہ فرمایا اس وقت حضرت خضر پانی یا ہوا پر تھے۔ سعیدی غفرلہٗ) اور یہ حدیث تاویل کی گنجائش نہیں رکھتی، امام بخاری کے علاوہ دیگر ائمہ سے حضرت خضر کی حیات کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے یہ آیت پڑھی:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔ "ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لیے دوام نہیں کیا"۔ شیخ ابن تیمیہ سے حیات خضر کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان پر واجب تھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپ کے ساتھ جہاد کرتے اور آپ سے علم حاصل کرتے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن یہ فرمایا تھا کہ اے اللہ! اگر آج یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری عبادت نہیں ہوگی، وہ جماعت تین سو تیرہ افراد پر مشتمل تھی جن کے اسماء اور ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے اسماء معروف تھے اس وقت حضرت خضر کہاں تھے؟ ابراہیم حربی سے حضرت خضر کی بقاء کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا حضرت خضر کی حیات کا شوشہ شیطان نے لوگوں میں چھوڑ دیا ہے، "البحر" میں شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفضل مرسی کا قول بھی حضرت خضر کی موت کے متعلق نقل کیا گیا ہے اور علامہ ابن الجوزی نے علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہما کا حضرت خضر کی موت کے متعلق قول نقل کیا ہے اور ابو الحسین ابن المنادی اس شخص کی مذمت کرتے تھے جو حضرت خضر کو زندہ کہتا تھا۔

قاضی ابو یعلیٰ نے بعض اصحاب محمد سے حضرت خضر کی موت کو نقل کیا ہے، اور حضرت خضر کی زندگی کس طرح معقول ہوگی، جب کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی جمعہ پڑھا، نہ کسی جماعت میں شریک ہوئے، نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جہاد میں گئے، جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کے لیے اور کوئی چارہ کار نہ تھا، اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ اور یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے ان کا عہد

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۷۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

مِنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۔

(آل عمران: ۸۱)

لیا کہ میں تم کو جو کتاب اور حکمت دے دوں، پھر تمہارے پاس ایک عظیم رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہو، تو تم ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا؟ اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کر لیا؟ سب نے کہا ہم نے اقرار کیا، فرمایا پس گواہ رہنا اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اور یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر نزول ہوگا تو وہ اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے جو شخص حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی کا قائل ہے وہ یہ کیسے بھول جاتا ہے کہ ان کو زندہ ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ انھوں نے اس شریعت سے اعراض کر کے قرآن اور حدیث کی ان نصوص کی مخالفت کی ہے۔ ہمارے نزدیک معقول بات یہ ہے کہ اب حضرت خضر علیہ السلام زندہ نہیں ہیں کیونکہ جو لوگ ان کی حیات کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہیں اور یہ قول دو وجہ سے فاسد ہے:

اول اس لیے کہ اس بناء پر اب ان کی عمر چھ ہزار سال یا اس سے زیادہ ہوگی اور انسانوں کی اتنی لمبی عمر عادۃً بعید ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر وہ حضرت آدم کے صلبی بیٹے ہوں یا چوتھے درجے کے بیٹے ہوں (جیسا کہ بعض دوسروں کا قول ہے) تو ان کی خلقت عجیب و غریب ہوگی اور ان کا طول و عرض غیر معمولی ہوگا، کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کا طول ساٹھ ذراع (تیس گز) تھا پھر مخلوق کا قد بہ تدریج کم ہوتا گیا اور جو لوگ حضرت خضر کی حیات کے قائلین ہیں اور ان سے ملاقات کے مدعی ہیں ان میں سے کسی نے ان کی غیر معمولی قامت کا ذکر نہیں کیا، دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر حضرت خضر، حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے تھے تو وہ ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہوتے اور یہ کسی نے نقل نہیں کیا۔ (اس دلیل میں ضعف ہے)

تیسری دلیل یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی سے نکلے تو ان کے ساتھ والے سب فوت ہو گئے، اور حضرت نوح کی نسل کے سوا کوئی باقی نہیں بچا۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی بشر کا حضرت آدم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک زندہ رہنا صحیح ہوتا تو یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک عظیم آیت تھی اور قرآن مجید میں اس کا متعدد جگہ ذکر کیا جاتا کہ یہ آیات ربوبیت میں سے ہے، اور جب اللہ تعالیٰ نے جس کو ساڑھے نو سو سال زندہ رکھا اس کا ذکر کیا ہے تو جو اس سے کئی گنا زیادہ زندہ ہے اس کا بہ درجہ اولیٰ ذکر کرنا چاہیے تھا۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا قول کرنا بغیر دلیل شرعی کے اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک قول کرنا ہے اور یہ نص قرآن سے حرام ہے، کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو اس پر قرآن مجید، سنت یا اجماع امت

کی دلالت ہوتی۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ خضر علیہ السلام کی حیات پر زیادہ سے زیادہ جو دلیل دی جاتی ہے وہ چند حکایات منقولہ ہیں کہ فلاں شخص نے حضرت خضر کو دیکھا تھا، لیکن سوال یہ ہے کہ دیکھنے والے نے کس علامت سے یہ پہچان لیا کہ یہ خضر ہیں اور بہت سے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں خضر ہوں، لیکن دیکھنے والے نے کس دلیل شرعی سے اس کے قول کی تصدیق کی؟

ساتویں دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے ساتھ مصاحبت نہیں کی اور کہا ھذا فراق بینی و بینک۔ تو جب وہ حضرت موسیٰ ایسے اولوالعزم نبی کے ساتھ مصاحبت پر راضی نہیں تھے تو عوام کے ساتھ ملاقات اور ان کے ساتھ مصاحبت پر کیسے راضی ہوں گے جن میں سے اکثر لوگ غیر متشرع ہوتے ہیں اور طریقت اور معرفت کے دعویٰ دار ہوتے ہیں۔

آٹھویں دلیل یہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی آدمی کہے کہ میں خضر ہوں، اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے تو اس کے اس قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا اور وہ حدیث شریعت میں حجت نہیں ہوگی، اور جو شخص حیات خضر کا قائل ہے وہ اس حدیث کو یا تو اس وجہ سے نہیں مانے گا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں گیا اور نہ آپ سے بیعت کی یا یہ کہے گا کہ آپ اس کی طرف مبعوث نہیں ہیں اور یہ کفر ہے۔

نویں دلیل یہ ہے کہ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان کا کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور اسلام کی سرحدوں پر پہرہ دینا، با جماعت نماز پڑھنا اور جمعہ پڑھنا اور امت کے ان پڑھ لوگوں کو وعظ کرنا، جنگلوں، صحراؤں اور میدانوں کی سیر و سیاحت سے کئی درجہ افضل ہوتا۔

حیات خضر کے ثبوت پر دلائل

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات پر جو دلائل دیے جاتے ہیں ان میں سے ایک وہ روایت ہے جس کو حاکم نے مستدرک میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور صحابہ کرام جمع ہوئے اس وقت ایک شخص داخل ہوا جس کی رنگ دار داڑھی تھی، وہ گورے رنگ کا ایک جسیم آدمی تھا، وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آیا اور رونے لگا پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا، ہر مصیبت سے اللہ تعالیٰ کی تعزیت ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کا عوض ہے اور ہر ہلاک ہونے والی چیز کا خلیفہ ہے، پس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرو اور اللہ تعالیٰ تم کو آزمائش میں دیکھتا ہے اور دیکھو مصیبت زدہ شخص وہ ہے جس پر جبر کیا جائے، حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے کہا یہ خضر علیہ السلام تھے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس ہر ماہ رمضان میں بیت المقدس میں روزے رکھتے ہیں، اور ہر سال حج کرتے ہیں اور زمزم سے اتنا پانی پی لیتے ہیں جو انھیں آنے والے سال تک کے لیے کافی ہوتا ہے۔

ابن عساکر، عقیلی اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا خضر اور الیاس کی ہر سال موسم (حج) میں ملاقات ہوتی ہے اور ہر ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے پھر وہ یہ کلمات کہہ کر جدا ہو جاتے ہیں: ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب ایک جنازہ کی نماز پڑھا رہے تھے، اچانک ایک ہاتف نے پیچھے سے آواز دی اللہ تم پر رحم کرے ہم سے پہلے نماز نہ پڑھنا حضرت عمر نے انتظار کیا حتیٰ کہ وہ شخص صف اول میں آ کر کھڑا ہو گیا، حضرت عمر نے اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے اللہ اکبر کہا، ہاتف نے کہا "اگر تو اس کو عذاب دے تو بہت لوگوں نے تیری نافرمانی کی ہے، اور اگر تو اس کو بخش دے تو یہ تیری رحمت کا محتاج ہے، حضرت عمر اور ان کے اصحاب نے اس شخص کی طرف دیکھا جب میت کو دفن کر کے قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو اس نے کہا اے قبر والے اگر تو راستہ میں گری ہوئی چیز کا اعلان کرنے والا یا ٹیکس وصول کرنے والا یا خازن یا کاتب یا سپاہی نہیں تھا تو تیرے لیے خوشی ہو، حضرت عمر نے کہا اس شخص کو بلاؤ ہم اس کی نماز اور اس کے اس کلام کے متعلق اس سے سوال کریں، اچانک وہ شخص غائب ہو گیا انھوں نے اس کے قدموں کے نشانات دیکھے تو وہ ایک ایک ہاتھ کے تھے، حضرت عمر نے کہا بخدا یہ شخص وہ تھا جس کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا، اور یہ استدلال اس پر مبنی ہے کہ جس کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا وہ حضرت خضر تھے۔

اس قسم کی روایات سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت خضر اب بھی زندہ ہیں اگرچہ ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زندہ تھے اور اس وقت زندہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اب بھی زندہ ہوں البتہ خصم کا رد کرنے کے لیے یہ روایات کافی ہیں کیونکہ وہ جس طرح اب زندہ نہیں مانتا، اس وقت بھی زندہ نہیں مانتا، ہاں اگر کوئی شخص اس وقت حضرت خضر کو زندہ مانتا ہو اور اب زندہ نہ مانتا ہو تو اس کے لیے یہ روایات کافی نہیں ہیں، لیکن اس قسم کا نظریہ رکھنے والے لوگ نہیں ہیں (یا وہ لوگ ہیں جو مطلقاً زندہ نہیں مانتے یا وہ ہیں جو مطلقاً زندہ مانتے ہیں) تابعین اور صوفیاء کی حضرت خضر سے ملاقات اور ان سے فیض حاصل کرنے کے متعلق ہر دور میں اس قدر زیادہ حکایات ہیں جو بیان اور شمار سے باہر ہیں، اہل جو محدثین حضرت خضر کی حیات کے قائل ہیں ان کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت خضر کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت نہیں ہے، جیسا کہ علامہ عراقی نے احیاء العلوم کی احادیث کی تخریج میں تصریح کی ہے اور یہ چیز صوفیہ کے نظریہ کے خلاف ہے کیونکہ شیخ علاؤ الدین نے دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے حضرت خضر سے بلا واسطہ احادیث حاصل کی ہیں۔

حیات خضر کے حق میں اور اس کے خلاف دلائل پر بحث و نظر

سہروردی نے "السر المکتوم" میں ذکر کیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے ہم کو تین سو احادیث بیان کیں جن کو انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ سنا تھا، حیات خضر کے بعض قائلین نے استصحاب سے استدلال کیا ہے، کیونکہ حضرت خضر کی حیات پہلے دلیل سے ثابت ہے اس لیے جب تک دلیل سے اس کا خلاف ثابت نہ ہو حیات ثابت رہے گی اور امام بخاری کی حدیث "جو لوگ اب روئے زمین پر زندہ ہیں ایک سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا" کا یہ جواب دیا ہے کہ جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا اس وقت حضرت خضر زمین پر نہیں تھے بلکہ پانی پر تھے، نیز یہ حدیث ان لوگوں کے متعلق ہے جن کا عام مشاہدہ ہوتا تھا کیونکہ ملائکہ اور

شیطان اس حدیث کے عموم سے خارج ہیں، اور اس کا خلاصہ قرن اول کا ختم ہونا ہے، ہاں یہ حدیث ان لوگوں کے رد میں نص ہے جنھوں نے لمبی عمر کا دعویٰ کیا جیسا کہ رتن بن عبد اللہ ہندی تبریزی جو ساتویں صدی میں ظاہر ہوا اور اس نے صحابیت کا دعویٰ کیا۔

اس جواب پر یہ اعتراض ہے کہ "روئے زمین پر" سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ عرفاً زمین پر رہنے والے ہوں، اور یہ معنیٰ ان کو بھی شامل ہے جو اس وقت پانی پر تھے، اور اگر یہ معنیٰ مراد نہ لیا جائے تو پھر اس حدیث سے رتن ہندی پر بھی رد نہیں ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی اس وقت پانی پر ہو، اور دوسرے جواب پر یہ اعتراض ہے کہ اگر حضرت خضر موجود ہوتے تو ان کا مشاہدہ ہوتا جیسا کہ دوسرے انسانوں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ نے جو کہا ہے کہ اگر حضرت خضر ہوتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور جہاد کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی جو خیر التابعین ہیں وہ بھی اس زمانہ میں تھے لیکن وہ حضور کے ساتھ نماز اور جہاد میں شریک نہیں ہوئے، اسی طرح نجاشی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ کی خدمت میں آنا میسر نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر آپ کے پاس آتے تھے اور آپ سے پوشیدہ طور پر علم حاصل کرتے تھے کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کی وجہ سے ظاہر ہونے کا حکم نہیں تھا، اور حضرت عبد اللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جہاد میں تھا میرا گھوڑا گر کر مر گیا، پھر میں نے ایک حسین و جمیل شخص کو دیکھا جس سے خوشبو آ رہی تھی اس نے کہا کیا تم اپنے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اس نے گھوڑے پر ہاتھ پھیرا اور کچھ دعائیہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ گھوڑا اٹھ کر کھڑا ہو گیا، اس شخص نے میری رکاب پکڑ کر کہا اب سوار ہو جاؤ میں سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے مل گیا، دوسرے دن ہم نے دشمن پر فتح حاصل کر لی تو میں نے اس شخص کو اپنے سامنے دیکھا، میں نے پوچھا کیا تم کل والے شخص نہیں ہو؟ اس نے کہا کیوں! میں نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں بتاؤ تم کون ہو؟ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے نیچے جو زمین تھی اس پر سبزہ پیدا ہو گیا اس نے کہا میں خضر ہوں، اس روایت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر جہاد کے معرکوں میں شریک ہوتے تھے۔

شیخ ابن تیمیہ نے جو یہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن دعا کی تھی "اے اللہ اگر آج یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری عبادت نہیں ہوگی" اس کا جواب یہ ہے کہ ظہور، غلبہ اور قوت کے ساتھ تیری عبادت نہیں ہوگی، ورنہ مدینہ منورہ وغیرہا میں کئی مسلمان تھے جو جنگ بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔

یہ بات واضح رہے کہ حضرت خضر کو اویس قرنی اور نجاشی وغیرہ کی سلک میں منسلک کرنا انصاف سے بعید ہے، اگرچہ حضرت خضر پر آپ کے پاس آنا واجب نہیں تھا، لیکن جو شخص شب معراج کو تمام انبیاء کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنا مانتا ہے اس کے لیے حضرت خضر کا باوجود کسی ظاہری مانع کے نہ ہونے کے آپ کے پاس نہ آنا بعید از فہم ہے، اور یہ دعویٰ کرنا کہ وہ کسی حکمت کی بناء پر خفیہ طریقہ سے آتے تھے بلا دلیل ہے، اور اگر کوئی حکمت ہوتی تو حضور بتا دیتے، جب حضرت جبرائیل دحیہ کلبی کی شکل میں حضور کے پاس آ سکتے تھے تو حضرت خضر کے آنے میں کیا اشکال تھا؟ جب وہ عبد اللہ بن مبارک کے ساتھ جہاد میں شریک ہو سکتے تھے اور ان پر اپنے آپ کو ظاہر کر سکتے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے جہاد میں شریک ہونے اور ظاہر نہ ہونے میں کیا اشکال تھا؟

جنگ بدر میں فرشتے شریک ہوئے اور حضور نے ان کی خبر دی تو اگر حضرت خضر شریک ہوتے تو حضور ان کی خبر بھی بیان کرتے۔

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد سے جو حیات خضر کی نفی پر استدلال کیا گیا ہے اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ خلد کا معنی دوام ابدی ہے، لیکن اس جواب پر یہ اعتراض ہے کہ خلد کا معنی حقیقت میں مکث طویل ہے، اور اس اعتراض کا یہ جواب ہے کہ حضرت نوح کے لیے مکث طویل ثابت ہے، بہر حال حیات خضر کی نفی پر اس آیت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

حیات خضر کے سلسلہ میں حرف آخر

تمام بحث وتحقیق کے بعد یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ اور دلائل عقلیہ سے ان علماء کے نظریہ کی تائید اور تقویت ہوتی ہے جو حضرت خضر کی وفات کے قائل ہیں اور ان احادیث کے ظاہر سے عدول کرنے کا کوئی مقتضی نہیں ہے، ماسوا ان حکایات کے جو بعض صالحین سے منقول ہیں جن کی صحت کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی حیات خضر پر طویل بحث کی ہے، اور جن روایات سے حیات خضر پر بحث کی جاتی ہے ان کی اسانید پر جرح کی ہے، اور یہ ذکر کیا ہے کہ جمہور علماء حیات کے قائل ہیں اور ان کے دلائل کو رد کیا ہے لیکن اپنا مختار ذکر نہیں کیا۔ [2]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ وہب بن منبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خضر نے آب حیات پی لیا تھا اس لیے وہ عرصہ دراز سے زندہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ سب اسرائیلی روایات ہیں اور علامہ ابو جعفر منادی نے ایک کتاب لکھ کر یہ بیان کیا ہے کہ اس قسم کی نقول پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ [3]

حدیث خضر سے استنباط شدہ مسائل

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

علامہ ابن بطال نے کہا علمی مسائل پر بحث کرنا جائز ہے، بشرطیکہ بحث کرنے سے ہر فریق کا مقصد حق کو طلب کرنا ہو، اور ضد اور ہٹ دھرمی اور اپنی برتری کا اظہار کرنا مقصود نہ ہو۔

جب دو فریق کسی مسئلہ پر بحث کریں تو کسی تیسرے بڑے عالم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

علم میں زیادتی کی طلب کرنا اور حصول علم کی حرص کرنا عالم پر واجب ہے، اور وہ اپنی معلومات پر قناعت نہ کرے، جیسا کہ حضرت موسیٰ نے طلب علم کے لیے سفر کیا۔

تواضع کرنا واجب ہے، کیونکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "سب سے بڑا عالم میں ہوں" تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا۔

---

[1] علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۵ ص ۳۲۸۔ ۳۲۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۶ ص ۴۳۶۔ ۴۳۲، ملخصاً، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور

[3] فتح الباری ج ۸ ص ۴۱۵

سفر میں زادِ راہ لینا چاہیے جیسا کہ حضرت موسیٰ کھانا وغیرہ ساتھ لے کر گئے۔

عالم کا اپنی خدمت کے لیے سفر میں کسی ساتھی یا شاگرد کو لے کر جانا جائز ہے اور یہ تعلیم کا عوض نہیں ہے بلکہ اصحاب کی مروت اور حسن معاشرت میں سے ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنے صاحب سے کہا "ہمارا کھانا لاؤ اس سفر نے ہمیں تھکا دیا ہے۔"

علم کی طلب میں بری اور بحری سفر کرنا جائز ہے۔

اس حدیث میں ایک سچے آدمی کی خبر کو قبول کرنے کا ثبوت ہے۔

حضرت موسیٰ نے جو کہا تھا کہ "میں زیادہ عالم ہوں" یعنی منصب نبوت کے تقاضوں کو امور شرعیہ اور سیاسی معاملات کو میں زیادہ جاننے والا ہوں اور حضرت خضر دیگر علوم غیبیہ کے جاننے والے تھے اور انبیاء علیہم السلام ان غیبیات میں سے صرف انہی امور کو جانتے ہیں جن کا انہیں علم دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ سے کہا "آپ اس علم کو جانتے ہیں جو اللہ نے آپ کو دیا ہے اور اس کو میں نہیں جانتا اور میں اس علم کو جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اور اس کو آپ نہیں جانتے" کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو اس وقت تک نہیں جانا جب تک کہ حضرت موسیٰ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔ [1]

---

[1] حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۶۵-۶۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم

صحابی کی تعریف جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ پر ایمان لایا اور اس نے آپ کی حیات ظاہری میں آپ کی صحبت اختیار کی بایں طور کہ آپ کو دیکھا یا آپ کی گفتگو سنی یا آپ کے ساتھ سفر یا حضر کی کسی مجلس میں رہا خواہ یہ صحبت ایک لحظہ کی ہو اور وہ شخص ایمان پر ہی تا دم مرگ قائم رہا حتی کہ حالت ایمان میں اس کو موت آئی ہو، وہ شخص صحابی ہے۔

تعداد صحابہ کے متعلق رافضیوں کا عقیدہ کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد (حضرت علی اور دیگر اہل بیت کے سوا) صرف تین صحابہ مومن رہے تھے باقی سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے (العیاذ باللہ) شیخ ابو عمرو کشی لکھتے ہیں:

عن ابی جعفر "ع" قال کان الناس اهل الردة بعد النبی الا ثلاثة فقلت و من الثلاثة؟ فقال المقداد بن الاسود ابو ذر الغفاری، سلمان الفارسی [1]

ابو جعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین شخصوں کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے، میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں؟ انہوں نے کہا مقداد بن اسود، ابو ذر غفاری اور سلمان فارسی۔

شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحیم القصیر قال: قلت لابی جعفر علیه السلام ان الناس یفزعون اذا قلنا: ان الناس ارتدوا فقال یا عبد الرحیم ان الناس عادوا بعد ما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل جاهلیة [2]

عبد الرحیم قصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ سب لوگ مرتد ہو گئے تھے تو لوگ گھبرا جاتے ہیں، انہوں نے کہا اے عبد الرحیم! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ دوبارہ جاہلیت کی طرف لوٹ گئے تھے۔

تعداد صحابہ کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بہ کثرت صحابہ تھے جن کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی، ابتداء

---

[1] شیخ ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز کشی (من علماء القرن الرابع) رجال کشی ص ۱۲ مطبوعہ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات کربلا ایران۔

[2] شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ، الروضۃ من الکافی (فروع کافی ج ۸) ص ۲۹۶ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران طبع ثالث

عہد رسالت سے لے آخر تک تمام صحابہ ایمان اور اسلام پر قائم رہے اور انھوں نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے بیش بہا قربانیاں دیں، آج دنیا میں قرآن اور حدیث جو موجود ہے تو یہ انھی کی تبلیغی کاوشوں کا ثمرہ ہے، ہم صحابہ کرام کے ایمان اور اسلام پر قائم رہنے اور ان کی تعداد کی کثرت پر پہلے عقلی دلائل قائم کریں گے اور پھر قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں اس مسئلہ کو بیان کریں گے۔

صحابہ کرام کے اخلاص سے ان کے دین میں استقلال اور ثابت قدمی پر استدلال

یہ حقیقت سب کے نزدیک مسلم ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کیا تو آپ کے تمام عزیز و اقارب اور تمام اہل مکہ آپ کے مخالف ہو گئے اور مسلسل تبلیغ اور اظہار معجزات کے باوجود چھ سال میں چالیس سے بھی کم آدمی مسلمان ہوئے۔ چھ سال کے بعد مسلمانوں کی جمعیت میں قدرے اضافہ ہوا اور علی الاعلان اسلام کی دعوت دی جانے لگی جس کی وجہ سے مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو اذیتیں دینا شروع کیں، بالآخر نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے، وہاں کچھ عرصہ میں اسلام نے اس قدر ترقی کی کہ چند سال میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہو گئی اور فوج در فوج لوگ اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے، اس جگہ غور طلب امر یہ ہے کہ جن لوگوں نے ابتداء میں دعوت اسلام کو قبول کیا اور قبول اسلام کی پاداش میں ان گنت تکلیفوں اور اذیتوں کا سامنا کیا ان کے اس قبول اسلام کا کیا سبب تھا۔ آیا رضائے الٰہی کا حصول اس کا موجب تھا یا دنیاوی مال و متاع کا حصول اس کا سبب تھا۔ دنیاوی مال و متاع کا حصول تو بداہتہً باطل ہے کیونکہ ابتداء میں یہ کس کو معلوم تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ دعوت آگے چل کر اتنی عظیم الشان کامیابی حاصل کرے گی کہ قیصر و کسریٰ کے تاج اس کے قدموں تلے ہوں گے، اس لیے لا محالہ ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام کا اسلام قبول کرنا محض رضائے الٰہی کی وجہ سے تھا اور جنھوں نے محض رضائے الٰہی کی خاطر دین اسلام کو قبول کیا ہو اور اس کی خاطر بے شمار اذیتیں اٹھائی ہوں ان کا اس دین سے پھر جانا قطعاً غیر متصور اور صراحۃً باطل ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تبلیغ سے کثرت صحابہ پر استدلال

خلفاء راشدین اور مہاجرین و انصار کی زندگیوں کو دیکھیے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین اسلام کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑا، مال و متاع سے دست بردار ہوئے، اپنے ہم وطنوں اور عزیزوں کی دشمنی مول لی، دشمنان اسلام سے طرح طرح کی اذیتیں اٹھائیں، انصار مدینہ نے اسلام کی محبت میں مہاجرین کے لیے اپنا دیدہ و دل فرش راہ کیا۔ ان کی یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس درجہ قبول ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طمانیت کے لیے بدر و اُحد میں فرشتے نازل کیے، والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار کی آیت ان کے حق میں نازل کی اور لقد رضی اللہ عنھم نازل کر کے انھیں سند مقبولیت عطا کر دی۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ تعلیم پائی، ہزاروں صحابہ برسوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت اور آپ کی صحبت اور رفاقت میں رہے، ہمیشہ آپ کے پیچھے نماز پڑھتے اور آپ کی معیت میں جہاد کرتے، سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتے، شب و روز آپ سے وعظ و نصیحت سنتے، ان کی آنکھوں کے سامنے جبرائیل وحی لاتا، دن رات طرح طرح کے معجزات دیکھتے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شب و روز ان کے لیے دعائیں کرتے

پھر بھی شیعہ کہتے ہیں کہ وہ کفر و نفاق پر ڈٹے رہے یا آپ کے پردہ کرتے ہی تین کے سوا سب مرتد ہو گئے۔ اب بتلائیے کہ یہ اصل خامی اور نقص کس کا بیان کر رہے ہیں؟ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تربیت ایسی ہی بے اثر اور بے فیض تھی کہ آپ تین چار کے سوا کسی کو مسلمان نہ کر سکے؟ حضرت نوح علیہ السلام جو تشریعی نبی تھے وہ اسی پیروکار چھوڑ کر گئے اور آپ جو خاتم الانبیاء والرسل ہیں وہ صرف چار پیروکار چھوڑ کر گئے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور اللہ کے محبوب ہیں اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ صرف تین یا چار مسلمان بنا کر گئے وہ صحابہ کی تنقیص کر رہے ہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو داغ دار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ کی تعریف اور تحسین کی ہے:

یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ تو اگر آپ کی تئیس سالہ کاوش اور جد و جہد سے صرف تین یا چار نفوس مسلمان ہوئے تھے تو کیا ایسی تعلیم و تربیت اور فیض تحسین و ستائش کے لائق ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور افضل المرسلین ہونے سے کثرت صحابہ پر استدلال

اللہ تعالیٰ نے چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کو ختم کر دیا اور اب آپ کے بعد کسی نبی اور رسول کا آنا ممکن نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ تمام فضائل، کمالات اور معجزات جو انبیاء سابقین علیہم السلام کو متفرق طور پر الگ الگ عطا فرمائے تھے، وہ سب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اجتماعاً عطا کیے، اور تعلیم، تبلیغ اور رشد و ہدایت کے جو طریقے انبیاء سابقین کو الگ الگ عطا فرماتے تھے وہ سب آپ میں جمع کر دیے تاکہ کوئی فرقہ اور کوئی گروہ آپ کے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور جس طرح بعض سابقین انبیاء کی تعلیم اور تربیت سے ان کی امتیں بے فیض رہی تھیں اسی طرح آپ کی امت آپ کی تعلیم اور تربیت سے بے بہرہ نہ رہے، اور آپ پر ایمان لانے میں کسی شخص کا کوئی عذر نہ رہے، آپ کو جامع، کامل اور اکمل بنا کر بھیجا تاکہ جو لوگ فصاحت لسانی میں مشہور تھے وہ آپ پر نازل کردہ کتاب کے اعجاز کو دیکھ کر مسلمان ہوں، جو لوگ علم و حکمت کے مدعی تھے وہ آپ کی حکیمانہ تعلیمات سے مسحور ہو کر ایمان لے آئیں، اور جو لوگ شجاعت اور مردانگی میں یگانہ تھے وہ میدان جنگ میں آپ سے مغلوب ہو کر آپ کے تابع ہوں، غرض منشاء الٰہی یہ تھا کہ آپ کی پُر اثر تبلیغ سے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوں اور دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہو، کیونکہ یہی آخری پیغمبر ہیں اور ان کے بعد کوئی اور اللہ کا پیغام لانے والا نہیں ہے اس لیے ہر اعتبار سے آپ کی تعلیم اور تبلیغ کو پُر اثر بنایا تھا، اب سوچئے جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے صرف چار شخص مسلمان ہوئے اور باقی لوگ جو زندگی بھر آپ کے ساتھ رہے وہ آپ کی زندگی میں منافق تھے اور وصال کے بعد مرتد ہو گئے، ان کے اعتبار سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنانے کا مقصد کیسے پورا ہوا؟ اور دین اسلام باقی ادیان پر کیسے غالب ہوا؟ جس دین کے بانی سے صرف چار آدمی مسلمان ہوئے ہوں تو بعد کے مبلغین سے کوئی کیا مسلمان ہوگا! اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں اور آپ کی رسولوں پر افضلیت جہت رسالت سے ہے اور جہت رسالت سے رسولوں پر آپ کی افضلیت اسی وقت متحقق ہوگا جب آپ کی

تبلیغ سے آپ پر ایمان لانے والے تمام رسولوں پر ایمان لانے والوں سے زیادہ ہوں اگر بزعم شیعہ تئیس سال میں آپ کی تبلیغ سے ایمان لانے والے صرف چار آدمی تھے تو جہت رسالت سے تمام رسولوں پر آپ کی افضلیت کیسے متحقق ہوگی، لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے، دین اسلام کے تمام ادیان پر غالب آنے اور آپ کے افضل الرسل ہونے کا یہ تقاضا ہے کہ آپ کی تبلیغ سے آپ پر ایمان لانے والے صحابہ کی تعداد سب نبیوں اور رسولوں کے صحابہ سے زائد ہو اور ان کا ایمان اور اسلام سب نبیوں کے صحابہ کے ایمان سے زیادہ قوی اور مضبوط ہو!

قرآن مجید کی آیات سے کثرت صحابہ پر استدلال

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم۔ (توبہ: ۷۳، تحریم: ۹)

اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار اور منافقین سے جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے، اگر شیعہ کے قول کے مطابق صحابہ کرام کافر یا منافق تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا کہ ان سے جہاد کرتے اور ان پر سختی کرتے اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد نہیں کیا اور ان پر سختی نہیں کی تو شیعہ کے عقیدہ پر لازم آئے گا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی (العیاذ باللہ) کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر صحابہ کرام سے الفت اور محبت کے تعلقات قائم رکھے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود: ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمہیں بھی جہنم کی آگ جلائے گی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظالموں سے میل جول رکھنے کی ممانعت کی ہے اور اس پر جہنم کی وعید سنائی ہے، اگر صحابہ کرام بقول شیعہ ظالم تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر لازم تھا کہ آپ ان سے میل جول نہ رکھتے اس کے برخلاف آپ نے ان سے زندگی بھر میل جول رکھا، رشتہ داریاں قائم کیں اور محبت اور الفت کے تعلقات رکھے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی صاحبزادیوں ____________ اور حضرت امیر معاویہ کی بہن سے نکاح کیا اور یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں حضرت عثمان کے نکاح میں دیں، حضرت معاویہ کو کاتب وحی بنایا، حضرت ابوبکر کو امیر حج مقرر کیا اور مرض الموت میں حضرت ابوبکر کو اپنے مصلائے امامت پر فائز کیا، ہجرت کے وقت میں جو انتہائی راز داری کا موقع تھا اس میں حضرت ابوبکر کو بطور رفیق سفر اپنے ساتھ رکھا، حضرت عمر کے متعلق فرمایا کہ یہ وحی ربانی کے موافق کلام کرتے ہیں، حضرت عثمان کے متعلق فرمایا، فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں اور زندگی میں ان کو جنت کی بشارت دی۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اذا جاء نصر اللہ والفتح ۝ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ۝ (النصر: ۲-۱)

جب اللہ کی مدد اور اس کی فتح آجائے، اور آپ لوگوں کو دیکھ لیں کہ وہ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں،

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

کہ دین میں فوج در فوج لوگوں کے داخل ہونے سے یہ مراد ہے کہ بغیر قتال کے جماعت کثیرہ اسلام میں داخل ہوں گی، اور یہ واقعہ فتح مکہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے درمیانی عرصہ میں متحقق ہوا، کیونکہ فتح مکہ سے پہلے لوگ ایک ایک دو، دو کر کے اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ امام بخاری حضرت عمرو بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں جب مکہ فتح ہوا تو ہر قبیلہ بڑھ چڑھ کر اسلام قبول کرنے کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، کیونکہ اس سے پہلے تمام قبائل فتح مکہ کے منتظر تھے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ اس آیت اور اس کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال تک بکثرت قبائل اور لوگوں کی جماعتیں اسلام قبول کر چکی تھیں اور صحابہ کی تعداد بہ کثرت نفوس پر مشتمل ہو چکی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتّٰی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران: ۱۷۹)

(اے لوگو!) اللہ ایمان والوں کو تمہارے اس حال پر نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے، اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع کر دے ہاں (غیب کی اطلاع کے لیے) اللہ چن لیتا ہے جسے چاہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں زبان رسالت سے مومنین صحابہ کو منافقین سے متمیز کر دے گا کیونکہ ایمان اور نفاق کا تعلق دل کی کیفیات سے ہے اور دل کی کیفیات امور غیب سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نبیوں کے سوا اور کسی کو (براہ راست) غیب پر مطلع نہیں کرتا اور نہ نبیوں کے سوا کسی اور کا علم دوسرے پر حجت ہوتا ہے، اس لیے یہ کہنا کہ فلاں مومن ہے اور فلاں منافق سوائے وحی ربانی کے ممکن نہ اور دوسروں پر حجت نہیں ہے اور وحی صرف نبی پر نازل ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر چھتیس منافقوں کو مسجد نبوی سے نکال دیا، اب اگر بقول شیعہ صرف چار صحابہ تھے باقی سب مرتد ہو گئے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صرف چار مومن تھے باقی سب منافق تھے تو علم الٰہی میں صرف چار طیب ہوئے اور باقی سب خبیث ہوئے (العیاذ باللہ) اور اس آیت کے موجب اللہ تعالیٰ پر لازم تھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کر کے ان چار کو باقیوں سے متمیز کر دیتا اور جب کہ فی الواقع ایسا نہیں ہوا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد چھتیس لوگ جو واقعی منافق تھے مسجد سے نکال دیا اور تمام صحابہ کو ان سے متمیز کر دیا تو معلوم ہو گیا کہ شیعہ جھوٹے ہیں اور تمام صحابہ طیب ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن الناس قالوا انؤمن کما اٰمن السفھاء الا انھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون۔ (بقرہ: ۱۳)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لاؤ جیسے (اور) لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح بے وقوف ایمان لائے ؟ سنو! یقیناً یہ (منافقین) ہی بے وقوف ہیں اور ان کو علم نہیں ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسے "اور لوگ" ایمان لائے، تو اور

لوگ" کون ہیں؟ یہ اور لوگ صحابہ کرام ہیں! سو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا آئیڈیل اور معیار صحابہ کرام کو بنایا ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک ایمان کا معیار صحابہ کرام کا ایمان ہے، لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ جن لوگوں کا ایمان آئیڈیل اور معیار ہو وہ لوگ نبی کے پردہ کرتے ہی مرتد ہو جائیں، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو جاہل یا بیوقوف کہنا بے دینوں کا شعار ہے اور اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام کے متعلق جاہل یا بے وقوف کا کلمہ سننا گوارا نہیں ہے اور اس نے کئی تاکیدوں کے ساتھ فرمایا کہ صحابہ کرام کو جاہل کہنے والے خود جاہل ہیں بلکہ اپنی جہالت سے بھی لاعلم ہیں یعنی جاہل مرکب ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وکذالک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (البقرہ: ۱۴۳) اور ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور یہ رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔

اس آیت میں ان لوگوں سے خطاب ہے جن کے سامنے یہ آیت نازل ہوئی انہی کو اللہ تعالیٰ نے امت وسط یعنی بہترین امت فرمایا، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء کی تبلیغ کرنے کے متعلق سنا اور یہی لوگ قیامت کے دن انبیاء کے حق میں گواہی دیں گے اور انہی کی گواہی کی صداقت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن گواہی دیں گے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سننے والے یہی لوگ تھے، بعد کے لوگوں نے قرآن کے واسطے سے سنا ہے، اور یہی لوگ اس آیت کے پہلے مصداق اور مخاطب اوّل ہیں، اب سوچیے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بہترین امت فرمایا ہو، جن کو اللہ نے انبیاء کے مقدمہ میں ان کی تبلیغ پر گواہ بنایا ہو جن کی صداقت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن گواہی دیں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفاق کے ساتھ رہیں اور آپ کے پردہ فرماتے ہی علی الاعلان مرتد ہو جائیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم (آل عمران: ۱۱۸) اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غیروں کو رازدار بنانے سے منع فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر مہاجرین اور انصار صحابہ کو اپنے رازوں میں شریک رکھا حتیٰ کہ ہجرت کا راز بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتلا دیا، معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر اور تمام صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے تھے غیر نہیں تھے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر بڑے سخت ہیں، ______ آپس میں بڑے نرم دل ہیں (اے مخاطب!) تو انہیں رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طالب ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں

الزراع لیغیظ بہم الکفار وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منہم مغفرۃ واجرا عظیما ○
(فتح: ۲۹)

پر نشانی ہے، ان کا یہ وصف تورات میں ہے اور ان کا بیان انجیل میں یہ ہے: جیسے ایک کھیتی نے باریک کونپل نکالی سو اس کو قوت دی اور وہ موٹی ہو گئی پھر وہ اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی جس سے وہ کاشتکاروں کو بہت بھلی لگتی ہے تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کے دل جل جائیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایمان والوں اور نیکو کاروں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے جس وصف کا تورات سے حوالہ دیا ہے اس کا تورات میں اس طرح بیان ہے:

اور مرد خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر دے کر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یہ ہے:

اور اس نے کہا:
خداوند سینا سے آیا
اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا
وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا
اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔
اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشی شریعت تھی۔
وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔
اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں۔
اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے
ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا۔ [۱]

(تورات، استثناء باب ۳۳ آیت ۳-۱)

"لاکھوں قدسیوں میں آیا" اس سے صحابہ کرام کی تعداد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ بتائی گئی ہے۔

"اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشیں شریعت تھی" اس سے اشداء علی الکفار کی طرف اشارہ ہے۔

"وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے" اس سے رحماء بینہم کی طرف اشارہ ہے۔

"اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے" اس سے والذین معہ کی طرف اشارہ ہے۔

قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے جس وصف کا انجیل سے حوالہ دیا ہے اس کا انجیل

[۱] عہد نامہ قدیم ص ۱۹۰، مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، پاکستان

میں اس طرح بیان ہے:

اور اس نے کہا خدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے۔ اور رات کو سوئے اور دن کو جاگے اور وہ بیج اس طرح اُگے اور بڑھے کہ وہ نہ جانے۔ زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے پہلے پتی پھر بالیں، پھر بالوں میں تیار دانے۔ پھر جب اناج پک چکا تو وہ فی الفور درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آ پہنچا۔ پھر اس نے کہا ہم خدا کی بادشاہی کو کس سے تشبیہ دیں اور کس تمثیل میں اسے بیان کریں۔ وہ رائی کے دانے کی مانند ہے کہ جب زمین میں بویا جاتا ہے تو زمین کے سب بیجوں سے چھوٹا ہوتا ہے۔ مگر جب بو دیا گیا تو اُگ کر سب ترکاریوں سے بڑا ہو جاتا ہے اور ایسی بڑی ڈالیاں نکالتا ہے کہ ہوا کے پرندے اس کے سایہ میں بسیرا کر سکیں۔ [1]

(مرقس، باب: ۴، آیت: ۲۶ - ۳۲)

اسی نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانہ کی مانند ہے، جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آ کر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔ [2]

(متی، باب: ۱۳، آیت: ۳۱ - ۳۲)

قرآن مجید اور انجیل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی یہ مثال بیان کی گئی ہے، جیسے کوئی کاشتکار زمین میں بیج اگائے تو ابتداء میں اس کی ایک باریک کونپل نکلتی ہے، پھر وہ بتدریج بڑھتے بڑھتے ایک مضبوط تنے اور درخت بن جاتا ہے جس کی ہیبت سے منافقین کے دل جل جاتے ہیں اور فی الواقع اسی طرح ہے کیونکہ شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بہت کم تھے، صرف حضرت خدیجہ، حضرت ابوبکر، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ اسلام لائے تھے پھر رفتہ رفتہ صحابہ کی تعداد بڑھتی رہی حتیٰ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر یہ تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی، جیسا کہ تورات میں ہے "اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا"، اور قرآن مجید میں ہے: ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا (نصر: ۲) "آپ دیکھیں گے کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں"، اور سورۂ فتح میں فرمایا اس تنے اور درخت کی قوت اور مضبوطی سے کفار کے دل جل جائیں گے"۔ اب بتلائیے کہ اگر صرف چار صحابہ تھے اور باقی سب منافق اور مرتد تھے تو کیا ان چار شخصوں پر فوج در فوج کا اطلاق ہو سکتا ہے، کیا صرف ان چار مسلمانوں کو دیکھ کر کفار کے دل غیظ سے جل سکتے تھے اور کیا قرآن اور انجیل کی یہ مثال صرف چار مسلمانوں پر صادق آ سکتی ہے!۔

چھٹی صدی کے اکابر علماء شیعہ میں سے شیخ طبرسی سورۂ فتح کی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

[1] عہد نامہ جدید ص ۳۸، مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، پاکستان

[2] عہد نامہ جدید ص ۱۷، ″ ″ ″ ″

قال الواحدی هذا مثل ضربه الله تعالی بمحمد واصحابه فالزرع محمد صلی الله علیه وسلم والشطأ اصحابه و المؤمنون حوله وکانوا فی ضعف وقلة کما یکون اول الزرع رقیقاً ثم غلظ وقوی وتلاحق فکذالک المومنون قوی بعضهم بعضاً حتی استغلظوا واستووا علی امرهم لیغیظ بهم الکفار ای انما کثرهم الله وقواهم لیکونوا غیظاً للکافرین بتوافرهم وتظاهرهم واتفاقهم علی الطاعة لـه

واحدی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے متعلق یہ مثال بیان کی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھیت ہیں، اور آپ کے اصحاب اور آپ کے گرد مسلمان کونپل ہیں اور وہ پہلے ضعف اور قلت میں تھے، جیسا کہ ابتداء میں درخت ایک باریک کونپل ہوتا ہے، پھر وہ سخت، موٹا اور قوی ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے سے مل جاتا ہے، اسی طرح بعض مسلمان بعض سے قوت پاتے ہیں، حتیٰ کہ وہ مضبوط ہوئے اور اپنے دین پر قائم ہو گئے "تاکہ ان سے کفار کے دل جل جائیں" یعنی اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زیادہ اور قوی کیا تاکہ ان کی کثرت اور ان کا اتفاق اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور عبادت پر متفق ہونا کفار کے غیظ و غضب کا سبب بن جائے۔

شیخ طبرسی کی یہ تفسیر ہماری بیان کردہ تقریر کی واضح تائید ہے۔

ایک اور شیعہ مفسر شیخ طباطبائی لکھتے ہیں:

خاتمة السورة تصف النبی صلی الله علیه وسلم وتصف الذین معه بما وصفهم به فی التوراة والانجیل (الی قوله) و فیه اشارة الی اخذ المؤمنین فی الزیادة والعدة والقوة یوماً فیوماً ولذالک عقبه بقوله (لیغیظ بهم الکفار) ـ ۲ـ

اس سورت کے اخیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے ان اوصاف کا بیان ہے جو تورات اور انجیل میں مذکور ہیں، اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسلمان دن بدن عدد اور قوت میں بڑھتے جائیں گے، اسی لیے اس کے بعد یہ فرمایا: لیغیظ بهم الکفار ـ "تاکہ مسلمانوں سے کفار کے دل جل جائیں۔"

شیعہ مفسرین کی ان دونوں تفسیروں کا حاصل یہ ہے کہ سورۂ فتح کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد اور قوت دن بدن بڑھتی رہی حتیٰ کہ ان کی کثرت اور قوت سے کفار کے دل جل گئے اس لیے شیعہ کا یہ کہنا قطعاً باطل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب مرتد ہو گئے تھے اور صرف چار صحابہ رہ گئے تھے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونک

بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ

۱ـ شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۱۹۲، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

۲ـ سید محمد حسین طباطبائی، متوفی ۱۴۰۲ھ، المیزان ج ۱۸ ص ۳۰۸-۳۰۶، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران، ۱۳۶۲ھ

تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینة علیھم واثابھم فتحا قریبا ○ ومغانم کثیرة یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما۔
(فتح: ۱۹ - ۱۸)

درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، تو اللہ کو پہلے سے معلوم تھا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا لہٰذا اللہ نے ان پر دل کا سکون نازل فرمایا اور انہیں بہت قریب آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں (عطا فرمائیں) جنہیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ بڑی عزت والا ہے بڑی حکمت والا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو صحابہ تھے[1]
مشہور شیعہ مفسر شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الحدیبیة فی بضع عشرة مائة من اصحابہ[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ حدیبیہ سے نکلے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص عثمان کی وجہ سے قریش کے خلاف جنگ کرنے کے لیے ان چودہ سو صحابہ سے بیعت لی تھی چونکہ اس بیعت سے صحابہ کرام کی اسلام اور بانی اسلام کے ساتھ محبت اور اخلاص ظاہر ہو گیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیات نازل فرمائی "بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اللہ کو (پہلے سے) معلوم تھا جو کچھ ان کے دلوں میں (اخلاص) تھا، لہٰذا اللہ نے ان پر دل کا سکون نازل فرما دیا"۔

اب بتلائیے کہ جن صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا وہ کیسے مرتد ہو سکتے تھے، مرتد کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا قرآن مجید میں ہے:

ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئك حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرة واولئك اصحب النار ھم فیھا خالدون۔
(مائدہ: ۲۱۷)

اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور وہ حالت کفر میں مر جائے تو ان لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہ لوگ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لہٰذا جس شخص کی موت کفر اور ارتداد پر ہو اس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے وہ اسی شخص کی نیکی قبول کرتا ہے اور اسی سے راضی ہوتا ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو، یہ تو ہمارا حال ہے کہ ہم آج کسی کے اچھے کام سے خوش ہو جاتے ہیں اور کل اس کے برے کام سے ناراض ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے وہ حال اور مآل کا جاننے والا ہے وہ اسی شخص سے راضی ہو گا جس کا خاتمہ ایمان پر ہو لہٰذا جن صحابہ کی زندگی میں اللہ نے ان سے راضی ہونے کا اعلان کر دیا درحقیقت یہ اس بات کا اعلان ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو گا، ان چودہ

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۹، مطبوعہ کراچی، ۱۳۷۵ھ
[2] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۱۷۷، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

صحابہ میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بھی تھے اور حضرت عثمان کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بیعت کی تھی، سو خلفاء ثلاثہ سے اللہ تعالیٰ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا اور باقی تمام صحابہ خلفاء ثلاثہ کی فرع اور ان کے متبعین ہیں اور ان کے طریقہ پر ہیں اور ان کے حکم میں ہیں، سو جب خلفاء ثلاثہ سمیت چودہ سو صحابہ سے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اور ان کا اسلام اور ایمان پر قائم رہنا ثابت ہو گیا تو تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اور ان کا ایمان اور اسلام ثابت ہو گیا۔

شیخ طبرسی نے صلح حدیبیہ کا مفصل واقعہ بیان کیا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کرنے گئے تھے، حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو اہل مکہ کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے صرف کعبہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں اور عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے، قریش نے (حضرت) عثمان کو اپنے پاس روک لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے پاس یہ خبر پہنچی کہ (حضرت) عثمان کو قتل کر دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک کہ اس قوم سے جنگ نہ کریں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے اس پر بیعت کی کہ وہ مشرکین سے جنگ کریں گے اور بھاگیں گے نہیں۔ اس کے بعد شیخ طبرسی نے وہ مکمل واقعہ بیان کیا جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہے، عروہ بن مسعود ثقفی کفار قریش کے نمائندہ تھے وہ جب مسلمانوں سے لوٹ کر کفار کے پاس گئے تو انھوں نے کفار سے بیان کیا کہ صحابہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کتنی عقیدت ہے اس کو شیعہ مفسر شیخ طبرسی کے الفاظ میں پڑھیے:

فرجع عروة الى اصحابه وقال اى قوم والله لقد وفدت على الملوك ووفدت على قيصر وكسرى والنجاشي والله ان رايت ملكا قط يعظمه اصحابه ما يعظم اصحاب محمد اذا امرهم ابتدروا امره واذا توضأ كادوا يقتتلون على وضوئه واذا تكلموا خفضوا اصواتهم عنده وما يحدون النظر تعظيما له۔ [1]	عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور کہا اے میری قوم! بخدا میں کئی بادشاہوں کے پاس گیا ہوں، میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اس کی اتنی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جتنی اصحاب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) محمد کی تعظیم کرتے ہیں، جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو اس پر عمل کرنے کے لیے سب دوڑتے ہیں، اور جب وہ وضوء کرتے ہیں تو ان کے وضوء سے بچا ہوا پانی لینے کے لیے وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے، جب وہ ان کے سامنے بات کرتے ہیں تو اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۱۱۷، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۰۶ھ

اور ان کی تعظیم کی وجہ سے ان سے آنکھیں نہیں ملاتے۔

انھی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے" اور جن کا خاتمہ کفر اور ارتداد پر ہو ان سے اللہ کبھی راضی نہیں ہو سکتا، شیخ طبرسی کے مطابق ایک ہزار اور چند سو صحابہ نے اس موقع پر بیعت کی اور ان سب سے اللہ راضی ہو گیا، شیخ طبرسی نے لکھا ہے کہ ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی تھے سو ان سے اللہ راضی ہو گیا اور یہ آیت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے اللہ کے راضی ہونے پر صریح نص ہے اور باقی تمام صحابہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے طریقہ پر ان کے متبع اور ان کے حکم میں ہیں لہٰذا تمام صحابہ سے اللہ راضی ہو گیا اور اللہ اسی سے راضی ہو گا جس کا خاتمہ ایمان اور اسلام پر ہو سو واضح ہو گیا کہ تمام صحابہ کا ایمان اور اسلام پر خاتمہ ہوا اور شیعہ کے اس قول کا بطلان واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ کرتے ہی تین کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والسّٰبقون الاولون من المهاجرين و الانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنّٰت تجري تحتها الانهٰر خٰلدين فيها ابدا ذٰلك الفوز العظيم (توبہ: ۱۰۰)

اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے اور جنھوں نے اچھائی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے جنتیں تیار کیں جن کے نیچے دریا جاری ہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ عظیم کامیابی ہے۔

اس آیت میں تمام صحابہ کے لیے اللہ کی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت ہے، اور یہ آیت تمام صحابہ کے ایمان اور اسلام پر قائم رہنے کی واضح دلیل ہے، کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی نے اسلام کے لیے ہجرت اور اسلام کی نصرت میں سبقت کی اور بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور باقی تمام صحابہ نے حسن و خوبی کے ساتھ ان کی پیروی کی اور مہاجرین و انصار دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے، اور جنت کی بشارت اسی کے لیے متصور ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

دوسری تقریر یہ ہے کہ صحابہ کے دو گروہ ہیں مہاجرین اور انصار اور دونوں گروہوں میں سے سابقین اولین اور ان کے پیروکاروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت دی ہے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر سابقین اولین میں سے ہیں، ہر چند کہ شیعہ علماء حضرت خدیجہ کے بعد حضرت علی کے ایمان لانے کے قائل ہیں لیکن وہ اس حقیقت کا انکار نہ کر سکے کہ حضرت ابوبکر بھی سابقین اولین میں سے ہیں۔

شیعہ مورخ شیخ احمد بن ابی یعقوب لکھتے ہیں:

نخستین کسے کہ اسلام آورد، از زنان خدیجہ دختر خویلد بود و از مرداں علی بن ابی طالب سپس زید بن

جو لوگ سب سے پہلے اسلام لائے، ان میں سے عورتوں میں حضرت خدیجہ بنت خویلد تھیں، مردوں میں

بن حارثہ و بعد از ابوذر و بقولے ابوبکر و بعد ابوذر سپس بترتیب عمرو بن عبسہ سلمی، خالد بن سعید بن عاص، سعد بن ابی وقاص، عتبہ بن غزوان، خباب بن ارت و مصعب بن عمیر۔[1]

حضرت علی بن ابی طالب تھے، ان کے بعد حضرت زید بن حارثہ ان کے بعد حضرت ابوذر اور ایک قول ہے ان کے بعد حضرت ابوبکر ایمان لائے تھے پھر ابوذر، حضرت ابوذر کے بعد بالترتیب حضرت عمرو بن عبسہ سلمی ان کے بعد حضرت خالد بن سعید بن عاص، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت خباب بن ارت اور حضرت مصعب بن عمیر ایمان لائے۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

وقیل ان اول من اسلم بعد خدیجۃ ابوبکر۔[2]

ایک قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے اسلام قبول کیا۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں، اور سابقین اولین کو اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور ان کے لیے جنت اور فوز عظیم ہے اور یہ بشارت اسی وقت صحیح ہو گی جب حضرت ابوبکر کا خاتمہ ایمان پر ہو اور جب حضرت ابوبکر کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہو گیا تو تمام صحابہ کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہو گیا کیونکہ تمام صحابہ کے عقائد اور نظریات وہی تھے جو حضرت ابوبکر کے عقائد اور نظریات تھے اور شیعہ کا یہ قول باطل ہو گیا کہ حضور کے پردہ کرتے ہی تین کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے۔

تیسری تقریر یہ ہے کہ شیخ طبرسی نے سابقین اولین کا مصداق بیان کرتے ہوئے لکھا:

قیل نزلت هذه الاية فيمن صلى الى القبلتين عن سعيد بن المسيب والحسن و ابن سيرين وقتادة وقيل نزلت فيمن بايع بيعة الرضوان وهى بيعة الحديبية عن الشعبى ومن اسلم بعد ذلك وهاجر فليس من المهاجرين الاولين وقيل هم اهل بدر عن عطاء بن ابى رباح وقيل هم الذين اسلموا قبل الهجرة عن الجبائى۔[3]

سعید بن مسیب، حسن، ابن سیرین اور قتادہ کا قول ہے کہ یہ آیت ان کے متعلق نازل ہوئی جنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی (مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ) شعبی کا قول یہ ہے کہ یہ آیت ان کے متعلق ہے جنھوں نے حدیبیہ میں بیعت رضوان کی اور جو حدیبیہ کے بعد اسلام لایا یا ہجرت کی وہ مہاجرین اولین میں سے نہیں ہے، عطاء بن ابی رباح کا قول یہ ہے کہ یہ لوگ اہل بدر ہیں، جبائی کا قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے۔

میں کہتا ہوں کہ سابقین اولین کے متعلق یہ جس قدر اقوال ہیں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان ان تمام اقوال کے مطابق سابقین اولین میں سے ہیں اور سابقین اولین کے لیے اللہ کی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت ہے اور یہ

---

[1] شیخ احمد بن ابی یعقوب متوفی ۲۶۰ھ، تاریخ الیعقوبی ج ۱ ص ۳۷۹، مطبوعہ مرکز انتشارات علمی و فرہنگی ایران، ۱۳۶۲ھ

[2] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۵ ص ۹۸، مطبوعہ ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

[3] ۔۔ ۔۔ ۔۔ مجمع البیان ج ۵ ص ۹۷،

بشارت اسی وقت صحیح ہوگی، جب ان کا خاتمہ ایمان پر ہو، اور جب خلفاء ثلاثہ کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہوا تو تمام صحابہ کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہو گیا کیونکہ تمام صحابہ کے عقائد اور نظریات وہی تھے جو خلفاء ثلاثہ کے عقائد اور نظریات تھے۔

چوتھی تقریر یہ ہے کہ شیعہ مفسر نے سابقین اولین کے لیے اس بشارت کی فضیلت کی یہ وجوہ بیان کی ہیں:

وفی هذه الآية دلالة علی فضل السابقین ومزیتهم علی غیرهم لما لحقهم من انواع المشقة فی نصرة الدین فمنها مفارقة العشائر والاقربین ومنها مباینة المالوف من الدین ومنها نصرة الاسلام وقلة العدد وکثرة العدو ومنها السبق الی الایمان والدعاء الیه۔[1]

اس آیت میں سابقین کی فضیلت اور دوسروں پر برتری کی دلیل ہے کیونکہ دین کی نصرت کرتے ہیں انہوں نے مختلف قسم کی مشقتیں اٹھائیں، اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑا، اپنے آبائی دین کو ترک کیا، اور افراد و قوت کی کمی اور دشمن کی زیادتی کے باوجود اسلام کی مدد کی، پہلے ایمان لائے اور پھر دوسروں کو اسلام کی دعوت دی۔

یہ تمام وجوہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان میں بدرجہ اتم موجود ہیں اور جب وہ ان وجوہات کی وجہ سے اللہ کی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت کے مستحق ہوئے تو ان کی ایمان اور اسلام پر بقاء ثابت ہوگئی اور باقی تمام صحابہ ان کی فرع ہیں، لہٰذا شیعہ نے تین کے سوا باقی تمام صحابہ کے مرتد ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے اس کا بطلان واضح ہوگیا۔ یہ خیال رہے کہ حضرت علی بھی ہمارے نزدیک سابقین اولین میں سے ہیں، ہم ہر جگہ خلفاء ثلاثہ کا ذکر اس لیے کرتے ہیں کہ نزاع اور اختلاف صرف ان تین کی شخصیات مبارکہ میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت غیر نزاعی ہے۔

جن آیات سے ہم نے صحابہ کرام کے ایمان پر ثابت قدم رہنے پر استدلال کیا ہے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے صحابہ کرام کا ایمان پر ثابت قدم رہنا ثابت ہے، لیکن ہمارا مقصد ان تمام آیات کا استیعاب نہیں ہے بلکہ صرف قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں صحابہ کرام کی ایمان پر ثابت قدمی کو ظاہر کرنا ہے۔

فضیلت صحابہ پر کتب شیعہ سے استدلال

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

لقد رایت اصحاب محمد صلی اللہ علیه واله فما اری احدا یشبههم. لقد کانوا یصبحون شعثا غبرا، وقد باتوا سجدا وقیاما یراوحون بین جباههم وخدودهم ویقفون علی مثل الجمر من ذکر معادهم

میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، لیکن تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشابہ نہیں پایا، وہ پریشان بال صبح کرتے تھے، رات سجدہ اور قیام میں گذارتے تھے، وہ اپنی پیشانیوں اور رخساروں کو خاک پر رکھتے تھے آخرت کی یاد سے یوں لگتا تھا جیسے

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۵ ص ۹۸، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

کان بین اعینهم رکب المعزی من طول سجودهم اذا ذکر الله هملت اعینهم حتی تبل جیوبهم ومادوا کمایمید الشجر یوم الریح العاصف خوفاً من العقاب ورجاء الثواب۔ [۱]

(خطبہ : ۹۵)

انگاروں پر کھڑے ہوں، ان کی آنکھوں کے درمیان بکریوں کے زانو کے گھٹے کی طرح نشان پڑ گئے تھے، جب اللہ کا ذکر کیا جاتا تو ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید سے وہ اس طرح لرزتے تھے جس طرح سخت آندھیوں سے درخت تھرتھرانے لگتے ہیں۔

ایک اور خطبہ میں حضرت علی کا ارشاد ہے :

این القوم الذین دعوا الی الاسلام فقبلوه، وقرأوا القرآن فاحکموه وهیجوا الی القتال فولهوا وله اللقاح الی اولادها وسلبوا السیوف اغمادها واخذوا باطراف الارض زحفاً زحفاً وصفاً صفاً بعض هلک وبعض نجا، لا یبشرون بالاحیاء ولا یعزون عن الموتی مره العیون من البکاء خمص البطون من الصیام ذبل الشفاه من الدعاء صفر الالوان من السهر علی وجوههم غبرة الخاشعین اولئک اخوانی الذاهبون فحق لنا ان نظمأ الیهم ونعض الایدی علی فراقهم۔ [۲]

(خطبہ : ۱۱۹)

وہ لوگ کہاں ہیں جنھیں اسلام کی دعوت دی گئی تو انھوں نے اس کو قبول کر لیا۔ انھوں نے قرآن پڑھا تو اس پر محکم ہو گئے، انھیں جہاد پر برانگیختہ کیا گیا تو جہاد کے ایسے شیدا ہو گئے جیسے اونٹنی اپنے بچہ پر فریفتہ ہوتی ہے، انھوں نے تلواریں میانوں سے باہر نکالیں اور اطراف زمین میں فوج در فوج اور صف در صف حملے شروع کر دیے، بعض شہید ہوئے اور بعض سلامتی سے واپس آئے یہ لوگ زندہ رہنے پر خوش تھے نہ شہید ہونے والوں کی تعزیت کرتے تھے، ان کی آنکھیں کثرت گریہ سے سفید تھیں، روزوں کی کثرت سے پیٹ دبلے، کثرت دعا سے ہونٹ خشک، شب بیداری کی زیادتی سے چہرے زرد تھے اور ان پر عاجزی کا گرد و غبار تھا، یہ لوگ میرے بھائی تھے جو اب رخصت ہو چکے ہیں، ہم حق یہ ہے کہ ہم ان کی ملاقات کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق پر کف افسوس ملیں!

ایک اور خطبہ میں حضرت علی ارشاد فرماتے ہیں:

این اخوانی الذین رکبوا الطریق ومضوا علی الحق این عمار؟ واین ابن التیهان واین ذوالشهادتین؟ واین نظراؤهم

میرے وہ بھائی کہاں ہیں جو سفر آخرت پر روانہ ہوئے اور حق کے پاس پہنچ گئے عمار کہاں ہیں؟ ابن التیہان کہاں ہیں؟ دو گواہیوں والے (حضرت خزیمہ

۱۔ نہج البلاغہ ص ۲۹۰، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

۲۔ نہج البلاغہ ص ۳۹۹ - ۳۹۸، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

من اخوانهم الذين تعاقدوا على المنية وابرد برؤوسهم الى الفجرة قال ثم ضرب بيده على لحيته الشريفة الكريمة فاطال البكاء ثم قال عليه السلام اوه على اخواني الذين تلوا القرآن فاحكموه و تدبروا الفرض فاقاموه احيوا السنة واماتوا البدعة دعوا للجهاد فاجابوا ووثقوا بالقائد فاتبعوه .[۱]

(خطبہ ۱۸۰)

بن ثابت انصاری) کہاں ہیں؟ ان کے وہ بھائی کہاں ہیں جو ان کی مانند تھے، جنھوں نے شہادت کا عہد کیا اور ان کے سر کاٹ کر فاجروں کے پاس بھیج دیے گئے، راوی کہتا ہے کہ پھر آپ نے اپنی ڈاڑھی کو ہاتھ سے پکڑا اور دیر تک روتے رہے، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: آہ! میرے وہ بھائی جنھوں نے قرآن کو پڑھا اور اس کو محکم رکھا، جنھوں نے فرائض کو سمجھ کر قائم کیا، جنھوں نے سنت کو زندہ کیا اور بدعت کو مٹایا، جن کو جہاد کے لیے بلایا گیا تو انھوں نے لبیک کہا، اپنے قائد پر اعتماد کیا اور اس کی پیروی کی۔

غور کیجیے کیا یہ منافقین اور مرتدین کی صفات ہیں؟ کیا حضرت علی منافقوں اور مرتدوں کو یاد کر کے روتے تھے؟

باب ۴۴۳ من فضائل ابى بكر الصديق رضى الله تعالى عنه

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۰۴۷ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ حَدَّثَهُ قَالَ نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رُءُوسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلَى قَدَمَيْهِ أَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس وقت ہم غار میں تھے میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکین کے قدم دیکھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن میں کا تیسرا اللہ ہے۔

۶۰۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ عَبْدٌ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ زَهْرَةَ الدُّنْيَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو یہ اختیار دیا کہ وہ دنیا کی نعمتیں لے لے یا اللہ کے پاس رہے، اس بندے نے اللہ کے پاس رہنا اختیار کر لیا، یہ سن کر حضرت ابوبکر

---

[۱] نہج البلاغہ ص ۲۶۴، مطبوعہ انتشارات زرین ایران

وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَبَكَى فَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي مَالِهِ وَصُحْبَتِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ

روئے اور خوب روئے، اور کہا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، حضرت ابوسعید نے کہا جس شخص کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے، اور حضرت ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والے تھے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مال اور صحبت کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر ہیں، اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کی اخوت قائم ہے اور ابوبکر کی (مسجد کی طرف کھلنے والی) کھڑکی کے علاوہ سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔

۶۰۴۹ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ وَبُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمًا بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ۔

ابوسعید خدری نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۰۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي الْهُذَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي وَقَدِ اتَّخَذَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی شخص کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن وہ میرے (دینی) بھائی اور صاحب ہیں، اور اللہ عزوجل نے تمہارے صاحب کو خلیل بنایا ہے۔

۶۰۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي أَحَدًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔

۶۰۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِيْ سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عُمَيْسٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِيْ قُحَافَةَ خَلِيْلًا۔

ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا۔

٦٠٥٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِيْ قُحَافَةَ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ صَاحِبُكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اہل زمین میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا، لیکن تمہارے صاحب (یعنی حضور) اللہ کے خلیل ہیں۔

٦٠٥٤- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلٰى كُلِّ خِلٍّ مِنْ خِلِّهِ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا إِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! میں ہر خلیل کی خلت سے بری ہوتا ہوں، اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، تمہارے صاحب اللہ کے خلیل ہیں۔

٦٠٥٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں لشکر ذات السلاسل میں سالار بنا کر بھیجا، میں آپ کے پاس آیا اور کہا آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا

أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا۔

عائشہ! میں نے کہا اور مردوں میں؟ آپ نے فرمایا ان کے والد، میں نے کہا پھر کون ہے، آپ نے فرمایا عمر، پھر انھوں نے کئی نام لیے۔

۶۰۵۶ - **وَحَدَّثَنِي** الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ فَقِيلَ لَهَا ثُمَّ مَنْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ ثُمَّ قِيلَ لَهَا مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ ثُمَّ انْتَهَتْ إِلَى هَذَا۔

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو خلیفہ بناتے؟ حضرت عائشہ نے کہا، حضرت ابوبکر کو، حضرت عائشہ سے پوچھا گیا حضرت ابوبکر کے بعد حضور کس کو خلیفہ بناتے؟ انھوں نے کہا حضرت عمر کو۔ کہا گیا کہ حضرت عمر کے بعد حضور کس کو خلیفہ بناتے؟ حضرت عائشہ نے کہا حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو، اس کے بعد حضرت عائشہ خاموش ہوگئیں۔

۶۰۵۷ - **حَدَّثَنِي** عَبَّادُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ فَلَمْ أَجِدْكَ قَالَ أَبِي كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا: پھر آنا، اس نے کہا یا رسول اللہ یہ بتلائیں کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں، حضرت جبیر بن مطعم نے کہا اس کی مراد موت تھی۔ آپ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو پھر ابوبکر کے پاس آنا۔

۶۰۵۸ - **وَحَدَّثَنِيهِ** حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ مُوسَى۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس نے آپ سے کسی مسئلہ میں گفتگو کی آپ نے اس کو پھر آنے کا حکم دیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۰۵۹ - **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا: اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ان کے متعلق ایک مکتوب لکھ دوں، کیونکہ مجھے یہ خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے

فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ أَنَا أَوْلَى وَيَأْبَى اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ.

والا کہے گا کہ میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں اور اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان ابو بکر کے سوا ہر ایک کی خلافت کا انکار کر دیں گے۔

۶۰۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے آج کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا: میں، آپ نے فرمایا تم میں سے آج کس شخص نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں نے، آپ نے فرمایا تم میں سے آج کس شخص نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص میں یہ اوصاف جمع نہیں ہوں گے مگر وہ شخص جنتی ہو گا۔

۶۰۶۱- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً لَهُ قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا وَلَكِنِّي إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَجُّبًا وَفَزَعًا أَبَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهُ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِذَلِكَ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص گائے پر بوجھ لاد کر ہانک رہا تھا، گائے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا میں اس لیے پیدا نہیں کی گئی، البتہ مجھے کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لوگوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ! اور خوف زدہ ہو کر کہا کیا گائے نے کلام کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور ابو بکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں، حضرت ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا اس پر ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری اٹھا کر لے گیا، چرواہے نے اس کو ڈھونڈا اور اس سے بکری کو چھڑا لیا، بھیڑیے نے مڑ کر کہا درندوں کے دن جب میرے سوا اور کوئی چرواہا نہیں ہو گا اس دن اس کو کون چھڑائے گا؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں، ابو بکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔

۶۰۶۲ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قِصَّةَ الشَّاةِ وَالذِّئْبِ وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْبَقَرَةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں بکری اور بھیڑیے کا ذکر ہے اور گائے کا ذکر نہیں ہے۔

۶۰۶۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيثِهِمَا ذِكْرُ الْبَقَرَةِ وَالشَّاةِ مَعًا وَقَالَا فِي حَدِيثِهِمَا فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ۔

حضرت ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی، یہ روایت بھی حسب سابق ہے، اور اس میں ہے آپ نے فرمایا کہ میں اور ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس جگہ موجود نہیں تھے۔

۶۰۶۴ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت ذکر کی۔

صحابہ کرام کی ایک دوسرے پر افضلیت کے متعلق علماء کے مسالک اور نظریات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علامہ ابوعبداللہ مازری نے کہا بعض صحابہ کی بعض صحابہ پر افضلیت میں اختلاف ہے، ایک جماعت نے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دی، اور اس مسئلہ میں توقف کیا اور جمہور تفضیل کے قائل ہیں، پھر افضلیت میں اختلاف ہے، اہلسنت کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، خطابیہ نے کہا حضرت عمر بن الخطاب سب سے افضل ہیں، راوندیہ نے کہا حضرت عباس افضل ہیں، شیعہ نے کہا حضرت علی افضل ہیں، اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر ہیں، پھر جمہور اہلسنت کے نزدیک حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان افضل ہیں اور پھر حضرت علی ہیں اور کوفہ کے بعض اہل سنت حضرت علی کو حضرت عثمان پر مقدم کرتے ہیں (امام عبدالرزاق بن ہمام، امام احمد بن شعیب نسائی، اور علامہ تفتازانی وغیرہم کا یہی مسلک ہے) اور صحیح اور مشہور یہی ہے کہ حضرت عثمان، حضرت علی پر مقدم ہیں، ابومنصور بغدادی نے کہا تمام صحابہ میں افضل خلفاء اربعہ ہیں، پھر تمام عشرہ مبشرہ ہیں، پھر اہل بدر ہیں پھر اہل احد ہیں پھر اصحاب بیعت رضوان ہیں اور اصحاب بیعت عقبہ اولی اور عقبہ ثانیہ کی فضیلت ہے، اسی طرح سابقین اولین کی فضیلت ہے۔ سابقین اولین کی تعیین کے متعلق ابن مسیب نے کہا یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے

دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، شعبی نے کہا وہ اصحاب بیعت رضوان ہیں، عطاء اور محمد بن کعب نے کہا وہ اہل بدر ہیں۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ علامہ ابن عبد البر اور ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جو صحابہ فوت ہو گئے وہ بعد میں زندہ رہنے والے صحابہ سے افضل ہیں، لیکن علی الاطلاق یہ قول ناپسندیدہ اور مردود ہے، نیز علماء کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ افضلیت کی یہ ترتیب قطعی ہے یا نہیں، اور آیا یہ ترتیب ظاہر اور باطن کے اعتبار سے ہے یا صرف ظاہر کے اعتبار سے ہے، اسی طرح حضرت عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں بھی اختلاف ہے اور حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں بھی اختلاف ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بالاجماع صحیح ہے، وہ مظلوماً شہید کیے گئے اور ان کے قاتل فساق ہیں، کیونکہ قتل کرنے کے اسباب معلوم اور منضبط ہیں، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں قتل کا کوئی سبب نہیں تھا، حضرت عثمان کے قتل میں کوئی صحابی شریک نہیں تھا۔ چند آدمیوں نے اچانک حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا وہ اس وقت خلیفہ برحق تھے۔

صحابہ کرام کی باہمی جنگوں کے متعلق اہل سنت کا نظریہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نیک، بلند مرتبہ اور فاضل صحابی ہیں، صحابہ کرام میں جو جنگیں ہوئی ان میں ہر فریق کو کوئی شبہ لاحق تھا اور ہر فریق کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ صحت اور صواب پر ہے اور تمام صحابہ نیک اور عادل ہیں، جنگ اور دوسرے نزاعی معاملات میں ہر فریق کی ایک تاویل تھی، اور اس اختلاف کی وجہ سے کوئی صحابی عدالت اور نیکی سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ وہ سب مجتہد تھے اور ان کا مسائل میں اجتہادی اختلاف تھا، جس طرح ان کے بعد کے مجتہدین کا قصاص اور دیت کے مسائل میں اجتہادی اختلاف ہے اس سے کسی فریق کی تنقیص لازم نہیں آتی، ان جنگوں کا سبب یہ تھا کہ بعض معاملات ان پر مشتبہ ہو گئے تھے، اور شدت اشتباہ کی وجہ سے ان کا اجتہاد مختلف ہو گیا تھا، اس لحاظ سے صحابہ کی تین قسمیں ہیں (۱) بعض صحابہ پر اجتہاد سے یہ منکشف ہوا کہ وہ حق پر ہیں اور ان کا مخالف باغی ہے، اس لیے ان پر اپنی جماعت کی نصرت اور اپنے مخالف سے جنگ کرنا واجب تھا، سو انھوں نے ایسا ہی کیا، (۲) بعض صحابہ پر اجتہاد سے اس کے برعکس ظاہر ہوا، یعنی حق دوسری جانب ہے، اس لیے ان پر اس جماعت کی موافقت کرنا اور باغیوں سے قتال کرنا واجب تھا (۳) بعض صحابہ پر یہ معاملات مشتبہ ہو گئے اور وہ حیران رہے اور کسی جانب کو ترجیح نہ دے سکے اس لیے وہ دونوں فریقوں سے الگ رہے اور ان کے حق میں الگ رہنا واجب تھا، کیونکہ اس وقت تک کسی مسلمان سے جنگ کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ کسی دلیل سے یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ وہ قتل کیے جانے کا مستحق ہے، اگر کسی فریق کی ترجیح ان پر ظاہر ہو جاتی تو ان پر اس کی حمایت میں ان کے مخالفین سے قتال کرنا واجب تھا، سو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم معذور ہیں، اسی وجہ سے اہل حق اور قابل ذکر لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عدالت میں کامل ہیں، اور ان کی شہادت اور روایت کو قبول کرنا واجب ہے۔ [1]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے:

عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی القرشی التیمی۔ حضرت ابوبکر کے والد عثمان کی کنیت ابوقحافہ ہے، حضرت ابوبکر کی والدہ کا نام ہے ام الخیر سلمی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

حضرت ابوبکر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غار اور ہجرت کے ساتھی ہیں، اور آپ کے بعد خلیفہ اوّل ہیں، حضرت ابوبکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت ابوبکر سے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت حذیفہ حضرت زید بن ثابت اور دیگر صحابہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت ابوبکر کا لقب عتیق ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: انت عتیق من النار۔ "تم جہنم سے آزاد ہو" اس دن سے حضرت ابوبکر کا لقب عتیق پڑ گیا، حضرت ابوبکر کا لقب صدیق بھی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ نے صبح لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا، کئی مسلمان یہ خبر سن کر مرتد ہو گئے (العیاذ باللہ) اور فتنہ میں مبتلاء ہو گئے، حضرت ابوبکر نے یہ خبر سن کر کہا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کی بناء پر اس سے بھی زیادہ مستبعد چیزوں کی تصدیق کرتا ہوں، اس بناء پر حضرت ابوبکر کا لقب صدیق پڑ گیا۔[1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

زمانہ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق کا شمار قریش کے رؤسا میں ہوتا تھا اور قریش حضرت ابوبکر سے بہت الفت اور محبت رکھتے تھے، حضرت حسان بن ثابت، حضرت ابن عباس، حضرت عمرو بن عبسہ، ابراہیم نخعی اور علماء کی ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، حضرت عبداللہ بن حصین تمیمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے جس شخص پر بھی اسلام پیش کیا اس نے اس میں شک، تردد اور غور و فکر کیا، البتہ ابوبکر پر جب اسلام پیش کیا تو انھوں نے اس میں تردد نہیں کیا" حضرت ابوبکر صدیق بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مبعوث ہونے والے نبی کے متعلق سنتا رہتا تھا، میں نے ورقہ بن نوفل سے اس کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا وہ نبی عرب کے متوسط نسب سے مبعوث ہو گا اور مجھے متوسط نسب کا علم تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے حضرت

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۰۶ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، تہران

ابوبکر یمن گئے، وہاں ایک بوڑھے عالم سے ملاقات ہوئی اس نے مجھے (حضرت ابوبکر کو) دیکھ کر کہا میرا گمان ہے تم حرم کے رہنے والے ہو، حضرت ابوبکر نے کہا ہاں میں اہل حرم سے ہوں، اس نے کہا میرا گمان ہے تم قریش سے ہو، میں نے کہا ہاں میں قریش سے ہوں، انھوں نے کہا میرا گمان ہے تم تیمی ہو، میں نے کہا ہاں میں تیم بن مرہ کی اولاد سے ہوں، اس نے کہا مجھے تمہاری ایک علامت کا علم ہے، میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا تم اپنا پیٹ کھول دو، میں نے کہا نہیں تم مجھے اس کا سبب بتاؤ، اس نے کہا میں اپنے صحیح اور صادق علم کے ذریعہ جانتا ہوں کہ حرم میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور ایک ادھیڑ عمر کا اور ایک جوان شخص اس نبی کی مدد کو پہنچ گے، جوان شخص مہمات کو سر کرنے والا اور مشکلات کو حل کرنے والا ہوگا۔ اور ادھیڑ عمر شخص سفید رنگ کا نحیف و لاغر ہوگا اور اس کے پیٹ پر تل ہوگا، اس کی الٹی ران پر ایک علامت ہوگی، تم مجھے وہ علامت کیوں نہیں دکھاتے جو میں نے بتائی ہے؟ میں نے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو اس نے میری ناف کے اوپر ایک سیاہ رنگ کا تل دیکھا، اس نے کہا رب کعبہ کی قسم تم وہی ہو، میں تمہارے پاس خود آنے والا تھا، میں نے کہا کس لیے؟ اس نے کہا یہ بتانے کے لیے کہ تم راہ ہدایت سے نہ ہٹنا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو جو نعمت عطا کی ہے، اس میں ڈرتے رہنا، جب میں اس سے رخصت ہونے لگا تو اس نے کہا مجھ سے کچھ شعر سنتے جاؤ، حضرت ابوبکر کہتے ہیں جب میں واپس مکہ مکرمہ پہنچا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے، مجھ سے عقبہ بن ابی معیط، شیبہ، ربیعہ، ابوجہل، ابوالبختری اور دیگر صنادید قریش ملے، انھوں نے کہا اے ابوبکر ایک عظیم واقعہ ہو گیا ہے! ابوطالب کے یتیم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں، اگر تم نہ ہوتے تو ہم اس معاملہ میں انتظار نہ کرتے اب تم آگئے ہو تو اس کا فیصلہ کرنا تم پر موقوف ہے، حضرت ابوبکر نے کہا میں نے ان کو احسن طریقہ سے واپس کیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ حضرت خدیجہ کے گھر ہیں میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، آپ باہر آئے، میں نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نے اپنے آباؤ اجداد کا دین ترک کر دیا؟ آپ نے فرمایا اے ابوبکر! میں تمہاری اور تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تم اللہ پر ایمان لے آؤ! میں نے کہا آپ کے اس دعویٰ پر کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بوڑھا شخص جو تم سے یمن میں ملا تھا، میں نے کہا میں تو وہاں پر کئی بوڑھوں سے ملا ہوں، آپ نے فرمایا وہ بوڑھا جس نے تمہیں شعر سنائے تھے، میں نے کہا آپ کو کس نے خبر دی؟ آپ نے فرمایا اس عظیم فرشتے نے جو مجھ سے پہلے انبیاء کے پاس آتا رہا ہے، میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، حضرت ابوبکر نے کہا میں واپس ہو گیا اور میرے اسلام لانے پر پوری وادی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی خوش نہیں تھا۔ [1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور غار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب اور مونس و غمخوار رہے۔ بعض علماء نے کہا کہ اگر کوئی شخص حضرت ابوبکر کے سوا باقی تمام صحابہ کی صحابیت

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۰۸ - ۲۰۶ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

کا انکار کر دے تو وہ کافر نہیں ہوگا، اور اگر حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کیا تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ قرآن مجید نے حضرت ابوبکر کے صاحب رسول ہونے کو اذ یقول لصاحبہ (توبہ: ۴۰) بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تم کو میرا صاحب بنائے گا، جب ہجرت کا وقت آیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے پاس گئے، درآں حالیکہ حضرت ابوبکر سوئے ہوئے تھے، آپ نے ان کو بیدار کیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہاں سے جانے کی اجازت مل گئی ہے، حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ فرط مسرت سے حضرت ابوبکر کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، پھر وہ دونوں گئے اور غار میں داخل ہو گئے اور تین دن غار میں ٹھہرے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم رات کے اندھیرے میں روانہ ہوئے اور ایک رات اور ایک دن چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر کا وقت ہو گیا، میں نظر اٹھا کر کوئی سائے کی جگہ دیکھنے لگا، اچانک میں نے ایک چٹان کو دیکھا اس پہ کچھ سایہ تھا، میں نے اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے صاف کیا اور اس پر ایک پوستین بچھا دی، پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس پر لیٹ جائیے، پھر میں نے نکل کر دیکھا کہ کوئی ہمیں ڈھونڈ تو نہیں رہا، میں نے ایک بکریاں چرانے والا دیکھا، میں نے اس سے پوچھا تم کس کی بکریاں چرا رہے ہو؟ اس نے قریش کے ایک آدمی کا نام بتایا جس کو میں نے پہچان لیا، میں نے اس سے پوچھا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے اس سے پوچھا تم مجھ کو دودھ دو گے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے اس سے کہا بکری کے تھن کو گرد و غبار سے صاف کرو، اس نے دودھ نکالا، میں نے اس کو ایک پیالے میں ڈال کر پانی ملا کر ٹھنڈا کیا، پھر میں دودھ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اس وقت آپ بیدار ہو چکے تھے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! دودھ پیجئے، آپ نے اتنا دودھ پیا حتیٰ کہ میں راضی ہو گیا، میں نے کہا اب ہمیں چلنا چاہیے، پھر ہم چل پڑے اور لوگ ہمارے پیچھے آرہے تھے اور سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا جو گھوڑی پر سوار تھا کوئی ہم تک نہیں پہنچ سکا، میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے تو ہمیں آلیا! آپ نے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے، جب وہ دو یا تین نیزے کی مقدار رہ گیا تو میں رونے لگا، آپ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا میں اپنی وجہ سے نہیں آپ کی وجہ سے رو رہا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے خلاف دعا کی تو اس کی گھوڑی پیٹ تک اس سخت زمین میں دھنس گئی، وہ کہنے لگا: اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میں خوب جانتا ہوں کہ یہ آپ کا عمل ہے، آپ دعا کریں کہ اللہ مجھے اس سے نجات دے، میں آپ کے پیچھے آنے والوں کو اندھا کر دوں گا، آپ میرے یہ تیر اور کمان لے لیں عنقریب آپ کا میرے اونٹوں اور بکریوں سے گزر ہوگا، ان میں سے آپ اپنی ضرورت کے مطابق لے لیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ زمین سے نکل آیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔[1]

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۱ - ۲۰۹ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل ہیں، یہ عظیم فرشتے جنگ میں حاضر ہیں۔

امام محمد بن سعد نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر، بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں سب سے بڑا جھنڈا حضرت ابوبکر کو دیا، اس جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا، جنگ خیبر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سو وسق طعام دیا، جنگ احد اور جنگ حنین میں جب بعض صحابہ کے قدم اکھڑ گئے تھے اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ان دونوں جنگوں میں حضرت ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، تمام اہل سیرت اور مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ [1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے سوال کیا مجھے بتائیے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو سب سے بڑی زیادتی کی وہ کیا تھی؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط نے آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گردن میں کپڑا لپیٹا اور زور سے آپ کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ اچانک حضرت ابوبکر آگئے انھوں نے عقبہ بن ابی معیط کا کندھا پکڑ کر اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پرے دھکیلا۔ پھر حضرت ابوبکر نے کہا اے لوگو! کیا تم ایک شخص کو اس لیے قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلائل اور معجزات لے کر آیا ہے!۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہیں، سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں، سعید بن زید جنت میں ہیں، اور ابو عبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔

حمید بن انس بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے کر آئے اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ پر سلام پڑھتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ عتیق بن ابی قحافہ کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے، ابن عیینہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حضرت ابوبکر کے سوا تمام مسلمانوں پر عتاب فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۲-۲۱۱ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار۔	اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ تعالٰی نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں نے رسول کو بے وطن کیا، وہ دو میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں، آسمان والوں سے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں سے دو وزیر ابو بکر اور عمر ہیں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سر بلند کر کے فرمایا: اہل علیین کو جنت کے نچلے درجہ والے اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح ستاروں کو آسمان میں دیکھتے ہیں اور ابو بکر اور عمر اہل علیین میں سے ہیں۔

حضرت زبیر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت طلحہ یہ سب حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، اور حضرت ابو بکر نے سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کی پاداش میں عذاب دیا جاتا تھا ان سات میں سے حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ ہیں۔ (باقی غلاموں اور باندیوں کا ذکر عنقریب آرہا ہے)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور عمر کو دیکھ کر فرمایا انبیاء اور مرسلین کے سوا اہل جنت کے تمام اولین اور آخرین کے ادھیڑ عمر لوگوں کے یہ دونوں سردار ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں تو وہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگیں پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت ابو بکر کے ہاتھ میں دیں تو وہ کنکریاں حضرت ابو بکر کے ہاتھ میں اسی طرح تسبیح کرنے لگیں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تسبیح کر رہی تھیں پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت عمر کے ہاتھ میں دیں تو وہ کنکریاں حضرت عمر کے ہاتھ میں بھی اسی طرح تسبیح کرنے لگیں جس طرح حضرت ابو بکر کے ہاتھ میں تسبیح کر رہی تھیں پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت عثمان کو دیں تو وہ ان کے ہاتھ میں بھی اسی تسبیح کرنے لگیں جس طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ہاتھ میں تسبیح کر رہی تھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) پوچھا آج صبح تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں! آپ نے فرمایا آج تم میں سے کسی نے صدقہ کیا ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں نے! آپ نے فرمایا آج کوئی جنازہ میں گیا تھا؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں، آپ نے فرمایا آج کسی شخص نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا، میں نے، آپ نے فرمایا جس شخص نے ایک دن میں یہ اوصاف جمع کر لیے اس کے لیے (جنت) واجب ہو گئی یا فرمایا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ [1]

☆

[1] علامہ مجد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۲-۲۱۳ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم

عکرمہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کون فتویٰ دیتا تھا؟۔ انھوں نے کہا ابوبکر اور عمر، ان کے سوا میں اور کسی کو نہیں جانتا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو دنیا اور اپنے پاس رہنے کا اختیار دیا تو اس شخص نے اللہ کے پاس رہنے کو اختیار کر لیا، حضرت ابوبکر یہ سن کر رونے لگے، ہم کو تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اختیار دیئے کی خبر دی ہے، اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ دراصل جس شخص کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر ہم سب سے زیادہ عالم تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روؤ، لوگوں میں سے جس شخص نے اپنی صحبت اور مال سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کیا ہے وہ ابوبکر ہیں مسجد میں ابوبکر کے سوا اور کسی شخص کا دروازہ باقی نہ رہنے دیا جائے۔ [1]

حضرت ابوبکر کا زہد تواضع اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اصمعی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر کی مدح کی جاتی تو آپ کہتے اے اللہ تو مجھے مجھ سے زیادہ جانتا ہے، اور میں لوگوں کی بہ نسبت خود کو زیادہ جانتا ہوں، اے اللہ! مجھے ان کے گمان سے بہتر کر دے، اور میرے ان کاموں کو بخش دے جنھیں یہ نہیں جانتے اور ان کے قول سے میرا مواخذہ نہ کرنا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کسی شخص کے مال نے وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے، حضرت ابوبکر رونے لگے اور کہا: یا رسول اللہ میں اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے!

شعبی بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی: ان تبدوا الصدقات فنعما ھی و ان تخفوھا و تؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم (البقرہ ۲۷۱) "اگر تم ظاہر کر کے خیرات دو تو وہ کیا ہی اچھا ہے اور اگر تم اسے چھپاؤ اور فقیروں کو دو تو وہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے"، تو حضرت عمر لوگوں کے سامنے اپنا آدھا مال لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت ابوبکر سب سے چھپا کر اپنا سارا مال لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑا؟ کہا اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ! حضرت عمر نے کہا اے ابوبکر تم پر میں اور میرے گھر والے فدا ہوں تم نیکی کے ہر باب میں ہم سے آگے بڑھ گئے ہو!

زید بن اسلم اپنے والد سے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اس دن میرے پاس کافی مال تھا میں نے دل میں سوچا کہ اگر میں حضرت ابوبکر پر سبقت کر سکتا ہوں تو آج سبقت کر جاؤں گا، میں آدھا مال لے کر آگیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۶-۲۱۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

پوچھا اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے کہا اتنا ہی! حضرت ابوبکر اپنا سارا مال لے کر آگئے، آپ نے پوچھا اے ابوبکر اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑا؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے! پھر میں نے سوچا میں حضرت ابوبکر سے کبھی نہیں بڑھ سکتا!

عروہ بیان کرتے ہیں جب حضرت ابوبکر اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار (درہم یا دینار) تھے انھوں نے وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیے اور سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کی پاداش میں عذاب دیا جاتا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں: بلال، عامر بن فہیرہ، زنیرہ، نہدیہ، اس کی بیٹی، بنو مومل کی باندی اور ام عبیس۔

حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک نابینا بڑھیا کا کام کاج کرتے اور اس کے گھر میں پانی بھرتے تھے ایک دن گئے تو کوئی اور پہلے یہ کام کر چکا تھا، پھر کئی دن ایسا ہوتا رہا! آخر ایک دن وہ اس شخص کی گھات میں رہے دیکھا تو وہ حضرت ابوبکر تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ خلیفہ تھے۔![1]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت

حافظ ابن عبد البر مالکی لکھتے ہیں:

جس روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اسی روز سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی، پھر اس کے ایک دن بعد (منگل کے روز) عام بیعت کی گئی، حضرت سعد بن عبادہ، قبیلہ خزرج کے چند لوگوں اور قریش کی ایک جماعت نے بیعت نہیں کی، پھر حضرت سعد کے علاوہ باقی سب نے بیعت کر لی، ایک قول یہ ہے کہ اس دن تمام قریش نے بیعت کر لی تھی ایک قول یہ ہے کہ قریش میں سے حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہم نے ابتداً بیعت نہیں کی تھی بعد میں بیعت کر لی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت علی نے حیات فاطمہ رضی اللہ عنہا میں بیعت نہیں کی اور پھر بیعت کر لی، پھر ہمیشہ ان کے احکام کو سنا اور اطاعت کی، ان کی تعریف کرتے رہے اور ان کے فضائل بیان کرتے رہے ابوعبیدہ بن حکم بن حجل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر فضیلت دے گا میں اس کو وہ سزا دوں گا جو مفتری (جھوٹے) کو سزا دی جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر پیر کے دن بائیس جمادی الثانیہ تیرہ ہجری کو فوت ہو گئے، حضرت ابوبکر نے وصیت کی تھی کہ انھیں ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس غسل دیں، سو انھوں نے غسل دیا، حضرت عمر بن الخطاب نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہم ان کی قبر میں اترے، انھیں رات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار میں دفن کیا گیا اس پر اتفاق ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر تریسٹھ سال تھی اور خلافت کا عرصہ گذار کر ان کی عمر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے مساوی ہو گئی ان کی انگوٹھی پر "نعم القادر اللہ" نقش تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر نے تاحیات

---

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۹-۲۲۱، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

کوئی شعر نہیں کہا، انھوں نے اور حضرت عثمان نے زمانۂ جاہلیت میں ہی اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔ لہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اہم کارنامے

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جو اہم اُمور واقع ہوئے وہ یہ ہیں: لشکر اسامہ کو روانہ کرنا، مرتدین، مانعین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب سے قتال کرنا اور قرآن مجید کو جمع کرنا۔

اسماعیلی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض عرب کے لوگ مرتد ہو گئے، انھوں نے کہا ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہیں دیں گے، پھر میں حضرت ابوبکر کے پاس گیا اور کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ! لوگ وحشی جانوروں کی طرح ہیں ان کے ساتھ نرمی کیجئے، حضرت ابوبکر نے کہا میں تم سے مدد کی توقع رکھتا تھا اور تم مجھے رسوا کرنے آئے ہو، تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں کمزور پڑ گئے ہو، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور وحی منقطع ہو گئی، اگر انھوں نے مجھے ایک رسی دینے سے بھی انکار کیا تو جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں ان سے قتال کروں گا۔

بعض علماء نے کہا صحابہ میں سب سے پہلا اختلاف یہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے، بعض نے کہا ہم آپ کو مکہ میں دفن کریں گے، بعض نے کہا ہم آپ کو مسجد نبوی میں دفن کریں گے، بعض نے کہا بقیع میں، بعض نے کہا بلکہ بیت المقدس میں جو مدفن انبیاء ہے حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے "نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ وہ فوت ہوتا ہے"، اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث میں اختلاف ہوا تو آپ نے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ ترک کیا وہ صدقہ ہے"۔

امام بیہقی اور امام ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت ابوہریرہ نے کہا بخدا اگر حضرت ابوبکر خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ ہوتی، اور یہ جملہ تین بار دہرایا، ان سے پوچھا گیا اے ابوہریرہ یہ بات تم کیسے کہہ رہے ہو؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں سات سو افراد کا ایک لشکر شام کی طرف روانہ کیا، جب یہ لشکر ذی خشب میں پہنچا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور مدینہ کے گرد اعراب مرتد ہو گئے، تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا اس لشکر کو واپس بلا لو، یہ لوگ روم کی طرف جا رہے ہیں اور مدینہ کے گرد اعراب مرتد ہو چکے ہیں، حضرت ابوبکر نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر رسول اللہ کی ازواج کی ٹانگیں بھی کھینچی جائیں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روانہ کر چکے ہیں، تب لوگ ارتداد کا ارادہ رکھتے تھے انھوں نے یہ کہا کہ اگر ان کے پاس قوت نہ ہوتی تو ایسے میں لشکر روانہ نہ کرتے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس جنگ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے اور جب مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دے دی اور فتح و کامرانی کے ساتھ لوٹ آئے تو وہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔

اسی سال کے آخر میں حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالد بن ولید کو مسیلمہ کذاب سے قتال کے لیے یمامہ

لہ حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ، استیعاب علی ہامش الاصابہ ج ۲ ص ۲۵۷-۲۵۶، ملخصاً مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

بھیجا اس جنگ میں ستر صحابہ شہید ہو گئے، بالآخر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کو قتل کر دیا بارہ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق نے علاء بن حضرمی کو بحرین بھیجا اور مرتدین سے جنگ کی، اور مسلمان فتحیاب ہوئے، اور عکرمہ بن ابی جہل کو عمان کے مرتدین سے قتال کے لیے بھیجا اور مہاجر بن ابی امیہ کو اہل نجیر کے مرتدین سے جنگ کے لیے بھیجا۔

مرتدین کے قتال سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابوبکر نے حضرت خالد کو بصرہ بھیجا اور ابلہ کو فتح کیا اور عراق میں علائن کسریٰ کو فتح کیا اسی سال حضرت ابوبکر نے حج کیا پھر حضرت عمرو بن العاص کی قیادت میں ایک لشکر شام کی طرف روانہ کیا اور جمادی الاولیٰ تیرہ ہجری میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اس فتح کی بشارت حضرت ابوبکر کو اس وقت پہنچائی گئی جب ان کی حیات میں آخری رمق رہ گئی تھی۔ [1]

سفر ہجرت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر کی افضلیت کی وجوہ

حدیث نمبر ۶۰۴۷ میں ہے: حضرت ابوبکر نے کہا جس وقت ہم غار میں تھے تو میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکین کے قدم دیکھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن میں کا تیسرا اللہ ہے۔

اس حدیث میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے:

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ (توبہ ۴۰)	اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں نے رسول اللہ کو بے وطن کیا، وہ دو میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے صاحب سے فرما رہے تھے غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے اس پر اپنی تسکین نازل فرمائی۔

امام رازی نے اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی حسب ذیل وجوہ مستنبط کی ہیں:

(۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم غار میں اس لیے گئے تھے کہ کفار آپ کو قتل کرنے کے درپے تھے، تو اگر آپ کو حضرت ابوبکر کے باطن پر مکمل اعتماد نہ ہوتا کہ یہ مومن برحق اور صادق اور صدیق ہیں تو ان کے ساتھ اس غار میں کبھی نہ جاتے، کیونکہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ حضرت ابوبکر کا باطن ان کے ظاہر کے خلاف تھا تو آپ کو یہ خدشہ ہوتا کہ یہ کافر

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ، تاریخ الخلفاء ۷۶–۷۲، ملخصاً، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

کو آپ کے چھپنے کی جگہ بتا دیں گے لیکن جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں حضرت ابوبکر کو صادق اور مخلص قرار دیا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت ابوبکر کا باطن ظاہر کے موافق تھا۔

(۲) یہ ہجرت اللہ تعالیٰ کے اذن سے تھی، اور رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مخلصین کی ایک جماعت تھی، اور اس جماعت میں ایسے لوگ تھے جو شجرہ نسب میں حضرت ابوبکر سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے، تو اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو حضور اس خطرناک موقعہ پر اپنی معیت کے لیے حضرت ابوبکر کو مخصوص نہ کرتے اور جب اللہ تعالیٰ نے حضور کی رفاقت کے لیے حضرت ابوبکر کو منتخب کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک حضرت ابوبکر کا دین میں بہت بلند مرتبہ ہے۔

(۳) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو ثانی اثنین فرمایا اور حضرت ابوبکر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا، اور دین کے اکثر مراتب میں حضرت ابوبکر حضور کے ثانی ہیں کیونکہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اور آپ نے تبلیغ کی تو حضرت ابوبکر ایمان لائے، پھر امت میں دوسرے درجہ پر حضرت ابوبکر نے تبلیغ کی اور ان کی تبلیغ سے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص مسلمان ہوئے، اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ میں اول حضور ہیں اور ثانی ابوبکر ہیں، اسی طرح ہر جہاد میں حضرت ابوبکر حضور کے ثانی تھے کیونکہ حضرت علی نے اسلام کی مدافعت میں بہت بعد میں تلوار اٹھائی ہے۔ ابتداء میں کفار کی ایذا رسانیوں کا حضرت ابوبکر دفاع کرتے تھے، اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، سو امامت میں بھی حضور اول ہیں اور ثانی ابوبکر ہیں، اور جس جگہ حضور دفن ہوئے بعد میں وہیں ابوبکر دفن ہوئے سو تبلیغ، جہاد، امامت اور روضہ میں مدفین، ہر معاملہ میں اول حضور ہیں اور ثانی ابوبکر ہیں۔

(۴) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب ہیں اور یہ حضرت ابوبکر کی انتہائی فضیلت پر دلیل ہے، حسین بن فضیل بجلی نے کہا جس نے حضرت ابوبکر کے صحابی رسول ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہوگا کیونکہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر ہیں اور یہ اجماع اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو وصف صحابیت کے ساتھ متصف کیا ہے، اس استدلال پر یہ اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو بھی اس وصف کے ساتھ متصف کیا ہے کہ وہ مومن کا صاحب ہے قال لہ صاحبہ وھو یحاورہ اکفرت بالذی خلقک من تراب "اس کے صاحب نے اس کی بحث کا جواب دیتے ہوئے اس سے کہا کیا تو اس ذات کا کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا؟" (کہف: ۳۷) اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ یہاں پر اس کافر کا وصف صاحب ذکر کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ الفاظ بھی ذکر کیے ہیں جو اس کی اہانت اور تذلیل پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ہے "اکفرت" "کیا تو کفر کرتا ہے"، اس کے برخلاف یہاں پر حضرت ابوبکر کا وصف "صاحب نبی" ذکر کیا اور بعد میں وہ الفاظ ذکر کیے جو حضرت ابوبکر کی تعظیم اور اجلال پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ہیں "لاتحزن ان اللہ معنا" سو اگر فرط عداوت نہ ہو تو ان دونوں وصفوں میں

کیا مناسبت ہے؟

ایک مرتبہ مصنف نے اس آیت سے یہ استدلال کیا کہ حضرت ابوبکر کا صحابی ہونا قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے، اس استدلال پر ایک عالم نے یہ معارضہ کیا کہ احادیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین پر اپنے اصحاب کا اطلاق کیا ہے، مثلاً امام بخاری روایت کرتے ہیں:

وقال عبد اللہ بن ابی بن سلول اقد تداعوا علینا لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل فقال عمر الا نقتل ھذا الخبیث یعنی عبد اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یتحدث الناس انہ کان یقتل اصحابہ۔ [1]

عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا انھوں نے ہمارے خلاف لوگوں کو بلایا ہے، جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو عزت والے مدینہ سے ذلت والوں کو نکال دیں گے، حضرت عمر نے کہا کیا ہم اس خبیث یعنی عبد اللہ کو قتل نہ کر دیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لوگ یہ کہیں گے کہ رسول اللہ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔

اس کا جواب بھی یہی ہے کہ اس حدیث میں ہر چند کہ عبد اللہ بن ابی پر اصحاب رسول کا اطلاق ہے لیکن ساتھ ہی اس کی اہانت اور تذلیل کا بھی ذکر ہے، کیونکہ اس کو خبیث کہا ہے اور واجب القتل قرار دیا ہے اس کے برخلاف اس آیت میں حضرت ابوبکر پر رسول اللہ کے صاحب کا اطلاق ہے اور اس کے ساتھ ان کی تعظیم اور اجلال کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۵) اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: رسول اللہ نے اپنے صاحب سے فرمایا "لا تحزن ان اللہ معنا" اور یہ معیت حفاظت اور نصرت کی معیت ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس معیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شریک رکھا ہے، اگر شیعہ اس معیت کو کسی فاسد معنی پر محمول کریں تو العیاذ باللہ رسول اللہ کا بھی اس معیت میں ہونا لازم آئے گا اور یہ باطل ہے اس لیے معنی یہ ہوگا کہ اللہ ہمارا محافظ اور مددگار ہے اور جس کا اللہ محافظ اور مددگار ہو اس کے عقائد میں نفاق اور ارتداد داخل نہیں ہو سکتا ورنہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نصرت پر حرف آئے گا، دوسری تقریر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ (نحل: ۱۲۸)

بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں یعنی متقی اور محسن ہیں۔

سورۂ توبہ کی آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر کے ساتھ ہے اور سورۂ نحل کی آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی اور نیکوکار ہو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابوبکر متقی اور نیکوکار ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا تحزن "غم نہ کرو" یہ غم کرنے سے نہی اور ممانعت ہے اور نہی دوام

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

کو واجب کرتی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر مطلقاً رنج و غم نہیں کریں گے، زندگی میں نہ موت سے پہلے نہ موت کے بعد اور یہ اسی کا وصف ہو سکتا ہے جو دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو۔

(۷) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فانزل اللہ سکینتہ علیہ "پھر اللہ نے ابوبکر پر اپنی تسکین نازل فرمائی"، شیعہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ پر تسکین نازل فرمائی، یہ اس لیے غلط ہے کہ خوف اور حزن تو حضرت ابوبکر کو لاحق تھا اس لیے تسکین کا تعلق بھی حضرت ابوبکر سے ہونا چاہیے، نیز اگر تسکین کا تعلق حضور سے ہو تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ حضور پہلے خائف تھے اور جب حضور پہلے خود خائف تھے تو آپ کا حضرت ابوبکر کو تسلی دینا "غم نہ کرو" غیر معقول ہو گا، اس لیے صحیح یہ ہے کہ حضور تو پہلے ہی پر سکون تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کافروں کے خلاف آپ کی مدد فرمائے گا، ان دلائل سے یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کے قلب پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور جس پر اللہ کی تسکین نازل ہوئی ہو وہ نفاق، ارتداد اور دین و دنیا کے ہر قسم کے خطرات سے مامون اور محفوظ رہے گا۔

(۸) اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے سواری خریدی، اور حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما غار میں کھانا لے کر آتے تھے، اور یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور میرا صاحب غار میں دس اور چند روز ٹھہرے اور سوائے کھجوروں کے ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، جب حضور اور حضرت ابوبکر مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت ابوبکر کو یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ حضور کو نہیں پہچانیں گے، تو انھوں نے حضور کے اوپر ایک چادر سے سایہ کیا تاکہ لوگ پہچان لیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کون ہیں، پھر اہل مدینہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر آپ کی تعظیم کی۔

(۹) جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر تھے اور انصار مدینہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر کو دیکھا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سفر اور حضر میں اپنی رفاقت کے لیے تمام صحابہ میں سے صرف حضرت ابوبکر کو منتخب کیا تھا۔

(۱۰) چونکہ اس سفر میں حضور کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر تھے اس لیے اگر یہ فرض کیا جائے کہ اس سفر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو جاتے تو حضور کے تمام معاملات کے کفیل صرف حضرت ابوبکر ہوتے، اور امت کے متعلق آپ کے وصی بھی حضرت ابوبکر ہوتے اور اس سفر میں جو قرآن مجید کی آیات نازل ہوتیں ان کی تبلیغ بھی صرف حضرت ابوبکر کرتے، اور یہ تمام امور حضرت ابوبکر کے فضائل عالیہ اور درجات رفیعہ پر دلالت کرتے ہیں۔[1]

اس آیت میں بعض حقائق ایسے ہیں جن کا شیعہ مفسرین بھی انکار نہیں کر سکے چنانچہ شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

---

[1] امام فخرالدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۴۰-۴۳۸ ملخصاً مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

(ثانی اثنین) یعنی انہ کان ھو وابوبکر (اذ ھما فی الغار) لیس معھما ثالث وھو احد اثنین ومعناہ فقد نصرہ اللہ منفردا من کل شیء الا من ابی بکر۔ [1]

ثانی اثنین کا مطلب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر، کیونکہ غار میں کوئی تیسرا نہیں تھا اور ابوبکر دو میں سے ایک تھے، یعنی اللہ تعالیٰ نے ماسوا ابوبکر کے ہر ایک سے الگ کر کے رسول اللہ کی مدد کی، یہ فقد نصرہ اللہ کا معنی ہے۔

ان اللہ معنا کی تفسیر میں شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

یرید انہ مطلع علینا عالم بحالنا فھو یحفظنا وینصرنا۔ [2]

یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے احوال پر مطلع ہے سو وہ ہماری حفاظت کرے گا اور ہماری مدد کرے گا۔

یعنی یہ معیت حفاظت اور نصرت کی معیت ہے جیسا کہ امام رازی نے بیان کیا ہے۔

فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ کی تفسیر میں ہر چند کہ شیعہ مفسرین کا مختار یہ ہے کہ علیہ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے کیونکہ اس آیت کی باقی ضمیریں بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہیں (حالانکہ صاحبہ کا قسیئہ قریب ہونا اس کا مرجح ہے کہ یہ ضمیر حضرت ابوبکر کی طرف لوٹے) تاہم وہ اس کا انکار نہیں کر سکے کہ اس ضمیر کو حضرت ابوبکر کی طرف لوٹانا بھی جائز ہے، شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

وقال بعضھم یجوز ان تکون الھاء التی فی علیہ راجعۃ الی ابی بکر۔ [3]

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ علیہ کی ضمیر کا حضرت ابوبکر کی طرف لوٹنا جائز ہے۔

حضرت ابوبکر کی طرف اس ضمیر کے لوٹنے کے دلائل ہم ابھی امام رازی کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں:

خلت اور محبت کا معنی

حدیث نمبر ۶۰۴۸ میں ہے اپنے مال اور صحبت کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر ہیں، اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت قائم ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علماء نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر اپنی جان اور مال کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ واقع میں ان کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان تھا کیونکہ واقع میں اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ان پر احسان تھا کہ ان کی خدمات کو اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شرف قبول بخشا۔

قاضی عیاض نے کہا کہ احادیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الا وانا حبیب اللہ " سنو میں اللہ

---

[1] شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۵ ص ۴۸، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

[2] " " " " ، مجمع البیان ج ۵ ص ۴۸، " " " "

[3] " " " " ، مجمع البیان ج ۵ ص ۴۹، " " " "

کا محبوب ہوں، اور متکلمین کا اس میں اختلاف ہے کہ محبت کا زیادہ مرتبہ ہے یا خلت کا، یا دونوں مساوی ہیں، ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ یہ دونوں مساوی ہیں، ایک قول یہ ہے کہ حبیب کا زیادہ مرتبہ ہے کیونکہ حبیب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے، اور آپ خلیل اللہ سے افضل ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس حدیث سے آپ کا اللہ کا خلیل ہونا ثابت ہے اور آپ نے کسی اور کا خلیل ہونے کی نفی کی ہے، حالانکہ حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت زید، حضرت اسامہ، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے آپ کی محبت ثابت ہے، یعنی آپ کی خلت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جبکہ آپ کی محبت اور بہت سوں کے لیے ہے کیونکہ خلت کا معنی ہے "سب سے منقطع ہو کر کسی کی طرف متوجہ ہونا" اور اللہ کے محبت کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ بندہ کو اطاعت اور عبادت کی توفیق دے اور اس کو گناہوں سے باز رکھے یہ محبت کے ابتدائی آثار ہیں اور اس کی انتہا یہ ہے کہ اس کے قلب سے حجابات اٹھا دے حتیٰ کہ وہ اللہ کی صفات بصیرت سے دیکھے، جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے: جب میں بندہ کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ اور دیگر صحابہ نے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیل کہا وہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ صحابہ کے حق میں یہی کمال ہے کہ وہ سب سے منقطع ہو کر آپ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ [1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی کو شخصی طور پر معین کر کے خلیفہ نامزد نہ کرنا

حدیث نمبر ۶۰۵۶ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا حضرت ابوبکر کو۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اہل سنت کے اس موقف پر دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی نص صریح نہیں ہے بلکہ حضرت ابوبکر کی خلافت اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی اگر حضرت ابوبکر یا کسی اور شخص کی خلافت پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی نص ہوتی تو مہاجرین اور انصار کا خلافت کے متعلق کوئی نزاع نہ ہوتا، کیونکہ جس شخص کے متعلق خلیفہ بنانے کی نص صریح ہوتی اس کو مقدم کر دیا جاتا۔

شیعہ علماء نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علی کی خلافت پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نص تھی اور آپ نے حضرت علی کی خلافت کے لیے وصیت فرمائی تھی یہ باطل ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے، ——— حضرت علی کے زمانے سے لے کر اب تک تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی کے لیے وصیت خلافت کا دعویٰ باطل ہے اور سب سے پہلے حضرت علی نے اس دعویٰ کی تکذیب کی جب انھوں نے یہ فرمایا کہ میرے پاس اس صحیفہ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور اس میں دیت، اور غلاموں کو آزاد کرنے کے متعلق احکام ہیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱) اور اگر حضرت علی کے پاس خلافت سے متعلق کوئی نص یا وصیت ہوتی تو وہ اس کا ذکر کرتے، حالانکہ حضرت علی نے کسی دن بھی کسی نص یا وصیت کو پیش نہیں کیا، نہ ان کے علاوہ کسی اور نے ذکر کیا۔ [2]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۳

حضرت ابوبکر کی خلافت پر دلیل

حدیث نمبر ۶۰۵۶ میں ہے اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابوبکر کی سوا ہر ایک کی خلافت کا انکار کر دیں گے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر واضح دلیل ہے اور مستقبل کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے اور اس میں یہ پیش گوئی ہے کہ خلافت کے معاملے میں مسلمانوں میں نزاع ہوگا اور حضرت ابوبکر کے علاوہ مسلمان کسی کی خلافت پر متفق نہیں ہوں گے، حضرت عائشہ کے بھائی کو اس لیے بلایا تھا کہ وہ مکتوب لکھ دیں گے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے جانا دشوار اور مشکل تھا کیونکہ آپ جماعت سے نماز پڑھنے بھی نہیں جا رہے تھے آپ نے نمازوں میں حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ [۱]

یہ حدیث، حدیث قرطاس کا بھی جواب ہے، کیونکہ شیعہ علماء کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کاغذ اور قلم منگوایا تھا تو آپ حضرت علی کی خلافت کے متعلق لکھوانا چاہتے تھے، ہم کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے متعلق لکھوانا چاہتے تھے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت پر قرآن مجید سے استدلال

خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت کے ثبوت پر یہ آیت واضح اور روشن دلیل ہے:

وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا۔

(نور: ۵۵)

تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام کیے ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ انھیں زمین میں ضرور بہ ضرور خلافت عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی، اور ان کے جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کر لیا ہے اس کو مضبوط کر دے گا اور ان کے خوف کے بعد ان کی حالت کو ضرور امن سے بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیں گے۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت خلفاء اربعہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ایمان والوں اور نیکو کاروں سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور یہ کہ ان کے پسندیدہ دین کو مضبوط کر دے گا اور ان کے حال کو خوف کے بعد امن سے بدل دے گا اور یہ بات

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲ - ۲۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بداہۃً معلوم ہے کہ ان لوگوں سے یہ وعدہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پورا ہو گا، کیونکہ کسی اور کو خلیفہ بنانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہی ہو سکتا ہے اور یہ بات قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے معلوم ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوگا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ یہاں خلیفہ بنانے سے مراد امام بنانا ہے اور یہ بات تاریخ سے معلوم ہے کہ ان اوصاف کے ساتھ (یعنی جن کے دورِ خلافت میں دین مضبوط ہوا اور خوف کے بعد امن حاصل ہوا) خلیفہ بنانے کا عمل حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ایام میں واقع ہوا، کیونکہ ان کے زمانہ میں عظیم فتوحات حاصل ہوئیں، دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہوئی اور دین کو غلبہ حاصل ہوا، اور دشمنانِ اسلام سے عظیم امن حاصل ہوا، اور یہ دو وصف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حاصل نہیں ہوئے، کیونکہ ان کو کفار کے خلاف جہاد کرنے کی فرصت نہیں ملی، ان کا تمام وقت اپنی خلافت کے مخالف مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں گذرا، اس سے واضح ہو گیا کہ یہ آیت خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت پر دلالت کرتی ہے۔

استدلال مذکور پر شیعہ علماء کے اعتراضات کے جوابات

پہلا اعتراض یہ ہے کہ اس آیت کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے کیونکہ اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ایمان والے نیکوکار کو خلافت حاصل ہو حالانکہ ہر مومن کو خلافت حاصل نہیں ہوئی، اس کا جواب یہ ہے کہ الذین امنوا منکم میں من تبعیض کے لیے ہے اور یہ خطاب بعض صالح مسلمانوں سے ہے کل مسلمانوں سے نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ لیستخلفنہم "اللہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا" سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین پر آباد کرے گا اور ان کو زمین پر کارِ حیات کرنے کی قدرت دے گا اور اس سے اللہ تعالیٰ کی خلافت مراد نہ ہو جیسا کہ اس سے پہلے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر آباد کیا اور ان کو زمین پر کام کاج کرنے کی قدرت دی، ان کو زمین پر خلیفہ بنانا بہ طور امامت نہ تھا اس لیے واجب ہے کہ صالح مومنین کو خلیفہ بنانے سے بھی یہی مراد ہو نہ کہ ان کو امام اور نائب رسول بنانا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں صالح مومنین کو زمین پر خلیفہ بنانے کی خبر بطور بشارت دی گئی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ یہ بشارت زمین پر آباد کرنے کے معنی کے مغائر ہو کیونکہ اس معنی میں خلافت تو تمام مسلمانوں بلکہ تمام کافروں کو بھی حاصل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے اسی طرح تم سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا تو ان سے پہلے صالحین مومنین کو پہلے خلیفہ بنایا تھا یہ کبھی نبی ہوتے تھے اور کبھی امام اور ہر دو صورت میں ان کو خلافت یعنی حکومت حاصل تھی۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اس آیت میں خلافت کو خلیفہ رسول پر محمول کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ تمہارا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں تم کو اسی طرح چھوڑتا ہوں جس طرح تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو شخصی طور پر خلیفہ نامزد نہیں کیا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کے اوصاف بیان کیے ہیں اس لیے ان خلفاء اربعہ کے متعلق یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو خلیفہ بنائے اور ان اوصاف کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو اپنا خلیفہ بنائیں، یہی وجہ ہے،

کہ صحابہ نے حضرت ابوبکر سے کہا یا خلیفۃ رسول اللہ! اس لیے جب یہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ بنایا تو اس سے مراد یہ ہے کہ خلیفہ کے اوصاف اور شرائط بیان فرماتے۔

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لیستخلفنہم میں ھم کی ضمیر سے حضرت علی مراد ہوں اور بعض اوقات تعظیماً واحد کو جمع سے تعبیر کر لیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: والذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکاۃ وھم راکعون " وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ واحد کو جمع سے تعبیر کرنا خلاف اصل ہے، علاوہ ازیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس آیت میں جن کو خلیفہ بنانے کی بشارت دی ہے ان سے اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کے عہد خلافت میں اللہ تعالیٰ ان کے پسندیدہ دین کو مضبوط کرے گا اور ان کی حالت خوف کو امن سے بدل دے گا اور یہ وعدہ صرف خلفاء ثلاثہ کے عہد میں پورا ہوا اور انہی کے دور میں اسلام کی نشر و اشاعت اور اسلامی فتوحات ہوئیں، حضرت علی کا دور تو باہمی خانہ جنگی کا دور تھا۔

پانچواں اعتراض یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لیستخلفنہم میں ھم ضمیر سے بارہ امام مراد ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن سے خلافت کا وعدہ کیا ہے ان سے دنیا میں مسلمانوں کی قوت اور اسلام کے نفاذ کا وعدہ کیا ہے اور عملاً ان بارہ اماموں کی خلافت منعقد ہوئی نہ ان کے ہاتھوں اسلام کو قوت اور شوکت حاصل ہوئی، ثانیاً یہ وعدہ ان مسلمانوں سے کیا گیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں موجود تھے اور بارہ امام آپ کے عہد میں موجود نہیں تھے۔

ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ص ۴۴۵ سے ۴۶۲ تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر قرآن مجید کی آیات سے استدلال کیا ہے اور اس سلسلہ میں علماء شیعہ کے اہم اعتراضات کے جوابات دیے ہیں، جو حضرات اس مسئلہ کا گہرائی اور گیرائی سے جائزہ لینا چاہتے ہیں، وہ اس بحث کو ضرور پڑھیں۔

قرآن مجید کی آیات سے شیعہ تفاسیر کے مطابق حضرت ابوبکر کے فضائل

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔

(النور: ۲۲)

اور تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور صاحب وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (کچھ) نہیں دیں گے، انھیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں (اے ایمان والو) کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں شیعہ مفسر شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

الآیۃ نزلت فی ابی بکر و مسطح بن اثاثۃ

یہ آیت (حضرت) ابوبکر اور مسطح بن اثاثہ کے متعلق

وکان ابن خالۃ ابی بکر وکان من المھاجرین و من جملۃ البدریین وکان فقیرا وکان ابوبکر یجری علیہ ویقوم بنفقتہ فلما خاض فی الافک قطعھا وحلف ان لا ینفعہ بنفع فلما نزلت الآیۃ عاد ابوبکر الی ما کان وقال واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی واللہ لا انزعھا ابدا۔ ؎۱

نازل ہوئی، مسطح (حضرت) ابوبکر کے خالہ زاد بھائی تھے، وہ بدری صحابہ میں سے تھے اور مہاجر اور فقیر تھے، اور (حضرت) ابوبکر ان کا خرچ اٹھاتے تھے، جب مسطح، حضرت عائشہ پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ شامل ہو گئے، تو (حضرت) ابوبکر نے وہ خرچ دینا بند کر دیا اور قسم کھائی کہ وہ آئندہ اس کو کبھی خرچ نہیں دیں گے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو (حضرت) ابوبکر نے پھر خرچ دینا شروع کر دیا اور قسم کھا کر کہا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخشش دے اور بخدا میں اس کا خرچ کبھی بند نہیں کروں گا۔

شیخ طبرسی کی تفسیر کے مطابق اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کو اللہ تعالیٰ نے صاحب فضل فرمایا، حضرت ابوبکر ناداروں پر خرچ کرتے تھے، جب حضرت ابوبکر نے بشری تقاضے سے مسطح کا خرچ بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کی اور فرمایا کیا وہ اللہ کی مغفرت نہیں چاہتے؟ حضرت ابوبکر نے اپنے نفسانی تقاضے کے خلاف، اللہ تعالیٰ کی اصلاح قبول کی اور کہا میں اللہ کی مغفرت چاہتا ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر میں نفسانیت بالکل نہیں تھی بلکہ سرتاپا للّٰہیت تھی۔

والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون ۰ لھم ما یشاءون عند ربھم ذلک جزاء المحسنین۔ (زمر: ۳۴-۳۳)

اور جو (پیغام) صدق لے کر آئے اور جس نے ان کی تصدیق کی، وہی کامل متقی ہیں، ان کے لیے وہ سب کچھ ہے جس کو وہ اپنے رب کے پاس چاہیں، اور نیکی کرنے والوں کی یہی جزا ہے۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بہ ابوبکر۔ ؎۲

ایک قول یہ ہے کہ پیغام صدق لانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے (حضرت) ابوبکر ہیں۔

شیعہ مفسر کی تفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق، کامل متقی، محسن (نیکوکار) اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے پاس حسب خواہش جزا پانے والا قرار دیا۔

فاما من اعطی واتقی ۰ وصدق بالحسنی۰

تو جس نے راہ حق میں دیا اور تقویٰ اختیار کیا، اور

؎۱۔ شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۷، ص ۲۱، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

؎۲۔ شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۸ ص ۷۷۷، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

تفسیر ۲: للیسریٰ ________

الیٰ قولہ تعالیٰ ________

وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی ۝ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ ۝ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ ۝ ولسوف یرضیٰ ۝

(واللیل: ۲۱ - ۵)

حق کی تصدیق کی، ہم اس کے لیے آسانی کا راستہ آسان کر دیں گے جو سب سے زیادہ متقی ہے جو اپنا مال (راہ حق) میں دیتا ہے، تاکہ پاکیزگی حاصل کرے اس کو جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا، اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ دیا جائے (اس کا راہ حق میں مال خرچ کرنا) محض اپنے رب اعلیٰ کی رضا جوئی کے لیے ہے اور ضرور عنقریب وہ راضی ہوگا۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وعن ابی الزبیر ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری المماليك الذين اسلموا مثل بلال وعامر بن فهيرة وغيرهما واعتقهم[1]

ابو الزبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت (حضرت) ابوبکر کے متعلق نازل ہوئی کیونکہ انھوں نے ایسے متعدد غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جو مسلمان ہو چکے تھے مثلاً بلال اور عامر بن فہیرہ وغیرہ۔

شیعہ مفسر کی تفسیر کے مطابق ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو حق کا مصدق (راہ حق میں خرچ کرنے والا اور سب سے زیادہ متقی قرار دیا جو اپنے مال کو صرف اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہیں، انھیں جہنم سے نجات کی نوید سنائی اور آخرت میں راضی ہونے کی بشارت دی اور یہ اعلان کر دیا کہ کسی شخص کا ان پر کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے۔

ہر چند کہ شیخ طبرسی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ اس آیت کو عموم پر محمول کرنا اولیٰ ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ آیت اس شخص کے متعلق ہے جس پر کسی کا کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے درا صل جب حضرت ابوبکر نے بھاری قیمت میں حضرت بلال کو خرید کر آزاد کیا تو مشرکین نے کہا ضرور بلال نے ابوبکر پر پہلے کوئی احسان کیا ہوگا جس کا بدلہ اتارنے کے لیے ابوبکر نے بلال کو اتنی بھاری قیمت پر خرید کر آزاد کیا ہے، حضرت ابوبکر کی اس نیکی پر مشرکین کا یہ طعن اللہ تعالیٰ کو ناگوار ہوا اور ان کے رد میں یہ آیات نازل فرمائیں کہ تم بلال کی بات کرتے ہو ابوبکر پر تو کسی کا بھی کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اتارا جا سکے۔ سورہ واللیل میں حضرت ابوبکر پر طعن کا ازالہ اور ان کے فضائل کا بیان ہے اس کے بعد متصل سورہ والضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کا ازالہ اور آپ کے فضائل کا بیان ہے، حضرت ابوبکر کے بارے میں ولسوف یرضیٰ فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ فرمایا پہلی سورت کو رات کی قسم سے اور دوسری سورت کو دن کی قسم سے شروع کیا اور اس طرح حضرت ابوبکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان انتہائی قرب اور اتصال اور کامل اتحاد کو ظاہر فرمایا!

---

[1] شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱۰ ص ۷۶۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومۃ لائم۔ (مائدۃ: ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا جس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے وہ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈریں گے۔

وہ کون ایمان والے ہیں جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے، جو مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں اور جنہوں نے مرتدین سے جہاد کیا، شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

واختلف فیمن وصف بھذہ الاوصاف منھم فقیل ھم ابوبکر و اصحابہ الذین قاتلوا اھل الردۃ۔[۱]

جو ایمان والے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہیں ان کے تعین میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ (حضرت) ابوبکر اور ان کے اصحاب ہیں جنہوں نے مرتدین سے قتال کیا تھا۔

شیخ طبرسی کے قول کے مطابق ہر چند کہ اس آیت میں کئی اقوال ہیں لیکن صحیح قول یہی ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں مرتدین سے جہاد نہیں کیا اور امت میں جس شخص نے سب سے پہلے مرتدین کے خلاف جہاد کیا وہ حضرت ابوبکر ہیں۔

حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر حضرت علی کے بیعت کرنے کا کتب شیعہ سے ثبوت

شیخ ابوجعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

۳۵۴۔ عن ابی جعفر علیہ السلام: ان الناس لما صنعوا ما صنعوا اذ بایعوا ابا بکر لم یمنع امیر المؤمنین علیہ السلام من ان یدعو الی نفسہ الا نظرا للناس وتخوفا علیھم ان یرتدوا عن الاسلام فیعبدوا الاوثان ولا یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان الاحب الیہ ان یقرھم علی ما صنعوا من ان یرتدوا

ابوجعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے (حضرت) ابوبکر کی بیعت کر لی جو کیا سو کیا۔ تو امیر المومنین علیہ السلام کو اپنی طرف لوگوں کو دعوت دینے سے اس کے سوا کوئی چیز مانع نہیں تھی کہ وہ لوگوں پر شفیق تھے اور ان کو یہ خوف تھا کہ لوگ اسلام سے مرتد ہو جائیں گے بتوں کی عبادت کریں گے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہیں دیں گے، اور حضرت امیر المومنین علی کے نزدیک لوگوں کو (حضرت) ابوبکر کی بیعت پر

[۱] شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۳ ص ۳۲۱، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

عن جمیع الاسلام وانما هلك الذين ركبوا ما ركبوا فاما من لم يصنع ذلك ودخل فيه الناس على غير علم و لا عداوة لامير المؤمنين عليه السلام فان ذلك لا يكفره ولا يخرجه من الاسلام و لذلك كتم على عليه السلام امره و بايع مكرها حيث لم يجد اعوانا۔ [1]

برقرار رکھنا اس سے زیادہ پسندیدہ تھا کہ وہ تمام لوگ اسلام ہی سے مرتد ہو جائیں، البتہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنھوں نے حضرت امیر المومنین کے بغض کی وجہ سے (حضرت) ابوبکر سے بیعت کی۔ اور جن لوگوں نے ایسا نہیں کیا اور وہ بغیر علم کے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے عداوت کے بغیر (حضرت) ابوبکر کی بیعت میں داخل ہو گئے تو ان کا یہ فعل ان کو کافر کرتا ہے اور نہ اسلام سے خارج کرتا ہے، اسی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے معاملہ کو مخفی رکھا اور چونکہ ان کو مددگار نہیں ملے اس لیے انھوں نے مجبوراً بیعت کرلی۔

شیخ ابوجعفر کلینی کی اس روایت سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے:

۱۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگ اسلام پر قائم تھے اور شیعہ کا یہ کہنا باطل ہے کہ آپ کے پردہ کرنے کے بعد سب مرتد ہو گئے تھے کیونکہ حضرت علی کو اپنی بیعت کی دعوت دینے سے یہ چیز مانع تھی کہ کہیں سب لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔

۲۔ حضرت علی کے بغض کی وجہ حضرت ابوبکر کی بیعت کرنا ہلاکت ہے، ورنہ نہیں۔

۳۔ جن لوگوں نے حضرت علی سے عداوت کے بغیر حضرت ابوبکر سے بیعت کی ان کا یہ فعل کفر ہے نہ اسلام سے خروج۔

۴۔ حضرت علی کے استحقاق خلافت کے دعویٰ پر ان کا کوئی مددگار نہیں تھا اس وجہ سے انھوں نے مجبوراً بیعت کرلی۔

حضرت علی کے بیعت کرنے کی ایک اور تصویر جو شیعہ مورخین نے کھینچی ہے وہ یہ ہے، شیخ احمد بن ابو یعقوب بیان کرتے ہیں:

ابوبکر و عمر خبر یافتند که گروه مهاجران و انصار با علی بن ابی طالب در خانهٔ فاطمه دختر پیامبر خدا فراهم گشته اند پس با گروهی آمدند و بخانه هجوم آوردند و علی بیرون آمد و زبیر با شمشیر حمایل داشت پس عمر با او برخورد و با او کشتی گرفت و او را برزمین زد و شمشیرش را

ابوبکر اور عمر کو خبر پہنچی کہ مہاجرین اور انصار کا ایک گروہ علی بن ابی طالب کے ساتھ ہے اور پیغمبر خدا کی صاحبزادی کے گھر وہ سب جمع ہو گئے ہیں پس ابوبکر اور عمر ایک گروہ کے ساتھ آئے اور ان کے گھر پر تجمع ہو گئے، علی باہر آئے اور زبیر نے تلوار

[1] شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ، کتاب الروضۃ (فروع کافی) ج ۸ ص ۲۹۶-۲۹۵، مطبوعہ دار الکتب اسلامیہ تہران، ۱۳۶۲ھ

شکست و بخانہ ریختند، پس فاطمہ بیرون آمد و گفت واللہ لتخرجن او لاکشفن شعری و لاعجن الی اللہ، بخدا قسم باید بیرون روید اگر نہ، مویم را برہنہ سازم و نزد خدا نالہ و زاری کنم۔ پس بیرون رفتند و ہر کہ در خانہ بود برفت و چند روزے بماندند سپس یکے پس از دیگرے بیعت مے کردند لیکن علی جز پس از شش ماہ و بقولے چہل روز بیعت نہ کرد۔ ؎١

حمائل میں لٹکالی، عمر نے زبیر کے ساتھ کشتی کی اور زبیر کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور ان کی تلوار کو توڑ کر زمین پر پھینک دیا، بعد میں فاطمہ باہر آئیں اور کہنے لگیں، "بخدا تم لوگ چلے جاؤ ورنہ میں بال کھول لوں گی اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کروں گی" پھر وہ لوگ چلے گئے اور جو لوگ گھر میں تھے وہ بھی چلے گئے اور چند روز بعد ان سب نے یکے بعد دیگرے بیعت کرلی لیکن علی نے چھ ماہ کے بعد بیعت کی، اور ایک قول یہ ہے کہ چالیس روز تک بیعت نہیں کی۔

فروع کافی اور تاریخ یعقوبی دونوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی کے دعوے استحقاق خلافت میں ان کا کسی نے ساتھ نہیں دیا، تمام مسلمانوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرلی تھی، فروع کافی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نے ابتداءً بیعت کرلی تھی، اور تاریخ یعقوبی سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے چالیس روز بعد بیعت کی تھی یا چھ ماہ کے بعد، اس مسئلہ پر ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں بھی بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی و اذا المیثاق فی عنقی لغیری۔ ؎٢

(خطبہ ۳۷)

میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو دیکھا کہ میرا اطاعت کرنا، میرے بیعت لینے سے پہلے واجب ہو چکا ہے اور میری گردن میں دوسرے (کی بیعت کرنے) کا عہد ہے۔

شیعہ مترجم سید نبی الدین اولیائی اس عبارت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

پس نظر کردم کہ آیا مردم را بہ بیعت خود و اطاعت خدا بخوانیم یا اینکہ خود اطاعت خدا کنم پس دیدیم اطاعت کردنم بر بیعت گرفتنم پیش دارد و پیمان دیگرے در گردنم میباشد۔ ؎٣

پھر میں نے غور کیا کہ لوگوں کو اپنی بیعت اور اطاعت خدا کے لیے بلاؤں یا خود خدا کی اطاعت کروں تو میں نے دیکھا کہ میرا اطاعت کرنا میرے بیعت لینے پر سبقت کرتا ہے اور دوسرے کا عہد میری گردن میں ہے۔

؎١۔ شیخ احمد بن ابی یعقوب متوفی ٢٩٢ھ، تاریخ یعقوبی ج ٢ ص ١٢٧، مطبوعہ انتشارات علمی و فرہنگی ایران، ١٣٦٢ھ

؎٢۔ نہج البلاغہ ص ١١١، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران۔

؎٣۔ سید نبی الدین اولیائی، ترجمہ نہج البلاغہ (فارسی) ص ١١٢، انتشارات زرین ایران

نہج البلاغہ کے شیعہ شارح ابن ابی الحدید اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

هذه كلمات مقطوعة من كلام يذكر فيه حاله بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم واله انه كان معهودا اليه الا ينازع فى الامر ولا يثير فتنة بل يطلبه بالرفق فان حصل له والا امسك[1]

یہ کلام، کلام سابق سے منفصل ہے اس میں آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا حال بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ سے عہد لیا گیا تھا کہ خلافت کے حصول میں جھگڑا نہ کریں اور فتنہ کو نہ ابھاریں اور یہ کہ خلافت کو ملائمت سے طلب کریں، اگر مل جائے تو فبہا ورنہ اس کے مطالبہ سے باز رہیں۔

نیز ابن ابی الحدید اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

قد سبقت بيعتى للقوم، اى وجوب طاعة رسول الله صلى الله عليه واله على ووجوب امتثالى امره سابق على بيعتى للقوم فلا سبيل لى الى الامتناع من البيعة لانه صلى الله عليه واله امرنى بها.

(میرے قوم سے بیعت لینے پر سابق ہے)۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مجھ پر واجب ہے، اور آپ کے حکم کی اطاعت کرنا میرے قوم سے بیعت لینے پر مقدم ہے، لہذا میرے بیعت نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیعت کرنے کا حکم دیا ہے۔

واذا الميثاق فى عنقى لغيرى، اى رسول الله صلى الله عليه واله اخذ على الميثاق بترك الشقاق والمنازعة فلم يحل لى ان اتعدى امره او اخالف نهيه[2]

(میری گردن میں میرے غیر کا عہد ہے) اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ بحث اور جھگڑا نہ کروں، اس لیے آپ کے حکم سے تجاوز کرنا، یا آپ کی ممانعت کی مخالفت کرنا میرے لیے جائز نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

انه بايعنى القوم الذين بايعوا ابا بكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه فلم يكن للشاهد ان يختار ولا للغائب ان يرد وانما الشورى للمهاجرين والانصار

مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابو بکر، عمر اور عثمان سے بیعت کی تھی لہذا اب حاضر کے لیے بیعت کرنے میں کوئی اختیار ہے نہ غائب کو بیعت مسترد کرنے کا حق ہے، مشورہ دینے کا

[1] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ ھ، شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۹۶ - ۲۹۵ مطبوعہ مؤسسہ مطبوعات اسماعیلیان قم، ایران

[2] 〃 〃 شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۹۶، 〃 〃

فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذلک للہ رضیً. [1]

منصب صرف مہاجرین اور انصار کا ہے، اور جب وہ کسی شخص کے انتخاب پر متفق ہو جائیں اور اس کو امام قرار دے دیں تو یہ اللہ کی طرف سے رضا ہے۔

(مکتوب: ۶)

اس مکتوب میں حضرت علی نے اپنی خلافت کی حقانیت پر حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافت کی حقانیت سے استدلال کیا ہے، کیونکہ حضرت علی کی بیعت انہی مہاجرین اور انصار نے کی تھی جنھوں نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کی تھی اور جس کی بیعت پر یہ مہاجرین اور انصار متفق ہو جائیں وہ اللہ کے راضی ہونے کی علامت ہے، سو اس مکتوب میں حضرت علی نے اپنی خلافت کی صحت کے لیے خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو دلیل بنایا ہے، پھر اگر خلفاء ثلثہ کی خلافت کو ہی باطل کہا جائے تو حضرت علی کی خلافت کیسے درست ہو سکتی ہے؟

ابن ابی الحدید اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

احتج علی معاویة ببیعة اهل الحل و العقد له، ولم یراع فی ذلک اجماع المسلمین کلهم وقیاسه علی بیعة اهل الحل والعقد لابی بکر فانه ما ادعی فیه اجماع المسلمین لان سعد بن عبادة لم یبایع ولا احد من اهل بیته وولده ولان علیا وبنی هاشم ومن انضوی الیهم لم یبایعوا فی مبدا الامر وامتنعوا ولم یتوقف المسلمون فی تصحیح امامة ابی بکر وتنفیذ احکامه علی بیعتهم وهذا دلیل علی صحة الاختیار وکونه طریقا الی الامامة وانه لا یقدح فی امامته علیه السلام امتناع معاویة من البیعة واهل الشام. [2]

ارباب حل وعقد نے جو حضرت علی کی بیعت کی تھی اس سے حضرت علی نے حضرت معاویہ پر حجت قائم کی اور صحت بیعت کے لیے تمام مسلمانوں کے اجماع کی رعایت نہیں کی، اس کو حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت پر قیاس کیا کیونکہ حضرت ابوبکر کی بیعت بھی ارباب حل وعقد نے کی تھی تمام مسلمانوں نے نہیں کی تھی، کیونکہ حضرت سعد بن عبادہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور نہ ابتداء میں حضرت علی ان کے اہل بیت، اولاد بنو ہاشم اور دیگر ان کے متعلقین نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی تھی۔ اس کے باوجود مسلمانوں نے حضرت ابوبکر کی خلافت کی صحت میں کوئی توقف نہیں کیا اور نہ حضرت ابوبکر کے احکام کے نفاذ کو ان حضرات کی بیعت پر موقوف کیا، اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ امامت کے صحیح ہونے کا ایک طریقہ ہے، اور حضرت معاویہ اور اہل شام کا بیعت نہ کرنا حضرت علی علیہ السلام کی امامت میں کوئی حرج واقع نہیں کرتا۔

---

[1] نہج البلاغہ ص ۹۲۶، مطبوعات انتشارات زرین، ایران

[2] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۲ھ، شرح نہج البلاغہ ج ۱۴ ص ۳۶، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان، قم ایران

بَابٌ ۸۳۵ مِنْ فَضَائِلِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٦٠٦٥ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَ أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ) قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُثْنُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ قَالَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا بِرَجُلٍ قَدْ أَخَذَ بِمَنْكِبِي مِنْ وَرَائِي فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ وَايْمُ اللهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَذَاكَ أَنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ جِئْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَوْ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا جنازہ تخت پر رکھا گیا تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے، وہ ان کے حق میں دعا کرتے، تحسین آمیز کلمات کہتے اور میت اٹھائے جانے سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھ رہے تھے، میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا، اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، میں نے گھبرا کر مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت علی تھے، انھوں نے حضرت عمر کے لیے دعا رحمت کی اور کہا اے عمر! آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے کیے ہوئے اعمال کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند ہو، بخدا مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا درجہ آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ کر دے گا، کیونکہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بکثرت یہ سنتا تھا "میں، ابوبکر اور عمر آئے"، "میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے"، "میں، ابوبکر اور عمر نکلے" اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ رکھے گا۔

٦٠٦٦ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦٠٦٧ - حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لَهُمْ) قَالُوا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ پیش کیے جا رہے ہیں درآں حالیکہ انھوں نے قمیصیں پہنی ہوئی ہیں بعضوں کی قمیصیں پستانوں تک تھیں اور بعض لوگوں کی اس سے کم، حضرت عمر بن الخطاب کا گذر ہوا، ان کی ...

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا مَاذَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الدِّينَ۔

نے اس کی کیا تعبیر لی ہے؟ آپ نے فرمایا دین!

۶۰۶۸ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُ قَدَحًا أُتِيتُ بِهِ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِي فِي أَظْفَارِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے اس سے پی لیا، حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ اس سے سیری میرے ناخنوں سے جاری ہونے لگی، پھر میں نے اپنا پس خوردہ عمر بن الخطاب کو دے دیا، صحابہ نے کہا آپ نے اس کی کیا تعبیر لی ہے، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: علم!

۶۰۶۹ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ بِإِسْنَادِ يُونُسَ نَحْوَ حَدِيثِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۷۰ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفٌ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت میں سویا ہوا تھا میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں کے پاس دیکھا جس پر ڈول رکھا ہوا تھا، میں نے جتنا چاہا اس سے پانی نکالا، پھر ابن ابی قحافہ نے اس سے ایک یا دو ڈول نکالے، اللہ اس کی مغفرت کرے اس کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا، پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا اور پھر عمر بن الخطاب نے اس سے پانی نکالا اور میں نے لوگوں میں عمر جیسا عبقری (غیر معمولی صلاحیت والا) کوئی نہیں دیکھا جو عمر بن الخطاب کی طرح پانی کھینچتا ہو، حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے بٹھا دیا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۶۰۷۱ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ

بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ بِإِسْنَادِ يُونُسَ نَحْوَ حَدِيثِهِ.

۶۰۷۲ - **حَدَّثَنَا** الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ قَالَ الْأَعْرَجُ وَغَيْرُهُ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ يَنْزِعُ بِنَحْوِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ابن ابی قحافہ کو ڈول کھینچتے دیکھا۔ پھر حسب سابق ہے۔

۶۰۷۳ - **حَدَّثَنِي** أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنِّي أَنْزِعُ عَلَى حَوْضِي أَسْقِي النَّاسَ فَجَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرَوِّحَنِي فَنَزَعَ دَلْوَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ فَجَاءَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ أَرَ نَزْعَ رَجُلٍ قَطُّ أَقْوَى مِنْهُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ مَلْآنُ يَتَفَجَّرُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت میں سویا ہوا تھا مجھے یہ دکھایا گیا کہ میں اپنے حوض سے پانی نکال کر لوگوں کو پلا رہا ہوں، پھر ابوبکر آئے اور انھوں نے مجھے آرام پہنچانے کے لیے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا، انھوں نے دو ڈول پانی نکالا، اللہ ان کی مغفرت کرے ان کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا، پھر ابن الخطاب آئے، انھوں نے ان سے ڈول لے لیا، میں نے کسی شخص کو ان سے زیادہ قوت کے ساتھ ڈول کھینچتے ہوئے نہیں دیکھا، حتیٰ کہ لوگ چلے گئے اور حوض بھرپور بہہ رہا تھا۔

۶۰۷۴ - **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيتُ كَأَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ فَنَزَعَ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَاسْتَقَى فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ گویا کہ میں صبح کے وقت ایک کنویں سے ڈول کے ذریعہ پانی نکال رہا ہوں، پھر ابوبکر آئے اور انھوں نے ایک یا دو ڈول پانی نکالا اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ان کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا، پھر عمر آئے اور انھوں نے ڈول کے ذریعہ پانی نکالا، میں نے عمر جیسا عبقری کسی شخص کو نہیں دیکھا، انھوں نے متحیر کر دیا حتیٰ کہ

النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا الْعَطَنَ۔

سب لوگ سیراب ہو گئے، اور انہوں نے اونٹوں کو پانی پلا کر بٹھا دیا۔

٦٠٧٥ - **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بن الخطاب کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب بیان کیا۔

٦٠٧٦ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَا جَابِرًا يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا دَارًا أَوْ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ أَوَعَلَيْكَ يُغَارُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا میں نے وہاں ایک گھر یا محل دیکھا، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ حاضرین نے کہا یہ عمر بن الخطاب کا محل ہے، میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی، حضرت عمر رونے لگے اور عرض کیا: یا رسول اللہ کیا میں آپ سے غیرت کروں گا!

٦٠٧٧ - **وَحَدَّثَنَاهُ** إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا ح وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

٦٠٧٨ - **حَدَّثَنِي** حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَةَ عُمَرَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَكَى عُمَرُ وَنَحْنُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت میں سویا ہوا تھا میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا میں نے دیکھا ایک محل میں ایک جانب ایک عورت وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ حاضرین نے کہا یہ عمر بن الخطاب کا محل ہے، پھر مجھے عمر کی غیرت یاد آئی اور میں پیٹھ موڑ کر چل دیا، حضرت ابو ہریرہ نے کہا

جميعا في ذلك المجلس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال عمر بأبي أنت يا رسول الله أعليك أغار۔

پھر حضرت عمر رونے لگے، اس وقت ہم سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرا باپ قربان ہو کیا میں آپ سے غیرت کروں گا!

۶۰۷۹ - وحدثنيه عمرو الناقد وحسن الحلواني وعبد بن حميد قالوا حدثنا يعقوب بن إبراهيم حدثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب بهذا الإسناد مثله۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۸۰ - حدثنا منصور بن أبي مزاحم حدثنا إبراهيم يعني ابن سعد ح وحدثنا حسن الحلواني وعبد بن حميد قال عبد أخبرني وقال حسن حدثنا يعقوب (وهو ابن إبراهيم بن سعد) حدثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب أخبرني عبد الحميد بن عبد الرحمن بن زيد أن محمد بن سعد بن أبي وقاص أخبره أن أباه سعدا قال استأذن عمر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده نساء من قريش يكلمنه ويستكثرنه عالية أصواتهن فلما استأذن عمر قمن يبتدرن الحجاب فأذن له رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم يضحك فقال عمر أضحك الله سنك يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عجبت من هؤلاء اللاتي كن عندي فلما سمعن صوتك ابتدرن الحجاب قال عمر فأنت يا رسول الله أحق أن يهبن ثم قال عمر أي عدوات أنفسهن أتهبنني ولا تهبن رسول الله صلى الله عليه وسلم قلن نعم أنت أغلظ وأفظ من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ما لقيك الشيطان قط سالكا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ میں گفتگو کر رہی تھیں دراں حالیکہ ان کی آواز اونچی ہو رہی تھی، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کی جب حضرت عمر نے اجازت طلب کی تو وہ سب خواتین اٹھ کر جلدی سے حجاب میں چلی گئیں آپ نے حضرت عمر کو اجازت دی اور آپ ہنس رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جو خواتین بیٹھی ہوئی تھیں مجھے ان پر تعجب ہوا جب انھوں نے تمہاری آواز سنی تو دوڑ کر حجاب میں چلی گئیں، حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں، حضرت عمر نے کہا اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟ انھوں نے کہا ہاں! تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت زیادہ سخت اور درشت ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے شیطان جب بھی راستہ میں تم سے ملتا ہے تو اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔

فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

۶۰۸۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا بِهِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ قَدْ رَفَعْنَ أَصْوَاتَهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، درآں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ خواتین بیٹھی ہوئی آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور ان کی آواز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند تھی، جب حضرت عمر نے اجازت لی تو وہ خواتین جلدی سے حجاب میں چلی گئیں، اس کے بعد زہری کی روایت کی مثل ہے۔

۶۰۸۲- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ تَفْسِيرُ مُحَدَّثُونَ مُلْهَمُونَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم سے پہلے پچھلی امتوں میں محدث تھے اگر اس امت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب ہیں، ابن وہب نے کہا محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس پر الہام کیا جاتا ہو۔

۶۰۸۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو مزید سندیں بیان کیں۔

۶۰۸۴- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ أَخْبَرَنَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا میں نے اپنے رب کی تین چیزوں میں موافقت کی، مقام ابراہیم میں، حجاب میں اور بدر کے قیدیوں میں (تین کا ذکر شہرت کے اعتبار سے ہے ورنہ ان آیات کی تعداد زیادہ ہے)

۶۰۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ جَاءَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول مرگیا تو اس کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيْصَهُ أَنْ يُكَفِّنَ فِيْهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَسَأَزِيْدُ عَلَى سَبْعِيْنَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهٖ۔

حاضر ہوئے اور حضور سے یہ سوال کیا کہ وہ ان کو اپنی قمیص عطا فرمائیں جس میں ان کے باپ کو کفن دیا جائے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو قمیص عطا کر دی، پھر آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے، حضرت عمر نے آگے بڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور کہا؛ یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس پر نماز پڑھنے سے آپ کو منع کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے، اور فرمایا ہے: آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا خواہ آپ ان کے لیے ستر بار استغفار کریں، اور میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا، حضرت عمر نے کہا وہ منافق ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی "ان (منافقین) میں سے جو بھی مر جائے آپ اس کی کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔"

۶۰۸۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِيْ مَعْنٰى حَدِيْثِ أَبِيْ أُسَامَةَ وَزَادَ قَالَ فَتَرَكَ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِمْ۔

ابو اسامہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے، اس میں ہے کہ پھر آپ نے ان پر نماز پڑھنی چھوڑ دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی القرشی العدوی، حضرت عمر کی کنیت ابو حفص ہے ان کی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جنگ فجار اعظم کے چار سال بعد پیدا ہوئے حضرت عمر کا قریش کے معززین میں شمار ہوتا تھا، زمانہ جاہلیت میں

سفارت کا منصب انہی کے سپرد تھا۔ ؎

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا (یعنی منصب رسالت پر فائز کیا اور آپ نے اعلان نبوت کیا) تو حضرت عمر آپ کے اور مسلمانوں کے شدید مخالف تھے، پھر چند لوگوں کے اسلام لانے کے بعد حضرت عمر بھی اسلام لے آئے، ہلال بن یساف نے کہا حضرت عمر چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام لائے، ایک قول ہے انتالیس مردوں اور تیئس عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے، اور حضرت عمر کے اسلام کے بعد چالیس مرد پورے ہو گئے، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انتالیس مردوں اور ایک عورت کے اسلام کے بعد حضرت عمر اسلام لائے اور چالیس مردوں کا عدد پورا ہو گیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

یا ایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المؤمنین۔ (انفال: ۶۴)

اے نبی! آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور مومنوں میں سے آپ کے پیروکار (کافی ہیں)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی تھی " اے اللہ! ان دو مردوں میں سے جو تجھے محبوب ہو اس سے اسلام کو غلبہ عطا فرما " عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام یعنی ابو جہل، شریح بن عبید نے کہا کہ حضرت عمر نے بیان کیا کہ اسلام لانے سے قبل ایک دن میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ گئے، میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، آپ نے سورۃ الحاقۃ کی تلاوت شروع کی، مجھے قرآن مجید کی نظم اور ترتیب سے بہت تعجب ہوا، میں نے کہا: واللہ! جیسے قریش کہتے ہیں یہ شاعر ہیں، تب حضور نے یہ آیت پڑھی انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر۔ " بیشک یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے، یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے" پھر میں نے کہا یہ کاہن ہیں تب آپ نے پڑھا:

ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون ۵ تنزیل من رب العلمین۔ (الحاقۃ: ۴۱-۴۳)

اور نہ یہ (قرآن) کسی کاہن کا قول ہے، تم بہت ہی کم سمجھتے ہو، یہ قرآن رب العلمین کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوری سورۃ الحاقۃ ختم کی اور یہ سورۃ سن کر اسلام پوری طرح میرے دل میں گھر کر گیا۔

حضرت اسامہ بن زید ــــــ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر بن الخطاب نے ہم سے کہا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ میں کس طرح اسلام لایا تھا، ہم نے کہا ہاں! انہوں نے کہا میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مخالف تھا، ایک دن دوپہر کے وقت سخت گرمی پڑ رہی تھی، مجھے مکہ کے ایک راستہ میں قریش کا ایک شخص ملا، اس نے کہا اے ابن الخطاب! کہاں جا رہے ہو؟ تم کس خیال میں ہو، یہ دین تو تمہارے گھر میں داخل ہو چکا ہے، حضرت عمر نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا تمہاری بہن دین

؎ علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۵۳-۵۲ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

بدل چکی ہے، حضرت عمر نے کہا میں غضبناک ہو کر گھر لوٹا، ادھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ جب ایک دو آدمی مسلمان ہوتے تو ان کو یکجا کر دیتے تاکہ ان کو قوت حاصل ہو، وہ ایک ساتھ رہتے، کھاتے، پیتے اور نمازیں پڑھتے، میرے بہنوئی کے ساتھ بھی دو مردوں کو لاحق کر دیا گیا تھا، میں نے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا ابن الخطاب، اس وقت وہ لوگ بیٹھے ہوئے ایک صحیفہ سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے، جب انھوں نے میری آواز سنی تو جلدی سے چھپ گئے اور اس صحیفہ کو چھپانا بھول گئے، میری بہن نے دروازہ کھولا، میں نے اس سے کہا اے اپنی جان کی دشمن تو دین بدل چکی ہے پھر میں نے اس کو مارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس کا خون بہنے لگا، جب میری بہن نے خون دیکھا تو وہ رونے لگی، پھر میری بہن نے کہا: اے خطاب کے بیٹے! تم جو کچھ کر سکتے ہو وہ کر لو میں مسلمان ہو چکی ہوں، میں غصہ میں بھرا ہوا گھر کے اندر داخل ہوا اور چارپائی پر بیٹھ گیا، اچانک میری نظر پڑی گھر کے ایک کونے میں ایک کتاب رکھی ہوئی تھی، میں نے کہا یہ کیسی کتاب ہے؟ مجھے دو، میری بہن نے کہا، نہیں تم اس کتاب کو اٹھانے کے اہل نہیں ہو، تم غسل جنابت نہیں کرتے، تم ناپاک ہو اور اس کتاب کو صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں، حضرت عمر نے کہا میں اس سے کتاب کے لیے مسلسل اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے مجھے وہ صحیفہ دے دیا، میں نے دیکھا اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی تھی، جب میں نے رحمٰن اور رحیم کو پڑھا تو مجھ پر دہشت چھا گئی اور صحیفہ میرے ہاتھ سے گر گیا، میں نے پھر دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا، سبح للہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم۔ میں جب بھی اللہ عزوجل کے اسماء میں سے کوئی اسم پڑھتا تو مجھ پر دہشت چھا جاتی، اور میں اس پر غور و فکر کرتا، حتیٰ کہ میں اس آیت پر پہنچا:

امنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ۔ (الحدید: ۷)	اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو، جس میں اللہ نے تمہیں پہلے لوگوں کا قائم مقام کر دیا ہے۔

حتیٰ کہ جب میں ان کنتم مؤمنین پر پہنچا تو میں نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ پھر لوگ بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے ہوئے نکل آئے، اور انھوں نے مجھ سے جو کلمہ شہادت سنا تھا اس پر خوشی کا اظہار کیا اور مجھے مبارک باد دی، اور اللہ عزوجل کی حمد کی اور مجھ سے کہا: اے ابن الخطاب مبارک ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن یہ دعا کی تھی دو مردوں میں سے ایک کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرما! عمرو بن ہشام سے یا عمر بن الخطاب سے، اور ہم کو امید ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں مقبول ہو گئی، جب ان کو میرے اسلام لانے کے صدق کا یقین ہو گیا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں! وہ صفا کے نیچے ایک مکان میں ہیں میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اس کو ہدایت عطا فرمائے گا، پھر دروازہ کھولا اور دو شخص مجھے بازوؤں سے پکڑ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے فرمایا اسلام قبول کر لو، میں نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک لرسول اللہ۔

[illegible] (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

یہ سن کر تمام مسلمانوں نے اس زور سے نعرہ لگایا کہ مکہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کے چھٹے سال اسلام لائے تھے، ایوب بن موسیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری کر دیا ہے اور وہ فاروق ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب سے حق اور باطل میں فرق کر دیا ہے، حضرت زبیر بن عوام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر بن الخطاب سے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا، قاسم بن عبدالرحمان کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ حضرت عمر کا اسلام لانا فتح تھا، ان کی ہجرت نصرت تھی اور ان کی امارت رحمت تھی، ہم نے وہ وقت دیکھا جب ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، حتیٰ کہ حضرت عمر اسلام لے آئے، پھر حضرت عمر نے مشرکوں سے جنگ کی حتیٰ کہ انھوں نے ہم کو چھوڑ دیا اور ہم نے بیت اللہ میں نماز ادا کی۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہجرت کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا میرے علم کے مطابق مہاجرین میں سے حضرت عمر کے سوا ہر شخص نے چھپ کر ہجرت کی ہے، حضرت عمر نے جب ہجرت کا قصد کیا تو انھوں نے تلوار لٹکائی، تیر اور کمان اپنے ہاتھ میں لیے اور نیزہ سنبھال کر کعبہ کی طرف گئے، اس وقت قریش کی ایک جماعت صحن کعبہ میں بیٹھی ہوئی تھی، حضرت عمر نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی، پھر قریش کے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس پر اس کی ماں روئے، اس کے بچے یتیم ہوں اور اس کی بیوی بیوہ ہو وہ اس وادی کے باہر آکر مجھ سے مقابلہ کرے، حضرت علی نے کہا کسی شخص نے حضرت عمر کا پیچھا نہیں کیا اور بعض معمر لوگوں نے قریش کو سمجھایا اور نصیحت کی، حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مہاجرین میں سے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر آئے، پھر حضرت ابن ام مکتوم (نابینا) آئے پھر بیس سواروں کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب آئے، پھر حضرت ابوبکر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

حضرت عمر بن الخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر، احد، خندق، بیعت رضوان، خیبر، فتح مکہ، حنین اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار پر سب سے زیادہ سخت تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی بدر کے تمام مشرکین کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا، یہ قصہ بہت مشہور ہے، حضرت عمر جنگ احد میں آخر وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اسلام لانے کا یہ واقعہ اسی تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا ذکر ہے:

اللّٰھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمرو بن ھشام۔

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۵۰۔ ۵۳، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، تہران

[2] " " " " ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۵۹۔ ۵۸ " " "

زہری اور عاصم بن عمر نے بیان کیا کہ جنگ احد میں جب ابو سفیان نے واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے پہاڑ کے اوپر سے جھانک کر بلند آواز سے کہا، جنگ ایک ڈول ہے آج کا دن بدر کا بدلہ ہے۔ ھبل (بت کا نام) کا نام بلند ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کھڑے ہو کر اس کو جواب دو، حضرت عمر نے کہا اللہ اعلیٰ واجل، تمہاری ہم سے کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول نار میں ہیں، ابو سفیان نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا، حضرت عمر نے کہا نہیں! بے شک وہ تمہارا کلام سن رہے ہیں۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حضرت عمر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور باقی تمام لوگوں کا علم ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر کا علم راجح ہو گا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں دودھ پیش کیا گیا میں نے وہ دودھ پی لیا اور اپنا بچا ہوا دودھ عمر کو دیا، آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ نے اس سے کیا تعبیر لی ہے؟ آپ نے فرمایا علم! حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر سے بڑھ کر کسی کو رعیت کے حق میں بہتر اور مہربان نہیں دیکھا، اور حضرت عمر سے زیادہ کسی کو کتاب اللہ کا عالم، دین میں فقیہ، حدود اللہ کا نافذ کرنے والا اور رعب اور دبدبہ والا نہیں دیکھا، اور حضرت عثمان سے زیادہ کسی کو حیادار نہیں دیکھا۔ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زہد اور تواضع

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب اسلام اور ہجرت میں تو ہم پر مقدم نہیں تھے لیکن وہ ہم سب سے زیادہ دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب تھے، ثابت کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے پانی مانگا تو انھیں ایک برتن میں شہد پیش کیا گیا، حضرت عمر اس برتن کو ہاتھ پر رکھ کر کہنے لگے، میں اس کو پی لوں گا تو پینے کے بعد اس کی حلاوت تو ختم ہو جائے گی اور اس کا مواخذہ باقی رہ جائے گا یہ کہہ کر وہ شہد کسی اور شخص کو دے دیا، ابن ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا، غلام نے آکر کہا کہ عتبہ ابی فرقد ملاقات کے لیے آئے ہیں، حضرت عمر نے کہا عتبہ کس کام سے آئے ہیں ان کو بلاؤ، عتبہ آئے تو دیکھا کہ حضرت عمر کے سامنے روٹی اور زیتون کا تیل رکھا ہوا تھا، حضرت عمر نے کہا آؤ عتبہ کھانا کھاؤ، وہ کھانے لگے تو وہ سخت روٹی تھی جو ان کے حلق سے نہیں اترتی تھی، انھوں نے کہا امیر المومنین کیا آپ کے ہاں میدے کی نرم روٹیاں نہیں ہیں؟ حضرت عمر نے کہا تم پر افسوس ہے، کیا تمام مسلمان اس قسم کا کھانا کھا سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں! حضرت عمر نے کہا تم پر افسوس ہے، اے عتبہ کیا میں اچھی اور لذیذ چیزیں دنیا میں ہی خرچ کر لوں؟ ابو عثمان نے کہا میں نے دیکھا حضرت عمر منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مار رہے تھے، ان کے جسم پر پیوند لگا ہوا لباس تھا جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے

---

[1] علامہ علی بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۰ - ۵۹، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

[2] 〃 〃 〃 〃 ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۰، 〃 〃 〃 〃

[3] 〃 〃 〃 〃 ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۲ - ۶۰، 〃 〃 〃 〃

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بلند درجے والے نچلے درجے والوں کو اس طرح دکھائی دیں گے جس طرح آسمان کے افق پر کوئی روشن ستارہ نظر آتا ہے اور ابوبکر اور عمر بلند درجے میں رہیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حرا پہاڑ ہلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساکن ہو جا تم پر ایک نبی ہے، صدیق ہے اور شہید ہیں، اس پہاڑ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمان، حضرت سعد اور حضرت سعید تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں جبرائیل اور میکائیل اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں ابوبکر اور عمر، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، سامنے سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر آرہے تھے، مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ دونوں انبیاء اور مرسلین کے سوا اولین اور آخرین میں سے جنت کے تمام ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں، پھر مجھ سے کہا اے علی ان کو خبر نہ کرنا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل میں حق رکھ دیا ہے، حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی واقعہ یا حادثہ ہوا، اس کے متعلق ایک رائے لوگوں کی ہوتی اور ایک رائے حضرت عمر کی ہوتی تو حضرت عمر کی رائے کے مطابق قرآن مجید نازل ہو جاتا، اس کی مثال میں انھوں نے لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم فیہ عذاب عظیم (الانفال: ۶۸) حجاب کے حکم اور شراب سے ممانعت کے متعلق آیات پیش کیں، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا: اے وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر ہیں، حضرت ابوبکر نے کہا: اگر تم یہ کہتے ہو تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ عمر سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلی امتوں میں محدث (جس پر الہام کیا جائے) ہوتے تھے، اگر اس امت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب ہیں، حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مدینہ میں قریش کے ایک خاندان کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے حضرت عمر کا پیغام مسترد کر دیا، پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے نکاح کا پیغام دیا تو ان کو رشتہ دے دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے ایسے شخص کا پیغام مسترد کیا ہے کہ روئے زمین پر اس سے بہتر شخص نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے، اچانک حضرت عمر نے خطبہ سے اعراض کر کے کہا: اے ساریہ بن حصن! پہاڑ کی اوٹ میں ہو، پہاڑ کی اوٹ میں ہو، جو شخص بھیڑیے کو پالتا ہے وہ ظلم کرتا ہے، ایک ماہ بعد ایک شخص فتح کی خوشخبری لے کر آیا، اس نے بتایا اس دن جب وہ پہاڑ سے ہٹے تو اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مشابہ آواز آئی" اے

ساریہ بن حصن! پہاڑ کی اوٹ میں رہو، پہاڑ کی اوٹ میں ہو، ہم پہاڑ کی اوٹ میں ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دے دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے اس نے میرے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کی اور مجھے دار ہجرت میں لے گئے، اور اپنے مال سے بلال کو آزاد کیا، اور اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے وہ حق کہتے ہیں خواہ کڑوا ہو، وہ حق کو ترک نہیں کرتے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن عام مسلمانوں پر بالعموم فخر کرتا ہے اور عمر پر بالخصوص فخر کرتا ہے، حضرت سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ میں شیعہ کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو برا بھلا کہہ رہے تھے، حضرت سوید بن غفلہ نے حضرت علی سے اس کا ذکر کیا اور کہا اگر ان کو یہ اس کا یقین نہ ہوتا کہ آپ کے دل میں ان کی برائی ہے تو وہ حضرت ابوبکر اور عمر کو برا کہنے کی کبھی جرأت نہ کرتے، حضرت علی نے کہا معاذ اللہ! میرے دل میں ان کی اچھائیوں کے سوا کوئی چیز نہیں، سنو! اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے دل میں ان کے متعلق اچھائی کے سوا اور کوئی چیز رکھتا ہو، پھر وہ نماز کے بعد منبر پر بیٹھے، درآں حالیکہ ان کی سفید ڈاڑھی پر آنسو بہہ رہے تھے، پھر انھوں نے کھڑے ہو کر بہت بلیغ خطبہ دیا، اور کہا یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے ہم بری ہیں، اس ذات کی قسم جس نے سبزہ اگایا اور روح کو پیدا کیا، ابوبکر اور عمر سے اسی شخص کو محبت ہوگی جو مومن متقی ہوگا اور ان سے وہی شخص بغض رکھے گا جو فاجر غوی ہوگا، یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے (دینی) بھائی اور آپ کے صحابی ہیں اور آپ کے وزیر ہیں زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر بن الخطاب مدینہ میں گشت کر رہے تھے، ایک جگہ دیکھا ایک عورت گھر میں بیٹھی ہے اور اس کے گرد بچے بیٹھے رو رہے ہیں اور پانی سے بھری ہوئی دیگچی آگ پر رکھی ہے، حضرت عمر نے پوچھا یہ دیگچی آگ پر کیوں رکھی ہے؟ اس نے کہا بچوں کو بہلانے کے لیے تاکہ یہ سمجھیں کہ کھانا پک رہا ہے اور انتظار کرتے کرتے سو جائیں، حضرت عمر رونے لگے اور جا کر بیت المال سے آٹا، گھی، کھجوریں، چربی، کپڑے اور درہم وغیرہ لے کر ایک بوری میں ڈالے اور اپنے غلام سے کہا: اسلم! یہ بوری مجھ پر لاد دو، اسلم نے کہا امیر المومنین اس بوری کو میں اٹھا لیتا ہوں، آپ نے فرمایا: آخرت میں اس معاملہ کے متعلق مجھ سے سوال ہوگا اس لیے یہ بوری مجھ کو ہی اٹھانے دو، پھر حضرت عمر ان کے گھر گئے اور خود کھانا پکا کر ان کو کھلایا۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں صبح کے وقت ایک کنویں سے ڈول نکال رہا ہوں، پھر ابوبکر آئے انھوں نے ایک یا دو ڈول نکالے، ان کے ڈول نکالنے میں ضعف تھا، اللہ ان کی مغفرت کرے، پھر عمر بن الخطاب آئے اور انھوں نے ڈول نکالے اور میں نے

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۷-۶۲ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران،
یہ واقعہ شیخ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۲۹-۴۸ میں بھی بیان کیا ہے۔

ان کی طرح غیر معمولی صلاحیت والا کسی کو نہیں دیکھا حتیٰ کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور انھوں نے اپنی سواریوں کو پانی پلا کر بٹھا دیا، (الحدیث) اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت عمر کے زمانۂ خلافت میں بہت زیادہ شہر فتح ہوئے، اور بہت مال و دولت اکٹھا ہوا، اور کفار سے بہت مال غنیمت حاصل ہوا، ایک اور حدیث میں ہے اگر تم ان کو خلیفہ بناؤ گے تو ان کو دنیا اور دین الٰہی کے احکام کے نفاذ میں قوی پاؤ گے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو قیامت تک بعد میں آنے والے حکمرانوں پر حجت بنا دیا ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلا کر حضرت عمر کے متعلق ان کی رائے پوچھی، حضرت عبدالرحمٰن نے کہا حضرت عمر کے متعلق آپ کی جو رائے ہے وہ اس سے زیادہ افضل ہیں، پھر حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان کو بلایا، اور ان سے حضرت عمر کے متعلق رائے پوچھی، حضرت عثمان نے کہا ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے، اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں ہے، پھر حضرت ابوبکر نے سعید بن زید، ابوالاعور، اُسید بن حضیر اور دیگر مہاجرین اور انصار سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے پوچھی، حضرت اُسید نے کہا کہ وہ آپ کے بعد سب سے بہتر ہیں، ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور اس خلافت کے لیے ان سے زیادہ قوی اور کوئی شخص نہیں ہے، بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ حضرت عمر بہت سخت ہیں، حضرت ابوبکر نے کہا مجھے بٹھاؤ پھر کہا کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو! جو تمہارے لیے ظلم کا زادِ راہ مہیا کرے گا وہ ناکام ہو گا، اے اللہ! ان کے لیے بہتر شخص کو خلیفہ بنا دے، پھر حضرت ابوبکر لیٹ گئے، پھر حضرت عثمان کو بلا کر کہا لکھو:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ نصیحت ہے جو ابوبکر نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت اور آخرت میں داخل ہوتے وقت کی ہے جس وقت کافر ایمان لے آتا ہے اور فاجر یقین کر لیتا ہے اور کاذب تصدیق کر دیتا ہے، میں اپنے بعد تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ بناتا ہوں، تم اس کے احکام سننا اور اس کی اطاعت کرنا، میں نے اللہ، اس کے رسول، اس کے دین اور اپنے اور تمہارے لیے کسی خیر کو ترک نہیں کیا، اگر انھوں نے عدل کیا تو ان کے متعلق میرا یہی گمان اور یقین ہے اور اگر انھوں نے اس کے خلاف کیا تو ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے، میں نے خیر کا ارادہ کیا ہے اور میں غیب کو نہیں جانتا، اور ظالموں کو عنقریب پتا چل جائے گا کہ وہ کیسی پلٹنے کی جگہ پلٹ کر جاتے ہیں،..... والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!

پھر حضرت ابوبکر نے اس خط پر مہر لگانے کا حکم دیا، پھر حضرت عثمان اس مہر شدہ مکتوب کو حضرت عمر اور حضرت اسد بن سعید کے پاس لے کر گئے اور لوگوں سے کہا کیا تم اس مکتوب پر بیعت کرتے ہو؟ سب لوگوں نے اس پر بیعت کر لی، پھر حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو بلا کر کچھ وصیتیں کیں، اور یوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت منعقد ہو گئی۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انفرادی اور اجتماعی (بہ حیثیت خلیفہ) سیرت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۱-۶۷، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

بہ کثرت فتوحات ہوئیں، اور متعدد علاقے اور شہر اسلامی سلطنت میں داخل ہوئے، عراق، شام، مصر، جزیرہ، دیار بکر، ارمینیہ آذربائیجان، اراینہ، بلاد جبال، بلاد فارس اور خوزستان وغیرہ، حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوئے، خراسان میں اختلاف ہے، بعض مورخین نے کہا وہ حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوا اور بعض نے کہا وہ حضرت عثمان کے زمانہ میں فتح ہوا۔

حضرت عمر نے بیت المال سے لوگوں کے وظیفے مقرر کیے اور اپنے لیے ایک عام مزدور کا وظیفہ مقرر کیا، حضرت عمر نے دیوان تیار کرائے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے لحاظ سے نام لکھوائے، پہلے بنو ہاشم کے، پھر جو ان کے قریب تھے اور پھر جو ان کے قریب تھے، اسی طرح جو لوگ اسلام لانے میں سابق تھے ان کا زیادہ اعزاز اور اکرام کرتے تھے اور ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب پر فوقیت دی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام بیان کرتے ہیں ایک دن سخت گرمی کا دن تھا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بالاخانہ پر بیٹھا ہوا تھا، ناگاہ میں نے دیکھا ایک شخص سخت دھوپ میں دو اونٹوں کو لیے چلا آرہا ہے جب وہ قریب پہنچا تو ہم نے پہچانا وہ حضرت عمر تھے، حضرت عثمان نے کہا اتنی سخت لو اور گرمی میں آپ کیوں باہر پھر رہے ہیں، حضرت عمر نے کہا یہ صدقہ کے دو اونٹ نکل بھاگے تھے، میں نے سوچا اگر یہ ضائع ہو گئے تو آخرت میں مجھ سے ان کے متعلق مواخذہ ہوگا، اس لیے میں ان کو واپس چراگاہ میں لا رہا ہوں، حضرت عثمان نے کہا آپ یہاں آئیں پانی سے غسل کریں اور سایہ میں آرام کرلیں، حضرت عمر نے کہا اپنے پانی اور سایہ کو اپنے پاس رکھو اور اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلے گئے، حضرت عثمان نے کہا جو شخص کسی قوی اور امین شخص کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے!

اسماعیل بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ ماہ رمضان میں حضرت علی مسجدوں کے پاس سے گزرے قرآن کو قندیلوں سے روشن دیکھا، حضرت علی نے کہا اللہ تعالیٰ عمر کی قبر کو اسی طرح منور کردے جس طرح اس نے ہماری مسجدوں کو منور کیا ہے، مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے حج کیا اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آنے جانے میں اسّی درہم خرچ کیے، بعد میں ہاتھ مل مل کر افسوس کر رہے تھے کہ ہم نے یہ اسراف کیا ہے، ابن منقول بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آخرت کے حساب سے پہلے دنیا میں اپنا حساب کرلو، اور میزان میں اپنے اعمال کے وزن سے پہلے دنیا میں اپنے اعمال کا وزن کرلو! رضی اللہ عنہ وارضاہ بمنہ وکرمہ۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے، آپ کے ساتھ اس وقت حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی تھے، اس پہاڑ میں زلزلہ کی طرح جھٹکے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پیر مارا اور فرمایا: اے اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر منیٰ سے لوٹے تو انہوں نے زمین پر اپنی اونٹنی بٹھائی اور اپنی چادر کا ایک پلو اونٹنی پر ڈال کر لیٹ گئے پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی: "اے اللہ! میری عمر زیادہ ہو گئی اور میری قوت کم ہو گئی

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۲-۷۱، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

اور میری رعیت بہت پھیل گئی، اب میری روح قبض کر لے درآں حالیکہ مجھے ضائع کرنا اور نہ مجھ میں افراط کرنا" اس دعا کے بعد ابھی ذوالحجہ کا ماہ ختم نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر زخمی کر دیے گئے اور اس کے بعد شہید ہو گئے۔

ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو چکیاں بناتا تھا، اور حضرت مغیرہ اس سے ہر روز چار درہم بطور خراج لیتے تھے۔ ابو لولو کی حضرت عمر سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا اے امیر المومنین! مغیرہ مجھ سے زیادہ خراج لیتے ہیں ان سے کہیں اس میں کچھ تخفیف کریں، حضرت عمر نے کہا اللہ سے ڈرو، اور اپنے مالک سے اچھا سلوک کرو، اور حضرت عمر کی نیت یہ تھی کہ حضرت مغیرہ سے تخفیف کے لیے کہیں گے، وہ غلام غضب ناک ہوا اور اس نے (دل میں) کہا ساری دنیا میں عدل کرتے ہو اور میرے ساتھ عدل نہیں کرتے! اور اپنے دل میں ان کے قتل کا منصوبہ بنایا، پھر ایک دو دھاری زہر آلود خنجر تیار کیا اور جب حضرت عمر صبح کی نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو یہ آپ کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا، حضرت عمر نے کہا اقیموا صفوفکم۔ "اپنی صفیں درست کرو" اور ابھی اللہ اکبر کہا ہی تھا کہ ابو لولو نے خنجر کا ایک وار کندھے پر اور دوسرا وار کوکھ پر کیا ایک قول یہ ہے کہ چھ وار کیے، حضرت عمر گر پڑے، وہ خنجر چلاتا ہوا بھاگا اس کے خنجر سے تیرہ آدمی زخمی ہوئے جن میں سات موقع پر شہید ہو گئے، حضرت عمر کو اٹھا کر لے جایا گیا۔

محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھبیس ذوالحجہ ۲۳ھ بدھ کے دن زخمی کیا گیا اور اتوار کے دن یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ کا وصال ہو گیا، اسی دن آپ کو دفن کیا گیا، دس سال، پانچ ماہ اور اکیس دن آپ کی خلافت رہی، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

جب لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آتے تو وہ آپ کی مدح اور تعریف کرتے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین! آپ کو بشارت ہو، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی، اسلام لانے میں آپ نے سبقت کی پھر خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے عدل کیا اور اب شہادت کا مرتبہ پایا، حضرت عمر نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب برابر سرابر ہو جائے، مجھے اجر ملے اور نہ مجھ سے مواخذہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے کہا حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ عمر سلام عرض کرتا ہے دیکھو امیر المومنین نہ کہنا، کیونکہ اب میں مومنین کا امیر نہیں ہوں ان سے کہنا کہ عمر بن الخطاب اپنے صاحبوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے، جب حضرت ابن عمر حضرت ام المومنین کے پاس گئے تو وہ رو رہی تھیں، یہ پیغام سن کر فرمایا میں نے اس جگہ کو اپنے لیے رکھا تھا لیکن آج میں عمر کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں، حضرت عمر نے یہ پیغام سن کر فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کو لے جانا اور حضرت ام المومنین کو سلام عرض کر کے دوبارہ اجازت طلب کرنا اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ [1]

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۷-۷۸، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

حضرت عمر کے لیے حضرت علی کی دعاءِ خیر

حدیث نمبر ۶۰۷۲ میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ دیکھ کر حضرت عمر کے محاسن بیان کیے اور ان کے حق میں دعائے خیر کی، علامہ نووی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ہے اور حضرت علی کی ان کی فضیلت پر شہادت کا بیان ہے اور ان کی ثناءِ جمیل کرنے کا ذکر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ان کے متعلق حضرت علی کے گمان کی صحت کا بیان ہے۔ [1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

شیعہ حضرت علی کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں، کہ حضرت علی، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بغض رکھتے تھے اور ان کو خلافت میں غاصب اور ظالم کہتے تھے، اس حدیث میں ان کا رد اور ان کی تکذیب ہے، بلکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی شیخین سے محبت رکھتے تھے ان کی اپنے اوپر فضیلت کا اعتراف کرتے تھے اور ان کی تعریف و توصیف کرتے تھے۔ [2]

حضرت عمر کی دینداری میں سابقیت

حدیث نمبر ۶۰۷۳ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لمبی قمیص پہنے ہوئے دیکھا، آپ سے قمیص کی تعبیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا دین۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماءِ تعبیر نے بیان کیا ہے کہ نیند میں قمیص کو دیکھنے کی تعبیر دین ہے اور قمیص کو گھسیٹنا اس شخص کے آثارِ جمیلہ اور مسلمانوں میں اس کی عمدہ سنتوں کا بیان ہے، تاکہ اس کی وفات کے بعد مسلمانوں میں اس کی پیروی کی جائے حدیث نمبر ۶۰۷۵ میں ہے کہ دودھ کی تعبیر علم ہے، دودھ کی تفسیر علم کے ساتھ اس لیے کی ہے کہ دونوں نفع پہنچانے میں مشترک ہیں، دودھ بدن کی غذا اور قوت کا سبب ہے اور علم دنیا اور آخرت کی صلاح کا سبب ہے۔ [3]

علامہ ابی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قمیص کی تعبیر دین سے اس لیے کی ہے کہ قرآن مجید میں ہے ولباس التقوٰی ذٰلک خیر "سب سے بہتر تقوٰی کا لباس ہے" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کم مقدار کی قمیص پہنے ہوئے جو لوگ پیش کیے گئے وہ سب حضرت عمر سے کم مرتبہ کے تھے، اگر ان میں حضرت ابوبکر بھی ہوتے تو ان کی قمیص سب سے لمبی اور سب سے کامل ہوتی، کیونکہ حضرت ابوبکر سب سے کامل اور سب سے افضل تھے [4]

حدیث نمبر ۶۰۷۰ میں ہے حضرت ابوبکر کے ڈول کھینچنے میں کچھ ضعف تھا، اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۰۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۰۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کہ حضرت ابوبکر کا مرتبہ حضرت عمر سے کم تھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر کی مدت خلافت حضرت عمر سے کم ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا اللہ ابوبکر کی مغفرت کرے، یہ ایک محبت اور ترحیم کا کلمہ ہے۔

حدیث نمبر ۶۰۸۰ میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا: جب بھی شیطان تم کو دیکھتا ہے راستہ تبدیل کر لیتا ہے، علامہ نووی لکھتے ہیں یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور شیطان جب حضرت عمر فاروق کو دیکھتا تو ان کی ہیبت سے اپنا راستہ تبدیل کر لیتا ہے، قاضی عیاض نے کہا اس میں یہ اشارہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شیطان کے اغواء اور اس کے بہکانے سے محفوظ ہیں وہ ہر معاملہ اور ہر باب میں صحیح روش پر ہوتے ہیں اور ان کا ہر کام شیطان کے مخالف ہوتا ہے۔

حضرت عمر کا محدَّث (صاحب الہام) ہونا

حدیث نمبر ۶۰۸۲ میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدَّث ہیں یعنی ان پر الہام کیا جاتا ہے اور حدیث نمبر ۶۰۸۳ میں ہے حضرت عمر نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی ان دونوں مسئلوں کی پوری تفصیل اور تحقیق ہم نے اپنے ایک مضمون "محدث نمبر ۱ م" میں کی ہے، یہ مضمون مقالات سعیدی میں درج ہے، علامہ نووی نے لکھا ہے یہ حدیث حضرت عمر کے عظیم مناقب میں سے ہے، بعض روایات میں ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے حضرت زینب کے ان پر زیادہ ٹھہرنے پر رقابت محسوس کی تو حضرت عمر نے کہا: عسیٰ ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن۔ تو یہ آیت نازل ہو گئی، حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکا تو یہ آیت نازل ہوئی: ولا تصل علی احد منهم مات ابدا۔ اسی طرح شراب کی حرمت کے متعلق بھی حضرت عمر کی رائے کے موافق آیت نازل ہوئی، اس طرح یہ چھ آیات ہو جاتی ہیں۔

عبداللہ بن اُبی کے کفن کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص دینے کی وجہ

حدیث نمبر ۶۰۸۵ میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے کفن کے لیے اس کے بیٹے کی درخواست پر اپنی قمیص عطا فرمائی۔

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کی تعظیم اور تالیف کے لیے اس کو قمیص عطا فرمائی کیونکہ وہ ایک صالح صحابی تھے، ایک قول یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی نے جنگ بدر میں حضور کے چچا حضرت عباس کو اپنی قمیص پہنائی تھی اس کا بدلہ اتارنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وہ قمیص عطا فرمائی اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم مکارم اخلاق کا بیان ہے کیونکہ اس منافق کی پہنچائی ہوئی اذیتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھیں اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی برائیوں کا بدلہ نیکی سے دیا اس کی تکفین کے لیے اپنی قمیص دی اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے لیے استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اب منافقین کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کے لیے استغفار کرنا ممنوع اور حرام ہے۔[۱]

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اس حدیث کی پوری تفصیل اور تحقیق ان شاء اللہ ہم شرح صحیح مسلم جلد سابع "کتاب صفۃ المنافقین" میں کریں گے۔

حضرت عمر کی رائے کے مطابق بعض آیات کے نازل ہونے پر شیعہ علماء کی تائید

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم۔ (الانفال: ۶۸)

اگر (اجتہادی خطاء پر معافی کا حکم) پہلے سے اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو (بدر کے کافروں سے) جو (فدیہ کا مال) تم نے لیا تھا اس میں ضرور تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرہ اخذ الفداء حتی رای سعد بن معاذ کراھیۃ ذلک فی وجھہ فقال یا رسول اللہ! ھذا اول حرب لقینا فیہ المشرکین والاثخان فی القتل احب الی من استبقاء الرجال وقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ! کذبوک و اخرجوک فقدمھم واضرب اعناقھم ومکن علیاً من عقیل فیضرب عنقہ ومکنی من فلان اضرب عنقہ فان ھولاء ائمۃ الکفر وقال ابو بکر اھلک وقومک استأنبھم واستبقھم وخذ منھم فدیۃ فیکون لنا قوۃ علی الکفار قال ابن زید فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو نزل عذاب من السماء ما نجا منکم غیر عمر و سعد بن معاذ۔[۱]

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لینے کو ناپسند کیا تھا حتیٰ کہ سعد بن معاذ نے آپ کے چہرے میں ناپسندیدگی دیکھی، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ پہلی جنگ ہے جس میں ہم نے مشرکین سے مقابلہ کیا ہے اور میرے نزدیک مشرکین کو قتل کر کے خون بہانا زیادہ پسندیدہ ہے، (حضرت) عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ! ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو بے وطن کیا، آپ آگے بڑھ کر ان کی گردنیں اتاریئے (حضرت) علی کو فلاں کی گردن اتارنے دیں اور مجھے فلاں کی گردن اتارنے دیں، کیونکہ یہ لوگ کفر کے امام ہیں (حضرت) ابو بکر نے کہا یہ آپ کے اہل اور آپ کی قوم ہیں ان کے ساتھ نرمی کریں اور ان کو زندہ رہنے دیں، آپ ان سے فدیہ لے لیں، اس سے ہمیں کفار کے خلاف قوت حاصل ہوگی ابن زید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آسمان سے عذاب نازل ہوتا تو عمر اور سعد بن معاذ کے علاوہ تم میں سے کوئی نجات نہ پاتا۔

۱۔ شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۴ ص ۵۹۵ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۰۶ھ

شیخ ابن ابی الحدید شیعہ لکھتے ہیں:

حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کی نماز جنازہ پڑھائی، اس کے بعد یہ آیت نازل ہو گئی:

ولا تصل علی احد منهم مات ابدا۔ (توبہ: ۸۴) اور آپ ان میں سے کسی کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھائیں۔

(شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۵۵ ملتقطا مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان (ایران)۔

نیز شیخ ابن ابی الحدید شیعہ لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کو لوگوں پر چار وجہ سے فضیلت ہے، بدر کے قیدیوں کے متعلق ان کی رائے کے موافق قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض۔ (انفال: ۶۷) جب تک کہ نبی زمین پر کافروں کا خون نہ بہائے، اس کے لیے ان کو قیدی بنانا مناسب نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حجاب کے متعلق ان کی رائے کے مطابق یہ آیت نازل ہوئی:

واذا سالتموهن متاعا فسئلوهن من وراء حجاب۔ (احزاب: ۵۳) اور جب تم نبی کی ازواج سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔

اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے اسلام کی دعا کی: اللهم ايد الاسلام باحد الرجلين۔ "اے اللہ! ان دو شخصوں میں سے کسی ایک سے اسلام کی تائید کر۔"

(شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۵۸-۵۷ مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران)۔

کتب شیعہ سے حضرت عمر کے فضائل کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذ اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا فلما نبأت به واظهره الله علیه عرف بعضه واعرض عن بعض فلما نباها به قالت من انباك هذا قال نبانی العلیم الخبیر۔ (تحریم: ۳)

اور جب نبی نے اپنی ایک زوجہ کو ایک راز کی بات بتائی، پھر جب اس زوجہ نے وہ راز کسی کو بتا دیا، اور اللہ نے نبی پر اس کا اظہار کر دیا، تو نبی نے اس زوجہ کو کچھ بات بتائی اور کچھ سے اعراض کیا، پھر جب نبی نے انہیں اس کی خبر دی تو وہ بولیں آپ کو کس نے بتایا؟ نبی نے کہا مجھے علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ کو کون سی راز کی بات بتلائی تھی جس کو انہوں نے افشاء کر دیا تھا؛ شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

عن الزجاج قال ولما حرم ماریة: زجاج بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

القبطية اخبر حفصة انه يملك من بعده ابو بكر ثم عمر فعرفها بعض ما افشت من الخبر واعرض عن بعض ان ابا بكر وعمر يملكان بعدى. [1]

نے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو انھوں نے حضرت حفصہ کو یہ خبر دی کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر حکمران ہوں گے پھر جب حضرت حفصہ نے اس راز کو افشاء کر دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی افشاء کی ہوئی خبر میں سے بعض کو انھیں جتایا اور بعض سے اعراض کیا اور جو بتایا وہ یہ تھا کہ ابوبکر اور عمر میرے بعد حکمران ہوں گے۔

نہج البلاغہ کے شارح شیعہ مصنف ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

لما اسر الهرمزان حمل الى عمر من تستر الى المدينة ومعه رجال من المسلمين منهم الاحنف بن قيس وانس بن مالك فادخلوه المدينة فى هيئته وتاجه وكسوته فوجدوا عمر نائما فى جانب المسجد فجلسوا عنده ينتظرون انتباهه فقال الهرمزان واين عمر؟ قالوا: ها هو ذا، قال اين حرسه؟ قالوا لا حاجب له ولا حارس قال فينبغى ان يكون هذا نبيا قالوا: انه يعمل بعمل الانبياء. [2]

جب ہرمزان (بادشاہ) کو قید کیا گیا تو اس کو حضرت عمر کے پاس تستر سے مدینہ لایا گیا، اس وقت اس کے ساتھ مسلمان بھی تھے جن میں حضرت احنف بن قیس اور حضرت انس بن مالک بھی تھے جس وقت ہرمزان کو مدینہ لایا گیا تو وہ اس وقت اپنی پوشاک اور تاج پہنے ہوئے تھا، اس وقت انھوں نے دیکھا کہ حضرت عمر مسجد کی ایک جانب سوئے ہوئے تھے، وہ لوگ حضرت عمر کے پاس ان کے جاگنے کے انتظار میں بیٹھ گئے، ہرمزان نے پوچھا عمر کہاں ہیں؟ حاضرین نے کہا یہ لیٹے ہوئے ہیں! ہرمزان نے پوچھا ان کے محافظ کہاں ہیں؟ حاضرین نے کہا ان کا کوئی دربان اور محافظ نہیں ہے، ہرمزان نے کہا پھر تو اس شخص کو نبی ہونا چاہیے! حاضرین نے کہا یہ انبیاء کی سیرت پر عمل کرتے ہیں۔

نہج البلاغہ کے حوالے سے حضرت علی کے بیان کردہ حضرت عمر کے فضائل

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لله بلاد فلان فقد قوم الاود وداوى العمد خلف الفتنة واقام السنة

اللہ تعالیٰ "فلاں" کے شہروں کو برکت دے، اس نے کجی کو سیدھا کیا، اور بیماری کا علاج کیا،

---

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱۰ ص ۳۱۴ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۰۶ھ

[2] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغۃ ج ۱ ص ۱۸۰ مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران

ذهب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرها وسبق شرها ادی الی الله طاعته واتقاه بحقه[1]

سنت کو قائم کیا اور فتنہ کو ختم کر دیا، دنیا سے پاک و صاف لباس اور کم عیب میں رخصت ہوا، خلافت کی نیکی کو حاصل کیا اور اس کے شر سے اجتناب کیا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجا لایا اور اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرا جو ڈرنے کا حق تھا۔

(خطبہ: ۲۲۶)

حضرت علی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ "فلاں" کے شہروں کو برکت دے، اس جملہ میں "فلاں" سے کون مراد ہے؟ شیخ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

فلان المكنى عنه عمر بن الخطاب وقد وجدت النسخة التي بخط الرضي ابي الحسن جامع نهج البلاغة وتحت فلان عمر[2]

لفظ "فلاں" حضرت عمر بن الخطاب سے کنایہ ہے، میں نے نہج البلاغۃ کا وہ نسخہ دیکھا جو اس کتاب کے جامع رضی ابوالحسن کا لکھا ہوا ہے اس میں فلاں کے نیچے عمر لکھا ہوا تھا۔

نہج البلاغۃ کے اردو اور فارسی شیعہ مترجمین نے بھی اس خطبہ سے پہلے "درباره عمر" کا عنوان لکھا ہے۔

سید نبی الدین اولیائی نہج البلاغۃ کے فارسی ترجمہ میں اس خطبہ کا عنوان لکھتے ہیں:

درباره عمر بن الخطاب۔[3]

رئیس احمد جعفری نہج البلاغۃ کے اردو ترجمہ میں اس خطبہ کا عنوان لکھتے ہیں:

درباره عمر[4]

شیخ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ کی بارھویں جلد پوری کی پوری اس خطبہ کی شرح میں حضرت عمر بن الخطاب کی شخصیت پر لکھی ہے، اس جلد کے ۲۸۹ صفحات ہیں، اس جلد کے چند عنوانات یہ ہیں: حضرت عمر کی سیرت اور اخلاق، حضرت عمر کے طویل خطبات، حضرت عمر کے ملفوظات، حضرت عمر کی فضیلت میں وارد شدہ احادیث، حضرت عمر کے اسلام لانے کا واقعہ، حضرت عمر کی شہادت، حضرت عمر کی شخصیت پر اعتراضات کے جوابات۔

---

[1] نہج البلاغۃ ص ۸۸۷، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

[2] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۵ھ، شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۳، مطبوعہ موسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران

[3] سید نبی الدین اولیائی، ترجمہ نہج البلاغۃ (فارسی) ص ۸۸۸، مطبوعہ انتشارات زرین ایران

[4] رئیس احمد جعفری، ترجمہ نہج البلاغۃ (اردو) ص ۵۴۱، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

اس سلسلے میں شیخ ابن ابی الحدید نے دس اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں، ظاہر ہے ہم یہاں اس پوری جلد کو پیش نہیں کر سکتے، اس کتاب کے چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں، اہل علم اس پوری جلد کا مطالعہ کریں گے تو بہت محظوظ ہوں گے۔

ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر کے فضائل میں احادیث

حضرت عمر کی فضیلت میں مسانید صحیحہ اور دوسری مسانید میں احادیث مذکور ہیں، صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ہے:

کان فی الامم محدثون فان یک فی امتی فعمر۔ [۱] پچھلی امتوں میں محدث ہوتے تھے اس امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔

مسانید صحیحہ کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں یہ روایات ہیں:

ان السکینۃ لتنطق علی لسان عمر۔ عمر کی زبان پر وقار اور رحمت کلام کرتی ہے

ان اللہ ضرب بالحق علی لسان عمر و قلبہ۔ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کر دیا ہے۔

ان بین عینی عمر ملکا یسددہ و یوفقہ۔ عمر کی دو آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے جو اس کو سیدھے راستہ پر قائم رکھتا ہے۔

لو لم ابعث فیکم لبعث عمر۔ اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتے۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔

سراج اھل الجنۃ عمر۔ عمر اہل جنت کا چراغ ہیں۔

شیخ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں حضرت عمر کی فضیلت میں بہت زیادہ احادیث وارد ہیں، ہم نے صرف احادیث مشہورہ کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے۔ [۲]

ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر پر اعتراضات کے جوابات

حضرت عمر کے مخالفین اور اعداء نے ان پر کئی اعتراضات کیے ہیں، ازاں جملہ یہ اعتراض ہے کہ اگر حضرت عمر کی زبان پر حق جاری تھا اور سکینہ نطق کرتی تھی تو صلح حدیبیہ کے موقع پر وہ مضطرب کیوں تھے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متفق کیوں نہیں تھے؟

اس کا جواب ہے کہ ہر چیز میں ان پر الہام نہیں ہوتا تھا بلکہ ان کے اکثر افعال، ظنون اور آراء میں ان پر الہام ہوتا تھا، اور اکثر اوقات حضرت عمر کی رائے صائب ہوتی تھی اور جو شخص ان کی سیرت پر غور و فکر کرے گا

---

[۱] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۱۷۸، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران

[۲] " " " " شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۱۷۹-۱۷۸ " "

اس پر اس قول کی صداقت ظاہر ہو جائے گی۔ [1]

حضرت عمر پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ انھوں نے متعہ کو حرام کر دیا، شیخ ابن ابی الحدید اس کے جواب میں لکھتے ہیں:
حضرت عمر کے حال سے یہ معلوم ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نسخ کرنے کے مدعی نہیں تھے، وہ دین اسلام کے پیروکار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے تابع تھے، اس لیے ان کے کلام کا محمل یہ ہے کہ پہلے متعہ جائز تھا پھر اس کو حرام کر دیا گیا۔ اور جس شخص نے اب متعہ کیا میں اس کو سزا دوں گا کیونکہ ان کو یہ خبر پہنچی تھی کہ کچھ لوگ متعہ کی تحریم کا علم ہونے کے باوجود متعہ کر رہے ہیں۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد طاہرین سے جو متعہ کی تحلیل منقول ہے تو ہم اس جگہ اس سے بحث نہیں کر رہے، یہ مسئلہ فقہی ہے اور شریعت کی فروعات میں سے ہے، یہاں ہم اس کی حلت اور حرمت سے بحث نہیں کر رہے، اس جگہ ہمارا موضوع صرف حضرت عمر سے اعتراض کو دور کرنا ہے۔ [2]

ایک اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمر نے کئی بدعات کو جاری کیا۔ مثلاً تراویح کا بدعت ہونا انھوں نے خود تسلیم کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت کے دو معنی ہیں ایک وہ کام جو کتاب و سنت کے خلاف ہو، جیسے کوئی شخص عید اور ایام تشریق میں روزے رکھے، بدعت کا یہ معنی مذموم ہے، دوسرا معنی یہ ہے کہ جس کام کے لیے خصوصیت سے نص وارد نہ ہو، بلکہ نص کا سکوت ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمان اس کام کو کریں، بدعت کا یہ معنی مذموم نہیں ہے اور حضرت عمر نے تراویح کو اس معنی کے اعتبار سے بدعت کہا ہے۔ [3]

ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر کے خاتمہ بالخیر پر حضرت ابن عباس اور حضرت علی کی گواہی

شیخ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

روی المسور بن مخرمة لما طعن عمر جعل یالم و یجزع فقال ابن عباس ولا کل ذلک یا امیر المؤمنین لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ فاحسنت صحبته ثم فارقته وھو عنك راض و صحبت ابا بکر واحسنت صحبته و فارقتہ

حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو ان کو درد ہو رہا تھا اور وہ بیقراری کا اظہار کر رہے تھے حضرت ابن عباس نے کہا: اے امیر المومنین آپ کے لیے پریشانی کی کوئی وجہ نہیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ نے حضور کی صحبت اچھی طرح نبھائی، پھر رسول اللہ صلی

[1] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۱۸۰ - ۱۷۹، ملخصاً، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران

[2] 〃 〃 〃 〃، شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۲۵۵ - ۲۵۲، ملخصاً

[3] 〃 〃 〃 〃، شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۲۸۵ - ۲۸۳، ملخصاً

وھو عنك راض ثم صحبت المسلمین فاحسنت الیھم و فارقتھم وھم عنك راضون قال: اما ما ذکرت من صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و ابی بکر فذلك منّا من اللہ علی، و اما ما تری من جزعی فو اللہ لو ان لی بما فی الارض ذھبا لافتدیت بہ من عذاب اللہ قبل ان اراہ و فی روایۃ لافتدیت بہ من ھول المطلع۔[1]

اللہ علیہ وسلم آپ سے رخصت ہوئے درآں حالیکہ وہ آپ سے راضی ہوئے، پھر آپ حضرت ابوبکر کی صحبت میں رہے اور آپ نے ان کی صحبت بھی اچھی طرح نبھائی اور وہ بھی آپ سے راضی ہو کر رخصت ہوئے، پھر آپ مسلمانوں کے ساتھ رہے اور آپ نے ان کا اچھا ساتھ نبھایا اور اب آپ ان سے اس حال میں رخصت ہو رہے ہیں کہ وہ آپ سے راضی ہیں، حضرت عمر نے فرمایا: تم نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی صحبت کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے، اور جو تم میری بے قراری کو دیکھ رہے ہو تو بخدا اگر میرے پاس تمام روئے زمین کے برابر سونا ہوتا تو میں اس کو اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے دے دیتا ایک روایت میں ہے محشر کے عذاب سے بچنے کے لیے دے دیتا۔ (جنت کی بشارت کے باوجود یہ انتہائی خدا خوفی ہے)

وفی روایۃ لم تجزع یا امیر المؤمنین؟ فو اللہ لقد کان اسلامك عزا و امارتك فتحا و لقد ملأت الارض عدلا فقال اشھد لی یا ابن عباس قال فکانہ کرہ الشھادۃ فتوقف فقال لہ علیہ السلام قل نعم، و انا معك فقال نعم۔[2]

ایک روایت میں ہے حضرت ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین آپ کیوں گھبراتے ہیں؟ بخدا آپ کا اسلام لانا مسلمانوں کا غلبہ تھا، آپ کی حکومت مسلمانوں کی فتح تھی اور آپ نے تمام روئے زمین کو عدل سے بھر دیا، حضرت عمر نے کہا: اے ابن عباس کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو؟ حضرت ابن عباس نے شہادت دینے میں توقف کیا، تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہو ہاں! اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں، پھر انھوں نے کہا ہاں!

---

[1] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۱۹۲، ۱۹۱ ملخصاً، مطبوعہ موسسۃ مطبوعاتی

[2] شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲، ص ۱۹۲

بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۰۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ عَطَاءٍ وَسُلَيْمَانَ ابْنَيْ يَسَارٍ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوَّى ثِيَابَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَا أَقُولُ ذٰلِكَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، درآں حالیکہ آپ کی دونوں رانیں یا دونوں پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں حضرت ابوبکر نے اجازت طلب کی، آپ نے ان کو اجازت دے دی، درآں حالیکہ آپ اسی طرح لیٹے رہے پھر آپ باتیں کرتے رہے، پھر حضرت عمر نے اجازت طلب کی، آپ نے ان کو اجازت دے دی، درآں حالیکہ آپ اسی طرح لیٹے رہے اور باتیں کرتے رہے، پھر حضرت عثمان نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے، (راوی کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک دن کا واقعہ ہے،) حضرت عثمان آکر باتیں کرتے رہے، جب وہ سب چلے گئے تو حضرت عائشہ نے کہا حضرت ابوبکر آئے تو آپ نے ان کا کچھ خیال نہیں کیا، اور نہ ان کی کوئی پرواہ کی، حضرت عمر آئے تو آپ نے ان کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی، اور جب حضرت عثمان آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ نے اپنے کپڑے درست کر لیے؟ آپ نے فرمایا میں اس شخص سے کیسے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

۶۰۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُثْمَانَ حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ وَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی درآں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے، آپ نے حضرت ابوبکر کو اسی حالت میں آنے کی اجازت دے دی، حضرت ابوبکر اپنی ضرورت پوری کر کے چلے گئے، پھر حضرت عمر نے اجازت

وَهُوَ كَذٰلِكَ فَقَضٰى اِلَيْهِ حَاجَتَهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَقَضٰى اِلَيْهِ حَاجَتَهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ قَالَ عُثْمَانُ ثُمَّ اسْتَاْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ وَقَالَ لِعَائِشَةَ اجْمَعِيْ عَلَيْكِ ثِيَابَكِ فَقَضَيْتُ اِلَيْهِ حَاجَتِيْ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ لَمْ اَرَكَ فَزِعْتَ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ اَنْ لَا يَبْلُغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ۔

طلب کی، آپ نے ان کو اسی حالت میں اجازت دی، وہ بھی اپنی حاجت پوری کر کے چلے گئے، حضرت عثمان نے کہا پھر میں نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ بیٹھ گئے، اور حضرت عائشہ سے فرمایا، اپنے کپڑے درست کر لو، پھر میں اپنی حاجت پوری کر کے چلا گیا، حضرت عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے لیے اس قدر نہیں گھبرائے جس قدر حضرت عثمان سے گھبرا گئے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان ایک حیادار مرد ہیں اور مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں نے اسی حال میں ان کو اجازت دے دی تو وہ مجھ سے اپنی حاجت نہیں بیان کریں گے۔

۶۰۸۹- حَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُثْمَانَ وَعَائِشَةَ حَدَّثَاهُ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ اسْتَاْذَنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

حضرت عثمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۰۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حَائِطِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ يَرْكُزُ بِعُوْدٍ مَعَهٗ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ اِذَا اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَاِذَا اَبُوْ بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ قَالَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ افْتَحْ وَبَشِّرْهُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک لکڑی سے کیچڑ کھرچ رہے تھے، ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، آپ نے فرمایا دروازہ کھول کر اس کو جنت کی بشارت دے دو، حضرت ابوموسیٰ اشعری نے کہا آنے والے حضرت ابوبکر تھے، میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی۔ پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، آپ نے فرمایا دروازہ

بِالْجَنَّةِ قَالَ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تَكُونُ قَالَ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَفَتَحْتُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ وَقُلْتُ الَّذِي قَالَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَبْرًا أَوِ اللهُ الْمُسْتَعَانُ.

کھول کر اس کو جنت کی بشارت دے دو، حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں گیا تو وہ حضرت عمر تھے. میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی، پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا دروازہ کھول دو اور اس کو مصیبتوں کے ساتھ جنت کی بشارت دے دو، میں نے جا کر دروازہ کھولا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دروازہ کھولا اور ان کو جنت کی بشارت دی، اور جو کچھ حضور نے فرمایا تھا وہ کہہ دیا، حضرت عثمان نے کہا اے اللہ صبر عطا فرما، یا اللہ تجھ ہی سے مدد طلب کی گئی ہے۔

۶۰۹۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي أَنْ أَحْفَظَ الْبَابَ بِمَعْنَى حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باغ میں گئے اور مجھے دروازے کی حفاظت کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۰۹۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هَذَا قَالَ فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا خَرَجَ وَجَّهَ هَاهُنَا قَالَ فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ قَالَ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ وَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر باہر آئے اور کہا میں ضرور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا اور آج سارا دن آپ کے ساتھ گزاروں گا، وہ مسجد میں گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیا، حاضرین نے بتایا کہ آپ فلاں جانب گئے ہیں، حضرت ابو موسیٰ نے کہا، میں آپ کے پیچھے پوچھتے پوچھتے گیا حتیٰ کہ حضور اریس کنویں میں داخل ہو گئے، میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا، اس کا دروازہ لکڑی کا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت کے بعد وضو کیا، میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اریس کنویں کے وسط میں ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے، میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر جا کر دروازے

فَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ قَالَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ يُرِيدُ أَخَاهُ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ أَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَعْنِي أَخَاهُ يَأْتِ بِهِ فَجَاءَ إِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ قَالَ وَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيبُهُ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کے پاس بیٹھ گیا، میں نے دل میں کہا آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا، پھر حضرت ابو بکر آئے اور انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے کہا کون ہے؟ انھوں نے کہا ابو بکر، میں نے کہا ٹھیرو، پھر میں گیا اور میں نے کہا یہ ابو بکر ہیں اور آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا ان کو اجازت دو، اور جنت کی بشارت دے دو، پھر میں آیا اور میں نے حضرت ابو بکر سے کہا جائیں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بشارت دے رہے ہیں، حضرت ابو بکر آئے اور کنوئیں کی منڈیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، اور انھوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا لیا، میں پھر واپس جا کر دروازے پر بیٹھ گیا، میں اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ کر آیا تھا، میں نے دل میں سوچا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے ساتھ (میری مراد میرا بھائی تھا) خیر کا ارادہ کیا تو اس کو بھی بھیج دے گا، اچانک کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا، میں نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا عمر بن الخطاب! میں نے کہا ٹھیریے، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، اور کہا اب حضرت عمر اجازت طلب کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور ان کو جنت کی بشارت دے دو، پھر میں حضرت عمر کے پاس گیا اور کہا اب آپ جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں، پھر حضرت عمر گئے اور کنوئیں کی منڈیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنی دونوں ٹانگیں کنوئیں میں لٹکا لیں، پھر میں واپس آ کر بیٹھ گیا اور

وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوَى تُصِيبُكَ قَالَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَ شَرِيكٌ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ.

میں نے دل میں کہا اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے ساتھ (میری مراد میرا بھائی تھا) خیر کا ارادہ کیا تو اس کو بھیج دے گا، پھر ایک شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا عثمان بن عفان، میں نے کہا ٹھہریے، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر خبر دی، آپ نے فرمایا اس کو اجازت دو اور جو مصائب اس کو لاحق ہوں گے ان کے ساتھ اس کو جنت کی بشارت دو، میں نے کہا جائیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو ان مصائب کے ساتھ جنت کی بشارت دے رہے ہیں جو آپ کو لاحق ہوں گے، وہ آئے انھوں نے دیکھا کہ منڈیر بھر چکی ہے، وہ ان کے سامنے کی جانب بیٹھ گئے، سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ اس حدیث سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح ہوں گی۔

۶۰۹۳ - حَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ هٰهُنَا وَأَشَارَ لِي سُلَيْمَانُ إِلَى مَجْلِسِ سَعِيدٍ نَاحِيَةَ الْمَقْصُورَةِ قَالَ أَبُو مُوسَى خَرَجْتُ أُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَلَكَ فِي الْأَمْوَالِ فَتَبِعْتُهُ فَوَجَدْتُهُ قَدْ دَخَلَ مَالًا فَجَلَسَ فِي الْقُفِّ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ سَعِيدٍ فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قصد کر کے گھر سے نکلا، میں نے دیکھا کہ آپ باغات کی طرف تشریف لے گئے ہیں، میں آپ کے پیچھے گیا میں نے دیکھا کہ آپ باغ میں کنویں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ نے اپنی پنڈلیاں کھولی ہوئی ہیں اور ان کو کنویں میں لٹکایا ہوا ہے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، اس میں سعید کا یہ قول نہیں ہے کہ میں نے اس سے ان کی قبور کی تعبیر لی۔

۶۰۹۴ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کام سے مدینہ کے ایک باغ میں گئے، میں بھی آپ کے پیچھے گیا۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، سعید

أَبِی مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلٰى حَائِطٍ بِالْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ فَخَرَجْتُ فِي أَثَرِهِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ يَعْنِي حَدِيثَ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ وَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَأَوَّلْتُ ذٰلِكَ قُبُورَهُمْ اجْتَمَعَتْ هٰهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

بن مسیب کہتے ہیں کہ اس حدیث سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت ابوبکر اور عمر کی قبریں حضور کے ساتھ ہوں گے اور حضرت عثمان کی قبر الگ ہوگی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عبد مناف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبد اللہ ہے اور ایک قول ہے ان کی کنیت ابوعمرو ہے، ان کا لقب ذوالنورین اور امیر المومنین ہے۔

حضرت عثمان اسلام کی ابتداء ہی میں مسلمان ہوگئے تھے، حضرت ابوبکر نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہوگئے، حضرت عثمان کہتے تھے کہ میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص تھا، ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر کے پاس قریش کے لوگ آتے رہتے تھے، اور حضرت ابوبکر کے علم، ان کی تجارت اور ان کی حسن مجالست کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے، ان لوگوں میں سے جن پر حضرت ابوبکر کو زیادہ وثوق اور اعتماد تھا ان کو وہ اسلام کی دعوت دیتے تھے، حضرت ابوبکر، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا اور ان کو اسلام کے احکام بیان کیے، سو یہ سب مسلمان ہوگئے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا، پھر حضرت عثمان اور حضرت رقیہ نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ واپس آگئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی، جب مدینہ پہنچے تو حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت کے ہاں قیام کیا، حضرت رقیہ کے وصال کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان کے حبالہ عقد میں دیا، جب ان کا بھی وصال ہو گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری تیسری صاحبزادی ہوتی تو میں اس کو بھی تمہارے نکاح میں دے دیتا، حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان سب کو یکے بعد دیگرے عثمان کی زوجیت میں دے دیتا حتیٰ کہ ان میں سے کوئی باقی نہیں رہتی۔

حضرت رقیہ کے بطن سے حضرت عثمان کا ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا وہ چھ سال کی عمر کو پہنچ کر ۴ھ میں راہی فردوس ہوئے، حضرت عثمان بنفسہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ

ان کی زوجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا مرض الموت میں مبتلا تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو ان کے پاس ٹھیرنے کا حکم دیا اور جس دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح حاصل ہوئی اس دن سیدہ رقیہ کا وصال ہو گیا، لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کا بدر کے مجاہدین میں شمار کیا، اور ان کو مال غنیمت سے حصے اور اجر میں شریک کیا۔ ۵ے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی، حضرت حسان بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے اور پچھلے کام بخش دیے اور وہ کام جو تم نے پوشیدہ کیے اور جو ظاہر کیے اور وہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم احد پر چڑھے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی تھے، وہ پہاڑ متزلزل ہوا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں، نزال بن سبرہ ہلالی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی سے کہا اے امیر المومنین! حضرت عثمان بن عفان کے متعلق ہمیں کچھ بتائیے! حضرت علی نے فرمایا: وہ ایسے شخص ہیں جن کو ملاء اعلیٰ ذو النورین کہہ کر بلاتے ہیں ان کے حبالہ عقد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے لیے جنت میں گھر کے ضامن ہیں، حضرت طلحہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق عثمان ہیں، یعنی جنت میں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو حضرت عثمان بن عفان، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سفیر بن کر مکہ میں گئے ہوئے تھے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عثمان اللہ اور اس کے رسول کی حاجت میں ہے، پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور حضرت عثمان کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ دوسرے صحابہ کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا، حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا بیان کیا، اس وقت ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے گزرا، آپ نے فرمایا یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا، میں نے جا کر اس شخص کو دیکھا وہ شخص حضرت عثمان تھے، حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کہتے تھے، ابوبکر، عمر، عثمان۔ ایک قول ہے کہ یہ افضلیت میں ترتیب ہے اور ایک قول ہے کہ یہ خلافت میں ترتیب ہے۔

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایام محاصرہ میں حضرت عثمان نے اپنے مکان سے جھانک کر کہا: میں اللہ کی قسم دیتا ہوں جب کوہ حرا متزلزل ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر پیر مارا، کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تھا اے حرا ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور ایک شہید ہے

۵ے علامہ مجد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۷۷-۳۷۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا کوئی اس کی گواہی دیتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرکین مکہ کے پاس بھیجا پھر فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور میرے لیے بیعت کی؟ لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا کوئی شخص اس پر گواہی دیگا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے گھر کے بدلہ میں اس مسجد کو کون وسیع کرے گا؟ تو میں نے اپنے مال سے اس مسجد کو وسیع کیا تھا؟ لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کوئی شخص اس پر گواہی دے گا کہ غزوہ تبوک کے دن تنگ دست لشکر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا آج کے دن مقبول خرچ کرے گا؟ تو میں نے اپنے مال سے نصف لشکر کو تیار کیا تھا؟ لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں کوئی شخص اس پر گواہی دے گا کہ جب چاہ رومہ کا پانی بک رہا تھا تو میں نے اس کنویں کو اپنے مال سے خریدا اور مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا لوگوں نے کہا ہاں! (محاصرہ کرنے والے ظالموں نے اس کنویں کا پانی حضرت عثمان پر بند کر دیا تھا اور جس مسجد کی حضرت عثمان نے اپنے مال سے توسیع کی تھی اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے انہیں جانے نہیں دیتے تھے۔ سعیدی غفرلہٗ) [1]

حضرت عثمان کے فضائل کا کتب شیعہ سے ثبوت

شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

جلس عثمان فی عسکر المشرکین و بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضرب باحدی یدیہ علی الاخری لعثمان وقال المسلمون طوبی لعثمان قد طاف بالبیت وسعی بین الصفا والمروۃ واحل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یفعل فلما جاء عثمان قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطفت بالبیت؟ فقال ما کنت لاطوف بالبیت ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یطف بہ [2]

(عمرہ حدیبیہ میں) (حضرت) عثمان مشرکین کے لشکر میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر (حضرت) عثمان کے لیے بیعت کی، مسلمانوں نے کہا: عثمان کے لیے خوشی ہو وہ انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا، مروہ میں سعی کی اور حلال ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (میرے بغیر عمرہ) نہیں کریں گے، جب (حضرت) عثمان آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: کیا تم نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے؟ (حضرت) عثمان نے کہا: میں بیت اللہ کا طواف کیسے کر سکتا تھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا طواف نہیں کیا تھا!

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۸۱-۳۷۷ ملخصاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

[2] شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ ھ، کتاب الروضۃ (فروع کافی) ج ۸ ص ۳۲۶-۳۲۵ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۶۳ ھ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان سے اس قدر محبت تھی کہ بیعت رضوان کے وقت حضرت عثمان موجود نہیں تھے تو حضور نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر ان کی طرف سے بیعت کی اور حضرت عثمان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت تھی کہ بیت اللہ کے طواف پر قدرت کے باوجود رسول اللہ علیہ وسلم کے بغیر بیت اللہ کا طواف کرنا گوارا نہیں کیا مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ حضرت عثمان نے طواف کر لیا ہوگا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عثمان کی محبت پر اعتماد تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر عثمان کعبہ کا طواف نہیں کریں گے!

شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

۴۸۴ - عن محمد بن علی الحلبی قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول: اختلاف بنی العباس من المحتوم والنداء من المحتوم وخروج القائم من المحتوم قلت وکیف النداء؟ قال ینادی مناد من السماء اول النہار الا ان علیاً وشیعتہ ہم الفائزون قال: وینادی مناد [فی] آخر النہار: الا ان عثمان وشیعتہ ہم الفائزون۔[۱]

حلبی کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: بنو عباس کا اختلاف حتمی ہے، ندا حتمی ہے اور مہدی کا ظہور بھی حتمی ہے، میں نے پوچھا ندا کیا ہوگی؟ کہا صبح کے وقت آسمان سے ایک منادی ندا کریگا: سنو! علی اور ان کی جماعت ہی کامیاب ہے، اور شام کے وقت دوسرا منادی ندا کرے گا: سنو! عثمان اور ان کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

نہج البلاغہ کے حوالے سے حضرت عثمان کے متعلق حضرت علی کے ستائشی کلمات!!!

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما اجتمع الناس علیہ وشکوا ما نقموہ علی عثمان وسالوہ مخاطبتہم عنہم واستعتابہ لہم فدخل علیہ فقال: ان الناس ورائی وقد استفسرونی بینک وبینہم و واللہ ما ادری ما اقول لک، وما اعرف شیئاً تجہلہ، و لا ادلک علی امر لا تعرفہ انک لتعلم ما نعلم ما سبقناک الی شیء فنخبرک عنہ ولا خلونا بشیء فنبلغکہ وقد رایت کما راینا وسمعت کما سمعنا، وصحبت رسول اللہ صلی اللہ والہ کما صحبنا وما ابن ابی

جب حضرت عثمان کی شکایات لے کر ایک وفد حضرت علی کے پاس آیا، اور آپ سے درخواست کی کہ آپ ان سے بات کر کے ان کو سمجھائیں تو حضرت علی نے حضرت عثمان کے پاس جا کر کہا: ایک وفد میرے پیچھے آرہا ہے، انھوں نے مجھے اپنے اور آپ کے درمیان سفیر بنایا ہے، بخدا! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ سے کیا کہوں؟ میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں، نہ کسی ایسی چیز کی طرف راہنمائی کر سکتا ہوں جس کو آپ نہ جانتے ہوں، جو آپ جانتے ہیں وہی ہم جانتے ہیں،

۱۳۶۲ھ

[۱] شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ، کتاب الروضۃ (فروع کافی) ج ۸ ص ۳۱۰ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران

فحافة ولا ابن الخطاب اولى بعمل الحق منك وانت اقرب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وشيجة رحم منهما قد نلت من صهره مالم ينالا ۔[1]

(خطبہ: ۱۶۲)

ایسی کوئی بات نہیں جس کو ہم نے پہلے جان لیا ہو اور اس کی آپ کو خبر دیں، نہ کسی معاملہ میں آپ ہم سے جدا ہوئے جس کی ہم آپ کو تبلیغ کر دیں، جس طرح آپ نے دیکھا ہے اسی طرح ہم نے دیکھا ہے، جس طرح آپ نے سنا ہے اسی طرح ہم نے سنا ہے جس طرح ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اسی طرح آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ نہیں تھے، ان دونوں کی بہ نسبت آپ کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرابت ہے اور بلاشبہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف دو مرتبہ حاصل کیا ہے

تقیہ کا جواب

ہم نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ستائشی کلمات پیش کیے ہیں، ان کے متعلق شیعہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام تقیہ پر محمول ہے، یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ حضرت علی نے یہ خطبات، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے وصال کے بعد بیان کیے اور حضرت عثمان کے متعلق یہ خطبہ اس وقت کا ہے جب حضرت عثمان تنتوں میں مبتلا ہو چکے تھے، اس وقت تقیہ کا کیا موقع تھا؟ نیز حضرت ابوبکر اور عمر کے متعلق جو فرمایا وہ اپنے دور حکومت میں فرمایا پھر تقیہ کی کیا وجہ تھی!

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ايها المؤمنون! انه من رای عدوانا يعمل به ومنكرا يدعى اليه فانكره بقلبه فقد سلم وبرئ ومن انكره بلسانه فقد اجر وهو افضل من صاحبه ومن انكره بالسيف لتكون كلمة الله هى العليا وكلمة الظالمين هى السفلى فذالك الذى اصاب سبيل الهدى، وقام على الطريق، ونور فى قلبه اليقين ۔[2]

(ملفوظ: ۳۵۶)

اے مومنو! جس شخص نے کسی کو گناہ اور برائی کرتے ہوئے دیکھا اور اس نے اس کو دل سے برا جانا وہ سلامت رہا اور بری ہو گیا، اور جس نے زبان سے اس برائی کا انکار کیا اس کو اجر ملے گا اور وہ پہلے سے افضل ہے، اور جس نے اس برائی کا تلوار سے انکار کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین سر بلند ہو اور ظالموں کی روش سرنگوں ہو، سو یہ وہ شخص ہے جس نے ہدایت کا راستہ پا لیا اور صحیح راستہ پر مستقیم ہے اور اس نے اپنے دل میں یقین کو روشن کر لیا۔

---

[1] ۔ نہج البلاغۃ ص ۵۶۶، مطبوعہ انتشارات زرین ایران

[2] ۔ نہج البلاغۃ ص ۱۲۸۱ " "

نیز حضرت علی فرماتے ہیں:

فمنهم المنكر للمنكر بيده ولسانه وقلبه فذلك المستكمل لخصال الخير، ومنهم المنكر بلسانه وقلبه والتارك بيده فذلك متمسك بخصلتين من خصال الخير ومضيع خصلة ومنهم المنكر بقلبه والتارك بيده ولسانه فذلك الذى ضيع اشرف الخصلتين من الثلاث وتمسك بواحدة.[1]

(ملخصاً ۴۵۸)

جس شخص اپنے ہاتھ زبان اور دل سے برائی کا انکار کیا وہ تمام اچھی خصلتوں کو جمع کرنے والا ہے اور جس نے زبان اور دل سے انکار کیا اور ہاتھ سے انکار نہیں کیا اس میں نیکی کی صرف دو خصلتیں ہیں اور ایک نیک خصلت اس نے ترک کر دی، اور جس نے برائی کو صرف دل سے برا جانا اور زبان اور ہاتھ سے انکار نہیں کیا، اس شخص نے صرف ایک نیک خصلت کو اختیار کیا اور دو نیک خصلتیں ترک کر دیں۔

ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی نے تقیہ نہیں کیا اور انہوں نے خیر کی تمام خصال کو حاصل کر لیا اور ان کا ایمان پہلے درجہ کا ہے۔ اور شیعہ کہتے ہیں کہ انہوں نے تقیہ کیا یعنی انہوں نے خیر کی دو خصلتوں کو ضائع کر دیا اور ان کا ایمان تیسرے درجہ کا ہے، اب غور کیجئے کہ حضرت علی کے محب ہم ہیں یا شیعہ؟

شیعہ کہتے ہیں: ولا دین لمن لا تقیۃ له[2] "جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے" تو یہ لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے حامیوں کے متعلق کیا کہیں گے جنہوں نے جان دے دی اور تقیہ نہیں کیا!

شیعہ فرقوں کا حکم

شیعہ کے متعدد فرقے ہیں، اور ان سب کا حکم ایک نہیں ہے، جو حضرت علی کی الوہیت کے قائل ہیں، جو قرآن مجید میں تحریف یا ترمیم کا عقیدہ رکھتے ہیں، جو حضرت ابوبکر کی صحابیت کے منکر ہیں، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں اور جن کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین یا چار صحابہ کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے تھے اور جاہلیت کی طرف لوٹ گئے تھے، یہ تمام فرقے کافر ہیں۔

شیعہ کے جو فرقے مذکور الصدر عقائد نہیں رکھتے لیکن خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں یا صحابہ کو مسلمان ماننے کے باوجود ان پر سب وشتم کرتے ہیں یہ بدترین فاسق ہیں لیکن کافر نہیں ہیں جو شیعہ خلفاء ثلاثہ پر حضرت علی کی افضلیت کے قائل ہیں اور کسی صحابی پر سب وشتم نہیں کرتے، ان کا عقیدہ جمہور مسلمین سے الگ ہے لیکن یہ کافر یا فاسق نہیں ہیں اور جو فرقے صرف حضرت عثمان پر حضرت علی کی افضلیت کے قائل ہیں اور باقی تمام عقائد اور نظریات میں اہل سنت کے موافق ہیں وہ شیعی ہیں ان کو متشیع بھی کہتے ہیں جیسے امام عبدالرزاق، امام نسائی اور علامہ تفتازانی وغیرہ۔

---

[1] نہج البلاغۃ ص ۴۸۱، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

[2] ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ، الاصول من الکافی ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران ۱۳۶۵ھ

حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں فتوحات

۲۴ھ کی ابتداء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مجلس شوریٰ کے انتخاب سے خلیفہ اور امیر المؤمنین منتخب ہوئے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شیخین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی سنت کے مطابق کار خلافت انجام دیتے تھے۔ آپ کے بارہ سالہ دورِ حکومت میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع ہو گیا تھا۔ ۲۴ھ میں آپ نے آذربائیجان اور آرمینیہ پر فوج کشی کر کے وہاں کے باشندوں کو مطیع کیا۔ ۲۵ھ میں طرابلس کو فتح کیا۔ ۲۶ھ میں الجزائر اور مراکش کے علاقے فتح کیے۔ ۲۸ھ میں بحیرہ روم میں شام کے قریب قبرص کو بحری جنگ سے فتح کیا۔ ۳۰ھ میں طبرستان کو فتح کیا۔ ۳۳ھ میں قسطنطنیہ سے متصل علاقوں میں مرو رد، طالستان اور جوزجان کو فتح کیا۔ اسلامی فتوحات کا یہ سیلاب حضرت عثمان کی شہادت کے بعد رک گیا اور حضرت علی کی خلافت کے پانچ سال تک تعطل رہا۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحات اسلامیہ کو ایک بار پھر نشاۃ ثانیہ حاصل ہوا۔

فتنہ اور اس کے اسباب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخیر میں ان کے خلاف بعض لوگوں نے شورش پیدا کر دی اور فتنہ و فساد کا ایک سیلاب امڈ آیا۔ اس شورش کے اسباب یہ تھے۔

۱۔ اس وقت کابل سے لے کر مراکش تک تمام علاقہ مسلمانوں کے زیرِ نگیں تھا جس میں سینکڑوں قومیں آباد تھیں۔ ان محکوم قوموں میں فطرۃً مسلمانوں کے خلاف جذبہ انتقام موجود تھا لیکن مسلمانوں کی قوت اور سطوت کے مقابلہ میں وہ بے دست و پا تھے اس لیے انھوں نے سازشوں کا جال پھیلایا جن میں یہودی اور مجوسی سب سے آگے تھے۔

۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چند مناصب پر اموی خاندان کے افراد کو مقرر کیا تھا ان میں سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان اموی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے شام کے گورنر تھے۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح عامری (صحابی) عامل مصر اور عبد اللہ بن عامر بن کریز اموی (صحابی) عامل بصرہ تھے۔ اور مروان بن الحکم اموی کاتب تھے۔ ان چار کے علاوہ دو اموی عاملوں کو مقرر کر کے آپ نے انھیں معزول کر دیا۔ جن میں سے ایک ولید بن عقبہ اور دوسرے سعید بن العاص تھے۔ یہ تھے کل اموی افراد جن کے بارے میں مخالفین نے تہلکہ مچا دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کنبہ پروری اور اقربا پروری کر کے اپنے خاندان کے افراد کو حکومت کے عہدے سونپ دیے اور یہ کسی نے نہ دیکھا کہ ان کے علاوہ تقریباً بیس جگہ بلاد اسلامیہ کی گورنری اور دیگر اہم عہدوں پر سب غیر اموی افراد مقرر تھے اور نہ یہ کسی نے سوچا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں اسّی فی صد عامل اموی خاندان سے لیے تھے۔ چنانچہ اٹھارہ علاقوں میں آپ نے اموی افراد کو مقرر کیا (طبری) پھر اگر پانچ عہدے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امویوں کو تفویض فرمائے تو اس پر شورش اور ہنگامہ کھڑا کرنے کی کوئی اخلاقی اور شرعی وجہ نہ تھی۔

۳۔ مجوسی چاہتے تھے کہ ایسا انقلاب پیدا کیا جائے جس میں ان کی مدد سے ____ حکومت ایسے عام خاندان کی طرف منتقل ہو جس سے وہ زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کر سکیں۔

۴۔ یہودی چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں ایسا افتراق پیدا کر دیا جائے جس سے ان کی قوت پاش پاش ہو جائے ان اغراض کے تحت ہر شخص اپنی کوشش میں مصروف تھا۔ اشتر نخعی، جندب اور صعصعہ نے کوفہ کو اپنی شرارتوں کا مرکز بنایا۔ لیکن سب سے زیادہ خطرناک شخص ایک یہودی النسل نو مسلم عبداللہ بن سبا تھا جس نے اپنی حیرت انگیز سازشانہ قوت سے مختلف الخیال مفسدوں کو ایک مرکز پر متحد کر دیا۔

عبداللہ بن سبا کے پیروکاروں کا طریقہ کار یہ تھا۔

۱۔ بظاہر متقی اور پرہیزگار بننا اور وعظ و نصیحت سے لوگوں کو اپنا حلقہ بگوش کرنا۔

۲۔ عمال کو تنگ کرنا اور ہر ممکن طریقہ سے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا۔

۳۔ ہر جگہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقربا پروری اور ناانصافی کی داستانیں مشہور کرنا مفسدین کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کنبہ پروری کا اتہام بالکل بے بنیاد ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی امیر و کبیر شخص تھے۔ عہد رسالت میں آپ کی فیاضی کی مثالیں یادگار ہیں۔ آپ نے بیس ہزار درہم دے کر ایک یہودی سے میٹھے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ بیش بہا رقم خرچ کر کے مسجد نبوی کی توسیع کے لیے زمین خریدی اور بہت سے مواقع پر مسلمانوں کی اپنے مال سے خدمت کی۔ مفسدین کے اعتراض کے جواب میں آپ نے خود وضاحت فرمائی کہ میں اپنے اقرباء کو جو کچھ دیتا ہوں اپنے ذاتی مال سے دیتا ہوں۔ اور بیت المال کا مال نہ اپنے لیے حلال سمجھتا ہوں نہ کسی دوسرے شخص کے لیے۔ [۱]

ایک مشہور اعتراض یہ تھا کہ حکم بن العاص کو حضور نے مدینہ سے جلاوطن کر دیا تھا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں وہ جلاوطن رہا لیکن حضرت عثمان نے اپنے دور خلافت میں اس کو مدینہ بلا لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان نے حکم کی سفارش کر کے اسے مدینہ بلانے کی منظوری لے لی تھی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے سامنے چونکہ یہ منظوری نہیں لی گئی تھی اور حضرت عثمان کے سوا اس پر اور کوئی گواہ نہ تھا اس لیے انہوں نے اپنے اپنے دور خلافت میں اس کو مدینہ نہیں بلایا۔ حضرت عثمان نے اپنے دور خلافت میں جو حکم کو مدینہ بلایا وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ حضور کی مرضی سے بلایا تھا۔

ایک اور مشہور اعتراض یہ تھا کہ آپ نے طرابلس کے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ مروان کو بلا عوض دے دیا تھا۔ یہ سراسر لغو بہتان ہے۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

ابن الزبیر نے فتح کی بشارت اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ دار الخلافت روانہ کیا اس مال کو پانچ لاکھ دینار کے عوض مروان نے خرید لیا اور بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مال مروان کو مفت دے دیا گیا تھا۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ [۲]

---

[۱] ۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۷۶

[۲] ۔ علامہ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ، تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۹

اصلاح کی کوشش

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل حالات کی اصلاح کی کوشش کر رہے تھے۔ حضرت طلحہ نے مشورہ دیا کہ ملک کے مختلف حصوں میں حالات کی تحقیق کے لیے وفود روانہ کیے جائیں، چنانچہ ۳۵ھ میں محمد بن مسلمہ کوفہ، اسامہ بن زید بصرہ، عمار بن یاسر مصر، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم شام اور دمشق اور دیگر صوبہ جات کی طرف روانہ ہو گئے۔ نیز تمام ملک میں گشتی اعلان جاری کر دیا گیا کہ میں ہر موسم حج کے موقع پر تمام حکام کو جمع کرتا ہوں اور جس حاکم کے خلاف کوئی شکایت پیش کی جاتی ہے فوراً تحقیق کر کے اس کا ازالہ کر دیتا ہوں اس کے باوجود اگر کسی شخص کو کسی حاکم کے خلاف شکایت ہو تو مجھ سے بیان کرے۔ میں تحقیق کر کے مظلوم کا حق ظالم سے دلاؤں گا۔

نوٹ: ابن خلدون اور امام طبری نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان نے تحقیق کے لیے جس قدر صحابہ بھیجے تھے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سوا سب واپس آ گئے۔ مصر میں عبداللہ بن سبا، خالد بن ملجم، اور کنانہ بن بشر وغیرہ شر پسند موجود تھے اور ان لوگوں نے عمار بن یاسر کو واپس نہیں آنے دیا حتیٰ کہ یہ گمان کیا گیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ [۱]

انقلاب کی کوشش

ابن سبا کے تربیت یافتہ لوگوں نے آپس میں مل کر ایک سازش تیار کی اور بصرہ، مصر، اور کوفہ سے تقریباً دو ہزار فتنہ پرداز اپنے اپنے شہروں سے حاجیوں کی وضع میں مدینہ کی طرف چل پڑے تاکہ اپنے مطالبات حضرت عثمان سے بزور تسلیم کرائیں۔ جن میں سے ایک اہم مطالبہ یہ تھا کہ حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کی جگہ محمد بن ابوبکر (یہ حضرت علی کے پروردہ تھے) کو حاکم مقرر کیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کر کے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اور ابن سرح کی معزولی اور محمد بن ابی بکر کی تقرری کا پروانہ لکھ کر انہیں دے دیا۔ پھر یہ لوگ واپس چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد وفعتاً گھوڑوں کی ٹاپوں اور انتقام انتقام کی صداؤں سے مدینہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ کبار صحابہ گھبرا کر اپنے گھروں سے نکلے دیکھا کہ مفسدوں اور باغیوں کی جماعت واپس آ گئی ہے ان کا کہنا یہ تھا کہ ہمیں راستہ میں دربار خلافت کا ایک قاصد ملا جس کے پاس والی مصر کے نام یہ ہدایت تھی کہ ان لوگوں کی گردن مار دی جائے۔ حضرت عثمان نے اس واقعہ سے مکمل لاعلمی اور حیرت کا اظہار کیا۔ باغیوں نے کہا جس خلیفہ کو اتنی سی بات کی بھی خبر نہ ہو وہ خلافت کا اہل نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت عثمان سے مطالبہ کیا کہ وہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔ [۲] اس وقت حضرت عثمان نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیص پہنائے گا لوگ اس کو اتارنے کی کوشش کریں گے تم اس قمیص کو مت اتارنا اور میں سمجھتا ہوں کہ قمیص سے مراد یہی خلافت کی قمیص ہے۔ [۳]

---

[۱] ابوجعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ الطبری ج ۳ ص ۹۹

[۲] محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۳۲

[۳] شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ (ترمذی) ص ۵۶۲

باغیوں کی شورش

حضرت عثمان کے انکار پر تقریباً دو ہزار باغیوں نے کاشانہ خلافت کا نہایت سخت محاصرہ کر لیا جو مسلسل چالیس دن تک قائم رہا۔ باغیوں نے حضرت عثمان تک پانی پہنچانے کو ممنوع قرار دے دیا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر حضرت عثمان تک پہنچانے کی کوشش کی مگر باغیوں نے ام المومنین اور حضور کی حرم محترم کا بھی لحاظ نہیں کیا اور بے ادبی سے مزاحمت کر کے انھیں واپس کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر آشوب وقت میں اپنے دونوں صاحبزادوں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر بھی ان جانثاروں کے ساتھ حضرت عثمان کے گھر میں موجود تھے۔

باغیوں کو سمجھانے کے لیے متعدد اکابر صحابہ نے مؤثر تقریریں کیں لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکان کی چھت سے باغیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف فرما ہوئے تو یہ مسجد تنگ تھی۔ آپ نے فرمایا جنت کے عوض کون اس زمین کو خرید کر مسجد کے لیے وقف کرے گا، اس وقت میں نے وہ زمین مسجد کے لیے وقف کی تھی۔ آج تم اس زمین پر مجھے سجدہ نہیں کرنے دیتے۔ پھر آپ نے فرمایا قسم بخدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو سوائے چاہ رومہ کے اور کوئی میٹھے پانی کا کنواں نہیں تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے عوض کون اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کرتا ہے اس وقت بھی صرف میں نے حضور کے فرمان پر لبیک کہی اور آج تم مجھے اس کنویں سے پانی نہیں پینے دیتے! لیکن باغیوں پر آپ کی اس تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ [1]

جانثار صحابہ کے مشورے

حضرت امیر معاویہ کی بصیرت افروز آنکھوں نے اس فتنہ کو بہت پہلے بھانپ لیا تھا۔ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔ آپ میرے ساتھ شام چلیے، تاکہ آپ کسی ناگہانی خطرہ سے دوچار نہ ہو جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں دیار رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ کر اور کہیں نہیں جانا چاہتا۔ (حضرت امیر معاویہ نے عرض کیا میں حفظ ماتقدم کی خاطر شام سے آپ کی حفاظت کے لیے فوج بھجوا دوں۔ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہ کے پڑوسیوں (اہل مدینہ) کو اس لشکر کی وجہ سے کوئی پریشانی ہو۔

محاصرہ کے دوران حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا: میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لیجئے۔ آپ کے حامیوں کی عظیم جماعت یہاں موجود ہے اس کو لے کر نکلیے اور ان باغیوں کا مقابلہ کر کے ان کو نکال دیجئے، دوسری صورت یہ ہے کہ پچھلی طرف سے نکل کر مکہ معظمہ چلے جائیے۔ مکہ حرم ہے وہاں یہ آپ پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ شام میں آپ حضرت امیر معاویہ کی پناہ میں چلے جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی صورت کا یہ جواب دیا کہ اگر میں باہر نکل کر ان سے جنگ کروں تو

---

[1] علامہ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ، تاریخ ابن خلدون، ج ۲ ص ۱۴۴

میں اس امت کا وہ پہلا خلیفہ نہیں بننا چاہتا جو اپنی حکومت کی بقا کے لیے مسلمانوں کا خون بہائے، دوسری صورت (یعنی مکہ — چلے جانے) کا جواب یہ دیا کہ مجھے ان لوگوں سے یہ توقع نہیں ہے کہ یہ حرم مکہ کی حرمت کا کوئی لحاظ رکھیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے اس مقدس شہر کی حرمتیں پامال ہوں، اور تیسری صورت (یعنی شام چلے جانے) کا جواب یہ تھا کہ دار الہجرت اور دیارِ رسول کو چھوڑ کر میں کہیں بھی نہیں جانا چاہتا۔ [1]

حضرت عثمان کا گھر بہت وسیع تھا حضرت عثمان کی حفاظت کے لیے صحابہ کرام و تابعین سمیت سات سو افراد موجود تھے۔ جن کی قیادت حضرت عبداللہ بن زبیر کر رہے تھے۔ انھوں نے باغیوں سے لڑنے کی اجازت مانگی تو فرمایا اگر ایک شخص بھی میری خاطر لڑنا چاہے تو میں اس سے خدا کے لیے کہتا ہوں کہ وہ میری خاطر خون نہ بہائے [2] آپ کے گھر میں اس وقت بیس غلام تھے ان کو بھی بلا کر آخری وقت میں آزاد کر دیا۔

حضرت زید بن ثابت نے آکر عرض کیا: امیر المومنین انصار دروازے پر کھڑے اجازت کے منتظر ہیں۔ فرمایا اگر وہ جنگ کی اجازت چاہتے ہیں تو انھیں بالکل اجازت نہیں ہے۔ [3]

حضرت ابوہریرہ نے جنگ کی اجازت مانگی تو فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ مجھ سمیت تمام دنیا کو قتل کر دو۔ عرض کیا نہیں۔ آپکے اس فرمان میں اس آیت کی طرف اشارہ تھا من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا "جس شخص نے بغیر قصاص یا فساد کے کسی شخص کو قتل کیا گویا اس نے تمام دنیا کے انسانوں کو قتل کر دیا"۔ [4] اس آیت سے استدلال اس وجہ سے تھا کہ باغیوں نے نہ ابھی تک کسی کو قتل کیا تھا نہ زمین میں لوٹ مار کر کے فساد کیا تھا صرف حضرت عثمان کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔

شہادت حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستقبل میں پیش آنے والے فتنوں کا بیان کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص کا گزر ہوا جو کپڑا اوڑھے جا رہا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنوں کے وقت یہ شخص ہدایت پر ہوگا، میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان تھے [5]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتنوں کا بیان کرتے ہوئے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ شخص ان فتنوں میں مظلوم شہید کیا جائے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق یہ یقین تھا کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو ان فتنوں سے مطلع کیا تھا اور صبر و استقامت کی تاکید فرمائی تھی (ترمذی ص ۵۳۳) ان حالات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لمحہ بہ لمحہ اس وقت کے منتظر تھے

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۶۷۔

[2] 〃 〃 〃 ، مسند احمد ج ۱ ص ۶۷

[3] محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۴۸

[4] 〃 〃 〃 ، طبقات ابن سعد ج ۳، ص ۴۸

[5] علامہ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ (ترمذی) ص ۶۲

جوان کے لیے مقدر ہو چکا تھا۔

سترہ ذوالحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کا دن تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں عثمان جلدی کرو ہم تمہارے انتظار کے منتظر ہیں، ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا عثمان آج جمعہ میرے ساتھ پڑھنا۔ حضرت عثمان بیدار ہوئے اور اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا اب وقت قریب آ پہنچا ہے پھر لباس تبدیل کیا اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد باغیوں نے حملہ کر دیا۔ حضرت امام حسن مزاحمت کرتے ہوئے زخمی ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر (پروردہ حضرت علی) نے آپ کی داڑھی پکڑ کر کھینچی۔ حضرت عثمان نے فرمایا: کہ بھتیجے اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو وہ اس فعل کو ناپسند کرتے۔ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی پر زور سے لوہے کی سلاخ ماری جس سے آپ گر پڑے اور زبان سے یہ کلمات نکلے: بسم اللہ و توکلت علی اللہ۔ سوادبن حمران نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ شروع ہو گیا۔ عمرو بن الحمق نے سینہ پر چڑھ کر نیزوں کے پیہم نو وار کیے۔ ایک ازلی شقی نے بڑھ کر تلوار کا ایسا وار کیا جس سے ذوالنورین کی شمع حیات بجھ گئی لہ انا للہ وانا الیہ راجعون شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے اور اس خون ناحق سے جو آیت رنگین ہوئی وہ یہ تھی: فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم (بقرہ ۱۳۷) "تمہارے لیے اللہ تعالٰی کافی ہے اور اللہ تعالٰی خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔" اس جانکاہ حادثہ میں آپ کی اہلیہ محترمہ کی انگلیاں بھی کٹ گئی تھیں۔ تین دن تک آپ کا جسد مبارک تدفین سے محروم رہا اور قتل کرنے کے بعد ظالموں نے آپ کا گھر بھی لوٹ لیا۔

عظمت عثمان تمام دنیا کی تاریخ اٹھا کر ایک نظر ڈالیے، تاریخ عالم میں آپ کو کہیں ایسی مثال نہیں ملے گی کہ کسی حکمران کے خلاف کچھ لوگ باغی ہو جائیں اور اس حکمران کو اپنی ذات اور اپنی حکومت کے تحفظ کے متعدد وسائل حاصل ہوں نہ صرف یہ بلکہ جانثار، رفقاء ارکان دولت اور تمام افواج سب اس کے حامی ہوں باغیوں کے قلع قمع کرنے کے لیے بے تاب ہوں اور بار بار اس حکمران سے باغیوں کی سرکوبی کا مطالبہ کر رہے ہوں لیکن وہ حکمران محض اس سبب سے ان لوگوں کو باغیوں سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتا کہ کہیں ایک جان کی بقاء کے لیے سینکڑوں جانیں تلف نہ ہو جائیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے والے دو ہزار سے بھی کم افراد تھے اور مکان کے اندر اور باہر ان کے جانثار اس سے کہیں زیادہ تھے آخری وقت تک آپ کے جانثار اور رفقاء آپ سے باغیوں کے مقابلہ اور ان کے محاصرہ توڑنے کی اجازت طلب کرتے رہے لیکن آپ کا صرف ایک ہی جواب تھا کہ "میں اپنی ذات یا اپنی خلافت کی خاطر مسلمانوں کی تلواریں باہم ٹکراتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔" لہ

لہ۔ محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۳۔

لہ۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۱۸۵، مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں ہمارے محترم ہیں ان سے عقیدت اور محبت ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے وہ دونوں ____ مجتہد تھے اور اپنے اپنے نزدیک ہر ایک کا موقف اخلاص اور للہیت پر مبنی تھا وہ دونوں صحابی ہیں ہم ان میں سے کسی ایک کے خلاف بھی ایک لفظ سننا نہیں چاہتے، ان کی عظمتیں ہمارے دین کا سرمایہ ہیں۔ اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں تقریباً پانچ سال تک محض خلافت کے تحفظ کے لیے دونوں طرف سے مسلمانوں کا خون بہتا رہا اور شہداء کا انبار لگتا رہا۔ اس کے برعکس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھیے جنھوں نے چالیس روز تک محاصرہ میں رہنا، ضروریات زندگی سے محروم ہونا اور خندہ پیشانی سے بھوک و پیاس برداشت کرنا گوارہ کیا لیکن ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی خاطر کسی ایک مسلمان کے خون کا قطرہ بھی گرانا گوارہ نہیں کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد یہ سعادت کسی کے حصہ میں نہیں آئی کہ اس نے دیار رسول کو اپنی خلافت کا مستقر بنایا ہو، اسلامی حکمرانوں میں وہ دیار رسول کے آخری خلیفہ تھے انھوں نے اس وقت بھی مدینہ چھوڑنا گوارا نہیں کیا جب ذبح خنجر ان کی شہ رگ کے بہت قریب نظر آرہا تھا۔ تاریخ میں ہمیں یہ کہیں نہیں ملتا کہ کسی عظیم شخصیت کے جانثار اس پر قربان ہونے کی اجازت چاہتے ہوں۔ بار بار بے تابی سے تقاضا کرتے ہوں مگر وہ کسی کو اس کی اجازت نہ دیتا ہو اس کو اپنی جان بچانے کے لیے خطرہ کی جگہ سے نکل جانے کا موقع ملا ہو مگر وہ عزم و استقلال کا کوہ گراں اپنی جگہ پر قائم رہا ہو۔ اے عثمان! تمہاری عظمتوں کا کیا کہنا تم نے مکہ کی حرمتوں کو خطرہ میں پڑنے دیا نہ مدینہ کو میدان جنگ بننے دیا۔ اپنی جان کے تحفظ کے لیے دیار رسول چھوڑا نہ اپنے جانثاروں اور رفقاء میں سے کسی کی زندگی کو خطرہ میں پڑنے دیا، حتیٰ کہ آخری وقت میں اپنے بیس غلاموں کو بھی آزاد کر کے نکل جانے دیا اور ظلم و ستم کے تمام وار تنہا اپنی جان پر جھیل گئے۔

یوں تو اسلام کے ہر دور میں لوگ شہید ہوتے رہے ان شہداء میں سے کسی کا خون احد کی گھاٹیوں میں گرا کسی کا خون کربلا کی سرزمین پر گرا مگر سلام ہو تمہارے خون پر اے عثمان جو قرآن کریم کی آیات پر گرا۔ جس شہید کا خون جس جگہ گرتا ہے وہ جگہ اس کی شہادت کی گواہی دیتی ہے۔ کسی کی شہادت کی گواہی بدر اور احد کی سرزمین دے گی کسی کی شہادت کی گواہی میدان کربلا دے گا اور اے عثمان تمہاری شہادت کی گواہی قرآن کریم کے اوراق دیں گے۔ حشر کے دن ہر شخص جس حال میں شہید ہوا اسی حال میں اٹھے گا کوئی شہید احرام باندھے ہوئے اٹھے گا کوئی سجدہ کرتے ہوئے اٹھے گا۔ اور سلام ہو تمہاری عظمتوں پر اے عثمان کہ تم میدان حشر میں اللہ کا کلام پڑھتے ہوئے اٹھو گے۔ [۱]

---

[۱] حضرت عثمان کے متعلق یہ تمام بحث ہم نے مقالات سعیدی سے نقل کر دی ہے، حضرت عثمان کی سیرت اور مزید محامد و محاسن پڑھنے کے لیے مقالات سعیدی کو پڑھیں۔

باب من فضائل علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۰۹۵ - حدثنا يحيى بن يحيى التميمي وابو جعفر محمد بن الصباح وعبيد الله القواريري وسريج بن يونس كلهم عن يوسف الماجشون (واللفظ لابن الصباح) حدثنا يوسف ابو سلمة الماجشون حدثنا محمد بن المنكدر عن سعيد بن المسيب عن عامر بن سعد بن ابي وقاص عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي انت مني بمنزلة هرون من موسى الا انه لا نبي بعدي قال سعيد فاحببت ان اشافه بها سعدا فلقيت سعدا فحدثته بما حدثني عامر فقال انا سمعته فقلت انت سمعته فوضع اصبعيه على اذنيه فقال نعم والا كاستكتا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔ مگر بلا شبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں چاہتا تھا کہ میں حضرت سعد سے یہ حدیث بالمشافہ سن لوں۔ میری حضرت سعد سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان کو عامر بن سعد کی یہ روایت سنائی انہوں نے کہا میں نے اس حدیث کو خود سنا ہے، میں نے کہا آپ نے خود سنا ہے؟ انھوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں پر رکھیں اور کہا اگر میں نے خود نہ سنا ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

۶۰۹۶ - وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا غندر عن شعبة ح وحدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن الحكم عن مصعب بن سعد بن ابي وقاص عن سعد بن ابي وقاص قال خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب في غزوة تبوك فقال يا رسول الله تخلفني في النساء والصبيان فقال اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هرون من موسى غير انه لا نبي بعدي۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں حضرت علی کو مدینہ میں چھوڑ دیا، حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں! آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے! البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۶۰۹۷ - حدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا ابي حدثنا شعبة في هذا الاسناد۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۹۸ - حدثنا قتيبة بن سعيد ومحمد بن عباد (وتقاربا في اللفظ) قالا حدثنا حاتم (وهو ابن اسماعيل) عن بكير بن مسمار عن عامر بن

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد کو امیر بنایا تو ان سے دریافت کیا کہ تمہیں ابو تراب کو برا

سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي۔

کہنے سے کیا چیز مانع ہے؟ حضرت سعد نے کہا مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمائی تھیں، اس لیے میں ان کو کبھی برا نہیں کہہ سکتا، اگر ان تین باتوں سے ایک بات بھی میرے لیے فرمائی ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض مغازی میں حضرت علی کو چھوڑ دیا اور حضرت علی نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ دیا، تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی سے یہ فرماتے ہوئے سنا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے کہ موسیٰ کے لیے ہارون تھے، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا! اور غزوہ خیبر کے دن میں نے آپ سے یہ سنا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا، اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے، حضرت سعد نے کہا پھر ہم سب اس کے انتظار میں تھے، آپ نے فرمایا علی کو میرے پاس لاؤ، حضرت علی کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا اور ان کو جھنڈا عطا کیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب آیت نازل ہوئی (ترجمہ:) آپ کہیے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا، اور کہا اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔

۶۰۹۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى۔

٦١٠٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ) عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ قَالَ فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ أَنْ أُدْعَى لَهَا قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا وَقَالَ امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ قَالَ فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ فَصَرَخَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَى مَاذَا أُقَاتِلُ النَّاسَ قَالَ قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا: کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا، حضرت عمر بن الخطاب نے کہا، اس دن کے علاوہ میں نے کبھی امارت کی تمنا نہیں کی، پھر میں اس دن آپ کے سامنے اس امید سے آیا کہ آپ مجھے اس کے لیے بلائیں، حضرت ابوہریرہ نے کہا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ابی طالب کو بلایا، اور ان کو جھنڈا عطا کیا، اور فرمایا جاؤ اور ادھر ادھر التفات نہ کرنا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تم کو فتح عطا فرمائے حضرت علی کچھ دور گئے پھر ٹھہر گئے، اور ادھر ادھر التفات نہیں کیا، پھر انھوں نے زور سے آواز دی یا رسول اللہ! میں لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کروں، آپ نے فرمایا تم ان سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت نہ دیں، اور جب وہ یہ گواہی دے دیں تو پھر انھوں نے تم سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا الا یہ کہ ان پر کسی کا حق ہو اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

٦١٠١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ (وَاللَّفْظُ هٰذَا) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا قَالَ فَلَمَّا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ خیبر فتح کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کے رسول کو اس سے محبت ہوگی، حضرت سہل نے کہا پھر صحابہ نے اس حال میں رات گذاری کہ دیکھیے حضور کس کو جھنڈا عطا فرماتے ہیں، جب صبح کو صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو ہر شخص کو یہ توقع تھی کہ حضور

اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرَاَ حَتّٰی كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰی يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰی رِسْلِكَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ۔

اس کو جھنڈا عطا کریں گے، آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، آپ نے فرمایا ان کو بلاؤ، حضرت علی کو بلایا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، اور ان کے حق میں دعا کی، ان کی آنکھیں اس طرح ٹھیک ہوگئیں گویا کبھی دکھی ہی نہ تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا، حضرت علی نے کہا یارسول اللہ میں ان سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں گا جب تک وہ ہماری طرح نہ ہو جائیں، آپ نے فرمایا نرمی سے روانہ ہو، جب تم ان کے میدان میں اتر جاؤ تو ان کو اسلام کی دعوت دینا، اور ان کو یہ بتانا کہ ان پر اللہ کے کیا حقوق واجب ہیں، بخدا اگر تمہاری وجہ سے ایک شخص ہدایت پا جائے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

۶۱۰۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا اللّٰهُ فِيْ صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ اَوْ لَيَاْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَّمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں حضرت علی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی، پھر انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا، پھر حضرت علی نکلے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جا ملے، جب وہ شب آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح عطا فرمائی، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا یا فرمایا کل جھنڈا وہ شخص لیگا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کے رسول کو اس سے محبت ہوگی، پھر اچانک ہم نے حضرت علی کو دیکھا اور ہمیں اس کی توقع نہیں تھی، صحابہ نے کہا یہ حضرت علی ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا عطا کر دیا، اور اللہ نے ان کو فتح دیدی۔

۶۱۰۳ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا

زید بن حیان کہتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے،

إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبُو حَيَّانَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ وَغَزَوْتَ مَعَهُ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي وَاللَّهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَقَدُمَ عَهْدِي وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ ثُمَّ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ قَالَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ قَالَ وَمَنْ هُمْ قَالَ هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ قَالَ نَعَمْ۔

حصین نے کہا اے زید! آپ کو بہت خیر کثیر حاصل ہوئی، آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، ان کی حدیث سُنی، ان کے ہمراہ جہاد کیا اور ان کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں، اے زید! آپ ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی حدیث سنائیے، حضرت زید نے کہا اے بھتیجے! بخدا اب میری عمر زیادہ ہو گئی ہے اور ایک مدت گذر گئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث مجھے یاد تھیں ان میں سے بعض کو میں بھول گیا، سو جو حدیث میں تم کو بیان کر دوں، اس کو قبول کر لو، اور جس کو میں نہ بیان کر دوں اس کا تم مجھے مکلف نہ کرو، پھر انھوں نے کہا ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کے لیے مدینہ اور مکہ کے درمیان اس تالاب پر کھڑے ہوئے جس کو خُم کہتے ہیں، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! سنو میں ایک بشر ہوں عنقریب میرے رب کا پیغام لانے والا (یعنی فرشتہ اجل) میرے پاس آئے گا اور میں اس کو لبیک کہوں گا، میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، اللہ کی کتاب پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے تھام لو، پھر آپ نے کتاب اللہ پر برانگیختہ کیا اور اس کی ترغیب دی، پھر فرمایا اور (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں، حصین نے کہا: اے زید! آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہل بیت سے نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا آپ کی ازواج بھی اہل بیت سے ہیں، لیکن آپ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کر دیا گیا، کہا وہ کون ہیں؟ کہا وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں کہا ان سب پر صدقہ حرام ہے

کہا ہاں۔

۶۱۰۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا حَسَّانُ (يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ) عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ بِمَعْنَى حَدِيثِ زُهَيْرٍ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مثل مروی ہے۔

۶۱۰۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَيَّانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَأَخَذَ بِهِ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے، اللہ کی کتاب جس میں ہدایت اور نور ہے، جس نے اس کتاب کو تھام لیا اور اس کے ساتھ تمسک کیا وہ ہدایت پر ہوگا اور جو اس کو چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہوگا۔

۶۱۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا حَسَّانُ (يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ) عَنْ سَعِيدٍ (وَهُوَ ابْنُ مَسْرُوقٍ) عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ لَقَدْ رَأَيْتَ خَيْرًا لَقَدْ صَاحَبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي حَيَّانَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَلَا وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَفِيهِ فَقُلْنَا مَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ نِسَاؤُهُ قَالَ لَا وَايْمُ اللّٰهِ إِنَّ الْمَرْأَةَ تَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا فَتَرْجِعُ إِلَى أَبِيهَا وَقَوْمِهَا أَهْلُ بَيْتِهِ أَصْلُهُ وَعَصَبَتُهُ الَّذِينَ حُرِمُوا الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ۔

زید بن حیان کہتے ہیں کہ ہم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، ہم نے ان سے کہا آپ نے بہت اچھا زمانہ دیکھا ہے، آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے؛ البتہ اس میں یہ ہے سنو! میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے، جو اللہ کی رسی ہے جو اس کی اتباع کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اس کو ترک کر دے گا وہ گمراہی پر ہوگا اور اس روایت میں یہ بھی ہے ہم نے کہا آپ کے اہل بیت آپکی ازواج ہیں؟ کہا نہیں اللہ کی قسم! ایک عورت مرد کے ساتھ ایک زمانہ تک رہتی ہے پھر وہ اسکو طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کی طرف واپس ہو جاتی ہے اہل بیت سے مراد آپ کے والد گرامی اور آپ کے عصبات ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔

۶۱۰۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آل مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا عامل بنایا گیا اس نے حضرت سہل بن سعد کو یہ حکم دیا کہ وہ حضرت علی کو

رجل من آل مروان قال فدعا سهل بن سعد فامره ان يشتم عليا قال فابى سهل فقال له اما اذ ابيت فقل لعن الله ابا التراب فقال سهل ما كان لعلي اسم احب اليه من ابي التراب وان كان ليفرح اذا دعي بها فقال له اخبرنا عن قصته لم سمي ابا تراب قال جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة فلم يجد عليا في البيت فقال اين ابن عمك فقالت كان بيني وبينه شئ فغاضبني فخرج فلم يقل عندي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لانسان انظر اين هو فجاء فقال يا رسول الله هو في المسجد راقد فجاءه رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع قد سقط رداؤه عن شقه فاصابه تراب فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسحه عنه ويقول قم ابا التراب قم ابا التراب۔

بلایا گیا۔ حضرت سہل نے انکار کیا، اس نے کہا اگر تم انکار کرتے ہو تو یوں کہو اللہ تعالیٰ ابوتراب پر لعنت کرے، حضرت سہل نے کہا حضرت علی کے نزدیک ابوتراب سے بڑھ کر کوئی نام محبوب نہیں تھا جب ان کو ابوتراب کے نام سے بلایا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے، راوی نے ان سے کہا ہمیں ان کا وہ قصہ بتاؤ کہ ان کا نام ابوتراب کیسے رکھا گیا؟ انھوں نے کہا ——

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر آئے تو حضرت علی گھر میں نہیں تھے، فرمایا تمہارا عم زاد کہاں ہے؟ کہا میرے اور ان کے درمیان کوئی شکر رنجی ہو گئی جس سے غضب ناک ہو کر وہ گھر سے چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص سے کہا جاؤ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ اس شخص نے آکر کہا وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کے پاس گئے درآں حالیکہ وہ لیٹے ہوئے تھے اور ایک جانب سے ان کی چادر ڈھلکی ہوئی تھی اور ان پر مٹی لگی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے وہ مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے، اے ابوتراب اٹھو، اے ابوتراب اٹھو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الہاشمی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں۔ ان کے والد کا نام عبد مناف ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ہی ان کا نام ہے، ہاشم کا نام عمرو ہے، ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے، آپ کی کنیت ابوالحسن ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد بھائی اور داماد ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدتنا وسیدۃ نساء العالمین ان کے نکاح میں تھیں، حضرت علی پہلے ہاشمی تھے جو دو ہاشمیوں کے درمیان پیدا ہوئے، اور یہ بنو ہاشم کے پہلے خلیفہ تھے، حضرت علی جعفر، عقیل اور طالب سے چھوٹے تھے، کثیر علماء کے نزدیک حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے تھے، جس کی تفصیل عنقریب آئے گی، حضرت علی نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، اور بدر، احد، خندق، بیعۃ رضوان اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے، البتہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے اہل کی حفاظت کے لیے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا، یوم

بدر میں جھنڈا عطا کرنے میں اختلاف ہے، جنگ احد میں جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا جب وہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کر دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ایک بار مہاجرین کا اور ایک بار مہاجرین اور انصار کا بھائی بنایا اور ہر بار حضرت علی سے یہ کہا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کے اسلام قبول کرنے اور نماز پڑھنے کے ایک دن بعد حضرت علی آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت علی نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ کیا کر رہے ہیں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا وہ دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پسند کر لیا اور جس دین کے ساتھ اپنے رسولوں کو مبعوث کیا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے، اس کی عبادت کرنے اور لات اور عزیٰ کے ساتھ کفر کرنے کی دعوت دیتا ہوں، حضرت علی نے کہا اس چیز کو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں سنا، میں اس وقت تک اس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ ابوطالب سے اس کے بارے میں گفتگو نہ کر لوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اعلان کرنے سے پہلے اپنے راز کے فاش ہونے کو ناپسند کیا، آپ نے فرمایا اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے تو اس امر کو مخفی رکھو، پھر حضرت علی نے ایک رات توقف کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے دل میں اسلام ڈال دیا، پھر صبح کو حضرت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نے مجھ پر کیا چیز پیش کی تھی؟ آپ نے فرمایا تم گواہی دو کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اور لات، عزیٰ اور اللہ کے ہر شریک سے براءت اور بیزاری کا اظہار کرو۔ حضرت علی نے اسی طرح کیا اور اسلام قبول کر لیا، ابوطالب کے ڈر سے حضرت علی کئی دن تک حضور کے پاس مخفی طریقہ سے آتے رہے اور اپنے اسلام کو مخفی رکھا، حضرت علی پر اللہ تعالیٰ کا یہ انعام تھا کہ انہوں نے اسلام لانے سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائی تھی، مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت علی دس سال کی عمر میں اسلام لائے تھے، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے تھے (یعنی بچوں میں) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور حضرت علی نے منگل کے دن اسلام قبول کیا، حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی نے اسلام قبول کیا، جب ابراہیم نخعی نے یہ روایت سنی تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور کہا سب سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے تھے، حضرت علی سے ایک روایت ہے کہ اس امت میں مجھ سے پہلے کسی نے اللہ کی عبادت نہیں کی، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، پھر حضرت علی ایمان لائے، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت خباب اور حضرت جابر اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے حضرت علی اسلام لائے، ان صحابہ نے حضرت علی کو

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج۴ ص ۱۸ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

دوسرے تمام صحابہ پر فضیلت دی ہے، حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد پندرہ سال کی عمر میں حضرت علی نے اسلام قبول کیا، محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا کہ پہلے حضرت علی اسلام لائے یا حضرت ابوبکر؟ انھوں نے کہا سبحان اللہ! سب سے پہلے حضرت علی اسلام لائے تھے، لوگوں پر یہ امر اس لیے مشتبہ ہو گیا کہ حضرت علی نے ابو طالب سے اپنا اسلام مخفی رکھا تھا اور حضرت ابوبکر اسلام لائے اور انھوں نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا۔ [۱]

مصنف کہتا ہے کہ علامہ ابن اثیر جزری نے حضرت علی کے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں یہ تمام روایات اپنی اسانید کے ساتھ ذکر کی ہیں، لیکن جمہور مورخین محدثین اور فقہاء کا یہ موقف ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے ہیں اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہما اور صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ صحابہ کے ہجرت کرنے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں ٹھہرے رہے، آپ مکہ سے ہجرت کرنے کے معاملہ میں حکم الٰہی کے منتظر تھے، حتیٰ کہ جب قریش مکہ میں جمع ہوئے اور انھوں نے مل کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف تدبیر کی، تو جبریل امین علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ سے یہ کہا کہ جس مکان میں آپ رات گزارتے ہیں، آج رات اس مکان میں نہ رہیں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو بلایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ رات کو آپ کے بستر پر لیٹیں اور آپ کی سبز چادر کو اوڑھ لیں۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر کے دروازے سے نکل گئے دراں حالیکہ کفار آپ کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے، پھر مسلمان لگاتار ہجرت کر کے جانے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سب مسلمانوں کے بعد مدینہ آئے اور ان کو کسی ابتلاء کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ میں موخر کیا تھا۔ ان کو حکم دیا تھا کہ وہ آپ کے بستر پر لیٹیں اور تین دن گھر میں رہیں اور ہر حقدار کو اس کا حق ادا کر دیں، حضرت علی اس حکم کی تعمیل کے بعد رسول اللہ سے جا ملے۔

ابو رافع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے گھر چھوڑا اور یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کی وصیتیں اور امانتیں ادا کر دیں، حضرت علی نے تمام امانتیں ادا کر دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ رات آپ کے بستر پر لیٹیں قریش نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بستر کو دیکھ رہے تھے، انھوں نے حضرت علی کو دیکھ کر یہ گمان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں، حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو انھوں نے حضرت علی کو دیکھا انھوں نے کہا، اگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جاتے تو علی کو اپنے ساتھ لے جاتے، اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش سے روک لیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ آنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت علی حضور کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے، رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپے رہتے، حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گئے، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: علی کو بلاؤ، آپ کو بتایا گیا کہ اب حضرت علی میں چلنے کی سکت نہیں رہی، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے، حضرت علی کو گلے لگایا اور ان کے پاؤں کے ورم کو دیکھ کر حضور کی آنکھوں میں آنسو آگئے، حضرت علی کے پیروں سے خون رس رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے پاؤں پر دست شفقت پھیرا، لعاب دہن لگایا اور صحت کی دعا کی، پھر وہ پیر بالکل ٹھیک ہو گئے اور حضرت علی کی شہادت

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۸، المکتبۃ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

تک پھر ان پیروں میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

ابواسحاق نے بیان کیا ہے کہ تمام اہل تاریخ اور اہل سند کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی بدر اور اس کے علاوہ تمام غزوات میں حاضر رہے، البتہ صرف غزوہ تبوک میں شامل نہیں ہو سکے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے اہل خانہ کی حفاظت کے لیے مدینہ چھوڑ دیا تھا، سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ احد میں سولہ زخم لگے، ہر بار زخم لگنے سے وہ زمین پر گر پڑتے اور جبرائیل امین آکر ان کو اٹھاتے تھے، ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں کہ تمام جنگوں میں جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور قتال کے وقت حضرت علی ان سے جھنڈا لے لیتے تھے، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن حضرت ابوبکر نے جھنڈا لیا، دوسرے دن حضرت عمر نے جھنڈا لیا، ایک قول ہے محمد بن مسلمہ نے جھنڈا لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو خیبر کو فتح کیے بغیر نہیں لوٹے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جھنڈا منگوایا، پھر حضرت علی کو بلایا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، پھر ان کی آنکھوں میں دست شفا پھیرا اور ان کو جھنڈا دیا، جنگوں کے سلسلے میں حضرت علی کی داستان بہت طویل ہے۔ [2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ کثرت احادیث روایت کی ہیں، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محمد، حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت عبداللہ بن الزبیر، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابورافع، حضرت صہیب، حضرت زید بن ارقم، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوسریحہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت سفینہ، حضرت ابوجحیفہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت عمرو بن حریث، حضرت ابولیلیٰ، حضرت براء بن عازب، حضرت عمارہ بن رویبہ، حضرت بشر بن سحیم، حضرت ابوالطفیل، حضرت عبداللہ بن ثعلبہ، حضرت جریر بن عبداللہ، حضرت عبدالرحمٰن بن اشیم اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور کثیر تابعین نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابوالبختری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے یمن کی طرف بھیج رہے ہیں لوگ مجھ سے قضاء کے متعلق سوال کریں گے حالانکہ مجھے قضاء کا کوئی علم نہیں ہے، آپ نے فرمایا قریب آؤ، میں قریب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا، پھر دعا کی: اے اللہ! اس کی زبان کو ثابت اور دل کو ہدایت پر رکھ، اس ذات کی قسم جس نے دانہ اگایا اور روح کو پیدا کیا اس کے بعد مجھے کبھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا، حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ قضا کو جاننے والے حضرت علی ہیں، سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کسی ایسی مشکل سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جس کے حل

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۹ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

[2] ایضاً، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۱

کے لیے حضرت علی نہ ہوں [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زہد

عبداللہ بن حنیف نے بیان کیا کہ حضرت علی نے فرمایا دنیا مردار ہے جو شخص دنیا سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہو وہ کتوں کے ساتھ اختلاط پر صبر کرے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کے متعلق یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی زینت کے ساتھ مزین کیا ہے جس سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک بندوں کے لیے اور کوئی زینت نہیں ہے، وہ زینت دنیا میں زہد (بے رغبتی) ہے، اللہ نے تم کو ایسا بنایا ہے کہ تم کو دنیا میں کچھ نہیں ملے گا اور دنیا کو تم سے کچھ نہیں ملے گا، اللہ تعالیٰ نے تم کو مسکینوں کی محبت دی ہے اور وہ تمہاری امامت پر راضی ہوں گے، اور تم ان کی اتباع پر راضی ہو گے۔ اس شخص کے لیے خوشی ہو جو تم سے محبت رکھے اور تمہاری تصدیق کرے، اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہو جو تم سے بغض رکھے اور تمہاری تکذیب کرے، اور جو لوگ تم سے محبت کریں گے اور تمہاری تصدیق کریں گے وہ تمہارے گھر کے پڑوسی اور تمہارے محل کے رفیق ہوں گے، اور جو لوگ تم سے بغض رکھیں گے اور تمہاری تکذیب کریں گے، اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ قیامت کے دن ان کو کذابین کی صف میں اٹھائے۔ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا ایک وقت وہ تھا جب میں بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور آج وہ وقت ہے کہ میں ایک دن میں چار ہزار دینار صدقہ کرتا ہوں۔ [2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت الذین ینفقون اموالھم باللیل والنہار سرا وعلانیۃ "جو لوگ اپنے مالوں کو رات اور دن میں، پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں" حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی، حضرت علی کے پاس چار درہم تھے، ایک درہم انہوں نے رات میں خرچ کیا ایک دن میں، ایک پوشیدہ طریقہ سے اور ایک ظاہراً۔ زر بن حبیش روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ تم سے محبت صرف مومن کرے گا اور تم سے بغض صرف منافق رکھے گا، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا کر رہے تھے: "اے اللہ! علی کا چہرہ دکھانے سے پہلے مجھ پر موت طاری نہ کرنا"، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طائف کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلایا اور کافی دیر تک سرگوشی میں ان سے بات کی، بعض صحابہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم زاد سے بہت طویل کلام کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے علی سے سرگوشی میں کلام نہیں کیا، یہ کلام اللہ نے کیا تھا، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۳ ملخصاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۲-۲۳، 〃

نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے (یعنی علی میرے خاندان سے ہے اور میرے انوار ولایت کا ظہور علی سے ہوگا) اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی (محبوب) ہے، عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ نے روایت کیا اور بارہ بدری صحابہ نے اس روایت کی گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خم کے تالاب کے پاس فرمایا: کیا میں مومنوں کی روحوں سے زیادہ اولیٰ (با تصرف) نہیں ہوں؟ اور کیا میری ازواج مومنوں کی مائیں نہیں ہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ (محبوب) ہیں، اے اللہ! اس سے محبت کر جو علی سے محبت کرے اور اس سے بغض رکھ جو علی سے بغض رکھے، حضرت ابن الخطاب نے کہا: اے علی! تم اس حال میں صبح کر کے اٹھتے ہو کہ ہر مومن کے تم محبوب ہوتے ہو۔ ابن ظالم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن نفیل رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا میں جتنی محبت علی سے کرتا ہوں کسی اور سے اتنی محبت نہیں کرتا، انھوں نے کہا تم ایک جنتی شخص سے محبت کرتے ہو، پھر یہ حدیث بیان کی کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا پہاڑ پر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کا نام لے کر جنت کی بشارت دی، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن مالک، حضرت عبد اللہ بن مسعود (علامہ ابن اثیر نے صرف نو صحابہ کا ذکر کیا ہے، دوسری روایات میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید کا ذکر ہے، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور سعد بن مالک کا ذکر نہیں ہے۔) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا، حضرت علی نے آکر حضور سے کہا یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ کے بعد کس کو امیر بنایا جائے گا، آپ نے فرمایا اگر تم نے ابوبکر کو امیر بنایا تو تم اس کو امین پاؤ گے، دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب، اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو تم اس کو قوی اور امین پاؤ گے وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرنے والے نہیں ہیں، اور اگر تم نے علی کو امیر بنایا تو تم اس کو ہادی و مہدی پاؤ گے جو تم کو صراط مستقیم پر لے کر چلے گا اور میرا خیال ہے کہ تم اس کو امیر نہیں بناؤ گے۔ عروہ مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اور میرا گمان یہ تھا کہ اس خلافت کا میں زیادہ حقدار ہوں، لیکن مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پہ اتفاق کر لیا پس میں نے ان کے احکام سنے اور ان کی اطاعت کی، پھر حضرت ابوبکر فوت ہو گئے اور میرا گمان یہ

[1] علامہ علی بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۰-۲۵ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

تھا کہ حضرت ابوبکر میرے علاوہ کسی اور کو جانشین نہیں بنائیں گے، لیکن انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جانشین نامزد کیا۔ سو میں نے ان کے احکام سنے اور ان کی اطاعت کی، پھر جب حضرت عمر شہید ہوئے تو میرا خیال تھا وہ مجھ سے اعراض نہیں کریں گے لیکن انھوں نے خلیفہ کے انتخاب کے لیے مجھ سمیت چھ آدمیوں کی ایک مجلس شوریٰ مقرر کردی، اور اس شوریٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا، پھر میں نے ان کے احکام سنے اور ان کی اطاعت کی، پھر حضرت عثمان شہید کردیے گئے اور لوگوں نے بغیر کسی جبر کے خوشی خوشی مجھ سے بیعت کرلی، پھر لوگوں نے بیعت توڑ دی اب میرے سامنے دو صورتیں تھیں یا تو ان کے خلاف تلوار اٹھاتا یا پھر رسول اللہ پر اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل کیے تھے ان کا انکار کردیتا۔ اسماعیل خطبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ذوالحجہ ۳۵ ہجری میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حضرت علی کو خلیفہ بنایا گیا، ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو صحابہ اور دوسرے تمام مسلمان دوڑتے ہوئے حضرت علی کے پاس آئے اور وہ سب کہتے تھے کہ امیر المومنین علی ہیں، حتیٰ کہ حضرت علی کے گھر گئے اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت علی نے یہ فرمایا یہ تمہارا کام نہیں ہے، یہ منصب اہل بدر کا ہے، جس کی خلافت پر اہل بدر راضی ہوجائیں گے، خلیفہ وہی ہوگا، پھر ہر شخص حضرت علی کے پاس آیا اور کہا ہم آپ سے زیادہ کسی اور شخص کو خلافت کا حقدار نہیں پاتے، آپ ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کریں گے، حضرت علی نے کہا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کہاں ہیں کیونکہ سب سے پہلے حضرت عثمان کی بیعت حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے کی تھی، پھر حضرت علی مسجد نبوی میں جاکر منبر پر بیٹھے، پھر سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر حضرت طلحہ نے بیعت کی اور ان کے بعد حضرت زبیر نے بیعت کی، پھر باقی صحابہ نے آپ کی بیعت کی۔

جب لوگوں نے حضرت علی کی بیعت کرلی تو بعض صحابہ نے بیعت نہیں کی، ان میں حضرت ابن عمر، حضرت سعد اور دیگر صحابہ تھے۔ حضرت علی نے ان پر بیعت لازم نہیں کی، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی بیعت نہ کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا یہ لوگ امر خلافت میں غیر جانب دار رہے۔ ——— اور حضرت معاویہ سمیت اہل شام نے ان کی بیعت نہیں کی اور ان سے جنگ کی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عہد توڑنے والوں، حق سے تجاوز کرنے والوں اور حق سے خروج کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں ان کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا ہم کس کے ساتھ ان کے خلاف لڑیں۔ آپ نے فرمایا حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر ہوں گے۔ عبداللہ بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موت کا وقت آیا تو انھوں نے کہا میں صرف اس بات پر افسوس کرتا ہوں کہ میں نے باغی جماعت کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تم کو اس وقت تک موت نہیں

---

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۳-۳۰، ملتقطاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

آئے گی جب تک کہ تمہاری اس جگہ ضرب نہ لگائی جائے اور تمہاری یہ جگہ (خون سے) رنگین نہ ہو جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ڈاڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا قوم کا سب سے بد بخت شخص تم کو قتل کریگا، جیسے قوم ثمود کے بد بخت آدمی نے اللہ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔

امام محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ خوارج کے تین شخص مکہ میں جمع ہوئے، عبد الرحمن بن ملجم مرادی، برک بن عبد اللہ تمیمی اور عمرو بن بکیر تمیمی انھوں نے آپس میں یہ عہد کیا کہ یہ تین شخصوں کو قتل کریں گے، حضرت علی بن ابی طالب حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص کو اور ان کو قتل کر کے مسلمانوں کو ان سے نجات دلائیں گے، ابن ملجم نے کہا میں علی کو قتل کروں گا، برک نے کہا میں معاویہ کو قتل کروں گا اور عمرو بن بکیر نے کہا میں عمرو بن العاص کو قتل کروں گا، وہ سب ایک دوسرے سے عہد اور میثاق کر کے اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے، ابن ملجم نے شبیب بن بجرہ اشجعی کو اپنا ہم راز بنایا اور اس کو ساتھ لیا، جب فجر کی نماز کے وقت حضرت علی مسجد میں آئے یہ دونوں اپنی تلواریں لے کر آگے بڑھے اور زور سے نعرہ مارا "اے علی حکومت اللہ کی ہے تمہاری نہیں ہے"، ابن ملجم نے تلوار ماری جو پیشانی کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچی اور شبیب کی تلوار طاق میں لگی پھر لوگ ان کو پکڑنے کے لیے دوڑے، شبیب نکل گیا اور ابن ملجم پکڑا گیا، جب ابن ملجم کو حضرت علی کے پاس لایا گیا تو حضرت علی نے فرمایا اس کو آرام سے رکھو، اگر میں زندہ رہا تو میں اس کے متعلق فیصلہ کروں گا اور اگر میں فوت ہو گیا تو اس کو میرے ساتھ لاحق کر دینا، حضرت علی جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی رات تک زندہ رہے اور انیس رمضان ۴۰ھ کو فوت ہو گئے، حضرت حسن، حضرت حسین اور عبد اللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، حضرت علی کی تدفین کے بعد ابن ملجم کے ہاتھ پیر کاٹ دیے گئے، اس کی آنکھیں نکال دی گئیں، زبان کاٹی گئی اور پھر اس کو قتل کر دیا گیا۔[1]

حضرت علی کو حضرت ہارون سے تشبیہ دینا ان کے استحقاق خلافت کو مستلزم نہیں ہے

حدیث نمبر ۶۰۹۰ میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت علی کو مدینہ میں چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت علی سے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا کہ اس حدیث سے روافض، امامیہ اور شیعہ کے تمام فرقوں نے اس پر استدلال کیا ہے کہ خلافت حضرت علی کا حق تھی اور حضور نے حضرت علی کے لیے وصیت کی تھی پھر ان میں اختلاف ہے، روافض نے تمام صحابہ کی تکفیر کی کیونکہ انھوں نے حضرت علی کے غیر کو خلافت میں مقدم کیا (جیسا کہ ہم شروع میں رجال کشی کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں) قاضی عیاض نے کہا جو لوگ تمام صحابہ کو کافر قرار دیتے ہیں ان کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ جنھوں نے تمام امت اور صدر اول کو کافر قرار دیا انھوں نے نقل شریعت کو باطل کر دیا اور اسلام کو منہدم کر دیا، اور جو لوگ ان غالیوں کے مسلک پر نہیں چلتے ان کا یہ حکم نہیں ہے، کیونکہ امامیہ اور بعض معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ غیر علی کو

---

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۸-۳۴، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، تہران

مقدم کرنے میں صحابہ نے غلطی کی لیکن وہ کافر نہیں ہیں۔ اس حدیث میں روافض اور امامیہ کی کوئی دلیل نہیں ہے، البتہ اس میں حضرت علی کی ایک فضیلت کا بیان ہے اور خلفاء ثلاثہ کے ان سے افضل ہونے کی نفی نہیں ہے، اور نہ ہی اس حدیث میں حضرت علی کے خلیفہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں جاتے وقت ان کو مدینہ میں خلیفہ بنایا تھا، نہ کہ وصال کے وقت تمام عالم اسلام میں مسلمانوں کا خلیفہ بنایا تھا، نیز اس حدیث میں حضرت علی کو ——— حضرت ہارون سے تشبیہ دی ہے اور حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت موسیٰ کی وفات سے چالیس سال پہلے میدان تیہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ ؎۱

مصنف کے نزدیک یہ حدیث شیعہ کے موقف کے برعکس نتیجہ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین نہیں تھے، اس لیے حضرت علی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ نہیں ہوں گے، جس طرح حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت ہارون عارضی خلیفہ تھے۔ اسی طرح حضرت علی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ کے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لیے عارضی اور جزوی خلیفہ تھے۔

حضرت معاویہ کا حضرت سعد سے حضرت علی کو بُرا نہ کہنے کی وجہ دریافت کرنا

حدیث نمبر ۶۰۹۸ میں ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تمہیں ابوتراب کو بُرا کہنے سے کیا چیز مانع ہے؟ علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ اس قسم کی احادیث کی تاویل کرنا واجب ہے، حضرت معاویہ کے اس قول میں یہ تصریح نہیں ہے کہ انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کو بُرا کہنے کا حکم دیا تھا، بلکہ ان سے بُرا نہ کہنے کا سبب دریافت کیا تھا کہ آیا تم ان کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے بُرا نہیں کہتے یا اس کا کوئی اور سبب ہے، اگر تم ان کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے بُرا نہیں کہتے تو تم حق پر ہو اور تمہارا نظریہ درست ہے اور اگر اس کا کوئی اور سبب ہے تو اس کو بیان کرو، غالباً حضرت سعد کا تعلق اس جماعت سے تھا جو حضرت علی کو بُرا کہتی تھی اس کے باوجود وہ حضرت علی کو بُرا نہیں کہتے تھے، اس وجہ سے حضرت معاویہ نے یہ سوال کیا، اس حدیث کی دوسری تاویل یہ ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت سعد سے یہ دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم حضرت علی کی رائے کو خطا نہیں کہتے اور لوگوں سے نہیں کہتے کہ ہماری رائے اور اجتہاد صحیح ہے اور حضرت علی کی رائے اور اجتہاد غلط تھا۔ ؎۲

اہل بیت کی اقسام

حدیث نمبر ۶۱۰۳ میں ہے، حصین نے کہا: اے زید! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اہل بیت سے نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا آپ کی ازواج بھی اہل بیت ہیں لیکن آپ کے اہل بیت

؎۱ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

؎۲ 〃 〃 〃 ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸ 〃 〃 〃

وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کر دیا گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پر بھی ہوتا ہے اور اہل بیت کا اطلاق آپ کے دیگر خاندان والوں پر بھی ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے مثلاً آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس

باب ۴۳ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۱۰۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَرِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ وَسَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی، آپ نے فرمایا کاش میرے صحابہ میں سے کوئی صالح شخص آج میری حفاظت کرتا، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

ف: یہ واقعہ واللہ یعصمک من الناس نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

۶۱۰۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَهِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ وَفِي رِوَايَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مدینہ منورہ آنے کے بعد ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے، آپ نے فرمایا: کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک شخص آج رات میری حفاظت کرتا، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ابھی ہم اسی حال میں تھے کہ ہم نے ہتھیاروں کی آہٹ سنی، آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا سعد بن ابی وقاص! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اندیشہ ہوا تو میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی پھر سو گئے، ابن رمح کی روایت میں ہے ہم نے کہا: یہ

ابْنُ رُمْحٍ فَقُلْنَا مَنْ هٰذَا۔

کون ہے؟

۶۱۱۰۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ أَرِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۱۱۱۔ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنَّهُ جَعَلَ يَقُولُ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن مالک (یعنی سعد بن ابی وقاص) کے سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں فرمایا آپ جنگ اُحد کے دن ان سے فرما رہے تھے: "تم پر میرے باپ فدا ہوں تیر مارو"

۶۱۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ كُلُّهُمْ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی چار اور سندیں بیان کیں۔

۶۱۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ يَحْيَى (وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ) عَنْ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا۔

۶۱۱۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

٦١١٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ) عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ لَهُ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَحْرَقَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيهِ نَصْلٌ فَأَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ فَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى نَوَاجِذِهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا، مشرکوں میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو جلا ڈالا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد سے کہا: تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں تیر مارو۔ حضرت سعد کہتے ہیں میں نے بغیر پر کا تیر لے کر اس کے پہلو پر مارا جس سے وہ گر پڑا، اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اس کے گرنے سے) ہنسے حتیٰ کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں دیکھیں۔

٦١١٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ نَزَلَتْ فِيهِ آيَاتٌ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ حَلَفَتْ أُمُّ سَعْدٍ أَنْ لَا تُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّى يَكْفُرَ بِدِينِهِ وَلَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ قَالَتْ زَعَمْتَ أَنَّ اللهَ وَصَّاكَ بِوَالِدَيْكَ وَأَنَا أُمُّكَ وَأَنَا آمُرُكَ بِهَذَا قَالَ مَكَثَتْ ثَلَاثًا حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ فَقَامَ ابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَهُ عُمَارَةُ فَسَقَاهَا فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى سَعْدٍ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ هَذِهِ الْآيَةَ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي وَفِيهَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا قَالَ وَأَصَابَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنِيمَةً عَظِيمَةً فَإِذَا فِيهَا سَيْفٌ فَأَخَذْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَفِّلْنِي هَذَا السَّيْفَ فَأَنَا مَنْ قَدْ عَلِمْتَ حَالَهُ فَقَالَ رُدُّوهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أُلْقِيَهُ فِي الْقَبَضِ لَامَتْنِي نَفْسِي فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے متعلق قرآن مجید کی کئی آیات نازل ہوئیں، ان کی والدہ نے قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک ان سے بات نہیں کریں گی اور کھانا پینا بھی ترک کر دیں گی جب تک کہ وہ دین اسلام کو ترک نہ کر دیں، ان کی والدہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے، میں تمہاری ماں ہوں اور میں تمہیں حکم دیتی ہوں، وہ تین دن تک اسی حال میں رہیں کھایا نہ پیا اور بے ہوش ہو گئیں، ان کے ایک بیٹے نے جس کا نام عمارہ تھا ان کو پانی پلایا، وہ حضرت سعد کو بددعا دینے لگیں، تب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی، (ترجمہ) ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، اگر وہ اس بات کی کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ شریک کرو جس کا تم کو علم نہیں ہے تو تم ان کی اطاعت مت کرو اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی کرو، ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سا مال غنیمت آیا، اس میں ایک تلوار بھی تھی میں وہ تلوار لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تلوار مجھے عطا فرما دیں

أَعْطِنِيهِ قَالَ فَشَدَّ لِي صَوْتَهُ رُدُّهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قَالَ وَمَرِضْتُ فَأَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانِي فَقُلْتُ دَعْنِي أَقْسِمْ مَالِي حَيْثُ شِئْتُ قَالَ فَأَبَى قُلْتُ فَالنِّصْفَ قَالَ فَأَبَى قُلْتُ فَالثُّلُثَ قَالَ فَسَكَتَ فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا قَالَ وَأَتَيْتُ عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِينَ فَقَالُوا تَعَالَ نُطْعِمْكَ وَنَسْقِيكَ خَمْرًا وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ قَالَ فَأَتَيْتُهُمْ فِي حَشٍّ وَالْحَشُّ الْبُسْتَانُ فَإِذَا رَأْسُ جَزُورٍ مَشْوِيٌّ عِنْدَهُمْ وَزِقٌّ مِنْ خَمْرٍ قَالَ فَأَكَلْتُ وَشَرِبْتُ مَعَهُمْ قَالَ فَذَكَرْتُ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرِينَ عِنْدَهُمْ فَقُلْتُ الْمُهَاجِرُونَ خَيْرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَأَخَذَ رَجُلٌ أَحَدَ لَحْيَيِ الرَّأْسِ فَضَرَبَنِي بِهِ فَجَرَحَ بِأَنْفِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ يَعْنِي نَفْسَهُ شَأْنَ الْخَمْرِ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔

کیونکہ میں وہ ہوں جس کا حال آپ کو معلوم ہے، آپ نے فرمایا اس تلوار کو جہاں سے اٹھایا تھا وہیں رکھ دو، میں اس کو گودام میں ڈالنے کے لیے گیا، میرے نفس نے ملامت کی اور میں پھر آپ کے پاس واپس آگیا، میں نے کہا مجھے یہ تلوار عطا فرما دیجیے، آپ نے زیادہ سختی کے ساتھ فرمایا، اس کو جہاں سے لیا ہے وہیں واپس رکھ دو، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ——

یسئلونک عن الانفال "لوگ آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں" حضرت سعد نے کہا میں بیمار ہو گیا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا، آپ میرے پاس تشریف لائے، میں نے کہا مجھے اپنی مرضی کے مطابق مال تقسیم کرنے کی اجازت دیجیے، آپ نے انکار کیا، میں نے اچھا نصف مال تقسیم کرنے دیں، آپ نے انکار کیا، میں نے کہا اچھا تہائی مال تقسیم کرنے دیں، آپ خاموش رہے، پھر بعد میں تہائی مال کی تقسیم جائز ہو گئی، میں انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس گیا، انھوں نے کہا آؤ ہم تمہیں کھانا کھلائیں اور شراب پلائیں، یہ شراب حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، میں ان کے ساتھ ایک باغ میں گیا، وہاں ان کے پاس اونٹ کا ایک بھنا ہوا سر تھا اور شراب کا ایک مٹکا تھا، میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور شراب پی، پھر وہاں مہاجرین اور انصار کا ذکر چھڑ گیا، میں نے کہا مہاجرین انصار سے بہتر ہیں، ایک شخص نے سر کی ایک ہڈی لے کر مجھے ماری، میری ناک زخمی ہو گئی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کی شکایت کی، تب اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے شراب کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی: (ترجمہ:) شراب، جوا، بت، فال کے تیر محض ناپاک ہیں شیطان کے کام ہیں۔

٦١١٧ - حدثنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن سماك بن حرب عن مصعب بن سعد عن أبيه أنه قال أنزلت في أربع آيات وساق الحديث بمعنى حديث زهير عن سماك وزاد في حديث شعبة قال فكانوا إذا أرادوا أن يطعموها شجروا فاها بعصا ثم أوجروها وفي حديثه أيضا فضرب به أنف سعد ففزره وكان أنف سعد مفزورا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے متعلق چار آیات نازل ہوئیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، شعبہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ لوگ جب میری ماں کو کھانا کھلانا چاہتے تو لکڑی سے اس کا منہ کھول کر اس میں کھانا ڈال لیتے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت سعد کی ناک پر لکڑی ماری جس سے ان کی ناک پھٹ گئی اور ہمیشہ پھٹی رہی۔

٦١١٨ - حدثنا زهير بن حرب حدثنا عبد الرحمن عن سفيان عن المقدام بن شريح عن أبيه عن سعد في ﴿ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي﴾ قال نزلت في ستة أنا وابن مسعود منهم وكان المشركون قالوا له تدني هؤلاء۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی (ترجمہ:) "اور ان (مساکین مومنین) کو دور نہ کریں جو صبح، شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور صرف اس کی رضا چاہتے ہیں،" (انعام: ۵۲)۔ یہ آیت چھ مسکینوں کے متعلق نازل ہوئی میں اور ابن مسعود بھی ان میں سے تھے، مشرکین آپ سے کہتے تھے کہ آپ ان لوگوں کو اپنے پاس رکھتے ہیں۔

٦١١٩ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا محمد بن عبد الله الأسدي عن إسرائيل عن المقدام بن شريح عن أبيه عن سعد قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم ستة نفر فقال المشركون للنبي صلى الله عليه وسلم اطرد هؤلاء لا يجترئون علينا قال وكنت أنا وابن مسعود ورجل من هذيل وبلال ورجلان لست أسميهما فوقع في نفس رسول الله صلى الله عليه وسلم ما شاء الله أن يقع فحدث نفسه فأنزل الله عز وجل ﴿ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه﴾۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، مشرکین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا "ان لوگوں کو بھگا دیجیے یہ ہمارے سامنے آنے کی ہمت نہ کریں، حضرت سعد نے کہا میں، حضرت ابن مسعود، ہذیل کا ایک شخص، حضرت بلال اور وہ اور شخص جن کے نام میں نے نہیں لیے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو آیا سو آیا، آپ نے اپنے دل میں کچھ سوچا، تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: اور ان (مساکین مومنین) کو دور نہ کیجیے جو صبح، شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور صرف اس کی رضا چاہتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت سعد بن ابی وقاص کا نام ونسب یہ ہے:
سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف، بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن نضر بن کنانہ القرشی الزہری، ان کی والدہ کا نام حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ ہے۔

یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں آپ چھ افراد کے بعد مسلمان ہوئے، ایک قول ہے کہ چار کے بعد مسلمان ہوئے، جس وقت انھوں نے اسلام قبول کیا ان کی عمر سترہ سال تھی، یہ ان عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی اور ان چھ صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی حضرت عمر نے مجلس شوریٰ قائم کی تھی، جن کے متعلق حضرت عمر نے یہ شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت ان سے راضی تھے، بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہے، یہ وہ صحابی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں خون بہایا اور وہ صحابی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں تیر چلایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلا عرب ہوں جس نے راہ خدا میں تیر چلایا، بخدا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جاتے تھے اور درختوں کے پتوں کے سوا ہمارے کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز پڑھنے کے بعد پہاڑ کی گھاٹیوں میں اپنی قوم کے خوف سے چھپ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک گھاٹی میں حضرت سعد چند صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک کچھ مشرکین آگئے انھوں نے مسلمانوں کو برا کہا اور ان کے دین کی مذمت کی پھر ان سے لڑائی چھڑ گئی، حضرت سعد نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی ایک مشرک کے مار کر اس کا سر پھاڑ دیا، اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون بہایا گیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایران کے خلاف جو فوج بھیجی اس کا امیر حضرت سعد کو بنایا تھا حضرت سعد نے ایرانیوں کو قادسیہ کے مقام پر شکست دی، حضرت سعد نے ہی مدائن کسریٰ کو عراق میں فتح کیا، کوفہ کی بنیاد رکھی حضرت سعد کو عراق کا گورنر بنایا گیا پھر معزول کر دیا گیا، جب حضرت عمر نے ان کو شوریٰ میں رکھا تھا تو کہا اگر یہ خلیفہ بنا دیے جائیں تو فبہا ورنہ میرے بعد جو شخص بھی خلیفہ بنے میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ سعد کو گورنر بنائے، کیونکہ میں نے سعد کو کسی عجز یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا، پھر حضرت عثمان نے ان کو کوفہ کا گورنر بنایا پھر ان کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا حاکم بنا دیا۔

قیس بن حازم، حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! سعد کی دعاؤں کو قبول کر، حضرت سعد جب بھی دعا کرتے تھے ان کی دعا قبول ہوتی تھی، لوگوں کو اس کا علم تھا اور وہ حضرت سعد کی بد دعا سے ڈرتے تھے، جب حضرت عثمان شہید کر دیے گئے اور مسلمانوں کے دو گروہوں میں جنگ ہوئی تو یہ فتنہ سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے، ان کے بیٹے اور بھتیجے نے یہ چاہا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد حضرت سعد لوگوں کو اپنی خلافت کی دعوت دیں لیکن انھوں نے یہ بات نہیں مانی اور سلامتی کو

طلب کیا۔ حضرت معاویہ نے انھیں اپنے ساتھ ملانا چاہا لیکن حضرت سعد نے انکار کیا۔

حضرت سعد نے ۵۵ھ میں وفات پائی، ایک قول ۵۸ھ کا ہے اور ایک قول ۵۴ھ کا ہے۔ مروان نے نماز جنازہ پڑھائی، مہاجرین میں سے فوت ہونے والے آپ آخری صحابی تھے۔ [۱]

بَابُ ۸۳۹ مِنْ فَضَائِلِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالُوا حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ (وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ) قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ لَمْ يَبْقَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا۔

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جن ایام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاد کر رہے تھے تو بعض اوقات آپ کے ساتھ حضرت طلحہ اور حضرت سعد کے سوا کوئی نہیں ہوتا تھا۔

۶۱۲۱ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ نَدَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی تو حضرت زبیر نے کہا میں حاضر ہوں، آپ نے پھر ترغیب دی تو حضرت زبیر نے کہا میں حاضر ہوں، آپ نے پھر ترغیب دی تو حضرت زبیر نے کہا میں حاضر ہوں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے حواری (خصوصی مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

۶۱۲۲ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ۔

حضرت جابر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹۳ - ۲۹۰ ملخصاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

۶۱۲۳ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ مُسْهِرٍ قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَعَ النِّسْوَةِ فِي أُطُمِ حَسَّانٍ فَكَانَ يُطَأْطِئُ لِي مَرَّةً فَأَنْظُرُ وَأُطَأْطِئُ لَهُ مَرَّةً فَيَنْظُرُ فَكُنْتُ أَعْرِفُ أَبِي إِذَا مَرَّ عَلَى فَرَسِهِ فِي السِّلَاحِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي فَقَالَ وَرَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن میں اور حضرت عمر بن ابی سلمہ عورتوں کے ساتھ حضرت حسان کے قلعہ میں تھے کبھی وہ میرے لیے جھک جاتے تو میں دیکھ لیتا، اور کبھی میں ان کے لیے جھک جاتا تو وہ دیکھ لیتے، جب میرے والد ہتھیار باندھے ہوئے گھوڑے پر سوار بنو قریظہ کی طرف نکلے تو میں نے ان کو پہچان لیا، میں نے اس کا تذکرہ اپنے والد سے کیا تو انھوں نے کہا اے بیٹے تو نے مجھے دیکھا تھا میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا خدا کی قسم! اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع فرمایا تھا اور کہا تھا تم پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں!!

۶۱۲۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ كُنْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي الْأُطُمِ الَّذِي فِيهِ النِّسْوَةُ يَعْنِي نِسْوَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُرْوَةَ فِي الْحَدِيثِ وَلٰكِنْ أَدْرَجَ الْقِصَّةَ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، جنگ خندق کے دن میں اور حضرت عمر بن ابی سلمہ اس قلعہ میں تھے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تھیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۱۲۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی حرا پر تھے، ایک پتھر ہلنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیر جا! تجھ پر صرف نبی ہے یا صدیق ہے یا شہید ہے۔

۶۱۲۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى جَبَلِ حِرَاءٍ فَتَحَرَّكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْكُنْ حِرَاءُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر تھے، وہ ہلنے لگا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حرا ٹھیر جا! تجھ پر صرف نبی ہے یا صدیق ہے، یا شہید ہے، اس پہاڑ پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے۔

۶۱۲۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَعَبْدَةُ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَتْ لِي عَائِشَةُ أَبَوَاكَ وَاللَّهِ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ۔

ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: بخدا! تمہارے والدین ان لوگوں میں سے تھے جن کا ذکر اس آیت میں ہے: "وہ لوگ جنھوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا۔"

۶۱۲۸ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ تَعْنِي أَبَا بَكْرٍ وَالزُّبَيْرَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ لِي عَائِشَةُ كَانَ أَبَوَاكَ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہارے والدین ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے زخمی ہونے کے باوجود بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت طلحہ کا نام ونسب یہ ہے، طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ابو محمد القرشی التیمی، ان کی والدہ کا نام ہے الصعبہ بنت عبد اللہ بن مالک الحضرمیہ۔

حضرت طلحہ، طلحۃ الخیر اور طلحۃ الفیاض کے نام سے معروف تھے، یہ سابقین اولین میں سے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔

اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ جب حضرت طلحہ اور زبیر دونوں اسلام لے آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے مکہ ہی میں ان دونوں کو بھائی بنا دیا اور ہجرت کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما کو بھائی بنا دیا، حضرت طلحہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، اور اصحاب شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں، غزوۂ بدر کے وقت شام گئے ہوئے تھے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے بھی ان کا حصہ رکھا اور ان کو اجر کا مستحق بھی قرار دیا۔

حضرت طلحہ اُحد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ بیعت رضوان میں بھی موجود تھے، غزوہ احد میں ان کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے آپ کو ڈھال بنا لیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے اپنے ہاتھ سے تیروں کو روکتے رہے حتیٰ کہ ان کا ہاتھ بے کار ہو گیا! ان کے سر پر ضرب لگی، اس کے باوجود وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر ایک چٹان پر لے گئے، حضرت طلحہ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلحۃ الخیر فرمایا اور غزوہ تبوک کے دن مجھے طلحۃ الفیاض فرمایا اور جنگ حنین کے دن مجھے طلحۃ الجود فرمایا۔ جب جنگ احد کے دن حضرت طلحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چٹان پر لے گئے تو آپ نے فرمایا طلحہ نے (جنت کو) واجب کر لیا، حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہیں، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی شہید کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے!۔

حضرت طلحہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے آ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فمنہم من قضی نحبہ (احزاب: ۲۳) "ان میں سے بعض وہ ہیں جنھوں نے (شہید ہو کر) اپنی نذر کو پورا کیا" کے مصداق کے متعلق سوال کیا، آپ نے اس سے اعراض فرمایا، اس نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر اعراض کیا۔ اس نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر اعراض کیا، اتنے میں میں سبز کپڑے پہنے ہوئے مسجد کے دروازہ پر آیا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا من قضی نحبہ کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو من قضی نحبہ کا مصداق ہے۔ حضرت طلحہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ جب حضرت علی نے حضرت زبیر کو یہ یاد دلایا کہ حضور نے فرمایا تھا تم علی سے ناحق لڑو گے تو حضرت زبیر جنگ سے کنارہ کش ہو گئے، حضرت زبیر الگ ہوئے تو حضرت طلحہ بھی الگ ہو گئے، پھر مروان نے حضرت طلحہ کے ایک تیر مارا جو آپ کے پیر یا گردن میں لگا اور اس سے حضرت طلحہ شہید ہو گئے۔ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل کا واقعہ ہوا، اس وقت حضرت طلحہ کی عمر باسٹھ سال تھی۔ ایک قول اکسٹھ سال کا بھی ہے اور ایک قول چونسٹھ سال کا بھی ہے۔

علی بن زید بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کہہ رہے ہیں

میری قبر منتقل کر دو، کیونکہ مجھے پانی اذیت پہنچا رہا ہے، اس نے مسلسل تین راتیں یہ خواب دیکھا پھر وہ حضرت ابن عباس کے پاس گیا اور ان سے اپنا خواب بیان کیا، انھوں نے قبر کو کھدوا تو وہاں پانی پہنچنے سے زمین پر کائی جم گئی تھی، انھوں نے حضرت طلحہ کو دوسری جگہ منتقل کر دیا، دیکھا تو آپ کا جسم صحیح و سالم تھا، اور آنکھوں کے درمیان کا قور اسی طرح رکھا تھا۔ [1]

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے:

زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الاسدی، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت عبد المطلب ہے، یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے، آپ پندرہ سال کی عمر میں اسلام لائے تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے چند دن بعد یہ مسلمان ہو گئے تھے، یہ چوتھے یا پانچویں مسلمان تھے۔ انھوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کو مکہ میں بھائی بنایا تھا، اور جب انھوں نے مدینہ ہجرت کی تو ان کو اور سلمہ بن سلامہ کو بھائی بنایا۔

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے جنگ جمل کی صبح یہ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں میرا ہر عضو زخمی ہوا ہے، حتیٰ کہ شرمگاہ بھی زخمی ہوئی، حضرت زبیر بن العوام وہ شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تلوار میان سے نکالی، اس کا سبب یہ ہے کہ ایک دن ان کو یہ خبر ملی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے پکڑ لیا، حضرت زبیر تلوار نکال کر لوگوں کو چیرتے ہوئے پہنچے، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ کی بالائی وادی میں تھے، آپ نے فرمایا: اے زبیر کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا میں نے یہ سنا تھا کہ آپ کو پکڑ لیا گیا ہے، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اور ان کی تلوار کے لیے دعا کی۔

حضرت زبیر، بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف اور دیگر تمام مشاہد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، فتح مصر میں بھی موجود تھے، یہ ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی، حضرت عمر نے ان کو شوریٰ کے لیے منتخب کیا، اور کہا یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصال کے وقت راضی تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں حضرت علی کے خلاف صف آرا ہوئے، حضرت علی نے ان سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا تم کو وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے کہا تھا کہ تم ایک

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۶۱-۵۹ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

دن اس (علی) سے ناحق لڑو گے، حضرت زبیر کو یہ واقعہ یاد آگیا وہ جنگ سے کنارہ کش ہو گئے۔ وادی سباع میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جرموز نے آپ کو حالت نماز میں قتل کر دیا۔ وہ حضرت زبیر کی تلوار لے کر حضرت علی کے پاس آیا، حضرت علی نے کہا یہ وہ تلوار ہے جس نے کتنی بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کی ہے، پھر کہا اے ابن صفیہ کے قاتل تجھے جہنم کی بشارت ہو، دس جمادی الاولی ۳۶ھ کو آپ کی شہادت ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ستر سال تھی۔ [1]

بَابُ [85] فَضَائِلِ أَبِي عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۱۳۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَإِنَّ أَمِينَنَا أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور ہماری اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔

۶۱۳۱ - حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمْنَا السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَقَالَ هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمن سے کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھیجیے جو ہم کو اسلام اور سنت کی تعلیم دے، حضرت انس کہتے ہیں حضور نے حضرت ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔

۶۱۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَقَ يُحَدِّثُ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْعَثْ إِلَيْنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ حَقَّ أَمِينٍ قَالَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل نجران آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک امین شخص بھیجیے، آپ نے فرمایا تمہارے پاس ایک ایسا شخص بھیجوں گا جو امین ہے وہ یقیناً امین ہے وہ یقیناً امین ہے، لوگ اسی شخص کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے، پھر حضور نے ابو عبیدہ بن جراح

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۹۹-۱۹۶ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ.

کو بھیجا۔

۶۱۳۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاؤُدَ الْحَفَرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا نام و نسب یہ ہے:

عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ۔ یہ اپنی کنیت ابو عبیدہ اور اپنے دادا کی طرف نسبت کی وجہ سے مشہور ہو گئے، اور ان کو ابو عبیدہ بن جراح کہا جانے لگا۔

حضرت ابو عبیدہ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی، یہ سابقین اسلام میں سے ہیں، انہوں نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، بدر، احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

غزوۂ بدر میں کفار کی طرف سے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے والد مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آئے تھے، حضرت ابو عبیدہ کی محبت توحید، نسبی محبت پر غالب آئی اور ایک ہی وار میں کافر باپ کا کام تمام کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس جذبہ اسلام کی داد دی اور یہ آیت نازل ہوئی:

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم اولئك كتب في قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه۔ (مجادلہ: ۲۲)

جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں آپ انہیں اللہ اور اس کے رسول سے عداوت کرنے والوں کے ساتھ محبت کرنے والا نہ پائیں گے، خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور دیگر قریبی عزیز کیوں نہ ہوں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو مستحکم کر دیا اور اپنی (پسندیدہ) روح سے ان کی مدد فرمائی۔

غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا، خود کی دو کڑیاں آپ کے چہرے میں چبھ گئی تھیں، حضرت ابو عبیدہ نے دانتوں سے پکڑ کر وہ کڑیاں کھینچیں جس سے ان کے دو دانت نکل گئے لیکن ان کا چہرہ اور حسین ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوی امین کا لقب دیا۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت ابو بکر نے کہا میں تمہارے لیے عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن جراح میں سے کسی ایک کی خلافت پر راضی ہوں۔ حضرت ابو عبیدہ نے دمشق کو فتح کیا، حضرت عمر بن الخطاب نے اپنی خلافت میں حضرت خالد بن ولید کو معزول کر کے حضرت ابو عبیدہ کو سپہ سالار مقرر کیا۔

ایک مرتبہ شام میں حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ سے ملنے آئے، دیکھا ان کے گھر میں صرف ایک تلوار اور ایک ڈھال رکھی تھی، حضرت عمر نے فرمایا، آپ کم از کم ضروری سامان تو لے لیتے! کہا ہماری ضرورت یہی ہے، قتادہ

بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ کہتے تھے کاش میں ایک مینڈھا ہوتا جس کو ذبح کر کے میرے گھر والے کھا لیتے، حضرت عمران بن حصین نے کہا کاش میں ایک راکھ ہوتا جس کو آندھی اڑا کر لے جاتی، جب طاعون عمواس پھیلا تو سب مسلمان وہاں سے چلے گئے، حضرت ابو عبیدہ دوستوں کے شدید اصرار کے باوجود تقدیر پر صابر و شاکر رہ کر وہیں رہے، ان کی انگلی میں ایک پھنسی نکلی، ۱۸ھ میں مقام فحل سے نماز پڑھنے کے لیے بیت المقدس جا رہے تھے کہ اجل نے آ لیا، آپ کی عمر اٹھاون سال تھی، سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں عنابی رنگ کا خضاب لگاتے تھے۔ آپ کی قبر بیسان میں ہے۔ [1]

بَابُ ۸۵ فَضَائِلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۳۴ - حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِحَسَنٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحْبِبْ مَنْ يُّحِبُّهٗ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ۔

۶۱۳۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ طَائِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِیْ وَلَا اُكَلِّمُهٗ حَتّٰى جَاءَ سُوْقَ بَنِیْ قَيْنُقَاعَ ثُمَّ انْصَرَفَ حَتّٰى اَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِیْ حَسَنًا فَظَنَنَّا اَنَّهٗ اِنَّمَا تَحْبِسُهٗ اُمُّهٗ لِاَنْ تُغَسِّلَهٗ وَتُلْبِسَهٗ سِخَابًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحْبِبْ مَنْ يُّحِبُّهٗ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دن کے کسی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا، آپ نے مجھ سے کوئی بات کی نہ میں نے آپ سے کوئی بات کی، حتیٰ کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں پہنچے، پھر واپس مڑے اور حضرت فاطمہ کے گھر آئے اور فرمایا: کیا یہاں بچہ ہے؟ کیا یہاں بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن، ہم نے یہ گمان کیا کہ ان کی والدہ نے ان کو غسل کرانے اور ان کو ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے، کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت حسن دوڑتے ہوئے آئے اور ہر ایک نے دوسرے کے گلے میں باہیں ڈال دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس سے محبت کر اور جو اس

[1] علامہ علی بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۸۶ - ۸۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

۶۱۳۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ.

۶۱۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ ابْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ.

۶۱۳۸ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الرُّومِيِّ الْيَمَامِيُّ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) حَدَّثَنَا إِيَاسٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا قُدَّامَهُ وَهَذَا خَلْفَهُ.

۶۱۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ

سے محبت کرے اس سے محبت کر۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر دیکھا، دراں حالیکہ آپ فرما رہے تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر دیکھا دراں حالیکہ آپ فرماتے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

ایاس اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں اس سفید خچر کی لگام کو پکڑ کر چلا ہوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے، حتیٰ کہ میں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں داخل کیا، یہ آگے تھے اور وہ پیچھے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت گئے دراں حالیکہ آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی جس پر سیاہ اون سے کجاوں کے نقش بنے ہوتے تھے، حضرت حسن بن علی آئے۔ آپ نے ان کو اس چادر میں لے لیا پھر حسین آئے، اور آپ کی چادر میں داخل ہو گئے پھر حضرت سیدہ فاطمہ آئیں اور آپ نے ان کو اس چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت علی آئے آپ نے ان کو بھی چادر میں لے لیا، پھر یہ آیت پڑھی: اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تم سے نجاست دور کرنے کا اور تم کو پورا پورا پاک کرنے کا ہی ارادہ فرماتا ہے۔

يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: حسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی، آپ کی کنیت ابو محمد ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں، آپ کی ماں حضرت فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں جو سیدۃ نساء العالمین ہیں، حضرت حسن اہل جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبودار پھول اور آپ کے ہم شکل ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن رکھا، ساتویں دن عقیقہ کیا اور بال مونڈے، اور یہ حکم دیا کہ ان کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کر دی جائے، حسن کو آپ نے اپنی چادر میں لیا ان میں یہ پانچویں ہیں۔ ابو احمد عسکری نے کہا ہے کہ ان کی کنیت ابو محمد خود حضور نے رکھی تھی۔ حضرت حسن اور حسین سے پہلے یہ نام کسی کے نہیں رکھے گئے، حضرت حسن نصف رمضان، ۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۹ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ [1]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

مخارق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام الفضل نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کے اعضا میں سے ایک عضو میرے گھر میں ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے اچھا خواب دیکھا ہے، عنقریب فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا تم اس کو دودھ پلاؤ گی، پھر حضرت حسن پیدا ہوئے، اور حضرت ام الفضل نے ان کو دودھ پلایا۔

ابو الحوراء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کون سی احادیث یاد ہیں؟ حضرت حسن نے کہا مجھے یاد ہے کہ میں نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لی اور اس کو منہ میں رکھ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میرے منہ سے نکال کر پھر صدقہ کی کھجوروں میں ڈال دیا، آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! ان کھجوروں میں کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم آل محمد کے لیے صدقہ جائز نہیں ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر (حضرت حسن کے متعلق) فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے، اچانک حضرت حسن اور حضرت حسین آئے وہ دونوں دو سرخ قمیصیں پہنے لڑکھڑا کر چل رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر انہیں اٹھایا اور اپنے پاس بٹھا دیا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہی ہیں، میں نے ان دو بچوں کو لڑکھڑا کر چلتے ہوئے دیکھا تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۰-۹، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

نے اپنا خطبہ منقطع کیا اور ان کو اٹھا لیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی مشابہ نہیں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر تھے، ایک شخص نے کہا اے صاحبزادے! آپ کی سواری بہت اچھی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار بھی کیا خوب ہے!

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کے ساتھ تم نے تمسک کیا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، ایک چیز دوسری سے عظیم ہے، کتاب اللہ، جو آسمان سے زمین تک اللہ کی رسی ہے، اور میری عترت میرے اہل بیت! یہ دونوں چیزیں ہرگز الگ نہیں ہوں گی حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر آئیں گی، پس غور کرو تم میرے بعد ان کے لیے کیسے جانشین ہو گے!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی نعمتوں کے ساتھ جو صبح کرتے ہو اس وجہ سے اللہ سے محبت کرو اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے اہل بیت کے ساتھ محبت کرو۔

حضرت حسن بن علی نے متعدد بار پیدل حج کیا، وہ کہتے تھے کہ مجھے اپنے رب سے حیاء آتی ہے کہ میں اس سے ملاقات کروں اور اس تک پیدل چل کر نہ جاؤں، انھوں نے تین بار اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا، دو بار اپنا تمام مال راہ خدا میں خرچ کر دیا۔ وہ حلیم، کریم اور متقی تھے، ان کا تقویٰ انھیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور دنیا سے بے رغبتی پر ابھارتا تھا، انھوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مدد میں سبقت کی، سترہ رمضان ۴۰ھ میں اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے، چالیس ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے حضرت حسن کے ہاتھ پر بیعت کی، عراق، خراسان، حجاز اور یمن وغیرہ پر سات ماہ حکومت کی، پھر حضرت معاویہ نے شام سے ان پر فوج کشی کی اور حضرت حسن نے بھی فوجیں اتار دیں۔ جب دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں تو حضرت حسن نے سوچا کہ کوئی فریق دوسرے پر اس وقت تک غالب نہیں ہو گا جب تک طرفین سے بکثرت مسلمانوں کا خون نہ بہے، پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اس شرط پر حکومت ان کے سپرد کر دیتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے بعد خلافت ان کے پاس رہے اور یہ کہ ان کے والد کے ایام میں مدینہ، حجاز اور عراق کے لوگوں کے پاس جو کچھ تھا اس کا حضرت معاویہ مطالبہ نہیں کریں گے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور یہی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرا دے گا اور جس شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سید فرمایا ہو اس کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا شرف ہو گا! [1]

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۳-۱۱ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ۴۹ھ میں وفات ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ ۵۰ھ میں وفات ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ۵۱ھ میں وفات ہوئی، حضرت حسن کی وفات کا سبب یہ تھا کہ ان کی بیوی جعدہ بنت الاشعث بن قیس نے ان کو زہر پلا دیا تھا۔ وہ اس زہر کے اثر سے چالیس دن بیمار رہے اور پھر فوت ہوگئے، جب ان کا مرض زیادہ ہوگیا تو انھوں نے اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا اے بھائی مجھے تین بار زہر پلایا گیا لیکن اس بار سب سے زیادہ شدید زہر تھا جس سے میرا جگر کٹ رہا ہے، حضرت حسین نے کہا آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ کہا تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟ کیا تم ان سے قتال کرو گے؟ میں ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، وفات کے وقت حضرت عائشہ کو پیغام بھیجا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے اجازت دے دی، وفات کے بعد حضرت عائشہ سے دوبارہ اجازت طلب کی گئی، حضرت عائشہ نے دوبارہ خوشی سے اجازت دے دی لیکن بنو امیہ کے امراء نے مزاحمت کی اس لیے حضرت حسن کی دوسری وصیت کے مطابق آپ کو بقیع میں دفن کر دیا گیا۔ ۱؎

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر الجزری لکھتے ہیں:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی، آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبودار پھول تھے اور سینہ سے نیچے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، جب آپ کی ولادت ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان دی، آپ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سیدۃ نساء العالمین ہیں۔ ۲؎

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب، آپ نے فرمایا: نہیں وہ حسن ہے، پھر جب حسین پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب، آپ نے فرمایا: نہیں وہ حسین ہے پھر جب میرا تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب، آپ نے فرمایا نہیں وہ محسن ہے، پھر فرمایا میں نے حضرت ہارون کی اولاد پر ان کے نام رکھے ہیں شبر و شبیر

۱؎ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۵۔۱۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

۲؎ ″ ″ ″ ″ ″ ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۸، ملخصاً

وضاحت:-

عمران بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ حسن اور حسین اہل جنت کے نام ہیں، زمانہ جاہلیت میں یہ نام کسی نے نہیں رکھے۔ لیث بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین شعبان کی آخری تاریخوں میں ۴ھ میں پیدا ہوئے، قتادہ نے کہا کہ حضرت حسین، حضرت حسن کی ولادت کے ایک سال دس ماہ بعد پیدا ہوئے۔

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھتا ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین بن علی کا سر لایا گیا وہ اس کو طشت میں رکھ کر کریدنے لگا، اور ان کے حسن کے متعلق کوئی تنقیدی کلمہ کہا، حضرت انس نے کہا یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے، آپ کے سر میں وسمہ (نیل کے پتوں) سے خضاب لگا ہوا تھا۔[1]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما صاحب فضیلت تھے، بکثرت نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے، حج کرتے، صدقہ کرتے، اور تمام نیک کام کرتے، جمعہ کے دن یوم عاشورا ۶۱ھ میں سرزمین عراق میں کربلا کے مقام پر آپ کو شہید کیا گیا۔ اس جگہ آپ کی قبر مشہور ہے اور زیارت گاہ عوام ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فوت ہو گئے تو بکثرت اہل کوفہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھے اور انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی، جب حضرت معاویہ نے یزید کے ولی عہد ہونے کی بیعت لی تھی تو حضرت حسین، حضرت ابن عمر، حضرت عبد اللہ بن زبیر اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ جب حضرت معاویہ فوت ہو گئے تب بھی حضرت حسین نے یزید کی بیعت نہیں کی اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے گئے، مکہ میں آپ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط پہنچے، آپ نے کوفہ روانہ ہونے کی تیاری کی تو ایک جماعت نے آپ کو منع کیا، ان میں آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس وغیرہ شامل تھے۔ حضرت حسین نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپ نے مجھے ایک چیز کا حکم دیا ہے، میں وہی کروں گا جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے۔

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ عراق گئے تو اس وقت یزید عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا چکا تھا اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اس کا سپہ سالار عمر بن سعد بن ابی وقاص کو بنا دیا اور اس سے رے (طہران) کی گورنری کا وعدہ کیا، اس لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کی اطاعت کر لیں، حضرت حسین نے اس سے انکار کیا اور ان کا مقابلہ کیا حتیٰ کہ حضرت حسین اور ان کے اہل بیت سے انیس افراد شہید ہو گئے، حضرت حسین کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا، ایک قول ہے شمر بن ذو الجوشن

---

[1] علامہ مجد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۰۔۱۸، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران۔

نے قتل کیا، خولی بن یزید اصبحی نے زخمی کیا، ایک قول یہ ہے کہ عمر بن سعد نے کیا، لیکن صحیح یہ ہے کہ سنان بن انس اصبحی نے قتل کیا تھا اور عمر بن سعد اور شمر قتل پر برانگیختہ کرنے والے تھے اور خولی بن یزید آپ کا سر کاٹ کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے کر گیا تھا۔

جب حضرت حسین کو شہید کر دیا گیا تو عمر بن سعد نے اپنی فوج کو ان کے گھوڑوں پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ انھوں نے حضرت حسین کی مبارک لاش کو گھوڑوں سے روندا، کل افراد جو آپ کے ساتھ شہید کیے گئے ان کی تعداد بہتر تھی، جب حضرت حسین کا سر اقدس عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو وہ ایک چھڑی سے آپ کے ہونٹوں کو کرید رہا تھا، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا اپنی چھڑی ہٹاؤ، قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان ہونٹوں کو چوم رہے تھے، پھر رونے لگے، عبید اللہ بن زیاد نے کہا: اللہ تجھے رُلائے، اگر تو سٹھیایا ہوا بوڑھا نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑوا دیتا!

سلمیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا درآں حالیکہ وہ رو رہی تھیں، میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابھی خواب میں دیکھا ہے، آپ کے سر اور ڈاڑھی پر گرد و غبار تھا، میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہوا، فرمایا میں ابھی قتل حسین کے موقع پر موجود تھا!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا نصف النہار کا وقت ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کے بال بکھرے ہوئے غبار آلود ہیں، آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے، میں نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یا رسول اللہ! یہ کیسا خون ہے؟ آپ نے فرمایا! آج حسین شہید کیا گیا ہے اور میں اس کا خون جمع کر رہا ہوں۔

عمارہ بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد کا سر لا کر اس کو مسجد میں رکھا گیا تو ایک سانپ لوگوں کے سر پھلانگتا ہوا آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد نکلا اور غائب ہو گیا اور دو یا تین بار اسی طرح اس کے نتھنوں میں گھسا، امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے[1]۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کا محمل

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں یہ تصریح ہے کہ جب تک امام اور خلیفہ کا کفر بواح ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کی خلافت کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس حدیث کی بناء پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی مخالفت کی، حالانکہ تمام صحابہ اس کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی خلافت منعقد ہو چکی تھی اور اس کا کفر بواح ثابت نہیں ہوا تھا، پھر ان حضرات کی مخالفت کا کیا جواز تھا۔ علامہ عبد العزیز پرہاروی نے اس سوال کے حسب ذیل جوابات بیان کیے ہیں:-

۱۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خلافت کے لیے اس شقی کی اطاعت کرنا غیر معقول تھا، کیونکہ آپ فرزند رسول تھے،

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۳-۲۰، ملخصا مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

لیکن یہ جواب قواعد شرع کے مطابق نہیں ہے کیونکہ ارباب حل وعقد میں سے ایک شخص بھی بیعت کرے تو امامت منعقد ہو جاتی ہے اور امام جائر و فاسق ہو اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

۲- حضرت حسین رضی اللہ عنہ خلافت کے حصول کے لیے نہیں گئے تھے بلکہ کوفہ میں رہائش اختیار کرنے گئے تھے۔ لیکن یہ جواب روایات صحیحہ کے خلاف ہے۔

۳- حضرت حسین رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اور آپ کا اجتہاد یہ تھا کہ اس کی خلافت صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ کو اس شرط پر خلافت کی تفویض کی تھی کہ ان کے بعد یہ خلافت ان کی اولاد میں منتقل نہیں ہو گی بلکہ اس کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دیا جائے گا، اگر یہ سوال ہو کہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عہد شکنی کی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ شرط ختم ہو گئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہر چند کہ حضرت معاویہ کا یزید کو ولی عہد بنانا صحیح نہ تھا لیکن جب بشمول صحابہ سب لوگوں نے اس کی بیعت کر لی تو اس کی خلافت منعقد ہو گئی، اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ سے جبراً بیعت لی گئی تھی اور اگر انھوں نے اختیاراً بیعت کی تھی تب بھی اس کی خلافت ولی عہد بنانے کی صحت پر موقوف ہے، جب ولی عہد بنانا صحیح نہیں تھا تو پھر خلافت کی بیعت بھی صحیح نہیں تھی، اسی وجہ سے (۶۳ھ میں) اہل مدینہ کا یزید کی بیعت توڑنا صحیح تھا اور ان میں صحابہ اور فقہاء تابعین بھی تھے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید کے خلاف خروج کرنے اور اس کی بیعت توڑنے سے منع کیا اور یہ فرمایا جو شخص یزید کی بیعت توڑے گا میں اس سے قطع تعلق کر لوں گا (بخاری ومسلم) اس کا جواب یہ ہے کہ ایک مجتہد کا حکم دوسرے مجتہد پر لازم نہیں ہے، اگر یہ سوال ہو کہ اگر یزید کے خلاف خروج کرنا اجتہادی امر تھا تو حضرت حسین کے قاتلین کی اس قدر مذمت کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے کسی اجتہادی امر کی بناء پر حضرت حسین کو شہید نہیں کیا تھا بلکہ محض ہوائے نفسانیہ کی بناء پر آپ کو شہید کیا اور آپ کی عزت مجروح کی اور آپ کی ذریت کو نہایت بے دردی سے شام کی طرف لے گئے، نیز حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو تاکہ میں اس سے بیعت کر لوں (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا ثابت نہیں ہے جیسا کہ ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں اس کی تحقیق کی ہے۔ سعیدی غفرلہ) لیکن وہ شقی نہیں مانے اور آپ کو قتل کر دیا۔

۴- ہو سکتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا کفر ثابت ہو اس وجہ سے آپ نے اس کے خلاف خروج کیا ہو۔

۵- ہو سکتا ہے جس وقت حضرت معاویہ نے یزید کو خلیفہ بنایا تھا اس وقت وہ فاسق ہو اس وجہ سے اس کی خلافت اصلاً منعقد نہیں ہوئی جیسا کہ بعض ائمہ کا مذہب ہے (امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔) اور حضرت معاویہ نے اس امید سے اس کو ولی عہد بنایا تھا کہ شاید اس کی اصلاح ہو جائے، کیونکہ روایت ہے انھوں نے یہ دعا کی "اے اللہ! اگر یزید میرے گمان کے مطابق ہے تو ٹھیک ورنہ تو اس کو جلد ہلاک کر دینا" حضرت معاویہ کی دعا قبول ہو گئی اور اس کی خلافت زیادہ دیر نہ رہی (حاشیہ صفحہ [illegible])

علامہ ابو عبد اللہ وشتانی ابی مالکی اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں کفر سے مراد معاصی ہیں اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب تک خلفاء اور حکام سے ایسی برائی صادر نہ ہو جس کا معصیت ہونا دلائل شرعیہ سے تم کو معلوم اور محقق ہو اس وقت تک تم ان کی مخالفت نہ کرو اور جب کفر کو معاصی پر محمول کر دیا گیا تو حضرت حسین، حضرت ابن الزبیر اور اہل مدینہ کا یزید کی مخالفت کرنا اس کے فسوق کی وجہ سے تھا، کفر کی وجہ سے نہیں تھا۔ [۱]

مصنف کے نزدیک علامہ وشتانی مالکی کا جواب زیادہ قوی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جمہور صحابہ اور فقہاء تابعین نے یزید کے خلاف خروج میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس لیے نہیں دیا کہ ان کے نزدیک یہ حدیث اپنے ظاہری معنی یعنی کفر پر ہی محمول تھی، بہرحال دونوں جانب مجتہد تھے اور ہر فریق نے حسن نیت کے ساتھ اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور چونکہ ایک مجتہد پر دوسرے مجتہد کی اتباع لازم نہیں ہے اس لیے کسی فریق کو ملامت نہیں کی جا سکتی۔

یزید کی بیعت توڑنے اور اپنی بیعت لینے کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خطبات اور ان کی توجیہ

علامہ عبد العزیز پرہاروی نے لکھا ہے کہ روایات صحیحہ کے مطابق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ اپنی خلافت کی بیعت لینے گئے تھے۔ ہم یہاں پر ان روایات صحیحہ کو بیان کر رہے ہیں:

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں:

وقدم الحر بن یزید بین یدیہ فی ھذہ الالف من القادسیۃ فیستقبل حسینا قال فلم یزل مواقفا حسینا حتی حضرت الصلاۃ صلوۃ الظھر فامر الحسین الحجاج بن مسروق الجعفی ان یؤذن فاذن فلما حضرت الاقامۃ خرج الحسین فی ازار ورداء ونعلین فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایھا الناس انھا معذرۃ الی اللہ عز وجل والیکم انی لم اتکم حتی اتتنی کتبکم وقدمت الی رسلکم ان اقدم علینا فانہ لیس لنا امام لعل اللہ یجمعنا

حر بن یزید نے قادسیہ سے آکر ایک ہزار سواروں کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سامنا کیا، وہ مستقل حضرت حسین کے ساتھ رہا حتیٰ کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا، حضرت حسین نے حجاج بن مسروق جعفی کو اذان دینے کا حکم دیا، جب جماعت کھڑی ہونے کا وقت آیا تو حضرت حسین لباس اور جوتی پہن کر آئے، پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو! میں اللہ عز وجل اور تمہارے سامنے یہ عذر بیان کر رہا ہوں کہ جب تک تمہارے خطوط اور پیغام بر میرے پاس نہیں آئے میں اس وقت تک تمہارے

[۱] (حاشیہ صفحہ سابقہ) مولانا عبد العزیز پرہاروی ملتانی، نبراس، ص ۵۴۱-۵۴۲، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۳۹۷ھ

[۲] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۱۸۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

بك على الهدى فإن كنتم على ذلك فقد
جئتكم فإن تعطوني ما أطمئن إليه من
عهودكم ومواثيقكم أقدم مصركم وإن
لم تفعلوا وكنتم لمقدمي كارهين انصرفت
عنكم إلى المكان الذي أقبلت منه إليكم
قال فسكتوا عنه وقالوا للمؤذن أقم
فأقام الصلوة فقال الحسين عليه السلام
للحر تريد أن تصلي بأصحابك قال لا
بل تصلي أنت ونصلي بصلاتك قال
فصلى بهم الحسين ثم إنه دخل واجتمع
إليه أصحابه وانصرف الحر إلى مكانه
الذي كان به فدخل خيمة قد ضربت له
فاجتمع إليه جماعة من أصحابه وعاد
أصحابه إلى صفهم الذي كانوا فيه
فأعادوه ثم أخذ كل رجل منهم بعنان
دابته وجلس في ظلها فلما كان وقت
العصر أمر الحسين أن يتهيؤا للرحيل
ثم إنه خرج فأمر مناديه فنادى
بالعصر وأقام فاستقدم الحسين
فصلى بالقوم ثم سلم وانصرف إلى
القوم بوجهه فحمد الله وأثنى عليه
ثم قال أما بعد أيها الناس فإنكم إن
تتقوا وتعرفوا الحق لأهله يكن
أرضى لله ونحن أهل البيت أولى
بولاية هذا الأمر عليكم من هؤلاء
المدعين ما ليس لهم والسائرين
فيكم بالجور والعدوان وإن
أنتم كرهتمونا وجهلتم حقنا وكان
رأيكم غير ما أتتني كتبكم وقدمت

پاس نہیں آیا تم لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارے پاس آئیے،
ہمارا کوئی امام نہیں ہے، شاید اللہ تعالیٰ آپ کے سبب
ہم کو ہدایت عطا فرمائے، اگر تم اسی عہد و پیمان پر قائم
ہو تو میں تمہارے پاس آگیا ہوں، اگر تم نے اپنے
وعدوں کو پورا کیا تو میں تمہارے ساتھ تمہارے شہر
میں چلا جاؤں گا، اور اگر تم ایسا نہ کرو اور تم کو میرا آنا
ناپسند ہو تو میں جہاں سے آیا ہوں، وہیں واپس چلا
جاتا ہوں، لوگ خاموش رہے اور آپ نے مؤذن سے
کہا اقامت کہو، مؤذن نے اقامت کہی، حضرت حسین
نے حر سے کہا کیا اپنے اصحاب کو تم نماز پڑھاؤ گے،
حر نے کہا نہیں بلکہ آپ نماز پڑھائیں، ہم آپ کی اقتداء
میں نماز پڑھیں گے، پھر حضرت حسین نے نماز پڑھائی
پھر آپ چلے گئے اور حر اپنے خیمے میں چلا گیا.
حر کے کچھ اصحاب اس کے پاس جمع ہو گئے اور باقی
اپنی صفوں میں واپس آگئے اور صفیں باندھ لیں۔
پھر ان میں سے ہر شخص نے اپنے گھوڑے کی
لگام پکڑی اور اس کے سائے میں بیٹھ گیا۔ پھر جب
عصر کا وقت آیا تو حضرت حسین نے حکم دیا کہ کوچ کی
تیاری کریں، پھر وہ باہر نکلے اور مؤذن کو عصر کی نماز کا
حکم دیا، مؤذن نے اقامت کہی اور حضرت حسین نے
آگے بڑھ کر قوم کو نماز پڑھائی، پھر سلام پھیر کر قوم کی
طرف متوجہ ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد لوگوں سے
کہا اے لوگو! اگر تم اللہ سے ڈرو اور حقدار کا حق
پہچانو تو یہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ خوشنودی کا سبب ہے
اور ہم اہل بیت اس حکومت کے ان مدعیوں سے
زیادہ حقدار ہیں جس کا انہیں حق نہیں ہے اور جو تم پر
ظلم و ستم کرتے ہیں، اگر تم اب ہم کو ناپسند کرتے ہو
اور تمہارے لکھے ہوئے خطوط کے مطابق اب تمہاری
رائے نہیں ہے تو میں یہاں سے واپس چلا جاتا ہوں،

به على رسلكم انصرفت عنكم فقال له الحر بن يزيد انا والله ما ندرى ما هذه الكتب التي تذكر فقال الحسين يا عقبة بن سمعان اخرج الخرجين اللذين فيهما كتبهم الى فاخرج خرجين مملوءين صحفا فنثرها بين ايديهم فقال الحر فانا لسنا من هؤلاء الذين كتبوا اليك وقد امرنا اذا نحن لقيناك الا نفارقك حتى نقدمك على عبيد الله ابن زياد فقال له الحسين الموت ادنى اليك من ذلك [1]

حُر بن یزید نے کہا بخدا ہمیں معلوم نہیں کہ آپ کس قسم کے خطوط کا ذکر کر رہے ہیں، حضرت حسین نے فرمایا اے عقبہ بن سمعان وہ دو تھیلے نکالو جس میں ان کے خطوط ہیں اور ان خطوں کو ان کے سامنے بکھیر دیا، حُر نے کہا ہم نے آپ کو یہ خط نہیں لکھے تھے اور ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر آپ ہم کو ملیں تو آپ کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جائے بغیر نہ چھوڑیں، حضرت حسین نے کہا اس مطلب کے حصول سے تمہارا مر جانا بہتر ہے۔

امام ابن جریر طبری نے اس کے بعد مقام بیضہ میں حضرت حسین کا خطبہ نقل کیا ہے اس میں ارشاد فرماتے ہیں:

وانا احق من غير وقد اتتني كتبكم وقدمت على رسلكم ببيعتكم انكم لا تسلموني ولا تخذلوني فان تممتم على بيعتكم تصيبوا رشدكم فانا الحسين بن على وابن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم نفسي مع انفسكم واهلي مع اهليكم فلكم في اسوة وان لم تفعلوا ونقضتم عهدكم وخلعتم بيعتي من اعناقكم فلعمري ما هي لكم بنكر لقد فعلتموها بابي واخي وابن عمي مسلم بن عقيل [2]

میں اس شخص کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہوں جس نے احکام شریعت کو متغیر کیا، میرے پاس تمہارے خطوط اور تمہاری بیعت کرنے کے پیغام بر آئے کہ تم مجھ سے غداری نہیں کرو گے اور مجھ کو ناکام نہیں کرو گے اگر تم اپنی بیعت پر قائم رہے تو تم ہدایت پالو گے، میں حسین بن علی ہوں اور فاطمہ بنت رسول اللہ کا بیٹا ہوں، میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ ہے اور میرے اہل وعیال تمہارے اہل وعیال کے ساتھ ہیں، میں تمہارا مقتدا ہوں، اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد و پیمان توڑ ڈالا اور تم نے میری بیعت کو اپنی گردن سے اتار پھینکا تو مجھے اپنی جان کی قسم میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، تم میرے باپ، میرے بھائی اور میرے عم زاد مسلم بن عقیل کے ساتھ بھی کچھ کر چکے ہو

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ان خطبات کو بعینہ علامہ ابن اثیر نے بھی نقل کیا ہے۔ [3]

---

[1] امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ، تاریخ الامم والملوک ج ۴ ص ۳۰۳، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت

[2] امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ، تاریخ الامم والملوک ج ۴ ص ۳۰۵-۳۰۴، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت

[3] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ، الکامل فی التاریخ ج ۳ ص ۲۸۰، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۱۴۰۰ھ

حافظ ابن کثیر نے عصر کے بعد والے خطبہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

فخطبهم وحثهم على السمع والطاعة له وخلع من عاداهم من الادعياء السائرين فيكم بالجور [1]

حضرت حسین نے ان کو خطبہ دیا اور ان کو اپنے احکام سننے اور اطاعت کرنے پر برانگیختہ کیا اور کہا کہ جب ان کے دشمن ہیں اور خلافت کے دعویٰ دار ہیں جو تم پر ظلم کرتے ہیں ان کی بیعت توڑ دو۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

قد تبين بك غلط الحسين الا انه فی امر دنيوی لا يضره الغلط فيه واما الحكم الشرعی فلم يغلط فيه لانه منوط بظنه وكان ظنه القدرة على ذلك ولقد عذله ابن عباس وابن الزبير وابن عمر وابن الحنفية اخوه وغيره فی مسيره الى الكوفة وعلموا غلطه فی ذلك ولم يرجع عما هو بسبيله لما اراده الله واما غير الحسين من الصحابة الذين كانوا بالحجاز ومع يزيد بالشام والعراق ومن التابعين لهم فرأوا ان الخروج على يزيد وان كان فاسقا لا يجوز لما ينشأ عنه من الهرج والدماء فاقصروا على ذلك ولم يتابعوا الحسين ولا انكروا عليه ولا اثموه لانه مجتهد وهو اسوة المجتهدين ولا يذهب بك الغلط ان تقول بتأثيم هؤلاء بمخالفة الحسين وقعودهم عن نصره فانهم اكثر الصحابة وكانوا مع يزيد ولم يروا الخروج عليه وكان الحسين يستشهد بهم وهو بكربلاء على فضله وحقه ويقول سلوا جابر بن عبد الله وابا سعيد الخدری وانس بن

پس تم پر واضح ہو گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے غلطی کی تھی، لیکن ان کی یہ غلطی دنیاوی معاملہ میں تھی جس میں کوئی مضائقہ نہیں، البتہ حکم شرعی کے اعتبار سے انھوں نے کوئی غلطی نہیں کی، کیونکہ یہ معاملہ ان کے ظن پر موقوف تھا۔ اور ان کا یہ ظن تھا کہ ان کو اس اقدام پر قدرت ہے، حضرت ابن عباس، حضرت ابن الزبیر، حضرت ابن عمر اور ان کے بھائی ابن الحنفیہ نے ان کو کوفہ جانے کے سلسلے میں ملامت کی تھی، اور اس معاملے میں ان کی غلطی پر متنبہ کیا تھا، لیکن ان کے حق میں جو کچھ مقدر ہو چکا تھا، حضرت حسین نے اس سے رجوع نہیں کیا، حضرت حسین کے علاوہ دیگر صحابہ جو حجاز میں تھے اور جو صحابہ اور تابعین یزید کے ساتھ شام اور عراق میں تھے، ان کی رائے یہ تھی کہ ہر چند کہ یزید فاسق ہے لیکن اس کے خلاف خروج جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے قتل اور غارت گری میں اضافہ ہو گا، لہٰذا وہ اس اقدام سے باز رہے، اور انھوں نے حضرت حسین کی اتباع نہیں کی، اور نہ ان پر انکار کیا اور نہ ان کو گناہ گار قرار دیا کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ اور یہ صحابہ اور تابعین حضرت حسین کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے گنہگار نہیں ہوئے کیونکہ یہ بھی مجتہد تھے، ان میں بکثرت صحابہ یزید کے ساتھ تھے جو یزید کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں اپنی فضیلت

---

[1] حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۷۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۳ھ

مالك وسهل بن سعيد وزيد بن ارقم وامثالهم ولم ينكر عليهم قعودهم عن نصره ولا تعرض لذلك لعلمه انه عن اجتهاد وان كان هو على اجتهاد ——— ويكون ذلك كما يحد الشافعي والمالكي والحنفي على شرب النبيذ واعلم ان الامر ليس كذلك وقتاله لم يكن عن اجتهاد هؤلاء وان كان خلافه عن اجتهادهم وانما انفرد بقتاله يزيد واصحابه ولا تقولن ان يزيد وان كان فاسقا ولم يجز هؤلاء الخروج عليه فافعاله عندهم صحيحة واعلم انه انما ينفذ من اعمال الفاسق ما كان مشروعا وقتال البغاة عندهم من شرطه ان يكون مع الامام العادل وهو مفقود في مسئلتنا فلا يجوز قتال الحسين مع يزيد ولا ليزيد بل هي من فعلاته المؤكدة لفسقه والحسين فيها شهيد مثاب وهو على حق واجتهاد والصحابة الذين كانوا مع يزيد على حق ايضا واجتهاد [1]

اور کمال پر صحابہ سے شہادت طلب کرتے تھے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت انس بن مالک، حضرت سہل بن سعید، حضرت زید بن ارقم اور ان جیسے صحابہ سے میرے متعلق پوچھو! اور حضرت حسین نے ان صحابہ پر یہ اعتراض نہیں کیا کہ انھوں نے ان کا ساتھ کیوں نہیں دیا، اور نہ اس کے درپے ہوئے، کیونکہ ان کو علم تھا کہ دونوں طرف اجتہاد ہے، اور یہ ایسا ہی اختلاف تھا جیسے شافعی، مالکی اور حنفی فقہاء میں نبیذ پینے پر حد میں اختلاف ہے، یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس طرح صحابہ نے اپنے اجتہاد سے حضرت حسین کا ساتھ نہیں دیا اسی طرح حضرت حسین کی شہادت اجتہاد سے نہیں ہوئی، ان کی شہادت کے ذمہ دار یزید اور اس کے ساتھی تھے، یہ اعتراض بھی نہ کیا جائے کہ اگر صحابہ کے نزدیک یزید کے خلاف خروج جائز نہیں تھا تو اس کے افعال صحیح تھے اور حضرت حسین کا اس کے خلاف جنگ کرنا صحیح نہ تھا بلکہ حضرت حسین کا خروج اس کے فسق کی وجہ سے تھا اور صحابہ نے یزید کا ساتھ اس لیے نہیں دیا کہ وہ امام عادل نہیں تھا، حضرت حسین کی شہادت حق ہے وہ حق اور اجتہاد پر تھے اور ان کو ثواب ہوگا اور جن صحابہ نے یزید کی حکومت کو تسلیم کیا تھا وہ بھی حق اور صواب پر تھے، کیونکہ وہ بھی مجتہد تھے۔

بَابُ ۸۵۳ فَضَائِلِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۴۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ فِي الْقُرْاٰنِ ادْعُوهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے حتی کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: "ان کو ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے پکارو یہ اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ اچھا ہے۔"

[1] علامہ عبد الرحمان ابن خلدون متوفی ۸۰۸ ھ، مقدمہ ابن خلدون ص ۲۱۷، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی بیروت

۶۱۴۱- حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِنِ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَۃَ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بِمِثْلِہٖ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۴۲- حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَ یَحْیَی ابْنُ اَیُّوْبَ وَ قُتَیْبَۃُ وَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ (یَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَیْھِمْ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِیْ اِمْرَتِہٖ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِیْ اِمْرَتِہٖ فَقَدْ کُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِیْ اِمْرَۃِ اَبِیْہِ مِنْ قَبْلُ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَخَلِیْقًا لِلْاِمْرَۃِ وَاِنْ کَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاِنَّ ھٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَہٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر اُسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا، کچھ لوگوں نے اس کی امارت پر طعن کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا: اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو تو کون سی نئی بات ہے؟ تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو، بخدا بے شک ان کا باپ امارت کے لائق تھا، اور بے شک وہ میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا اور ان کے بعد یہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

۶۱۴۳- حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ عُمَرَ یَعْنِی ابْنَ حَمْزَۃَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اِنْ تَطْعَنُوْا فِیْ اِمَارَتِہٖ یُرِیْدُ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِیْ اِمَارَۃِ اَبِیْہِ مِنْ قَبْلِہٖ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَخَلِیْقًا لَھَا وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا لَھَا لَخَلِیْقٌ یُرِیْدُ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَاَحَبَّھُمْ اِلَیَّ مِنْ بَعْدِہٖ فَاُوْصِیْکُمْ بِہٖ فَاِنَّہٗ مِنْ صَالِحِیْکُمْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا: اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کر رہے ہو، آپ کی مراد حضرت اُسامہ بن زید تھے، تو (کون سی نئی بات ہے؟) تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر اعتراض کر چکے ہو، اور بخدا وہ اس امارت کے بہت لائق تھے، بخدا وہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے اور بخدا یہ امارت اسامہ بن زید کے زیادہ لائق ہے اور بخدا ان کے بعد مجھے لوگوں میں یہ سب سے زیادہ محبوب ہیں لہٰذا میں تم کو ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارے صالح لوگوں میں سے ہیں۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود۔ ان کی والدہ کا نام سعدیٰ بنت ثعلبہ بن عبد عامر ہے، ان کی کنیت ابواسامہ ہے، آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت محبوب تھے۔

حضرت زید کے والد حارثہ بن قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے جو یمن کا ایک نہایت معزز قبیلہ تھا، ان کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ بنو معن سے تھیں، وہ حضرت زید کو بچپن میں اپنے ساتھ لے کر میکے گئیں، اسی دوران بنو قین کے کچھ سوار، جو لوٹ مار کر کے واپس آرہے تھے، حضرت زید کو خیمہ سے اٹھا لائے اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کے لیے پیش کیا، حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کی خدمت میں پیش کیا، حضرت خدیجہ نے انہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا۔

حضرت زید کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں باپ اور چچا کو چھوڑ دینا

امام محمد بن سعد لکھتے ہیں:

حضرت زید کے والد، حارثہ کو اپنے بیٹے کی جدائی کا بڑا غم تھا وہ ان کی یاد میں روتے رہتے تھے اور سوز و گداز سے بھرپور شعر کہتے تھے، ایک سال بنو کلب کے چند آدمی حج کے خیال سے مکہ آئے تو انہوں نے حضرت زید کو دیکھتے ہی پہچان لیا، اور حضرت زید کو ان کے والد کے رنج والم کا حال سنایا اس پر حضرت زید نے بھی کچھ اشعار سنائے جن کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے، میں بھی اپنی قوم کا مشتاق ہوں اگرچہ ان سے دور ہوں، میں مشعر حرام کے قریب رہتا ہوں تم غم نہ کرو، میں الحمد للہ ایک معزز اور اچھے خاندان میں رہتا ہوں۔ بنو کلب کے زائرین نے جب حضرت زید کے والد کو خبر دی تو وہ بہت حیران اور خوش ہوئے وہ اسی وقت اپنے بھائی کعب کو لے کر مکہ روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے ابن عبد اللہ! تم اہل حرم اور اس کے مجاور ہو مصیبت زدہ لوگوں کی دستگیری کرتے ہو اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہو، ہم تمہارے پاس اس غرض سے آئے ہو کہ تم ہم پر احسان کر کے ہمارے لڑکے کو آزاد کر دو، اس کے معاوضہ میں ہم سے جس قدر فدیہ لینا چاہتے ہو لے لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید کو بلا کر اس کو اختیار دو، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرے تو لے جاؤ اور اگر میرے ساتھ رہنے کو ترجیح دے تو خدا کی قسم میں ایسا نہیں ہوں جو اپنے ترجیح دینے والے پر کسی کو ترجیح دوں، حارثہ اور کعب نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور اس شرط کو منظور کر لیا، حضرت زید بلائے گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو، عرض کیا: ہاں یہ میرے باپ اور چچا ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے بھی پہچانتے ہو اب میں تم کو اختیار دیتا ہوں خواہ مجھے پسند کرو خواہ ان دونوں کو، حضرت زید نے کہا میں ایسا نہیں ہوں جو آپ پر کسی کو ترجیح دوں، آپ ہی میرے ماں باپ ہیں، حضرت زید کے اس فیصلہ سے اس کے والد اور چچا حیران رہ گئے انہوں نے کہا زید! افسوس ہے کہ تم آزادی، باپ اور چچا پر غلامی کو ترجیح دے رہے ہو! حضرت زید نے کہا ہاں مجھے اس ذات میں ایسی خوبیاں نظر آئی ہیں کہ میں ان پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا! حضرت زید کے اس ایثار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر خانہ کعبہ میں مقام حجر کے پاس ان کو ساتھ لے جا کر اعلان کیا:

آج سے زید میرا بیٹا ہے، میں اس کا وارث ہوں اور وہ میرا وارث ہوگا، حضور کے اس اعلان سے حضرت زید کے باپ اور چچا بھی خوش ہو گئے، اور مطمئن ہو کر یمن واپس چلے گئے، اس اعلان کے بعد حضرت زید، زید بن محمد کہلانے لگے حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: ادعوهم لآبائهم "لوگوں کو ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے بلاؤ" لہ

حضرت زید کے دیگر فضائل و مناقب

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

زہری نے متعدد وجوہ سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ اسلام لائیں، ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد حضرت علی اسلام لائے، اور دوسرے ائمہ نے کہا حضرت خدیجہ کے بعد حضرت ابوبکر اسلام لائے، پھر حضرت علی اسلام لائے، پھر حضرت زید رضی اللہ عنہم اسلام لائے، حضرت زید بن حارثہ بدر میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی ام ایمن کے ساتھ ان کا نکاح کیا۔ ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ حضرت زید کا نکاح کر دیا تھا، پھر حضرت زید کے طلاق دینے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے خود نکاح کر لیا، اس پر بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين۔ (احزاب: ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہے، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس لشکر میں بھی حضرت زید کو بھیجتے اس کا امیر حضرت زید کو بناتے، اور اگر حضرت زید زندہ رہتے تو آپ اپنے بعد ان کو خلیفہ بناتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف لشکر روانہ کیا تو حضرت زید کو اس کا امیر بنایا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب کو امیر بنانا اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنانا، حضرت زید شام کے علاقہ موتہ میں جمادی ۸ھ میں شہید ہو گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جعفر اور حضرت زید کی شہادت کی خبر آئی تو حضور رونے لگے اور فرمایا یہ میرے بھائی اور مونس تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی شہادت کی گواہی دی، اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے صحابہ میں سے حضرت زید کے سوا کسی صحابی کا نام قرآن مجید میں ذکر نہیں کیا۔ لہ

لہ۔ امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبریٰ ج ۳ ص ۴۳ - ۴۰، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ

لہ۔ امام محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر الجزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۲۷-۲۲۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے:
اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن زید بن امرؤ القیس بن عامر بن نعمان۔ ان کی والدہ کا نام ام ایمن ہے، ان کی کنیت کے بارے میں کئی اقوال ہیں: ابو محمد، ابو زید، ابو یزید اور ابو خارجہ۔ ان کو حِبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اسامہ بن زید مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اس کے ساتھ خیر خواہی کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو اٹھارہ سال کی عمر میں عامل مقرر کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اسامہ چوکھٹ پر گر پڑے جس سے سر میں چوٹ آگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا اس کا خون صاف کر دو، حضرت عائشہ کو اس سے کراہت ہوئی تو آپ نے خود اٹھ کر خون صاف کیا اور لعاب دہن لگایا، بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے فرماتے اگر اسامہ لڑکی ہوتے تو میں ان کو خوب صاف ستھرا کر کے زیورات پہناتا۔

جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے وظیفے مقرر کیے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لیے پانچ ہزار مقرر کیے اور اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دو ہزار مقرر کیے، حضرت ابن عمر نے حضرت عمر سے کہا آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت دی ہے حالانکہ جن معرکوں میں میں پہنچا ہوں وہاں اسامہ نہیں پہنچے، حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اسامہ تم سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ کا باپ تمہارے باپ سے زیادہ محبوب تھا۔

حضرت اسامہ نے حضرت علی سے بیعت کی نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں شامل ہوئے، وہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی لڑائیوں سے بالکل کنارہ کش رہے، انھوں نے حضرت علی سے کہا اگر آپ شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالتے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہاتھ ڈال دیتا۔ لیکن بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ ایک جنگ میں میں نے اور ایک انصاری نے ایک کافر پر حملہ کیا اس نے فوراً کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ، ہم نے اس کو قتل کر دیا، جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کے لا الہ الا اللہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے کہ تم نے کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا، اس وقت مجھے اتنا افسوس ہوا کہ میں نے یہ تمنا کی کہ کاش میں اس واقعہ کے بعد مسلمان ہوا ہوتا اور میرا یہ عمل زمانہ جاہلیت کے اعمال میں شمار ہوتا، اس وقت میں نے یہ عہد کیا تھا کہ میں کسی کلمہ گو پر تلوار نہیں اٹھاؤں گا، اس وجہ سے میں آپ کی معیت میں رہ کر کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف تلوار نہیں اٹھا سکتا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا حضرت اسامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

کی قبر کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں مروان کو ایک جنازہ پر نماز پڑھانے کے لیے بلایا گیا جب مروان نماز جنازہ پڑھا کر واپس آیا تو حضرت اسامہ اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے۔ مروان نے یہ دیکھ کر سخت کلمات کہے پھر واپس چلا گیا حضرت اسامہ نے کہا اے مروان! تم نے مجھے ایذاء پہنچائی ہے، تم نہایت بے حیاء اور بدگو ہو، اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حیاء اور بدگو شخص سے نفرت کرتا ہے، حضرت اُسامہ بعثت کے ساتویں سال پیدا ہوئے تھے اور حضرت معاویہ کے آخری ایام میں ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں فوت ہو گئے“ ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جرف میں فوت ہوئے تھے پھر آپ کو مدینہ لایا گیا۔ [1]

بَابُ[853] فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۴۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ لِابْنِ الزُّبَيْرِ أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ.

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے کہا: تمہیں یاد ہے جب میں، تم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی! انھوں نے کہا: ہاں! آپ نے ہمیں سوار کر لیا تھا اور تم کو چھوڑ دیا تھا۔

۶۱۴۵ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَإِسْنَادِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۴۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى) قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ أَهْلِ بَيْتِهِ قَالَ وَإِنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ فَأُدْخِلْنَا

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے آتے تو آپ کے گھر کے بچے آپ سے ملاقات کرتے، ایک بار آپ ایک سفر سے آئے، میں آپ سے ملنے کے لیے پہنچا، آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر حضرت فاطمہ کے ایک صاحبزادے آئے، آپ نے انھیں پیچھے بٹھا لیا، پھر ہم تینوں ایک سواری پر بیٹھے رہے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۶۶-۶۴ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةً عَلَى دَابَّةٍ۔

۶۱۴۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ حَدَّثَنِي مُوَرِّقٌ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِنَا قَالَ فَتُلُقِّيَ بِي وَبِالْحَسَنِ أَوْ بِالْحُسَيْنِ قَالَ فَحَمَلَ أَحَدَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے تو ہم سے ملاقات کرتے، ایک بار مجھ سے اور حضرت حسن یا حضرت حسین سے ملے، آپ نے ہم میں سے ایک کو آگے بٹھایا اور دوسرے کو پیچھے بٹھایا حتی کہ ہم مدینہ میں داخل ہوئے۔

۶۱۴۸ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے بٹھایا پھر چپکے سے مجھے ایک بات بتائی جو میں کسی شخص کو نہیں بتاؤں گا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی، ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہے ان کے والدین نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، یہ وہیں پیدا ہوئے، سرزمین حبشہ میں یہ اسلام کے پہلے مولود تھے، اپنے والد کے ساتھ مدینہ منورہ آئے، یہ محمد بن ابی بکر الصدیق اور یحییٰ بن علی بن ابی طالب کے اخیافی بھائی تھے، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں، اپنی والدہ اسماء اور اپنے عم محترم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

حبشہ کی واپسی کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت جعفر غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے، حضرت عبداللہ کی صغر سنی کی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان پر بہت شفقت فرماتے تھے، ایک مرتبہ فرمایا عبداللہ خَلقًا اور خُلقًا مجھ سے مشابہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر دس سال سے بھی کم تھی۔

آپ نے ۸۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، اموی گورنر ابان بن عثمان نے اپنے ہاتھوں سے غسل دے کر کفن پہنایا اور جنازے کو کندھا دیا۔ [1]

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۳۵-۱۳۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

بَابُ ۸۵ فَضَائِلِ خَدِيْجَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوْ أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيْعٌ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ (وَاللَّفْظُ حَدِيْثُ أَبِيْ أُسَامَةَ) ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا بِالْكُوْفَةِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ قَالَ أَبُوْ كُرَيْبٍ وَأَشَارَ وَكِيْعٌ إِلَى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (اپنے زمانہ کی) تمام عورتوں میں سب سے افضل مریم بنت عمران ہیں اور تمام عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں، وکیع نے آسمان و زمین کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

۶۱۵۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ جَمِيْعًا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَآسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں بہت کامل ہوئے ہیں اور عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوا اور عورتوں پہ عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

۶۱۵۱ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جبرائیل نے کہا: یا رسول اللہ یہ خدیجہ آپ کے پاس ایک برتن لے کر آ رہی ہیں، اس میں سالن ہے یا کھانا یا کوئی

رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْكَ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ وَلَمْ يَقُلْ فِي الْحَدِيْثِ وَمِنِّيْ۔

مشروب، جب یہ آپ کے پاس آئیں، تو آپ رب عزوجل کی طرف سے اور میری طرف سے ان کو سلام کہیں، اور ان کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دیں جو خولدار موتیوں کا بنا ہوا ہے، اس میں شور و شغب ہے نہ کوئی تکلیف ہے۔ دوسری روایت میں "میری طرف سے" کا لفظ نہیں ہے۔

۶۱۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ۔

اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو جنت میں گھر کی بشارت دی تھی؟ انھوں نے کہا ہاں! آپ نے حضرت خدیجہ کو ایسے گھر کی بشارت دی تھی جو خولدار موتیوں سے بنا ہو گا اس میں شور و شغب ہو گا نہ تکلیف۔

۶۱۵۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَجَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

حضرت ابن ابی اوفی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۶۱۵۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَشَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ بنت خویلد کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دی۔

۶۱۵۵- حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے کسی زوجہ پر ایسا رشک نہیں تھا جیسا حضرت خدیجہ پر تھا مجھ سے نکاح کرنے سے تین سال قبل وہ فوت ہو گئی تھیں، کیونکہ میں آپ سے ان کا اکثر ذکر سنتی رہتی تھی، آپ کے رب عزوجل نے آپ

عَزَّ وَجَلَّ اَنْ یُّبَشِّرَهَا بِبَیْتٍ مِّنْ قَصَبٍ فِی الْجَنَّةِ وَاِنْ کَانَ لَیَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ یُهْدِیْهَا اِلٰی خَلَائِلِهَا۔

کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ ان کو جنت میں خولدار موتیوں کے گھر کی بشارت دیں، جب آپ بکری ذبح کرتے تو اس کا گوشت ان کی سہیلیوں کی طرف بھیجتے۔

۶۱۵۶۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا عَلٰی خَدِیْجَةَ وَاِنِّیْ لَمْ اُدْرِکْهَا قَالَتْ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ فَیَقُوْلُ اَرْسِلُوْا بِهَا اِلٰی اَصْدِقَاءِ خَدِیْجَةَ قَالَتْ فَاَغْضَبْتُهُ یَوْمًا فَقُلْتُ خَدِیْجَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ قَدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے مجھ کو کسی پر ایسا رشک نہیں آیا، جیسا حضرت خدیجہ پر رشک آتا تھا، میں نے ان کا زمانہ نہیں پایا، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو فرماتے اس کو خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بھیجو، حضرت عائشہ کہتی ہیں ایک دن میں نے غصہ سے کہا بس خدیجہ ہی ہے!! آپ نے فرمایا مجھے اس کی محبت عطا کی گئی ہے۔

۶۱۵۷۔ حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِیْثِ اَبِیْ اُسَامَةَ اِلٰی قِصَّةِ الشَّاةِ وَلَمْ یَذْکُرِ الزِّیَادَةَ بَعْدَهَا۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے یہ حدیث روایت کی اس میں بکری کا ذکر ہے، بعد کا واقعہ نہیں ہے۔

۶۱۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی امْرَاَةٍ مِّنْ نِّسَائِهٖ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ لِکَثْرَةِ ذِکْرِهٖ اِیَّاهَا وَمَا رَاَیْتُهَا قَطُّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے مجھے جو رشک حضرت خدیجہ پر تھا وہ کسی پر نہیں تھا کیونکہ آپ ان کا بکثرت ذکر کرتے تھے، میں نے انھیں نہیں دیکھا تھا۔

۶۱۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ یَتَزَوَّجِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی خَدِیْجَةَ حَتّٰی مَاتَتْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی وفات تک دوسری شادی نہیں کی۔

۶۱۶۰۔ حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَاْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ اُخْتُ خَدِیْجَةَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت طلب کی، آپ کو حضرت خدیجہ کا اجازت مانگنا یاد آگیا، آپ نے

اِسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ فَغِرْتُ فَقُلْتُ وَمَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ فَأَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهَا۔

فرمایا: یا اللہ یہ تو ہالہ بنت خویلد ہے، مجھے ان پر رشک آیا، میں نے کہا آپ قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک پوپلی بڑھیا کو یاد کرتے رہتے ہیں جس کی پنڈلیاں پتلی تھیں جو مدت ہوئی فوت ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بدل عطا فرما دیا ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام ونسب یہ ہے:
خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی القرشیہ الاسدیہ۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم ہے، آپ ام المومنین ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ ہیں، تمام مسلمانوں کا اسی پر اجماع ہے کہ آپ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے اسلام لانے والی ہیں، اسلام لانے میں آپ پر کسی مرد نے سبقت کی ہے نہ کسی عورت نے، حضرت زبیر نے کہا زمانہ جاہلیت میں آپ کو طاہرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ابوہالہ بن زرارہ بن نباش کے عقد میں تھیں۔ قتادہ نے بیان کیا ہے کہ پہلے حضرت خدیجہ عتیق بن عائذ کے نکاح میں تھیں، اس کے بعد ابوہالہ ہند بن زرارہ کے نکاح میں آئیں ____________ عتیق بن عائذ بن عبداللہ ____________ سے ہند بن عتیق پیدا ہوئے، اس کے بعد وہ ابوہالہ مالک بن نباش بن زرارہ تمیمی اسدی کے نکاح میں آئیں، اس سے ہند بنت ابی ہالہ اور ہالہ بن ابی ہالہ پیدا ہوئے۔ پس ہند بنت عتیق، ہند اور ہالہ ابن ابی ہالہ، یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے اخیافی بھائی بہن ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بعثت سے پہلے شادی کی، اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی، اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی، وہ حضور کے ساتھ چوبیس سال رہیں، وحی نازل ہونے سے پہلے حضور کی تمام اولاد حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئی۔ حضرت زینب، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ، حضرت رقیہ، حضرت قاسم، حضرت طیب اور حضرت طاہر، تینوں صاحبزادے ظہور اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔ حضرت قاسم کی وجہ سے حضور کی کنیت ابوالقاسم تھی، آپ کی صاحبزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ آپ کے ساتھ ہجرت کی آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کی، ایک قول یہ ہے کہ طیب اور طاہر اسلام میں پیدا ہوئے۔ قتادہ نے کہا حضرت خدیجہ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، ایک صاحبزادے قاسم تھے، دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ تھے انہیں کا لقب طیب اور طاہر تھا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ ابوطالب کے بعد فوت ہوئیں دونوں ایک سال میں فوت ہوئے، حضرت خدیجہ اور ابوطالب کی وفات کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب کی یلغار ہو گئی، حضرت خدیجہ کے سن وفات میں اختلاف ہے، ایک قول ہے ہجرت سے پانچ سال پہلے وفات ہوئی، ایک قول ہے ہجرت سے چار سال پہلے وفات ہوئی اور ایک قول ہے ہجرت سے تین سال پہلے وفات

ہوئی اور یہی قول صحیح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہ رمضان میں فوت ہوئیں اور ان کو حجون میں دفن کیا گیا، اس وقت ان کی عمر پینسٹھ سال تھی۔[1]

بَابُ ۸۵۵ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۶۱ - حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي الرَّبِيعِ) حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ جَاءَنِي بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكِ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَأَقُولُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم تین راتوں تک مجھے خواب میں دکھائی گئیں، ایک فرشتہ تمہیں (تمہاری تصویر کو) ریشم کے ایک ٹکڑے میں لے کر آیا، وہ کہتا تھا کہ یہ تمہاری زوجہ ہیں، ان کا چہرہ کھولیے، پس میں نے دیکھا تو وہ تم تھیں، میں نے کہا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کر دیگا۔

۶۱۶۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں

۶۱۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنْ أَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قَالَتْ فَقُلْتُ وَمِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ قَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہ جان لیتا ہوں کہ تم مجھ سے کس وقت خوش ہوتی ہو اور کس وقت ناراض ہوتی ہو، میں نے پوچھا آپ کو اس کا کیسے پتا چلتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: رب محمد کی قسم! اور جب ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: رب ابراہیم کی قسم! حضرت عائشہ نے کہا ہاں! یا رسول اللہ! میں صرف آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔!

۶۱۶۴ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ لَا

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے، اس میں رب ابراہیم کی قسم کے بعد والا جملہ نہیں ہے۔

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۳۹، ۴۳۸، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

۶۱۶۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَكَانَتْ تَأْتِينِي صَوَاحِبِي فَكُنَّ يَنْقَمِعْنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھیں، وہ فرماتی ہیں کہ میری سہیلیاں آتی تھیں وہ حضور کو دیکھ کر غائب ہو جاتی تھیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو میرے پاس بھیج دیتے تھے۔

۶۱۶۶- حَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فِي بَيْتِهِ وَهُنَّ اللُّعَبُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔ ایک روایت میں ہے میں حضور کے گھر میں گڑیوں سے کھیلتی تھی اور کھیلنے والی سہیلیاں ہوتی تھیں۔

۶۱۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی کے لیے لوگ اس دن تحفے بھیجتے تھے جس دن حضرت عائشہ کی باری ہوتی تھی۔

۶۱۶۸- حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِي فِي مِرْطِي فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ وَأَنَا سَاكِتَةٌ قَالَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے حضرت فاطمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا انھوں نے اجازت طلب کی، درآں حالیکہ آپ میرے ساتھ چادر میں لیٹے ہوئے تھے، آپ نے ان کو اجازت دی انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کی ازواج نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ ابو قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں آپ سے عدل چاہتی ہیں، میں اس وقت خاموش رہی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اے بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ حضرت فاطمہ نے کہا کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا پھر ان سے محبت کرو، حضرت عائشہ فرماتی ہیں

بُنَيَّةُ أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ فَقَالَتْ بَلَى قَالَ فَأَحِبِّي هَذِهِ قَالَتْ فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِينَ سَمِعَتْ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَتْ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِي قَالَتْ وَبِالَّذِي قَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ لَهَا مَا نُرَاكِ أَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَيْءٍ فَارْجِعِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولِي لَهُ إِنَّ أَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاللّٰهِ لَا أُكَلِّمُهُ فِيهَا أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ وَأَتْقَى لِلّٰهِ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صَدَقَةً وَأَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهِ وَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ قَالَتْ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فِي مِرْطِهَا عَلَى الْحَالَةِ الَّتِي دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا وَهُوَ بِهَا فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ قَالَتْ ثُمَّ وَقَعَتْ بِي فَاسْتَطَالَتْ عَلَيَّ وَأَنَا أَرْقُبُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْقُبُ طَرْفَهُ هَلْ يَأْذَنُ لِي فِيهَا قَالَتْ فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتَّى عَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ قَالَتْ فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ أَنْشَبْهَا حَتَّى أَنْحَيْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

کہ جب حضرت فاطمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ جواب سنا تو اٹھ کر کھڑی ہوگئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس واپس گئیں اور جو کچھ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا اور جو کچھ آپ نے جواب میں فرمایا تھا وہ ان سے بیان کیا، انھوں نے کہا آپ نے ہمارا کوئی کام نہیں کیا، دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور آپ سے کہیں کہ آپ کی ازواج آپ کو ابن ابی قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں عدل کرنے کے لیے اللہ کی قسم دیتی ہیں، حضرت فاطمہ نے کہا بخدا، میں آپ سے اس مسئلہ میں کبھی بات نہیں کروں گی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے آپ کی زوجہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ کے پاس بھیجا اور وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مرتبہ میں میرے برابر تھیں اور میں نے حضرت زینب سے زیادہ دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، صادق القول، صلہ رحم کرنے والی، صدقہ وخیرات کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی، اور ان سے زیادہ تواضع کرنے والی اور اپنے اعمال کو کم سمجھنے والی کوئی عورت دیکھی، البتہ وہ زبان کی تیز تھیں لیکن اس سے بھی وہ بہت جلد رجوع کر لیتی تھیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت طلب کی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ساتھ اسی حالت میں ایک چادر میں لیٹے ہوئے تھے جس حالت میں حضرت فاطمہ آئی تھیں آپ نے ان کو اجازت دی، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کی ازواج نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ آپ سے ابو قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں عدل کا سوال کرتی ہیں، پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئیں اور بہت کچھ کہا، اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہی تھی، اور آپ کی آنکھوں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ آیا آپ مجھے جواب دینے کی اجازت دیتے

اللہ علیہ وسلم وتبسم انھا ابنۃ ابی بکر۔

ہیں، ادھر حضرت زینب کے کلام کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا حتیٰ کہ میں نے جان لیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری جوابی کارروائی کو ناپسند نہیں کریں گے، پھر میں نے جواب دینے شروع کیے اور کچھ ہی دیر میں ان کو خاموش کر دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔

۶۱۶۹۔ حدثنیہ محمد بن عبد اللہ بن قہزاذ قال عبد اللہ بن عثمان حدثنیہ عن عبد اللہ بن المبارک عن یونس عن الزھری بھذا الاسناد مثلہ فی المعنی غیر انہ قال فلما وقعت بھا لم انشبھا ان اثخنتھا غلبۃ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، اس میں یہ ہے کہ جب میں ان کی طرف متوجہ ہوئی تو وہ مجھ پر غالب نہ آسکیں۔

۶۱۷۰۔ وحدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ قال وجدت فی کتابی عن ابی اسامۃ عن ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیتفقد یقول این انا الیوم این انا غدا استبطاء لیوم عائشۃ قالت فلما کان یومی قبضہ اللہ بین سحری ونحری۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مرض الموت) میں حضرت عائشہ کی باری طلب کرنے کے لیے پوچھتے تھے: میں آج کہاں رہوں گا؟ کل میں کہاں رہوں گا؟ پھر جس دن میری باری تھی آپ کا سر میرے سینہ اور حلق کے درمیان تھے کہ اللہ نے آپ کی روح کو قبض کر لیا۔

۶۱۷۱۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید عن مالک بن انس فیما قرئ علیہ عن ھشام بن عروۃ عن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن عائشۃ انھا اخبرتہ انھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت وھو مسند الی صدرھا واصغت الیہ وھو یقول اللھم اغفر لی وارحمنی والحقنی بالرفیق۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات سے پہلے میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے کان لگا کر سنا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے! اے اللہ! مجھ پر رحم فرما! اے اللہ مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ لاحق کر۔

۶۱۷۲۔ حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وابو کریب قالا حدثنا ابو اسامۃ ح وحدثنا ابن نمیر حدثنا ابی ح وحدثنا اسحق بن ابراھیم اخبرنا عبدۃ بن سلیمان کلھم عن ھشام بھذا الاسناد مثلہ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین اور سندیں بیان کیں۔

۶۱۷۳- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَنْ يَمُوتَ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَتْ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُولُ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا قَالَتْ فَظَنَنْتُهُ خُيِّرَ حِينَئِذٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے یہ سنا تھا کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دے دیا جائے اور میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت میں یہ فرماتے ہوئے سنا، ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، وہی اچھے رفیق ہیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے گمان کیا اب آپ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔

۶۱۷۴- حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۶۱۷۵- حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَرَفْتُ الْحَدِيثَ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ وَهُوَ صَحِيحٌ فِي قَوْلِهِ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تندرستی کے زمانہ میں فرمایا: کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ نہ لے، پھر اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا وقت آ گیا اس وقت آپ کا سر میرے زانو پر تھا، آپ پر کچھ دیر بے ہوشی طاری رہی، پھر آپ ہوش میں آئے، آپ نے چھت کی طرف نگاہیں اٹھائیں پھر فرمایا: اے اللہ! رفیق اعلیٰ! حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے سوچا اب حضور ہم کو اختیار نہیں کریں گے، حضرت عائشہ کہتی ہیں مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو حضور نے صحت کے زمانہ میں فرمائی تھی، کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ اسے جنت میں اس کا مقام دکھا نہ دیا جائے، پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم کا آخری کلمہ یہ تھا: "اللہم الرفیق الاعلیٰ"

۶۱۷۶ - حدثنا اسحق بن ابراهيم الحنظلي وحدثنا عبد بن حميد كلاهما عن ابي نعيم قال عبد حدثنا ابو نعيم حدثنا عبد الواحد بن ايمن حدثني ابن ابي مليكة عن القاسم بن محمد عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرج اقرع بين نسائه فطارت القرعة على عائشة وحفصة فخرجتا معه جميعا وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان بالليل سار مع عائشة يتحدث معها فقالت حفصة لعائشة الا تركبين الليلة بعيري واركب بعيرك فتنظرين وانظر قالت بلى فركبت عائشة على بعير حفصة وركبت حفصة على بعير عائشة فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم الى جمل عائشة وعليه حفصة فسلم ثم سار معها حتى نزلوا فافتقدته عائشة فغارت فلما نزلوا جعلت تجعل رجلها بين الاذخر وتقول يا رب سلط علي عقربا او حية تلدغني رسولك ولا استطيع ان اقول له شيئا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، ایک مرتبہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے نام قرعہ نکلا، وہ دونوں آپ کے ساتھ گئیں، جب رات کا وقت ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ساتھ سفر کرتے، اور ان کے ساتھ باتیں کرتے، حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا آج کی رات تم میرے اونٹ پر سوار ہو اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوتی ہوں، تم دیکھنا میں بھی دیکھوں گی، حضرت عائشہ نے کہا ٹھیک ہے، پھر حضرت عائشہ، حضرت حفصہ کے اونٹ پر سوار ہو گئیں، اور حضرت حفصہ، حضرت عائشہ کے اونٹ پر سوار ہو گئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے اونٹ پہ آئے تو اس پر حضرت حفصہ سوار تھیں، آپ نے سلام کیا اور ان کے ساتھ چلتے رہے، حتی کہ منزل پر اترے، حضرت عائشہ نے حضور کو اپنے پاس نہیں پایا تو انھیں رشک آیا، جب لوگ اترے تو انھوں نے اپنے پیر اذخر (گھاس) پر مارے اور کہتیں یا رب مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھ کو ڈس لے، وہ تیرے رسول ہیں انھیں کچھ کہنے کی مجھے مجال نہیں۔

۶۱۷۷ - حدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب حدثنا سليمان (يعني ابن بلال) عن عبد الله بن عبد الرحمن عن انس بن مالك قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے (عائشہ کی عورتوں پر فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت کھانوں پر ہے۔

۶۱۷۸ - حدثنا يحيى بن يحيى وقتيبة وابن

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ

حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ (يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِهِمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيْثِ إِسْمٰعِيْلَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ۔

وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

۶۱۷۹ - وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيْلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جبرائیل تم کو سلام کہتے ہیں میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔

۶۱۸۰ - حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کی مثل فرمایا۔

۶۱۸۱ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا أَرٰى۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائش، یہ جبرائیل ہیں جو تم کو سلام کہہ رہے ہیں، میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت عائشہ نے کہا آپ ان چیزوں کو دیکھتے تھے جنہیں میں نہیں دیکھتی تھی۔

٦١٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى (وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ) حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَخِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا (قَالَتِ الْأُولَى) زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٌّ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٌ فَيُرْتَقَى وَلَا سَمِينٌ فَيُنْتَقَلَ (قَالَتِ الثَّانِيَةُ) زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ (قَالَتِ الثَّالِثَةُ) زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ (قَالَتِ الرَّابِعَةُ) زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ (قَالَتِ الْخَامِسَةُ) زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ (قَالَتِ السَّادِسَةُ) زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ (قَالَتِ السَّابِعَةُ) زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ (قَالَتِ الثَّامِنَةُ) زَوْجِي الرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ وَالْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ (قَالَتِ التَّاسِعَةُ) زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ (قَالَتِ الْعَاشِرَةُ) زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكِ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ إِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ (قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ) زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ فَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ گیارہ عورتیں آپس میں یہ معاہدہ کر کے بیٹھیں کہ وہ اپنے خاوندوں کی کوئی بات نہ چھپائیں اور سب کچھ بیان کر دیں، پہلی نے کہا میرا خاوند ایک لاغر اونٹ کا گوشت ہے جو ایک ایسے دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہے جس پر چڑھنا آسان نہیں، نہ وہ کوئی فربہ گوشت ہے جس کو منتقل کرنے کی کوشش کی جائے، دوسری نے کہا میں اپنے خاوند کی خبر کو منتشر نہیں کر سکتی، مجھے خوف ہے کہ میں اپنے حالات کی کوئی بات نہ چھوڑوں گی پھر میں اس کا ظاہر اور باطن سب بیان کر دوں گی، تیسری نے کہا میرا خاوند لمڈھینگ ہے اگر میں بات کر دوں تو طلاق پاؤں، اور اگر چپ رہوں تو معلق رہوں، چوتھی نے کہا میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح ہے، گرم ہے نہ ٹھنڈا، اس سے خوف ہے نہ ملال، پانچویں نے کہا میرا خاوند جب گھر آتا ہے تو چیتے کی طرح اور جب باہر جائے تو شیر کی طرح ہے اور گھر میں جو کچھ ہو اس کے متعلق سوال نہیں کرتا، چھٹی نے کہا میرا خاوند جب کھاتا ہے تو سب چٹ کر جاتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب ڈکار جاتا ہے، اور جب لیٹتا ہے تو کپڑا لپیٹ لیتا ہے، ہاتھ نہیں بڑھاتا تاکہ میری پراگندگی معلوم ہو، ساتویں نے کہا میرا خاوند صحبت سے عاجز اور نامرد ہے، احمق ہے بول نہیں سکتا، دنیا کی ہر بیماری اس میں ہے، وہ تیرا سر پھوڑ دے یا تجھے زخمی کر دے یا دونوں، آٹھویں بولی میرا خاوند تو خرگوش کی طرح ملائم ہے، اور ہوا کی طرح خوشبودار ہے، نویں نے کہا میرا خاوند دراز قد، مہمان نواز اور بہت کھلانے والا ہے، دسویں نے کہا میرا خاوند مالک ہے، میں مالک کا کیا حال بیان کروں

مُتَّقٍ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ
وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ ، أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ
أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ
أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ
شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ ، بِنْتُ أَبِي
زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ
أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا ، جَارِيَةُ
أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا
تَبْثِيثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَلَا تَمْلَأُ
بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَ
الْأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ
لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا
بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ
بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ
خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي
مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا قَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَ
مِيرِي أَهْلَكِ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ
أَعْطَانِي مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ
قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ
زَرْعٍ

اس کے بکثرت اونٹ ہیں جو مکان کے قریب بٹھائے
جاتے ہیں، وہ چراگاہ میں کم چرتے ہیں، وہ اونٹ جب
باجوں کی آواز سنتے ہیں تو جان لیتے ہیں کہ ان کی ہلاکت کا
وقت آگیا، گیارھویں نے کہا میرا خاوند ابو زرع ہے،
ابو زرع کیا ہی خوب ہے، اس نے زیورات سے
میرے کان جھکا دیے، اور چربی سے میرے بازو
بھر دیے، مجھے اس طرح خوش رکھا کہ میں خوشی میں یہ
بھول گئی کہ مجھے اس نے ایک غریب گھرانے میں دیکھا
تھا، جو تنگ دستی کی وجہ سے بکریوں پر گذارہ کرتے
اور وہ مجھے ایک ایسے خوشحال خاندان میں لے آیا جہاں
گھوڑے اونٹ، ہل چلانے والے بیل اور کسان موجود
تھے، مجھے کسی بات پر کوئی برا نہیں کہتا تھا، میں دن
چڑھے تک سوتی تھی اور مجھے کوئی جگا نہیں سکتا تھا،
کھانے پینے میں ایسی وسعت کہ میں سیر ہو کر چھوڑ دیتی
تھی، ابو زرع کی ماں، کیا ہی خوب ہے ابو زرع کی ماں،
اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرے رہتے ہیں
اور اس کا مکان بہت وسیع ہے، ابو زرع کا بیٹا کیا
ہی خوب ہے ابو زرع کا بیٹا، اس کے لیٹنے کی جگہ
نرم و نازک شاخ یا باریک تلوار، بکری کے بچے کا ایک
دست اس کا پیٹ بھرنے کے لیے کافی ہے،
ابو زرع کی بیٹی کیا ہی خوب ہے ابو زرع کی بیٹی، ماں
کی تابع فرمان، باپ کی اطاعت گذار، فربہ بدن اور
سوکن کا غیظ، ابو زرع کی باندی، کیا ہی خوب ہے ابو زرع
کی باندی، ہماری باتیں گھر کے باہر بیان نہیں کرتی تھی،
کھانے کی کوئی چیز ہماری اجازت کے بغیر نہیں کھاتی
تھی، ہمارے گھر کو کوڑے کرکٹ سے نہیں بھرتی تھی،
ایک دن جب برتنوں میں دودھ دوہا جا رہا تھا، ابو زرع
گھر سے نکلا، اسے راستہ میں ایک عورت ملی جس کے
چیتے کے مانند دو بچے اس کی گود کے نیچے سے اس

کے دوا ناروں سے کھیل رہے تھے، پھر اس نے مجھ کو طلاق دے دی، اور اس عورت سے نکاح کر لیا، پھر میں نے بھی اس کے بعد ایک سردار سے شادی کر لی وہ شہسوار اور سپہ گر تھا، اس نے مجھے بہت نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانوروں سے مجھے ایک جوڑا دیا، اس نے کہا اے ام زرع تم خود بھی کھاؤ اور اپنے میکہ بھی بھیج دو، لیکن اگر میں اس کی ساری نوازشوں کو بھی جمع کروں پھر بھی ابوزرع کی ایک چھوٹی سی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی، حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی تمہارے لیے ایسا ہوں جیسے ام زرع کے لیے ابوزرع تھا۔

۶۱۸۴- وَحَدَّثَنِيهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ وَلَمْ يَشُكَّ وَقَالَ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَقَالَ وَصِفْرُ رِدَائِهَا وَخَيْرُ نِسَائِهَا وَعَقْرُ جَارَتِهَا وَقَالَ وَلَا تَنْقُثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَقَالَ وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ ذَابِحَةٍ زَوْجًا۔

ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن اس میں الفاظ کا معمولی سا فرق ہے اس میں عیایا یا طبیا قاء ہے۔ قلیلات المسارح ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، آپ کی ازواج میں سب سے مشہور اور محبوب ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے دو سال پہلے ان سے نکاح کیا، ایک قول تین سال پہلے کا ہے، یہ آپ کے عقد میں واحد کنواری خاتون تھیں، حضرت زبیر نے کہا حضرت خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا اور حضرت خدیجہ کی وفات ہجرت سے تین سال قبل ہوئی تھی، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے عقد کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، ایک قول سات سال ہے، حضرت عائشہ کی رخصتی مدینہ منورہ میں ہوئی، اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت خدیجہ کی وفات ہو گئی تو حضرت عثمان کی بیوی حضرت خولہ بنت حکیم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا کس سے؟ خولہ

نے کہا آپ چاہیں تو کنواری سے کرلیں اور آپ چاہیں تو بیوہ سے کرلیں، آپ نے پوچھا: کنواری کون ہے؟ خولہ نے کہا آپ کے محبوب حضرت ابوبکر کی صاحبزادی حضرت عائشہ، آپ نے پوچھا بیوہ کون ہے؟ انھوں نے کہا حضرت سودہ بنت زمعہ جو آپ پر ایمان لاچکی ہیں، آپ نے فرمایا جاؤ ان دونوں سے میرا ذکر کرو۔ حضرت خولہ، حضرت ابوبکر کے گھر گئیں اور حضرت ام رومان سے کہا اے ام رومان! اللہ نے آپ کے گھر میں کیسی خیر اور برکت نازل کی ہے انھوں نے کہا وہ کیسے؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت عائشہ کے لیے پیغام دے کر بھیجا ہے! انھوں نے کہا اس کا حضور سے کیسے نکاح ہوسکتا ہے وہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے؟ تم ٹھہرو حضرت ابوبکر آنے والے ہیں میں ان سے مشورہ کرلوں، حضرت ابوبکر نے بھی یہ پیغام سن کر کہا وہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے، پھر حضرت خولہ نے جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا، آپ نے فرمایا جاؤ جاکر ابوبکر سے کہو کہ وہ میرے دینِ اسلام میں بھائی ہیں اور ان کی بیٹی کا مجھ سے نکاح جائز ہے۔ وہ حضرت ابوبکر کے پاس گئیں، انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ، حضور تشریف لائے، پھر حضرت ابوبکر نے حضور سے حضرت عائشہ کا نکاح کر دیا، اس وقت حضرت عائشہ کی عمر چھ سال کی تھی۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ اپنے ہدیے اور تحفے اس دن پیش کرتے تھے جس دن حضور حضرت عائشہ کے گھر ہوتے تھے، حضرت عائشہ نے کہا پھر میری سوکنیں حضرت ام سلمہ کے پاس جمع ہوگئیں اور کہا اے ام سلمہ! صحابہ اپنے ہدیے حضرت عائشہ کی باری کے دن پیش کرتے ہیں،

اور ہم بھی حضرت عائشہ کی طرح خیر چاہتے ہیں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے فرمائیں کہ میں جس گھر میں بھی ہوں وہ اپنے ہدیے پیش کر دیا کریں، حضرت ام سلمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا، حضرت ام سلمہ کہتی ہیں حضور نے مجھ سے منہ پھیر لیا، میں نے دوبارہ ذکر کیا، آپ نے دوبارہ اعراض فرمایا جب میں نے تیسری بار ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے ام سلمہ مجھے عائشہ کے معاملہ میں اذیت مت دو، کیونکہ بخدا عائشہ کے سوا تم میں سے کسی زوجہ کے بستر میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذات السلاسل کے لشکر کا امیر بنایا، میں نے واپسی میں حضور کے پاس جاکر کہا یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ، میں نے پوچھا مردوں میں؟ آپ نے فرمایا: عائشہ کا باپ!

اکابر صحابہ حضرت عائشہ سے فرائض کے متعلق سوال کرتے تھے، عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہہ تھیں، اور عام مسائل میں آپ کی رائے سب سے زیادہ درست ہوتی تھی، عروہ نے کہا میں نے فقہ، طب اور شعر میں حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں دیکھا، اگر حضرت عائشہ کے فضائل میں صرف قصہ افک ہی ہوتا تو وہی کافی تھا کیونکہ حضرت عائشہ کے متعلق قرآن مجید میں آیات نازل ہوئیں جن کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی۔

سترہ رمضان ۵۷ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، ایک قول ۵۸ھ کا بھی ہے۔

حضرت عائشہ نے فرمایا تھا ان کو رات کے وقت بقیع میں دفن کر دیا جائے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، اور آپ کے پانچ بھانجوں اور بھتیجوں نے آپ کو قبر میں اتارا، جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت حضرت عائشہ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ [1]

بَابُ ۸۵۶ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ عَلَيْهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل!

۶۱۸۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ابْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ التَّيْمِيُّ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ إِلَّا أَنْ يُحِبَّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُنِي مَا رَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منبر پر یہ سنا ہے کہ بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے یہ اجازت لی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی علی بن ابی طالب سے شادی کر دیں میں اس کی اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، ہاں اگر ابن ابی طالب چاہے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے شادی کر لے، کیونکہ میری بیٹی میرے جسم کا جز ہے، جو چیز اسے بے چین کرتی ہے وہ مجھے بے چین کرتی ہے، جو چیز اس کو ایذا دے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

۶۱۸۶ - حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے ہی گوشت کا ٹکڑا ہے جو چیز اس کو ایذا دے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

۶۱۸۷ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَقِيَهُ

علی بن الحسین بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد جب وہ یزید بن معاویہ کے پاس سے مدینہ منورہ آئے تو ان کی مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی، حضرت مسور نے کہا آپ کو مجھ سے کچھ کام ہو تو بتائیے، حضرت علی بن حسین کہتے ہیں میں نے ان سے کہا، نہیں، حضرت مسور

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۰۴ - ۵۰۱ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ لَا قَالَ لَهُ هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَايْمُ اللَّهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حَتَّى تَبْلُغَ نَفْسِي إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَإِنِّي أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَأَوْفَى لِي وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا

نے کہا کیا آپ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار عطا کریں گے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ لوگ آپ سے زبردستی یہ تلوار چھین لیں گے، بخدا اگر آپ نے مجھے یہ تلوار دیدی تو جب تک میرے جسم میں جان ہے اس کو مجھ سے کوئی نہیں لے سکے گا، بے شک جب حضرت علی ابن ابی طالب نے حضرت فاطمہ کے اوپر ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا اس وقت میں بلوغت کے قریب تھا، آپ اپنے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے فرما رہے تھے: بے شک فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس کے دین میں کوئی فتنہ ڈالا جائے گا، پھر آپ نے عبد الشمس کی اولاد میں سے اپنے ایک داماد (عاص بن الربیع) کا ذکر کیا اور ان کی دامادی کی تعریف کی حضور نے فرمایا اس نے مجھ سے جو کچھ کہا سچ کہا، جو وعدہ کیا وہ پورا کیا، میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن بہ خدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی ایک جگہ میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔

۶۱۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ قَالَ الْمِسْوَرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي

حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا، حالانکہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ان کے نکاح میں تھیں، جب حضرت فاطمہ نے یہ سنا تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اور کہا آپ کی قوم یہ کہتی ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کے لیے غصہ نہیں آتا اور یہ علی ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں، حضرت مسور کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، آپ نے کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا، حمد و ثناء کے بعد واضح ہو کہ میں نے (اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا) ابو العاص بن الربیع سے نکاح کیا اس نے مجھ

فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي وَاِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي وَاِنَّمَا اَكْرَهُ اَنْ يَفْتِنُوْهَا وَاِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ اَبَدًا قَالَ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ۔

سے جو کچھ کہا سچ کہا، اور بے شک فاطمہ بنت محمد میرے جسم کا حصہ ہے، اور میں اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ اس کو کسی آزمائش میں مبتلا کریں، اور بے شک خدا کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی ایک شخص کے ہاں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں، حضرت مسور کہتے ہیں پھر حضرت علی نے نکاح کا پیغام ترک کر دیا۔

۶۱۸۹- وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُوْ مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبٌ (يَعْنِي ابْنَ جَرِيْرٍ) عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ (يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ) يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۹۰- حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فَسَارَّهَا فَبَكَتْ ثُمَّ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِفَاطِمَةَ مَا هٰذَا الَّذِيْ سَارَّكِ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَيْتِ ثُمَّ سَارَّكِ فَضَحِكْتِ قَالَتْ سَارَّنِي فَاَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَاَخْبَرَنِي اَنِّي اَوَّلُ مَنْ يَتْبَعُهُ مِنْ اَهْلِهِ فَضَحِكْتُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، اور ان کو سرگوشی میں کوئی بات کہی، حضرت فاطمہ رونے لگیں، آپ نے پھر سرگوشی میں کوئی بات کہی تو ہنسنے لگیں، حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے حضرت فاطمہ سے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سرگوشی میں کیا کہا تھا؟ جو آپ روئیں اور دوبارہ سرگوشی میں کیا فرمایا تھا جو آپ ہنسیں، حضرت فاطمہ نے کہا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار سرگوشی میں اپنی وفات کی خبر دی تو میں روئی، اور دوسری بار سرگوشی میں یہ خبر دی کہ آپ کے اہل میں سے سب سے پہلے آپ کے ساتھ میں لاحق ہوں گی، تو میں ہنسی۔

۶۱۹۱- حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ لَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ بِهَا فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہم سب ازواج آپ کے پاس موجود تھیں، ان میں سے کوئی باقی نہیں تھی، اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کا چلنا ہو بہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے مطابق تھا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو مرحبا کہا، اور فرمایا اے میری بیٹی مرحبا! پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھایا، پھر

أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَأَى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ لَهَا خَصَّكِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسِّرَارِ ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا كُنْتُ أُفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا حَدَّثْتِنِي مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى فَأَخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ وَإِنَّهُ عَارَضَهُ الْآنَ مَرَّتَيْنِ وَإِنِّي لَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي فَإِنَّهُ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَالَتْ فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِي رَأَيْتِ.

٦١٩٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ

پھر ان سے سرگوشی میں کوئی بات فرمائی جس کو سن کر وہ سخت روئیں، جب آپ نے ان کی بیقراری دیکھی تو آپ نے دوبارہ سرگوشی کی جس سے وہ ہنسیں، میں نے حضرت فاطمہ سے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں میں خصوصیت کے ساتھ آپ کو راز کی بات بتائی جس سے آپ رو رہی تھیں، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا تھا، حضرت فاطمہ نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو میں نے کہا میرا آپ پر جو حق ہے میں آپ کو اس حق کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں۔ مجھے بتائیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا کہا تھا؟ حضرت فاطمہ نے کہا: ہاں اب میں بتا دیتی ہوں، پہلی بار جب آپ نے مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے یہ خبر دی کہ ہر سال جبرائیل مجھ سے ایک بار (یا دو بار فرمایا) قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے، اس مرتبہ انھوں نے دو بار دور کیا ہے اور اب میرا یہی گمان ہے کہ اب میرا وقت قریب آگیا ہے، تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا، کیونکہ بے شک میں تمہارا اچھا پیش رو ہوں' حضرت فاطمہ نے کہا پھر مجھ پر گریہ طاری ہوا جو آپ نے دیکھا تھا، جب حضور نے میری بے قراری دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی اور فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو، حضرت فاطمہ نے کہا پھر مجھے وہ ہنسی آئی جس کو آپ نے دیکھا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج جمع تھیں اور کوئی

حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةً فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي فَأَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ فَاطِمَةُ ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ أَيْضًا فَقُلْتُ لَهَا مَا يُبْكِيكِ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَقُلْتُ لَهَا حِينَ بَكَتْ أَخَصَّكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثِهِ دُونَنَا ثُمَّ تَبْكِينَ وَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا فَقَالَتْ إِنَّهُ كَانَ حَدَّثَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ فِي الْعَامِ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِي وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقًا بِي وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ لِذٰلِكِ ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّنِي فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكِ۔

بھی باقی نہیں تھی، اتنے میں حضرت فاطمہ آئیں جن کی چال رسول اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے مشابہ تھی۔ آپ نے فرمایا: مرحبا میری بیٹی! پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا، پھر آپ نے ان سے چپکے سے کوئی بات کہی، حضرت فاطمہ رونے لگیں، پھر چپکے سے کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ ہنسنے لگیں، میں نے حضرت فاطمہ سے کہا: آپ کس وجہ سے روئیں؟، حضرت فاطمہ نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی، میں نے کہا میں نے آج کی طرح کوئی خوشی غم سے اتنی قریب نہیں دیکھی، میں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بغیر خصوصیت کے ساتھ آپ سے کوئی بات کی ہے پھر بھی آپ رو رہی ہیں، اور میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ حضور نے کیا فرمایا تھا تو انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راز افشاء نہیں کروں گی، حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے پھر پوچھا، حضرت فاطمہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (پہلی بار) یہ فرمایا تھا کہ جبرائیل مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کرتے تھے اور اس سال انھوں نے مجھ سے دو بار قرآن مجید کا دور کیا ہے اور میرا یہی گمان ہے کہ اب میرا وقت آ گیا ہے، اور میرے اہل میں سے سب سے پہلے تم میرے ساتھ لاحق ہو گی، اور میں تمہارے لیے بہتر پیش رو ہوں، تب میں رونے لگی پھر آپ نے سرگوشی کی اور فرمایا: کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو، یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو، میں اس وجہ سے ہنسی تھی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں اور مریم بنت عمران کے علاوہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں، آپ کی والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں، حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادیاں ہیں، اس میں اختلاف ہے کہ ان میں زیادہ کم عمر کون ہے، حضرت فاطمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ جنگ احد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کر دی، جس وقت حضرت فاطمہ کی شادی کی اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کا سلسلہ صرف حضرت فاطمہ سے جاری ہے، کیونکہ آپ کے صاحبزادے صغر سنی میں فوت ہو گئے، اور آپ کی دیگر صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے لیکن وہ صغر سنی میں فوت ہو گئے، اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں علی پیدا ہوئے لیکن وہ بھی صغر سنی میں فوت ہو گئے اور امامہ بنت ابی العاص پیدا ہوئیں، ان سے حضرت علی نے شادی کی، پھر مغیرہ بن نوفل نے شادی کی، حضرت زبیر نے کہا حضرت زینب کی نسل ختم ہو گئی۔

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیغام کو مسترد کر دیا، پھر حضرت عمر نے حضرت علی کو مشورہ دیا، حضرت علی نے کہا میرے پاس اس زرہ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے حضرت فاطمہ کا نکاح کر دیا، حضرت فاطمہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہ! کیوں رو رہی ہو؟ بخدا میں نے تمہارا اس شخص سے نکاح کیا ہے، جس کا علم سب سے زیادہ ہے جو علم میں سب سے افضل ہے، جو سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے گھر میں یہ آیت نازل ہوئی: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت (احزاب: ۳۳) "اے رسول کے گھر والو! اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی دور کر دے" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلایا اور فرمایا یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں، حضرت ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں؟ فرمایا کیوں نہیں ان شاء اللہ عزوجل۔

جمیع بن عمیر تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون سب سے زیادہ محبوب تھا؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: فاطمہ! پوچھا گیا مردوں میں؟ فرمایا ان کا خاوند، تم کو معلوم ہے کہ وہ بے شک بکثرت روزے رکھنے والے اور بہت زیادہ قیام کرنے والے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے

غضب سے غضب ناک ہوتا ہے اور تمہاری رضا سے راضی ہوتا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں اس سے جنگ کروں گا جس سے تم جنگ کرو گے اور میں اس سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن پردے کی اوٹ سے ایک منادی ندا کرے گا۔ اے اہل محشر اپنی نگاہیں جھکا لو حتی کہ فاطمہ بنت محمد گزر جائیں۔

جب حضرت فاطمہ پر موت کا وقت آیا تو انھوں نے حضرت اسماء بنت عمیس سے کہا کہ میں جنازہ کھلا لے جانے کو ناپسند کرتی ہوں (اس سے پہلے جنازہ کو چارپائی پر رکھ کر ایک چادر ڈال دیتے تھے اور کھلا جنازہ جاتا تھا) حضرت اسماء نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی! میں نے سرزمین حبشہ میں ایک طریقہ دیکھا ہے کہ جنازہ کی چارپائی پر درخت کی شاخیں ڈال کر اس پر کپڑا ڈال دیتے ہیں، حضرت فاطمہ نے اس طریقہ کو پسند کیا اور فرمایا جب میری وفات ہو جائے تو تم اور حضرت علی مل کر مجھے غسل دینا، اس کے علاوہ اور کوئی شخص داخل نہ ہو، سو ایسا ہی ہوا، حضرت فاطمہ اسلام میں وہ پہلی شخص تھیں جن کے جنازہ کو اوپر سے ڈھانپ کر لے جایا گیا۔ حضرت علی ابن ابی طالب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت عباس نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت فاطمہ نے وصیت کی تھی کہ ان کو رات میں دفن کیا جائے، سو ایسا ہی کیا گیا، آپ کو قبر میں حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت فضل بن عباس نے اتارا تھا، تین رمضان ۱۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی، آپ کی عمر تیس سال تھی۔ [1]

بَابٌ ۸۵ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۹۳ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ كِلَاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ ابْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ لَا تَكُوْنَنَّ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ يَّخْرُجُ فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهٗ قَالَ وَأُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتٰى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ أُمُّ

سلمان نے کہا اگر تم سے ممکن ہو تو سب سے پہلے بازار میں مت جاؤ، اور نہ سب کے بعد وہاں سے نکلو، کیونکہ بازار شیطان کا معرکہ ہے، وہاں پر اسی کا جھنڈا نصب ہوتا ہے، انھوں نے بیان کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اس وقت آپ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، حضور، حضرت جبرائیل سے باتیں کرتے رہے، پھر وہ کھڑے ہو گئے، نبی

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۲۴ - ۵۱۹، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

سَلَمَةَ قَالَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هَذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هَذَا دِحْيَةُ قَالَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ ايْمُ اللَّهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبَرَنَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے کہا یہ کون تھے؟ حضرت ام سلمہ نے کہا یہ دحیہ تھے، حضرت ام سلمہ نے کہا بہ خدا میں نے تو ان کو دحیہ ہی گمان کیا تھا حتی کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا، آپ ان کو ہماری خبریں بیان کر رہے تھے، (یا) یعنی جبرائیل کے متعلق خبر دے رہے تھے، (راوی کہتے ہیں) میں نے ابو عثمان سے پوچھا تم نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا حضرت اسامہ بن زید سے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ونسب یہ ہے: ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم القرشیہ المخزومیہ۔ آپ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں اور ام المومنین ہیں، آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح سے پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد بن مخزومی کے نکاح میں تھیں، حضرت ام سلمہ اور ان کے خاوند نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، حضرت ام سلمہ وہ پہلی صحابیہ ہیں جنھوں نے مدینہ منورہ کی طرف سفر کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۴ھ میں غزوہ بدر کے بعد ام سلمہ سے نکاح کیا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یزید بن معاویہ کی حکومت کے ابتدائی ایام میں فوت ہوئیں (یعنی اکسٹھ ہجری میں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (جو عشرہ مبشرہ سے ہیں) نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت ام سلمہ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔[1]

بَابُ ۵۵ مِنْ فَضَائِلِ زَيْنَبَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

حضرت ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۹۴ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ لِأَنَّهَا كَانَتْ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ مجھ سے وہ (زوجہ) لاحق ہوگی جس کے تم سب میں سے زیادہ لمبے ہاتھ ہوں گے، حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر ہم سب اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں، لیکن سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت

---

[1] علامہ مجد الدین محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۰، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَ تَصَدَّقُ۔

زینب کے تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کرتی تھیں اور صدقہ و خیرات کرتی تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خصوصیات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لمبے ہاتھ کا ذکر کیا اس سے ازواج مطہرات نے ہاتھوں کی جسامت کا طول مراد لیا، سو وہ سرکنڈے سے ہاتھوں کو ناپنے لگیں اور جسمانی طور سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے حقیقتہً لمبے ہاتھ تھے اور صدقہ و خیرات کرنے میں مجازاً حضرت زینب کے لمبے ہاتھ تھے اور جب ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینب کا انتقال ہوا تب ان کو یہ علم ہوا کہ ہاتھوں کے لمبا ہونے سے صدقہ و خیرات زیادہ کرنا مراد تھا، عرب میں کہا جاتا ہے فلاں شخص کے لمبے ہاتھ ہیں یعنی وہ صدقہ و خیرات زیادہ کرتا ہے، اس حدیث میں حضرت زینب کی عظیم منقبت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے (اور آپ کے علم غیب پر مطلع ہونے کا بیان ہے) امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الزکوٰۃ میں ایسے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ حضرت سودہ کا پہلے انتقال ہوا تھا، یہ وہم بالاجماع باطل ہے۔ [1]

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ازواج میں حضرت عائشہ کے درجہ کی تھیں، حضرت عائشہ ان کی بہت تعریف کرتی تھیں، حضرت زینب بنت جحش ازواج میں دیگر ازواج پر فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ باقی ازواج کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد ان کے سرپرستوں نے کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شادی سات آسمانوں کے اوپر ہوئی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: زَوَّجْنٰكَهَا (احزاب: ۳۷) "ہم نے آپ کا اس سے نکاح کر دیا"۔ ۲۰ھ میں حضرت عمر کی خلافت کے دوران حضرت زینب کا وصال ہوا، اسی سال مصر فتح ہوا تھا ایک قول یہ ہے کہ ۲۱ھ میں آپ کا وصال ہوا، حضور کے وصال کے بعد ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینب ہی کا انتقال ہوا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور زوجہ کا نام بھی زینب تھا، جو بنو عامر کے قبیلہ سے تھیں، ان کا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی ہو گیا تھا۔ [2]

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں، یہ اسد بن خزیمہ کی اولاد سے اسدیہ ہیں، ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں، یہ پہلے اسلام لانے والیوں میں سے اور ہجرت

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

یکساں ہیں، پہلے ان کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد شدہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا تھا، ـــــ تاکہ وہ ان کو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعلیم دیں، پھر اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح کر دیا، اور یہ آیات نازل ہوئیں:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۔

اور یاد کیجئے جب آپ اس شخص سے فرماتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور آپ نے (بھی) اس پر انعام کیا، کہ اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رہنے دو، اور اللہ سے ڈرو، اور آپ اپنے دل میں اس چیز کو چھپاتے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا، اور آپ کو لوگوں (کے طعنوں) کا اندیشہ تھا، حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس کا خوف رکھیں، اور جب زید نے اس سے (تعلق منقطع کر کے) اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے (عدت کے بعد) اس سے آپ کا نکاح کر دیا تاکہ اس کے بعد ایمان والوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے متعلق (نکاح میں) کوئی حرج نہ رہے، جب وہ (انھیں طلاق دے کر) ان سے بے غرض ہو جائیں، اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہتا ہے۔

ـــــــــــــــــــ

ابو عبیدہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۳ھ میں حضرت زینب سے نکاح کیا، قتادہ نے کہا ۵ھ میں ان سے نکاح کیا، ابن اسحاق نے کہا آپ نے حضرت ام سلمہ سے نکاح کے بعد ان سے نکاح کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ زینب سے میرا ذکر کرو، حضرت زید کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا: تو میری نگاہوں میں حضرت زینب کا رتبہ بہت بڑھ گیا، میں ان کے پاس گیا اور میں نے اپنی پشت دروازہ کی طرف رکھی، میں نے کہا اے زینب مجھے تمہارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے، وہ تمہارا ذکر کرتے ہیں، حضرت زینب نے کہا میں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دوں گی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ نہ کر لوں، یہ کہہ کر وہ اپنے مصلے کی طرف چلی گئیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا "اور جب زید نے اس سے (تعلق منقطع کر کے) اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے اس سے آپ کا نکاح کر دیا"، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلا اجازت ان کے پاس چلے گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینب بنت جحش نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج کے سامنے فخر کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر میرا نکاح کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روٹیاں

اور گوشت بچا کر حضرت زینب کا ولیمہ کیا، حضرت زینب بہت خیرات و صدقات کرتی تھیں، حبیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو ان کا نام بَرّہ تھا، آپ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں حضرت زینب کے سوا کوئی بھی میری ٹکّر کی نہیں تھی، وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے سامنے اس پر فخر کرتی تھیں کہ تمہارا حضور سے نکاح تمہارے آباء نے کیا ہے اور میرا نکاح اللہ تعالےٰ نے کیا ہے، ان کی وجہ سے حجاب کا حکم نازل ہوا، وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کرتی تھیں اور اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرتی تھیں۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے وہ (زوجہ) سب سے پہلے مجھ سے آملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے، حضرت عائشہ نے کہا پھر ہم اپنے ہاتھ ناپنے لگیں، لیکن درحقیقت لمبے ہاتھ حضرت زینب کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کاج کرتی تھیں اور صدقہ و خیرات کرتی تھیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے حضرت زینب سے زیادہ کسی عورت کو نیکوکار، اللہ سے ڈرنے والی، صادق القول، صلہ رحمی کرنے والی اور امانت دار نہیں دیکھا۔

حضرت زینب بنت جحش ۲۰ھ میں حضرت عمر کے دور خلافت میں فوت ہوگئیں، ان کو بقیع میں دفن کیا گیا۔ [1]

امام محمد بن سعد روایت کرتے ہیں:

عن عثمان الجحشی قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وکانت زینب بنت جحش ممن ہاجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ وکانت امرأۃ جمیلۃ فخطبہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی زید بن حارثۃ فقالت یا رسول اللہ لا ارضاہ لنفسی وانا ایم قریش قال فانی قد رضیتہ لک فتزوجہا زید بن حارثۃ [2]

حضرت عثمان جحشی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ ہجرت کی تھی، وہ ایک خوبصورت خاتون تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کے لیے ان کو پیغام دیا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں ان کو پسند نہیں کرتی، میں قریش کی بے نکاح عورت ہوں، آپ نے فرمایا میں نے اس کو تمہارے لیے پسند کر لیا ہے پھر حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

اس حدیث میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو تغلیباً قرشی کہا ہے، دراصل حضرت زینب بنت جحش بنو اسد سے ہیں، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آزاد خاتون کا نکاح اس شخص سے کر دیا جو پہلے غلام تھا، اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے کیونکہ غلام آزاد

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی المعروف بابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۵-۴۶۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

[2] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۱۰۱، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ

کا کفو نہیں ہے ہم نے شرح صحیح مسلم کی جلد ثالث اور اس کے ضمیمہ میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے تاہم بعض نکات کی مزید وضاحت کے لیے ہم اس مسئلہ کو زیادہ تفصیل اور جامعیت کے ساتھ دوبارہ لکھ رہے ہیں۔

کفو کا لغوی معنی

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: کفی کا معنی ہے "نظیر" کفاء، کفو اور کفاءت کا بھی یہی معنی ہے، لا کفاء لہ کا معنی ہے لا نظیر لہ، کفاء کا معنی ہے نظیر اور مساوی، کفاءۃ فی النکاح کا معنی ہے زوج کا عورت کے دین، نسب اور گھرانے وغیرہ میں مساوی ہونا۔[1]

سید محمد مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں کفو کا معنی ہے مثل۔ ہر چیز کی مثال کو کفو کہتے ہیں۔[2]

کفو کا اصطلاحی معنی

کفو کا معنی ہے صفات مخصوصہ متناسبہ میں مساوی اور نظیر ہونا، نکاح میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکا لڑکی کے معیار سے کم اور نیچا تو نہیں ہے کیونکہ جو لڑکی صفات مخصوصہ متناسبہ کے اعتبار سے اعلیٰ ہو وہ اس لڑکے کا فراش بننے کو ناپسند کرے گی، جو اس سے صفات میں ادنیٰ ہو اور لڑکی کے وارث اور والی بھی اس بات کو اپنے لیے موجب عار سمجھتے ہیں کہ ان کی لڑکی ایسے گھرانے میں بیاہی جائے جن کا گھرانا حسب و نسب، مال و دولت، دینداری اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے ان کے ہم پلہ نہ ہو یا ان سے بہت کم ہو۔ کفو میں چھ چیزوں کا لحاظ کیا جاتا ہے (۱) اسلام (۲) نسب یعنی کسی شخص کے جد اعلیٰ کا سید، شیخ، مرزا یا مغل ہونا یا جیسے کوئی حضرت ابوبکر کی اولاد ہے، کوئی حضرت عمر کی، کوئی حضرت عثمان کی اور کوئی حضرت علی کی۔ (۳) تقویٰ اور دینداری۔ (۴) حریت یعنی آزاد ہو غلام نہ ہو (۵) مال و دولت (۶) صنعت و حرفت یعنی پیشہ۔[3]

کفو کی تحقیق

علامہ سرخسی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ کفو میں نسب کا اعتبار کرتے ہیں اور سفیان ثوری کفو میں نسب کا مطلقاً اعتبار نہیں کرتے، سفیان ثوری کی پہلی دلیل یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں اور کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے، فضیلت صرف تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔[4] دوسری دلیل یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ ابوطیبہ نے بنو بیاضہ کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، انہوں نے اس کو یہ رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوطیبہ سے نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین پر بڑا فتنہ اور فساد ہو گا، انہوں نے کہا ہاں ہم یہ خوشی کریں گے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرب کی ایک قوم کو نکاح کا پیغام دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے کہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تم کو یہ حکم دیتے ہیں کہ میرا نکاح کر دو، اور حضرت سلمان فارسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا، انہوں نے یہ پیغام منظور کر لیا تھا، بعد میں کسی اور وجہ سے یہ نکاح نہیں ہوا۔

---

[1] علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۱ ص ۱۳۹، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران، ۱۴۰۵ھ

[2] السید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی نزیل مصر، تاج العروس شرح القاموس ج ۱ ص ۱۰۸، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۰۶ھ

[3] السید محمد امین ابن عابدین حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[4] علامہ سرخسی نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں صرف تقویٰ سے فضیلت ہوگی، یہ جواب صحیح نہیں ہے ان احادیث میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو آخرت کی تخصیص پر دلالت کرے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ دنیا میں بھی فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے اور ان احادیث سے آپ کا منشاء یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے نسب یا مال و دولت یا صنعت و حرفت کی بنا پر دوسرے کو حقیر نہ سمجھے۔ منہ

علامہ سرخسی ایک طویل بحث کے بعد سفیان ثوری کی دوسری دلیل میں پیش کردہ احادیث کے جواب میں لکھتے ہیں:

وتاویل الحدیث الاخر الندب الی التواضع وترك طلب الکفاءۃ لاالالزام وبہ نقول الاعند الرضا یجوز العقد[1]

دوسری حدیث کا جواب یہ ہے کہ تواضع اور انکسار کرنا اور کفو کی طلب کو ترک کرنا مستحب ہے اور کفو کا اعتبار کرنا لازم نہیں ہے، اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ رضا کے وقت (غیر کفو میں) نکاح کرنا جائز ہے۔

علامہ سرخسی کی اس عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک کفو کو طلب کرنا لازم نہیں ہے بلکہ مستحب یہ ہے کہ تواضع اور انکسار کو اختیار کر کے غیر کفو میں نکاح کیا جائے۔ وللہ الحمد۔

علامہ سرخسی نے جو کچھ بیان کیا ہے یہی اسلامی تعلیمات کی روح ہے، اصل چیز اسلام اور اعمال صالحہ ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ علم اور تقویٰ کی فضیلت عارضی ہے اور سادات کی نسبی فضیلت ذاتی ہے، عارضی فضیلت زائل ہو سکتی ہے اور ذاتی فضیلت کا زوال نہیں ہو سکتا، لیکن ان بزرگوں نے یہ غور نہیں کیا کہ سادات کی نسبی فضیلت اسلام اور اعمال صالحہ کے بغیر غیر معتبر اور کالعدم ہے العیاذ باللہ اگر کوئی سید مرتد ہو جائے تو کیا اس کی نسبی فضیلت زائل نہیں ہو جائے گی! حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا جب ایمان نہیں لایا تو کیا اسے یہ نہیں فرمایا گیا: انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح (ھود: ۴۶) "یہ تمہارا اہل نہیں ہے کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں ہیں"۔

آج دنیا میں کالے اور گورے کی تفریق پر نسلی امتیاز برتے جا رہے ہیں اور سفید فام اقوام سیاہ فاموں کو اپنے برابر کے حقوق دینے پر تیار نہیں ہیں۔ بھارت میں برہمن اونچی ذات کا سپوت ہے اور شودر نیچ ذات کا سمجھا جاتا ہے اسی طرح ایک زمانہ میں غلاموں کو آزاد لوگوں کا درجہ نہیں دیا جاتا تھا آج بھی امیروں اور غریبوں میں تفریق رکھی جاتی ہے آج بھی جولاہوں، حجاموں اور موچیوں کو نیچ سمجھا جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ جولاہے نہ ہوں تو ہم سر عام برہنہ نظر آئیں موچی نہ ہوں تو ہم اپنے پیروں کو گندگی اور گرمی سے بچا نہ سکیں، حجام نہ ہوں تو ہم اپنے بالوں کی درستگی نہ کرا سکیں۔ سلام ہو اس نبی امی پر جس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی جوتیوں کی مرمت کر لی کہ کہیں تم جوتی گانٹھنے والوں کو حقیر نہ سمجھ لو، جس نے عرب کے معزز گھرانے میں ایک غلام کا رشتہ کرا کے انسانیت اور مساوات کا جھنڈا بلند کیا، جس نے خود اپنی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم یکے بعد دیگرے ایک غیر ہاشمی، اموی نوجوان کے نکاح میں دیں اور یہ کوئی ضرورت اور اضطرار کا مسئلہ نہ تھا، کیونکہ آپ کے سامنے ہاشمی خاندان کے بھی رشتے تھے لیکن وہ انسان کامل اور محسن انسانیت خود اپنی صاحبزادیوں کا رشتہ غیر کفو میں کر کے یہ مثال اور نمونہ قائم کرنا چاہتا تھا کہ جب میں افضل خلق علی الاطلاق ہو کر رشتہ کے معاملہ میں نسب کے مقابلہ میں اسلام اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہوں تو تم بھی نسبی عصبیات کی بجائے اسلام اور تقویٰ کو ترجیح دینا اور نسب، مال و دولت اور صنعت و حرفت کے فرق کی بناء پر کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھنا۔

غیر کفو میں نکاح کی بحث

قرآن مجید کی بکثرت نصوص صریحہ، متعدد احادیث صحیحہ اور آثار ثابتہ کے مطابق مسلمانوں میں صحت نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے، عمر بن عبد العزیز، ابن سیرین

[1] علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۳ (ملخصاً) مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۳۹۸ھ

سفیان ثوری، امام مالک اور فقہاء احناف میں سے علامہ ابوبکر جصاص اور علامہ کرخی کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے مختار قول اور جمہور فقہاء احناف کے نزدیک ولی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح جائز اور صحیح ہے اور اگر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا گیا ہو تو ولی کو نکاح فسخ کرانے کا حق ہے اور اگر وہ اجازت دے دے تو پھر یہ نکاح بالاجماع صحیح ہے، ہمارے زمانہ میں بعض لوگ غیر کفو میں نکاح کو مطلقاً "حرام" کہتے ہیں اور اس نکاح سے اولاد کو اولاد الزنا قرار دیتے ہیں اور اس مسئلہ میں بہت تشدد کرتے ہیں حالانکہ یہ قول اللہ کے حلال کردہ کو حرام کرنے کے مترادف ہے، ہم اس قول سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، ہمارے نزدیک مسلمانوں میں نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے، ہم اپنے موقف کی وضاحت کے لیے قرآن مجید اور احادیث سے دلائل پیش کریں گے، اور اس کے ضمن میں مخالفین کے شبہات کا ازالہ کریں گے اور جن آثار سے مخالفین نے تمسک کیا ہے ان کی حقیقت واضح کریں گے اور آخر میں یہ بیان کریں گے کہ کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لیے کس قسم کے دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔

قرآن مجید سے غیر کفو میں نکاح کے جواز کا بیان

(۱)- واحل لکم ما وراء ذلکم۔ (نساء: ۲۴)

اور ان (محرمات مذکورہ) کے سوا سب عورتوں کو تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔

اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ لفظ "ما" کی وضع عموم کے لیے ہے، اس لیے اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جو لڑکی غیر کفو میں ہو اس سے نکاح کرنا بھی حلال ہے کیونکہ وہ ان محرمات کے علاوہ ہے، اس استدلال پر یہ مناقشہ کیا گیا ہے کہ اس آیت میں صرف دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا ہے، خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی کو نکاح میں جمع کرنے سے منع نہیں فرمایا لہٰذا اس استدلال کی رو سے ان کو نکاح میں جمع کرنا بھی جائز ہونا چاہیے، حالانکہ احادیث میں ان کو نکاح میں جمع کرنے کی بھی ممانعت ہے، اسی طرح اس آیت میں صرف رضاعی ماں اور رضاعی بہنوں سے نکاح کو حرام فرمایا ہے، حالانکہ رضاعی خالہ، رضاعی بھتیجی، رضاعی پھوپھی اور رضاعی بھانجی سے بھی احادیث میں نکاح کرنے کی ممانعت ہے اور جب اس عام سے اتنی چیزوں کی تخصیص کر لی گئی تو پھر یہ عام ظنی ہو گیا اور اس سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال صحیح نہ ہوا۔

امام رازی نے اس اشکال کے دو جواب دیے ہیں، ایک جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ان رشتہ دار عورتوں کی حرمت بیان کی گئی ہے جن کی حرمت دائمی اور ابدی ہے اور جن عورتوں کی حرمت کسی امر عارض کی وجہ سے لاحق ہوتی ان کو بیان نہیں کیا، مثلاً کسی لڑکی اور اس کی خالہ سے الگ الگ نکاح کرنا جائز تھا، حرمت اس اجتماع کی وجہ سے عارض ہوئی، اسی طرح جو عورت عدت میں ہے یا جو مطلقہ ثلاثہ ہے یا چار بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کرنا یا آزاد عورت کے اوپر لونڈی سے نکاح کرنا، ان سب سے ایک امر عارض کی بنا پر نکاح حرام ہوا فی نفسہ ان سب سے نکاح جائز تھا، اور ان سب کی حرمت کی وجوہ قرآن اور سنت میں بیان کر دی گئی ہیں، اس آیت میں ان رشتہ دار عورتوں کو بیان کیا ہے جن سے دائماً نکاح حرام ہے اس لیے اس آیت کے عموم پر کوئی اشکال نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ خالہ اور بھانجی وغیرہ کو جمع کرنے کی ممانعت دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت

میں داخل ہے کیونکہ جمع کرنے کی ممانعت کی علت دونوں میں مشترک ہے کیونکہ بہنوں میں فطرۃً قرابت اور محبت ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی سوکن ہونا اس قرابت کے منافی ہے، اسی طرح خالہ اور بھانجی اور پھوپھی اور بھتیجی کی قرابت بھی سوکناپے کے منافی ہے۔ [1]

امام رازی نے رضاعت کا اشکال نہیں وارد کیا کیونکہ اس کے بھی یہی دو جواب ہیں رضاعت کے رشتوں میں دائمی اور ابدی حرمت نہیں ہوتی بلکہ رضاعت عارض ہونے کی وجہ سے حرمت لاحق ہوتی ہے مثلاً ایک شخص اگر کسی عورت کا دودھ نہ پیتا تو فی نفسہٖ وہ عورت اس پر حرام نہیں تھی، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رضاعی ماں اور رضاعی بہنوں سے نکاح کی حرمت بیان کی ہے، اور باقی رضاعی محرمات بھی اس میں داخل ہیں کیونکہ حرمت کی علت، یعنی رضاعت ان سب میں مشترک ہے لہٰذا اس آیت کے عموم پر کوئی اشکال نہ رہا۔

امام رازی نے پہلا جواب یہ دیا ہے کہ اس آیت میں ان رشتہ دار عورتوں کو بیان کیا ہے جن سے نکاح کرنا ابداً حرام ہے، اس جواب میں یہ خامی ہے کہ اس آیت میں رضاعی رشتہ دار عورتوں اور دو بہنوں کے اجتماع کی حرمت کو بھی بیان کیا ہے جن میں رضاعت اور اجتماع کی وجہ سے حرمت عارض ہوتی ہے اس وجہ سے دوسرے مفسرین نے صرف دوسرے جواب کو اختیار کیا ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ما وراء ذالکم میں اسم اشارہ کو اس لیے اختیار کیا ہے تاکہ وہ حرمت کے حکم کی علت کے اشتراک پر دلالت کرے، اس لیے اب یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ پھوپھی اور بھتیجی کو بھی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اسی طرح ہر ان دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو جیسا کہ کتب فقہ میں بیان کیا گیا ہے (حرمت کی علت دو قرابت داروں کا اجتماع ہے، اور وہ جمع بین الاختین سے مستفاد ہے اسی طرح رضاعی خالہ اور بھانجی وغیرہ کا اعتراض بھی نہیں ہوگا کیونکہ ان کی حرمت کی علت رضاعت ہے اور وہ رضاعی ماں اور رضاعی بہنوں کی حرمت سے مستفاد ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) کیونکہ ان کی تحریم اس آیت میں بطریق دلالت داخل ہے جیسا کہ بعض محققین نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اس عام کی کتاب اور سنت سے تخصیص مشہور ہے۔ [2]

علامہ نیشاپوری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی ان مذکورہ عورتوں کے سوا باقی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں، عام ازیں کہ ان مذکورہ عورتوں سے نکاح کی ممانعت قول صریح کے ساتھ مذکور ہو، بظاہر دلالت کے ساتھ یا خفی دلالت کے ساتھ، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے ساتھ، جیسا کہ ہم نے دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت میں کہا ہے کہ پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کو بھی نکاح میں جمع کرنا منع ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اسی طرح ہر وہ دو عورتیں جن میں قرابت یا رضاعت ہو ان میں سے ایک کو مرد اور دوسرے کو عورت فرض کر لیا جائے اور ان میں نکاح

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۹۳۔۱۹۲ ملخصاً، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ ص ۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

حرام ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔)

اس قاعدہ سے اس آیت میں حسب ذیل تخصیصات داخل ہیں:

(۱)۔ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں وہ بھی حلال نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔

(۲)۔ حربیہ اور مرتدہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن الآیۃ۔

(۳)۔ معتدہ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: والمطلقات یتربصن الآیۃ۔

(۴)۔ جس شخص کے نکاح میں آزاد عورت ہو وہ اس کے اوپر باندی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ یہ بالاتفاق ہے۔

(۵)۔ جو شخص آزاد عورت سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو وہ باندی سے نکاح نہیں کر سکتا، یہ امام شافعی کے نزدیک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن لم یستطع منکم طولا الآیۃ۔

(۶)۔ چار بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچویں عورت سے نکاح کرنا ممنوع ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مثنی وثلاث ورباع الآیۃ۔

(۷)۔ جس عورت سے لعان کیا ہو اس سے نکاح کرنا ممنوع ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المتلاعنان لایجتمعان ابدا۔ "آپس میں لعان کرنے والے کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔"[۱]

احادیث میں جن رضاعی رشتوں کی تحریم بیان کی گئی ہے اور جن دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے ان کی تحریم بھی ان ممنوعہ صورتوں میں داخل ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک عام مخصوص البعض کا حجت ہونا

اب یہ بات بحث طلب ہے کہ جب اس عام سے ان معلوم، محدود اور متعین افراد کی تخصیص کر لی گئی تو اب یہ آیت عام کے باقی ماندہ افراد میں اپنے عموم کے اعتبار سے حجت ہے یا نہیں؟ اور اب اس آیت کے عموم سے استدلال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہر چند کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن جمہور فقہاء احناف کے نزدیک جس عام سے معلوم اور متعین افراد خاص کیے گئے ہوں وہ اپنے عموم کے اعتبار سے حجت ہوتا ہے، اور بعض فقہاء کے نزدیک یہ حجت قطعی ہے اور اس کے عموم سے استدلال کرنا قطعاً جائز اور احناف کے ہاں معمول بہ ہے۔

علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

والصحیح عندی ان المذهب عند علمائنا رحمهم الله فی العام اذا لحقه خصوص یبقی حجة فیما وراء المخصوص سواء کان المخصوص مجهولا او معلوما الا ان فیه شبهة حتی لایکون موجبا قطعا

میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ہمارے فقہاء رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جب عام کو خصوص لاحق ہو جائے تو وہ باقی ماندہ افراد میں اپنے عموم کے اعتبار سے حجت ہوتا ہے خواہ وہ مخصوص معلوم ہو یا مجہول، البتہ اس استدلال میں ادنیٰ شبہ ہے (کہ ہو سکتا ہے اس سے کوئی اور بھی

[۱] علامہ نظام الدین الحسن بن محمد الحسین قمی نیشاپوری متوفی ۷۲۸ھ، غرائب القرآن ج ۵ ص ۱۴، مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ بمصر

ویقیناً ۔ [1] خاص کیا گیا ہو) اس لیے اس سے ثابت ہونے والا حکم قطعی اور یقینی نہیں ہوگا کہ اس کا انکار کفر ہو، بلکہ ظنی حکم ہوگا)

اس کے بعد علامہ سرخسی نے اس قسم کے عموم کی متعدد مثالیں دی ہیں، جن میں امام ابوحنیفہ نے تخصیص کے بعد عموم سے استدلال کیا ہے، یہ خیال رہے کہ جس عموم میں ہماری بحث ہے اس میں مخصوص مجہول نہیں ہے بلکہ معلوم اور متعین ہے کیونکہ ان محرمات کا قرآن اور سنت میں بیان کر دیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں:

جن عورتوں کا سورۂ نساء کی اس آیت میں صراحۃً ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ قرآن اور سنت میں جن کی تحریم آئی ہے وہ بھی اس میں داخل ہیں اور وہ یہ ہیں: وہ رضاعی رشتہ دار عورتیں جن سے نسباً نکاح حرام ہے، خالہ اور بھانجی اور پھوپھی اور بھتیجی کا اجتماع، مطلقہ ثلاثہ، معتدہ، چار بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچویں بیوی، آزاد منکوحہ کے اوپر باندی سے نکاح کرنا اور جس عورت سے لعان کیا گیا ہو، مشرکہ اور مرتدہ، قرآن اور سنت میں ان معلوم اور متعین عورتوں سے نکاح کو حرام کیا گیا ہے اور ان کے علاوہ اور کسی سے نکاح حرام نہیں ہے اور جب عام کے عموم سے معلوم اور متعین افراد کا استثناء کیا گیا ہو تو بعض فقہاء کے نزدیک اس کے عموم سے استدلال کرنا حجت قطعی ہے۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

وان خص منہ شیء معلوم فانہ یبقی موجبا للحکم فیما وراء المخصوص قطعا [2]

اگر عام سے معلوم افراد کو خاص کیا جائے تو وہ باقی ماندہ افراد میں حکم قطعی کا موجب ہوتا ہے۔

علامہ فخر الاسلام بزدوی لکھتے ہیں:

وقال بعضھم ان کان المخصوص معلوما بقی العام فیما وراءہ علی ما کان (الی قولہ) والصحیح من مذھبنا ان العام یبقی حجۃ بعد الخصوص معلوما کان المخصوص او مجھولا الا ان فیہ ضرب شبھۃ [3]

بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ اگر مخصوص معلوم ہو تو عام باقی افراد میں حسب سابق حجت ہوتا ہے اور صحیح مذہب یہ ہے کہ مخصوص معلوم ہو یا مجہول عام باقی افراد میں حجت ہوتا ہے لیکن یہ حجت ظنی ہوتی ہے۔

صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود لکھتے ہیں:

وھو ای العام حجۃ بلا شبھۃ فیہ ای فی الباقی وھذا اذا کان الاستثناء معلوما اما اذا کان مجھولا فلا [4]

عام باقی افراد میں حجت قطعی ہوتا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ مستثنیٰ معلوم ہو اور اگر مستثنیٰ مجہول ہو تو پھر حجت قطعی نہیں ہوتا۔

---

[1] علامہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۹۰ھ، اصول السرخسی ج ۱ ص ۱۴۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۳ھ

[2] اصول السرخسی ج ۱ ص ۱۴۴

[3] علامہ فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی حنفی متوفی ۴۸۲ھ، اصول البزدوی ص ۶۳، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود حنفی متوفی ۷۴۷ھ، توضیح علی ہامش التلویح ج ۱ ص ۴۳، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر

علامہ تفتازانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

جب عام سے متعین افراد کو خاص کیا جائے تو اس کے باقی افراد متعین ہو جاتے ہیں اس کی نظیر یہ ہے کہ جب سو سے دس نکالے گئے تو نوے متعین ہو گئے اور جب سو سے بیس نکالے گئے تو اسی متعین ہو گئے اسی طرح جب مشرکین سے اہل ذمہ نکالے گئے تو ان کے غیر متعین ہو گئے۔ [1]

بحر العلوم مولانا عبد العلی مسلم الثبوت کی شرح میں مزج کر کے لکھتے ہیں:

جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ وہ عام جو کسی مبین کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہو حجۃ ظنیہ ہوتا ہے، البتہ اکثر احناف کے نزدیک اگر وہ عام غیر مستقل مبین کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہو تو پھر وہ حجۃ قطعیہ ہوتا ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام نے اس عام سے استدلال کیا ہے جن کی مبین کے ساتھ تخصیص کی گئی تھی۔ جیسا کہ صحابہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (نساء: ۱۱) اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے (حصوں کے) متعلق یہ حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ لڑکیوں کے دو حصوں کے برابر ہے۔

اس آیت کا عموم حجت قطعیہ ہے حالانکہ یہ عموم قاتل، غلام اور کافر سے مخصوص ہے اور اگر مورث کافر ہو تو مسلمان سے مخصوص ہے، اسی طرح او ما ملکت ایمانکم (مؤمنون: ۶) اس آیت میں ہر باندی سے وطی کی اجازت ہے، لیکن اگر وہ باندی اس کی رضاعی بہن ہو تو پھر اجازت نہیں، نیز وقاتلوا المشرکین کافۃ (التوبۃ: ۳۶) اور تم تمام مشرکین سے قتال کرو، یہ آیت بھی اپنے عموم کے اعتبار سے حجت قطعیہ ہے، حالانکہ یہ آیت بھی مستامن اور اہل ذمہ وغیرہ سے مخصوص ہے، ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے حالانکہ ان آیات میں بھی تخصیص کی گئی ہے۔ [2]

ہم نے اصولیین کی تصریحات سے یہ واضح کر دیا ہے کہ تخصیص کے بعد بھی عام حجت ہوتا ہے اور جب اس عام کا مخصص معلوم ہو تو محققین کے نزدیک وہ حجت قطعی ہے اور جمہور کے نزدیک حجت ظنی ہے، اب ہم پہلے اس پر تصریحات پیش کریں گے کہ یہ آیت عام ہے اور پھر اس آیت کے عموم سے استدلال کی مثال پیش کریں گے۔

احل لکم ما وراء ذالکم میں ما کا عموم

علامہ ابوبکر جصاص رازی حنفی احل لکم ما وراء ذالکم کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قال ابوبکر هو عام فیما عدا المحرمات فی الآیۃ وفی سنۃ النبی [3]

ابوبکر رازی یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور سنت میں مذکور محرمات کے ماسوا میں یہ آیت عام ہے۔

علامہ خازن شافعی لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۳ھ، تلویح ج ۱ ص ۴۵، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر

[2] بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین متوفی ۱۲۲۵ھ، فواتح الرحموت ج ۱ ص ۳۰۸، مطبع امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۲۹۷ھ

[3] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۱۳۹، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

واحل لکم ما وراء ذلکم ورد بلفظ الخصوص لکن العموم دخله التخصیص [1]

"احل لکم ما وراء ذالکم" میں لفظ عموم ہے لیکن اس عموم میں (قرآن اور سنت سے) تخصیص داخل ہے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی "احل لکم ما وراء ذلکم" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ھذا العموم متفق علیہ [2]

یہ عموم سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

احل لکم ما وراء ذالکم کے عموم سے فقہاء کا استدلال

ہمارے فقہاء نے اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ جو زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح جائز ہے، کیونکہ محرمات مذکورہ کے ماسوا عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہے اور زنا سے حاملہ عورت بھی محرمات مذکورہ کے ماسوا ہے لہٰذا اس سے بھی نکاح کرنا حلال ہے،

علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

فان تزوج حبلی من الزنا جاز النکاح ولا یطئوھا حتی تضع حملھا وھذا عند ابی حنیفۃ ومحمد وقال ابو یوسف رحمہ اللہ النکاح فاسد (الی قولہ) ولھما انھا من المحللات بالنص [3]

اگر کسی شخص نے زنا سے حاملہ عورت کے ساتھ نکاح کیا تو یہ نکاح جائز ہے مگر اس سے وضع حمل تک مباشرت نہ کرے، یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ہے، اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نکاح فاسد ہے، امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ یہ عورت نص قرآن سے حلال ہے۔

علامہ ابن ہمام نے اس کی شرح میں اس نص قرآن کو بیان فرمایا ہے:

واستدل المصنف بعموم واحل لکم ما وراء ذالکم [4]

مصنف (علامہ المرغینانی) نے "واحل لکم ما وراء ذالکم" کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

اسی طرح علامہ بدرالدین عینی محللات بالنص کی شرح میں لکھتے ہیں:

وھو قولہ تعالٰی واحل لکم ما وراء ذالکم وکل من کانت کذالک جاز نکاحھا [5]

اور وہ نص اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے واحل لکم ما وراء ذالکم ——— اور جو عورت بھی ان محرمات کے ماسوا ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہے

[1] علامہ علی بن محمد خازن متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۶۵، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور
[2] قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۳۸۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت
[3] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۲۸۷، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان
[4] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۳ ص ۱۴۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[5] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۲ ص ۶۲، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

اسی طرح علامہ ابن نجیم حنفی نے بھی اس آیت سے زانیہ حاملہ اور وطی شدہ باندی کے ساتھ نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں:

ولهما انهما من المحللات بالنص۔[١]

امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ زناسے حاملہ اور وطی شدہ باندی نص قرآن سے حلال ہیں اور وہ نص یہ ہے: احل لکم ما وراء ذالکم۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے بھی اس آیت کے عموم سے حاملہ زانیہ کے ساتھ زانی کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں:

فاما تحریمها علی الاطلاق فلا یصح لقول الله تعالی واحل لکم ما وراء ذالکم۔[٢]

زانیہ حاملہ کا علی الاطلاق حرام ہونا صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: احل لکم ما وراء ذالکم۔

علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی نے بھی اس آیت کے عموم سے مزنیہ کے ساتھ نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں:

وان زنی بامرأة لم یحرم علیه نکاحها لقوله تعالی واحل لکم ما وراء ذالکم۔[٣]

اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اس عورت کے ساتھ اس کا نکاح حرام نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے واحل لکم ما وراء ذالکم۔

فقہاء احناف میں سے علامہ المرغینانی (صاحب ہدایہ) علامہ ابن ہمام، علامہ عینی اور علامہ ابن نجیم ان سب نے زنا سے حاملہ عورت کے ساتھ نکاح کے جواز پر احل لکم ما وراء ذالکم کے عموم سے استدلال کیا ہے اور فقہاء حنابلہ میں سے علامہ ابن قدامہ حنبلی اور فقہاء شافعیہ میں سے علامہ ابواسحاق شیرازی نے مزنیہ کے ساتھ نکاح کے جواز پر احل لکم ما وراء ذالکم کے عموم سے استدلال کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہایت قوی استدلال ہے جس سے حنفی، شافعی اور حنبلی سب ہی فقہاء استدلال کرتے ہیں، لہٰذا ہمارا استدلال بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہے کیونکہ قرآن اور سنت میں جن محرمات کا بیان کیا گیا ہے غیر کفو ان کے ماسوا ہے اور ان محرمات کے ماسوا سے نکاح حلال ہے لہٰذا غیر کفو سے بھی نکاح حلال ہے، فتشکر وتشکر۔

فانکحوا ما طاب لکم من النساء میں ما کے عموم سے فقہاء کا استدلال

قرآن کریم کی دوسری جس آیت سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، وہ یہ ہے:

(٢) فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و

جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کرلو،

---

[١] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ٩٧٠ھ، البحر الرائق ج ٣ ص ١٠٧، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ١٣١١ھ

[٢] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ٦٢٠ھ، المغنی ج ٧ ص ١٠٨، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ١٤٠٥ھ

[٣] علامہ ابواسحاق شیرازی متوفی ٤٥٥ھ، المہذب مع شرح المہذب ج ١٦ ص ٢١٩، مطبوعہ دار الفکر بیروت

ثلاث وربع (نساء: ۳) دو، دو سے، تین، تین سے اور چار، چار سے۔

علامہ ابوبکر جصاص اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وعن عائشۃ والحسن وابی مالک ما احل لکم۔[1] حضرت عائشہ، حسن بصری اور ابو مالک سے مروی ہے کہ جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں ان سے نکاح کرو۔

ہمارے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ یہاں بھی ما عموم کے لیے ہے یعنی قرآن اور سنت میں جن محرمات کو بیان کیا گیا ہے ان کے ماسوا ہر پسندیدہ عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی اس آیت میں اجازت ہے، اور غیر کفو بھی قرآن اور سنت کے محرمات کے ماسوا میں ہے، لہٰذا اس سے بھی نکاح کرنے کی اس آیت میں اجازت ہے، ہمارے فقہاء نے اس آیت میں بھی لفظ ما کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

واما قولہ تعالی والزانیۃ لاینکحھا الا زان فمنسوخ بایۃ فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔[2] اللہ تعالیٰ کا قول والزانیۃ لاینکحھا الا زان قرآن مجید کی آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء سے منسوخ ہے۔

اور یہ آیت اسی وقت منسوخ قرار پائے گی جب ما طاب لکم میں ما عموم کے لیے ہو۔

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی نے بھی یہی لکھا ہے۔[3]

وانکحوا الایامی منکم الایۃ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال (۳) قرآن مجید کی تیسری

آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم۔ (نور: ۳۲) اور تم نکاح کر دو اپنے (آزاد) مردوں اور عورتوں میں سے ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے غلاموں اور باندیوں میں سے صلاحیت والوں کا نکاح کر دو۔

اس آیت میں بھی ہمارا استدلال عموم سے ہے، کیونکہ اگر غیر کفو میں نکاح حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ عموم اور اطلاق کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم نہ دیتا بلکہ اس کو کفو کے ساتھ مقید فرما دیتا، اس آیت کے عموم اور اطلاق کو واضح کرتے ہوئے علامہ ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:

فان قیل ھذا یدل علی ان عقد النکاح انما یلیہ الاولیاء دون النساء وان عقودھن اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ عقد نکاح صرف عورت کا ولی کر سکتا ہے

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۵۲، مطبوعہ سہیل اکیڈمی ملتان، ۱۴۰۰ھ

[2] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۴۰۲ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[3] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۳ ص ۱۰۷، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

علی انفسھن غیر جائز؟ قیل لہ لیس کذالک لان الآیۃ لم تخص الاولیاء بھذا الامر دون غیرھم وعمومہ یقتضی ترغیب سائر الناس فی العقد علی الایامی الا تری ان اسم الایامی ینتظم الرجال والنساء وھو فی الرجل لم یرد بہ الاولیاء دون غیرھم کذالک فی النساء۔[1]

خود عورت نہیں کر سکتی، اور عورت کا کیا ہوا نکاح نا جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں عقد نکاح کو عورت کے ولی کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا اور اس آیت کا عموم تمام لوگوں کو عقد نکاح کرنے کی ترغیب دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ لفظ ایامی (بے نکاح لوگ) مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے، اور مردوں سے صرف عورت کا ولی مراد نہیں ہے، اسی طرح عورتوں میں بھی عموم ہے۔

جس طرح علامہ ابوبکر جصاص نے اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں بے نکاح مرد اور عورت کا نکاح کر سکتے ہیں اسی طرح ہم اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت میں ہر بے نکاح کا نکاح کرنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ نکاح کفو میں ہو یا غیر کفو میں۔

اس آیت کے عموم کی وضاحت میں علامہ ابوبکر جصاص مزید لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت کے عموم سے تو پھر یہ بھی ثابت ہوگا کہ باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دے تو یہ بھی جائز ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ احادیث (صحیحہ مشہورہ) سے یہ ثابت ہے کہ بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے، اور مردوں کے حق میں یہ مان لیا گیا ہے کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے اس لیے بالغہ لڑکیوں کے لیے بھی یہ مقدر مانا جائے گا کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے۔[2]

جس طرح بالغہ لڑکی کے لیے احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہے کہ اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہ کیا جائے اسی طرح اگر احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہوتی کہ غیر کفو میں نکاح نہ کیا جائے تو واللہ ہم اس نکاح کو ناجائز کہتے کیونکہ ہمارا کام شریعت کی اتباع کرنا اور شریعت کی تبلیغ کرنا ہے، ہم خود شارع نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا حکم صادر کر دیں، ہم صرف مبلغ ہیں احکام شرعیہ کے واضع نہیں ہیں!

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی تحریم اور ممانعت کے بغیر ہم اللہ کے حلال کردہ کو حرام کہنے والے کون ہوتے ہیں؟ اور ہم کیا ہیں اور ہماری حیثیت کیا ہے جب خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:

انی لست احرم حلالا[3]

میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا!

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] 〃 〃 〃 ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۱-۳۲۰، ملخصاً 〃 〃 〃

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

غیر کفو میں نکاح کا جواز سادات کرام کی تعظیم و تکریم کے منافی نہیں ہے

ہم العیاذ باللہ! سادات کرام کے نسبی شرف اور فضیلت کے منکر نہیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے محبت اور عقیدت ہمارے ایمان کا جزو اور حصہ ہے، ہم ہر نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود پڑھتے ہیں اور ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں،

امام رازی نے تفسیر کبیر میں یہ روایات نقل کی ہیں:

من مات علی حب آل محمد مات شهیدا۔
جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ شہادت کی موت مرا،

الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفورا۔
سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ بخشا ہوا مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد مات تائبا۔
سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ توبہ پر مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد مات مؤمنا مستکمل الایمان۔
سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ کامل ایمان پر مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد بشره ملك الموت بالجنة ثم منکر و نکیر۔
سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا اس کو ملک الموت اور منکر نکیر جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

الا ومن مات علی حب آل محمد فتح له فی قبره بابان الی الجنة۔
سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا اس کی قبر میں جنت کی طرف دو کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں۔

الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافرا۔[1]
سنو! جو آل محمد سے بغض پر مرا وہ کفر پر مرا
(العیاذ باللہ!)

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: اس حدیث کو ثعلبی نے از عبد اللہ بن محمد بلخی یعقوب بن یوسف از محمد بن اسلم بطور روایت کیا ہے اور اس کے موضوع ہونے کے آثار واضح ہیں، ثعلبی اور محمد کے درمیان جو راوی ہیں آفت انہی کی وجہ سے ہے (الکافی الشاف فی تخریج الکشاف ج ۴ ص ۲۲۰، مطبوعہ ایران) تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام قرابتداروں اور آپ کے اہلبیت کی محبت و عقیدت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طبقہ کی خصوصیت کی بنا پر جو حکم فرمایا وہ ہمارے سر آنکھوں پر ہے آپ نے فرمایا: الائمة من قریش[2] "خلیفہ اسلام (تمام روئے زمین پر مسلمانوں کا حکمران) قریش سے ہو گا"، ہم نے کہا آمنا وصدقنا، آپ نے فرمایا: انما الصدقة لا تنبغی لآل محمد[3] "آل محمد پر زکوٰۃ حلال نہیں"، ہم نے کہا علی الراس والعین، اسی طرح اگر آپ فرماتے کہ آل محمد سے غیر آل محمد کا نکاح حرام ہے تو ہم اس کو حرام کہتے، لیکن جب آپ نے اس مناکحت کو حرام نہیں فرمایا، بلکہ اس کے برخلاف آپ نے خود آل محمد کا نکاح غیر کفو میں کیا اور اپنی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے نکاح کیا کیونکہ آل رسول کا کفو کوئی قریشی ہو سکتا ہے نہ کوئی اور[4]۔ اور خود غیر کفو میں کئی لوگوں کے رشتے کیے اور غیر کفو میں کیے ہوئے رشتوں کو جائز قرار

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۷، ص ۴۰۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۹۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] علامہ سرخسی نے لکھا ہے کہ بعض قریش بعض کے کفو ہیں، لیکن امام محمد سے یہ روایت ہے (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

دیا تو ہماری کیا مجال ہے کہ ہم غیر کفو میں کیے ہوئے رشتوں کو ناجائز اور حرام کہیں اور شریعت مصطفوی میں دخل اندازی کریں اور اللہ کے حلال کو حرام کہنے کے مرتکب ہوں، العیاذ باللہ! یاد رکھیے نسبت کا احترام الگ چیز ہے اور مسائل شرعیہ کی الگ نوعیت ہے۔

ولا جناح علیکم ان تنکحوھن الآیۃ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال!!!

(۴)۔ قرآن مجید کی چوتھی آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، وہ یہ ہے:

ولا جناح علیکم ان تنکحوھن اذا اتیتموھن اجورھن۔ (الممتحنۃ: ۱۰) — اور ان سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب تم ان کے مہر ادا کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے لیے صرف ادائیگی مہر کو شرط قرار دیا ہے، اگر نکاح کے لیے کفو بھی شرط ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی بیان فرما دیتا، کیونکہ یہ شرط بیان کرنے کی جگہ ہے اور اس جگہ کفو کی شرط کو بیان نہ کرنا اس بات کا بیان ہے کہ نکاح کے لیے کفو کا ہونا شرط نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ جو عورت دار الحرب میں کسی حربی کے نکاح میں ہو جب وہ ہجرت کر کے دار الاسلام میں آجائے تو مسلمان شخص اس عورت سے اس کی عدت گزرے بغیر نکاح کر سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں عدت گزر جانے کی قید کا ذکر نہیں فرمایا صرف ادائیگی مہر کا ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عدت گزرنے کے بغیر بھی اس سے نکاح جائز ہے اور اگر عدت کا گزرنا ضروری ہوتا تو بغیر عدت گزارے نکاح کرنا گناہ ہوتا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وانما قال ابوحنیفۃ فی المھاجرۃ انہ لا عدۃ علیھا من الزوج لقولہ تعالی (ولا جناح علیکم ان تنکحوھن) فاباح نکاحھا من غیر ذکر عدۃ[1]

امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہجرت کرنے والی عورت پر خاوند کی کوئی عدت نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ان سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں" سو اللہ تعالیٰ نے بغیر عدت کے ذکر کے ان سے نکاح مباح کر دیا۔

علامہ آلوسی حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

نعم قد احتج بھا علی عدم العدۃ فی الفرقۃ

ہاں اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ یہ

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۴۳۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

ست (حاشیہ صفحہ سابقہ) کہ جن قرشیوں کا نسب مشہور ہو وہ دوسرے قرشیوں کے کفو نہیں ہیں مثلاً خلیفہ کی اولاد کے دوسرے قرشی کفو نہیں ہیں۔ (مبسوط ج ۵ ص ۲۴ مصنفہ) غور فرمائیے جب خلیفہ کی بیٹی کا دوسرا قرشی کفو نہیں ہو سکتا تو سید الانبیاء والمرسلین کی صلبی بیٹی کا دوسرا قرشی کس طرح کفو ہو سکتا ہے!

بخروج المرأة الينا من دار الحرب مسلمة، ووجهه بانه سبحانه نفى الجناح من كل وجهه فى نكاح المهاجرات بعد ايتاء المهر ولم يقيد جل شانه بمضى العدة فلولا ان الفرقة بمجرد الوصول الى دار الاسلام لكان الجناح ثابتا۔ [1]

عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے ہجرت کر کے ہمارے پاس آئے تو اس کی سابق خاوند سے علیحدگی کی کوئی عدت نہیں ہے اس دلیل کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے والی عورتوں کے ساتھ نکاح سے ہر قسم کے گناہ کی نفی کر دی ہے بشرطیکہ ان کا مہر ادا کر دیا جائے اور گناہ نہ ہونے کو اللہ تعالیٰ نے عدت گذرنے کے ساتھ مقید نہیں کیا تو اگر محض دار الاسلام میں پہنچنے سے علیحدگی متحقق نہ ہوتی تو اس کے ساتھ نکاح کرنے میں گناہ ہوتا۔

امام ابو حنیفہ کے اس استدلال کی نہج پر ہم کہتے ہیں کہ اگر ان سے نکاح کرنے میں کفو ہونا بھی مشروط ہوتا تو اللہ سبحانہ اس کا بھی ذکر فرما دیتا اور جب یہاں اس کا ذکر نہیں کیا، تو معلوم ہوا کہ نکاح میں کفو شرط نہیں ہے۔ غور فرمایئے منکوحہ غیر سے فرقت کے بعد دوسرے نکاح کے لیے عدت کا گزرنا شرط ہے اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں دوسرے مقامات پر اس شرط کا صراحۃً ذکر ہے، لیکن اس آیت میں چونکہ مہاجرات سے نکاح کے بیان میں اس شرط کا ذکر نہیں ہے اس لیے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ مہاجرہ سے عقد کے لیے عدت کی شرط نہیں ہے اسی طرح نکاح کے کفو کا بھی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں بطور شرط کہیں ذکر نہیں کیا گیا، اس لیے اس آیت میں غیر کفو میں نکاح کرنے کا جواز بطریق اولیٰ ثابت ہوگا، یہ نہایت قوی استدلال ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اس فقیر کے دل میں القاء کیا۔ وللہ الحمد علی ذالک۔

آیت تحلیل سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۵) قرآن مجید کی پانچویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره۔ (بقرہ: ۲۳۰)

پھر اگر اسے تیسری طلاق دے دی تو وہ (عورت) اس (تیسری طلاق) کے بعد اس پر حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ (عورت) کسی اور خاوند سے نکاح کر لے۔

اس آیت میں "زوجا" کی تنکیر عموم کا تقاضا کرتی ہے یعنی وہ عورت کسی بھی مسلمان شخص سے نکاح کرے خواہ وہ شخص اس کا کفو ہو یا غیر کفو تو اس نکاح (اور عمل زوجیت کے بعد) وہ عورت پہلے خاوند پر حلال ہو جائے گی، اسی نہج پر علامہ ابوبکر جصاص نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ صحت نکاح کے لیے ولی کی شرط نہیں ہے، علامہ جصاص لکھتے ہیں:

وفيه الدلالة ايضا على جواز النكاح بغير ولى لانه اضاف العقد اليهما من غير ذكر الولى۔ [2]

اس آیت میں بغیر ولی کے نکاح کے جواز پر بھی دلالت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ولی کے ذکر کے بغیر نکاح کی اضافت عورت اور اس کے شوہر کی طرف کی ہے۔

---

[1] علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ روح المعانی ج ۲۸ ص ۷۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۳۹۱، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

علامہ آلوسی نے بھی اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے لکھتے ہیں:

وعلی ان الولی لیس شرطا فی النکاح لانہ اضاف العقد الیھا۔[1]

اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ صحت نکاح میں ولی شرط نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقد کی اضافت عورت کی طرف کی ہے۔

سو جس طرح ولی کے عدم ذکر اور عورت کی طرف نکاح کی اضافت کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے ولی کی اجازت شرط نہیں ہے اسی طرح کفو کے عدم ذکر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے اور عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے خواہ خاوند اس کا کفو ہو یا غیر کفو۔ مذاہب فقہاء کے بیان میں ہم ان شاء اللہ فقہاء کی وہ عبارات بھی بیان کریں گے جو انھوں نے حلالہ کے ذکر میں بیان کی ہیں کیونکہ ان عبارات میں مخالفین کی کوئی تائید نہیں ہے۔

ہم نے جو یہ پانچ آیات پیش کی ہیں ان میں قرآن مجید کے الفاظ عموم سے استدلال کیا ہے۔ اب ہم وہ آیتیں پیش کر رہے ہیں جن میں ہم شان نزول کے اعتبار سے استدلال کر رہے ہیں۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۶) چھٹی آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثی وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ (حجرات: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور ہم نے تمہیں (مختلف) بڑی قومیں اور قبائل بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔

علامہ آلوسی حنفی اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں امام ابن مردویہ اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی عورت کا ابو ہند سے نکاح کر دیں انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، الآیۃ۔

زہری نے کہا یہ آیت بالخصوص ابو ہند کے متعلق نازل ہوئی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فصد لگاتا تھا (الی قولہ) یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نسب پر فخر نہیں کرنا چاہیے، احادیث میں بھی اس کی صراحت ہے۔

---

[1] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۱۴۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

علامہ آلوسی اس بحث میں مزید لکھتے ہیں:

امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے باپ دادا کی وجہ سے جاہلیت کی نخوت اور تکبر کو دور کر دیا ہے، تم سب آدم اور حوا کی اولاد ہو جس طرح دو صاع برابر برابر ہوتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو پس تمہارے پاس جو بھی ایسا شخص آئے جس کے دین اور امانت پر تم راضی ہو اس سے (اپنی لڑکیوں کا) نکاح کر دو، اس حدیث کو امام احمد اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے لیکن امام احمد کی روایت میں "تمہارے پاس جو بھی آئے" یہ الفاظ نہیں ہیں۔ (شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹ - ۲۸۸ طبع بیروت) [1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے بنو بیاضہ ابو ہند سے نکاح کر دو" انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی لڑکیوں کا اپنے (آزاد شدہ) غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ [2]

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حدیث صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ (یہ بدری صحابی تھے) نے سالم کو اپنا بیٹا بنایا اور ان کے ساتھ اپنے بھائی ولید بن عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی (ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ قرشیہ) کا نکاح کر دیا حالانکہ سالم، انصار کی ایک عورت کے آزاد شدہ غلام تھے اور حضرت ضباعہ بنت الزبیر (یہ ہاشمی خاتون تھیں) حضرت مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں۔ (یہ غیر قرشی تھے)۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۲)

میں کہتا ہوں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (قرشی) کی بہن حضرت بلال کے عقد میں تھیں، اور حضرت زینب بنت جحش، حضرت زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں، ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ آزاد شدہ غلاموں سے عرب عورتوں کا نکاح جائز ہے اور کفارۃ کا اعتبار صرف دین میں ہے۔ (الی قولہ) حضرت سلمان فارسی نے حضرت ابو بکر سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا تو انھوں نے منظور کر لیا، اور حضرت سلمان فارسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا تو ان پر یہ امر دشوار ہوا، پھر حضرت عمر نے خود حضرت سلمان سے نکاح کی درخواست کی لیکن حضرت سلمان نے نکاح نہیں کیا، حضرت بلال نے بکیر کی بیٹی کا رشتہ مانگا، اس کے بھائیوں نے انکار کیا، حضرت بلال نے کہا یا رسول اللہ! مجھے بنو بکیر سے کیا سانحہ پیش آیا! میں نے ان کی بہن کا رشتہ مانگا، انھوں نے مجھے انکار کر دیا اور مجھ کو اذیت دی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کی وجہ سے غضب ناک ہوئے، یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی تو وہ اپنی بہن کے پاس گئے اور کہا تمہاری وجہ سے ہمیں کیسی پریشانی ہوئی ہے، ان کی بہن نے کہا میرا معاملہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے، پھر انھوں نے اس کا نکاح کر دیا، اور جب ابو ہند نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فصد لگائی تو آپ نے اس کے متعلق فرمایا: "ابو ہند سے نکاح کرو اور اس کی طرف رشتہ کرو" حالانکہ ابو ہند بنو بیاضہ کا آزاد شدہ غلام تھا، اور امام دارقطنی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت

---

[1] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۶۲ - ۱۶۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ ابو محمد بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۸۶ - ۸۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ابو ہند بنو بیاضہ کا آزاد شدہ غلام تھا جو فصد لگاتا تھا، اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فصد لگائی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنے سے خوش ہو جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی تصویر بنائی ہو وہ ابو ہند کو دیکھ لے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (بنو بیاضہ سے) فرمایا اس کے ساتھ نکاح کر دو۔ [1]

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اخرج ابن المنذر وعن ابن جريج وابن مردوية والبيهقي في سننه عن الزهري قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بني بياضة ان يزوجوا ابا هند امرأة منهم فقالوا يا رسول الله انزوج بناتنا موالينا فانزل الله يا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر وانثى الأية قال الزهري نزلت في ابي هند خاصة قال وابو هند كان حجام النبي صلى الله عليه وسلم واخرج ابن مردوية من طريق الزهري عن عروة عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انكحوا ابا هند وانكحوا اليه قالت ونزلت يا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر وانثى الأية۔

امام ابن منذر از ابن جریج از ابن مردویہ اور امام بیہقی اپنی سنن میں زہری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ ابو ہند کے ساتھ اپنی ایک عورت کا نکاح کر دیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی الایۃ زہری کہتے ہیں کہ یہ آیت بالخصوص ابو ہند کے متعلق نازل ہوئی ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگاتا تھا اور امام ابن مردویہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہند سے نکاح کر دو اور ان کے ہاں نکاح کرو، حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے بھی اس آیت کا یہی شان نزول بیان کیا ہے۔ [2]

استدلال مذکور پر ایک اعتراض کا جواب

بعض اہل علم لکھتے ہیں:

"مذکورہ آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ایک دوسرے پر طعن کریں، نام بگاڑیں، ایک دوسرے کے نسب پر چوٹیں کریں اور ایک دوسرے کو بُرے القاب و اوصاف سے ایذاء پہنچائیں یا تمسخر اڑائیں۔ ان سب خرابیوں کے ازالہ کے لیے آیت میں ارشاد ہوا کہ خدا کے نزدیک تمہارے کام آنے والی اصل چیز تقویٰ اور ایمان ہیں جن کا ظہور مکمل طور پر دار آخرت میں ہو گا۔"

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۳۴۰-۳۴۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] علامہ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ، در منثور ج ۶ ص ۹۸، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ

[3] علامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷ ص ۲۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

اس کلام کی متانت سے ہمیں انکار نہیں، لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ثابت ہے کہ اس آیت کا نزول ابو ہند کے بارے میں ہوا جب بنو بیاضہ نے اس کے غلام ہونے کی وجہ سے اس کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیں حالانکہ وہ ایک فصد لگانے والا غلام تھا اور اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جیسا کہ علامہ آلوسی حنفی، علامہ عینی حنفی، علامہ قرطبی مالکی، علامہ سیوطی شافعی اور علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے۔ لہٰذا اس آیت کے شان نزول سے بھی یہ ثابت ہوا کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہے۔

(۷) وما کان لمؤمن ولا مؤمنة الآیۃ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

ساتویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا. (احزاب: ۳۶)

جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حکم دے دیں تو کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو اس حکم پر عمل نہ کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں جا گرے گا۔

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کے شان نزول میں لکھتے ہیں:

روى قتادة وابن عباس ومجاهد فى سبب نزول هذه الاية: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب زينب بنت جحش وكانت بنت عمته فظنت ان الخطبة لنفسه فلما تبين انه يريدها لزيد، كرهت وابت وامتنعت فنزلت الاية فاذعنت زينب حينئذ وتزوجته فى رواية فامتنعت وامتنع اخوها عبد الله لنسبها من قريش، وان زيدا كان بالامس عبدا الى ان نزلت هذه الاية فقال له اخوها: مرنى بما شئت فزوجها من زيد وقيل: انها نزلت فى ام كلثوم بنت عقبة بن ابى معيط وكانت وهبت نفسها للنبى صلى الله عليه وسلم فزوجها من زيد بن حارثة، فكرهت ذلك هى واخوها وقالا انما اردنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فزوجنا غيره، فنزلت الاية بسبب ذلك

قتادہ، حضرت ابن عباس، اور مجاہد نے اس آیت کے شان نزول میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کو نکاح کا پیغام دیا، وہ حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں، انھوں نے یہ سمجھا کہ حضور نے اپنے لیے نکاح کا پیغام دیا ہے، جب یہ معلوم ہوا کہ آپ نے زید کے لیے رشتہ مانگا ہے تو انھوں نے اس پیغام کو ناپسند کر کے مسترد کر دیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی پھر حضرت زینب نے اس نکاح کو قبول کر کے نکاح کر لیا، ایک روایت ہے کہ حضرت زینب اور ان کے بھائی حضرت عبد اللہ نے حضرت زینب کے نسب قریش (یہ علامہ قرطبی کا تسامح ہے، حضرت زینب بنو اسد سے تھیں) کی وجہ سے انکار کیا کیونکہ حضرت زید کل تک غلام تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی، ان کے بھائی نے کہا، آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں! پھر انھوں نے حضرت زینب کا حضرت زید سے نکاح کر دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی

فاجابا الی تزویجہ بینہ[1]

معیط کے متعلق نازل ہوئی انھوں نے اپنے آپ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا آپ نے ان کا حضرت زید بن حارثہ سے نکاح کر دیا انھوں نے اور ان کے بھائی نے ان کو ناپسند کیا اور کہا ہم نے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کیا تھا اور آپ نے کسی اور سے نکاح کر دیا تب یہ آیت نازل ہوئی پھر انھوں نے حضرت زید کے ساتھ نکاح کو منظور کر لیا۔

علامہ آلوسی حنفی نے بھی اس آیت کے شان نزول میں حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔[2]

علامہ اسماعیل حقی حنفی نے اس آیت کے شان نزول میں صرف حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا واقعہ بیان کیا ہے۔[3]

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی نے اس آیت کے شان نزول میں حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔[4]

امام رازی شافعی[5] اور علامہ خازن شافعی نے اس آیت کے شان نزول میں صرف حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔[6]

حافظ ابن کثیر حنبلی نے اس آیت کے شان نزول حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔[7]

مذکور الصدر حوالہ جات سے ظاہر ہو گیا کہ مالکی حنفی، شافعی اور حنبلی تمام مفسرین نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے حضرت زید بن حارثہ کے نکاح کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور ہر تقدیر پر یہ غیر کفو میں نکاح کا ثبوت ہے کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنو اسد کی آزاد خاتون تھیں اور حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط آزاد اور قرشیہ خاتون تھیں اور یہ ایک غلام کے قرشیہ سے نکاح کا واضح ثبوت ہے۔

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۴ ص ۱۸۷-۱۸۶ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

[2] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۲ ص ۲۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[3] علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ، روح البیان ج ۷ ص ۱۰۰، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

[4] علامہ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ، در منثور ج ۵ ص ۲۰۱ مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۴ھ

[5] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۵۸۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

[6] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۳ ص ۵۰۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

[7] حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۴۶۳ مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے نسب کے متعلق علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس القرشیہ الامویہ [۱]

علامہ ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما (امام زین العابدین) نے اپنی والدہ سلافہ کا نکاح اپنے آزاد شدہ غلام سے کر دیا جب عبد الملک نے اس پر عار دلایا تو انہوں نے فرمایا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے نہیں کیا تھا؟ [۲]

ولعبد مؤمن خیر من مشرك سے استدلال (غیر کفو میں نکاح کے جواز پر قرآن مجید سے صریح جزئیہ)

۸۔ آٹھویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، وہ یہ ہے:

لا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرك ولو اعجبکم۔ (بقرہ: ۲۲۱)

اور شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں (ایمان والی عورتوں کو) نہ دو، یہاں تک کہ وہ (مشرک) ایمان لے آئیں، اور بے شک مومن غلام مشرک کرنے والے (آزاد) سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں اچھا لگتا ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت (خواہ آزاد ہو یا باندی) کے ساتھ مسلمان غلام کے نکاح کو (آزاد مشرک کے مقابلہ میں) بہتر فرمایا ہے، اس کا خلاصہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح کو جائز فرمایا ہے، اور جس نکاح کو اللہ تعالیٰ خیر اور بہتر فرما رہا ہو اس نکاح کو ناجائز اور حرام کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے!

علامہ قرطبی کی تفسیر سے یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے ہم اس تفسیر کو نقل کر کے اس کا جواب ذکر کریں گے فنقول وباللہ التوفیق۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) ای مملوك (خیر من مشرك) ای حسیب (ولو اعجبکم) ای حسبه و ماله حسب ما تقدم وقیل المعنی ولرجل مؤمن وكذا ولامة مؤمنة ای ولامرأة مؤمنة كما بيناه قال صلى الله عليه وسلم كل رجالكم عبيد الله وكل نساءكم اماء الله وقال لا تمنعوا اماء الله مساجد الله (الى ان قال) وهذا احسن ما حمل عليه القول فی هذه الأية [۳]

عبد مومن یعنی غلام، ذو حسب مشرک سے بہتر ہے خواہ تمہیں اس کا حسب اور مال اچھا لگتا ہو، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، ایک قول یہ ہے کہ عبد مؤمن کی تفسیر مرد مومن ہے اسی طرح ولامة مؤمنة کی تفسیر مومنہ عورت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سب مرد اللہ کے غلام ہیں اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی باندیاں ہیں اور اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مساجد میں جانے سے منع نہ کرو، اس آیت میں اس قول کا یہ زیادہ اچھا محمل ہے۔

علامہ قرطبی کی یہ عقلی توجیہ اور تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ تاویل اس آیت کے شان نزول کے خلاف ہے جس کو

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۶۱۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران، ۱۳۸۷ھ

[۲] علامہ عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ، المعارف ص ۹۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۳] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۳ ص ۷۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

علامہ قرطبی سمیت تمام مستند مفسرین نے نقل کیا ہے اور جمہور مفسرین نے بھی کہا ہے کہ اس آیت میں عبد مومن سے مراد مسلمان غلام اور امۃ مومنۃ سے مراد مسلمان باندی ہے۔

ولعبد مؤمن الأية میں "عبد" سے غلام مراد ہونے پر جمہور مفسرین کی تصریحات

اس آیت کے شان نزول میں علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

قال السدی نزلت فی عبد الله بن رواحة كانت له امة سوداء فلطمها فی غضب ثم ندم فاتى النبی صلى الله عليه وسلم فاخبره فقال ما هی یا عبد الله قال تصوم وتصلی وتحسن الوضوء وتشهد الشهادتين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "هذه مومنة" فقال ابن رواحة لاعتقنها ولا تزوجنها ففعل فطعن عليه ناس من المسلمين وقالوا نكح امة وكانوا يرون ان ينكحوا الى المشركين وكانوا ينكحوهم رغبة فی احسابهم فنزلت هذه الاية[1]

سدی نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، ان کی ایک سیاہ رنگ کی باندی تھی، انھوں نے ایک دن غصہ میں اس کو تھپڑ مارا، پھر نادم ہوئے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے پوچھا: "اے عبد اللہ وہ کیسی باندی ہے؟ حضرت عبد اللہ نے کہا وہ روزے رکھتی ہے نماز پڑھتی ہے اچھی طرح وضو کرتی ہے اور کلمہ شہادت پڑھتی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ مومنہ ہے" حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے کہا میں اس کو ضرور آزاد کر دوں گا اور اس سے ضرور شادی کروں گا، اور ایسا ہی کیا، پھر بعض مسلمانوں نے ان کو طعنہ دیا اور کہا: انھوں نے ایک باندی سے نکاح کر لیا، اس وقت مسلمان مشرکوں سے نکاح جائز سمجھتے تھے اور ان کے حسب ونسب کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح کرنے کو پسند کرتے تھے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

علامہ ابن کثیر حنبلی[2]، علامہ خازن شافعی[3]، علامہ جلال الدین سیوطی[4]، علامہ سلیمان جمل شافعی[5] اور علامہ آلوسی حنفی[6]

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۳ ص ۷۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵۷، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ

[3] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۶۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

[4] علامہ جلال الدین شافعی متوفی ۹۱۱ھ، تفسیر در منثور ج ۱ ص ۲۵۶-۲۵۷، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ

[5] علامہ سلیمان بن عمر الجمل شافعی متوفی ۱۲۰۴ھ، الفتوحات الالہیہ ج ۱ ص ۱۶۱، مطبوعہ المطبعۃ البہیۃ مصر، ۱۳۱۴ھ

[6] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۱۱۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

نے بھی اس آیت کا یہی شان نزول بیان کیا ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں:

(ولامة مؤمنة خير من مشركة) يدل على جواز نكاح الامة مع وجود الطول الى الحرة۔[1]

(ولامة مؤمنة خير من مشركة) یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آزاد عورت کے ساتھ نکاح کی طاقت کے باوجود باندی سے نکاح کرنا جائز ہے

علامہ جصاص کی اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ ولامۃ میں امۃ سے مراد باندی ہے، لہٰذا ولعبد مومن میں لامحالہ عبد سے غلام مراد ہوگا، امام رازی نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔[2]

حافظ ابن کثیر حنبلی ولعبد مومن کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اى ولرجل مؤمن ـ ولو كان عبدا حبشيا خير من مشرك وان كان رئيسا سريا[3]

یعنی مرد مومن اگرچہ حبشی غلام ہو تو وہ مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ شریف سردار ہو۔

علامہ خازن شافعی لکھتے ہیں:

ولعبد مؤمن خير من مشرك يعني حرا۔[4]

مسلمان غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے۔

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) مع ما فيه من ذل المملوكية (خير من مشرك) مع ما ينسب اليه من عز المالكية۔[5]

مومن غلام باوجود غلامی کی ذلت کے مشرک سے بہتر ہے خواہ اس کو مالکیت کی عزت حاصل ہو۔

علامہ ابوسعود حنفی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) مع ما به من ذل المملوكية (خير من مشرك) مع ما له من عز المالكية۔[6]

مومن غلام غلامی کی ذلت کے باوجود مشرک سے بہتر ہے خواہ اس کو مالکیت کی عزت حاصل ہو۔

علامہ اسماعیل حقی حنفی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) مع ما به من ذل المملوكية (خير من مشرك) مع ما به من عز المالكية۔[7]

مومن غلام، غلامی کی ذلت کے باوجود مشرک سے بہتر ہے خواہ اس کو مالکیت کی عزت حاصل ہو۔

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۳۴۶، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۵۷، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ

[4] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۶۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

[5] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۱۲۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[6] علامہ ابو سعود محمد بن محمد عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ، تفسیر ابو سعود علی ہامش الکبیر ج ۲ ص ۱۰۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[7] علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ، روح البیان ج ۱ ص ۳۴۵، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

شیخ محمد عبدہ لکھتے ہیں:

وقد فسر الجمهور الائمة والعبد فى الآية بالرقيق اى ان الامة المملوكة المؤمنة خير من الحرة المشركة ولو اعجبكم جمالها وكذلك العبد المؤمن خير من الحر المشرك وان كان معجبا. ؎

جمہور مفسرین نے اس آیت میں امۃ اور عبد کی تفسیر باندی اور غلام سے کی ہے یعنی جو مملوکہ باندی مومنہ ہو وہ آزاد مشرکہ سے بہتر ہے خواہ تم کو اس کا حسن اور جمال اچھا لگتا ہو، اسی طرح جو غلام مومن ہو وہ آزاد مشرک سے بہتر ہے خواہ تم کو وہ مشرک اچھا لگتا ہو

ہر چند کہ بعض مفسرین نے عبد مومن کی تفسیر مرد مومن کے ساتھ کی ہے لیکن یہ محض ان کی عقلی اپچ ہے، اس کی تائید میں کوئی نقل نہیں ہے، علامہ خازن اور دیگر مستند مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنی اپنی باندیوں کو آزاد کر کے ان سے شادی کر لی، اس پر لوگوں نے ان کو لونڈی سے نکاح کرنے کا طعنہ دیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

ولامة مؤمنة خير من مشركة ولو اعجبتكم (الى قوله تعالى) ولعبد مؤمن خير من مشرك. (بقرہ: ۲۲۱)

بے شک ایمان والی باندی (آزاد) مشرکہ سے بہتر ہے خواہ وہ تم کو اچھی لگتی ہو ــــــ اور بے شک مومن غلام (آزاد) مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تم کو اچھا لگتا ہو

جمہور مفسرین کی اس تصریح کے بعد کہ ولعبد مومن میں عبد سے مراد غلام ہے، آئیے دیکھیں کہ برصغیر کے مترجمین نے اس آیت کا کیا ترجمہ کیا ہے:

اہل سنت مترجمین کے حوالوں سے ولعبد مومن کا ترجمہ

شاہ رفیع الدین ولعبد مومن الآیۃ کے ترجمے یوں لکھتے ہیں:

اور البتہ غلام ایمان والا بہتر ہے شرک کرنے والے سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور البتہ مسلمان غلام بہتر ہے کسی شرک کرنے والے سے اگرچہ تم کو خوش آوے

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو۔

علامہ سید احمد کاظمی قدس سرہ العزیز اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور بے شک مومن غلام شرک کرنے والے (آزاد) سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھا لگے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

اور بے شک مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک سے، اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں۔

؎ علامہ محمد رشید رضا، تفسیر المنار ج ۲ ص ۳۵۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

دیگر مشہور مترجمین کے حوالوں سے ولعبد مؤمن الآیۃ کا ترجمہ

شیخ محمود الحسن دیوبندی اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ تم کو بھلا لگے۔

شیخ اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

اور مسلمان مرد غلام بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تم کو اچھا ہی معلوم ہو۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

ایک مومن غلام مشرک شریف سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔

شیخ فتح محمد جالندھری لکھتے ہیں:

کیونکہ مشرک مرد سے خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے۔

شیعہ مترجم سید امداد حسین کاظمی مشہدی لکھتے ہیں:

البتہ ایک مومن غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے، گو وہ (مشرک) تمہیں اچھا ہی لگے۔ (ترجمہ مقبول)۔

مذکور الصدر تراجم کے حوالہ جات سے یہ حقیقت آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ہو گئی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت (خواہ آزاد ہو یا باندی) کے ساتھ مسلمان غلام کے نکاح کو (آزاد مشرک کے مقابلہ میں) بہتر قرار دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر کفو میں نکاح کو جائز قرار دیا ہے اور یہ آیت غیر کفو میں نکاح کے جواز کا قرآن مجید سے صریح جزئیہ ہے۔

افنجعل المسلمین کالمجرمین سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۹) نویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

افنجعل المسلمین کالمجرمین ٥ مالکم کیف تحکمون۔ (قلم: ۳۶-۳۵)

کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں جیسا کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہوا؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو!

بعض سادات کرام یہ کہتے ہیں کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے مطلقاً حرام ہے، میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ آپ عام مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کرنا تو جائز سمجھتے ہیں، اور عام مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں کا نکاح ناجائز کہتے ہیں اس طرح آپ نے عام مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے حکم میں کر دیا ہے جس طرح یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن یہود و نصاریٰ سے مسلمان لڑکیوں کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے سو اسی طرح آپ بھی عام مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کو جائز اور عام مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں کے نکاح کو ناجائز کہتے ہیں، اس طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عظیم اکثریت اور تمام غیر سادات مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے حکم میں کر ڈالا! خدا را رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کفار و مشرکین کے مساوی نہ کیجئے، اپنے نیاز مندوں کے ساتھ یہ سلوک نہ کیجئے!

افنجعل المسلمین کالمجرمین ٥ ما لکم کیف تحکمون۔ (قلم: ۳۶-۳۵)

کیا ہم عام مسلمانوں کو مجرموں جیسا کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہوا؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو!

فلا تزکوا انفسکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۱۰) قرآن مجید کی دسویں آیت جس سے ہم نے

غیر کفو کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی (نجم: ۳۲)

خود ستائی نہ کرو، اللہ ہی پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ای لا تمدحوھا ولا تثنوا علیھا۔ [1]

اپنی مدح و ثناء نہ کرو۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ولا تقولوا لاخوانا خیر منک وانا ازکی منک واتقی۔ [2]

دوسرے شخص سے یہ نہ کہو کہ میں تجھ سے بہتر ہوں اور تجھ سے زیادہ پاکباز اور متقی ہوں۔

علامہ ابو سعود حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فلا تثنوا علیھا بالطھارۃ عن المعاصی بالکلیۃ او بما یستلزمھا من زکاء العمل ونماء الخیر۔ [3]

اپنی یہ تعریف نہ کرو کہ میں بالکل گناہوں سے پاک ہوں یا میرے عمل پاکیزہ ہیں یا مجھے بہت خیر حاصل ہے۔

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں ریا اور خود نمائی اور خود سرائی کی ممانعت فرمائی گئی لیکن اگر نعمت الٰہی کے اعتراف اور اطاعت و عبادت پر مسرت اور اس کے ادائے شکر کے لیے نیکیوں کا ذکر کیا جائے تو جائز ہے۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے خود ستائی اور خود سرائی و خود نمائی کی مذمت فرمائی ہے۔

الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء ولا یظلمون فتیلاً۔ (نساء: ۴۹)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنی پاکبازی بیان کرتے ہیں! بلکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے اور ان پر ایک صورت کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت اور اللہ تعالیٰ کا قول "فلا تزکوا انفسکم" اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ انسان اپنی زبان سے اپنی تعریف اور اپنی بڑائی بیان نہ کرے، صحیح مسلم میں ہے حضرت زینب بنت ابی سلمہ کا نام پہلے برّہ (نیکوکار) تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام سے منع فرمایا اور کہا خود ستائی نہ کرو، اللہ ہی جانتا ہے تم میں سے نیک کون ہے پھر آپ نے ان کا نام زینب رکھ دیا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ اصح المطابع کراچی) پس کتاب اور سنت میں خود ستائی اور خود سرائی و خود نمائی سے منع کیا گیا ہے۔ [4]

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۷ ص ۱۱۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۷ ص ۳۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] علامہ ابو سعود محمد بن محمد عمادی سکیبی حنفی متوفی ۹۸۲ھ، تفسیر ابو سعود علی ہامش الکبیر ج ۷ ص ۹۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[4] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۲۴۶، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

اور اس سے بڑھ کر خود سرائی اور خود ستائی کیا ہوگی کہ ایک مسلمان اپنے حسب و نسب کی برتری کی بناء پر دوسرے مسلمان کو حقیر اور ذلیل قرار دے اور اس سے رشتہ مناکحت قائم کرنے کو بغیر کسی شرعی دلیل کے حرام اور ناجائز کہے! العیاذ باللہ!!

(۱) قرآن مجید کی گیارہویں آیت وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ (منافقون: ۸)

عزت تو صرف اللہ، اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بغیر کسی استثناء کے تمام مسلمان عزت دار ہیں اور حسب و نسب، مال و دولت اور صنعت و حرفت کے فرق کی وجہ سے کسی مسلمان کو حقیر سمجھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہے اور اس کو ناراض کرنے اور غضب میں لانے کا موجب ہے، اس کی وضاحت ان آیات سے ہوتی ہے۔

وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم لیس لھم من دونہ ولی ولا شفیع لعلھم یتقون ۝ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ما علیک من حسابھم من شیء وما من حسابک علیھم من شیء فتطردھم فتکون من الظالمین ۝ وکذلک فتنا بعضھم ببعض لیقولوا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ باعلم بالشاکرین ۝ واذا جاءک الذین یؤمنون بایتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوءً بجھالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم ۝ وکذلک نفصل الایت ولتستبین سبیل المجرمین۔

(انعام: ۵۰-۵۱)

اور آپ اس قرآن کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرائیے جو اپنے رب کی طرف اس حال میں جمع کیے جانے سے ڈرتے ہیں کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار ہوگا نہ سفارش کرنے والا۔ (ان کو ڈرائیے) تاکہ وہ متقی ہو جائیں۔ اور ان (مساکین مومنین) کو اپنے پاس سے دور نہ کیجیے جو صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے صبح و شام اس کی عبادت کرتے ہیں، ان کا آپ سے کوئی حساب ہوگا نہ آپ کا ان سے کوئی حساب ہوگا، پھر بھی اگر (بالفرض) آپ نے ان کو اپنے پاس سے دور کر دیا تو آپ ناانصافی کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے، اور اسی طرح ہم نے ان کے بعض کو بعض کے ساتھ آزمایا کہ (بالآخر وہ (مالدار کفار، فقراء مومنین کو دیکھ کر حقارت سے) کہیں کیا ہم میں سے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے؟ (اے منکرو!) کیا اللہ شکر گزاروں کو خوب جاننے والا نہیں ہے؟ اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں، تو آپ کہیں تم پر سلام ہو تمہارے رب نے (محض اپنے کرم سے) اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے، جو تم میں سے نادانی کی وجہ سے کوئی گناہ کرے

پھر اس کے بعد وہ توبہ اور اصلاح کرے تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے، ہم اسی طرح آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔

علامہ آلوسی حنفی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام احمد، امام طبرانی اور دیگر محدثین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذر ہوا درآں حالیکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت بلال، حضرت خباب اور دیگر غریب اور مسکین غلام بیٹھے ہوئے تھے، قریش نے کہا: اے محمد! تم اپنی قوم کے انھی لوگوں پر خوش ہو! کیا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں میں سے انھی پر احسان کیا ہے؟ کیا ہم ان لوگوں کی پیروی کریں گے؟ ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھگا دو اگر تم نے ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھگا دیا تو پھر ہم تمہاری پیروی کر لیں گے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وانذر به الذين يخافون ان يحشروا الى ربهم ليس لهم من دونه ولي ولا شفيع لعلهم يتقون۔
(انعام: ۵۱)

اس قرآن کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرائیے جو اپنے رب کی طرف جمع کیے جانے سے ڈرتے ہیں درآں حالیکہ اس دن اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار ہوگا نہ سفارش کرنے والا، تاکہ وہ متقی ہو جائیں

امام ابن جریر، امام ابوالشیخ، امام بیہقی اور دیگر ائمہ نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت خباب اور دیگر غرباء اور مساکین مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، جب انھوں نے آپ کے گرد ان لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کو حقیر گردانا، پھر وہ علیحدہ تنہائی میں آپ کے پاس آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے الگ نشست رکھیں، کیونکہ آپ کے پاس عرب کے وفود آتے رہتے ہیں اور ہم کو اس سے عار محسوس ہوتا ہے کہ وہ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں، لہٰذا جب ہم آپ کے پاس آئیں تو آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں، اور جب ہم فارغ ہو کر چلے جائیں تو پھر آپ چاہیں تو پھر ان کو اپنے پاس بٹھا لیں، آپ نے فرمایا: اچھا! انھوں نے کہا آپ ہم کو یہ ایک کاغذ پر لکھ کر دے دیں، آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لکھنے کے لیے بلایا، حضرت خباب کہتے ہیں کہ ہم ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو لے کر نازل ہوئے:

ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه الآية۔

اور آپ ان (مساکین مومنین) کو اپنے پاس سے دور نہ کیجیے جو صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے صبح اور شام اس کی عبادت کرتے ہیں، آپ سے ان کا حساب ہوگا نہ ان سے آپ کا حساب ہوگا، پھر بھی اگر

(بالفرض) آپ نے ان کو (اپنے پاس سے) دور کر دیا تو آپ ناانصافی کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے (آخر آیات تک پڑھیں)۔

حضرت خباب بیان کرتے ہیں کہ پھر حضور نے ہم کو بلایا درآں حالیکہ آپ فرما رہے تھے: سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ "تم پر سلام ہو، تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے، پھر ہم حضور کے پاس بیٹھے رہتے تھے اور جب حضور جانا چاہتے تو ہمیں چھوڑ کر چلے جاتے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینٰک عنھم ترید زینۃ الحیٰوۃ الدنیا ۚ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا۔ (کہف: ۲۸)

آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو صبح اور شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اس کی خوشنودی چاہتے ہیں، آپ کی آنکھیں ان سے نہ ہٹیں درآں حالیکہ آپ حیات دنیا کی زینت چاہتے ہوں، اور آپ اس شخص کا کہا نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے، جو شخص اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزر چکا ہے

اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اٹھنے کا وقت آجاتا تو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خود چھوڑ کر اٹھ جاتے پھر اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اٹھتے۔

امام ابن المنذر وغیرہ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ عتبہ، شیبہ، قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل، حارث بن عامر بن نوفل، مطعم بن عدی اور عبد مناف کے کافر سردار ابوطالب کے پاس گئے، اور کہا اگر آپ کا بھتیجا ان غلاموں اور حلیفوں کو اپنے پاس سے اٹھا دے تو یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کا باعث ہوگا اور ان کی تصدیق اور اتباع کا بہت قوی سبب ہو جائے گا، ابوطالب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، حضرت عمر بن الخطاب نے مشورہ دیا: یا رسول اللہ! اگر آپ ایسا کرلیں تو بہت اچھا ہو، ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ، پھر کیا کرتے ہیں! کیا ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟) اس وقت اللہ تعالیٰ نے وانذر بہ سے لے کر الیس اللہ باعلم بالشاکرین تک آیات کو نازل فرمایا، جن لوگوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھانے کے لیے کافر سرداروں نے کہا تھا وہ یہ تھے: حضرت بلال، حضرت عمار بن یاسر، حضرت سالم (حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام)، حضرت صبیح (اسید کے آزاد کردہ غلام) اور حلفاء میں سے حضرت ابن مسعود، حضرت مقداد بن عمرو، حضرت واقد بن عبداللہ حنظلی، حضرت عمرو بن عبد عمرو، حضرت مرثد بن ابی مرثد اور دیگر ضعفاء مسلمین تھے اور قریش کے کافر سرداروں موالی اور حلفاء کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: وکذٰلک فتنا بعضھم ببعض۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے مشورے سے معذرت چاہی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا الآية۔

ان آیات میں یہ دلالت نہیں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مساکین صحابہ کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا تھا حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت پر کوئی حرف آئے، اور یہ جو روایات میں ہے کہ آپ نے اشراف کفار کے لیے الگ وقت مقرر کیا اور مساکین صحابہ کے لیے الگ وقت مقرر کر دیا تھا تو یہ ان اشراف کفار کی تالیف کے لیے تھا تاکہ وہ لوگ اس وجہ سے ایمان لے آئیں اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منشاء کا علم تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس اقدام سے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی دل آزاری اور سبکی نہیں ہوئی۔ [۱]

علامہ قرطبی مالکی نے بھی ان آیات کی تفسیر میں ان تمام روایات کو بیان فرمایا ہے۔ [۲]

سورۂ کہف کی آیت نمبر ۲۸ کی تفسیر میں بھی علامہ قرطبی نے ان روایات کو بیان فرمایا ہے۔ [۳]

حافظ ابن کثیر حنبلی نے بھی سورۂ انعام کی آیت نمبر ۵۲ کی تفسیر میں امام احمد کے حوالے سے ان روایات کو بیان فرمایا ہے۔ [۴]

امام رازی شافعی نے بھی اس آیت کی تفسیر میں ان روایات کو بیان کیا ہے۔ [۵]

وہ غریب اور غلام مسلمان جن کو حسب و نسب کے اعتبار سے کفار کمتر سمجھتے تھے اور اپنا کفو نہیں گردانتے تھے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنے معزز تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ ان کو اپنی مجلس سے نہ اٹھائیں اور سورۂ کہف میں فرمایا جب تک یہ لوگ آپکی مجلس میں بیٹھے رہیں آپ خود بھی مجلس سے نہ اٹھیں، کفار نے یہ پیش کش کی تھی کہ اگر ان غرباء اور غلاموں کو حضور کی مجلس سے اٹھا دیا جائے تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیش کش کو مسترد کر دیا اور یہ ظاہر فرما دیا کہ جن لوگوں کے اسلام کی بنیاد مساکین مسلمین کی تحقیر پر ہو اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے اسلام کی کوئی ضرورت نہیں ہے!

اسی نہج پر قیاس کرنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص اپنے کفو کو برتر قرار دے اور دوسرے مسلمانوں سے رشتہ مناکحت کو حرام کہہ کر ان مسلمانوں کی تحقیر کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس قدر غیظ و غضب کا موجب ہوگا! ظاہر ہے رشتہ مناکحت تو فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ایک فریق ضرور دوسرے فریق کو رشتہ دے، ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر دو مسلمانوں نے باہمی رضامندی سے رشتہ مناکحت قائم کر لیا تو اس رشتہ کو عدم تکافؤ کی بناء پر ناجائز اور حرام کہنے کی کتاب و سنت میں کوئی اصل نہیں ہے بلکہ یہ کتاب و سنت کی متعدد نصوص صریحہ کے خلاف ہے اور اللہ کے حلال کردہ کو حرام کرنا ہے، العیاذ باللہ!

یہ قرآن مجید کی گیارہ آیات ہیں جن سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا مجید

---

[۱] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۷ ص ۱۲۰-۱۵۸، دار احیاء التراث العربی بیروت

[۲] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۴۳۲-۴۳۱، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[۳] " " " " " الجامع لاحکام القرآن ج ۷ ص ۳۹۲-۳۹۰،

[۴] حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸-۲۶، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت، ۱۳۸۵ھ

[۵] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۹۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

ناکارہ اور بے بضاعت شخص پر محض فضل اور احسان ہے کہ اس نے مجھ پر قرآن مجید کے ان اسرار کو کھول دیا اور ان آیات سے استنباط اور اجتہاد کی طرف میری فہم کی رہنمائی کی ورنہ مجھ سے پہلے علماء نے صرف ان اکو مکو عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، یا سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۶ کے شان نزول سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے اور باقی نو آیات سے اس مسئلہ کے استنباط کے لیے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا جو ایک قطرہ نیساں کو گہر آبدار بناتا ہے، جو رات کی تاریکی سے نور سحر نکال لاتا ہے وہی قادر و قیوم ہے جس نے علم و عمل سے تہی دامن شخص کے دل میں یہ حقائق و معارف پیدا کیے۔ وللہ الحمد علی ذالک۔

عہد رسالت میں غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں میں سے چند نکاحوں کا بیان

(۱) امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على ضباعة بنت الزبير فقال لها لعلك اردت الحج قالت والله لا اجدني الا وجعة فقال لها حجي واشترطي وقولي اللهم محلي حيث حبستني وكانت تحت المقداد بن الاسود۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ضباعۃ بنت الزبیر کے پاس تشریف لائے، آپ نے فرمایا شاید تم نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا بخدا میں اپنے آپ کو درد میں مبتلا پاتی ہوں، آپ نے فرمایا حج کرو اور اس کے ساتھ شرط کر لو (کہ اگر میں عاجز ہو گئی تو احرام کھول دوں گی) اور یہ کہو کہ اے اللہ! جس جگہ تو مجھے روک دے گا میں وہیں احرام کھول دوں گی، حضرت ضباعہ مقداد بنت اسود کے نکاح میں تھیں۔

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ضباعہ کا حضرت مقداد سے نکاح ہوا، حضرت ضباعہ کے متعلق حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب الہاشمیہ بنت عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت مقداد کے متعلق لکھا ہے کہ یہ مقداد بن عمرو کندی ہیں یہ اسود بن عبد یغوث الزہری کی طرف منسوب ہیں کیونکہ اس نے ان کو متبنیٰ کر لیا تھا۔[2]

صحیح بخاری کی اس حدیث میں صاف تصریح ہے کہ ایک ہاشمی خاتون کا غیر ہاشمی شخص سے نکاح ہوا اور یہ غیر کفو میں نکاح کے جواز کی واضح تصریح ہے۔

(۲) نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة ان ابا حذيفة بن عتبة بن ربيعة بن عبد شمس وكان ممن شهد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، نبی صلی اللہ علیہ

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۱۳۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

بدرًا مع النبي صلى الله عليه وسلم تبنى سالمًا فانكحه بنت اخيه هند بنت الوليد بن عتبة بن ربيعة وهو مولى لامرأة من الانصار.[1]

وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے انہوں نے حضرت سالم کو بیٹا بنا لیا تھا، اور ان کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت سالم انصار کی ایک عورت کے آزاد شدہ غلام تھے۔

اس حدیث میں حضرت ہند بنت الولید بن عتبہ کے حضرت سالم سے نکاح کا بیان ہے، حضرت ہند کے نسب کے متعلق علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

ہند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس القرشیہ[2]، یعنی حضرت ہند قرشیہ خاتون تھیں اور حضرت سالم آزاد شدہ غلام تھے، سو صحیح بخاری کی اس حدیث میں بھی یہ تصریح ہے کہ ایک قرشی خاتون کا ایک غلام سے عقد ہوا اور یہ غیر کفو میں نکاح کے جواز کی صاف تصریح ہے۔

(۳)۔ امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن فاطمة بنت قيس ان ابا عمرو بن حفص طلقها البتة وهو غائب فارسل اليها وكيله بشعير فسخطته فقال والله مالك علينا من شيء فجاءت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فقال ليس لك عليه نفقة فامرها ان تعتد في بيت ام شريك ثم قال تلك امرأة يغشاها اصحابي اعتدي عند ابن ام مكتوم فاذا حللت فاذنيني قالت فلما حللت ذكرت له ان معاوية بن ابي سفيان وابا جهم خطباني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ابو جهم فلا يضع عصاه عن عاتقه واما معاوية فصعلوك لا مال له انكحي اسامة بن زيد فكرهته ثم قال انكحي اسامة فنكحته فجعل الله فيه خيرًا و

حضرت فاطمہ بنت قیس بیان کرتی ہیں کہ ابو عمرو بن حفص نے مجھے طلاق بائن دے دی، در آں حالیکہ وہ غائب تھا، اس کے وکیل نے حضرت فاطمہ کے پاس کچھ جَو بھیجے، وہ اس پر ناراض ہوئیں، اس نے کہا بخدا! تمہارا ہم پر کوئی حق نہیں ہے۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا تمہارا اس پر کوئی نفقہ واجب نہیں ہے، پھر آپ نے ان کو یہ حکم دیا کہ وہ (حضرت) ام شریک کے گھر عدت گزاریں، پھر فرمایا ان کے ہاں تو میرے اصحاب آتے رہتے ہیں تم (حضرت) ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو، اور جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا، حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ جب میری عدت پوری ہو گئی، تو میں نے آپ کو بتایا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوجہم تو اپنے کندھے

---

[1] ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] ۔ علامہ علی بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

اغتبطت ۔[1]

لاٹھی نہیں اتارتے اور رہے معاویہ تو وہ غریب آدمی ہیں ان کے پاس مال نہیں ہے تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو، میں نے حضرت اسامہ کو ناپسند کیا، آپ نے (مکرر) فرمایا اسامہ سے نکاح کرو، سو میں نے ان سے نکاح کر لیا، اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں بہت برکت ڈالی اور مجھ پر رشک کیا جاتا تھا۔

اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے حضرت فاطمہ بنت قیس نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کر لیا، حضرت فاطمہ بنت قیس کا نسب علامہ ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے:

فاطمۃ بنت قیس بن خالد الاکبر بن وھب بن ثعلبۃ بن وائلۃ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر القرشیۃ[2]

اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما غلام زادے تھے، سو اس حدیث میں بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کا واضح بیان ہے۔

(۴)۔ امام محمد بن سعد بیان کرتے ہیں:

عن عثمان الجحشی قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وکانت زینب بنت جحش ممن ھاجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ وکانت امرأۃ جمیلۃ فخطبھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی زید بن حارثۃ فقالت یا رسول اللہ الا ارضاہ لنفسی وانا ایم قریش قال فانی رضیتہ لک فتزوجھا زید بن حارثۃ[3]

حضرت عثمان جحشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ ہجرت کی تھی، وہ ایک خوبصورت خاتون تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کے لیے ان کو پیغام دیا، انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں ان کو پسند نہیں کرتی، میں قریش (کی) بے نکاح عورت ہوں، آپ نے فرمایا میں نے اس کو تمہارے لیے پسند کر لیا ہے، پھر حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

اس حدیث میں حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا بیان ہے، حضرت زید بن حارثہ آزاد شدہ غلام تھے اور حضرت زینب آزاد عرب تھیں اور غلام آزاد کا کفو نہیں ہوتا، سو یہ حدیث بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کی دلیل ہے۔

(۵)۔ امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

---

[1] ۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] ۔ علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۲۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

[3] ۔ امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ ھ، طبقات کبریٰ ج ۸ ص ۱۰۱، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ ھ

عن الحكم بن عتيبة ان النبي صلى الله عليه وسلم ارسل بلالا الى اهل بيت من الانصار يخطب اليهم فقالوا عبد حبشي قال بلال لولا ان النبي صلى الله عليه وسلم امرني ان آتيكم لما اتيتكم فقالوا النبي صلى الله عليه وسلم امرك؟ قال نعم قالوا قد ملكت فجاء النبي صلى الله عليه وسلم فاخبره فما دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم قطعة من ذهب فاعطاه اياه فقال سق هذا الى امرأتك وقال لاصحابه اجمعوا لاخيكم في وليمته[1]

حکم بن عتیبہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری کے گھر بھیجا تاکہ وہ اپنے رشتہ کا پیغام دیں، اس انصاری کے گھر والوں نے کہا یہ تو حبشی غلام ہے، حضرت بلال نے کہا اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس آنے کے لیے نہ کہا ہوتا، تو میں کبھی نہ آتا۔ انھوں نے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا؟ حضرت بلال نے کہا ہاں! انھوں نے کہا تم اس رشتہ کے مالک ہو، حضرت بلال نے جا کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا ایک ٹکڑا آیا، آپ نے حضرت بلال کو وہ ٹکڑا عطا فرمایا اور فرمایا یہ اپنی بیوی کے پاس لے جانا اور حضرت بلال کے دوستوں سے فرمایا: تم اپنے بھائی کے ولیمہ کی تیاری کرنا۔

اس حدیث میں بھی انصار کی ایک آزاد عورت سے حضرت بلال کے نکاح کا بیان ہے اور حضرت بلال آزاد شدہ غلام تھے اور یہ حدیث بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کی دلیل ہے۔

(۶)۔ نیز امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن الزهري قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بني بياضة ان يزوجوا ابا هند امرأة منهم فقالوا يا رسول الله نزوج بناتنا موالينا فانزل الله عز وجل انا خلقناكم من ذكر وانثى قال الزهري نزلت في ابي هند خاصة[2]

زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ ابو ہند سے اپنی عورت کا نکاح کر دیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں! تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی انا خلقناکم من ذکر وانثی زہری نے کہا یہ آیت بالخصوص ابو ہند کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

ابو ہند، بنو بیاضہ کے آزاد شدہ غلام تھے اور فصد لگاتے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت کے ساتھ ان کا نکاح کرنے کا حکم دیا۔ یہ حدیث بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کی دلیل ہے۔

ہم نے غیر کفو میں نکاح کے واقعات پر یہاں صرف چھ حدیثوں کے پیش کرنے پر اکتفاء کی ہے، شرح صحیح

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابوداؤد ص ۱۲، ۱۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] مراسیل ابوداؤد ص ۱۲

جلد ثالث میں ہم نے اس عنوان کے تحت بہت زیادہ احادیث پیش کی ہیں، ہمارا مقصد یہاں پر ان تمام احادیث کا استیعاب نہیں ہے بلکہ صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنا عہد رسالت کا عام معمول تھا اور یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ عہد رسالت میں جس قدر نکاح کیے گئے ان سب کے واقعات کو احادیث میں قلمبند اور محفوظ نہیں کیا گیا، جن چند واقعات کو احادیث میں بیان کیا گیا ہے ان پر باقی واقعات کو قیاس کیا جا سکتا ہے، مثلاً حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر افتتاح کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے صرف دو مرتبہ رفع یدین کو ترک کیا ہے بلکہ ان حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا عام معمول یہی تھا۔ احکام شرعیہ میں اس کی اور بہت مثالیں ہیں جو اہل علم سے مخفی نہیں ہوں گی۔

غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی ایک توجیہ کا جواب

احادیث صحیحہ میں جو غیر کفو میں کیے گئے رشتوں کا ذکر ہے اس کے جواب میں بعض علماء نے لکھا ہے:

زمانہ نبوت یا اس کے متصل زمانہ میں بعض رشتوں کا قائم ہونا اس لیے مستثنیٰ ہے کہ ان کی تائید وحی الٰہی سے ہونے کا احتمال ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی الٰہی جلی یا خفی عام حکم سے خود یا کسی کو مستثنیٰ فرمانے کا اختیار ثابت ہے جیسے ایک صحابی کو چھ ماہ کے بکرے کی قربانی کی اجازت فرمائی مگر آپ نے تخصیص فرما دی، کیونکہ اس نے دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دی اور اپنے لیے وہ بکرا بچایا جو پورے ایک سال کا نہیں تھا اور اس کی قربانی شرعی لحاظ سے منع ہے مگر آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے یہ جائز ہے۔

یہ جواب متعدد وجوہ سے صحیح نہیں ہے۔

(۱)۔ زمانہ نبوت میں تو تائید وحی کا احتمال ہے لیکن زمانہ نبوت سے متصل یعنی زمانہ نبوت کے بعد تائید وحی کا احتمال کیسے ہو سکتا ہے؟

(۲)۔ جس صحابی کو آپ نے ایک سال سے کم عمر کے بکرے کی قربانی کی اجازت دی وہاں آپ نے یہ تصریح فرما دی تھی کہ تمہارے علاوہ کسی اور کے لیے ایک سال سے کم عمر بکرے کی قربانی جائز نہیں ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن البراء قال ذبح ابو بردة قبل الصلاة فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ابدلها فقال ليس عندي الا جذعة قال شعبة واحسبه قال هي خير من مسنة قال اجعلها مكانها ولن تجزي عن احد بعدك.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز سے پہلے قربانی کر لی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بدلہ میں دوسری قربانی کرو، انھوں نے کہا میرے پاس صرف چھ ماہ کا بکرا ہے، شعبہ کہتے ہیں میرا گمان یہ ہے کہ انھوں نے کہا وہ ایک سال کے بکرے سے بہتر ہے، آپ نے فرمایا اس (شش ماہہ) کو اس (یک سالہ) کی جگہ ذبح

کر دو، اور تمہارے علاوہ کسی اور شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے[۱]

عہد رسالت میں غیر کفو میں نکاح کے بکثرت واقعات ہوئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نکاح کے موقع پر یہ نہیں فرمایا کہ صرف تمہارے لیے یہ نکاح جائز ہے اور کسی کے لیے یہ نکاح جائز نہیں ہے، اگر نکاح کے یہ واقعات استثنائی ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی موقع پر تو اس استثناء کو بیان فرماتے۔

(۳)۔ غیر کفو میں کیے گئے رشتوں کو استثناء پر محمول کرنا اس وقت صحیح ہوتا جب قرآن مجید کی کسی صریح آیت یا خبر متواتر یا کسی حدیث صحیح سے غیر کفو میں نکاح کرنے کی ممانعت ہوتی اور جب اس سلسلہ میں کوئی سند صحیح سے خبر واحد بھی مروی نہیں ہے تو اس استثناء کا دعویٰ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ولم یثبت فی اعتبار الکفاءۃ بالنسب حدیث[۲]

کفو میں نسب کا اعتبار کرنے کے سلسلہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

بلکہ اس کے برعکس بکثرت احادیث سے یہ ثابت ہے کہ کفو کی برتری پر گھمنڈ نہ کیا جائے اور کسی مسلمان کو کفو کی وجہ سے حقیر نہ گردانا جائے اور کسی مسلمان کے رشتہ کے پیغام کو کفو کی وجہ سے مسترد نہ کیا جائے، اب ہم اعلاء کلمۃ الحق کے لیے ان احادیث کا بیان کرتے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

اسلام میں ذات پات کا امتیاز نہ کرنے پر احادیث سے دلائل

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ذر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ انظر فانک لیس بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بالتقوی[۳]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو تم کسی گورے یا کالے سے افضل نہیں ہو، البتہ تم اس پر تقویٰ سے فضیلت حاصل کرو گے۔

عن ابی نضرۃ حدثنی من سمع خطبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وسط ایام التشریق فقال یا ایھا الناس الا ان ربکم واحد الا لا فضل لعربی علی اعجمی و لا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا اسود علی احمر الا بالتقوی ابلغت قالوا

ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ ایام تشریق کے وسط میں جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، سنو کسی عربی کی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور نہ عجمی کی عربی پر کوئی فضیلت ہے، کسی گورے کی کالے پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی کالے کی گورے پر کوئی فضیلت

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۲۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۱۳۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

۳۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، المسند ج ۵ ص ۱۵۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث [۱]

ہے ؟ فضیلت صرف تقویٰ کی ہے کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے ؟ صحابہ نے کہا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کر دی ہے۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں :

عن جابر بن عبد اللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وسط ایام التشریق خطبة الوداع فقال : یا ایھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا اسود علی احمر الا بالتقوی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم الا ھل بلغت قالوا بلی یا رسول اللہ ! قال فلیبلغ الشاھد الغائب ۔[۲]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایام تشریق کے وسط میں خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا : اے لوگو ! تمہارا رب ایک ہے ، تمہارا باپ ایک ہے ، سنو کسی عربی کی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور نہ عجمی کی عربی پر کوئی فضیلت ہے ، کسی گورے کی کالے پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی کالے کی گورے پر کوئی فضیلت ہے ، مگر تقویٰ سے بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے ، سنو کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے ؟ صحابہ نے کہا : کیوں نہیں یا رسول اللہ ! آپ نے فرمایا پھر حاضر غائب کو تبلیغ کرے ۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں :

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم واحد وا باکم واحد فلا فضل لعربی علی اعجمی ولا احمر علی اسود الا بالتقوی رواہ الطبرانی فی الاوسط والبزار بنحوہ الا انہ قال ان ابا کم واحد ودینکم واحد ابوکم ادم وادم خلق من تراب ورجال البزار رجال الصحیح [۳]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تمہارا رب ایک ہے ، اور تمہارا باپ ایک ہے ، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے ، کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے ، البتہ فضیلت تقویٰ کی ہے ، اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں بیان کیا ہے ، امام بزار نے بھی اس حدیث کو انھی الفاظ سے بیان کیا ہے ، البتہ اس حدیث میں ہے : تمہارا دین ایک ہے ، تمہارا باپ ایک ہے ، تمہارے باپ آدم ہیں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے ، امام بزار کی سند کے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں ۔

---

[۱] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ ، المسند ج ۵ ص ۴۱۱ ، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔
[۲] امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹ ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ، ۱۴۱۰ ھ
[۳] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ ھ ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۸۴ ، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ، ۱۴۰۲ ھ

اس حدیث کو امام بزار کی مکمل سند کے ساتھ بھی حافظ الہیثمی نے بیان کیا ہے۔[1]

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ان الله قد اذهب عنکم عبیة الجاهلیة وفخرها بالآباء الناس بنو آدم وآدم من تراب مؤمن تقی وفاجر شقی لینتهین اقوام یفخرون برجال انما هم فحم من فحم جهنم اولیکونن اهون علی الله من الجعلان التی ترقع۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کی عیب جوئی اور باپ دادا پر فخر کرنے (کی خصلت) کو دور کر دیا ہے، سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے، مومن متقی ہے اور فاجر بدبخت ہے، لوگ (اپنے) آدمیوں پر فخر کرنے سے باز آجائیں، یہ لوگ جہنم کے کوئلوں میں سے کوئلہ ہیں، ورنہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گبریلے مکوڑوں سے بھی زیادہ حقیر ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے متعدد اسانید سے روایت کیا ہے اور امام بزار نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔[3]

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال خطب رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم فتح مکة فقال اما بعد ایها الناس فان الله عز وجل قد اذهب عنکم عبیة الجاهلیة وتعاظمها بآبائها فالناس رجلان مؤمن تقی کریم وفاجر شقی هین والناس کلهم بنو آدم وخلق الله آدم من تراب۔[4]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کی عیب جوئی اور اپنے باپ دادا پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے، لوگوں کی دو قسمیں ہیں، مومن متقی کریم، اور فاجر بدبخت ذلیل، سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

نیز امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله عز وجل یقول یوم القیمة: امرتکم فضیعتم ما عهدت الیکم فیه و

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا میں نے تم کو حکم دیا تھا تم نے مجھ

---

[1] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۴۳۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۴ھ

[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

[3] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۴۳۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۴ھ

[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

دفعتم انسابکم فالیوم ارفع نسبی واضیع انسابکم این المتقون این المتقون ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم[1]

سے کیا ہوا عہد ضائع کر دیا، تم نے اپنے اپنے نسب بلند کیے آج میں اپنا (پسندیدہ) نسب بلند کروں گا، اور تمہارے نسبوں کو ضائع کر دوں گا، متقی کہاں ہیں؟ متقی کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی مالک الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی امتی اربعامن امر الجاھلیۃ لیسوا بتارکین الفخر فی الانساب والطعن فی الانساب والاستسقاء بالنجوم والنیاحۃ علی المیت الحدیث[2]

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار خصلتیں ایسی ہیں جن کو وہ ترک نہیں کریں گے، اپنے نسب پر فخر کرنا، (دوسروں کے) نسب پر طعن کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام بیہقی لکھتے ہیں:

اگر اس حدیث کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے معارضہ کیا جائے جس میں آپ نے بنو ہاشم کی فضیلت بیان کی تو اس کے جواب میں علامہ حلیمی نے یہ بیان کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم کی فضیلت سے فخر کا ارادہ نہیں کیا بلکہ آپ نے صرف ان کے مرتبہ اور مقام کو بیان کرنے کا ارادہ فرمایا جیسے کوئی شخص کہے میرا باپ فقیہ ہے اور اس سے اس کی غرض صرف اس کا تعارف کرانا ہو نہ کہ اس کی فقاہت پر فخر کرنا نیز اس حدیث سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے آباء و اجداد پر جو انعامات کیے آپ نے بطور تشکر ان کا بیان فرمایا ہو۔[3]

اسلام اور اچھے اخلاق کی بناء پر رشتہ دینے کا حکم عام ازیں کہ کفو ہو یا غیر کفو

یہاں تک ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ اسلام میں ذات پات کا امتیاز نہیں ہے اور عہد رسالت میں غیر کفو میں نکاح کرنے کا عام معمول تھا، ہر چند کہ زمانہ جاہلیت کے اثرات کی وجہ سے بعض لوگ اپنے آپ کو نسبی اعتبار سے برتر اور دوسروں کو نسبی اعتبار سے فروتر گردانتے تھے لیکن جیسے جیسے اسلام کی روشنی پھیل رہی تھی اور ایمان کی اقدار دلوں میں راسخ ہو رہی تھیں، نسب پر فخر کرنے کے جذبات مٹتے جا رہے تھے اور اس کے بجائے زہد و تقویٰ کو معیار فضیلت قرار دیا جانے لگا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی تعلیم تھی کہ نام و نسب پر فخر کرنے کے بجائے اسلام اور تقویٰ کو اہمیت دی جائے اور جب بھی کوئی موزوں رشتہ مل جائے تو حسب و نسب کا لحاظ کیے بغیر اس سے نکاح کر دیا جائے۔

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

[2] ″ ″ ″ ″ ″، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۹۱-۲۹۰، ″ ″ ″ ″

[3] ″ ″ ″ ″ ″، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۹۱ ″ ″ ″ ″

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خطب الیکم من ترضون دینه وخلقه فزوجوه الا تفعلوا تکن فتنة فی الارض وفساد عریض وفی الباب عن ابی حاتم المزنی وعائشة۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے، جس کا دین اور خلق تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کرو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور فساد ہوگا۔ اس باب میں حضرت ابوحاتم مزنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث مروی ہیں۔

نیز امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی حاتم المزنی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جاءکم من ترضون دینه وخلقه فانکحوه الا تفعلوا تکن فتنة فی الارض وفساد الا تفعلوا تکن فتنة فی الارض وفساد قالوا یا رسول الله وان کان فیه قال اذا جاءکم من ترضون دینه وخلقه فانکحوه ثلاث مرات هذا الحدیث حسن غریب[2]

حضرت ابوحاتم مزنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کا دین اور خلق تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا صحابہ نے کہا ہر چند کہ وہ شخص (غریب یا غیر کفو) ہو؟ آپ نے تین بار فرمایا جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور اخلاق پر تم راضی ہو تو اس سے نکاح کر دو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔[3]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابی امامة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ابا امامة ما انا وامة سفعاء الخدین شفعاء العصمین آمنت بربها وتحننت علی ولدها الا کهاتین وفرق بین السبابة والوسطی والله اذهب نخوة الجاهلیة وتکبرها بآبائها کلکم لآدم

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوامامہ! سیاہ رخساروں والی اور بھینگی آنکھوں والی لونڈی جو اپنے رب پر ایمان لائی اور اپنے بچوں پر شفقت کرتی ہو، میرے ساتھ ان دو انگلیوں کی طرح ہوگی، پھر آپ نے انگشت شہادت اور انگشت وسطیٰ کھولیں، اللہ تعالے

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۷۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] 〃 〃 〃 〃، جامع ترمذی ص ۱۷۵، 〃 〃 〃 〃

[3] امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۱، 〃 〃 〃

وحواء کطف الصاع بالصاع وان اکرمکم عند اللہ اتقاکم فمن اتاکم ترضون دینہ وامانتہ فزوجوہ ۔[۱]

نے زمانہ جاہلیت کے فخر اور باپ دادا پر تکبر کو دور کر دیا ہے۔ تم سب آدم اور حوا کی اولاد ہو اور صاع کے دو پیمانوں کی طرح برابر برابر ہو، اور اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے، لہٰذا جب بھی تم کو کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور امانت پر تم راضی ہو تو اس سے نکاح کر دو۔

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عن یحیی بن ابی کثیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا جاءکم من ترضون امانتہ وخلقہ فانکحوہ کائنا من کان، فان لا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر او قال: عریض۔[۲]

یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس ایسے شخص کے نکاح کا پیغام آئے جس کی امانتداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں، تو اس شخص سے نکاح کر دو، خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد پھیلے گا۔

امام حاکم نیشاپوری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتاکم من ترضون خلقہ ودینہ فانکحوہ الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔[۳]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کی دینداری اور اخلاق تم کو پسند ہوں تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد پھیلے گا، امام بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا لیکن اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث کے ضمیمہ میں یہ تحقیق کی ہے کہ جب امام حاکم نیشاپوری منفرد ہوں تو ان کی تصحیح کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، لیکن جب دوسرے ائمہ حدیث نے اس حدیث کو سند صحیح یا حسن سے روایت کیا ہو تو پھر ان کی تصحیح پر کوئی اعتراض نہیں ہے، اور یہاں ایسا ہی ہے۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے[۴] اور علامہ علی متقی نے بھی اس حدیث کا متعدد حوالوں سے ذکر

---

[۱] امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹ - ۲۸۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ ھ

[۲] امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ ھ، المصنف ج ۶ ص ۱۵۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ ھ

[۳] امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ ھ، المستدرک ج ۲ ص ۱۶۴ - ۱۶۵، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ۔

[۴] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، مراسیل ابو داؤد ص ۱۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

کیا ہے۔ [1]

بالخصوص غیر کفو میں رشتہ دینے کا حکم

امام ابن حبان اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: یا بنی بیاضۃ انکحوا ابا ھند وانکحوا الیہ وکان حجاما۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو بیاضہ! ابو ہند سے نکاح کرو اور ان کے ہاں نکاح کرو، ابو ہند فصد لگانے والا غلام تھا۔

امام حاکم نیشاپوری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یا بنی بیاضۃ انکحوا ابا ھند وانکحوا الیہ قال وکان حجاما ھذا الحدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ۔ [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو بیاضہ ابو ہند سے نکاح کرو اور ان کے ہاں نکاح کرو۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ ابو ہند فصد لگانے والا تھا، امام بخاری اور امام مسلم نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا لیکن یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

علامہ ذہبی نے بھی اس حدیث کو تائیداً ذکر کیا ہے اور اس کی سند پر کوئی جرح نہیں کی۔ [4]

اس حدیث کو امام ابوداؤد [5] اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے [6]، اور علامہ علی متقی نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ [7]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیے ہوئے غیر کفو میں رشتے آپ کا بالعموم اسلام اور اچھے اخلاق کی بناء پر رشتہ دینے کا حکم [8] اور بنو بیاضہ کے غلام سے ان کی آزاد عورت کے نکاح کا حکم دینا، ان تمام احادیث سے

---

[1] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۳۱۶، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ

[2] امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب ابن حبان ج ۶ ص ۱۴۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ

[3] امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ

[4] علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۱۶۴،

[5] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابو داؤد ص ۱۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۷ ص ۱۳۶، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[7] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۳۱۶، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ

[8] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس قرشیہ کو بھی حضرت اسامہ (غلام زادے) سے نکاح کرنے کا حکم دیا تھا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۴)، یہ بھی غیر کفو میں نکاح کرنے کا حکم ہے اور آزاد ہونے کے بعد حضرت بریرہ کو حضرت مغیث سے نکاح کا مشورہ دیا تھا جو غلام تھے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۵)

یہ امر بصراحت واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں نکاح کے جواز اور عدم جواز کی بناء کفو پر نہیں رکھی گئی، بلکہ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ حسب و نسب اور ذات پات کے تمام امتیازات کو مٹا کر صرف اسلام اور اچھے اخلاق کی بنیاد پر رشتوں کو استوار کیا جائے، ذات پات کا امتیاز ہندوؤں اور برہمنوں میں ہے جہاں ایک اچھوت اور شودر کا ہاتھ برہمن کے برتن کو لگ جائے تو برہمن کے برتن نجس ہو جاتے ہیں، اسلام میں گورے اور کالے کی تفریق ہے نہ عربی اور عجمی کا امتیاز ہے اور نہ ہاشمی اور غیر ہاشمی کا کوئی فرق ہے، حضرت ضباعہ بنت الزبیر رضی اللہ عنہا ہاشمی خاتون ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عم زاد بہن ہیں جن کی شادی حضرت مقداد بن عمرو کندی سے کی گئی، حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن ہیں، ان کی شادی حضرت زید بن حارثہ سے کی گئی جو ایک آزاد شدہ غلام تھے، حضرت ہند بنت عتبہ ایک قرشی خاتون ہیں، ان کی شادی حضرت سالم سے کی گئی یہ بھی آزاد شدہ غلام تھے، حضرت فاطمہ بنت قیس ایک قرشی خاتون ہیں، ان کی شادی حضرت اسامہ سے کی گئی، یہ بھی آزاد شدہ غلام تھے، اور بنو بیاضہ کے گھرانے کی ایک عورت کی شادی ابو ہند سے کی گئی، اور یہ فصد لگانے والے غلام تھے!

حسب و نسب کی بناء پر حرمت نکاح کے دعویدار یہ بتائیں کہ ان کا حسب و نسب ان نفوس قدسیہ سے زیادہ بڑا ہے کہ ان مسلم الثبوت ہاشمی اور قرشی خاندانوں کے رشتے تو غیر کفو میں ہو جائیں اور ان کے رشتے دوسرے مسلمانوں سے ناجائز اور حرام ہوں!

غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی ایک اور توجیہ کا جواب

بعض اہل علم نے لکھا ہے: جب حرام کا خدشہ ہو اور کفو میں رشتہ میسر نہ ہو تو غیر کفو میں رشتہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ عہد رسالت میں کیے ہوئے غیر کفو میں رشتے، اسلام اور اچھے اخلاق کی بنیاد پر رشتہ دینے کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عمومی حکم اور بنو بیاضہ کو اپنے غلام کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دینا اس توجیہ کو قطعاً باطل کر دیتا ہے کیونکہ ان تمام صورتوں میں کوئی اضطرار نہیں تھا۔

بعض لوگ ایک جذباتی دلیل پیش کرتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام کہتے ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی خواتین سے اپنا نکاح جائز کہتے ہو! یہ بڑی عجیب بات ہے! آج کے سادات کرام کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو سال دور کی نسبت ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بلاواسطہ صلبی صاحبزادیاں تھیں، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کیا ان کا نکاح حضرت عثمان سے نہیں ہوا؟ کیا حضرت عثمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام نہیں تھے؟ ہر چند کہ حضرت عثمان قرشی تھے لیکن حضور کا کفو کون ہو سکتا ہے؟ حضرت ضباعہ بنت الزبیر ہاشمیہ جو حضور کی عم زاد بہن ہیں کیا ان کا نکاح حضرت مقداد بن عمرو کندی سے نہیں ہوا! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے نہیں ہوا جو ایک آزاد شدہ غلام تھے! یہ ٹھوس حقائق ہیں اور محض جذباتی باتوں سے ان کا جواب نہیں ہو سکتا۔

سیدات کا غیر فاطمیوں کے ساتھ نکاح کا بیان

بعض مؤلفین نے لکھا ہے کہ سیدزادی کا نکاح غیر سید عجمی مرد کے ساتھ بنیادی طور پر نہیں ہو سکتا کیونکہ فقہاء کرام

نے بیان کیا ہے کہ غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ (حسب ونسب ص ۳۱) نیز لکھا ہے: سیدہ کا نہ ہم کفو قریشی ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہاشمی اور نہ عباسی اور نہ ہی علوی، غیر فاطمی بلکہ سید زادی کا ہم کفو صرف اور صرف سید زادہ ہی ہو گا۔ (حسب ونسب ص ۴۷)

اب ہم سطور ذیل میں یہ واضح کریں گے کہ تاریخی طور سے یہ ثابت اور محقق ہے کہ سب سے اعلیٰ اصل مسلّم الثبوت اور بلا واسطہ سیدات کے نکاح غیر فاطمی مردوں سے کیے گئے ہیں۔

حضرت سیدہ اُم کلثوم کے حضرت عمر سے نکاح کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ثعلبة بن ابی مالك ان عمر بن الخطاب قسم مروطاً بين نساء من نساء المدينة فبقي مرط جيد فقال له بعض من عنده يا امير المؤمنين اعط هذا بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم التي عندك يريدون ام كلثوم بنت على۔ [۱]

ثعلبہ بن ابی مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مدینہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کیں، ایک قیمتی چادر بچ گئی، بعض اہل مجلس نے کہا! اے امیر المؤمنین یہ چادر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو دے دیجئے جو آپ کے نکاح میں ہیں، ان کی مراد حضرت سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا تھی۔

علامہ بدر الدین عینی نے اس حدیث کی شرح میں حضرت عمر کے ساتھ حضرت سیدہ ام کلثوم کے نکاح کی تفصیل بیان کی ہے۔ [۲]

امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں:

واما ام كلثوم الكبرى وهى بنت فاطمة فكانت عند عمر بن الخطاب وولدت له ولدا۔ [۳]

حضرت سیدہ ام کلثوم جو حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں اور ان کی حضرت عمر سے اولاد بھی ہوئی۔

شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

وتزوج ام كلثوم بنت على بن ابى طالب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم عمر بن الخطاب فولدت له زيدا۔ [۴]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نواسی حضرت سیدہ اُم کلثوم جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دختر تھیں، ان کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب سے ہوا اور ان سے زید پیدا ہوئے۔

امام ابن سعد نے بھی حضرت سیدہ ام کلثوم کے حضرت عمر کے ساتھ نکاح کو بیان کیا ہے۔ [۵]

---

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۰۳، ج ۲ ص ۵۸۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۲] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۱۶۸، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ھ

[۳] امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ، المعارف ص ۹۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[۴] ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ، جمہرۃ انساب العرب ص ۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۳ھ

[۵] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبریٰ ج ۸ ص ۴۶۲، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ام کلثوم را بنکاح آوردامیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس پسرے زید نام برائے او بزاد۔

ام کلثوم کو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نکاح میں لائے ان سے ایک صاحبزادہ زید نام متولد ہوا۔[1]

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی اس نکاح کو بیان کیا ہے۔[2]

حدیث، تاریخ اور اکابر علماء اسلام کی تصریحات کے بعد اگر کوئی شخص اس نکاح کا انکار کرتا ہے تو اس کو کون سنتا ہے!

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین اور حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین کے غیر فاطمی جوانوں سے نکاح کا بیان

امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں:

فاما فاطمة فانها كانت عند الحسن بن الحسن بن علي ثم خلف عليها عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان۔

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین کا حسن بن حسن بن علی سے نکاح ہوا پھر ان کے بعد ان کا نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا۔

واما السكينة فتزوجها مصعب بن الزبير فهلك عنها فتزوجها عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن حكيم بن حزام فولدت له قريبا وله عقب ثم تزوجها الاصبغ بن عبد العزيز بن مروان وفارقها قبل ان يدخل بها ثم تزوجها زيد بن عمرو بن عثمان بن عفان فامره سليمان بن عبد الملك بطلاقها ففعل وماتت بالمدينة في خلافة هشام هذا قول ابي اليقظان وقال الهيثم بن عدي حدثني صالح بن حسان وغيره قال سكينة عند عمرو بن حكيم بن حزام ثم تزوجها بعده عمرو بن عثمان بن عفان ثم تزوجها بعده مصعب بن الزبير وقال ابن الكلبي اول ازواج سكينة الاصبغ بن عبد العزيز اخو عمر بن عبد العزيز ثم مات عنها بمصر ولم يرها ثم خلف عليها زيد بن عمرو بن عثمان

اور حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین کا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا، ان کی وفات کے بعد ان کا نکاح عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا، ان سے قریش پیدا ہوئے اور ان کی نسل چلی۔ پھر حضرت سکینہ کا نکاح اصبغ بن عبد العزیز بن مروان سے ہوا انہوں نے دخول سے پہلے آپ کو طلاق دے دی، پھر آپ کا نکاح زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا، انہوں نے سلیمان بن عبد الملک کے حکم سے آپ کو طلاق دے دی، اور ہشام کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہو گئی، یہ ابو الیقظان کا قول ہے اور ہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ سیدہ سکینہ کا نکاح عمرو بن حکیم بن حزام سے ہوا، اس کے بعد آپ کا نکاح عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا، اس کے بعد آپ کا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا، اور ابن الکلبی نے کہا کہ سکینہ کے پہلے شوہر اصبغ بن عبد العزیز تھے جو عمر بن عبد العزیز کے بھائی تھے، وہ مصر میں آپ کو دیکھنے سے پہلے فوت ہو گئے، اس کے بعد آپ کا نکاح زید بن

[1] علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ۱۳۵۶ھ، تحقیق الحق فی کلمۃ الحق (مترجم) ص ۱۵۲، مطبوعہ گولڑہ شریف ۱۳۱۲ھ

[2] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۹، مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد

بن عفان ثم خلف علیها مصعب بن الزبیر ثم خلف علیها عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن حکیم بن حزام فولدت له عثمان الذی یقال له قرین وکانت قد ولدت من مصعب جاریة ثم خلف علیها ابراهیم بن عبد الرحمن بن عوف جد ابراهیم بن سعد الفقیه. [1]

عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا پھر اس کے بعد آپ کا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا پھر آپ کا نکاح عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا، ان سے عثمان پیدا ہوئے جن کو قرین کہتے ہیں، اور مصعب سے آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی، اس کے بعد آپ کا نکاح ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف سے ہوا جو ابراہیم بن سعد فقیہ کے دادا تھے۔

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے متعلق امام ابن سعد لکھتے ہیں:

تزوجها ابن عمها حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب فولدت له عبد الله وابراهیم وحسن وزینب ثم مات عنها فخلف علیها عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان زوجها ابنها عبد الله بن حسن بامرها فولدت له القاسم ومحمد. [2]

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین کا ان کے عم زاد حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب سے نکاح ہوا ان سے عبد اللہ، ابراہیم، حسن اور زینب پیدا ہوئے پھر وہ فوت ہو گئے، تو حضرت فاطمہ بنت حسین کے حکم سے ان کے صاحبزادے عبد اللہ بن حسن نے ان کا نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے کر دیا اور ان سے قاسم اور محمد پیدا ہوئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین کا دوسرا نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے ہوا۔ [3]

شیخ ولی الدین تبریزی نے بھی اس نکاح کا ذکر کیا ہے۔ [4]

حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے متعلق امام ابن سعد لکھتے ہیں:

تزوجها مصعب بن الزبیر بن العوام ابتکرها فولدت له فاطمة ثم قتل عنها فخلف علیها عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن حکیم بن حزام فولدت له عثمان الذی یقال له قرین وحکیما وربیحة فهلك عنها فخلف علیها زید بن عمرو بن عثمان بن عفان فهلك عنها

حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین سے سب سے پہلے حضرت مصعب بن زبیر نے عقد کیا، ان سے فاطمہ پیدا ہوئیں، پھر وہ شہید ہو گئے، تو ان کا عقد عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا، ان سے عثمان (قرین)، حکیم اور ربیحہ پیدا ہوئے ان کی وفات کے بعد ان کا نکاح زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا اور ان کی وفات کے بعد سیدہ سکینہ کا نکاح ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف زہری

---

[1] امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ، المعارف ص ۹۲-۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، الطبقات کبریٰ ج ۸ ص ۴۷۳، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ

[3] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۴۳، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ

[4] شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، الاکمال فی اسماء الرجال مع المشکوٰۃ ص ۶۱۳، مطبوعہ اصح المطابع دہلی

فخلف عليها ابراهيم بن عبد الرحمٰن بن عوف الزهري كانت ولته نفسها فتزوجها فاقامت معه ثلاثة اشهر فكتب هشام بن عبد الملك الى واليه بالمدينة ان فرق بينهما ففرق بينهما وقال بعض اهل العلم هلك عنها زيد بن عمرو بن عثمان و تزوجها الاصبغ بن عبد العزيز بن مروان [1]

سے ہوا، یہ نکاح سیدہ سکینہ نے از خود کیا تھا وہ تین ماہ ان کے ساتھ رہیں پھر ہشام بن عبد الملک نے مدینہ کے والی کو حکم دیا کہ ان میں تفریق کر دی جائے (کیونکہ بعض فقہاء کے نزدیک عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی) سو ان میں تفریق کر دی گئی، بعض علماء نے کہا ہے کہ زید بن عمرو بن عثمان کی وفات کے بعد سکینہ کا نکاح اصبغ بن عبد العزیز بن مروان سے ہوا۔

علامہ ابن خلکان نے بھی سیدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب کے نکاحوں کی مذکور الصدر تفصیل بیان کی ہے۔ اور اس میں اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے۔ [2]

نیز سیدہ سکینہ کے نکاحوں کا ذکر ان کتابوں میں بھی ہے: (نسب قریش: ۵۹، الاغانی ج ۱۶ ص ۹۳، ج ۱۶ ص ۳، انساب الاشراف ج ۵ (صفحات متفرقہ)

خلاصہ یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہما کا دوسرا نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے ہوا، یہ غیر فاطمی جوان تھے اور حضرت سیدہ سکینہ بنت الحسین رضی اللہ عنہما کے یکے بعد دیگرے چار نکاح ہوئے اور چاروں نکاح غیر فاطمی مردوں سے ہوئے

حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی صاحبزادیوں کے نکاحوں کا بیان

شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

وكان للحسن بن الحسن من البنات: زينب شقيقة عبد الله وابراهيم وحسن، تزوجها الوليد بن عبد الملك بن مروان وام كلثوم شقيقتهم ايضا تزوجها ابن عمها محمد بن علي بن الحسين وفاطمة بنت الحسن بن الحسن، تزوجها معاوية بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب، فولدت له الحسن وصالحا ويزيد وكانت فاطمة هذه لام ولد ثم خلف على فاطمة هذه ايوب بن مسلمة بن عبد الله بن الوليد بن مغيرة ومليكة بنت الحسن بن الحسن شقيقة جعفر و داؤد

حضرت حسن بن حسن کی صاحبزادیوں کی تفصیل: سیدہ زینب یہ عبد اللہ، ابراہیم اور حسن کی بہن ہیں، ان کا نکاح ولید بن عبد الملک بن مروان سے ہوا، اور سیدہ ام کلثوم یہ بھی ان کی بہن ہیں، ان کا نکاح اپنے عم زاد محمد بن علی بن الحسین سے ہوا، اور سیدہ فاطمہ بنت الحسن بن الحسن، ان کا نکاح معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا اور ان سے حسن، صالح اور یزید پیدا ہوئے، یہ فاطمہ ام ولد کی لڑکی تھیں، اس کے بعد ان کا نکاح ایوب بن مسلمہ بن عبد اللہ بن الولید بن مغیرہ سے ہوا، اور سیدہ ملیکہ بنت الحسن بن الحسن ہیں یہ جعفر اور داؤد کی بہن ہیں ان کا نکاح

[1] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ ھ، طبقات کبریٰ ج ۸ ص ۴۷۵، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ ھ

[2] علامہ شمس الدین احمد بن محمد ابن خلکان متوفی ۶۸۱ ھ، وفیات الاعیان ج ۲ ص ۳۶۸، مطبوعہ منشورات الشریف قم ایران

تزوجها جعفر بن المصعب بن الزبیر فولدت له ابنة وام القاسم بنت الحسن بن الحسن شقیقة ملیکة تزوجها مروان بن ابان بن عثمان فولدت له محمدا ثم خلف علیها ابن عمها علی بن الحسین [1]

جعفر بن المصعب بن الزبیر سے ہوا، ان سے ایک لڑکی ہوئی، اور سیدہ ام القاسم بنت الحسن بن الحسن ہیں یہ سیدہ ملیکہ کی بہن ہیں ان کا نکاح مروان بن ابان بن عثمان سے ہوا اور ان سے محمد پیدا ہوئے، اس کے بعد ان کا نکاح ان کے عم زاد علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے ہوا۔

حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابیطالب کی پانچ صاحبزادیاں ہوئیں، ان میں سے صرف سیدہ ام کلثوم کا نکاح فاطمی صاحبزادے حضرت سید محمد بن علی بن الحسین (ابن زین العابدین) سے ہوا، باقی چار صاحبزادیوں کا نکاح غیر فاطمی جوانوں سے ہوا۔

حضرت علی بن حسین بن علی بن ابیطالب (زین العابدین) کی صاحبزادیوں کے نکاح کا بیان

شیخ ابن حزم حضرت زین العابدین کی صاحبزادیوں کے نکاح کے بیان میں لکھتے ہیں:

وهن خديجة تزوجها محمد بن عمر بن علي بن ابي طالب وعبرة تزوجها محمد بن معاوية بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب ثم خلف عليها بعده علي بن الحسن بن الحسن بن علي بن ابي طالب ثم خلف عليها بعده نوح بن ابراهيم بن محمد بن طلحة بن عبيد الله وام كلثوم تزوجها داود بن الحسن بن الحسن وام الحسن تزوجها داود بن علي بن عبد الله بن العباس بن عبد المطلب فولدت له موسى وفاطمة تزوجها داود بن علي بن عبد الله ابن طالب ثم خلف عليها بعده عبد الله بن معاوية بن عبد الله بن جعفر وام الحسين تزوجها ابراهيم الامام بن محمد بن علي بن عبد الله بن العباس [2]

سیدہ خدیجہ کا نکاح محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب سے ہوا، اور سیدہ عبرہ کا نکاح محمد بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا، اس کے بعد ان کا نکاح علی بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابیطالب سے ہوا، اس کے بعد ان کا نکاح نوح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ سے ہوا، اور سیدہ ام کلثوم کا نکاح داؤد بن الحسن بن الحسن سے ہوا، اور سیدہ ام الحسن کا نکاح داؤد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبد المطلب سے ہوا، ان سے موسیٰ پیدا ہوئے اور سیدہ فاطمہ ہیں ان کا نکاح داؤد بن علی بن عبداللہ ابی طالب سے ہوا، اس کے بعد ان کا نکاح عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر سے ہوا، اور سیدہ ام الحسین ہیں ان کا نکاح ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ہوا۔

حضرت علی بن حسین بن علی بن ابیطالب (زین العابدین) کی چھ صاحبزادیاں ہوئیں ان میں سے صرف ایک صاحبزادی کا نکاح فاطمی جوان سے ہوا، باقی پانچ صاحبزادیوں کے نکاح غیر فاطمی جوانوں سے ہوئے، البتہ سیدہ عبرہ کا دوسرا نکاح فاطمی جوان سے ہوا۔

---

[1] شیخ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ جمہرۃ انساب العرب ص ۴۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۳ھ

[2] جمہرۃ انساب العرب ص ۵۲

نیز شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

سیدہ زینب بنت الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا نکاح رشید سے ہوا۔ [1]

سیدہ فاطمہ بنت محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا نکاح عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب سے ہوا۔ [2]

سیدات کے غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی توجیہ کا بیان

جو لوگ سیدہ کا نکاح غیر سید سے ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں وہ ان نکاحوں کے متعلق لکھتے ہیں:

جو نکاح کسی دینی مصلحت کی بناء پر غیر کفو میں ہو وہ اصل کفاءت کی نفی نہیں کرتا۔ (حسب و نسب ص ۴۶)

ظاہر ہے کہ یہ توجیہ قطعاً باطل اور مردود ہے کیونکہ جس سے نکاح کرنا حرام ہو اس سے نکاح کرنا کسی صورت میں بھی جائز اور حلال نہیں ہو سکتا، کیا کسی مصلحت کی بناء پر کافر سے نکاح حلال ہو سکتا ہے؟ پھر ان لوگوں کے نزدیک یہ محض فقہی مسئلہ نہیں ہے بلکہ عقیدہ کا مسئلہ ہے اور شیطان کے کفر سے بڑا کفر ہے، لکھتے ہیں:

یہ فتویٰ دینا کہ ایک عجمی مرد کے لیے جائز ہے وہ سید زادی سے نکاح کرے، اس فتویٰ سے فتویٰ دینے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی بے ادبی کرنا اور توہین کرنا یہ اس بے ادبی اور توہین سے زیادہ سنگین جرم ہے جو شیطان سے سرزد ہوئی تھی۔ (حسب و نسب ص ۴۸)

فی الواقع حضرت علی نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح کیا۔ حضرت سیدہ فاطمہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب اور حضرت سیدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب کا نکاح غیر سیدوں سے ہوا، حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی چار صاحبزادیوں کا اور حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی پانچ صاحبزادیوں کا نکاح غیر سیدوں سے ہوا۔

بتایئے کیا ان سادات کرام اور محترم سیدزادیوں نے شیطان سے بڑا کفر کیا ہے؟ غور کیجئے کہ آیا ان محترم سیدزادیوں کے مقدس نکاحوں کو جائز کہنا بے ادبی ہے یا ان محترم سیدزادیوں کے طیب نکاحوں کو ناجائز اور حرام کہنا، ان کی اولاد کو ولد الزنا ٹھیرانا اور اس کام کو شیطان کے کفر سے بڑا کفر قرار دینا بے ادبی ہے!

ذرا سوچئے کہ آپ کی اس تحریر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر اذیت پہنچائی ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ عترت اور قدسی ذریت کو آپ نے حرام کام کا مرتکب قرار دیا، ان کے پاکیزہ نکاحوں کو ناجائز اور حرام کہا بلکہ شیطان کے کفر سے بڑا کفر کہا! میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ ایسے لوگوں کو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرمائے، اور آپ لوگوں نے خاندان نبوت اور اہل بیت رسول کی جو توہین کی ہے اس سے آپ رجوع کر لیں! وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

حضرت سیدہ سکینہ کے امویوں اور غیر فاطمیوں کے ساتھ کیے ہوئے نکاحوں کے متعلق بعض علماء نے لکھا ہے:

---

[1] شیخ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ، جمہرۃ انساب العرب ص ۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۳ھ

[2] ،، ،، ،، ،، ،، جمہرۃ انساب العرب ص ۵۹-۶۰، ،، ،، ،،

ابتداء میں چونکہ اولیاء کے اعتراض کے موثر کرنے ہی سے غیر کفو کا نکاح منسوخ ہوتا تھا اور حضرت مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ پر کسی کو یہ فرصت ہی نہ تھی، لہٰذا جو کچھ ہونا تھا ہو گیا، مگر اب صورت شرعی یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔
(تحقیق الحق الطریق الجید فی عدم نکاح الشریفۃ السیدۃ بغیرہ الشریف السید ص ۴۲)

یعنی اب شریعت بدل گئی ہے، حضرت سیدہ فاطمہ بنت الحسین اور حضرت سیدہ سکینہ بنت الحسین نے جس شریعت پر عمل کیا اب وہ شریعت نافذ نہیں ہے! کاش ان لوگوں کو علم ہوتا کہ شریعت کا وہی مفہوم صحیح ہے جس کو سیدہ فاطمہ اور سیدہ سکینہ نے سمجھا اور اس پر عمل کیا ـــــ نیز بعض نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے اس لیے کیا تھا کہ اس سلسلہ میں آپ پر وحی نازل ہوئی تھی۔ (تحقیق الحق الطریق الجید ص ۶۰)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر کفو میں نکاح کرنے کا جواز وحی الٰہی سے ثابت ہے اور یہ ہماری تائید ہے!

سیدہ کے غیر سید سے نکاح کے متعلق اعلیٰ حضرت کا موقف

بعض مؤلفین نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عبارات سے بھی مغالطہ آفرینی کی ہے اور یہ تاثر دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت غیر کفو میں کیے ہوئے نکاح کو مطلقاً غیر منعقد قرار دیتے ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت کا موقف اور تحقیق ان کو قطعاً غیر مفید ہے۔

جیسا کہ ہم ان شاء اللہ آگے چل کر تفصیل سے بیان کریں گے کہ اکثر فقہاء احناف نے اس مسئلہ میں ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے کہ لڑکی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن ولی اقرب کو اعتراض کا حق ہے اور بعض فقہاء احناف نے نوادر کی روایت پر فتویٰ دیا ہے کہ اگر ولی اقرب کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کیا جائے تو وہ نکاح اصلاً منعقد نہیں ہوتا اور اگر لڑکی اور ولی اقرب کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کیا جائے تو وہ صحیح نکاح ہے اور منعقد ہو جاتا ہے، سو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی نوادر کی اسی روایت پر فتویٰ دیا ہے:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

مسئلہ از شہر کہنہ ۷ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ پٹھان کے لڑکے اور سید کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: سائل مظہر کہ لڑکی جوان ہے اور اس کا باپ زندہ دونوں کو معلوم ہے کہ یہ پٹھان ہے اور دونوں اس عقد پر راضی ہیں، باپ خود اس کے سامان میں ہے جب صورت یہ ہے تو اس نکاح کے جواز میں اصلاً شبہ نہیں کما نص علیہ فی ردالمحتار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

نیز اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

ما قولکم رحمکم اللہ فی ان العالم العجمی کفو للسید ام لا بینوا بسند الکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب: نعم اذا کان دینا متدینا لان فضل العلم فوق

سوال: اس مسئلہ میں آپ کا کیا ارشاد ہے کہ آیا عجمی عالم سیدہ کا کفو ہے یا نہیں؟ قرآن مجید سے اس کا جواب دیں اور اجر پائیں۔

ہاں: دیندار عالم سیدہ کا کفو ہے، کیونکہ علم کی فضیلت

---

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۸۷، مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد

فضل النسب قال الله تعالى يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات وقال تعالى قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون فی وجيز الامام الكردری العجمی العالم كفو للعربی الجاهل لان شرف العلم اقوى و ارفع وكذا العالم الفقير للغنی الجاهل وكذا العالم الذی ليس بقرشی كفو للجاهل القرشی والعلوی[1]

نسب کی فضیلت سے زائد ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کو بلند کرتا ہے اور عالموں کو بہت درجات بلندیاں دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ اور امام کردری نے وجیز میں لکھا ہے کہ عالم، جاہل عربی کا کفو ہے کیونکہ علم کا مرتبہ زیادہ بلند اور زیادہ قوی ہے، اسی طرح فقیر عالم، جاہل غنی کا کفو ہے اور غیر قرشی عالم، جاہل قرشی اور جاہل علوی کا کفو ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس مسئلہ پر فتح القدیر، نہر فائق، فتاویٰ قاضی خان، تاتارخانیہ، ردالمحتار، فتاویٰ خیریہ، مجمع الفتاویٰ محیط اور جامع الفتاویٰ کے حوالے دیئے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

مسئلہ: مرسلہ حاجی موسیٰ عرب ۳ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ سادات کرام بیبیوں سے غیر قوم غیر سید مثل شیخ مغل پٹھان وغیرہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: سید ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلے سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ان میں جو عالم دین معظم مسلمین ہو اس سے بھی مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے ورنہ اگر سیدانی نابالغہ ہے اور اس غیر قریش کے ساتھ اس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے اور اگر باپ دادا اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی پہلے کر چکے ہوں تو اب ان کے کیے بھی نہ ہو سکے گا اور اگر بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں تو وہ اپنی خوشی سے اس غیر قریشی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ دادا پردادا ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قرشی جان کر صراحۃً اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا، ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی باطل محض ہوگا ان تمام مسائل کی تفصیل درمختار و ردالمحتار وغیرہما کتب معتمدہ مذہب اور فقیر کے فتاویٰ میں متعدد جگہ ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔[2]

اور اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

مسئلہ: از سیدہ ضلع ہوشنگ آباد محلہ ماپورہ مسئولہ حافظ شاہ افضل خان صاحب ۲۴ محرم ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں براہ کرم جواب سے مع دلائل نقلی کے مشرف وممتاز فرمائیں (۱) ایک عورت ہے جو نسبی سیدہ ہے اس سے کسی شخص نے جو نسباً سید نہیں ہے نکاح کیا تو اس کو لوگ کافر

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۱، مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد

[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ، فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۲-۲۹۳ ″

کہتے ہیں تو کیا شخص مذکور کافر ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو ایسے کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ (۲) عورت بالغہ جو نسباً سیدہ ہے باکرہ ہو یا مطلقہ کسی شخص سے جو نسباً سید نہیں ہے نکاح کرے تو جائز ہوگا یا نہیں۔ (۳) مرد غیر سید نے سیدہ عورت سے نکاح کیا اور اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد اس سے پیدا ہوگی وہ نسباً سید کہلائے گی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: (۱) حاشا للہ اُسے کفر سے کیا علاقہ کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہیے کہ بلاوجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے اور امیر المومنین عمر نسباً سادات سے نہیں۔ (۲) سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کرے گی ہو جائے گا اگرچہ سید نہ ہو مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی اور اگر غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی نکاح کرے گی تو نہ ہوگا جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل پٹھان سے مگر جب کہ وہ معزز عالم دین ہو۔ (۳) جب باپ سید نہ ہو اولاد سید نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدانی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

حضرت علامہ محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ غیر سید کا سیدہ سے نکاح جائز ہے (فتاویٰ نوریہ ج ۲ ص ۲۱۳-۲۱۲)

نکاح کی وجہ سے عورت کی تذلیل کی تحقیق

سفیان ثوری نکاح میں کفو کا مطلقاً اعتبار نہیں کرتے جبکہ اکثر فقہاء احناف کے نزدیک نکاح میں کفو کا اعتبار ہے۔ علامہ سرخسی جمہور فقہاء احناف کی طرف سے دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عورت کے مملوک ہونے میں ایک طرح کی ذلت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ کیا ہے اور فرمایا: نکاح غلامی (رقا) ہے، سو تم غور کرو کہ تم اپنی بیٹی کا رشتہ کہاں کر رہے ہو اور نفس کو ذلیل کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کے لیے اپنے نفس کو ذلیل کرنا جائز نہیں ہے" اور نکاح میں جو کچھ کیا گیا ہے وہ بقدر ضرورت جائز کیا گیا ہے، اور غیر کفو میں عورت کا نکاح کرنے سے زیادہ ذلت ہے اور اس زیادہ ذلت کی ضرورت نہیں ہے اس لیے نکاح میں کفو کا اعتبار کیا گیا ہے۔ [2]

بعض مؤلفین نے مبسوط کی اس عبارت کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ علامہ سرخسی نے غیر کفو میں نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے اس لیے وہ اس عبارت کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

اس سے ظاہر ہوا کہ کفو میں نکاح کرنے کی علت شرعی یہ ہے کہ انسان ذلت سے محفوظ رہے اور غیر کفو میں اس لیے ناجائز ہے کہ غیر کفو میں تذلیل اور توہین ہے اب غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کی علت شرعی انسان کی "تذلیل اور توہین ہوئی۔ (الحسب والنسب ص ۴۹)

پہلی بات تو یہ ہے کہ علامہ سرخسی نے مذکور الصدر دلیل نکاح میں کفو کا اعتبار کرنے پر قائم کی ہے، غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز پر یہ دلیل قائم نہیں کی، بلکہ ان کے نزدیک غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے کیونکہ سفیان ثوری نے یہ حدیث پیش کی کہ ابو طیبہ (فصد لگانے والا غلام) نے بنو بیاضہ کو رشتہ کا پیغام دیا، انھوں نے انکار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۹، مطبوعہ سنی دار الاشاعت، فیصل آباد

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

نے فرمایا: ابوطیبہ سے نکاح کرو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو بہت فتنہ اور فساد ہو گا، اور حضرت بلال کے لیے رشتہ دینے کا حکم دیا، ان حدیثوں کے جواب میں علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

وتاویل الحدیث الآخر الندب الی التواضع وترک طلب الکفاءۃ لا الالزام وبہ نقول ان عند الرضا یجوز العقد۔[1]

اور دوسری حدیث کی تاویل یہ ہے کہ تواضع کرنا اور کفو کی طلب کو ترک کرنا مندوب ہے، کفو کا اعتبار کرنا لازم نہیں ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جب (لڑکی اور اس کے ولی اقرب کی) رضا ہو تو نکاح جائز ہے۔

علامہ سرخسی نے جو لکھا ہے کہ رضا مندی سے غیر کفو میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے، یہی ظاہر الروایۃ ہے اور یہی نوادر کی روایت میں ہے اور اسی کے مطابق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فتویٰ دیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ سرخسی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ نکاح میں ایک طرح کی ذلت ہے، نکاح ذلت کا نہیں بلکہ عزت اور تکریم کا سبب ہے، اور یہ قول قطعاً باطل ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنے سے دگنی ذلت اٹھانی پڑتی ہے اللہ اکبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفو کون ہو سکتا ہے؟ آپ نے خود اپنی دو صاحبزادیوں کا حضرت عثمان سے نکاح کیا، حضرت علی نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح کیا، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی صاحبزادیوں کے نکاح غیر کفو میں ہوئے العیاذ باللہ کیا ان نکاحوں سے ان محترم سیدات کی توہین اور تذلیل ہوئی تھی؟

اسلام نے شوہر اور بیوی کے حقوق اور فرائض اور ان کے وظائف متعین کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسان کے فروغ کے لیے نکاح کو سبب بنایا ہے، اور اس میں ہر فریق قدرت کے بنائے ہوئے نظام کے تحت اپنا رول ادا کر رہا ہے، یہ صحیح ہے کہ مرد کو عورت پر اور شوہر کو بیوی پر فوقیت حاصل ہے، اور بیوی شوہر کے ماتحت اور محکوم ہوتی ہے لیکن یہ ایک جزوی فضیلت ہے، اس سے عورت کے دیگر فضائل، محاسن اور حقوق کی نفی نہیں ہوتی اور نکاح کی وجہ سے عورت کو ذلیل و خوار قرار دینا خطاء فاحش ہے۔ اللہ تعالیٰ شوہر اور بیوی کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ۔
(بقرہ: ۲۲۸)

اور عورتوں کا بھی مردوں پر اسی طرح دستور شرع کے مطابق حق ہے جس طرح مردوں کا عورتوں پر دستور شرع کے مطابق حق ہے اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو معزز اور مکرم بنایا ہے خواہ مرد ہو یا عورت! اور نکاح کی وجہ سے ہرگز عورت کی تذلیل اور تحقیر نہیں ہوتی، نکاح کے بعد ہی عورت ماں بنتی ہے، اور اسلام میں ماں کا درجہ باپ سے بہت زیادہ ہے، حضرت انس سے روایت ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے[2] حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جس نے ماں

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۱ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ

کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اس کو دوزخ کا عذاب نہیں ہوگا۔[1] حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ماں کے قدموں سے چمٹے رہو جنت وہیں ہے۔[2] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ! اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ! اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ! (چوتھی بار) اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ تو آپ نے فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ۔[3]

ان احادیث سے یہ واضح ہوگیا کہ نکاح عورت کی تذلیل اور توہین کا سبب نہیں ہے بلکہ اس کی تعظیم اور تکریم کا سبب ہے۔

بعض مؤلفین نے لکھا ہے: "کہ اگر سید زادی نے اپنی اور اپنے ولی کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو پھر بھی اس نسب پر زد پڑے گی، کیونکہ غیر کفو میں نکاح کرنے سے اس سید زادی کا اصل نسب سے رشتہ کٹ جائے گا، اس کی آگے جو اولاد ہوگی وہ سید نہیں رہے گی بلکہ وہ عجمی کی ہم کفو بن جائے گی۔ (حسب و نسب ص ۴۴)۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنے سے سیدہ کا نسب منقطع نہیں ہوتا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جن صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا، کیا ان کا حضور سے نسب منقطع ہوگیا؟ اسی طرح خاندان اہل بیت کی دیگر جن سیدات کا نکاح غیر کفو میں ہوا کیا ان کا نسب منقطع ہوگیا؟ باقی رہا اولاد کا نسب! تو وہ باپ سے چلتا ہے ماں سے نہیں چلتا، سادات کرام کا نسب مردوں سے چلے گا، ان کی خواتین سے نہیں چلے گا، خواہ ان کا عقد سید سے ہو یا غیر سید سے۔

اور تیسری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس قسم کی اٹکل پچو باتوں اور ڈھکوسلوں سے کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے نہ کفر ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی چیز کا حرام قطعی ہونا ثابت ہوتا ہے، اگر کسی کے نزدیک سیدہ کا غیر کفو میں نکاح حرام قطعی ہے تو وہ کوئی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ دلیل پیش کرے، قرآن مجید یا خبر متواتر سے سیدہ کے غیر کفو میں نکاح کی حرمت پر نص صریح لائے، بچشم ما روشن و دل ما شاد و بدوہ شرط الانقیاد۔ اور بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی چیز کو حرام قطعی قرار دینا گویا بہ طور خود شریعت بنانا ہے، اور اللہ کے حلال کو حرام کرنا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مشرکین نے سائبہ، بحیرہ اور وصیلہ وغیرہ حلال جانوروں کو از خود حرام کر لیا اور اس کی مذمت میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوگئیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفظ اور پناہ میں رکھے اور حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

غیر کفو میں نکاح کے انعقاد کے لیے آیا عورت کے تمام اولیاء کا راضی ہونا ضروری ہے یا صرف ولی اقرب کا راضی ہونا کافی ہے؟

بعض علماء نے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز پر یہ دلیل بھی قائم کی ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے انعقاد کے لیے صرف یہ کافی

---

[1] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۲ مطبوعہ موسستہ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] " " " کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۳، " " "

[3] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۹، دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

نہیں ہے کہ لڑکی اور اس کا ولی اقرب راضی ہو جائے بلکہ اس نکاح کے جواز کے لیے یہ ضروری ہے کہ روئے زمین پر اس لڑکی کے جتنے اولیاء ہیں وہ سب راضی ہو جائیں اور یہ عادۃً محال ہے اس لیے یہ نکاح بھی جائز نہیں۔ (دیکھئے تحقیق الحق الطریف الجدید ص ۵۵)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ظاہر الروایۃ کے مطابق غیر کفو میں نکاح کے جواز کے لیے صرف ولی اقرب کی رضا ضروری ہے، علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

واذا تزوجت المرأة غير كفء فرضى به احد الاولياء جاز ذلك ولا يكون لمن هو مثله فى الولاية او ابعد منه ان ينقضه الا ان يكون اقرب منه فحينئذ المطالبة بالتفريق۔ [1]

اور جب کوئی عورت غیر کفو میں نکاح کرے اور اس کے اولیاء میں سے ایک شخص بھی اس نکاح پر راضی ہو جائے تو یہ نکاح جائز ہے اور جو شخص اس ولی کے برابر ہو یا بعید ہو اس کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ ہاں اگر دوسرا ولی اجازت دینے والے سے زیادہ قریب ہو تو وہ نکاح کی تفریق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

اس کے بعد علامہ سرخسی نے نوادر کی روایت میں امام ابو یوسف کا اس مسئلہ میں اختلاف ذکر کیا ہے، ان کے دلائل ذکر کیے ہیں اور پھر تفصیل سے ان کا رد کیا ہے اور ظاہر الروایۃ کو ثابت کیا ہے سخت حیرت ہے کہ بعض لوگوں نے نوادر کی روایت اور اس کے دلائل علامہ سرخسی کے حوالے سے بیان کیے ہیں اور علامہ سرخسی نے اس کا جو رد کیا ہے اس کو ذکر نہیں کیا، اور نہ مذکور الصدر عبارت بیان کی اور نہ ہی یہ بیان کیا کہ امام ابو یوسف کا یہ قول نوادر ہشام میں ہے! اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں نوادر کو اختیار کرنا باطل ہے۔

حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت کوئی روایت ظاہر الروایت کے مخالف ہو اور تحقیقی علامات ترجیح سے خالی ہو تو ترجیح ظاہر الروایت کو ہوتی ہے کما فی الشامی وکذا لو کان احدھما ظاہر الروایۃ وبہ صرح فی کتاب الرضاع من البحر حیث قال الفتوی اذا اختلفت کان الترجیح بظاهر الرواية۔ [2]

نوٹ: تحقیقی علامات ترجیح سے مراد یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں کسی دلیل کی بناء پر تمام مشائخ حنفیہ نے ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں نوادر کا کوئی قول اختیار کر لیا ہو اور اس کی تصریح تمام متون اور شروح میں ہو۔ یاد رہے کہ نکاح غیر کفو کے مسئلہ میں نوادر میں حسن بن زیاد کی روایت پر بعض مشائخ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اقرب ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا اور ظاہر الروایۃ کے مطابق نکاح منعقد ہو جاتا ہے البتہ ولی اقرب کو اعتراض کا حق ہے۔ اس کے برخلاف زیر بحث مسئلہ میں یعنی "انعقاد نکاح کے لیے تمام اولیاء کی رضامندی ضروری ہے" اس روایت کو مشائخ حنفیہ میں سے کسی نے مفتیٰ بہ قرار

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۶، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ۱۳۵۶ھ، فتاویٰ مہریہ ص ۱۳۲، مطبوعہ لاہور

[3] اس عبارت کے لیے رد المحتار ج ا ص ۶۷ اور ص ۶۹ ملاحظہ فرمائیں، سعیدی غفرلہ

نہیں دیا یہ بالاتفاق مردود روایت ہے۔

اعتبار کفو کی روایات کی فنی حیثیت

بعض لوگ چند ضعیف روایات سے غیر کفو میں نکاح کی حرمت پر استدلال کرتے ہیں ہم ثقہ محدثین کے حوالوں سے ان روایات کی حقیقت واضح کرنا چاہتے ہیں۔ فنقول و باللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

حدیث والایم اذا وجدت لہا کفوا کی تحقیق

غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کو ثابت کرنے کے لیے اس حدیث کو پیش کیا جاتا ہے: امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ کتاب الصلوٰۃ میں روایت کرتے ہیں:

عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یا علی ثلث لا تؤخرھا الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا قال ابو عیسی (الی قولہ) واضطربوا فی ھذا الحدیث۔[1]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے علی! تین چیزوں کو مؤخر نہ کرنا، جب نماز کا وقت آجائے، جب جنازہ آجائے اور جب تم کو بے نکاح عورت کا کفو مل جائے۔ امام ترمذی نے کہا اس حدیث میں راویوں کا اضطراب ہے۔

نیز امام ترمذی کتاب الجنائز میں روایت کرتے ہیں:

عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یا علی ثلاث لا تؤخرھا الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا قال ابو عیسی ھذا حدیث غریب وما اری اسنادہ متصلا۔[2]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تین چیزوں کو مؤخر نہ کرنا، جب نماز کا وقت آجائے، جب جنازہ آجائے اور جب تم کو بے نکاح عورت کا کفو مل جائے، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور میرے علم میں اس کا اسناد متصل نہیں ہے۔

امام ترمذی نے اس کو دونوں بابوں میں سند واحد کے ساتھ روایت کیا ہے، کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کو مضطرب لکھا ہے اور کتاب الصلوٰۃ میں اس کو منقطع قرار دیا ہے۔

اضطراب اور انقطاع کے علاوہ ہمارے نزدیک اس حدیث کے ضعف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے سعید بن عبداللہ جہنی، ہر چند کہ امام ابن حبان نے اس کا ثقات میں ذکر کیا ہے، لیکن امام ابو حاتم نے اس کو مجہول قرار دیا ہے اور فن حدیث اور جرح اور تعدیل میں امام ابو حاتم، امام ابن حبان پر مقدم ہیں۔

سعید بن عبداللہ جہنی کے متعلق، حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال ابو حاتم مجھول۔[3]

ابو حاتم نے کہا یہ مجہول ہے۔

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ٢٧٩ ھ، جامع ترمذی ص ٥٢، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] ″ ″ ″ ″ ، جامع ترمذی ص ١٢٣، ″ ″

[3] حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ٨٥٢ ھ، تہذیب التہذیب ج ٤ ص ٥٢، مطبوعہ دائرۃ المعارف ہند، ١٣٢٥ ھ

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث متعدد وجوہ سے ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔

اس حدیث سے غیر کفو میں نکاح کی حرمت پر استدلال دو وجہوں سے باطل ہے۔ اولاً اس لیے کہ اس حدیث میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جب کفو میں رشتہ مل جائے تو نکاح میں جلدی کرو، یہ نہیں فرمایا کہ غیر کفو میں نکاح نہ کرو، اور ان دونوں حکموں میں بہت فرق ہے۔ ثانیاً اس لیے کہ یہ حدیث مضطرب اور منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس سے حرمت قطعیہ ثابت نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ حرام قطعی کے ثبوت کے لیے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ دلیل کی ضرورت ہے اور یہ حدیث قطعی الثبوت ہے نہ قطعی الدلالۃ۔

امام حاکم نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے:

وهذا حديث غريب صحيح ولم يخرجاه۔[1] یہ حدیث غریب صحیح ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امام ترمذی کے مقابلہ میں امام حاکم کی تصحیح کا اعتبار نہیں ہے، خصوصاً اس لیے کہ تصحیح حدیث میں امام حاکم کا تساہل مشہور ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

مساهلة الحاكم في التصحيح مشهورة۔[2] تصحیح حدیث میں حاکم کا تساہل مشہور ہے۔

علامہ سید پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے بھی حاکم کے تساہل کو بیان فرمایا ہے۔[3]

(حاکم کے تساہل کی پوری تحقیق شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۰۷۳-۱۰۷۱ میں ملاحظہ فرمائیں)۔

نیز یہ حدیث امام حاکم کے مذہب کے بھی خلاف ہے، کیونکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز ہے، امام حاکم اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا بنا لیا اور ان کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت الولید بن عتبہ قرشیہ سے کر دیا۔ اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے امام حاکم اخیر میں لکھتے ہیں:

وفيه ان الشريفة تتزوج من كل مسلم۔[4] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدہ کا نکاح ہر مسلمان سے ہو سکتا ہے۔

امام حاکم کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری تک سیدہ کا نکاح غیر سید کے ساتھ بلانکیر مروج تھا اور یہ کہ جن احادیث سے ہم نے سیدہ کے ساتھ غیر سید کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، امام حاکم نے بھی ان احادیث سے استدلال کیا ہے، وللہ الحمد۔

---

[1] امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، مستدرک ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ۔
[2] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۷۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ
[3] علامہ سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی متوفی ۱۳۵۶ھ، تصفیہ ما بین السنی والشیعہ ص ۱۷، مطبوعہ گولڑا شریف، ۱۹۷۹ء
[4] امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، مستدرک ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

حدیث تخیروا لنطفکم کی تحقیق

اس سلسلہ میں ابن ماجہ کی اس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے:

حدثنا عبد الله بن سعید ثنا الحارث بن عمران الجعفری عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیهم[1]

عبد اللہ بن سعید از حارث بن عمران جعفری از ہشام بن عروہ از حضرت عائشہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو، خود اپنا نکاح ہم کفو میں کرو، اور انہی سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کرو۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی حارث بن عمران جعفری ہے، اس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: امام ابو زرعہ نے کہا یہ شخص ضعیف الحدیث اور واہی ہے، امام ابو حاتم نے کہا یہ قوی نہیں، اور اس نے ایک حدیث از ہشام از عروہ از عائشہ روایت کی ہے: تخیروا لنطفکم "اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو" اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، امام ابن عدی نے کہا اس کی احادیث کی ثقہ راوی متابعت نہیں کرتے، اور اس کی روایات کا ضعف واضح ہے (حافظ ابن حجر کہتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ امام ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ شخص حدیث وضع کر کے (یعنی خود بنا کر) ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے، اس نے ہشام سے تخیروا لنطفکم کو روایت کیا اور عکرمہ بن ابراہیم نے اس کی متابعت کی اور یہ دونوں ضعیف ہیں، امام دارقطنی نے کہا یہ حدیث متروک ہے۔[2]

امام ابن جوزی لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت چار سندوں سے مروی ہے اور چاروں سندیں ضعیف ہیں، ہم یہاں پر چاروں اسانید اور راویوں کا ضعف مفصل بیان کر رہے ہیں:

پہلی سند:

انا ابو المنصور القزاز قال انا ابوبکر بن ثابت الخطیب قال انا القاضی ابو عمر القاسم بن جعفر الهاشمی قال نا العباس محمد بن احمد الاثرم قال نا علی بن حرب الطائی قال حدثنا الحارث بن عمران عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول تخیروا لنطفکم ولا تضعوها الا فی الاکفاء۔

ابو المنصور قزاز از ابوبکر ابن ثابت الخطیب از قاضی ابو عمر القاسم بن جعفر الہاشمی از عباس محمد بن احمد اثرم از علی بن حرب الطائی از حارث بن عمران از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نطفوں (اولاد) کے لیے رشتے پسند کرو اور ان کا نکاح صرف کفو میں کرو۔

اس سند میں حارث بن عمران کی ہشام سے روایت ہے، امام دارقطنی نے کہا حارث ضعیف ہے، امام ابن حبان نے کہا یہ شخص حدیث وضع کر کے (گھڑ کے) ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔

دوسری سند:

انا عبد الملك قال انا عبد الرحمان بن احمد قال اخبرنا محمد بن عبد الملك قال نا الدار قطني قال نا احمد بن محمد بن زياد قال نا موسى بن اسحاق قال نا عمر بن ابي الرطيل قال حدثنا صالح بن موسى عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اختاروا لنطفكم

عبد الملک از عبد الرحمان بن احمد از محمد بن عبد الملک از دار قطنی از احمد بن محمد بن زیاد از موسیٰ بن اسحاق از عمر بن ابی الرطیل از صالح بن موسیٰ از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نطفوں (اولاد) کے لیے نیک رشتے پسند کرو۔

اس سند میں صالح بن موسیٰ ہے، امام یحییٰ نے کہا اس کی روایت کی کوئی حیثیت نہیں، اور امام نسائی نے کہا اس کی روایت متروک ہے۔

تیسری سند:

انا عبد الحق قال انا عبد الرحمان قال انا محمد بن عبد الملك قال نا علي بن عمر قال نا احمد بن محمد بن زياد قال حدثني محمد بن حماد بن ماهان قال حدثني محمد بن عقبة قال نا ابو امية بن يعلى ثقفي عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انكحوا الى الاكفاء وانكحوهم واختاروا لنطفكم واياكم و

عبد الحق، از عبد الرحمان، از محمد بن عبد الملک از علی بن عمر از احمد بن محمد بن زیاد از محمد بن حماد بن ماہان از محمد بن عقبہ از ابوامیہ بن یعلیٰ ثقفی از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفو میں رشتہ دو اور کفو میں نکاح کرو، اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو اور حبشیوں سے احتراز کرو، کیونکہ وہ بدشکل مخلوق ہیں۔

اس سند میں ابوامیہ بن یعلیٰ ہے اس کا نام اسماعیل ہے، امام یحییٰ نے کہا اس کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں، امام مروہ نے کہا یہ متروک الحدیث ہے۔

چوتھی سند:

انا ابو منصور ابن خيرون قال انا اسمعيل بن مسعدة قال اخبرنا حمزة بن يوسف قال انا ابو احمد ابن عدي قال نا عمر بن سنان قال نا هشام بن عبد الملك قال حدثنا يحيى بن سعيد قال نا عيسى بن ميمون عن القاسم بن محمد عن عائشة: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تخيروا لنطفكم فان النساء يلدن اشباه اخوانهن واشباه اخواتهن.

ابو منصور ابن خیرون از اسماعیل بن مسعدہ از حمزہ بن یوسف از ابو احمد بن عدی از عمر بن سنان از ہشام بن عبد الملک از یحییٰ بن سعید از عیسیٰ بن میمون از قاسم بن محمد از حضرت عائشہ، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو، کیونکہ عورتیں اپنے بھائیوں اور بہنوں کے مشابہ بچے جنتی ہیں۔

اس حدیث کی سند میں عیسیٰ بن میمون ہے۔ امام ابن حبان نے کہا یہ منکر الحدیث ہے اس کی روایات سے استدلال نہیں ہوتا۔ لہ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

امام ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت عائشہ کے علاوہ حضرت عمر، حضرت ابن عمر اور حضرت انس سے بھی مروی ہے (لیکن ان کی روایات میں کفو کا لفظ نہیں ہے) ان تمام روایات کی اسانید پر بحث کرتے ہوئے امام ابن جوزی لکھتے ہیں:

یہ تمام احادیث صحیح نہیں ہیں، حضرت عمر سے جو حدیث مروی ہے اس میں ایک راوی سلیمان بن عطاء ہے، یہ مسلمہ بن عبد اللہ سے من گھڑت چیزیں روایت کرتا ہے، امام ابن حبان نے کہا مجھے پتا نہیں کہ یہ تخلیط اس کی طرف سے ہے یا مسلمہ کی طرف سے، حضرت ابن عمر سے جو حدیث مروی ہے اس میں ابن البیلمانی ہے: امام یحییٰ نے کہا یہ لیس بشئی ہے، امام ابن حبان نے کہا یہ اپنے باپ سے احادیث موضوعہ روایت کرتا ہے اور جو حدیث حضرت انس سے مروی ہے اس کی سند میں مجہول راوی ہیں۔ [۱]

زیر بحث حدیث کے متعلق حافظ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

حدیث تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء۔ : یہ حدیث حضرت عائشہ، حضرت انس اور حضرت عمر بن الخطاب سے متعدد اسانید سے مروی ہے، اور یہ تمام اسانید ضعیف ہیں، ہم نے کتاب الاسعاف میں ان اسانید پر مکمل بحث کر دی ہے۔ [۲]

امام حاکم نیشاپوری حضرت عائشہ کی حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔ [۳] اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

امام حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو جس سند سے روایت کیا ہے اس میں بھی حارث بن عمران جعفری ہے جس کے متعلق ہم حافظ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے ائمہ حدیث کی آراء نقل کر چکے ہیں، یہ شخص پرلے درجے کا ضعیف راوی تھا اور من گھڑت روایات بیان کرتا تھا، اس کی روایت کو صحیح کہنا امام حاکم کا واضح تساہل ہے (امام حاکم کے تساہل پر دلائل کے لیے شرح صحیح مسلم جلد ثالث کا ضمیمہ ملاحظہ کریں)، حافظ ذہبی، امام حاکم پر تنقید کرتے ہوئے اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

عکرمہ بن ابراہیم نے حارث کی متابعت کی ہے؛ میں کہتا ہوں کہ حارث متہم ہے اور عکرمہ کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [۴]

امام دار قطنی نے اس حدیث کو تین سندوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، [۵]

---

[۱] (حاشیہ صفحہ سابقہ) امام ابوالفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۵-۱۲۳ موضحاً مکتبہ اثریہ فیصل آباد، ۱۴۰۱ھ

[۱] امام ابوالفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۵-۱۲۳، ملخصاً، مکتبہ اثریہ فیصل آباد، ۱۴۰۱ھ

[۲] حافظ جمال الدین ابومحمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۳ ص ۱۹۷، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

[۳] امام عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ

[۴] علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۱۶۳ " " "

[۵] امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دار قطنی ج ۳ ص ۲۹۹، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

پہلی سند میں صالح بن موسیٰ ہے: اس کے متعلق امام یحییٰ نے کہا اس کی روایت لاشیء ہے اور امام نسائی نے کہا اس کی روایت متروک ہے۔

دوسری سند میں ابوامیہ بن یعلیٰ ہے: امام یحییٰ نے کہا اس کی حدیث لاشی ہے اور امام مروت نے کہا یہ متروک الحدیث ہے۔ تیسری سند میں حارث بن عمران جعفری ہے، امام دارقطنی نے کہا یہ متروک الحدیث ہے اور امام ابن حبان نے کہا یہ حدیث وضع کر کے ثقات کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ [1]

سند کے ضعف کے علاوہ یہ حدیث مخالفین کو اس لیے بھی مضر ہے کہ اس میں یہ حکم ہے کہ کفو میں رشتہ دو اور کفو سے ہی رشتہ لو پھر چاہیے کہ جن مردوں نے غیر کفو کی عورتوں سے نکاح کیے ہیں وہ نکاح بھی باطل اور حرام ہوں!

حدیث لاتنکحوا الا الاکفاء کی تحقیق

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں:

نا احمد بن عیسیٰ بن السکین البلدی نا زکریا بن الحکم الرسعنی نا ابوالمغیرۃ عبدالقدوس بن الحجاج نا مبشر بن عبید حدثنی الحجاج بن ارطاۃ عن عطاء وعمرو بن دینار عن جابر بن عبداللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لاتنکحوا النساء الا الاکفاء ولا یزوجھن الا الاولیاء ولا مھر دون عشرۃ دراھم۔ مبشر بن عبید متروک الحدیث احادیثہ لایتابع علیھا۔ [2]

احمد بن عیسیٰ بن السکین البلدی از زکریا بن الحکم الرسعنی از ابوالمغیرہ عبدالقدوس بن الحجاج، از مبشر بن عبید از حجاج بن ارطاۃ از عطاء وعمرو بن دینار از حضرت جابر بن عبداللہ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کا صرف کفو میں نکاح کرو اور عورتوں کا نکاح صرف اولیاء کریں اور مہر دس درہم سے کم نہیں ہے (اس حدیث کی سند میں) مبشر بن عبید متروک الحدیث ہے اس کی احادیث کی متابعت نہیں کی جاتی۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [3]

حافظ زیلعی حنفی اس حدیث کی سند کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس حدیث کو امام دارقطنی اور امام بیہقی نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، امام دارقطنی نے کہا ہے اس حدیث کی سند میں مبشر بن عبید متروک ہے، اس کی احادیث کی متابعت نہیں کی جاتی، اور امام بیہقی نے "معرفۃ" میں امام احمد بن حنبل سے یہ روایت کیا ہے کہ مبشر بن عبید کی روایات موضوع اور جھوٹی ہیں، امام ابن القطان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ صحیح ہے، البتہ (مبشر بن عبید جس سے روایت کر رہا ہے) حجاج بن ارطاۃ وہ ضعیف اور مدلس ہے، امام ابن حبان نے اس کا کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ مبشر بن عبید ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے۔ اظہار تعجب کے سوا اس کی احادیث کو لکھنا جائز نہیں ہے، عقیلی نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل اس کو وضاع اور کاذب کہتے تھے، امام بیہقی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کتنی ضعیف ہے۔ [4]

---

[1] امام ابوالفرج عبدالرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ، العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۵، مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد

[2] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۴۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن بیہقی ج ۷ ص ۱۳۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[4] حافظ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۳ ص ۱۹۶، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اس حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس حدیث کی سند میں مبشر بن عبید ہے: امام احمد نے کہا مبشر کی احادیث موضوع اور جھوٹی ہیں، امام ابن عدی نے کہا یہ حدیث مختلف الفاظ اور متعدد اسانید کے ساتھ وارد ہے اور یہ تمام کی تمام مبشر بن عبید سے مروی ہیں اور وہ کذاب ہے احادیث وضع کرتا تھا (علامہ سیوطی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو امام دار قطنی نے روایت کیا اور کہا مبشر متروک الحدیث ہے، اور امام بیہقی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کو ابن عدی نے روایت کیا اور کہا میں مبشر کے ذمہ سے بری ہوں۔ [1]

حافظ الہیثمی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

رواہ ابو یعلی وفیہ مبشر بن عتیک وھو متروک [2]

اس حدیث کو امام ابو یعلی نے روایت کیا ہے اس کی سند میں مبشر بن عتیک ہے اور یہ راوی متروک ہے۔

یہاں پر طباعت کی غلطی سے مبشر بن عتیک چھپ گیا ہے، صحیح لفظ مبشر بن عبید ہے۔

حدیث الا حائک او حجام کی تحقیق

پہلی سند: امام ابن جوزی روایت کرتے ہیں:

انبانا محمد بن عبد الملک قال انبانا ابو محمد الجوھری عن الدارقطنی عن ابی حاتم ابن حبان قال نا یحیی بن محمد بن عمرو س قال نا اسحاق بن ابراھیم بن العلاء الزبیدی قال حدثنا بقیة قال نا زرعة الزبیدی عن عمران بن ابی الفضل عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العرب بعضھم لبعض اکفاء رجل برجل وحی بحی وقبیلة بقبیلة والموالی مثل ذلک الا حائک او حجام۔

محمد بن عبد الملک از ابو محمد جوہری از دار قطنی از ابی حاتم ابن حبان از یحیی بن محمد بن عمرو س از اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی از بقیہ از زرعہ زبیدی از عمران بن ابی الفضل از نافع از ابن عمر از نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا: بعض عرب بعض کے کفو ہیں، مرد، مرد کا اور قبیلہ، قبیلہ کا، آزاد شدہ غلام بھی اس کی مثل ہیں ماسوا جلاہے یا فصد لگانے والے کے۔

اس حدیث کی سند میں عمران ہے، امام ابن حبان نے کہا وہ ثقہ راویوں کی طرف موضوع روایات کو منسوب کرتا ہے اظہار تعجب کے سوا اس کی حدیث کو لکھنا جائز نہیں ہے (اس سند میں دوسرا سقم زبیدی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا زبیدی متروک الحدیث ہے۔ لسان المیزان ج ۲ ص ۴۷۵۔ سعیدی)۔

دوسری سند:

انا محمد بن عبد الملک قال انا اسمعیل

محمد بن عبد الملک از اسماعیل بن مسعدہ از حمزہ بن یوسف

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، اللآلی المصنوعة ص ۴۰۴، مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ، ۱۳۰۳ھ

[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۷۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

بن مسعدة قال اخبرنا حمزة بن یوسف قال حدثنا ابن عدی قال نا الحسن بن سفیان قال نا محمد بن عبد اللہ بن عمار قال حدثنا عثمان بن عبد الرحمان عن علی بن عروة عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: العرب بعضها لبعض اکفاء الموالی بعضها لبعض اکفاء الا حائك او حجام۔

از ابن عدی از حسن بن سفیان از محمد بن عبد اللہ بن عمار از عثمان بن عبد الرحمان از علی بن عروہ از نافع از ابن عمر از نبی صلے اللہ علیہ وسلم، بعض عرب، بعض کے کفو ہیں، بعض آزاد شدہ غلام بعض کے کفو ہیں ماسوا جلاہے یا فصد لگانے والے کے۔

اس سند میں عثمان بن عبد الرحمان مجروح ہے اور اس میں علی بن عروہ ہے، امام یحیی نے کہا یہ لیس بشئی ہے' امام حاتم نے کہا یہ متروک الحدیث ہے، امام ابن حبان نے کہا یہ حدیث وضع کرتا تھا۔

تیسری سند:

انبانا الجوهری قال انبانا العشاری قال نا الدار قطنی قال حدثنا ابو حامد محمد بن هارون الحضرمی قال نا محمد بن زکریا الازرق قال ... ید قال نا بقیة بن الولید قال حدثنی محمد بن الفضل عن عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس اکفاء قبیلة بقبیلة وعربی لعربی ومولی لمولی الا حائك او حجام۔

جوہری از عشاری از دار قطنی از ابو حامد محمد بن ہارون الحضرمی از محمد بن زکریا الازرق از سوید از بقیہ بن الولید از محمد بن الفضل از عبد اللہ بن عمر از نافع از ابن عمر وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ قبیلہ، قبیلہ کا، عربی، عربی کا، آزاد شدہ غلام، آزاد شدہ غلام کا، ماسوا جلاہے یا فصد لگانے والے کے۔

اس سند میں بقیہ مدلس ہے اور محمد بن الفضل مطعون ہے۔ [۱]

حافظ زیلعی نے بھی ان تمام روایات کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [۲]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اثر کی تحقیق

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرزاق عن الثوری عن حبیب بن ابی ثابت عن ابراهیم بن محمد بن طلحة قال: قال عمر بن الخطاب لامنعن فروج ذوات الاحساب الا من الاکفاء۔ [۳]

عبد الرزاق ثوری، حبیب ابن ثابت، ابراہیم بن محمد بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں معزز خاندان کی لڑکیوں کو اپنے کفو کے علاوہ نکاح کرنے سے منع کروں گا۔

اس روایت کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیر کفو میں نکاح کو ناجائز قرار دیتے تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے اس لیے اس سے استدلال نہیں ہو سکتا، ابراہیم بن محمد بن طلحہ کا حضرت عمر سے سماع نہیں ہے۔

---

[۱] امام ابو الفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ، العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۹-۱۲۸، موضحا، مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد

[۲] حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف حنفی زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایۃ ج ۳ ص ۱۹۸-۱۹۷، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

[۳] امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۶ ص ۱۵۲، مطبوعہ مجلس علمی بیروت، ۱۳۹۰ھ

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

روی عن عمر بن الخطاب ولم یدرکہ۔[1]

اس نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کی اور ان کو نہیں پایا۔

اس روایت کی یہ سند بھی ہے:

عبد الرزاق عن ابن جریج قال، وزعم ابن شہاب ان عمر بن الخطاب قال علی المنبر، والذی نفس عمر بیدہ لامنعن فروج ذوات الاحساب الا من ذوی الاحساب فان الاعراب اذا کان الجدب فلا نکاح لھم وذکر لھم شیئا۔[2]

عبد الرزاق، ابن جریج، ابن شہاب کا زعم ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے منبر پر فرمایا: جس ذات کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، میں معزز خاندان کی لڑکیوں کو معزز خاندان کے سوا نکاح کرنے سے ضرور منع کروں گا۔ کیونکہ جب خشک سالی ہوتی ہے تو دیہاتی لوگ نکاح نہیں کرتے اور حضرت عمر نے ان کے کچھ واقعات بیان کیے۔

اس روایت کی بناء پر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیر کفو میں نکاح کے قائل نہیں تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی منقطع ہے، ابن شہاب زہری نے حضرت عمر کو تو کجا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی دیکھا نہ ان سے سماع کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وعن احمد قال لم یسمع الزہری من عبد اللہ بن عمر وقال ابو حاتم لا یصح سماعہ من ابن عمر ولا راہ۔[3]

امام احمد فرماتے ہیں کہ زہری نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے سماع نہیں کیا، اور ابو حاتم نے کہا ان کا حضرت ابن عمر سے سماع نہیں ہے اور نہ انھوں نے ان کو دیکھا ہے۔

اس حدیث کی یہ سند بھی پیش کی جاتی ہے:

محمد قال، اخبرنا ابو حنیفۃ عن رجل عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قال لامنعن فروج ذوات الاحساب الا من الاکفاء۔[4]

محمد، ابو حنیفہ، ایک آدمی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ انھوں نے کہا میں معزز خاندان کی لڑکیوں کو اپنے کفو کے علاوہ نکاح کرنے سے منع کروں گا۔

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۵۳، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، ۱۳۲۶ھ

[2] امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ ھ، المصنف ج ۶ ص ۱۵۶، مطبوعہ مجلس علمی بیروت، ۱۳۹۰ ھ

[3] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۵۰، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، ۱۳۲۶ھ

[4] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ ھ، کتاب الآثار ص ۹۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ ھ

اس روایت کا جواب یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

باوجود اس کے کہ اس روایت کی سند منقطع اور مجہول ہے یہ اس لیے شاذ اور غیر معتبر ہے کہ صحیح روایات اس کے خلاف ہیں، صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہاشمی خاتون حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہ سے عقد کیا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں [1] اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔ (مبسوط ج ۵ ص ۲۳، شرح المہذب ج ۱۶ ص ۱۸۶، احکام القرآن ج ۱۶ ص ۳۴۷) اور جب راوی کا عمل اس کی روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت لائق استدلال نہیں رہتی۔

نیز علامہ بدرالدین عینی حنفی، علامہ ابن قدامہ حنبلی اور علامہ ابی مالکی نے تصریح کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکاح میں کفاءت کی شرط کے قائل نہیں تھے، اب ہم ان علماء کی مفصل عبارات پیش کر رہے ہیں جن سے اس مسئلہ کے دوسرے پہلوؤں پر بھی وافر روشنی پڑے گی۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ مہلب نے کہا ہے کہ ... دین میں کفو یہ ہے کہ سب مساوی ہوں اگرچہ لوگوں کے درمیان نسب میں تفاضل ہے، زمانہ جاہلیت میں لوگ جو شرف نسب پر فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کو دینی صلاح سے منسوخ کر دیا اور فرمایا: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم "اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔" ابن بطال نے کہا ہے کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کفاءت کا کس چیز میں اعتبار ہے، امام مالک نے کہا ہے کہ کفاءت کا صرف دین میں اعتبار ہے اور کسی چیز میں کفاءت کا اعتبار نہیں ہے اور بعض مسلمان بعض کے کفو ہیں، اس لیے عربی اور مولیٰ کا قرشیہ سے نکاح کرنا جائز ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبدالعزیز اور ابن سیرین سے یہی مروی ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے قول "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" سے استدلال کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے کہ "دیندار کو اولا اختیار کرو" اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ عزم کیا تھا کہ اپنی صاحبزادی کا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو بیاضہ ابوہند سے نکاح کر دو، انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اپنی لڑکیوں کا اپنے (آزاد شدہ) غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: "یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ" "اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔" اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے، اور امام ترمذی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم کو ایسے لوگ نکاح کا پیغام دیں جن کا دین اور اخلاق تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو۔" امام ابوحنیفہ نے کہا کہ بعض قریش بعض کے کفو ہیں، اور کوئی عرب قریشی کا کفو نہیں ہے اور نہ کوئی آزاد شدہ عرب کا کفو ہے، اور نہ اس کا کفو ہے جس کے پاس مہر اور نفقہ ہو، تلویح میں ہے کہ امام ابوحنیفہ کے لیے نافع کی اس مرفوع روایت سے استدلال کیا گیا ہے کہ "بعض قریش بعض کے کفو ہیں ماسوا جولاہے اور فصد لگانے والے کے۔" ابوحاتم کے بیٹے نے اس حدیث کے متعلق ابوحاتم سے سوال کیا تو انھوں نے کہا یہ

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

حدیث منکر ہے، ہشام رازی نے اس حدیث کو روایت کیا اور مدینہ کے لفظ کا اضافہ کر دیا، حاکم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے یہ حدیث روایت کی: بعض عرب بعض کے کفو ہیں، قبیلہ قبیلہ کا، مرد مرد کا، آزاد شدہ غلام بعض، بعض کے کفو ہیں، قبیلہ قبیلہ کا اور مرد، مرد کا ما سوا جولاہے اور فصد لگانے والے کے، صاحب تنقیح نے کہا کہ یہ حدیث منقطع ہے، بیہقی اور ابو یعلیٰ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے، علامہ ابن عبد البر نے کہا یہ حدیث منکر موضوع ہے، ابن جریج نے ابن ملیکہ کی سند سے اس کی مثل کو روایت کیا، وہ ابن جریج سے صحیح نہیں ہے، امام ابن حبان نے اس کو کتاب الضعفاء میں روایت کیا اور اس کو ابن ابی الفضل کی وجہ سے معلل قرار دیا اور کہا کہ وہ موضوعات کی روایت کرتا ہے اس کی احادیث کو لکھنا جائز نہیں ہے، محدثین نے کہا کہ کفاءت کے متعلق اکثر ایسی احادیث ہیں جو حجت نہیں ہیں، ان میں قدرے بہتر سند کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو، جب نماز کا وقت آجائے، جب جنازہ آجائے، اور جب بے نکاح عورت کا کفو مل جائے، امام ترمذی نے کہا یہ غریب ہے اور اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے، حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے اور امام بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔ [1] (میں کہتا ہوں کہ امام ترمذی کے مقابلہ میں حاکم کی تصحیح کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

امام احمد (کی دوسری روایت) اور اکثر اہل علم کے نزدیک نکاح میں کفاءت شرط نہیں ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبد العزیز، عبید بن عمیر، حماد بن ابی سلیمان، ابن سیرین، ابن عون، امام مالک، امام شافعی اور فقہاء احناف کا یہی مسلک ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو" اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضرت ابو حذیفہ نے اپنی بھتیجی ہند بنت ولید کا نکاح سالم سے کر دیا اور وہ ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے، نیز امام بخاری نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس (قرشیہ) کو یہ حکم دیا کہ وہ آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے لڑکے اسامہ سے نکاح کر لیں، اور انھوں نے آپ کے حکم سے وہ نکاح کر لیا، اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت ابن مسعود نے اپنی بہن سے فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم صرف مسلمان سے نکاح کرنا خواہ وہ سرخ رنگ کا رومی ہو یا سیاہ رنگ کا حبشی۔ [2]

علامہ ابو عبد اللہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک نے کہا کہ کفاءت صرف دین میں ہے، اور بعض مسلمان بعض مسلمانوں کے کفو ہیں، حتیٰ کہ آزاد شدہ غلام قرشیہ کا کفو ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود اور صحابہ تابعین کی ایک جماعت سے اس کی مثل مروی ہے۔ [3]

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۸۷، ۸۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ
[2] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷ ص ۲۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ
[3] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۹۴، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت سلمان فارسی کی طرف منسوب اثر کی تحقیق

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن سلمان الفارسی قال نہانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تنکح نساء العرب رواہ الطبرانی فی الاوسط (الی قولہ) وفی اسناد الاوسط السری بن اسماعیل وھو متروک[1]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عرب عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں السری بن اسماعیل راوی ہے، وہ متروک ہے۔

عن ثابت البنانی ان ابا الدرداء ذھب مع سلمان الفارسی یخطب امرأۃ من بنی لیث فدخل فذکر فضل سلمان وسابقتہ واسلامہ وذکر انہ یخطب الیھم فتاتھم فلانۃ فقالوا اما سلمان فلا نزوجہ ولکنا نزوجك فتزوجھا ثم خرج فقال انہ قد کان شیء وانہ استحی ان اذکرہ لك قال وما ذاك فاخبرہ ابوالدرداء بالخبر فقال سلمان انا احق ان استحی منك ان اخطبھا وکان قد قضاھا لك رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات الا ان ثابتا لم یسمع من سلمان ولا من ابی الدرداء[2]

ثابت بنانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء، حضرت سلمان فارسی کے ساتھ بنولیث کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دینے گئے، حضرت ابودرداء نے حضرت سلمان فارسی کی اسلام میں سبقت اور ان کی خدمات کا ذکر کیا اور یہ بتلایا کہ وہ ان کی لڑکیوں میں سے فلاں لڑکی کو نکاح کا پیغام دینا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا حضرت سلمان کو تو ہم رشتہ نہیں دیں گے، البتہ تم کو رشتہ دے دیں گے سو انھوں نے اس لڑکی سے شادی کر لی، پھر حضرت ابودرداء حضرت سلمان فارسی کے پاس گئے اور کہا ایک بات ہو گئی ہے جس کو بتانے سے مجھے حیاء آتی ہے، حضرت سلمان نے پوچھا کیا بات ہے، پھر انھوں نے پوری بات بتائی، حضرت سلمان نے کہا اس کو نکاح کا پیغام دینے میں، میں تم سے حیاء کا زیادہ حقدار ہوں جب کہ انھوں نے تمہارے حق میں فیصلہ کیا تھا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں، البتہ ثابت بنانی (جو اس حدیث کے راوی ہیں) ان کا سلمان سے سماع ہے نہ ابودرداء سے (اس لیے اس روایت کی جڑ ہی کٹ گئی)

ابواسحاق ہمدانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان (فارسی) اور حضرت جریر ایک سفر میں تھے، نماز کی اقامت کی گئی، حضرت جریر نے سلمان سے کہا آپ آگے بڑھیے، حضرت سلمان (فارسی) نے کہا بلکہ آپ آگے بڑھیے، آپ گروہ عرب ہیں، آپ کی نماز میں کوئی آپ کا امام ہو، نہ آپ کی عورتوں سے نکاح کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے آپ

۱۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۷۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

۲۔ مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۷۵،

لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہم پر فضیلت دی ہے اور آپ کو آپ لوگوں یعنی عربوں میں رکھا ہے۔[1]

علامہ ابن قدامہ نے اس اثر کا حوالہ نہیں دیا، ابو اسحاق ہمدانی کا تذکرہ ہمیں اسماء رجال کی معروف کتابوں (مثلاً تہذیب التہذیب، تاریخ بغداد، خلاصۃ تہذیب الکمال، کتاب الجرح والتعدیل وغیرہ) میں نہیں ملا اس کے علاوہ یہ اثر آثار صحیحہ کے معارض ہے، کیونکہ مبسوط، عمدۃ القاری اور شرح المہذب میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے حضرت عمر سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا جس کو انھوں نے قبول کر لیا، اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت سلمان نے حضرت ابو بکر سے رشتہ مانگا جس کو انھوں نے قبول کر لیا اور امام احمد کا صحیح قول یہی ہے کہ کفو میں نسب شرط نہیں ہے اور امامت میں کفو کی شرط کا کوئی قائل نہیں ہے اور اگر یہ اثر صحیح ہو تو اس کی زیادہ سے زیادہ یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے یہ کلام تواضعاً کہا اور یا یہ اولویت پر محمول ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ سے واضح ہو گیا کہ جن احادیث اور آثار سے مخالفین غیر کفو میں نکاح کو ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں وہ تمام احادیث اور آثار موضوع یا شدید ضعیف ہیں اور اب ہم یہ بیان کریں گے کہ کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لیے کس پایہ کی حدیث کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ دلائل کا قبلہ متعین ہو سکے۔

فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

روایات ضعیفہ کی بناء پر کسی چیز کی حرمت ثابت کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے

صفحات سابقہ میں یہ امر واضح ہو گیا کہ غیر کفو میں نکاح کی ممانعت کے سلسلے میں جتنی احادیث پیش کی جاتی ہیں ان کی اسانید میں وضاع، کذاب، منقطع، متروک اور ضعیف راوی ہیں اور اس پر تمام ائمہ حدیث کا اور مجتہدین کا اتفاق ہے کہ اس قسم کی احادیث سے کسی چیز کی حرمت ثابت نہیں کی جا سکتی۔

علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

بے شمار علماء سلف سے مروی ہے کہ جو احادیث حلال اور حرام کرنے سے متعلق ہوں ان میں صرف ان لوگوں کی روایت جائز ہے جو تہمت سے بری ہوں اور بدگمانی سے دور ہوں اور جو احادیث ترغیب اور مواعظ سے متعلق ہوں ان کو تمام مشائخ سے لکھنا جائز ہے، سفیان ثوری کہتے تھے کہ حلال اور حرام میں اس علم کو صرف ان لوگوں سے حاصل کرو جو اس فن کے رئیس ہیں اور علم میں مشہور ہیں جو کمی اور زیادتی کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کے ماسوا میں باقی مشائخ سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ جب ہم حلال، حرام، سنن اور احکام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کرتے ہیں تو اسانید میں سخت قیود لگاتے ہیں اور جب ہم فضائل اعمال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جن سے کوئی حکم (اگر ہوتا ہے تو) ساقط ہوتا ہے تو پھر ہم اسانید میں تساہل کرتے ہیں۔

ابو زکریا عنبری نے کہا جب کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے یا اور کسی حکم کے متعلق حدیث وارد نہ ہو اور ترغیب یا ترہیب یا تشدید یا ترخیص ہو تو اس سے اغماض کرنا اور اس کے راویوں کے احوال سے تساہل کرنا واجب ہے (یا جائز ہے۔ سعیدی غفرلہ)[2]

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷، ص ۲۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ الکفایہ فی علم الروایہ ص ۱۳۴-۱۳۳، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ۔

امام ابو عمرو بن صلاح لکھتے ہیں:

محدثین وغیرہم (یعنی فقہاء) کے نزدیک موضوع حدیث کے علاوہ احادیث ضعیفہ کو بغیر بیان ضعف کے روایت کرنا جائز ہے، بہ شرطیکہ وہ احادیث اللہ تعالیٰ کی صفات اور حلال اور حرام اور دیگر احکام شرعیہ سے متعلق نہ ہوں، مثلاً مواعظ، قصص، فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب کے دیگر فنون سے متعلق ہوں، جن کا احکام اور عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اور جن ائمہ نے اس میں تساہل کی تصریح کی ہے ان میں عبد الرحمان بن مہدی اور امام احمد بن حنبل شامل ہیں۔ [1]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

محدثین وغیرہم کے نزدیک موضوع حدیث کے علاوہ حدیث ضعیف کی سند میں روایت کے وقت تساہل کرنا جائز ہے اور اس پر عمل کرنا بھی جائز ہے، بہ شرطیکہ اس حدیث کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات اور احکام شرعیہ مثلاً حلال اور حرام سے نہ ہو اور اس حدیث کا عقائد اور احکام سے کوئی تعلق نہ ہو۔ [2]

علامہ سیوطی اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

شیخ الاسلام (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے فضائل اعمال وغیرہ سے متعلق ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی تین شرائط ذکر کی ہیں:

(۱) اس حدیث میں شدید ضعف نہ ہو، سو جس حدیث کی روایت میں کوئی کذاب راوی یا متہم بالکذب راوی منفرد ہو وہ اس قاعدہ سے خارج ہے، اس طرح جو راوی فحش غلطی کرتا ہو، اس کی روایت بھی خارج ہے، علامہ علائی نے اس شرط پر اتفاق نقل کیا ہے۔

(۲) وہ حدیث کسی معمول بہ قاعدہ کے تحت مندرج ہو۔

(۳) اس حدیث پر عمل کرتے وقت اس حدیث کے ثبوت کا اعتقاد نہ کرے بلکہ احتیاط کا اعتقاد رکھے۔ [3]

ڈاکٹر محمد طحان نے بھی ان تین شرائط کو حافظ ابن حجر کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ [4]

(فتح المغیث ج ۱ ص ۲۶۸ میں بھی ان شرائط کا بیان ہے۔)

صحیح مسلم کے مقدمہ کی شرح میں علامہ نووی نے اس مسئلہ پر محققانہ گفتگو کی ہے کہ حلال اور حرام ایسے احکام شرعیہ میں حدیث ضعیف سے استدلال کرنا مطلقاً جائز نہیں ہے، لکھتے ہیں:

بسا اوقات محدثین ضعیف راویوں سے ترغیب، ترہیب، فضائل اعمال اور قصص کی احادیث اور زہد اور مکارم اخلاق وغیرہ کی احادیث روایت کرتے ہیں جن کا حلال اور حرام اور دیگر احکام شرعیہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس قسم کی احادیث میں محدثین وغیرہم کے نزدیک تساہل جائز ہے اور غیر موضوع کی روایت بھی جائز ہے اور اس پر عمل کرنا بھی جائز

---

[1] امام ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن شہرزوری المعروف بابن الصلاح متوفی ۶۴۳ ھ، علوم الحدیث ص ۹۳-۹۲، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، تقریب النواوی مع تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۹۸، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ

[3] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ، تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۹۹-۲۹۸، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ

[4] ڈاکٹر محمد طحان، تیسیر مصطلح الحدیث ۶۵-۶۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

ہے، کیونکہ اس کے قواعد صحیح شریعت میں مقرر اور علماء کے نزدیک معروف ہیں، بہرحال جب ضعیف راوی احکام سے متعلق حدیث کی روایت میں منفرد ہوں تو ائمہ اس حدیث سے استدلال نہیں کرتے، کیونکہ یہ ایسا فعل ہے جس کو ائمہ حدیث میں سے کسی امام نے اور محققین علماء میں سے کسی عالم نے نہیں کیا، اور اکثر فقہاء نے جو ضعیف راویوں پر اعتماد کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ بہت قبیح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس راوی کا ضعف معلوم ہے تو ان کے لیے اس سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث سے احکام میں استدلال نہیں کیا جاتا اور اگر اس کا ضعف معلوم نہیں ہے تب بھی بحث اور تفتیش یا اہل علم سے سوال کیے بغیر اس حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔ [1]

امام احمد بن حنبل، سفیان ثوری، عبد الرحمن بن مہدی، خطیب بغدادی، حافظ ابو عمرو ابن الصلاح، علامہ نووی اور علامہ سیوطی کی ان واضح تصریحات سے معلوم ہو گیا کہ کسی چیز کے حرام ہونے پر احادیث ضعیفہ سے استدلال کرنا شرعاً جائز نہیں ہے اور یہ چیز محدثین اور فقہاء کے نزدیک متفق علیہ ہے، اس لیے وہ ضعیف الاسناد روایات جن کو بعض بزرگ علی و غیر کفو میں نکاح کی حرمت کے لیے پیش کرتے ہیں، اس مقصد میں کلیۃً ناتمام اور نامراد ہیں، کسی چیز کو حرام ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل کی ضرورت ہے، جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہو۔

تحریم کا مدار اس دلیل پر ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہو

شیخ محمد الخضری لکھتے ہیں:

وقسم الحنفية الطلب المقتضي للكف الى قسمين باعتبار الثبوت. الاول ما ثبت قطعا وهو نصوص الكتاب والسنة المتواترة والاجماع وهذا مقتضاه التحريم فهو عندهم مقابل للفرض الثاني. ما ثبت ظنا وهو اخبار الآحاد والقياس وهذا مقتضاه كراهة التحريم فهو يقابل الواجب۔ [2]

فقہاء احناف نے ممانعت کی بہ طریق ثبوت دو قسمیں کی ہیں، اول: جس کا ثبوت قطعی ہو اور یہ قرآن مجید، حدیث متواتر اور اجماع ہے، اس کا تقاضا تحریم ہے اور یہ ان کے نزدیک فرض کے مقابل ہے، ثانی: جس کا ثبوت ظنی ہو اور یہ خبر واحد (صحیح) اور قیاس ہے اور اس کا تقاضا مکروہ تحریمی ہے اور یہ واجب کے مقابل ہے۔

علامہ بحر العلوم عبد العلی مسلم الثبوت کی عبارت کے ساتھ مزج کر کے لکھتے ہیں:

(ان ثبت الطلب الجازم بقطعي فالافتراض) ان كان ذلك الطلب للفعل (او التحريم) ان كان ذلك للكف۔ [3]

اگر کسی کام کے کرنے کا حکم ثبوت قطعی سے ہو تو وہ فرض ہے اور اگر کسی کام کرنے کی ممانعت ثبوت قطعی سے ہو تو وہ حرام ہے۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ا ص ۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شیخ محمد الخضری بک، اصول الفقہ ص ۴۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[3] بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین متوفی ۱۲۲۵ھ، فواتح الرحموت مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۲۲ھ

امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اوسکا فعل عادی ہو یا نادر مطلقاً موجب استحقاق عذاب ہو یا بحال قطعیت حرام ورنہ مکروہ تحریمی۔ [1]

خاتم المحققین علامہ سید ابن عابدین شامی نے اس مسئلہ کو زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھا ہے، فرماتے ہیں:

ان الادلة السمعية اربعة الاول قطعي الثبوت والدلالة كنصوص القرآن المفسرة او المحكمة والسنة المتواترة التي مفهومها قطعي الثاني قطعي الثبوت ظني الدلالة كالأيات المؤولة الثالث عكسه كاخبار الاحاد التي مفهومها قطعي الرابع ظنيهما كاخبار الاحاد التي مفهومها ظني فبالاول يثبت الفرض والحرام وبالثاني و الثالث الواجب وكراهة التحريم وبالرابع السنة والمستحب۔ [2]

سمعی دلائل چار ہیں: اول: قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ جیسے قرآن مجید کی نصوص مفسرہ ومحکمہ، اور ایسی احادیث متواترہ جن کا مفہوم قطعی ہو۔ ثانی: قطعی الثبوت ظنی الدلالہ جیسے آیات مؤولہ، ثالث: ظنی الثبوت قطعی الدلالہ جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم قطعی ہو، رابع: ظنی الثبوت ظنی الدلالہ جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم ظنی ہو، پہلی قسم سے فرض اور حرام ثابت ہوتے ہیں اور دوسری اور تیسری قسم سے واجب اور مکروہ تحریمی اور چوتھی قسم سے سنت اور مستحب۔

فقہاء اور اصولیین کی ان عبارات سے یہ اصول اور قاعدہ معلوم ہو گیا کہ کسی چیز کی تحریم ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة ہو، یعنی وہ قرآن مجید کی نص قطعی ہو یا حدیث متواتر ہو اور اس آیت یا حدیث متواتر کی حرمت پر دلالت بھی قطعی ہو، سو جو بزرگ اور اصحاب علم وفضل غیر سید سے سیدہ کا نکاح حرام کہتے ہیں ان سے ہم بہ صد ادب ونیاز عرض کرتے ہیں کہ وہ اس نکاح کی تحریم پر قرآن مجید یا حدیث متواتر سے کوئی نص صریح پیش کریں جو تحریم پر قطعی الدلالة ہو، بچشم ما روشن دل ما شاد باقی رہیں، یہ ضعیف الاسناد احادیث اور موضوع روایات تو محدثین کی تصریح کے مطابق ان سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا، فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بعض علماء برسبیل تنزل یہ کہہ دیتے ہیں کہ غیر کفو میں نکاح کرنا حرام قطعی نہیں ہے، حتیٰ کہ اس کے ثبوت کے لیے قرآن مجید سے آیات پیش کرنا لازم ہوں، بلکہ یہ فقہی حرام ہے، یعنی اس کی حرمت ظنی ہے جو مکروہ تحریمی کے مترادف ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ مکروہ تحریمی بھی بلا دلیل تو ثابت نہیں ہوتا، اس کے ثبوت کے لیے بھی قطعی الثبوت ظنی الدلالة یا ظنی الثبوت قطعی الدلالة دلائل درکار ہیں، جیسا کہ علامہ شامی نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جس درجہ کی حرمت کا دعویٰ ہوگا اس درجہ کے دلائل درکار ہوں گے اور یہ واضح ہے کہ لزوم کفو کے سلسلہ میں جس قدر احادیث ہیں وہ سب ضعیف یا موضوع ہیں ان سے حرمت قطعیہ ثابت ہو سکتی ہے نہ حرمت ظنیہ۔

نکاح غیر کفو میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

مسئلہ کفو میں امام احمد کے دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ کفو ہونا نکاح کے لیے شرط ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ کفو ہونا نکاح میں شرط نہیں ہے۔

---

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۷۴، مطبوعہ دارالعلوم امجدیہ کراچی، ۱۴۰۹ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۱ ص ۸۷، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

والرواية الثانية عن احمد انها ليست شرطاً في النكاح وهذا قول اكثر اهل العلم روى نحو هذا عن عمر وابن مسعود وعمر بن عبد العزيز وعبيد بن عمير وحماد بن ابي سلمان وابن سيرين وابن عون ومالك والشافعي واصحاب الرائ لقوله تعالى: (ان اكرمكم عند الله اتقاكم) وقالت عائشة رضي الله عنها ان ابا حذيفة ابن عتبة بن ربيعة تبنى سالما وانكحه ابنة اخيه هند بنت الوليد بن عتبة وهو مولى لامرأة من الانصار اخرجه البخاري وامر النبي صلى الله عليه وسلم فاطمة بنت قيس ان تنكح اسامة بن زيد مولاه فنكحها بامره متفق عليه وزوج اباه زيد بن حارثة ابنة عمته زينب بنت جحش الاسدية وقال ابن مسعود لاخته انشدك الله ان تتزوجي الا مسلما وان كان احمر روميا او اسود حبشيا ولان الكفاءة لاتخرج عن كونها حقا للمرأة او الاولياء او لهما فلم يشترط وجودها كالسلامة من العيوب [1]

امام احمد کی دوسری روایت یہ ہے کہ کفو ہونا نکاح کی شرط نہیں ہے، اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبد العزیز، عبید بن عمیر، حماد بن ابی سلمان، ابن سیرین، ابن عون، امام مالک، امام شافعی اور فقہاء احناف کا یہی نظریہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے سالم کو بیٹا بنایا اور ان کے ساتھ اپنی بھتیجی ہند بنت الولید بن عتبہ (قرشیہ) کا نکاح کر دیا، حالانکہ حضرت سالم ایک انصاری عورت کے آزاد شدہ غلام تھے اس حدیث کو امام بخاری نے بیان کیا ہے، اور امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس (قرشیہ) کو حکم دیا کہ وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کریں، اور حضرت زینب بنت جحش اسدیہ کا نکاح آپ نے ان کے باپ حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا، حالانکہ وہ آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم صرف مسلمان سے نکاح کرنا خواہ وہ گورا رومی ہو یا کالا حبشی نیز کفو کی وجہ سے عورت اس کے ولی یا دونوں کے نکاح کرنے کا حق اور اختیار ختم نہیں ہوتا اس لیے جس طرح عیب سے بری ہونا نکاح میں شرط نہیں ہے، اسی طرح کفو بھی نکاح میں شرط نہیں ہے۔

نکاح غیر کفو میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

امام سحنون بن سعید التنوخی مالکی، امام عبد الرحمٰن بن قاسم مالکی سے دریافت کرتے ہیں:

(قلت) ارايت ان كانت ثيبا فخطب

میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر بیوہ عورت کو کوئی

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ٦٢٠ھ، المغنی ج ٧ ص ٢٦، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ١٤٠٥ھ

الخاطب اليها نفسها فابى والدها او وليها
ان يزوجها فرفعت ذلك الى السلطان وهو
دونها فى الحسب والشرف الا انه كفؤ
فى الدين فرضيت به وابى الولى (قال)
يزوجها السلطان ولا ينتظر الى قول الاب
والولى اذا رضيت به وكان كفوا فى دينه
قال وهذا قول مالك (قلت) ارايت
ان كان كفوا فى الدين ولم يكن كفوا فى
المال فرضيت به وابى الولى ان يرضى
ايزوجها منه السلطان ام لا (قال) لم
اسمع منه فى ذلك شيئا الا انى سالت
مالكا عن نكاح الموالى فى العرب فقال
لا باس بذلك الا ترى الى ما فى كتاب الله
تبارك وتعالى يا ايها الناس انا خلقناكم
من ذكر وانثى وجعلناكم شعوبا
وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم
عند الله اتقاكم (قلت) ارايت
ان رضيت بعبد وهى امرأة من
العرب وابى الاب او الولى ان
يزوجها وهى ثيب ايزوجها منه
السلطان ام لا (قال) لم اسمع
من ذلك فيه الا ما اخبرتك قال
ولقد قيل لمالك ان بعض
هؤلاء القوم فرقوا بين عربية
ومولى فاعظم ذلك اعظاما
شديدا وقال اهل الاسلام
كلهم بعضهم لبعض اكفاء
لقول الله فى التنزيل يا ايها الناس
انا خلقناكم من ذكر و انثى و

شخص نکاح کا پیغام دے، اور اس کا والد یا ولی اس
شخص سے نکاح کرنے سے انکار کرے اور وہ یہ مقدمہ
قاضی کے پاس لے جائے اور پیغام دینے والا حسب اور
شرف میں ہر چند کہ لڑکی سے کم ہو لیکن دین میں اس کا کفو
ہو اور لڑکی اس سے نکاح پر راضی ہو اور ولی راضی نہ ہو؟
امام ابن قاسم نے جواب دیا کہ قاضی اس شخص سے نکاح
کر دے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد باپ اور ولی
کے قول کی طرف نہ دیکھے، وہ دین میں اس کا کفو ہے، امام
ابن قاسم نے کہا: امام مالک کا یہی قول ہے۔ میں نے
کہا یہ بتلائیے کہ اگر وہ دین میں اس کا کفو ہو اور مال میں
اس کا کفو نہ ہو، لڑکی اس کے ساتھ نکاح پر راضی ہو اور
اس کا ولی راضی نہ ہو ایسی صورت میں قاضی اس عورت کا
اس شخص سے نکاح کرے یا نہیں؟ امام ابن قاسم نے
کہا میں نے امام مالک سے یہ مسئلہ نہیں سنا لیکن ان سے
یہ سنا ہے کہ غلاموں کا عرب خواتین سے نکاح جائز ہے،
امام مالک نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے
پیدا کیا اور تمہاری شناخت کے لیے تمہیں گروہوں اور
قبائل میں بانٹ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے
زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے،
میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر ایک عرب عورت کسی غلام
سے نکاح پر راضی ہو اور اس کا باپ یا ولی راضی نہ ہو درآں
حالیکہ وہ عورت بیوہ ہو کیا قاضی اس کا نکاح کر سکتا ہے؟
امام ابن قاسم نے کہا اس کا بھی وہی جواب ہے یعنی کر سکتا
ہے۔ امام مالک سے کہا گیا بعض لوگ غلاموں اور عربوں
میں فرق کرتے ہیں تو امام مالک نے اسے بہت بھاری
سمجھا اور فرمایا تمام اہل اسلام ایک دوسرے کے کفو ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور
ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور شناخت کے لیے

جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم[1]

قبائل اور گروہوں میں بانٹ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

امام مالک کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب لڑکی اور اس کا ولی یا سلطان یا قاضی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوں تو یہ نکاح جائز ہے، اور دراصل امام مالک مسلمانوں کے درمیان کفو کے لحاظ سے تفریق کے قائل ہی نہیں ہیں ولنعم ما قال!

نکاح غیر کفو میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

امام شافعی مسئلہ کفو پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وان کان الولی اقرب منہ دونہ فزوج غیر کفاء باذنہا فلیس لمن بقی من الاولیاء الذی ہو اولی منہم ردہ لانہ لا ولایۃ لہم معہ قال ولیس نکاح غیر الکفاء محرما فاردہ بکل حال انما ہو نقص علی المزوجۃ والولاۃ فاذا رضیت المزوجۃ ومن لہ الامر معہا بالنقص لم اردہ[2]

جب ولی اقرب لڑکی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کر دیں تو باقی اولیاء کو اس نکاح کے مسترد کرانے کا حق نہیں ہے جن کی بہ نسبت یہ ولی اقرب ہے کیونکہ اس کے مقابلہ میں ان کی ولایت نہیں ہے، امام شافعی نے کہا کہ غیر کفو میں نکاح حرام نہیں ہوتا، جو مطلقاً رد کر دیا جائے غیر کفو کی وجہ سے لڑکی اور اس کے اولیاء پر نقص ہے اور جب وہ اس نقص کو برداشت کرنے پر تیار ہیں تو میں اس نکاح کو رد نہیں کروں گا۔

علامہ نووی نے بھی یہی لکھا ہے (روضۃ الطالبین ج ۷ ص ۸۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

امام عبد الوہاب شعرانی شافعی فرماتے ہیں:

ومن ذلک قول الائمۃ الثلاثۃ انہ اذا اتفق الاولیاء والمراۃ علی نکاح غیر کفاء صح مع قول احمد انہ لا یصح[3]

ائمہ ثلاثہ کا قول یہ ہے کہ جب لڑکی اور اس کے اولیاء راضی ہوں تو غیر کفو میں نکاح صحیح ہے اور امام احمد کے قول پر یہ صحیح نہیں ہے۔

امام شعرانی نے امام احمد کا مذہب پوری طرح نقل نہیں کیا امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ جب لڑکی اور اس کے تمام اولیاء غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوں تو نکاح صحیح ہے جیسا کہ ہم مغنی ابن قدامہ کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔ واضح رہے کہ امام شافعی، علامہ نووی اور علامہ شعرانی کے مقابلہ میں صاحب رشفۃ الصادی وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

نکاح غیر کفو میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ شمس الدین سرخسی لکھتے ہیں:

(قال) واذا تزوجت المراۃ غیر کفاء

امام محمد فرماتے ہیں کہ جب عورت غیر کفو میں

---

[1] امام سحنون بن سعید تنوخی متوفی ۲۵۶ھ، المدونۃ الکبریٰ ج ۲ ص ۱۳۵-۱۳۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۲ھ۔

[2] امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ، کتاب الام ج ۵ ص ۱۵، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۳ھ۔

[3] علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ، المیزان الکبریٰ ج ۲ ص ۱۱۰، مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البابی مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۱ھ۔

فرضی بہ احد الاولیاء جاز ذلک ولا یکون لمن هو مثلہ فی الولایۃ او ابعد منہ ان ینقضہ الا ان یکون اقرب منہ فحینئذ لہ المطالبۃ بالتفریق[1]

شادی کرلے اور اس کے اولیاء میں سے کوئی ایک راضی ہو تو نکاح جائز ہے اور اس جیسا یا اس سے دور کا ولی اس نکاح کو مسترد کرانے کا مجاز نہیں ہے، البتہ اگر اس سے زیادہ قریب ولی اختلاف کرے تو وہ تفریق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

قاضی خاں میں بھی بعینہٖ یہی لکھا ہے[2] ہدایہ[3]، فتح القدیر[4] اور کفایہ[5] میں بھی اسی کی تائید ہے۔
فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ عالم، عربی، قریشی اور علوی کا کفو ہے[6] اسی طرح خلاصۃ الفتاویٰ میں ذخیرہ کے حوالے سے ہے۔[7]

علامہ داؤد آفندی حنفی لکھتے ہیں:

ولو تزوجت المرأۃ غیر کفو فللولی ان یفرق (الی قولہ) وان رضی احد الاولیاء فلیس لغیرہ الاعتراض[8]

اگر عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو اس کے ولی کو تفریق کرانے کا حق ہے اور اگر اولیاء میں سے ایک بھی راضی ہو جائے تو دوسرے کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔

اس کی شرح در المنتقی میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔[9]
علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

من نکحت غیر کفو فرق الولی لما ذکرنا والنکاح ینعقد صحیحا فی ظاهر الروایۃ (الی قولہ) ورضاء بعض الاولیاء کرضاء کلهم حتی لا یعترض احد منهم بعد ذلک الا اذا کان اقرب منہ[10]

جو عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو ولی اس کی تفریق کرا سکتا ہے اور ظاہر الروایت کے مطابق نکاح صحیح ہے اور اگر بعض ولی راضی ہو جائیں تو یہ کل کی رضا کے برابر ہے الا یہ کہ ولی اقرب راضی نہ ہو۔

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۶، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۳۹۸ھ
[2] علامہ حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۲۹۵ھ، فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیہ ج ۱ ص ۳۵۱، مطبوعہ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ
[3] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ علی هامش فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[4] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[5] علامہ جلال الدین خوارزمی حنفی، کفایہ علی هامش فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
[6] علامہ محمد شہاب الدین ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاویٰ بزازیہ علی هامش الهندیہ ج ۴ ص ۱۱۲ مطبوعہ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ
[7] شیخ طاہر بن عبد الرشید بخاری حنفی، خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۳، مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۷ھ
[8] علامہ داؤد آفندی حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ج ۱ ص ۳۴۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
[9] شرح در المنتقی علی هامش مجمع الانہر ج ۱ ص ۳۴۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
[10] علامہ عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ، تبیین الحقائق ج ۲ ص ۱۲۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

علامہ علاؤ الدین حصکفی نے جو لکھا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ لڑکی اور اولیاء کی مرضی سے غیر کفو میں نکاح جائز ہے اور اگر اولیاء راضی نہ ہوں تو ان کو فسخ کا اختیار ہے۔[1] ملا مسکین نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔[2]

عالم گیری میں ہے:

ثم المرأۃ اذا زوجت من غیر کفء صح النکاح فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی وھو قول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی اخرًا وقول محمد رحمہ اللہ تعالٰی اخرًا ایضا (الی قولہ) ولکن للاولیاء حق الاعتراض[3]

جب عورت از خود غیر کفو میں نکاح کرے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق نکاح صحیح ہے، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا آخری قول یہی ہے البتہ اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

نوادر کی روایت سے غیر کفو میں نکاح کے بطلان پر استدلال کی تحقیق

بعض متاخرین بزرگوں نے نوادر کی ایک روایت کی بناء پر سیدہ کے ساتھ غیر سید کے نکاح کو باطل قرار دیا ہے اور اس پر عرب و عجم کا اتفاق بتلایا ہے۔ اور وہ روایت یہ ہے۔

علامہ المرغینانی لکھتے ہیں:

ثم فی ظاہر الروایۃ لا فرق بین الکفء وغیر الکفء ولکن للولی الاعتراض فی غیر الکفء وعن ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ تعالٰی انہ لا یجوز فی غیر الکفء۔[4]

پھر ظاہر الروایۃ میں یہ ہے کہ کفو اور غیر کفو میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن ولی کو نکاح غیر کفو میں اعتراض کا حق ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز نہیں ہے۔

اور علامہ شامی نے لکھا ہے:

وتعتبر الکفاءۃ للزوم النکاح ای علی ظاہر الروایۃ ولصحتہ علی روایۃ الحسن المختارۃ للفتوٰی۔[5]

ظاہر الروایۃ کے مطابق نکاح کے لزوم میں کفاءت معتبر ہے اور حسن کی روایت یہ ہے کہ کفاءت نکاح کی صحت کی شرط ہے اور یہی مفتی بہ ہے۔

ہر چند کہ ظاہر الروایۃ میں صحت نکاح کے لیے کفو کا اعتبار نہیں ہے، لیکن نوادر کی روایت جو حسن بن زیاد سے مروی ہے اس میں صحت نکاح کے لیے کفو کی شرط ہے۔ علامہ شامی نے اسی روایت کو فتویٰ کے لیے اختیار کیا ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، الدر المختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ معین الدین الہروی المعروف محمد ملا مسکین، شرح الکنز ج ۲ ص ۳۸، مطبوعہ مطبعۃ جمعیۃ المعارف مصر، ۱۲۸۷ھ

[3] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالم گیری ج ۱ ص ۲۹۲، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[4] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، الہدایہ مع فتح القدیر ج ۳ ص ۱۶۰-۱۵۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[5] سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

علامہ شامی اور بعض دوسرے مشائخ کا ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں نوادر کی روایت پر فتویٰ دینا اصول کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے۔

خود علامہ شامی لکھتے ہیں:

صرح فی کتاب الرضاع من البحر حیث قال الفتوی اذا اختلفت کان الترجیح بظاھر الروایۃ[1]

البحر الرائق کی کتاب الرضاع میں تصریح ہے کہ جب کسی فتویٰ کا ظاہر الروایۃ سے تعارض ہو تو ترجیح ظاہر الروایۃ کو ہوتی ہے۔

نیز علامہ شامی نے لکھا ہے کہ غیر ظاہر الروایۃ کی وہ کتابیں ہیں جن کے بارے میں یہ صحت سے ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ امام محمد کی تصانیف ہیں یا وہ امام محمد کی تصانیف نہیں ہیں، بلکہ حسن بن زیاد وغیرہ کی تصانیف ہیں۔[2]

دوسری بات یہ ہے کہ غیر ظاہر الروایۃ یا نوادر کی روایت پر بعض مشائخ نے فتویٰ دیا ہے ورنہ اکثر مشائخ نے ظاہر الروایۃ ہی پر فتویٰ دیا ہے۔

ملا مسکین اس بحث میں لکھتے ہیں:

وکثیر من مشائخنا افتوا بظاھر الروایۃ[3]

ہمارے زیادہ مشائخ نے ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے۔

جب یہ ظاہر ہو گیا کہ اس مسئلہ میں اکثر مشائخ نے ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے تو بعض مولفین کا یہ لکھنا باطل ہو گیا کہ نوادر کی یہ روایت ظاہر الروایۃ کی ترجیح کے اصول سے مستثنیٰ ہے۔

علامہ طحطاوی نے بھی ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے۔

پھر غور طلب بات یہ ہے کہ ظاہر الروایت اور نوادر کے اختلاف سے ان بزرگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، کیونکہ یہ بزرگ اس بات کے قائل ہیں کہ غیر کفو میں سادات لڑکیوں کا نکاح ناجائز ہے خواہ لڑکی اور ولی راضی ہوں، اور یہ بات نوادر سے ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ ظاہر الروایۃ کا مفاد یہ ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر نکاح ہو تو جاتا ہے لیکن لازم نہیں ہے ولی چاہے تو فسخ کرا سکتا ہے اور حسن بن زیاد کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا اور قاضی کے پاس فسخ کرانے کی ضرورت نہیں نکاح از خود باطل ہو جائے گا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ولی راضی ہو تو یہ نکاح صحیح ہے۔ ہدایہ میں حسن بن زیاد کی روایت مجملاً مذکور ہے۔ البحر الرائق میں اس کی تفصیل ہے جس سے کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔

علامہ زین الدین ابن نجیم فرماتے ہیں:

وان المفتی بہ روایۃ الحسن عن الامام من عدم الانعقاد اصلا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضاء

حسن بن زیاد نے جو امام ابوحنیفہ سے روایت بیان کی اس پر فتویٰ اس صورت میں ہے جب لڑکی کا ولی ہو اور وہ عقد سے پہلے غیر کفو میں راضی نہ ہو تو اصلاً نکاح

---

[1] سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] رد المحتار ج ۱ ص ۶۳،

[3] علامہ معین الدین الھروی المعروف بملا مسکین، شرح الکنز ج ۲ ص ۳۹، مطبوعہ مطبعۃ جمعیۃ المعارف مصر ۱۲۸۷ھ

بعد کا ۔[۱] نہیں ہوگا کیونکہ بعد کی رضا کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حسن بن زیاد کی روایت ذکر کرنے کے بعد قاضی خان نے اخیر میں امام ابو یوسف کا قول ذکر کیا ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ روایت اس پر محمول ہے کہ غیر کفو میں نکاح ہونے یا نہ ہونے میں ولی کی رضا شرط ہے۔

قاضی خان لکھتے ہیں:

قال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی الاحوط ان یجعل العقد موقوفا علی اجازۃ الولی الا ان الزوج اذا لم یکن کفاء یصح فسخ الولی وان کان کفأ لا یصح فسخہ[۲]

ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ عقد کو ولی کی اجازت پر موقوف رکھا جائے البتہ اگر زوج کفو نہیں ہے تو ولی اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے اور اگر کفو ہے تو اس کا فسخ کرنا صحیح نہیں ہے۔

علامہ علائی حصکفی لکھتے ہیں:

(ویفتی) فی غیر الکفاء (بعدم جوازہ اصلا) وھو المختار للفتوی لفساد الزمان[۳]

غیر کفو میں نکاح پر مطلقاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے اور زمانہ کے خراب حالات کی وجہ سے یہی قول فتویٰ میں مختار ہے۔

بعض بزرگ در مختار کی اس عبارت کو پیش کر کے یہ تاثر دیتے ہیں کہ غیر کفو میں نکاح مطلقاً باطل ہے خواہ ولی راضی ہو یا ناراض، لیکن اس قول کی تشریح میں جو علامہ شامی نے لکھا اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

ھذہ روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ وھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا اتفاقا لان وجہ عدم الصحۃ علی ھذہ الروایۃ دفع الضرر عن الاولیاء اما ھی فقد رضیت باسقاط حقھا فتح[۴]

یہ قول حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے اور یہ اس صورت پر محمول ہے جب اس عورت کا ولی ہو اور وہ اس نکاح پر عقد سے پہلے راضی نہ ہو تو بعد میں اس کی رضا غیر معتبر ہوگی، (بحر)۔ لیکن جب عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو یہ نکاح بالاتفاق صحیح اور نافذ العمل ہے، کیونکہ اس روایت کی بناء پر نکاح کے صحیح نہ ہونے کی وجہ اس کے ولی سے ضرر کو دور کرنا ہے، لیکن جب وہ عورت خود اپنا حق ساقط کر کے غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہے تو نکاح صحیح ہوگا۔ (فتح القدیر)

---

[۱] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۳ ص ۱۲۸، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ

[۲] علامہ حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۲۹۵ھ، فتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیہ ج ۱ ص ۳۳۵، مطبوعہ مطبعہ امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ

[۳] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار ج ۲ ص ۴۰۹-۴۰۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[۴] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المختار علی ہامش الدر المختار ج ۲ ص ۴۰۹، مطبوعہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

صاحب البحر اور علامہ شامی کی وضاحت سے یہ واضح ہو گیا کہ ظاہر الروایۃ ہو یا حسن بن زیاد کی مفتیٰ بہ روایت، دونوں کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب لڑکی اور اس کا ولی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہو تو وہ نکاح صحیح ہے اور یہی قرین قیاس ہے۔

ظاہر الروایۃ اور حسن بن زیاد کی روایت سے قطع نظر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ محققین احناف نے کفو کو تسلیم نہیں کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا کفو ہے اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتا ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

وفی حاشیۃ الدر للعلامۃ نوح ان الامام ابا الحسن الکرخی والامام ابا بکر جصاص وھما من کبار علماء العراق ومن تبعھما من مشائخ العراق لم یعتبروا الکفاءۃ ولو لم تثبت عندھم ھذہ الروایۃ عن ابی حنیفۃ لما اختاروھا۔[1]

علامہ نوح نے حاشیہ درر میں لکھا ہے کہ امام ابو الحسن الکرخی اور امام ابوبکر جصاص یہ دونوں عراق کے بہت بڑے عالم تھے اور جو مشائخ عراق ان کے تابع ہیں ان سب نے کہا ہے کہ نکاح میں کفو کا اعتبار نہیں ہے اور اگر ان اماموں کے نزدیک امام ابوحنیفہ کا ایسا قول نہ ہوتا تو وہ اس قول کو اختیار نہ کرتے۔

خیال رہے کہ امام ابو الحسن الکرخی مجتہد فی المسائل ہیں اور فقہاء کے تیسرے طبقہ سے ہیں اور ابوبکر جصاص رازی اصحاب تخریج اور فقہاء کے چوتھے طبقہ سے ہیں۔[2]

علامہ شامی کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کفو کے غیر معتبر ہونے میں امام ابوحنیفہ کا بھی قول موجود ہے اور یہی قرین قیاس ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی حلت اور حرمت کا مدار کفو پر نہیں رکھا، علامہ شامی نے امام کرخی اور امام جصاص کے جس قول کا ذکر کیا ہے کہ نکاح میں کفو معتبر نہیں ہے، اس کو علامہ طحطاوی[3]، ملا مسکین[4] اور علامہ خوارزمی[5] نے بھی بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قاضی خاں کا یہ لکھنا کہ امام کرخی نے امام مالک کی اتباع میں یہ کہا ہے ان کی عدم توجہ پر محمول ہے۔

علامہ کاسانی کا بھی جمہور فقہاء حنفیہ کی طرح یہی مسلک ہے کہ غیر کفو میں لزوم نکاح کے لیے ولی کی اجازت شرط ہے اس کے باوجود انہوں نے علامہ ابوالحسن کرخی کا نظریہ بہت فراخ دلی سے بیان کیا ہے، لکھتے ہیں:

جمہور علماء نے کفو کو نکاح کے لزوم کے لیے شرط قرار دیا ہے اور امام کرخی حنفی نے کہا ہے کہ کفو نکاح کے لیے اصلاً شرط نہیں ہے، امام مالک اور سفیان ثوری اور حسن بصری کا بھی یہی قول ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ

۱۔ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۷، مطبوعہ مطبعۃ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

۲۔ " " " " ، رد المحتار ج ۱ ص ۷۲-۷۱، " " " "

۳۔ علامہ سید احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۲ ص ۳۸، دار المعرفت بیروت، ۱۳۹۵ھ

۴۔ علامہ معین الدین الھروی ملا مسکین، شرح الکنز ج ۲ ص ۴۲، مطبوعہ جمعیۃ المعارف مصر، ۱۲۸۷ھ

۵۔ علامہ جلال الدین خوارزمی، کفایہ مع فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۲، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

حضرت ابوطیبہ نے بنی بیاضہ کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے نکاح سے انکار کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوطیبہ سے نکاح کراؤ۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد ہوگا، اور روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انصار کی ایک قوم کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے حضرت بلال کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا ان سے جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ میرے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دو، حالانکہ حضرت بلال غیر کفو تھے، اگر نکاح میں کفو شرط ہوتا تو آپ حضرت بلال کو غیر کفو میں نکاح کا حکم نہ دیتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں ہے سوائے پرہیزگاری کے اور یہ اس پر نص صریح ہے کہ نکاح میں کفاءت شرط نہیں ہے اور اگر کفاءت شرط ہوتی تو اس کا سب سے زیادہ اعتبار قصاص میں کیا جاتا کیونکہ جتنی احتیاط قصاص کے باب میں ہوتی ہے اور کسی باب میں نہیں ہوتی، اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ شخص کو ادنیٰ شخص کے بدلہ میں قتل کر دیا جاتا ہے۔[1]

ہاشمیہ کا غیر ہاشمی سے نکاح کا جزئیہ

علامہ حامد آفندی سے سوال کیا گیا:

سئل فی هاشمی زوج صغیرته لغیر هاشمی عالما بذلك راضیا به فهل یصح النكاح (الجواب) نعم والحالة هذه۔[2]

ایک ہاشمی شخص نے دانستہ اپنی مرضی سے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح غیر ہاشمی شخص سے کر دیا آیا یہ نکاح صحیح ہے؟ (جواب) ہاں اس صورت میں نکاح صحیح ہے۔

نکاح غیر کفو اور حلالہ کا جزئیہ

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

وفی لطیف الحیل ان تزوج لمملوك مراهق بشاهدین فاذا اولج یملكه لها فیبطل النكاح ثم تبعثه لبلد آخر فلا یظهر امرها لكن علی روایة الحسن المفتی بها انه لا یحلها لعدم الكفاءة ان لها ولی والا فیحلها اتفاقا كما مر۔[3]

مطلقہ ثلاثہ کے لیے ایک لطیف حیلہ یہ ہے کہ وہ عورت دو گواہوں کے سامنے کسی شخص کے قریب بہ بلوغ غلام سے نکاح کر لے پھر جب وہ غلام دخول کر چکے تو غلام کا مالک اس عورت کو غلام کا مالک کر دے اب یہ نکاح باطل ہو جائے گا پھر وہ عورت اس غلام کو کسی اور شہر میں بھیج دے تاکہ اس کے حلالہ کا پتا نہ چل سکے، لیکن اگر اس عورت کا ولی تھا تو یہ حلالہ نہیں ہوگا (کیونکہ غلام آزاد کا کفو نہیں ہے) اور حسن بن زیاد کی روایت پر غیر کفو میں نکاح کے لیے ولی کی اجازت ضروری

---

[1] علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ، بدائع الصنائع ج ۲ ص ۳۱۷، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی ۱۴۰۰ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، تنقیح الفتاوی الحامدیہ ج ۱ ص ۲۱، مطبوعہ دارالاشاعۃ العربیہ کوئٹہ

[3] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

ہے) اور اگر اس عورت کا ولی نہیں تھا یا ولی نے اجازت دے دی تھی تو پھر بالاتفاق یہ حلالہ ہو جائے گا۔

علامہ ابن عابدین شامی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

وحاصله انها تتم على ظاهر المذهب من ان الكفاءة في النكاح ليست بشرط للانعقاد اما على رواية الحسن المفتى بها من انها شرط فلا يحلها الرقيق لعدم الكفاءة ان كان لها ولي لم يرض بذلك والا بان لم يكن لها ولي اصلا او كان ورضي فيحلها اتفاقا كما مر في باب الكفاءة۔ لہ

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی آزاد عورت نے اپنے غلام سے نکاح کر کے حلالہ کر لیا تو احناف کے ظاہر مذہب پر حلالہ ہو جائے گا کیونکہ نکاح منعقد ہونے کے لیے کفو ہونا شرط نہیں ہے، البتہ حسن بن زیاد کی مفتیٰ بہا روایت پر اگر اس عورت کا ولی غلام سے نکاح پر راضی نہیں تھا تو پھر حلالہ نہیں ہوگا، لیکن اگر اس عورت کا ولی نہیں تھا یا ولی تھا لیکن وہ اس نکاح پر راضی تھا تو پھر بالاتفاق یہ حلالہ ہو جائے گا جیسا کہ کفو کے باب میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

جو لوگ غیر کفو میں نکاح کو مطلقاً ناجائز اور حرام کہتے ہیں اس عبارت میں ان کی کوئی تائید نہیں ہے، یہ عبارت جمہور فقہاء احناف کے مذہب کے مطابق ہے کہ ولی کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح کرنا صحیح ہے، ہر چند کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مطابق غیر کفو میں نکاح کرنا مطلقاً صحیح ہے۔

نکاح غیر کفو اور علامہ ابن ہمام

بعض لوگ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں علامہ ابن ہمام کی ایک عبارت سے معارضہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علامہ ابن ہمام نے کفو میں نکاح کرنے کو واجب اور غیر کفو میں نکاح کرنے کو مکروہ تحریمی اور موجب معصیت قرار دیا ہے، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ یہاں پر علامہ ابن ہمام کی مکمل عبارت پیش کر کے اس کا مالہ وما علیہ بیان کر دیں تاکہ حق اور صداقت سے گریز کے لیے کوئی حیلہ باقی نہ رہے۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

قلنا مقتضى الادلة التي ذكرناها الوجوب اعني وجوب نكاح الاكفاء وتعليلها بانتظام المصالح يؤيده لا ينفيه ثم لا يستلزم كونه اول كفء خاطب الا ما روى الترمذي من حديث ابي هريرة رضي الله عنه عنه صلى الله عليه وسلم انه قال اذا خطب اليكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه الا تفعلوه تكن فتنة في الارض وفساد كبير ولولا ان شرط المشروع

ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ذکر کردہ دلائل کا تقاضا وجوب ہے، یعنی کفو میں نکاح کرنا واجب ہے، اور مصلحتوں کا لحاظ کرنا اس کی تائید کرتا ہے، اس کی نفی نہیں کرتا، اور یہ ضروری نہیں ہے کہ کفو میں جو پہلا رشتہ آئے وہیں نکاح کر دیا جائے، ہاں امام ترمذی نے یہ روایت کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور خلق پر تم راضی

لہ۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۲۱، ۷-۲۰۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

القطعی لا یثبت بظنی لقلنا باشتراط الکفاءۃ للصحۃ ثم ھذا الوجوب یتعلق باولیاء حقا لہا وبہا حقا لہم علی ما تبین مما ذکرناہ لکن انما تتحقق المعصیۃ فی حقہم اذا کانت صغیرۃ لانہا اذا کانت کبیرۃ لا ینفذ علیہا تزویجہم الا برضاہا فہی تارکۃ لحقہا کما اذا رضی الولی بترک حقہ حیث ینفذ ھذا کلہ مقتضی الادلۃ التی ذکرناہا مع قطع النظر عن غیرہا وعلی اعتبارہا یشکل قول ابی حنیفۃ فی ان الاب لہ ان یزوج بنتہ الصغیرۃ من غیر کفء۔[1]

ہو تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم نکاح نہیں کرو گے تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد ہو گا، اگر یہ قاعدہ منضبط نہ ہوتا کہ کوئی قطعی حکم دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہوتا تو ہم یہ کہتے کہ کفو میں نکاح کرنا شرط ہے، پھر اس وجوب کا تعلق لڑکی کے اولیاء سے ہے کیونکہ کفو میں نکاح کرنا لڑکی کا حق ہے، اور اس وجوب کا تعلق لڑکی سے بھی ہے کیونکہ کفو اس کے اولیاء کا حق ہے، لیکن لڑکی کے اولیاء کے لیے غیر کفو میں نکاح کرنا اس وقت معصیت ہو گا جب وہ نابالغ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کر دیں، کیونکہ اگر لڑکی بالغہ ہو تو جب تک لڑکی غیر کفو میں نکاح پر راضی نہ ہو اس کے اولیاء کا کیا ہوا نکاح نافذ نہیں ہو گا، کیونکہ جب لڑکی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہو گی تو وہ لڑکی اور اس کے اولیاء دونوں غیر کفو میں نکاح کر کے اپنے اپنے حق کو ترک کرنے پر راضی ہو گئے، لہٰذا اس صورت میں یہ نکاح نافذ ہو جائے گا، ہم نے یہ جو کچھ لکھا ہے یہ دیگر اقوال سے قطع نظر کر کے فی نفسہ دلائل کا تقاضا ہے اور اس کا اعتبار کرنے سے یہ اشکال ہو گا کہ امام ابوحنیفہ نے یہ فرمایا ہے کہ باپ کے لیے اپنی نابالغ لڑکی کا غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے۔

علامہ ابن ہمام کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ نابالغ لڑکی کے ولی پر واجب ہے کہ وہ اس کا نکاح کفو میں کرے اور اگر اس نے اس کا نکاح غیر کفو میں کیا تو وہ مکروہ تحریمی اور گناہ ہے، ہاں اگر لڑکی بالغ ہو اور اس کے ولی اس کی مرضی سے اس کا نکاح غیر کفو میں کر دیں تو یہ جائز ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ وہ دونوں اپنا حق ترک کرنے پر راضی ہو گئے۔

علامہ ابن ہمام نے یہ جو کچھ لکھا ہے یہ جمہور فقہاء کے مطابق ہے انھوں نے اختلاف صرف اس امر میں کیا ہے کہ نابالغ لڑکی کا ولی اس کا نکاح غیر کفو میں کر سکتا ہے، امام ابوحنیفہ نے تصریح کی ہے کہ نابالغ لڑکی کے باپ کے لیے اس کا غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے، جب کہ علامہ ابن ہمام نے اس نکاح کو مکروہ تحریمی اور موجب معصیت قرار دیا ہے۔

---

[1] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۳ ص ۸۷-۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

علامہ ابن ہمام نے جو دلائل ذکر کیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح کی ممانعت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ہر چند کہ اسانید ضعیفہ سے مروی ہیں لیکن ان کا طرق کثیرہ سے وارد ہونا اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی کوئی اصل ہے اور وہ احادیث باوجود ضعف کے کثرت اسانید کی وجہ سے حسن لغیرہ ہو گئیں اور حدیث حسن لغیرہ سے استدلال درست ہے۔

علامہ ابن ہمام کی یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث حسن لغیرہ سے کسی چیز کے استحباب اور استحسان یا عدم استحسان پر تو استدلال ہو سکتا ہے لیکن کسی چیز کی ممانعت اور تحریم پر حدیث حسن لغیرہ سے استدلال نہیں ہو سکتا، تحریم ثابت کرنے کے لیے اس دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہو جیسا کہ ہم اس سے پہلے باحوالہ بیان کر چکے ہیں اور خود علامہ ابن ہمام نے اقرار کیا ہے کہ کوئی قطعی حکم دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہوتا اور جو حدیث حسن لغیرہ ہو، وہ اثبات ظن کے لیے بھی کافی نہیں ہے، اس کے لیے بھی صحیح حدیث درکار ہے۔ اس لیے جس دلیل کی بناء پر علامہ ابن ہمام نے امام ابوحنیفہ کے قول کی مخالفت کی تھی وہ دلیل ہی سرے سے باطل ہے۔

اب ہم امام ابوحنیفہ کے قول کی تائید میں مسلّم الثبوت فقہاء احناف کی عبارات پیش کر رہے ہیں:

شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

ولو زوج الاب ابنته الصغيرة ممن لا يكافئها او زوج ابنه الصغير امراة ليست بكفء له جاز في قول ابي حنيفة استحسانا۔[1]

اگر باپ نے اپنی نابالغ بیٹی کا غیر کفو میں نکاح کر دیا، یا اپنے نابالغ بیٹے کا غیر کفو میں نکاح کر دیا تو یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک استحساناً جائز ہے۔

علامہ عالم بن علاء انصاری نے بھی یہی لکھا ہے۔[2]

علامہ ابن عابدین شامی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان الاب يصح تزويجه الصغيرة من غير الكفؤ لمزيد شفقته وانه انما فوت الكفاءة لمصلحة تزيد عليها وهذا انما يصح اذا علمه غير كفؤ۔[3]

باپ کے لیے اپنی نابالغ بیٹی کا غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے، کیونکہ باپ کو اپنی بیٹی پر زیادہ شفقت ہوتی ہے اور اس کا کفو کی رعایت نہ کرنا کسی ایسی مصلحت کی بناء پر ہو گا جو کفو پر زائد ہو گی، یہ حکم اس وقت ہے جب باپ دانستہ اور عمداً غیر کفو میں نکاح کرے۔

ہماری اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ علامہ ابن ہمام نے مطلقاً غیر کفو میں نکاح کرنے کو مکروہ تحریمی اور موجب

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، مبسوط ج ۴ ص ۲۲۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ عالم بن علاء انصاری اندریتی دہلوی ہندی حنفی متوفی ۷۸۶ھ، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۳ ص ۸۵ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۱۱ھ

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۷، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

* امام ابو یوسف اور امام محمد نے صرف صغیرہ کے نکاح میں امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا ہے، لیکن اگر بالغہ لڑکی کا نکاح اس کے باپ اور اس لڑکی کی مرضی کے ساتھ غیر کفو میں کر دیا جائے تو یہ نکاح بالاتفاق جائز ہے۔

معصیت قرار نہیں دیا، جب بالغ لڑکی اور اس کے ولی کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح کیا جائے تو یہ ان کے نزدیک جائز ہے انھوں نے صرف اس صورت میں نکاح کو مکروہ تحریمی کہا ہے جب باپ اپنی نابالغ لڑکی کا غیر کفو میں نکاح کر دے لیکن انھوں نے اس پر خود یہ اعتراف کیا ہے کہ ان کا یہ قول امام اعظم کے قول کے خلاف ہے اور جس دلیل کی بناء پر انھوں نے یہ قول کیا ہے وہ دلیل بھی باطل ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، علاوہ ازیں یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ شمس الائمہ سرخسی نے یہ تصریح کی ہے کہ تواضع اور انکسار کو اختیار کر کے غیر کفو میں نکاح کرنا مستحب اور مستحسن ہے، سفیان ثوری نے بنو بیاضہ کی حدیث سے کفو میں نسب کا اعتبار کرنے کی نفی کی، اس کے جواب میں شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

وتاویل الحدیث الاخر الندب الی التواضع وترك طلب الکفاءة لا الالزام وبه نقول ان عند الرضا یجوز العقد۔[1]

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ تواضع کرنا اور کفو کے مطالبہ کو ترک کرنا مستحب ہے اور کفو کا مطالبہ لازم نہیں ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ رضامندی کے وقت (غیر کفو میں) عقد نکاح جائز ہے۔

نکاح غیر کفو میں مصنف کا موقف اور حرف آخر

ہم نے قرآن مجید کی گیارہ آیات اور بہ کثرت احادیث اور آثار سے یہ بیان کیا ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے، اور مسلمانوں کے باہمی نکاح میں کفو ہونے کی شرط نہیں ہے، ائمہ مذاہب میں سے امام مالک کا یہی مذہب ہے، فقہاء احناف میں سے علامہ ابوبکر جصاص، علامہ کرخی اور مشائخ عراق کا یہی نظریہ ہے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے، صحابہ میں سے حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود کا یہی مسلک ہے، فقہاء تابعین میں سے عمر بن عبد العزیز، ابن سیرین اور سفیان ثوری کا یہی مختار ہے، اس لیے ہم نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

امام شافعی، امام احمد کا مختار قول اور جمہور فقہاء احناف کا یہ مذہب ہے کہ اگر لڑکی اور اس کا ولی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوں تو نکاح صحیح ہے اور اگر ولی غیر کفو میں نکاح کی اجازت نہ دے تو پھر اس کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار ہے (واضح رہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر کفو میں بھی نکاح نہیں ہوتا) لیکن یہ شرط فقہاء نے صرف اپنے اجتہاد سے عائد کی ہے، قرآن مجید اور سنت میں اس شرط کی کوئی اصل نہیں ہے، اس مسئلہ میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ سب موضوع یا شدید ضعیف ہیں اور کسی چیز کے عدم جواز کی شرط قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ دلیل سے ہونی چاہیے اس لیے ہم نے اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کے نظریہ کو اختیار نہیں کیا بلکہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کی متابعت کی ہے، اور محققین فقہاء کے نظریہ کو اختیار کیا ہے۔

ہم نے معروضی انداز میں اس مسئلہ کو دیکھا ہے اور محققین فقہاء اور جمہور فقہاء دونوں کی رائے اور دلائل کو بیان کر دیا ہے، جس شخص کو جس جانب دلائل قوی نظر آئیں وہ اس کو اختیار کر لے، تاہم یہ واضح رہے کہ کسی مسلمان سے غیر کفو میں کیا ہوا نکاح ناجائز یا حرام نہیں ہے، میں نے حتی الامکان اس مسئلہ کو بہت غور و خوض سے لکھا ہے تاہم

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، مبسوط ج ۵ ص ۲۳، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ

یہ واضح رہے کہ اگر لکھنے میں کوئی لفظی غلطی ہو گئی ہو یا کوئی اور سہو یا تسامح ہو گیا ہو یا کتابت کی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو انسان اور بشر ہونے کے ناطے ہم معذور ہیں، بہرحال اس تحریر میں جو حسن ہے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے ہے، اور جو قبیح ہے وہ میری کوتاہی، کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے ہے، میں نے اس مسئلہ کو شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں بھی لکھا تھا لیکن بعض پہلوؤں سے اس میں زیادہ تفصیل نہیں تھی، اس لیے میں نے اس مسئلہ کو دوبارہ نئی ترتیب اور زیادہ وضاحت سے لکھا ہے، جو لوگ غیر کفو سے نکاح کے مسئلہ میں واقعی کسی شک و شبہ یا الجھن کا شکار ہوں اور اس تحقیق سے ان کے شبہات دور ہو جائیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ میری یہ تحریر ٹھکانے لگی۔

اخیر میں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں: اے اللہ العلمین اس تحریر کو نفع آور بنا، اہل حق کے لیے اس تحریر کو وجہ استقامت اور مخالفین کے لیے وجہ ہدایت بنا دے، میری اس کتاب کو تا قیام قیامت باقی رکھ اور میرے لیے اس کو صدقہ جاریہ کر دے، میرے صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف فرما، دنیا اور آخرت کی ہر بلا اور ہر عذاب کو مجھ سے دور کر دے اور دارین کی عزتوں، سعادتوں اور برکتوں کو میرا مقدر کر دے، میری، میرے والدین کی، میرے اساتذہ اور مشائخ کی اس کتاب کے معاونین، قارئین، اس کے ناشر، کاتب اور مصحح کی مغفرت فرما اور ہم سب کو دارین کی کامرانیوں سے نواز اور ہم سب کو جنت الفردوس عطا فرما، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین حبیب رب العالمین افضل الانبیاء والمرسلین قائد الغر المحجلین شفیعنا یوم الدین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وامتہ اجمعین۔

بَابٌ ۹۹ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ أَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَنَاوَلَتْهُ إِنَاءً فِيهِ شَرَابٌ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَصَادَفَتْهُ صَائِمًا أَوْ لَمْ يُرِدْهُ فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَتَذَمَّرُ عَلَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن کے پاس تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا وہ ایک برتن میں ایک مشروب لائیں، حضرت انس کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ آپ روزے سے تھے یا آپ نے اس کو پینا نہیں چاہا، حضرت ام ایمن چلانے اور غصہ کرنے لگیں۔

۶۱۹۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے کہا چلو حضرت ام ایمن کی زیارت کر کے آئیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے، جب ہم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيكِ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا۔

حضرت ام ایمن کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں، ان دونوں نے کہا آپ کیوں رو رہی ہیں! اللہ کے پاس جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اجر ہے وہ زیادہ اچھا ہے، حضرت ام ایمن نے کہا میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میں نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اچھا اجر ہے، لیکن میں اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا، پھر ان دونوں پر بھی گریہ طاری ہوا اور وہ بھی رونے لگے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باندی اور آپ کی پرورش کرنے والی ہیں، ان کا نام برکہ تھا یہ حبشہ کی رہنے والی تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ نے ان کو آزاد کر دیا تھا، یہ ابتداء اسلام میں مسلمان ہو گئی تھیں، انھوں نے حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، ایک قول یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ کی باندی تھیں، یہی وہ خاتون ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہو گا، ایک قول یہ ہے کہ جس خاتون نے آپ کا پیشاب پیا تھا، وہ حضرت ام حبیبہ کی باندی تھیں، ان کا نام بھی برکہ تھا۔

حضرت ام ایمن کی کنیت ام ایمن اس لیے تھی کہ ان کے بیٹے کا نام ایمن بن عبید تھا، عبید حبشی کے بعد حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری والدہ کے بعد میری ماں حضرت ام ایمن ہیں، آپ ان کی زیارت کے لیے جاتے تھے، علامہ ابن اثیر نے اس تذکرہ میں صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۶۱۹۲ کا بھی ذکر کیا ہے۔

ابن شہاب نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام ایمن، حضرت اسامہ بن زید کی والدہ ہیں، یہ حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی باندی تھیں، جب حضرت عبد اللہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو حضرت ام ایمن نے آپ کی پرورش کی حتیٰ کہ آپ بڑے ہو گئے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے حضرت زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پانچ ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا، ایک قول چھ ماہ کا ہے۔ [1]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۸ - ۵۶۷ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

بَابُ ٨٦ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ سُلَيْمٍ أُمِّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَبِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت ام سُلیم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کے فضائل

٦١٩٧ - حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى أَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِ إِلَّا أُمِّ سُلَيْمٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّي أَرْحَمُهَا قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، ازواج مطہرات اور حضرت ام سلیم کے علاوہ اور کسی عورت کے گھر نہیں جاتے تھے، حضور حضرت ام سلیم کے ہاں تشریف لے جاتے تھے، آپ سے اس کے متعلق استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مجھے اس پر رحم آتا ہے اس کا بھائی میرے ساتھ شہید کیا گیا۔ (حضرت ام سلیم اور حضرت ام حرام دونوں آپ کی رضاعی خالہ تھیں۔)

٦١٩٨ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ السَّرِيِّ) حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذِهِ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے کسی کے چلنے کی آہٹ سنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے، تو اہل جنت نے کہا یہ غمیصا بنت ملحان ہے، انس بن مالک کی والدہ۔

٦١٩٩ - حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ امْرَأَةَ أَبِي طَلْحَةَ ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً أَمَامِي فَإِذَا بِلَالٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی، میں نے وہاں ابو طلحہ کی بیوی کو دیکھا پھر میں نے اپنے آگے کسی کے چلنے کی آہٹ سنی تو وہ بلال تھے۔

٦٢٠٠ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا لَا تُحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتّٰى أَكُونَ أَنَا أُحَدِّثُهُ قَالَ فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَشَاءً فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَقَالَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم کے بطن سے حضرت ابو طلحہ کا ایک لڑکا فوت ہو گیا، حضرت ام سلیم نے اپنے گھر والوں سے کہا حضرت ابو طلحہ کو ان کے بیٹے کے انتقال کی اس وقت تک خبر نہ دینا جب تک کہ میں خود نہ بتا دوں، حضرت ابو طلحہ آئے تو حضرت ام سلیم نے انھیں شام کا

تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِهَا فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ يَا أَبَا طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ قَالَ لَا قَالَتْ فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ تَرَكْتِنِي حَتّٰى تَلَطَّخْتُ ثُمَّ أَخْبَرْتِنِي بِابْنِي فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِي غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا قَالَ فَحَمَلَتْ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ فَاحْتُبِسَ عَلَيْهَا أَبُو طَلْحَةَ وَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ أَنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِكَ إِذَا خَرَجَ وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ وَقَدِ احْتُبِسْتُ بِمَا تَرٰى قَالَ تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا أَبَا طَلْحَةَ مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا قَالَ وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ لِي أُمِّي يَا أَنَسُ لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَادَفْتُهُ وَمَعَهُ مِيسَمٌ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ لَعَلَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ قُلْتُ نَعَمْ فَوَضَعَ الْمِيسَمَ قَالَ وَجِئْتُ بِهِ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَجْوَةٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ فَلَاكَهَا فِي فِيهِ حَتّٰى ذَابَتْ ثُمَّ قَذَفَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهَا قَالَ فَقَالَ

کھانا پیش کیا انھوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا، پھر حضرت ام سلیم نے پہلے کی بہ نسبت زیادہ اچھا بناؤ سنگھار کیا، حضرت ابو طلحہ نے ان سے عمل ازدواج کیا، جب حضرت ام سلیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہو گئے اور اپنی جنسی خواہش بھی پوری کر لی تو پھر انھوں نے کہا اے ابو طلحہ! یہ بتاؤ کہ اگر کچھ لوگ کسی کو عاریتاً کوئی چیز دیں اور پھر وہ اپنی چیز واپس لے لیں تو کیا وہ ان کو منع کر سکتے ہیں؟ حضرت ابو طلحہ نے کہا نہیں، حضرت ام سلیم نے کہا تو پھر تم اپنے بیٹے کے متعلق یہی گمان کر لو، حضرت ابو طلحہ یہ سن کر غضب ناک ہوئے اور کہا تم نے مجھے میرے بیٹے کے متعلق خبر نہیں دی حتیٰ کہ میں (جنسی عمل سے) آلودہ ہو گیا، پھر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس واقعہ کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری اس گذاری ہوئی رات میں برکت عطا کرے، پھر حضرت ام سلیم حاملہ ہو گئیں، حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں حضرت ام سلیم بھی تھیں اور جب آپ کسی سفر سے مدینہ منورہ واپس آتے تو رات کے وقت مدینہ منورہ نہیں جاتے تھے، جب لوگ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو حضرت ام سلیم کو درد زہ شروع ہوا، حضرت ابو طلحہ ان کے پاس ٹھہرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے، حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ نے کہا: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں تیرے رسول کے ساتھ (مدینہ منورہ سے) نکلوں اور ان کے ساتھ ہی داخل ہوں اور تجھے معلوم ہے کہ میں کس مجبوری میں پھنس گیا ہوں، حضرت ام سلیم نے کہا اے ابو طلحہ اب مجھے پہلے کی طرح درد نہیں ہے چلو چلتے ہیں، پھر ہم چل پڑے اور جب ہم مدینہ آئے تو ان کو درد شروع ہوا اور ایک لڑکا پیدا ہوا،

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا إِلَى حُبِّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ قَالَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔

مجھ سے میری والدہ نے کہا اے انس! جب تک تم اس بچہ کو صبح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر جاؤ، اس وقت تک کوئی اس بچہ کو دودھ نہیں پلائے گا جب صبح ہوئی تو میں اس بچہ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا، میں نے دیکھا اس وقت آپ کے ہاتھ میں اونٹوں کو داغ دینے کا ایک آلہ تھا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا شاید ام سلیم کے ہاں بچہ ہوا ہے، میں نے کہا جی، آپ نے وہ آلہ رکھ دیا، میں بچے کو آپ کے پاس لے کر آیا، میں نے اس بچے کو آپ کی گود میں دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی عجوہ کھجور منگائی اور اس کو اپنے منہ سے چبایا جب وہ کھجور گھل گئی تو آپ نے اس کو بچے کے منہ میں رکھ دیا، بچہ اس کو چوسنے لگا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو انصار کو کھجور سے کتنی محبت ہے! پھر آپ نے اس بچہ کے سر پر دست شفقت پھیرا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔

۶۲۰۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہ کا بچہ فوت ہو گیا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۲۰۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ عِنْدَكَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْفَعَةً فَإِنِّي سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا: اے بلال! مجھے وہ عمل بتلاؤ جس کی تمہیں اسلام میں سب سے زیادہ منفعت کی امید ہو، کیونکہ میں نے آج رات کو جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آہٹ سنی ہے، حضرت بلال نے کہا میں نے اسلام میں کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کی منفعت کی مجھے زیادہ امید ہو، البتہ رات ہو یا دن جب میں مکمل وضو کرتا ہوں تو میں اس وضو کے ساتھ اتنی رکعات نماز پڑھ لیتا ہوں جتنی رکعات

بِلَالُ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِي الْإِسْلَامِ أَرْجَى عِنْدِيْ مَنْفَعَةً مِنْ أَنِّيْ لَا أَتَطَهَّرُ طُهُوْرًا تَامًّا فِيْ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِيْ أَنْ أُصَلِّيَ۔ — نماز اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھ دی ہے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا نسب یہ ہے: ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار الانصاریہ الخزرجیہ النجاریہ، یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، ان کے نام میں کئی قول ہیں سہلہ، رملیہ، رمیثہ، ملیکہ، غمیصا، رمیصاء۔ یہ زمانہ جاہلیت میں مالک بن النضر کے نکاح میں تھیں جو حضرت انس بن مالک کے والد تھے، وہ ان سے ناراض ہو کر ملک شام میں چلے گئے۔ اور وہیں فوت ہو گئے، ابو طلحہ انصاری نے ان کو نکاح کا پیغام دیا، اس وقت وہ مشرک تھے حضرت ام سلیم نے کہا میں تم کو پسند کرتی ہوں اور تم جیسے شخص کا پیغام مسترد نہیں کیا جاتا لیکن تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں، اگر تم اسلام لے آؤ تو یہی میرا مہر ہے، میں تم سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کروں گی، حضرت ابو طلحہ انصاری نے مسلمان ہو کر ان سے نکاح کر لیا، ان کا اسلام لانا حق تعریف تھا، ان سے ایک بچہ ہوا جو بچپن میں فوت ہو گیا، اس کا نام ابو عمیر تھا، اس کے بعد پھر ایک لڑکا ہوا اس کا نام عبد اللہ بن ابی طلحہ تھا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی رہی ہیں اور ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ [1]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: بلال بن رباح، ان کی کنیت ابو عبد الکریم ہے، ایک قول ہے ابو عبد اللہ، اور ایک قول ہے ابو عمرو، ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے، آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، انہوں نے آپ کو پانچ، سات یا نو اوقیہ چاندی میں خریدا تھا، اور پھر اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن اور خازن تھے، غزوہ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے، سابقین اسلام میں سے تھے آپ ان صحابہ میں سے تھے جن کو اسلام لانے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا اور وہ اس پر صبر کرتے تھے، ابو جہل ان کو دھوپ میں منہ کے بل گرا دیتا پھر ان کے اوپر چکی رکھ دیتا حتیٰ کہ دھوپ کی شدت سے ان کی چربی پگھلنے لگتی، پھر وہ کہتا رب محمد کا انکار کرو، آپ اس کے جواب میں احد احد کہتے تھے، ایک دن جب آپ کو عذاب دیا جا رہا تھا تو وہاں سے ورقہ بن نوفل کا گزر ہوا اس وقت آپ احد احد کہہ رہے تھے، انہوں نے کہا اے بلال! احد احد کہتے رہو، بہ خدا اگر تم اس حال میں مر گئے تو تمہاری قبر میں بناؤں گا، آپ امیہ بن خلف کے غلام تھے، وہ آپ کو مسلسل عذاب دیتا تھا، پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معرکہ بدر میں حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے انتقام لینے پر قادر کر دیا اور انہوں نے اس کو غزوہ بدر میں قتل کر دیا، جس وقت حضرت

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۹۱، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

ابو بکر نے ان کو خرید اتھا اس وقت ان پر پتھر رکھ کر عذاب دیا جارہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا بھائی بنایا تھا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں سفر اور حضر میں آپ کے مؤذن تھے، اور جس شخص نے اسلام میں سب سے پہلے اذان دی ہے وہ حضرت بلال تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت بلال شام جانے لگے، حضرت ابو بکر نے کہا آپ میرے پاس رہیں، حضرت بلال نے کہا اگر آپ نے مجھے اپنے نفس کے لیے آزاد کیا تھا تو مجھے روک لیجئے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا تھا تو میں اللہ عزوجل کی طرف جارہا ہوں مجھے جانے دیجئے، پھر حضرت ابو بکر نے انھیں جانے دیا اور وہ شام چلے گئے پھر آپ وفات تک شام میں ہی رہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا اے بلال یہ کیسی بیوفائی ہے تم اب تک ہماری زیارت کے لیے نہیں آئے، حضرت بلال غم زدہ حالت میں بیدار ہوئے اور مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گئے اور زار و قطار رونے لگے اور قبر سے لپٹنے لگے، پھر حضرت حسن اور حسین آئے، حضرت بلال نے ان کو لپٹایا اور ان کو بوسہ دیا، انھوں نے کہا ہماری خواہش ہے کہ آپ اذان دیں، پھر وہ مسجد کی چھت پر چڑھے جب انھوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو مدینہ لرزنے لگا، جب لا الہ الا اللہ کہا تو اس کی لرزش زیادہ ہوگئی، جب اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا تو خواتین اپنے گھروں سے نکل آئیں اور اس دن سے زیادہ کبھی لوگوں پر گریہ نہیں دیکھا گیا۔

امام محمد بن سعد نے کہا کہ حضرت بلال سنہ ۲۰ ھ میں دمشق میں فوت ہوئے اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔ ۵

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے آگے حضرت بلال کے جوتوں کی آہٹ سنی، اس کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۲۰۲ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا: میں نے آج رات کو جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آہٹ سنی ہے، یہ حدیث صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ میں بھی ہے،

علامہ بدر الدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سماع کو خواب پر محمول کرنا ضروری ہے کیونکہ موت سے پہلے جنت میں کوئی شخص نہیں جا سکتا، اور یہ بیداری کا واقعہ بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب کو جنت میں داخل ہوئے، علامہ عینی فرماتے ہیں کہ علامہ کرمانی کی عبارت میں تضاد ہے، زیادہ صحیح یہ ہے کہ موت سے پہلے جنت میں نہ جا سکنا قاعدہ کلیہ نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سات آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ

۵۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۰۹-۲۰۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

سے گذر گئے تو آپ اس عالم سے نکل گئے اس لیے اب آپ کا موت سے پہلے جنت میں جانا ممتنع نہیں ہے اور میں اس جواب میں منفرد ہوں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت بلال جنت میں کیسے داخل ہو گئے حالانکہ آپ سے پہلے کسی شخص کا جنت میں داخل ہونا حرام ہے، علامہ کرمانی نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ اس حدیث سے حضرت بلال کا جنت میں داخل ہونا لازم نہیں آتا، باقی رہا آپ کا حضرت بلال کی جوتیوں کی آہٹ سننا تو ہو سکتا ہے کہ حضرت بلال جنت سے باہر ہوں اور حضور نے جنت میں یہ آواز سن لی ہو، بعض علماء نے اس جواب کو مستبعد قرار دیا ہے، کیونکہ حدیث کا سیاق و سباق یہ بتاتا ہے کہ حضرت بلال کو ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ حضور نے جنت میں اپنے آگے ان کی جوتیوں کی آہٹ سنی، علامہ عینی فرماتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں حضرت بلال کو جنت میں دیکھنا برحق ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب برحق ہوتے ہیں اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہیں، باقی حضرت بلال کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں داخل ہونا بطور حقیقت نہیں ہے بلکہ بطور تمثیل ہے، کیونکہ حضرت بلال کی بیداری میں یہ عادت تھی کہ وہ آپ سے آگے چلا کرتے تھے، اس لیے نیند میں بھی آپ کو اسی طرح دکھایا گیا، اس لیے حضرت بلال کا حقیقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں داخل ہونا لازم نہیں آتا۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال اپنے اس عمل (یعنی ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے) کی وجہ سے جنت میں گئے، حالانکہ حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہو گا، علامہ عینی فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جنت میں نفس دخول تو محض اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے ہو گا۔ اور درجات میں زیادتی اور کمی و بیشی کا فرق اعمال کی وجہ سے ہو گا قرآن مجید میں ہے:

الذین تتوفھم الملئکۃ طیبین یقولون سلم علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون۔ (نحل: ۳۲)

وہ (پرہیزگار) جن کی روحوں کو فرشتے قبض کرتے ہیں درآں حالیکہ وہ مسرور اور خوش ہوں، فرشتے ان سے کہتے ہیں، تم پر سلام ہو تم جنت میں اپنے اعمال کی وجہ سے داخل ہو جاؤ۔

اس آیت کی بھی یہی توجیہ ہے کہ جنت میں اصل دخول تو محض اللہ کے فضل سے ہے اور درجات کا حصول اعمال کی وجہ سے ہے۔ [1]

میں کہتا ہوں کہ اس آیت اور اس حدیث کی یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ اعمال صورۃً سبب ہیں حقیقۃً سبب نہیں ہیں اور حضرت بلال والی حدیث اور سورۂ نحل کی اس آیت میں سبب صوری بیان کیا گیا ہے، سبب حقیقی نہیں بیان کیا گیا، سبب حقیقی اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔

اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے اور دیگر معمولات اہل سنت پر ایک دلیل

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے

---

[1] حافظ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۷، ص ۲۰۸-۲۰۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ویستفاد منہ جواز الاجتہاد فی توقیت العبادۃ لان بلالا توصل الی ما ذکرنا بالاستنباط فصوبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔[1]

اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اپنے اجتہاد سے کسی عبادت کا وقت مقرر کرنا جائز ہے، کیونکہ حضرت بلال نے دخول جنت کا یہ مرتبہ اپنے اجتہاد اور استنباط سے حاصل کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب فرمائی (اور یہ نہیں فرمایا کہ تم نے از خود ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے کو کیوں مقرر کر لیا؟)

اس قیاس پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر اذان سے کچھ وقفہ پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا، جمعہ کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا، بارہ ربیع الاوّل کو حضور کے میلاد کی خوشی میں جلوس نکالنا اور محافل میلاد منعقد کرنا، موت کے تیسرے دن، چالیسویں دن اور ایک سال کے بعد صدقات وخیرات کا ایصال ثواب کرنا، ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کرنا، ان تمام عبادات کے لیے جو اوقات علماء اور صالحین نے اپنے اجتہاد سے مقرر کیے ہیں وہ اس حدیث کی روشنی میں جائز اور صحیح ہیں البتہ ان عبادات کے لیے ان اوقات کی تعیین کو لازم اور ضروری قرار دینا یا اس تعیین کو تعیین شرعی سمجھ لینا بدعت سیئہ اور بدعت ضلالہ ہے، امام بخاری کی حسب ذیل روایت سے بھی ان معمولات کی تائید حاصل ہوتی ہے:

عن انس کان رجل من الانصار یؤمھم فی مسجد قباء وکان کلما افتتح سورۃ یقرأ بھا فی الصلوۃ مما یقرأ بہ افتتح بقل ھو اللہ احد حتی یفرغ منھا ثم یقرأ بسورۃ اخری معھا وکان یصنع ذلک فی کل رکعۃ فکلمہ اصحابہ وقالوا انک تفتتح بھذہ السورۃ ثم لا تری انھا تجزئک حتی تقرأ باخری فاما ان تقرأ بھا واما ان تدعھا وتقرأ باخری فقال ما انا بتارکھا ان احببتم ان اؤمکم بذلک فعلت وان کرھتم ترکتکم وکانوا یرون انہ من افضلھم وکرھوا ان یؤمھم غیرہ فلما اتاھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبروہ الخبر فقال یا فلان ما یمنعک ان تفعل ما یامرک

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد قبا میں انصار کا ایک شخص ان کی امامت کرتا تھا، وہ نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں میں سے جب بھی کسی سورت کو شروع کرتا تو قل ھو اللہ احد سے شروع کرتا اور اس سے فارغ ہونے کے بعد کوئی اور سورت پڑھتا، وہ اس طرح ہر رکعت میں کرتا تھا، اس کے اصحاب نے اس سے کہا تم اس سورت سے قرأت شروع کرتے ہو پھر اس کو کافی نہیں سمجھتے اور دوسری سورت پڑھتے ہو یا تم صرف اسی سورت کو پڑھو اور یا اس سورت کو چھوڑ دو اور کوئی اور سورت پڑھو، اس نے کہا میں اس سورت کو ترک نہیں کروں گا، اگر تم کو میری امامت پسند ہو تو میں نماز پڑھاؤں گا اور اگر تم کو میری امامت پسند نہیں ہے تو مجھ کو چھوڑ دو، وہ لوگ اس شخص کے علاوہ کسی اور کو امام بنانا ناپسند کرتے تھے،

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۳۴ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

بہ اصحابك وما يحملك على لزوم هذه السورة في كل ركعة فقال اني احبها قال حبك اياها ادخلك الجنة۔ [له]

کیونکہ ان کے خیال میں وہ ان سب سے افضل تھا جب ان کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم آئے تو انھوں نے اس واقعہ کی خبر دی، آپ نے فرمایا: اے فلان! تم کو اپنے ساتھیوں کی بات ماننے سے کیا چیز مانع ہے؟ اور اس سورت کو رکعت میں لازماً پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا اس سورت کی محبت نے تم کو جنت میں داخل کر دیا۔

حضرت کلثوم بن ہدم انصاری رضی اللہ عنہ نے نماز کی ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنے کو لازم کر لیا اور یہ لزوم صرف قرآن مجید کی اس سورت سے محبت کی بنا پر تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عمل پر ان کو جنت کی بشارت دی سو اسی نہج پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اگر اہل سنت اذان سے کچھ وقفہ پہلے یا نماز کے بعد اعتقاد لزوم کے بغیر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کو معمول بنا لیں تو وہ کب اس بشارت سے محروم ہوں گے! لیکن یہ تمام امور ادب اور محبت کے مظاہر ہیں، ان امور کو اسی درجہ میں رکھنا چاہیے اور کبھی کبھی ان امور کو قصداً ترک بھی کرنا چاہیے، تاکہ فرض اور واجب سے ان کا عملاً امتیاز قائم رہے، ہاں ان امور کے ساتھ فرض اور واجب کا معاملہ کرنا اور نہ کرنے والوں کو برا جاننا اور ان کو ملامت کرنا بدعت سیئہ اور بدعت ضلالہ ہے، جو مسلمان اتباع سنت کے جذبہ سے اذان سے پہلے یا بعد جہراً صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھتے کہ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں یہ معمول نہیں تھا ان کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہیے ہاں جو لوگ بغض رسالت کی وجہ سے صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں کو برا جانیں، برا کہیں، انھیں اہل بدعت سے تعبیر کریں اور صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے منع کریں اور آمادہ پیکار ہوں ان کے کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے! بایں ہمہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اذان سے کچھ وقفہ پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا جواز اور اجر و ثواب مسلم ہے لیکن اذان دینے کا اصل اور افضل طریقہ وہی ہے جس طریقہ سے عہد رسالت میں اذان دی جاتی تھی۔!

حدیث الباب کے بقیہ فوائد اور مسائل

اس حدیث کے باقی فوائد حسب ذیل ہیں:

(۱) اس حدیث میں وضوء کے بعد نماز پڑھنے پر برانگیختہ کرنا ہے تاکہ وضو اپنے مقصود سے خالی نہ رہے۔

(۲)۔ مہلب نے کہا جو مسلمان اپنے کسی عمل کو پوشیدہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس عمل پر جزاء عظیم عطا فرماتا ہے۔

(۳)۔ صالحین سے ان کی نیکیوں کے متعلق استفسار کرنا چاہیے تاکہ دوسرے بھی ان کی اقتداء کریں۔

(۴)۔ استاد اور شیخ کو اپنے تلامذہ کے معمولات کے متعلق پوچھنا چاہیے تاکہ ان کے معمولات حسن ہوں تو ان کو برقرار رکھیں ورنہ ان کی اصلاح کریں۔

(۵)۔ فقہاء شافعیہ نے اس حدیث کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ اوقات ممنوعہ (مثلاً استواء، غروب اور طلوع شمس

[له] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

کے وقت) میں بھی اگر وضو کرے تو نماز پڑھ لے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ تحریم کے دلائل اباحت پر مقدم ہیں، نیز اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضرت بلال وضو کے فوراً بعد نماز پڑھ لیتے تھے اگر مکروہ وقت میں وضو کیا ہے تو مکروہ وقت گزرنے کے بعد نماز پڑھے۔

(۶)۔ حضرت بلال کے جنت میں چلنے کی آواز سننے کا واقعہ خواب میں ہوا، صحیح بخاری کی حسب ذیل روایات میں اس کی تصریح ہے۔

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایتنی دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ و سمعت خشفۃ فقلت من ھذا فقال ھذا بلال ورایت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا فقال لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخلہ فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی و امی یا رسول اللہ اعلیک اغار[1]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا، میں نے وہاں ابو طلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے وہاں جوتیوں کی آہٹ سنی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ بلال ہیں اور میں نے وہاں ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک باندی تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ کہا عمر بن الخطاب کا، میں نے اس کو دیکھنے کے لیے محل کے اندر جانا چاہا، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی، حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا میں آپ پر غیرت کروں گا!

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

ان ابا ھریرۃ قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال بینا انا نائم رایتنی فی الجنۃ فاذا امرأۃ تتوضؤ الی جانب قصر فقلت لمن ھذا القصر قالوا لعمر فذکرت غیرتہ فولیت مدبرا فبکی عمر وقال علیک اغار یا رسول اللہ![2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا تو میں نے اپنے آپ کو خواب میں جنت میں دیکھا، وہاں ایک عورت ایک محل کی ایک جانب وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے، کہا عمر کا، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی اور میں واپس لوٹ گیا، حضرت عمر رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ! میں آپ پر غیرت کروں گا!

صحیح بخاری کی ان دونوں روایات سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جنت میں اپنے آگے حضرت بلال

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[2] ،، ،، ،، ،، ،، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۰

کے جوتوں کی آہٹ سننے کا واقعہ خواب میں رونما ہوا تھا جیسا کہ حضرت رمیصا اور حضرت عمر کے محل کو دیکھنے کا واقعہ بھی خواب میں رونما ہوا تھا، اس لیے اب نہ یہ اعتراض ہوگا کہ حضرت بلال موت سے پہلے جنت میں کیسے چلے گئے اور نہ یہ اعتراض ہوگا کہ وہ حضور کے آگے کیونکر چل رہے تھے اور نہ یہ اعتراض ہوگا کہ کیا حضرت بلال کو بھی جسد عنصری کے ساتھ معراج ہوئی تھی؟

باب ٨٦: مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاُمِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۲۰۳- حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ وَسَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ الْحَضْرَمِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَالْوَلِيْدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ سَهْلٌ وَمِنْجَابٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِيْ اَنْتَ مِنْهُمْ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ:) جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں ہے جو انھوں نے پرہیزگاری کے ساتھ کھایا (پوری آیت تک) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے یہ بتایا گیا ہے تم ان لوگوں میں سے ہو۔

۶۲۰۴- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَكُنَّا حِيْنًا وَمَا نُرَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَاُمَّهٗ اِلَّا مِنْ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَلُزُوْمِهِمْ لَهٗ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تو ہم حضرت ابن مسعود اور ان کی والدہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بہ کثرت آنے جانے اور آپ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ سمجھتے رہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ہیں۔

۶۲۰۵- حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے، اس کے حسب سابق روایت ہے

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَسْوَدَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مُوسٰى يَقُولُ لَقَدْ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ۔

۶۲۰۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أُرٰى أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ أَوْ مَا ذَكَرَ مِنْ نَحْوِ هٰذَا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں یہ گمان کرتا تھا کہ حضرت عبداللہ اہل بیت سے ہیں، یا اس کے قریب بیان کیا۔

۶۲۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ قَالَ شَهِدْتُ أَبَا مُوسٰى وَأَبَا مَسْعُودٍ حِينَ مَاتَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَتُرَاهُ تَرَكَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ إِنْ كَانَ لَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا وَيَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا۔

ابوالاحوص کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا میں اس وقت حضرت ابوموسیٰ اور حضرت ابومسعود کے پاس گیا، اس وقت ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تمہارے خیال میں حضرت ابن مسعود کے بعد کوئی شخص ان جیسا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر تم یہ پوچھتے ہو تو ان کی یہ شان تھی کہ جب ہمیں بارگاہِ رسالت میں باریابی نہیں ہوتی تھی تو حضرت ابن مسعود کو اس وقت بھی اجازت ہوتی تھی اور جس وقت ہم غائب ہوتے تھے حضرت ابن مسعود اس وقت بھی حاضر ہوتے تھے۔

۶۲۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ كُنَّا فِي دَارِ أَبِي مُوسٰى مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ فِي مُصْحَفٍ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ مَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ بَعْدَهُ أَعْلَمَ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْقَائِمِ فَقَالَ أَبُو مُوسٰى أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ كَانَ يَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا وَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا۔

ابوالاحوص بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابن مسعود کے چند اصحاب کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ کے گھر میں ایک مصحف (قرآن مجید کا نسخہ) دیکھ رہے تھے، اس اثناء میں حضرت ابن مسعود کھڑے ہو گئے تو حضرت ابومسعود نے کہا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اس کھڑے ہوئے شخص سے زیادہ قرآن مجید کا کوئی عالم چھوڑا ہو، حضرت ابوموسیٰ نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم غائب ہوتے تھے تو حضرت ابن مسعود حاضر ہوتے تھے اور جب ہم کو اجازت نہیں ہوتی تھی تو حضرت ابن مسعود کو اجازت ہوتی تھی۔

۶۲۰۹- وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

عُبَيْدُ اللّٰهِ (هُوَ ابْنُ مُوسٰى) عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا مُوسٰى فَوَجَدْتُ عَبْدَ اللّٰهِ وَاَبَا مُوسٰى ح وَحَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ حُذَيْفَةَ وَاَبِي مُوسٰى وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَحَدِيثُ قُطْبَةَ اَتَمُّ وَاَكْثَرُ۔

۶۲۱۰۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ قَالَ عَلٰى قِرَاءَةِ مَنْ تَاْمُرُونِّي اَنْ اَقْرَاَ فَلَقَدْ قَرَاْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً وَلَقَدْ عَلِمَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اَعْلَمُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَلَوْ اَعْلَمُ اَنَّ اَحَدًا اَعْلَمُ مِنِّي لَرَحَلْتُ اِلَيْهِ قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي حِلَقِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَلَا يَعِيبُهُ۔

شقیق کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا جو شخص خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اس خیانت شدہ چیز کو لے کر حاضر ہوگا، پھر فرمایا مجھے کس شخص کی قرأت کے مطابق قرآن مجید پڑھنے کے لیے کہتے ہو؟ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ اوپر ستر سورتیں پڑھی ہیں، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جانتے ہیں کہ میں ان سب سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہوں، اور اگر میں یہ جانتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے تو میں اس کی طرف چلا جاتا، شقیق کہتے ہیں کہ میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حلقہ میں بیٹھا ہوں اور میں نے نہیں سنا کہ کسی نے حضرت ابن مسعود کا رد کیا ہو یا ان کی مذمت کی ہو۔

۶۲۱۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَالَّذِي لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ مَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ سُورَةٌ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ حَيْثُ نَزَلَتْ وَمَا مِنْ اٰيَةٍ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ فِيمَا اُنْزِلَتْ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا هُوَ اَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ مِنِّي تَبْلُغُهُ الْاِبِلُ لَرَكِبْتُ اِلَيْهِ۔

مسروق کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کتاب اللہ کی ہر سورت کے متعلق مجھے علم ہے وہ کب نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی ہر آیت کے متعلق مجھے علم ہے کہ وہ کب نازل ہوئی اور وہ کس چیز کے متعلق نازل ہوئی، اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا ہے اور اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس جانا ممکن ہوتا تو میں اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس چلا جاتا۔

۶۲۱۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا

مسروق کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس جاتے اور ان سے گفتگو کرتے، ابن نمیر کہتے ہیں ایک

الأعمش عن شقيق عن مسروق قال كنا نأتي عبد الله بن عمرو فنتحدث إليه وقال ابن نمير عنده فذكرنا يوما عبد الله بن مسعود فقال لقد ذكرتم رجلا لا أزال أحبه بعد شيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خذوا القرآن من أربعة من ابن أم عبد فبدأ به ومعاذ بن جبل وأبي بن كعب وسالم مولى أبي حذيفة .

دن ہم نے ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ذکر کیا، انھوں نے کہا تم نے مجھ سے اس شخص کا ذکر کیا ہے کہ میں ان سے اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، ابن ام عبد (حضرت ابن مسعود) سے، آپ نے ابتداء ان سے کی اور معاذ بن جبل سے اور ابی بن کعب سے، اور ابوحذیفہ کے آزاد شدہ غلام سالم سے۔

۶۲۱۳ - **حدثنا** قتيبة بن سعيد وزهير بن حرب وعثمان بن أبي شيبة قالوا حدثنا جرير عن الأعمش عن أبي وائل عن مسروق قال كنا عند عبد الله بن عمرو فذكرنا حديثا عن عبد الله بن مسعود فقال إن ذاك الرجل لا أزال أحبه بعد شيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوله سمعته يقول اقرءوا القرآن من أربعة نفر من ابن أم عبد فبدأ به ومن أبي بن كعب ومن سالم مولى أبي حذيفة ومن معاذ بن جبل وحرف لم يذكره زهير قوله يقوله .

مسروق کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس گئے ہم نے ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود کی ایک روایت بیان کی، انھوں نے کہا وہ ایسے شخص ہیں کہ میں ایک چیز کے بعد ان سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، چار شخصوں سے قرآن مجید سیکھو، ابن ام عبد سے، آپ نے حضرت ابن مسعود سے ابتداء کی، اور ابی بن کعب سے، اور ابوحذیفہ کے آزاد شدہ غلام سالم سے، اور معاذ بن جبل سے، زہیر نے اپنی روایت میں یقولہ کا ذکر نہیں کیا۔

۶۲۱۴ - **حدثنا** أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالا حدثنا أبو معاوية عن الأعمش بإسناد جرير ووكيع في رواية أبي بكر عن أبي معاوية قدم معاذا قبل أبي وفي رواية أبي كريب أبي قبل معاذ .

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۲۱۵ - **حدثنا** ابن المثنى وابن بشار قالا حدثنا ابن أبي عدي ح وحدثني بشر بن خالد أخبرنا محمد يعني ابن جعفر كلاهما عن شعبة عن الأعمش بإسنادهم واختلفا عن شعبة في تنسيق الأربعة .

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، شعبہ کی روایت میں چاروں کی ترتیب میں اختلاف ہے۔

۶۲۱۶ - **حدثنا** محمد بن المثنى وابن بشار

مسروق کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو

قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذَكَرُوا ابْنَ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

کے سامنے حضرت ابن مسعود کا ذکر کیا انھوں نے کہا میں اس شخص سے اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے: چار آدمیوں سے قرآن مجید سیکھو، ابن مسعود سے، سالم سے جو ابو حذیفہ کے آزاد شدہ غلام ہیں، ابی بن کعب سے اور معاذ بن جبل سے۔

۶۲۱۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ بَدَأَ بِهٰذَيْنِ لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا بَدَأَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، شعبہ نے کہا آپ نے ان دونوں کے نام سے ابتداء کی، میں یہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کس کے نام سے ابتداء کی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ابو عبد الرحمٰن الہذلی۔ ان کے والد کا نام مسعود تھا، ان کی والدہ کا نام ام عبد بنت عبد ود تھا۔

آپ ابتداء اسلام میں مسلمان ہوئے تھے، جب حضرت سعید بن زید اور ان کی زوجہ فاطمہ بنت خطاب مسلمان ہوئی تھیں آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا تا تھا، ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر تھے، آپ نے فرمایا: اے لڑکے! کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟ میں نے کہا ہاں! لیکن میں امین ہوں، آپ نے فرمایا میرے پاس ایسی بکری لاؤ جس سے نر نے جفتی نہ کی ہو، میں ایک شخص یا بکری لے آیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو باندھا، پھر اس کے تھنوں کو ملنا شروع کیا اور دعا کرنے لگے حتیٰ کہ اس میں دودھ اتر آیا، پھر حضرت ابوبکر نے اس سے دودھ دیا، آپ نے حضرت ابوبکر سے کہا دودھ پیو، حضرت ابوبکر نے دودھ پیا، اس کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا، آپ نے پھر اس بکری کے تھنوں سے کہا سکڑ جاؤ تو وہ سکڑ کر پہلے کی طرح ہو گئے، اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اس کلام (قرآن مجید) کی تعلیم دیجئے، آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم تو پڑھانے والے لڑکے ہو، حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ستر سورتیں سیکھیں، اور کسی شخص نے مجھ سے بحث نہیں کی، حضرت ابن مسعود نے سب سے پہلے مکہ میں جہراً قرآن مجید پڑھا۔

جب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ساتھ لے گئے، حضرت ابن مسعود آپ کی خدمت کرتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو پوشیدہ گفتگو سننے اور گھر میں آنے کی اجازت دی، حضرت ابن مسعود آپ کے گھر جاتے تھے، آپ کو نعلین پہناتے تھے، آپ کے ساتھ اور آپ کے

آگے چلتے تھے، جب آپ غسل کرتے تو حضرت ابن مسعود پردہ کرتے، جب آپ سو جاتے تو آپ کو بیدار کرتے، صحابہ کرام میں آپ صاحب السواد والسواک کے نام سے مشہور تھے (یعنی آپ کی پوشیدہ گفتگو سننے والے اور آپ کی مسواک لانے والے)

حضرت ابن مسعود نے حبشہ اور مدینہ کی طرف دو ہجرتیں کیں، دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، بدر، احد، خندق، بیعت رضوان اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جنگ یرموک میں شریک ہوتے، ابوجہل کے سینہ پر سوار ہو کر انہوں نے ہی اس لعین کا سر کاٹا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی تھی۔

حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے سورۂ نساء پڑھ کر سناؤ، میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن مجید سناؤں! حالانکہ خود آپ پر قرآن مجید نازل ہوا ہے، آپ نے فرمایا میں اپنے علاوہ کسی اور سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں، میں نے آپ کے سامنے قرأت کی جب میں اس آیت پر پہنچا فکیف اذا جئنا من کل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ سے کہا ہمیں اس شخص کے متعلق بتلائیے جو اپنی سیرت اور عادات واطوار میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو، تاکہ ہم اس سے دین سیکھیں اور اس سے احادیث سنیں، حضرت حذیفہ نے کہا جو شخص اپنی سیرت اور عادات واطوار میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے وہ ابن مسعود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد رکھنے والے صحابہ کو معلوم ہے کہ ان سب سے زیادہ اللہ کا قرب ابن ام عبد کو حاصل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں بغیر مشورہ کے کسی اور کو امیر بناتا تو ابن ام عبد (حضرت ابن مسعود) کو بناتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں فوت ہو گئے۔ حضرت عثمان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ایک قول یہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت عمار بن یاسر نے پڑھائی وفات کے وقت آپ کی عمر ساٹھ اور چند سال تھی۔[1]

حضرت ابن مسعود کے مصحف کا بیان

حدیث نمبر ۶۲۱۰ میں ہے: حضرت ابن مسعود نے فرمایا جو شخص خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن خیانت شدہ چیز کو لے کر حاضر ہوگا۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود کا مصحف (جمع کردہ قرآن) جمہور کے مصحف کے مخالف تھا، حضرت ابن مسعود کے شاگردوں کے پاس بھی ان کا مصحف تھا، لوگوں نے ان کے مصحف پر اعتراض کیا اور ان سے یہ کہا کہ وہ اس مصحف کو ترک کر کے جمہور کے مصحف کی موافقت کریں اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنے مصاحف کو جلا دیں، جیسا کہ دوسرے مصاحف

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۶۰۔۲۵۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

کو جلا دیا گیا تھا، حضرت ابن مسعود نے اس مطالبہ کو نہیں مانا اور اپنے شاگردوں سے یہ کہا کہ تم لوگ اس مصحف کو چھپا دو، اور جب تم اس کو چھپاؤ گے تو قیامت کے دن اس کو لے کر حاضر ہو گے اور اس میں تمہاری فضیلت ہوگی پھر بطور انکار فرمایا مجھے اس مصحف کے مطابق قرأت سے کون روکتا ہے؟ جس کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا ہے۔[۱]

علامہ اُبّی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قرآن مجید کو سات قرأت، یعنی سات لغات پر نازل کیا گیا تھا اور ہر قبیلہ اپنی اپنی قرأت کے مطابق پڑھتا تھا، جب بکثرت فتوحات ہوئیں اور لوگ ناواقفیت کی بناء پر ایک دوسرے کی قرأت کی تکذیب کرنے لگے تو حضرت ابو حذیفہ کے مشورہ سے حضرت عثمان نے قرآن مجید کے اس نسخہ کو منگوایا جو حضرت ابوبکر کے عہد میں لغت قریش پر جمع کیا گیا تھا، اس نسخہ کی نقول تمام شہروں میں بھجوا دیں اور باقی مصاحف کو منگوا کر جلا دیا تاکہ امت میں اختلاف نہ ہو، تمام صحابہ نے حضرت عثمان کے اس اقدام کی تائید کی کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ تمام مصاحف کا باقی رہنا قرآن مجید میں التباس اور اختلاف کا موجب ہوگا۔

حضرت ابن مسعود کی رائے تمام صحابہ سے منفرد تھی انہوں نے اپنے مصحف کو چھپا لیا اور حضرت عثمان یا کوئی اور شخص اس کو نکلوانے میں کامیاب نہ ہو سکا، حضرت عثمان نے جو مصاحف تمام شہروں میں بھجوائے تھے وہ مشہور ہو گئے، تمام صحابہ نے اس کی موافقت کی اور اس کو پڑھا جانے لگا اور حضرت ابن مسعود کا مصحف ترک کر دیا گیا، اور وہ چھپا رہا حتیٰ کہ جب مصر میں بنو عبید کی حکومت ختم ہو گئی اور مصر کی حکومت شروع ہوئی تو ان کے خزانوں میں وہ مصحف پایا گیا۔ اور صدر الدین قاضی الجماعۃ نے اس کو جلانے کا حکم دیا، ہم نے اپنے اساتذہ سے اسی طرح سنا ہے۔[۲]

حضرت ابن مسعود کی اپنی علمی فضیلت بیان کرنے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۲۱۱ میں ہے: حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا ہے اور اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس جانا ممکن ہوتا تو میں اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس جاتا، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اس کا بیان ہے کہ کسی ضرورت کی بناء پر انسان اپنے علم یا اپنے دوسرے فضائل کو بیان کر سکتا ہے، اور قرآن مجید میں جو ہے: لاتزکوا انفسکم (نجم: ۳۲) "اپنی تعریف و توصیف نہ کرو" اس کا محمل یہ ہے کہ کوئی شخص بغیر کسی ضرورت کے اپنی تعریف و توصیف نہ کرے، بلکہ اپنی بڑائی کے اظہار اور فخر جتلانے کے لیے اپنی تعریف کرے، اور بزرگان دین سے ضرورت کی بناء پر اپنی تعریف کرنا منقول ہے، مثلاً اس سے شر کو دور کرنا مقصود ہو یا لوگوں کے لیے کسی مصلحت کو حاصل کرنا مقصود ہو، یا کسی کو علم حاصل کرنے پر ترغیب دینا مطلوب ہو، مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم (یوسف: ۵۵)

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۹۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

"مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے بے شک میں حفاظت کرنے والا علم والا ہوں" یہ حصول مصلحت کی مثال ہے، اور دفع شر کی مثال یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جب محاصرہ کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے غزوہ تبوک کے لشکر کے لیے سامان فراہم کیا، اور چاہ رومہ خریدا، اور ترغیب کی مثال حضرت ابن مسعود کا یہ ارشاد ہے اور حضرت سہل بن سعد کا یہ کہنا کہ اس مسئلہ کو مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے،

حضرت عبداللہ بن مسعود کتاب اللہ کے سب سے زیادہ عالم تھے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سنت رسول کو بھی خلفاء راشدین سے زیادہ جاننے والے ہیں، اور نہ یہ لازم آتا ہے کہ وہ ان سے زیادہ افضل ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام خلفاء راشدین حضرت ابن مسعود سے افضل تھے۔ لے

بَابٌ ۸۶۲ مِنْ فَضَائِلِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَجَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور انصار کی ایک جماعت کے فضائل

۶۲۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ مَنْ أَبُو زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ عُمُومَتِي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چار شخصوں نے قرآن مجید جمع کیا اور وہ چاروں انصار میں سے تھے، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو زید، قتادہ نے حضرت انس سے پوچھا ابو زید کون ہیں، فرمایا وہ میرے ایک چچا ہیں۔

۶۲۱۹ - حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا زَيْدٍ۔

ہمام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن مجید کس نے جمع کیا تھا؟ کہا چار شخصوں نے، اور چاروں انصار میں سے تھے، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت اور انصار کے ایک شخص جن کی کنیت ابو زید تھی۔

۶۲۲۰ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی سے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے

لے - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّاكَ لِي قَالَ فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي ۔

سامنے قرآن مجید پڑھوں، حضرت ابی نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تمہارا نام لیا ہے، پھر حضرت ابی رونے لگے۔

۶۲۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا قَالَ وَسَمَّانِي قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَكَى ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن مجید کی یہ سورت پڑھوں: لم یکن الذین کفروا۔ حضرت ابی نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت ابی رونے لگے۔

۶۲۲۲ - حَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ بِمِثْلِهِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی سے فرمایا: اس کے بعد اس کی مثل روایت ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابی بن کعب کا نام و نسب یہ ہے: ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر ہے، اور اللہ کے دین میں سب سے زیادہ شدید عمر ہے، سب سے زیادہ حیادار اور صادق عثمان ہے اور حلال اور حرام کا سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبل ہے اور وراثت کے احکام کو سب سے زیادہ جاننے والا زید بن ثابت ہے، اور سب سے اچھی قراءت کرنے والا ابی بن کعب ہے، اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو جس شخص نے سب سے پہلے آپ کے لیے لکھا وہ ابی بن کعب ہیں اور سب سے آخر میں لکھنے والے بھی یہی تھے، جب حضرت ابی بن کعب نہیں ہوتے تھے تو حضرت زید بن ثابت لکھتے تھے۔

ابو نعیم نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے ایک قول ہے حضرت عمر کی خلافت میں ۲۲ھ میں فوت ہوئے، ایک قول ہے ۳۰ھ میں حضرت عثمان کی خلافت میں فوت ہوئے ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے یہ خضاب نہیں لگاتے تھے۔[1]

(حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درآں حالیکہ حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ ان کے سامنے رکھا ہوا تھا کہ ان کی (موت کی) وجہ سے عرش الہٰی جنبش میں آگیا۔

۶۲۲۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ الْأَوْدِيُّ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش الہٰی جنبش میں آگیا۔

۶۲۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْخَفَّافُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَجَنَازَتُهُ مَوْضُوعَةٌ يَعْنِي سَعْدًا اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درآں حالیکہ ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا، سعد کی موت کی وجہ سے عرش الہٰی جنبش میں آگیا۔

۶۲۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَلْمِسُونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هٰذِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا وَأَلْيَنُ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک حلہ ہدیہ کیا گیا، آپ کے اصحاب اس کو چھوتے تھے اور اس کی نرمی پر تعجب کرتے تھے، آپ نے فرمایا تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی زیادہ اچھے اور ملائم تھے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) علامہ مجد الدین محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۵۰-۴۹، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

۶۲۲۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنِي أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبِ حَرِيرٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ هٰذَا أَوْ بِمِثْلِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۶۲۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا كَرِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۶۲۲۹ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةٌ مِنْ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَنَادِيلَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کیا گیا حالانکہ آپ ریشم پہننے سے منع کرتے تھے، صحابہ کو اس کی خوب صورتی سے تعجب ہوا، آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ حسین ہیں۔

۶۲۳۰ - حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةِ الْجَنْدَلِ أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکیدر دومۃ الجندل کے بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک حلہ ہدیہ کیا، پھر اسی کی مثل حدیث ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ ریشم سے منع فرماتے تھے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے:

سعد بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن النبیت عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ان کی والدہ کا نام کبشہ بنت رافع ہے، ان کی صحابیت بھی ثابت ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کو تعلیم دینے کے لیے مدینہ بھیجا اس وقت حضرت سعد بن معاذ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا، جب حضرت سعد مسلمان ہو گئے تو انھوں نے

بنو عبد الاشہل سے کہا جب تک تم لوگ اسلام قبول نہیں کرو گے تمہارے مردوں اور عورتوں سے میری گفتگو حرام ہے تو وہ سب مسلمان ہو گئے، ان کا اسلام قبول کرنا بہت بڑی برکت تھا، وہ بدر، احد اور خندق کے معرکوں میں شریک ہوئے

۵ھ میں غزوۂ خندق ہوا، جب لڑائی کا وقت آیا تو حضرت سعد بن معاذ زرہ پہنے اور ہاتھ میں حربہ لے کر میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے، بنو حارثہ کے قلعہ میں ان کی والدہ موجود تھیں، اور حضرت عائشہ بھی ان کے پاس بیٹھی تھیں، جب حضرت سعد رجزیہ شعر پڑھتے ہوئے گزرے تو والدہ نے کہا بیٹا تم پیچھے رہ گئے ہو جلدی جاؤ، جس ہاتھ میں حربہ تھا وہ باہر نکلا ہوا تھا، حضرت عائشہ نے کہا سعد کی ماں دیکھو، سعد کی زرہ بہت چھوٹی ہے، میدان میں پہنچے تو حبان بن عبد مناف نے جو عرقہ کا بیٹا تھا ان کے ہاتھ پر ایک تیر مارا جس سے ہفت اندام کٹ گئی، اس نے نہایت جوش سے کہا یہ لو، میں عرقہ کا بیٹا ہوں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ دوزخ میں عرق آلود کرے"، اس کے بعد مسجد نبوی میں خیمہ لگایا گیا، حضرت سعد اسی خیمہ میں رہتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روز ان کی عیادت کے لیے تشریف لاتے تھے، چونکہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: یا اللہ! اگر قریش کی لڑائیاں باقی ہوں تو مجھے زندہ رکھ، کیونکہ مجھے ان سے لڑنے کی بڑی تمنا ہے، انھوں نے تیرے رسول کو اذیت دی، ان کی تکذیب کی اور ان کو بے وطن کیا، اور اگر لڑائی بند ہونے کا وقت آ گیا ہے تو اس زخم سے مجھے شہادت دے دے، اور بنو قریظہ کے معاملہ میں میری آنکھیں ٹھنڈی کر، اس دعا کا دوسرا حصہ مقبول ہوا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کو جلا وطن کرنا چاہا تو انھوں نے کہلا بھیجا کہ ہم سعد کا حکم مانیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو اطلاع دی، وہ دراز گوش پر سوار ہو کر آئے، جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا "اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو"، پھر حضرت سعد سے فرمایا یہ لوگ تمہارے حکم کے منتظر ہیں تو عرض کیا میرا حکم یہ ہے کہ جو لوگ جنگجو ہیں ان کو قتل کیا جائے، بچوں کو غلام بنایا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر دیے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا تم نے آسمانی حکم کی پیروی کی ہے، پھر اس حکم کے مطابق چار سو جنگجو آدمی قتل کرائے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت سعد کچھ عرصہ تک زندہ رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے زخم کو داغا جس سے خون رک گیا تاہم ہاتھ سوج گیا اور ایک دن زخم پھٹ گیا اور اس زور سے خون جاری ہوا کہ مسجد سے گزر کر بنو غفار کے خیمہ تک پہنچا، لوگوں کو بھی تشویش ہوئی پوچھا کیا معاملہ ہے، جواب ملا حضرت سعد کا زخم پھٹ گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو گھبرا کر مسجد میں آئے دیکھا تو حضرت سعد کا انتقال ہو چکا تھا، انا للہ وانا الیہ راجعون، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہیں، جب آپ ان کو دفن کر کے لوٹے تو بہت مغموم تھے اور ریش مبارک پر مسلسل آنسو گر رہے تھے۔ [1]

---

[1] ۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹۹-۲۹۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

بَابُ ٨٦ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي دُجَانَةَ سِمَاكِ بْنِ خَرَشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۳۱ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ مَنْ يَأْخُذُ مِنِّي هَذَا فَبَسَطُوا أَيْدِيَهُمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُولُ أَنَا أَنَا قَالَ فَمَنْ يَأْخُذُهُ بِحَقِّهِ قَالَ فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ أَبُو دُجَانَةَ أَنَا آخُذُهُ بِحَقِّهِ قَالَ فَأَخَذَهُ فَفَلَقَ بِهِ هَامَ الْمُشْرِكِينَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن ایک تلوار لی اور فرمایا مجھ سے یہ تلوار کون لیتا ہے، تو ہر شخص نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا میں لیتا ہوں، میں لیتا ہوں، آپ نے فرمایا اس کا حق ادا کرنے کے ساتھ کون لیتا ہے، پھر سب پیچھے ہٹ گئے، حضرت سماک بن خرشہ ابودجانہ نے کہا میں اس کا حق ادا کرنے کے ساتھ لوں گا، پھر حضرت ابودجانہ نے اس تلوار کو لیا اور اس کے ساتھ مشرکین کی کھوپڑیاں توڑ ڈالیں۔

حضرت ابودجانہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت سماک کا نام ونسب یہ ہے: سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الساعدی ابودجانہ۔

یہ اپنی کنیت ابودجانہ کے ساتھ مشہور ہوئے، بدر، احد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مغازی میں شریک ہوئے، حضرت ابودجانہ کی بہادری بہت مشہور تھی، ان کے پاس ایک سرخ پٹی تھی، جس کو وہ جنگ میں جھنڈا بناتے تھے، جنگ احد میں انہوں نے اس کو جھنڈا بنایا اور دو صفوں کے درمیان اکڑ اکڑ کر چلنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میدان جنگ کے سوا اس طرح چلنے کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔

حضرت ابودجانہ اکابر اور افاضل صحابہ میں سے تھے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اس دن وہ ایک عظیم امتحان میں مبتلا ہوئے یمامہ میں بنو حنیفہ کا ایک باغ تھا وہ لوگ اس کے عقب سے لڑ رہے تھے، مسلمان اس باغ میں داخل ہونے پر قادر نہیں ہو رہے تھے حضرت ابودجانہ نے کہا کہ ان کو اس باغ میں گرا دیں، سو مسلمانوں نے ان کو اس باغ میں گرا دیا، اس سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی مگر وہ باغ کے دروازے پر بنو حنیفہ سے لڑتے رہے، مشرکین نے ان سے مقابلہ کیا اور اس دوران مسلمان باغ میں داخل ہو گئے، حضرت ابودجانہ اسی دن شہید ہو گئے، ایک قول یہ ہے کہ بعد تک زندہ رہے اور جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ لڑے تھے، لیکن پہلی بات صحیح ہے۔[۱]

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۵۲-۳۵۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

باب ۶۶۵ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَالِدِ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

۶۲۳۲ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ جِيءَ بِأَبِي مُسَجًّى وَقَدْ مُثِلَ بِهِ قَالَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَهَانِي قَوْمِي ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ أَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَهَانِي قَوْمِي فَرَفَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ أَوْ صَائِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقَالُوا بِنْتُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ وَلِمَ تَبْكِي فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ۔

۶۲۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ أُصِيبَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ وَأَبْكِي وَجَعَلُوا يَنْهَوْنَنِي وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِي قَالَ وَجَعَلَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَمْرٍو تَبْكِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِيهِ أَوْ لَا تَبْكِيهِ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوهُ۔

۶۲۳۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ الْمَلَائِكَةِ وَبُكَاءِ الْبَاكِيَةِ۔

حضرت جابر کے والد حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہما کے فضائل !!

حضرت جابر بن عبد اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن میرے والد کو لایا گیا درآں حالیکہ ان پر کپڑا ڈھکا ہوا تھا، اور ان کو مثلہ کیا گیا تھا (یعنی ان کے اعضاء کاٹ دیئے گئے تھے)، میں نے ان کی نعش سے کپڑا اٹھانا چاہا تو مجھے میری قوم نے منع کر دیا، میں نے پھر کپڑا اٹھانا چاہا مجھے پھر میری قوم نے منع کیا، پھر خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ کے حکم سے لوگوں نے وہ کپڑا اٹھایا پھر آپ نے ایک رونے والی یا چلانے والی کی آواز سنی، آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے، آپ نے فرمایا کیوں روتی ہو؟ ان کا جنازہ اٹھانے جانے تک فرشتے ان پر سایہ کرتے رہیں گے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن میرے والد شہید ہو گئے، میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھا کر رونے لگا، لوگ مجھے منع کر رہے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے منع نہیں کر رہے تھے، حضرت فاطمہ بنت عمرو نے بھی رونا شروع کر دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رو دیا نہ رو، جب تک تم ان کا جنازہ نہیں اٹھاؤ گے فرشتے ان پر سایہ کرتے رہیں گے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، ابن جریج کی سند میں فرشتوں کا اور رونے والی کے رونے کا ذکر نہیں ہے۔

۶۲۳۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِیْ خَلَفٍ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّآءُ بْنُ عَدِیٍّ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جِیْءَ بِاَبِیْ یَوْمَ اُحُدٍ مُجَدَّعًا فَوُضِعَ بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِھِمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن میرے والد کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے تھے۔ باقی حدیث حسب سابق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کا نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن الخزرج الانصاری الخزرجی السلمی، ان کی کنیت ابو جابر تھی۔

حضرت عبداللہ عقبی، بدری اور نقیب تھے، غزوہ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہوئے اور غزوۂ احد میں شہید کر دیے گئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: کیا بات ہے؟ تم مغموم اور پریشان نظر آ رہے ہو! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے والد شہید کر دیے گئے اور وہ قرضہ اور اولاد چھوڑ کر چلے گئے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالے نے ہر شخص سے پردہ کی اوٹ سے کلام کیا ہے اور تمہارے والد سے بلا حجاب کلام کیا ہے اور یہ فرمایا: اے میرے بندے! مجھ سے سوال کرو، میں تم کو عطا کروں گا، انھوں نے کہا میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں بھیج دے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں! اللہ تعالے نے فرمایا میں پہلے یہ مقرر کر چکا ہوں کہ اب لوگ دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے، انھوں نے کہا اچھا تو پھر جو لوگ میرے پیچھے ہیں ان تک میرا حال پہنچا دے، تب اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء الآیۃ۔ "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں۔"

جب حضرت عبداللہ نے احد کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اپنے بیٹے حضرت جابر کو بلایا اور فرمایا اے بیٹے! مجھے یقین ہے کہ جو لوگ شہید ہوں گے میں ان میں سب سے پہلے شہید ہوں گا۔ بخدا میں جن لوگوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے تم سب سے زیادہ عزیز ہو، اور مجھ پر قرض ہے تم وہ قرض ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا، حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میرے والد سب سے پہلے شہید ہوئے، مشرکین نے ان کی ناک اور کانوں کو کاٹ دیا، ان کو اور حضرت عمرو بن الجموح کو ایک قبر میں دفن کیا گیا وہ دنیا میں ایک دوسرے کے دوست اور ساتھی تھے، حضرت جابر کہتے ہیں میں نے چھ ماہ بعد اپنے والد کی قبر کھودی اور ان کو دوسری جگہ منتقل کر دیا، میں نے دیکھا کہ ان کے جسم میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا، صرف داڑھی کے چند بالوں میں مٹی لگی ہوئی تھی۔

امام مالک نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن جموح انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری کی قبروں میں سیلاب کا پانی آ گیا، وہ دونوں ایک ہی قبر میں مدفون تھے، یہ دونوں غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے، ان دونوں کو قبر کھود کر نکالا گیا۔ ان دونوں کے جسم بالکل متغیر نہیں ہوئے تھے یوں لگتا تھا جیسے کل فوت ہوئے ہوں

ان میں سے ایک کا ہاتھ دفن کے وقت اپنے زخم پر تھا وہ ہاتھ اسی طرح تھا اس کو زخم سے ہٹایا گیا تو وہ پھر اپنی جگہ لوٹ گیا، غزوۂ احد اور قبر کھودنے کے درمیان چھیالیس سال کا عرصہ تھا، ——— رضی اللہ عنہما وارضاہما ——— [1]

بَابُ ۸۶۶ مِنْ فَضَائِلِ جُلَيْبِيبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۶۲۳۶ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَلِيطٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي مَغْزًى لَهُ فَأَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ قَالُوا نَعَمْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا ثُمَّ قَالَ هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ قَالُوا نَعَمْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا ثُمَّ قَالَ هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ قَالُوا لَا قَالَ لٰكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا فَاطْلُبُوهُ فَطُلِبَ فِي الْقَتْلٰى فَوَجَدُوهُ إِلٰى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوهُ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوهُ هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ قَالَ فَوَضَعَهُ عَلٰى سَاعِدَيْهِ لَيْسَ لَهُ إِلَّا سَاعِدَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحُفِرَ لَهُ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ غُسْلًا ۔

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک جہاد میں تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال دیا آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم میں سے کوئی غائب ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں فلاں، فلاں اور فلاں غائب ہے، آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی غائب ہے؟ صحابہ نے کہا ہاں! فلاں، فلاں اور فلاں غائب ہے۔ آپ نے پھر فرمایا تم میں سے کوئی غائب ہے؟ صحابہ نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا لیکن میں جلیبیب کو غائب پا رہا ہوں، اس کو تلاش کرو، انھوں نے ان کو شہداء میں تلاش کیا، تو دیکھا کہ سات آدمیوں کے پہلو میں ان کی نعش پڑی تھی، جن کو حضرت جلیبیب نے قتل کیا تھا، پھر انھوں نے ان کو شہید کر دیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی نعش کے پاس آئے اور فرمایا: اس نے سات کو قتل کیا پھر انھوں نے اس کو قتل کر دیا، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں پھر آپ نے ان کی نعش کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور ان کو صرف آپ نے ہی اٹھایا ہوا تھا۔ پھر ان کی قبر کھودی گئی اور ان کو قبر میں رکھ دیا گیا، راوی نے ان کو غسل دینے کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:

جلیبیب قندیل کے وزن پر ہے یہ انصاری صحابی تھے، حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک شخص کی بیٹی سے ان کے نکاح کا پیغام دیا، حضرت جلیبیب کوتاہ قد اور بدشکل تھے، اس لڑکی کے ماں باپ نے اس رشتہ کو ناپسند کیا، جب اس لڑکی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کا علم ہوا تو اس نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ

[1] ۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۳۲-۲۳۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

علی انفسھن غیر جائزة، قیل له لیس کذلک لان الآیة لم تخص الاولیاء بھذا الامر دون غیرھم وعمومه یقتضی ترغیب سائر الناس فی العقد علی الایامی الا تری ان اسم الایامی ینتظم الرجال والنساء وھو فی الرجل لم یرد به الاولیاء دون غیرھم کذلک فی النساء[1]

خود عورت نہیں کر سکتی، اور عورت کا کیا ہوا نکاح نا جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں عقد نکاح کو عورت کے ولی کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا اور اس آیت کا عموم تمام لوگوں کو عقد نکاح کرنے کی ترغیب دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ لفظ ایامیٰ (بے نکاح لوگ) مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے، اور مردوں سے صرف عورت کا ولی مراد نہیں ہے، اسی طرح عورتوں میں بھی عموم ہے۔

جس طرح علامہ ابوبکر جصاص نے اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں اپنے نکاح مرد اور عورت کا نکاح کر سکتے ہیں اسی طرح ہم اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت میں ہر بے نکاح کا نکاح کرنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ نکاح کفو میں ہو یا غیر کفو میں۔

اس آیت کے عموم کی وضاحت میں علامہ ابوبکر جصاص مزید لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت کے عموم سے تو پھر یہ بھی ثابت ہو گا کہ باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دے تو یہ بھی جائز ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ احادیث (صحیحہ مشہورہ) سے یہ ثابت ہے کہ بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے، اور مردوں کے حق میں یہ مان لیا گیا ہے کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے اس لیے بالغہ لڑکیوں کے لیے بھی یہ مقدر مانا جائے گا کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے۔[2]

جس طرح بالغہ لڑکی کے لیے احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہے کہ اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہ کیا جائے اسی طرح اگر احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہوتی کہ غیر کفو میں نکاح نہ کیا جائے تو واللہ ہم اس نکاح کو ناجائز کہتے کیونکہ ہمارا کام شریعت کی اتباع کرنا اور شریعت کی تبلیغ کرنا ہے، ہم خود شارع نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا حکم صادر کر دیں، ہم صرف مبلغ ہیں احکام شرعیہ کے واضع نہیں ہیں!۔

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی تحریم اور ممانعت کے بغیر ہم اللہ کے حلال کردہ کو حرام کہنے والے کون ہوتے ہیں؟ اور ہم کیا ہیں اور ہماری حیثیت کیا ہے جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:

انی لست احرم حلالاً[3]

میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا!

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] 〃 〃 〃 ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۱-۳۲۰، ملخصاً 〃 〃 〃 〃

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

فانطلق أنيس حتى أتى مكة فراث علي ثم
جاء فقلت ما صنعت قال لقيت رجلا بمكة
على دينك يزعم أن الله أرسله قلت فما
يقول الناس قال يقولون شاعر كاهن ساحر
وكان أنيس أحد الشعراء قال أنيس لقد
سمعت قول الكهنة فما هو بقولهم و
لقد وضعت قوله على أقراء الشعر فما
يلتئم على لسان أحد بعدي أنه شعر والله
إنه لصادق وإنهم لكاذبون قال قلت
فاكفني حتى أذهب فأنظر قال فأتيت
مكة فتضعفت رجلا منهم فقلت أين
هذا الذي تدعونه الصابئ فأشار إلي
فقال الصابئ فمال علي أهل الوادي
بكل مدرة وعظم حتى خررت مغشيا علي
قال فارتفعت حين ارتفعت كأني نصب
أحمر قال فأتيت زمزم فغسلت عني
الدماء وشربت من مائها ولقد لبثت
يا ابن أخي ثلاثين بين ليلة ويوم ما كان
لي طعام إلا ماء زمزم فسمنت حتى تكسرت
عكن بطني وما وجدت على كبدي سخفة
جوع قال فبينا أهل مكة في ليلة قمراء
إضحيان إذ ضرب على أسمختهم فما
يطوف بالبيت أحد وامرأتان منهم
تدعوان إسافا ونائلة قال فأتتا
علي في طوافهما فقلت أنكحا أحدهما
الأخرى قال فما تناهتا عن قولهما قال
فأتتا علي فقلت هن مثل الخشبة غير
أني لا أكني فانطلقتا تولولان وتقولان
لو كان ههنا أحد من أنفارنا قال فاستقبلهما

میں نے پوچھا: کس کے لیے؟ انھوں نے کہا اللہ کے لیے،
میں نے پوچھا: کس طرف منہ کرتے تھے، اس نے کہا اللہ تعالیٰ
جس طرف میرا منہ کر دیتا تھا میں عشا کی نماز پڑھ لیتا تھا حتی کہ
جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو میں اپنے آپ کو چادر کی طرح
ڈال دیتا، حتی کہ مجھ پر دھوپ آجاتی، انیس نے کہا مجھے مکہ
میں کام ہے تم یہاں رہو، میں جاتا ہوں، انیس مکہ چلے گئے
پھر انھوں نے آنے میں دیر کی، پھر وہ آیا میں نے پوچھا تم کیا کرتے
رہے تھے؟ میں نے کہا میری مکہ میں ایک شخص سے
ملاقات ہوئی جو تمہارے دین پر ہے، وہ کہتا ہے کہ اللہ
نے مجھے رسول بنایا ہے، میں نے پوچھا اور لوگ کیا کہتے ہیں؟
اس نے کہا لوگ اس کو شاعر، کاہن اور ساحر کہتے ہیں، انیس
خود بھی ایک شاعر تھا، انیس نے کہا میں نے کاہنوں کا
کلام سنا ہے، اس کا کلام کاہنوں کی طرح نہیں ہے، میں نے
اس کے کلام کا شاعروں کے کلام سے بھی موازنہ کیا لیکن کسی
شخص کی زبان پر ایسے شعر نہیں آسکتے، بخدا وہ سچا ہے اور
لوگ جھوٹے ہیں، میں نے کہا تم یہیں رہو، میں جاکر دیکھتا ہوں،
حضرت ابوذر کہتے ہیں میں مکہ گیا، اور اہل مکہ میں سے ایک کمزور
شخص کو منتخب کیا، میں نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جس کے
متعلق تم یہ کہتے ہو کہ اس نے اپنا دین بدل لیا ہے، اس نے
میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ صابی (دین بدلنے والا) ہے،
پھر تمام اہل وادی ڈھیلوں اور ہڈیوں کے ساتھ مجھ پر پل
پڑے، حتی کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا، پھر جب مجھے ہوش
آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں (بہ کثرت خون بہنے کی وجہ سے)
سرخ رنگ کا بت ہوں، میں نے زمزم کے پاس آکر خون دھویا
اور پانی پیا، اے بھتیجے میں وہاں تیس دن رات تک رہا،
اس وقت زمزم کے پانی کے سوا میری کوئی اور خوراک نہیں
تھی، میں اس قدر موٹا ہو گیا کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو
گئیں، اور میں نے اپنے جگر میں بھوک کی شدت محسوس نہیں
کی، ایک چاندنی رات کو جب اہل مکہ سو گئے، اس وقت

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ قَالَ مَا لَكُمَا قَالَتَا الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا قَالَ مَا قَالَ لَكُمَا قَالَتَا إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْفَمَ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهُ ثُمَّ صَلَّى فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ أَبُو ذَرٍّ فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ قَالَ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ ثُمَّ قَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ قُلْتُ مِنْ غِفَارٍ قَالَ فَأَهْوَى بِيَدِهِ فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي كَرِهَ أَنِ انْتَمَيْتُ إِلَى غِفَارٍ فَذَهَبْتُ آخُذُ بِيَدِهِ فَقَدَعَنِي صَاحِبُهُ وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ مَتَى كُنْتَ هَاهُنَا قَالَ قُلْتُ قَدْ كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ قَالَ فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ قَالَ قُلْتُ مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ قَالَ إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِي فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا فَفَتَحَ أَبُو بَكْرٍ بَابًا فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ وَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهَا ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ لِي أَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ لَا أُرَاهَا إِلَّا يَثْرِبَ فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ عَسَى اللهُ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيهِمْ فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ صَنَعْتُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ قَالَ

بیت اللہ کا کوئی طواف نہیں کر رہا تھا صرف دو عورتیں "اساف اور نائلہ" (بت) کو پکار رہی تھیں، وہ طواف کرتے کرتے میرے پاس آئیں، میں نے کہا (اساف اور نائلہ میں سے) ایک کا دوسرے کے ساتھ نکاح کر دو، یہ سن کر بھی وہ اپنے پکارنے سے باز نہیں آئیں، جب وہ پھر میرے پاس آئیں تو میں نے کہا "فرج میں لکڑی" کیونکہ میں اشارہ کنایہ سے بات نہیں کرتا (اس لیے اساف اور نائلہ کو سیدھی گالی دی) یہ سن کر وہ دونوں عورتیں چلاتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی گئیں، کاش ہمارے لوگوں میں سے اس وقت کوئی ہوتا، راستہ میں ان دونوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر ملے وہ پہاڑی سے اتر رہے تھے، آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ وہ کہنے لگیں ایک صابی آیا ہے جو کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے، آپ نے پوچھا اس نے تم سے کیا کہا: انھوں نے کہا وہ ایسی بات کہتا ہے جس سے منہ بھر جاتا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے، آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، اور آپ نے اور آپ کے صاحب نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر نماز پڑھی، جب آپ نے نماز پوری کر لی، حضرت ابوذر کہتے ہیں تو میں پہلا شخص تھا جس نے اسلام کے طریقہ سے سلام کیا، میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، پھر فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا غفار سے ہوں، آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر انگلیاں اپنی پیشانی پہ رکھیں، میں نے دل میں سوچا شاید آپ کو میرا غفار سے ہونا ناپسند ہوا ہے، میں آپ کا ہاتھ پکڑنے کے لیے بڑھا، آپ کے صاحب نے مجھے روکا، جو مجھ سے زیادہ آپ کا حال جانتا تھا، پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: تم کب سے یہاں ہو، میں نے کہا مجھے یہاں پر تیس دن رات ہو گئے، فرمایا: تمہیں کھانا کون کھلاتا ہے، میں نے کہا زمزم کے پانی کے سوا میرا اور کوئی طعام

مَابِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكَ فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ
فَأَتَيْنَا أُمَّنَا فَقَالَتْ مَابِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكُمَا فَإِنِّي
قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ فَاحْتَمَلْنَا حَتَّى أَتَيْنَا
قَوْمَنَا غِفَارًا فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ
أَيْمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ وَكَانَ سَيِّدُهُمْ وَ
قَالَ نِصْفُهُمْ إِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَسْلَمْنَا فَقَدِمَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ
فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِي وَجَاءَتْ أَسْلَمُ
فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِخْوَتُنَا نُسْلِمُ
عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوا عَلَيْهِ فَأَسْلَمُوا
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ
سَالَمَهَا اللّٰهُ۔

نہیں ہے، میں اس قدر موٹا ہو گیا ہوں کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئی ہیں اور میرے جگر میں بھوک کی کمزوری نہیں ہے، آپ نے فرمایا زمزم کا پانی برکت والا ہے، یہ پیٹ بھرنے والا کھانا ہے، ''حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ اس کو آج رات میں کھانا کھلاؤں! پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر چل پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، حضرت ابوبکر نے دروازہ کھولا اور اس میں سے ہمارے لیے طائف کی کشمش نکالی یہ مکہ میں پہلا طعام تھا جس کو میں نے کھایا پھر میں نے بچا دیا جو بچا دیا پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے کھجوروں والی ایک زمین دکھائی گئی ہے، میرا خیال ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) ہی ہے، کیا تم اپنی قوم کو میری طرف سے (دین اسلام کا) پیغام پہنچا دو گے؟ شاید اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے ان کو نفع دے اور تمہیں اجر و ثواب عطا فرمائے، پھر میں انیس کے پاس پہنچا، اس نے پوچھا تم کیا کرتے رہے؟ میں نے کہا میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر دی ہے اس نے کہا مجھے بھی تمہارے دین سے نفرت نہیں ہے، میں بھی مسلمان ہو چکا ہوں اور تصدیق کر چکا ہوں، پھر ہم اپنی والدہ کے پاس آئے، اس نے کہا، مجھے بھی تمہارے دین سے نفرت نہیں ہے، میں بھی اسلام لاتی ہوں اور تصدیق کرتی ہوں۔ ہم نے اونٹوں پر اپنا سامان لادا اور اپنی قوم بنو غفار کے پاس پہنچے، ان میں سے آدھے لوگ مسلمان ہو گئے، ان لوگوں کا سردار اور امام ایماء بن رحضۃ الغفاری تھا، باقی آدھے لوگوں نے یہ کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو باقی آدھے بھی مسلمان ہو گئے پھر قبیلہ اسلم کے لوگ آئے اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم بھی اپنے بھائیوں کی طرح اسلام قبول کرتے ہیں پھر وہ بھی مسلمان ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

علامہ آلوسی نے بھی اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے لکھتے ہیں:

وعلی ان الولی لیس شرطاً فی النکاح لانہ اضاف العقد الیھا۔ [1]

اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ صحت نکاح میں ولی شرط نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقد کی اضافت عورت کی طرف کی ہے۔

سو جس طرح ولی کے عدم ذکر اور عورت کی طرف نکاح کی اضافت کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے ولی کی اجازت شرط نہیں ہے اسی طرح کفو کے عدم ذکر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے اور عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے خواہ خاوند اس کا کفو ہو یا غیر کفو۔ مذاہب فقہاء کے بیان میں ہم انشاء اللہ فقہاء کی وہ عبارات بھی بیان کریں گے جو انھوں نے صلاحہ کے ذکر میں بیان کی ہیں کیونکہ ان عبارات میں مخالفین کی کوئی تائید نہیں ہے۔

ہم نے جو یہ پانچ آیات پیش کی ہیں ان میں قرآن مجید کے الفاظ کے عموم سے استدلال کیا ہے۔ اب ہم وہ آیتیں پیش کر رہے ہیں جن میں ہم شان نزول کے اعتبار سے استدلال کر رہے ہیں۔

(۶) چھٹی آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثی وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔

(حجرات: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں (مختلف) بڑی قومیں اور قبائل بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔

علامہ آلوسی حنفی اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں امام ابن مردویہ اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی عورت کا ابو ہند سے نکاح کر دیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، الایۃ۔

زہری نے کہا یہ آیت بالخصوص ابو ہند کے متعلق نازل ہوئی ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگاتا تھا (الی قولہ) یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نسب پر فخر نہیں کرنا چاہیے، احادیث میں بھی اس کی صراحت ہے۔

---

[1] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۳ ص ۱۴۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ سَعِيْدٍ
عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ اَبَا
ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ
قَالَ لِاَخِيْهِ ارْكَبْ اِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاعْلَمْ لِيْ
عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهُ يَاْتِيْهِ الْخَبَرُ
مِنَ السَّمَاءِ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِيْ فَانْطَلَقَ
الْاٰخَرُ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ رَجَعَ
اِلٰى اَبِيْ ذَرٍّ فَقَالَ رَاَيْتُهُ يَاْمُرُ بِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ
وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَيْتَنِيْ فِيْمَا
اَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيْهَا مَاءٌ حَتّٰى
قَدِمَ مَكَّةَ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ وَكَرِهَ اَنْ يَسْاَلَ عَنْهُ
حَتّٰى اَدْرَكَهُ يَعْنِي اللَّيْلَ فَاضْطَجَعَ فَرَاٰهُ عَلِيٌّ
فَعَرَفَ اَنَّهُ غَرِيْبٌ فَلَمَّا رَاٰهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْاَلْ
وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ
احْتَمَلَ قُرَيْبَتَهُ وَزَادَهُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَظَلَّ ذٰلِكَ
الْيَوْمَ وَلَا يَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَمْسٰى
فَعَادَ اِلٰى مَضْجَعِهِ فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ مَا اٰنَ لِلرَّجُلِ
اَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ فَاَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ وَلَا يَسْاَلُ
وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ
الثَّالِثِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاَقَامَهُ عَلِيٌّ مَعَهُ ثُمَّ
قَالَ لَهُ اَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ اَقْدَمَكَ هٰذَا
الْبَلَدَ قَالَ اِنْ اَعْطَيْتَنِيْ عَهْدًا وَمِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنِّيْ
فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ فَاِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَصْبَحْتَ
فَاتَّبِعْنِيْ فَاِنِّيْ اِنْ رَاَيْتُ شَيْئًا اَخَافُ عَلَيْكَ
قُمْتُ كَاَنِّيْ اُرِيْقُ الْمَاءَ فَاِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِيْ
حَتّٰى تَدْخُلَ مَدْخَلِيْ فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ
حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہا اس وادی میں جاؤ اور وہاں جا کر میری خاطر اس شخص کے
متعلق معلومات حاصل کرو جو یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس
آسمان سے خبر ملی آتی ہیں، ان کا قول سنو اور پھر میرے
پاس آؤ، وہ چلے گئے حتیٰ کہ مکہ آئے، انھوں نے حضور
کا قول سنا پھر ابوذر کے پاس آئے، انھوں نے کہا میں نے
حضور کو دیکھا ہے وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں
اور ان کا کلام ایسا ہے جو شعر نہیں ہے، میں نے کہا تم
نے میرے ارادے کے مطابق کام نہیں کیا، پھر حضرت
ابوذر نے زادِ راہ لیا اور پانی کا ایک مشکیزہ لیا اور مکہ گئے،
وہ مسجد میں گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا، وہ
حضور کو پہچانتے نہیں تھے اور آپ کے متعلق سوال کرنے
کو ناپسند کرتے تھے، حتیٰ کہ رات ہو گئی اور وہ لیٹ
گئے حضرت علی نے ان کو دیکھا اور یہ خیال کیا کہ وہ کوئی
مسافر ہیں، وہ ان کو دیکھ کر ان کے ساتھ گئے اور کسی نے
دوسرے سے کوئی بات نہیں کی، حتیٰ کہ صبح ہو گئی، پھر
حضرت ابوذر نے اپنی مشک اٹھائی اور اپنا زادِ راہ لے
کر مسجد گئے، وہ سارا دن وہاں رہے اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکے، حتیٰ کہ شام ہو گئی، اور وہ پھر
اپنے سونے کی جگہ آ گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے
گذرے اور کہنے لگے ابھی تک اس شخص کو اپنے ٹھکانے
کا پتا نہیں چلا، پھر ان کو کھڑا کیا اور ان کے ساتھ گئے اور
کسی نے ایک دوسرے سے کوئی سوال نہیں کیا حتیٰ کہ
تیسرا دن بھی اسی طرح گذر گیا، حضرت علی نے انھیں اٹھایا
اور کہا تم مجھے کیوں نہیں بتاتے کہ تم اس شہر میں کس کام
سے آئے ہو؟ حضرت ابوذر نے کہا اگر تم مجھ سے پکا
وعدہ کرو کہ تم میری رہنمائی کرو گے تو میں تم کو بتا دیتا ہوں،
حضرت علی نے وعدہ کیا، حضرت ابوذر نے اپنا مدعا بیان
کیا، حضرت علی نے کہا وہ سچے ہیں اور وہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ہیں جب صبح ہو تو تم میرے ساتھ چلنا، اگر

وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَثَارَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ فَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَأَنَّ طَرِيقَ تُجَّارِكُمْ إِلَى الشَّامِ عَلَيْهِمْ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ بِمِثْلِهَا وَثَارُوا إِلَيْهِ فَضَرَبُوهُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْعَبَّاسُ فَأَنْقَذَهُ.

میں نے تمہارے لیے کوئی خطرہ دیکھا تو میں کھڑا ہو جاؤں گا جیسے کوئی پانی بہاتا ہے، اگر میں چلتا رہوں تو تم بھی میرے ساتھ چلنا حتیٰ کہ جہاں میں داخل ہوں تم بھی وہاں آ جانا، حضرت ابوذر حضرت علی کے پیچھے پیچھے چلتے رہے حتیٰ کہ حضرت علی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور حضرت ابوذر بھی ساتھ گئے، حضرت ابوذر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور اسی جگہ اسلام لے آئے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ اور انہیں دین کی تبلیغ کرو، حتیٰ کہ تمہارے پاس میرا حکم آئے، حضرت ابوذر نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میری جان ہے میں مکہ والوں کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کروں گا، حضرت ابوذر وہاں سے نکلے اور مسجد میں آئے اور با آواز بلند کہا

اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله

پھر قوم ان پر ٹوٹ پڑی اور ان کو مارتے مارتے لٹا دیا، پھر حضرت عباس آئے اور ان پہ جھک گئے اور کہا تم پر افسوس ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے، اور شام سے تمہاری تجارت کا راستہ ان کے پاس سے گذرتا ہے، پھر حضرت ابوذر کو ان سے چھڑا لیا، دوسرے روز پھر حضرت ابوذر نے اپنے اسلام کا اعلان کیا، لوگ پھر ان کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے پھر حضرت عباس ان پہ جھکے اور ان کو چھڑا لیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر، ان کی کنیت ابوذر اور ان کا تعلق غفار قبیلے سے ہے۔

جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے، یہ اسلام لے آئے تھے، اسلام لانے والوں میں یہ چوتھے تھے، ایک قول یہ ہے کہ پانچویں تھے یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے طریقہ کے مطابق سلام کیا، اسلام لانے کے بعد آپ اپنی قوم کے شہر میں گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کرنے تک وہیں شہر سے رہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے آگئے، غزوہ بدر، احد اور خندق گذر

گئے اس کے بعد حضرت ابوذر مدینہ منورہ آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال تک آپ کے مصاحب رہے۔

حضرت ابوذر نے اعلان نبوت سے تین سال پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دی تھی، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ وہ حق بات کہنے پر کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، خواہ وہ بات کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو، حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ زمین و آسمان میں ابوذر سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے، اور یہ بھی روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر زمین پر چلتے ہیں درآں حالیکہ وہ زہد میں عیسیٰ ابن مریم ہیں۔

حضرت ابوذر نے ۳۲ھ میں ربذہ کے ویرانہ میں وفات پائی، ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حالت زیادہ خراب ہونے لگی تو میں رونے لگی، پوچھا کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا تم ایک صحرا میں سفر آخرت پر جا رہے ہو، یہاں تم کو کفن دینے کے لیے کوئی نیا کپڑا بھی نہیں ہے، فرمایا میں تم کو ایک خوشخبری سناتا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کے سامنے فرمایا جن میں ایک میں بھی تھا تم میں ایک شخص صحرا میں مرے گا اور اس کی موت کے وقت وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت پہنچ جائے گی، ان آدمیوں میں سے میرے علاوہ سب لوگ آبادی میں مر چکے ہیں اور اب صرف میں باقی رہ گیا ہوں اس لیے یقیناً وہ شخص میں ہی ہوں۔ اور میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں نے تم سے جھوٹ نہیں کہا، اس لیے جاؤ راستہ پر دیکھو ضرور غیبی امداد آتی ہوگی، میں نے کہا اب تو حجاج بھی واپس جا چکے ہیں اور راستہ بند ہو چکا ہے فرمایا نہیں جا کر دیکھو، وہ کہتی ہیں میں حضرت ابوذر کی تیمارداری بھی کرتی اور ٹیلہ پر بھی جا کر دیکھتی، آخر کچھ دیر بعد دور سے کچھ سوار آتے دکھائی دیے، میں نے اشارہ کیا وہ لوگ تیزی سے میرے پاس آئے، اور حضرت ابوذر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا ابوذر، انھوں نے کہا صحابی رسول؟ میں نے کہا ہاں وہ لوگ "ان پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں" کہہ کر حضرت ابوذر کے پاس گئے، حضرت ابوذر نے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی سنائی پھر وصیت کی کہ اگر میرے پاس یا میری بیوی کے پاس کفن کے مطابق کپڑا نکلے تو اسی کپڑے میں مجھ کو کفن دینا، اور یہ قسم دی کہ تم میں سے جو شخص حکومت کا ادنیٰ عہدہ دار بھی ہو وہ مجھ کو کفن نہ دے، اتفاق سے ایک انصاری نوجوان کے سوا ہر شخص کسی نہ کسی عہدہ پر رہ چکا تھا، اس جوان نے کہا چچا میرے پاس ایک چادر ہے، اس کے علاوہ دو کپڑے اور ہیں جن کو میری والدہ نے کات کر بنایا ہے، میں آپ کو ان میں کفن دوں گا، سو اسی جوان نے آپ کو کفن دیا، ان سواروں میں مشہور صحابی حضرت ابن مسعود بھی تھے، انھوں نے نماز جنازہ پڑھائی، اور اسی صحرا کے ایک گوشہ میں ان کو پیوند خاک کر دیا۔ [1]

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ [۸۶۸]

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۴۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدٌ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۳۰۳-۳۰۱ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ ابْنُ بَيَانٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ يَقُولُ قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا ضَحِكَ .

ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں روکا، اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تبسم فرماتے۔

۶۲۳۲ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا .

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں روکا اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تبسم فرماتے، ابن جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور دعا کی: اے اللہ! اس کو گھوڑے پر قائم رکھ اور اس کو ہادی اور مہدی کر دے۔

۶۲۳۳ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتَ مُرِيحِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةِ الْيَمَانِيَةِ وَالشَّامِيَّةِ فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِي مِائَةٍ وَخَمْسِينَ مِنْ أَحْمَسَ فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ .

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مکان تھا جس کو ذوالخلصہ کہتے تھے، اور اس کو کعبہ یمانیہ یا کعبہ شامیہ بھی کہتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے جریر! کیا تم مجھے ذوالخلصہ، کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کی فکر سے راحت دلاؤ گے؟ سو میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو لوگوں کے ساتھ اس کی جانب روانہ ہوا اور اس بت خانہ کو توڑ دیا، اور جو لوگ وہاں پائے گئے ان سب کو قتل کر دیا، پھر میں نے آکر آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے ہمارے اور قبیلہ احمس کے لیے دعا کی۔

۶۲۳۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَرِيرُ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے جریر! کیا تم مجھے خثعم کے بت خانہ سے راحت نہیں دو گے جس کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے ہیں، حضرت جریر کہتے ہیں کہ

أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ بَيْتٍ لِخَثْعَمَ كَانَ يُدْعَى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ قَالَ فَنَفَرْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَانْطَلَقَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُبَشِّرُهُ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ مِنَّا فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْنَاهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ فَبَرَّكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

پھر میں ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا، میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ نے میرے سینے پر اپنا مبارک ہاتھ مارا، اور یہ دعا فرمائی، اے اللہ اس کو گھوڑے پر ثابت رکھ اور اس کو ہادی اور مہدی بنا، حضرت جریر کہتے ہیں کہ پھر وہ روانہ ہوئے اور اس بت خانہ کو جلا دیا، پھر حضرت جریر نے ابو ارطاۃ کی کنیت والے ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خوشخبری دینے کے لیے روانہ کیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا کہ ہم ذو الخلصہ کے بت خانہ کو ایک خارش زدہ اونٹ کی طرح چھوڑ کر آپ کے پاس آئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے سواروں اور پیادوں کے لیے پانچ مرتبہ دعا کی۔

٦٢٤٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ مَرْوَانَ فَجَاءَ بَشِيرُ جَرِيرٍ أَبُو أَرْطَاةَ حُصَيْنُ بْنُ رَبِيعَةَ يُبَشِّرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، دوسری سند میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت جریر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس شخص کو خوشخبری کے لیے روانہ کیا تھا اس کا نام ابو ارطاۃ حصین بن ربیعہ تھا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: جریر بن عبد اللہ بن جابر بن مالک بن نصر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بن خزیمہ بن حرب بن مالک بن سعد بن نذیر بن قسر بن عبقر بن انمار بن الاراش، ابو عبد اللہ بجلی۔

حضرت جریر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چالیس دن پہلے مسلمان ہوئے، وہ بہت حسین و جمیل تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جریر اس امت کے یوسف ہیں، وہ اپنی قوم کے سردار تھے، جب حضرت جریر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان کی عزت کی اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا عزت دار شخص آئے تو اس کی عزت کرو۔ [1]

(حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

علامہ ابن اثیر نے حضرت جریر کے اسلام لانے کا جو وقت بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ امام احمد بن حنبل نے یہ روایت کیا ہے کہ حجۃ الوداع میں حضرت جریر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ [1] اس لیے حضور کے وصال سے کم از کم چار پانچ ماہ پہلے ان کا اسلام ماننا پڑے گا۔

فتح مکہ کے بعد تقریباً عرب کے تمام قبائل اسلام کے حلقۂ اثر میں آچکے تھے، لیکن بعض علاقوں میں صدیوں کی بد اعتقادی کی وجہ سے توہم پرستی باقی تھی اور لوگ صنم کدوں کو ہاتھ لگانے سے ڈرتے تھے، اس وہم کو دور کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صنم کدے گروا دیے، یمن کا صنم کدہ ذی الخلصہ جو کعبہ یمانی کے نام سے مشہور تھا، اس کو ڈھانے کی خدمت آپ نے حضرت جریر کے سپرد کی جس کا صحیح مسلم کی زیر بحث احادیث میں تفصیلاً ذکر ہے۔ ابھی حضرت جریر یمن ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، حضرت جریر یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مدینہ منورہ روانہ ہوئے، راستہ میں حضرت ابوبکر صدیق کے خلیفہ مقرر ہونے کی اطلاع ملی۔

حضرت ابوبکر کے عہد میں انہوں نے نمایاں کسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیا، حضرت عمر کے زمانہ میں کئی جنگوں میں شریک ہوئے، حضرت عمر نے عراق کی افواج کی مدد کے لیے تمام قبائل عرب کو جمع کیا اور ہر قبیلہ کے سردار کو اس قبیلہ کا افسر بنا کر عراق روانہ کیا، حضرت جریر کو بجیلہ کی سرداری ملی، یہ اپنے قبیلہ کے ساتھ عراق پہنچے، مقام حیرہ میں مسلمانوں اور ایرانیوں کا مقابلہ ہوا، اس مقابلہ میں حضرت جریر میمنہ کے افسر تھے، میمنہ، میسرہ اور قلب کو لے کر ایرانیوں پر حملہ کیا، ایرانیوں نے بھی زبردست جواب دیا اور مسلمان منتشر ہو گئے لیکن مثنیٰ کی للکار پر پھر دوبارہ حملہ آور ہوئے، اس حملہ میں عرب کے مشہور بہادر مسعود بن حارثہ شہید ہو گئے۔ مثنیٰ نے پھر جوش دلایا، حضرت جریر نے بھی اپنے قبیلہ کو للکارا، ان دونوں کی للکار پر مسلمانوں نے نہایت سخت حملہ کیا، اس حملہ میں ایرانی افسر مہران مارا گیا اور ایرانیوں نے میدان خالی کر دیا۔ [2]

حضرت جریر نے متعدد معرکوں میں حصہ لیا اور [illegible]ھ میں وفات پائی۔ [3]

بَابُ ۸۶۹ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۲۴۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ قَالَا حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ الْيَشْكُرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے، میں نے آپ کے لیے وضو

[1] (حاشیہ صفحہ سابقہ) علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۷۹ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری متوفی ۲۸۲ھ، اخبار الطوال ص ۱۱۵، ۱۱۴ مطبوعہ دار المسیرۃ بیروت

[3] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۸۰ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ هَذَا فِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ قَالُوا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قُلْتُ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ۔

کا پانی رکھا۔ جب آپ آئے تو آپ نے پوچھا" یہ پانی کس نے رکھا ہے؟" صحابہ نے کہا، ایک روایت میں ہے، میں نے کہا، ابن عباس نے! آپ نے دعا دی اے اللہ! اس کو دین میں سمجھ عطا فرما۔!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس کا نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ابوالعباس القرشی الہاشمی۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے تھے ان کو ان کے وفور علم کی وجہ سے الحبر اور حبر الامۃ کا لقب دیا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت مکہ کی گھاٹیوں میں تھے اس دوران حضرت ابن عباس پیدا ہوئے، یہ ہجرت سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے، ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے اپنے لعاب مبارک سے ان کو گھٹی دی، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل کو دیکھا تھا، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے دو مرتبہ حضرت جبرائیل کو دیکھا اور دو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ چمٹا کر ان کے لیے دعا کی: اللّٰھم علمہ الحکمۃ "اے اللہ! اس کو حکمت کی تعلیم دے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم شجرِ نبوت کے اہل بیت ہیں، ہمارے ہاں فرشتے آتے تھے، ہم اہل بیت رسالت اور اہل بیت رحمت، اور معدن علم ہیں۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی پیچیدہ مقدمہ آتا تو وہ حضرت ابن عباس سے کہتے کہ ہمارے پاس ایک مشکل مسئلہ آیا ہے، اور اس جیسے مسائل کو تم ہی حل کر سکتے ہو، پھر اس مسئلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے پر عمل کرتے، اور حضرت ابن عباس کے علاوہ اور کسی کو نہیں بلاتے تھے، عبیداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کئی اوصاف میں دوسروں پر فائق تھے، علم، حلم، نسب اور تاویل میں، میں نے ان کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا جاننے والا کسی اور کو نہیں دیکھا، نہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے فیصلوں کو ان سے زیادہ کوئی جاننے والا تھا، نہ کوئی ان سے زیادہ فقیہ تھا، شعر، عربیت، تفسیر قرآن، حساب اور وراثت کے مسائل کو بھی ان سے زیادہ جاننے والا کوئی اور نہیں تھا، ایک دن وہ مجلس میں صرف فقہی مسائل کا بیان کرتے، ایک دن صرف خواب کی تعبیر بیان کرتے، ایک دن صرف غزوات کا بیان کرتے، ایک دن صرف اشعار سناتے، اور ایک دن صرف ایام عرب بیان کرتے، جو عالم بھی ان کی مجلس میں آیا وہ ان کے علم کا اعتراف کر کے اٹھا، اور جس شخص نے بھی ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا وہ ان سے جواب معلوم کر کے گیا۔

لیث بن ابی سلیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے طاؤس سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کو چھوڑ کر اس نوجوان صحابی کی مجلس کو کیوں اختیار کیا ہے، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے ستر صحابہ کو دیکھا کہ جب ان کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو وہ حضرت ابن عباس کے قول پر عمل کرتے۔

امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا: "اے لڑکے! میں تم کو چند کلمات سکھاتا ہوں، اللہ کو یاد رکھو، اللہ تمہیں یاد رکھے گا، اللہ کو یاد کرو، تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم سوال کرو تو اللہ سے سوال کرو، اور جب تم مدد حاصل کرو تو اللہ سے مدد حاصل کرو اور یاد رکھو اگر ساری امت مل کر تم کو کوئی نفع پہنچانا چاہے تو جب تک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ نفع مقدر نہ کر دیا ہو تم اس نفع کو حاصل نہیں کر سکتے، اور اگر ساری امت مل کر تم کو نقصان پہنچانا چاہے تو جب تک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ نقصان مقدر نہ کیا ہو وہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔[۱]

امام محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک بن مروان کا فتنہ کھڑا ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ اپنے بال بچوں کو لے کر مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے، حضرت عبداللہ بن زبیر نے ان دونوں کے پاس بیعت لینے کے لیے کسی کو بھیجا، ان دونوں نے حضرت ابن الزبیر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور کہا آپ اپنا کام کیجئے، ہم آپ سے یا کسی اور سے کوئی سروکار نہیں رکھیں گے، حضرت ابن الزبیر نہیں مانے اور بہت سختی کے ساتھ ان سے بیعت کا مطالبہ کیا، بالآخر حضرت ابن الزبیر نے کہا تم بیعت کر لو ورنہ میں تم کو زندہ جلا دوں گا، پھر ان دونوں نے ابوالطفیل کو اپنے حامیوں کے پاس　　کوفہ روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ ہمیں اس شخص سے امان نہیں ہے، ابوالطفیل چار ہزار سواروں کے ساتھ مکہ میں آئے اور اللہ اکبر کے نعروں سے مکہ کے در و دیوار گونجنے لگے، حضرت ابن الزبیر نے نعروں کی آوازیں سنیں تو دارالندوہ میں چلے گئے، ایک روایت ہے کعبہ کے پردوں کے پیچھے چھپ گئے، اور کہا میں بیت اللہ کی پناہ میں ہوں، ابوالطفیل نے خانہ کعبہ کے چاروں طرف لکڑیاں چن دیں اور کہا ہم اس شخص کو زندہ جلا کر مسلمانوں کو اس کے فتنہ سے مامون کر دیتے ہیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا: نہیں، اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے صرف ایک ساعت میں قتال حلال کیا تھا، تم صرف میری حفاظت کرو۔

اس واقعہ کی وجہ سے جو حضرت ابن الزبیر کے ساتھ حضرت ابن عباس کی چپقلش ہو گئی تھی، اس وجہ سے حضرت ابن عباس طائف چلے گئے، وہاں حضرت ابن عباس بیمار ہو گئے اور چند روز کے بعد وفات پا گئے، محمد بن الحنفیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، ایک سفید پرندہ حضرت ابن عباس کے کفن میں داخل ہو گیا اور دفن سے پہلے کفن سے نہیں نکلا، جب آپ کی قبر پر مٹی ڈالی گئی تو ابن الحنفیہ نے کہا، بہ خدا آج اس امت کا عالم اٹھ گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس کی عمر تیرہ سال تھی، ۶۸ھ میں حضرت ابن عباس ستر سال کی عمر میں خلد آشیاں ہو گئے۔[۲]

---

[۱] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۶۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۲] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۹۵-۱۹۲ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

بَابُ ۸ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۶۲۴۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ وَلَيْسَ مَكَانٌ أُرِيدُ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ قَالَ فَقَصَصْتُهُ عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهُ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَى عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلًا صَالِحًا.

۶۲۴۸ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ) قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لِي لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں استبرق (ریشم) کا ایک ٹکڑا ہے، اور میں جنت میں جس جگہ بھی جانا چاہتا ہوں وہ ٹکڑا اڑ کر اس جگہ آجاتا ہے، میں نے یہ خواب حضرت حفصہ سے بیان کیا، حضرت حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا گمان ہے کہ عبد اللہ (ابن عمر) نیک آدمی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جو شخص بھی کوئی خواب دیکھتا، وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کرتا، میری بھی یہ تمنا تھی کہ میں کوئی خواب دیکھوں اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں میں ایک مجرد (کنوارا) نوجوان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھ کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے گئے میں نے دیکھا کہ دوزخ کنویں کی طرح گہری ہے اور کنویں کی طرح اس پر دو لکڑیاں رکھی ہیں اور دوزخ میں کچھ لوگ تھے جن کو میں نے پہچان لیا، میں کہنے لگا: میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں! پھر ان سے ایک اور فرشتہ ملا اور مجھ سے کہا تم کو اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے، میں نے حضرت حفصہ سے یہ خواب بیان کیا حضرت حفصہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد اللہ خوب آدمی ہے! کاش یہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا، سالم کہتے ہیں اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمر

۶۲۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ خَتَنُ الْفِرْيَابِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الْفَزَارِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَمْ يَكُنْ لِي أَهْلٌ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّمَا انْطُلِقَ بِي إِلَى بِئْرٍ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ -

رات کو بہت کم سوتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں رات کو مسجد میں سوتا تھا اس وقت میری شادی نہیں ہوئی تھی، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مجھے ایک کنوئیں کی طرف لے جایا گیا ہے۔ اس کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ہے جو اس سے پہلی روایت میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر قرشی عدوی، ان کا پورا نسب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح کے بیان میں گذر چکا ہے، ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون بن حبیب جمحیہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے اس وقت وہ کم سن اور نابالغ تھے، انھوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تھی، اس پر اتفاق ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں نہیں تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو کم عمر قرار دے کر واپس کر دیا تھا۔ غزوۂ احد میں ان کی شرکت کے متعلق اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ اس غزوہ میں شریک تھے اور ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دوسرے نابالغ لڑکوں کے ساتھ واپس کر دیا تھا صحیح یہ ہے کہ حضرت ابن عمر سب سے پہلے غزوہ خندق میں شریک ہوئے، اور اس کے بعد دیگر غزوات میں شریک ہوئے، معرکہ یرموک، فتح مصر اور فتح افریقہ میں بھی شریک ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار کی بہت زیادہ اتباع کرتے تھے، سفر میں اس جگہ ٹھیرتے جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ٹھیرتے تھے، اور اس جگہ نماز پڑھتے تھے جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہو، حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس درخت کے نیچے اترتے تھے، حضرت ابن عمر اس درخت کو پانی دیتے رہتے تھے کہ کہیں وہ درخت خشک نہ ہو جائے۔

حضرت ابن عمر کو احادیث بہت یاد تھیں اور فقہ میں اتنے ماہر نہ تھے، دینی معاملات میں بہت احتیاط کرتے تھے اور فتویٰ دینے میں بھی بہت محتاط تھے، وہ خلافت کے معاملہ میں نہیں پڑے، حالانکہ اہل شام کو ان سے بہت محبت تھی اور ان کی طرف بہت میلان تھا، انھوں نے فتنوں میں سے کسی لڑائی میں حصہ نہیں لیا، البتہ حضرت علی کا ساتھ نہ دینے پر نادم رہتے تھے، حبیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے آخری وقت میں کہا مجھے دنیا سے جاتے ہوئے اس کے سوا اور کسی چیز پر قلق نہیں کہ میں نے باغی جماعت کے خلاف قتال میں حصہ نہیں لیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انھوں نے بکثرت حج کیے اور صدقہ وخیرات بہت زیادہ کرتے تھے، بسا اوقات ایک مجلس میں تیس ہزار درہم خیرات کر دیتے تھے۔

حضرت ابن الزبیر کی شہادت کے تین ماہ بعد ۷۳ھ میں حضرت ابن عمر فوت ہو گئے، حضرت ابن عمر کی وفات

کا سبب یہ تھا کہ حجاج نے ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ بھیڑ میں حضرت ابن عمر کے پاؤں میں نیزے کی نوک چبھو دے، حجاج نے یہ اس لیے کیا تھا کہ ایک دن اس نے لمبا خطبہ دیا اور نماز کو مؤخر کر دیا، حضرت ابن عمر نے فرمایا سورج تیرا انتظار نہیں کرے گا، حجاج نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں تیرے اس جگہ ضرب لگاؤں جہاں تیری آنکھیں ہیں، حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہاں تو یہ کر سکتا ہے کیونکہ تو ایک جاہل شخص ہے جو ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے، حجاج اس جواب سے غضب ناک ہوا پھر اس نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ زہر میں بجھا ہوا نیزہ حضرت ابن عمر کے پاؤں میں چبھو دے اسی زخم کی تکلیف سے حضرت ابن عمر فوت ہو گئے، ان کی نماز جنازہ حجاج نے پڑھائی، اس وقت ان کی عمر چھیاسی سال تھی۔[1]

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ.

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے، آپ اس کے لیے دعا کیجیے، آپ نے کہا: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور اس کو جو کچھ دیا ہے اس میں برکت دے۔

۶۲۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے پھر حسب سابق حدیث ہے۔

۶۲۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۲۵۳ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَمَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَأُمِّي وَأُمُّ حَرَامٍ خَالَتِي فَقَالَتْ أُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ خُوَيْدِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ فَدَعَا لِي بِكُلِّ خَيْرٍ وَكَانَ فِي آخِرِ مَا دَعَا لِي بِهِ أَنْ قَالَ اللّٰهُمَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے، اس وقت گھر میں صرف میں، میری والدہ اور میری خالہ ام حرام تھیں، میری والدہ نے کہا: یا رسول اللہ! انس آپ کا چھوٹا خادم ہے، اس کے حق میں اللہ سے دعا کیجیے، آپ نے میرے لیے ہر خیر کی دعا کی، آپ نے میرے لیے جو دعا کی اس کے

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۳۰۔۲۲۷ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ.

انخیر میں کہا: اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور اس میں اس کو برکت دے۔

۶۲۵۴- حَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ جَاءَتْ بِي أُمِّي أُمُّ أَنَسٍ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَزَّرَتْنِي بِنِصْفِ خِمَارِهَا وَرَدَّتْنِي بِنِصْفِهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا أُنَيْسٌ ابْنِي أَتَيْتُكَ بِهِ يَخْدُمُكَ فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ قَالَ أَنَسٌ فَوَاللّٰهِ إِنَّ مَالِي لَكَثِيرٌ وَإِنَّ وَلَدِي وَوَلَدَ وَلَدِي لَيَتَعَادُّونَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئیں، انھوں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر آدھے دوپٹے کی میری چادر بنادی، میری والدہ نے کہا یارسول اللہ یہ انیس میرا بیٹا ہے، میں آپ کی خدمت کے لیے اس کو آپ کے پاس لائی ہوں، آپ اس کے حق میں اللہ سے دعا کیجیے! آپ نے کہا: اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر، حضرت انس نے کہا: بہ خدا میرا مال بہت زیادہ ہے اور آج میری اولاد اور اولاد کی اولاد سو کے لگ بھگ ہیں۔

۶۲۵۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ (يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ) عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ فَقَالَتْ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُنَيْسٌ فَدَعَا لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ قَدْ رَأَيْتُ مِنْهَا اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْآخِرَةِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گزرے، میری والدہ ام سلیم نے آپ کی آواز سنی، انھوں نے کہا: یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! یہ چھوٹا انس ہے، اس کے لیے دعا فرمائیے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے تین دعائیں کیں جن میں سے دو کی قبولیت کو میں نے دنیا میں دیکھ لیا اور تیسری کی قبولیت کے متعلق مجھے آخرت میں امید رکھتا ہوں۔

۶۲۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَتٰى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ قَالَ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَبَعَثَنِي إِلٰى حَاجَةٍ فَأَبْطَأْتُ عَلٰى أُمِّي فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ مَا حَبَسَكَ قُلْتُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ قَالَتْ مَا حَاجَتُهُ قُلْتُ إِنَّهَا سِرٌّ قَالَتْ لَا تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَالَ أَنَسٌ وَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ يَا ثَابِتُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، آپ نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام کے لیے بھیج دیا، سو مجھے اپنی والدہ کے پاس جانے میں دیر ہو گئی، جب میں پہنچا تو والدہ نے پوچھا تم کو کس وجہ سے دیر ہوئی؟ میں نے کہا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لیے بھیجا تھا، میری والدہ نے پوچھا وہ کیا کام تھا؟ میں نے کہا وہ ایک راز ہے، میری والدہ نے کہا تم رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کا راز کسی پر افشاء نہ کرنا۔ حضرت انس نے کہا: اے ثابت اگر میں وہ راز کسی کو بتاتا تو تم کو بتاتا۔

۶۲۵۷ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَارِمُ ابْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَسَرَّ إِلَيَّ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدُ وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي عَنْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک راز کی بات کی، میں نے اب تک وہ راز کسی کو نہیں بتایا، میری والدہ حضرت ام سلیم نے اس کے متعلق پوچھا تھا میں نے ان کو بھی نہیں بتایا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے:

انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ انصاری خزرجی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے، اپنے آپ کو خادم رسول کہلواتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے، ان کی کنیت ابو حمزہ تھی، یہ کنیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی، ان کی والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان تھا، آپ زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے، ایک قول ہے مہندی سے بالوں کو رنگتے تھے اور ایک قول ہے ورس سے بالوں کو رنگتے تھے۔

حضرت انس، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں گئے، اس وقت یہ کم سن تھے اور میدان جنگ میں آپ کی خدمت کرتے تھے، جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ میں آئے اس وقت حضرت انس کی عمر دس سال تھی، ایک قول نو سال کا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی ان کے باغ میں سال میں دو مرتبہ پھل لگتے تھے اور ان کے باغ کے پھولوں سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ مکثرین صحابہ میں سے تھے، ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عصا تھا انھوں نے کہا تھا کہ موت کے بعد اس عصا کو ان کے ساتھ دفن کر دیا جائے، سو اس کو ان کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں کثرت مال اور کثرت اولاد کی دعا کی تھی، ان کی صلب سے اسی لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور ان کے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ایک سو بیس کے قریب تھی۔

حضرت انس کی وفات کی تاریخ میں اختلاف ہے، ایک قول ہے یہ سنہ ۹۱ھ میں فوت ہوئے، ایک قول سنہ ۹۲ھ کا ہے اور ایک قول سنہ ۹۳ھ کا اور ایک قول سنہ ۹۰ھ کا ہے، ان کی عمر اس وقت ایک سو تین سال تھی، ایک قول ایک سو دس کا ہے اور ایک قول ایک سو سات سال کا ہے۔ [1]

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۲۸، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل

٦٢٥٨- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَيٍّ يَمْشِيْ إِنَّهُ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ.

عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام کے علاوہ میں نے زمین پر چلنے والے کسی زندہ شخص کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے۔

٦٢٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ نَاسٍ فِيْهِمْ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ فِيْ وَجْهِهِ أَثَرٌ مِنْ خُشُوْعٍ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزُ فِيْهِمَا ثُمَّ خَرَجَ فَاتَّبَعْتُهُ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ وَدَخَلْتُ فَتَحَدَّثْنَا فَلَمَّا اسْتَأْنَسَ قُلْتُ لَهُ إِنَّكَ لَمَّا دَخَلْتَ قَبْلُ قَالَ رَجُلٌ كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ رَأَيْتُنِيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ سَعَتَهَا وَعُشْبَهَا وَخُضْرَتَهَا وَوَسْطَ الرَّوْضَةِ عَمُوْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِيْ أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِي ارْقَهْ فَقُلْتُ لَهُ لَا أَسْتَطِيْعُ فَجَاءَنِيْ مِنْصَفٌ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَالْمِنْصَفُ الْخَادِمُ فَقَالَ بِثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ وَصَفَ أَنَّهُ رَفَعَهُ مِنْ خَلْفِهِ بِيَدِهِ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ أَعْلَى الْعَمُوْدِ فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ لِيَ اسْتَمْسِكْ فَلَقَدِ اسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے کچھ لوگوں کی مجلس میں تھا جن میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ بھی تھے، اس وقت ایک شخص آیا جس کے چہرے پر خدا خوفی کا اثر تھا، مجلس میں سے ایک شخص نے کہا یہ شخص اہل جنت میں سے ہے یہ شخص اہل جنت میں سے ہے، اس آدمی نے اختصار سے دو رکعت نماز پڑھی، پھر اٹھ کر چلا گیا، میں بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا حتیٰ کہ وہ شخص اپنے گھر میں داخل ہو گیا، میں بھی داخل ہوا، پھر ہم باتیں کرنے لگے، جب وہ کچھ مانوس ہو گیا تو میں نے کہا: جب آپ اس سے پہلے مسجد میں آئے تھے تو آپ کے متعلق ایک شخص نے اس اس طرح کہا تھا، اس نے کہا سبحان اللہ! کسی شخص کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ بغیر علم کے کوئی بات کہے اور میں تمہیں اس کا سبب ابھی بتاتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک خواب دیکھا، میں نے آپ کے سامنے وہ خواب بیان کیا، میں نے اپنے آپ کو باغ میں دیکھا جو بہت وسیع پھل دار اور بہت سرسبز تھا، باغ کے وسط میں لوہے کا ستون تھا، جو نیچے سے زمین کے اندر تھا، اور اس کا اوپر کا حصہ آسمان میں تھا، اس کے اوپر کی جانب ایک حلقہ تھا مجھ سے کہا گیا اس پر چڑھو، میں نے کہا میں اس پر نہیں چڑھ سکتا، پھر ایک منصف آیا، ابن عون نے کہا

تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ قَالَ وَالرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ.

۶۲۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيْهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُمْتُ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَقُوْلُوْا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّ عَمُوْدًا وُضِعَ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَنُصِبَ فِيْهَا وَفِي رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِي أَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَالْمِنْصَفُ الْوَصِيْفُ فَقِيْلَ لِيَ ارْقَهْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوْتُ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى.

۶۲۶۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ (وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ) حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي حَلْقَةٍ فِي مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ وَفِيْهَا

منصف خادم کو کہتے ہیں، اس نے میرے پیچھے سے کپڑے اٹھائے اور اس نے اپنے ہاتھ سے مجھے پیچھے سے اٹھایا، پھر میں اس پر چڑھا حتیٰ کہ میں ستون کے اوپر کی جانب پہنچ گیا، پھر میں نے اس حلقہ کو پکڑ لیا، مجھ سے کہا گیا اس کو پکڑے رہو، پھر میں بیدار ہوا درآں حالیکہ وہ حلقہ اس وقت بھی میرے ہاتھ میں تھا، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ خواب بیان کیا، آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام ہے، اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ عروہ وثقیٰ ہے اور تم تاحیات اسلام پر قائم رہو گے، وہ شخص حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جماعت میں بیٹھا تھا جس میں حضرت سعد بن مالک اور حضرت ابن عمر بھی تھے، اتنے میں حضرت عبد اللہ بن سلام وہاں سے گذرے، لوگوں نے کہا یہ شخص اہل جنت سے ہے، میں کھڑا ہوا اور میں نے ان سے کہا آپ کے متعلق لوگ اس اس طرح کہہ رہے تھے، انھوں نے کہا سبحان اللہ! انھیں بغیر علم کے ایسی بات نہیں کہنی چاہیے، میں نے خواب میں دیکھا کہ سرسبز باغ میں ایک ستون رکھا گیا ہے اس ستون کی چوٹی پر ایک حلقہ ہے اور اس کے نیچے ایک خدمت گار کھڑا ہے، مجھ سے کہا گیا اس پر چڑھو، میں اس پر چڑھا حتیٰ کہ میں نے اس حلقہ کو پکڑ لیا، پھر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ خواب بیان کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد اللہ اس حال میں فوت ہوگا کہ اس نے عروہ وثقیٰ پکڑا ہوا ہوگا۔

خرشہ بن حر بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، اس میں ایک حسین وجمیل بوڑھا شخص بیٹھا ہوا تھا، وہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے، وہ لوگوں سے بہت اچھی باتیں کر رہے تھے

شَيْءٍ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ فَلَمَّا قَامَ قَالَ الْقَوْمُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَتْبَعَنَّهُ فَلَأَعْلَمَنَّ مَكَانَ بَيْتِهِ قَالَ فَتَبِعْتُهُ فَانْطَلَقَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَدِينَةِ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ قَالَ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي فَقَالَ مَا حَاجَتُكَ يَا ابْنَ أَخِي قَالَ فَقُلْتُ لَهُ سَمِعْتُ الْقَوْمَ يَقُولُونَ لَكَ لَمَّا قُمْتَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا فَأَعْجَبَنِي أَنْ أَكُونَ مَعَكَ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَأُحَدِّثُكَ مِمَّ قَالُوا ذَاكَ إِنِّي بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ لِي قُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ فَإِذَا أَنَا بِجَوَادَّ عَنْ شِمَالِي قَالَ فَأَخَذْتُ لِآخُذَ فِيهَا فَقَالَ لِي لَا تَأْخُذْ فِيهَا فَإِنَّهَا طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ قَالَ فَإِذَا جَوَادُّ مَنْهَجٌ عَلٰى يَمِينِي فَقَالَ لِي خُذْ هَاهُنَا فَأَتٰى بِي جَبَلًا فَقَالَ لِي اصْعَدْ قَالَ فَجَعَلْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَصْعَدَ خَرَرْتُ عَلٰى اسْتِي قَالَ حَتّٰى فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتّٰى أَتٰى بِي عَمُودًا رَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ وَأَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ فِي أَعْلَاهُ حَلْقَةٌ فَقَالَ لِي اصْعَدْ فَوْقَ هٰذَا قَالَ قُلْتُ كَيْفَ أَصْعَدُ هٰذَا وَرَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَلَ بِي قَالَ فَإِذَا أَنَا مُتَعَلِّقٌ بِالْحَلْقَةِ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ الْعَمُودَ فَخَرَّ قَالَ وَبَقِيتُ مُتَعَلِّقًا بِالْحَلْقَةِ حَتّٰى أَصْبَحْتُ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ فَقَالَ أَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَسَارِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ قَالَ وَأَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَمِينِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الْيَمِينِ وَأَمَّا

جب وہ چلے گئے تو لوگوں نے کہا جو شخص کسی جنتی آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہو وہ اس آدمی کو دیکھ لے، میں نے دل ہی کہا میں ضرور اس شخص کا پیچھا کروں گا، اور اس کا ٹھکانا معلوم کروں گا، پھر میں ان کے پیچھے چل پڑا، وہ چلتے رہے حتیٰ کہ شہر سے باہر نکلنے کے قریب ہو گئے، پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے، میں نے ان سے آنے کی اجازت طلب کی، انھوں نے اجازت دے دی، انھوں نے کہا اے بھتیجے! کیا کام ہے؟ میں نے کہا، میں نے لوگوں سے یہ سنا ہے کہ جس شخص کو کوئی جنتی آدمی دیکھنا اچھا لگتا ہو، اسے اس شخص کو دیکھنا چاہیے، تو مجھے آپ کے ساتھ رہنا اچھا معلوم ہوا، انھوں نے فرمایا: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اہل جنت کون ہیں؟ اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ وہ کس وجہ سے ایسا کہتے ہیں، جس وقت میں سویا ہوا تھا تو میرے پاس ایک شخص آیا اور مجھ سے کہا اٹھو! پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا، اور میں اس کے ساتھ چل پڑا، میں نے بائیں جانب ایک راستہ دیکھا میں اس میں جانے لگا، اس نے کہا اس طرف نہ جاؤ یہ کفار کے راستے ہیں پھر دائیں جانب ایک راستہ ملا، اس نے کہا اس طرف چلے جاؤ، پھر ایک پہاڑ آیا، اس نے کہا اس پر چڑھو، میں اس پر چڑھنے لگا تو میں سرین کے بل گر پڑا، میں نے بار بار چڑھنا چاہا اور ہر بار گرا، پھر وہ شخص مجھے لے کر چلا، حتیٰ کہ ایک ستون آیا جس کی چوٹی آسمان میں تھی اور اس کا نچلا حصہ زمین میں تھا، اور اس کی چوٹی پر ایک حلقہ تھا، اس نے مجھ سے کہا اس کے اوپر چڑھو، میں نے کہا میں اس پر کیسے چڑھوں اس کی چوٹی تو آسمان میں ہے، پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اوپر چڑھا دیا، پھر میں نے دیکھا کہ میں اس حلقہ کو پکڑے ہوئے تھا، پھر اس نے اس ستون پر ضرب

اَلْجَبَلُ فَهُوَ مَنْزِلُ الشُّهَدَآءِ وَلَنْ تَنَالَهُ وَاَمَّا الْعَمُوْدُ فَهُوَ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا الْعُرْوَةُ فَهِيَ عُرْوَةُ الْاِسْلَامِ وَلَنْ تَزَالَ مُتَمَسِّكًا بِهَا حَتّٰى تَمُوْتَ۔

لگائی جس سے وہ گر پڑا اور میں حلقے سے متعلق رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی پھر میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ خواب بیان کیا، آپ نے فرمایا تم نے بائیں طرف جو راستے دیکھے وہ اصحاب شمال کے راستے ہیں اور دائیں طرف جو راستے دیکھے وہ اصحاب یمین کے راستے ہیں اور جو پہاڑ دیکھا وہ شہداء کا مقام ہے جس کو تم نہیں پا سکو گے (یعنی شہادت کی موت نہیں مرو گے)۔ اور جو ستون دیکھا وہ اسلام ہے اور جو حلقہ دیکھا وہ عروہ اسلام ہے، اور تم مرتے دم تک اس کو تھامے رہو گے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

عبداللہ بن سلام بن حارث اسرائیلی (پھر) انصاری، یہ بنو قینقاع کے حلیف تھے اور حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے، زمانہ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا، جب یہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے یہ اسی وقت مسلمان ہو گئے تھے، زرارہ بن اوفی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں آپ کے چہرہ کو بار بار دیکھ رہا تھا، جب میں نے آپ کے چہرہ کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے، میں نے آپ سے جو پہلا کلام سنا وہ یہ تھا:

افشوا السلام و اطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام۔

سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو رات کو اٹھ کر نماز پڑھو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت عبداللہ بن سلام کے بھتیجے بیان کرتے ہیں جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا تو حضرت عبداللہ بن سلام حضرت عثمان کے پاس گئے، حضرت عثمان نے پوچھا کس کام سے آئے ہو؟ کہا میں آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں، فرمایا پھر ان باغیوں کے پاس جاؤ اور ان کو بھگاؤ، وہ حضرت عبداللہ بن سلام باغیوں کے پاس گئے اور فرمایا زمانہ جاہلیت میں میرا نام "فلاں" تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبداللہ رکھا، میرے متعلق قرآن مجید میں یہ آیات نازل ہوئیں:

وشہد شاہد من بنی اسرائیل علی مثلہ فامن واستکبرتم۔ (احقاف: ۱۰)

بنو اسرائیل میں سے ایک گواہ اس (قرآن مجید) پر گواہی دے چکا ہے، وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا!

اور یہ آیت نازل ہوئی:

قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتب۔ (رعد: ۴۳)

فرما دیجئے میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے۔

تمہارے اس شہر میں فرشتے آتے رہتے ہیں، اس شہر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے آئے، تم لوگ

اس شخص کو قتل کرنے کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، بخدا اگر تم نے اس شخص کو قتل کر دیا تو تمہارے پڑوسی فرشتے تم کو نکال باہر کریں گے اور اللہ اپنی تلوار کو میان سے نکال لیگا۔ پھر قیامت تک وہ تلوار میان میں نہیں جائے گی، انھوں نے کہا اس یہودی اور عثمان دونوں کو قتل کر دو۔

زید بن عمیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاذ بن جبل پر موت کا وقت آیا تو ان سے کہا گیا کہ ابو عبد الرحمن ہم کو وصیت کیجئے انھوں نے کہا مجھے بٹھاؤ، انھوں نے کہا علم اور ایمان ایک جگہ پر ہیں جو ان کو طلب کرے گا وہ ان کو حاصل کر لے گا، تم علم کو چار آدمیوں کے پاس تلاش کرو، حضرت عویمر ابو درداء، حضرت سلمان فارسی، حضرت عبد اللہ بن مسعود، اور حضرت عبد اللہ بن سلام کے پاس جو پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ وہ جنت میں جانے والے دس شخصوں میں سے دسویں ہیں، حضرت عبد اللہ بن سلام سنہ ۴۳ھ میں فوت ہوئے [1]

بَابٌ ۳۷ فَضَائِلِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۶۲ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ الشِّعْرَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أُنْشِدُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَجِبْ عَنِّي اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے، درآں حالیکہ وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے، حضرت عمر نے گھور کر ان کی طرف دیکھا، حضرت حسان نے کہا میں مسجد میں اس وقت بھی شعر پڑھتا تھا جب مسجد میں تم سے افضل شخص موجود تھے، پھر انھوں نے حضرت ابو ہریرہ کی طرف مڑ کر کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میری طرف سے جواب دو، اے اللہ! اس کی روح القدس سے تائید فرما، انھوں نے کہا ہاں۔

۶۲۶۳ - حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَسَّانَ قَالَ فِي حَلْقَةٍ فِيهِمْ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

ابن مسیب کہتے ہیں کہ ایک حلقہ میں حضرت ابو ہریرہ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت حسان نے ان سے کہا: اے ابو ہریرہ! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۲۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ

ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۷۷، ۱۷۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

٦٢٦٥ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ أُهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ.

٦٢٦٦ - حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

٦٢٦٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَبَبْتُهُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي دَعْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٢٦٨ - حَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

٦٢٦٩ - حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ فَقَالَ:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ

انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ گواہی طلب کی میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے حسان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دو، اے اللہ! اس کی روح القدس کی طرف سے تائید فرما! حضرت ابوہریرہ نے کہا ہاں!

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان (کافروں) کی ہجو کرو اور جبرائیل بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بہت کچھ کہا تھا (یعنی تہمت لگانے والوں کے ساتھ شامل تھے) میں نے ان کو برا کہا، حضرت عائشہ نے فرمایا: اے بھتیجے اس کو چھوڑ دو، کیونکہ وہ رسول اللہ کی طرف سے کافروں کو جواب دیتے تھے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

مسروق کہتے ہیں میں حضرت عائشہ کے پاس گیا، درآں حالیکہ ان کے پاس حضرت حسان بیٹھے ہوئے ان کو اپنے اشعار سنا رہے تھے، انھوں نے کہا:

وہ پاکیزہ اور عقل مند ہیں ان پر کسی عیب کی تہمت نہیں ہے۔

وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ لَكِنَّكَ لَسْتَ كَذَلِكَ قَالَ مَسْرُوقٌ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَأْذَنِينَ لَهُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ فَقَالَتْ فَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ أَوْ يُهَاجِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وہ صبح غافلوں کے گوشت سے بھوکی اٹھتی ہیں (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتی ہیں)

حضرت عائشہ نے ان سے (تفننا) فرمایا لیکن تم اس طرح نہیں تھے، مسروق نے کہا آپ ان کو اپنے پاس آنے کی کیوں اجازت دیتی ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور جس نے ان میں سے اس (بہتان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ (النور: ۱۱) حضرت عائشہ نے فرمایا اندھے ہونے سے زیادہ اور کون سا بڑا عذاب ہوگا؟ حسان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کو جواب دیتے تھے یا ان کی ہجو کرتے تھے۔

٦٢٧٠ - حَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الإِسْنَادِ وَقَالَ قَالَتْ كَانَ يَذُبُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ حَصَانٌ رَزَانٌ.

اسی سند کے ساتھ روایت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیتے تھے، اس روایت میں حصان رزان کے الفاظ نہیں ہیں۔

٦٢٧١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ حَسَّانُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فِي أَبِي سُفْيَانَ قَالَ كَيْفَ بِقَرَابَتِي مِنْهُ قَالَ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْخَمِيرِ فَقَالَ حَسَّانُ ؎

وَإِنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
بَنُو بِنْتِ مَخْزُومٍ وَوَالِدُكَ الْعَبْدُ

قَصِيدَتَهُ هَذِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے ابوسفیان کی ہجو کرنے کی اجازت دیجیے، آپ نے فرمایا اس کے ساتھ میری جو قرابت ہے اس کا کیا کرو گے؟ حضرت حسان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو کرامت دی ہے میں آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے، پھر حضرت حسان نے یہ قصیدہ کہا۔

آل ہاشم کی بزرگی کا کوہان
بنت مخزوم کی اولاد ہے اور تیرا باپ تو غلام تھا۔

٦٢٧٢ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ وَلَمْ يَذْكُرْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی، اور ابوسفیان کا ذکر نہیں کیا اور خمیر کی بجائے عجین کا ذکر کیا۔

أَبَا سُفْيَانَ وَقَالَ بَدَلَ الْخَمِيرِ الْعَجِينَ۔

۶۲۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اهْجُوا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ اهْجُهُمْ فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يُرْضِ فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ حَسَّانُ قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هٰذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِي فَرْيَ الْأَدِيمِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْجَلْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا وَإِنَّ لِي فِيهِمْ نَسَبًا حَتّٰى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِي فَأَتَاهُ حَسَّانُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ لَخَّصَ لِي نَسَبَكَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانَ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاشْتَفٰى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کی ہجو کرو، کیونکہ ان پر اپنی ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شاق گذرتی ہے، پھر آپ نے حضرت ابن رواحہ کی طرف پیغام بھیجا کہ کفار قریش کی ہجو کرو، انھوں نے کفار قریش کی ہجو کی، وہ آپ کو پسند نہیں آئی، پھر آپ نے حضرت کعب بن مالک کی طرف پیغام بھیجا، پھر حسان بن ثابت کی طرف پیغام بھیجا، جب حضرت حسان آپ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا اب وقت آگیا ہے آپ نے اس شیر کی طرف پیغام بھیجا ہے جو اپنی دم سے مارتا ہے، پھر اپنی زبان نکال کر اس کو ہلانے لگے، پھر کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں ان کو اپنی زبان سے اس طرح چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا جس طرح چمڑے کو پھاڑتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی نہ کرو، کیونکہ ابوبکر قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور ان میں میرا نسب بھی ہے تاکہ ابوبکر میرا نسب ان سے الگ کر دیں، حضرت حسان حضرت ابوبکر کے پاس گئے، پھر لوٹ آئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ کا نسب الگ کر دیا گیا ہے، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تک تم اللہ اور رسول کی طرف سے جواب دیتے رہتے ہو روح القدس تمہاری تائید کرتا رہتا ہے، نیز حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، حسان نے کفار قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کی شفا دی

(یعنی ان کا دل ٹھنڈا کر دیا) اور کفار کے دلوں کو بیمار کر دیا، حضرت حسان کے وہ اشعار یہ ہیں:

قَالَ حَسَّانُ ؎

(۱) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَآءُ

تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی، تو میں نے حضور کی طرف سے جواب دیا اور اس کی اصل جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔

(۲) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيْفًا
رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَآءُ

تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی جو نیک اور ادیان باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔

(۳) فَاِنَّ اَبِيْ وَوَالِدَتِيْ وَعِرْضِيْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَآءُ

بلاشبہ میرے ماں باپ اور میری عزت، تم سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت بچانے کے لیے قربان ہے

(۴) ثَكِلْتُ بُنَيَّتِيْ اِنْ لَمْ تَرَوْهَا
تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَآءُ

میں خود پر گریہ کروں (یعنی مر جاؤں) اگر تم گھوڑوں کو مقام کداء کی طرف گرد اڑاتے نہ دیکھو۔

(۵) يُبَارِيْنَ الْاَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ
عَلٰى اَكْتَافِهَا الْاَسَلُ الظِّمَآءُ

وہ گھوڑے جو تمہاری طرف دوڑتے ہیں ان کے کندھوں پر پیاسے نیزے ہیں۔

(۶) تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَآءُ

ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور ان کی تھتنیوں کو عورتیں دوپٹوں سے صاف کریں گی۔

(۷) فَاِنْ اَعْرَضْتُمُوْ عَنَّا اعْتَمَرْنَا
وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَآءُ

اگر تم ہم سے روگردانی کرو تو ہم عمرہ کر لیں گے پردہ اٹھ جائے گا اور فتح حاصل ہو جائے گی۔

(۸) وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ يَوْمٍ
يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

ورنہ اس دن کا انتظار کرو گے جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔

(۹) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا
يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خَفَآءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے ایک بندہ کو رسول بنایا ہے، جو حق کہتا ہے اور اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔

(۱۰) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا
هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَآءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ایک لشکر بنایا ہے جو انصار ہیں اور ان کا مقصد صرف دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔

(۱۱) يُلَاقِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ
سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَآءُ

وہ لشکر ہر روز مذمت، جنگ یا ہجو کرنے کے لیے تیار ہے۔

(۱۲) فَمَنْ يَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ
وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَآءُ

پس تم میں سے جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرے، تعریف کرے، یا آپ کی مدد کرے، سب برابر ہے۔

(۱۳) وَجِبْرِيلُ رَسُولُ اللّٰهِ فِينَا وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

ہم میں اللہ کے رسول جبرائیل موجود ہیں وہ روح القدس ہیں جن کا کوئی کفو نہیں ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے:

حسان بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن نجار تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج الانصاری الخزرجی۔ ان کی کنیت ابو الولید ہے، ایک قول ہے ابو عبد الرحمن کنیت ہے، اور ایک قول ہے کہ ابو الحسام کنیت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے مسجد میں منبر نصب کراتے تھے، یہ منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی تائید کرتا ہے، اس کے بعد علامہ ابن اثیر نے صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۶۲۰۳ کا خلاصہ بیان کیا ہے۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو حد قذف لگائی جنھوں نے حضرت عائشہ کے متعلق تہمت لگانے میں حصہ لیا تھا، ان سب کو اسی اسی کوڑے حد لگائی گئی، جن لوگوں پہ حد لگائی گئی ان میں حضرت حسان بن ثابت حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کا شمار بھی کیا گیا ہے ——————

حضرت حسان بھی تہمت لگانے والوں میں شامل تھے اور بعض کے قول کے مطابق ان کو بھی حد لگائی گئی اور بعض علماء نے اس کا انکار کیا ہے، انھوں نے کہا حضرت عائشہ طواف کر رہی تھیں، اور ان کے ساتھ ام حکیم بنت خالد بن عاص اور ام حکیم بنت عبد اللہ بن ابی ربیعہ بھی تھیں، انھوں نے حضرت حسان بن ثابت کا ذکر کر کے ان کی مذمت کی، حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کر دے گا کیونکہ وہ اپنی زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کرتے تھے، کیا ان کا یہ شعر نہیں ہے:

فَاِنَّ اَبِي وَوَالِدَتِي وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

میرے ماں باپ اور میری عزت تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت بچانے کے لیے قربان ہے۔

حضرت عائشہ نے کہا حضرت حسان مجھ پر تہمت لگانے سے بری ہیں، ان دونوں نے کہا کیا انھوں نے آپ کے متعلق وہ سب کچھ نہیں کہا، حضرت عائشہ نے فرمایا انھوں نے کچھ نہیں کہا البتہ ان کے اشعار یہ ہیں:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

وہ پاکیزہ اور عقلمند ہیں ان پر کسی عیب کی تہمت نہیں ہے۔ وہ صبح کو غافلوں کے گوشت سے بھوکی اٹھتی ہیں، (یعنی وہ کسی کی غیبت نہیں کرتیں)

فَاِنْ كَانَ مَا قَدْ قِيلَ عَنِّي قُلْتُهُ فَلَا رَفَعَتْ سَوْطِي اِلَيَّ اَنَامِلِي

جو قول میری طرف منسوب کیا گیا ہے اگر واقعی وہ میں نے کہا ہے تو میں اپنے کوڑے کو اپنے ہاتھ سے نہ اٹھا سکوں (یعنی میرے ہاتھ بیکار ہو جائیں)

مصنف کہتا ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۶۲۶۷ اور حدیث نمبر ۶۲۶۹ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت حسان تہمت

لگانے والوں میں شامل تھے اور صحیح مسلم کی روایات علامہ ابن اثیر کی بغیر سند کے ذکر کردہ روایت سے کہیں قوی ہیں، بہر حال جب ان پر حد لگ گئی تو وہ پاک ہو گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ ان کا خیر کے ساتھ ذکر کیا وہ مداح رسول تھے اور حضور کی مدافعت میں کفار سے زبانی جہاد کرتے تھے، ہم نے صرف تاریخی واقعہ کی توضیح بیان کرنے کے لیے اس کا ذکر کیا ہے، ورنہ ہمیں اور سب مسلمانوں کو ان کے ساتھ حسن اعتقاد رکھنا چاہیے اور خیر کے ساتھ ان کا ذکر کرنا چاہیے، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

علامہ ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:

حضرت حسان دل کے فطرۃً کمزور تھے اسی لیے کسی غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے، غزوہ خندق میں عورتوں کے ساتھ قلعہ میں تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب بھی اسی قلعہ میں تھیں، ایک یہودی نے قلعہ کے گرد چکر لگایا، حضرت صفیہ کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہودیوں کو اطلاع ہو گئی تو بڑی مشکل ہو گی کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاد میں مشغول تھے، انھوں نے حضرت حسان سے کہا اس کو مار دو ورنہ یہ جا کر یہودیوں کو خبر کر دے گا، حضرت حسان نے کہا آپ کو معلوم ہے میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے، حضرت صفیہ نے یہ سن کر خود خیمہ کی چوب اٹھائی اور مردانہ وار نکل کر مقابلہ کیا اور اس یہودی کو قتل کر کے کہا جاؤ اب جا کر اس کا سامان اتار لاؤ، حضرت حسان نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ، حضرت علی کی خلافت میں سنہ ۴۰ھ سے پہلے فوت ہو گئے، ایک قول سنہ ۵۰ھ اور ایک قول سنہ ۵۴ھ کا بھی ہے، اس پر اتفاق ہے کہ اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی۔ انھوں نے ساٹھ سال زمانہ جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں ان کے باپ ثابت اور ان کے دادا منذر اور ان کے پردادا حرام کی عمر بھی ایک سو بیس سال تھیں، ایک نسل کے چار افراد کی عمروں کا ایک سو بیس سال کا ہونا عرب میں واحد مثال ہے۔ لے

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۷۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَأَسْمَعَتْنِي فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھیں، میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا تھا ایک دن میں نے ان کو دعوت دی تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہی جو مجھ کو ناگوار گذری، میں روتا ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنی

لے علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جذری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۷، ۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ فَتَأْبَى عَلَيَّ فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَأَسْمَعَتْنِي فِيكَ مَا أَكْرَهُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ إِلَى الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ أُمِّي خَشْفَ قَدَمَيَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ قَالَ فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللهُ دَعْوَتَكَ وَهَدَى أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ خَيْرًا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يُحَبِّبَنِي أَنَا وَأُمِّي إِلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَيُحَبِّبَهُمْ إِلَيْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَحَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ يَسْمَعُ بِي وَلَا يَرَانِي إِلَّا أَحَبَّنِي ۔

ماں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا وہ انکار کرتی تھی، آج میں نے اس کو دعوت دی تو اس نے آپ کے متعلق ایسا کلمہ کہا جو مجھے ناگوار گزرا، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لے کر خوشی سے روانہ ہوا، جب میں گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دروازہ بند تھا، ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن لی، اس نے کہا اے ابوہریرہ! اپنی جگہ ٹھیرو، پھر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی، میری ماں نے غسل کیا اور قمیص پہنی اور جلدی میں بغیر دوپٹہ کے باہر آئیں، پھر دروازہ کھولا اور کہا: اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر میں خوشی سے روتا ہوا حضور کے پاس گیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو بشارت ہو، اللہ نے آپ کی دعا قبول کر لی اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دی، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور کلمہ خیر فرمایا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری اور میری ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے، اور ہمارے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اپنے اس بندے (حضور کی مراد ابوہریرہ تھی) اور اس کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا کر دے، اور مومنوں کی محبت ان کے دل میں ڈال دے، پھر ایسا کوئی مسلمان پیدا نہیں ہوا جو میرا ذکر سن کر یا مجھے دیکھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔

ف: اے اللہ! قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے دلوں میں مصنف کی محبت پیدا کر دے اور تمام مسلمانوں کی محبت میرے دل میں پیدا کر دے۔

۶۲۷۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ

اعرج بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے

أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ كُنْتُ رَجُلًا مِسْكِينًا أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ فَلَنْ يَنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطْتُ ثَوْبِي حَتَّى قَضَى حَدِيثَهُ ثُمَّ ضَمَمْتُهُ إِلَيَّ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ۔

۶۲۷۶ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مَعْنٌ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ مَالِكًا انْتَهَى حَدِيثُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ الرِّوَايَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ إِلَى آخِرِهِ۔

۶۲۷۷ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بہت زیادہ بیان کرتا ہے، اللہ ہی حساب لینے والا ہے، میں ایک مسکین آدمی تھا، پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، مہاجرین کو بازار کی خرید و فروخت سے فرصت نہ تھی، اور انصار اپنے اموال کی حفاظت میں مشغول رہتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا بچھا دے گا وہ مجھ سے سنی ہوئی حدیث کو کبھی نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا حتیٰ کہ آپ نے اپنی حدیث پوری کرلی، پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے ساتھ چمٹا لیا، اس کے بعد آپ سے سنی ہوئی بات کو کبھی نہیں بھولا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ جو اپنا کپڑا پھیلاتا ہے آخیر حدیث تک۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم کو ابوہریرہ پر تعجب نہیں ہوتا! وہ آئے اور میرے حجرے کے پہلو میں بیٹھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے لگے، میں اس وقت تسبیح پڑھ رہی تھی وہ مجھ کو احادیث سنانے لگے، اور میری تسبیح ختم ہونے سے پہلے اٹھ گئے اگر مجھے بات کرنے کا موقع ملتا تو میں ان کو ٹوکتی، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی نہیں بولتے تھے، ——— ابن مسیب نے کہا حضرت ابوہریرہ نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت

قَالَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَدْ أَكْثَرَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَيَقُوْلُوْنَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ لَا يَتَحَدَّثُوْنَ مِثْلَ أَحَادِيْثِهِ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ إِنَّ إِخْوَانِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَرَضِيْهِمْ وَإِنَّ إِخْوَانِي مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِي فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوْا وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوْا وَلَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا أَيُّكُمْ يَبْسُطُ ثَوْبَهُ فَيَأْخُذُ مِنْ حَدِيْثِي هٰذَا ثُمَّ يَجْمَعُهُ إِلٰى صَدْرِهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ فَبَسَطْتُ بُرْدَةً عَلَيَّ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ حَدِيْثِهِ ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلٰى صَدْرِي فَمَا نَسِيْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ شَيْئًا حَدَّثَنِي بِهِ وَلَوْلَا آيَتَانِ أَنْزَلَهُمَا اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ مَا حَدَّثْتُ شَيْئًا أَبَدًا إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى إِلٰى آخِرِ الْآيَتَيْنِ۔

احادیث بیان کرتے ہیں، اور اللہ ہی حساب لینے والا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ مہاجرین اور انصار ابوہریرہ کی طرح احادیث بیان نہیں کرتے؟ میں تم کو اس کی وجہ بیان کرتا ہوں، میرے انصار بھائیوں کو ان کی کھیتی باڑی کا کام مشغول رکھتا تھا اور مہاجرین بھائیوں کو بازار کی خرید و فروخت مصروف رکھتی تھی اور میں پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا، جب وہ غائب رہتے تو میں حاضر رہتا تھا اور جن باتوں کو وہ بھول جاتے تھے میں ان کو یاد رکھتا تھا، ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون شخص اپنا کپڑا بچھائے گا تاکہ میری اس حدیث کو یاد رکھے، پھر اس کپڑے کو اپنے سینے سے لگالے تو پھر وہ شخص کبھی کوئی سنی ہوئی بات نہیں بھولے گا، پھر میں نے اپنی چادر بچھادی، پھر اس کے بعد میں آج تک حضور کی بیان کی ہوئی کوئی حدیث نہیں بھولا، اور اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ دو آیتیں نازل نہ کی ہوتیں تو میں کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا: "لوگوں کے لیے کتاب میں ہمارے بیان فرمادینے کے بعد جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بے شک اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور (سب) لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔"

٦٢٧٨۔ **وَحَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ یہ کہتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ علیہ وسلم کی احادیث بہت بیان کرتا ہے۔ پھر حسب سابق ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور انہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ان کا نسب دوس بن عدنان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن حارث بن کعب بن مالک بن نصر بن الازد سے متعلق ہے۔

ان کے نام میں بہت اختلاف ہے، کسی اور صحابی کے نام میں اتنا اختلاف نہیں ہے، ان کے نام کے متعلق حسب ذیل اقوال ہیں:

عبداللہ بن عامر، برید بن عشرقہ، سکین بن دومہ، عبداللہ بن عبد شمس، عبد شمس، عبد نہم، عبد غنم، عبد عمرو بن عبد غنم، عمرو بن علی القلاس، بہرحال اسلام لانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا، اس میں بھی دو قول ہیں، عبداللہ اور عبدالرحمٰن۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہلیت میں میرا نام عبد شمس تھا اور اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبدالرحمٰن رکھا، اور میری کنیت کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن مجھے ایک ھِرّہ (بلی) ملی۔ میں نے اس کو اپنی آستین میں رکھ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آستین میں بلی دیکھ کر فرمایا: اے ابوہریرہ!

حضرت ابوہریرہ نے فتح خیبر کے سال اسلام قبول کیا اور غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور پھر علم کی طلب میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ سے احادیث سنتا ہوں اور مجھے یاد نہیں رہتیں، آپ نے فرمایا اپنی چادر بچھاؤ، میں نے چادر بچھائی، پھر آپ نے بہت سی احادیث بیان کیں جن کو میں پھر کبھی نہیں بھولا، نیز حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا اور سب سے زیادہ احادیث یاد رکھتا تھا۔ امام بخاری نے کہا حضرت ابوہریرہ سے احادیث روایت کرنے والوں کی تعداد آٹھ سو سے زیادہ ہے، جن میں صحابی اور تابعی شامل ہیں، صحابہ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت انس اور حضرت واثلہ بن اسقع نے ان سے احادیث روایت کی ہیں، حضرت عمر نے ان کو بحرین کا عامل بنایا پھر معزول کر دیا، پھر دوبارہ عامل بنانا چاہا لیکن حضرت ابوہریرہ نے انکار کر دیا، مدینہ میں رہے اور وہیں وفات ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ ۵۷ھ میں فوت ہوئے، ہیثم بن عدی نے کہا حضرت ابوہریرہ ۵۸ھ میں ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا انتقال عقیق میں ہوا اور امیر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔[1]

۸۷۵ بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ اَهْلِ بَدْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَحَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ

اہل بدر رضی اللہ عنہم کے فضائل اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا عذر

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۱۵-۳۱۵، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران۔

٦٢٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ وَهُوَ كَاتِبُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ ائْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا فَإِذَا نَحْنُ بِالْمَرْأَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ قَالَ سُفْيَانُ كَانَ حَلِيفًا لَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مِمَّنْ كَانَ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَلَمْ أَفْعَلْهُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا خاخ کے باغ میں جاؤ، وہاں ایک مسافرہ ملے گی جس کے پاس ایک خط ہوگا تم اس سے وہ خط لے لینا، ہم لوگ روانہ ہو گئے، ہم نے اپنے گھوڑوں کو دوڑایا، پھر ہم کو ایک عورت ملی، ہم نے اس سے کہا خط نکالو، اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اس سے کہا خط نکالو، ورنہ ہم تمہارے کپڑے اُتار دیں گے، اس نے اپنے بالوں کے گُچھے سے خط نکال کر دیا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ خط لے کر آئے، اس خط میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کے بعض مشرکین کو خبر دی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض منصوبوں سے مطلع کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب! کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میرے متعلق جلدی نہ کریں، میں قریش کے ساتھ چسپاں تھا، سفیان نے کہا وہ ان کے حلیف تھے، اور قریش سے نہ تھے، آپ کے ساتھ جو مہاجر ہیں ان کی وہاں رشتہ داریاں ہیں، ان رشتہ داریوں کی بناء پر قریش ان کے اہل وعیال کی حفاظت کریں گے، میں نے یہ چاہا کہ ہر چند کہ میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تاہم میں ان پر ایک احسان کرتا ہوں، جس کی وجہ سے وہ (مکہ میں) میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں گے، میں نے یہ اقدام (یعنی کفار کو خط لکھنا) کسی کفر کی وجہ سے نہیں کیا، نہ اپنے دین سے مرتد ہونے کی بناء پر کیا ہے، اور نہ اسلام لانے کے بعد کفر پر راضی ہونے کے سبب سے کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا، حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق

مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ ذِكْرُ الْآيَةِ وَجَعَلَهَا إِسْحٰقُ فِي رِوَايَتِهِ مِنْ تِلَاوَةِ سُفْيَانَ۔

کی گردن اڑادوں، آپ نے فرمایا یہ غزوہ بدر میں حاضر ہوا ہے، اور تم کیا جانو کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اہل بدر کے تمام حالات سے واقف ہے، اور اس نے فرمایا: تم جو چاہو کرو، میں نے تم کو بخش دیا ہے، پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، ابوبکر اور زہیر کی روایت میں اس آیت کا ذکر نہیں ہے، اور اسحاق نے اپنی روایت میں سفیان کی تلاوت کے حوالے سے اس کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ ح وَحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كُلُّهُمْ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبٍ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت ابومرثد غنوی اور حضرت زبیر بن عوام کو روانہ کیا، ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے، آپ نے فرمایا: تم خاخ کے باغ کی طرف روانہ ہو، وہاں ایک مشرکہ عورت ہوگی، اس کے پاس مشرکین کے نام حاطب کا ایک خط ہوگا۔ اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۲۸۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو حَاطِبًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطب کا ایک غلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت حاطب کی شکایت کرتے ہوئے کہا: یا رسول اللہ! حاطب دوزخ میں داخل ہو جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو، وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہے۔

کفار کے لیے جاسوسی کرنے والے کا حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہے،

نیز اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ غیر ملکی جاسوسوں کی کوئی حرمت نہیں ہے، اور ان سے جاسوسی کا مواد برآمد کرنے کے لیے ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں کی جائے گی، خواہ جاسوس عورت ہو یا مرد، نیز اگر ملکی یا ملّی مصلحت ہو تو مقصد کا ستر کھولنا جائز ہے، یا اگر اس کے ستر سے فساد ہوتا ہو تب بھی ستر کھولنا جائز ہے، ستر اس وقت مستحب ہے جب اس میں کوئی فساد نہ ہو، نیز اس میں یہ ثبوت بھی ہے کہ غیر ملک کے لیے جاسوسی کرنا گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں ہے، اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ گنہ گار پر امام کی اجازت کے بغیر کوئی حد یا تعزیر نہیں ہے، امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ غیر ملکی جاسوس کو تعزیر لگائی جائے گی، اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، بعض مالکیہ کا مذہب یہ ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے، اور بعض دوسرے مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ خواہ وہ توبہ کرے پھر بھی اس کو قتل کر دیا جائے اور امام مالک یہ فرماتے ہیں کہ یہ امام کے اجتہاد پر موقوف ہے۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب کا عذر قبول کر لیا تھا، اس کے باوجود حضرت عمر کا یہ فرمانا "آپ اجازت دیں تو میں اس منافق کا سر اڑا دوں" فرط حمیت دین پر محمول ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی سے مروی ہے کہ غیر ملکی جاسوس کو سزا دی جائے گی اور اس کو لمبے عرصہ کے لیے قید میں رکھا جائے گا، اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ ذمی یا بحیثیت مسلمان ہو تو اس کو قتل کرنا بھی جائز نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ امام الخطابی کہتے ہیں کہ اگر غیر ملکی جاسوس کافر ہو تو اس نے عہد شکنی کی ہے، اصبغ نے کہا ہے کہ اگر جاسوس حربی ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے اور اگر مسلمان یا ذمی ہے تو ان کو سزا دی جائے گی، ہاں اگر وہ اسلام کے خلاف کام کر رہے ہوں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔

اس حدیث میں علامات نبوت کا بیان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کیا کہ فلاں جگہ پر فلاں عورت خط کو لے کر جا رہی ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ گناہوں کے وقوع سے پہلے بھی ان کی مغفرت جائز ہے، ابن عربی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں یہ بھی بیان ہے کہ ضرورت کے وقت عورت کے کپڑے اتارنا جائز ہے، علامہ ابن جوزی نے کہا جو شخص کسی ممنوع کام کو کسی تاویل سے کرے اس کا حکم اس سے مختلف ہے جو کسی ممنوع کام کو بغیر کسی تاویل کے عمداً کرے، کیونکہ حضرت حاطب نے ایک تاویل سے جاسوسی کی تھی تو ان کی تقصیر معاف کر دی گئی، اس حدیث میں یہ بھی بیان ہے کہ جو شخص کسی ممنوع کام کے ارتکاب کی تاویل بیان کرے، اس کی تاویل کو قبول کر لیا جائے خواہ اس کی تاویل خلاف ظاہر ہو۔ [2]

(اے اہل بدر!) "تم جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہارے لیے مغفرت کر دی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے متعلق فرمایا تم جو دل چاہے کرو اللہ تعالیٰ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۲۵۷-۲۵۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

نے تمہیں بخش دیا ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ان سے ان کے گناہوں پر مواخذہ نہیں ہوگا، ورنہ اگر ان میں سے کسی نے ایسا کام کیا جس پر حد یا تعزیر واجب ہوتی ہے تو دنیا میں اس پر حد یا تعزیر لگائی جائے گی، قاضی عیاض نے کہا کہ حد قائم کرنے پر اجماع ہے، حضرت عمر نے بعض پر حد جاری کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسطح پر حد قذف لگائی، حالانکہ وہ بدری صحابی تھے۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اصحاب بدر کے لیے بہت بشارت ہے جو ان کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی، بعض احادیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہاری مغفرت کر دی اور بعض احادیث میں ہے میں نے تمہارے لیے جنت کو واجب کر دیا، امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے، اور امام احمد نے حضرت جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے "جو شخص بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں ہرگز داخل نہیں کرے گا" یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

اس حدیث پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ "تم جو چاہو عمل کرو" بظاہر یہ امر اباحت کے لیے ہے یعنی اہل بدر کے لیے ہر کام مباح ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد، اور یہ چیز خلاف شرع ہے، اس اشکال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ افعال ماضیہ کی تعبیر ہے، یعنی اصحاب بدر کے ماضی میں کیے ہوئے گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی کے صیغہ سے "فقد غفرت لکم" "میں نے تمہارے لیے بخش دیا" فرمایا، یہ نہیں فرمایا "فساغفر لکم" "میں عنقریب تمہارے لیے بخش دوں گا" لیکن یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اگر اس بشارت سے اہل بدر کے پچھلے گناہوں کی معافی مراد ہوتی تو پھر اس حدیث سے حضرت حاطب کی مغفرت پر استدلال درست نہ ہوتا، کیونکہ حضرت حاطب کا یہ واقعہ غزوہ بدر کے چھ سال بعد (فتح مکہ سے ذرا پہلے) واقع ہوا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ بشارت اہل بدر کے تمام گناہوں کی مغفرت کو شامل ہے خواہ وہ گناہ ماضی کے ہوں یا مستقبل کے، اور اس بشارت کو صیغہ ماضی کے ساتھ تعبیر کرنا اس کے تحقق وقوع کو بیان کرنے کے لیے ہے، دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ "اعملوا" "جو چاہے عمل کرو" محض تشریف اور تکریم کے لیے ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ان سے بعد میں کوئی گناہ صادر ہو گیا تو اس پر مواخذہ نہیں ہوگا، اور ان کو اس بشارت کے ساتھ اس لیے خاص کیا گیا کہ بدر میں کفر و اسلام کا پہلا معرکہ برپا ہوا اور اصحاب بدر نے بے سر و سامان ہوتے ہوئے اپنے سے تین گنا زیادہ مسلح لشکر کے ساتھ مردانہ وار جنگ کی اور ان کو شکست دی، اس وجہ سے وہ اس انعام کے مستحق ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بعد میں صادر ہونے والے گناہوں کو بھی بخش دیا، یعنی غزوہ بدر کے بعد تم جو عمل بھی کرو گے وہ بخش دیا جائے گا، تیسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ بشارت ہے کہ اصحاب بدر سے گناہ سرزد نہیں ہوں گے، لیکن اس جواب پر یہ اعتراض ہے کہ حضرت قدامہ بن مظعون

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۵ھ

بدری صحابی تھے انھوں نے حضرت عمر کے دور خلافت میں شراب پی اور حضرت عمر نے ان پر حد لگائی، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس بشارت کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے، اگر دنیا میں کوئی ایسا جرم کیا جس پر حد واجب ہوتی ہو تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔[1]

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

مجھ پر اس اشکال کا یہ جواب منکشف ہوا کہ اس حدیث میں اکرام اور تشریف کے اعتبار سے خطاب ہے جو اس معنی کو متضمن ہے کہ اصحاب بدر نے ایسی نیکیاں کیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پچھلے گناہوں کو بخش دیا اور ان نیکیوں کی وجہ سے وہ اس انعام کے اہل ہو گئے کہ اگر بعد میں بھی ان سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کو بھی بخش دیا جائے، اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فی الفور ان کے تمام مستقبل کے گناہ بخش دیے، بلکہ ان کی خصوصی نیکیوں کی بناء پر ان کو یہ صلاحیت حاصل ہو گئی کہ اگر ان سے بعد میں کوئی گناہ ہو گیا تو یہ امید رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو بھی بخش دے گا اور کسی چیز کے وجود کی صلاحیت سے اس چیز کا بالفعل ہونا لازم نہیں آتا، مثلاً اگر کسی شخص میں قضا یا خلافت کی صلاحیت ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بالفعل قاضی یا خلیفہ ہو، اس لیے جس شخص میں مؤاخذہ سے مغفرت کی اہلیت ہوگی تو اس کا بالفعل مغفور ہونا لازم نہیں آئے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی خبر کے صدق کو ظاہر کر دیا اور تمام بدری صحابہ تادم مرگ اہل جنت کے اعمال پر قائم رہے اور اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہو تو اس پر حد جاری ہو گئی (جس سے وہ پاک ہو گیا) یا اس نے توبہ کر لی اور وہ پاک صاف ہو کر اللہ سے جا ملا اور جس شخص نے اہل بدر کی سیرت کا مطالعہ کیا ہو گا اس پر یہ امر واضح ہو گا۔[2]

علامہ بدرالدین عینی کے اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر اہل بدر کے لیے مغفرت کی اس بشارت کا یہ مطلب ہو کہ وہ بالفعل مغفور نہیں ہیں لیکن انھیں مستقبل کے گناہوں کی مغفرت کی اہلیت حاصل ہو گئی ہے تو اس میں ان کی کوئی تخصیص نہیں ہے، کیونکہ جو شخص بھی کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گیا اس کو بعد کے گناہوں کی مغفرت کی اہلیت حاصل ہو گئی اور اس کو یہ امید رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کے گناہوں کو بخش دے گا۔

مصنف کے نزدیک اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ اس حدیث میں اہل بدر کے لیے یہ بشارت ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو گا اور ان کو (العیاذ باللہ) ارتداد سے محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ ضامن ہو گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ اول تو ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہو گا اور اگر کسی سے کوئی گناہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ ان کو موت سے پہلے توبہ کی توفیق دے دے گا، اس لیے ان سے فرمایا کہ تم کفر اور نفاق پر موت کے خطرہ سے مت ڈرو اعلموا ما شئتم "جو عمل چاہو کرو"، اللہ تم کو کفر اور نفاق سے محفوظ رکھے گا، تمہارے اعمال میں بالعموم کوئی گناہ آنے نہیں دے گا اور اگر شامت نفس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو توبہ یا حد کے ذریعہ موت سے پہلے تم کو پاک کر دے گا۔ اس توجیہ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا، متقدمین میں سے کسی کا ذہن اس توجیہ کی طرف نہیں گیا، رب کریم نے اپنے حبیب لبیب کے تصدق سے اس توجیہ کو صرف اس ناکارہ کے ذہن میں القاء کیا ہے والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۷ ص ۳۰۶، ۳۰۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱۴۰۱ھ

[2] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۵۶، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

علی سیدنا محمد خاتم النبیین افضل الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ایمان پر خاتمہ اور اسلام پر استقامت،

علماء شیعہ کی روایات سے استدلال اور دعوی ارتداد کا بطلان

شیعہ علماء کی معتبر تصانیف میں بھی اصحاب بدر کی اس بشارت کا ذکر ہے۔

شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی اس پوری روایت کو نقل کرتے ہیں اس کے آخر میں ہے:

فقام عمر بن الخطاب وقال: یا رسول اللہ مرنی بان اضرب عنقہ فانہ نافق فقال رسول اللہ: انہ من اہل بدر ولعل اللہ تعالی اطلع اطلاعۃ فغفر لہم[1]

حضرت عمر بن الخطاب نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ مجھے حکم دیں میں اس کی گردن اڑا دوں، کیونکہ اس نے منافقت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اہل بدر سے ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالی (ان کے احوال پر) مطلع ہے اور اس نے ان کی مغفرت کر دی ہے۔

شیخ ابوعلی طبرسی بھی اس حدیث کو روایت کرتے ہیں اس کے آخر میں ہے:

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک یا عمر لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فغفر لہم فقال لہم اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تمہیں کیا معلوم! تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالی اہل بدر (کے احوال) پر مطلع ہے اور اس نے ان کی مغفرت کر دی اور ان سے فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی نے بھی اس روایت کو نقل کیا جس کے آخر میں ہے:

رسول فرمود کہ وے از اہل بدر است، وخدائے تعالی بدریاں را وعدہ مغفرت دادہ وایشاں را بخطاب مستطاب "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم" نوازش فرمودہ امید ہست کہ باب مغفرت نامہ سیاہ او را بشوید[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ (حضرت حاطب) اصحاب بدر میں سے ہے، اور اللہ تعالی نے اصحاب بدر سے مغفرت کا وعدہ کیا ہے، "اور جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے" کے پیارے خطاب سے ان کو نوازا ہے، امید ہے کہ اس مغفرت سے اس کا سیاہ نامۂ اعمال دھل جائے گا۔

---

[1] شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن الحسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، التبیان ج ۹ ص ۵۷۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۴۰۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

[3] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۹ ص ۲۴۷، کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ خیابان ناصر خسرو ایران

مستند علماء شیعہ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے اور اس کو اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے، کہ تمام اہل بدر بخشے ہوئے ہیں اور ایمان پر خاتمہ اور اسلام پر استقامت کے بغیر مغفرت ممکن نہیں ہے، اس سے واضح ہو گیا کہ تمام اہل بدر اسلام پر قائم رہے اور ان کا اسلام پر خاتمہ ہوا، اور تمام اہل بدر میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر حقیقۃً موجود تھے اور حضرت عثمان حکماً موجود تھے اور باقی تمام صحابہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے متبع تھے سو اس میں ان کی استقامت کی بھی دلیل ہے اور شیعہ کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین صحابہ کے سوا باقی سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے (العیاذ باللہ) کیونکہ غزوۂ بدر میں تین سو تیرہ صحابہ شریک تھے اور ان تین سو تیرہ صحابہ کا ایمان پر فوت ہونا، اسلام پر قائم رہنا اور ان کا مغفور ہونا اس حدیث کی نص صریح سے ثابت ہو گیا' وللہ الحمد!

بَابُ[۸۷٦] مِنْ فَضَائِلِ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اصحاب شجرہ یعنی اہل بیعت رضوان رضی اللہ عنہم کے فضائل

۶۲۸۲ - حَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَخْبَرَتْنِيْ اُمُّ مُبَشِّرٍ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عِنْدَ حَفْصَةَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا قَالَتْ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْتَهَرَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا

حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا "ان شاء اللہ اصحاب شجرہ میں سے کوئی شخص دوزخ میں داخل نہیں ہو گا، جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی" حضرت حفصہ نے کہا، یا رسول اللہ کیوں نہیں، آپ نے ان کو جھڑکا، حضرت حفصہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تم میں سے ہر شخص جہنم سے گذرنے والا ہے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر ہم پرہیزگاروں کو (جہنم سے) نجات دے دیں گے اور ظالموں کو جہنم میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب بیعت رضوان قطعی طور پر جہنم میں داخل نہیں ہوں گے اور ان شاء اللہ کا کلمہ آپ نے تبرک کے لیے فرمایا ہے، شک کے لیے نہیں فرمایا، حضرت حفصہ نے جو قرآن مجید کی آیت سے معارضہ کیا اس کی وجہ اس آیت کا مطلب سمجھنا تھا مقابلہ کرنا نہیں تھا جیسا کہ حضور کے جواب سے ظاہر ہو گیا، اس حدیث میں کسی بات کو سمجھنے کے لیے اعتراض اور جواب اور مناظرہ کا ثبوت ہے، صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو جہنم سے گذرنے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد پل صراط ہے جس کو جہنم پر نصب کیا گیا ہے۔ کفار اس پل سے جہنم میں گر جائیں گے اور مسلمان نجات پا جائیں گے۔ [۱]

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بیعت رضوان سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سمیت چودہ سو سے زائد صحابہ کے ایمان اور اسلام کی استقامت پر استدلال

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ۝ ومغانم کثیرۃ یاخذونھا ۝ وکان اللہ عزیزا حکیما

(فتح: ۱۹-۱۸)

بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، جو کچھ ان کے دلوں میں تھا وہ اللہ کو (پہلے سے) معلوم تھا، سو اللہ نے ان پر (دل کا) سکون نازل فرمایا، اور انہیں عنقریب آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں (عطا فرمائیں) جن کو وہ حاصل کریں گے اور اللہ بڑی عزت والا ہے، بڑی حکمت والا ہے۔

بیعت رضوان کے موقع پر، خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی سمیت چودہ سو صحابہ تھے اور ان سب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام مومنین سے راضی ہو گیا، اور جس شخص کا خاتمہ کفر پر ہوا اور جو بعد میں مرتد ہو جائے، اس سے اللہ تعالیٰ پہلے راضی نہیں ہو سکتا کیونکہ مرتد کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا اور جس کا عمل بیعت مقبول نہ ہوا ہو اور جس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہو اس سے اللہ تعالیٰ کیسے راضی ہو سکتا ہے؟ بلکہ یہ خود قرآن مجید کی تصریح کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا یرضی لعبادہ الکفر (زمر: ۷)
وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پر راضی نہیں ہے۔

فان اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین۔ (توبہ: ۹۶)
بیشک اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوگا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ جب انہوں نے حدیبیہ میں بیعت کی اس وقت راضی ہوا اور بعد میں جب وہ مرتد ہو گئے تو ناراض ہو گیا تو سوال یہ ہے کہ جس وقت انہوں نے بیعت کی اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اس وقت اس کو ان کے مرتد ہونے کا علم تھا یا نہیں اگر علم نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ کا (العیاذ باللہ) جہل لازم آیا، اور اگر ان کے مرتد ہونے کا علم تھا اس کے باوجود ان سے راضی ہو گیا تو یہ خود قرآن مجید کی ان مذکور الصدر آیات کے خلاف ہے!

بہرحال قرآن مجید کی ان آیات سے تمام اصحاب بیعت رضوان کا اسلام پر قائم رہنا اور ایمان پر خاتمہ ثابت ہو گیا اور یہ بالاتفاق چودہ سو یا اس سے کچھ زائد صحابہ تھے۔

اہل سنت اور اہل تشیع کی متفق علیہ روایات سے اصحاب بیعت رضوان کی تعداد کا بیان

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن جابر قال کنا یوم الحدیبیۃ الفا واربع

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ

مائة فبايعناه وعمر آخذ بيده تحت الشجرة وهي سمرة۔ [1]

کے دن ہم چودہ سو نفر تھے، ہم نے آپ سے بیعت کی، حضرت عمر درخت کے نیچے آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور یہ ببول کا درخت تھا۔

شیعہ علماء نے بھی یہ تصریح کی ہے کہ اصحاب بیعت رضوان چودہ سو یا اس سے زائد نفر تھے۔

شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی لکھتے ہیں:

وقال ابن عباس كان سبب بيعة رضوان بالحديبية تأخر عثمان حين بعثه النبي صلى الله عليه وسلم الى قريش انهم قتلوه، فبايعهم على قتال قريش. وقال ابن عباس: كانوا الفا وخمسمائة نفس وقال جابر: كانوا الفا واربعمائة نفس وقال ابن ابي اوفى الفا وثلثمائة والشجرة التي بايعوا تحتها هي السمرة۔ [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ میں بیعت رضوان کا سبب یہ تھا، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو قریش کے پاس بھیجا تھا، ان کو دیر ہو گئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ قریش نے ان کو قتل کر دیا ہے تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش سے جنگ کرنے کے لیے صحابہ سے بیعت لی، حضرت ابن عباس نے کہا اصحاب بیعت رضوان پندرہ سو صحابہ تھے، حضرت جابر نے کہا چودہ سو صحابہ تھے، حضرت ابن ابی اوفی نے کہا تیرہ سو صحابہ تھے، جس درخت کے نیچے انھوں نے بیعت کی تھی وہ ببول کا درخت تھا۔

شیخ ابو علی طبرسی نے بھی بیعت رضوان کا یہی سبب بیان کیا ہے اور تعداد کے متعلق لکھتے ہیں:

خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من الحديبية في بضع عشرة مائة من اصحابه۔ [3]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ حدیبیہ سے نکلے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں:

وایشاں ہزار و پانصد یا چہار صد مرد بودند و بقول اشہر و اصح ہزار و پانصد و بیست و پنج۔ [4]

اصحاب بیعت رضوان ایک ہزار پانچ سو یا ایک ہزار چار سو مرد تھے اور زیادہ مشہور اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ ایک ہزار پانچ سو پچیس افراد تھے۔

بہرحال ان روایات سے واضح ہو گیا کہ حدیبیہ میں چودہ سو یا اس سے زیادہ صحابہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور اس بیعت پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے راضی ہونے کے متعلق آیات نازل فرمائیں اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان سمیت چودہ سو صحابہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے راضی ہونے کا اعلان فرمایا اور جن سے اللہ تعالیٰ راضی

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، تبیان ج ۹ ص ۳۲۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

[3] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، انتشارات ناصر خسرو ایران

[4] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۸ ص ۳۷۳، مطبوعہ کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ ایران

ہو ان کا ایمان پر خاتمہ اور ان کا اسلام پر قائم رہنا ضروری ہے، اس لیے شیعہ کا یہ کہنا باطل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین کے علاوہ سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔

بیعت رضوان سے حضرت ابو بکر کی فضیلت پر شیخ طوسی کے اعتراضات

بیعت رضوان کی ان آیات سے علماء اہل سنت حضرت ابو بکر کی فضیلت پر جو استدلال کرتے ہیں، شیعہ محقق شیخ طوسی نے اس استدلال پر ایک اعتراض کیا ہے، ہم پہلے ان کا اعتراض نقل کریں گے پھر اس کا جواب بیان کریں گے، فنقول وباللہ التوفیق و بہ الاستعانۃ یلیق۔

شیخ طوسی لکھتے ہیں:

اس آیت سے (حضرت) ابو بکر کی فضیلت پر استدلال کیا گیا ہے، کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ (حضرت) ابو بکر بھی درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ بیعت کرنے والوں سے راضی ہو گیا اور ان پر سکون نازل کیا، اور ان کے دلوں میں جو ایمان ہے اس کو جان لیا اور ان کو عنقریب فتح عطا فرمائے گا۔

یہ استدلال اس قول پر مبنی ہے کہ (لقد رضی اللہ عن المؤمنین میں) عموم ہے اور ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ عموم کے لیے کوئی منفرد صیغہ نہیں ہے اور اکثر مخالفین کا بھی یہی قول ہے اور حق کے نزدیک اس میں عموم نہیں ہے، ان کے نزدیک یہ آیت مجمل ہے اس کا معنی معلوم نہیں ہے، اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی ایک جماعت سے بھی بیعت لی تھی، اس لیے اس آیت میں تخصیص کرنا بہر حال ضروری ہے، اس کے علاوہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اللہ تعالیٰ نے ان کے جو اوصاف بیان کیے ہیں وہ اوصاف تمام بیعت کرنے والوں میں نہیں تھے، اس لیے اللہ کی رضا مندی کی تخصیص ان لوگوں کے ساتھ کرنا ضروری ہے، جن میں یہ اوصاف تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: واثابھم فتحا قریبا "اور ان کو عنقریب فتح کا انعام دے گا" اور تمام اہل نقل کا اس پر اتفاق ہے کہ بیعت رضوان کے بعد جو متصل فتح حاصل ہوئی وہ خیبر کی فتح ہے، اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا: کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو گا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہو گا، پھر آپ نے حضرت علی کو بلایا اور ان کو جھنڈا دے دیا اور ان کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا، اس لیے واجب ہے کہ اس آیت کے حکم کے ساتھ حضرت علی مخصوص ہوں اور وہ لوگ جو حضرت علی کے ساتھ اس فتح میں شریک تھے، تاکہ ان بیعت کرنے والوں میں یہ صفات مکمل ہوں، علاوہ ازیں جن لوگوں نے بیعت کی ان میں (حضرت) طلحہ اور (حضرت) زبیر بھی تھے اور ان دونوں نے حضرت علی سے جنگ کی اس لیے یہ دونوں ایمان سے خارج ہو گئے اور معتزلہ کے نزدیک فاسق ہو گئے، اور بعد میں معصیت کا واقع ہونا اس وقت راضی ہونے کے منافی نہیں ہے۔ [1]

---

[1] شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، تبیان ج ۹ ص ۳۲۹۔۳۲۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

شیخ طوسی کے اعتراضات کے جوابات

شیخ طوسی کا یہ کہنا باطل ہے کہ "عموم کے لیے کوئی منفرد صیغہ نہیں ہے"، جمع کا صیغہ عموم کے لیے ہوتا ہے، اگر عموم کا صیغہ نہ مانا جائے تو احکام تکلیفیہ ساقط ہو جائیں گے، لوگوں کو اللہ اور رسول پر جو ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے وہ جمع کے صیغہ عموم سے ہے، نماز، روزہ اور دیگر احکام شرعیہ کا جو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے وہ بھی جمع کے صیغہ عموم سے ہے، اگر جمع کا صیغہ عموم کے لیے تسلیم نہ کیا جائے تو کوئی شخص اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا مکلف ہو گا نہ کوئی مسلمان احکام شرعیہ کا مکلف ہو گا۔

شیخ طوسی کا یہ کہنا بھی باطل ہے کہ یہ آیت مجمل ہے، مجمل اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے کئی معنی ہوں اور متکلم کے بیان کے بغیر اس کے معنی کا تعین نہ کیا جا سکے اس کے برخلاف عام اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے متعدد افراد ہوں اور عام ان تمام افراد کو شامل ہوتا ہے اور یہاں ایسا ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ "اللہ تعالیٰ ان تمام مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے"، لہٰذا بیعت کرنے والے مومنین سے بلا استثناء اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا، اور اس عموم کی تائید صحیح مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے:

عن ام مبشر انها سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول عند حفصۃ لا یدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرۃ احد من الذین بایعوا تحتھا۔ [۱]

حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے حضرت حفصہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ "جن اصحاب شجرہ نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، ان شاء اللہ ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔

اس حدیث کو شیعہ علماء نے بھی بیان کیا ہے: شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں:

وہمہ اصحاب بیعت کردند برآنکہ مطلقاً راہ گریز نپویند تا آنکہ کشتہ شوند یا فتح نمایند حضرت فرمود کہ انتم الیوم خیر اہل الارض، شما امروز بہترین اہل زمینید و از جابر مرویست کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ یک کسی بدوزخ نرود از آں مومناں کہ زیر درخت سمرہ بیعت کردند۔ [۲]

تمام اصحاب نے آپ سے اس پر بیعت کی کہ جب تک وہ قتل نہ کر دیے جائیں یا فتح حاصل نہ کر لیں بھاگیں گے نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج کے دن روئے زمین پر تم سب سے بہتر لوگ ہو" اور حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا جنھوں نے ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی ہے۔

علماء شیعہ کی بیان کردہ اس روایت سے واضح ہو گیا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں عموم مراد ہے، اور اس درخت کے نیچے بیعت کرنے والے تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا، اس نے ان کے دلوں کے ایمان کو جان لیا اور ان پر طمانیت اور سکون کو نازل کیا، اور ان پر فتح کا انعام کیا۔

---

[۱] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳-۳۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۸ ص ۳۷۳، مطبوعہ کتاب فروشے علمیہ اسلامیہ ایران

شیخ طوسی نے جو یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی ایک جماعت سے بھی بیعت لی تھی، اس میں انھوں نے سخت تلبیس کی ہے آپ نے غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر تو منافقین کی ایک جماعت سے بیعت نہیں لی تھی، مدینہ منورہ میں ظاہر حال کے اعتبار سے آپ نے اگر کسی منافق سے بیعت لی ہو تو اس سے یہاں معارضہ کرنا کہاں کا انصاف ہے، ثانیاً قرآن مجید میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مومنین نے بیعت کی تھی، اور یہ کہنا کہ اس موقع پر منافقین نے بھی بیعت کی تھی صریح قرآن کے خلاف ہے۔

شیخ طوسی نے جو یہ کہا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے بیعت کرنے والے مومنین کی جو صفات بیان کی ہیں وہ کاملاً حضرت علی اور ان کے متبعین میں پائی جاتی ہیں کیونکہ واثابہم فتحا قریبا" اور ان کو عنقریب فتح کا انعام دیا، اور اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے اور خیبر حضرت علی کے ہاتھوں فتح ہوا، یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر چند کہ خیبر کی فتح میں حضرت علی کی کارکردگی نمایاں تھی، لیکن فتح خیبر کا یہ مژدہ صرف حضرت علی کو نہیں ملا، یہ تمام مسلمانوں کے لیے مژدہ ہے، اس لیے غزوہ حدیبیہ میں شریک تمام بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح و کامرانی کا مژدہ سنایا اور یہ سب کی صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا، ان کے دلوں کے ایمان کو اس نے ظاہر کیا اور ان کو عنقریب فتح کی خوش خبری دی۔

شیخ طوسی نے یہ لکھا ہے کہ ان بیعت کرنے والوں میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی تھے اور انھوں نے ایام فتن میں حضرت علی سے جنگ کی اس وجہ سے وہ ایمان سے خارج ہو گئے، سو یہ بھی غلط ہے، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی ایمان اور اسلام پر استقامت تو بیعت رضوان اور قرآن مجید کی اس آیت سے واضح ہو گئی اور حضرت علی سے جنگ کرنا ایک اجتہادی معاملہ تھا، یہ کوئی کفر اور اسلام کا معرکہ نہیں تھا مسلمانوں کے دو فریقوں کی آپس میں جنگ تھی، اور ہر دو فریق قابل صد احترام اور مجتہد صحابہ تھے نیز ہم حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی سوانح میں بیان کر چکے ہیں کہ بالآخر ان دونوں محترم صحابہ نے حضرت علی کی رائے سے اتفاق کر لیا تھا اور جنگ سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔

بیعت رضوان کے واقعہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خصوصی فضائل

بیعت رضوان کے واقعہ میں حضرت عثمان کی خصوصی فضیلت یہ ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور حضرت عثمان کی وجہ سے آپ نے کفار قریش سے جنگ کا قصد کیا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عثمان سے انتہائی محبت کا بیان ہے اور مکہ مکرمہ میں جب کفار قریش نے حضرت عثمان سے کہا کہ صرف تم خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہو تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر میں کعبہ کا طواف نہیں کروں گا، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عثمان کی انتہائی محبت کا اظہار ہے۔ ان تمام امور کا شیعہ علماء نے بھی اعتراف کیا ہے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں:

گفتند ما محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را نگذاریم کہ در مکہ آید اگر تو مے خواہی طواف کن وباز گرد او گفت من بیش از رسول طواف نکنم۔[1]	کفار قریش نے کہا ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں آنے نہیں دیں گے اگر تم چاہو تو طواف کر کے واپس چلے جاؤ انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے طواف نہیں کروں گا۔

[1] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۸ ص ۳۴۳، مطبوعہ کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ ایران

ملا باقر مجلسی ایسے کٹر تبرائی رافضی نے بھی لکھا ہے کہ:

در بروایت کلینی حضرت یک دست خود را بر دست دیگر زد و برائے عثمان بیعت گرفت کہ چوں بیعت را بشکنید گناہش عظیم تر و عقابش شدید تر باشد۔ پس مسلمانان گفتند خوشا حال عثمان کہ طواف کعبہ و سعی میان صفا و مروہ کرد و محل شد، حضرت فرمود: نخواہد کرد، و چوں عثمان آمد حضرت پرسید طواف کردی؟ گفت چوں طواف نکردہ بودی من نکردم۔ لہ

کلینی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور حضرت عثمان کی طرف سے بیعت کی تاکہ جب بیعت توڑے گا تو اس کا گناہ اور عذاب زیادہ ہوگا (یہ نکتہ مجلسی کے خبیث ذہن کی پیداوار ہے کلینی کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ سعیدی غفرلہ) پھر مسلمانوں نے کہا حضرت عثمان کیسے خوش نصیب ہیں کہ کعبہ کا طواف کرلیں گے اور صفا اور مروہ میں سعی کرلیں گے اور احرام کھول دیں گے حضور نے فرمایا وہ ایسا نہیں کریں گے! جب حضرت عثمان آئے تو حضور نے پوچھا: تم نے طواف کیا تھا؟ حضرت عثمان نے کہا جب آپ نے طواف نہیں کیا تو میں کیسے کر سکتا تھا۔

باب ۸۷ من فضائل ابی موسٰی و ابی عامر الاشعریین رضی اللہ عنہما

حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۲۸۳ - حدثنا ابو عامر الاشعری و ابو کریب جمیعا عن ابی اسامۃ قال ابو عامر حدثنا ابو اسامۃ حدثنا برید عن جدہ ابی بردۃ عن ابی موسٰی قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو نازل بالجعرانۃ بین مکۃ والمدینۃ ومعہ بلال فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل اعرابی فقال الا تنجز لی یا محمد ما وعدتنی فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابشر فقال لہ الاعرابی اکثرت علی من ابشر فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابی موسٰی و بلال کھیئۃ الغضبان فقال ان ھذا قد رد البشری فاقبلا انتما

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اس وقت آپ مقام جعرانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان اترے تھے، اور حضرت بلال بھی آپ کے ساتھ تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی شخص آیا، اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خوش ہو جاؤ" اس اعرابی نے آپ سے کہا آپ نے مجھ سے بہت دفعہ کہا ہے "خوش ہو جاؤ" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں حضرت ابو موسیٰ اور حضرت بلال کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے فرمایا: اس شخص نے میری بشارت

لہ۔ ملا محمد باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲ ص ۴۲۵ - ۴۲۴، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران ایران

فَقَالَا قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا مَا أَمَرَهُمَا بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَتْهُمَا أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا مِمَّا فِي إِنَائِكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً ۔

کو مسترد کر دیا ہے، اب تم دونوں میری بشارت کو قبول کر لو، ان دونوں نے کہا: یا رسول اللہ ہم نے قبول کیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا آپ نے اس پیالہ میں اپنے ہاتھ اور اپنا چہرہ دھویا، اور اس میں کلی کی، پھر فرمایا تم دونوں اس کو پی لو، اور اس کو اپنے چہرے اور سینہ پر مل لو، اور خوش ہو جاؤ، ان دونوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کیا، پھر ان دونوں کو حضرت ام سلمہ ام المومنین نے پردہ کی اوٹ سے آواز دی " اس برتن میں جو بچا ہوا پانی ہے وہ اپنی ماں کے لیے بھی لاؤ، پھر وہ اس میں سے کچھ پانی حضرت ام سلمہ کے لیے بھی لے گئے۔

۶۲۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ قَالَ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي جُشَمٍ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ أَبُو عَامِرٍ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ إِنَّ ذَاكَ قَاتِلِي تَرَاهُ ذٰلِكَ الَّذِي رَمَانِي قَالَ أَبُو مُوسَى فَقَصَدْتُ لَهُ فَاعْتَمَدْتُهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى عَنِّي ذَاهِبًا فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَسْتَ عَرَبِيًّا أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَالْتَقَيْتُ أَنَا وَهُوَ فَاخْتَلَفْنَا أَنَا وَهُوَ ضَرْبَتَيْنِ فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى أَبِي عَامِرٍ فَقُلْتُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَتَلَ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ

حضرت ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین سے فارغ ہو گئے تو آپ نے حضرت ابو عامر کو ایک لشکر کے ساتھ اوطاس کی طرف روانہ کیا، درید بن صمہ نے ان کا مقابلہ کیا، وہ قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دی۔ —— حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بھی آپ نے حضرت ابو عامر کے ساتھ روانہ کیا تھا، حضرت ابو عامر کے گھٹنے میں تیر لگا تھا، بنو جشم کے ایک آدمی نے وہ تیر مارا تھا، وہ تیر ان کے گھٹنے میں گھس گیا تھا، میں ان کے پاس گیا اور پوچھا اے چچا آپ کو یہ تیر کس نے مارا تھا، حضرت ابو عامر نے حضرت ابو موسیٰ کو اشارہ کر کے بتایا: تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو وہ میرا قاتل ہے اسی نے مجھ کو تیر مارا ہے، حضرت ابو موسیٰ نے کہا میں نے اس شخص کا ارادہ کیا اور اس کو جا لیا، وہ مجھے دیکھ کر پشت پھیر کر بھاگا، میں نے اس کا پیچھا کیا درآں حالیکہ میں اس سے کہہ رہا تھا، تجھے شرم نہیں آتی! کیا تو عرب نہیں ہے؟ کیا تو ٹھیرے گا نہیں! وہ ٹھیرا، پھر اس کا اور میرا مقابلہ ہوا، ہم دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے، پھر میں نے

فَنَزَا مِنْهُ الْمَآءُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ أَبُو عَامِرٍ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ وَاسْتَعْمَلَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ وَمَكَثَ يَسِيرًا ثُمَّ إِنَّهُ مَاتَ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي بَيْتٍ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ وَقَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقُلْتُ لَهُ قَالَ قُلْ لَهُ يَسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ أَوْ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِي يَا رَسُولَ اللهِ فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا قَالَ أَبُو بُرْدَةَ إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى۔

تلوار سے ضرب لگا کر اس کو قتل کر دیا، پھر میں حضرت ابو عامر کی طرف لوٹا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارے قاتل کو قتل کر دیا ہے، حضرت ابو عامر نے کہا اب اس تیر کو نکالو، میں نے تیر کو نکالا تو تیر کی جگہ سے پانی نکلا، انھوں نے کہا اے بھتیجے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، جا کر میرا سلام عرض کرو، اور ان سے عرض کرنا کہ ابو عامر یہ کہتا تھا کہ میرے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں اور حضرت ابو عامر نے مجھے لوگوں کا امیر بنا دیا۔ وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے پھر فوت ہو گئے، جب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ بان کی ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس پر بستر تھا، اس کے باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت اور دونوں پہلوؤں پر چارپائی کے بانوں کے نشانات تھے، میں نے آپ کے سامنے اپنا اور حضرت ابو عامر کا ماجرا بیان کیا اور میں نے بتایا کہ انھوں نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میرے لیے استغفار کریں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر اس سے وضو کیا، پھر آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! عبید ابی عامر کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق پر فائق کر، یا فرمایا لوگوں پر فائق کر، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیں، تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عبد اللہ بن قیس کے گناہ کو معاف فرما، اور اس کو قیامت کے دن عزت کے مقام میں داخل فرما، حضرت ابو بردہ کہتے ہیں کہ ایک دعا حضرت ابو عامر کے لیے ہے اور ایک حضرت ابو موسیٰ کے لیے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابو موسیٰ اشعری کا نام و نسب یہ ہے: عبد اللہ بن قیس

بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن الجماہیر بن الاشعر بن ادد بن زید بن یشجب۔ ان کی کنیت ابوموسیٰ ہے۔

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ مکہ میں آئے اور سعید بن العاص کے حلیف بنے، وہ اپنے اشعری بھائیوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئے تھے، پھر مسلمان ہو گئے اور سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی، ابوعامر نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ مکہ مکرمہ آنے کے بعد پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے، اور وہاں ٹھیرے رہے، پھر پچاس اشعریین کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر حبشہ چلے گئے، حضرت جعفر اور ان کے ساتھی بھی اسی وقت مکہ سے حبشہ گئے تھے، پھر یہ دونوں الگ الگ کشتیوں میں بیٹھ کر ایک ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت مدینہ منورہ پہنچے جب خیبر فتح ہو چکا تھا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ کو زبید اور عدن کا عامل مقرر کیا تھا، حضرت عمر نے ان کو بصرہ کا عامل مقرر کیا تھا، جس وقت حضرت عمر شہید ہوئے تو حضرت ابوموسیٰ بصرہ کے عامل تھے، حضرت عثمان نے ان کو بصرہ پر مقرر رکھا، پھر حضرت عثمان نے ان کو معزول کر کے ابن عامر کو بصرہ کا عامل مقرر کر دیا، حضرت ابوموسیٰ بصرہ سے کوفہ چلے گئے اور وہیں رہے، پھر وہاں کے لوگوں نے حضرت عثمان سے مطالبہ کیا کہ حضرت ابوموسیٰ کو کوفہ کا عامل مقرر کر دیا جائے سو حضرت عثمان نے ان کو کوفہ کا عامل مقرر کر دیا، پھر حضرت عثمان کی شہادت تک یہ کوفہ کے عامل رہے پھر حضرت علی نے ان کو کوفہ سے معزول کر دیا، پھر حضرت علی نے ان کو اپنا حکم مقرر کیا، یہ واقعہ تاریخ میں مذکور ہے جسے کامل میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، ۴۲ھ میں حضرت ابوموسیٰ کا کوفہ میں انتقال ہو گیا، ایک قول یہ ہے کہ مکہ میں انتقال ہوا، تاریخ وفات میں بھی کئی اقوال ہیں۔[1]

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں، ان کا نام عبید بن سلیم بن حضار ہے، یہ کبار صحابہ میں سے تھے اور غزوۂ حنین میں شہید ہو گئے، ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک لشکر کی کمان دے کر اوطاس کی طرف روانہ کیا تھا، اس کے بعد علامہ ابن اثیر نے صحیح مسلم کی وہ روایت ذکر کی ہے جو متن میں بیان ہو چکی ہے۔[2]

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ الْأَشْعَرِيِّينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اشعریین رضی اللہ عنہم کے فضائل

۶۲۸۵ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اشعری رفقاء کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز کو پہچان لیتا ہوں، جب وہ

---

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۴۶-۲۴۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

[2] اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۴۸

لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ أَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ.

۶۲۸۶ - حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ.

۸۷۹ - بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي سُفْيَانَ ابْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

۶۲۸۷ - حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ (وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ) حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُقَاعِدُونَهُ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ قَالَ نَعَمْ قَالَ عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أُزَوِّجُكَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمُعَاوِيَةُ تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَتُؤَمِّرُنِي حَتَّى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَ كَمَا كُنْتُ أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ

رات کو آتے ہیں، اور رات کو ان کی آواز سے ان کے گھروں کو بھی پہچان لیتا ہوں، خواہ دن میں ان کے گھروں کو میں نے نہ دیکھا ہو، ان میں سے ایک شخص حکیم ہے، جب وہ شخص گھوڑے سواروں یا دشمن سے مقابلہ کرتا ہے تو ان سے کہتا ہے کہ میرے ساتھی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم ان کا انتظار کرو۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشعری جب جہاد میں نادار ہوں، یا مدینہ میں ان کے اہل وعیال کا کھانا کم ہو تو ان کے پاس جو کچھ بچا ہوا اس کو ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں، پھر ایک ہی برتن سے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں، میں ان سے ہوں اور وہ مجھ سے ہیں۔

حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسلمان حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے بات کرتے تھے نہ ان کے ساتھ نشست برخاست کرتے تھے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! میری تین باتیں قبول فرمائیے، آپ نے فرمایا: اچھا! انہوں نے کہا حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان عرب کی سب سے حسین وجمیل لڑکی ہیں میں آپ کا اس سے نکاح کرتا ہوں، آپ نے فرمایا اچھا، پھر انہوں نے کہا حضرت معاویہ کو آپ اپنا کاتب بنا لیجئے، آپ نے فرمایا: اچھا! پھر کہا آپ مجھے لشکر کا امیر بنا دیجئے تاکہ میں کفار سے جنگ کروں جس طرح میں مسلمانوں سے جنگ کرتا تھا،

وَلَوْلَا أَنَّهُ طَلَبَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْطَاهُ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُسْئَلُ شَيْئًا إِلَّا قَالَ نَعَمْ۔

آپ نے فرمایا: اچھا! ابوزمیل نے کہا اگر وہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست نہ کرتے تو آپ یہ کام نہ کرتے لیکن آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ آپ کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی حضرت یزید[3] اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہما کے والد ہیں، سال فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے یہ تاجر تھے اور اپنے اور دیگر قریش کے اموال وغیرہ شام لے جاتے تھے، رئیسوں کا جھنڈا انھی کے پاس ہوتا تھا زمانہ جاہلیت میں تین آدمیوں کی رائے قابل اعتماد تھی، عتبہ، ابوجہل اور ابوسفیان، ابوسفیان نے ہی اسلام کے خلاف غزوۂ احد میں کفار کی قیادت کی تھی، ابوسفیان حضرت عباس کے دوست تھے، فتح مکہ کی رات کو مشرف باسلام ہوئے تھے، جنگ حنین میں شریک ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سو بکریاں اور چالیس اوقیہ عنایت فرمائے تھے، اور ان کے دو بیٹوں حضرت یزید اور حضرت معاویہ کو بھی اتنا ہی عطا فرمایا تھا، یہ طائف کی جنگ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ اس جہاد میں ان کی ایک آنکھ راہ خدا میں کام آگئی، جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے تھے اور دوسری آنکھ اس جہاد میں کام آگئی، اس دن یہ اپنے بیٹے یزید کے جھنڈے تلے لڑ رہے تھے، اور یہ نعرہ لگا رہے تھے، اے اللہ کی مدد قریب آجا، یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے اور ایک اچھے مسلمان کی طرح انھوں نے وقت گذارا، ۳۲ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے، سن وفات میں اختلاف ہے، اکتیس، تینتیس اور چونتیس ہجری کے بھی اقوال ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اس وقت ان کی عمر اٹھاسی سال تھی۔[1]

حدیث نمبر ۶۲۲۸ میں ہے کہ حضرت ابوسفیان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اپنی بیٹی ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا آپ سے نکاح کرتا ہوں۔ علامہ نووی لکھتے ہیں اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ حضرت ابوسفیان ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے، اور حضرت ام حبیبہ کا آپ سے چھ یا سات ہجری میں نکاح ہوا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے، عکرمہ بن عمار وہ ضعیف ہے؛ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے حضرت ابوسفیان نے تجدید نکاح کی درخواست کی ہو۔[2]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۱۶، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] یہ یزید بن ابی سفیان ہیں امام حسین کا جس سے اختلاف تھا، وہ یزید بن معاویہ تھا۔

بَابُ ٨٨ مِنْ فَضَائِلِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَأَهْلِ سَفِينَتِهِمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

٦٢٨٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمَا أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُو رُهْمٍ إِمَّا قَالَ بِضْعًا وَإِمَّا قَالَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي قَالَ فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ جَعْفَرٌ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هٰهُنَا وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ فَأَقِيمُوا مَعَنَا فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا قَالَ فَوَافَقْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا أَوْ قَالَ أَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا لِأَصْحَابِ سَفِينَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ قَالَ فَكَانَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِينَةِ نَحْنُ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ قَالَ فَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ مَنْ هٰذِهِ قَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ الْبَحْرِيَّةُ هٰذِهِ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ نَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت اسماء بنت عمیس اور ان کی کشتی والوں کے فضائل

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم یمن میں تھے تو ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی خبر ملی، میں اور میرے دو بھائی، ابو بردہ اور ابورہم ہم سب ہجرت کر کے آپ کی طرف روانہ ہوئے، میں ان دونوں سے چھوٹا تھا، ہمارے ساتھ ہماری قوم کے باون یا ترپن آدمی بھی تھے، ہم کشتی میں سوار ہوئے، کشتی نے ہمیں حبشہ کی طرف جا پھینکا، وہاں پر ہماری حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی، حضرت جعفر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور ہمیں یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے، تم بھی ہمارے ساتھ یہاں ٹھہرو، ہم ان کے ساتھ ٹھہرے، حتیٰ کہ ہم سب اکٹھے آئے اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تھا، آپ نے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دیا، ہمارے علاوہ جو لوگ غزوۂ خیبر میں شریک نہیں ہوئے تھے ان میں سے کسی کو حصہ نہیں دیا، البتہ جو لوگ غزوہ خیبر میں شریک تھے اور ہماری کشتی والے اور جعفر اور ان کے اصحاب کو مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا، راوی کہتے ہیں پھر کچھ صحابہ ہم سے کہتے تھے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، حضرت اسماء بنت عمیس بھی ہمارے ساتھ آنے والوں میں سے تھیں وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ کی ملاقات کے لیے گئیں، حضرت اسماء نے بھی ہجرت کرنے والوں کے ساتھ نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی، حضرت عمر، حضرت حفصہ کے پاس آئے اس وقت ان کے پاس حضرت اسماء بھی تھیں، حضرت عمر نے حضرت

مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلِمَةً كَذَبْتَ يَا عُمَرُ كَلَّا وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِي دَارِ أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ فِي الْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِي رَسُولِهِ وَايْمُ اللّٰهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ وَوَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسٰى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا يَسْأَلُونِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بُرْدَةَ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسٰى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنِّي

اسماء کی طرف دیکھ کر پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت حفصہ نے کہا یہ اسماء بنت عمیس ہیں! حضرت عمر نے کہا یہ حبشیہ اور بحریہ ہیں، حضرت اسماء نے کہا ہاں! حضرت عمر نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تم سے زیادہ حقدار ہیں، حضرت اسماء کو غصہ آگیا، اور انھوں نے ایک بات کہی: اے عمر! تم نے غلط کہا بخدا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ تمہارے بھوکوں کو کھلاتے تھے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت کرتے تھے، اور ہم دور دراز دشمنوں کے ملک حبش میں تھے اور ہمارا وہاں جانا محض اللہ اور اس کے رسول کی وجہ سے تھا، اور بخدا میں اس وقت تک کوئی چیز کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک کہ میں تمہاری کہی ہوئی بات کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر نہ کر دوں، حبشہ میں ہم کو ایذا دی جاتی تھی اور ہم کو خوف زدہ کیا جاتا تھا، میں عنقریب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ سے اس کے متعلق سوال کروں گی، بہ خدا! میں جھوٹ بولوں گی نہ کج بحثی کروں گی نہ اصل واقعہ پر زیادتی کروں گی، راوی کہتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو انھوں نے کہا: یا نبی اللہ! بے شک عمر نے اس اس طرح کہا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا مجھ پر تم سے زیادہ حق نہیں ہے، اُن کی اور اُن کے اصحاب کی ایک ہجرت ہے، اور اے اہل سفینہ تمہاری دو ہجرتیں ہیں، حضرت اسماء کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت ابو موسیٰ اور اصحاب سفینہ گروہ در گروہ آتے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق سوال کرتے، ان کے نزدیک دنیا کی کوئی چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے زیادہ عظیم اور خوش کن نہیں تھی،

ابوبردہ کہتے ہیں کہ حضرت اسماء نے کہا حضرت ابوموسیٰ
اس حدیث کو مجھ سے دہرایا کرتے تھے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت جعفر بن ابی طالب عبدمناف بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی القرشی الہاشمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، اور یہی جعفر طیار ہیں، یہ صورت اور سیرت میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، یہ حضرت علی کے اسلام قبول کرنے کے تھوڑے عرصے بعد مسلمان ہو گئے تھے، ایک روایت یہ ہے کہ اکتیس دن بعد مسلمان ہو گئے تھے، ابن اسحاق نے بیان کیا انھوں نے دو ہجرتیں کیں ایک ہجرت حبشہ کی طرف کی اور ایک ہجرت مدینہ منورہ کی طرف کی، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ابوالمساکین کہتے تھے۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد یہ نجاشی کے پاس رہے حتیٰ کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو گلے لگا کر ملے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اور فرمایا مجھے پتہ نہیں کہ مجھے خیبر کے فتح ہونے سے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد کے پہلو میں ٹھہرایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر کو جنت کے فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے پہلے ہر نبی کو سات رفقاء نجباء اور وزراء دیے گئے اور مجھ کو چودہ (وزراء) دیے گئے، حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین، ابوبکر، عمر، مقداد، حذیفہ، سلمان، عمار اور بلال۔ (باقی دو کا نام راوی کو یاد نہیں رہا)۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی آٹھ ہجری میں موتہ کی طرف لشکر بھیجا اس میں سخت لڑائی ہوئی حتیٰ کہ حضرت زید بن حارثہ شہید ہو گئے، پھر حضرت جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا لیا پھر وہ شہید ہو گئے، ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت جعفر کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے گئے لیکن انھوں نے جھنڈا گرنے نہیں دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دو ہاتھوں کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے جعفر کو دو پر عطا فرمائے جن کے ساتھ وہ جنت میں اڑتے ہیں، جب وہ شہید ہوئے تو ان کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم تھے، وہ سب تلواروں اور نیزوں کے زخم تھے، ابن اسحاق نے بیان کیا کہ جب جنگ ہو رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا اور جنگ کی پھر وہ شہید ہو گئے، پھر جعفر نے جھنڈا لیا اور جنگ کی پھر وہ شہید ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، حتیٰ کہ انصار کے چہرے متغیر ہو گئے کہ اب حضرت عبداللہ بن رواحہ کے متعلق وہ خبر ہو گی جس سے وہ رنجیدہ ہوں گے، پھر آپ نے فرمایا: اب جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لیا اور جنگ کی حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے پھر ان سب کو جنت کے سونے کے تخت پر اٹھایا گیا۔

روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو آپ ان کی زوجہ

حضرت اسماء بنت عمیس کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے تعزیت کی، حضرت فاطمہ روتی ہوئی آئیں اور کہا ہائے میرے چچا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفر جیسے شخص پر رونے والیوں کو رونا چاہیے، جس وقت حضرت جعفر شہید ہوئے ان کی عمر اکتالیس سال تھی۔ ؎١

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا نام و نسب یہ ہے: اسماء بنت عمیس بن معبد بن الحارث بن تیم بن کعب بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن حلف بن اقبل، ان کی والدہ کا نام ہند بنت عوف بن زہیر بن الحارث۔

حضرت اسماء قدیم الاسلام تھیں، انھوں نے اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ ہجرت کی، وہاں ان کے تین بیٹے ہوئے، عبد اللہ، عون اور محمد، پھر انھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، جب حضرت جعفر بن ابی طالب شہید ہو گئے تو ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، پھر ان کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے، پھر حضرت ابوبکر فوت ہو گئے تو ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، پھر ان سے یحیی پیدا ہوئے، حضرت اسماء، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ بنت الحارث اور حضرت عباس کی زوجہ حضرت ام الفضل کی بہن تھیں، یہ دس اخیافی بہنیں تھیں۔ ؎٢

بَابُ ۸۸۱ مِنْ فَضَائِلِ سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمْ

حضرت سلمان، حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے فضائل

۶۲۸۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَتَىٰ عَلَىٰ سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ فِي نَفَرٍ فَقَالُوا وَاللّٰهِ مَا أَخَذَتْ سُيُوفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَأْخَذَهَا قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَتَقُولُونَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَّسَيِّدِهِمْ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَأَتَاهُمْ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ يَا إِخْوَتَاهُ أَغْضَبْتُكُمْ

عائذ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمان، حضرت صہیب اور حضرت بلال کے پاس چند لوگوں کی موجودگی میں حضرت ابو سفیان آئے تو انھوں نے کہا: اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن میں اپنی جگہ پر نہیں پہنچیں، حضرت ابوبکر نے فرمایا تم قریش کے شیخ اور سردار کے متعلق اس طرح کہتے ہو، پھر حضرت ابوبکر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو اس کی خبر دی، آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا، اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا، پھر حضرت ابوبکر ان کے پاس گئے اور کہا: اے

؎١ - علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۸۹ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

؎٢ - اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۹۵ ، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اُخَيَّ ۔

میرے بھائیو! میں نے تم کو ناراض کر دیا! انھوں نے کہا نہیں! اے بھائی اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سلمان فارسی کا نام و نسب علامہ ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے: سابہ ابن بوذخشان بن مورسلان بن بہبودان بن فیروز بن سہرک۔

حضرت سلمان مجوسیوں کے آتش پرست گھرانے میں فارس میں پیدا ہوئے تھے، ان کے والد کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی تھا، ایک دن والد نے حضرت سلمان کو کھیت میں بھیجا وہاں راستہ میں ایک گرجا ملا، یہ گرجے میں گئے وہاں عبادت ہو رہی تھی، ان کو عیسائیوں کا طریقہ عبادت اس قدر پسند آیا کہ بے ساختہ کہا "یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے" آپ نے پوچھا اس مذہب کا سرچشمہ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا شام میں، حضرت سلمان بھاگ کر شام چلے گئے اور وہاں کے پادری کے ساتھ رہنے لگے وہ شخص لالچی تھا لوگوں سے سونا چاندی غریبوں میں تقسیم کرنے کے لیے لیتا اور خود رکھ لیتا اور اس طرح سونے چاندی کے سات مٹکے اس نے جمع کر لیے، بالآخر وہ مر گیا اور اس کی جگہ دوسرا پادری مقرر ہوا یہ شخص عابد و زاہد اور تارک الدنیا تھا، حضرت سلمان فارسی کو اس سے انسیت ہو گئی اور اس کی خدمت میں رہے جب وہ مرنے لگا تو آپ نے اس سے پوچھا اب میں کس سے فیض حاصل کروں؟ اس نے کہا موصل میں فلاں شخص دین حق کا سچا پیرو ہے اس سے فیض حاصل کرو، حضرت سلمان اس کے پاس گئے پھر آئندہ کے لیے اس نے نصیبین میں ایک شخص کا بتایا یہ اس کے پاس گئے، یہ شخص بھی بڑا عابد و زاہد تھا جب اس کا وقت قریب آ گیا تو اس نے عموریہ میں ایک شخص کا پتا بتایا حضرت سلمان عموریہ گئے جب اس کا بھی آخری وقت آ گیا تو اس نے کہا اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جو ریگستان عرب سے اٹھ کر دین ابراہیم کو زندہ کرے گا اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ کو اپنے اوپر حرام کرے گا اور اس کے دو شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی، اگر تم اس سے مل سکو تو ضرور ملنا۔

حضرت سلمان فارسی عرب جانا چاہتے تھے کچھ عرصے کے بعد ان کو عموریہ میں بنو کلب کے تاجر مل گئے، حضرت سلمان نے ان سے کہا اگر تم مجھ کو عرب پہنچا دو تو میں اپنی گائیں اور بکریاں تمہیں دے دوں گا، وہ لوگ تیار ہو گئے، لیکن ان عربوں نے وادی القریٰ میں پہنچ کر دھوکا دیا اور ان کو ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ چند دنوں کے بعد اس یہودی کا چچا زاد بھائی مدینہ سے ملنے آیا، اس نے حضرت سلمان کو اس کے ہاتھ فروخت کر دیا، ایک دن حضرت سلمان کھجور کے درخت پر چڑھ کر کچھ درست کر رہے تھے، ان کا مالک نیچے بیٹھا ہوا تھا، کہ اس کے عم زاد نے آ کر کہا سب لوگ قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور لوگ اس کو نبی سمجھتے ہیں، حضرت سلمان نے یہ سنا تو خوش ہو گئے، ایک دن کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا میں یہ کچھ صدقہ کی چیزیں لایا ہوں، آپ ان کو قبول کر لیں، آپ نے حاضرین کو وہ چیزیں کھانے کا حکم دیا اور خود نہیں کھائیں، اس طرح حضرت سلمان کو آپ کی ایک علامت کی تصدیق ہو گئی، دوسرے دن پھر کچھ چیزیں لے کر پہنچے اور کہا کل آپ نے صدقہ قبول نہیں کیا تھا آج یہ ہدیہ قبول کیجیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ خود کھایا اور کچھ حاضرین کو کھلایا، اور یوں حضرت سلمان کو دوسری علامت کی بھی تصدیق ہو گئی اور اسی اثناء میں مہر نبوت کو بھی دیکھ لیا اس کو بوسہ دیا، آپ نے فرمایا سامنے آؤ، حضرت سلمان نے اپنی سرگذشت سنائی، پھر حضرت سلمان مسلمان ہو گئے، غلامی کے باعث آپ کو ارکان اسلام ادا کرنے میں دشواری ہوتی تھی، رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالک کو معاوضہ دے کر آزادی حاصل کر لو، تین سو کھجور کے درختوں اور چالیس اوقیہ سونے پر معاملہ طے ہوا، عام مسلمانوں نے مل کر تین سو درخت دیے، کسی غزوہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مرغی کے انڈے کے برابر سونا ملا تھا وہ چالیس اوقیہ تھا، وہ سونا بھی اس یہودی کو دیا گیا اور حضرت سلمان فارسی آزاد ہو گئے۔ [۱]

حضرت سلمان فارسی کے آزاد ہونے کے بعد پہلا غزوہ خندق پیش آیا، غزوہ خندق میں تمام عرب کا ٹڈی دل لشکر اس ارادے سے امڈ آیا تھا کہ مسلمانوں کا مکمل استیصال کر دے، حملہ خود مدینہ پر تھا جس کی طرف کوئی قلعہ تھا نہ کوئی فصیل، حضرت سلمان فارسی ایرانیوں کی صف آرائیاں دیکھ چکے تھے، انھوں نے مشورہ دیا کہ اتنے بڑے لشکر کا کھلے میدان میں مقابلہ کرنا مناسب نہیں، مدینہ کے چاروں طرف خندقیں کھود کر شہر کو محفوظ کر دینا چاہیے، یہ تدبیر مسلمانوں کو بہت پسند آئی اور اسی پر عمل کیا گیا، خندق کی کھدائی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس شریک تھے اکیس بائیس دن محاصرہ رہا مگر مشرکوں کو شہر تک پہنچنا نصیب نہ ہوا اور بالآخر ناکام لوٹ گئے، خندق کے علاوہ بھی حضرت سلمان تمام غزوات میں شریک رہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سلمان مدینہ میں رہے اور عہد صدیقی کے آخر یا عہد فاروقی کی ابتداء میں انھوں نے عراق میں سکونت اختیار کر لی، عہد فاروقی میں حضرت سلمان ایران کے خلاف جہاد میں شریک ہوئے اور چونکہ خود ایرانی تھے اس لیے بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائیں۔

حضرت سلمان فارسی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر دور خلافت میں ۳۵ھ میں فوت ہو گئے، اہل علم نے کہا ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی عمر تین سو پچاس سال تھی، ان کی اصفہان میں تین بیٹیاں تھیں۔ [۲]

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے، صہیب بن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن جذیمہ بن کعب بن سعد بن اسلم۔

حضرت صہیب کا اصلی وطن موصل کے قریب ایک قریہ تھا جو دجلہ کے کنارے واقع تھا، ان کے والد اور چچا کسریٰ کی طرف سے ابلہ کے عامل تھے، ابھی ان کی عمر صرف چند سال تھی کہ رومی فوجوں نے ابلہ پر چڑھائی کی اور مال غنیمت میں ان کو بھی اٹھا کر لے گئے، حضرت صہیب رومیوں میں ہی پرورش پا کر جوان ہوئے، بنو کلب نے ان کو خرید کر مکہ پہنچایا اور ان سے عبد اللہ بن الجدعان نے خرید کر ان کو آزاد کر دیا۔

جب اسلام کا ظہور ہوا تو یہ تحقیق کے ارادے سے آستانہ نبوت میں حاضر ہوئے، اتفاق سے حضرت عمار بھی اسی وقت اسی ارادے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہے تھے، دونوں ایک ساتھ جا کر مشرف بہ اسلام ہوئے، حضرت صہیب اسلام قبول کرنے والے پہلے رومی تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ صہیب روم کا پہلا پھل ہے، حضرت صہیب نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا تھا، اور اس کی وجہ سے بہت مظالم برداشت کیے، وہ سب سے آخری

۱۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۴۴۲، ۴۴۱ ملخصاً وموضحاً، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ۔

۲۔ علامہ محمد بن محمد ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۳۲۔۳۲۸ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران۔

مہاجر تھے، جب ہجرت کرنے لگے تو قریش نے سخت مزاحمت کی اور کہا تم یہاں مفلس بن کر آئے تھے اب یہاں سے اتنا مال و متاع لے کر جانا چاہتے ہو ہم تم کو نہیں جانے دیں گے، حضرت صہیب اپنے مال و متاع کے عوض ایمان کا سودا خرید کر مدینہ منورہ پہنچ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو یحیٰی تمہاری تجارت نفع بخش رہی اور ان کی شان میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ (بقرہ: ۲۰۸)

بعض لوگ اللہ کی رضا کے بدلہ میں اپنی جانیں فروخت کر دیتے ہیں۔

حضرت صہیب تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے، غزوہ بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے، حضرت عمر ان سے نہایت حسن ظن رکھتے تھے، انھوں نے حضرت عمر کی وصیت کے مطابق حضرت عمر کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمر کی وصیت تھی کہ جب تک شوریٰ کسی نتیجہ پر نہ پہنچے حضرت صہیب نماز پڑھائیں، سو حضرت صہیب تین دن خلیفہ رہے۔

۳۸ھ میں بہتر سال کی عمر میں وفات پائی اور بقیع کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ [1]

باب ۸۸۳ من فضائل الانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم — انصار کے فضائل

۶۲۹۰ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ (وَاللَّفْظُ لِاِسْحٰقَ) قَالَا اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فِيْنَا نَزَلَتْ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا بَنُوْ سَلِمَةَ وَبَنُوْ حَارِثَةَ وَمَا نُحِبُّ اَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت ہم میں نازل ہوئی ہے: جب تم میں سے دو جماعتوں نے بزدلی کا ارادہ کیا، اور اللہ ان دونوں کا مددگار ہے، یہ آیت بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے متعلق نازل ہوئی، ہماری یہ خواہش نہ تھی کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اللہ ان دونوں کا مددگار ہے۔

ف: علامہ ابی مالکی نے لکھا ہے کہ غزوہ احد میں عبد اللہ بن ابی اپنے کثیر ساتھیوں کو لے کر عین لڑائی کے وقت لشکر سے نکل گیا، بنو سلمہ اور بنو حارثہ نے بھی ان کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ثابت قدم رکھا۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۸۴)

۶۲۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، انصار کے بیٹوں کی مغفرت فرما، انصار کے پوتوں کی مغفرت فرما۔

---

[1] امام محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۳-۳۰، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

اغفر للانصار ولابناء الانصار وابناء ابناء الانصار.

٦٢٩٢ - وحدثنيه يحيى بن حبيب حدثنا خالد يعني ابن الحارث حدثنا شعبة بهذا الاسناد.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦٢٩٣ - حدثني ابو معن الرقاشي حدثنا عمر بن يونس حدثنا عكرمة (وهو ابن عمار) حدثنا اسحق (وهو ابن عبد الله بن ابي طلحة) ان انسا حدثه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم استغفر للانصار قال واحسبه قال ولذراري الانصار ولموالي الانصار لا اشك فيه.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لیے استغفار کیا، راوی نے کہا میرا گمان ہے آپ نے فرمایا: انصار کی اولاد اور انصار کے غلاموں کی مغفرت فرما۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

٦٢٩٤ - حدثني ابو بكر بن ابي شيبة وزهير بن حرب جميعا عن ابن علية (واللفظ لزهير) حدثنا اسمعيل عن عبد العزيز (وهو ابن صهيب) عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم راى صبيانا ونساء مقبلين من عرس فقام نبي الله صلى الله عليه وسلم ممثلا فقال اللهم انتم من احب الناس الي اللهم انتم من احب الناس الي يعني الانصار.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے کچھ بچوں اور عورتوں کو شادی سے آتے ہوئے دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے کھڑے ہو گئے، آپ نے فرمایا مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو، مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو آپ کی مراد انصار تھے۔

٦٢٩٥ - حدثنا محمد بن المثنى وابن بشار جميعا عن غندر قال ابن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن هشام بن زيد سمعت انس بن مالك يقول جاءت امراة من الانصار الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فخلا بها رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال والذي نفسي بيده انكم لاحب الناس الي ثلاث مرات.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے علیحدگی میں بات کی، اور تین بار فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو۔

ف: یہ عورت یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھی، یا یہ آپ سے کوئی ایسا مخفی امر پوچھنا چاہتی تھی جس کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا اس کو پسند نہ تھا۔

٦٢٩٦ - حدثنيه يحيى بن حبيب حدثنا خالد بن الحارث ح وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة وابو كريب قالا حدثنا ابن ادريس كلاهما عن شعبة بهذا الاسناد.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

٦٢٩٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْأَنْصَارَ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار میرا معدہ اور زنبیل ہیں، (یعنی میرے خاص معتمد ہیں) اور لوگ بڑھتے رہیں گے اور انصار کم ہوتے رہیں گے، تم ان کی نیکیوں کو قبول کرنا اور ان کی لغزشوں کو درگذر کرنا۔

٦٢٩٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَا أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے گھرانوں میں سب سے بہتر بنو النجار ہیں، پھر بنو عبد الاشہل ہیں، پھر بنو الحارث بن خزرج ہیں، پھر بنو ساعدہ ہیں اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، حضرت سعد نے کہا میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم پر (اور لوگوں کو) فضیلت دی ہے، ان سے کہا گیا کہ آپ کو بھی بہتوں پر فضیلت دی ہے۔

٦٢٩٩ - حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

٦٣٠٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَذْكُرُ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَ سَعْدٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے، البتہ اس حدیث میں حضرت سعد کا قول نہیں ہے۔

٦٣٠١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ) حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (وَهُوَ ابْنُ إِسْمَعِيلَ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُسَيْدٍ خَطِيبًا عِنْدَ

حضرت ابو اسید نے ابن عتبہ کے پاس خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کا بہترین گھرانہ بنو نجار کا ہے اور بنو عبد الاشہل کا گھرانہ ہے اور بنو حارث بن الخزرج کا گھرانہ ہے، اور بنو ساعدہ کا گھرانہ ہے۔ بخدا اگر میں انصار پر

ابْنِ عُتْبَةَ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْاَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ وَدَارُ بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ وَدَارُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَدَارُ بَنِي سَاعِدَةَ وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتُ مُؤْثِرًا بِهَا اَحَدًا لَاٰثَرْتُ بِهَا عَشِيرَتِي.

کسی خاندان کو ترجیح دیتا تو اپنے خاندان کو ترجیح دیتا۔

۶۳۰۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ اَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ قَالَ شَهِدَ اَبُو سَلَمَةَ لَسَمِعَ اَبَا اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ يَشْهَدُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ دُورِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ قَالَ اَبُو سَلَمَةَ قَالَ اَبُو اُسَيْدٍ اُتَّهَمُ اَنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ كَاذِبًا لَبَدَاْتُ بِقَوْمِي بَنِي سَاعِدَةَ وَبَلَغَ ذٰلِكَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَوَجَدَ فِي نَفْسِهِ وَقَالَ خُلِّفْنَا فَكُنَّا اٰخِرَ الْاَرْبَعِ اَسْرِجُوا لِي حِمَارِي اٰتِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَهُ ابْنُ اَخِيهِ سَهْلٌ فَقَالَ اَتَذْهَبُ لِتَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمُ اَوَلَيْسَ حَسْبُكَ اَنْ تَكُونَ رَابِعَ اَرْبَعٍ فَرَجَعَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ وَاَمَرَ بِحِمَارِهِ فَحُلَّ عَنْهُ.

حضرت ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ یہ شہادت دیتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے گھرانوں میں سب سے بہتر بنو نجار کا گھرانا ہے پھر بنو عبد الاشہل کا پھر بنو حارث بن خزرج کا، پھر بنو ساعدہ کا اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو اُسید نے کہا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات منسوب کر رہا ہوں؟، اگر میں جھوٹ بولتا تو اپنی قوم بنو ساعدہ سے ابتداء کرتا، یہ بات حضرت سعد بن عبادہ تک پہنچی تو ان کو رنج ہوا، انھوں نے کہا ہم کو پیچھے کر دیا گیا، ہم کو چاروں خاندانوں کے آخر میں رکھا گیا، میرے گدھے پر زین کسو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں، ان کے بھتیجے سہل نے کہا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو مسترد کرنے جا رہے ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ تم چوتھے درجہ میں ہو، پھر وہ لوٹ گئے، اور کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں یہ کہہ کر گدھے سے زین اتارنے کا حکم دیا۔

۶۳۰۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرٍ حَدَّثَنِي اَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ الْاَنْصَارِ اَوْ خَيْرُ دُورِ الْاَنْصَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ فِي ذِكْرِ الدُّورِ وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ انصار میں سے بہترین گھرانہ، اس کے بعد حسب سابق ہے اور اس میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا قصہ نہیں ہے۔

٦٣٠٤ - وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ (وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ) حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسٍ عَظِيْمٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أُحَدِّثُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ بَنُو النَّجَّارِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ فِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مُغْضَبًا فَقَالَ أَنَحْنُ آخِرُ الْأَرْبَعِ حِيْنَ سَمَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَهُمْ فَأَرَادَ كَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِهِ اجْلِسْ أَلَا تَرْضٰى أَنْ سَمَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَكُمْ فِي الْأَرْبَعِ الدُّوْرِ الَّتِيْ سَمّٰى فَمَنْ تَرَكَ فَلَمْ يُسَمِّ أَكْثَرُ مِمَّنْ سَمّٰى فَانْتَهٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٣٠٥ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عَرْعَرَةَ وَاللَّفْظُ لِلْجَهْضَمِيِّ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدُمُنِيْ فَقُلْتُ لَهُ لَا تَفْعَلْ فَقَالَ إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا آلَيْتُ أَنْ لَا أَصْحَبَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا خَدَمْتُهُ زَادَ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ فِيْ حَدِيْثِهِمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ایک عظیم مجلس میں فرمایا: میں تم کو انصار کا بہترین گھرانہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا جی! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا بنو عبد الاشہل، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر کون ہیں؟ فرمایا پھر بنو نجار ہیں، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر کون ہیں؟ فرمایا پھر بنو حارث بن خزرج ہیں، صحابہ نے کہا پھر کون ہیں یا رسول اللہ! فرمایا پھر بنو ساعدہ ہیں، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر کون ہیں؟ فرمایا پھر انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھروں کے نام لیے تو حضرت سعد بن عبادہ غصہ میں کھڑے ہوئے اور یہ کہنے کا ارادہ کیا: یا رسول اللہ! ہم چاروں کے اخیر میں ہیں؟ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر اعتراض کرنا چاہا، ان کی قوم کے لوگوں نے کہا بیٹھ جاؤ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا گھرانہ ان چار گھرانوں میں رکھا ہے، حالانکہ جن گھروں کا آپ نے نام نہیں لیا ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے، پھر حضرت سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے سے رک گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی کے ساتھ ایک سفر میں گیا، وہ اس سفر میں میری خدمت کرتے تھے، میں نے ان سے کہا ایسا نہ کرو، انہوں نے کہا کہ میں نے انصار کو جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے قسم کھائی کہ میں جب بھی کسی انصاری کے ساتھ جاؤں گا تو اس کی خدمت کروں گا، حضرت جریر حضرت انس سے بڑے تھے، ابن بشار نے کہا حضرت انس سے زیادہ عمر کے تھے

وَكَانَ جَرِيرٌ أَكْبَرَ مِنْ أَنَسٍ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ أَسَنَّ مِنْ أَنَسٍ ۔

بَابٌ ۸۸۳ مِنْ فَضَائِلِ غِفَارٍ وَأَسْلَمَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ وَمُزَيْنَةَ وَتَمِيمٍ وَدَوْسٍ وَطَيِّئٍ

غفار، اسلم، جہینہ، اشجع، مزینہ، تمیم، دوس اور طئی کے فضائل

۶۳۰۶ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غفار کی اللہ مغفرت کرے، اور اسلم کو اللہ سلامت رکھے۔

۶۳۰۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتِ قَوْمَكَ فَقُلْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اپنی قوم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

۶۳۰۸ - حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۳۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَبْدُ بْنُ

امام مسلم نے سات سندوں کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلم کو اللہ سلامت رکھے اور اللہ غفار کی مغفرت فرمائے۔

حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُلُّهُمْ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا.

۶۳۱۰ - وَحَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا أَمَا إِنِّي لَمْ أَقُلْهَا وَلَكِنْ قَالَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غفار کی اللہ مغفرت کرے اور اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے، یہ کوئی میرا قول نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

۶۳۱۱ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةٍ اللَّهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ.

خفاف بن ایماء الغفاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دعا کی: اے اللہ بنو لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت فرما جنھوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی ہے اور غفار کی اللہ مغفرت فرمائے اور اسلم کو اللہ سلامت رکھے۔

۶۳۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفار کی اللہ مغفرت فرمائے اور اسلم کو اللہ سلامت رکھے، اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

۶۳۱۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی، صالح اور اسامہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر یہ ارشاد فرمایا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ وَأُسَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

۶۳۱۴ - وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَ حَدِيثِ هٰؤُلَاءِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا پھر حسب سابق روایت ہے۔

۶۳۱۵ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ (وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ) أَخْبَرَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ مَوَالِيَّ دُونَ النَّاسِ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُمْ۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار، مزینہ، جہینہ، غفار اور اشجع اور جو عبد اللہ کی اولاد سے ہے وہ لوگوں کے علاوہ میرے مددگار ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ان کا مددگار ہے۔

۶۳۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش، انصار، مزینہ، جہینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے مددگار ہیں اور ان کا اللہ اور رسول کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔

۶۳۱۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي الْحَدِيثِ قَالَ سَعْدٌ فِي بَعْضِ هٰذَا فِيمَا أَعْلَمُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۳۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ جُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم، غفار اور مزینہ اور جو لوگ جہینہ سے ہیں، یا جہینہ بنو تمیم سے بہتر ہیں اور بنو عامر اور دو حلیف اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔

عَامِرٍ وَالْحَلِيفَيْنِ أَسَدٍ وَغَطَفَانَ.

۶۳۱۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ (يَعْنِي الْحِزَامِيَّ) عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغِفَارُ وَأَسْلَمُ وَمُزَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ جُهَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَطَيِّئٍ وَغَطَفَانَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، غفار، اسلم، مزینہ اور جو جہینہ سے ہیں یا آپ نے جہینہ فرمایا اور جو مزینہ سے ہیں قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اسد، طئی اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

۶۳۲۰ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ (يَعْنِيَانِ ابْنَ عُلَيَّةَ) حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ أَوْ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَغَطَفَانَ وَهَوَازِنَ وَتَمِيمٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم اور غفار اور کچھ مزینہ سے اور جہینہ یا کچھ جہینہ سے اور مزینہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اسد، غطفان، ہوازن اور تمیم سے بہتر ہوں گے۔

۶۳۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُ جُهَيْنَةَ مُحَمَّدٌ الَّذِي شَكَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُ جُهَيْنَةَ خَيْرًا مِنْ

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اسلم، غفار اور مزینہ اور میرا گمان ہے کہ جہینہ بھی کہا (راوی کو شک ہے) یہ حاجیوں کا مال چرانے والے ہیں جنھوں نے آپ کی بیعت کی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اسلم، غفار اور مزینہ اور میرا گمان ہے کہ جہینہ بھی بنو تمیم، بنو عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہوں تو کیا یہ ناکامی اور نقصان میں رہیں گے، اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے بیشک یہ لوگ ان سے بہتر ہیں۔

بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ أَخَابُوا وَخَسِرُوا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَأَخْيَرُ مِنْهُمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ مُحَمَّدٌ الَّذِي شَكَّ۔

٦٣٢٢ - حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي سَيِّدُ بَنِي تَمِيمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ وَجُهَيْنَةُ وَلَمْ يَقُلْ أَحْسِبُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں جہینہ کا بغیر شک کا ذکر ہے۔

٦٣٢٣ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ وَالْحَلِيفَيْنِ بَنِي أَسَدٍ وَغَطَفَانَ۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ بنو تمیم اور بنو عامر اور دو حلیف بنو اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔

٦٣٢٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ح وَحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

٦٣٢٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ غَطَفَانَ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ فَإِنَّهُمْ خَيْرٌ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ اگر جہینہ، اسلم اور غفار بنو تمیم اور بنو عبد اللہ بن غطفان اور عامر بن صعصعہ سے بہتر ہوں؟ آپ نے آواز بلند کی، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر وہ نامرادی اور نقصان میں ہوں گے، آپ نے فرمایا بے شک وہ ان سے بہتر ہوں گے۔ ابو کریب کی روایت میں ہے یہ بتاؤ کہ اگر جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار۔

٦٣٢٦ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَقَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطاب کے پاس گیا تو انھوں نے مجھ سے کہا سب سے پہلا وہ صدقہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ لِي إِنَّ أَوَّلَ صَدَقَةٍ بَيَّضَتْ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوهَ أَصْحَابِهِ صَدَقَةُ طَيِّئٍ جِئْتَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور آپ کے صحابہ کے چہروں کو روشن کر دیا تھا، وہ بنو طی کے صدقہ کا مال تھا، جس کو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا تھا۔

۶۳۲۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَدِمَ الطُّفَيْلُ وَأَصْحَابُهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ كَفَرَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا فَقِيلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ فَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت طفیل اور ان کے اصحاب آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! دوس نے کفر کیا اور اسلام لانے سے انکار کیا، آپ ان کے لیے دعا ضرر کیجیے، کہا گیا کہ اب دوس ہلاک ہو گئے، آپ نے فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو یہاں لے آ۔

۶۳۲۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مِنْ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا قَالَ وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بنو تمیم کے متعلق تین باتیں سنی ہیں جس کی وجہ سے میں ان سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میری امت میں سب سے زیادہ دجال پر سخت ہیں ایک مرتبہ ان کے صدقات آئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں اور حضرت عائشہ کے پاس ان کی ایک باندی تھی، آپ نے فرمایا اس کو آزاد کر دو، یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

۶۳۲۹ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا فِيهِمْ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو تین باتیں سنی ہیں ان کی وجہ سے میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں۔ اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۳۳۰ - وَحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْمَازِنِيُّ إِمَامُ مَسْجِدِ دَاوُدَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ثَلَاثُ خِصَالٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَنِي تَمِيمٍ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُمْ بَعْدُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِهَذَا الْمَعْنَى غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ هُمْ أَشَدُّ النَّاسِ قِتَالًا فِي الْمَلَاحِمِ وَلَمْ يَذْكُرِ الدَّجَّالَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو تمیم کے متعلق میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تین باتیں سنی ہیں جس کی وجہ سے میں ان سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں، اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس میں دجال کا ذکر نہیں ہے، اور یہ ہے کہ یہ لڑائی میں سب سے زیادہ سخت ہیں۔

بَابُ ۸۸۴ خِيَارِ النَّاسِ — بہترین لوگ

۶۳۳۱ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا وَتَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فِي هَذَا الْأَمْرِ أَكْرَهَهُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ فِيهِ وَتَجِدُونَ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو معدنیات کی طرح پاؤ گے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہوں گے، بشرطیکہ وہ دین میں فقیہ ہوں، اور اس امر میں تم اس شخص کو سب سے بہتر پاؤ گے جو اس امر میں واقع ہونے سے پہلے سب سے زیادہ اس سے متنفر تھا، اور تم لوگوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جس کے دو چہرے ہوں گے، ایک کے پاس ایک چہرے سے ملاقات کرے گا اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے سے۔

۶۳۳۲ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ أَبِي زُرْعَةَ وَالْأَعْرَجِ تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً حَتَّى يَقَعَ فِيهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو معدنیات پاؤ گے، یہ حدیث زہری کی طرح ہے البتہ ابوزرعہ اور اعرج کی روایت میں ہے تم اس امر میں سب سے بہتر اس کو پاؤ گے جو جاہلیت میں سب سے شدید اس سے متنفر تھا۔

سامنے تعریف اور پس پشت برائی کرنے کا حکم

حدیث نمبر ۶۳۳۱ میں ہے: تم لوگوں کو معدنیات کی طرح پاؤ گے، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

معادن سے مراد اصول ہیں اور جب اصول شریف ہوں گے تو فروع بھی شریف ہوں گے، اور اسلام میں فضیلت تقویٰ سے ہوتی ہے، اور جب تقویٰ کے ساتھ نسبی فضیلت بھی ہو گی تو اس کی زیادہ فضیلت ہو گی۔

نیز اس حدیث میں ہے جو زمانہ جاہلیت میں اس سے شدید متنفر تھے وہ بعد میں سب سے بہتر ہوں گے جیسے حضرت عمر بن الخطاب، حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور حضرت سہیل بن عمرو وغیرہ، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "اس امر" سے مراد اسلام نہ ہو بلکہ عہدہ اور منصب مراد ہو یعنی جو شخص کسی عہدہ اور منصب کے حصول سے پہلے اس سے متنفر ہو گا، وہ عہدہ ملنے کے بعد اس منصب پر سب سے زیادہ بہتر ہو گا۔

اور اس حدیث میں ہے، لوگوں میں بدترین وہ شخص ہے جس کے دو چہرے ہوں، اس کا سبب ظاہر ہے کیونکہ

یہ محض نفاق ہے اور جھوٹ اور دھوکا، یہ شخص ہر ایک کے راز کی بات دوسرے کو بتا دیتا ہے اور ہر ایک کے سامنے اس کا خیرخواہ اور دوسرے کا بدخواہ ہوتا ہے، یہ مداہنت اور حرام ہے۔ [۱]

آج کل عوام اور خواص سب اس مرض میں مبتلا ہیں، ایک محفل میں بیٹھ کر کسی شخص کی مذمت کرتے ہیں اور جب اس شخص سے ملتے ہیں تو اس سے انتہائی خیرخواہی کی باتیں کرتے ہیں اور دوسروں کی مذمت کرتے ہیں منہ کے سامنے تعریف اور پس پشت برائی کرنا آج کل لوگوں کا معمول بن گیا ہے اعاذنا اللہ من ذلک۔

باب ۸۵ من فضائل نساء قریش!

قریش کی خواتین کے فضائل

۶۳۳۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ قَالَ أَحَدُهُمَا صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْآخَرُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى يَتِيمٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں بہترین وہ ہیں، ایک راوی نے کہا جو قریش کی نیک عورتیں ہیں، دوسرے راوی نے کہا وہ قریش کی عورتیں ہیں جو لاوارث بچوں پر کم سنی میں مہربان ہوتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔

۶۳۳۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَرْعَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَلَمْ يَقُلْ يَتِيمٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، البتہ اس میں یہ ہے جو اپنی اولاد کی کم سنی میں زیادہ حفاظت کرتی ہیں اس میں یتیم کا لفظ نہیں ہے۔

۶۳۳۵ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ قَالَ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى إِثْرِ ذَلِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيرًا قَطُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو اونٹوں پر سفر کرتی ہیں، بچوں پر زیادہ شفیق ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے مال کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں، حضرت ابوہریرہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہتے تھے کہ حضرت مریم بنت عمران کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔

۶۳۳۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَلِي عِيَالٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ۔

کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اب میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور میرے بچے ہیں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین عورتیں وہ ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ اس میں یہ ہے جو اپنے بچوں پر کم سنی میں زیادہ شفیق ہوتی ہیں۔

۶۳۳۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَعَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورتیں اونٹوں پر سفر کرتی ہیں ان میں بہترین قریش کی نیک عورتیں ہیں جو اپنی اولاد پر کم سنی میں زیادہ شفیق ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔

۶۳۳۸۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ هٰذَا سَوَاءً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

ان احادیث میں قریش کی عورتوں کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ اولاد پر شفقت کرتی ہیں، ان کی اچھی تربیت کرتی ہیں اور خاوند کے مال اور اس کی امانت کی حفاظت کرتی ہیں اور اس کے مال کو حسن تدبیر سے خرچ کرتی ہیں اور اونٹوں پر سوار ہونے والیوں سے عرب کی عورتیں مراد ہیں، اس لیے حضرت ابوہریرہ نے کہا حضرت مریم بنت عمران اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں، مقصود یہ ہے کہ عرب کی عورتوں میں قریش کی عورتیں سب سے افضل ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ عموماً عرب غیر عرب سے افضل ہوتے ہیں، البتہ بعض افراد کی خصوصیت ہونا الگ بات ہے۔ (لیکن یاد رہے یہ فضیلت تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔)

بَابُ ۸۶ مُوَاخَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کو آپس میں بھائی بنانا

۶۳۳۹۔ حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخَى بَيْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَبَيْنَ أَبِي طَلْحَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت ابوطلحہ کو آپس میں بھائی بنایا۔

۶۳۴۰۔ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ قِيلَ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَلَغَكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ أَنَسٌ قَدْ حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام میں حلف نہیں ہے" حضرت انس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے مکان میں قریش اور انصار کو ایک دوسرے کا حلیف بنایا۔

۶۳۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَالَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِهِ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے گھر میں قریش اور انصار کو ایک دوسرے کا حلیف بنایا۔

۶۳۴۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں حلف نہیں ہے، جس شخص نے جاہلیت میں کوئی حلف کیا تھا، اسلام میں وہ حلف اور مضبوط ہوگا۔

حلف بالتوارث کا منسوخ ہونا

علامہ نووی لکھتے ہیں: ایک دوسرے کو بھائی بنانا اور ایک دوسرے کو حلیف بنانا جس سے وہ ایک دوسرے کے وارث ہو جائیں، یہ پہلے معمول تھا، اور جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: "و اولی الارحام بعضهم اولی ببعض" "اور قرابت دار ایک دوسرے کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہیں"، حسن بصری نے کہا توارث بالحلف اس آیت سے منسوخ ہو گیا۔ البتہ اسلام میں ایک دوسرے کا بھائی بنانا، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت، دین کی نصرت، نیکی پر تعاون اور حق کو قائم کرنے پر حلف اٹھانا اب بھی مشروع ہے اور منسوخ نہیں ہوا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے "اسلام میں حلف نہیں ہے"، اس سے مراد حلف بالتوارث

جب ـ ۱۔

بَابُ ۸۸ بَيَانِ اَنَّ بَقَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَانٌ لِاَصْحَابِهِ وَبَقَآءَ اَصْحَابِهِ اَمَانٌ لِلْاُمَّةِ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بقاء کا صحابہ کے لیے اور صحابہ کی بقاء کا امت کے لیے امان ہونا

۶۳۴۴ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ اَبَانَ كُلُّهُمْ عَنْ حُسَيْنٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْنَا لَوْ جَلَسْنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَآءَ قَالَ فَجَلَسْنَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا زِلْتُمْ هٰهُنَا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ قُلْنَا نَجْلِسُ حَتّٰى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَآءَ قَالَ اَحْسَنْتُمْ اَوْ اَصَبْتُمْ قَالَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ وَكَانَ كَثِيْرًا مِّمَّا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَآءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِّاَصْحَابِيْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتٰى اَصْحَابِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ لِّاُمَّتِيْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِيْ اَتٰى اُمَّتِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ

حضرت ابوبردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے دل میں کہا کہ اگر ہم بیٹھے رہیں اور آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھیں (تو بہتر ہوگا)، ہم بیٹھے رہے، آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم جب سے یہیں بیٹھے ہو؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے سوچا کہ ہم یہیں بیٹھے رہیں حتی کہ آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھیں، آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا یا فرمایا تم نے صحیح کیا، پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور آپ بکثرت آسمان کی طرف سر اٹھاتے تھے، آپ نے فرمایا ستارے آسمانوں کے لیے امان ہیں اور جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ چیز آجائے گی جس سے تم کو ڈرایا گیا ہے، (یعنی قیامت) اور میں اپنے اصحاب کے لیے امان ہوں اور جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر وہ (فتنے) آجائیں گے جن سے ان کو ڈرایا گیا اور میرے اصحاب میری امت کے لیے امان ہیں اور جب وہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ (فتنے) آجائیں گے جن سے اس کو ڈرایا گیا ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:[1]

صحابہ کو جن فتنوں سے ڈرایا گیا تھا وہ آپس کی جنگیں، بعض اعراب کا مرتد ہونا اور دلوں میں اختلاف پڑ جانا ہے، اور امت کو جن فتنوں کی خبر دی گئی ہے وہ دین میں بدعات کا پیدا ہونا، قرن شیطان کا طلوع، رومیوں کا غالب ہونا، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی حرمتوں کا پامال ہونا وغیرہ ہیں، اور ان تمام دی گئی غیب کی خبروں میں نبی صلے اللہ علیہ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وسلم کے معجزات کا ظہور ہے۔

باب ۸۸۸ فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم

۶۳۳۴ - حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرًا يُخْبِرُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ فِيكُمْ مَنْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ۔

۶۳۳۵ - حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ زَعَمَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَيَقُولُونَ انْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ فِيكُمْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِي فَيَقُولُونَ هَلْ فِيهِمْ مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكُونُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فضائل

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی چند جماعتیں جہاد کے لیے جائیں گی، ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں پھر ان کو فتح حاصل ہو گی، پھر ایک جماعت جہاد کے لیے نکلے گی، ان سے پوچھا جائیگا: تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں، پھر ان کو بھی فتح حاصل ہو گی، پھر ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہو گی، ان سے کہا جائے گا کیا تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کرنیوالے کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں پھر ان کو بھی فتح حاصل ہو گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ ایک لشکر کو جنگ کے لیے روانہ کریں گے، لوگ کہیں گے دیکھو ان میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی ہے؟ پھر ایک شخص مل جائے گا اور ان کو اس کی برکت سے فتح حاصل ہو جائے گی، پھر ایک دوسرا لشکر روانہ کیا جائے گا لوگ کہیں گے: کیا ان میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا ہو؟ پھر اس کی برکت سے ان کو فتح حاصل ہو جائے گی، پھر ایک تیسرا لشکر روانہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا دیکھو کیا ان میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے دیکھنے والوں کی

فَيُقَالُ انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ أَحَدًا رَأَى مَنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ۔

٦٣٤٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ يَلُونِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ لَمْ يَذْكُرْ هَنَّادٌ الْقَرْنَ فِي حَدِيثِهِ وَقَالَ قُتَيْبَةُ ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ۔

٦٣٤٧ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَبْدُرُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَتَبْدُرُ يَمِينُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانُوا يَنْهَوْنَنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ عَنِ الْعَهْدِ وَالشَّهَادَاتِ۔

٦٣٤٨ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَجَرِيرٍ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا وَلَيْسَ

زیارت کی ہو؟ پھر ایک چوتھا لشکر روانہ کیا جائے گا پھر کہا جائے گا دیکھو تم ان میں کوئی ایسا شخص دیکھتے ہو جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے دیکھنے والوں میں سے کسی ایک شخص کو دیکھا ہو، پھر ایک شخص مل جائیگا اور اس کی برکت سے ان کو فتح حاصل ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اس قرن میں ہیں جو میرے قریب ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے، جن میں سے کسی ایک کی شہادت اس کی قسم پر سابق ہوگی اور اس کی قسم اس کی شہادت پر سابق ہوگی، ھناد کی حدیث میں اس جگہ قرن کا ذکر نہیں کیا گیا، اور قتیبہ نے قوم کی بجائے اقوام کہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے بہتر کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میرا قرن (یعنی میرے زمانے کے مسلمان لوگ) پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر ایک ایسی قوم آئے گی کہ ان کی شہادت ان کی قسم پر سبقت کرے گی اور ان کی قسم ان کی شہادت پر سبقت کرے گی، ابراہیم نے کہا کہ جس وقت ہم کم عمر تھے لوگ ہم کو قسم کھانے اور شہادت دینے سے منع کرتے تھے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں ان حدیثوں میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔

فِي حَدِيثِهِمَا سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۴۹ - وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ ثُمَّ يَتَخَلَّفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین لوگ میرا قرن ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، مجھے یاد نہیں آپ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا، پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے کہ ان میں سے کسی ایک کی شہادت قسم سے پہلے ہوگی اور کسی ایک کی قسم شہادت سے پہلے ہوگی۔

۶۳۵۰ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا قَالَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ يَشْهَدُونَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے ہیں جس میں، میں مبعوث ہوا ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ نے تیسرے عصر کا ذکر کیا تھا یا نہیں، پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو فربہی کو پسند کریں گے، وہ شہادت طلب کیے جانے سے پہلے شہادت دیں گے۔

۶۳۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَا أَدْرِي مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

۶۳۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ حَدَّثَنِي زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَيْرَكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہترین لوگ میرا قرن ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، حضرت عمران یہ کہتے ہیں کہ حضور نے دو یا تین بار کے بعد فرمایا کہ ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو بغیر شہادت طلب کیے جانے کے شہادت دیں گے،

فَلَا أَدْرِي أَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَرْنِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذُرُونَ وَلَا يُوفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ۔

اور خیانت کریں گے، امانت دار نہیں ہوں گے، وہ نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے۔

۶۳۵۳ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ قَالَ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً وَفِي حَدِيثِ شَبَابَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ وَجَاءَنِي فِي حَاجَةٍ عَلَى فَرَسٍ فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى وَشَبَابَةَ يَنْذُرُونَ وَلَا يَفُونَ وَفِي حَدِيثِ بَهْزٍ يُوفُونَ كَمَا قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں ایک روایت میں ہے مجھے یاد نہیں کہ ایک قرن یا دو قرنوں یا تین قرنوں کے بعد فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے وہ نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے۔

۶۳۵۴ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ زَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا بِمِثْلِ حَدِيثِ زَهْدَمٍ عَنْ عِمْرَانَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ وَيَحْلِفُونَ وَلَا يُسْتَحْلَفُونَ۔

امام مسلم نے دو مزید سندیں بیان کیں، حضرت عمران بن حصین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: اس امت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے لوگ ہیں جس میں میں مبعوث ہوا ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، ابو عوانہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ نے تیسری بار کا ذکر کیا تھا یا نہیں، اور قتادہ کی روایت میں ہے وہ حلف طلب کیے جانے کے بغیر حلف اٹھائیں گے۔

۶۳۵۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ (وَهُوَ ابْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ) عَنْ زَائِدَةَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں، آپ نے فرمایا جس زمانہ

الْبَہِیِّ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ قَالَ الْقَرْنُ الَّذِی أَنَا فِیْہِ ثُمَّ الثَّانِی ثُمَّ الثَّالِثُ۔

میں میں ہوں پھر دوسرے زمانہ کے پھر تیسرے زمانہ کے۔

قرن کی تعریف

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
جمہور علماء کے نزدیک ہر وہ مسلمان جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو (بیداری میں) ایک نظر دیکھا ہو وہ صحابی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ میرا قرن ہیں، سو اس حدیث میں قرن کی تفسیر میں اختلاف ہے، حضرت مغیرہ نے کہا قرن سے مراد آپ کے صحابہ ہیں اور جو ان کے قریب ہیں اس سے مراد صحابہ کی اولاد ہیں، اور جو ان کے قریب ہیں اس سے مراد صحابہ کی اولاد کی اولاد ہیں، علامہ شہر نے کہا قرن سے مراد اس وقت تک کا زمانہ ہے جب تک آپ کو دیکھنے والی ایک آنکھ بھی باقی ہو، اور دوسرا قرن اس وقت تک کا زمانہ ہے جب تک صحابہ کو دیکھنے والی ایک آنکھ بھی باقی ہو، اسی طرح تیسرا قرن ہے، اور بہت سے علماء نے یہ کہا ہے کہ قرن لوگوں کے اس طبقہ کو کہتے ہیں جس میں لوگ ایک وقت میں مقترن ہوں، ایک قول یہ ہے کہ جس زمانہ میں نبی مبعوث ہو وہ ایک قرن ہے، علامہ حربی نے ذکر کیا ہے کہ قرن کا اندازہ ایک سو بیس سال تک لگایا گیا ہے، صحیح قول یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قرن صحابہ ہیں، دوسرا قرن تابعین ہیں اور تیسرا قرن تبع تابعین ہیں۔ [1]

بغیر طلب کے شہادت دینے سے متعلق احادیث کے تعارض کا جواب

حدیث نمبر ۶۲۵۰ میں ہے، پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو شہادت طلب کرنے سے پہلے شہادت دے گی، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:
یہ حدیث بظاہر اس حدیث کے مخالف ہے جس میں یہ ہے کہ بہترین گواہ وہ ہیں جو شہادت طلب کیے جانے سے پہلے شہادت دیں، ان حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ جو شخص کسی آدمی کے حق میں اس کے طلب کرنے سے پہلے شہادت دے، درآں حالیکہ اس آدمی کو اس کی شہادت کا علم ہو یہ مذموم ہے، اور جو شخص کسی آدمی کے حق میں اس کی طلب سے پہلے شہادت دے درآں حالیکہ اس آدمی کو اس کی شہادت کا علم نہ ہو پھر وہ اس کو اپنے شاہد ہونے کی خبر دے تاکہ اس کے حق میں قاضی کے سامنے شہادت دے تو یہ مستحسن ہے جبکہ وہ للّٰہ فی اللّٰہ محض ثواب کی نیت سے شہادت دے، یہ وہ شہادت ہے جو حقوق اللہ میں ہو وہ قاضی کے پاس آئے اور شہادت دے تو یہ ممدوح ہے، ہاں اگر شہادت حقوق العباد سے متعلق ہو اور وہ پردہ پوشی میں مصلحت سمجھے تو پھر شہادت نہ دے، ہم نے جو ان حدیثوں میں تطبیق بیان کی ہے، امام مالک اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ [2]

ان احادیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلائل اور معجزات ہیں، کیونکہ آپ نے جس چیز کے متعلق

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۸-۳۰۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[2] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۹، ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

پیش گوئی کی وہ واقع ہو گئی۔

۸۸۹ باب بَيَانِ مَعْنَى قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِ سَنَةٍ لَا يَبْقَى نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ مِمَّنْ هُوَ مَوْجُودٌ الْآنَ

جو لوگ اس وقت زندہ ہیں سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں ہو گا، اس کا مطلب

۶۳۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ سُلَيْمَانَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَهَلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ مِنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذَلِكَ الْقَرْنُ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخر میں ہمیں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی آپ سلام پھیر کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے فرمایا کیا تم نے اس رات پر غور کیا؛ جو لوگ اب روئے زمین پر ہیں ایک سو سال بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا، حضرت ابن عمر نے کہا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو لوگ ٹھیک نہیں سمجھے وہ ان احادیث میں ایک سو سال کی باتیں کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جو لوگ اب روئے زمین پر ہیں ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا، آپ کی مراد یہ تھی کہ یہ زمانہ ختم ہو جائے گا۔

۶۳۵۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ مَعْمَرٍ كَمِثْلِ حَدِيثِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۳۵۸ - حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِشَهْرٍ تَسْأَلُونِي عَنِ السَّاعَةِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ایک ماہ پہلے میں نے آپ سے یہ سنا: تم مجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو اس کا علم صرف اللہ کو ہے، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ روئے زمین پر اب کوئی ایسا ذی روح نہیں ہے

وَإِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ۔

جس پر سو سال گذر جائیں۔

۶۳۵۹ - حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں وصال سے ایک ماہ پہلے کا ذکر نہیں ہے۔

۶۳۶۰ - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى كِلَاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ذٰلِكَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ الْيَوْمَ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ صَاحِبِ السِّقَايَةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ وَفَسَّرَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ نَقْصُ الْعُمُرِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تقریباً ایک ماہ پہلے فرمایا: آج کوئی ایسا ذی روح نہیں ہے جو سو سال گذرنے کے بعد بھی اس وقت تک زندہ رہے عبد الرحمان نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے اس کی مثل روایت کی اور عبد الرحمٰن نے اس کی یہ تفسیر کی کہ لوگوں کی عمریں کم ہو جائیں گی۔

۶۳۶۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هٰرُونَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۳۶۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ دَاوُدَ (وَاللَّفْظُ لَهُ) ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكَ سَأَلُوهُ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو لوگوں نے آپ سے قیامت کے متعلق سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ذی روح آج زمین پر زندہ ہے اس پر سو سال نہیں گزریں گے۔

۶۳۶۳ - حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ تَبْلُغُ مِائَةَ سَنَةٍ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ذی روح سو سال تک نہیں پہنچے گا، سالم کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر کے سامنے اس حدیث کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا اس

فَقَالَ سَالِمٌ تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ عِنْدَهُ إِنَّمَا هِيَ كُلُّ نَفْسٍ مَخْلُوقَةٍ يَوْمَئِذٍ۔

سے مراد وہ انسان ہیں جو اس دن پیدا ہو چکے تھے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں:

یہ احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں اور ان احادیث میں علوم نبوت کا بیان ہے، اور ان سے مراد یہ ہے کہ اس رات کے بعد کوئی شخص بھی روئے زمین پر سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا، اس رات کے بعد اگر کوئی پیدا ہونے والا سو سال سے زیادہ زندہ رہے تو ان احادیث میں اس کی نفی نہیں ہے۔

اس حدیث کے مضامین اور مباحث ہم نے حضرت خضر کے باب میں بیان کر دیے ہیں۔

بَابُ ۸۹- تَحْرِيمِ سَبِّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

سب صحابہ کی تحریم

۶۳۶۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا مت کہو، میرے صحابہ کو برا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی خیرات دے تو وہ صحابہ کے دیے ہوئے ایک مد (ایک کلوگرام) بلکہ نصف مد کے برابر بھی نہیں ہے۔

۶۳۶۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ فَسَبَّهُ خَالِدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ۔

حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمان بن عوف کے درمیان کوئی مناقشہ تھا، حضرت خالد نے ان کو برا کہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب میں سے کسی کو برا نہ کہو، کیونکہ تم میں سے اگر کسی شخص نے احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خیرات کیا تو وہ ان میں سے کسی ایک کے دیے ہوئے مد (ایک کلوگرام) یا نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

۶۳۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ بِمِثْلِ

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کی ہیں، شعبہ اور وکیع کی روایت میں حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کا تذکرہ نہیں ہے۔

حَدِيْثِهِمَا وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَوَكِيْعٍ ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ۔

سبّ صحابہ کرنے والے کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

وفی الروافض ان من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فھو کافر[1]

روافض کا حکم یہ ہے کہ جو حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے اور جو حضرت ابوبکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

علامہ شبلی لکھتے ہیں:

وفی الروافض ان فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر فھو کافر[2]

روافض کا حکم یہ ہے کہ اگر انہوں نے حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دی تو وہ بدعتی ہیں اور اگر وہ حضرت ابوبکر یا حضرت عمر کی خلافت کا انکار کریں تو وہ کافر ہیں۔

علامہ ابراہیم حلبی لکھتے ہیں

واما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاۃ من الروافض الذین یدعون الالوھیۃ لعلی رضی اللہ عنہ او ان النبوۃ کانت لہ فغلط جبرائیل ونحو ذالک مما ھو کفر وکذا من یقذف الصدیقۃ او ینکر صحبۃ الصدیق او خلافتہ او یسب الشیخین الخ[3]

اگر ان لوگوں کی بدعت ان کو کفر تک پہنچا دے، تو پھر ان کے پیچھے نماز بالکل جائز نہیں ہے، جیسا کہ وہ غالی روافض جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے الوہیت کے مدعی ہیں یا جو کہتے ہیں کہ نبوت حضرت علی کے لیے تھی اور جبرائیل سے غلطی ہو گئی یا اس قسم کے اور عقائد رکھتے ہیں جو کفر ہیں یا اسی طرح جو حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائے یا جو حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرے یا جو حضرت ابوبکر اور عمر کو سبّ کرے (برا کہے)

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

وقد صرح فی الخلاصۃ والبزازیۃ بان

خلاصہ اور بزازیہ میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ رافضی

---

[1] علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۴، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[2] علامہ شہاب الدین احمد شلبی، حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق ج ۱ ص ۱۳۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

[3] علامہ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ، غنیۃ المستملی ص ۴۸۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

الرافضی اذا سب الشیخین وطعن فیہما کفر۔[1]

جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے اور ان میں عیب نکالے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

علامہ ابن بزاز کردری حنفی لکھتے ہیں:

ومن انکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ فھو کافر فی الصحیح ومنکر خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ فھو کافر فی الاصح۔[2]

جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے وہ صحیح قول کے مطابق کافر ہے، اور جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے وہ زیادہ صحیح قول کے مطابق کافر ہے۔

عالمگیری میں ہے:

الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنہما والعیاذ باللہ فھو کافر۔[3]

رافضی اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے اور ان پر لعنت کرے، العیاذ باللہ تو وہ کافر ہے۔

علامہ طحطاوی حنفی لکھتے ہیں:

وان انکر خلافۃ الصدیق کفر۔[4]

اگر خلافت صدیق کا انکار کیا تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

علامہ داماد آفندی لکھتے ہیں:

والرافضی ان فضل علیا فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر۔[5]

رافضی اگر حضرت علی کو (خلفاء ثلاثہ پر) فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے اور اگر حضرت ابوبکر کی خلافت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔

سب صحابہ کرنے والے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

محرر مذہب شافعیہ علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

واعلم ان سب الصحابۃ حرام من فواحش المحرمات قال القاضی وسب احدھم من المعاصی الکبائر ومذھبنا ومذھب الجمھور انہ یعزر ولا یقتل وقال بعض المالکیۃ

صحابہ کرام کو سب کرنا حرام ہے اور بہت سخت محرمات سے ہے، قاضی عیاض مالکی نے کہا کسی ایک صحابی کو سب کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کو تعزیر دی جائے گی

---

[1] علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۶، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ
[2] علامہ محمد شہاب الدین ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاویٰ بزازیہ علی ہامش الہندیہ ج ۶ ص ۳۱۸، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ
[3] علامہ نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۴، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ
[4] علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۶۱، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ
[5] علامہ محمد سلیمان داماد آفندی حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ، مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر ج ۱ ص ۱۰۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

يقتل [1]

اور قتل نہیں کیا جائے گا اور بعض مالکیہ نے کہا اس کو قتل کیا جائے گا۔

سبِّ صحابہ کرنے والے کے حکم کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

(ع) واختلف فی حکم من تنقصهم او سبهم فمشهور قول مالك ان فيه الاجتهاد بحسب القول والمقول فيه وليس له فی الفیء حق و اما من قال انهم كانوا على الضلالة وكفر فانه يقتل وعن سحنون فيمن قال ذلك فی الخلفاء الاربعة وينكل فی غيرهم وعنه ايضا انه يقتل فی الجميع كقول مالك۔

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ صحابہ کی تنقیص اور ان کو سبّ کرنے (برا کہنے) کے حکم میں اختلاف ہے، امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ سبّ کے کلمات اور جس کو سبّ کیا ہے اس میں غور کیا جائے، اور اس میں رجوع کا حق نہیں ہے، جس شخص نے کہا کہ صحابہ کفر اور ضلالت پر تھے، ـــ ان کے نزدیک اس کو قتل کیا جائے گا، امام سحنون مالکی نے بھی یہی کہا ہے، اگر اس نے خلفاء اربعہ کو سبّ کیا ہو، اور اگر دیگر صحابہ کو سبّ کیا ہو تو اس کو عبرتناک سزا دی جائے گی، امام سحنون سے یہ بھی منقول ہے کہ کسی بھی صحابی کو سبّ کرنے کے جرم میں قتل کیا جائے گا، جیسا کہ امام مالک کا قول ہے۔

(ط) لم يختلف فی كفر من قال انهم كانوا على ضلالة لانه انكر ما علم من الدين ضرورة وكذب الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم فيما اخبر به عنهم واختلف هل يستتاب كالمرتد او لا يستتاب كالزنديق۔ وان سبهم بغير ذلك فان سبهم بما يوجب الحد كالقذف حد للقذف ثم ينكل التنكيل الشديد بالاهانة وطول السجن ما خلا عائشة رضی الله عنها فانه من قذفها قتل لانه مكذب لما جاء من براتها فی الكتاب والسنة واختلف من قذف غيرها من نسائه صلى الله عليه

علامہ خطابی مالکی نے یہ کہا ہے کہ جس نے صحابہ کو گمراہ کہا اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے، کیونکہ اس نے ضروریات دینیہ کا انکار کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی دی ہوئی خبروں کی تکذیب کی، اس میں اختلاف ہے کہ مرتد کی طرح آیا اس سے توبہ طلب کی جائے گی یا زندیق کی طرح اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی، اور اگر کسی شخص نے صحابہ کو گمراہ کہنے کی بجائے کوئی اور برا کلمہ کہا تو اگر اس نے کوئی کلمہ موجب قذف کہا تو اس پر حدِ قذف لگائی جائے گی۔ پھر اس کو سخت عبرت ناک اور اہانت آمیز سزا دی جائے گی اور طویل قید کی سزا دی جائے گی، ماسوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے، کیونکہ انہیں قذف کرنے والے کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ وہ شخص کتاب اور سنت میں حضرت عائشہ کی براءت کے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وسلم فقيل يقتل لانه اذى النبي صلى الله عليه وسلم وقيل يحد ثم ينكل على ما تقدم وان سبهم بغير ذلك جلد الجلد الشديد قال ابن المسيب ويخلد في السجن الى ان يموت وعن مالك رضي الله عنه ان من سب عائشة رضي الله عنها يقتل وقد يحمل على سبها بالقذف [1]

بیان کا انکار کر رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات پر قذف کرنے کی سزا میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے، ایک قول یہ ہے کہ پہلے اس کو حد لگائی جائے گی، پھر اس کو سخت عبرت ناک اور اہانت آمیز سزا دی جائے گی اور اگر اس نے ان کو سب کیا تو اس کو سخت کوڑے لگائے جائیں گے ابن مسیب نے کہا اس کو تا دم مرگ قید میں رکھا جائے گا، امام مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب کیا اس کو قتل کر دیا جائے گا، ایک قول یہ ہے کہ اس جگہ سب کرنے سے حضرت عائشہ پر قذف کرنا مراد ہے۔

سب کرنے والے کے حکم کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

وقد عرف من مذهب الخوارج تكفير كثير من الصحابة ومن بعدهم واستحلال دمائهم واموالهم واعتقادهم التقرب بقتلهم الى ربهم ومع هذا لم يحكم الفقهاء بكفرهم لتأويلهم وكذلك يخرج في كل محرم استحل بتأويل مثل هذا وقد روي ان قدامة بن مظعون شرب الخمر مستحلا لها فاقام عمر عليه الحد ولم يكفره [2]

خوارج کا یہ مذہب معروف ہے کہ وہ بکثرت صحابہ اور بعد کے لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کے قتل اور مال لوٹنے کو حلال گردانتے ہیں اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ صحابہ وغیرہ کو قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا، اس کے باوجود فقہاء نے ان کی تکفیر نہیں کی کیونکہ وہ یہ کام تاویل سے کرتے ہیں اسی سے یہ مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ اگر کسی حرام کو تاویل سے حلال کیا جائے تو یہ کفر نہیں ہے، کیونکہ روایت ہے کہ قدامہ بن مظعون نے تاویل سے شراب کو حلال قرار دے کر پیا تو حضرت عمر نے ان کو حد لگائی اور ان کی تکفیر نہیں کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور فقہاء احناف اور فقہاء مالکیہ سب صحابہ کرنے والے کی تکفیر کرتے ہیں اور فقہاء شافعیہ اور فقہاء حنبلیہ ان کی تکفیر نہیں کرتے۔

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۳۶۲-۳۶۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

روافض کی تکفیر کے متعلق میر سید شریف جرجانی کا نظریہ

میر سید شریف لکھتے ہیں:

الرابع من تلك الابحاث قد كفر الخوارج والروافض بوجوه الاول ان القدح فی اکابر الصحابة الذین شهد لهم القرآن و الاحادیث الصحیحة بالتزکیة والایمان تکذیب للقرآن وللرسول حیث اثنی علیهم وعظمهم فیکون کفرا قلنا لا ثناء علیهم خاصة ای لا ثناء فی القرآن علی واحد من الصحابة بخصوصه وهؤلاء قد اعتقدوا ان من قدحوا فیه لیس داخلا فی الثناء العام الوارد فیه والیه اشار بقوله ولاهم داخلون فیه عندهم فلا یکون قدحهم تکذیبا للقرآن واما الاحادیث الواردة فی تزکیة بعض معین من الصحابة والشهادة لهم بالجنة فمن قبیل الاحاد لا یکفر المسلم بانکارها او نقول ذلك الثناء علیهم و تلك الشهادة لهم بالجنة مقیدان بشرط سلامة العاقبة ولم توجد عندهم فلا یلزم تکذیبهم للرسول

ان ابحاث میں سے چوتھی بحث یہ ہے کہ کئی وجوہ سے خوارج اور روافض کی تکفیر کی گئی ہے، پہلی وجہ یہ ہے کہ وہ اکابر صحابہ جن کے ایمان اور صالحیت کی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نے شہادت دی ہے، یہ ان کی برائی بیان کرتے ہیں اور یہ امر قرآن مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کو مستلزم ہے، کیونکہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعظیم بیان کی ہے، اور ان کی ثناء کی ہے، ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے کسی ایک صحابی کی بالخصوصیت ثناء نہیں کی، اور ان لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ جن صحابہ کی انھوں نے برائی بیان کی ہے وہ اس عام ثناء میں داخل نہیں ہیں، مصنف نے اس جواب کی طرف اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے کہ ان کے نزدیک صحابہ اس ثناء میں داخل نہیں ہیں لہٰذا ان صحابہ کی مذمت کرنا قرآن مجید کی تکذیب نہیں ہے، باقی رہیں وہ احادیث جو بعض مخصوص صحابہ کی ثناء میں وارد ہیں اور جن میں ان کے لیے جنت کی بشارت ہے، تو وہ احادیث اخبار احاد ہیں، ان کے انکار سے مسلمان کافر نہیں ہوتا، یا ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کی یہ ثناء اور ان کے لیے جنت کی شہادت، ایمان پر خاتمہ کی شرط کے ساتھ مشروط ہے اور ان کے نزدیک یہ شرط نہیں پائی گئی، لہٰذا یہ لازم نہیں آیا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔

الثانی الاجماع منعقد من الامة علی تکفیر من کفر عظماء الصحابة وکل واحد من الفریقین یکفر بعض هؤلاء العظماء فیکون کافرا قلنا هؤلاء من کفر جماعة مخصوصة من الصحابة ولا یسلم کونهم من اکابر الصحابة وعظمائهم فلا یلزم کفره الثالث قوله علیه السلام

دوسری وجہ یہ ہے کہ اکابر صحابہ کو کافر کہنے والے کی تکفیر پر تمام امت کا اجماع ہے اور روافض اور خوارج بعض اکابر صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں، لہٰذا وہ کافر قرار پائے، ہم کہتے ہیں کہ وہ مخصوص صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں اور وہ ان کا اکابر صحابہ میں سے ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ (مصنف کہتا ہے کہ روافض حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی تکفیر کرتے

من قال لاخيه المسلم يا كافر فقد باء به اى بالكفر احدهما قلنا آحاد وقد اجتمعت الامة على ان انكار الاحاد ليس كفرا ومع ذلك نقول المراد مع اعتقاد انه مسلم فان من ظن بمسلم انه يهودى او نصرانى فقال له يا كافر لم يكن ذلك كفرا بالاجماع واعلم ان عدم التكفير لاهل القبلة موافق لكلام الشيخ الاشعرى والفقهاء كما مر [1]

ہیں اور خوارج حضرت علی کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کو اکابر صحابہ نہ ماننا خود اجماع کے خلاف ہے ______ سعیدی غفرلہٗ) سو ان کا کفر لازم نہ آیا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے کہا اے کافر! تو ان میں سے کوئی ایک کافر ہو جائے گا، ہم کہتے ہیں کہ یہ اخبار احاد ہیں، اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ اخبار احاد کا انکار کفر نہیں ہے، اس کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ وہ اس کو مسلمان اعتقاد کرے کیونکہ جو شخص کسی مسلمان کو یہ گمان کرے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہے اور پھر یہ کہے کہ اسے کافر! تو یہ بالاجماع کفر نہیں ہے جاننا چاہیے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا شیخ اشعری اور فقہاء کے کلام کے موافق ہے۔

مبتدعین اہل قبلہ کی تکفیر کے متعلق متکلمین کا نظریہ

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

والجمع بين قولهم لا يكفر احد من اهل القبلة وقولهم يكفر من قال بخلق القرآن او استحالة الرؤية او سب الشيخين او لعنهما وامثال ذلك مشكل [2]

متکلمین کا ایک قول ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اور ان کا دوسرا قول ہے کہ قرآن مجید کو مخلوق کہنا، رویت باری تعالیٰ کو محال کہنا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنا یا لعنت کرنا کفر ہے، ان دونوں قولوں میں تطبیق مشکل ہے۔

علامہ عبد العزیز پرہاروی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس اشکال کے تین جواب دیے گئے ہیں:

(۱)۔ تکفیر نہ کرنا شیخ اشعری اور ان کے موافق متکلمین کا مذہب ہے، ملتقی (منتقی؟) میں امام اعظم سے بھی یہی مذہب مروی ہے، اور تکفیر کرنا فقہاء کا مذہب ہے لہٰذا دونوں قولوں کے قائل الگ الگ ہیں۔

(۲)۔ کتاب وسنت کے دلائل قطعیہ اور اجماع سلف کی اس پر دلالت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، اور رویت باری واقع ہے، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو شرف عظیم حاصل ہے، سو جو شخص ان امور کا انکار کرے

---

[1] میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ، شرح مواقف ص ۲۹ ۷، ۲۸ ۷، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ

[2] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ، شرح عقائد نسفی ص ۱۲۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

اس کو اہل قبلہ میں سے شمار نہیں کیا جائے گا۔

(۳)۔ جن علماء نے تکفیر کی ہے وہ تہدید اور تغلیظ پر محمول ہے، اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے۔ لہ

فاضل سیالکوٹی اس بحث میں لکھتے ہیں:

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ (کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی) شیخ اشعری نے بیان کیا ہے اور اکثر فقہاء نے اس کی موافقت کی ہے، ملتقی (منتقی ؟) میں امام ابوحنیفہ سے بھی یہی مروی ہے، اور دوسرے فقہاء نے اس قاعدہ کی موافقت نہیں کی اور انہوں نے کہا کہ ہم شیعہ اور معتزلہ کی تکفیر کرتے ہیں اس لیے دونوں قولوں کا قائل ایک نہیں ہے، اس لیے ان میں تطبیق کی ضرورت نہیں ہے۔ ٢ہ

علامہ ابن ہمام اس بحث میں لکھتے ہیں:

واعلم ان الحکم بکفر من ذکرنا من اهل الاهواء مع ما ثبت عن ابی حنیفة والشافعی رحمهما الله من عدم تکفیر اهل القبلة من المبتدعة کلهم محمله ان ذلک المعتقد نفسه کفر فالقائل به قائل بما هو کفر وان لم یکفر بناء علی کون قوله ذلک عن استفراغ وسعه مجتهدا فی طلب الحق لکن جزمهم ببطلان الصلاة خلفه لا یصح هذا الجمع اللهم الا ان یراد بعدم الجواز خلفهم عدم الحل ای عدم حل ان یفعل وهو لا ینافی الصحة والا فهو مشکل والله سبحانه اعلم۔ ۳ہ

جان لو کہ ہم نے جو اہل اہواء (مثلاً حضرت ابوبکر کی امامت کے منکر اور ان کو سب کرنے والے) پر کفر کا حکم لگایا ہے، حالانکہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ سے یہ ثابت ہے کہ مبتدعین اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی، سو اس تکفیر کا محمل یہ ہے کہ فی نفسہٖ یہ معتقدات کفر ہیں اور جو ان کا قول کرے گا وہ کفر کا قول کرے گا، ہر چند کہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ اس قول کے قائل نے حق کو طلب کرنے کے لیے حتی الوسع اجتہاد کر کے یہ قول کیا ہے، لیکن ان کی اقتداء میں نماز کے بطلان کا قول کرنا اس تطبیق کی تصحیح نہیں کرتا، اے اللہ! البتہ ان کی اقتداء میں نماز کے بطلان کے قول کو اس پر محمول کیا جائے کہ ان کی اقتداء نہیں کرنی چاہیے اور یہ چیز صحت نماز کے منافی نہیں ہے، اور اگر یہ توجیہ نہ کی جائے تو پھر اہل قبلہ کی عدم تکفیر کے قاعدہ سے یقیناً اشکال واقع ہوگا، واللہ اعلم بالصواب۔

ملا علی قاری اس بحث میں لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ نے اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے پر تفصیل سے کلام کیا ہے خواہ وہ اہل معصیت ہوں یا اہل بدعت اور

لہ۔ مولانا عبدالعزیز پرہاروی، نبراس ص ۲-۵، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور ۱۳۹۷ھ

٢ہ۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ، حاشیہ عبدالحکیم علی الخیالی ص ۳۴۳، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۹۷ھ

۳ہ۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۴، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

امام اعظم کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنا کفر نہیں ہے، چنانچہ ابوالشکور سالمی نے تمہید میں اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے، کیونکہ اس تکفیر کا مبنی ثابت نہیں ہے، مسلمان کو سب کرنا فسق ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے، اور اس لحاظ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور دوسرے مسلمان مساوی ہیں بلکہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کسی شخص نے حضرت ابوبکر اور عمر کو قتل کر دیا بلکہ حضرت عثمان اور حضرت علی کو بھی قتل کر دیا تب بھی وہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں ہوگا، اور یہ مسلّم ہے کہ سب کرنا قتل کرنے سے کم درجہ کا گناہ ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص حلال سمجھ کر قتل یا سب کرے تو وہ لامحالہ کافر ہوگا۔ (الیٰ قولہ) شرح عقائد میں ہے "صحابہ کو سب کرنا اور ان پر طعن کرنا اگر ادلہ قطعیہ کے مخالف ہو تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ کو قذف کرنا ورنہ بدعت اور فسق ہے" اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ عام متکلمین کے نزدیک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنا کفر نہیں ہے۔ [۱]

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

ولا یخفی انه یمکن ان یقال فی دفع الاشکال: ان جزمهم ببطلان الصلوٰة خلفهم احتیاطا لا یستلزم جزمهم بکفرهم۔

یہ بات مخفی نہ رہے کہ اس اشکال کو دور کرنے کے لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ روافض وغیرہ کی اقتداء میں نماز کے باطل ہونے کا حکم احتیاطاً ہے، اور یہ ان کے کفر کو مستلزم نہیں ہے۔

(الیٰ قولہ) وان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا یکفر مالم یوجد شیء من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شیء من موجباته

متکلمین نے جو یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی یہ اس وقت ہے کہ جب ان میں کفر کی کوئی علامت نہ پائی گئی ہو اور نہ ان سے کوئی چیز موجب کفر صادر ہوئی ہو۔

(الیٰ قولہ) واختلفوا ایضا هل یکفر المخالف للحق بذلك الاعتقاد والقول به علی وجه الاعتماد ام لا؟ ذهب الاشعری واکثر اصحابه الی انه لیس بکافر، وبه یشعر ما قاله الشافعی رحمه الله: لا ارد شهادة اهل الاهواء الا الخطابية لاستحلالهم الکذب وفی المنتقی عن ابی حنیفة رحمه الله لم نکفر احدا من اهل القبلة وعلیه اکثر الفقهاء ومن اصحابنا من قال بکفر

اس میں اختلاف ہے کہ جو شخص اعتقاد حق کا مخالف ہو اور اس کا اعتماد سے قائل ہو آیا اس کی تکفیر کی جائیگی یا نہیں؟ امام اشعری اور ان کے اکثر اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہے، امام شافعی کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ: میں خطابیہ کے علاوہ باقی اہل اھواء کی شہادت کو مسترد نہیں کرتا اور خطابیہ کی شہادت اس لیے مسترد کرتا ہوں کہ وہ جھوٹ کو حلال قرار دیتے ہیں، منتقیٰ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ منقول ہے

---

[۱] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح فقہ اکبر ص ۲۔۱۷۱، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۷۵ھ

المخالفين وقال قدماء المعتزلة يكفر القائل بالصفات القديمة وبخلق الاعمال وقال الاستاذ ابو اسحاق نكفر من يكفرنا ومن لا فلا واختار الرازي ان لا يكفر احد من اهل القبلة وقد اجيب عن الاشكال بان عدم التكفير مذهب المتكلمين والتكفير مذهب الفقهاء فلا يتحد القائل بالنقيضين فلا محذور ولو سلم فيجوز ان يكون الثاني للتغليظ في رد ما ذهب اليه المخالفون والاول لاحترام شان اهل القبلة فانهم في الجملة معنا موافقون ۔

کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے، اکثر فقہاء کا بھی مختار ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے مخالفین کی تکفیر کی ہے اور قدیم معتزلہ ان کی تکفیر کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو قدیم مانتے تھے یا اعمال کو مخلوق مانتے تھے، اور استاذ ابو اسحاق نے کہا جو ہماری تکفیر کرے گا ہم اس کی تکفیر کریں گے، اور جو ہماری تکفیر نہیں کرے گا ہم اس کی تکفیر نہیں کریں گے، امام رازی کا مختار یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے اور اس اشکال کا یہ جواب بھی ہے کہ روافض وغیرہ کی تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر کرنا فقہاء کا مذہب ہے، سو ان دو متنافی قولوں کا قائل ایک نہیں ہے، اور اگر قائل ایک ہو تو تکفیر مخالفین کے رد کی وجہ سے تغلیظ پر محمول ہے اور تکفیر نہ کرنا، ان کے اہل قبلہ ہونے کے احترام کی وجہ سے ہے، کیونکہ یہ لوگ بعض امور میں بہرحال ہمارے موافق ہیں۔

روافض کی تکفیر کے متعلق علامہ شامی کا نظریہ

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

بزازیہ میں خلاصہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ "رافضی جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے یا ان کو لعنت کرے تو وہ کافر ہے، اور اگر حضرت علی کو ان پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے" یہ اس کو مستلزم نہیں ہے کہ ان کی توبہ قبول نہ ہو، علاوہ ازیں ان پر کفر کا حکم لگانا مشکل ہے، کیونکہ "الاختیار" میں ہے کہ تمام اہل بدعت کو گمراہ قرار دینے پر ائمہ کا اتفاق ہے، اور کسی ایک صحابی کو سب کرنا اور اس سے بغض رکھنا کفر نہیں ہے البتہ گمراہی ہے، اور فتح القدیر میں ہے کہ وہ خوارج جو مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کو مباح سمجھتے ہیں اور صحابہ کو کافر کہتے ہیں، جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک وہ باغیوں کے حکم میں ہیں اور بعض محدثین کا یہ نظریہ ہے کہ وہ مرتد ہیں، ابن منذر نے کہا میرے علم میں کسی نے ان محدثین کی تکفیر میں موافقت نہیں کی اور یہ فقہاء کے اجماع کی نقل کا تقاضا کرتا ہے اور محیط میں یہ مذکور ہے کہ بعض فقہاء اہل بدعت میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے، اور یہ وہ اہل بدعت ہیں جن کی بدعت کسی دلیل قطعی کے خلاف ہو، الغرض نے اس کو اکثر اہل سنت کی طرف منسوب کیا ہے اور یہی نقل زیادہ ثابت ہے اور ابن منذر مجتہدین کے کلام کی نقل کے زیادہ جاننے والے ہیں، ہاں اہل مذہب کے کلام میں بہ کثرت تکفیر ہے لیکن یہ ان فقہاء کا کلام نہیں ہے جو مجتہد ہیں بلکہ غیر مجتہد فقہاء میں

۱ے ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح فقہ اکبر ص ۱۵۵-۱۵۴، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۷۵ھ

اور غیر مجتہد کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور مجتہدین سے وہی منقول ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

اس چیز کی زیادہ وضاحت اس بات سے ہوتی ہے کہ تمام متون اور شروح میں لکھا ہوا ہے کہ جو لوگ سلف صالحین کو علی الاعلان سب کریں ان کی شہادت مقبول نہیں ہے اور خطابیہ کے علاوہ اہل اھواء کی شہادت مقبول ہے، اور ابن الملک نے شرح المجمع میں لکھا ہے جو لوگ سلف کو علی الاعلان سب کریں ان کی شہادت مردود ہے، کیونکہ یہ فسق معلن ہے اور اہل اھواء میں سے جبریہ، قدریہ، رافضیہ، خوارج، مشبہہ اور معطلہ کی شہادت مقبول ہے اھ۔ علامہ زیلعی نے کہا ہے کہ جو شخص سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین کو علی الاعلان سب کرے اس کی شہادت غیر مقبول ہے، کیونکہ اس قسم کا انسان عادۃً جھوٹ سے باز نہیں رہتا، برخلاف اس شخص کے جو خفیہ طور پر سب کرتا ہو، ان میں سے کسی نے ان کی شہادت قبول نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں بیان کی کہ یہ کافر ہیں جس طرح انھوں نے خطابیہ کا استثناء کیا ہے کیونکہ وہ جھوٹی قسم کھانے کو حلال سمجھتے ہیں، اسی طرح محدثین نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ اہل اھواء کی شہادت مقبول ہے، یہ حکم ان لوگوں کے متعلق ہے جو اپنی تاویل فاسد کی بناء پر تمام صحابہ کو سب کرتے ہیں اور ان کی تکفیر کرتے ہیں[۱] اس سے معلوم ہوا کہ خلاصہ میں جو لکھا ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنے والا کافر ہے، یہ قول ضعیف ہے، متون اور شروح کے مخالف ہے بلکہ تمام فقہاء کے اجماع کے مخالف ہے، ملا علی قاری نے خلاصہ کے رد میں ایک رسالہ لکھا ہے۔

اس وضاحت سے یہ معلوم ہوگیا کہ جوہرہ نیرہ کی طرف جو یہ منسوب ہے کہ ان کی توبہ قبول نہیں ہے یہ عبارت اگر بالفرض جوہرہ نیرہ میں ہو بھی تو باطل ہے، اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

یہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو خواہ وہ کسی روایت ضعیفہ کی بناء پر ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ تکفیر نہ کرنے میں اس روایت کی طرف میلان کرے، پس یہاں اس تکفیر کی طرف کیسے میلان کیا جائے گا جو اجماع کے مخالف ہے چہ جائیکہ اس طرف میلان کیا جائے کہ اس کو قتل کر دیا جائے خواہ اس نے توبہ کر لی ہو، اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ مذہب یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے (العیاذ باللہ!) اس کی توبہ مقبول ہے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنے والے کی توبہ کیونکر مقبول نہیں ہوگی، صاحب البحر پر تعجب ہے کہ انھوں نے انتہائی تساہل سے کام لے کر اس شخص کے قتل کا فتویٰ دیا، حالانکہ انھوں نے یہ کہا تھا کہ میں نے اپنے اوپر یہ لازم کیا ہے کہ کتب فتاویٰ میں جو الفاظ تکفیر مذکور ہیں میں ان پر فتویٰ نہیں دوں گا۔

ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر قذف کرے وہ کافر ہے یا جو حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے، جو حضرت علی کو خدا مانے وہ کافر ہے یا جو وحی لانے میں حضرت جبرائیل کی غلطی مانے وہ کافر ہے (اسی طرح جو کہے کہ تین چار صحابہ کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے وہ بھی کافر ہے۔ از مصنف غفرلہٗ) یا جو شخص قرآن مجید کی صریح مخالفت کرے وہ بھی کافر ہے۔ (جو شخص قرآن مجید میں تحریف یا ترمیم کا عقیدہ رکھے وہ بھی کافر ہے۔ از مصنف غفرلہٗ) لیکن اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو ان کی توبہ

---

[۱]۔ تمام صحابہ کی تکفیر کرنے والوں کا کفر قطعی اور یقینی ہے کیونکہ تمام صحابہ کو کافر کہنا درحقیقت قرآن مجید، احادیث اور تمام احکام شرعیہ کا انکار کرنا ہے، کیونکہ کافر اور مرتد کے کسی قول اور عمل کا اعتبار نہیں ہے اور جب (باقی آئندہ صفحہ پر)۔

مقبول ہوگی۔

وہ رافضی جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو سب کرتا ہو اور حضرت عائشہ کو سب نہ کرتا ہو اور نہ حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کرتا ہو وہ کافر نہیں ہے۔ لہ

نیز علامہ شامی لکھتے ہیں:

شرح منیۃ المصلی میں یہ کہا ہے کہ جو شخص کسی شبہ کی بناء پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے اور ان کی خلافت کا انکار کرے اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی (ہم نے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی سے جو عبارت نقل کی ہے وہ اس کے خلاف ہے۔ از سعیدی غفرلہٗ) اس کے برخلاف جو یہ دعویٰ کرے کہ حضرت علی خدا ہیں اور حضرت جبرائیل نے غلطی کی کیونکہ یہ کسی مسئلہ میں غور و فکر اور اجتہاد کی غلطی نہیں ہے بلکہ محض ہوا ہے، میں کہتا ہوں کہ اسی طرح حضرت عائشہ پر قذف کرنے والا اور حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کرنے والا کافر ہے کیونکہ یہ قرآن مجید کی صریح تکذیب ہے۔ ۲ہ

روافض کی تکفیر کے متعلق اعلیٰ حضرت کا نظریہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

نیز فتاویٰ ہندیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ اور طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ مطبع مصر جلد اول صفحہ ۳۰۲، ۳۰۸ اور برجندی شرح نقایہ جلد ۴ صفحہ ۲۰ میں ہے: یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا (الی قولہ) وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذا فی الظھیریۃ۔ یعنی رافضیوں کو ان کے عقائد کفریہ کے باعث کافر کہنا واجب ہے یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں ایسا ہی فتاویٰ ظہیریہ میں ہے اور مرتد اصلاً صالح وراثت نہیں مسلمان تو مسلمان کسی کافر حتیٰ کہ خود اپنے ہم مذہب مرتد کا ترکہ بھی ہرگز اسے نہیں پہنچ سکتا۔ عالمگیری جلد ۶ ص ۴۵۵ میں ہے: المرتد لا یرث من مسلم ولا من مرتد مثلہ کذا فی المحیط۔ خزانۃ المفتین میں ہے: المرتد لا یرث من احد لا من المسلم ولا من الذمی ولا من مرتد مثلہ۔ یہ حکم فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے اگرچہ تبرا و انکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں والاحوط فیہ قول المتکلمین انھم ضلال من کلاب النار لا کفار وبہ ناخذ۔ اور روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی علی العموم منکران ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں۔

کفر اول: قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں کوئی کہتا ہے اس میں سے کچھ سورتیں امیر المؤمنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں، کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت

(حاشیہ صفحہ سابقہ) تمام صحابہ کافر ہو گئے تو ان کا جمع کیا ہوا قرآن اور تمام احکام شرعیہ ساقط الاعتبار ہو گئے۔ از مصنف غفرلہٗ

لہ۔ علامہ سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۳ ص ۳۰۶-۳۰۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

۲ہ۔

نہیں محتمل ضرور ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیل کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل ماننے یا اسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے، اللہ عزوجل سورہ حجر میں فرماتا ہے: انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن بے شک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ بیضاوی شریف مطبع لکھنؤ ص ۴۲۹ میں ہے: لحافظون ای من التحریف والزیادۃ والنقص جلالین شریف میں ہے: لحافظون من التبدیل والتحریف والزیادۃ والنقص یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم خود اس کے نگہبان ہیں اس لیے کہ کوئی اسے بدل دے یا الٹ پلٹ کر دے یا کچھ بڑھا دے یا کچھ گھٹا دے۔ جمل مطبع مصر جلد ۲ ص ۵۶۱ میں ہے: بخلاف سائر الکتب المنزلۃ فقد دخل فیھا التحریف والتبدیل بخلاف القراٰن فانہ محفوظ عن ذلک لا یقدر احد من جمیع الخلق الانس والجن ان یزید فیہ او ینقص منہ حرفا واحدا او کلمۃ واحدۃ یعنی بخلاف اور کتب آسمانی کے ان میں تحریف و تبدیل نے دخل پایا، اور قرآن اس سے محفوظ ہے، تمام مخلوق جن وانس کسی کی جان نہیں کہ اس میں ایک لفظ یا ایک حرف بڑھا دیں یا کم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ سورہ حٰم السجدۃ میں فرماتا ہے: وانہ لکتب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ بے شک یہ قرآن شریف معزز کتاب ہے باطل کو اس کی طرف اصلاً راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے، یہ اتارا ہوا ہے حکمت والے سراہے ہوئے کا۔ تفسیر معالم التنزیل شریف طبع بمبئی جلد ۴ ص ۲۵ میں ہے: قال قتادۃ والسدی الباطل ھو الشیطان لا یستطیع ان یغیرہ او یزید فیہ او ینقص منہ قال الزجاج معناہ انہ محفوظ من ان ینقص فیاتیہ الباطل من بین یدیہ او یزاد فیہ فیاتیہ الباطل من خلفہ وعلی ھذا المعنی الباطل الزیادۃ والنقصان ۔ یعنی قتادہ و سدی مفسرین نے کہا باطل کہ شیطان ہے کچھ گھٹا بڑھا یا بدل نہیں سکتا، زجاج نے کہا باطل کہ زیادت و نقصان ہیں قرآن ان سے محفوظ ہے کچھ کم ہو جائے تو باطل سامنے سے آئے بڑھ جائے تو پس پشت سے اور یہ کتاب ہر طرح باطل سے محفوظ ہے۔ کشف الاسرار امام اجل شیخ عبد العزیز بخاری شرح اصول امام ہمام فخر الاسلام بزدوی مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۳ ص ۸۸، ۸۹ میں ہے: وکان نسخ التلاوۃ والحکم جمیعا جائزا فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاما بعد وفاتہ فلا یجوز قال بعض الرافضۃ والملحدۃ ممن تبیس باظہار الاسلام وھو قاصد الی افسادہ ھذا جائز بعد وفاتہ ایضا وزعموا ان فی القراٰن کانت ایات فی امامۃ علی وفی فضائل اھل بیت فکتمھا الصحابۃ فلم تبق بانہ راس زمانھم والدلیل علی بطلان ھذا القول قول اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کذا فی اصول الفقہ لشمس الائمۃ ملتقطا قرآن مجید سے کسی چیز کی تلاوت و حکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جائز تھا، بعد وفات اقدس ممکن نہیں بعض وہ لوگ کہ رافضی اور نرے زندیق بظاہر مسلمانی کا نام کر اپنا پردہ ڈھانکتے ہیں اور حقیقتاً انہیں اسلام کو تباہ کرنا مقصود ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ بعد وفات والا بھی ممکن ہے وہ بکتے ہیں کہ قرآن میں کچھ آیتیں امامت مولیٰ علی اور فضائل اہلبیت میں تھیں کہ صحابہ نے چھپا ڈالیں جب وہ زمانہ مٹ گیا باقی نہ رہیں اور اس قول کے بطلان پر دلیل خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے کہ بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں، ایسا ہی امام شمس الائمہ کی کتاب اصول الفقہ میں ہے، امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳۶۴ میں بہت سے یقینی اجماع کے کفر بیان کر کے فرماتے ہیں: وکذلک من انکر القراٰن او حرفا منہ او غیر شیئا منہ او زاد فیہ یعنی اسی طرح وہ بھی قطعاً اجماعاً کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں سے کچھ بدلے یا قرآن میں اس موجودہ میں کچھ زیادہ بتائے۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ ص ۱۶۲ میں ہے:

اعلم انی رایت فی مجمع البیان تفسیر الشیعۃ انہ ذہب بعض اصحابہم الی ان القرآن العیاذ باللہ کان زائدا علی ہذا المکتوب فقد ذہب بتقصیر من الصحابۃ اجمعین العیاذ باللہ لم یختر صاحب ذلک التفسیر ہذا القول فمن قال بہذا القول فہو کافر لانکارہ الضروری۔ یعنی میں نے طبرسی رافضی کی تفسیر مجمع البیان میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس قدر موجود سے زائد تھا جس صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذا باللہ ان کے قصور سے جاتا رہا اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا جو اس کا قائل ہو کافر ہے کہ ضروریات دین سے منکر ہے۔

کفر دوم:۔ ان کا ہر متنفس سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیائے سابقین علیہم الصلوات والتحیات سے افضل بتاتا ہے اور جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے، شفاء شریف ص ۳۶۵ میں انہیں اجماعی کفروں کے بیان میں ہے: وکذلک نقطع بتکفیر غلاۃ الرافضۃ فی قولہم ان الائمۃ افضل من الانبیاء اسی طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں ان غالی رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں، امام اجل نووی کتاب الروضہ میں پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر ص ۴۲ میں کلام شفا نقل فرماتے ہیں اور مقرر رکھتے ہیں، مولانا علی قاری شرح شفا مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۵۲۶ میں فرماتے ہیں ہذا کفر صریح یہ کھلا کفر ہے۔ منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی ص ۱۲۶ میں ہے: ما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلالۃ والحاد وجہالۃ وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبہ میں بڑھ جائے یہ کفر و ضلالت و بے دینی و جہالت ہے، شرح مقاصد مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۳۰۵ اور طریقہ محمدیہ علامہ برکوی قلمی آخر فصل اول باب ثانی میں ہے: واللفظ لہا ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء بے شک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے عظام سے افضل ہیں، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ طبع مصر جلد اول ص ۲۱۵ میں ہے: التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی کسی کو ایک نبی سے افضل کہنا تمام انبیاء سے افضل بتانا ہے، شرح عقائد نسفی مطبع قدیم ص ۱۱۵ پھر طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ ص ۲۱۵ میں ہے: واللفظ لہما تفضیل الولی علی النبی مرسلا کان او لا کفر وضلال کیف وہو تحقیر للنبی بالنسبۃ الی الولی وخرق الاجماع حیث اجمع المسلمون علی فضیلۃ النبی علی الولی اہ باختصارہ ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر و ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے، ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ص ۵، میں ہے: النبی افضل من الولی وہو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے روافض کے مجتہدان حال نے اپنے فتووں میں ان صریح کفروں کا صاف اقرار کیا ہے، یہ فتویٰ رسالہ تکملہ رد روافض و رسالہ اظہار الحق مطبوعات مطبع صبح صادق سیتاپور سنہ ۱۲۹۳ھ و ۱۸۷۶ء میں مفصل مذکور ہیں جن میں اس مقام کے متعلق یہ الفاظ ہیں، فتویٰ ۱: چہ میفرمایند مجتہدین دریں مسئلہ کہ مرتبہ ولی مصطفیٰ علی مرتضیٰ علیہ السلام از سائر انبیائے سابقین علیہم السلام سوائے سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل است یا نہ بینوا و توجروا۔ الجواب: افضل است واللہ علیم" ہو العالم" ۱۲۸۳ھ الراقم میرزا آغا عفی عنہ، فتویٰ ۲: چہ میفرمایند دریں مسئلہ کہ در کلام مجید جمع کردہ عثمان تحریف از تخریج آیات مدائح جناب امیر علیہ السلام وغیرہ واقع شدہ یا نہ۔ جواب:۔ ایں امر بر سبیل جزم و قطع ثابت نیست لیکن محتمل ست۔ واللہ علیم" ہو العالم ۱۲۸۳"

الراقم میرآغا عفی عنہ، فتوی ۳: مسئلہ دوم مرتبہ اہلبیت نبوی صلوات اللہ علیہم اجمعین بیما حضرت علی مرتضٰے از سائر انبیاء افضل ست یانہ۔ جواب: البتہ مراتب ائمہ ہدیٰ از سائر انبیاء بلکہ رسولان اولی العزم سوائے حضرت خاتم المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ زیادہ بود ور تبہ جناب امیر تبیز سید علی محمد ۱۲۶۳ " فتوی ۴: مسئلہ ہفتم در قرآن مجید جمع کردہ عثمان تحریف و نقصان واقع شدہ یانہ۔ جواب: تحریف جامع القرآن بلکہ محرف و مصحف قرآن در نظم قرآن یعنی ترتیب آیات از کلام مفسرین فریقین و عنوان نظم قرآن مستغنی عن البیان ذیچنین نقصان بعضی آیات وارده در فضیلت اہلبیت علیہم السلام بدلول قرائن بسیار و آثار بے شمار" سید علی محمد ۱۲۶۳ " روافض علی العموم اپنے مجتہدوں کے پیرو ہوتے ہیں، اگر بفرض غلط کوئی جاہل رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو فتوائے مجتہد ان کے قبول سے اسے چارہ نہیں اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجیے کر کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کے فتوے بھی نہ مانے تو لا اقل اتنا یقیناً ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے اپنے مجتہدوں کو کافر نہ کہے گا بلکہ انھیں اپنے دین کا عالم و پیشوا و مجتہد ہی جانے گا اور جو کسی کافر منکر ضروریات دین کو کافر نہ مانے خود کافر مرتد ہے۔ شفا شریف ص ۳۶۲ میں انھیں اجماعی کفر کے بیان میں ہے ولہذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل او وقف فیہم او شک او صحح مذہبہم وان اظہر مع ذلک الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذہب سواہ فہو کافر باظہارہ ما اظہر من خلاف ذالک - ہم اسی واسطے کافر کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کافروں کو کافر نہ کہے یا ان کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے یا ان کے مذہب کی تصحیح کرے اگرچہ اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان جتاتا اور اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا ہر مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اس کے خلاف اس اظہار سے کہ کافر کو کافر نہ کہا خود کافر ہے اسی کے ص ۳۳۱ اور فتاوٰی بزازیہ جلد ۳ ص ۳۲۲ اور درر و غرر مطبع مصر جلد اول ص ۳۰۰ اور فتاوٰی خیریہ جلد اول ص ۹۴-۹۵ اور در مختار ص ۳۹۱ اور مجمع الانہر جلد اول ص ۶۱۸ میں ہے: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر - جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بالیقین خود کافر ہے، علمائے کرام نے خود روافض کے بارے میں بالخصوص اس حکم کی تصریح فرمائی ہے۔ علامہ نوح آفندی و شیخ الاسلام عبداللہ آفندی و علامہ حامد عمادی آفندی مفتی دمشق الشام علامہ سید ابن عابدین شامی عقود جلد اول ص ۹۲ میں اس سوال کے جواب میں کہ رافضیوں کے باب میں کیا حکم ہے، فرماتے ہیں هؤلاء الکفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر ومن توقف فی کفرہم فہو کافر مثلہم[1] یہ کافر طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں جو ان کے کفر میں توقف کرے خود انھی کی طرح کافر ہے، علامۃ الوجود مفتی ابو السعود اپنے فتاوی پھر علامہ کواکبی شرح فرائد سنیہ پھر علامہ محمد امین الدین شامی تنقیح الحامدیہ ص ۹۳ میں فرماتے ہیں: اجمع علماء الاعصار علی ان من شک فی کفرہم کان کافرًا - تمام زمانوں کے علماء کا اجماع ہے کہ جو ان رافضیوں کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ تنبیہ جلیل: مسلمانو! اصل مدار ایمان ضروریات دین ہیں اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی ان کا یہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر مثلاً عالم بجمیع اجزاء حادث ہونے کی تصریح کسی نص قطعی میں نہ ملے گی غایت کہ

---

[1] یہ عبارت علامہ شامی کی نہیں ہے، بلکہ اس عبارت کو علامہ حامد آفندی نے فتاویٰ حامدیہ میں عبداللہ آفندی کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ دیکھیے تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ ج ۱ ص ۱۰۳، مطبوعہ دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ۔ (از مصنف غفر لہ)

آسمان وزمین کا حدوث ارشاد ہوا ہے مگر باجماع مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے جس کی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید میں مذکور تو وجہ وہی ہے کہ حدوث جمیع ماسوی اللہ ضروریات دین سے ہے کہ کسی ثبوت خاص کی حاجت نہیں اعلام امام ابن حجر مکی زاد النووی فی الروضۃ ان الصواب تقیید ہ بما اذا جحد مجمعا علیہ یعلم من دین الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص ام لا ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں ہوتی اور شک نہیں کہ قرآن عظیم جو الحمد للہ تعالیٰ شرقاً غرباً قرناً فقرناً تیرہ سو برس سے آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود و محفوظ ہے باجماع مسلمین بلاکم وکاست وہی تنزیل رب العالمین ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پہنچائی اور ان کے ہاتھوں میں ان کے ایمان ان کے اعتقاد ان کے اعمال کے لیے چھوڑی، اسی کا ہر نقص وزیادت وتغیر وتحریف سے مصئون ومحفوظ اور اسی کا وعدہ حقہ وصادقہ انا لہ لحافظون میں مراد و ملحوظ ہونا ہی یقیناً ضروریات دین سے ہے نہ یہ کہ قرآن جو تمام جہان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تیرہ سو برس سے آج تک ہے یہ تو نقص وتحریف سے محفوظ نہیں، ہاں ایک وہم تراشیدہ صورت ناکشیدہ دندان غول کی طرح پوشیدہ غار سامرہ میں اصلی قرآن بنل کتمان میں دبائے بیٹھی ہے انا لہ لحافظون کا مطلب یہی ہے یعنی مسلمانوں سے عمل تو اسی محرف مبدل ناقص نامکمل پر کرائیں گے اور اس اصلی جعلی کو ایسا بر لے نہاں چہ سنگ وچہ زر کی کھوہ میں چھپائیں گے، بعض ناپاکوں نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدل جائے مگر علم الٰہی ولوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے حالانکہ علم الٰہی میں کوئی شے نہیں بدل سکتی پھر قرآن کی کیا خوبی نکلی، توریت، انجیل درکنار مہمل سی مہمل ردی سی ردی کوئی تحریر جس میں مصنف کا ایک لفظ ٹھکانے سے نہ رہا بلکہ دنیا سے سراسر معدوم ہوگئی ہو علم الٰہی ولوح محفوظ میں یقیناً بدستور باقی ہے، ایسی ناپاک تاویلات ضروریات دین کے مقابل نہ مسموع ہوں نہ ان سے کفر وارتداد اصلاً مدفوع ہوں، ان کی حالت وہی ہے جو نیچریہ نے آسمان کو بلندی جبرئیل ملائکہ کو قوت خیر ابلیس شیاطین کو قوت بدی حشر ونشر وجنت ونار کو محض روحانی نہ جسدی بنالیا، قادیانی مرتد نے خاتم النبیین کو افضل المرسلین ایک دوسرے شقی نے نبی بالذات سے بدل دیا ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام وایمان قطعاً درہم برہم ہوجائیں، بت پرست لا الٰہ الا اللہ کی تاویل کرلیں گے کہ یہ افضل واعلیٰ میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر دوسرا خدا ہے، وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں جیسے لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار وغیرہ محاورات عرب سے روشن ہے، یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ لیے مزلان لیام مدعیان اسلام کے مکروہ اوہام سے نجات وشفا ہے۔ وباللہ التوفیق والحمد للہ رب العالمین۔

بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے

کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے، معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہیں ہوگا محض زنا ہوگا اولاد ولد الزنا ہوگی باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی، کہ زانیہ کے لیے مہر نہیں رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پاسکتا، سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ

میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انھیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لیے بھی یہی احکام ہیں جو ان کے لیے مذکور ہوئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان سُنّی بنیں[1]

سب صحابہ پر مشتمل شیعہ علماء کی چند عبارات

ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

واز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ست کہ جہنم را ہفت دراست از یک در فرعون و ہامان وقارون کہ کنایہ از ابوبکر و عمر و عثمان است داخل مے شوند واز یک در دیگر بنو امیہ داخل شوند کہ مخصوص ایشا نست ۔[2]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون، ہامان اور قارون ہیں یہ ابوبکر، عمر اور عثمان سے کنایہ ہے، اور دوسرے دروازے سے بنو امیہ داخل ہوں گے جو ان کے ساتھ مخصوص ہے۔

واعتقاد ما در برائت آنستکہ بیزاری جویند از بت ہائے چہارگانہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ وزنان چہارگانہ یعنی عائشہ وحفصہ وہند وام الحکم واز جمیع اشیاع واتباع ایشان وآنکہ ایشان بدترین خلق خدا یند وآنکہ تمام نمیشود اقرار بخدا ورسول وائمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشان۔[3]

برأت میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری طلب کرتے ہیں یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے اور چار عورتوں یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے، اور ان کے معتقدوں اور پیروکاروں سے اور یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اللہ، رسول اور ائمہ سے کیا ہوا عہد اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے۔

در تقریب المعارف روایت کردہ کہ آزاد کردۂ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام از آنحضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمتی ہست مرا خبردہ از حال ابوبکر و عمر حضرت فرمود ہر دو کافر بودند وہر کہ ایشانرا دوست دارد کافر است۔[4]

تقریب المعارف میں روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے آزاد کردہ شخص نے حضرت سے پوچھا، آپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے میرا آپ پر حق ہے، مجھے ابوبکر اور عمر کے حال کے متعلق بتلائیے، آپ نے فرمایا وہ دونوں کافر ہیں اور جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

در علل الشرائع روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چون قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا براو حد بزند وانتقام فاطمہ را ازاو بکشد۔[5]

علل الشرائع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ حضرت عائشہ کو زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں گے۔

---

[1] اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی متوفی ١٣٤٠ھ، ردّ الرفضۃ ص ١٦ - ٩، مطبوعہ مشہور پریس کراچی

[2] ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ١١١٠ھ، حق الیقین ص ٥٠٠، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران، ١٣٥٧ھ

[3] ″ ″ ″ ″ حق الیقین ص ٥١٩،

[4] ″ ″ ″ ″ حق الیقین ص ٥٢٢،

[5] ″ ″ ″ ″ حق الیقین ص ٣٤٧،

یہ عبارت حیات القلوب میں بھی ہے۔ ؎۱

دھر دو را از قبر بیرون آورند پس ہر دو را با بدن تازہ بدر آورد بہماں صورت کہ داشتند پس بفرماید کہ کفن ہارا از ایشان بدر آورند و بکشاہند و ایشان را بحلق کشند (الی قولہ) و ایشان را بقدرت الٰہی زندہ گرداند و امر فرماید خلائق را کہ جمع شوند پس ہر ظلمے و کفرے کہ از اول عالم تا آخر شدہ گناہش را بر ایشان لازم آورد (الی قولہ) و ایشان اعتراف کنند زیرا کہ اگر در روز اول غصب حق خلیفہ بحق نمیکردند اینہا نمے شد پس ایشان را بفرماید کہ از درخت بر کشند و آتشے را فرماید کہ از زمین بیرون آید و ایشان را بسوزاند با درخت و بادے را امر فرماید کہ خاکستر آنہارا بدریاہا پاشد۔ ؎۲

عیاشے بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر (ع) روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسول (ص) از دنیا رحلت نمود مردم ہمہ مرتد شدند بغیر چہار نفر علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان ابوذر ؎۳

عامہ و خاصہ روایت کردہ اند کہ عمر بن الخطاب (علیہ اللعنۃ والعذاب) گفت من شک نہ کردم مگر در آں روز (دروغ گفت بلکہ او ہمیشہ در شک و کفر بود)۔ ؎۴

امام مہدی ہر دو (ابوبکر اور عمر) کو قبر سے باہر نکالیں گے، وہ اپنی اسی صورت پر تر و تازہ بدن کے ساتھ باہر نکالے جائیں گے پھر فرمائیں گے کہ ان کا کفن اتارو، ان کا کفن حلق سے اتارا جائے گا، ان کو اللہ کی قدرت سے زندہ کریں گے، اور تمام مخلوق کو جمع ہونے کا حکم دیں گے، پھر ابتدائے عالم سے لے کر آخیر عالم تک جتنے ظلم اور کفر ہوئے ہیں ان سب کا گناہ ابوبکر اور عمر پر لازم کریں گے، اور وہ اس کا اعتراف کریں گے کہ اگر وہ پہلے دن خلیفہ برحق کا حق غصب نہ کرتے تو یہ گناہ نہ ہوتے پھر ان کو درخت پر چڑھانے کا حکم دیں گے اور آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے باہر آئے اور ان کو درخت کے ساتھ جلا دے، اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو اڑا کر دریاؤں میں گرا دے۔

عیاشی نے بسند معتبر کے ساتھ حضرت امام محمد باقر سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا سے تشریف لے گئے تو چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہو گئے، علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر۔

عام اور خاص نے روایت کیا ہے کہ عمر بن الخطاب (اس پر لعنت اور عذاب ہو) نے کہا مجھے صرف اس روز شک ہوا، (اس نے جھوٹ کہا بلکہ وہ ہمیشہ شک اور کفر میں تھا۔)

؎۱ ۔ ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۱-۶۱۰، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران۔
؎۲ ۔ 〃 〃 〃 〃 ، حق الیقین ص ۳۶۲-۳۶۱، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران ایران، ۱۳۵۷ھ
؎۳ ۔ 〃 〃 〃 〃 ، حیات القلوب ج ۲ ص ۶۲۷ مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران
؎۴ ۔ 〃 〃 〃 〃 ، حیات القلوب ج ۲ ص ۴۲۲، 〃 〃

ای عزیز آیا بعد از ایں حدیث کہ ہمہ عامہ روایت کردہ اند عاقل را مجال آں ہست کہ شک نماید در کفر عمر ملعون و کفر کسی کہ عمر لعین را مسلمان داند؟ [1]

ای عزیز! اس حدیث کے بعد جس کو تمام عام لوگوں نے روایت کیا ہے کیا کوئی شخص عمر ملعون کے کفر میں شک کر سکتا ہے؟ اور اس شخص کے کفر میں شک کر سکتا ہے جو عمر ملعون کو مسلمان سمجھتا ہے؟

قرآن مجید میں تحریف پر شیعہ ائمہ کی روایات اور تصریحات

روافض کے کفریہ عقائد کے سلسلہ میں علماء اہل سنت نے یہ ذکر کیا ہے کہ روافض قرآن مجید میں تحریف کے معتقد ہیں ہم نے اس سلسلہ میں معروضی مطالعہ اور تجزیہ کیا سو اس سلسلہ میں ہم پر یہ منکشف ہوا کہ بعض رافضی علماء واقعی قرآن مجید میں تحریف کے قائل ہیں، اس کے برخلاف بعض دوسرے رافضی علماء اس عقیدہ سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور اس قسم کی روایات اور عبارات کو مسترد کرتے ہیں یا ان کو قابل تاویل گردانتے ہیں ہم اس موضوع پر طرفین کی باحوالہ عبارات پیش کر رہے ہیں:

شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله علیه السلام قال: ان القرآن الذی جاء به جبرائیل علیه السلام الی محمد صلی الله علیه وسلم سبعة عشر الف اٰية۔ [2]

ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک جس قرآن کو جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیتوں پر (مشتمل) ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو سولہ آیات ہیں۔ [3]

شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

قال النبی صلی الله علیه وسلم جمیع سور القرآن مائة واربع عشر سورة وجمیع اٰیات القرآن ستة الاف اٰية ومائتا اٰية وست وثلاثون اٰية۔ [4]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید کی تمام سورتوں کی تعداد ایک سو چودہ ہے اور تمام آیتوں کی تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس ہے۔

علامہ سیوطی اور شیخ طبرسی نے تصریح کی ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی تعداد چھ ہزار اور چند سو ہے، اور شیعہ امام شیخ ابو جعفر کلینی نے یہ روایت بیان کی ہے کہ اصل قرآن کی سترہ ہزار آیتیں تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ شیخ کلینی کے نزدیک موجودہ قرآن اصل قرآن سے دو تہائی کم ہے۔ مشہور شیعہ عالم شیخ طبرسی نے اس کی تصریح کی ہے، لکھتے ہیں:

---

[1] ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲ ص ۶۸۰، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران

[2] شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ، اصول کافی ج ۲ ص ۶۳۴، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ایران۔

[3] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الاتقان ج ۱ ص ۶۷، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[4] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱۰ ص ۴۱۴، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک زندیق سے فرمایا:

واما ظهور ذلك على تناكر قوله: فان خفتم ان لا
تقسطوا فى اليتامى فانكحوا ما طاب لكم من النساء
وليس يشبه القسط فى اليتامى نكاح النساء، ولا كل
النساء ايتام، فهو: مما قدمت ذكره من اسقاط
المنافقين من القرآن وبين القول فى اليتامى
وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص اكثر
من ثلث القرآن وهذا ما اشبه مما ظهرت
حوادث المنافقين فيه لاهل النظر والتأمل.
ووجد المعطلون واهل الملل المخالفة
للاسلام مساغا الى القدح فى القرآن. ولو
شرحت لك كلما اسقط وحرف وبدل مما
يجرى هذا المجرى لطال، وظهر ما تحظر
التقية اظهاره من مناقب الاولياء، و
مثالب الاعداء[1]

قرآن مجید کی آیت کریمہ فان خفتم ان لا تقسطوا
فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ جو تم
کو غیر مربوط معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ تمام عورتیں یتیم
نہیں ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ یتامیٰ اور عورتوں
سے نکاح کے درمیان قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ
کو منافقین نے نکال دیا جیسا کہ میں تم کو پہلے بیان
کر چکا ہوں، عورتوں کو نکاح کا پیغام دینے والوں
کے قصے قرآن مجید کے ایک ثلث سے زیادہ تھے جو یتامیٰ
اور عورتوں سے نکاح کے درمیان تھے، غور و فکر
کرنے والوں کے لیے قرآن مجید میں اس جیسے اور بھی
مقامات ہیں جن سے منافقین کی کارگزاری معلوم ہوتی
ہے، جن کی وجہ سے فرقہ معطلہ اور دیگر مخالفین اسلام
قرآن مجید پر نکتہ چینی کرتے ہیں، اور اگر میں تم کو وہ
تمام مقامات بتاؤں جہاں سے قرآن مجید کو ساقط کیا
گیا ہے اور تحریف کی گئی ہے تو بات بڑھ جائے گی
دوستوں کی اچھائیاں اور دشمنوں کی برائیاں ظاہر ہو جائیں گی
لیکن ان کے اظہار سے تقیہ منع کرتا ہے۔

شیخ طبرسی نے ایک اور روایت نقل کی ہے جو موجودہ قرآن مجید کی تحریف پر دلالت کرتی ہے:

(ع) وجاء به الى المهاجرين والانصار وعرضه
عليهم لما قد اوصاه بذلك رسول الله صلى الله
عليه وسلم (ص) فلما فتحه ابو بكر خرج فى اول
صفحة فتحها فضائح القوم فوثب عمر وقال،
يا علي اردده فلا حاجة لنا فيه، فاخذه (ع) و
انصرف ثم احضر زيد بن ثابت وكان قاريا
للقرآن فقال له عمر: ان عليا جاء بالقرآن وفيه
فضائح المهاجرين والانصار وقد راينا ان

حضرت ابو ذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت علی نے قرآن
مجید کو جمع کیا اور اس کو مہاجرین اور انصار کے سامنے پیش
کیا، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں وصیت
کی تھی، جب (حضرت) ابو بکر نے اس کو کھولا تو اس کے
پہلے صفحہ پر قوم (صحابہ) کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں (حضرت)
عمر نے اچھل کر کہا اے علی! اس کو واپس لے جاؤ! ہمیں
اس کی ضرورت نہیں ہے، پھر حضرت علی علیہ السلام اس کو

[1] شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی من علماء القرن السادس، الاحتجاج ج ۱ ص ۲۵۲، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی بیروت ۱۴۰۳ھ

نؤلف القرآن ونسقط منه ما كان فضيحة وهتكا للمهاجرين والانصار، فاجابه زيد الى ذلك ثم قال: فان انا فرغت من القرآن على ما سألتم واظهر علي القرآن الذي الفه اليس قد بطل كل ما عملتم؟ قال عمر: فما الحيلة؟ قال زيد: انتم اعلم بالحيلة، فقال عمر: ما حيلته دون ان نقتله ونستريح منه، فدبر في قتله على يد خالد بن الوليد فلم يقدر على ذلك [1]

لے کر واپس چلے گئے، پھر قرآن مجید کے قاری حضرت زید بن ثابت کو بلایا گیا، ان سے (حضرت) عمر نے کہا: ابھی علی قرآن لے کر آئے تھے، اس میں مہاجرین اور انصار کی برائیاں تھیں اور ہم نے یہ سوچا کہ ہم خود قرآن مجید کو جمع کریں اور اس میں مہاجرین اور انصار کی بے عزتی اور رسوائی کی جو باتیں ہوں اس کو نکال دیں، (حضرت) زید نے اس کی حامی بھر لی، پھر کہا اگر میں تمہارے منشاء کے مطابق قرآن مجید جمع کر کے فارغ ہو گیا اور علی نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیا تو کیا تمہاری کی ہوئی کوشش رائیگاں نہیں ہو جائے گی؟ حضرت عمر نے پوچھا پھر اس سے خلاصی کس طرح ہوگی؟ (حضرت) زید نے کہا تم اس کو مجھ سے بہتر جانتے ہو! (حضرت) عمر نے کہا حضرت علی کو قتل کرنے کے سوا اس کا اور کوئی حل نہیں ہے، پھر (حضرت) خالد بن ولید کے ہاتھ سے حضرت علی کو قتل کرانے کا پروگرام بنایا لیکن وہ اس پر قادر نہ ہو سکے۔

شیخ طبرسی نے ایک اور روایت درج کی ہے، حضرت علی ایک زندیق کو قرآن مجید کی آیات متشابہات کی وجہ بتلاتے ہیں:

دفعهم الاضطرار بورود المسائل عليهم عما لا يعلمون تاويله الى جمعه وتاليفه وتضمينه من تلقاء هم ما يقيمون به دعائم كفرهم، فصرخ مناديهم من كان عنده شيء من القرآن فليأتنا به ووكلوا تاليفه ونظمه الى بعض من وافقهم على معاداة اولياء الله فالفه على اختيارهم وما يدل للمتأمل له على اختلال تمييزهم وافترائهم وتركوا منه ما قدروا انه لهم وهو عليهم وزادوا

پھر جب منافقین کے سامنے ایسے مسائل آئے جن کی تاویل وہ نہیں جانتے تھے، تب وہ قرآن مجید کو جمع کرنے اور اس کو مؤلف کرنے پر مجبور ہو گئے، اور اس میں وہ باتیں بڑھانے پر مجبور ہو گئے جن سے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو قائم رکھ سکیں، پھر ان کے ایک منادی نے آواز دی، جس کے پاس قرآن کا کوئی حصہ ہو وہ اس کو ہمارے پاس لے آئے، اور انھوں نے قرآن مجید کے جمع کرنے کے کام کو اس شخص کے سپرد کر دیا جو دوستان خدا کی دشمنی میں ان کا ہم خیال تھا سو اس نے قرآن مجید کو ان کی منشاء

---

[1] شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی من علماء القرن السادس، الاحتجاج ج ۱ ص ۱۵۶-۱۵۵، مطبوعہ موسسة الاعلمی بیروت ۱۴۰۳ھ۔

فیہ ما ظہر تناکرہ وتنافرہ[۱]

کے مطابق جمع کیا جس چیز سے ان منافقوں کی عقل کی خرابی کا پتا چلتا ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے قرآن مجید میں وہ آیات رہنے دیں جو ان کے خیال میں حق تھیں حالانکہ وہ ان کے خلاف ہیں اور انھوں نے قرآن مجید میں ایسی چیزیں بڑھادیں جس سے قرآن مجید کا قابل نفرت ہونا ظاہر ہو۔

شیخ ابومنصور احمد بن علی طبرسی کے علاوہ اور بھی بہت سے شیعہ علماء نے قرآن مجید میں تحریف کی تصریح کی ہے لیکن ہمارا مقصد یہاں پر ان تمام شیعہ علماء کا استیعاب کرنا نہیں ہے، اب ہم یہاں پر ان شیعہ علماء کی عبارات پیش کر رہے ہیں، جنھوں نے قرآن مجید میں تحریف کے عقیدہ سے برأت کا اظہار کیا ہے۔

قرآن مجید میں عدم تحریف پر شیعہ علماء کی تصریحات

شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی لکھتے ہیں:

ومن ذلک الکلام فی زیادۃ القرآن ونقصانہ فانہ لا یلیق بالتفسیر فاما الزیادۃ فیہ فمجمع علی بطلانہ واما النقصان منہ فقد روی جماعۃ من اصحابنا وقوم من حشویۃ العامۃ ان لقرآن تغییرا ونقصانا والصحیح من مذھب اصحابنا خلافہ وذکران من خالف فی ذلک من الامامیۃ والحشویۃ لا یعتد بخلافھم فان الخلاف فی ذلک مضاف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخبارًا ضعیفۃ ظنوا صحتھا لا یرجع بمثلھا عن المعلوم المقطوع علی صحتہ۔[۲]

قرآن مجید کے مباحث میں سے ایک بحث قرآن مجید میں زیادتی اور کمی کی بحث ہے، یہ بحث تفسیر کے لائق نہیں ہے، قرآن مجید میں زیادتی کے نہ ہونے پر اجماع ہے، البتہ قرآن مجید میں کمی کے متعلق ہمارے اصحاب کی ایک جماعت اور حشویہ کی ایک جماعت کا قول ہے، کہ قرآن مجید میں کمی یا تغییر ہوئی ہے، اور صحیح یہ ہے کہ ہمارے اصحاب کا مذہب اس کے خلاف ہے، (الی قولہ) امامیہ اور حشویہ میں سے جن لوگوں نے اس کے خلاف قول کیا ہے، وہ لائق شمار نہیں ہے، کیونکہ یہ خلاف اصحاب حدیث کی ایک قوم کی طرف منسوب ہے، جنھوں نے احادیث ضعیفہ نقل کیں اور ان کی صحت کا گمان کیا حالانکہ ایسی احادیث ضعیفہ سے ان کے خلاف معارضہ نہیں کیا جا سکتا جن کی صحت قطعیت سے معلوم ہو۔

شیخ کاشانی لکھتے ہیں:

،ہمچنانکہ نازل شدہ است باقی ماندہ واز افزودن شدن و کم شدن (تحریف) مصئون ومحفوظ گشتہ است ازیاد شدن پس علماء اسلام از خاصہ وعامہ متفقند بر آنکہ چیزی بر قرآن افزودہ وزیاد نشدہ

قرآن مجید جس طرح نازل ہوا تھا اسی طرح باقی ہے اور زیادتی (کمی و تحریف) سے محفوظ ہے، تمام علماء اسلام عام ہوں یا خاص اس پر متفق ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی چیز

۱۔ شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی من علماء القرن السادس، الاحتجاج ج ۱ ص ۲۵۱، مطبوعہ موسستہ الاعلمی بیروت ۱۴۰۳ھ

۲۔ شیخ ابو علی فضل بن الحسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱ ص ۸۳۔۸۴، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

واما راجع بکم شدن پس جمعی برآنند که در قرآن نقص وکاهشی راه داده و مقداری از آیات را منافقین از قرآن حذف نمودند و اکثر علماء اسلام از شیعه وسنی را عقیدہ برخلاف آنست وگویند ابداً تغییری وتبدیلی وزیادہ ونقصی در قرآن راه نیافتہ۔

زیادہ نہیں ہوئی، البتہ کمی کے متعلق ایک جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں کمی ہوئی ہے اور منافقین نے چند آیات کو حذف کر دیا، اور شیعہ فرقے کے اکثر علماء اور سنی علماء اس پر متفق ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی تغییر اور تبدیلی اور زیادتی نہیں ہوئی۔ (الیٰ قولہ)

و روایاتیکہ درین بارہ منقول شدہ وموہم دلالت بر تحریف وابدال وحذف وتغییر قرآن است دربارہ این آیات ہرگاہ قابل توجیہ وحمل بر معنی موافق آیا قست پس باید توجیہ کرد وہرگاہ قابل نباشد باید آنہا را طرح کرد۔ [1]

جن روایات سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں تحریف، تبدیل، حذف یا تغیر ہوا ہے ان روایات کی تاویل اور توجیہ کرنی چاہیے اور اگر ان روایات کا توجیہ نہ ہو سکے تو ان کو مسترد کر دینا چاہیے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کی تفسیر میں شیخ طوسی لکھتے ہیں:

قال قتادۃ لحافظون من الزیادۃ والنقصان ومثلہ قولہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ومن خلفہ۔ [2]

قتادہ نے کہا ہے کہ اس آیت کا معنی ہے: زیادتی اور کمی سے ہم قرآن مجید کی حفاظت کرنے والے ہیں' اسی کی مثل یہ آیت ہے: اس میں باطل نہیں آ سکتا سامنے سے نہ پیچھے سے۔

روافض کی تکفیر میں مصنفؒ کا موقف

روافض اور شیعہ کی تکفیر کے سلسلہ میں ہمارا موقف یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید میں تحریف کا قول کریں، یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کریں، یا حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کریں یا حضرت علی کی الوہیت کے قائل ہوں یا ان کو انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دیں، یا یہ کہیں کہ وحی لانے میں حضرت جبرائیل سے غلطی ہوئی، وحی حضرت علی پر لانی تھی وہ غلطی سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی لے آئے یا جو کسی اُمتی کو معصوم کہیں اور اسی کو نبی پر فضیلت دیں یا جو کہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین یا چار کے سوا باقی صحابہ (العیاذ باللہ) مرتد ہو گئے تھے، ان میں سے ہر ایک قول کرنے والے کا کفر قطعی اور یقینی ہے، اور جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے (یعنی لعنت کرے اور تبرا کہے) یا ان کی خلافت کا انکار کرے اس کا کفر فقہی ہے۔ کیونکہ شوافع اور حنابلہ ان کی تکفیر نہیں کرتے، اور فقہاء احناف میں سے بھی ملا علی قاری اور علامہ شامی ان کی تکفیر نہیں کرتے اور علامہ ابن ہمام کو بھی اس میں تأمل ہے، اور جو لوگ صرف حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دیتے ہیں وہ اہل بدعت ہیں لیکن ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

بَابٌ ۸۹ مِنْ فَضَائِلِ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ — حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۳۶۷۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ

اسیر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ اہل کوفہ ایک وفد سے

[1] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۱ ص ۴۸-۴۷، مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران

[2] شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، تبیان ج ۶ ص ۳۲۰، مطبوعہ [illegible]

بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ فَقَالَ عُمَرُ هَلْ هَا هُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللَّهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔

۶۳۶۸۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ) عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔

۶۳۶۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ أَفِيكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ حَتَّى أَتَى عَلَى أُوَيْسٍ فَقَالَ أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کہ حضرت عمر فاروق کے پاس گئے، وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا، جو حضرت اویس سے مذاق کرتا تھا، حضرت عمر نے پوچھا یہاں کوئی قرن کا رہنے والا ہے، تو وہ شخص پیش ہوا، حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا، اس کا نام اویس ہوگا، یمن میں اس کی والدہ کے سوا کوئی نہیں ہوگا، اس کو برص کی بیماری تھی، اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دینار یا درہم کے برابر سفید داغ کے سوا باقی داغ اس سے دور کر دیئے، تم میں سے جس شخص کی اس سے ملاقات ہو وہ اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرائے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تابعین میں سب سے افضل شخص ایک آدمی ہے جس کا نام اویس ہوگا، اس کی ایک والدہ ہے، اس کو برص کی بیماری ہے، اس سے کہو وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے۔

اسیر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس جب اہل یمن میں سے کوئی کمک آتی تو وہ ان سے سوال کرتے کیا تم میں اویس بن عامر ہے؟ حتیٰ کہ ایک دن حضرت اویس ان کے پاس گئے، حضرت عمر نے کہا کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں! کہا آپ قبیلہ مراد سے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں! آپ نے کہا کیا آپ قرن سے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں! کیا آپ کو برص کی بیماری تھی اور ایک درہم کے برابر داغ رہ گیا ہے اور باقی داغ ختم ہو گئے؟ انھوں نے کہا ہاں! حضرت عمر نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ سنا ہے کہ اہل یمن کی امداد کے ساتھ تمہارے پاس قبیلہ مراد سے قرن کے ایک شخص آئیں گے جن کا نام اویس بن عامر

وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِي فَاسْتَغْفَرَ لَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ الْكُوفَةَ قَالَ أَلَا أَكْتُبُ لَكَ إِلَى عَامِلِهَا قَالَ أَكُونُ فِي غَبْرَاءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ أُوَيْسٍ قَالَ تَرَكْتُهُ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيلَ الْمَتَاعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَأَتَى أُوَيْسًا فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِي قَالَ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِي قَالَ لَقِيتَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَانْطَلَقَ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ أُسَيْرٌ وَكَسَوْتُهُ بُرْدَةً فَكَانَ كُلَّمَا رَآهُ إِنْسَانٌ قَالَ مِنْ أَيْنَ لِأُوَيْسٍ هَذِهِ الْبُرْدَةُ۔

ہو گا، ان کو برص کی بیماری تھی اور ایک درہم کی مقدار کے علاوہ باقی ٹھیک ہو چکی ہو گی، قرن میں ان کی ایک والدہ ہے جس کے ساتھ وہ بہت نیکی کرتے ہیں، اگر وہ کسی چیز پر اللہ کی قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا، اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے مغفرت کی دعا کرانا، سو اب آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کیجیے، حضرت اویس قرنی نے حضرت عمر کے لیے استغفار کیا، حضرت عمر نے کہا: اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا کوفہ میں، حضرت عمر نے کہا کیا میں کوفہ کے عامل کی طرف آپ کے لیے خط لکھ دوں؟ حضرت اویس نے کہا خاک نشین لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے، جب دوسرا سال آیا تو کوفہ کے اشراف میں سے ایک شخص آیا، اس کی حضرت عمر سے ملاقات ہوئی، حضرت عمر نے اس سے حضرت اویس کے متعلق پوچھا اس نے کہا میں ان کو کم سامان کے ساتھ شکستہ گھر میں چھوڑ کے آیا ہوں، حضرت عمر نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ تمہارے پاس کمک کے ساتھ قبیلہ مراد سے اویس بن عامر قرن سے آئیں گے، ان کو برص کی بیماری تھی، ایک درہم کی مقدار کے علاوہ وہ سب بیماری ٹھیک ہو گئی، ان کی ایک والدہ ہیں، وہ ان کے ساتھ بہت نیکی کرتے ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کسی کام کی قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور کرتا ہے، اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرانا، پھر وہ شخص حضرت اویس کے پاس گیا اور ان سے کہا میرے لیے استغفار کیجیے، انھوں نے کہا تم ابھی اچھا سفر کر کے آ رہے ہو، تم میرے لیے استغفار کرو، اس نے پھر کہا آپ میرے لیے استغفار کیجیے، انھوں نے کہا تم ابھی نیک سفر کر کے آ رہے ہو، تم میرے لیے استغفار کرو، پھر کہا کیا تمہاری حضرت عمر سے ملاقات ہوئی تھی،

اس نے کہا ہاں! پھر حضرت اویس نے اس کے لیے استغفار کیا، تب لوگوں کو حضرت اویس کے مقام کا علم ہوا اور وہ وہاں سے چلے گئے۔ اسیر نے کہا میں نے حضرت اویس کو ایک چادر اوڑھائی، جب بھی ان کو کوئی شخص دیکھتا تو کہتا کہ اویس کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی؟

ف:۔ اس باب کی احادیث میں حضرت اویس قرنی کے افضل التابعین ہونے کا بیان ہے اور اللہ کے نیک بندوں سے مغفرت کی دعا کرانے کا ثبوت ہے۔

بَابُ ٨٩٣ وَصِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَهْلِ مِصْرَ

٦٣٧٠ - حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ حَرْمَلَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ (وَهُوَ ابْنُ عِمْرَانَ التُّجِيْبِيُّ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شَمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَفْتَحُوْنَ اَرْضًا يُذْكَرُ فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاسْتَوْصُوْا بِاَهْلِهَا خَيْرًا فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا فَاِذَا رَاَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَمَرَّ بِرَبِيْعَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنَيْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ يَتَنَازَعَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجَ مِنْهَا۔

٦٣٧١ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ سَمِعْتُ حَرْمَلَةَ الْمِصْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شَمَاسَةَ عَنْ اَبِيْ بَصْرَةَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا اَوْ قَالَ

اہل مصر کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب ایک زمین کو فتح کروگے جس میں قیراط (پیمانے) کا ذکر کیا جائے گا، تم اس زمین کے رہنے والوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ تم پر ان کا حق اور رشتہ ہے، جب تم وہاں دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ کے لیے لڑتا دیکھو تو وہاں سے چلے جانا، پھر شرحبیل بن حسنہ کے دو بیٹے ربیعہ اور عبدالرحمان ایک اینٹ کی جگہ میں لڑ رہے تھے تو حضرت ابوذر وہاں سے نکل آئے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب مصر کو فتح کروگے یہ وہ سرزمین ہے جہاں قیراط بولا جاتا ہے جب تم اس سرزمین کو فتح کرلو تو وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا، کیونکہ ان کا حق اور رشتہ ہے، یا فرمایا ان کا حق اور سسرالی رشتہ ہے اور جب تم وہاں پر دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھو تو تم

ذِمَّةً وَّصِهْرًا فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيهَا فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ رَبِيعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا۔

وہاں سے نکل آنا حضرت ابوذر نے کہا پھر میں نے عبدالرحمان بن شرحبیل بن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑتے دیکھا، تو میں وہاں سے نکل آیا۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ قیراط دینار یا درہم کا ایک جزء ہے، اہل مصر اس لفظ کو بہت بولتے ہیں اور اس پیمانے کا بکثرت استعمال کرتے ہیں، ذمہ سے مراد حق ہے، اور رشتہ سے مراد یہ ہے کہ حضرت اسماعیل کی والدہ حضرت ہاجرہ مصر سے تھیں، اور سسرالی رشتہ سے مراد یہ ہے کہ حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ قطبیہ بھی مصر کی تھیں، ان احادیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور ہے، کیونکہ آپ نے یہ پیش گوئی کی کہ آپ کے بعد آپ کی امت کو شوکت اور قوت حاصل ہوگی، اور وہ بڑے بڑے ملکوں کو فتح کریں گے اور مصر کو فتح کریں گے، اور جن دو آدمیوں نے ایک اینٹ کے برابر جگہ پر جھگڑا کیا اس کی خبر دی، وللہ الحمد۔

بَابٌ ۸۹۳ فَضْلِ أَهْلِ عُمَانَ — اہل عمان کی فضیلت

۶۳۷۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي الْوَازِعِ جَابِرِ بْنِ عَمْرٍو الرَّاسِبِيِّ سَمِعْتُ أَبَا بَرْزَةَ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا إِلٰى حَيٍّ مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَسَبُّوهُ وَضَرَبُوهُ فَجَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَهْلَ عُمَانَ أَتَيْتَ مَا سَبُّوكَ وَلَا ضَرَبُوكَ۔

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ کے پاس بھیجا، ان لوگوں نے اس کو گالیاں دیں اور مارا اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اس کی خبر دی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اہل عمان کے پاس جاتے تو وہ تم کو گالیاں دیتے نہ مارتے۔

ف: علامہ نووی نے لکھا ہے کہ عمان بحرین کا ایک شہر ہے۔

بَابٌ ۸۹۴ ذِكْرِ كَذَّابِ ثَقِيفٍ وَمُبِيرِهَا — قبیلہ ثقیف کا کذاب اور اس کا ظالم

۶۳۷۳۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ إِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيَّ أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلٍ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى عَقَبَةِ الْمَدِينَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ

ابو نوفل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو مدینہ کی گھاٹی میں (سولی پر) لٹکا ہوا دیکھا، اس جگہ سے قریش اور دوسرے لوگ گذر رہے تھے، حتی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وہاں سے گذر ہوا، وہ وہاں پر ٹھہر گئے اور کہا: السلام علیک ابا خبیب، السلام علیک ابا خبیب،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُولًا لِلرَّحِمِ أَمَا وَاللّٰهِ لَأُمَّةٌ أَنْتَ أَشَرُّهَا لَأُمَّةٌ خَيْرٌ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَوْلُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهِ فَأُلْقِيَ فِي قُبُورِ الْيَهُودِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَأَبَتْ أَنْ تَأْتِيَهُ فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُولَ لَتَأْتِيَنِّي أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكِ مَنْ يَسْحَبُكِ بِقُرُونِكِ قَالَ فَأَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا آتِيكَ حَتّٰى تَبْعَثَ إِلَيَّ مَنْ يَسْحَبُنِي بِقُرُونِي قَالَ فَقَالَ أَرُونِي سِبْتَيَّ فَأَخَذَ نَعْلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَتَوَذَّفُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتِنِي صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰهِ قَالَتْ رَأَيْتُكَ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَأَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ لَهُ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ أَنَا وَاللّٰهِ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكُنْتُ أَرْفَعُ بِهِ طَعَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ الدَّوَابِّ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ أَمَا إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَمُبِيرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا وَلَمْ يُرَاجِعْهَا۔

السلام علیک ابا خبیب، میں آپ کو اس (خلافت کے) اقدام سے منع کرتا تھا، سنیے بہ خدا میں آپ کو اس سے منع کرتا تھا، بہ خدا میں آپ کو اس سے منع کرتا تھا، سنیے بہ خدا آپ بکثرت روزے رکھنے والے، بہت قیام کرنے والے، بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے، بخدا (دشمنوں کے زعم میں) آپ کی جو جماعت بری تھی وہ (در حقیقت) بہت اچھی تھی، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے چلے گئے، جب حجاج کو حضرت ابن عمر کے وہاں کھڑے ہونے اور آپ کے اس کلام کی خبر ہوئی تو اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی نعش کے پاس کسی کو بھیجا اور ان کی نعش کو سولی سے اتروایا اور یہود کے قبرستان میں پھنکوا دیا، پھر ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بلوایا، انھوں نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا، اس نے دوبارہ پیغام بھیجا، کہ میرے پاس آؤ ورنہ میں کسی شخص کو بھیجوں گا جو تم کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا میرے پاس لے آئے گا۔ حضرت اسماء نے انکار کیا اور فرمایا بہ خدا میں اس وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو مجھے بالوں سے پکڑوا کر گھسٹوا کر نہیں بلائے گا، حجاج نے کہا، میری جوتیاں لاؤ، پھر اس نے جوتیاں پہنیں اور اکڑتا ہوا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہنے لگا تم نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کو کیسے قتل کیا، انھوں نے فرمایا تم نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری عاقبت برباد کر دی! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو اس کو دو کمر بندوں والی کا بیٹا کہتا ہے، تو سن! بہ خدا میں دو کمر بندوں والی ہوں کمر بند کے ایک ٹکڑے کے ساتھ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طعام کو سواری کے ساتھ باندھا تھا، اور دوسرا ٹکڑا وہ ہے جس سے کوئی عورت مستغنی نہیں

ہوتی، اور سن! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ظالم ہوگا کذاب کو تو ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور رہا ظالم تو میرے گمان میں وہ صرف تو ہی ہو سکتا ہے! راوی کہتا ہے پھر حجاج وہاں سے چلا گیا اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سوانح

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا نام ونسب یہ ہے:

عبد اللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی قرشی اسدی۔ ابو بکر اور ابو خبیب ان کی کنیت ہے۔

سنہ ۱ھ میں حضرت ابن الزبیر کی ولادت ہوئی، آپ کی والدہ آپ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبرکاً کھجور چبا کر اس نومولود کے منہ میں ڈالی۔

جنگ جمل میں حضرت ام المؤمنین کی حفاظت میں بڑی جانثاری سے لڑے لیکن صفین کی خانہ جنگی میں کوئی حصہ نہیں لیا، حضرت معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، البتہ یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔

سنہ ۶۰ھ میں جب یزید ولی عہد ہوا تو اس نے حضرت حسین اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم سے بیعت کا مطالبہ کیا، حضرت ابن الزبیر مکہ روانہ ہو گئے، اور حضرت حسین کی شہادت تک مکہ مکرمہ میں رہے اور یزید کے بار بار اصرار اور مطالبہ کے باوجود اس کی بیعت نہیں کی، یزید کے وفد کے واپس جانے کے بعد حضرت ابن الزبیر نے تہامہ اور اہل حجاز کو اپنی بیعت کی دعوت دی، حضرت ابن عباس اور محمد بن حنفیہ کے علاوہ باقی تمام لوگوں نے حضرت ابن الزبیر کی بیعت کر لی، بیعت لینے کے بعد حضرت ابن الزبیر نے یزید کے عمال کو نکال دیا، اور یہاں سے بنو امیہ کی حکومت اٹھ گئی، یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا کہ پہلے اہل مدینہ کی تادیب کی جائے اور پھر مکہ میں حضرت ابن الزبیر کا مقابلہ کیا جائے، واقعہ حرہ اور اہل مدینہ کو قتل وغارت کرنے کے بعد مسلم بن عقبہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا لیکن مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے اس کو قضاء الٰہی نے آ لیا، حصین بن نمیر اس کا جانشین ہوا اور وہ مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا، ابھی یہ لڑائی جاری تھی کہ ربیع الاول سنہ ۶۴ھ میں یزید مر گیا اور حصین شام واپس چلا گیا۔

ذوالقعدہ سنہ ۷۲ھ میں عبد الملک بن مروان نے حجاج کو حضرت ابن الزبیر پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا، اس وقت حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما حرم میں پناہ گزیں تھے، کئی مہینوں تک یہ جنگ جاری رہی، بالآخر جمادی الثانی سنہ ۷۳ھ میں حضرت ابن الزبیر شہید ہو گئے، حجاج نے حضرت ابن الزبیر کی شہادت کے بعد آپ کی نعش سولی پر لٹکا دی۔ (خلاصہ طبری)

علامہ نووی لکھتے ہیں، اس حدیث میں میت کو سلام کرنے کا ثبوت ہے اور میت کے محاسن ذکر کرنے کا بیان ہے، اس میں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جرأت کا بیان ہے کہ انہوں نے یزید کے ظلم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے

کلمہ حق کہا، اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ حضرت ابن الزبیر مظلوماً شہید ہوئے اور حجاج اور اس کے رفقاء باغی تھے۔[۱]

باب ۸۹۵ فضل فارس

اہل فارس کی فضیلت

۶۳۷۴ - حدثنی محمد بن رافع وعبد بن حمید قال عبد اخبرنا وقال ابن رافع حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن جعفر الجزری عن یزید بن الاصم عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی یتناولہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دین ثریا پر ہوتا تب بھی فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا۔ یا فارس کی اولاد میں سے ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا۔

۶۳۷۵ - حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا عبد العزیز یعنی ابن محمد عن ثور عن ابی الغیث عن ابی ھریرۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ نزلت علیہ سورۃ الجمعۃ فلما قرا واخرین منھم لما یلحقوا بھم قال رجل من ھؤلاء یا رسول اللہ فلم یراجعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی سالہ مرۃ او مرتین او ثلاثا قال وفینا سلمان الفارسی قال فوضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ھؤلاء۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ جمعہ نازل ہوئی، اور آپ نے یہ پڑھا واخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ (یعنی آپ ان پر بھی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو بھی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا بھی تزکیہ کرتے ہیں جو ابھی آپ سے واصل نہیں ہوئے) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا حتی کہ اس نے آپ سے ایک یا دو، یا تین بار سوال کیا، اس وقت ہم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اس کے علاقے کے لوگ اس کو حاصل کر لیتے۔

حدیث رسول اللہ میں امام اعظم کی بشارت

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

اس میں اختلاف ہے کہ و آخرین منھم سے کون مراد ہے، اور اس میں یہ اقوال ہیں (۱) تابعین (۲) عجم (۳) ابناء عجم (۴) صحابہ کے بعد کے لوگ (۵) قیامت تک کے مسلمان (۶) علامہ قرطبی نے کہا احسن یہ ہے کہ اس کو ابناء فارس پر محمول کیا جائے۔

یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ فارس میں دینی علوم کا غلبہ ہوا اور وہاں بہت علماء کا ظہور ہوا اور یہ

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے صدق پر دلیل ہے۔ [1]

حضرت امام ابوحنیفہ کے آباؤ اجداد بھی چونکہ فارس سے آئے تھے، اس لیے اس حدیث کی بشارت کو امام ابوحنیفہ پر بھی محمول کیا گیا ہے، علامہ شامی اس حدیث کی متعدد اسانید بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اکثر علماء کی تصریح کے مطابق امام ابوحنیفہ کے دادا فارس کے رہنے والے تھے، حافظ سیوطی شافعی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے، اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور اس میں امام ابوحنیفہ کی طرف اشارہ ہے، امام ابوحنیفہ کے فضائل اور مناقب میں یہ حدیث کافی ہے، حافظ سیوطی کے شاگرد علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ہمارے استاذ نے جو یہ جزم کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس حدیث سے مراد امام ابوحنیفہ ہیں، کیونکہ ابناء فارس میں امام ابوحنیفہ کے مرتبہ علم و فضل تک کوئی نہیں پہنچا۔ [2]

بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً

انسان اونٹوں کی طرح ہیں جن میں سو میں سے ایک بھی سواری کے لائق نہیں ہے

۶۳۷۶۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيْهَا رَاحِلَةً

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم انسانوں کو سو اونٹوں کی مثل پاؤ گے ان میں سے ایک بھی سواری کے لائق نہیں ہوگا۔

کامل انسان کی کامل اونٹ کے ساتھ تشبیہ کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علامہ ابن قتیبہ نے کہا کہ راحلہ اس عمدہ اونٹ کو کہتے ہیں جو کامل الاوصاف ہو اور سواری کے لائق ہو، اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ لوگ برابر ہیں، کسی کو دوسرے پر نسبی فضیلت نہیں ہے بلکہ وہ سو اونٹوں کی طرح ایک دوسرے کے مشابہ ہیں، ازہری نے کہا اہل عرب راحلہ اچھی نسل کے اونٹ کو کہتے ہیں، اور ابن قتیبہ کا ذکر کردہ معنی غلط ہے، بلکہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں مکمل زاہد ہو اور آخرت میں پوری طرح راغب ہو وہ بہت کم ہوتا ہے جیسے اچھی نسل کا اونٹ بہت کم ہوتا ہے، علامہ نووی نے کہا ہے کہ ان دونوں معنوں سے بہتر معنی یہ ہے کہ انسانوں میں عمدہ خصائل اور کامل اوصاف کا حامل بہت کم ہوتا ہے، جیسے اونٹوں میں اچھا اونٹ کم ہوتا ہے۔ [3]

---

[1] علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۱۹ ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۴۸ ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۴۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ ھ

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، [illegible]

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

عمدہ اور کم یاب اونٹ کے ساتھ انسان کی مثال کی توجیہ یہ ہے کہ جو انسان جواد ہو اور جو لوگوں کے حقوق اور فرائض کا بوجھ اٹھاتا ہو، ان کے تاوان اور جرمانے ادا کرتا ہو اور ان کا غم بانٹ لیتا ہو ایسا انسان بہت کم ہے، جس طرح خوشی سے بوجھ اٹھانے والے اچھی نسل کے اونٹ کم ہوتے ہیں۔ [1]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق سو میں سے کوئی ایک انسان بہ مشکل کامل ہوتا ہے، اور درحقیقت کامل وہی ہوتا ہے جو اپنے اندر کمال کا دعویٰ نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو انسان کامل بنائے۔

اختتامی کلمات

شرح صحیح مسلم کی جلد سادس کتاب الفضائل پر ختم ہو گئی، اس کے بعد کتاب البر والصلۃ سے جلد سابع شروع ہو گی اور ان شاء اللہ جلد سابع میں شرح صحیح مسلم مکمل ہو جائے گی۔

الہ العالمین! آپ کا بے حد و بے حساب شکر ہے کہ آپ نے اس عاجز اور ناکارہ سے دین اسلام کا اتنا عظیم کام لے لیا، مجھے دین اسلام کے تمام افکار و نظریات اور تمام ارکان اور احکام کو قرآن مجید، احادیث صحیحہ، آثار تابعین اقوال ائمہ اور خصوصاً سراج الائمہ امام ابو حنیفہ کے اقوال کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت فرمائی ہے، میرے وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں تھا کہ میں دین کا اتنا عظیم کام کر سکوں گا، یہ محض آپ کا لطف و کرم ہے، اور آپ کی عنایت ہے، الہ العالمین! جس طرح آپ نے شرح صحیح مسلم کی یہ چھ جلدیں مکمل کرنے کی توفیق دی ہے، ساتویں جلد مکمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرما۔

اس کتاب کی تصنیف و تالیف اور ترتیب و تدوین میں دار العلوم نعیمیہ کراچی کے اراکین اور کراچی کے دوسرے احباب کا بہت بڑا تعاون ہے، جنہوں نے مجھے فراہمی کتب کے علاوہ ایسی سہولتیں مہیا کیں جن کی وجہ سے میں سکون کے ساتھ یہ کام کر رہا ہوں، میں ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری زید مطلعہم، پروفیسر مفتی منیب الرحمان زید مجدہم اور علامہ غلام محمد سیالوی زید عنایتہم کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔

الہ العالمین! مجھے اور میرے ان تمام احباب کو اس کتاب کے ناشر اس کے کاتب اور اس کے مصحح مولانا محمد ابراہیم فیضی اسعدہ اللہ اور اس کتاب کے قارئین کو میرے والدین، میرے مشائخ اور اساتذہ اور میرے تلامذہ کو دین و دنیا کی خوشیاں عطا فرما، ہر غم اور ہر بلا سے محفوظ رکھ، الہ العالمین دنیا اور آخرت میں عزت اور آبرو کو قائم رکھ اور دارین کی سعادتیں، کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرما۔ دنیا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور زیارت عطا فرما

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۳۴۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

آخرت میں آپ کی عنایت اور شفاعت عطا فرما اور آپ کے توسط سے بے حساب و کتاب جنت الفردوس عطا فرما، قیامت تک اس کتاب کے فیض کو باقی اور جاری رکھ اور اس کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد افضل الانبیاء و المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والآخرین قائد الغر المحجلین شفیعنا یوم الدین وعلی ازواجہ امہات المومنین والہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الکاملین الواصلین واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وامتہ اجمعین۔

ماخذ و مراجع

کتب الٰہیہ

۱۔ قرآن مجید
۲۔ تورات
۳۔ انجیل

کتب احادیث

۴۔ صحیح بخاری، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
۵۔ صحیح مسلم، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۷۵ھ، امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ
۶۔ جامع ترمذی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ
۷۔ سنن ابی داؤد، مطبوعہ مطبع مجتبائی، پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ
۸۔ سنن نسائی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ
۹۔ سنن ابن ماجہ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ
۱۰۔ صحیح ابن خزیمہ، مطبوعہ مکتب اسلامی، بیروت، ۱۳۹۵ھ، امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ
۱۱۔ مؤطا امام مالک، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ
۱۲۔ مسند امام اعظم، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی، امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ
۱۳۔ مؤطا امام محمد، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ
۱۴۔ کتاب الآثار، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی، ۱۴۰۷ھ، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ
۱۵۔ کتاب الآثار، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ
۱۶۔ مصنف عبدالرزاق، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ
۱۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی، ۱۴۰۶ھ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ

۱۸۔ مسند احمد بن حنبل، مکتب اسلامی، بیروت، ۱۳۹۸ھ، امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ

۱۹۔ مسند دارمی، مطبوعہ مطبع نظامی، کانپور، ۱۲۹۳ھ، امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ

۲۰۔ سنن دارقطنی، مطبوعہ نشر السنۃ، ملتان، امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ

۲۱۔ شمائل ترمذی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ

۲۲۔ شرح معانی الآثار، مطبوعہ مجتبائی، پاکستان لاہور، ۱۴۰۴ھ، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ

۲۳۔ سنن کبریٰ، مطبوعہ نشر السنۃ، ملتان، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ

۲۴۔ کشف الاستار عن زوائد البزار، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۴ھ، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ

۲۵۔ مجمع الزوائد، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ

۲۶۔ شرح السنۃ، مطبوعہ مکتب اسلامی، بیروت، ۱۴۰۰ھ، امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ

۲۷۔ الادب المفرد، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ

۲۸۔ المستدرک، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ، امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ

۲۹۔ جامع الصغیر، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۹۱ھ، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

۳۰۔ مراسیل ابوداؤد، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ

۳۱۔ فردوس الاخبار، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، حافظ شیرویہ بن شہردار الدیلمی متوفی ۵۰۹ھ

۳۲۔ تلخیص المستدرک، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ، علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ

۳۳۔ خصائص کبریٰ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

۳۴۔ الجواہر النقی، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، علامہ علاؤ الدین بن علی بن عثمان ماردینی ترکمانی متوفی ۷۴۵ھ

۳۵۔ نصب الرایہ، مطبوعہ مجلس علمی، سورت ہند، ۱۳۵۷ھ، حافظ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف زیلعی ۷۶۲ھ

۳۶۔ مشکوٰۃ، مطبوعہ اصح المطابع دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ

۳۷۔ اعلاء السنن، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، شیخ ظفر احمد عثمانی ۱۳۹۴ھ

۳۸۔ کنز العمال، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ

۳۹۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ، امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ

۴۰۔ مسند طیالسی، مطبوعہ ہند، امام سلیمان بن داؤد بن جارود الطیالسی متوفی ۲۰۴ھ

۴۱۔ جامع الاصول فی احادیث الرسول، مطبوعہ مطبعۃ الملاح بیروت، ۱۳۹۰ھ، امام مجد الدین ابوالسعادات مبارک بن محمد ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ

۴۲۔ المسند، مطبوعہ عالم الکتب بیروت، حافظ عبداللہ بن زبیر حمیدی متوفی ۲۱۹ھ

۴۳۔ مسند ابویعلیٰ الموصلی، مطبوعہ دار المامون تراث بیروت ۱۴۰۴ھ، حافظ احمد بن علی المثنیٰ التمیمی متوفی ۳۰۷ھ

۴۴۔ دلائل النبوۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ

۴۵۔ شعب الایمان، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ، حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ

☆

کتبِ تفسیر

۴۶۔ احکام القرآن، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ، علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی، متوفی ۳۷۰ھ
۴۷۔ تفسیر کبیر، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی، متوفی ۶۰۶ھ
۴۸۔ الجامع لاحکام القرآن، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ، علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ
۴۹۔ تفسیر خازن، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور، علامہ علی بن محمد خازن شافعی، متوفی ۷۲۵ھ
۵۰۔ عنایۃ القاضی، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۲۸۳ھ، علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری حنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ
۵۱۔ تفسیر ابوسعود، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، علامہ ابوالسعود محمد بن محمد عمادی حنفی، متوفی ۹۸۲ھ
۵۲۔ روح البیان، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، علامہ اسماعیل حقی حنفی، متوفی ۱۱۳۷ھ
۵۳۔ تفسیر مظہری، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، متوفی ۱۲۲۵ھ
۵۴۔ تفسیر عزیزی، مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، متوفی ۱۲۳۹ھ
۵۵۔ روح المعانی، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی حنفی، متوفی ۱۲۷۰ھ
۵۶۔ فتح القدیر، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، شیخ محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ
۵۷۔ جامع البیان، مطبوعہ شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی مصر، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۷۳ھ، ابوجعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ
۵۸۔ التبیان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی، ۳۸۵ھ
۵۹۔ اضواء البیان، مطبوعہ عالم الکتب بیروت، علامہ محمد امین بن محمد مختار جکنی شنقیطی۔
۶۰۔ الجواہر فی تفسیر القرآن، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، علامہ حکیم شیخ طنطاوی جوہری
۶۱۔ تفسیر المنار، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، علامہ محمد رشید رضا، متوفی ۱۳۵۴ھ
۶۲۔ تفسیر المراغی، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۹۴ھ، علامہ احمد مصطفیٰ مراغی
۶۳۔ تفسیر نیشاپوری، مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، علامہ نظام الدین حسن بن محمد قمی نیشاپوری، متوفی ۷۲۸ھ
۶۴۔ تفسیر الجلالین، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، لاہور، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
۶۵۔ انوار التنزیل، مطبوعہ دار صادر بیروت، قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی، متوفی ۶۸۵ھ
۶۶۔ الفتوحات الالٰہیہ، مطبوعہ مطبعۃ البہیۃ مصر، ۱۳۰۳ھ، شیخ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل، متوفی ۱۲۰۴ھ
۶۷۔ الدر المنثور، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۴ھ، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
۶۸۔ تفسیر ابن کثیر، مطبوعہ ادارۂ اندلس بیروت، ۱۳۸۵ھ، حافظ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر، متوفی ۷۷۴ھ
۶۹۔ فتح البیان، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق مصر، ۱۳۰۱ھ، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، متوفی ۱۳۰۷ھ
۷۰۔ خزائن العرفان، تاج کمپنی لاہور، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ
۷۱۔ بیان القرآن، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ

۷۲۔ حاشیۃ القرآن، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، شیخ محمود الحسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ و شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی، ۱۳۶۹ھ
۷۳۔ معارف القرآن، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی، ۱۳۹۷ھ، مفتی محمد شفیع دیوبندی، متوفی ۱۳۹۶ھ
۷۴۔ مدارک التنزیل، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور، علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی، متوفی ۷۱۰ھ
۷۵۔ البحر المحیط، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۳ھ، علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف اندلسی غرناطی، متوفی ۷۵۴ھ
۷۶۔ فی ظلال القرآن، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ، سید محمد قطب شہید مصری
۷۷۔ احکام القرآن، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، علامہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن العربی، متوفی ۵۴۳ھ
۷۸۔ زاد المسیر، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، علامہ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی محمد جوزی حنبلی، متوفی ۵۹۷ھ
۷۹۔ تفہیم القرآن، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، سید ابو الاعلیٰ مودودی، متوفی ۱۳۹۹ھ
۸۰۔ نور العرفان، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ گجرات، مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ
۸۱۔ ضیاء القرآن، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
۸۲۔ مفہوم القرآن، مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور، غلام احمد پرویز

علوم قرآن

۸۳۔ البرہان فی علوم القرآن، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ زرکشی، متوفی ۷۹۴ھ
۸۴۔ الاتقان فی علوم القرآن، سہیل اکیڈمی لاہور، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ

کتب شرح حدیث

۸۵۔ تحقیق الکواکب الدراری فی شرح البخاری، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۱ھ، علامہ محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ
۸۶۔ عمدۃ القاری، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ، علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ
۸۷۔ فتح الباری، مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ، علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
۸۸۔ ارشاد الساری، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۶ھ، علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ھ
۸۹۔ فیض الباری، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ھ، شیخ انور شاہ کشمیری، متوفی ۱۳۵۲ھ
۹۰۔ فیوض الباری مطبوعہ مکتبہ رضوان لاہور، ۱۹۸۶ء علامہ محمود احمد رضوی، لاہور
۹۱۔ تفہیم البخاری، مطبوعہ مکتبہ نبویہ رضویہ، فیصل آباد، مولانا غلام رسول رضوی، فیصل آباد
۹۲۔ شرح مسلم، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ، علامہ یحییٰ بن شرف النووی، متوفی ۶۷۶ھ
۹۳۔ اکمال اکمال المعلم، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی، متوفی ۸۲۸ھ
۹۴۔ مکمل اکمال المعلم، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی، متوفی ۸۹۵ھ
۹۵۔ السراج الوہاج، مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال، ۱۳۰۲ھ، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، متوفی ۱۳۰۷ھ
۹۶۔ فتح الملہم، مطبوعہ مکتبہ الحجاز، کراچی، شیخ شبیر احمد عثمانی، متوفی ۱۳۶۹ھ

۹۷- تکملہ فتح الملہم، مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی، ۱۴۰۷ھ، شیخ محمد تقی عثمانی کراچی
۹۸- تحفۃ الاحوذی، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، شیخ عبد الرحمن مبارک پوری، متوفی ۱۳۲۵ھ
۹۹- بذل المجہود، مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ ملتان، شیخ خلیل احمد سہارنپوری، متوفی ۱۳۴۶ھ
۱۰۰- عون المعبود، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، شیخ شمس الحق عظیم آبادی، متوفی ۱۳۲۹ھ
۱۰۱- تمہید، مطبوعہ مکتبۃ القدوسیہ، لاہور، ۱۴۰۴ھ، حافظ ابو عمرو ابن عبد البر مالکی، متوفی ۴۶۳ھ
۱۰۲- مرقات، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ
۱۰۳- اشعۃ اللمعات، مطبوعہ مطبع تیج کمار، لکھنؤ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ
۱۰۴- منتقیٰ، مطبوعہ مطبع السعادۃ، مصر، ۱۳۳۲ھ، علامہ ابو الولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی، متوفی ۴۷۴ھ
۱۰۵- شرح المؤطا، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، علامہ محمد باقی زرقانی، متوفی ۱۱۲۲ھ
۱۰۶- فیض القدیر، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۱ھ، علامہ عبد الرؤف مناوی، متوفی ۱۰۰۳ھ
۱۰۷- شرح مسند امام اعظم، مطبوعہ مطبع محمدی لاہور، ۱۳۰۷ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ
۱۰۸- التعلیق المغنی، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، شیخ محمد شمس الحق عظیم آبادی متوفی ۱۳۲۹ھ
۱۰۹- التعلیق الممجد، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، مولانا عبد الحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ
۱۱۰- تقریرات ترمذی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، شیخ محمود الحسن دیوبندی، ۱۳۳۹ھ
۱۱۱- سراج منیر، شرح الجامع الصغیر، مطبع خیریہ مصر، ۱۳۰۵ھ، علامہ شیخ علی بن شیخ احمد عزیزی
۱۱۲- فیض القدیر، شرح الجامع الصغیر دار المعرفہ بیروت، ۱۳۹۱ھ، علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ
۱۱۳- اوجز المسالک، مطبوعہ المکتبۃ الیحیویہ، سہارن پور ہند، شیخ محمد زکریا
۱۱۴- جمع الوسائل، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ
۱۱۵- شرح الشمائل، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، علامہ عبد الرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ

اسماء رجال

۱۱۶- تاریخ بغداد، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ
۱۱۷- تہذیب التہذیب، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۷ھ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
۱۱۸- لسان المیزان، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
۱۱۹- خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، شیخ صفی الدین احمد بن عبد اللہ خزرجی
۱۲۰- الاکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ اصح المطابع، دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ
۱۲۱- کتاب الثقات، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۱ھ، حافظ محمد ابن حبان تمیمی، متوفی ۳۵۴ھ
۱۲۲- کتاب الجرح والتعدیل، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۷۱ھ، حافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم رازی متوفی ۳۲۷ھ

۱۲۳۔ میزان الاعتدال، مطبوعہ مطبع محمدی، لکھنؤ، حافظ شمس الدین ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ

۱۲۴۔ المقاصد الحسنۃ، مطبوعہ مکتبۃ الخانجی، مصر، ۱۳۷۵ھ، ابوالخیر شمس الدین محمد بن عبدالرحمان سخاوی، متوفی ۹۰۲ھ

۱۲۵۔ موضوعات کبیر، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۲۶۔ العلل المتناہیہ، مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد، ۱۴۰۱ھ، علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی، متوفی ۵۹۷ھ

۱۲۷۔ کشف الاحوال فی نقد الرجال، مطبوعہ مطبع علوی ۱۳۰۲ھ، شیخ عبدالوہاب بن مولوی محمد غوث مدراسی

۱۲۸۔ تذکرۃ الحفاظ، مطبوعہ ادارہ احیاء التراث العربی بیروت، علامہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ

۱۲۹۔ المعارف مطبوعہ نور محمد اصح الکتب کراچی، ابو محمد عبداللہ بن مسلم المعروف بابن قتیبہ، متوفی ۲۷۶ھ

۱۳۰۔ اللآلی المصنوعہ، مطبع علوی لکھنؤ ۱۳۰۳ھ، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

لغت

۱۳۱۔ المفردات مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ، علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی، متوفی ۵۰۲ھ

۱۳۲۔ نہایہ، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی ایران، ۱۳۶۴ھ، علامہ محمد بن اثیر الجزری، متوفی ۶۰۶ھ

۱۳۳۔ تہذیب الاسماء واللغات، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ

۱۳۴۔ قاموس، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، علامہ مجد الدین فیروز آبادی

۱۳۵۔ لسان العرب، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ، قم ایران، ۱۴۰۵ھ، علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی، متوفی ۷۱۱ھ

۱۳۶۔ تاج العروس شرح القاموس، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ، سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی، متوفی ۱۲۰۵ھ

۱۳۷۔ المنجد، مطبوعہ المطبعۃ الکاثولیکیہ، بیروت، ۱۹۲۷ء، لوئیس معلوف الیسوعی

۱۳۸۔ المنجد مترجم، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، لوئیس معلوف الیسوعی

۱۳۹۔ مجمع بحار الانوار، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، علامہ محمد طاہر پٹنی، متوفی ۹۸۷ھ

۱۴۰۔ لغات الحدیث، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، شیخ وحید الزمان، متوفی ۱۳۳۸ھ

۱۴۱۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا، ۱۹۵۰ء

۱۴۲۔ دائرۃ المعارف، القرن العشرین، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۹۷۱ء، علامہ محمد فرید وجدی

۱۴۳۔ الصحاح، مطبوعہ دار العلم بیروت، ۱۴۰۴ھ، علامہ اسماعیل بن حماد الجوہری، متوفی ۳۹۸ھ

۱۴۴۔ فقہ السنۃ، مطبوعہ شرکۃ دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ جدہ، علامہ سید سابق

۱۴۵۔ معجم البلدان، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۹۹ھ، شیخ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ حموی رومی بغدادی متوفی ۶۲۶ھ

۱۴۶۔ منتہی الادب، مطبوعہ مطبعہ اسلامیہ لاہور، ۱۳۴۴ھ، عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری

۱۴۷۔ معجم متن اللغۃ، مطبوعہ دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ۱۹۵۸ء، شیخ احمد رضا، متوفی ۱۹۵۳ء

۱۴۸۔ لاروس، مطبوعہ مکتبۃ لاروس بالیس (پیرس)، ڈاکٹر خلیل الجبر

۱۴۹۔ کتاب العین، مطبوعہ دارالہجرت، قم ایران، ۱۴۰۵ھ، امام ابوعبدالرحمن الخلیل بن احمد فراہیدی، متوفی ۱۷۵ھ

۱۵۰۔ اقرب الموارد، مطبوعہ منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمٰی، ایران، ۱۴۰۳ھ، علامہ سعید خوری شرتونی لبنانی

۱۵۱۔ قائد اللغات، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور، طبع دوم، ابونعیم عبدالحکیم خان نشتر جالندھری

۱۵۲۔ فیروز اللغات، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۶۸ء، الحاج فیروز الدین

۱۵۳۔ فرہنگ آصفیہ، مطبوعہ معارف پریس لاہور، طبع چہارم، مولوی سید احمد دہلوی

فضائل وسیرت

۱۵۴۔ شفاء، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان، قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ

۱۵۵۔ نسیم الریاض، مطبوعہ دارالفکر بیروت، علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ

۱۵۶۔ شرح الشفاء، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۵۷۔ سعادت الدارین، مطبوعہ مطبعہ بیروت، بیروت ۱۳۱۶ھ، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ

۱۵۸۔ مدارج النبوت، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ

۱۵۹۔ الوفاء باحوال المصطفیٰ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، علامہ عبدالرحمن ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ

۱۶۰۔ زاد المعاد، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۶۹ھ، علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم جوزیہ، متوفی ۷۵۱ھ

۱۶۱۔ المواہب اللدنیہ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، علامہ احمد قسطلانی، متوفی ۹۱۱ھ

۱۶۲۔ شرح المواہب اللدنیہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۳۹۳ھ، علامہ محمد عبدالباقی زرقانی، متوفی ۱۱۲۲ھ

۱۶۳۔ البدایہ والنہایہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۳۹۳ھ، حافظ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر، متوفی ۷۷۴ھ

۱۶۴۔ انسان العیون، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۸۴ھ، علامہ علی بن برہان الدین حلبی، متوفی ۱۰۴۴ھ

۱۶۵۔ ازالۃ الخفاء، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۶ھ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ

۱۶۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ

۱۶۷۔ نشر الطیب، مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ

۱۶۸۔ دلائل النبوت، مطبوعہ دار النفائس، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ

۱۶۹۔ مطالع المسرات، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور، علامہ محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف فاسی

۱۷۰۔ السیرۃ النبویہ، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، حافظ ابوالفداء اسماعیل بن کثیر، متوفی ۷۷۴ھ

۱۷۱۔ الطبقات الکبریٰ، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ، امام محمد بن سعد، متوفی ۲۳۰ھ

۱۷۲۔ استیعاب، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، متوفی ۴۶۳ھ

۱۷۳۔ اصابہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ

۱۷۴۔ اسد الغابہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ ابو الحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ

۱۷۵۔ تاریخ یعقوبی، مطبوعہ مرکز انتشارات علمی ایران، شیخ احمد بن ابی یعقوب، متوفی ۲۸۰ھ

۱۷۶۔ التاریخ الخمیس، مطبوعہ مؤسسۃ شعبان بیروت، ۱۲۸۳ھ، علامہ حسین بن محمد دیار بکری

۱۷۷۔ الروض الانف، مطبوعہ مکتبۂ فاروقیہ ملتان، علامہ ابو القاسم عبد الرحمان بن عبد اللہ سہیلی متوفی ۵۸۱ھ

۱۷۸۔ مختصر سیرت الرسول، مطبوعہ المطبعۃ العربیہ، ۱۳۹۹ھ، شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی متوفی ۱۲۴۲ھ

۱۷۹۔ سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، مطبوعہ مجلس اعلیٰ قاہرہ، ۱۳۵۲ھ، علامہ محمد بن یوسف شامی صالحی، متوفی ۹۴۲ھ

۱۸۰۔ المدخل، مطبوعہ مصر، علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد المشہور ابن الحاج، متوفی ۷۳۷ھ

۱۸۱۔ الکامل فی التاریخ، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت، ۱۴۰۰ھ، علامہ ابو الحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ

۱۸۲۔ تاریخ الامم والملوک، مطبوعہ دار القلم بیروت، علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ

۱۸۳۔ تاریخ ابن خلدون، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۰ھ، علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون، متوفی ۸۰۸ھ

۱۸۴۔ تاریخ الخلفاء، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ

۱۸۵۔ مرآۃ الجنان، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی، بیروت، علامہ عبد اللہ بن اسعد بن علی یافعی، متوفی ۷۶۸ھ

۱۸۶۔ وفاء الوفاء، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۱ھ، علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی، متوفی ۹۱۱ھ

۱۸۷۔ الجواہر المنظم، مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور، ۱۴۰۵ھ، علامہ احمد بن حجر مکی شافعی ۹۷۴ھ

۱۸۸۔ الجواہر البحار، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۷۹ھ، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ

۱۸۹۔ کتاب الاذکار، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی و اولادہ مصر، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ

۱۹۰۔ الصارم المسلول، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، شیخ ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ حرانی، متوفی ۷۲۸ھ

۱۹۱۔ لواقح الانوار القدسیہ، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی و اولادہ مصر، علامہ عبد الوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ

۱۹۲۔ الصواعق المحرقہ، مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ، ۱۳۸۵ھ، علامہ احمد بن حجر مکی، شافعی، متوفی ۹۷۴ھ

۱۹۳۔ الحدیقۃ الندیہ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ۱۹۷۷ء، علامہ عبد الغنی نابلسی، متوفی ۱۱۴۳ھ

۱۹۴۔ تاریخ دمشق الکبیر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ، حافظ ابو القاسم علی بن حسین شافعی المعروف بابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ

۱۹۵۔ سیر اعلام النبلاء، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۲ھ، علامہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ

۱۹۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ

کتبِ فقہ حنفی

۱۹۷۔ کتاب الخراج، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، متوفی ۱۸۲ھ

۱۹۸۔ مبسوط (کتاب الاصل)، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی، امام محمد بن حسن شیبانی، متوفی ۱۸۹ھ

۱۹۹۔ الجامع الصغیر، مطبوعہ مطبع مصطفائی ہند، ۱۲۹۱ھ، امام محمد بن حسن شیبانی، متوفی ۱۸۹ھ
۲۰۰۔ کتاب الحجۃ، مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور، 〃 〃 〃 〃 〃
۲۰۱۔ شرح سیر کبیر، مطبوعہ المکتبۃ للثورۃ الاسلامیہ افغانستان، ۱۴۰۵ھ، علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی، متوفی ۴۸۳ھ
۲۰۲۔ مبسوط (شرح الکافی) مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ، 〃 〃 〃 〃
۲۰۳۔ فتاویٰ قاضی خان، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ، بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ، علامہ حسن بن منصور اوزجندی، متوفی ۵۹۲ھ
۲۰۴۔ فتاویٰ النوازل، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ، علامہ ابو اللیث سمرقندی، متوفی ۳۷۳ھ
۲۰۵۔ بدائع الصنائع، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۴۰۰ھ، علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی، متوفی ۵۸۷ھ
۲۰۶۔ ہدایہ اولین، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ
۲۰۷۔ ہدایہ اخیرین، مطبوعہ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان، 〃 〃 〃 〃 〃
۲۰۸۔ عنایہ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، علامہ محمد بن محمود بابرتی متوفی، ۷۸۶ھ
۲۰۹۔ کفایہ، مطبوعہ 〃 〃 〃، علامہ جلال الدین خوارزمی
۲۱۰۔ فتح القدیر، مطبوعہ 〃 〃 〃، علامہ کمال الدین ابن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ
۲۱۱۔ بنایہ، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد، علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی، ۸۵۵ھ
۲۱۲۔ البحر الرائق، مطبوعہ مطبعہ علمیہ، مصر، ۱۳۱۱ھ، علامہ زین الدین ابن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ
۲۱۳۔ منحۃ الخالق، مطبوعہ مطبعہ علمیہ، مصر، ۱۳۱۱ھ، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ
۲۱۴۔ تبیین الحقائق، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ عثمان بن علی زیلعی، متوفی ۷۴۳ھ
۲۱۵۔ در مختار، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ، علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ
۲۱۶۔ رد المحتار، مطبوعہ 〃 〃، ۱۳۲۷ھ، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ
۲۱۷۔ حاشیۃ الطحطاوی، علی الدر المختار، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۵ھ علامہ احمد بن محمد طحطاوی، متوفی ۱۲۳۱ھ
۲۱۸۔ مراقی الفلاح، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ، علامہ حسن بن عمار شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ
۲۱۹۔ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ، علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ
۲۲۰۔ غنیۃ المستملی، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، علامہ ابراہیم بن محمد حلبی، متوفی ۹۵۶ھ
۲۲۱۔ صغیری، مطبوعہ، مطبع مجتبائی، دہلی، 〃 〃 〃 〃
۲۲۲۔ درر الحکام فی شرح غرر الاحکام، مطبوعہ مطبعہ عامرہ مصر، ۱۳۰۴ھ، ملا احمد بن فراموز خسرو، متوفی ۸۸۵ھ
۲۲۳۔ حاشیۃ الدرر والغرر، مولانا عبد الحلیم
۲۲۴۔ جامع الرموز، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، ۱۲۹۱ھ، علامہ محمد خراسانی، متوفی ۹۶۲ھ
۲۲۵۔ الجوہرۃ النیرۃ، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ
۲۲۶۔ فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ، ملا نظام الدین متوفی، ۱۱۶۱ھ
۲۲۷۔ فتاویٰ بزازیہ، مطبوعہ 〃 〃 〃، علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری، متوفی ۸۲۷ھ

۲۲۸۔ رسائل ابن عابدین، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۶ھ، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ

۲۲۹۔ تنقیح الفتاوی الحامدیہ، مطبوعہ دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ، 〃 〃 〃 〃

۲۳۰۔ تقریرات رافعی، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ، ۱۴۰۲ھ، شیخ عبد القادر رافعی مفتی الدیار المصریہ

۲۳۱۔ شرح النقایہ، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۲۳۲۔ فتاویٰ غیاثیہ، مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۴۰۳ھ، علامہ داؤد بن یوسف الخطیب

۲۳۳۔ حاشیۃ الدرر والغرر، مطبوعہ مطبع عامرہ شرفیہ مصر، ۱۳۰۴ھ، علامہ حسن بن عمار شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ

۲۳۴۔ اخبار القضاۃ، مطبوعہ الاستقامۃ قاہرہ، ۱۹۴۷ء، امام وکیع محمد بن خلف حیان، متوفی ۳۰۶ھ

۲۳۵۔ معین الاحکام، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۰ھ، علامہ علاء الدین ابو الحسن علی بن خلیل طرابلسی حنفی

۲۳۶۔ مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ محمد سلیمان داماد آفندی، متوفی ۱۰۷۸ھ

۲۳۷۔ المسلک المتقسط، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۲۳۸۔ حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ شہاب الدین احمد الشلبی

۲۳۹۔ تکملہ البحر الرائق، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ، علامہ محمد بن حسین بن علی طوری

۲۴۰۔ خلاصۃ الفتاویٰ، مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۷ھ، شیخ طاہر بن عبد الرشید بخاری حنفی

۲۴۱۔ المنتقیٰ علی ملتقی الابحر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ محمد علاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ

۲۴۲۔ شرح الکنز، مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ، مصر، ۱۲۸۷ھ، علامہ معین الدین الہروی المعروف بمحمد ملا مسکین، متوفی ۹۵۴ھ

۲۴۳۔ فتاویٰ عبد الحئی، مطبوعہ مطبع یوسفی ہند، ۱۳۲۵ھ، مولانا عبد الحئی لکھنوی، متوفی ۱۳۰۴ھ

۲۴۴۔ فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ مطبع سنی دار الاشاعت فیصل آباد، ۱۳۹۴ھ، امام احمد رضا قادری، متوفی ۱۳۴۰ھ

۲۴۵۔ الذخیرۃ الزکیہ، مطبوعہ محبوب المطابع دہلی، 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۲۴۶۔ کفل الفقیہ، مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت بریلی، ۱۳۲۴ھ، امام احمد رضا قادری، متوفی ۱۳۴۰ھ

۲۴۷۔ فتاویٰ افریقیہ، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۲۴۸۔ اسلام میں عورت کی دیت، مطبوعہ بزم سعید لاہور، علامہ سید احمد سعید کاظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ

۲۴۹۔ بہار شریعت، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی، مولانا امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ

۲۵۰۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، شیخ عزیز الرحمان و مفتی محمد شفیع دیوبندی، متوفی ۱۳۹۶ھ

۲۵۱۔ فتاویٰ خیریہ مطبوعہ مطبع میمنہ مصر ۱۳۱۰ھ علامہ خیر الدین اعلیٰ متوفی ۱۳۸۱ھ

۲۵۲۔ حاشیۃ ابی السعود علی ملا مسکین، مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ، مصر، ۱۲۸۷ھ، علامہ ابو السعود محمد بن محمد عمادی، متوفی ۹۸۲ھ

۲۵۳۔ فتاویٰ مسعودی، مطبوعہ سرہند پبلیکیشنز کراچی، ۱۴۰۷ھ، شاہ محمد مسعود دہلوی، متوفی ۱۳۹۶ھ

۲۵۴۔ جامع الفتاویٰ، مطبوعہ مطبع اسلامی پریس شاہجہاں پور، ۱۳۲۲ھ، مولانا ریاست علی خان

۲۵۵۔ نصب الرایہ مطبوعہ مجلس علمی ہند، علامہ جمال الدین عبد اللہ بن یوسف حنفی زیلعی متوفی ۷۶۲ھ

۲۵۶۔ امداد الفتاویٰ، مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی، شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ

۲۵۷۔ کتاب الاشباہ والنظائر، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۵۸۔ غمز عیون البصائر، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت، سید احمد بن محمد حنفی حموی
۲۵۹۔ انسانی اعضاء کی پیوندکاری، مطبوعہ مجلس مسائل تحقیق حاضرہ، کراچی، مفتی محمد شفیع دیوبندی، متوفی ۱۳۹۶ھ
۲۶۰۔ پراویڈنٹ فنڈ پر سود اور زکوٰۃ کا مسئلہ، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، " " " "
۲۶۱۔ اوزانِ شرعیہ، مطبوعہ ادارۃ المعارف، کراچی، مفتی محمد شفیع دیوبندی، متوفی ۱۳۹۶ھ
۲۶۲۔ رسائل و مسائل، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، سید ابوالاعلیٰ مودودی، متوفی ۱۳۹۹ھ
۲۶۳۔ ۵۔ اے ذیلدار پارک (از مجموعہ مجالس سید مودودی)، مطبوعہ البدر پبلیکیشنز، ۱۹۷۵ء، سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ
۲۶۴۔ برجندی علی شرح وقایہ، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنو، ۱۳۲۲ھ، علامہ عبدالعلی برجندی
۲۶۵۔ حقوق الزوجین، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور، سید ابوالاعلیٰ مودودی، متوفی ۱۳۹۹ھ
۲۶۶۔ مقالاتِ کوثری، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی، علامہ زاہد الکوثری متوفی ۱۳۷۱ھ
۲۶۷۔ کنز الدقائق، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز، کراچی، علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی، متوفی ۷۱۰ھ
۲۶۸۔ شرح وقایہ، مطبوعہ مطبع مجتبائی، ۱۳۲۷ھ، صدر الشریعہ عبید اللہ بن محمد متوفی ۷۴۷ھ
۲۶۹۔ حاشیہ مولوی الیاس، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی ۱۹۰۸ء، مولوی الیاس
۲۷۰۔ فتاویٰ نوریہ، مطبوعہ کمبائنڈ پرنٹرز لاہور، ۱۹۸۳ء، مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری متوفی ۱۴۰۳ھ
۲۷۱۔ فتاویٰ مظہری، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۱۳۹۰ھ، مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی متوفی ۱۳۸۶ھ
۲۷۲۔ عرفان شریعت، مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی، طبع دوم، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ
۲۷۳۔ فتاویٰ عزیزی، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۱۱ھ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ
۲۷۴۔ الطیب الوجیز فی امتعۃ الورق والابریز، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
۲۷۵۔ فتاویٰ تاتارخانیہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۱۱ھ، علامہ عالم بن العلاء الانصاری دہلوی متوفی ۷۸۶ھ

کتبِ فقہ شافعی

۲۷۶۔ کتاب الام، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۳ھ، امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ھ
۲۷۷۔ المہذب، مطبوعہ دار الفکر بیروت، شیخ ابو اسحاق شیرازی شافعی، متوفی ۴۵۵ھ
۲۷۸۔ شرح المہذب، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ
۲۷۹۔ تکملہ شرح المہذب، " " "، علامہ تقی الدین سبکی، متوفی ۷۵۶ھ
۲۸۰۔ فتح العزیز شرح الوجیز، " " "، علامہ ابو القاسم محمد رافعی، متوفی ۶۲۳ھ
۲۸۱۔ مغنی المحتاج، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ محمد الخطیب من قرن العاشر
۲۸۲۔ احیاء علوم الدین، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، امام محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ

۲۸۳۔ الحاوی للفتاوی، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
۲۸۴۔ مختصر المزنی، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ھ
۲۸۵۔ روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ
۲۸۶۔ فقہ السنۃ، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۱ھ، ڈاکٹر یوسف قرضاوی

کتب فقہ مالکی

۲۸۷۔ المدونۃ الکبریٰ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۲ھ، امام سحنون بن سعید تنوخی مالکی متوفی ۲۵۶ھ
۲۸۸۔ بدایۃ المجتہد، مطبوعہ دارالفکر بیروت، قاضی ابوالولید محمد بن احمد ابن رشد مالکی اندلسی، متوفی ۵۹۵ھ
۲۸۹۔ الشرح الصغیر علیٰ اقرب المسالک، مطبوعہ دارالمعارف مصر ۱۳۴۸ھ، علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد الدردیر مالکی، متوفی ۱۱۹۷ھ
۲۹۰۔ التاج والاکلیل شرح مختصر خلیل، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، علامہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف ابن ابی القاسم العبدری مالکی متوفی ۸۹۷ھ
۲۹۱۔ الشرح الکبیر، مطبوعہ دارالفکر بیروت، علامہ ابوالبرکات سیدی احمد دردیر مالکی متوفی ۱۱۹۷ھ
۲۹۲۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، مطبوعہ دارالفکر بیروت، شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی، متوفی ۱۲۱۹ھ
۲۹۳۔ حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر للدردیر، مطبوعہ دارالمعارف مصر، ۱۹۴۷ء، علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی ۱۲۲۳ھ
۲۹۴۔ مواہب الجلیل، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد الحطاب المغربی، متوفی ۹۵۴ھ

کتب فقہ حنبلی

۲۹۵۔ المقنع، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ، علامہ ابوالقاسم عمر بن الحسین بن عبداللہ بن احمد الخرقی، متوفی ۳۳۴ھ
۲۹۶۔ المغنی، " " " " " ، علامہ موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی، متوفی ۶۲۰ھ
۲۹۷۔ المغنی مع الشرح الکبیر، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۴ھ،
۲۹۸۔ الشرح الکبیر، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۴ھ، علامہ شمس الدین عبدالرحمٰن بن ابی عمر محمد بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۸۲ھ
۲۹۹۔ انصاف، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۷۴ھ، علامہ ابوالحسین علی بن سلیمان مرداوی، متوفی ۸۸۵ھ
۳۰۰۔ مجموع الفتاویٰ، مطبوعہ بامر فہد بن عبدالعزیز آل سعود، شیخ ابوالعباس تقی الدین احمد ابن تیمیہ حنبلی، متوفی ۷۲۸ھ
۳۰۱۔ کتاب الفروع، مطبوعہ عالم الکتب بیروت، ۱۳۸۸ھ، علامہ شمس الدین مقدسی ابوعبداللہ محمد بن مفلح حنبلی، متوفی ۷۶۳ھ
۳۰۲۔ تصحیح الفروع، " " " " " ، علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداوی، متوفی ۸۸۵ھ
۳۰۳۔ کشاف القناع، " " " " " ، علامہ منصور بن یونس بن ادریس بہوتی حنبلی، متوفی ۱۰۵۱ھ

کتب فقہ ظاہریہ (غیر مقلدین)

۳۰۴۔ المحلی، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۹ھ، شیخ علی بن احمد بن حزم اندلسی، متوفی ۴۵۶ھ
۳۰۵۔ نیل الاوطار، مطبوعہ الکلیات الازہریہ، ۱۳۹۸ھ، شیخ محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ
۳۰۶۔ مسک الختام، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، متوفی ۱۳۰۷ھ
۳۰۷۔ ایک مجلس کی تین طلاقیں، مطبوعہ نعمانیہ کتب خانہ لاہور
۳۰۸۔ کتاب الاموال، مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، امام ابو عبید قاسم بن سلام، متوفی ۲۲۴ھ

مذاہب اربعہ

۳۰۹۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۵۹ھ، علامہ عبد الوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ
۳۱۰۔ الفقہ علی مذاہب الاربعہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ عبد الرحمٰن الجزیری
۳۱۱۔ الفتاویٰ الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ القاہرہ، ۱۴۰۰ھ
۳۱۲۔ الفقہ الاسلامی و ادلتہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ، ڈاکٹر وہبہ زحیلی
۳۱۳۔ التشریع الجنائی، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، علامہ عبد القادر عودہ
۳۱۴۔ یسئلونک فی الدین والحیاۃ، مطبوعہ دار الجیل بیروت، ڈاکٹر احمد شرباصی، استاذ جامعہ ازہر۔

کتب شیعہ (حدیث و فقہ)

۳۱۵۔ الاصول من الکافی دار الکتب الاسلامیہ، تہران، شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی، متوفی ۳۲۹ھ
۳۱۶۔ الفروع من الکافی، مطبوعہ 〃 〃 ۱۳۹۱ھ 〃 〃 〃 〃
۳۱۷۔ من لا یحضرہ الفقیہ، مطبوعہ 〃 〃 شیخ ابو جعفر محمد بن علی قمی، متوفی ۳۸۱ھ
۳۱۸۔ تہذیب الاحکام، مطبوعہ 〃 〃 شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی، متوفی ۴۶۰ھ
۳۱۹۔ الاستبصار، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ، تہران، 〃 〃 〃 〃
۳۲۰۔ نہج البلاغۃ مع فارسی ترجمہ، مطبوعہ انتشارات زرین ایران
۳۲۱۔ نہج البلاغۃ مع اردو ترجمہ، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز
۳۲۲۔ شرح نہج البلاغۃ، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران، شیخ عز الدین عبد الحمید بن ابی الحدید، متوفی ۶۵۶ھ
۳۲۳۔ تفسیر تبیان، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی، متوفی ۴۶۰ھ

۳۲۴۔ تفسیر مجمع البیان، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ، شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ
۳۲۵۔ تفسیر منہج الصادقین، خیابان ناصر خسرو، شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ
۳۲۶۔ تفسیر قمی، مطبوعہ مکتبۃ النجف، ۱۳۸۷ھ، شیخ ابو الحسن علی بن ابراہیم قمی، متوفی ۳۲۹ھ
۳۲۷۔ تفسیر نمونہ، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران، ۱۳۶۳ھ، جمعے از نویسندگان
۳۲۸۔ توضیح المسائل، مطبوعہ سازمان تبلیغ اسلامی ایران، ۱۴۰۲ھ، شیخ روح اللہ خمینی، متوفی ۱۴۰۹ھ
۳۲۹۔ توضیح المسائل، مطبوعہ جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی، شیخ ابو القاسم الخوئی،
۳۳۰۔ احتجاج، مطبوعہ دار النعمان ایران، شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی، متوفی ۶۲۰ھ
۳۳۱۔ حق الیقین، مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران، ۱۳۴۷ھ، ملا باقر بن محمد تقی مجلسی، متوفی ۱۱۱۰ھ
۳۳۲۔ جلاء العیون (مترجم)، مطبوعہ انصاف پریس لاہور، ملا باقر بن محمد تقی مجلسی، متوفی ۱۱۱۰ھ
۳۳۳۔ حیات القلوب (مترجم)، مطبوعہ امامیہ کتب خانہ، ملا باقر بن محمد تقی مجلسی، متوفی ۱۱۱۰ھ
۳۳۴۔ تاریخ یعقوبی، مطبوعہ مرکز انتشارات علمی فرہنگی ایران، ۱۳۶۲ھ، شیخ احمد بن ابی یعقوب، متوفی ۲۶۰ھ
۳۳۵۔ کشف الاسرار، مطبوعہ انتشارات آزادی قم ایران، شیخ روح اللہ خمینی موسوی، متوفی ۱۴۰۹ھ
۳۳۶۔ المیزان، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران، ۱۳۰۲ھ، شیخ محمد حسین طباطبائی، متوفی ۱۳۹۳ھ
۳۳۷۔ فقہ الامام جعفر الصادق، مطبوعہ دار العلم بیروت، شیخ محمد جواد مغنیہ
۳۳۸۔ ناسخ التواریخ، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ ایران، ۱۳۶۳ھ، میرزا محمد تقی مؤرخ شہیر، متوفی ۱۲۹۰ھ
۳۳۹۔ بحار الانوار، مطبوعہ المطبعۃ الاسلامیہ طہران، ۱۳۹۲ھ، ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ
۳۴۰۔ القرآن المبین تفسیر المتقین، مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور، شیخ امداد حسین کاظمی مشہدی
۳۴۱۔ فدک، مطبوعہ کتاب خانہ چہل ستون، جامع تہران، ۱۳۹۸ھ، فقیر سید محمد حسن قزوینی
۳۴۲۔ شرح نہج البلاغہ، مطبوعہ مؤسسۃ النصر ایران، ۱۳۸۷ھ، شیخ کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی، متوفی ۶۷۹ھ
۳۴۳۔ رجال کشی، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات ایران، شیخ ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز کشی من علماء القرن الرابع

کتب عقائد و کلام

۳۴۴۔ شرح عقائد نسفی، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ
۳۴۵۔ شرح مواقف، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، میر سید شریف علی بن محمد جرجانی، متوفی ۸۱۶ھ
۳۴۶۔ شرح فقہ اکبر، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی و اولادہ مصر، ۱۳۷۵ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ
۳۴۷۔ حاشیۃ الخیالی، مطبوعہ عبد الحکیم اینڈ سنز پشاور، علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی، متوفی ۸۷۰ھ
۳۴۸۔ المنقذ من الضلال، مطبوعہ ہیئۃ الاوقاف لاہور، ۱۴۰۵ھ، علامہ محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ
۳۴۹۔ الیواقیت والجواہر، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی و اولادہ مصر، ۱۳۷۸ھ، علامہ عبد الوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ

۳۵۰۔ نبراس، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۳۹۷ھ، مولانا عبدالعزیز پر ہاروی
۳۵۱۔ حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی مع مجموعہ حواشی البہیہ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۹۷ھ، مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی، متوفی ۱۰۶۷ھ
۳۵۲۔ شرح المقاصد، مطبوعہ دارالمعارف النعمانیہ، لاہور، ۱۴۰۱ھ، علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ
۳۵۳۔ الاحکام السلطانیہ، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۹۳ھ، علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی متوفی ۴۵۰ھ
۳۵۴۔ سایرہ، مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ مصر، علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ
۳۵۵۔ مسامرہ، مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ مصر، علامہ کمال الدین محمد بن محمد المعروف با بن ابی شریف القدسی الشافعی متوفی ۹۰۶ھ
۳۵۶۔ کتاب العقائد، مطبوعہ تاجدار پبلیشنگ کمپنی، کراچی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ

کتب اصول حدیث

۳۵۷۔ الکفایہ فی علم الروایہ، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ
۳۵۸۔ لقط الدرر، مطبوعہ مطبعہ شرکتہ مصطفیٰ البابی حلبی و اولاد مصر، ۱۳۵۶ھ، علامہ عبداللہ بن حسین خاطر
۳۵۹۔ شرح شرح نخبۃ الفکر، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ
۳۶۰۔ امعان النظر، مطبوعہ اکادمی شاہ ولی اللہ، حیدر آباد سندھ، قاضی محمد اکرم سندھی
۳۶۱۔ تدریب الراوی، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
۳۶۲۔ تقریب النواوی، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ
۳۶۳۔ علوم الحدیث، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، امام ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن شہرزوری المعروف با بن الصلاح متوفی ۶۴۳ھ
۳۶۴۔ تیسیر مصطلح الحدیث، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، ڈاکٹر محمد طحان

کتب اصول فقہ

۳۶۵۔ مستصفیٰ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۲۹۴ھ، امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ
۳۶۶۔ فواتح الرحموت، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق ۱۲۹۴ھ، بحر العلوم عبدالعلی بن نظام الدین متوفی، ۱۲۲۵ھ
۳۶۷۔ الرسالۃ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۲ھ، امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ
۳۶۸۔ الاحکام فی اصول الاحکام، مطبوعہ مطبع محمد علی و اولادہ مصر، ۱۳۴۷ھ، علامہ سیف الدین علی بن علی آمدی متوفی، ۶۳۱ھ
۳۶۹۔ اصول بزدوی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی متوفی، ۴۸۲ھ
۳۷۰۔ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، الشیخ محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ

متفرقات

۳۷۱۔ کتاب التعریفات، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ، میر سید شریف علی بن محمد جرجانی، متوفی ۸۱۶ھ

۳۷۲۔ الجامع اللطیف، محمد جار اللہ، متوفی ۹۸۵ھ

۳۷۳۔ فتاویٰ حدیثیہ، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ، علامہ ابن حجر مکی، متوفی ۹۴۷ھ

۳۷۴۔ سباحۃ الفکر، مولانا عبد الحئی لکھنوی، متوفی ۱۳۰۴ھ

۳۷۵۔ الکبریت الاحمر، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۷۸ھ، علامہ عبد الوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ

۳۷۶۔ الاعتصام، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، علامہ ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی، متوفی ۷۹۰ھ

۳۷۷۔ بوادر النوادر، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۶۴ء، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ

۳۷۸۔ براہین قاطعہ، مطبوعہ مطبع بلالی، ڈھونڈ، شیخ خلیل احمد انبیٹھوی، متوفی ۱۳۴۶ھ

۳۷۹۔ اسلام اور موسیقی، مطبوعہ ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۶۸ء، شاہ محمد جعفر پھلواری

۳۸۰۔ المہند علی المفند، مطبوعہ کتب خانہ دیوبند، شیخ خلیل احمد انبیٹھوی، متوفی ۱۳۴۶ھ

۳۸۱۔ دو اسلام، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، ڈاکٹر غلام جیلانی برق

۳۸۲۔ مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۷۰ء، حضرت مجدد الف ثانی، متوفی ۱۰۳۴ھ

۳۸۳۔ حیٰوۃ الحیوان الکبریٰ، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ، علامہ محمد بن موسیٰ الدمیری، متوفی ۸۰۸ھ

۳۸۴۔ عجائب المخلوقات، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ۱۳۰۵ھ، علامہ زکریا بن محمد بن محمود

۳۸۵۔ الملفوظ، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور، امام احمد رضا قادری، متوفی ۱۳۴۰ھ

۳۸۶۔ تکمیل الایمان، مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ، ۱۹۱۲ء، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ

۳۸۷۔ منہاج السنۃ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن تیمیہ حرانی، متوفی ۷۲۸ھ

۳۸۸۔ تقویۃ الایمان، مطبوعہ مطبع علیمی لاہور، شیخ اسماعیل دہلوی، متوفی ۱۲۴۶ھ

۳۸۹۔ تحقیق الفتویٰ، مطبوعہ مکتبۂ قادریہ لاہور، ۱۳۹۹ھ، علامہ فضل حق خیر آبادی، متوفی ۱۸۶۱ء

۳۹۰۔ ماثبت بالسنۃ، مطبوعہ ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ

۳۹۱۔ شمائم امدادیہ، مطبوعہ مدنی کتب خانہ ملتان، ۱۴۰۵ھ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، متوفی ۱۳۱۷ھ

۳۹۲۔ امداد المشتاق، مکتبۂ اسلامیہ لاہور، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ

۳۹۳۔ فیصلہ ہفت مسئلہ، مطبوعہ مدنی کتب خانہ لاہور، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، متوفی ۱۳۱۷ھ

۳۹۴۔ المورد الروی فی المولد النبوی، مطبوعہ المدینۃ المنورۃ، ۱۴۰۰ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ

۳۹۵۔ ابجد العلوم، مطبوعہ مکتبۂ قدوسیہ لاہور، ۱۴۰۳ھ، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، متوفی ۱۳۰۷ھ

۳۹۶۔ الدرر الکامنۃ، مطبوعہ دار الجیل بیروت، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی

۳۹۷۔ فتاویٰ مہریہ، مطبوعہ گولڑہ شریف ۱۹۷۸ء، علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ۱۳۵۶ھ
۳۹۸۔ روزنامہ جنگ کراچی، میر خلیل الرحمٰن (مدیر اعلیٰ)
۳۹۹۔ جمہرۃ انساب العرب مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۳ھ، ابو محمد علی بن حزم اندلسی، متوفی ۴۵۶ھ
۴۰۰۔ التلخیص الحبیر، حافظ ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ
۴۰۱۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
۴۰۲۔ الحیلۃ الناجزۃ، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، ۱۹۸۷ء، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ
۴۰۳۔ احسن الفتاویٰ، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۴۰۷ھ، مفتی رشید احمد
۴۰۴۔ ابریز من کلام سیدی عبد العزیز، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۸۰ھ، سیدی احمد بن عبد المبارک
۴۰۵۔ تحذیر الناس، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند، ۱۳۹۵ھ، شیخ محمد قاسم نانوتوی، متوفی ۱۲۹۷ھ
۴۰۶۔ ازاحۃ العیب بسیف الغیب، مطبوعہ رضوی کتب خانہ لاہور ۱۳۴۳ھ، امام احمد رضا قادری، متوفی ۱۳۴۰ھ
۴۰۷۔ صراطِ مستقیم، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ، لاہور، شیخ اسماعیل دہلوی، متوفی ۱۲۴۶ھ
۴۰۸۔ میری داستانِ حیات، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی، ڈاکٹر غلام جیلانی برق
۴۰۹۔ رمزِ ایمان، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی، ڈاکٹر غلام جیلانی برق
۴۱۰۔ فتاویٰ رشیدیہ کامل، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی، شیخ رشید احمد گنگوہی، متوفی ۱۳۲۳ھ
۴۱۱۔ التراتیب الاداریہ (نظام الحکومت النبویہ)، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، علامہ عبد الحیٔ الکتانی
۴۱۲۔ انشورنس اسلامی معیشت میں، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۸۲ء، ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی
۴۱۳۔ شرح جامی، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی، کراچی، مولانا عبد الرحمٰن جامی
۴۱۴۔ اعانۃ الطالبین، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ سید ابی بکر المعروف بالسید البکری
۴۱۵۔ مختصر المعانی، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، کراچی، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، متوفی ۷۹۲ھ
۴۱۶۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، مطبوعہ زیرِ اہتمام، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۳۹۷ھ
۴۱۷۔ مقالاتِ کاظمی، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال، ۱۳۹۷ھ، علامہ سید احمد سعید کاظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ
۴۱۸۔ ہدایۃ النحو، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی کراچی، علامہ ابو الحیان اندلسی، متوفی ۷۵۴ھ
۴۱۹۔ المرأۃ فی فکر الاسلامی مطبوعہ مطابع جامعۃ الموصل بغداد، ۱۹۸۶ء، علامہ جمال محمد فقی رسول الباجوری
۴۲۰۔ اعلام الموقعین، مطبوعہ حارۃ حریک لبنان، علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف با بن القیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ
۴۲۱۔ اتحاف سادۃ المتقین، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ، علامہ سید محمد بن محمد مرتضیٰ الحسینی زبیدی حنفی، متوفی ۱۲۰۵ھ
۴۲۲۔ رد الرفضۃ، مطبوعہ مشہور پریس کراچی، امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
۴۲۳۔ تصفیہ مابین سنی و شیعہ، مطبوعہ گولڑہ شریف ۱۹۷۹ء، علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ۱۳۵۶ھ،
۴۲۴۔ تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، ” ” ۱۳۱۲ھ، علامہ پیر سید مہر علی شاہ، متوفی ۱۳۵۶ھ،